جلد اوّل

روحانی امراض کی اصلاح کے لئے
تیر بہدف ہزاروں الہامی اصلاحی نسخے

روحانی معالج

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

تلخیص ''تربیت السالک'' مع اضافہ جدیدہ
برصغیر کے عظیم روحانی مطب ''خانقاہ امدادیہ اشرفیہ''
تھانہ بھون کا فیضان عام... جہاں زندگی کے ہر شعبہ کے
ہزاروں افراد نے اپنی اصلاح کرائی اور بھٹکی ہوئی
انسانیت واصل بحق ہوئی روحانی امراض سے
متعلق سوالات کے الہامی جوابات

تبویب
اُستاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ
(بانی جامعہ خیر المدارس ملتان)

اضافہ جدیدہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ
عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف رحمہ اللہ
عارف باللہ حضرۃ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ
جیسے اکابر خلفاء کرام کی خط وکتابت کا اضافہ

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240)

روحانی معالج

ملخص تربیت السالک

جلد اول

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ
کی خدمت میں لکھے گئے روحانی بیماریوں کے متعلق
ہزاروں سوالات کے الہامی جوابات

تبویب
استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ
(بانی جامعہ خیر المدارس ملتان)

تلخیص
صوفی محمد اقبال قریشی مدظلہ
خلیفہ مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
وحضرت اقدس الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

رُوحانی مُعالج

تاریخ اشاعت............ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
ناشر.............ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.............سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ...چوک فوارہ...ملتان — مکتبہ رشیدیہ......راجہ بازار......راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.........انارکلی.......لاہور — یونیورسٹی بک ایجنسی....خیبر بازار.......پشاور
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.....لاہور — ادارۃ الانور ......ٹاؤن.......کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ......اردو بازار ......لاہور — مکتبہ المنظور الاسلامیہ .جامعہ حسینیہ...علی پور
ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ کا
مجددانہ کارنامہ... اصلاح بذریعہ خط وکتابت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی اشرف

الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم الی یوم الدین

امابعد! اللہ تعالیٰ نے گزشتہ صدی میں حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے تجدید دین کا جو عظیم الشان کا کام لیا وہ کسی بھی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں۔ اسلامی علوم اور اصلاح ملت کیلئے ہر میدان اور ہر شعبہ میں تجدیدی کام کئے۔ چونکہ آپ منجانب اللہ مقام مجددیت پر فائز کئے گئے تھے اس لئے آپ کی تقریر' تحریر' تالیف' تدریس وتبلیغ اور مواعظ وملفوظات میں جو برکت رکھی گئی وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آج تقریباً پون صدی گزرنے کے باوجود آپ کی ہر تقریر وتحریر کا فیض چار سو پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا اور موافق ومخالف ہر چھوٹا بڑا کوئی بھی آپ کی تعلیمات سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

آپ کے تجدیدی کارہائے نمایاں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے طالبین حق کی اصلاح کیلئے خط وکتابت کا سلسلہ جاری فرمایا کہ جو شخص جس شعبہ زندگی میں ہے دنیا بھر میں جہاں ہیں بھی ہے وہیں رہتے ہوئے بذریعہ خط اپنے دینی سوالات' روحانی امراض' اشتغال واعمال کے بارے میں لکھتا اور آپ کو منجانب اللہ جو جواب القاء ہوتا تحریر فرماتے۔ ان خطوط کا انداز یہ ہوتا کہ سائل نصف صفحہ پر سوال لکھتا اور بقیہ نصف صفحہ جواب کیلئے خالی چھوڑ دیا جاتا۔ اس طرح سوال اور جواب دونوں محفوظ رہتے اور حضرت اپنی نگرانی میں اُن کی نقل اپنے پاس محفوظ کرا لیتے' آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب اُنہی محفوظ اور منتخب خطوط کا مجموعہ ہے۔

اس مجددانہ کارنامے کو مختصر الفاظ میں ''اصلاح بذریعہ خط'' کا نام دیا جاسکتا ہے جس سے اکابر خلفاء اور علماء نے ہی استفادہ نہیں کیا بلکہ گردونواح کے ہزاروں حضرات نے آپ سے مکاتبت کی اور اپنی جگہ رہتے ہوئے علوم اشرفیہ سے مستفید ہوئے۔

آپ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ خطوط کے جواب میں آپ سائل کی حالت اور اس کی

ضرورت کا پورا پورا خیال فرماتے کسی کے مختصر سوال کے جواب میں بضرورت منجانب اللہ اس قدر طوالت فرمائی کہ جواب مستقل رسالہ بن گیا۔ بعض دفعہ سوال مفصل ہے تو جواب حسب ضرورت مختصر۔ یہ آپ کے کمال اخلاص کی علامت ہے۔ آج کی مصروف زندگی میں جبکہ دور دراز کا سفر کرنا اور شیخ کی خدمت میں رہ کر اپنا تزکیہ کرانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ان حالات میں بذریعہ خط اپنی اصلاح کرالینا کس قدر عظیم نعمت ہے یہ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

تربیت السالک کے مطالعہ کا طریقہ

سالکان طریقت کیلئے لکھے گئے آپ کے الہامی جوابات روحانی امراض کیلئے کس قدر نسخہ شفا ہیں اور ان کی کیا قدر و منزلت سمجھ میں آسکتی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ نے اپنے خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ سے فرمایا کہ تربیت السالک کا مطالعہ اس طرح کرو کہ سائل کا سوال بغور پڑھا جائے پھر حکیم الامت رحمہ اللہ کا تحریر فرمودہ جواب پڑھنے سے پہلے خود سوچا جائے کہ اس کا جواب کیا ہوسکتا ہے۔ دو تین مرتبہ سوچا جائے پھر حضرت کا لکھا ہوا جواب پڑھا جائے تو حضرت کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

خطوط کے جواب میں یہ پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ کا معاملہ ہر شخص کے حال و مزاج کے موافق ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے حلقہ ارادت میں زندگی کے تمام شعبوں سے منسلک حضرات کی ایک جماعت تھی جنہوں نے اپنی اصلاح کے بعد اپنے اپنے شعبہ میں رہتے ہوئے خدمت خلق و اصلاح خلق کے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اکابر علماء، ہمعصر مشائخ، تاجر، ڈاکٹر، وکیل، دانشور، تاریخ دان، صحافی، ادیب، امیر، غریب، نواب و رئیس غرض ہر شخص نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق آپ سے استفادہ کیا۔ بچے بڑے خواتین و حضرات ہر ایک کے ساتھ آپ کا منفرد اندازِ تربیت تھا۔

نمونہ کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا محمد زکی کیفی رحمہ اللہ کا بچپن میں زندگی کا پہلا خط جو حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا اس کا جواب نقل کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں۔

بھائی جان نے جب بچپن میں لکھنا سیکھا تو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے ان سے سب سے پہلا خط حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھوایا۔ اس خط کا جو جواب حضرتؒ نے مرحمت فرمایا وہ ایک مستقل سبق بھی ہے اور بھائی کیلئے ایک عظیم سرمایہ سعادت

بھی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ "برخوردار سلمہ السلام علیکم مع الدعا' تمہارے حروف دیکھ کر دل خوش ہوا۔ تمہاری علمی و عملی ترقی کی دعا کرتا ہوں۔ خط ذرا اور صاف کرلو اس سے مکتوب الیہ کو بھی سہولت و راحت ہوتی ہے اس نیت سے ثواب بھی ملتا ہے۔ دیکھو! میں تم کو بچپن سے صوفی بنا رہا ہوں' دردسر کا یہ تعویذ سر میں باندھ لو سب گھر والوں کو سلام و دعا۔ اشرف علی۔

عام لوگ سوچیں گے کہ خط صاف کرنے کا تصوف سے کیا واسطہ؟ لیکن یہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصیت تھی کہ انہوں نے شریعت و طریقت کے اہم ترین تقاضوں یعنی آداب معاشرت' اخلاق اور صفائی معاملات کی طرف اپنے متعلقین کو اس وقت بطور خاص متوجہ فرمایا جب دین کے ان شعبوں کو دین سے خارج سمجھ لیا گیا تھا اور اد و وظائف یا نوافل میں سستی پر حضرتؒ نے کبھی عتاب نہیں فرمایا' لیکن اگر کوئی شخص آداب معاشرت یا معاملات وغیرہ میں کوتاہی کرتا یا ایسا کام کرتا جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے تو اس پر سخت گرفت فرماتے تھے۔

حضرت کی شان جامعیت کو واضح کرنے کیلئے ذیل میں ایک خط اور اس کا جواب ملاحظہ فرمایئے جسے حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے اپنی مجالس میں ذکر فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ مولانا عبدالماجد صاحب اور مولانا عبدالباری صاحب ندوی کا خط پہنچا اس وقت مولانا عبدالباری صاحب حیدر آباد جامعہ عثمانیہ میں پروفیسر تھے۔ دو ڈھائی مہینہ کی چھٹی ہوئی تو انہوں نے حضرت کو لکھا کہ حضرت چھٹی ہو رہی ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ یہ وقت ہم وہیں گزاریں تو آیا دیوبند میں رہ کر یہ وقت گزاریں یا تھانہ بھون میں جو آپ کا مشورہ ہو حضرت نے بڑا عجیب اصولی جواب دیا فرمایا کہ اگر جامعیت مقصود ہے تو دیوبند چلے جاؤ اور اگر جمعیت مقصود ہو تو تھانہ بھون چلے آؤ مولانا ندوی نے لکھا کہ مجھے جمعیت مقصود ہے اس لئے تھانہ بھون ہی حاضر ہوں گا چنانچہ یہی کیا۔

ایک اور خط کا جواب سنئے اور سر دھنئے

ایک بزرگ سے سنا کہ ایک صاحب نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ پہلے میرا تعلق آپ کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے تھا لیکن جتنا نفع مجھے آپ سے ہو رہا ہے وہ مجھے اُن سے نہیں ہوا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں حیرت میں رہ گیا کہ اس کا کیا جواب لکھوں اس لئے کہ اگر میں اس کی نفی کرتا ہوں تو یہ خلاف واقع ہے کہ اس جو محسوس کیا وہی لکھا اور اگر اس کی تصدیق کی جائے تو اس سے اپنے شیخ کی تنقیص لازم آتی ہے۔ اب کیا جواب لکھا جائے آپ خود بھی سوچئے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے قلم اٹھایا تو اللہ تعالیٰ

نے دل میں یہ بات ڈالی اور میں نے لکھا کہ ”چھوٹوں کو چھوٹوں سے ہی نفع ہوتا ہے“۔
یعنی یہ تمہارا مقام ہی نہیں تھا کہ تمہیں حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے فائدہ ہوتا“

تیرا سادہ سا فقرہ مصرہ منشور ہوتا تھا

بعض مرتبہ آپ اپنے لکھے ہوئے جوابات کو سن کر فرماتے کیا یہ جواب واقعی میرا لکھا ہوا ہے؟ پھر فرماتے اب اگر میں چاہوں تو ایسا نہیں لکھ سکتا یہ اللہ کا فضل ہے کہ وہ جس سے چاہیں کام لے لیں۔

ایک صاحب تھانہ بھون اسٹیشن پر اترے تو ایک سکھ اسٹیشن ماسٹر نے پوچھا کہ کہاں جانا ہے؟
ان صاحب نے بتایا کہ حضرت کی خدمت میں جارہا ہوں۔
سکھ نے کہا کہ حضرت کو میرا بھی سلام دیجئے گا۔
ان صاحب نے آ کر حضرت کو سلام پہنچایا تو تو آپ نے جواب میں
”اللہ تعالیٰ سکھ کو سکھ عطا فرمائیں پھر فرمایا کہ اصل سکھ تو اسلام میں ہے“
اسی طرح آپ کے مکتوبات کی برکات ہیں کہ آپ کی قلم سے نکلا ہوا مختصر جملہ بھی دل کی دنیا بدلنے اور اصلاح کیلئے نسخہ کیمیا ثابت ہوا۔

حضرت کے ہاں منظم نظام الاوقات تھا اور تمام خطوط کے جوابات روز کے روز تحریر فرما کر سپرد ڈاک کر دیئے جاتے اور سفر و حضر کی ہر حالت میں فوری جواب لکھنے کا معمول تھا تاکہ سائل کو زحمت انتظار نہ ہو۔

میرے شیخ حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بعض دفعہ آپ خطوط کا جواب بعد عشاء لالٹین کی روشنی میں لکھنے بیٹھتے اور اذان فجر ہو جاتی۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت کی خدمت میں خط لکھتے اور ہمیں اندازہ ہوتا کہ فلاں دن خط پہنچے گا پھر وہاں سے روانہ ہوگا اور فلاں دن ہمیں موصول ہوگا تو ہمارے اندازے کے مطابق ٹھیک وقت پر جواب مل جاتا۔

حضرت کو بعض اوقات جواب کے بارے میں انشراح نہ ہوتا تو بلا تکلف تحریر فرما دیتے کہ اس کو دوبارہ لکھا جائے۔ فی الحال جواب کے بارے میں انشراح نہیں ہو رہا۔
ایک خاتون جن کا آپ سے اصلاحی تعلق بھی تھا انہوں نے ایک مرتبہ خط میں لکھا کہ حضرت مجھے آپ سے محبت ہے حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ عورت کیلئے اس طرح لکھنا مناسب نہیں بلکہ یہ لکھا جائے کہ مجھے آپ سے عقیدت ہے۔ اس طرح آپ جہاں

الفاظ کی تعلیم دیتے تھے وہاں آپ کا کمال احتیاط بھی ظاہر ہے۔

ایک مرتبہ آپ خطوط کے جواب لکھنے بیٹھے لیکن کوئی جواب ذہن میں نہ آتا تھا فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ سوچنے پر ذہن میں آیا کہ اہل خانہ جو کہیں گئے ہوئے تھے اور مجھ سے گھر کی مرغیوں کو کھولنے کا کہہ گئے تھے جو میں بھول گیا تھا بس میں نے گھر جا کر مرغیوں کو کھولا پھر آ کر جواب لکھنا شروع کیا تو طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا۔ اس سے آپ اندازہ فرمائیں کہ حضرت کے تمام امور کیسی میں خدائی نصرت کارفرما تھی۔

آپ کے تحریر فرمودہ خطوط کے جوابات دین و دنیا کی اصلاح و فلاح کیلئے کس قدر مفید اور تیر بہدف ہیں اس بارے میں رمزی اٹاوی اپنے اشعار میں یوں عکاسی کرتے ہیں۔

تری حاضر جوابی سے ہر ایک مسرور ہوتا تھا ۔۔۔ ترا سادہ سا فقرہ مصرعہ منشور ہوتا تھا
تو شاگرد رشید ایسا کہ استاذ زماں نکلا ۔۔۔ زمین ہند کا ذرہ چراغ آسمان نکلا
ترے حکمت بھرے نسخوں سے بوئے علم آتی ہے ۔۔۔ فضا کے روح میں جو نور بنکر پھیل جاتی ہے
مطالب جن کے قاری کو غذائے فکر دیتے ہیں ۔۔۔ تغافل کیش روحوں کو پیغام فکر دیتے ہیں
یہ خدام شریعت ہیں جو مانند پیغمبر ہیں ۔۔۔ وہ دریا کیسا ہوگا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں
کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ ۔۔۔ بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے تحریر فرمودہ روحانی امراض سے متعلق سوالات کے لکھے ہوئے جوابات جو کہ ''تربیت السالک'' کے نام سے ضخیم دو جلدوں میں موجود ہے اور الحمدللہ عرصہ دراز سے اکابر مشائخ اور ظاہر و باطن کی اصلاح کیلئے نسخہ اکسیر ہے۔

اس عظیم کتاب کا تعارف حضرت کے خلیفہ مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ (پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن) کی قلم سے سنئے۔

''یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے جو علاوہ نادر اور عدیم النظیر ہونے کے مفید و دلچسپ بھی اسی قدر ہے کہ جس کو اس فن سے قدرے مناسبت ہو تو وہ بغیر تمام کئے نہیں رہ سکتا اس کی ضرورت و احتیاج مبتدی سے لے کر شیخ الشیوخ تک کو ہے جو اس سے بے نیاز نہیں۔ یہ کتاب اصل میں روحانی مشکلات و امراض کا مطب ہے چنانچہ سالکین کے سوالات کے جواب میں جو حضرت مجدد الملت حکیم الامت

مولانا تھانویؒ نے تحریر فرمایا یہ اسی کا مجموعہ ہے جس میں ان سینکڑوں غلطیوں کا جو اس فن میں مدت دراز سے پیدا ہوگئی تھیں قلع قمع کیا گیا ہے۔ شاعرانہ مبالغہ نہیں وہم پرستی نہیں بلکہ مشاہدہ و تجربہ ہے کہ اگر اس کتاب کا روزانہ وِرد رکھا جائے تو ان شاء اللہ ایک دن یار آید بکنار منزل مقصود پر فائز ہوگا''۔

مولانا موصوف نے تربیت السالک کی پہلی مرتبہ تلخیص بھی کی جس پر حکیم الامت رحمہ اللہ کے تقریظی کلمات ہیں اور حضرت ہی کا تجویز فرمودہ نام ''آئینہ تربیت'' ہے جو کہ ''تربیت السالک'' کے اُس دور میں شائع شدہ سات حصوں کا خلاصہ ہے جسے ادارہ نے اپنے سلسلہ ''ملفوظات حکیم الامت'' کی جلد ۲۵ کے آخر میں شامل کیا ہوا ہے۔

عصر حاضر کے جدید ذوق اور مصروفیت کے اس دور کی وجہ سے دل میں تقاضا پیدا ہوا کہ ''تربیت السالک'' کی تلخیص کردی جائے اور خلفاء اکابر کے نایاب خطوط بھی شامل کردیئے جائیں۔ بندہ نے اپنے اس خیال کو حضرت صوفی محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہ (جو کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تعلیمات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور علوم اشرفیہ کی ترتیب و تالیف کا خاص ذوق رکھتے ہیں) کے سامنے پیش کیا۔ ماشاء اللہ حضرت صوفی صاحب مدظلہ مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں اور حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ سے بھی مجاز ہیں۔ اس لئے اس علمی و اصلاحی کام کیلئے حضرت ہی کو فرمائش کی۔ آپ نے اپنی علالت و عدیم الفرصتی کے باوجود کمال اخلاص اور حسن و خوبی کے ساتھ تھوڑے عرصہ میں اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچادیا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مسترشد خاص حضرت اقدس نواب عشرت علی خان قیصر مدظلہ العالی کی دعاؤں اور توجہات سے یہ کتاب شائع ہوئی۔

اللہ پاک ہماری اس جدید کاوش کو شرف قبولیت سے نوازیں اور ان الہامی و روحانی نسخوں کو مرتب، ناشر اور جملہ قارئین کی صلاح و فلاح کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

والسلام محمد اسحٰق غفرلہٗ (رجب المرجب ۱۴۲۹ھ بمطابق جولائی 2008ء)

تمہید

تبویب تربیت السالک وتنجیۃ الہالک

منصب مشیخت ایک بہت بڑا منصب ہے کیونکہ دعوۃ الی اللہ منصب نبوۃ ہے اور منصب مشیخت اس کی نیابت ہے۔ لہٰذا اس کے اعظمیت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

اس منصب کے لوازم میں سے دو امر ایسے ہیں جن پر مدار ہے صاحب منصب کے محق اور مدعی کے امتیاز کا اول یہ کہ طالبین کی استعداد اور خصوصیات مزاج کے پہچاننے میں مہارت تامہ رکھتا ہو۔ دوسرے شان ارشاد وتربیت اس میں علی وجہ الکمال ہو۔ مشائخ کی عظمت شان ان کی شان ارشاد تربیت ہی سے معلوم کی جاتی ہے اور ان کے شہرت کی بناء عندالخواص یہی شان وارشاد تربیت ہوتی ہے جو شیخ اپنے زمانہ اس شان ارشاد میں سب مشائخ موجودین پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہ وغیرہ وغیرہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کا طرز تربیت کیا تھا اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طرز ہے یا اس میں تغیر وتبدل ہوگیا ہے امر اول کے متعلق یہ عرض ہے کہ ان اکابر کا مقصود اصلاح نفس اور مامورات شرعیہ کا اخلاص کے ساتھ بجالانا اور منہیات سے احتراز کرنا تھا اور شیخ ومرید میں مریض وطبیب کا سا تعلق تھا اور اصلاح ایک مستقل فن تھا۔ جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے اور دعویٰ مشیخت کا صدق اسی وقت مسلم ہوتا تھا کہ شیخ عبادات کے علل وامراض اور ان کے طرق معالجات سے بخوبی ماہر وواقف ہو اور مرید کو ان امور کی تعلیم اور ان پر کاربند کرتا ہو اور بوقت ضرورت سیاست سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان امور میں مطلق العنان نہ چھوڑتا ہو۔ آہستہ آہستہ ایسا انقلاب ہوا کہ قریب قریب یہ فن مردہ ہوگیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ اخص الخواص جو کہ مسند ارشاد پر متمکن ہوتے ہیں ان میں بھی اکثر اس فن کی حقیقت سے ناواقف ہوگئے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول کے موافق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھے ہونے کی کیا صورت' کیونکہ رائے العلیل علیل (حقیقۃ او حکماً) بس مشائخ محققین کے یہاں بھی ارشاد وتربیت کا انحصار صرف تعلیم اذکار واشغال میں ہوگیا۔ مشائخ نے اپنا فرض منصبی اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان کی پابندی کو اور ان پر کیفیات واحوال کے طریاں کو وصول الی اللہ سمجھا اگرچہ باطن رزائل کبر وحسد وریا وغیرہ اخلاق مذمومہ سے ملوث ہو۔ حالانکہ کیفیات کا حصول دلیل

مقبولیت عنداللہ کی نہیں کیونکہ خاص تدبیرات سے یہ فاسقوں بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہوجاتی ہے۔
عادۃ اللہ ہمیشہ سے جاری ہے۔ کہ طریق مردہ کے احیاء کیلئے ہمیشہ انبیاء وعلماء ومجددین کو قائم فرماتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عادۃ مستمرہ کے موافق اس زمانہ میں بھی علماء ومشائخ کو قائم فرمایا۔ منجملہ ان کے حضرت مجدد الملت محی السنۃ قاطع البدعت سیدی ومولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی بلاشبہ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی شان تربیت وارشاد مشائخ متقدمین جیسی ہے۔ تصوف کی مبہم اور مجمل حقیقت قرنوں کے بعد ایسی صاف اور منقح ومفصل کردی ہے کہ اس کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کا خفا باقی نہیں رہا ہے۔ میں بآواز دہل کہتا ہوں کہ جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کر لے۔ عیاں راچہ بیاں۔ یوں یہ مضامین آپ کی قریب قریب سب کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں تربیت السالک خصوصیت کے ساتھ بے نظیر کتاب ہے۔ جو چھپ کر متفرق رسالوں میں وقتاً فوقتاً مدت طویلہ سے شائع ہورہی ہے جس میں فن اصلاح وتربیت کا بیش بہا خزانہ ہے۔ آج تک فن تربیت میں کوئی کتاب ایسی مدون ومرتب نہیں ہوئی جس میں اصول وفروع تربیت مدون ہوں۔ ہر قسم کے حالات جو سالکین کو پیش آتے ہیں اور ان کے متعلق تحقیقات جو حضرت مدظلہ نے بیان فرمائی ہیں۔ اسی طرح اعمال وحالات کے متعلق سوالات اور ان کے جوابات کا کافی ذخیرہ ہے کہ فہیم آدمی کو اس کے مطالعہ سے کافی مناسبت اس فن سے ہوسکتی ہے اور فن کی حقیقت خوب منقح ہوسکتی ہے اور مزید یہ کہ ہر قسم کے مسائل وتحقیقات ہیں جو کم وبیش ہر شخص کے حالات پر منطبق ہوجاتے ہیں جس سے اپنے حال کے اچھے یا برے ہونے کی کافی اطلاع ہوجاتی ہے۔ میرے خیال میں اس کا ہر مسلمان کے پاس رہنا نہایت ضروری ہے مگر چونکہ اس کے مضامین ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط تھے جس کی وجہ سے ایک قسم کی تحقیقات مجتمعانہ مل سکتی تھیں اور مجتمع کا نفع ہونا منتشر سے ظاہر ہے۔

اس لئے مولانا مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کے استدعا پر مولانا مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھر نے اس کی نہایت لطیف تبویب فرمادی ہے۔ کل مضامین دس ابواب پر منقسم ہوگئے ہیں۔ اب اور بھی اس کے مضامین کے سمجھنے میں سہولت ہوگئی اور بہت عمدہ مجموعہ ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی سعی مقبول فرمائے اور سب
مسلمانوں کو اس سے منتفع فرمائے اور حضرت مدظلہم العالی کے فیوض
وبرکات کو مدت مدید تک باین خیر وخوبی جاری رکھے۔ آمین۔

عرض مرتب

تربیت السالک حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی وہ مجددانہ، مقبول عوام وخواص تصنیف ہے جس کے مطالعہ کی ترغیب حضرت حکیم الامت خود کتاب کی طباعت سے پہلے دیتے تھے چنانچہ ایک مسترشد خاص کو تحریر فرماتے ہیں۔
تربیت السالک کے بعض حصص الامداد میں چھپے ہیں اور بعض قلمی ہیں سب دیکھ لیجئے۔ (تربیت السالک) اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا راہ ولایت معلوم کرنے کیلئے تربیت السالک ہے۔ (خاتمۃ السوانح)

تبویب تربیت السالک دو ضخیم جلدوں میں 2360 صفحات میں شائع ہوئی ہے۔
حق سبحانہ وتعالیٰ نے اخی فی اللہ برادر محترم حضرت الحاج مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب ملتانی مدظلہ کے دل میں یہ بات القاء کی کہ دور حاضر میں ان ضخیم جلدوں کا مطالعہ عدیم الفرصت طالبین وسالکین سے مشکل ہے ان علوم ومعارف وحکم کو ایک جلد میں سمانے کی کوشش کی جائے۔ سوالات مختصر کیے جائیں۔ اسی طرح جوابات میں ذاتی معاملات (ادعیہ وغیرہ) کو حذف کیا جائے۔ مکررات درج نہ کئے جائیں وغیرہ اس طرح ان میں اختصار ہو جائے گا یہ کہہ کر انہوں نے دونوں جلدیں میرے پاس بھجوادیں۔ کئی روز دعائیں کرتا رہا اور مطالعہ کرتا رہا۔ اس کے بعد شرح صدر ہوا تو از حد نافع محسوس ہوا جو کچھ ہو سکا پیش خدمت ہے حق سبحانہ وتعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائیں اور ناشر و ناکارہ کیلئے ذریعہ نجات بنائیں۔

دعاؤں کا از حد محتاج

بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی مبارک قلم سے ایک تعزیت نامہ

[illegible]

خطبه

تربيت السالك وتنجية الهالك

(از حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

بعد الحمد والصلوۃ فقد قال اللہ تعالیٰ ولکن کونوا ربانین الآیہ وھو الذی یری الناس بصغار العلوم قبل کبارھا کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

یہ آیت بنا بر تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے۔ جس کے مختلف ومتعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علماً وعملاً قریب قریب مفقود ہو رہی ہے۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے۔ باعتبار مقامات واحوال وافعال وآثار وارادت وخطرات کے اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین ومفیدین مبتلا ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا وہادینا الحافظ الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش وہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کیلئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اس لئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور ان کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کر لئے جایا کریں اور جب کچھ معتد بہ حصہ ہو جایا کرے وقتاً فوقتاً شائع کر دیئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کیلئے ایک نہایت بکار آمد دستور العمل تیار ہو جائے۔

چنانچہ شوال ۱۳۲۹ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائے اتم کرتا ہوں اور اس کا نام تربیت السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال وجواب کی شکل میں ہیں اس کی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال وتحقیق لکھا گیا ہے اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیہ میں نہ غموض ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاویٰ میں نقل ہونے کا التزام کیا گیا ہے اور امداد الفتاویٰ میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کر دی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کیلئے درمیان میں ایک فاصل بنا دیا گیا تا کہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آسکے۔ کتبہ: اشرف علی عفی عنہ

اُصول خط وکتابت

ذیل میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ کی تالیف ''اشرف السوانح'' سے ماخوذ حضرت کے خط وکتابت کے سلسلہ میں اصول ومذاق بتایا گیا ہے۔

ایک خط میں ایک ہی سوال

حضرت والا مختلف النوع مضامین کا ایک خط میں اجتماع گوارا نہیں فرماتے مثلاً اگر مسائل فقہیہ اور احوال ومسائل سلوک ایک ہی خط میں پوچھے جاتے ہیں تو چونکہ مسائل فقہیہ زیادہ اہم ہیں اور ان کے جواب میں تعجیل ضروری ہے اس لیے صرف ان کا جواب مرحمت فرمادیتے ہیں بشرطیکہ مراجعت کتب کی ضرورت نہ ہو جس کی ضرورت حضرت والا کو اکثر فرصت نہیں ملتی اور احوال ومسائل سلوک کے متعلق تحریر فرمادیتے ہیں کہ جدا خط میں پوچھے جائیں اور بعض اوقات زجر (تنبیہ) کے لیے بالکل جواب نہیں دیا جاتا۔

سلیقہ مندی سے سوال پوچھے جائیں

اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ لوگ بڑے بڑے رسالے بھیج دیتے ہیں کہ ان کا جواب لکھو یہ میں لکھ دیتا ہوں کہ میرے پاس اتنا وقت تو کہاں ہے کہ سب کا یکجائی جواب لکھوں۔ ہاں آپ یہ کریں کہ پہلے ایسے مقامات منتخب کرلیں جو آپ کے نزدیک محتاج جواب ہوں پھر ان مقامات میں سے ایک خط میں صرف ایک مقام میرے پاس بھیج دیا کریں جب اس کا جواب پہنچ جائے اور وہ طے ہوجائے خواہ ایک ہی خط میں یا متعدد خطوط میں تو پھر اسی طرح دوسرا مقام بھیج کر اس کا جواب حاصل کرلیں۔ اسی طرح برابر مجھ سے خدمت لیتے رہیں اور جب سب مقامات کا جواب ہوجائے اس کو جمع کرکے شائع کردیں۔ اھ

یہ فرما کر فرمایا کرتے ہیں کہ مجھے خدمت سے انکار نہیں بشرطیکہ طریقہ سے خدمت لی

جائے اور صرف وہی کام مجھ سے لیا جائے جو میرے کرنے کا ہو اور جو خود کر سکیں اس کو خود کیا جائے۔ سارا بوجھ مجھی پر نہ ڈال دیا جائے۔ اس طرح تو اگر کوئی عمر بھر بھی مجھ سے خدمت لیتا رہے تو میں نہایت خوشی کے ساتھ حاضر ہوں کیونکہ میرا تو کام یہی ہے کہ میں اپنے بھائی مسلمانوں کی خدمت کروں جتنی بھی ہو سکے اور جیسی بھی ہو سکے۔

تصنع وتکلف سے پرہیز

حضرت والا خط وکتابت میں عبارت کے تکلف اور تصنع کو بہت ناپسند فرماتے ہیں کیونکہ اس میں تلبیس کی زیادہ گنجائش ہوتی ہے اور کاتب کے مافی الضمیر کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص طالبین طریق باطن کو تو بہت اہتمام کے ساتھ اس سے روکتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی محض اظہار لیاقت کے لیے بلا ضرورت عربی میں خط لکھتا ہے تو بجائے عربی میں جواب لکھنے کے اردو میں یہ تحریر فرمادیتے ہیں کہ میں تو بے تکلف عربی عبارت لکھنے پر قادر نہیں اور آپ ماشاء اللہ قادر ہیں تو آپ مجھ سے اکمل ہوئے لہٰذا اکمل کو ناقص سے رجوع نہیں کرنا چاہیے آپ کسی کامل سے رجوع کیجئے۔

بلا تاخیر جوابات کی روانگی

حضرت والا کو خطوط کے بلا تاخیر جواب دینے کا اسقدر اہتمام ہے کہ شاید و باید۔ یہاں تک کہ خطوط لکھنے والے پہلے سے حساب لگا لیتے ہیں کہ فلاں دن جواب آئے گا۔ اور اگر ڈاک خانہ کی غلطی سے (اور اکثر یہی سبب ہوتا ہے) یا اور کسی خاص وجہ سے اس روز جواب نہیں پہنچتا تو متردد ہو جاتے ہیں چنانچہ بعض نے یہ خیال کر کے کہیں تاخیر کا سبب نصیب اعداء علالت طبع نہ ہو ہر وقت خط نہ پہنچنے پر فوراً دریافت خیریت کا عریضہ لکھا۔

اکثر دیکھا گیا کہ پچاس پچاس خطوط روزانہ آئے جن میں اکثر طویل ہوتے ہیں۔ مگر سب کے جواب سے ہمروزہ فارغ ہوتے رہے خواہ عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء بلکہ عشاء کے بعد تک برابر مشغول رہنا پڑا۔ اور جس زمانہ میں سفر فرمایا کرتے تھے تو کئی کئی دن کی ڈاک یکجائی پہنچتی تھی اس حالت میں خود احقر نے بارہا دیکھا کہ جب تک اکثر خطوط کا جواب لکھ کر کام کو اپنے

قابو میں نہیں کر لیا راتوں کو سوئے نہیں بلکہ ایسا بھی ہوا کہ وعظ سے آدھی رات کو فارغ ہو کر تشریف لائے اور واپسی پر ڈاک کو لے بیٹھے اور دردِ سر کی حالت میں بھی سر کو بار بار ہاتھ سے دباتے جاتے اور جواب لکھتے جاتے۔ جب کوئی عرض کرتا کہ حضرت اس وقت آرام فرمالیں اور خطوط کے جوابات صبح تحریر فرما دیجئے گا تو فرماتے ہیں کہ میری طبیعت پر کام کا تقاضا اتنا ہوتا ہے کہ اگر میں کام پڑے رہنے کی حالت میں سونا بھی چاہوں تو نیند نہیں آسکتی پھر کام ہی کیوں نہ کروں۔اھ

انضباطِ اوقات

حضرت والا کے انضباط اوقات اور روز کا روز کام ختم کر دینے پر بڑے بڑے اہل محکمہ اور اہل ضابطہ حیران ہو ہو گئے ہیں اور ان کو ماننا پڑا ہے کہ بلا اعانت خداوندی اور قوت روحانی کے کوئی شخص اتنا اور اس شان کا دماغی کام شب و روز کر نہیں سکتا اور ایک دو روز کی بات نہیں بلکہ حضرت والا کی تو ساری عمر اسی حالت میں گزری ہے اور اس ضعف پیری میں بھی بعون اللہ تعالیٰ وہی عالم ہے۔

واقعی دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی ہے کہ اکثر و بیشتر بعد مغرب بھی بعد عشاء بھی قبل فجر بھی لالٹین جلائے ہوئے اور بعد عصر بھی وقت غروب تک آنکھوں پر زور دے دے کر برابر مطالعہ اور تحریر کا کام کرتے رہتے ہیں۔ بس بلا مبالغہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشین ہے جو کسی قوت غیبیہ برقیہ کے سہارے رات دن بلا تکان چل رہی ہے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

عورت کے خطوط کے جواب کی شرط

متعدد مصالح کی بناء پر جن میں سے بعض مختلف مواقع پر غالباً ذکر بھی کی جا چکی ہیں۔ حضرت والا کسی عورت کے خط کا جواب اس وقت تک نہیں تحریر فرماتے جب تک وہ اس خط پر اپنے شوہر یا کسی محرم کے دستخط کرا کر نہیں بھیجتی۔ یہاں تک کہ ایک بے پردہ بڑے درجہ کی عورت کو بھی جو ایک کالج کی پرنسپل تھی اپنے اس معمول سے مطلع فرما دیا اور پھر اس نے بھی اپنے شوہر کے دستخط کرا کر بھیجے۔ اس معمول سے وہ عورتیں مستثنیٰ ہیں جو اہل قرابت ہیں یا جن کے مردوں سے مثل اہل قرابت کے تعلق ہے۔

جن کے نام خط

از جانب اشرف علی — بسم اللہ الرحمن الرحیم
بعد حمد و صلوٰۃ کے جو جن اس لڑکی پر ہے اگر وہ
مومن ہے تو اس وجہ سے کہ سب مومن آپس میں بھائی
ہیں بھائی ہونے کے واسطے سے اس سے میری درخواست
ہے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے اسکو چھوڑ دے کیونکہ
کسی کو ایذا دینا خصوصاً مومن کو ایذا دینا سخت گناہ
اور مواخذہ کا فعل ہے اگر اس لڑکی کو ایذا نہ ہو تو
اسکے دوسرے عزیزوں کو سخت تکلیف ہے اور اگر
مومن نہیں ہے تو اولاً اس سے بھی درخواست صلح کی ہے
اور اگر صلح منظور نہیں تو اسماء الٰہیہ سے علاج کیا جاویگا۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کا خط ایک جن کے نام

از جانب اشرف علی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بعد حمد و صلوٰۃ کے جو جن اس لڑکی پر ہے اگر وہ مومن ہے تو اس وجہ سے کہ سب مومن آپس میں بھائی ہیں... بھائی ہونے کے واسطے سے اُس سے میری درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اسکو چھوڑ دے۔ کیونکہ کسی کو ایذا دینا خصوصاً مومن کو ایذا دینا سخت گناہ اور مؤاخذہ کا فعل ہے اگر اس لڑکی کو ایذا نہ ہو تو اسکے دوسرے عزیزوں کو سخت تکلیف ہے اور اگر مؤمن نہیں ہے تو اولاً اُس سے بھی درخواست صلح کی ہے اور اگر صلح منظور نہیں تو اسماء الٰہیہ سے علاج کیا جاویگا۔

نوٹ: یہ خط رامپور کے ایک صاحب مسمی انعام الحق صاحب کی درخواست پر کہ اُس کی صاحبزادی پر جن تھا۔ تحریر فرمایا تھا۔

عکس تحریر

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ

[illegible]

مختصر سوانح حیات حکیم الامت رحمہ اللہ

آبائی وطن: حضرت حکیم الامتؒ کے حسب ونسب کا تعلق تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا) کے ایک مقتدر خاندان سے تھا آپ کے آباؤ اجداد صاحب علم ووجاہت واہل منصب تھے۔

آپ نسباً فاروقی تھے اور مسلکاً صابری چشتی تھے حضرت شاہ حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ ارشد تھے اور منجانب اللہ تعالیٰ تمام علوم ظاہری وباطنی سے متصف ہوکر زبان اہل حق پر حکیم الامت مجدد ملت محی السنۃ اور حجۃ اللہ فی الارض تھے۔ ان تمام اوصاف کا شاہد ناطق ان کا دین متین کا تحریری وتقریری اصلاحی وتجدیدی کارنامہ تبلیغ واشاعت دین ہے جو ان کی حیات ہی میں مسلمانوں کے ہر طبقہ کے خواص وعوام میں اپنی جامعیت ونافعیت کی بناء پر مقبول ہوا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلا اور شائع ہوا اور خلق اللہ کو مستفیض کیا۔

پیدائش

آپ کی ولادت باسعادت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ چہار شنبہ کی صبح صادق کے وقت بمقام تھانہ بھون ظہور میں آئی۔

تحصیل علم

بچپن میں فارسی وحفظ قرآن سے وطن ہی میں فارغ ہوئے پھر علوم دینیہ کی تکمیل دار العلوم دیوبند سے ۱۲۹۵۔۱۳۰۱ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۲۰ سال تھی۔

آپ کی دستار فضیلت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے متبرک ہاتھوں سے ہوئی آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ اور مولانا محمد یعقوب صاحبؒ دیوبندی کی توجہات خصوصی آپ کے ساتھ وابستہ رہیں۔

تدریس واصلاح کا آغاز

تعلیم سے فارغ ہوکر آپ صفر ۱۳۰۱ھ میں بسلسلہ ملازمت مدرسہ جامع العلوم کانپور تشریف لے گئے اور وہاں چودہ سال تک درس وتدریس میں مشغول رہے اس عرصہ میں آپ کے عارفانہ مواعظ وملفوظات اور تہذیب وتربیت باطنی کا سلسلہ بھی جاری رہا جس کو اہل ذوق واہل بصیرت قلمبند کرتے رہے اس زمانے میں ابتداء ہی سے آپ کے علوم ظاہری وباطنی کے فیوض سے خواص وعوام میں بڑی ہردلعزیزی اور جاذبیت پیدا ہوگئی تھی۔

خانقاہِ امدادیہ میں قیام

قیام کانپور میں حضرتؒ نے اس طرح اپنی ابتدائی زندگی کے چودہ سال گزارے پھر خود اپنے شیخ

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے ایما اور منشاء سے صفر ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ کانپور سے قطع تعلق کر کے اپنے وطن اور اپنے پیرومرشد کی یادگار خانقاہ امدادیہ میں قیام پذیر ہو گئے اور تھانہ بھون میں مستقل سکونت اختیار کر لی حضرت شیخ نے مکۃ المکرمہ سے تحریر فرمایا۔

"بہتر ہوا کہ آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے امید ہے کہ خلائق کثیر کو آپ سے فائدہ ظاہری و باطنی ہوگا اور آپ ہمارے مدرسہ اور مسجد کو از سرنو آباد کریں گے میں ہر وقت آپ کے لئے دعا کرتا ہوں"۔

حج، بیعت اور شیخ کی وصیت

آپ نے پہلا حج بعمر بیس سال اپنے والد ماجد کے ہمراہ ۱۳۰۱ھ میں کیا تھا اور ۱۳۱۰ھ میں جب دوبارہ حج کرنے تشریف لے گئے تو حسب خواہش پیرومرشد حضرت امداداللہ مہاجر مکیؒ انکی خدمت میں چھ ماہ تک مقیم رہے حضرت شیخ سے دست بدست بیعت ہونے اور دولت باطنی سے فیض یاب اور بہرہ اندوز ہونے کے بعد حضرت شیخ کی ان دو وصیتوں کے ساتھ واپس آگئے رخصت کرتے وقت حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا تھا۔

میاں اشرف علی............ دیکھو ہندوستان میں پہنچ کر تم کو ایک حالت (باطنی) پیش آئے گی عجلت نہ کرنا۔ کبھی کانپور کے تعلق سے دل برداشتہ ہو تو پھر دوسری جگہ تعلق نہ کرنا تو کل بخدا تھانہ بھون جا کر بیٹھ جانا۔ چنانچہ ۱۳۱۵ھ میں کانپور سے مدرسہ کا تعلق ترک کرنے کے بعد حضرت مستقلاً تھانہ بھون میں مقیم ہو گئے۔

مرکز اصلاح وتجدید

خانقاہ امدادیہ میں توکلاً علی اللہ قیام پذیر ہونے کے بعد حضرتؒ کی ساری زندگی تقریباً نصف صدی تک تصنیف و تالیف میں اور مواعظ و ملفوظات ہی میں بسر ہوئی ملک و بیرون ملک ہزاروں طالب حق و سالکین طریق، تعلیم و تربیت باطنی و تزکیہ نفس سے فیض یاب اور بہرہ اندوز ہو کر بحمداللہ امت مسلمہ کے رہبر اور مرشد بن گئے جن کا فیضان روحانی اب تک جاری و ساری ہے۔ (ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء)

حضرت کا سانحہ ارتحال

وفات سے چند سال قبل ہی سے حضرت مرض اسہال میں مبتلا رہے اور کسی علاج سے صحت نہ ہوئی بالآخر ۱۶۔۱۷ رجب ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۔۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء سہ شنبہ کی شب نماز عشاء کے وقت ۸۲ سال ۳ ماہ ۱۱ دن کی عمر میں یہ سواد ہند کا نیر اعظم تقریباً نصف صدی تک دین مبین کی ضوفشانی کے بعد غروب ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مدفن: مدفن قصبہ تھانہ بھون میں خانقاہ امدادیہ کے شمال جانب قبرستان موسومہ تکیہ میں حضرت رحمۃ اللہ کی آخری آرام گاہ ہے۔ (مآثر حکیم الامت)

برد اللہ مضجعہ وجعل الجنۃ مثواہ

فہرست عنوانات

جزدوم

☆......☆......☆......☆

روحانی معالج

ملخص

تربیت السالک

(جزاوّل)

باب ۱

بیعت وصحبت شیخ

بیعت کی غرض اصلاح دین ہے

حال: برکت تصرف حضور عالی بیعت فرمالینے کے بعد بھی غلام کے گھر میں سے جن کا خلل جاتا رہا اور سال بھر سے زائد کی تپ کافور ہوگئی۔ اب بالفعل نہ مریضہ کو شکایت ہے اور نہ بچہ پر کچھ اثر ہے۔ میری بڑی سالی کو اپنی بہن کی حالت سن کر کمال اشتیاق بیعت پیدا ہوا ہے۔ چونکہ ان کے میاں کے درمیان میں مناقشہ تھا اس لئے میں نے درستی اخلاق کی نصیحت کردی ہے اور کہہ دیا ہے کہ اس کے بعد حضرت کو بیعت کیلئے لکھوں گا اور ان کو جلدی ہے۔ جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: صحت مرض سے مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرما دیں اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھیں مگر ان کی بہن کو جو یہ قصہ دریافت کرکے اشتیاق بیعت ہوا یہ ان کی ناواقفی کی دلیل ہے۔ نہ یہ کوئی کمال ہے اور نہ اس کو باطن سے کچھ تعلق ہے اور نہ یہ خود بھی یقینی ہے کہ صحت میں بیعت کو کچھ دخل نہیں ہے۔ بیعت تو اصلاح دین کیلئے ہے۔ اس لئے ان کو اسباب میں حقیقت سے آگاہ کردیا جائے۔ پھر ان کی جو رائے ہو۔ ذوق وشوق ویکسوئی یہ مقاصد نہیں کام شروع کیجئے اور مقصود رضا کو سمجھئے۔ (تربیت حصہ اول 4)

جس پیر کے اکثر مرید بے نمازی ہوں وہ قابل بیعت نہیں۔ س۔ جس پیر کے مرید اکثر بلکہ قریب قریب کل بے نمازی ہوں کیا وہ شخص بیعت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ج۔ صلاحیت نہیں رکھتا۔

ولایت کا دینا پیر کے اختیار میں نہیں

س۔ کیا ولایت ایسی شے ہے کہ جس کو پیر چاہے یوں کہہ کر کہ تجھ کو امانت سونپتا ہوں دے سکتا ہے۔

ج۔ ولایت ایسی چیز نہیں بعض کیفیات میں ایسا ہو سکتا ہے جو کہ ولایت میں کچھ دخیل نہیں۔ (تربیت حصہ اول ص 7)

ارتکاب کبائر سے بیعت فسخ نہیں ہوتی

حال: اس ناکارہ کا جہاز بحر کبائر میں غرق ہو رہا ہے۔ چند بار مرتکب کبائر کا باوجود ہر بار توبہ کے ہوگیا ہے۔ سوانح حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ سے ارتکاب کبائر سے فسخ بیعت ہو جانا معلوم ہوا تو یہ مضمون دیکھ کر اور بھی سخت پریشان ہوں خاص توجہ وہمت اس ذلیل کے قلب کی طرف مبذول فرما کر اصلاح قلب فرمادیں اور خبر لیں۔

تحقیق: فسخ بیعت کا مضمون میرے نزدیک صحیح نہیں۔ اگر حضرت قدس سرہ سے منقول ہے تو ماؤل ہے۔ فسخ برکات بیعت کے ساتھ اور اگر غیر کا ہے تو حجت نہیں جو کام آپ کے کرنے کا ہو میں اس میں کیا خبر لوں۔ (تربیت حصہ اول 20)

طالب کو خستہ حالی بھی شیخ سے ظاہر کرنی چاہیے

حال: اپنی حالت ظاہر کرنے کو اکثر جی چاہتا ہے مگر پھر ساتھ ہی یہ خیال آجاتا ہے کہ ان خرافات کو کیا عرض کروں۔ تحقیق ضرور۔ ظاہر کرنا چاہیے۔ (تربیت حصہ اول 35)

معاصی سے تنفر پیدا ہونے کا طریق صحبت ہے

حال: میری طبیعت کچھ عرصہ سے بہت خراب ہوگئی ہے۔ طبیعت معصیت کی جانب مائل اور جن بری باتوں سے مجھے تنفر تھا۔ اب ان سے تنفر نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: یہ باتیں دور سے نہیں ہوا کرتیں چند روز یہاں رہنا چاہیے۔ مگر جب آنے کا خیال ہو اول تعین وقت میں مجھ سے مشورہ کر لیا جاوے۔ (تربیت حصہ اول ص 40)

مرشد سے بے حجاب ہو کر مستفید ہونا چاہیے

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ گرفتار وحشت عرض کرتا ہے۔ آج کل وحشت کا دورہ ہے لیکن غلبہ نہیں۔ حضرت میرے کسی خیال کو قیام نہیں ایسے اوہام طاری ہوتے ہیں جو عقل سے دفع نہیں ہوتے بلکہ عقل نہیں رہتی۔ ضروری جائز کام جن کی ہر فرد بشر کو ضرورت ہے اور نہایت آسانی سے انجام دیتے ہیں۔ نہایت مشکل دکھائی دیتے ہیں اور ہرگز ہوس جرأت نہیں ہوتی۔ حضرت کیا پتھر ہوں کس کو کہوں اور کون سنے۔ یبوست وغیرہ علالت وہ بھی موجود ہے۔ خبر نہیں

کیوں ہے۔ باوجود یہ کہ دوسرا کوئی تعلق نہیں۔ اگر کچھ ہے تو برداشت نہیں ہوتی۔ لیکن اپنے آپ کو کہاں چھوڑ دوں اگر کچھ ذوق پیدا ہوتا ہے تو جہاں کی رہنمائی کا خیال اگر تنگی ہوتی ہے تو ہر ایک سے نفرت کسی بات کو قرار نہیں۔ بھلا جس میں نقیضین جمع ہوں اس سے کیا ہو سکتا ہے۔ بخدا میں بیکار ہوں۔ کوئی چیز مجھے اپنی ایسی نہیں معلوم ہوتی جو اس سے نفع لوں۔ بخدا میں کچھ بھی نہیں کیا کہوں اور کون کون سی بات کہوں اور کہاں تک میرا رب جانتا ہے حضرت میں لاچار ہوں۔ قلم بھی بیکار ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ جب غلبہ ہوتا ہے تو کچھ نہیں رہتا۔ جہاں پڑا رہوں پڑا رہوں آپ کے پاس آتا ہوں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ وہ دورے کے دن نہیں ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں کچھ کرو لیکن کیا کروں جو کچھ لکھا سچ لکھا لیکن غلط لکھا۔ مجبور ہوں ادھر اپنے حضرت صاحب سے شرم آتی ہے۔ وہ کیا فرمائیں گے۔ واقعی کامل ہیں لیکن میں خود خراب ہوں۔ مجبور ہوں۔ بیوقوف ہوں مجبور ہوں۔ لائق رحم ہوں۔ اللہ جانتا ہے اب گھر جا رہا ہوں۔

تحقیق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ قال الشیرازی

چند آنکہ گفتیم غم با حبیباں	درماں نہ کردند مسکیں غریباں
ماحال دل را بایار گفتیم	نتواں نہفتن در داز طبیباں

جب تک کسی ایک کو اپنا مطاع نہ بنائیں گے اور اس سے بالکل حجاب نہ اٹھائیں گے اور اس کے سوا سب کو کالعدم نہ سمجھ جائیں گے۔ کچھ نہیں ہوگا۔ میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں۔ شاید مجمل کہتا تھا۔ آج صاف صاف کہہ دیا باقی۔ دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست۔ بے تکلف بات یہ ہے کہ اگر اپنے حضرت مرشد مدظلہ سے پورا پورا اعتقاد ہے اور ان کو پوری شفقت ہے۔ تو ان سے حجاب توڑیئے اور سب سے منہ موڑیئے اور اگر کسی جزو میں کمی ہے تو جس سے اطمینان ہو اس کی علی الاطلاق اطاعت کیجئے اور مرشد صاحب کو صرف برکت کیلئے رکھئے۔ (تربیت حصہ دوم 14,13)

غیر متبع پیر سے بیعت جائز نہیں

حال: میری ہمشیرہ ایک بدعتی کے نکاح میں ہے مگر ان کے عقائد بفضلہ تعالیٰ بہت اچھے ہیں۔ مگر ان کا شوہر ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ایک بدعتی سے بیعت کریں اور یہ میرے بہنوئی ان کے کشف کے متعلق بہت کچھ کرامات بیان کرتے ہیں۔ میں نے یہ کہہ دیا کہ ان سے کہو کہ اگر تم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا دو تو بیعت کرلیں گے۔ سو انہوں نے وعدہ کرلیا ہے کہ دکھا دیں گے۔ اگر وہ دکھا دیں تو کیا ان کی بیعت کرلینا جائز ہے۔ کیا کوئی خلاف شرع شخص اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا دے تو ان سے بیعت جائز ہے یا اس کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دینا اگر شبہ تخیل سے قطع نظر کرلیجاوے کوئی مقبولیت کی دلیل نہیں وہ ایک قسم کا تصرف ہے۔ جب تک اصل معیار یعنی اتباع شریعت و برکت صحبت نہ دیکھا جاوے اسوقت بیعت جائز نہیں۔ (تربیت حصہ دوم ص 15)

علامت تکمیل

حال: آج تین دن سے میرے دل کے اندر کسی طرح کا تردد اور پریشانی معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر وقت اطمینان ہے۔ تحقیق۔ یہ علامت تکمیل کی ہے۔ مبارک ہو۔ (تربیت حصہ دوم 27)

اجازت بیعت اور اہلیت کی شرط

حال: عرصے سے خواہش یہ تھی کہ چندے جناب کی خدمت میں رہ کر اپنی اصلاح باطنی کی کوشش کرتا۔ مگر پردہ غیب سے اب تک اس امید کا ظہور نہ ہوا اور اہل وعیال کے خیالات و نیز کم مائگی مانع ہوتی ہے اور اس تحریر کی زیادہ ایک اور بھی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات بعض بعض اشخاص مجھ سے بیعت کے طالب ہوتے ہیں اور میرے ذریعہ سے سلسلہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ میں ان کو جناب کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ ہم میں اتنی مقدرت نہیں جو ہم وہاں جائیں اور مولانا صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں تو بیعت نہیں کرتے اور اپنے پاس بلاتے ہیں۔ لہٰذا یہ آسان ہے کہ تمہارے ذریعہ سے ہم داخل سلسلہ ہو جائیں گے اور یہ صورت بغیر اجازت کے ممکن نہیں اور اجازت بغیر استعداد باطنی کے مشکل آج کل خیالات اکثر لوگوں کے رسمی بیعت پر زیادہ رہا کرتے ہیں۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ خلاف شریعت والوں کے پھندوں پر پڑ کر ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔

تحقیق: اصلاح باطن اگر اس غرض سے کی جاوے کہ میں لوگوں کو بیعت کیا کروں گا۔ تو ایسے شخص کی اصلاح باطن ہی کبھی نہ ہوگی۔ کبر اس کا لازم حال رہے گا۔ اس سے توبہ کیجئے۔ پھر اصلاح

مفید ہوسکتی ہے۔ رہا لوگوں کے کسی کے ہاتھ میں پھنس جانے کے خیال سے اگر ہر شخص بیعت کی اجازت مانگنے لگے تو بعد چندے پھر وہی معذور لازم آویگا۔ جس معذور سے بچنے کیلئے یہ اجازت دی گئی تھی اور اگر اہلیت شرط ہو تو سب سے اول شرط اہلیت کی یہ ہے کہ وہ شخص اپنے کو اہل نہ سمجھے۔ پس اجازت لینے کی کسی حال میں گنجائش نہ ہوئی۔ اخلاص پیدا کیجئے۔ (تربیت السالک جلد دوم ص 30)

نسبت ایک ہی ہے

س۔ نسبتیں بکثرت معلوم ہوتی ہے۔ ج۔ فرمایا نسبت ایک ہی ہے۔ الوان اس کے مختلف ہیں۔ کسی کو خشیت ہوتی ہے اور کسی کو محبت اور کسی کو حضور مع اللہ ہوتا ہے۔ اور ظہور اس کا اس کی استعداد کے موافق رہتا ہے۔ (تربیت حصہ اول ص 32)

نسبت سلب نہیں ہوتی

سوال۔ کیا نسبت سلب کرنے سے سلب ہو جاتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ اصل نسبت جو عبارت ہے حضور مع اللہ سے جو کسی کے سلب کرنے سے سلب کس طرح ہوسکتی ہے۔ ہاں صدور معصیت سے سلب ہو جاوے تو یہ دوسری بات ہے۔ البتہ کیفیت شوقیہ جو ایک نوع کی حق تعالیٰ کے ساتھ ہے سالک کو ہو جاتی ہے جو لوگ اس سلب کی مشق کرتے ہیں وہ اس کو سلب کر سکتے ہیں جس طرح نشاط کے وقت اگر طبیعت کو حزن پیدا ہو جاوے تو وہ کیفیت نشاط کی جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح تصرف سلب سے وہ کیفیت شوقیہ جاتی رہتی ہے اور ایک قسم کی افسردگی و غباوت ہو جاتی ہے مگر پھر ذکر کی برکت سے عود کر آتی ہے۔ (حصہ دوم ص 34)

نسبت بدون مجاہدہ بھی حاصل ہوتی ہے

سوال۔ عام مومن جو تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس میں مشغول نہیں ہوتے ان میں بھی صاحب نسبت ہوتے ہیں۔ یا نہیں کیونکہ بعض لوگ باعتبار تہذیب نفس اخلاص اور اعمال کے بہت اچھے اور ایمان اور تقویٰ میں کامل ہوتے ہیں۔

جواب۔ فرمایا بعض ان سے بھی اچھے ہو جاتے ہیں جو تزکیہ نفس اور ریاضت و مجاہدہ سے سالہا سال میں تحصیل نسبت کرتے ہیں اور پھر بھی ناقص کے ناقص ہی رہتے ہیں۔ لیکن

فرق اتنا ہوتا ہے کہ اہل ریاضت کو اس کا علم اور حضور ہو جاتا ہے اور انکو اپنے صاحب نسبت ہونیکا بھی علم نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ مقبول بندے ہیں۔ (تربیت مذکور ص 34)

صاحب نسبت کی پہچان کا طریقہ

سوال ۔ اہل اللہ اور صاحب نسبت کے پہچاننے کا کوئی خاص طریقہ ہے۔ یا صرف اعمال واحوال سے پہچانے جاتے ہیں۔

جواب ۔ فرمایا کہ اعمال واحوال سے بھی پہچانے جاتے ہیں لیکن احوال میں تھوڑے کشف کی بھی ضرورت ہے کہ اپنے کو سب خیالات سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہوں۔ پھر جو حال اپنے اندر معلوم ہو۔ اس صاحب نسبت میں وہی نسبت ہے اور صرف کشف سے بھی ادراک ہوتا ہے۔ مگر اس کا احسن طریقہ اعمال سے پہچاننے کا ہے کہ اس میں اتباع کامل شرع کا ہے۔ یا نہیں۔ کامل بمعنی مستقیم یہ تو علامت ہے خود اس کے کمال کی باقی تکمیل کی علامت اس کی صحبت کا موثر ہونا ہے۔ (تربیت حصہ دوم 35)

نہایت سلوک مثل بدایۃ ہے

سوال ۔ ابتدائے سلوک میں واردات قلبیہ سالک کو بکثرت پیش آتے ہیں اور بعد ازاں رفتہ رفتہ غلبہ اس کا یوماً فیوماً جاتا رہتا ہے اور عام لوگوں کی سی حالت سالک کی بھی ہو جاتی ہے۔

جواب ۔ فرمایا کہ ہاں اس کے یہی معنی ہیں وہ احول امور عادیہ بن جاتے ہیں اور عادیات میں جوش وخروش نہیں ہوتا۔ (حصہ مذکور 36)

نسبت اور رضا میں فرق

سوال ۔ لوازم نسبت سے یہ امر ہے کہ سالک کو اس قدر ملکہ یادداشت کا راسخ اور امر طبعی بن جاوے۔ کہ اعمال شرعیہ باضطرار بلا تکلف اس سے صادر ہونے لگیں اور ناگواری نہ ہو اور رضا میں بھی یہی بات ہے۔ پھر دونوں میں فرق کیا رہا۔

جواب ۔ فرمایا پہلی صورت اعمال امور اختیاریہ میں ہے۔ مثلاً نماز روزہ ذکر وغیرہ میں سہولت اور بے تکلفی ہو جاوے۔ ناگواری نہ ہو اور دوسری صورت احوال وامور غیر اختیاریہ میں ہے مثلاً کوئی

بلا اور مصیبت پیش آوے اور اس میں ناگواری اور شکایت کا اثر پیدا نہ ہو۔ (حصہ مذکور ص 32)

توجہ شیخ کا اثر

سوال۔ اکثر اولیاء اللہ کے حالات میں پایا جاتا ہے کہ فلاں شیخ نے فلاں شیخ کو ایک نظر اور توجہ میں ولی اور خدا رسیدہ بنا دیا اور تکمیل کر دی۔

جواب۔ فرمایا اس میں استعداد اور صلاحیت اعمال امور اختیاریہ کے کرنے کی ہو جاتی ہے۔ تکمیل نہیں ہوتی ہے تکمیل تو جب ہی ہوگی جب بقصد عمل کرے گا۔ ایک نظر اور توجہ میں ولی اور خدا رسیدہ بنا دینے کے یہی معنی ہیں۔

ولایت کے معنی

سوال۔ ولایت کس سے عبارت ہے۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ ولایت مقبولیت کو کہتے ہیں اور نسبت بھی اسی کو کہتے ہیں۔ (حصہ مذکور ص 38)

تحقیق: بیعت واجب نیست اصلاح اعمال واجب است وتقدیم واجب واجب است' آرے اگر بیعت موقوف علیہ اصلاح بودے ہم واجب بودے۔ واذ لیس فلیس کار شروع فرمایند واز حالات مطلع فرمودہ باشند ہرگاہ مناسب خواہم دید انکار نخواہم کرد۔ (حصہ مذکور ص 41)

بزرگوں کے حالات کا مطالعہ قائم مقام صحبت شیخ ہے

حال: احقر تا ہنوز موضع بہادر گنج میں درس تدریس میں مشغول ہے۔ قلب میں وسعت کی صورت دکھائی دیتی مگر اس کیلئے غالباً صحبت شیخ کی ضرورت ہے اور ادھر نفقہ کا وجوب اس امر سے مانع ہے کہ کسی کی خدمت میں جا پڑوں۔ اس کیلئے کیا تدبیر ہے۔

تحقیق: ایسی حالت میں بزرگوں کے حالات ومقالات کے مطالعہ کا التزام بھی انشاء اللہ تعالیٰ بجائے صحبت شیخ کے نافع وکافی ہے۔ اگر میرے مواعظ برابر مطالعہ میں رہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب شکایات دور ہو جائیں گی۔ (حصہ سوم ص 20)

پیر کے نوازنے کا مطلب

سوال۔ مرشدین جب کسی مرید سے خوش ہوتے ہیں تو ان کو دولت عظمیٰ سے نوازتے

ہیں۔اس کا کیا مطلب ہے۔مرید طاعت بجا لائیگا اسقدر مقبول الٰہی ہوگا پس ہر ادائے طاعت پر اس کی مقبولیت متزائد ہوتی رہتی ہے پھر پیر کے نوازنے کے کیا معنی ہیں۔

جواب۔یہ بعد مجاہدات وطاعت کے ہوتا ہے جیسا بعد مطالعہ کے سبق سمجھنے کی خوب استعداد ہوتی ہے پھر سمجھنے کا فیض استاد کی طرف منسوب ہوتا ہے۔(حصہ مذکور ص 27)

ہر شخص کی تربیت اس کی استعداد کے موافق ہوتی ہے

حال:افسوس دل کسی کام کا نہیں رہا۔قویٰ مضمحل ہو چکے۔سیاہ سفید ہونے کو آئے مگر دل اسی طرح تیرہ وتاریک اعمال میں غفلت ہے اور طبعی فطری آزادی سونے پر سہاگہ کا کام دے رہی ہے۔طبیعت ابتداء سے شورش پسند واقع ہوئی ہے۔نیک حالت ہو یا بد سب میں شورش کا امتزاج ہے۔زمانہ پیری کا اگرچہ قریب آلگا ہے مگر حضرت جنوں کی وحشت انگیز شورش رو بہ ترقی ہے۔

بجوش آورد پیری بیشتر در عشق خون ما   قدخم کار ناخن کرد باداغ جنوں ما

کبھی کبھی ویسے ہی یا وعظ میں رقت ہوتی ہے۔آنکھیں ڈب ڈبا آتی ہیں۔مگر اسی وقت یہ خیال آتا ہے کہ رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا۔

عرفی مگر بہ میسر شدے وصال   صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

پھر آنسو پی جاتا ہوں اور ضبط کرتا ہوں۔

گراں افتادہ لنگر کوہ درد سینہ فرسا را   خدا صبر دہد لہائے از جار فتہ مارا
عمر رفت و سفر عشق باخر نرسید   گریہ آغاز بنا کا مے انجام کینم
جنوں را کار با باقی ست بامشت غبار ما   کہ بازیگاہ طفلاں می شود خاک مزار ما
سر آمد زندگی وزنا رسائیہا ی خود دستے   بزلف او ترو بخت پریشاں روزگار ما
نہ جاں را وصل دلخواہی نہ دل را قوت آہے   من حسرت نصیب از زندگانی تہمتے وارم
نہ در کنعان نہ در بازار مصرش مینواں دیدن   بیابان گرد حیرت کرد شوقش کارواں ہارا

ونعم ما قال العارف الجامی قدس سرہ

عاشقاں از ہیبت تیغ تو سر پیچیدہ اند   جامی بیچارہ راچوں دیگراں پنداشتی
ماحال دل را با یار گفتیم   نتواں نہفتن درداز حبیباں

مجالست صلحاء کا نافع ہونا

حال: اپنے خیال سے میں نے بظاہر یہ تدبیر کر رکھی ہے کہ اپنے ہم خیال حضرات سے بکثرت ملتا ہوں بلکہ سب سے زیادہ کثرت سے حضرت خواجہؒ سے ملتا رہتا ہوں اور وہاں پہنچ کر کسی قدر تشفی بھی ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اکثر اوقات نیک ذکر اچھی باتیں فرماتے رہتے ہیں۔ زیادہ تر آنجناب کی تصنیفات کا زیادہ شغل رہتا ہے دوسرے یہ کہ دعوات عبدیت کے حصے مطالعہ میں بکثرت رکھتا ہوں۔ یہ تدبیریں مسکن ضرور ہوتی ہے یعنی تسکین تو ہوتی ہے لیکن بہت کم اب جو ارشاد حضور ہوگا عمل کرونگا۔

تحقیق۔ ہاں یہ بہت اچھا معمول ہے لیکن خواجہ صاحب سے یا کسی اپنے ہم مشرب سے تنہائی میں ملئے۔ جب مجمع زیادہ ہو جاوے اٹھ جائے۔ راقم عارض ہے کہ اتفاق سے میرا کانپور جانا ہو گیا اور یہ سب جواب میں نے زبانی کہہ دیئے جو بہت نافع ہوئے۔ (حصہ مذکور ص 40)

ڈر کا علاج اور تصور شیخ

اول یہ خط آیا تھا

حال: احقر آپ کا خادم ہے دو جوگی بیٹھے تھے ان کو دیکھ کر ڈر گیا تھا۔ اس روز جب آپ کا وعظ سنا تو اس وقت بھی جوگی نظر پڑے تھے اور ہم ڈر کر حضور کے سامنے رونے لگے۔ حضور نے تسلی دی پھر ڈر جاتا رہا۔ آج پھر ایک فقیر کو دیکھ کر ڈر گیا۔ سخت پریشانی ہے اور کام کرنے میں دل نہیں لگتا اور وظیفہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ 25 مرتبہ اور فارغ رہا تو سو مرتبہ پڑھتا ہوں امید کہ میرے مناسب علاج کوئی یا دعا ارشاد فرمایا جاوے اور اردو کی مناجات بھی پڑھتا ہوں۔ فقط

اس کا یہ جواب گیا تھا

درود شریف پڑھا کرو۔ اور میرا خیال کر لیا کرو۔ اسی وقت کا خیال جب میں وعظ کہہ رہا تھا اور پھر حال سے اطلاع دو اور یہ خط بھی ساتھ بھیجنا۔

اس جواب کے بعد پھر یہ خط آیا

جناب والا نے جو تجویز میرے لئے فرمائی ہے اس سے مجھ کو افاقہ ہو گیا اب جوگی کبھی

نظر نہیں پڑتا اور دہشت بھی نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں البتہ صرف سینہ پر کچھ گرمی محسوس ہوتی ہے۔ حضور نے یہ لکھا تھا کہ جو حالت ہو اس کو مع میرے اس خط کے روانہ کرنا۔ لہٰذا اپنی حالت مع اس پہلے خط کے ارسال خدمت ہے۔ والسلام۔

پھر یہ جواب دیا گیا

افاقہ سے دل خوش ہوا۔ الحمدللہ ابھی درود شریف اور تصور مرقوم خط سابق کا معمول جاری رکھو اور گاجریں تراش کر اس پر شکر چھڑک کر رات کو شبنم میں رکھ کر صبح کھالیا کرو۔ اور پھر اطلاع دو۔ ربیع الاول 34ھ۔ (حصہ مذکور ص 64)

طالب کا طریق علاج خود تجویز کرنا مذموم ہے

سوال۔ ایک عرض یہ ہے کہ کوئی مراقبہ بنظر محفوظ رہنے کے گناہ سے ارشاد ہو کہ اللہ پاک اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں اور اس کی برکت سے و برکت دعائے حضرت گناہوں سے محفوظ رہوں۔

اس کا یہ جواب گیا

جواب۔ کیا آپ ہی خود اپنے لئے طریق علاج بھی تجویز فرما سکتے ہیں۔ افسوس جو میں نے علاج بتلایا یعنی ہمت اس کو ردی کر دیا اور خود تجویز کیا تو آپ جب خود شیخ ہیں پھر دوسرے سے کیوں رجوع فرماتے ہیں۔

سلسلہ امدادیہ کی امتیازی شان

حال: دیگر عرض یہ ہے کہ بعض اوقات حقوق العباد کے بارے میں قلب پر اس قسم کا بوجھ پڑتا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جان غم میں گھلی جاتی ہے جب تک کہ اسکا کچھ تدارک نہیں ہوتا چین نہیں آتا۔

تحقیق: مبارک ہو یہی حالت موافقۃ للسنۃ مابہ الامتیاز ہے۔ سلسلہ امدادیہ کا اور علامت ہے اس کے قبول کی۔ (حصہ چہارم ص 76)

حال: میری طبیعت بھی چاہتی ہے کہ جیسے آپ چلتے ہیں ویسے چلوں اور جیسے آپ گردن مبارک کو بائیں طرف کبھی کبھی سینہ کی طرف جھکا دیتے ہیں اسی طرح جھکاؤں اور جیسے آپ

داڑھی آدھی پھاڑ کر رومال سے پونچھتے ہیں پونچھوں اور نماز سے فارغ ہو کر جب حضرت منہ پھیر کر بیٹھتے ہیں تو ہاتھ سے کرتہ بعض دفعہ ہٹایا کرتے ہیں ہٹایا کروں۔ یہ سب ادائیں مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر کچھ حرج نہ ہو تو اجازت فرمادیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا ہوں کہ یا اللہ اپنے فضل سے مجھ میں اخلاق اور عادات اور طرز اور انداز حضرت کا پیدا کر دے
تحقیق اور ایسا انہماک جو دوسری ضروریات میں مخل ہو مضر ہے۔ (حصہ پنجم ص ۸۱)

اشتیاق صحبت شیخ و مکاتبت بھی قائم مقام صحبت کے ہے

حال: بہت جی چاہتا ہے کہ شرف ملازمت و صحبت حاصل کروں مگر مشاغل عدیدہ مہلت نہیں دیتے۔

تحقیق: یہ اشتیاق بھی نفع میں قریب قریب پاس ہونے کے ہی ہے۔ خصوصی جبکہ مکاتبت بھی رہے۔ (حصہ پنجم ص 97)

حضرات مشائخ کو سورہ اخلاص ایصال ثواب

حال: بندہ نے کئی سال سے یہ معمول رکھا ہے کہ روزانہ وتر کے بعد تین تین مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت خواجہ معین الدین اجمیری' حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی' حضرت مولانا محمد قاسم' حضرت مولانا رشید احمد' حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی' حضرت مولانا میاں جی نور محمد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم ولایتی قدس اللہ اسرارہم کی ارواح طیبہ کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے۔ روزانہ 45 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے اور اخیر میں یہ کہہ دیتا ہے کہ اے اللہ اس مجموعہ کا ثواب ان بزرگوں کی ارواح کو پہنچا دے اس معمول میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: قاعدے سے تو مضائقہ نہیں مگر آپ کے سوال سے آپ کے مذاق کا کچھ پتہ چلا۔ جو غالباً میرے مذاق کے موافق ہے۔ اس لئے اپنے مذاق کی اطلاع کرتا ہوں۔ اگر آپ کا بھی یہی مذاق ہو تو آپ اس عمل کو چھوڑ کر ویسے ہی ان سب حضرات کیلئے دعا رضائے حق و درجات مزید کی کیا کیجئے۔ میرا مذاق یہ ہے کہ مقصود نفس کو اس عمل سے یہ ہوتا ہے کہ ان کو

ثواب بخشا جائے تو ان کی ارواح طیبہ خوش ہو کر حق تعالیٰ کی جناب میں التجا کر کے یا باذن حق میری طرف توجہ کر کے مجھ کو باطنی نفع یا اس نفع میں ترقی وقوت کا سبب بنیں گے۔ سو میں اس کو توحید خالص کے خلاف سمجھتا ہوں اور ان حضرات کے ادب کے بھی خلاف کہ ان کو ثواب بخشا جاتا ہے۔ اپنی غرض کیلئے میری ایک مبسوط تحریر اس باب میں ہے جو تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی بابت 21,32 کے صفحہ 8 لغایتہ 12 میں طبع ہوئی ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔ (حصہ پنجم 97)

بیعت جلدی کر لینا یا نہ کر لینا شیخ کے قلبی رجحان پر موقوف ہے

جلدی بیعت کر لینے میں پیچھے بڑی خرابی نکلتی ہے جن جن باتوں کی آپ شکایت فرمایا کرتے تھے وہ سب ذرہ ذرہ صحیح پاتا ہوں۔

ایک ایک قطرہ کا مجھے دینا پڑا حساب   خون جگر ودیعت مژگان یار تھا

دوسری طرف اہل بدعت وضلالت کا شیوع اور ہمہ گیری بعض دفعہ اس قدر مجبور کر دیتی ہے کہ خیال ہوتا ہے کہ جو شخص بھی درخواست بیعت کرے اس کو بلا تامل بیعت کر لیا جاوے اگر اور کچھ نہ ہوا تو اہل ضلالت کے پنجہ سے تو چھوٹ جاویگا۔ مگر اس بارہ میں جو ارشاد عالی ہوا اس کو باعث نجات تصور کرونگا۔

تحقیق: عین وقت پر جس شق کو دل زیادہ قبول کرے انشاء اللہ تعالیٰ اسی میں خیر ہوگی۔

(مطبوعہ الامداد بابتہ ماہ رمضان 13'35' ص 113)

شیخ کو عدم حال کی اطلاع دینا بھی مفید ہے

حال: اپنا حال آج کل یہ ہے کہ کوئی حال نہیں۔ تحقیق۔ اس کی اطلاع بھی نافع ہے بعض اوقات اس میں بھی کوئی بات ہوتی ہے۔ (مطبوعہ الامداد 35ھ 116)

اپنے شیخ کے متعلق کیا اعتقاد ہونا چاہئے

حال: بزرگ دنیا میں بہت ہوں گے مگر نہیں معلوم دل کسی کا معتقد فضیلت نہیں ہوتا۔ کسی بزرگ کو حضور کے مقابلہ میں بزرگ سمجھنا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کفر کا خیال کرتا اگر بزرگوں کی نسبت ایسا خیال برا ہے تو حضور میرے اصلاح قلب کیلئے دعا فرمائیں۔

تحقیق: شدت محبت میں ایسے مبالغہ سے انسان معذور ہے اور اصل صرف اس قدر ہے کہ اپنے

شیخ کی نسبت ایسا سمجھے کہ مجھ کو میری کوشش سے اس سے زیادہ نفع پہنچانے والا میسر نہ ہوگا باقی بزرگی کی کمی زیادتی یہ اللہ کو معلوم ہے۔ بس اس اعتقاد میں کوئی غبار نہیں۔ (مطبوعہ الامداد 35ھ ص 119)

تصور شیخ بقصد مضر ہونا

سوال۔ تصور حضور والا کا اذکار میں کم ترین کو نفع دیتا ہے اگر حکم والا صادر ہو تو تصور شیخ برابر جاری رکھوں۔

جواب۔ شیخ کا تصور بالخصوص نماز میں قصداً خلاف سنت اور بعض حالات میں بے حد مضر ہو جاتا ہے۔ البتہ بلا قصد اگر آئے تب بھی اختیار سے اس کو باقی نہ رکھا جاوے ذکر کی طرف یا مذکور کی طرف التفات تازہ کر لیا جاوے۔ اگر اس پر بھی باقی رہے تو وہ مبارک حالت ہے اس کو نعمت سمجھ کر خدا کا شکر کیا جائے۔ کہ ناشی ہے محبت شدیدہ سے مثل دوسرے خیالات فاسدہ کے اس کو واجب الدفع نہ سمجھا جاوے۔ کہ خیال مانع عن اللہ خیال موصل الی اللہ کی برابر نہیں اگر سمجھ میں نہ آیا دوبارہ تفصیل دریافت کر لی جاوے۔ (الامداد بابتہ رمضان 35ھ ص 120)

بیعت ہونے کا مناسب طریقہ

حال: میں جناب مولانا .... کے حلقہ میں داخل ہوا تھا کچھ عرصہ تک حلقہ میں شامل رہا۔ اب مولانا کے یہاں کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ کشف ایسا یقینی سمجھا جاتا ہے کہ اس پر ملازمین پر احکامات جاری کیے جاتے ہیں اور پوچھا جاتا ہے کہ کیا دیکھا۔ دیوبندیوں کو فاسد العقیدہ کہا جاتا ہے۔ میلاد شریف میں قیام کیا جاتا ہے اور کئی آدمی مل کر سلام پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں پھول لٹائے جاتے ہیں ایک صاحب کو کشف ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پھول اٹھاتے ہیں یا پھول اٹھا کر اپنی گود میں رکھتے ہیں۔ ایک شخص مولانا کے خاص ملازموں میں ہے وہ نماز نہیں پڑھتا ہے۔ اس کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے صرف ایک عیب ہے کہ نماز نہیں پڑھتا۔ ان خرافات کا کہاں تک بیان کر کے جناب کا وقت خراب کروں۔ میں نے اب حلقہ سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اسم ذات جس قدر ہو سکتے ہیں پڑھ لیتا ہوں اور جناب سے امید وار ہوں کہ میری دستگیری فرمائی جاوے

اور مجھ کو بیعت سے مشرف فرمایا جاوے اور جیسا حکم فرمایا جاوے ویسا عمل کروں۔ فقط

تحقیق: ایک دفعہ جلدی کر کے اب تک پچھتا رہے ہیں کبھی دوسری بار پھر نہ پچھتانا پڑے۔ لہٰذا بیعت میں تعجیل مناسب نہیں۔ اچھی صورت یہ ہے کہ جس سے بیعت ہونے کا قصد ہو پہلے اس کے پاس مہینہ دو مہینہ قیام کر لیا جاوے۔ جب ہر طرح قلب مطمئن ہو جاوے جب درخواست کی جاوے اگر درخواست کے وقت دوسرے کا قلب بھی مطمئن ہوگا تو قبول کر لے گا اور اگر اس نے کچھ عذر کیا تو اور قیام کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس طرح کرنے سے دوسرے کا انکار طویل نہ ہوگا۔ ایسی بیعت کا لطف دیکھنے کے قابل ہوگا۔ باقی یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے کہ جس کو سنا اس کے پیچھے ہوئے بقول کسی شاعر کے۔

لخت پرواز دل گزر دہر کہ زپیشم   من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

(مطبوعہ الامداد بابتہ شوال 35ھ۔ ص 124)

متعلقین پر عتاب کرنا مقتدیٰ کا منصب ہے

اہل مکان کو شرع کے خلاف چلنے سے ان پر غضب ناک ہو جاتا ہوں۔ تحمل نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ ایسی نوبت پہنچی کہ مکان والے سب مجھ پر خفا و ناراض ہوئے۔ حضرت والد صاحب بھی دلگیر ہیں۔ بلکہ مجھ کو دیوانہ سمجھ رکھا ہے۔

تحقیق: یہ منصب مربی اور مقتدیٰ کا ہے کہ اپنے متعلق پر عتاب کیا جاوے۔ آپ خود ابھی اپنے کام سے فارغ نہیں ہوئے۔ آپ کو کسی سے الجھنا مناسب نہیں۔ اگر مدرسہ میں دل مطمئن رہتا ہے تو مدرسہ ہی میں زیادہ رہا کیجئے۔ ذکر بلا اتصال بھی نافع ہوگا۔ (الامداد شوال 35ھ ص 129)

طالب میں بجائے تجویز خود تفویض ہونی ضروری ہے

حال: میں نے پہلے عریضہ میں دلائل الخیرات اور ربنا اتنا الخ کے پڑھنے کی اجازت کے واسطے عرض کیا تھا صرف مقصود میرا یہ ہے کہ میری آخرت درست ہو جائے۔

تحقیق: جو مصلحت آپ نے اجازت مانگنے میں لکھی ہے وہ ٹھیک ہے۔ مگر اس کا یہ طریق نہیں جو آپ نے تجویز کیا کہ نسخہ خود تجویز کیا اور طبیب سے اجازت مانگی جاتی ہے بلکہ طریق اس کا یہ ہے کہ اپنی پوری حالت کسی معتقد فیہ کے سامنے پیش کر کے اپنے کو اسکی تفویض میں دیدیا جائے۔ جو نسخہ میرے لئے تجویز کیا جاوے گا میں اس کا استعمال کروں گا

چونکہ ایسے مضمون کا آپ کا کوئی خط نہیں آیا لہٰذا میں کوئی متعین مشورہ نہیں دے سکتا ہوں۔
جب ایسا خط آئے گا انشاء اللہ مشورہ عرض کروں گا۔ (الامداد بابت ذیقعدہ 35ھ ص 138)

طالب کا اپنے علم کو کافی سمجھنا مذموم ہے

حضرت اس کا سبب اکثر یہ ہوتا ہے کہ طالب اپنے علم کو کافی سمجھے ہوئے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دوسری بات کی وقعت دل میں نہیں ہوتی اگر یہ ہے تو اس سے بڑھ کر راہ خدا کا کوئی رہزن نہیں۔ (والسلام الامداد بابت صفر 36، ص 156)

شیخ میں قوت برقیہ گمانے کرنا پسند نہیں

سوال۔ خدائے تعالیٰ آپ کی برقی قوت کو کسی قدر اس طرف بھی لگائے رکھے جو اس ناکارہ کی دین ودنیا سنور جائے۔ واللہ میرا اس دنیا میں کوئی یار نہیں ہے۔ ایک صرف آپ کے دم پر بے فکری ہے۔

جواب۔ آپ کی محبت کی وجہ سے یہ شکایت ہے کہ آپ نے میری نسبت قوت برقیہ کا گمان کیا اور اس کو اپنی طرف کھینچنے کی دعا کی۔ آپ نے اچھی قدر کی۔ ہم کو تو یہ ناز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحب کی برکت سے ان شعبدوں سے ہم کو محفوظ رکھا۔ آپ نے ہمارے سارے ناز پر پانی ہی پھیر دیا۔ اگر آپ کو محبت نہ ہوتی تو کچھ شکایت نہ تھی۔ نیز قوت برقیہ کو دین کے سنورنے میں کیا دخل۔ بلکہ دنیا بھی اکثر بگڑتے ہی دیکھی۔ (حصہ مذکور ص 158)

محبت شیخ کلید کامیابی ہے

حال: معمولات تو بفضلہٖ تعالیٰ جاری ہیں۔ الحمدللہ کسی روز ناغہ بھی نہیں ہوتے۔ ڈیڑھ دو بجے اٹھ جاتا ہوں اسی وقت سے برابر صبح تک مشغولی رہتی ہے۔ بعض روز عجیب حال ہوتا ہے کہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہ سب معمولات بیداری میں کئے گئے ہیں۔ یا بحالت نوم ادا ہوئے۔ کچھ خبر نہیں ہوتی جس کا رنج وافسوس برابر رہتا ہے اور استغفار کرتا ہوں اور کیا عرض کروں نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی کیفیت ہے۔ اس وجہ سے عریضہ کہتے ہوئے شرم بھی آتی ہے۔ اگر کوئی چیز ذریعہ نجات سمجھتا ہوں تو وہ یہ ہے کہ خدام والا کی محبت اپنے دل میں بے حد پاتا ہوں جس کے سامنے اپنے تمام عزیزوں کی محبت کی کوئی حقیقت نہیں حتیٰ کہ اب اپنے

والدین کی محبت سے بھی بدرجہ زائد پاتا ہوں۔اسی کو مدار نجات اور مفتاح سعادت یقین کرتا ہوں اور کیا عرض کروں۔احقر کیلئے دعا فرمائی جاوے۔

تحقیق: آپ کہتے ہیں کہ کوئی حالت اور کیفیت نہیں۔ڈیڑھ بجے رات سے صبح تک مشغول رہنا اس کے سامنے کیفیت اور حال کیا چیز ہے۔بعض تواضع خود نعمت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے۔استقامت اور برکت کی دعا کیجئے اور کام میں لگے رہئے حالات سے اطلاع دیتے رہئے گو وہ حالت آپ کے نزدیک قابل اطلاع نہ ہوں اور جو بے خبری کی حالت لکھی ہے۔اگر وہ نیند کا غلبہ ہے تب تو وہ امر طبعی ہے نہ محمود نہ مذموم اور اگر نیند کا غلبہ نہیں تو یہ ربودگی اثار ذکر سے ہے جو محمود ہے گو مقصود نہیں اور جو محبت کا تذکرہ لکھا ہے حقیقت میں یہ شرط طریق ہے اور اعون فی الوصول گو اس محبت کا متعلق اس کا اہل نہ ہو مگر محب کو اس کے اعتقاد کی بنا پر بے حد نفع ہوتا ہے۔(الامداد بابتہ صفر 32ھ' ص 121)

خودرائی طریق میں مذموم

آخر خط میں اپنا علاج آپ نے خود تجویز کیا ہے۔کہ اگر سلسلہ میں داخل کر لیں۔تو شاید مفید ہو تو آپ مثل اس مریض کے ہیں کہ طبیب کے نسخہ لکھنے کے بعد ایک نسخہ خود لکھ کر طبیب کو دکھاتے ہیں کہ شاید یہ نسخہ زیادہ مفید ہو۔(الامداد ماہ ربیع الاول 32ھ ص 129)

نفس کا محاسبہ اعمال اور شیخ کو اس کی اطلاع

حال: نفس کو قطع محبت کیلئے خادم کا خیال ہے کہ ایسا کرے روزانہ اپنے حالات ادائیگی نماز پنج وقت جماعت یا بے جماعت۔وقت پر یا قضاً' وظیفہ چھ سو مرتبہ کلمہ شریف کا بعد نماز عشاء چھ رکعت قبل از وتر وعشاء قلمبند کرتا ہوں تین چار یوم بعد خدمت حضور ہی میں ارسال کر دیا کروں۔آہستہ آہستہ نفس پر سختی کرتا جاؤں۔نفس خود بخود عادی ہوتا جائیگا۔

جواب۔بہت مبارک ہے اور انشاء اللہ نافع ہوگا۔(الامداد ربیع الاول 32' ص 174)

اطلاع حالت کا نافع ہونا

حال: اس نالائق غلام سے ایک بہت بڑی خطا یہ ہوئی ہے کہ جب سے حاضر خدمت

ہوا ہے صرف ایک مرتبہ اپنا حال خدمت عالی میں عرض کیا ہے۔ اس خطا کی نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں اور آئندہ کیلئے عہد کرتا ہوں کہ حالات سے جلد از جلد اطلاع دیتا رہوں گا۔ حضور والا کے کرم سے امید قوی معافی کی ہے۔ آئندہ ایسی خطا نہ ہوگی۔

تحقیق۔ ہاں اطلاع کرتے رہنا بے حد نافع ہے۔ (الامداد ربیع الاول 36ھ ص 176)

محبت شیخ طریق میں بے حد نافع ہے

حال: کل سے حضور والا کی محبت کا بے حد غلبہ ہے۔ دل چاہتا ہے کہ حضور پر سے اپنی جان قربان کردوں اور میرے بدن سے کھال اتار کر اگر اس کا جوتہ بنا کر حضور کے پائے مبارک میں پہنا دیا جائے تو دل ٹھنڈا ہو۔ اب اپنے عشق ومحبت کو حضرت کی طرف نسبت کرنے کو دل چاہتا ہے۔ یعنی اپنے کو عاشق کہوں اور حضرت کے اتباع کو باعث رضا خداوندی سمجھتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ تمام اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میرے حضور والا کے مطابق ہو جائیں اور قلب میرا حضور کے قلب کے مشابہ ہو جائے تاکہ میں وہی باتیں پسند کروں جو حضور کو پسند ہوں۔

تحقیق۔ یہ محبت طریق میں بے حد نافع ہے۔ (الامداد بابتہ ماہ ربیع الثانی 36ھ ص 186)

شیخ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا

حال: کل بعد نماز جمعہ سے یہ دل چاہ رہا ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں ایک پگڑی پیش کروں اور حضرت والا اس کو اپنے سر مبارک پر باندھیں اور میں اپنی آنکھوں سے حضرت کے سر مبارک پر وہ پگڑی دیکھوں۔ اس کی نسبت کیا ارشاد ہے کہ اگر اجازت ہو تو پیش کروں۔ یہ خیال خود بخود دفعۃً پیدا ہو گیا ہے۔ جو ارشاد ہوگا اس کے موافق تعمیل کروں گا۔

تحقیق: دو چار روز کے بعد اگر پھر تقاضا ہو تو بہت ہلکے داموں کی مضائقہ نہیں اور اگر تقاضا نہ رہے تو بتکلف نہ لایا جائے۔ (الامداد بابتہ ماہ ربیع الثانی 36ھ ص 190)

شیخ کے ملابس سے حصول برکات

حال: آج اہلیہ صاحبہ 6 بجے صبح رخصت ہوئیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس روز سے وہ یہاں تشریف لائیں تھیں قلب میں عجیب کیفیت سکون وانبساط اور اطمینان پیدا ہوا۔ میں

نے اس کو خیال سمجھ کر التفات نہ کیا۔ ایک دن خواجہ صاحب نے بھی کہا کہ میری بھی یہی حالت ہے کہ مجھے اپنی حالت میں اس دن سے بڑا فرق محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: مقدمہ اولیٰ "قال اللہ تعالیٰ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن"

مقدمہ ثانیہ۔ جس شخص سے دینی تعلق ہوتا ہے اس کے لباس سے عرفی جس کو زیادہ ملابست بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو صرف جلد سے ہوتی ہے دوسرے زیادہ مدید نہیں ہوتی۔ برکت محسوس ہوتی ہے نتیجہ تو اس لباس شرعی سے جو کہ زیادہ ملابست رکھتا ہے۔ کیونکہ اول تو وہ باطن تک پہنچی ہوتی ہے۔ دوسرے مدید ہوتی ہے۔ برکت محسوس ہونا کیا بعید ہے اور میرا وجدان ومشاہدہ اس وقت تک یہ ہے کہ وہ خدا کی بندی بفضلہ تعالیٰ خود بھی بعض برگزیدہ صفات خاصہ سے موصوف ہے۔ تو اس صورت میں وہ سب جمع ہو گئے۔ (الامداد بابتہ ماہ جمادی الاولیٰ 36ھ ص 196)

آسانی کی درخواست فضول ہے

سوال۔ احقر بعارضہ ضعف دماغ علیل ہے تلاوت وذکر موقوف ہے۔ اللہ پاک کی یاد کرنے اور خصوص ذکر وتلاوت کے کرنے کو طبیعت بے حد چاہتی ہے۔

جواب۔ افسوس آپ نے بھی کوئی کام کی بات نہیں لکھی۔ یہ خوب فرمائش کی ہے کہ کوئی آسان یا دقیق طریقہ جس میں دماغی محنت نہ ہو بتلایا جاوے۔ تو کیا آپ کا یہ گمان ہے کہ آسان طریقہ کے ہوتے ہوئے اہل طریق بندگان خدا پر مصیبت ڈالتے ہیں۔ اگر یہ گمان ہے تو ایسوں سے پوچھنا ہی لاحاصل ہے اور اگر یہ گمان نہیں ہے تو اس فرمائش کے کیا معنی ہیں اس جہل کا علاج اور نیز طریقہ کی تعیین بدون پاس رہے ممکن نہیں آگے آپ کو اختیار ہے۔ اگر احقر سے آپ کی تسلی نہ ہو تو آپ کو خوشی سے اجازت ہے کہ جس شیخ سے چاہیں رجوع کریں۔ مگر خدا کیلئے وہ شیخ النار نہ ہوں شیخ النور ہوں۔ امید ہے کہ آئندہ کوئی فضول مضمون آپ کی طرف سے نہ آوے گا۔ ضروری خدمت سے عذر نہیں۔ (الامداد بابتہ ماہ رجب 36ھ ص 205)

شیخ سے حسن ظن کا نافع ہونا

حال: اس سے پہلے کے یعنی کل کے عریضہ میں میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا

کہ حضور والا نے جو حسبنا اللہ کا پڑھنا بلا تعداد بتلایا ہے تو مجھے خیال ہی نہیں رہتا۔ بہت ہی کمی کے ساتھ کبھی کبھی جب یاد آجاتا ہے تو پڑھ لیتا ہوں اور ہنوز وہ عریضہ حضور کی خدمت میں نہ پہنچا ہوگا کہ آج ہی بلا اختیار خود بخود قلب سے حسبنا اللہ جاری ہوگیا جس کی کہ زبان نے بھی شرکت کی۔ اب سوا اس کے کہ یہ حضور کی کرامت سمجھی جاوے اور کیا ہوسکتا ہے۔

تحقیق۔ آپ کو یہ حسن نافع ہوگا خواہ وجہ کچھ ہی ہو۔ (الامداد بابتہ ماہ رجب 36ھ ص 211)

ضرورت اتباع شیخ

حال: اب میں عجب معذوری کی حالت میں ہوں۔ اپنی بدقسمتی پر آنسو بہاتا رہتا ہوں۔ کہ کوئی صورت بہتری کی نظر نہیں آتی۔ قصد السبیل بھی آج ختم ہوچکی ہے۔ اصلاح الرسوم اور فروع الایمان زیر مطالعہ ہیں۔ ان کے مطالعہ سے طبیعت میں بہت کچھ اطمینان حاصل ہوا ہے لیکن بعض وقت پھر وہی ناامیدی ہوجاتی ہے۔ لہذا عرض ہے کہ کوئی مناسب علاج تجویز فرمادیا جاوے۔

تحقیق۔ کسی محقق صاحب حال وکمال سے تعلق راسخ کرکے اس کا اتباع کیا جاوے۔ (ص ۲۱۹)

اصول طریق جاننے کا مطلب

حال: آج ملفوظات حضرت کے نمبر 120 میں دیکھا کہ بدون اصول طریق کے جانے ہوئے فقط ذکر پر قناعت کرنے سے جمعیت حاصل نہیں ہوتی جس کے بغیر کوئی کام درست نہیں ہوتا۔

تحقیق: مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے سب اصول جان لے پھر ذکر شروع کرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کام کرتا رہے اور حالات سے اطلاع دیتا رہے۔ اس اطلاع ہی کے ضمن میں اصول کی تعلیم ہوجاویگی اور جتنے اصول معلوم ہوتے جائیں ان کی پابندی ہوتی رہے۔ (تربیۃ السالک۔ مطبوعہ الامداد بابتہ ماہ شعبان المعظم 1336ھ ص 225)

شیخ سے قرب وبعد میں فرق

حال: ایک عجیب بات اس وقت عرض کرتا ہوں کہ جب تک میں حضرت کی خدمت سے دور رہتا ہوں اکثر یہی حال جوش وغیرہ کا رہتا ہے اور جہاں سامنے گیا بس یہ معلوم ہوتا

ہے کہ جیسے کسی نے جلتی آگ پر پانی کا چھینٹا ڈال دیا۔ وہاں جا کر لذت تو بے حد رہتی ہے مگر یہ جوش وخروش طبیعت میں نہیں رہتا۔ نہ معلوم کیا بات ہے۔

تحقیق۔ بُعد میں شوق کا غلبہ ہوتا ہے۔ قرب میں اُنس کا وھذا ھو۔ "مقتضی سلامة الفطرة ویکون خلافه بعارض"۔ (تربیۃ السالک مطبوعہ الامداد ماہ رمضان المبارک 36ھ ص 238)

اتباع شیخ کے معنی

سوال۔ حضرت کی خدمت میں نہایت ادب سے اتنا عرض کرتا ہوں خدا کے واسطے صرف بارہ تسبیح کے ذکر کی خواہ جہر سے یا اخفا کے ساتھ مقررہ تعداد کی اجازت مرحمت فرما دیجئے۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ایسی جگہ ذکر کروں گا کہ کسی شخص کو اطلاع نہ ہوگی اور دل میں چلتے پھرتے ذکر خفی ہی جاری رکھوں گا۔ اگر حضور والا اجازت مرحمت فرمادیں گے تب بھی میں راضی ہوں چونکہ بہت دل بے قرار ہے اس لئے عرض کر دیا۔ آئندہ جو حضور کی مرضی ہو وہی درست ہے۔ مریض کا دل تو بد پرہیزیوں کو چاہا ہی کرتا ہے۔ لیکن طبیب اگر منظور کرے تو مریض کی موت ہی آجائے۔

جواب۔ جزاک اللہ اتباع کے یہی معنی ہیں اور یہی اتباع مفتاح نجاح وفلاح ہے۔ باقی میں آپ کو دوبارہ تمام کارخانہ کے افتتاح کی اجازت دے چکا ہوں۔

(تربیۃ السالک مطبوعہ الامداد ماہ رمضان المبارک 36ھ ص 245)

آثار عبدیت وسرایت سنت

حال: ہفتہ عشرہ سے قلب کے اندر از غیب یہ تقاضا شروع ہے کہ حالات باطنہ سے حضور کو مطلع کر کے علمی ترقی وعروج درجات باطنہ کی درخواست کروں۔ لہٰذا یہ تقاضائے مذکورہ کچھ جھوٹ موٹ عرض کرتا ہوں۔ اب یہ حالات جیسے ہوں مذموم ہوں خواہ محمود محض حضور کی توجہ انور فیض کے ثمرے ہیں ورنہ کیا ہستی بچہ شیر خوار کی بحر ناپیدا کنار میں غوطہ زنی کرے۔ جزاک اللہ آمین ثم آمین۔ بفضلہ تعالیٰ وبدعائے حضور طبعاً عبادت کی رغبت ومعصیت سے نفرت پیدا ہوگئی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ معصیت کو سبب پرسش وادنیٰ خیر کو موجب نجات معلوم کر لیا۔ گو ہر لحظہ غفلت ومعصیت ہی میں گزرتا ہے۔ قلب ذکر سے بے حد مانوس ہو گیا۔ اب زیادہ دیر تک

مہلت نہیں دیتا۔ بیداری میں دس پانچ منٹ بھی غفلت قلب پر گراں ہے۔ دیر تک کسی دوسری طرف متوجہ ہونے سے اضطراب شروع ہوجاتا ہے اور یوں ہی بحالت غیر مشغولی ملکہ یادداشت کے اعتبار سے ذکر ومذکور کے ساتھ ایک خاص تعلق ولگاؤ رہتا ہے۔ مشغولی میں نہ تنگی ہوتی ہے نہ طبیعت اکتاتی ہے۔ پوری جمعیت رہتی ہے۔ ذوق وشوق سوز وگداز سرور ومستی علم ویقین رضا وتسلیم انس ومحبت میں ترقی محسوس ہے۔ تصور اسم ذات کا رہتا ہے۔ وساوس وخطرات کو اسی تصور سے دفع کرتا رہتا ہوں۔ مطلوب محض ذات حق ہے صفات پر چنداں نگاہ نہیں۔ ذکر حبیب کے سامنے جملہ لذات دنیا پر خاک ڈالتا ہوں۔ لغو وفضول گوئی پر ندامت ہوتی ہے۔ سکوت وخلوت محبوب ہے۔ شرکت مجمع وجماعت سے تو قطعاً بزور روک دیا گیا۔ بسط کو غلبہ ہے ضبط پر بآسانی قدرت ہے۔ نیستی وپستی کا یہ غلبہ ہے کہ اگر اختیار ہو تو از خود زمین میں دھنس جاؤں۔ دعویٰ کا وہم تک بھی نہیں ہوتا۔ دل میں یہی بات گڑی ہے کہ اس پرسش پر صاف یہی کہہ دوں گا کہ الٰہی سراپا تقصیروار ہوں اور بالکل مفلس، میرے پاس جز امید مغفرت اور کچھ بھی نہیں۔ کشف وکرامات نگاہ میں ہیچ بے قدر ہیں۔ خلوت سے زیادہ خدمت ہی پسند ہے۔ اسی کی توفیق کی درخواست ہے ہجر یار سے دل بے قرار ہے۔ زندگی سے جی بیزار ہے۔ دنیا بلا وقیدسی لگی ہے۔ اس سے جلد چھوٹنے کی تمنا ہے۔ اصلی وطن کی رغبت ہے۔ یہاں کی بود وباش سے سخت بیکلی ہے۔ ولولہ شوق ہجرت سے قلب لبریز ہے۔ مدینہ طیبہ میں مرنے کی ہوس ہے۔ بلا ومصیبت میں تشویش وپشیمانی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ گاہے تو اس کی طلب پیدا ہوجاتی ہے۔ ادنیٰ وضروری تعلق بھی گراں ہے حتیٰ کہ جامہ تن بھی بار ہے۔ اہل دنیا سے پوری فراغت حاصل ہے۔ نہ کسی سے خوف ورجا ہے۔ نہ کسی کے مدح ومذموم کی پرواہ مت وتقویت میں افزائش ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے۔ ہر صورت میں ان کو اپنا شفیق ہی جانتا ہوں۔ بس ختم ہوئی احقر کے تکلف وریا کی تحریر جو حالات قابل اصلاح ہوں امید کہ ان کی اصلاح فرمائی جاوے۔ ع

ما حال دل را بایار گفتیم   نتواں نہفتن درد از طبیباں

امید کہ دعائے ترقی وتوجہ باطنی سے ہمیشہ ہمیشہ یاد فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو مقام اقرب عطا فرمادیں۔ آمین۔ فقط ہاں ہر چند احقر وساوس نفسانی سے بالکل بے پرواہ ہے مگر

تاہم اس ملعون کے نیت وارادوں سے گاہے سخت تکلیف و پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ماشاء اللہ حالات رفیعہ ہیں۔ سب کا حاصل عبدیت خالصہ وسرایت سنت ہے۔ مبارک ہو۔ (تربیۃ حصہ ششم 36ھ ص 14)

شیخ سے قرب روحانی کی صورت حال

حال: میں ایک غریب شخص ہوں حضور کی تصانیف کے مطالعہ سے اشتیاق دیدار کا ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کے دیدار سے مشرف کردیا۔ میں ارادہ مکان جانیکا رکھتا ہوں۔ پھر حضور کی خدمت میں آنیکی توقع نہیں کیونکہ راہ خرچ آمدورفت کا چھبیس روپے ہے۔ علاوہ اس کے خوراک' اس خیال سے دل پر ناامیدی چھا جاتی ہے۔ حضور میرے حق میں جو بہتر ہو تجویز کریں۔

تحقیق: دوری جسمانی مضر نہیں اور قرب روحانی اس طرح رہتی ہے کہ ہمیشہ اطلاع حالات واتباع تعلیمات کا التزام رکھا جائے۔ (تربیۃ السالک حصہ ششم ص 27)

صحبت شیخ نافع ہے گو کام تھوڑا ہو

حال: تخمیناً بیس روز سے ایسی طبیعت کمزور ہے کہ معتدبہ محنت نہیں ہوسکتی۔ اتفاق سے میری تمام مشاغل دینی ودنیوی سب کے سب دماغی ہیں۔ اس لئے معدہ ودماغ دونوں میں فتور محسوس ہوتا ہے اور بعض اوقات تکلیف ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عریضہ روانہ کرنے میں عرصہ مدید ہوگیا۔ خصوصاً ایسے وقت میں کہ بجائے حال کے بدحالی ہورہی ہے۔

تحقیق: دلگیر نہ ہونا چاہئے ایسے عوارض سب کو پیش آتے ہیں جن سے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرر نہیں۔ المعذور ماجور لا مازور' ضعف دماغ کو مانع تشریف آوری نہ قرار دیا جائے۔ اگر کام بھی زیادہ نہ کیا جائے پاس رہنا بھی نافع ہے۔ بنفع معتدبہ۔ (حصہ مذکور 28)

ابتداء نسبت کی علامت

حال: آج کل احقر کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ احقر کے دل میں کوئی نئی بات پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے یاد الٰہی ہر وقت دل میں رہتی ہے۔ کسی وقت ذہول نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق۔ ابتداء ہے نسبت کی مبارک ہو۔ (حصہ مذکور ص 54)

حال: معمول شب بارہ تسبیح و دن بارہ ہزار اسم ذات کیفیت کل صبح سے ایک حالت طاری تھی جس کو بعینہ قلمبند کرنا مشکل ہے۔ مگر تمثیلاً عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں اگر کسی سے تعلق اور لگاؤ ہو جائے اس وقت اسی کی طرف ہر وقت خیال لگا رہتا ہے۔ اس کی رضامندی کی دھن اور ناراضگی کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ اس ماجرہ کے علاوہ کوئی دوسرا خیال یا کوئی دوسری بات جس کو اس محبوب سے کوئی تعلق نہ ہو تو وہ خیال و بات بری معلوم ہوتی ہے اور طبیعت میں ایک قسم کا تکدر پیدا ہوتا ہے اور اسی وقت اس محبوب کی طرف طبیعت کا رجوع ہوتا ہے۔ اسی طرح میری حالت ہو رہی ہے کہ ایک قسم کا ایسا تعلق معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت اسی طرف خیال کے رہنے سے دل میں سکون و راحت محسوس ہوتی ہے۔ اگرچہ اس حالت میں ایک قسم کا ثقل بھی ہے مگر اس ثقل سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بلکہ راحت و چین ہے اور اگر کوئی چیز مخالف اس خیال کے پیش آتی ہے تو نہایت تکدر ہوتا ہے اور فوراً اسی خیال کی طرف توجہ ہو جانے سے سکون و راحت ہو جاتی ہے یہ حالت کل کی تھی آج بعد تہجد بمع اس حالت کے ایک امر پیدا ہوا کہ عالم میں خداوند تعالیٰ جل جلالہ ہی موجود ہیں۔ ماسوائے پروردگار کے سب مظاہر ہیں اور پروردگار ظاہر ہے اور اس کی مثال یوں سمجھ میں آئی کہ جیسے بجلی گھر میں سب روشنیوں کا مجمع ہوتا ہے اور جس کسی لالٹین کو روشنی ملتی ہے وہ اسی مجمع سے ملتی ہے یہ بالکل سیاہ ہی سیاہ ہے اور جب اس مجمع والا اس روشنی کو بند کر دیتا ہے تو سب لالٹینیں سیاہ ہو جاتی ہیں تو دیکھنے والا جب لالٹین کو روشن دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ روشنی اس کی نہیں ہے بلکہ اس کارخانہ بجلی سے آ رہی ہے۔ یہ سب لالٹین مظاہر اس مجمع روشنی کے ہیں۔ مثلاً کفار صفت مضل کا مظہر ہیں اور مومنین صفت ہادی کے مظہر ہیں اور نیز صبح سے پستی و نیستی بہت غالب ہو رہی ہے۔ جو ہوشیاری سابق میں تھی بالکل معدوم ہے اور جو کوئی کام دیکھتا ہوں یا کرتا ہوں تو یوں سمجھ میں آتا ہے کہ سب امور کے کرانے والا تو اللہ تعالیٰ ہے فقط انسان کو ایک واسطہ قرار دیا ہے۔

تحقیق۔ الحمد للہ نسبت باطنیہ و حالت فنا و توحید شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تکمیل فرمادے۔ (حصہ مذکور 27)

برکات صحبت

حال: حضرت کی خدمت بابرکت میں آنے سے پہلے کسی کیلئے دل میں بغض تھا کسی کیلئے محبت تھی جب کبھی ان لوگوں سے کوئی یاد آتا تھا کسی کیلئے دل میں محبت معلوم ہوتی تھی کسی کیلئے

بغض معلوم ہوتا تھا۔ اب دل میں ان باتوں کا پتہ ہی نہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دل میں جتنی جگہ ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت نے گھیر لیا ہے۔ تحقیق۔ مبارک ہو۔ (حصہ مذکور 54)

اجازت بیعت

حال: احقر کا حال یہ ہے کہ آج کل جب بھی گھر سے خط آتا ہے اس میں کوئی غمی یا خوشی کی خبر ہوتی ہے۔ یا اور کوئی غمی یا خوشی کی خبر سناتا ہے تو جس وقت سنتا ہوں اس وقت قلب پر کچھ اثر ہوتا ہے۔ بعد میں بالکل اس طرف کچھ خیال ہی نہیں رہتا ہے دل پر ایک اطمینان اور سکون ہر وقت رہتا ہے۔ خیال ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے بعض وقت ذکر کی حالت میں کسی اعضاء میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ دیگر عرض یہ ہے کہ احقر کو والدین آج دو سال سے بلا رہے ہیں حتیٰ کہ رمضان شریف سے پہلے جب میں یہاں آیا تو تین چار خط متواتر آئے کہ جلدی آؤ اور بہت مجبور کر ڈالا تھا۔ مگر میں نے سب کے جواب میں یہی لکھا کہ جب تک میں یہاں حضرت کی خدمت میں چھ سات مہینہ نہیں رہوں گا میں ہرگز نہیں آسکتا۔ اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے تھے۔ اب پھر خطوط آنے لگے۔ کہ جلدی آجاؤ بجائے چھ سات مہینہ کے آٹھ مہینے ہو گئے۔ اب تمہیں کچھ عذر باقی نہیں رہا۔ آج راہ خرچ بھی آگیا۔ بلانے کی وجہ یہ ہے کہ میرے بڑے بھائی صاحب کی شادی کرانی چاہتے ہیں مگر وہ بغیر میرے جانے کے شادی کرتے نہیں۔ گو حضرت کسی کو مشورہ دیتے نہیں مگر میں امید کرتا ہوں کہ بندہ کو اس قاعدہ سے مستثنیٰ کر کے مشورہ دیکر ممنون فرمائینگے۔

تحقیق: سب حال پڑھا دل خوش ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز ترقی ہوگی۔ اب چونکہ بعد جسمانی مضر نہ ہوگا۔ اس لئے وطن جانا مصلحت ہے اور میں بنام خدا آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر کوئی طالب صادق اللہ تعالیٰ کا نام اور راستہ پوچھے یا بیعت بھی ہونا چاہے اس کی درخواست منظور کرلیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے مخلوق کو نفع ہوگا اور یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ اس اجازت کی اطلاع اپنے خاص خاص محبین کو کر دیں۔ (حصہ مذکور ص 74)

طالب کا ثمرات کو خود تجویز کرنا خلاف ادب ہے

حال: جس وقت بندہ دورہ پڑھتا تھا۔ ایک رات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں دیکھا تھا اس وقت بہت عمدہ حالت تھی اور اب کم ہوگئی۔اب جی چاہتا ہے کہ پھر زیارت سے مشرف ہوں اور اس وقت ذوق وشوق الٰہی پیدا ہو جائے۔لہٰذا دل بہت متفکر ہے۔

تحقیق۔آپ ثمرات اور ان ثمرات کے طرق کو خود تجویز کرتے ہیں تو پھر آپ خود ہی شیخ ہیں۔پھر ہم ناکاروں کی طرف کیوں رجوع کرتے ہیں۔(حصہ مذکور ص 77)

بیعت بدون مناسبت نافع نہیں

حال: نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر حضرت کے خلاف مرضی نہ ہو نیز بندہ کے حق میں مضر نہ خیال فرمایا جاوے تو فقط تبرک اور پورا تعلق پیدا ہونیکے واسطے بیعت سے مشرف فرمایا جاوے۔شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

تحقیق: بدون مناسبت بیعت نافع نہیں اور آپ کو ابھی مناسبت نہیں ہوئی اوپر کی درخواست اس کی دلیل ہے اور نیز آئندہ مضمون بھی۔

حال: اگر خلاف مرضی تو نہیں بلکہ یہ وہ بھی اگر مرضی ہو تو زبانی کچھ نصیحت وغیرہ جو طبیعت چاہے فرما کر مشرف فرمایا جاوے۔

تحقیق: یہ بھی دلیل ہے عدم مناسبت کی میری روزمرہ کی تفہیمات مفصلہ کے بعد بھی اس مبہم ومجمل درخواست کی ضرورت رہی۔

تحقیق: بیعت ومفصل تعلیم موقوف ہے مناسبت وصحبت پر وہ ابھی حاصل نہیں۔اسکے حصول کے منتظر رہے گا۔باقی مجمل تعلیم غائبانہ بھی ممکن ہے۔فی الحال آپ قصد السبیل پر اوراد میں اور تبلیغ دین پر معالجات امراض نفسانیہ میں عمل شروع کیجئے اگر مجھ کو حالات سے اطلاع ہوتی رہے گی۔سلسلہ تعلیم کا جاری رکھوں گا۔بشرطیکہ یہ خط بھی ہمراہ آئے۔تہجد بعد نماز عشاء پڑھیے۔حسن پرستی کے متعلق یہ سوال ہے کہ میلان میں تو اختیار نہیں لیکن عمل میں تو اختیار ہے۔پھر کیوں نہیں ترک کرتے۔(حصہ مذکور ص 77)

وجہ ضرورت شیخ اور شیخ کے پاس قیام کی شرط

حال: جناب عالی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مسکین کی اصل زبان آردی ہے۔

اب مسکین نے عربی کتابیں شروع کر کے فقہ میں کنز وشرح الوقایہ وفرائض شریف وتفسیر جلالین، ومشکوٰۃ شریف پڑھی ہیں اور باقی اپنی استعداد کے موافق کتب کا مطالعہ کرتا ہوں اور احیاء العلوم کسی قدر استاد سے پڑھی ہے اور بقیہ کا خود ہی دو تین بار مطالعہ کیا ہے۔ اب مجھ کو سلوک کی کتابیں دیکھنے کی خواہش ہوئی کہ مفاخر العلیہ لابن عباد الشاذلی وحکم لابن عطاء اللہ السکندری والتنویر فی اسقاط التدبیر ولطائف المنن للشعرانی وغیرہ کتب کا مطالعہ کرتا ہوں۔

تحقیق: آپ کے حالات سے دل خوش ہوا۔ میں صاحب کمال نہیں ہوں اور خدمت سے انکار نہیں لیکن آپکی شرط ہے وہ یہ کہ چند روز تک جو میں کہوں سنتے رہیں کوئی سوال نہ کریں اور میرے اقوال میں غور کیا کریں۔ پھر بولنے کی اجازت ہے۔

طریق میں تفویض شرط ہے

حال: خدا جانے کیوں مجھے معارف لدنیہ ومکتوبات امام ربانی وغیرہ یا مکتوبات حضرت مولانا شاہ خلیل الرحمٰن قدس سرہٗ وغیرہ زیادہ پسند آئے۔ اسی وجہ سے نقشبندیہ خاندان سے ایک خاص انس پیدا ہوگیا ہے۔ لہٰذا جناب عالی سے گزارش ہے کہ اگر کوئی صورت فلاح دارین کی بوسیلہ جناب اقدس ہو سکتی ہے تو دریغ نہ فرمائیں اور سلسلہ نقشبندیہ میں باللہ وبالرسول اس ناچیز کو شرف بیعت سے مشرف فرمائیں۔

تحقیق: مجھ کو تخصیص کے ساتھ خدمت کرنے سے عذر ہے۔ نیز ایسی تخصیص خلاف تفویض ہے اور تفویض ہی اول شرط ہے طریق کی۔ (حصہ مذکور ص 111)

محبت شیخ کا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے

حال: حضرت والا اتباع سنت کا بہت ہی اہتمام رکھتا ہوں۔ اگر ذرا سی خلاف سنت کوئی بات ہو جاتی ہے تو دل میں کھٹک جاتی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی نہیں معلوم ہوتی جیسی جناب کی معلوم ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس سے بہت قلق معلوم ہوتا ہے۔ اس کا کوئی طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ محض شبہ ہی شبہ ہے واقع میں محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیادہ ہے۔ خود مجھ

سے محبت ہونے کا واسطہ حضور ہی کا تعلق ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو اتباع سنت کی یہ کیفیت کیوں ہوتی۔ باقی یہ کہ منشا اس شبہ کا کیا ہے۔ سو حقیقت یہ ہے کہ بعض امور میں بعض خواص طبعیہ ہوتے ہیں چنانچہ قرب جسمانی واختلاط حسی میں طبعی خاصیت ہے۔ عزام وولولہ کی جو کہ محبت مامور بہا سے ایک امر زائد ہے اور بفضلہ تعالیٰ حب مامور بہ حضور ہی کے ساتھ زیادہ ہے۔ (حصہ مذکور ص 2)

حب خدا اور رسول وشیخ کیلئے دعا کرنا

حال: حضرت بعد نماز کے جو میں حب خدا اور حب رسول اور حب شیخ کیلئے دعا کرتا ہوں اس میں کوئی خرابی ہو تو مطلع فرمادیں۔

تحقیق: حدیث میں منصوص ہے اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک پس دعا عین سنت ہے۔ (حصہ مذکور 5)

رسالہ الیم فی السم در طریق سلوک

یہ ایک خط کا جواب ہے جس میں ایسا وظیفہ یا طریقہ پوچھا گیا تھا جس سے طاعات میں ترقی اور معاصی سے اجتناب میسر ہو۔ اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا۔ طاعات اور معصیت دونوں امر اختیاری ہیں جن میں وظیفہ کو کچھ دخل نہیں رہا۔ طریقہ سو طریقہ امور اختیاریہ کا بجز استعمال اختیار کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہاں سہولت اختیار کیلئے ضرورت ہے۔ مجاہدہ کی جس کی حقیقت ہے مخالف (بمعنی مقاومت) نفس اس کو ہمیشہ عمل میں لانے سے بتدریج سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ میں نے تمام فن لکھ دیا۔

نوٹ:۔ آگے شیخ کے دو کام رہ جاتے ہیں ایک بعض امراض نفسانیہ کی تشخیص۔ دوسرے بعض طرق مجاہدہ کی تجویز۔ جو کہ ان امراض کا علاج ہے۔

رسالہ الظم فی السم در ماہیت اصلاح

(جو ایک صاحب کو بطور خط لکھا گیا تھا) غیر اختیاری کے درپے نہ ہونا اختیاری میں ہمت کرنا اس میں جو کوتاہی ہو جاوے اس پر استغفار اور اس کا تدارک اور توفیق کی دعا کرنا یہی اصلاح ہے۔ فقط (تربیت از النور ماہ رجب 48ھ ص 591)

اصلاح اعمال کا بیعت وذکر وشغل سے مقدم ہونا

حال: خادم کو بیعت سے مشرف فرما کر معرفت الٰہی کی تلقین فرمائی جاوے۔
تحقیق: بیعت وذکر وشغل سے مقدم اصلاح اعمال ہے جس کا طریقہ معلوم کرنے کیلئے کم از کم میرے چالیس پچاس مواعظ اور رسالہ اصلاح الرسوم وآداب المعاشرت وتہذیب السالکین کا مطالعہ ضروری ہے اور بدون اس کے ذکر وشغل سب بیکار ہے تو اول اس سے فراغت کر لیجئے۔ کام تربیت سے اچھا ہوتا ہے ورنہ جس مکان کی بنیاد خام ہوگی۔ مکان جلد منہدم ہو جائیگا۔ اس پر نہ طالبوں کو نظر ہے نہ مشائخ کو اس لئے نفع نہیں ہوتا۔ (النور ص 2)

ضرورت اطلاع حالات واتباع شیخ

حال: اور خادم کے اکثر حالات کی تحقیق مواعظ اور تربیۃ السالک میں ملتے ہیں۔ ان حالات کی بھی حضرت کو اطلاع دینا ضروری ہے یا نہ۔
تحقیق: یہ مناسب ہے کہ اپنے اس حال کو معہ تحقیق مواعظ وتربیت کے نقل کر کے اطلاع دیں تا کہ اگر کسی خصوصیت کے اقتضاء سے اس میں کچھ کمی بیشی قابل تنبیہ ہو تو متنبہ کر دیا کروں۔
حال: حضرت کوئی تدبیر ایسی بھی نکل آئے تو کیا اچھا ہو کہ میرا بھی کام بن جائے۔
تحقیق: کام کرتے رہیں اور خبر دیتے رہیں یہی راستہ ہے پہنچنے کا اسی سے سب پہنچے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پہنچا دے گا۔ (النور صفحہ 23)
حال: یہ پریشانی ہے کہ میرے اندر ایک وحشت کا بھی مرض ہے ایک کام دیر تک کرنے سے گھبرا جاتا ہوں۔ پڑھانے میں ایک تو مختلف اسباق ہونے کی وجہ سے تجدد رہتا تھا۔ دوسرے برسوں سے اس کی عادت پڑ گئی تھی۔ اس وجہ سے اس سے دل نہیں ملول ہوتا تھا۔ مگر ذکر میں تھوڑی دیر کے بعد دل گھبرانے لگتا ہے۔ پھر ہمت کمزور۔
تحقیق: اگر قوت کمزور نہیں تو ہمت تو ارادہ کا نام ہے۔ جس کا فوری کرنا فعل اختیاری ہے اور گو گھبرانا اختیاری نہیں اس لئے اس کا رفع بھی اختیاری نہیں مگر اس کے مقتضاء پر عمل نہ کرنا اور کام پورا کر لینا تو اختیاری ہے بس اسی پر فضل ہو جاتا ہے تربیۃ السالک کا مطالعہ اس اصل کی شرح کر دے گا۔

حال: اور کبھی کبھی خواب سے دل میں فرحت بھی ہوتی ہے کہ یہ اچھا ہوگا۔
تحقیق: یہ خیال صحیح ہے حدیث شریف میں اچھے خواب کو بشارت فرمایا ہے۔
حال: بہر حال حضور کو عرض حال کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اکثر گناہ سے طبیعت رکتی رہتی ہے۔
تحقیق: یہ علامت ہے قلب کے روبصحت ہونے کی اس عادت کو ترک نہ کریں۔
رجب 34ھ (النور محرم 1342ھ ص 227)

حال: حضور نے سفر سے اجتناب کیلئے فرمایا تھا لیکن بصورت مجبوری ایک سہ چار روزہ سفر کرنا پڑا۔ شرکت نکاح ہے۔ صاحب نکاح مجھ سے ناراض تھے۔ میرے نہ جانے سے تمام ناراضگی مجھ پر آتی ہے اور میں ناراض نہ تھا۔ ادھر انتظام میں بھی کچھ خدمت بندہ سے متعلق ہے۔ جناب بھی دعا کے ساتھ اجازت عنایت فرمائیں۔ اس کی برکت سے اور ہمت بھی کروں گا۔ انشاء اللہ کام میں حرج نہ آئیگا۔
تحقیق: اجازت و ممانعت کرنے والا میں کون ہوں۔ مگر رائے میری اب بھی نہیں بدلی۔ ان کا شبہ ایک کارڈ سے رفع ہو سکتا ہے۔ یعنی طریق رفع کا یہ ہے۔ اگر یہ طریق ان کیلئے کافی نہ ہو تو آپ پر کیا ملامت ہے۔ البتہ اگر ان سے اندیشہ ضرر ہو تو اور بات ہے۔ رہا خدمت انتظامی سو خود وہ انتظام ہی فضول ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ طبیب صرف مریض کی خواہش سے نسخہ نہیں بدلتا۔ (النور رجب 46ھ)

حال: بعض مرتبہ ذکر کرتے وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ اپنے پاس والوں کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی ہے یہ کیا بات ہے۔
تحقیق: ایسا استفہام خلاف ادب ہے۔ طالب کے دو کام ہیں۔ ایک اطلاع حالات دوسرا تحقیق اعمال کہ کیا عمل کروں۔ (النور رجب 1346ھ)

حال: عطائی نامہ جواب عریضہ فدویہ بدین ارشاد صادر ہوا کہ معمولات کے ساتھ حالات بھی لکھا کرو۔ ابتداء میں کچھ خواب کا حال لکھا گیا تھا۔ اب اس کا جواب یہ ملا کہ ہم کو تعبیر خواب سے مناسبت نہیں ہے۔ اس سبب سے کچھ حالات تحریر کرنیکی جرأت نہیں ہوئی۔

تحقیق: کیا حالات خواب ہی میں منحصر ہیں۔ بیداری کے کچھ حالات نہیں ہیں۔ کیا بیہودہ عذر ہے۔ (النور شوال 1346ھ)

سوال۔ ایک صاحب نے وساوس سے اپنی پریشانی لکھی اور وہ وساوس بھی اس شان کے تھے کہ جیسالا اور یہ کی حالت ہے۔ کہ شاک وشاک فی انہ شاک۔ ان کو حسب ذیل جواب دیا گیا۔

جواب۔ مجھ کو اس باب میں بحمد اللہ اتنا کافی تجربہ ہے کہ شاید کسی کو ہو اس تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ یہ سب وسوسے ہیں اور اس کے وسوسے ہونے نہ ہونے میں جو شک پیدا ہوتا ہے وہ بھی وسوسہ ہے۔ اگر میرے صاحب تجربہ ہونے میں شبہ پیدا ہو وہ بھی وسوسہ ہے۔ بالکل پرواہ نہ کی جائے۔ میری تقلید کر لی جائے۔ اس میں طریق نجات تقلید ہی ہے۔ تحقیق مضر ہے۔ یعنی تکلیف دہ ہے۔ مگر گناہ اس میں بھی نہیں۔

مجاز کا خدمت دین سے پہلوتہی کرنا

سوال۔ اگر اپنے اندر قوت خدمت دین کی پائے اور بعجہ اس کی کہ وہ اپنے تک نااہل جانتا ہے اور خیال فتنہ میں مبتلا ہونے کا ہے تو ایسے حال میں اس کی پہلوتہی سے عند اللہ ماخوذ تو نہیں ہوگا۔

جواب۔ نہیں جبکہ دوسرے اہل کام کرنے والے ہوں۔

کسی کا بدون اجازت شیخ تعلیم کرنے میں مجاز ہونا

سوال۔ حضرت کا ایک ملفوظ اس طرح یاد ہے کہ اگر کسی وجہ سے شیخ اجازت نہ دے اور مرید اپنے اندر اہلیت پائے تو تعلیم کا مجاز ہے۔ یہ شیخ کی حیات میں یا بعد۔

جواب۔ حیات میں جب اس سے اطلاع کر کے اذن لے سکتے ہیں تو بدون اس کی اجازت کے ضرورت کیا پڑی۔

سوال۔ اور اس کی اہلیت کی معیار کیا ہے۔

جواب۔ ذوقی امور بیان میں نہیں آتے۔ جب ایسا ہوتا ہے اور قلب بھی سلیم ہو خود ایسا قلب شہادت دینے لگتا ہے اور قلب سلیم ہوتا ہے شیخ کامل کے اثر میں رہ کر تربیت پانے سے۔

سوال۔ اور یہ جان کر بھی اس کام کو انجام نہ دے تو ماخوذ عند اللہ تو نہ ہوگا۔

جواب۔ نہیں جب کہ دوسرا اہل ہو۔ (النور صفر 1340ھ)

حصول اجازت کیلئے شرط

تحقیق: بہت اچھا حصول اجازت کیلئے جیسے حصول نسبت شرط ہے ایک یہ بھی شرط ہے کہ وہ شخص طرق تربیت واصلاح سے واقف ہو جائے۔ تا کہ طالبین کی خدمت کر سکے۔

طالب کو رائے دینے کا حق نہیں

حال: حضرت اگر میرے لئے کوئی تدبیر امالہ کی مناسب ہو تو وہ ارشاد فرمائی جائے۔

تحقیق: مریض کو رائے دینے کا کچھ حق نہیں۔ ورنہ وہ طبیب ہوگا۔

حال: میں نے حضرت کی اس ابتلاء کے متعلق جہاں تک تحریرات دیکھی ہیں یہ یاد پڑتا ہے کہ وہ سب ازالہ کی ہیں۔ تحقیق۔ "بل کذبوا بمالم یحیطوا بعلمه ولما یاتهم تاویله"

حال: اس سے خیال ہوتا ہے کہ شاید امالہ کی تدبیر میں مفاسد کا بھی احتمال ہے۔

تحقیق: طالب کا خیال ہی کیا۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

حال: حضرت میرے لئے حضرت کی دعا اور توجہ کی نہایت ضرورت ہے۔ اگر کوئی تدبیر ہو جس سے حضرت مہربان ہو جائیں تو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: ''لم الهم ما اردتم به''

حال:

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں	می دہد یزداں مراد متقیں
مراد ماہمہ موقوف یک کرشمہ تست	زدوستان قدیم ایں قدر دریغ مدار

تحقیق۔ عدم دریغ کو دریغ سمجھ لینے کا کیا علاج

حال: اوراد و وظائف ذکر وغیرہ جیسا کہ آں جناب نے ارشاد فرمائے تھے یا بذریعہ قصد السبیل حکم فرمایا تھا۔ بحمد اللہ جاری ہیں کوئی مراقبہ تحریر فرما دیجئے جو باعث تسکین دل بے قرار ہو۔ طبیعت گھبرایا کرتی ہے جس کیلئے ایک مرتبہ اور بھی عرض کر چکا ہوں۔ برائے خدا کوئی تدبیر فرمایئے۔

تحقیق: مراقبہ کا مناسب یا نافع ہونا یا گھبراہٹ کو مرض سمجھنا اور اس کی تدبیر مراقبہ کو

تجویز کرنا اپنی رائے سے اس کا آپ کو کیا منصب حاصل ہے۔ کیا یہ ایسا ہی نہیں کہ مریض طبیب سے کہے کہ میرے لئے کوئی سہل تجویز کردو۔ تو ایسا شخص خود طبیب ہوا۔ مریض کیا ہوا۔ پھر بڑا کام تو مرض ہی کی تشخیص ہے۔ باقی تشخیص کے بعد تجویز یہ تو کتابوں سے معلوم ہوسکتا ہے۔ جب مرض ہی کی تشخیص کرلی تو کتابوں میں تدبیر مل جائے گی۔ طبیب اور پیر سے رجوع فضول ہے۔ باطنی احوال کے ساتھ اور سوال نہ چاہئے۔ (النور رجب 1340ھ)

شیخ کے سوائے معمولات پر دوسرے کو اطلاع نہ دینا

سوال۔ بعض دوست آپس میں پوچھتے ہیں اکثر تم کیا کرتے ہو۔ آج کل ایک دوسرے سے اپنے معمولات بیان کرتے ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے معمولات کسی کو نہ بتلانے چاہئیں۔

جواب۔ نہ بتلانا چاہئے۔ (النور شعبان 1340ھ)

سوال۔ دیگر آنکہ مبتدی سالک کو اپنی کوئی حالت یا خواب بجز شیخ کے کسی معتمد یا غیر معتمد سے بیان کرنا چاہئے یا نہیں۔

جواب۔ ہرگز نہیں۔ (النور ربیع الاول 1345ھ)

حال: ان ہی یار طریقت صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت مولانا مدظلہ سے دوازدہ تسبیح کی اجازت لیکر شروع کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ رضا و محبت الٰہی کے منازل جلد طے کروگے۔ بندہ ڈرتے ڈرتے طلب اجازت کی استدعا کرتا ہے۔ اگر مناسب حال ہو۔ ورنہ اپنی جہالت اور قصور فہم کو اس غلط خیال کا باعث قرار دیکر استدعا عفو قصور کرتا ہے۔ "والکاظمین الغیظ والعافین الآیہ"۔

تحقیق: ان کو منع کردیجئے کہ مشوروں سے معاف کیجئے۔ مجھ کو گراں گزرا۔ پس اپنے معمولات لکھ دیا کیجئے جو مناسب ہوگا تعلیم کیا جائے گا۔ (النور جمادی الاولیٰ 1345ھ)

پیر کو بواسطہ سلام پیام نہ پہنچانا اور ادب کا مدار عرف پر ہونا

سوال۔ النور کو بھی دیکھتا ہوں۔ اس میں حقوق پیر کے متعلق نمبروار چند امور شمار کئے گئے ہیں۔ اس میں دو نمبر احقر کے خیال میں نہیں آتے ایک تو یہ کہ پیر کو بذریعہ کسی کے سلام و پیام نہ پہنچائیں۔ حدیثوں سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔

جواب۔ حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے نہ کہ وجوب اور مشائخ اس کے جواز کے منکر نہیں کہ حدیث سے معارضہ ہو اس کو خلاف ادب کہتے ہیں اور ادب کا مدار عرف پر ہے۔ اس لئے اختلاف ازمنہ سے وہ مختلف ہوسکتا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مزاح کرنا ثابت ہے اور اب بزرگوں کے ساتھ مزاح کرنا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے۔ (النور شعبان 1340ھ)

پیر کی نشست گاہ کی طرف نہ تھوکنا

سوال۔ دوسرے یہ کہ پیر جس جگہ ہو اس طرف تھوک نہ پھینکے۔ اگرچہ اس وقت پیر موجود نہ ہو۔ حدیث لاتطرون کے صریح مخالف ہے۔

جواب۔ اطراء کہتے ہیں حد شرعی سے تجاوز کرنے کو اگر کوئی شخص تادباً ایسا کرے مگر اعتقاد میں کچھ خلل نہ ہو تو وہ کس حد شرعی سے نکل گیا۔

شیخ کو ہدیہ دینے کے شرائط

حال: خدمت سے مدعا یہ تھا کہ اگر قبول کی جائے تو اپنی پاک اور طیب کمائی سے کچھ نہ کچھ جب جی میں جتنا آئے ارسال کیا کروں۔

تحقیق: اس میں یہ شرطیں ہیں۔ 1۔ پابندی نہ ہو۔ 2۔ اتنی مقدار نہ ہو جو طبیعت پر گراں ہو۔ 3۔ یہ غرض نہ ہو کہ میری توجہ بڑھے گی۔ (النور شعبان 40ھ)

حال: ایک بات قابل دریافت یہ ہے کہ بعض احباب جو کبھی کبھی کوئی چیز میرے لئے ہدیہ بھیج دیتے ہیں میں نے اپنے نفس کو طمع سے بچانے کیلئے ان کے ہدایا نرمی کے ساتھ واپس کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک صاحب کا میرے نام خط آیا تھا کہ جب میں سہارنپور آیا تھا تو تجھ سے مجھے بہت راحت پہنچی تھی۔ میں تیرے لئے ایک جوڑہ جوتہ بھیجوں گا۔ میں نے ان کو لکھ دیا کہ میری راحت رسانی کا تذکرہ نہ ہوتا تو شاید میں یہ ہدیہ قبول کر لیتا مگر اب تو خلوص میں شبہ ہو گیا۔

تحقیق: بالکل صحیح رائے ہے اور خلوص میں شبہ کیا معنی عدم خلوص یقینی ہے۔ افسوس ہے لوگ اہل دین کو کیسا حقیر سمجھتے ہیں۔

بیعت بعد مناسبت کے کرنا

حال: داخل سلسلہ ہونے کو جی چاہتا ہے۔ اصرار اس وجہ سے نہیں کرتا۔ کہ شاید کمترین کے حال کے موافق نہ ہو ورنہ سوائے اس آستانہ کے غلام کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ حضور سلسلہ میں داخل کریں چاہے یوں ہی رکھیں۔ حالت اعتقادی کی نسبت غلام اسی قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہے کہ دوسری جماعت میں نشست و برخاست تک سے طبیعت مکدر ہوتی ہے۔

تحقیق: جس میں آپ کو خوشی ہو مجھ کو عذر نہیں۔ (النور رمضان 1340ھ)

طالب و شیخ میں مناسبت کی ضرورت

سوال۔ بندہ صاحب سے کچھ ذکر و شغل کے بارے میں پوچھ لیا کرتا تھا چونکہ اب ان کو تکلیف دینا نہیں چاہتا میں ان کی رائے کے خلاف ہوں اور وہ ہمارے مسلک کے خلاف اس لئے ان سے کچھ پوچھنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ اس لئے عرض خدمت ہے کہ جناب ضرور بتلادیں۔ یا کسی اور شخص کے سپرد کردیں۔ جن سے پوچھ لیا کروں۔

جواب۔ مجھ کو کیا عذر ہے تم سے تعلق مثل اولاد کے ہے۔ فی الحال مولوی۔ صاحب کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ پرچہ انکو دکھلا دینا۔ وہ کچھ تعلیم کردیں گے اور جب ان کو پچیس بار اپنے حالات کی اطلاع کر چکو۔ اس کے بعد اگر دل چاہے گا مجھ سے پوچھ لیا کرنا اور اس کی بھی اجازت ہے کہ ان ہی سے پوچھتے رہو۔ (النور ذی الحجہ 1340ھ)

حال: بعض بزرگوں سے کچھ محبت تھی۔ وہ بھی ضعیف ہوگئی ہے۔ پہلے بعض بعض وقت میں سمجھتا تھا۔ کہ یہ جو بعض بزرگوں سے محبت ہے۔ شاید شیخنا کی محبت میں مخل ہو۔ وہ بھی نہیں رہی الحمدللہ یکسوئی ہے۔

تحقیق: توحید مطلب یہی ہے اصل یہ ہے کہ پہلے آپ پر ظاہریت کا غلبہ تھا اس لئے ان ہی بزرگوں سے زیادہ مناسبت تھی جن پر ظاہر کا غلبہ ہے۔ حاجی صاحب سچ کہتا ہوں کہ اہل باطن اس وقت بہت کم ہیں الا ماشاء اللہ اور اب خدا کا شکر ہے کہ آپ پر باطن کا غلبہ شروع ہونے لگا ہے۔ خدا تعالیٰ تکمیل فرمائیں۔ ان آثار سے بہت خوش ہوا اور یہ آثار ہیں آپ کے قلب سے حجاب رفع ہونے کے جو کہ آپ کے اور میرے درمیان میں حائل تھے۔ اب اس مناسبت کے برکات انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے۔ مگر آپ خود ان برکات وغیرہ

کے منتظر نہ رہیں۔ سب پر خط نفی کھینچیں۔ (النور رجب 45ھ)

تجدید بیعت

سوال۔ اب ایک عرض میری یہ ہے کہ مدت سے میرا جی چاہتا ہے کہ میں درخواست حضرت سے بیعت کی کروں۔ اگر حضرت کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو حضرت والا مجھ کو صوری بیعت بھی فرمالیں۔ حقیقت میں تو بیعت ہے ہی اور گو پہلے آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ مگر وہ جوش کا زمانہ تھا۔ اسوقت کی اور حالت تھی۔

جواب۔ اگر استخارہ کرنے کے بعد بھی اس کو رجحان ہو تو اطلاع دیجئے۔ (النور ذی الحجہ 40ھ)

شیخ سے عدم مناسبت کے اسباب

حال: النور میں دو ایک مقام پر بعض خادمین کی نسبت دیکھا کہ حضو نے تحریر فرمایا کہ تم کو مجھ سے مناسبت نہیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور مناسبت کی کمی اعمال کے تساہل سے نہیں ہوتی۔ بات کے نہ سمجھنے سے یا نہ ماننے سے ہوتی ہے۔ جب یہ نہ ہو تو کوئی خوف کی بات نہیں۔ (النور ربیع الثانی 41ھ)

بیعت لینے میں طالب کے اخلاق کو دیکھنا نہ تعلیم کرنے میں

سوال۔ دو شخص ہمارے پاس آئے اور کہا کہ خدا کا راستہ بتاؤ۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگوں میں اخلاص کم نظر آتا ہے اور بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ ذکر اذکار وغیرہ پوچھ تو جاتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ اس لئے میں نے ان کو کہا کہ آپکا آنا اس وقت اور کام کے واسطے آنا ہوا ہے۔ اگر کہیں وقت خاص اس کام کے واسطے آپ آئینگے تو انشاءاللہ تعالیٰ جو بزرگوں کا بتایا ہوا ہے۔ وہ بتلا دوں گا۔

جواب۔ آپ کی خوش فہمی اور اخلاص سے بے حد مسرت ہوئی۔ میرے نزدیک بیعت میں تو ان سب احتمالات کی رعایت محمود ہے مگر تعلیم کیلئے کسی احتمال کی طرف التفات نہ کریں۔ سب کو طریقہ بتلا دیں اسکی برکت سے انشاءاللہ تعالیٰ اخلاص میسر ہو جانے کی توقع ہے۔ (النور ربیع ثانی 41ھ)

ارتکاب معصیت سے بیعت کا فسخ نہ ہونا

سوال۔ اگر کسی شخص سے کوئی گناہ کبیرہ ہو جائے۔ مثلاً زنا یا حرام کام اور وہ پیر سے مرید

ہے گناہ ہونے پر اس کی بیعت بدستور رہتی ہے۔ یا کہ دوبارہ ہونے کی ضرورت ہے۔

جواب۔ اس سے بیعت تو نہیں ٹوٹتی مگر اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ جیسے کوئی سخت بد پرہیزی کرے تو اس کی حیات تو منقطع نہیں ہوتی۔ مگر صحت اور قوت بعض اوقات ایسی برباد ہوجاتی ہے کہ موت سے بدتر حالت ہوجاتی ہے۔ (النور ربیع الثانی 41ھ)

شیخ کے پاس آنے کی شرط

بعض وقت بہت شوق دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کچھ ذکر بعد نماز تہجد کے ان لوگوں کی طرح کرے جو لوگ اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر حسب الارشاد اکثر کیا کرتے ہیں اور ایسے موقع پر فوراً یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ مجھ سا کوئی بدقسمت اور گنہگار دنیا میں نہ ہوگا۔ کیونکہ قریب نو سال کے گزرے ہیں کہ احقر دولت بیعت سے بہرہ اندوز ہوا اور ابھی تک موقع حصول نعمت قدم بوسی اور آستانہ بوسی حاصل نہ ہوا۔

تحقیق: اگر معاش سے اطمینان ہو یعنی ان چند روز کے واسطے اپنے اور اہل وعیال کے گزر کے قابل کوئی ذخیرہ ہو تو مطلع فرمادیں تا کہ مشورہ دوں۔ (النور صفر 42ھ ص 156)

مرید کرنے کیلئے اہلیت کا شرط ہونا

سوال۔ شخصے از عوام الناس از شیخ خود تلقین یافتہ بود۔ چندیں شبے با چشم گریاں وسینہ بریاں اندرون مسجد محلہ خود خفتہ بود بخواب دید کہ ناگاہ جناب رسالت مآب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آوردند وفرمودند کہ اے شخص برو نزد مولوی عبدالرحمٰن رفتہ مرید شو ریس آں شخص مذکور از خواب خود بیدار گشتہ نزد من آمد و باصرار گفت کہ مطابق فرمودہ جناب رسالت مآب مرا تلقین کن پس ایں سخن شنیدہ من از خود رفتم و گفتم اللہ اکبر من کیم کہ محکوم علیہ جناب رسالت مآب شوم چرا کہ من بنفس خود آنقدر صلاحیت ندارم اکنوں با چشم تر دنگو سر عرض کردہ آید کہ بحق بندہ دربارہ شخص مذکور چگونہ مصلحت می بینند۔ ارشاد فرمایند آفتاب ہدایت منور باد۔

جواب۔ شیخ او کجاست وچہ حالت دارد صرف تلقین مضائقہ نیست بابت مرید کردن تاوقتیکہ شمارا نہ بینم چیزے نتوانم گفت چرا کہ خواب حجت شرعیہ نیست وبرائے مرید کردن اہلیت شرط است۔ (النور ربیع الاول 42ھ)

بیعت کی ضرورت

حال: ابھی تک اس پر یقین تھا کہ جو فعل سنت نبوی کی طرف کھینچتا ہو وہ مقبول ہے۔ بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ تصوف کے نام سے آگاہ نہیں اور شب و روز عبادت میں مصروف ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان پھر اگر تصوف میں پڑ کر بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے تو دست بیع ہونے سے کیا جدید نفع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت اسلامی کافی ہے۔

تحقیق: یہ یقین صحیح ہے بیعت طریقت کی ضرورت عام نہیں لیکن اس میں دھوکہ ہوتا ہے کہ باوجود اس خاص حالت کے پھر بھی نفس میں بعض امراض خفیہ ہوتے ہیں کہ وہ بدون تنبیہ شیخ محقق عارف کے سمجھ میں نہیں آتے اور اگر سمجھ میں بھی آجاتے ہیں تو علاج ان کا سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے تعلق شیخ ہی سے ضروری ہوتا ہے۔ (النور ربیع الاول 46ھ)

آثار عدم مناسبت با شیخ

حال: یہ عجیب حالت ہے کہ باوجود آپ سے ایسی عقیدت محبت ہونے کے بھی اور ہر وقت تصور آپ کا رہنے کے یہ خبیث مرض ہے کہ آپ کے سامنے تو آپ سے عقیدت محبت گھٹ جاتی ہے اور آپ کے پیچھے بہت ذوق وشوق بہت انس محبت مگر جہاں صورت دیکھی اور ذرا بھی پاس بیٹھا وحشت ہوتی ہے اور طبیعت مکدر رہتی ہے یہ کیا وجہ ہے اس حالت سے بہت پریشان رہتا ہوں خدا کیلئے اس کا جلدی تدارک کرو۔

جواب۔ یہ محبت وعقیدت میں کمی نہیں ہے بلکہ بوجہ عدم مناسبت کے وحشت ہے۔ اس وحشت سے شبہ ہو جاتا ہے قلت محبت کا اور عدم مناسبت کے وحشت ہے اس وحشت سے شبہ ہو جاتا ہے قلت محبت کا اور عدم مناسبت اس وجہ سے ہے کہ پاس زیادہ نہیں رہے۔ مزاج نہیں پہچانا اور اسی مزاج ناشناسی سے بعض افعال بھی خلاف مزاج آپ سے صادر ہو جاتے ہیں۔ جس سے قلب پر بار ہوتا ہے۔ اسکا بھی آپ کے قلب پر اثر توحش کا ہوتا ہے۔ اس کا علاج کچھ ضروری نہیں کیونکہ مضر نہیں لیکن اگر باوجود غیر ضروری ہونے کے علاج ہی کو دل چاہتا ہے تو زیادہ پاس رہنے کا ورنہ بار بار آنے جانے کا انتظام کرو۔

حب شیخ کا علامت حب اللہ ہونا

حال: چند روز ہوئے کہ ایک وقت نماز پڑھنے کی حالت میں حضور کا خیال اور اللہ جل شانہ کا تصور بندھا نماز کی توفیق عطا کرنے پر خدا کا احسان اپنے ذہن میں آیا اور حضور کے فیض کے باعث راہ راست ہونے کا خیال ہوا۔ تو حضور سے ایسی محبت معلوم ہوئی کہ جیسے حضور کا تصور میرے دل کے اندر سرایت کر گیا اور میرے دل میں حضور ہی کی جگہ رہی اور اللہ جل شانہ کا خیال تھا مگر نہ اتنا کہ حضور کے خیال پر غالب ہوتا۔ اس خیال کے بعد نماز سے فارغ ہو کر حیرت میں مستغرق رہا۔ تحقیق: اس کیفیت کی کوئی ضرورت اصلاح کی نہیں۔ کوئی کیفیت مذمومہ نہیں ناواقفی سے یہ شبہ ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کی محبت مغلوب ہے ورنہ واقع میں غالب محبت خدا تعالیٰ ہی کی ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آپ پر یہ بات پیش کرے کہ ان دو محبت میں سے ایک رہ سکتی ہے جس کو پسند کرو۔ اس وقت یقیناً حق تعالیٰ ہی کی محبت کو ترجیح دی جاتی۔ یہ صریح دلیل ہے حق تعالیٰ کی محبت کے غالب ہونے کی مگر یہ محبت باوجود طبعی ہونے کے مشابہ عقلی کے ہے۔ اس لئے اس کے آثار لطیف ہیں جس سے شبہ ضعف کا ہوتا ہے ورنہ قوی یہی ہے اور انسان مامور بھی اس حب عقلی کا ہے۔ بالکل مطمئن رہیں۔ علاوہ بریں خود حب شیخ بھی حب حق ہی ہے کیونکہ للحق ہے لکون الشیخ واسطة الیه وصولاً الی اللہ تعالیٰ واسطة فی الثبوت لحب الشیخ فکان المحبوب الاول ہو اللہ تعالیٰ والشیخ محبوباً بالعرض والموصوف بالذات اقوی من الموصوف بالعرض۔

حب شیخ وحب رسول کا مفتاح سعادت ہونا

حال: جس وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یا جناب اقدس والا کا ذکر سنتا ہوں تو ایک گریہ کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور ضبط سے کام لینا پڑتا ہے۔
تحقیق: یہ تو اعلیٰ درجہ کی حالت ہے حب رسول پھر حب شیخ مفتاح سعادت ہے مبارک ہو۔ (النور ذیقعدہ 42ھ)

حال: دل میں حضور والا کی محبت بہت معلوم ہوتی ہے کسی وقت جو حضور اپنی ضعف

طبیعت وغیرہ بیان فرماتے ہیں اس وقت دل میں ایک تیر سا لگ جاتا ہے اور دل سے یوں نکلتا ہے لازالت شموس فیوضکم اور حضور سے پہلے ہی ہم مرجائیں تو بہتر ہے۔
تحقیق: یہ محبت سعلم کی کلید ہے وصول الی المقصود کی انشاء اللہ تعالیٰ کمامر جوابہ۔

حب شیخ

التماس ہے کہ حضرت بعد نماز سر پر ہاتھ رکھ کر جو دعا پڑھتے ہیں اور پیشانی پر جو لکھتے ہیں اور جس دعا میں محبت پڑھتے ہیں ان کی مجھے بھی اجازت دیدیں اگر تکلیف نہ ہو تو نفع بھی تحریر فرمادیں اور یہ دعا بھی اور جو پیشانی پر حضرت لکھتے ہیں میں نے اوروں سے دریافت کرلیا ہے۔
تحقیق: میں پھر بھی سب لکھے دیتا ہوں۔ سر پر ہاتھ رکھ کر یہ پڑھتا ہوں۔ **بسم الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن**۔ یہ حصن حصین میں ہے۔ نفع اس کے مضمون سے ظاہر ہے۔ پیشانی پر لفظ اللہ کہتا ہوں۔ نفع اس کا کسی دلیل سے معلوم نہیں بچپن سے عادت ہے۔ جس میں محبت ہے وہ یہ ہے **اللهم اعط محمد الوسيلة وجعل فی المصطفين محبة وفی العالين درجته وفی المقربين داره**۔ قاضی ثناء اللہ صاحبؒ نے کسی تصنیف میں حدیث سے نقل کیا ہے۔ مع نفع کے جو یاد نہیں رہا۔ بچپن میں دیکھا تھا۔ (النور ربیع الاول 44ھ)

حال: میرے ماویٰ میں نے تو حضرت کی باتیں مختصر طور پر سے کوئی دوسو سے اوپر جمع کی ہیں جس سے اگر خدا نے چاہا تو ببرکت حضرت اعلیٰ کے اپنی زندگی دنیا و آخرت میں بہت نفع اٹھاؤں گا۔
تحقیق۔ اگر دل گوارا کرے ان کو صاف کرکے مجھ کو دکھلا دی جائیں۔ نظر ثانی سے قابل وثوق بھی ہو جائینگی اور دوسروں کو نافع ہو جانے کے بھی قابل ہو جائیں گی۔
حال: مگر خواہش خادم کی یہ ہے کہ حضرت کے معمولات وروش وانداز کے کچھ اصول معلوم ہو جائیں۔ تو اپنے معمول بتانے میں بہت آسانی ہوتی۔
تحقیق: اول تو مجھ کو اس قدر فرصت نہیں دوسرے ایک جلسہ میں اس قدر جزئیات کہاں یاد آسکتے ہیں۔ اس کے ضبط کا طریقہ یہی ہے کہ دیکھتے جائیں ضبط کرتے جائیں۔ تاہم مولوی محمد مصطفیٰ صاحب نے معمولات اشرفی کے نام سے ایک مجموعہ کافی لکھا ہے اس سے

کافی مدد کی امید ہے۔ (النور شعبان 44ھ)

حال: مگر صرف اپنے اس خیال پر تقویت ہے کہ تو ایک ایسے چشمہ فیض تک پہنچ گیا ہے کہ آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند۔ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں سے کوئی صادق الیقین صادق الاعتقاد وصادق العطش بغیر سیراب ہوئے نہیں آیا۔

تحقیق: خیر میں کیا چیز ہوں مگر یہ سب حضرت حاجی صاحبؒ کے برکات ہیں جو ایک عیس نل سے جاری ہیں۔ (النور شعبان 45ھ)

شیخ ملقن کی ہر خرابی کا اثر طالب پر نہ ہونا

حال: میرے جی میں ایک شبہ ہے وہ یہ کہ میری عملی حالت خراب ہے جو لوگ اپنے نیک اعتقاد واعتماد کے ساتھ مجھ سے وابستہ ہوتے ہیں اگر ان کو میری صحبت سے برا اثر ہوا تو گویا وہ دھوکہ میری طرف سے ہوگا۔

تحقیق: اس شبہ کا جواب جو کہ اکابر طریق کے نزدیک اجماعی عمل ہے ظاہر ہے کہ یہی شبہ سب کو ہے کیونکہ کوئی اپنی حالت کو اچھی نہیں سمجھتا۔ پھر بھی یہ خدمت سب کر رہے ہیں تو اس کی بنا اجماعاً مسلم ہے۔ وہ یہ کہ دوسرے شخص پر ملقن کی ہر خرابی کا اثر نہیں ہوتا بلکہ ایک تو اس کا جو بین طور پر غیر مشروع ہو اور بکثرت ہو۔ یا قلت سے ہو اور ندامت وتدارک نہ ہو۔ یا کوئی عقیدہ ونیت میں خلل ہو مثل تلبیس وحب مال وجاہ وغیرہ ورنہ حسن ظن کا اثر غالب اور مدار نفع رہتا ہے۔ (النور رجب 44ھ)

شیخ سے استفادہ کی شرط

حال: بندہ معتقد جناب والا کے علم کی وجہ سے ہے اور محبت میری آپ کے ساتھ اخلاق حضور والا کی وجہ سے اور باقی یہ کہ جیسی محبت درمیان شیخ ومرید ہوتی ہے اور جو مشہور مابین الناس ہے وہ میرے میں نہیں ہے تو عرض یہ ہے کہ باوجود اس کے استفادہ میں نقص ہے یا نہیں۔

تحقیق: نقص نہیں استفادہ کی شرط محبت عقلی ہے نہ کہ محبت طبعی۔ (النور رمضان 44ھ)

بیعت میں عجلت نہ ہونا

حال: خادم نے ماہ جمادی الثانی سنہ حال میں ایک عریضہ بدین مضمون ارسال خدمت

کیا تھا کہ خادم کو حلقہ غلامی میں لیکر بیعت سے سرفراز فرماویں۔ سلوک میں جو کچھ ارشاد ہوگا بسروچشم تعمیل کیلئے حاضر ہوں۔ تو اس کے جواب میں حضرت قبلہ کا ارشاد ہوا تھا کہ حالات سے دل خوش ہوا۔ آپ فی الحال دستور العمل عالم مشغول کا قصد السبیل سے شروع کر کے وقتاً فوقتاً حالات و معمولات کی اطلاع دیتے رہیئے انشاء اللہ سلسلہ جاری رہے گا۔ بیعت کی کچھ جلدی نہیں۔ صرف حسب الارشاد آنحضرت قبلہ حتی الوسع قصد السبیل سے عالم مشغول کے خاص دستور العلم کی پابندی ہو رہی ہے۔ جتنی فرصت ہو۔ اسی کے مطابق تعمیل ہو رہی ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ مداومت عطا فرمائے۔ تہجد کی پابندی بھی تاہنوز ہو رہی ہے۔ الحاصل حتی الوسع تعمیل ہو رہی ہے مگر بے لطف۔

تحقیق: لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ لطف کیلئے بیعت تجویز کی جاتی ہے۔ سو اولاً خود لطف مقصود نہیں ثانیاً بیعت پر اس کا ترتب ضروری نہیں۔ (النور شوال 44ھ)

بیعت کا بعد الموت نہ ہونا

حال: زید کو کسی شیخ یا مجاز شیخ سے بے حد عقیدت تھی۔ مگر بیعت یا تعلیم و تلقین کی ہنوز نوبت نہ آئی تھی۔ کہ زید قریب المرگ ہوگیا اور شیخ کو بذریعہ تار بلایا بھی مگر شیخ کے آنے پر اس کا کام تمام ہو چکا تھا۔ البتہ زید نے یہ ہوشیاری کی کہ ایک خط میں اس شیخ کے نام لکھ گیا کہ میں آپ سے بیعت یعنی مرید ہوں۔ تو آیا وہ شیخ زید کو داخل سلسلہ بذریعہ بیعت کر سکتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: نہیں۔ باقی برکت سو وہ قبول شیخ پر موقوف نہیں۔ میت کی ارادت و محبت سے وہ حاصل ہو گئی۔ (النور محرم 45ھ)

غیر اہل کو بیعت لینے سے ممانعت

سوال۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک موقع پر مولوی حافظ صاحب نے جن کو حضرت حاجی صاحب قبلہؒ سے بھی خلافت ہے فرمایا تھا کہ اگر کوئی تم میں سے بیعت کرنا چاہے تو بے تامل لے لو تو اچھی بات ہے ان کے اس ارشاد کے بھروسہ میں نے اکثروں سے بیعت لی اور اب بھی کبھی کبھی اس کا موقع پیش آجاتا ہے کہ بعضے اصرار کرتے ہیں۔ میں اپنے کو کسی طرح

بیعت لینے کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ مجھ کو اس کا شوق وذوق کہ پیر میاں کہلاؤں۔ یا اس ذریعہ سے خدانخواستہ کماؤں۔ مگر بعض مواقع ایسے پیش آئے خصوصاً اپنے ہی اعزا میں کہ بعض مرد اور اکثر عورتیں مصر بیعت ہوئیں اور میں نے صرف اتنا نفع دیکھا کہ ان کی بدولت میری زبان سے بھی توبہ کے الفاظ نکلیں گے اور کچھ نہیں تو نماز وغیرہ کے پابند یہ لوگ ہو جائینگے۔

جواب۔ اول ایک مثال فرض کی جائے کہ ایک شخص مطب خلاف قواعد کرتا ہے اور مریضوں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے کوئی خیر خواہ مریضوں کو اس ہلاکت سے بچانے کا یہ ذریعہ اختیار کرے کہ خود مطب کھول دے اور کہے کہ گو طب میں بھی نہیں جانتا مگر میرے مطب میں یہ مصلحت ہے کہ لوگ ہلاکت سے بچیں گے اور گو علاج میں بھی نہ کروں گا جس میں خطرہ کا اندیشہ ہو مگر بے خطر چیزیں بتلاتا رہوں گا۔ تو آیا اس خیر خواہ کو اس کی اجازت دی جائے گی۔ یا یہ سمجھا جائے گا کہ یہ صورت بہ نسبت مطب نہ کھولنے کے اس لئے زیادہ ضرر رساں ہے کہ مطب نہ کھولنے کی حالت میں اس ہلاکت کا سبب یہ خیر خواہ نہ ہوتا اور اب جتنے علاج نہ ہونے سے ہلاک ہونگے اس کا سبب یہ شخص بنے گا اب اگر دونوں صورتوں میں کچھ فرق نہیں تو حکم اس صورت کا معلوم کر لیجئے اور اگر کچھ فرق ہے تو بیان فرمایئے۔ رہا گمراہ ہونے سے بچانا تو زبان سے بھی ہو سکتا ہے۔ پھر کوئی نہ بچے وہ جانے اگر اس مقام پر کسی کے ذہن میں یہ صورت آئے کہ لوگوں کو بیعت کر کے پھر ان کو کسی محقق کے پاس پہنچادے سو بعد تامل اس میں بھی مفاسد نظر آتے ہیں۔ اول تو بعضے مرید ہی دوسری جگہ رجوع نہ کرینگے۔ دوسرے چند روز میں ایسے غیر کامل پیر میں بھی ہجوم عوام سے خود بینی وعجب وریا وغیرہ پیدا ہو جائے گا اور تعلیم میں عار کے سبب کبھی جہل کا اقرار نہ کرے گا ضلوا فاضلوا کا مصداق بنے گا۔ (النور صفر 45ھ)

شیخ پر اعتراض کا باعث محرومی ہونا۔

حال: جناب نے مجلس عام میں فرمایا تھا کہ شیخ پر اعتراض کرنا باعث محرومی ہے۔ جناب عالی واللہ جو میری محبت اور عقیدہ جناب پر ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن بعض بعض اوقات از خود بغیر قصد کے یہ خیال دل میں آجاتا ہے کہ حضرت ایسے کیوں کرتے ہیں اور ایسے کیوں کرتے ہیں۔ پھر تعوذ پڑھتا ہوں کہ یہ تو اعتراض ہے لیکن خیال کر کے دیکھتا ہوں

تو جانتا ہوں کہ یہ اعتراض بداعتقادی کے سبب سے نہیں ہوتے۔
تحقیق: چونکہ غیر اختیاری ہے اور پھر بقدر اختیار اس کو دفع بھی کرتے ہیں۔ اس لئے مضر نہیں لیکن یہ زیادہ بہتر ہو کہ عقل خداداد سے کام لے کر اس کی کنہ کو سمجھ لیجئے۔ (النور ربیع 2، 45ھ)

خلاف شرع پیر سے بیعت فسخ کرنے کا وجوب

حال: میں ایک شخص سے مرید ہو گیا۔ بعد مرید ہونے کے معلوم ہوا کہ وہ شخص عقائد فاسد رکھتے ہیں اور مذہب ان کا ہمہ اوست ہے۔ لہٰذا ایک عجیب پریشانی میں پڑا ہوں۔ اب فرمایئے کہ کیا کروں وہ بیعت توڑ سکتا ہوں یا نہیں۔
تحقیق: توڑ دینا واجب ہے۔ حال: اس بیعت توڑنے کی خبر پیر صاحب کو کر سکتا ہوں یا نہیں۔
تحقیق: اگر کسی جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو تو خبر کر دینا بہتر ہے ورنہ خود اپنا ارادہ ہی کافی ہے۔

فسخ بیعت کا طریقہ

حال: بیعت توڑنے کا طریقہ کیا ہے۔
تحقیق: پکا ارادہ کرلے کہ اس سے تعلق نہ رکھوں گا۔ (النور 45ھ)

شیخ کا زجر و توبیخ کرنا

سوال۔ میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ اولیاء اللہ کا ایک طائفہ ہوتا ہے۔ جو اپنے کو بلقب ملامتیہ شمار کرتے ہیں کہ اہل ظاہر کو انکے افعال منکر معلوم ہوتے ہیں اور قابل اعتراض سمجھ کر ان پر لعن طعن کرتے ہیں مگر ان کاملین کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ قصداً اس فعل کو اختیار کرتے ہیں کہ جس سے لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوں۔ چنانچہ احقر کے نزدیک یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آں جناب نے بھی طائفہ مذکورہ میں اپنے کو شمار کرکے اس فعل یعنی زجر و توبیخ و غصہ (جو بظاہر اہل ظاہر کے نزدیک خلاف معلوم ہوتا ہے اور کتنے دیکھ کر یضل به کثیرا اور یهدی به کثیرا کے مصداق بنتے ہیں) کو اختیار فرمایا ہے۔ تو حضور نے ایسا طرز محمود و مصلح اختیار فرمایا ہے کہ صالحین و طالبین کی اس سے جلد اصلاح ہو جاتی ہے۔
جواب۔ بجز ایک جملہ کے سب خیالات درست ہیں۔ وہ یہ کہ قصداً اس فعل کو اختیار

کرتے ہیں کہ جس سے میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوں۔ آہ کیونکہ میں قصد سے ایسا نہیں کرتا۔ (النور رجب 45ھ)

معالجہ ایک ہی شیخ سے کرانا چاہئے

حال: تاکہ حضور کا التفات کامل ہو بہت سے معمولات جو حضور کے مشرب یا مصلحت کے خلاف تھے چھوڑ دیئے۔

تحقیق: یہ آپ کی محبت اور طلب کی دلیل ہے مگر اس میں ہنوز تتمیم کی ضرورت ہے۔ جس کو میں اب تک صراحۃً اس لئے نہ کہتا تھا کہ کہیں کسی غلط بین کو میری نسبت ایسے مشورہ دینے سے ایک جلیل الشان بزرگ کے متعلق قلت ادب کا شبہ نہ ہو جس میں بحمد اللہ تعالیٰ مبرا ہوں۔ گو اشارۃً میں اکثر اس پر متنبہ کرتا رہا مگر آج آپ کے اس جملہ نے کہ بہت سے معمولات الخ اجازت دی کہ ذرا صاف عرض کروں وہ یہ کہ کبھی دو طبیبوں کا طرز علاج یا تحقیقات طبی مختلف ہوتا ہے اور کبھی باوجود اتحاد دونوں کے خود مریض کے حالات باوقات مختلفہ مختلف ہوتے ہیں۔ میں نے دوسرے طبیب کے ہاتھ میں وہ ایسے وقت پہنچا ہے کہ اگر اس وقت میں طبیب اول کا علاج بھی جاری رہتا تو وہ بھی اپنا علاج بدل ڈالتا۔ حاصل مشترک دونوں صورتوں کا یہ ہے کہ بعض اوقات مریض کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ اعتقاد تو طبیب اول سے بھی کامل رکھے۔ مگر دونوں کی تحقیق یا اصول علاج کو مجتمع نہ کرے۔ بلکہ طبیب ثانی کے طریق میں اپنی شفا کو منحصر سمجھے۔ اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ آپ کو بھی ضرورت ہے۔ پس خدا گواہ ہے کہ میں محض خیر خواہی اور اس کے ساتھ بصیرت ویقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جن امور کو آپ احوال سمجھ رہے ہیں یہ سب آپ کا ضعف قلب وضعف دماغ ہے اور جتنے خیالات آپ کے ذہن میں ہیں وہ توحید وجودی کے مضامین سنے ہوئے ہیں۔ ان سب کو اپنے لئے مضر اور باطل سمجھ کر صرف اعمال ظاہرہ وباطنہ کو مقصود اور رضائے حق کو غایۃ المقصود سمجھ کر کام کیجئے۔ تو لنھدینھم سبلنا کا وعدہ نقد دیکھئے گا۔ وقال الذی امن یاقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد۔ (النور رمضان 45ھ)

خدا تک پہنچنا بیعت پر موقوف نہیں

حال: بندہ نے آج تک اس امر کی درخواست خدام اعلیٰ میں پیش نہیں کی کہ فدوی کو خادموں میں لے کر مشرف فرمایا جائے۔اس کی وجہ ایک تو یہی ہے کہ نا کارہ میں اس کی صلاحیت ہی نہیں کہ مرید ہونے کی التجا کرے۔اب بالفعل الامداد میں ملازمان عالی کا مضمون مبارک شائع ہوا ہے کہ خدا تک پہنچنے کیلئے عمدہ راستہ یہی ہے کہ ایک کامل پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ان کے تابع ہو جاؤ۔

تحقیق: کیا اس سے مراد بیعت ہے اگر یہ سمجھا گیا ہے تو غلط ہے۔اور تابع ہونا آپ کا فعل اختیاری ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ زید کا خدا تک پہنچنا عمرو کے فعل اختیاری پر موقوف نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ بیعت کا قبول دوسرے کا فعل ہے خوب غور کیجئے۔(النور رمضان 45ھ)

سوال۔بجواب نیاز نامہ ایں احقر حضور نوشتہ اند کہ ایا بیعت موقوف علیہ است کہ فیض را عرض است کہ ایں سوال از لیاقت بندہ برون ست امادر ذہن بندہ چنیں آید کہ بیعت فیض تام را موقوف علیہ ست' فقط۔جواب۔خلاف واقع ست فقط۔

بیعت ہونے کے شرائط

حال: میں نے گزشتہ سال اپنی بیماری میں خواب دیکھا تھا کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ عرض کر رہا ہوں کہ مجھے چھ ماہ کی مدرسہ سے تعطیل ہے۔اب اس مدت میں میرے لئے کہاں رہنا مفید ہے آنحضرت نے یہ فرمایا کہ تم اس زمانہ تعطیل میں مولانا صاحب کی خدمت میں رہو۔یا میرے پاس تھانہ بھون۔بعد اسکے امسال پھر خواب اسی بیماری میں دیکھا کہ میں حضور میں حاضر ہوں اور مرید ہونے کی درخواست کر رہا ہوں۔چنانچہ حضرت نے ہاتھ میں ہاتھ لے لیا اور بیعت فرما رہے ہیں یہ دو خواب دیکھے ہیں۔حالانکہ میں حضرت مولانا صاحب سے بیعت ہوں۔

تحقیق: پورا جواب اس کا تو زبانی ہو سکتا ہے تحریر میں کیا کیا مضمون لاؤں مگر بقدر ضرورت چند امور لکھتا ہوں۔

1۔اگر ایک جگہ بیعت ہو کر دوسری جگہ تعلیم و اصلاح کا تعلق رکھے کچھ حرج نہیں۔خصوص جب بیعت کی جگہ سے مناسبت کم ہو اور دوسری جگہ مناسبت زیادہ ہو۔

2۔جس جگہ تعلیم واصلاح کا تعلق رکھنا چاہئے۔سب سے اول ضرور ہے کہ وہاں کا طرز وانداز معلوم کرلے تا کہ بعد میں توحش نہ ہو۔

3۔اور چونکہ ہر مربی کا طرز علیحدہ ہے اس لئے طرز معلوم کرنے کے بعد اس طرز کے قبول کرنے کیلئے پورے طور سے اپنے کو آمادہ کرلے اور آمادگی یہ ہے کہ اس کے اختیار کرنے میں خواہ کوئی تکلیف ہو یا کوئی ذلت ہو یا کوئی ضرر جسمانی یا مالی یا نفسانی سب کو گوارا کرلے۔

4۔میرا طرز تربیت کے باب میں قدرے سخت ہے جس کا تحمل کرنا بجز عاشق اصلاح کے ہر شخص سے نہیں ہوسکتا۔

5۔اس لئے قبل تعلق اصلاح کے اگر چندے میرے پاس ٹھہر کر مزید بصیرت حاصل کر لی جاوے اور اپنے نفس کیلئے بصیرت سے فیصلہ کرلیا جاوے۔اس فیصلہ کے بعد سلسلہ استصلاح کا شروع کرنا مصلحت ہے۔

6۔بالخصوص رذیلہ کبر کا علاج میرے نزدیک اہم بھی بہت ہے اور سخت بھی زیادہ ہے حتیٰ کہ زجر باللسان وضرب بالنبان تک کی نوبت آجاتی ہے۔

7۔مرض کبر اکثر میں غالب اور شائع ہے۔خصوص جس نے مدرسی یا وعظ گوئی کی صدارت بھی کبھی حاصل کی ہو۔

8۔اقسام کبر کے اس کثرت سے ہیں کہ لاتعد ولاتحصیٰ اور اکثر ان میں ادق واغمض اس قدر ہیں کہ بجز محقق کے کسی کی نظر بھی وہاں تک نہیں پہنچتی اور اس میں علماء ظاہر کو بھی اس محقق کی تقلید بلا تفحص حقیقت کے کرنا پڑتی ہے ان سب امور میں غور کر کے کچھ لکھنا ہو لکھو۔فقط۔(النور صفر 46ھ)

ضرورت تربیت

حال: جمعیت دل در نیاز ونماز ودیگر عبادات مطابق حدیث احسان دست نہ دہد چشم اینکہ از روئے معتقد پر ورے تربیت ایں خواہند نمود باقی بجز درخواست دعا چہ نویسد۔

تحقیق: تربیت باقاعدہ اگر مطلوب است تصریح نمایند عذر نخواہد بود واگر محض رسماً ایں لفظ تربیت نوشتہ اند مقصود محض دعا ست پس دعا می کنم مگر محض دعا دریں طریق کافی نیست چنانچہ دعائے تولد فرزند بدون زوجہ۔(تربیت السالک 545 از النور جمادی الثانی 1346ھ)

ضرورت شیخ کامل

حال: ایک صاحب نے در منصود کے ترجمہ کی عبارت درباب تواضع کے نقل کر کے اس پر عمل کرنے کیلئے اس کا ایک محمل متعین کر کے اس کے صواب وخطا ہونے کے متعلق استفسار کیا ان کو حسب ذیل جواب دیا گیا۔

تحقیق: طب کی کتابیں اطباء کیلئے ہیں نہ کہ مریضوں کیلئے' مریضوں کیلئے تو طبیب کا قول ہی کتاب ہے۔آپ جیسے بزرگوں کے یہ ذمہ ہے کہ محض کتابوں پر عمل نہ کیا جائے بلکہ اپنے حالات کسی مصلح کے سامنے پیش کر کے علاج پوچھنا چاہئے۔البتہ اگر مصلح کوئی کتاب دیکھنا تجویز کر دے۔اس وقت وہ کتاب بھی بمنزلہ مصلح کے خطاب کے ہے۔(تربیت از النور بابت رجب 49ھ 594ص)

اصلاح باطن کیلئے ضرورت شیخ کامل

حال: احقر کو عرصہ سے حضرت والا سے عقیدت ومحبت ہے اور مجھے یہ شوق ہے کہ بزرگوں سے جو چیز حاصل کی جاتی ہے وہ حاصل کروں اور میں ایک اناڑی آدمی ہوں مجھے یہ کچھ نہیں معلوم کہ بزرگوں سے کیا چیز حاصل کی جاتی ہے۔لہٰذا حضرت والا ارشاد فرمادیں کہ بزرگوں سے کیا چیز حاصل کی جاتی ہے اور اس کے مطابق مجھے عامی مشغول کو طریقہ تعلیم ارشاد فرمادیں۔جس پر کاربند ہوں۔جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

تحقیق: نفس میں کچھ امراض ہوتے ہیں ان کا علاج کتابوں میں لکھا ہے۔مگر جیسے جسمانی امراض کا علاج کتابوں میں لکھا ہے لیکن پھر بھی طبیب کی ضرورت ہوتی ہے اسی درجہ نفسانی امراض کے معالجہ میں شیخ یعنی معلم کی ضرورت ہوتی ہے اگر یہ بات سمجھ میں آگئی ہو تو پھر آگے امراض بتلاوں گا پھر اس کے سمجھ جانے کے بعد علاج بتلاوں گا۔(تربیت از النور ماہ رمضان 49ھ 201ص)

حال: عرض یہ ہے کہ بزرگوں سے حاصل کرنے کی کیا چیز ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے۔

تحقیق: کچھ اعمال مامور بہا ہیں ظاہرہ بھی باطنہ بھی نیز کچھ اعمال منہی عنہا ہیں۔ظاہرہ بھی باطنہ بھی ہر دو قسم میں کچھ علمی وعملی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔مشائخ طریق طالب کے حالات سن کر ان عوارض کو سمجھ کر ان کا علاج بتلا دیتے ہیں ان پر عمل کرنا طالب کا کام ہے اور اعانت طریق کیلئے کچھ ذکر بھی تجویز کر دیتے ہیں اس تقریر سے مقصود اور طریق دونوں معلوم

ہو گئے۔ (تربیت بابت النور جمادی الاول 50ھ ص 630)

شیخ سے مناسبت پیدا ہونیکا طریق

حال: ایک بات عرض کرنیکی جرأت کرتا ہوں اگرچہ ڈر بھی لگتا ہے۔ کہ گستاخی نہ ہو مگر حدیث میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ من احب الناس الیک یارسول اللہ اس لئے کچھ جرأت ہوتی ہے کہ یہ سوال خلاف سنت نہ ہوگا۔ یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اہل طریق میں جن کو حضرت سے تعلق ہے۔ سب سے محبوب آپ کو کون ہے خود بخود یہ سوال دل میں آیا اس لئے لکھ دیا بار بار تقاضا ہوا ورنہ جرأت نہ کرتا۔ اگر حضرت والا اخفا کا امر فرمائیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ تازیست کسی کو خبر نہ کرونگا۔

تحقیق: میں بتانے میں پس پیش نہ کرتا۔ اگر کوئی اسکا مصداق ہوتا۔ برخوردار من سچ بات یہ ہے کہ اب تک

ہر کسے از ظن خود شد یار من　　　وز دروں من نہ جست اسرار من

پوری مناسبت کسی کو نہیں ہوئی اور اجنبیت کا مدار وہی ہے ممکن ہے کہ اس کا منشا میری ہی کمی ہے۔

حال: میرے خیال میں تیسرے سوال کا مع جواب تربیت میں نقل ہو جانا سالکین کیلئے زیادہ نافع معلوم ہوتا ہے۔ شاید کسی اللہ کے بندہ کو حضرت سے پوری مناسبت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔ میری جو حالت اس جواب کو دیکھ کر ہوئی واللہ میں کیا عرض کروں سچ فرمایا۔

ہر کسے از ظن خود شد یار من　　　وز دروں من نجست اسرار من

حضرت والا اتنا اور عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے حضرت کے اسرار معلوم ہو جانے کی بہت طلب ہے اور یہی اس سوال کا منشا بھی ہوا۔ اگر اس نالائق کے ضبط و تحمل سے زیادہ وہ اسرار نہ ہوں۔ تو خدا کرے مجھ کو معلوم ہو جائیں۔ باقی دریافت کرنے کی جرأت اس لئے نہیں کرتا کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ دوسرے میں سستی اور کاہلی کے سبب ہرگز اس قابل نہیں کہ اسرار مشائخ پر مطلع ہونیکی درخواست کروں باقی اتنی عرض ضرور ہے۔ کہ میرے لئے دعا فرمائی جاوے۔ کہ حق تعالیٰ مجھے حضرت سے مناسبت تامہ عطا فرما دیں۔ آمین۔

تحقیق: عزیز من بہتر تیسرا مضمون بھی نقل کرا دیا جائے۔ مجھے صرف یہ خیال مانع ہوا تھا

کہ احباب کی دلشکنی نہ ہو۔ باقی جب اس سے اہم مصلحت نقل میں ہے۔ میں موافقت کرتا ہوں۔ برخوردار من میرے اسرار ہی کیا ہوتے۔ مولانا کا قول تو میں نے تبرکاً نقل کر دیا ہے۔ مراد میری یہ ہے کہ میرے مذاق سے پوری مناسبت کسی نے پیدا نہیں کی۔ سو عزیز من یہ بات میرے کرنے کی نہیں خود اہل محبت کا فعل ہے۔ تتبع اور استحضار اور اتباع اسکا طریق ہے واللہ الموفق اور اس مناسبت کے بعد خود بخود مجھ کو اظہار اسرار کا جوش ہوگا۔ اگر کچھ اسرار ہوں گے یا نئے پیدا ہو جائیں گے۔ (تربیت از النور ماہ جمادی الثانی 1346ھ ص 447)

حال: حضرت والا یہاں آ کر ایک نفع تو محسوس ہوا کہ ظاہری فراق نے دل کو تڑپا دیا۔ اب میں ہوں اور حضرت کی یاد اور حضرت کی ہر ہر چیز کی محبت ہر وابستہ کی محبت و عظمت یہ سوچ کر ان کی آنکھیں حضرت کی دیدار سے مشرف ہیں۔ ہر وابستہ درگاہ کو اپنے سے ہزار درجہ افضل سمجھتا ہوں اور سب کی محبت دل میں پاتا ہوں۔

تحقیق: اگر فراق غیر اختیاری ہوتا تو یہ آثار حکمت تھے۔ مگر فراق اختیاری میں ان آثار کا تخیل اپنے فعل میں دعوے حکمت کا ہے جو خود خلاف حکمت ہے۔

حال: یہی وجہ تھی کہ میں حضرت کی زبان پر اپنے تذکرہ ہی کا طالب رہتا ہوں۔ کہ ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔ بعض صحابہ بھی آپس میں کہا کرتے تھے۔ **هل ذكرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بشيء**۔ یہی مقصد تھا اور بس۔

نوٹ۔ از ناقل۔ ان صاحب نے ایک مقیم خانقاہ کو لکھا تھا کہ میرا جو ذکر حضرت کسی مجلس میں فرمایا کریں۔ اس سے مجھے مطلع کرتے رہیں۔ اس پر حضرت نے تنبیہ فرمائی تھی۔

(تربیت ص 661 النور ذی الحجہ 49ھ)

سوال۔ مشائخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کے بدون امر کوئی دنیاوی اور دینی کام نہ کرے جناب نے اکثر دنیوی استفسارات سے مجھے روکا ہے۔ اس کی بابت بندہ کو کیا ہدایت ہے۔

جواب۔ مشائخ نے جو فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بدون اجازت نہ کرے یعنی بعد اطلاع کے اس کو منع کر دے۔ تو نہ کرے پس مراد امر سے اجازت ہے نہ امر ایجاب۔ (تربیت حصہ اول ص ۴۹)

صحبت شیخ کی ضرورت

حال: میرا عجیب سلسلہ ہوگیا ہے ایک وحشت سی اٹھتی ہے جملہ اوقات میں فرق آگیا ہے۔ حیران ہوں اور پریشان ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے حضور اس کا علاج فرمادیں۔

تحقیق: حالت موجودہ میں کم از کم ایک مہینہ کیلئے آپ کا آنا مصلحت ہے۔ بعض امور کیلئے قرب جسمانی کی ضرورت ہے۔ (تربیت حصہ پنجم 102)

حال: اس کے ساتھ ہی یہ دل چاہتا ہے کہ حضور کے قدموں کی خاک کاش اس احقر کی آنکھوں میں لگائی جاوے تاکہ یہ اندھا آنکھوں والا ہو جائے۔

تحقیق۔ اپنے ملقن کی محبت کلید سعادات ہے

حال: اور تیسری بات یہ ہے کہ حضور سے علیحدگی کے وقت میں نہایت ہی جوش وخروش رہتا ہے اور دل میں یوں کہتا ہوں کہ اب اگر حضرت سے ملوں گا تو قدموں پر گر پڑوں گا اور خوب بوسہ دونگا اور یوں کروں گا۔ غرضیکہ ان جذبات کا اظہار نہیں کرسکتا۔ واللہ سچ عرض کرتا ہوں کہ بعض وقت تنگ آکر یہ کہتا تھا کہ سب چھوڑ چھاڑ کر چلو حضرت کی خدمت میں۔

بعض اوقات خط لکھتے وقت روتے روتے براحال ہو جاتا تھا مگر حضور ہی کے خوف سے نہیں آتا تھا کہ ناراض ہونگے۔ ورنہ بندہ کبھی کا آگیا ہوتا۔

خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور وہ کہیں

یہاں آنے کے بعد وہ جوش وخروش سب جاتا رہا۔ جیسے آگ پر پانی چھڑک دیا جائے۔ حضرت والا اس کا کیا باعث ہے محبت کی کمی تو نہیں ہے۔

شیخ کی صورت مثالیہ کا قلب پر بلا کسب مرتسم ہونا نعمت ہے

حال: مطالعہ رسالہ روح الارواح کیا ہے جس سے دیکھتے وقت طبیعت کو رقت ہوئی بعدہ ویسی ہی قساوت پیدا ہوگئی۔ ذکر اسم ذات کرتے وقت حضور کی صورت مثالیہ قلب پر مرتسم ہو جاتی ہے اور لفظ اللہ کی ضرب خفیف اس صورت مثالیہ پر پڑتی ہے جس سے متوہم

ہو جاتا ہوں کہ کیا یہ صورت جائز ہے یا ناجائز بعض اوقات ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ پنجگانہ نماز میں حضور کی صورت مبارک کا خیال جما رہتا ہے۔ غرض یہ رابطہ بعض اوقات بہت غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات قساوت سے کچھ بھی نہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ مجموعی حالت بہت اچھی ہے مجھ کو تو مسرت ہوئی۔ رقت کی کمی بیشی یہ تغیر مذموم نہیں جتنا ہو جائے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ انشاء اللہ حالات محمودہ میں ترقی ہوگی۔ صورت مثالیہ کا بلا اختیار پیدا ہونا نعمت عظمیٰ ہے۔ لوگ شغل کر کے اس کو پیدا کرتے ہیں جو ہمارے یہاں پسندیدہ نہیں۔ آپ کو حق تعالیٰ نے بلا کسب عطا فرمایا ہے۔ شکر کیجئے اس صورت پر ضرب پڑنے سے حرج کیا ہے اور عدم جواز کی تو کوئی وجہ ہی نہیں۔ اچھا ہے آپ کی برکت سے شاید مجھ پر اچھا اثر ہو جائے۔ والسلام۔

ابتدائے نسبت باطنیہ

حال: آج کل احقر کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ احقر کے دل میں کوئی نئی بات پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے یاد الٰہی ہر وقت دل میں رہتی ہے کسی وقت ذہول نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق۔ یہ ابتدا ہے نسبت کی مبارک ہو۔

باب ۲

اخلاق حمیدہ

خلوت وسفراور تدبیر وتوکل میں تفصیل

حال۔ جب سے حضور سے جدا ہوا ہوں بعضے اناس دنیا نے گرفت کرلیا ہے اول زبان درازی کیونکہ طالبوں کو بعضے افعال واقوال شنیعہ سے بدون سخت گوئی اور زبان درازی کے باز رکھنا دشوار ہے۔ دوم عورت کو راہ شریعت اور خلق سنی کے مطابق چلانا اوراس کی بدخلقی سے صبر کرنا بندہ کو نہایت دشوار ہے دعاء خیر فرماویں اور ارشاد فرماویں کہ طالبوں کو علم دین اور اخلاق کی تعلیم دینا بہتر ہے یا زیارت مقبرہ اولیاء اور سفر سالک کیلئے یا اسباب وتدبیر وتوکل کرنا بہتر ہے یا بے اسباب میرے فہم کے مطابق ارشاد فرماویں۔ انشاء اللہ حضور کے ارشاد سے تسلی ہوگی۔

تحقیق: دعائے خیر کرتا ہوں وہ حدیث یاد کیجئے المومن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذا ھم خیرمن المومن الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم مبتدی کیلئے خلوت بہتر ہے اور منتہی غیر عالم کیلئے سفر بغرض زیارت مقابر وسیاحت مضر نہیں اور مبتدی کیلئے مضر ہے اور عالم کیلئے مانع عن النفع ہے اور ضعیف الہمۃ ومعیل کیلئے اسباب وتدبیر بہتر ہے اور قوی الہمۃ مجرد کیلئے توکل۔ والسلام۔ (تربیۃ حصہ اول ص 9)

تحصیل محبت خدا اور رسول وازالہ محبت غیر اللہ کا طریق

حال: کوئی دعا ایسی تحریر فرماویں کہ جن سے محبت خدا اور رسول خدا کی زیادہ پیدا ہو اور خوف الٰہی دل پر طاری ہو اور محبت غیر اللہ دل سے جاتی رہے یا کم ہو جائے اور خدا کے سوا غیر کا خوف دل میں مطلق باقی نہ رہے۔

تحقیق۔ صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی   بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

مدت تک ذکر شغل اور مطالعہ کتب مفیدہ اور صحبت اہل اللہ پر دوام کرنے سے یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے اس کیلئے کوئی خاص وظیفہ نہیں ہے۔ (تربیت حصہ اول ص ۱۵)

خشوع پیدا ہونیکا طریق

حال: مکان پر الحمدللہ تنہائی ہے۔ مگر خطرات بہت آتے ہیں کہ گھبرا جاتا ہوں زبان چلتی ہے مگر توجہ نہیں ہوتی اور تلاوت کے وقت بسا اوقات بالکل ہی قلب کو غفلت ہوتی ہے بعض دفعہ تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر انتہا پر نشان نہ رکھ دوں تو آگے بڑھتا چلا جاتا ہوں نماز کی بھی یہی کیفیت ہے کہ حضور نصیب نہیں ہوتا نہ اخلاص و خشوع۔

تحقیق: تجربہ ہے کہ جب بقصد خشوع ذکر و تلاوت و نماز میں مداومت کے ساتھ مشغولی ہوتی ہے تو خشوع و تمام کیفیات محمودہ پیدا ہو جاتی ہیں دیر ہونے سے پریشان نہ ہو جایئے کام کیے جایئے انشاء اللہ کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور۔ (تربیت حصہ اول ص ۲۱)

حال: نماز میں حتیٰ المقدور خشوع و خضوع کی بے حد کوشش اور فکر کرتا ہوں اور صورت تو شاید بن جاتی ہو مگر حقیقت کا کہیں پتہ نہیں چلتا بالآخر بزبان حال بکمال عجز و ندامت عرض کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ میری طاقت سے باہر ہے اور کامل نماز کی توفیق عنایت فرمائے۔

تحقیق: نماز کی تکمیل جس طرح حضور قلب سے ہوتی ہے ندم و نیاز سے بھی ویسا ہی تدارک نقصان ہو جاتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی عطا ہو جائے گا۔

سوال۔ خشوع سوا اللہ و دیگر اذکار میں معنی کا سمجھ لینا کافی ہوگا کیا۔

جواب۔ اس سے زیادہ نفع یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے دیکھنے کا خیال رکھا جاوے۔ کما قال تعالیٰ الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین۔ (تربیت حصہ ششم ص ۶)

آثار محبت

حال: جب آپ یہاں آکر واپس تشریف لے جاتے ہیں اس روز نہ کھانے کو نہ سبق پڑھانے کو کسی کو جی نہیں چاہتا اور ایک مردگی کی سی حالت ہو جاتی ہے جس کے آثار جسم پر بھی ظاہر ہو جانے لگتے ہیں ویسے کوئی الم نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس کا سبب محبت ہے جو امر محمود ہے۔ (تربیت حصہ اول ص ۲۴)

حال: حضور کی قدمبوسی حاصل کرنے کو بہت جی چاہتا ہے۔ اکثر حضور کو خواب میں دیکھتا ہوں۔

تحقیق: یہ آثار محبت سے ہے جو اس طریق میں بے حد نافع ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 6)

حال: نہ اچھے کپڑے کی خواہش ہے نہ اچھے کھانے کی طلب ہے یہی دل چاہتا ہے کہ اگر عیال واطفال نہ ہوتا تو مدینہ طیبہ میں جا کر رہتا۔ تا کہ جنت البقیع میں دفن ہو جاؤں یا تھانہ بھون میں آ کر حضور کی ہمسائیگی میں عمر بسر کروں۔

تحقیق: جب حق ہے۔

حال: کیونکہ یہ بات اکثر روز دل میں آتی ہے کہ تھانہ بھون شریف یا مدینہ طیبہ میں تیاری کرنا چاہئے پھر اغلب یہ فکر ٹھہری ہے کہ جنوری کے بعد چار مہینہ کے قیام تو تھانہ بھون میں کروں اور جو مناسب میرے حال کے امر ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اور تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ (تربیت حصہ ہفتم صفحہ 21)

حال: معلوم نہیں میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہے یا نہیں۔

تحقیق: خود یہ فکر ہی دلیل محبت ہے اور دلیل مستلزم ہے مدلول کو پس محبت انشاء اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔

حال: ذکر کے وقت یہ خیال کر کے (یابم اورا یا نیابم جستجوئے میکنم) اس قدر روتا ہوں کہ پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے رات کو جب لیٹتا ہوں تو بہت دیر تک نیند نہیں آتی لیٹے لیٹے رویا کرتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب بھی دلائل ہیں محبت کے۔ (النور صفحہ 505)

حال: ذکر میں بعض دفعہ یوں جی چاہتا ہے کہ کوئی آ کر تلوار سے میری گردن جدا کر دے اور ایک ایک بوٹی جدا جدا پھینک دے اور اسی پر میرا خاتمہ ہو جائے۔

تحقیق: اثر محمود ہے محبت کا۔ قال ابن المصورؒ۔

اقتلونی یا ثقاتی   ان فی موتی حیاتی   (النور ص 302)

غلبہ محبت اللہ ومحبت شیخ

حال: یکے از ارشد خلفاء از احقر العباد بخدمت عالی جناب قبلہ وکعبہ سیدی ومحبوبی دام

ظلهم العالی اسلام علیکم' کئی روز تک محبت الٰہی کا نہایت غلبہ رہا اور یہ خیال غالب ہوا کہ اگر بعد مرنے کے حق تعالیٰ سے کچھ حجاب ہوا تو کیا کروں گا اور اس بات کا بہت صدمہ رہا ہر چند طبیعت کو سمجھایا کہ مایوسی نہ چاہئے مگر اپنی نااہلی اور نالائقی پر نظر تھی کہ ایسا ہو تو کچھ عجب نہیں اس لئے کہ میں سخت نااہل ہوں کچھ اطاعت اور شکر نہیں ہو سکتا اور خیال کرتا تھا کہ گو جنت کی کوئی نعمت نہ ملے مگر حق تعالیٰ سے کسی درجہ میں حجاب نہ ہو پھر یہ حالت صبر کے ساتھ مغلوب ہوئی مگر شوق اب بھی ہے اور آرزو یہی ہے کہ حجاب کسی درجہ میں نہ ہو گو جو کچھ ذرہ محبت الٰہی حضور کی برکت سے میسر ہے وہ تو عرصہ سے ہے مگر اس بار غلبہ بہت رہا اب کئی روز سے حضور والا کی محبت کا بہت غلبہ ہے گو محبت شدیدہ اور عظمت عظیمہ جو میرے قلب میں ہے۔ حضور والا کی اس کا اظہار مجھ سے نہ ہو سکے۔

پرسوں جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جب سے کسی قدر چین ہوا ہے ورنہ بڑا سخت حال تھا زبانی عرض کرنیکی تاب نہیں اس لئے تحریر کیا والسلام۔

تحقیق: محبی محبوبی زاد اللہ تعالیٰ عرفانا وقربا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ مبارک ہو ماشاء اللہ دونوں حالتیں رفیع ہیں۔ اول حالت تو ظاہر ہے حدیث میں شوق لقاء کا مطلوب ہونا اسکے کمال رفعت کی صریح دلیل ہے اور اس کا غالب اور معتدل ہونا یہ سب اسکے الوان حسب اختلاف احوال ہیں اور یہ سب محمود اور اعتدال زیادہ محمود اور اوفق بالسنۃ ہے کما ورد شوقا الی لقائک فی غیر ضراء مضرۃ اور دوسری حالت وہ بھی حب اللہ ہی کا ایک طریق اور لون ہے گو بواسطہ سہی اور بعض احوال میں بعض مصالح اس پر بہ نسبت حالت اولیٰ کے زیادہ مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ سرتاسر محمود ہے شبہ نہ فرماویں رہا خیال رحلت سے متاثر ہونا یہ اسی محبت کا طبعی خاصہ ہے اور محمود کے آثار وخواص سب محمود ہیں باقی چونکہ یہ امر طبعی عارضی ہے یہ ایک حال پر نہیں رہتا۔ نیز چونکہ یہ حب فی اللہ ہے اس لئے حق تعالیٰ ایسے موقع پر مدد فرماویں گے جیسا کہ صحابہ کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاملہ فرمایا گیا۔ (تربیت حصہ دوم ص 16)

علامت عبدیت

حال: ظہر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے دو باتوں کی فکر ہوئی ایک یہ کہ

خاتمہ میرا کس حالت پر ہوگا کیونکہ اس وقت تو خدا کے فضل سے ہوش وحواس درست ہیں پھر بھی مجھ کو دوسوسے ہوتے ہیں اور اس وقت تو نہ ہوش رہے گا اور نہ حواس درست رہیں گے۔ اس وقت کیا حالت ہوگی دوسرے یہ کہ آخرت میں انجام معاملہ کس طرح ہوگا کیونکہ اپنے اعمال کی طرف نظر کرنے سے سوائے اعمال بد کے اعمال نیک نظر نہیں آتے۔

تحقیق۔ یہ عبدیت کی علامت ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کی حالت ہے۔ (تربیۃ حصہ دوم صفحہ 26)

حال: میرے گھر کے لوگ اللہ اور رسول کے ایسے عاشق ہیں کہ کوئی بات شریعت کی ان کو کسی طرح سے ناگوار نہیں ہوتی۔ بس اب حضور ان کو بھی کچھ تعلیم فرماویں نمازی ہیں کئی مرتبہ پوچھا کہ اپنا حال مولانا کو لکھو کہتی تھیں کہ میرا حال ہی کیا ہے۔ الحمدللہ ان کو کوئی وسوسہ ہی نہیں آتا۔

تحقیق: ان کا یہ خیال کہ میرا حال ہی کیا ہے یہی تو بڑا حال ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں عبدیت ہے خدا تعالیٰ مبارک کرے ان کے مناسب لا الہ الا اللہ ہے۔ ہر وقت یہی خیال رکھیں اور کسی وقت کیلئے ایک عدد سہل بھی مقرر کرلیں اور پھر حالات سے گاہ گاہ اطلاع دیں۔

حال: حضور مجھ کو نماز کے قضا ہونے سے ایسا صدمہ نہیں ہوتا کہ میں بے چین ہو جاؤں بلکہ یوں خیال ہوتا ہے کہ صدمہ کیوں نہیں ہوتا قضا ہو جائے ہو جائے کوئی رنج نہیں ہوتا۔ بعض معصیت کے ارتکاب سے بے حد رنج ہوتا ہے اور بعض کے ارتکاب سے بہت کم یا بالکل نہیں۔

تحقیق: رنج تو سب پر ہوتا ہے مگر قسمیں رنج کی مختلف ہیں ایک قسم کی یہ بھی ہے کہ رنج نہ ہونے پر رنج ہو جس کا حاصل یہ ہے کہ بعض گناہ پر طبعی رنج ہوتا ہے بعض پر عقلی چنانچہ رنج طبعی نہ ہونے پر رنج ہونا دلیل ہے رنج عقلی کے ہونے پر۔

حال: بعض وقت یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ حالت بالکل گندی ہے بس حضور کی تحریرات کو دیکھ کر شکر کرتا ہوں سمجھ میں نہیں آتا کہ حالت تو ایسی بدتر اور اس پر حضور کی شفقت ڈر لگتا ہے کہ کہیں کسی روز یہ بھنڈارہ نہ پھوٹے تو پھر پوری پوری رسوائی ہو۔

تحقیق: پھر حرج ہی کیا ہے یہ خیال کہ کہیں رسوائی ہو یہ بھی حجاب ہے یہ بھی اٹھنا چاہئے۔ (صفحہ 34 تربیت حصہ ۳ ص ۵۷)

آثار محبت و عبدیت

حال: ذکر میں سوز گداز اور طبیعت کو جوش آجاتا ہے اور کوئی آواز مسموع ہوتی ہے لیکن خیال کرتا ہوں تو کچھ پتہ نہیں چلتا جیسے ذکر گونج کر کان میں پڑتا ہے یہ آواز ہے یا خیال خام ہے خیر کچھ ہو اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہوں کیونکہ مقصود خدا کی ذات برتر ہے لیکن اچھی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: سب حالات ماشاء اللہ محمود ہیں یہ آواز اکثر اپنے ہی اندر کی ہوتی ہے گو بعض لوگ اس کو علی الاطلاق عالم غیب کی آواز سمجھتے ہیں اور یہ صحیح نہیں اگرچہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے لیکن تاہم یہ بھی اس لئے محمود ہے کہ یہ ذریعہ ہوتا ہے یکسوئی اور دفع خطرات کا اس لئے اس پر شکر کریں لیکن چونکہ مقصود نہیں اس لئے اس کو کمال نہ سمجھیں نہ اس طرف التفات کریں اور یاد رکھیں کہ محمود ہونے کو مقصود ہونا لازم نہیں اور سوز و گداز آثار محبت سے ہے اسی طرح فکر مطلوب اور گریہ یہ سب آثار محبت سے اور اپنے کو ہیچ سمجھنا آثار عبدیت سے ہے یہ سب احوال مطلوبہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرماویں اور تصور اولاً ذات حق کا ہونا چاہئے جس طریق سے سہل ہو کوئی طریق اس کا معین نہیں بہتر یہ ہے کہ اس طرح خیال رکھیں کہ وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں اور اگر کسی وقت ذات حق کا تصور نہ جم سکے اور خطرات پریشان کریں تو قلب کی طرف اس طرح سے توجہ رکھیں کہ وہ اللہ اللہ کرتا ہے اور وہ عورت دنیا ہے خدا تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اس سے بچنے ہی کا قصد کیا انشاء اللہ محفوظ رہیں گے۔ (تربیت حصہ دوم صفحہ 40)

حال: (کچھ حالات باطنی لکھنے کے بعد یہ لکھا تھا) مگر اب کچھ ایسی حالت ردی ہو گئی ہے کہ سب احوال و کیفیات و عادی کاذبہ معلوم ہوتے ہیں میرے اندر ان میں سے کسی کا بھی اثر نہیں رہا۔ فیالیتنی مت قبل هذا و کنت نسیا منسیا اپنے سے بدتر کسی کو بھی نہیں پایا کافر بھی مجھ سے اچھا ہوگا کیونکہ اس کو تو کچھ میسر نہیں ہوا اور مجھے خدا نے نعمت دی تھی مگر میں نے گناہوں سے اس کی بے قدری کی۔

تحقیق: یہ حالت اس موہوم مزعوم حالت سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ وہ ہستی اور دعویٰ تھا اور یہ نیستی اور فنا۔ چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا۔ (تربیت حصہ پنجم ص 115)

حال: میں نے جو آپ سے کسی اہل تکوین کے پاس چندے قیام کرنیکا خیال عرض کیا تھا (اور یہ تھا بھی پرانا خیال) خدا کا شکر ہے کہ بالکل زایل ہو گیا اللہ صاحب آپ کو جزا دیں مجھ کو اپنی ناقابلی خوب معلوم ہے فقط مداومت علی الفرائض اور ترک کبائر کی توفیق مطلوب ہے اور اسی کو (اگر حاصل ہو جائے) معراج جانوں گا۔ مگر ذکر میں جب جوش اٹھتا ہے تو طلب کرنے لگتا ہوں اور رنگارنگ مناجات کرتا ہوں۔

تحقیق: اہل تکوین کی صحبت کے خیال کے زوال سے نہایت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور اس کے بعد جو حالت لکھی ہے الی تو لکم منتہی بنالیتا ہوں اس پر اس سے بھی زیادہ خوشی ہوئی۔ الحمد للہ حق تعالیٰ نے عبدیت کا ایک مطلوب درجہ عطا فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ترقی ہوگی سماع کا خیال غیر اختیاری ہے۔ اس پر ملامت نہیں ہاں اس کے مقتضا پر عمل نہ کیا جائے کہ مضر ہے البتہ بطور خود تنہائی میں کچھ اشعار وغیرہ خوش الحانی سے پڑھنا مضائقہ نہیں خواہ کوئی زبان ہو اور کراہت کا جو منشا تھا وہ بھی محمود تھا یعنی صورت اتباع کا بھی متروک نہ ہونا اور یہ بھی محمود ہے یعنی معنی کا صورت پر غالب آجانا اور خدا تعالیٰ اس سے بھی کہیں ترقی عطا فرمائے گا یعنی جامعیت بین الصورۃ والمعنی اور اپنی ناکارگی جسمی جو لکھی ہے وہ مضر باطن نہیں بے فکر رہیں والدہ کو چھوڑنا تو یہ ہے کہ ان کو ناخوش کر کے باوجود اسکے کہ وہ آپکی محتاج خدمت ہوں یا بہت طویل مدت کیلئے ان سے مفارقت کر کے آویں ورنہ زیادہ یہاں رہنا اور گاہ گاہ ان سے ملکر آجانا یہ چھوڑنا نہیں امید ہے کہ وہ بھی بخوشی اس کو گوارا کر لیں گی۔ (النور ص ۱۹۴)

توکل

سوال۔ اس وقت تحریر عریضہ سے مقصود ایک شبہ کا حل ہے وہ یہ کہ بندہ اپنے اخراجات وغیرہ میں حتیٰ الامکان شریعت کا پاس رکھتا ہے یعنی اخراجات واجبہ کے بعد اخراجات مستحبہ میں صرف کرتا ہے مگر اسی قدر کہ قرض نہ ہونے پائے گو پس انداز کچھ نہ ہو۔ چنانچہ اس بناء پر اپنے بزرگوں یا عزیزوں کی کوئی خدمت کرتا ہوں یا کوئی قرض وغیرہ مانگتا ہے اس کے ساتھ جو تبرع کرتا ہوں تو اس قاعدہ کو مد نظر رکھ کر اپنی وسعت تک خدمت و تبرع کرتا ہوں۔

جواب۔ یہ توکل کی کمی نہیں ہے اور احادیث مذکور فی السوال کے خلاف نہیں ہے پہلی

حدیث میں وثوق بما فی یدی العبد کی ممانعت ہے امساک لما فی یدی العبد کی ممانعت نہیں ہے اور دوسری حدیث میں یہ انفاق مقید ہے ما فی الوسع کے ساتھ بدلیل دوسری نصوص کے پس علاج کی ضرورت نہیں۔ (تربیت حصہ دوم ص 42)

حال: ہمیشہ یہ مدنظر رکھا کہ ہر امر میں حق سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ رکھوں۔ خصوصاً روزی کے معاملہ میں مگر حالت یہ ہے کہ جب آمدنی رک جاتی ہے خواہ تین ہی روز کو ہو تو طبیعت پر بلا اختیار پریشانی آجاتی ہے حالانکہ اللہ میاں ایسے موقع سے دے دیتے ہیں۔ جہاں خیال بھی نہیں ہوتا۔ آمدنی ہونے پر اطمینان ہو جاتا ہے پھر دیر ہونے پر پریشانی ہو جاتی ہے اور میرے گھر میں یہ کیفیت ہے کہ جب تنگی ہو تو اس کو پریشانی کبھی نہیں ہوتی بلکہ یوں کہتی ہے کہ اللہ میاں ہمیں دیں گے ہم فکر نہیں کرتے اس سے مجھ کو اپنے اوپر سخت افسوس ہوا کرتا ہے کہ عورت کی ذات مجھ سے فوق کر گئی تو اب میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حالت میری محمود ہے یا غیر محمود ہے اگر غیر محمود ہے تو کیا علاج کروں۔

تحقیق: دونوں کی حالت محمود ہے اور یہ تفاوت طبعی ہے چونکہ عورتوں میں عاقبت اندیشی فطرۃ کم ہوتی ہے اور مردوں کی قوت فکریہ زیادہ کام کرتی ہے اس وجہ سے یہ تفاوت ہے۔ (تربیت حصہ سوئم ص 21)

حال: آج سے سات یوم پیشتر ایک دن تقریباً دس بجے دن کے اس قدر طبیعت گھبرائی اور دل بہت گھبرایا کہ قطعی قصد کیا کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کم از کم آٹھ یوم حاضر رہوں۔ میرے متعلقین بھی میرے ہمراہ ہی ہیں جس قدر میری آمدنی سے پس انداز ہوتا جاتا ہے اس کو قرض میں دیتا جاتا ہوں میری آمدنی کا ذریعہ جو ہے الحمدللہ کہ وہ غیر محدود ہے محض توکل اس کی اصل ہے۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے کہ دولت یقین وتوکل عطا فرمائی جب ایسا یقین نصیب ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی پریشانی نہ ہوگی۔

حال: تو اب میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر حضور اجازت دیں تو صرف آٹھ یوم کیلئے میں حاضر خدمت ہو جاؤں شاید اس 8 یوم کی قلیل مدت میں میری اس حالت میں کچھ افاقہ ہو۔

تحقیق: مجموعہ حالت موجودہ میں آنیکی ممانعت نہیں۔

حال: یا جو تدبیر حضور ارشاد فرمائیں عمل کروں اپنے خیال سے میں نے بظاہر یہ تدبیر کر رکھی ہے کہ اپنے ہم خیال حضرات سے بکثرت ملتا ہوں بلکہ سب سے زیادہ کثرت سے حضرت خواجہؒ صاحب سے ملتا رہتا ہوں اور وہاں پہنچ کر کسی قدر تشفی بھی ضرور ہوتی ہے۔

تحقیق۔ ہاں یہ بہت اچھا معمول ہے لیکن خواجہ صاحب سے یا کسی اپنے ہم مشرب سے تنہائی میں ملئے جب مجمع زیادہ ہو جائے اٹھ جائیے۔

حال: حضرت اس تنگی اور فاقہ مستی اور تکلیفوں کے زمانہ میں جو قلب کی حالت تھی ایک ماہ کے اندر ہی اس خاص حالت میں دن رات کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اگر چہ الحمد للہ اس کا اثر باقی تو ضرور اب بھی معلوم ہوتا ہے لیکن کمی بھی ضرور ہے۔

تحقیق: ایسی کمی بیشی پر نظر نہ چاہئے بعض اوقات دعویٰ ناشکری کا شائبہ ہو جاتا ہے۔

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست خواہ عسرت یا فراخی۔ (النور ص 420)

حال: اب بحمد اللہ اچھے اچھے کھانے پینے اور پہننے کی طرف التفات نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ مل جاتا ہے یا مل جائیگا اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور انشاء اللہ کروں گا جو کچھ سامنے آجاتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا مفت مل گیا اور بڑی قدر ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک مبارک فقط تربیت حصہ ہفتم ص ۲۸۔

طریق ازدیاد محبت خدا و رسول

سوال۔ محبت خدا و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ ہو جائے۔

جواب۔ اسی کا طریقہ تو بتلایا گیا ہے احکام شرعیہ کو بجالانا اور ذکر کی کثرت کرنا۔ (تربیت حصہ سوم ص 6)

توفیق توبہ کامیابی کی علامت ہے

حال: جزاء الاعمال کے پڑھنے اور ذکر اور تکشف کے مندرج ہدایات پر عمل کرنے سے یہ ضرور اثر ہوا ہے کہ اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو قلب کو محسوس ہو جاتا ہے اور شب میں محاسبہ کے وقت توبہ کر لیتا ہوں میں اسی اثر کو اپنے حق میں بہت سمجھتا ہوں۔

تحقیق: بیشک کامیابی عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔ (تربیت حصہ سوم ص 7)

یاد خدا پیدا ہونیکے ذریعہ میں ترقی کرنا

سوال۔ اکثر آدمی کو جو فقط کلمہ شریف کے یا اسم ذات کے ذکر کرنے سے یاد خدا بیداری میں اور نیند میں حاصل ہوئی ہے ان لوگوں کو اور کیا عمل دوسرا بتلانا اچھا ہے۔

جواب۔ ان لوگوں کو نئی چیز بتلانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ان کو فرصت اور ہمت اور قوت اور مزاج میں صحت ہو تو وہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں انہی کو بڑھا دیں۔ (تربیت حصہ سوم ص 19)

حصول رضاحق کا طریق

سوال۔ مجھ کو کوئی دعا ایسی ارشاد فرمائیں جس سے مجھ کو لذت طاعت اور نفرت از معصیت حاصل ہو اور وسوسہ شیطانی مندفع ہو۔

جواب۔ ان سب کیلئے ذکر اللہ ہی ہے باقی لذت خود مقصود نہیں۔ مقصود اصلی رضاء حق ہے اور طریقہ اس کا ذکر و طاعت ہے۔ (تربیت حصہ سوئم ص 26)

تعلق مع اللہ بڑھ جانا اصل مقصود ہو

حال: الحمد للہ نماز تہجد اور ذکر اسم ذات فرمودہ آنجناب اپنے وقت پر ڈیڑھ ماہ سے ہونے لگا ہے۔ دعا کا ملتجی ہوں کہ خداوند تعالیٰ توفیق مداومت عنایت فرمادیں کبھی تو حالت ذکر میں سرور اور قلب میں فرحت معلوم ہوا کرتی ہے اور کبھی کسی روز ہر چند ضرب لگاتا ہوں قلب پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ حلق کے تلے ہی نہیں اترتا۔

تحقیق: حق تعالیٰ برکت واستقامت عطا فرمائے ذکر میں مسرت و فرحت و دولت عظمیٰ ہے اور اس پر مجھ کو بڑی ہنسی آئی کہ قلب پر اثر ہی نہیں ہوتا آپ اثر کس چیز کو سمجھتے ہیں۔ تعلق مع اللہ بڑھ جانا اصل اثر مقصود یہ ہے سو الحمد للہ یہ حاصل ہے۔ بوجہ عدم معرفت یہ پریشانی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی تسلی بھی نصیب ہو جائیگی۔ اطمینان سے کام میں لگے رہئے اور حالات سے مطلع کرتے رہئے۔ والسلام۔ (تربیت حصہ چہارم 52)

غلبہ توحید

حال: ایک اور امر قابل گزارش یہ ہے کہ پہلے میں اکثر اشعار مشتمل بر استمداد و تشفع

بجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتا تھا اور درود شریف بھی محض عادۃ پڑھ لیتا ہوں اور جی نہیں لگتا برخلاف اس کے قرآن شریف میں اب زیادہ جی لگتا ہے ارشاد عالی کا منتظر ہوں۔

تحقیق: یہ توحید کا غلبہ ہے جو کہ مقاصد میں سے ہے شکر کیجئے۔(تربیت حصہ چہارم 21)

حال: تھوڑے عرصہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر باجہ کی آواز اضطراراً کبھی کان میں پڑتی ہے تو عجیب توجہ الی اللہ محسوس ہوتی ہے مگر قصداً اسماع سے رکتا ہوں یہ تنزل تو نہیں بوجہ مخالفت سنت کے ظاہراً۔

تحقیق۔ یہ غلبہ ہے توحید کا کہ مصنوع جاذب ہوتا ہے صانع کی طرف اور گو یہ امر ہر مصنوع میں مشترک ہے مگر آواز خوش میں بعض خاص خصوصیات ہیں جو اہل فن کے نزدیک معروف ہیں اور میلان امر فطری ہے اور ناشی عن سلامۃ الحس ولطافۃ الادراک اور امر فطری کوئی مخالفت سنت کے نہیں بلکہ متقی کیلئے یہ میلان اعون فی الدین ہے۔ کیونکہ باوجود میلان کے اس کے مقتضاء پر عمل نہ کرنا اقرب الی التقوی ہے۔

شہوت دنیا مثال گلخن ست　　　　که ازو حمام تقوی روشن ست

اور بعض حالات میں اس سے طبعی نفرت ہونا یہ ناشی ہے غلبہ حال سے جو کہ مبتدی یا متوسط کو ہوتا ہے۔ فقط۔(تربیت حصہ پنجم ص 127)

حال: آج نماز فجر سے لیکر اب تک یہ حالت طاری ہے کہ جمیع اعضائے خود و جمیع انسان وحیوان وجماد سے ایسی محبت ہوگئی ہے کہ بار بار اپنے اعضاء کو بوسہ دیتا ہوں اور نیز دوسروں کو بوسہ دینے کو جی چاہتا ہے حتیٰ کہ خنزیر و کتے کے بوسہ کو بھی طبیعت کا تقاضا ہے اور اسی وقت سے لرزہ براندام وپسینہ براندام رہتا ہوں اور اسباب سے بوجہ بالکل علامت ہونے کے نظر اٹھ گئی ہے۔ حقیقۃً موثر حق سبحانہ تعالیٰ ہی ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو یہ غلبہ توحید کا ہے انشاء اللہ اس سے آگے دوسرے مقام ارفع پر ترقی ہوگی جس کو آپ خود دیکھیں گے اس وقت بتلا دیا جائے گا۔(تربیت حصہ ششم ص 81)

آثار عبدیت ونزول کامل

خط یکے از اجازت یافتگان

آج کل بندہ کو شب وروز مرغ وماہی کی طرح گزرتا ہے جب سے حضور کا عنایت نامہ مسمیٰ

یہ اجازت نامہ صادر ہوا ہے بجا آوری ارشاد کر رہا ہوں مگر تماشا یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت جو داخل سلسلہ ہو جاتے ہیں قابل رشک ہوتی جاتی ہے اور میں خود لائق تف ہو گیا ہوں دل کا چراغ بالکل بجھا جا رہا ہے۔ رات دن لوگوں کی فکر میں رہتا ہوں کہ یہ بنا وہ بگڑا اپنی کچھ خبر نہیں اور اکثر اوقات ایسا بے خبر رہتا ہوں کہ مجھے اپنے تن و جان کی بھی خبر نہیں رہتی خیالات موت آج کل اس قدر حادی ہو گئے ہیں کہ رات بھر رونا اور بے چینی اپنا آرام ہے زندگی کی راحت سب ختم ہو گئی۔ پہلے آزادی کے ساتھ رہا کرتا تھا گو الحمد للہ کبائر کا مرتکب تو نہیں تھا مگر آزادی بہت تھی۔

تحقیق: یہ سب آثار ہیں عبدیت و نزول کامل کے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں کام میں اسی طرح لگے رہیں جو کوتاہی محسوس ہو کوتاہی پر استغفار اور اس کی محسوسیت پر خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور اپنی رائے سے کچھ تغیر و تبدل نہ کریں تفویض الی اللہ ثم الی الشیخ اپنا شعار رکھیں میں دعا حفاظت کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ چہارم ص 65)

خوش اخلاقی سے ملنے کی وجہ

حال: ایک روز خوش اخلاقی کے بیان میں یہی بات سمجھ میں آئی کہ یہ لوگ اللہ میاں کے آدمی ہیں ان سے اچھی طرح ملنا چاہئے۔ بداخلاقی سے ملنے سے اللہ میاں بہت بے زار ہو نگے۔ (تربیت حصہ چہارم ص 67)

علامت حقیقت شناسی

حال: بحمد اللہ جو بیشتر اکثر خیال محویت وغیرہ کا ہوتا تھا اس کا اب مطلق خیال نہیں ہے اور یہ رباعی میر درد صاحب کی باعث تسکین قلب ہے۔ رباعی

ہر چند نعند دل زحقیقت آگاہ   پائے طلبش ہست ہماں بر سر راہ
یارب تو زخود نشاں دہی یا ندہی   ما ایم ہمیں نام تو اللہ اللہ

خدا کا بے انتہا اس بندہ پر فضل ہے کہ اب کسی امر کی خواہش بجز رضائے مولیٰ دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ تحقیق۔ یہ علامت ہے حقیقت شناسی کی مبارک ہزار بار مبارک۔

حال: اور نہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ معمولات کچھ قابل قدر ہیں۔

تحقیق۔ بالکل صحیح ہے مگر یہ بے قدری صرف اس حیثیت سے ہے کہ ہمارا عمل ہے اور

دوسری حیثیت سے بہت زیادہ قابل قدر اور نعمت عظمیٰ ہے یعنی اس حیثیت سے کہ خدا تعالیٰ کا عطیہ اور ان کی توفیق ہے۔ (تربیت حصہ چہارم ص 79)

آثار خشیت

حال: بفضلہ تعالیٰ معمول بقید اوقات جاری ہیں مگر موت کا اس قدر خوف رہتا ہے کہ حواس گم ہو جاتے ہیں۔ ہر چند کہ ارحم الراحمین کی رحمت پر بھروسہ کیا جاتا ہے تاہم حالت خوف کی غالب رہتی ہے لہٰذا گزارش ہے کہ اس بارہ میں جو ارشاد ہو وہ کیا جائے۔

تحقیق۔ یہ حالت فی نفسہ مذموم نہیں یہ اثر ہے خشیت حق تعالیٰ کا جو کہ سراسر محمود ہے البتہ اس کے ساتھ کسی قدر ضعف قلب کی بھی آمیزش ہے اس کا طبی علاج کرنا چاہئے میرا رسالہ شوق وطن بار بار دیکھنا بھی مفید ہوگا۔

حال: اور اس وقت اپنی زندگی بہت عزیز معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ اسی کی شرح ہے کوئی مستقل حالت نہیں۔ (تربیت حصہ چہارم ص 79)

حال: اور جس کام کے کرنے کا عزم ہوتا ہے تو فوراً پہلے یہ بات ذہن میں آجاتی ہے کہ اس کام کے کرنے میں یہ دینی نفع ہے اور یہ دینی نقصان ہے یعنی پہلے ہی جواز و عدم جواز پر اطلاع ہو جاتی ہے اسی وقت شکر کرتا ہوں کہ تنبہ ہو گیا۔

تحقیق: آثار خشیت سے ہے مبارک ہو۔ (تربیت حصہ پنجم ص 216)

غلبہ تفویض و توکل

حال: عرض حال یہ ہے کہ آج کل علاوہ اوامر و نواہی شرعیہ کے اور سب کاموں میں خصوصاً امور معاش میں مجھ پر حالت تفویض و توکل کا غلبہ ہے بس یہ مطابق حال ہے کہ اریدان لا اریدو اختاران لا اختار وافوض امری کله الی الله اوامر کی ادائیگی اور نواہی سے اجتناب کی توفیق کے بارے میں بھی یہ ہی مسلک اچھا لگتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اسئل الله الجنة واعوذ بالله من النار امور خیر کی دعا اور شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

تحقیق: عین سنت کی موافقت ہے مبارک ہو۔

تعلق مع اللہ کے سامنے لطائف وانوار کی کچھ قدر نہیں

حال: اور ہاں حضرت نے تو میری تسکین کے واسطے یہ تحریر فرمایا ہے کہ کلبہ احزان گلستان ہوگیا۔ وہ جو کچھ کتابوں میں لطائف ستہ وغیرہ اور ان کے انوار اور احوال لکھے ہیں ان میں سے ایک چیز بھی پیش نہیں آئی بلاشبہ اگر باعتبار مایول کے تسکین کے طور پر فرمایا ہے تو حضرت اقدس میرے حق میں ایک اعلیٰ قسم کی پیشین گوئی ہوئی جس کو میں اپنے نزدیک بشارۃ عظمیٰ سمجھتا ہوں۔

تحقیق۔ مایول تو یہاں مابحول ہے الحمدللہ نقد حاصل ہے۔ جس کے سامنے لطائف کیا چیز ہیں اور ان کے انوار کیا ہیں ان کی تمنا کرنا اب ایسا ہے۔

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

(تربیت حصہ پنجم 149)

غلبہ تواضع وشکر

حال: حالت بندہ کی یہ ہے کہ تعلق باری تعالیٰ قائم اور زیادہ معلوم ہوتا ہے خواہ کوئی کام کروں یا نہ کروں خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا کچھ احساس ہوتا ہے اگر کھانا کھاتا ہوں یا پانی پیتا ہوں تو قلبی رقت اس قدر ہوتی ہے کہ بیان کیا کروں اور کہتا ہوں کہ یا اللہ تیرے ایک لقمہ اور ایک قطرہ پانی کا بھی اس ناکارہ سے شکریہ ادا نہیں ہوسکتا اور گناہ ہر وقت پیش نظر رہتے ہیں اس ہی وجہ سے اگر کوئی برا کہے تو زیادہ برا نہیں معلوم ہوتا اگر کوئی اچھا کہے تو کچھ زیادہ اچھا نہیں معلوم ہوتا بعض وقت تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے میں شرم معلوم ہوتی ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ کسی کو منہ نہ دکھاؤں حضرت کیا عرض کروں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ دعا فرمایئے استقامت دین اور عقل سلیم اور حسن خاتمہ نصیب ہوجائے۔

تحقیق: جو حالات آپ نے لکھے ہیں یہ وہ ہیں کہ جس کے باب میں یہ آیتیں پڑھ دینا کافی ہے۔ ''وفی ذالک فلیتنا فس المتنافسون ولمثل هذا فليعمل العاملون'' اللہ تعالیٰ استقامت وبرکت عطا فرمائے۔ والسلام۔ (تربیت حصہ پنجم ص 215)

آثار زہد

حال: اور جو چیز ظاہری تجمل سے اور اچھی نظر آتی ہے تو فوراً یہ جانتا ہوں کہ آج ایسی

ہے کل فنا ہو جائے گی اور اکثر وقت موت یاد رہتی ہے گاہے گاہے تو ایسی حالت ہوتی ہے کہ شاید آج کل مر جاؤں گا۔ تحقیق۔ آثار زہد سے ہے مبارک ہو۔ (تربیت حصہ پنجم ص 216)

عقلی خوف کی ضرورت

حال: اس نابکار سے مدۃ العمر میں جس قدر بڑے بڑے گناہ سرزد ہوئے ہیں اور جن کا حدو حساب نہیں ہے۔ اکثر کیا ہمیشہ بعینہ سامنے رہتے ہیں مگر باوجود اس کے بھی نفس شریر کما حقہ شرمندہ اور خائف نہیں ہونے دیتا صرف معمولی طور پر خیال آجاتا ہے کہ ایسے ایسے گناہ مجھ سے ہوئے ہیں اور جس کی تباہ کاریاں ایسی ہوں وہ کیا خاک اپنی مغفرت کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ الا ما شاء اللہ۔ تحقیق۔ طبعی شرمندگی اور خوف اگر نہ ہو عقلی کافی ہے جو کہ اختیاری ہے۔

حال: ایک خیال بہت ہی تشویش پیدا کرتا ہے کہ باوجود اپنے گناہگاری پر نظر ہونے اور اپنے کو بالکل لائق عقوبت وعذاب سمجھنے اور اپنے اعمال نہایت ہیچ اور شے ہونے کے بھی ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ حق جل وعلا شانہ اس نابکار کی مغفرت فرما دیں گے۔ نعمائے بہشت کے تصور میں اطمینان سا ہے نہ معلوم یہ کس درجہ کی غفلت اور قساوت قلبی ہے کہ ع

کام دوزخ کے کروں جنت کا ہوں امیدوار۔

تحقیق: یہ امید طبعی ہے اگر عقلی خوف اس کے ساتھ مجتمع ہو کچھ حرج نہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 221)

قرب بہ صورت بعد

حال: بعض اوقات قلب خدا کی یاد سے غافل معلوم ہوتا ہے حق تعالیٰ کا جو تصور رہتا ہے اس میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری تو ادھر کی توجہ ہے مگر ادھر سے کچھ توجہ نہیں ہے اور میری طرف سے بھی جو تصور رہتا ہے اس میں بہت کمزوری محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ بھی قرب الی المقصود ہی تھا گو بصورت بعد تھا اب صورۃً بھی قرب تجویز کر دیا۔ (تربیت حصہ پنجم ص 246)

حب حق تعالیٰ وحب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تلازم ہے

حال: دیگر یہ عرض ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک احقر کے سامنے

لیا جاتا ہے تو فوراً بدن میں لرزہ سا پیدا ہو جاتا ہے اور درود مبارک فوراً زبان پر آجاتا ہے اور بہت دیر تک رہتا ہے اور یہ حالت رہتی ہے کہ اگر (نعوذ باللہ) میں قصداً درود شریف نہ پڑھنا چاہوں تو اس پر بالکل قدرت نہیں ہوتی اور جس وقت خدا تعالیٰ کا نام مبارک لیا جاتا ہے تو محسوس بھی نہیں ہوتا یہ تعدی فی الدین تو نہیں ہے اگر ہے تو کیا علاج ہے۔

تحقیق: اس میں طبعاً مذاق مختلف ہے بعض پر آثار حب حق کے غالب ہوتے ہیں اور بعض پر آثار حب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب ہوتے ہیں اور چونکہ دونوں محبتوں میں تلازم ہے لہٰذا دونوں مذاق مقبول ومحبوب ہیں صرف لون کا اختلاف ہے حقیقت دونوں جگہ محفوظ ہے۔ مبارک حالت ہے جب اس کا غلبہ ہو اسی کا اتباع کرنا چاہئے البتہ اعتقاد عقلی امر اختیاری ہے اس کا تعلق واجب اور ممکن کے ساتھ بالذات وبالعرض ہونے میں متفاوت ہونا چاہئے۔ (والسلام) (تربیت حصہ پنجم ص 258)

غلبۂ تواضع و وسعت رحمت وعظمت حق تعالیٰ

حال: قبل ازیں کسی کو خلاف سنت پر دیکھنے سے سخت بار معلوم ہوتا تھا اور دیر تک دل میں غصہ رہتا ہے اور وہ حالت اب نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ کسی منکر بات کو دیکھ کر دل سے برا سمجھنا یا ضعف ایمان ہے تو کیا میرے ایمان میں تو کوئی نقص نہیں آیا نعوذ باللہ۔

تحقیق: منکر کو دل سے برا سمجھنا یہ اعتقاداً ہے گو طبعاً نہ ہو طبعی انکار پر بعض دوسرے اسباب غالب آجاتے ہیں ان ہی میں سے وہ کیفیت ہے جو آپ پر غالب ہے جس کا حاصل تواضع اور وسعت رحمت وعظمت حق پر نظر ہے جو کہ عین مطلوب ہے پس ان اسباب کے غلبہ سے اگر طبعی انکار کا غلبہ نہ ہو کوئی محل تردد نہیں اطمینان رکھیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 262)

اعتقاد ناکامی وفقدان اہلیت مدار اعظم کامیابی واہلیت کا ہے

حضرت مولانا صاحب میں عاجزی سے غلامانہ سلام عرض کرتا ہوں اور جو کچھ اس وقت میں گستاخی کروں وہ قابل معافی ہے اس لئے کہ مجھ کو تپ ولرزہ آتا ہے اور خیالات جنون کے دماغ میں دورہ کر رہے ہیں۔

اور فی البدیہہ یہ راز سمجھ میں آیا کہ بزرگان دین مقبول الٰہی ہوتے ہیں اگر کسی مردود کو قبول فرمالیں تو وہ مقبول الٰہی ہو جائے مگر ہائے افسوس پیمانہ صبر کالبریز ہو گیا قوت امساک کہاں۔

عاشق نامراد کے تا دریار خود رسد ۔۔۔ آنکہ نوشتہ ازل درد فراق بودہ است

پس خدائے وحدہ لاشریک کا واسطہ اسکا کہ جس کا نام لوں تو زبان جل جائے۔

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ۔۔۔ دگر پنہاں نہم دردل زبان واستخواں سوزد

ہاں وہ عرض یہ ہے کہ آپ اعلان اس امر کا کر دیجئے۔ قابل اجازت نہیں ہے یا مجھ پر راز ظاہر کیجئے اور میری مرغ بسمل حسن کو جینے دیجئے میں حلف اٹھاتا ہوں۔

جواب جو یہاں سے اس دوسرے خط کا گیا۔

(از اشرف علی عفی عنہ) بمطالعہ لطف مجسم زاد اللہ تعالیٰ لطفہ۔ السلام علیکم آتش خانہ پہنچا جس نے خود میرے جان وتن میں گرمی پھونک دی عزیز من جو اعتقاد ناکامی و فقدان اہلیت آپ کے تمام خط کا مدلول مفہوم ہے اہل طریق خصوص حضرات چشت کے یہاں وہی مدار اعظم ہے منظور نظر و نور بصر ہونے کا مبارک ہزار مبارک ہم اسی ناکامی کو کامگاری اور اسی بستہ دامی کو رستگاری سمجھتے ہیں۔ زادک اللہ تعالیٰ ھذا التذلل والتحرق والتململ والتعشق۔

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات ۔۔۔ ضاعف اللہ بہ کل زماں عطشی

کوئی نومیدی مرو کہ امید ہا است ۔۔۔ سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

روز ہا گر رفت گورو باک نیست ۔۔۔ تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

گر مرادت را مذاق شکر است ۔۔۔ بے مرادی نے مراد لبرست

ارید وصاله ویرید هجری ۔۔۔ فاترک ما ارید لما یرید۔

ترجمہ

میل من سوے وصال و میل او سوے فراق ۔۔۔ ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

والسلام علی العاشق المستہام

کمال توبہ کی علامت

حال: ذکر کرتے وقت کبھی کبھی معاصی یاد آجاتے ہیں تو زبان سے لفظ اللہ تلک دشوار ہوجاتا ہے۔ تحقیق۔ علامات کمال توبہ سے ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص94)

وصول الی اللہ کی حقیقت

حال: ان دنوں شوق الی اللہ میں زیادتی ہے مگر کیف السبیل الیہ کا قصہ ہے جی میں کیا کیا خیال آتے ہیں مگر مجبور ہوں۔ صرف جناب کی نظر شفقت سے امید ہے کہ جس طرح شوق اور طلب کی دولت بخشی بخشائی اسی طرح مطلوب اور شوق۔

تحقیق۔ تعلق حجاب است وبے حاصلی چو پیوند ہا بگسلی واصلی

بس وصل قرب حق یہی قطع تعلق عن الغیر ہے جو بحمد اللہ حاصل ہے خدا تعالیٰ اس میں اور مزید فرمائے اور اس عالم میں اس سے زیادہ کی توقع ہوس ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول 124)

خوف آخرت مطلوب ہے

حال: آج کل کثرت موت کا خیال رہتا ہے جب معاصی پیش نظر ہوتے ہیں تو ندامت ہوتی ہے اور عاقبت کا خوف پیدا ہوجاتا ہے کہ خدا جانے وہاں کیا معاملہ پیش آئے ایسے وقت طبیعت اچاٹ ہوجاتی ہے اور کاروبار کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے۔

تحقیق: خوف آخرت کے سبب دنیا سے طبیعت اچاٹ ہوجانا عین مطلوب اور مصداق ہے کن فی الدنیا کانک غریب والدنیا سجن المومن کا مبارک ہو۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص3)

حال: کثرت بکاء جس کی وجہ خوف اور محبت ہے اذکار میں معتدل اور تلاوت ومناجات ودعوات میں اس قدر مفرط ہے کہ قرات صلوٰۃ کی ادا اور صحت میں قصور آجاتا ہے نیز صحت جسمانی میں بھی خلل معلوم ہوتا ہے خدارا علاج شافی اور توجہ کافی کا وقت ہے۔

تحقیق: یہ تو عین مطلوب ہے اس کا ازالہ کیوں کیا جائے اگر صحت جسمی میں مخل ہے اس خلل کا علاج طبی فرمایئے۔ حال۔ احقر نے پہلے سرگردانی دیکھی ہے اگر موجودہ مسلک میں کوئی خلل سد راہ ہوا تو مجھے خسارہ عظیم کا احتمال ہے۔

تحقیق: بدون خود سد راہ کرنے کے سد راہ نہیں ہوسکتا۔ (تربیت حصہ ہفتم ص66)

اصلاح باطن جو فرض ہے

حال: کچھ عرصہ سے ایک جدید خیال پیدا ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ زمانہ طالب العلمی میں بالکل اصلاح باطن کی ضرورت نہیں بلکہ اس طرف اس زمانہ میں توجہ کرنا حصول تعلیم کیلئے سخت ضرر رساں ہے۔ اس خیال کی تغلیط یا تصحیح فرمائی جائے۔

تحقیق: اصلاح باطن ایک بمعنی تقویٰ و تحرز عن المعاصی ہے وہ ہر وقت فرض ہے اور تحصیل علوم میں مخل بھی نہیں اور ایک بمعنی اہتمام و التزام اذکار و اشغال متعارفہ ہے وہ فرض بھی نہیں اور طالب علمی میں مخل بھی ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 3)

نسبت کے متعلق تحقیق جو طریق کا مقصود ہے

حال: میں انہی سوالات کا منتظر تھا اب میں جوابات نمبروار لکھتا ہوں۔

1۔ میں مقصود طریق کو نسبت سمجھتا ہوں۔

2۔ نسبت کا مقصود طریق ہونا خود آپ کی زبان سے سنا ہے جبکہ آپ نے...... کے مکان پر ہم لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو جو امر محقق ہوا ہے کہ اس طریق کا وہی مقصود ہے وہ میں بیان کرتا ہوں وہ دو چیزیں ہیں نسبت اور مقامات اور جملہ مشائخ کی تصریح ہے کہ تمام احوال کا مبنیٰ نسبت ہی ہے آپ نے خود تعلیم الدین میں تصریح فرمائی ہے۔

3۔ نسبت کا عدم حصول وجدانی ہے جس طرح بھوک پیاس وجدانی ہوتی ہے اور اس کو خود اپنے لئے دو مرتبہ حاصل ہوتے دیکھا ہے ایک جب آپ حج سے واپس تشریف لائے اور میں نے ذکر شروع کیا تو ایک روز آپ نے فرمایا کہ تخم میں نے بو دیا ہے۔ آبپاشی اب تم خود کرو چنانچہ اسی روز سے انقلاب عظیم میں نے اپنے اندر پایا ہے پھر چند روز کے بعد دفعۃً وہ حالت جاتی رہی اور میں مضطرب ہو کر آپ کے پاس دوڑنے لگا اس وقت مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے دل میں کہہ دیا کہ چونکہ پڑھنے میں نقصان ہوتا تھا اس لئے سلب کر لیا گیا ہے۔ بعد پڑھنے کے دیا جائے گا اور یہ بات نہایت وثوق اور اطمینان سے معلوم ہوئی جس کو عین الیقین کہنا چاہئے اور میں اس کو اپنے خیال میں خطرہ شیخ سمجھا جس کو سلوک کی کتابوں

میں لکھا ہے پھر دوبارہ جب میں علم سے فارغ ہوا اور ضیاء القلوب آپ سے شروع کیا جس میں تقریباً بیس آدمی تھے ختم کے روز آپ نے فرمایا کہ جس کو ذکر شغل کرنا ہو وہ بیٹھا رہے جس کو نہ کرنا ہو چلا جائے جب سب بیٹھے رہے تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس تھا سب میں نے دے دیا اور سب کو دوازدہ تسبیح اور شغل سرمدی اور چند ہدایات تعلیم فرمائیں اپنی بلاہت سے سمجھا کہ مطلب یہ ہے کہ جو امور نافع ترین ہم کو معلوم تھے سب بتلا دیئے یہ نہ سمجھا کہ نور ولایت اور تخم سعادت ابدی عنایت ہوا ہے اور جو اثر پایا ثمرہ ذکر سمجھا اسی روز مکان میرا جانا ہوا مکان پر شادی کیلئے عزیزوں نے شور مچا کر کے قلب پریشان کر دیا نیز قبض جسمانی یعنی مرض قبض کی شکایت ہو گئی جس سے معدہ پُر رہتا تھا اور کھانا بھی بنسبت مدرسہ کے اچھا ملا زیادہ کھا جاتا تھا رات چھوٹی ہوتی تھی آنکھ نہیں کھلتی تھی اس لئے معمولات ادا نہ کرسکا۔ تیس دن پورے کر کے میں جلدی سے کانپور بھاگا وہاں جا کر پھر بدستور سابق معلوم ہوا کہ آپ نے دل میں کہہ دیا کہ ہم نے نسبت دی تھی جو تو نے ضائع کر دی جب یہ معلوم ہوا کہ غم کا پہاڑ سر پر پھٹ پڑا لیکن پھر میں نے سوچا کہ اگر اس کا تدارک ممکن ہے تو عمل ہے اس لئے پھر کام میں مشغول ہوا مگر قہر خداوندی یہ نازل ہوا کہ ایک شخص کریہ المنظر کا عشق پیدا ہو گیا اور حق تعالیٰ سے بالکل ذہول پیدا ہو گیا جس کی مدافعت پھر آپ ہی کے تصرف سے ہوئی پھر آپ تھانہ بھون چلے آئے ورنہ عدم نفع ذکر کی مجھ کو شکایت نہیں میرا قلب ماسویٰ کے تعلق سے بالکل خالی ہے اشتیاق غالب رہتا ہے خود اپنی ذات میری نظر میں بدتر معلوم ہوتی ہے یہ سب ہے مگر نسبت نہیں وہ تو کسی چیز ہی نہیں وہ جب ہی حاصل ہوگی جب آپ القاء فرمائیں گے اگر ترا عمر نوح بودے وہمہ عمر دریں راہ صرف کردے آتش نیافتے کہ از ما بتو رسیدہ است کسی بزرگ کا قول ہے۔

تحقیق: 1,2 کا جواب صحیح ہے 3 کی نسبت عرض ہے کہ اس کے حصول وعدم حصول کا حکم کرنا بناء علے الوجدان موقوف اس پر ہے کہ اول اس کی حقیقت متعین کی جائے کیونکہ ہر وجدانی چیز نسبت نہیں اگر کسی شخص کو بھوک لگتی ہو اور پیاس نہ لگتی ہو مگر وہ شخص پیاس کو بھوک سمجھتا ہو اور اس بناء پر شکایت بھوک نہ لگنے کی کرے تو یہ حکم غلط ہوگا اگرچہ بھوک وجدانی چیز ہے۔

باقی جو قصہ آپ نے لکھا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حقیقت نسبت کی وہی تھی جو آپ کو حاصل ہوئی تھی اور پھر نہ رہی۔ اگر مجھ پر اعتماد ہونا چاہئے میں اوروں سے تو نہ کہتا مگر آپ سے اس لئے اخفا نہیں کرتا کہ آپ طالب ہیں طالب سے تواضع کرنے کو میں رہزنی سمجھتا ہوں اس لئے کہتا ہوں کہ مجھ پر اعتماد ہونا چاہئے پس اگر مجھ پر اعتماد ہے تو خوب سمجھ لیجئے کہ وہ کیفیت نسبت کے الوان میں سے ایک لون تھا جس میں میری کیفیت جوش کو ممزوج تھی جو ابتداء میں غالب الوقوع ہے میں بھی مبتدی تھا اور آپ اب خود مجھ کو بھی معلوم ہوا ہے کہ اس زمانہ کی اور اس زمانہ کی کیفیات میں ایسا فرق ہے جیسا موسلا دھار بارش میں کہ جوش وخروش بے حد مگر زمین کیلئے نافع کم اور ننھے ننھے رشحات میں کہ جوش ندارد مگر نافع بہت زیادہ پس وہ لون غیر ثابت تھا آپ میں بھی مجھ میں بھی اور اب بحمد اللہ تعالیٰ ثابت ہے آپ نے جو کیفیت اپنی لکھی ہے من قولکم میرا قلب ماسویٰ کے تعلق سے الخ یہ لون اکمل ہے نسبت کا مبارک ہو اور حقیقت نسبت کی صرف یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے قلب کو ایسا تعلق ہو جائے کہ اس کی یاد اور اطاعت غالب رہے وبس اب یہ خواہ قبض کے ساتھ ہو خواہ بسط کے ساتھ ہو خواہ فرح کے ساتھ ہو خواہ انس کیساتھ خواہ ہیبت کیساتھ ہو بس اور زیادہ طمانیت کا شوق ہو مشائخ سے مل لیجئے پھر جو دل میں ہو کہنے کی اجازت ہے۔

غلبہ بغض فی اللہ

حال: کسی کو خلاف شرع مثلاً داڑھی منڈاتے ہوئے یا بے نمازی یا معمولی آدمی جیسے مزدور وغیرہ ان لوگوں کو سلام کرنے کو جی نہیں چاہتا اور نہ طبیعت اس پر اقدام کرتی ہے یہ تکبر تو نہیں۔

تحقیق: نہیں بلکہ غیرت دین ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس امر کو بھی قلب میں مستحضر کرلیا کریں کہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی عمل عند اللہ میرے سب اعمال سے افضل ہو اس لئے یہ مجھ سے افضل ہو۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 19)

حضور وخلوص کے مراتب مختلف ہیں

حال: بحمد اللہ تمام معمول بدستور جاری ہیں اسم ذات میں بعض روز زیادتی ہوگئی ایک لاکھ سے زائد شمار ہوگیا مگر ایک بار بھی خلوص اور حضور سے ادا نہ ہوا اور نہ اب تک ہوتا ہے مگر الحمد للہ

بدل کوئی روز بھی نہیں ہوتا بلکہ یہی شوق اور آرزو ہے کہ تا حیات اس سے بھی زائد مشغول رہے۔

تحقیق: یہ بھی اثر خلوص اور حضور ہی کا ہے اس میں بھی مراتب ہیں اللہ تعالیٰ اس سے اکمل درجہ نصیب کرے مگر حاصل کی کیوں نفی کی جائے کہ احتمال افضاء الی الکفران کا ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص1)

محبت کے الوان مختلف ہیں

حال: گاہے گاہے چھوٹی بی بی کی ذیل حالت یاد آنے پر ان کے ملنے کا خیال آتا ہے آیا یہ جناب کی محبت میں مضر تو نہیں بی بی کی یہ حالت ہے کہ میرے یہاں آنے پر سخت روتی تھی اور میرے بعد ان کی یہ حالت ہوگی کہ میرے کپڑے وغیرہ نکال کر دیکھ کر روتی ہوگی۔ میری محبت ان سے اس قدر نہیں لیکن اس کی حالت پر غلبہ رحم ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ محبت شرعاً مطلوب ہے اور کوئی مطلوب شرعی دوسرے مطلوب میں مضر نہیں ورنہ دونوں کا اجتماع مامور بہ محال ہوگا اور یہ باطل ہے پس مضر ہونا بھی باطل ہے اور راز اس کا یہ ہے کہ یہ دونوں محبتیں جدا جدا رنگ کی ہیں پس ایک رنگ میں ایک بڑھی ہوئی ہے دوسرے رنگ میں دوسری بڑھی ہوئی پس کچھ منافات نہیں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص2)

نسبت کے مختلف الوان

سوال۔ اکثر بزرگوں کو متعدد سلاسل سے اجازت حاصل ہوئی ہے تو کیا ان حضرات کو متعدد نسبتیں مثلاً نسبت چشتیہ و نقشبندیہ مجیزین سے حاصل ہوئی تھیں یا محض اجازت ہی ہوئی تھی اور متعدد نسبتوں کا ایک شخص میں جمع ہونا ممکن ہے اسی طرح ایسا شخص جس کو متعدد سلاسل سے اجازت ہے جس شخص کو اجازت دی تو اس کو بھی متعدد نسبتیں حاصل ہونا چاہئیں لیکن حضرات چشتیہ میں آثار دیگر سلاسل کے نہیں معلوم ہوتے اور اگر ہیں تو کس طرح تعدد نسبت کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔

جواب۔ نسبت ایک حقیقت واحدہ ہے اختلاف استعداد سے اس کے الوان مختلف ہوتے ہیں جس میں چشتیت وغیرہ کی خصوصیت نہیں ممکن ہے کہ ایک چشتی اور ایک نقشبندی کی نسبت ایک لون کی ہو اور ممکن ہے کہ دو چشتیوں کی نسبت کا لون مختلف ہو اس طرح اختلاف اوقات سے اس لون میں اختلاف ہوسکتا ہے پس صاحب اجازت کے لئے نسبت

کا حصول شرط ہے خواہ اس کا لون کچھ ہی ہو اور خواہ مجیز اور مجاز کے الوان بھی مختلف ہوں اس تحقیق کے بعد کوئی اور سوال متوجہ نہیں ہوتا۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 3)

غلبہ ادب

حال: ذکر کرتے وقت یا کوئی اور کام کرتے وقت یہ خیال آتا ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے خاص کر رات کو لیٹتے وقت یہ خیال غالب ہوتا ہے کہ پلنگ پر توشک و چادر وغیرہ لگا کر پیر پھیلا کر آزادی کے ساتھ لیٹنا بڑی بدتہذیبی ہے جبکہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

تحقیق۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 5)

اس کے بعد دوسرا خط آیا

حال: گزارش یہ ہے کہ بہ سبب ادب کے حضرت کا نام لینا دل گوارا نہیں کرتا۔

تحقیق۔ پھر برائی کیا ہوئی جس کی فکر میں پڑ گئے۔

حال: پھر یہ وسوسہ آتا ہے کہ دادا پیر سے لگا کر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی صاحب کے نام لینے میں کیوں ادب نہیں کرتے بلکہ فخر سمجھ کر خوشی خوشی نام لیتے ہو اس وجہ سے حضور کو اطلاع دی۔

تحقیق: مشاہد اور غائب میں بعض آثار متفاوت ہوتے ہیں خصوص بعض طبائع کو اعتبار سے اس کا بھی کچھ حرج نہیں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 56)

آثار تواضع

حال: اور اپنے اخلاق رذیلہ کے متعلق کیا عرض کروں پہلے سے بہت فرق ہے مگر اپنے بڑوں کی مسکنت اور بے نفسی دیکھ کر اپنی عاجزی اور انکساری کو کبر شمار کرتا ہوں اور شیخ شیرازیؒ کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ

گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

تحقیق: شکر کیجئے یہ بھی اثر تواضع ہی کا ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم 28)

حال: احقر کو ایک مرض اور وہم یہ ہو گیا ہے کہ اپنی گندے نام کے قبل یا بعد کون سے

الفاظ لکھوں جو غایت درجہ پر ارذلیت اور انکساریت پر دال ہوں۔
تحقیق۔ خیال اچھا ہے مگر تعین میں اپنی رائے پر عمل نہ کیجئے بلکہ مشورہ لیں۔

توبہ کی ضرورت

حال: اگر میں کسی کام سے توبہ کرتا ہوں اور وہ بلا قصد سرزد ہو جاتا ہے تو بار بار توبہ کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے۔
تحقیق: یہ طبعی بات ہے مگر اس پر عمل نہ کیا جائے۔ فقط۔
حال: کبھی کبھی طبیعت گناہ کبیرہ کی طرف مائل ہو جاتی ہے مگر بفضلہٖ سرزد بہت کم ہوتے ہیں۔
تحقیق: شکر کیجئے فقط۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 66)

رضاء بالقضاء

حال: قلب کو فرصت ہی نہیں ملتی کہ الی اللہ خوب متوجہ ہو کثرت سے تو مدرسہ کا کام ہے پھر لوگوں کی آمد و رفت پھر بعض خویش و اقارب کے لڑکے کی نگرانی پھر مکان کے ترددات آنا جانا ان لغویات میں تمام دن رات خراب ہوتا رہتا ہے کبھی خیال ہوتا ہے کہ شاید اس میں بھی ثواب ملے اللہ تعالیٰ بھی خدمت کی برکت سے نجات دیں یہ بھی دین ہے مگر بدمزہ طور سے اس کے متعلق کیا کروں۔ تحقیق۔ بس چونکہ برمخنت بہ بندوبستہ باش۔ (تربیت حصہ ہفتم 54)

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تربیت

حال: اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم ہے۔
تحقیق: کم نہیں ہے بہت ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اور زیادہ ہے سو یہ ترتیب عین مقتضا ہے حقیقت کا۔ (تربیت حصہ ہفتم 29)

خلوت کا فائدہ

سوال۔ احقر کا معمول مدت دراز سے روزانہ یہ ہے کہ بعد نماز فجر کے حجرہ کے اندر دروازہ بند کر کے درود و وظائف ذکر وغیرہ میں مشغول رہتا ہوں کیا خلوت کے شغل وظیفہ میں جلوت کے وظیفہ و ذکر سے زیادہ قرب حاصل ہوگا یا کم یا مساوی کیونکہ وظائف و ذکر

دونوں صورت میں برابر پڑھی گئی مگر جلوت میں نہ وہ سرور حاصل ہوتا نہ وہ بات پیدا ہوتی ہے جو خلوت میں ہوتی ہے۔

جواب۔ موصل الی المطلوب اس معنی کر تو نہیں جو آپ نے لکھا ہے پس اتنا نفع ہے کہ اس کیفیت سے حضور قلب ورغبت میں زیادتی ہوئی ہے اور یہ معین ہے دوام علی العمل کا اور یہ اصل طریق ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 63)

تکلف اور ادب میں فرق

حال: اور دل یوں چاہتا ہے کہ آپ سے میرا دل خوب مل جائے ابھی تک کچھ اچھی طرح سے دل کھلا نہیں ہے تکلف معلوم ہوتا ہے اور بہت سی باتیں اس تکلف کی وجہ سے آپ سے پوچھ نہیں سکتا۔

تحقیق: یہ تکلف نہیں بلکہ ادب ہے تکلف میں انقباض ہوتا ہے یعنی پاس بیٹھنے سے بات کہنے سے دل رکتا ہے جب یہ نہیں تو تکلف نہیں۔

حال: اور دل یہ چاہتا ہے کہ بغیر پوچھے حضرت سے کوئی کام نہیں کرنا چاہئے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کا ادب تو باقی رہے اور یہ ہچک اور تکلیف نہ رہے۔

تحقیق: پوچھنا تو فعل اختیاری ہے کون منع کرتا ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم 25)

اعتقاد وعدم قبولیت توبہ کا مذموم ہونا

حال: اب تکلیف اس قدر بڑھ گئی ہے کہ صبر نہیں ہو سکتا ہر وقت استغفار پڑھتا ہوں توبہ کرتا ہوں روتا ہوں مگر نہ رونا قبول ہے نہ توبہ قبول ہے۔

تحقیق: ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے کیا قبول ہونا یہی ہے کہ تکلیف رفع ہو جاتی۔ اگر اس سے اچھی چیز مل جائے مثلاً اجر وثواب تو کیا اس کو قبول نہ کہیں گے جیسے کوئی کسی سے پیسہ مانگے اور وہ روپیہ دیدے تو کیا یوں کہہ سکتے ہیں کہ درخواست منظور نہیں ہوئی۔

حال: حضور کوئی دعا یا کوئی وظیفہ ایسا تجویز فرما دیں اور تحریر فرما دیں کہ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے شفا عنایت فرما دیں۔

تحقیق: اس سے بڑھ کر رضا بقضا ہے اجر میں بھی اور راحت میں بھی ہاں دعا بھی

جاری رہے باقی اس کیلئے وظیفہ کیا پڑھتے۔

حال: اب اوپر سے رمضان شریف آگئے جمعہ جماعت قیام نماز تو چھوٹ رہا ہے اگر روزہ بھی نہ ہوئے تو بڑی بے نصیبی ہے۔

تحقیق: کیا خدا تعالیٰ امور غیر اختیاریہ للعبد سے اپنے بندہ کا خسارہ یا حرمان تجویز فرماتے ہیں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 66)

آثار خشیت

حال: تیسری بات یہ ہے کہ بعض اوقات خادم بوجہ معذوری یعنی بیماری کے خوف سے سردی کیوقت غسل باوضو کا تیمّم کرتا ہے تو قلب کو اطمینان نہیں ہوتا وسوسہ سا رہتا ہے اور نفس مشورہ دیتا ہے کہ نماز تو ضروری ہے تیمّم سے پڑھو لیکن تلاوت قرآن نہ کرو اور پھر کہتا ہے کہ جب تجھ کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو جان کا پاس کیوں کرتا ہے اور بیمار ہونے سے کیوں ڈرتا ہے حالت مرض میں غسل کرلے۔

تحقیق: طبعًا ایسا خلجان دلیل ہے خشیت کی جو کہ مطلوب ہے مگر عقلاً فتویٰ کے قبول اور اس پر عمل کرنے میں تنگی نہ ہونا چاہئے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 31)

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تلازم ہونا

حال: اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کی محبت دل میں نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اس قدر نہیں۔ تحقیق۔ خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ مگر حق تعالیٰ کی محبت آپ کو طبعی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عقلی چونکہ یہ محبت دوسرے لون کی ہے اس لئے آپ کو شبہ ہوا عدم کا ورنہ وجود الملزوم یستلزم وجود اللازم۔ (النور ص 95)

حال: اکثر خیال دل میں رہا کرتا ہے کہ مجھ سے تمام دنیا والے اچھے ہیں حتیٰ کہ ہندوؤں کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ یہ ہزار درجہ مجھ سے اچھے ہیں۔ کچھ کام تو دنیا ہی کا صحیح کر لیتے ہیں اور میں تو کسی کام کا نہیں رہا۔ خیال بعض مرتبہ ہو جاتا ہے کہ خودکشی کرلوں۔ مگر حرمت کا خیال آجاتا ہے کہاں تک عرض کروں نظر توجہ فرمادیں۔ ورنہ خوف میرے خراب ہوجانے کا ہے۔

سنگ تیرے در کا کہلاتا ہوں میں گو براہوں یا بھلا جیسا ہوں میں

تحقیق: یہ حالت از بس رفیع ہے یہ کمال شکستگی ہے جس کے ثمرات از بس رفیع ہیں جن کی طرف حدیث ''من تواضع لله رفعه الله'' میں اشارا واقع ہے۔ عارفین نے تصریح فرمائی ہے۔ ''مومن مومن نباشد تا آنکہ خودراز کافر فرنگ بدتر نہ پندارد'' یعنی حالا نہ کہ اعتقاداً۔ ایسا شخص انشاء اللہ تعالیٰ گمراہ نہیں ہوتا۔ اصل ضلالت کی عجب ہے مگر اس حالت کی طرف چنداں التفات نہ کیجئے۔ کام میں لگے رہئے کہ التفات مضر ہے کہ اس سے کبھی یاس اور کبھی کبر تواضع کا پیدا ہو جاتا ہے۔ وهذا اشد من الكبر المحض (النورص 219)

غلبہ حب فی اللہ و بغض فی اللہ

حال: ایک بات ذوقاً آج کل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل معقول وفلاسفہ کے الفاظ تنزیہ باری تعالیٰ سے بھی قلب کو تنفر معلوم ہوتا ہے اور اہل شرائع کی تشبیہ بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسا ہی ہونا چاہئے اور راز اس میں یہ ہے کہ حکماء کی تنزیہ خارج عن الحدود ہے اور اہل شرائع کی تشبیہ داخل فی الحدود۔ (النورص 181)

عبدیت کا مقصود ہونا

حال: شروع ماہ فروری میں کچھ اختلافی کیفیت پیدا ہوگئی تھی جو ہر سال کا معمول ہے کہ ان ایام میں ہو جایا کرتی ہے اس وقت وظیفہ کی برکت سے جو فوائد محسوس کر رہا تھا اس میں کمی محسوس ہوئی اس وقت مجھے بہت انتشار ہوا تھا۔

تحقیق: اس سے کبھی انتشار نہ کیا جائے جو اصلی مقصود ہے ورد سے وہ خود مرض میں بھی حاصل ہے یعنی عبدیت۔ (النورص 184)

اعتدال کی ضرورت

حال: کل ایک طالب علم کو میں نے بیوقوف پاگل کہہ دیا تھا اس کو نا گوار گزرا تو میں نے اس سے بہت لجاجت سے تمام طلبہ کی جماعت کے سامنے معافی چاہی پھر دیگر طلبہ سے بھی معافی چاہی کہ میں نے کسی کو پاگل وغیرہ الفاظ سخت کہے ہوں تو معاف کر دیں آئندہ نہ کہوں

گا سو بحمد اللہ اب میں ہمت کے ساتھ زبان تھام کر پڑھاتا ہوں مگر غصہ ضرور آجاتا ہے۔

تحقیق۔ شاباش جزاک اللہ۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر شاگردوں کو ان کی کوتاہی پر اتنا کہہ دینا مذموم نہیں اور اس طرح سے استغفار کی ضرورت نہیں بلکہ بعض اوقات خلاف مصلحت ہے کہ سبب ہے ان کی جسارت و جرأت و فساد اخلاق کا البتہ زجر میں اعتدال سے تجاوز نہ ہو اور علی ہذا مریدین و عیال و خدم و نحوہم من التابعین۔ (النور 197)

عشق للہ کا عشق اللہ ہونا

حال: غلام کو جناب والا سے رات اس قدر محبت کا جوش تھا کہ نیند نہیں آتی تھی اور یہ محض حضرت کی شفقت کا اثر نظر آتا تھا ورنہ غلام کا دل تو بہت ناپاک ہے اب یہ جی چاہتا ہے اور خداوند کریم کی بارگاہ میں تمنا ہے کہ خداوند تعالیٰ حضرت کی جان کو خادم کی جان بنادے اور میری بالکل ہستی نیست و نابود ہوجائے۔

تحقیق۔ السلام علیکم۔ عشق للہ کہ وہ عشق اللہ ہی ہے مبارک ہو اور روبہ ترقی ہو۔

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبحیات ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشے

مگر اسی قید کے ساتھ جو حدیث میں ہے من غیر ضراء مضرة ولا فتنة مضلة جس کا حاصل یہ ہے کہ شدت عشق میں نہ جسم کو ضرر پہنچے نہ دین کو۔ (النور ص 602)

آثار غلبہ توحید و فناء و عبدیت و تمکین بعد التلوین وفرق مابین نسبت وملکہ یادداشت وغیرہ

حال: گزارش خدمت سراپا خیر و برکت میں یہ ہے کہ آج کل ببرکت صحبت حضرت والا الحمد للہ اس احقر پر لقاء اللہ کا اشتیاق بہت غالب رہتا ہے کسی چیز کو دیکھ کر جی خوش نہیں ہوتا کہ جب تک دیدار حق نصیب نہ ہو لاکھ چیزیں دیکھ بھی لیں تو کیا بعض مرتبہ قلب کو یہ بے چینی ہوتی ہے کہ اگر معاذ اللہ حق تعالیٰ شانہ ہم سے بعید ہوتے تب بھی اس قدر اضطراب نہ ہوتا افسوس تو یہ ہے کہ وہ قریب ہیں اور دور میں ہی ہوں اس وقت اکثر یہ شعر پڑھتا ہوں۔

واشد ما بلغی الحب من الھوی قرب الحبیب ولا یکون بلاق

ہر وقت ایک دھن لگی رہتی ہے (اللھم زد فزد) کہ لقاء رب کا کونسا وقت ہوگا بعض دفعہ یہ

بدن نظر میں خار معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ قید نہ ہوتی تو روح مجرد ہو کر لقاء رب تعالیٰ حاصل کرتا پھر رضاء اللہ تعالیٰ پر راضی ہوتا ہوں کہ جب تک یہ قید مقدر کر رکھی ہے بسر وچشم منظور ہے مگر اس قید سے رہا ہو کر خدا کرے میں محجوبین میں سے نہ ہوں۔ استغفر اللہ واعوذ باللہ من ذلک اس خطرہ سے زیادہ مجھے کوئی خطرہ نہیں کہ کہیں خدانخواستہ بعد موت کے حجاب نہ ہو جائے۔

تحقیق: یہ خطرہ عین ایمان ہے اور یہی بشارت ہے عدم حجاب کی قال تعالیٰ" الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرة واجر کبیر۔

حال: اللھم رزقنی لذة النظر الی وجھک الکریم وشوقا الی لقائک اللھم انی اعوذ بک ان تصدعنی وجھک یوم القیامة۔ (تحقیق) آمین۔

حال: اپنے حال زبوں سے روتا ہوں تو اس سے کسی قدر خوش بھی ہوتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے واصلین سے وابستہ تو کر رکھا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک کیا عجب ہے ایک دن ان کی برکت سے مجھے بھی وصول ولقاء اللہ حاصل ہو جائے۔

بو موری ہوسے داشت کہ درمکہ رسد ۔۔۔ پائے بردست کبوتر زوو ناگاہ رسید
اے خسرو خوباں نظری سوئے گدا کن ۔۔۔ رحمے بمن سوختہ بیسروپا کن

آج کل ذکر میں تصور نور وغیرہ مجھ سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اس سے طبیعت الجھتی ہے۔ صرف تصور ذات بسیط کرتا ہوں۔

تحقیق: الحمد للہ یہ عین مذاق حضرت مرشدؒ ہے اور یہی بالکل میرا وجدان ہے۔

حال: اگر حضرت حق کو اسی بے چینی میں رکھنا منظور ہو تو بسر وچشم منظور ہے۔ راضی ہوں رضا کا طالب ہوں اور اگر باب وصال مفتوح ہو جائے تو زہے قسمت وہ تو اصلی حالت ہے جس کی طرف فطرتاً دل کو میلان ہے کیونکہ پہلے تو وصال ہی وصال تھا۔ فراق کا نام نہ تھا یہ فراق بعد میں طاری ہوا۔ دیکھئے اس فراق کے بعد پھر وہ دولت وصال ونعمت حضور نصیب میں ہے یا نہیں۔

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۔۔۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

تحقیق: گو یہ حال خاصہ جس کا منشاء ہے غلبہ رضا فی نفسہ عالی ہے مگر بعض انضمام اتقاء کے اس لون سے اکمل دوسرا لون ہے۔

اگر بخشیں زہے یا یانہ بخشیں تو کروں زاری کہ اس بندہ کی کیوں خواری مزاج یار میں آئی

حال: ثم اقوال بقلب کئیب وصوت حزین۔

تری ھل یعود الشمل بعد تفرق مشتت قلب المستھام طویل

فیالیت امی لم تلدنی اواننی شفیت بینبوع الوصال غلیلی۔

تحقیق۔ لیام حسن الظن بابداله ھکذا۔

ارانی یعود الشمل بعد تفرق مشتت قلب المستھام طویل

فیادر امی ولد تنی لاننے ساشفی بینبوع الوصال غلیلی

حال: اس وقت بجز ذکر وتلاوت قرآن کسی چیز کو جی نہیں چاہتا' نہ کتاب کو نہ اختلاط بالناس کو جو ارشاد ہو بجالاؤں۔

تحقیق: میں نے خود اس کو پسند رکھا ہے گو عمل کی ہمت نہ ہو تم کو اس کے خلاف کیا بتاؤں۔

حال: ایک بات قابل عرض یہ ہے کہ جن حالات پر حضرت کوئی بشارت تحریر فرماتے ہیں ان کے اظہار و نقل فی کتاب التربیۃ سے قلب میں ندامت طاری ہوتی ہے اور شرم آتی ہے کہ کس منہ سے اس کو ظاہر کروں۔ ہائے میں تو کسی لائق بھی نہیں' واللہ کچھ نہیں۔ یہ حضرت کے کلمات بشارت سچ یہ ہے کہ محض فضل خداوندی اور حضرت کی برکت۔

کہاں وہ اور کہاں یہ نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی

جی یوں چاہتا ہے کہ میری بلا اطلاع صاحب نقل فرمادیا کریں کہ ان سے اس قدر حجاب نہیں آتا۔

تحقیق۔ یہ تو بہت بہتر مگر وہ ذرا سست ہیں لیکن تاکید کر کے نقل کرالیا کروں گا جو جو تحریریں نقل نہ ہوئی ہوں مجھ کو دے دو میں ان کو نقل کیلئے دے دوں۔ (رمضان 34ھ)

حصول جمعیت ومحبت کا طریق

حال: فقیر ہمیشہ اپنے معمولات فرمودہ حضور والا کو ادا کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ میرے دل میں جمعیت نہیں ہوتی اور محبت و درد زیادہ نہیں ہوتا زیادہ کیا ہے ہی نہیں اس سے دل متفکر رہتا ہے کہ کہیں تباہی میں نہ پڑجاؤں۔

تحقیق: اگر مثنوی معنوی و دیوان حافظ کے دو دو صفحے روزانہ مطالعہ کرلئے جائیں تو

نافع ہوگا۔(النور ص 419) آثار وصول الی اللہ۔

حال۔میرے آقا میری بھی رسائی ہوگی یا نہیں

تحقیق۔چونکہ آپ کو خدا تعالیٰ نے مجاہدہ کی توفیق دی ہے اور اس پر وعدہ ہے رسائی کا اور وعدہ خلافی کا احتمال نہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رسائی ہوگی۔(النور ص 505)

توجہ الی اللہ کے حصول کا طریق

سوال۔جس سے ہمیشہ توجہ الی اللہ ہو جائے اس کا کوئی علاج مرحمت فرمادیں۔

جواب۔توجہ جو درجہ عمل میں ہے وہ اختیار میں ہے اس کا علاج قصد اور استحضار اور جو توجہ درجہ حال میں ہے وہ توجہ کے درجہ مذکورہ سے از خود حاصل ہو جاتی ہے۔(النور ص 523)

آثار حیاء

حال: دست بستہ گزارش یہ ہے کہ کام کیے جاتا ہوں اور یکسوئی بھی ہے اب بفضلہ تعالیٰ خدا اور رسول ہی کی محبت سب پر غالب ہے۔خلوت محبوت ہے کبھی ذکر کے وقت بیساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور دیدار حق کا بے حد اشتیاق ہوتا ہے لیکن دعا نہیں کرتا شرم کے مارے کیونکہ نہ اعمال ہیں نہ کمال۔

تحقیق: یہ ایک حال ہے اور محمود ہے جب حیاء کامل ہو جائیگی یعنی مقام بن جائے گی پھر دعا ہونے لگے گی۔(النور 526)

خشوع کی حقیقت

حال: تراویح میں قرآن شریف سنانے میں خشوع وخضوع نہیں ہوتا ہے حالانکہ ہر رکعت کو جب کھڑا ہوتا ہوں تو خیال کرتا ہوں کہ خیال جناب حق تعالیٰ کی طرف عجز و نیاز کے ساتھ رکھوں گا مگر جب قرآن شریف شروع کرتا ہوں تو اس خیال میں قرأت ختم ہو جاتی ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں اور رکوع وسجدہ میں بہت افسوس ہوتا ہے حضرت والا دعا فرمادیں کہ میری یہ تمنا پوری اور اگر ان کو یہی منظور ہے تو اس میں خوش ہوں۔

تحقیق: خشوع سکون کا نام ہے اور یہ خیال کہیں بھول نہ جاؤں حرکت ہے جو سکون کی

ضد ہے اور کوئی شے اپنی ضد کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی اور یہ خیال طبعاً لازم ہے اس لئے حصول خشوع اس حالت میں عادۃ متعذر ہے تو اس کا اہتمام ہی تکلف مالا یطاق ہے لیکن یہ خشوع نہ ہونا مضر اور قابل افسوس اس لئے نہیں کہ جو مقصود ہے خشوع سے کہ غیر مقصود کی طرف توجہ نہ ہو وہ حاصل ہے پس گویا خشوع اگر صورتاً نہیں مگر معنی حاصل ہے۔ کیونکہ یہ خیال تکمیل ہے طاعت کی اور طاعت مقصود ہے پس یہ توجہ الی المقصود ہے چنانچہ بعض احادیث فضل خشوع میں لم یحدث فیھما نفسہ بشئی من الدنیا اور بعض میں الا بخیر وارد ہے اس کی توضیح رسالہ تشرف اول کتاب الصلوۃ میں قابل مطالعہ ہے۔ ہاں طبعاً ناگواری یہ نظیر ہے استغفار عن الغین کی۔

تذکیر نعمت۔ یہ تحقیق منجملہ من عظیمہ الٰہیہ ہے جس میں کسب کا دخل نہیں اس کی بے قدری نہ کی جائے میں بھی اسی میں مبتلا تھا۔ حق تعالیٰ نے حقیقت منکشف فرمائی آگے اپنی ہمت ہے۔ فقط۔ (النور 534)

آثار بغض فی اللہ

حال: جب کوئی قضیہ کسی بددین سے اس کی بددینی پر ہو جاتا ہے تو جو غیظ و غضب طیش وحدت سے اس وقت پیدا ہوتا ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ اس ظالم بددین کا قلع قمع کر دیا جائے اور تاوقتیکہ قلب اس سے فارغ نہیں ہو جاتا اسی قسم کے واردات حالات محمودہ مذمومہ کا ورود اور اس کی جانب کشش و میلان بہت تیزی کے ساتھ رہتا ہے۔ کہ تحمل دشوار ہو جاتا ہے اور اپنے دل و دماغ پر بھی اثر برا پڑتا ہے غرضیکہ مجاہدہ شدید اس وقت کرنا پڑتا ہے تاوقتیکہ بغض للہ کا ذکر رہتا ہے گو حد پر رہنے کا اہتمام ہر وقت کیا جاتا ہے اور آئندہ حسب تحریر جناب والا اور کیا جائے گا کہ اس میں کمی ہو جائے۔

تحقیق: یہ بغض فی اللہ عین مطلوب ہے اور اثر غیر اختیاری ہے افعال میں تعدیل کا اہتمام رکھنا چاہئے۔

حال: اور اس قسم کے واردات خطرات جو ہر وقت غیظ و غضب بمقابلہ بددین پیدا ہوئے اور اس کی جانب میلان و کشش ہوئی کہ جو قابل اطمینان نہیں یہ محمودہ ہیں یا مذمومہ یہ ہیں جانب اللہ کشش ہے یا باتباع ہوا ہے۔

تحقیق: جب تک معصیت کا صدور نہ ہو نفس سے ناشی نہ سمجھائے۔ (النور 430)

خلوص وخشوع کے حصول کا طریق

حال: آج یہاں پر استسقاء کی نماز ہوئی تو بعض نماز دعا میں معمول سے بہت زیادہ دیر لگی اس سے امام وغیرہ پر یا دعا کے دیر تک مانگے جانے پر اعتراض مقصود نہیں حاشا وکلا اور ایسا بعض دوسرے مواقع پر بھی ہوا ہے تو دعا کے بہت دیر تک مانگے جانے سے بعض مرتبہ دل گھبرا جاتا ہے اور جو خشوع وخضوع ابتداء میں ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: خلوص فعل اختیاری ہے اسی طرح خشوع بھی ایسی حالت میں اس نیت کو بدل دے کہ لوگ اعتراض کریں گے بلکہ اس نیت سے شریک دعا رہے کہ جو عمل نفس پر شاق ہوتا ہے اس میں اجر زیادہ ملتا ہے۔ کمافی الحدیث واسباغ الوضوعلی المکارہ ونحوہ بس یہ خلوص حاصل ہو گیا اور توجہ سے دعا میں مشغول رہے گو توجہ میں تکلف رہے اس سے خشوع حاصل ہو گیا اور خشوع کیلئے رقت یا دلچسپی لازم نہیں۔ اسی طرح خلوص کیلئے اس وسوسہ کا قطع ہونا کہ لوگ اعتراض کریں گے لازم نہیں جیسا سائل کو ان ہی دو امر کا دھوکا ہوا۔ (النور ص 580)

شکر کی حقیقت

حال۔ شکر کی حقیقت شریعت میں کیا ہے

تحقیق: جو حالت طبیعت کے موافق ہو خواہ اختیاری ہو غیر اختیاری ہو اس حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی لیاقت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا جوارح سے گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے۔ (النور ص 595)

تحصیل شکر کا طریقہ

حال: احقر کا مقصود بھی تحصیل شکر کیلئے علاج پوچھنا تھا امید ہے کہ حضرت سلمہ اس کے تحصیل کا طریقہ اور معین ارشاد فرمائیں گے۔

تحقیق: اس کی ماہیت کے اجزاء سب افعال اختیار یہ ہیں ان کو بتکرار صادر کرنا یہی

طریقہ تحصیل اور یہ طریقہ تسہیل ہے۔ (النور ص 600)

تحصیل زہد کا طریقہ

حال: تحصیل زہد کیلئے حضرت والا علاج وطریق تسہیل مرحمت فرمائیں اور اس کی ماہیت شرعیہ بھی ارشاد فرمائی جائے۔

تحقیق: قلۃ رغبت فی الدنیا اس کی ماہیت ہے۔ طریق تحصیل مراقبہ اس کے فانی ہونیکا اور غیر ضروری کی تحصیل میں انہماک نہ کرنا اور طریق تسہیل صحبت زاہدین کی اور مطالعہ حالات زاہدین کا۔ (النور 601)

صدق واخلاص کی حقیقت اور اس کی تحصیل کا طریقہ

حال: صدق واخلاص کی حقائق شرعیہ اور ان کے حصول کیلئے علاج اور معین تحریر فرمایا جائے۔

تحقیق: جس طاعت کا ارادہ ہو اس میں کمال کا درجہ اختیار کرنا یہ صدق ہے اور اس طاعت میں غیر طاعت کا قصد نہ کرنا یہ اخلاص ہے اور یہ موقوف ہے۔ ما بہ الکمال کے جاننے پر اسی طرح غیر طاعت کے جاننے پر اس کے بعد صرف نیت اور عمل جزو اخیر رہ جاتا ہے یہ دونوں اختیاری ہیں طریق تحصیل تو اسی سے معلوم ہو گیا آگے رہا معین وہ استحضار ہے وعدہ وعید کا اور مراقبہ نیت کا۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو مع جواب ذیل میں درج ہے

حال: اخلاص وصدق کے متعلق حضرت سلمہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آگیا مگر مزید انشراح کیلئے اگر حضرت سلمہ ان کے حقائق کی امثلہ سے شرح فرمادیں تو انطباق میں زیادہ سہولت ہوگی۔

تحقیق: مثال صدق کی نماز کو اسی طرح پڑھنا جس کو شریعت نے صلوٰۃ کاملہ کہا ہے یعنی اس کو مع آداب ظاہرہ وباطنہ کے ادا کرنا علی ہذا تمام طاعات میں جو درجہ کمال کا شریعت نے بتلایا ہے۔ مثال اخلاص کی نماز میں ریا کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے رضائے غیر حق کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے اور اس کے متعلقات ظاہر ہیں۔ (النور 613)

اخلاص اور خشوع وخضوع میں فرق

حال: نیز اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ اخلاص میں اور خشوع وخضوع میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔
تحقیق: اخلاص راجع ہے نیت کی طرف اور خشوع وخضوع سکون ہے جوارح وقلب کا حرکات منکرہ ظاہرہ یا باطنہ سے اگرچہ ان حرکات میں نیت غیر طاعت کی نہ ہو پس اخلاص خشوع سے مفارق ہو سکتا ہے۔

حال: کسی طاعت میں غیر طاعت کا تو قصد نہ ہو مگر دوسری طاعت کا قصد ہو جیسی نماز کی حالت میں ریا کا قصد تو نہیں اور نہ کسی اور فعل غیر طاعت کا قصد ہے مگر نماز کی حالت میں قصداً کسی شرعی مسئلہ کا مطالعہ کرتا ہے یا کسی سفر طاعت کا نظام اس حالت میں قصداً سوچتا ہے۔
تحقیق: یہ مسئلہ دقیق ہے قواعد سے اس کے متعلق عرض کرتا ہوں اس وقت دو حدیثیں میری نظر میں ہیں ایک مرفوع جس میں یہ جزو ہے **صلی رکعتین مقبلا علیھما بقلبه** دوسری موقوف حضرت عمرؓ کا قول جس میں یہ جزو ہے **انی لاجھز جیشی وانا فی الصلوٰۃ** مجموعہ روایتیں سے اخلاص کے دو درجہ مفہوم ہوئے ایک یہ کہ جس طاعت میں مشغول ہے اس کے غیر کا قصداً استحضار بھی نہ ہو اگرچہ وہ بھی طاعت ہی دوسرا درجہ یہ کہ دوسری طاعت کا استحضار ہو جائے اور ان دونوں میں یہ امر مشترک ہے کہ اس دوسری طاعت کا اس طاعت سے قصد نہیں مثلاً نماز پڑھنے سے یہ غرض نہیں کہ نماز میں یکسوئی کے ساتھ تجہیز جیش کریں گے پس حقیقت اخلاص تو دونوں میں یکساں ہیں اس میں تشکیک نہیں عوارض کے سبب ان میں تفاوت ہو گیا اور درجہ اول اکمل اور دوسرا درجہ اگر بلا عذر ہے تو غیر اکمل ہے اور اگر عذر سے ہے تو وہ بھی اکمل ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ کو ضرورت تھی اور اس کا معیار اجتہاد ہے لیکن ہر حال میں اخلاص کے بالکل خلاف نہیں البتہ خشوع کے خلاف ہونا نہ نظری ہے میرے ذوق میں بصورت عذر یہ خلاف خشوع بھی نہیں اگر ضرورت ہو اب اس پر سوال کو منطبق کر لیجئے۔

حال: یا نماز صرف اس غرض سے پڑھتا ہے کہ کوئی ناواقف آدمی میری اس نماز کو دیکھ کر اپنی نماز درست کرے ایسی طاعت کا قصد نماز میں مخل اخلاص ہے یا نہیں۔

تحقیق: اس میں خود نماز سے مقصود غیر نماز ہے اس میں بظاہر خلاف اخلاص ہونے کا شبہ ہوسکتا ہے مگر میرے ذوق میں اس میں تفصیل ہے کہ شارع کیلئے یہ خلاف اخلاص نہیں وہ اس صورت تبلیغ کے مامور ہیں اور غیر شارع کیلئے مامور بہ نماز میں خلاف احتیاط ہے اور خاص تعلیم کیلئے مستقل نماز کا حرج نہیں۔ (النور 214ص)

رضا بالقضاء کی حقیقت اور اسکے تحصیل کا طریقہ

حال: رضا بالقضا کے حصول کیلئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے اور اس کا معیار اور مقدار بھی ارقام فرمایا جائے کہ انسان اس کے متعلق کس قدر کا مکلف ہے اور اس کا شرعی مفہوم مصطلح کیا ہے۔

تحقیق: رضا بالقضاء کی حقیقت ترک اعتراض علی القضاء ہے اگر الم کا احساس ہی نہ ہو تو رضا طبعی ہے اور اگر الم کا احساس باقی رہے تو رضا عقلی ہے اور اول حال ہے جس کا عبد مکلف نہیں اور ثانی مقام ہے جسکا عبد مکلف ہے۔ تدبیر اسکی تحصیل کی استحضار رحمت وحکمت الٰہیہ کا واقعات خلاف طبع ہیں۔

حال: حضرت مجھے اپنی حالت میں ایک شبہ ہوتا ہے کہ وہ یہ کہ ان نقصانات مالیہ سے طبیعت میں قلق وصدمہ بہت ہے گو زبان سے کسی طرح کا اظہار بھی نہیں ہے۔ مگر نقصانات پر آمادگی بھی نہیں ہے مجھے یہ حالت رضا بالقضاء کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: قلق طبعی بلکہ مال کی بھی حب طبعی نہ مذموم ہے نہ رضا بالقضاء کے منافی ہے رضا کی حقیقت ہے ترک اعتراض علی اللہ تعالیٰ سو جو کیفیت آپ نے حکم عقلی کی لکھی ہے یہی رضا ہے۔ (النور ص 620)

توکل مستحب کی تحصیل کا طریقہ

حال: حضرت سلمہ (توکل کے) درجات مستحبہ کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں گے جس سے فرائض پر عمل کرنا سہل ہو جائے۔

تحقیق: توکل مستحب کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ فطرۃً قوت قلب اور حقوق واجبہ کا ذمہ نہ ہونا یا اہل حقوق کا بھی ایسا ہی ہونا کیا یہ شرائط متحقق ہیں۔ (النور ص 618)

صبر کی حقیقت اور اس کی تفصیل

حال: صبر کے متعلق دریافت کرنا ہے کہ صبر پر جو وعدہ ثواب کا ہے وہ کسی صورت میں یعنی کوئی شخص کسی انتقام یا تکلیف کے دور کرنے پر قادر ہو اور نہ کرے اور صبر کرے تب اجر ملے گا یا قادر نہ ہو پھر صبر کرے اس پر بھی اجر ملے گا مثلاً کسی نے زید کے تھپڑ مارا اور وہ انتقام پر قادر نہیں یا زید کا لڑکا مرگیا اس پر کہا جاتا ہے کہ صبر کرو یا اس کا مال چوری ہو گیا لوگ کہتے ہیں کہ صبر کرو اس صورت میں وہ مجبور ہے اس کے دفعیہ یا انتقام پر قادر نہیں ایسی صورت میں صبر کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

تحقیق: بے صبری کی متعدد صورتیں ہیں انتقام بالمثل لینا۔ اس کا ترک کرنا صبر ہے یہ مشروط ہے قدرت کے ساتھ دوسری صورت زبان سے برا بھلا کہنا سامنے یا پس پشت یا بددعا دینا غیر قادر علی الانتقام بھی اس پر قادر ہے اس کیلئے اس کا ترک کرنا صبر ہے۔ اسی طرح اہل میت کو مدافعت پر قادر نہیں لیکن نوحہ وشکایت پر تو قادر ہیں ان کی یہ بے صبری ہے اور اس کا ترک کرنا صبر ہے اور جو کسی فعل پر بھی قادر نہ ہو جیسے اندھا ہے کہ دیکھنے پر بالکل قادر نہیں مگر تصور یا عزم بصورت ابصار یا تمنائے ابصار للابصار پر تو قادر ہے اس کی بے صبری یہ ہے اور اس کا ترک صبر اور ہر شخص کو اسکے مناسب صبر پر اجر ملتا ہے یہ تفصیل تو اجر صبر میں ہے اور ایک اجر خود تکلیف پر بھی ہوتا ہے اس میں صبر کی قید نہیں اگر صبر کیا تو دو اجر ملیں گے ایک صبر کا دوسرا تکلیف کا اور اگر صبر نہ کیا تو تکلیف کا اجر ملے گا اور بے صبری کا گناہ ہوگا جیسے ایک شخص نماز پڑھے اور روزہ نہ رکھے نماز کا ثواب ملے گا اور روزہ نہ رکھنے کا گناہ ہوگا امید ہے کہ سب سوالات حل ہو گئے ہوں گے۔ (النور 619)

آثار عبدیت

حال: الحمد للہ معمولات کا بدستور التزام ہے احیاناً اگر کچھ قصور ہوتا ہے تو اس کی تلافی کی کچھ زیادہ کاوش بھی نہیں ہوتی قلب میں ایک اطمینان اور لذت سی رہتی ہے۔

تحقیق: یہ لذت حقیقت پر نظر رہنے کی ہے اور کاوش نہ ہونا اثر ہے عبدیت اور تفویض کا مگر بعض اوقات اس میں احتمال ہوسکتا ہے احتیال نفس للبطالۃ کا لہٰذا حتی الامکان تلافی کا

کرلینا ولو قلیلا سد باب ہے احتمال مذکور کا۔

حال: خاص بات جو روز بروز مرکوز خاطر ہوتی چلی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ آج کل مناقشہ میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی خواہ اپنی ذات کے متعلق ہو یا اور کسی کے مطلقاً دخل دینے کو جی نہیں چاہتا ہر وقت علیک بخاصۃ نفسک کا ایک نشہ سا رہتا ہے کیونکہ دیکھتا ہوں کہ الشح مطاع اور ہویٰ متبع اور اعجاب کل ذی رای برأہ اور دنیا موثرۃ کی گھٹا چار طرف محیط ہو رہی ہے۔ اس وقت یہی جی چاہتا ہے کہ کسی طرح ایمان سلامت لے جائیں کاش کہ غنم تتبع بہا شغف الجبال میسر آجائے یا ایمان کے ساتھ بطن الارض میں جگہ مل جائے بار بار لیتنی شجرۃ کا تعہد کا خیال آتا ہے اور یوں تمنا ہوتی ہے کہ کوئی مجھ کو نہ جانے اور نہ میں کسی کو جانوں اور اسی طرح جان۔ جان آفریں کو سپرد کردوں مگر کیا کروں ہم نابکاروں کو جھگڑوں سے پوری رہائی نہیں ملتی۔

تحقیق: جب رہائی بھی بحکم رہائی ہے۔ یہ مذاق خاص اس ناکارہ کا بھی ہے گو اب تک کم ہمتی سے میسر نہیں ہوا مگر اب کچھ اس کے اسباب میں یہ نظر آتا ہے خدا کرے اس میں کوئی غائلہ مضمر نہ ہو۔

حال: جس حالت میں وہ رکھے اس کا شکر ہے۔

تحقیق: یہ شعبہ ہے تفویض کا جو اس رغبت سے بھی افضل ہے گو ضعفا کیلئے ثانی انفع ہو۔ (تربیت ششم ربع ص 6)

تحقیق فضیلت حب عقلی بر عشق

سوال۔ ایک بات قابل دریافت ہے وہ یہ ہے کہ صراط مستقیم میں مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ نے حب ایمانی یا عقلی کو حب نفسانی یا عشق پر بہت کچھ ترجیح دی ہے اور طریق عشق کو ایک حد تک مذموم ثابت کیا ہے حالانکہ بڑے بڑے صوفیہ کرام مولانا رومؒ جامیؒ وغیرہ نے عشق کی مدح سرائی کی ہے۔ اسباب میں حضرت کی جو تحقیق رائے ہے اس سے مفصل مطلع فرمایئے۔

جواب۔ اول یہ مقدمات سمجھنا چاہیے۔ اول فضیلت دو طرح کی ہوتی ہے ایک باعتبار ذات شے کی دوسری باعتبار کسی حالت خاصہ کی اول کو فضیلت ذاتیہ دوسری کو اضافیہ کہنا

مناسب ہے دونوں کمالات ولایت کے مستفاد ہوتے ہیں کمالات نبوت سے اس لئے جو کمال ولایت کا جس قدر کمال نبوت کیساتھ مشابہ ہوگا وہ دوسرے کمال سے جو مشابہت میں کم ہے افضل ہوگا۔ سوم عشق ایک خاص درجہ ہو محبت کا اس میں ہیجان وغلیان ہوتا ہے۔ ان مقدمات کی بعد جاننا چاہئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں جو صفت محبت الٰہی کی ہوتی ہو اس میں ہیجان نفسانی نہیں ہوتا۔ اس لئے بالیقین ہی نوع محبت کی فی نفسہ افضل ہوگی مگر کسی خاص استعداد وصلاحیت کے اعتبار سے تربیت باطن میں دوسری نوع کا انفع واوفق ہونا ممکن ہو جیسے کہ گوشت فی نفسہ افضل الاغذیہ ہے لیکن کسی خاص طبیعت کی اعتبار سے آش جو کو اصلح کہا جاتا ہو پس مولانا شہیدؒ تفضیلت ذاتیہ کے مرتبہ میں حب ایمانی کو ترجیح دے رہے ہیں اور بعض آثار مغلوبیت کے اعتبار سے جب نفسانی کو مضر بتلا رہے ہیں اور دوسرے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ فضیلت اضافہ کے مرتبہ میں عشق کی مدح کرر ہے ہیں کیونکہ ایسے مضامین اکثر اہل حال کے کلام میں وارد ہیں جن کو تحقیقات عامہ مقصود نہیں یا مراد ان حضرات کی اصطلاحاً عشق سے مطلق کمال محبت ہو جو شامل ہے محبت ایمانی کو بھی اور مقصود مذمت کرنا ہو اس شخص کی جس میں یہ کمال نہیں ہے جیسے حدیث میں ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ الحدیث پس دونوں توجیہ پر مولانا اور صوفیہ کے کلام میں تعارض نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (از الکشف ص ۱)

باب ۳

اخلاق رذیلہ

معاصی سے بچنے کا علاج ہمت واستغفار ہے

حال: خیال ہوتا ہے کہ اس حیات سے تو ممات بہتر ہے آئندہ کو معاصی سے تو چھٹکارا ہوگا اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے میں منتظر ہوں کیا کروں اس کا علاج ارقام فرماویں۔ تحقیق۔ اول ہمت اور جو کوتاہی ہو جائے۔ استغفار۔ (تربیت حصہ اول ص 7)

زبان درازی کا علاج

حال: زبان درازی کا عیب مجھ میں بہت ہے اکثر بیکار کلام اضطراراً کیا کرتا ہوں کیا کروں۔ تحقیق۔ ہمت اور بعد صدور استغفار و تقلیل اختلاط۔ (تربیت حصہ اول ص 13)

غیبت اور بے فائدہ کلام سے پرہیز کا طریق

حال: جب کسی کے پاس بیٹھنے سے غیبت اور دیگر کلام بیکار کا اندیشہ ہو تو آنے جانے والوں کو جلد رخصت کر دینا اور عزلت گزیں رہنا مناسب ہے یا کیا۔

تحقیق: ان کو رخصت کرنے کی جگہ خود اٹھ جانا بہتر ہے رخصت کرنے میں دلشکنی ہوتی ہے۔ (تربیت حصہ اول 12)

کم ہمتی کا علاج ہمت ہے۔

حال: صحیفہ گرامی حضور والا صادر ہوا معزز و ممتاز فرمایا غفلت کی مشرح کیفیت نہ لکھنے کی حضور سے معافی مانگتا ہوں مطلب اس عاجز کا یہ ہے کہ ذکر میں کچھ کمی ضرور معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اس کا تدارک تو امر اختیاری ہے ہمت کر کے ذکر پر دوام کیجئے کم ہمتی کا علاج بجز ہمت کے اور کیا بتلاؤں۔ (تربیت حصہ اول ص 19)

تحقیق: آپ کی حالت کوئی عجیب نہیں ہے ایسا اتفاق بہت لوگوں کو ہوتا ہے۔ سبب اس کا کم ہمتی اور علاج اس کا قوت ہمت ہے اس قوت ہمت کی اعانت کیلئے البتہ دو تدبیریں ہیں اول درجہ کی تدبیر تو یہ ہے کہ اگر ممکن ہو کسی اہل اللہ کی خدمت میں چندے حاضر رہ کر ہر طرح اس کا اتباع کریں اور اگر اتنی مہلت نہ ملے تو دوسرے درجہ کی تدبیر یہ ہے کہ کیمیائے سعادت روزانہ پابندی اور غور کے ساتھ دیکھا کیجئے اور وقتاً فوقتاً حالات سے اطلاع کرتے رہئے باقی قوت قدسیہ نہ میرے اندر ہے اور نہ اس کا اثر ڈالنا مجھ کو آتا ہے میں محض ایک طالب علم آدمی ہوں۔ (تربیۃ حصہ سوئم ص 13)

نظر بد کا علاج

حال: ثانیاً عرض یہ ہے کہ اپنی دو بی بی کے سوا اجنبیہ عورتوں کا خیال بھی دل میں آتا ہے جب کسی وقت کسی اجنبیہ پر نظر پڑ جاتی ہے اس کا خیال بھی دل میں آتا ہے اور اس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے خوبصورت ہو یا نہ ہو۔

تحقیق: یہ بے شک مرض ہے اس کا علاج مجاہدہ ہے یعنی بزور مخالفت کرنا نفس کی اور صدور خطا پر کوئی جرمانہ اس پر مقرر کرنا مثلاً ایک نظر پر بیس نفلیں اس سے انشاءاللہ پوری اصلاح ہو جائے گی۔

سوال۔ پرسوں احقر خواب سے بیدا ہوا تو یہ اسم پاک زبان پر جاری تھا۔ اللہ جمیل وھو الجمال۔ سو اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں۔ (پھر ذکر شغل کے متعلق کچھ حالات ارقام ہیں پھر اخیر میں لکھا ہے) چونکہ نشست زیادہ دکان پر رہتی ہے۔ اکثر مستورات ہر قسم کی نظر کے سامنے سے گزرتی ہیں بار اول نظر پڑنے سے تسکین نہیں ہوتی جی یہ چاہتا ہے کہ اس کو پھر دیکھوں پھر بالقصد نظر نیچے کر لیتا ہوں اس کا علاج چاہتا ہوں اور اپنی حالت کا استفسار۔

جواب۔ یہ علاج ہے اس مرض کا جو آپ نے آخر میں لکھا ہے یعنی یہ بات بتلائی گئی ہے کہ جب کسی جمیل کی طرف میلان ہو تو اس وقت اس حدیث کے مضمون کا تصور اور مراقبہ کرنا چاہئے کہ حقیقی جمیل وہ ہے دوسرے کی طرف نظر نہ کرنا چاہئے اور حدیث میں دوسرا جملہ یحب الجمال ہے وھو الجمال کا جاری ہونا غلطی ہے متخیلہ کی۔ اس سے اشارہ ہے اس طرف کہ

وہ جمال معنوی کو محبوب رکھتا ہے اور وہ جمال معنوی معصیت سے زائل ہو جاتا ہے تو اس سے اجتناب چاہئے پس اس مراقبہ سے نفس کا وہ تقاضا جاتا رہے گا۔ (تربیت حصہ چہارم ص 32)

حال: راستہ وغیرہ میں کہیں نگاہ بد کا موقع ملتا ہے تو اپنے دل سے یوں کہتا ہوں کہ اگر تو اپنے کو نگاہ بد سے بچالے تو تیری بہت بڑی کرامت یہی ہے۔

تحقیق: بالکل صحیح ہے اللہ تعالیٰ علم وفہم میں زیادہ برکت فرمائے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 81)

ایک عرصہ دراز سے نظر بازی کے مرض میں مبتلا ہوں اگرچہ شکر ہے کہ نظر بازی کے ساتھ زنا سے بصر وقلب سے تو محفوظ ہوں مگر یہ لپکا اور اس میں حظ ملنا مقدمہ اسی آفت کا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضور کے صدقہ سے اب اس مرض میں بمقابلہ پہلے کے بہت زیادہ کمی آگئی ہے۔ بجائے اس کے کہ پہلے ہر عورت کو حتیٰ کہ مواشی اور دیگر جانوروں کے مقامات مخصوص پر نظر ڈالنے کو بار بار تقاضا ہوتا تھا جس سے مجبور ہو کر بار بار نظر پڑتی تھی۔ اب بفضلہ تعالیٰ پڑتی ہوئی نظر کو کوئی روکتا ہے اور فوراً نیچی نظر کر لیتا ہوں مگر اپنی بیوی اور ہیئت صحبت کا خیال اکثر پیش نظر رہتا ہے چونکہ یہ حلال اور منکوحہ کا خیال ہے۔ اس لئے اس سے بچنے کی زیادہ کوشش نہیں کرتا ہوں نہ معلوم یہ مناسب ہے یا نہیں دعا فرمائی جائے کہ بجائے اس مشغولی کے ذکر ویاد حق کی مشغولی نصیب ہو۔

تحقیق: عزیزم السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کا پرچہ حرفاً حرفاً پڑھا جواب عرض کرتا ہوں موجودہ حالت میں روزگار چھوڑنے سے اس سے زیادہ ظلمت کا اندیشہ ہے جو تشویش معاش سے پیش آتا ہے جس قدر ہو سکے کئے جائیں جو کوتاہی ہو استغفار کیجئے خواب نہایت مبارک ہو کیا بد اعمالیوں کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہو سکتی۔ خیالات سے کس کی نماز پاک ہوتی ہے حتی الامکان قلب کو حاضر رکھنا چاہئے جو فروگذاشت ہو جائے اس پر استغفار کرنا چاہئے مرض نظر کا علاج بجز ہمت اور استحضار عذاب کے کچھ نہیں ہے باقی منکوحہ کو خیال معصیت تو بالکل نہیں اور حد سے زائد ایسا ہی ہے جیسا بہت سا گھی کھانے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 110)

حال: الحمدللہ ثم الحمدللہ ببرکت توجہ حضرت اقدس از صفات ذمیمہ مثل بغض وحسد

وغیبت وطمع بالکل متنفرست لیکن حب مال تا ہنوز مشکل اوست ومرض چشم بازی نیز مستاصل نگشتہ برائے دور شدن ایں ہر دو مرض طالب دعا ودواست۔

تحقیق: نظر فعل اختیاری ست ہمت نمایند وحب مال بچہ معنی ست آیا میلان یا اخلال مختوق واجب۔ (تربیت حصہ پنجم ص 203)

حال: اصل مرض یہ ہے کہ بسا اوقات دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے حسین عورتیں دیکھیں اس لئے نفس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایسے راستہ سے چلے کہ اس میں حسین عورتیں میری طرف دیکھیں اکثر اوقات اس راستہ کو چھوڑ کر جاتا ہوں مگر پھر نفس سرکش غالب آجاتا ہے اور اسی راستہ پر لے جانا چاہتا ہے۔

تحقیق: فعل اختیاری کا علاج بجز قصد وہمت کے اور کیا ہوسکتا ہے البتہ اس ہمت کی تقویت سے کوئی جرمانہ اپنے اوپر مقرر کرنا مناسب ہے۔ جب ایسی لغزش ہوجائے سو رکعت نفل پڑھنا چاہئے۔

حال: اکثر اوقات جی یہ چاہتا ہے کہ کپڑے خوب صاف ہوں اور ہر وقت صاف ستھرا رہوں اور جب نیا کپڑا بدلتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ لوگ میری طرف دیکھیں خصوصاً عورتیں۔

تحقیق۔ علاج یہ ہے کہ قصداً کپڑے نہایت متبذل پہنیں۔

حال: اصل مرض میں بھی بہت کمی ہے۔ اتفاقیہ کبھی کسی نامحرم کی طرف آنکھ اٹھ جاتی ہو۔ اس سے کفارہ کیلئے اور وقتوں میں تو فرصت نہیں ملتی البتہ مغرب کی نماز کے بعد روزانہ 6 نوافل پڑھنے کا معمول کرلیا ہے۔

تحقیق: اس سے فائدہ کم ہوگا جرمانہ کی نفلیں اس دائمی معمول کے علاوہ ہونا چاہئیں ورنہ معمول دائم سے زجر نہیں ہوتا کیونکہ نفس کہتا ہے یہ تو ہر حال میں پڑھنا ہی ہے خواہ نگاہ بد ہو یا نہ ہو پھر نگاہ بد کیوں چھوڑوں یہ بھی نفس کہے گا کہ اس سے تو کفارہ ہو ہی جائے گا۔ پھر کیوں پرہیز کروں اور مستقل طور پر پڑھنے سے چونکہ پڑھنا گراں ہوگا اس گرانی کے سبب وہ نگاہ بد سے بچے گا۔ (النور ص 174)

حال: نگاہ بد کے متعلق تو صرف اس قدر عرض کردینا شاید کافی ہو کہ

لختے برواز دل گزر دہر کہ زپیشم من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

اس کے متعلق اگرچہ اتنا ضرور کرتا ہوں کہ جب کسی پر نگاہ پڑی فوراً جبراً ادھر سے نگاہ ہٹالی اور تیزی سے اس جگہ سے چلا گیا اور استغفار کر لی۔

تحقیق: استغفار سے اتنی جلدی صاف نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ آئندہ جب ایسے موقعہ پر چند بار ضبط نفس ہو اس کے نور سے دل میں صفائی پوری ہوتی ہے اس میں ہمت قوی چاہئے۔

حال: عاجزانہ یہ امر قابل گزارش ہے کہ غلام میں جب شورش ہوتی ہے خواہ وہ خود بخود ہو یا اشعار پڑھنے سے تو ساتھ ہی اس کے ان امور کی طرف قلبی لگاؤ ہو جاتا ہے۔ جو اوائل عمر میں کسی غیر محرم کی طرف نظر کرنے سے یا خود بخود نظر پڑ جانے سے اس کی کوئی اور ادا مرغوب طبع ہو گئی تھی اور قوت متخیلہ میں وہ محفوظ ہو گئی اور حالتوں میں تو اس میں ضعف وانحطاط رہتا ہے لیکن مذکورہ بالا وجہ سے قوت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ایسی حالت میں اشعار کا شغل بالکلیہ ترک کر دیں کہ وہ سبب اختیاری ہے اس ہیجان کا اور جب بے اختیار شورش ہو جائے اسکی وہی تدبیر ہے جو آپ نے لکھی ہے۔ (النور ص 480)

حال: حاضر خدمت ہو کر جس مرض کے متعلق عرض کیا تھا اس مرض کا تدارک غض البصر کا مطالعہ فرمایا تھا لیکن جب سے یہاں آیا صرف ایک مرتبہ اس کا مطالعہ کیا گیا لیکن ایک ہی مرتبہ دیکھنے سے بفضلہ اتنا نفع ہوا کہ مرض گیا تو نہیں لیکن جانے کے قریب قریب ہو گیا۔

تحقیق: ۔اس کا رفع اور ضعیف ہو جانا بھی اسی پر موقوف ہے ہے کہ ایک مدت تک اس پر عمل نہ ہو پھر دب جاتا ہے گو میلان پھر بھی رہے۔ (تربیت حصہ ۵۸)

ترفع کا علاج

حال: کچھ عرصہ سے اپنے اندر آثار ترفع کے پاتا ہوں چھوٹی عمر کے یا نیچے کے طالب علموں سے سلام و کلام کرتے ہوئے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے عار سی آتی ہے اور وہ تمام امور جو پہلے بآسانی اور بلا تکلف جیسا کہ طلبہ کا طرز عمل ہونا چاہئے انجام پاتے تھے اب وقت سے پورے ہوتے ہیں اور ان کے کرنے میں شرم سی آتی ہے اکثر باتوں میں اپنی وقعت کا خیال رہتا ہے اور ایسے امور کی ارتکاب کی طرف رغبت ہوتی ہے جس سے ایک امتیاز پیدا ہو۔

تحقیق: انسان صرف مکلف اس کا ہے کہ ان اخلاق رذیلہ کے مقتضیات پر عمل نہ کرے رہا یہ کہ اقتضایات ہی زائل یا ضعیف ہوجائیں اس کا انسان مکلف ہے نہ یہ بسہولت میسر ہو سکتا۔

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی

اور نہ بوجہ تحصیل علوم کے آپ کیلئے اسکا یہ وقت ہے بس آپ جس قدر مکلف ہیں آپ اس پر اکتفاء کیجئے۔ یعنی دل میں اعتقاد رکھیں کہ میں سب سے کمتر ہوں اور اس اعتقاد کیلئے اپنے مصائب کا استحضار معین ہوگا اور جن کی بے وقعتی ذہن میں آئے ان کی خوب تکریم کیجئے اور تکلف سے ان سے سلام کیجئے گو نفس کو ناگوار ہو ناگواری غیر اختیاری ہے۔ اس پر مواخذہ نہیں ہے لیکن معاملہ اختیاری ہے اس میں اخلال موجب مواخذہ ہے انشاء اللہ اس سے خود منشاء فساد بھی ضعیف ہو جائے گا۔ (واللہ الموفق) (تربیت حصہ اول ص 25)

بداعمالیوں پر حسرت وافسوس عجب نہیں

حال: بعد نماز مغرب اکثر تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنی بداعمالیوں پر حسرت وافسوس اور بارگاہ ایزدی میں التجا و دعا بہبودی دارین کیا کرتا ہوں اور اکثر اس وقت کسی قدر رقت بھی ہو جاتی ہے جو بہ تکلف کی جاتی ہے مگر اس کے بعد طبیعت میں ایک اطمینان اور فرحت محسوس ہوتی ہے جو نہ معلوم شائبہ عجب اور شرارت نفس تو نہیں۔

تحقیق۔ نہیں بلکہ مبارک حالت ہے۔

عشق کا علاج

حال: بوقت شام سفر میں راستہ میں ایک نہایت حسین عورت گھوڑے پر سوار بطور سیر نکلی جس کو دیکھ کر میں اور میرا دل قابو میں نہیں رہا اور اپنی عمر میں ایسا حسن نہیں دیکھا۔ اس عورت کے دیکھنے سے میرے بائیں طرف درد پیدا ہو گیا جس وقت وہ عورت ہنسی میرے سر سے پیر تک ایک قسم کا زہر جاتا ہوا معلوم ہوا جس کی وجہ سے مجھ کو طپش بہت ہوگئی اور ایک جنون کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اب عرصہ چھ ماہ سے صرف اس عورت کا خیال وتصور ستاتا ہے۔

تحقیق: السلام علیکم۔ ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے لا الہ الا اللہ 500 بار اس طرح

سے کہ لا الہ کے ساتھ تصور کیا جائے کہ اسکے تعلق کو قلب سے خارج کیا اور الا اللہ کے ساتھ یہ تصور کہ خدا اور رسول کی محبت کو داخل کیا شروع کیجئے اور اس کے بعد اپنے مرنے کا مراقبہ کہ دنیا سے رخصت ہو کر خدا کے روبرو جانا ہے اگر وہ اس کا سوال کریں گے تو کیا جواب دوں گا اور کیا منہ دکھلاؤں گا اور اس کے مرنے کا تصور کہ مر کر گل سڑ کر کیڑے پڑ جائیں گے صورت بگڑ جائے گی کہ دیکھنے والے کو بھی نفرت ہوگی اور وقت فرصت میں استغفار کی کثرت پھر دو ہفتہ کے بعد حالت سے اطلاع دیجئے اور ساتھ ہی یہ خط بھی بھیجئے۔

کثرت کلام کا علاج

سوال۔ اکثر اوقات در اثنائے ہمسران و بزرگان وعزیزان کلام فضولے از زبان بیرون می آید معلوم می شود کہ انچہ ذہن وحافظہ وغیرہ کم می شود آں بکثرت کلام ست پس بجق فدوی بارہ ایں چہ باید کرد حتیٰ کہ فدوی از یک قلم اعراض آید وزبان بجز کلام لابد یہ ضرور یہ بتلفظ نیارد۔

جواب۔ علاج کثرت کلام آنست کہ بر نفس خود تعزیرے مقرر کردہ شود مثلاً ہر گاہ کلام فضول سر بر مذ یک آنہ یا دو آنہ یا دو رکعت یا چار رکعت ہر چہ بر نفس نہ زیادہ سہل باشد نہ زیادہ گراں کہ از تحمل بیرون باشد لازم انشاء اللہ تعالیٰ بزودی ہر چہ تمام تر ایں مرض دفع میشود۔ (تربیت حصہ دوم ص 8)

توبہ شکنی کا علاج

حال: نفس وشیطان در پے آزار ہیں گاہ گاہ نفس کا اس قدر تسلط ہوتا ہے کہ صغائر تو کیا کبائر سے بھی پاک نہیں ہوتا۔ پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ پھر ایسی غلطی کبھی نہ ہوگی پھر بھی ایسی حالت ہو جاتی ہے اور گزشتہ ارادہ یاد نہیں رہتا پھر ایسا ہی کرتا ہوں۔

تحقیق: کوئی گراں جرمانہ نفس پر مقرر کریں انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا میرے نزدیک جب معصیت کی طرف عود ہو چالیس پچاس نفلیں اس کے تدارک کیلئے پڑھی جائیں اور پھر اطلاع دیں۔ (تربیت حصہ دوم ص 13)

عشق اجنبیہ کا علاج

سوال۔ میں کسی عورت پر عاشق بھی ہوں اور ناجنس دنیا پرست کی صحبت میں بھی ہوں اسکے

پہلے خط میں جو حالت لکھ دی ہے اب بھی وہی ہے اس حالت کا نام حضرت نے قبض لکھا ہے۔

جواب۔ اس دنیا پرست کی صحبت کو یک لخت چھوڑ دو اور اگر اس سے کوئی دنیوی ضروری حاجت متعلق ہو تو کم ملو اور نفرت قلبی کے ساتھ ملو اور اس عورت سے ظاہراً باطناً دور ہو جاؤ۔ ظاہراً تو یہ کہ اس سے نہ بولو نہ اس کی آواز کان میں پڑنے دو نہ اس کو دیکھو نہ اس کا تذکرہ کرو نہ اس کا تذکرہ کسی سے سنو اور باطناً یہ کہ اس کا تصور قصداً نہ کرو اور اگر تصور آ جائے اور کسی کام میں لگ جاؤ اور حق تعالیٰ سے بھی دعا کرتے رہو اور ذکر اللہ میں مشغول رہو۔ گو دل نہ لگے اور موت اور ما بعد الموت کو سوچا کرو اور پھر اطلاع دو۔ (تربیت حصہ دوم ص 46)

ریاء کا علاج

حال: ریا کے متعلق ایک حال یہ ہے کہ بعض مرتبہ کسی اچھے کام میں مصروف ہوتا ہوں اچانک کسی شخص پر نظر پڑ جاتی ہے تو اکثر و بیشتر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کام کو اور اچھی طرح کریں۔

تحقیق: میرا مذاق اس میں یہ ہے کہ صرف تصحیح نیت اس میں کافی نہیں کیونکہ یہ تصحیح مقصود بالذات نہیں مقصود بالذات تحسین عمل للخلق ہے اور تصحیح نیت اس تحسین کا آلہ تاکہ غایت ریا سے بھی بچا رہوں اور مقصود نفس بھی حاصل ہو جائے تو اخلاص سے تحصیل ریا مقصود ہو وہ مقدمہ ریا ہونے کے سبب ریا ہی ہے اس صورت میں ریا سے حفاظت کی صورت صرف یہ ہے کہ اس خطرہ کے بعد عمل میں تغیر نہ کرے اور اس کے ساتھ نیت خالص رکھے مجھ کو معلوم نہیں کہ دوسرے اطباء باطن کی اس میں کیا تحقیق ہے اگر اس کے خلاف بھی ہو تب بھی میں اپنی رائے پر قائم ہوں ذوقیات میں ایک کا اجتہاد دوسرے پر حجت نہیں فقط۔ اور جلد۔ (النور ص 581)

حال: ایک خیال مجھ کو یہ ہوتا ہے کہ جلسہ میں کچھ واجبات تجوید کا بھی بیان ہونا چاہئے جس سے تجوید کا شوق ہو اور حفظ قرآن یا تجوید کا شوق ہو اگرچہ یہاں پر اس کے موافق کثرت سے ہیں مگر مجھ کو اس خیال میں یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ اپنی نمود مجھ کو معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ سوچئے کہ اگر جلسہ کے بعد ذرا بھی آپ کی مدح یا قدر نہ ہو تو آپ جلسہ سے خوش ہوں یا نہیں اگر خوش ہوں تو نمود کا محض وسوسہ ہے مضر نہیں اور اگر خوش نہ ہوں تو پھر علاج پوچھئے۔ (تربیت حصہ سوم ص 24)

حقیقت ریاء

حال: ہر وقت یہی دل چاہتا ہے کہ اللہ اللہ کرتا رہوں ایک لمحہ اس ذکر سے غافل نہ رہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہونے پائے جہاں تک موقع ملتا ہے اس ذکر سے غافل نہیں رہتا۔

تحقیق: اس کی کوشش ضروری نہیں کہ کسی پر اظہار نہ ہو بعض اوقات اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کام ہی چھوٹ جاتا ہے محققین نے کہا ہے کہ جیسے اظہار کا اہتمام ریا ہے۔ اخفا کا زیادہ اہتمام بھی کہ ایک قسم کا ریا ہے کہ مخلوق پر نظر تو ہوئی جب تو ان سے مخفی کرنا چاہتا ہے۔ روح ریا کی یہی ہے بس اپنے کام میں اخلاص کیساتھ مشغول رہنا چاہئے محبوب کو اختیار ہے خواہ ظاہر کر دیں یا مخفی رکھیں۔ (تربیت حصہ پنجم 204)

حال: بعض اوقات بوجہ نہ ملنے تنہائی کے ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے اور خیال آتا ہے کہ ریا پیدا نہ ہو جائے ایسے موقعہ پر نہایت دھیمی آواز سے ذکر کر لیتا ہوں۔

تحقیق: مناسب ہے اور ریا کسی کو لپٹی تھوڑا ہی پھرتی ہے وہ تو قصد سے پیدا ہوتی ہے اور جو بلا قصد ہو وہ ریاء نہیں صرف وسوسہ ریا ہے اور وسوسہ کفر کا بھی مضر نہیں چہ جائے وسوسہ ریاء۔ (النور ص 195)

سوال۔ ریاء کی حقیقت دکھلاوٹ ہے خواہ عبادت جسمانی میں ہو یا مالی میں جس میں طلب اعزاز دین من غیر اللہ ہوتا ہے اور شعبہ کبر ہے۔

تحقیق: ریاء کی حقیقت یہ ہے کہ عبادت کا اظہار کسی دنیوی غرض سے کیا جائے یا کسی فعل مباح کا اظہار کسی معصیت کی غرض سے کیا جائے اب اس کو بغور سمجھ کر ظاہر کیا جائے کہ اپنے نفس میں اس کا وجود ہے یا نہیں۔ (النور ص 564)

حال: دیگر گزارش یہ ہے کہ اس خاکسار کو جو خطرہ لاحق ہوا ہے اسے بغرض اصلاح خدمت عالی میں عرض کرتا ہے وہ خطرہ یہ ہے کہ حضور والا نے فرمایا ہے کہ چند روز کام کر کے دکھلا دو اگر باقاعدہ کام دیکھوں گا۔ اطمینان ہو جائے گا اس میں خاکسار ناقص العقل والعلم کو ظن ریا کا ہے کیونکہ دکھانے کا قصد پہلے سے موجود ہو گا لہذا اس کے متعلق تشفی بخش ارشاد

سے سرفرازی بخشی جائے تاکہ صفائی قلب کے ساتھ تعمیل ارشاد عمل میں آئے۔

تحقیق: اس دکھانے سے مقصود دنیا ہوگی یا دین ریا وہ ہے جو دنیا کی غرض سے کسی کو عمل دکھلایا جائے اور یہ جواب علی سبیل التنزل ہے۔ ورنہ حقیقت میں یہاں خود عمل ہی اس نیت سے نہیں ہوتا کہ فلاں کو اطلاع ہو عمل تو اللہ ہی کی رضا کیلئے ہوتا ہے پھر بعد صدور عمل کے اپنے معلم کو آئندہ کی مصلحت دینیہ کیلئے اس عمل کی اطلاع کی جاتی ہے۔ جیسا قرآن حفظ کرنے والا قرآن تو ثواب ہی کی نیت سے یاد کرتا ہے لیکن سبق یاد کرکے استاد کو یاد کی اطلاع اس طرح کرتا ہے اس کو سناتا ہے تاکہ یہ آئندہ خوش ہو کر تعلیم کرے اور ریاء عمل خود عمل سے غرض نمایش ہوتی ہے اور یہاں عمل سے غرض رضائے حق ہے اور اطلاع کا قصد مستقل ہے وہ بھی دین کیلئے۔ (النور ص 624)

سرعت غضب کا علاج

حال: میرا مزاج سریع الغضب بہت ہے اس کی اصلاح چاہتا ہوں۔

تحقیق: سرعت غضب امر طبعی ہے اختیار سے خارج ہے نہ اس پر ملامت ہے البتہ اس کے مقتضا پر عمل جبکہ حدود سے تجاوز ہو جائے مذموم ہے اور اس کا علاج بجز ہمت کے کچھ نہیں اس ہمت میں مغضوب علیہ سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور حق تعالیٰ کے غضب کے احتمال کو یاد کرنا یہ بہت معین ہے اور نرمی وغیرہ مدت تک تکلیف سے سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہئے مدت کے بعد ملکہ ہوگا ہمت نہ ہاریئے۔ (تربیت حصہ چہارم ص 36)

غصہ کا علاج

حال: مجھ پر غصہ کا اس قدر غلبہ ہے کہ میں اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتا۔

تحقیق: یہ سچ ہے لیکن کیا مجھ کو ہی اس غصہ کا تختہ مشق بنانا تھا۔ جیسا آپ نے دوسروں پر غصہ کرکے مجھ کو بے ہودہ طور پر اطلاع کی جس سے مجھ کو رنج ہوا۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن　　　　　که جاہا سپر باید انداختن

حال: اور بہت برے نتائج پیدا ہوتے ہیں حضرت والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: جس سے دعا چاہیں اس کو تو منغص نہ کرنا چاہئے۔

سوال۔ اور علاج بتلا دیں۔ جواب۔ بجز ہمت و تدبیر کے کچھ علاج نہیں اور جب تک اس پر قدرت نہ ہو اور اسی طرح معاملات میں اپنی اصلاح نہ فرمائیں کم از کم مجھ کو تو خطاب تحریری و تقریری سے معاف رکھیں میرے تکدر سے آپ کی مضرت باطنی کا احتمال ہے۔ (تربیت حصہ چہارم ص 40)

حال: عرض یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں نے لکھا تھا کہ کسی دینی امور میں اگر کوئی مخل ہوتا ہے اور مجھ کو اپنی حرکات سے برانگیختہ کرتا ہے تو مزاج میں بہت غصہ پیدا ہوتا ہے اور برداشت میں سخت تکلیف ہوتی ہے بعض اوقات تحمل نہیں ہو سکتا بعض لوگ خواہ مخواہ نیک کاموں میں مخل ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: اگر اس غصہ سے کوئی مفسدہ دینیہ یا دنیویہ پیدا نہ ہو تو اس کے علاج کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ نافع ہے ورنہ پھر مکرر وہی مشورہ دوں گا کہ بتکلف صبر کرنا چاہئے اگر تکلیف زیادہ ہونے لگے اس جگہ سے فوراً علیحدہ ہو جانا چاہئے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 91)

حال: فدوی میں عیب ہیں جو عرض کئے جاتے ہیں اور ان کی دوا مطلوب ہو اول میرا حافظہ بہت ہی خراب ہے کوئی بات یاد نہیں رہتی مزاج میں تیزی اور غصہ زیادہ ہے اور مزاج میں جلد بازی ہے۔

تحقیق: حافظہ کی کمی ضعف دماغ سے ہے کسی طبیب سے مشورہ کرنا چاہئے۔ مزاج کی تیزی اور غصہ اور جلد بازی سے اگر کسی واجب شرعی میں اختلال نہ ہو تو فکر کی بات نہیں اور اگر اس میں بھی خلل ہوتا ہو تو علاج ضروری ہے اور اصل علاج اس کا صرف ضبط و ہمت و بتکلف عمل ہے اور اس علاج کا معین غصہ کے وقت مغضوب علیہ سے جدا ہو جانا اور اپنے گناہوں کو اور حق تعالیٰ سے خواہش معافی کو یاد کر لینا اور اعوذ باللہ بار بار پڑھنا اور انجام کے سوچنے میں لگ جاتا ہے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ آپ کا شغل کیا رہتا ہے کیا چندے یہاں قیام کرنا ممکن ہے۔ والسلام (تربیت حصہ پنجم ص 141)

سوال۔ مجھ میں غصہ کی بہت زیادتی ہے جس کی وجہ سے میں خود بھی مجبور ہوں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ غصہ بالکل نہ کیا کروں مگر اس وقت کچھ خیال نہیں رہتا ہے۔

جواب۔ غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ ہے اس کو اپنے روبرو سے علیحدہ کر دے یا خود علیحدہ ہو جائے اور پھر بھی غلطی ہو جائے تو اس کا بھی تدارک جو

آں عزیز کا معمول ہے کافی ہے اور اس کا شبہ نہ کیا جائے کہ شاید دل سے معاف نہ کیا جائے کیونکہ انسان اس سے زیادہ کا مکلف نہیں کہ اپنی طرف سے دل سے راضی کرنے کی کوشش کرے اس سے آگے اختیار نہیں تو اس کا مکلف بھی نہیں۔(تربیت حصہ پنجم ص156)

امرد پرستی اور ترک فرائض کا علاج

سوال۔کوئی مہینہ رمضان کا ایسا یاد نہیں کہ دو چار روزے قصداً نہ توڑے ہوں اندرونی حالت تو یہ اور لباس علماء وصلحاء کا عقاید اچھے لوگوں کی غرض ظاہر تو ایسا باطن یہ کچھ درو دماغ وغیبت حسد حب جاہ حب مال اور اس پر عجب تکبر' غرض جو کچھ بھی امراض قلبی ہیں سب میرے اندر ہیں اور سب سے اشد مرض یہ ہے کہ امردوں کی محبت میرے دل میں موجود ہے۔

جواب۔امراض چھپائے بڑی غلطی کی کوئی مرض لا علاج نہیں۔مایوسی کی کوئی بات نہیں۔ ایسی نمازوں کا اندازہ کر کے ان کی قضا پڑھو۔ایسے روزوں کی بھی قضا کرو اور بعض کے نزدیک کفارہ میں تداخل ہو جاتا ہے۔ساٹھ روزے متواتر کفارہ کے رکھو اور خوب توبہ کرو۔امردوں سے ارتباط واختلاط اور نظر اور مس اور مکالمت سب ترک کرو۔اس میں جو کلفت ہو تحمل کرو۔اگر نظر فجاءۃ سے پریشانی ہو جائے صبر کرو اخلاق رذیلہ کا علاج مراقبہ موت سے کرو۔تبلیغ دین مطالعہ میں رکھو۔حقوق العباد کے ادا بقدر یاد و ابراء میں سعی کرو۔اگر قدرت نہ عزم رکھو اور جتنی قدرت ہوتی جائے تدارک کرتے رہو اور ان اہل حقوق کیلئے دعا واستغفار کرتے رہو اور آئندہ تعلقات غیر ضروری کم کرو اور میرے مواعظ ہمیشہ دیکھو اور اوقات فرصت میں ملتے رہو۔اور دعا بھی کرتے رہو میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ کافیہ شافیہ ہے۔(تربیت حصہ چہارم ص42)

خوشامد کا ممنوع ہونا

سوال۔بعض بزرگ ایسے ہیں کہ جن کو حقیقت میں اتنا بزرگ نہیں دیکھا جاتا جس کی وجہ سے بزرگوں کی طرح ان کی تعظیم کرنے اور ہاتھ پر بوسہ دینے کو جی نہ چاہے مگر پھر بھی ایسا کیا جائے تو کیا یہ منع ہے اور نفاق ہے۔

جواب۔اگر صرف خوشامد ہو تو ممنوع ہے اور اگر انکے معتقدین کی عداوت ومضرت سے بچنا ہو تو جائز ہے۔(تربیت حصہ چہارم ص44)

ناغہ ہونے پر غصہ آنے کا علاج

سوال۔ دوم گزارش یہ ہے کہ جو کچھ پڑھنے کا معمول ہے اگر گھر کے کام یا کہیں آنے جانے کے باعث ناغہ ہو جائے تو تمام دن یہ معلوم ہوتا ہے گویا کچھ گم ہو گیا اور ہر بات پر غصہ چلا آتا ہے اس کا کیا علاج ہے۔

جواب۔ اس کا علاج یہ ہے کہ یہ نیت رکھا کرو کہ دوسرے وقت پورا کر لیں گے پھر قلق نہ رہے گا جو سبب ہے غصہ کا۔ (تربیت حصہ چہارم ص 55)

شہوت کا علاج

حال: اب چند ایام سے حالت کچھ ٹھیک ہے اکثر جب کوئی مشتبہ چیز کھانے میں آتی ہے تو شہوات کی کثرت ہو جایا کرتی ہے۔

تحقیق: اس کا علاج بھی وہی ہمت ہے حتیٰ الامکان ایسی چیز کے کھانے سے بھی اور شہوت کے غلبہ کے وقت اس کے مقتضاء پر عمل کرنے سے بھی۔

حال: ان لڑکوں کی محبت میں بھی اگرچہ کمی تو ہے لیکن بالکل جاتی نہیں رہی ان کی شکل پر کبھی نظر پڑ جاتی ہے تو دل میں ایک لذت شعلہ زن ہو جاتی ہے مگر فوراً منہ پھیر لیتا ہوں۔

تحقیق: منہ بھی پھیرنا چاہئے اور قلب یعنی توجہ بھی ہٹانا چاہئے جس کا سہل طریق یہ ہے کہ فوراً خیال کو دوسری طرف متوجہ کر دیا جائے۔ (تربیت حصہ چہارم ص 68)

حب مال کا علاج

حال: ان دنوں بندہ میں ایک مرض سخت و مہلک پیدا ہو گیا ہے وہ یہ کہ مال کی طمع اور اس کی تحصیل کی فکر بہت رہا کرتی ہے۔

تحقیق: علاج دو ہیں ایک یہ کہ اس کے قبائح کو وقتاً فوقتاً مستحضر کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ اس کے مقتضا کی مخالفت کی جائے یعنی جو اسباب معصیت ہوں یا جن میں انہماک ہو ان کو اختیار نہ کیا جائے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 93)

حال: میں ایک متوسط حیثیت کا آدمی ہوں خرچ کے مطابق آمدنی ہے اس وجہ سے دل

کھول کر ہر جگہ صرف نہیں کرتا جیسا کہ اور لوگ ہوت نہ ہوت کا کچھ خیال نہیں کرتے اور خدا پر بھروسہ رکھ کر دل کھول کر صرف کرتے ہیں۔

تحقیق: یہ حب مال نہیں حب اعتدال ہے۔ (النور ص 473)

نام کیساتھ بلا ضرورت نسبت لکھنا مذموم ہے

تحقیق: حدیث کا نک تراہ کے وہ معنی ہیں جو متعارف ہیں یہاں کبھی موقع نہ ہوا ورنہ میں عرض کر دیتا اس کے سننے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ یہ درجہ بفضلہ تعالیٰ بہت سہولت سے حاصل ہو سکتا ہے ایک امر متعلق تربیت کے معروض ہے وہ یہ کہ آج کل اکثر اپنے نام کے ساتھ نسبتوں کا بڑھانا اہل تفاخر کا شعار ہو گیا ہے۔ پس جب تک کہ اس میں کوئی خاص ضرورت یا معتد بہ مصلحت نہ ہو اہل تفاخر کے ساتھ تشبہ بھی واجب التحرز ہے اس لئے مناسب ہے کہ اپنے نام کے ساتھ ماتریدی کا لفظ نہ بڑھایا جایا کرے خصوصا جب عام طور سے اس کی حقیقت اکثروں کو مفہوم بھی نہیں ہوتی تو اس صورت میں اس میں کوئی مصلحت بھی نہیں بخلاف نسبت حنفی وغیرہ کے اس کی مصلحت ظاہر ہے اور وہ امتیاز ہے فرق اہل بدعت جس کو سب سمجھتے بھی ہیں والسلام۔ (تربیت حصہ پنجم ص 102)

غصہ ضبط کرنے میں فضیلت

حال: طبیعت کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی سخت بات کہتا ہے تو اس کا بدلہ لینے کو طبیعت بہت چاہتی ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ پہلے تو ایسا کر گزرتا تھا مگر اب ضبط کر لیتا ہوں مگر طبیعت متردد رہتی ہے حضور سے دعا کا خواستگار رہتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے اور ضبط کے ساتھ جو تردد کی شکایت لکھی ہے سو ضبط کی فضیلت اس تردد کی بدولت ہی تو ہے اگر غلجان نہ رہے تو پھر ضبط ضبط ہی نہ ہو غرض یہ کوئی بری حالت نہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 106)

معصیت کو مضر نہ سمجھنا شیطانی کید ہے

حال: دوسری بات قابل عرض یہ ہے کہ احقر کو صدور معاصی سے محبت و تعلق مع اللہ کم نہیں ہوتا۔
تحقیق: یہ حالت بد ہے نیک نما۔ کلمۃ حق ارید بہا الباطل ہے۔ شیطان کا دھوکہ ہے یہ ظاہر ہے کہ محبت عبد مع الحق ظل ہے محبت حق مع العبد کی اور معصیت سے ثانی میں کمی ہوتی ہے المنافاۃ بین الرضا والسخط پس اول میں بھی کمی لازم ہے اور جو چیز کم نہیں معلوم ہوتی ہے وہ حقیقت تعلق کی نہیں وہم اور خیال تعلق کا ہے پس حالت سبب جرات ضرور ہے غرض معصیت کو علت سخت ضرور سمجھے لیکن طاعت کو موثر فی الرضا نہ سمجھے کیونکہ ہماری طاعت میں ایسا اثر نہیں ہے لیکن معصیت میں ضرور یہ اثر ہے فلا تزل قدمک۔ (تربیت حصہ پنجم ص 123)

فضول اشغالات دنیویہ کا علاج

حال: دوسری حالت ظاہری یہ ہے کہ پہلے معاملات دنیاداری کی جانب توجہ کم تھی اور دنیاوی کاموں سے جی اکتاتا تھا اور اب اشتغالات دنیا میں جی لگتا ہے اور اس کے انتظام وانصرام میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے لیکن دل گھبراتا ہے جی نہیں لگتا ہے۔
تحقیق: وہ اشتغالات دنیویہ اگر ضروری ہیں تو یہ مضر نہیں خاص کر دل گھبرانے کے ساتھ اور اگر فضول ہیں تو مضر ہیں علاج اس کا ان فضولیات کا ترک ہے اگرچہ تکلف کے ساتھ ہو۔
حال: تیسری بات یہ ہے کہ حظوظ نفسانی کے اشیاء وسامان جمع کرنے کو جی چاہتا ہے۔
تحقیق: اس کی مثال لکھنا چاہیے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 123)

وساوس معصیت کا علاج ومحاسبہ نفس

حال: میرے دل پر وسوسہ جات زیادہ رہتے ہیں اور بعض وقت جب کسی برے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے بچا بھی دیتا ہے اور بعض میں مغلوب بھی ہو جاتا ہوں۔
تحقیق: اگر ممکن ہو معمولات ذیل مقرر کر لیجئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔ اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے انشاء اللہ سلسلہ تلقین کا جاری رکھوں معمولات یہ ہیں۔
نمبر 1۔ تہجد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جس قدر سہل ہو خواہ آخر شب میں یا عشاء کے بعد۔
نمبر 2۔ بعد تہجد کے یا اور کسی وقت فرصت ہو ذکر لا الہ الا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک اتنی

آواز سے کہ اپنی آواز کان میں پڑتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا لیا جائے۔

نمبر 3۔ سوتے وقت محاسبہ نفس یعنی تنہا بیٹھ کر دن بھر کے گناہوں کو یاد کر کے یہ سوچنا کہ گویا میدان قیامت قائم ہے اور میں حق تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوں اور ایک ایک گناہ پر باز پرس ہو رہی ہے اور میں لاجواب ہو جاتا ہوں اور میرے لئے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کر رہا ہوں بس ایسے وقت میں جس کیفیت سے معافی کی درخواست کی جاسکتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہو جانا چاہئے اور عہد کرنا چاہئے کہ میں پھر نافرمانی نہ کروں گا اور اسی خیال میں سو رہنا چاہئے صبح اٹھتے ہی یاد کیا جائے کہ میں شب کو کیا عہد کر چکا ہوں اور جب کسی معصیت کا تقاضا ہو اس عہد کو یاد کر لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے کا خیال کر لیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز حالت درست ہوتی جائے گی اور پھر اطلاع دی جائے۔ (تربیت حصہ پنجم 131)

فضول کلام اور فضول خیال سے پرہیز

حال: فضول بات اور فضول خیال اور فضول کام سے طبیعت بھاگتی ہے اور اگر کوئی فضول بات زبان سے نکل جاتی ہے تو تیر سا کلیجہ میں لگ جاتا ہے۔

تحقیق: دونوں حالتیں عین سنت ہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 187)

کلام میں خشونت کا علاج

حال: اخلاقی حالت یہ ہے کہ اکثر لوگ اخلاق کے شاکی ہی نظر آتے ہیں بات چیت کرتے ہوئے چونکہ طبیعت اکثر منقبض ہوتی ہے تو کھل کر بشاشت سے مخاطب کی بات کا جواب نہیں دیا جاتا کیا کروں کیا نہ کروں اپنی بداخلاقی پر بڑا افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: اس میں ہمت کی ضرورت ہے اگر کسی سے خشونت ہو جائے دوسرے وقت اس سے معافی مانگی جائے چند بار ایسا کرنے سے اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ (تربیت حصہ پنجم ص 217)

خوف ریاء واجب التحرز نہیں

حال: بعض وقت سخت خلجان ہوتا ہے کہ لوگوں کے سامنے ذکر کیسے کیا جائے یا چلتے پھرتے کبھی اسم ذات خفیف جہر سے ادا کیا جاتا ہے تو اس میں اگرچہ کسی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا مگر پھر بھی خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں ریاء میں داخل نہ ہو۔

تحقیق: خوف ریاء واجب التحرز نہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 234)

تکبر کی حقیقت

حال: ایک بیماری تو مجھ میں یہ ہے اور جو قابل علاج ہے کہ مجھ میں کسی قدر تکبر کا مادہ ہے اس کو دفع کرنے کی تدبیر بتلایئے وہ یہ کہ پہلے تو میرے ظاہر میں تکبر معلوم ہوتا تھا اور اب ظاہر کے تکبر کو تو میں اپنے خیال میں دباتی ہوں مگر باطن میں ہوتا ہے اس طرح سے کہ اگر کوئی جاہل یا ذلیل آدمی ہوتا ہے اور اس کا میرے متعلق کچھ کام پڑتا ہے تو اس کو خدا کا بندہ سمجھ کر ظاہر میں تو موقعہ پڑنے پر اس کی خاطر تواضع کرتی ہوں مگر باطن میں یہی ہوتا ہے کہ یہ آدمی بہت برا ہے اور اپنے تئیں دل اچھا کہتا ہے گو زبان سے تو یہ توبہ کرتی ہوں مگر دل تو اپنے کو اچھا جانتا ہے یہ تکبر ہی ہوگا۔

تحقیق: اتنا سمجھنا تو غیر اختیاری ہے کہ اس پر مواخذہ نہیں ہے آگے اگر قصداً بھی اس اپنے خیال کو اچھا سمجھ کر جمایا جائے تو تکبر ہے اور اگر برا سمجھا جائے اور اس کو دور کرنا چاہا گو وہ دور نہ ہو اور یہ بھی سمجھ لیا کہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی خوبی ہو جس کے سبب یہ عنداللہ ہم سے اچھا ہو تو پھر تکبر نہ ہوگا۔

حال: دوسرے یہ کہ بدین آدمی اور جاہل اور ذلیل قوم نفس پرور زیادہ دنیا کا شوق والا فضول باتیں بنانے والا گانے والی عورتیں نوحہ کرنے والی اور مکار آدمی غرضیکہ ایسے لوگوں سے میرے دل میں نفرت ہوتی ہے دل میں ذلیل معلوم ہوتے ہیں نا معلوم یہ تکبر ہے یا کہ کیا مگر توبہ کرتی رہتی ہوں۔ تحقیق۔ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو اوپر گزری۔

حال: پہلے تو مجھے دو چار عورتیں مغرور بتلاتی تھیں اب دریافت کیا تو مغرور نہیں بتلاتیں مگر مجھے میرے باطن میں اب بھی تکبر معلوم ہوتا ہے اس کے دفعیہ کی تدبیر بتلایئے۔

تحقیق: اوپر بتلا دیا ہے۔

حال: دیندار ہے۔ تمیزدار‘ نیک مزاج‘ آدمیوں کی دل میں نہایت قدر ہوتی ہے۔ اب میرے دل میں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: ایسوں سے محبت عین حق تعالیٰ سے محبت ہے۔

حال: اور بچوں سے باتیں کرنے اور انہیں کا کام کرنے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: بچوں سے ایسا برتاؤ دلیل ہے عدم تکبر کی۔

حال: اور اب دل سے ہر ایک کی حالت اور عادت کو آزماتا ہے کہ یہ آدمی کیسا ہے آیا دیندار ہے یا نہیں۔ تحقیق۔ آزمانے کا قصد فکر ہے اگر بدون قصد معلوم ہو جائے وہ اور بات ہے۔

حال: جب میں وطن سے آئی تھی تو میرے دل میں یہی خیال آتا تھا کہ سب کی حالت ردی ہے گویا مطلب یہ کہ میری اچھی ہے بار بار اسی سے توبہ کرتی تھی مگر پھر بھی بار بار دل میں یہی خیال آتا تھا۔ آٹھ دس روز تک یہی حال رہا وطن جانے سے بہت نقصان ہوا خیر اب بفضلہ وہ خیال دل سے نکل گیا اور اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں بس گیا اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ اپنی یاد دل میں اور بسا دے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 252)

غصہ کی حالت میں کسی عاصی کو حقیر سمجھنے کا علاج

حال: چند روز سے شریعت کے خلاف کام کرنے والوں سے ایک نفرت سی معلوم ہوتی تھی جب سے حضور کی خدمت سے یہاں آیا ہوں اس وقت سے تو ایسی حالت ہو گئی ہے کہ ان کی صورت دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا بات کرنا تو درکنار۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں مگر یہ حالت بری نہیں ہاں کبھی ضعف تحمل سے تجاوز عن الاعتدال کا اندیشہ ضرور ہے حتی الامکان اعتدال سے تجاوز نہ ہونے پائے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا کہ کسی عاصی کو حقیر نہ سمجھا جائے گو اس پر غصہ آئے اس غصہ کے وقت ہی یہ بھی سوچا جائے کہ ہم میں اس سے بھی زیادہ عیوب ہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 259)

حسن پرستی کا علاج

حال: کوئی حسین طالب علم یا کوئی عزیز ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بہ نسبت اوروں کے

معاملہ میں یا گفتگو میں اچھا خیال ہوتا ہے اور برتاؤ محبت کا ہوتا ہے گو عزیزوں سے محبت کا برتاؤ مذموم نہیں۔ بلکہ مطلوب لیکن مجھ کو پرانے مرض کے عود ہو جانے کا اندیشہ غالب ہوتا ہو۔

تحقیق: اس مرض کا جتنا بقیہ موجود ہے اوس سے بھی غافل نہ ہونا چاہئے علاج اس کا یہ ہے کہ جس شخص کی گفتگو اور برتاؤ میں نفس کو لذت ہوتی ہو اس سے فوراً جدا ہو جانا چاہئے۔ اس میں ہرگز ہرگز تساہل نہ کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 260)

کسی کی عیب جوئی کا علاج

حال: حضور مجھ میں تو ایک سخت عیب بھی ہو اور سختی کے ساتھ راسخ ہو گیا ہے کہ دوسروں کا عیب تو بہت بڑا معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ اس میں غیبت تک کی نوبت آجاتی ہے اور اپنا عیب نہیں معلوم ہوتا۔

تحقیق: دعا بھی کرتا ہوں باقی تدبیر یہ ہے کہ آپ ہر کلام سے پہلے یہ سوچ لیا کیجئے کہ اگر یہ کلام نہ کروں تو کوئی ضروری نفع فوت تو نہ ہوگا جس میں ضروری نفع کا فوت نہ ہو نا معلوم ہو اس سے زبان کو بند رکھئے۔ یہ تو زبان کا انتظام ہے باقی اس کی جڑ کا انتظام یہ ہے کہ جب کسی کے عیب پر نظر پڑے تو یوں سوچا کیجئے کہ گو اس شخص میں یہ عیب ہے مگر ممکن ہے کہ اس میں کچھ خوبیاں ایسی ہوں جن کے اعتبار سے اسکی مجموعی حالت میری مجموعی حالت سے عند اللہ احسن ہو پھر مجھ کو عیب جوئی یا عیب گوئی کا کیا حق حاصل ہے جس طرح اندھے کو یہ حق نہیں کہ کانے کو چڑاوے بار بار اس مضمون کو استحضار سے انشاء اللہ اس عیب کا استحصال ہو جائے گا اور اگر احیاناً واتفاقاً پھر بھی اس کا صدور ہو جائے تو بطور جرمانے کے بیس رکعت نفل پڑھا کیجئے انشاء اللہ نفس سیدھا ہو جائیگا۔ (تربیت حصہ پنجم ص 262)

تذلل مذموم کے غلبہ کا علاج

حال: بعض وقت اخلاق ذمیمہ کی وساوس کا قلب پر سخت ہجوم ہوتا ہے۔ اس وقت طبیعت سخت پریشان ہوتی ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ کاش میں کسی بھنگی چمار کے گھر پیدا ہوتا تاکہ اپنے آپ کو بھولا ہوا تو ہوتا۔

تحقیق: یہ غلبہ ہے تذلل کا مگر ایسا غلبہ پسندیدہ نہیں جس میں غفلت عن النعمۃ ہو مسلمان

کے گھر پیدا ہونے سے نعمت اسلام نصیب ہوئی شاید وہاں نہ ہوتی ایسے وقت موجودہ حالت کے نعمت ہونے کو مستحضر کر لینا ضروری ہے پھر اس پر شکر۔ (تربیت حصہ پنجم 265)

ہر عیب سے تنفر عقلاً مکلف بہ ہے

حال: بفضلہ تعالیٰ ہر کام کرتے وقت سوچ کے کرتا ہوں کہ شاید یہ خلاف شریعت نہ ہو اور اپنے عیوب سے عقلاً متنفر ہوتا ہوں طبعاً بھی ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: اس سے زیادہ کا انسان مکلف بھی نہیں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 5)

معاصی کی طرف رغبت اور عبادت میں سستی اور بزرگوں سے بدظنی کا علاج

حال: حسب الارشاد عرض کرتا ہوں مجمل طور سے یہ ہے کہ معاصی کی طرف رغبت اور عبادت میں سستی اور مزانہ آنا۔ دیگر دل میں یہ خیال کہ کوئی بزرگ نہیں ہے سب ظاہر پرست ہیں گو اپنے کو بھی اچھا نہیں سمجھتا مگر دوسرے کی طرف بھی نیکوئی کا خیال نہیں جاتا۔

تحقیق: مولانا المکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ جواباً عرض ہے کہ ایک تو رغبت یا سستی طبعی ہے وہ تو مضر نہیں اور ایک عقلی ہے۔ یہ بفضلہ تعالیٰ متحقق نہیں اسی عقلی سے استحکام ودوام کی ساتھ کام لینے سے عادۃ اللہ جاری ہے کہ مرتبہ طبعی بھی پیدا ہو جاتا ہے مگر اس کی کوئی میعاد نہیں اسباب خارجیہ واستعداد کے اختلاف سے اس کی مدت متفاوت ہوتی ہے سو ہمت کر کے اپنے وسع تک کوشش کرتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔ باقی یہ خیال کہ کوئی بزرگ نہیں یہ البتہ خطرناک بات ہے مراقبہ موت اسکی تدبیر نہیں اس کی متعین تدبیر بزرگوں کی خدمت میں خالی الذہن ہو کر رہنا ہے ایک مدت معتد بہا تک اور اس کے تعذر کے وقت ان سے خط وکتابت رکھنا۔ مگر یہ آخر تدبیر نہایت ضعیف ہے آدمی اپنی دنیوی ضرورتوں کیلئے وقت نکال لیتا ہے یہ تو اصل ضرورت ہے اس کیلئے وقت ضرور نکالنا چاہئے۔ بدون حسن ظن کے انقیاد کا درجہ نہیں ہوتا اور بدون انقیاد کے اس طریق میں ایک قدم آگے نہیں بڑھتا واللہ الموفق۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 7)

تفاخر وتکبر ریاء کا علاج

حال: جملہ عیوب میں اپنے اندر پاتا ہوں۔ تفاخر، تکبر، ریاء اور اپنی بات وتقریر کی تاویل خواہ حق ہو یا ناحق براہ کرم اس کا جو علاج ہو تحریر فرمائیں۔

تحقیق: اپنے نفس پر سزا مقرر کیجئے۔ قصداً ایسے کام کیجئے جو تفاخر کے خلاف ہوں اعمال خیر بجز فرائض وسنن کے پوشیدہ کر کے کیجئے۔ سوچ کر بولئے اور جب کسی قسم کی کوتاہی ہو جائے بیس رکعت نفلیں جرمانہ میں پڑھئے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 10)

غصہ غیر مذموم

سوال۔ ایک حال بندہ کا یہ ہے کہ ہفتہ موجودہ میں رات کے وقت ایک مریض کو دیکھنے گیا وہ اجنبی شخص تھا اور ظاہراً بہت غریب بھی نہیں معلوم ہوتا تھا مگر اس نے کچھ دیا نہیں مرض اس کو ہیضہ تھا اور ہیضہ کی حالت یہاں یہ ہے کہ ابتداء بہت ہی معمولی سی ہوتی ہے۔ مگر ذرا دیر میں حالت بگڑ جاتی ہے۔ اس کی حالت یہ تھی کہ اس وقت شروع تھا اور وہ اس کو اپنے نزدیک بہت معمولی بات سمجھے ہوئے تھا میں سمجھ گیا تھا کہ حالت اس کی عنقریب ہی خراب ہونے والی ہے۔ نسخہ لکھ کر چلا آیا لیکن اس کا کچھ نہ دینا نہایت ناگوار معلوم ہوا تھوڑی دیر کے بعد اس کا آدمی خبر دینے آیا تو اس وقت احقر کو غصہ بہت تھا کہنے کو تو یہ تھا کہ اب دیکھنا کیا ہوتا ہے جس کو معمولی بات سمجھ رکھی ہے وہ معمولی نہیں ہے مرض ہیضہ ہے اور بھی جانے کیا کہتا مگر کسی بات کی نوبت نہیں آئی اتنا کہا کہ بہتر ہے کہ علاج کسی اور حکیم کا کر لیں میں علاج نہیں کرتا آدمی کے چلے جانے کے بعد نہایت درجہ پشیمانی ہوئی کہ مریض اس کے معنی یہ سمجھے ہوں گے کہ مرض لاعلاج ہو چکا ہے۔

جواب۔ ایسے شخص پر غصہ آنا اور اس سے اعراض کرنا ہرگز مذموم نہ تھا بلکہ اگر غصہ نہ آتا تو مذموم تھا کیونکہ اس کا یہ فعل بدتہذیبی اور بے قدری تھا جو کہ مذموم ہے اور مذموم پر غصہ نہ آنا ظاہر ہے کہ مذموم ہے اور غصہ آنا غیر مذموم ہے البتہ باوجود غصہ کے اگر اس غصہ پر عمل نہ ہوتا تو یہ زیادہ کمال کی بات ہوتی مگر صرف اس حالت میں کہ اس پر عمل نہ کرنے میں دل میں غبار بڑھ جانے کا

اندیشہ واحتمال غالب نہ ہو ورنہ امضار غصہ ہی افضل ہے اور غالب یہ ہے کہ یہاں اسی افضل کا وقوع ہو اور اگر افضل نہ سہی تو جائز کے وقوع میں تو شک ہی نہیں البتہ اگر ایسے وقت میں اس کی رعایت کی جائے کہ کوئی عنوان ایسا نہ ہو تو جو مریض کو پہنچنے سے اس کیلئے موجب پاس ہو تو بہتر ہے لیکن اگر فرط غیظ میں ایسا عنوان سمجھ میں نہ آوے اور جتنے عنوان ذہن میں اسوقت موجود ہوں ان میں اسلم واسہل کو برتا جائے تو بھی غیر ملام ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص16)

ریاء کی حقیقت اور اس کے ازالہ کا طریق

سوال۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں کہ میں حضور کی محبت کی وجہ سے جیسی حضور کی ٹوپی ہے اور لباس وغیرہ ہے اگر میں ایسا پہنوں تو ریا تو نہیں ہو جائے گی۔

جواب۔ ریا بدون قصد ریا نہیں ہوتی جب آپ کی نیت اچھی ہے یہ ریا نہیں۔

(تربیت حصہ ششم ربع اول ص26)

غرور و تکبر کا علاج

حال: اور اس خادم کے اندر غرور اور تکبر بہت ہے دوسرے لوگوں کو عقل اور ہوشیاری میں اور کبھی علم میں اور کبھی باپ دادا کی مالداری پر اپنے سے کمتر سمجھتا ہوں گو یہ مرض یہاں پر کم معلوم ہوتا ہے اپنی بستی میں بہت پایا جاتا ہے حضور اس کا علاج بتلادیں۔

تحقیق: ایک وقت بیٹھ کر اپنے عیبوں کو سوچا کرو اور زبان سے بھی کہا کرو کہ میں بڑا بیوقوف ہوں میں بڑا نالائق ہوں آدھا گھنٹہ روزانہ اس میں صرف کرو اور پھر اطلاع دو معہ اس پرچہ کے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص66)

شح نفس کا علاج

حال: واسطے اللہ خرچ کرنے کیلئے دل چاہتا ہے مگر نفس حارج ہوتا ہے۔

تحقیق: اس کی مخالفت چند بار کیجئے پھر آسان ہو جائے گا۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص110)

غیبت۔ لغو کلام۔ کبر۔ حرص کا علاج

حال: کھانے کی حرص ہے یعنی جب کبھی دعوت ہو جاتی یا کبھی کھانا معمول سے زیادہ مل

جاتا ہے تب پیٹ بھرنے پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ نیت بھر کر چھوڑتا ہے اس وقت یاد بھی نہیں رہتا کہ یہ حرص ہو بعد کھانیکے معلوم ہوتا وہ کہ اس کی تو نیت بھی بھر لی پیٹ بھرنے پر اکتفا نہیں کیا۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ سب حالات اور امراض کے معالجات سب ٹھیک ہیں حرص کا علاج عملی کہ وہی زیادہ مفید ہوتا ہے یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کے بعد ہمت کے کھانا چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہ امر اختیاری ہے چندروز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ سہل ہو جائے گا۔ (تربیت حصہ ششم طبع اول ص 112)

حرص طعام وعجب کا علاج

حال: دو امر اصلاح طلب ہیں۔

1۔ ہوس طعام کی شکایت ہے۔ 2۔ بعض اوقات گناہ سے بچنے پر یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ تو دوسروں سے اچھا ہے اور جو گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اس کو دیکھ کر دل میں حقیر جانتا ہوں بعض اوقات کسی اچھے کام کو کرتا ہوں اس وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے لیکن یہ بات دن میں چار پانچ مرتبہ ہوتی ہے۔ خصوصاً نماز میں یہ وسوسہ اکثر ہوتا ہے جو نمازی پاس کھڑے ہوتے ہیں اور جلد جلد رکوع وسجود کر کے نماز کو ختم کر دیتے ہیں۔

تحقیق: حالات سے دل خوش ہوا اور دو امر کی اصلاح چاہی اس کا جواب یہ ہے۔

1۔ درجہ مباح تک کمی کرنے کی ضرورت نہیں جب دل بھر جائے گا خود بخود ضعیف ہو جائے گی۔ 2۔ یہ محض وسوسہ ہے ایسا نہ کیا جائے کہ اس وسوسہ سے بچنے کیلئے کہیں طاعت چھوڑ دو یا معصیت کا ارتکاب کرنے لگو۔ جب ایسا وسوسہ آوے بس اتنی بات کا خیال کر لینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ اس شخص میں کوئی خوبی ایسی ہو جس کے سبب یہ عنداللہ ہم سے اچھا ہو۔ (تربیت حصہ ۶ ص ۱۸)

حقیقت عشق مجازی جو قنطرہ حقیقت ہے

حال: کیونکہ حضرت جب عشق ہو جاتا ہے تو تمام عیبوں کی اصلاح ہو جاتی ہے جب سے اس عورت سے محبت کا مزہ معلوم ہوا ہے جس سے میں نکاح کرنے والا تھا اور نکاح نہیں کیا تب سے یہ تمنا ہے کہ خدا پاک کا عشق خدا کرے مجھ کو جلد نصیب ہو جائے اور انشاء اللہ آقائے کریم سے امید قوی ہے کہ عطا ہو گا کیونکہ اب اس عورت کی ذات سے تو محبت باقی

نہیں رہی ۔ جب سے تعلق قصداً قطع کر دیا اور مصلحت کی وجہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ۔لیکن محبت اور عشق کا مزہ اور لذت معلوم ہوگئی ہے۔

تحقیق: یہی حقیقت ہے مجاز کے قنطرہ حقیقت ہونے کی مبارک ہو۔ (تربیت حصہ ششم رابع اول ص 36)

عشق اجنبیہ کا علاج

سوال۔ چھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک عورت جس کا چال چلن اچھا نہیں ہے خواہ مخواہ میری طرف رجوع ہوگئی اول تو اپنے ناز و انداز سے میرے دل کو لبھایا اور جب اپنے اوپر اس نے مجھ کو فریفتہ کر لیا تو خود بخود کشش کر بیٹھی بس اس کا کھینچنا میرے لئے قیامت کا آ جانا ہو گیا عشقبازی کا مزہ درد فراق کی لذت ہجر کی کیفیت وصل کی طلب کا پورا پورا ذائقہ آ گیا۔ قصہ حضرت شیخ صنعاںؒ کا جو منطق الطیر میں پڑھا تھا وہ ہو بہو مجھ پر صادق آ گیا جو کچھ نہ کرنا تھا کیا مصرع کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے۔ درود وظائف تو در کنار نماز تک چھوٹ گئی اس کے ہی نام کا وظیفہ اور باتیں ورد زبان ہونے لگیں اور اسی کے روئے کتابی کا مطالعہ کرنے لگا۔

عشق کے مکتب میں آیا ہوں و بستان چھوڑ کر اب پڑھتا ہوں حسن و عشق قرآن چھوڑ کر

غرضیکہ اس جنون کا اس وقت پورا شباب ہے اس کے وصل کی تدبیر میں ہوں مگر کبھی کبھی خیال آ جاتا ہے افسوس کیا حال ہو گیا مصرع بتوں کو پوجتا ہوں اور پھر سیدھا مسلمان ہوں۔ اسی خیال میں تھا کہ آج حضور کو خط تحریر کیا اگرچہ بہت روز سے چاہتا تھا کہ آپ کو تحریر کروں مگر وقت نہیں آیا تھا اب اس کا وقت آ گیا اور خدا تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اب اصلاح ہو جائیگی اس لئے بعجز و انکسار کے ساتھ عرض ہے کہ اس احقر کو ورطہ ہلاکت سے نکالئے اور للہ میرے واسطے دعا فرمائیے۔

جواب۔ مشفقم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ ۔ اول یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بدون ہمت کے آسان سے آسان کام بھی نہیں ہوتا دیکھئے امراض ظاہری میں علاج کیلئے دوائے تلخ و ناگوار پینا پڑتی ہے چونکہ صحت مطلوب ہوتی ہے اس لئے ہمت کر کے پی جاتے ہیں اور امراض باطنی میں تو زیادہ اس کی ضرورت ہوگی جب یہ امر معلوم ہوا تو اب اس کا علاج سنئے اور ہمت کر کے بنام خدا اس کا استعمال کیجئے ۔انشاء اللہ شفائے کامل حاصل ہوگی علاج اس کا مرکب

ہے چند اجزاء سے اول اس مردار سے قطعاً تعلق ترک کر دیجئے یعنی اس سے بولنا چالنا اس کو دیکھنا بھالنا آنا جانا حتیٰ کہ دوسرا شخص بھی اگر اس کا تذکرہ کرے قطعاً روک دیا جائے بلکہ قصداً بتکلف کسی بہانہ سے اس کو خوب برا بھلا کہہ کر اس کے خلاف وخصومت کرلی جائے اس طور پر کہ اس کو ایسی نفرت ہو جائے کہ اصلاً اس کو ادھر میلان وتوقع رام ہونیکی باقی نہ رہے اور اس سے ظاہراً اس قدر دوری اختیار کی جائے کہ کبھی غلطی سے بھی اس پر نظر نہ پڑے غرض اس سے انقطاع کلی ہو جائے۔ دوم ایک وقت خلوت کا مقرر کر کے غسل تازہ کر کے صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر تنہائی میں روبقبلہ ہو کر اول دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو خوب استغفار اور توبہ کی جائے اور اس بلا سے نجات بخشنے کی دعا و التجا کی جائے پھر پانچ سو سے لیکر ایک ہزار مرتبہ تک لا الہ الا اللہ کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ لا الہٰ کے ساتھ تصور کیا جائے کہ میں نے سب غیر اللہ کو قلب سے نکال دیا اور الا اللہ کے ساتھ خیال کیا جائے کہ میں نے محبت الٰہی کو قلب میں جمالیا یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہو۔

سوم۔ جس بزرگ سے زائد عقیدت ہو اس کو اپنے قلب میں تصور کیا جائے کہ بیٹھے ہیں اور سب خرافات کو قلب سے نکال نکال کر پھینک رہے ہیں۔ چہارم کوئی حدیث کی کتاب کا ترجمہ ہو یا ویسے ہی کوئی کتاب ہو جس میں دوزخ اور غضب الٰہی کا جو نافرمانوں پر ہوگا ذکر ہو مطالعہ کثرت سے کیا جائے۔ پنجم ایک وقت معین کر کے خلوت میں یہ تصور باندھا جائے کہ میں حق تعالیٰ کے روبرو میدان قیامت میں حساب کیلئے کھڑا ہوں اور حق تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے بے حیا تجھ کو شرم نہیں آتی کہ ہم کو چھوڑ کر ایک مردار کی طرف مائل ہوا کیا ہمارا تجھ پر یہی حق تھا کہ ہم نے تجھ کو اسی لئے پیدا کیا تھا اے بے حیا ہماری ہی دی ہوئی چیزوں کو آنکھ کو دل کو ہماری نافرمانی میں تو نے استعمال کیا کچھ شرم بھی نہ آئی بڑی دیر تک اس مراقبہ میں غرق ومشغول رہنا چاہئے اور یہ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ گو نفس کو تکلیف پہنچے مگر اس نسخہ کو ہمت کر کے نباہ کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ شافی مطلق ہے۔ والسلام فقط۔ (التکشف ص 17)

سوال۔ حضرت مخدومی ومعظمی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب۔ تسلیم باعث تحریر آنکہ میں ایک بلا میں مبتلا ہوں ایک دوست کی خفگی وناراضگی نے مجھے تباہ کر دیا۔ للہ

میری دستگیری فرمایئے توجہ خاص کے ساتھ دعا فرمایئے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے اس بارہ میں اگر کوئی وظیفہ و عمل مجرب مرحمت ہو تو عین بندہ نوازی ہے میرا تعلق اس کیساتھ اضطراری ہے اختیاری نہیں فسق و فجور کا وہاں خیال نہیں محض میری اوقات گزاری کیلئے واسطہ و ذریعہ ہے اگر یہی حال رہا تو خدا معلوم میرا کیا حال ہوگا اور میرے حال پر نظر فرمایئے اور جلد جواب سے سرفراز فرمایئے۔ زیادہ والسلام۔

جواب۔ عنایت فرمائے بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ چونکہ آپ سے تعلق پیر بھائی ہونے کا ہے۔ اس لئے گستاخانہ مگر خیر خواہانہ عرض ہے۔

عشقہائے کز پئے رنگے بود　　　　عشق نبود عاقبت ننگے بود

عشق بامردہ نباشد پائیدار　　　　عشق راباحی وباقیوم دار

غرق عشق شوکہ غرق است اندریں　　　　عشقہائے اولین وآخریں

عشق آن بگزین کہ جملہ انبیاء　　　　یا فتند از عشق اوکار وکیا

طلب حق اور غیر پر نظر اللہ سے ڈریئے اور شرمایئے مانا کہ تعلق اضطراری ہے لیکن نظر اور تخیل اور اکتساب تدابیر قرب یہ تو سب اختیاری اور شرعاً معصیت ہے معصیت کے ساتھ قرب حق و رضائے حق کہاں اور اوقات گزاری سے مراد اگر لذت نظر و قرب ہے تو معصیت شریعت ہے اور اگر کفالت رزق و مصارف ہے تو خلق پر نظر معصیت طریقت وخلاف توکل ہے اور یہ جو فرمایا کہ کیا حال ہوگا سو حال کیا ہوتا غایت سے غایت موت من عشق فعف وکتم فمات فھو شہید آپ نے سنا ہوگا اور اگر حال فقر ہے تو۔

خدا گر بحکمت بہ بندد درے　　　　کشاید بفضل وکرم دیگرے

غرض توبہ کیجئے مجھ کو یہی تعویذ اور عمل آتا ہے گستاخی معاف فرمایئے والسلام۔ (التکشف ص23)

سوال۔ عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ فدوی کی بہو کا انتقال ہو گیا جس کی عمر 16 یا 17 برس کی تھی اور نہایت نیک بخت اور میری فرمانبردار تھی اس کے انتقال کا مجھ کو بہت صدمہ ہوا حالانکہ میرا خیال تھا کہ دنیوی محبت کسی قدر مجھے نہیں رہی لیکن یہ غلط نکلا ہزار ہزار کوشش کرتا تھا کہ نہ روؤں لیکن قلب پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ آنسو روکے سے نہیں رکتے تھے۔ اور ایک ہفتہ

تک سخت تکلیف رہی لیکن پھر حضور والا کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور نے تسکین فرمائی اس روز سے واقعی تسکین ہوگئی اور خیال تکلیف دہ جاتا رہا۔

تحقیق: بیوی یا اولاد کی محبت میں یہ حالت ہوتی تو مضائقہ نہ تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہو سے ایسا علاقہ ایں چہ معنی۔ مجھ کو تو سخت ہی ناگوار ہوا اس کا جو ضرر دین پر پہنچنے والا ہے ذرا اس سے بچو اور فکر کرو لا الہ الا اللہ کیا واہیات ہے نفس میں ضرور چھپا چور ہے نکالو جلد نکالو ورنہ یہ رنگ لائے گا گو دوسرے ہی موقعہ پر سہی افسوس یہ ثقاہت اور یہ خیانت۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 73)

خود بینی اور بد بینی کا علاج

حال: جملہ حالات باطنہ قابل شکر ہیں کسی مرض کی شکایت نہیں مگر دو عارضوں کی جڑ ہنوز قلب کے اندر بخوبی باقی ہے جس سے گاہ گاہ جمعیت میں پورا خلل واقع ہوجایا کرتا ہے ایک تو بر خویش خود بینی اور دوسرے بر غیر بد بینی۔

تحقیق: انسان نہ اس کا مکلف ہے کہ ذمائم کا مادہ ہی فنا ہوجائے اور نہ اس کا مکلف ہے ان کا وسوسہ بھی نہ آئے بلکہ صرف اس کا مکلف ہے کہ اس کا قصد نہ کرے اور اس کے مقتضاء پر عمل نہ کرے اسی پر مداوت کرنے سے اس کا مادہ بھی اور وسوسہ بھی ضعیف کالعدم ہوجاتا ہے البتہ ذکر مطلقاً اور مراقبہ اپنے عیوب کے اس اضمحلال میں معین ہوتا ہے عمل کرکے اگر ضرورت سمجھی جائے پھر اطلاع دی جائے۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 5)

علمی وعملی عجب کا علاج

حال: حضور ایک خیال اب زیادہ آنے لگا ہے اور وہ یہ کہ جس بیان میں اخلاق حسنہ عقائد حقہ اعمال جوارح ضروریہ کی ترغیب وضرورت بیان ہوئی ہے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو مجھ میں بفضلہ پہلے سے ہی موجود ہے اور جن امورات یا رسومات سے اجتناب ضروری ہے اس پر خیال ہوتا ہے کہ تو ان سے ہمیشہ مجتنب ہی رہتا ہے تو وہ بیان کتاب دیکھنے میں بے رغبتی یا کم توجہی سے گزر جاتا ہے۔ مگر حضور کل سے خیال ہوا کہ یہ تو ظاہراً عجب معلوم ہوتا ہے اب حضور اس کا علاج فرما کر تسکین فرمادیں۔

تحقیق: یوں سمجھنا چاہئے کہ اول تو ہر عمل اور ہر خلق میں درجات کمال کے بھی ہیں جو مجھ کو حاصل نہیں دوسرے جو کچھ حاصل ہیں انکے بقاء کی بھی ضرورت ہے اور مطالعہ مکررہ بقاء میں معین ہوتا ہے۔ انشاء اللہ اس سے علمی و عملی کوتاہی کی اصلاح ہو جائے گی۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 11)

غیبت کا علاج

سوال۔ ایک بات یہ قابل دریافت ہے کہ اگر کوئی اپنے سامنے کسی کی غیبت کرے اور اپنا دل اس کو نا گوار سمجھے اور جس کی غیبت کی ہے نہ اس کو اپنا دل حقیر و ذلیل سمجھے تو کیا جب بھی سننے والا گنہگار رہوگا اور وہاں کسی وجہ سے وہ غیبت کرنے والے کو منع بھی نہیں کرسکتا۔

جواب۔ کیا کسی حیلہ سے وہاں سے خود بھی نہیں اٹھ سکتا۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 19)

حال: اگر کسی مجلس میں کسی کا عیب زبان سے نکل گیا تو فوراً اس کی مدح واقعی بھی کردی استغفار و توبہ روزانہ کرتا رہتا ہوں۔

تحقیق: بالکلیہ تدارک نہ کرنے سے غنیمت ہے لیکن اس پر اکتفا نہ کیا جائے حقیقی تدارک اصلاح ہے۔

حال: اب ارادہ کرلیا ہے کہ تہجد و ذکر لسانی پر پوری پابندی کروں اگر کبھی ناغہ ہو تو کچھ جرمانہ مقرر کروں جس قدر حضرت کی رائے عالی ہو اسی طرح اگر کسی کی غیبت ہو جائے تو جرمانہ شدید مقرر کروں۔

تحقیق: میرے نزدیک نفس پر نماز بہت شاق ہے حق تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ وانها لكبيرة الا على الخاشعين اس لئے ایک بڑی تعداد رکعات سے جرمانہ کرنا انفع ہے۔ جس کی تعیین رائے سے کرلی جائے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 71)

حال: کسی کی نسبت کلمہ ایسا نکل گیا جو اس کو معلوم ہوتا تو ناگوار ہوتا۔

تحقیق: اس کیلئے استغفار کی جائے اور آئندہ کیلئے عزم قوی کیا جائے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 70)

حال: میں رات کو اور دن کو جہاں بھی لیٹ جاؤں اور تلاوۃ قرآن جہاں کرنے بیٹھوں برابر مجھے آواز آتی رہتی ہے کہ دو آدمی کسی کی شکایت و غیبت یا بے جا الفاظ بول رہے ہیں اس کا علاج بتلادیں کہ پھرتے چلتے کان میں روئی رکھا کروں یا کیا کروں۔

تحقیق: ادھر توجہ نہ کی جائے پھر گناہ نہیں۔ (تربیت حصہ ہشتم ص77)

حال: مجمع میں جانا ہو تو غیبت ہو جاتی ہے اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتی مگر بعد کو غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ غیبت ہوگئی اور تنہائی میں بوجہ بیماری دل گھبراتا ہے۔

تحقیق۔ ہر ایک کے پاس نہ بیٹھیں دینداروں کے پاس بیٹھیں اور اگر دیندار نہ ملیں تو خود غیبت نہ کریں اور اگر دوسرا کرے برا سمجھیں اور شرکت نہ کریں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص98)

حال: حضور کی کتابوں کا مطالعہ بہت دلچسپی کے ساتھ کر رہا ہوں بہت کچھ اثر اپنے میں پا رہا ہوں مگر لایعنی باتوں میں زیادہ مبتلا رہتا ہوں اور اسی سبب سے زیادہ تر غیبت میں مبتلا ہو جاتا ہوں لیکن غیبت کر چکنے کے بعد فوراً مجھ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ فلانے کی غیبت اشارۃً ہوگئی بعض وقت لایعنی بات سے اپنے آپ کو روک لیتا ہوں۔

تحقیق: حالت کے محمود ہونے سے دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ زیادہ برکت کرے غیبت اور لایعنی باتوں سے بچنے کی صرف ایک تدبیر ہے لیکن اگر اس تدبیر پر بھی عمل نہ کیا جائے تو پھر اس تدبیر کی کوئی تدبیر نہیں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ جو بات منہ سے کہنا ہو بولنے سے پہلے ذرا سوچ لیا جائے کہ جو بات میں کہنا چاہتا ہوں یہ معصیت یا فضول تو نہیں ہے جس میں اس کا شبہ بھی ہو اس کو منہ سے نہ کہا جائے چند روز میں انشاء اللہ بے تکلف عمل ہونے لگے گا نماز میں یکسوئی نہ ہونے کی جو شکایت لکھی ہے یہ لکھئے کہ آپ یکسوئی کرتے ہیں اور نہیں ہوتی یا آپ کرتے ہی نہیں اس شعر کا جو مصداق اپنے کو لکھا ہے اس کی نسبت بھی یہی سوال ہے کہ یہ حالت آپ کے قصد سے ہوتی ہے یا بلا قصد اگر ان سوالوں کا آپ جواب لکھیں تو یہ کارڈ ہمراہ رکھ دیں یہ بھی بجائے حاضری ہی کے ہے کہ ہمیشہ اپنے حالات سے وقتاً فوقتاً اطلاع دی جایا کرے اور اس اطلاع کے بعد جو مشورہ دیا جائے اس پر عمل کیا جایا کرے۔ (تربیت حصہ پنجم ص179)

سوال۔ بعض روز عہد بھی کرتا ہوں کہ غیبت نہ سنوں اور نہ کروں مگر پھر بھی جب مجمع میں یا دو آدمیوں کے درمیان جا پڑتا ہوں تو غیبت یا جھوٹ سننا پڑتا ہے یا خود کرنا ہوتا ہے۔

جواب۔ مجمع میں بیٹھئے اور جب غیبت ہونے لگے اٹھ جائیے۔ (تربیت حصہ دوم ص23)

عجب کا علاج

حال: بوجہ تقاضائے نفس کہ لوازم بشریت سے ہے گاہے بگاہے فکر معیشت صورت دکھا

جاتا ہے کیونکہ نفس کو سابقہ اسی سالہ عمر کے ثروت اور لذات دنیا عیش وعشرت یاد ہیں پھر امارت کے اکثر ناجائز وسائل کو ترک کرنا ناگواری نفس کا سبب صریح ہے اس سے بڑھ کر طبابت میں ہدیہ صرف امراء سے اور وہ بھی باصرار لینا اور غربا کے اخراجات معالجہ کا خود متحمل ہونا محاسبہ نفس کی لازمی علت ہے۔ تحقیق۔ اتنے دعوے نہ کیجئے۔

حال: کچھ عرصہ سے حضور کے مؤلفہ رسالہ اعمال قرآنی میں سے وظیفہ سورہ مزمل گیارہ بار اور یا مغنی گیارہ سو بار پڑھ لینے سے غنائے قلبی تو بقدر کافی حاصل ہو چکا ہے کہ نعمت ہائے دنیا کو اخس اشیاء جانتا ہوں۔

تحقیق: عملیات وعزائم سے تقویت خود دلیل ہے ضعف توکل کی اور خلاف ہے مسلک عارفین کے تواضع کا مقتضا تو یہ ہے کہ عاصی کو برا سمجھا جائے اور اس پر سختی اور خفگی کی جائے سو دونوں کیسے جمع ہوں۔

جواب۔ اچھا برا سمجھنا درجہ احتمال میں کافی ہے یعنی یہ سمجھے کہ گو اس وقت ظاہراً یہ شخص ہم سے کمتر ہے لیکن ممکن ہے کہ اسی وقت اس کے باطن میں کوئی خوبی ہم سے زیادہ ہو یا مآل میں یہ ہم سے اچھا ہو۔ پس اس کا یہ اثر ہوگا کہ اپنے کو یقیناً افضل نہ سمجھے گا اور دفع کبر کیلئے اتنا کافی ہے اور اس طرح سے احتمالاً کسی کو اچھا سمجھنا مستلزم نرمی والفت کو نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ جس شخص کا مآل میں ہم سے اچھا ہونا محتمل ہو بالفعل اس کی کوئی ایسی حالت ہو کہ اس پر نظر کر کے شریعت سے ہم اس کو مبغوض رکھنے کے مامور ہوں تو ان دونوں میں کیا تنافی ہوئی اور اس احتمال کا استحضار عجب وکبر کو دفع کر دے گا فقط۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 10)

حال: جو لوگ کہ شریعت کے خلاف کرتے ہیں وہ میری نظر میں حقیر معلوم ہوتے ہیں حالانکہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں۔

تحقیق: طبعاً حقیر معلوم ہونا کبر نہیں البتہ عقلاً اتنا سمجھ لیجئے کہ شاید یہ شخص کسی خاص حالت کے اعتبار سے عنداللہ مجھ سے افضل ہو۔ بس دفع کبر کیلئے اتنا کافی ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 33)

حال: جب کوئی شخص جس میں کوئی عیب ہوتا ہے سامنے سے گزرتا ہے تو اس کی حقارت کا خیال ہو جاتا ہے لیکن بفضل خدا فوراً دل سے آواز آتی ہے کہ تم سے تو اچھا ہے تم میں فلاں عیب ہے۔ تحقیق۔ یہ مجاہدہ مطلوب ہے۔

حال: احقر میں یہ عیب نظر آتا ہے کہ دوسرے کا احسان پیش نظر نہیں رہتا اور اپنا معمولی احسان بھی مدنظر رہتا ہے۔ تحقیق۔ اگر اس کے اقتضاء پر عمل نہ ہو کچھ حرج نہیں۔

حال: دوسرے یہ کہ جب کوئی شخص میری طبیعت کے خلاف کرتا ہے تو نفس احقر پر غالب آجاتا ہے اور اس سے خواہ مخواہ تنفر ہو جاتا ہے یہ بھی سخت عیب ہے دعا فرمادیں۔

تحقیق۔ دعا کرتا ہوں مگر درجہ طبعی تک ملامت نہیں اس کے مقتضاء پر عمل نہ ہو۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 38)

حال: الحمدللہ اب بیس ہزار اسم ذات اور تین پارہ قرآن مجید ہوتا جاتا ہے بعض روز ایسی حالت ہوتی ہے کہ شاید کسی مسلمان صادق الیقین کی نہ ہوتی ہو یا جبر و اکراہ تمام اوراد و نماز تہجد ادا کی جاتی ہے بلکہ اکثر تاخیر ہو جاتی ہے اور کسی روز اس کے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارغ البال سے فارغ البال کو یہ اطمینان وسرور نہ حاصل ہوگا۔ چونکہ حضور کے فیض ومطالعہ تربیۃ السالک سے اس امر کا تیقن ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ کی مصلحت ہے جس طرح چاہیں رکھیں لہٰذا پریشانی نہیں ہوتی ہاں یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ یہ قبض کہیں شومی اعمال سے نہ ہوتا ہو اور تجھے سالکوں کے قبض وبسط کی فکر ہے اس وقت سوا استغفار کے اور حضور کچھ نہیں سوجھتا۔

تحقیق: اگر ان تغیرات میں آپ کے قصد واختیار وقدرت کو کچھ دخل نہیں یعنی عمل اختیاری میں کوئی کوتاہی نہیں ہوتی اور معصیت کا اختیار سے صدور نہیں ہوتا تو ان تغیرات سے کچھ غم نہیں اور اگر اختیار کو بھی کچھ دخل ہے تو اس کا تدارک آپ کے ہاتھ میں ہے میں کیا کرسکتا ہوں۔ اس نکتہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھئے نفع عظیم ہوگا۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 46)

حال: جناب کی ہر تدبیر اور ہر تحقیق جو میری نسبت جناب نے فرمائی ہے بالکل درست ہے۔ میں نہایت ہی خبیث طبیعت کا آدمی ہوں خداوند کریم میرے خبث سے اپنی تمام خلقت کو بچائے اور مجھے اس سے نجات دے۔ میری حالت بے حد خطرناک ہے خدا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے میرے بداخلاق کی اصلاح فرمائے اور مجھ کو نور ایمان سے اٹھائے میں اپنے نفس سے بے حد تنگ ہوں بجز بدی کے اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا ہوں میں اس مہینے کے ختم ہونے کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہونگا۔

تحقیق: میرے پاس آنے سے گو ظاہراً سمجھتے ہو کہ علاج ہوگا مگر اس کو میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا

اس سے علاج نہ ہوگا تمہارا نفس چونکہ چھوٹی جگہ علاج کو گوارا نہیں کرتا اس لئے اپنے نزدیک بڑی جگہ ڈھونڈھتا ہے اور یہ عین مرض ہے تم کو حکیم صاحب و خواجہ صاحب یعنی دونوں سے تذلل کے ساتھ علاج کرانا چاہئے۔ اس طرح سے کہ اپنے جتنے عیوب معلوم ہیں وہ بھی کہہ دو اور جتنے وہ سمجھیں ان میں تکذیب اور تاویل مت کرو اور ہر طرح سے اطاعت کرو جب یہ دونوں صاحب مجھ کو لکھ دیں کہ ہم ان کا علاج کر چکے تو کسر مسر مٹانے کیلئے یہاں آنا۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 47)

حال: حسب ہدایت والا تبلیغ دین بیان اخلاق ذمیمہ کا مطالعہ کرتا ہے مگر وجدانا تکبر معلوم ہوتا ہے حالانکہ طلباء کا جوتہ اٹھالیا کرتا ہوں ملنے والوں سے سلام میں ابتداء بھی کرتا ہوں خواہ ادنیٰ ہوں خواہ اعلیٰ۔

تحقیق: پھر تکبر نہیں اور جو اثر وجدانا معلوم ہوتا ہے اس کے مقتضاء پر عمل نہ کرنے سے اس کا بھی ازالہ ہو جائے گا اور جب تک زوال نہ ہو وہ قابل ملامت نہیں۔

حال: غصہ بھی بہت زیادہ پریشان کئے رہتا ہے ہر چند کہ نفس کو کہتا ہوں کہ خدائے جل شانہ کی مشیت سے ایسا ہوا تو اس پر غصہ کرتا ہے گویا اللہ جل شانہ پر اعتراض کرتا ہے کہ اپنی خواہش کے خلاف ہونے سے غصہ ہوتا ہے مگر کچھ فرق نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: بس یوں ہی سمجھاتے رہئے اور اس کے مقتضاء پر عمل نہ کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 57)

حال: غیر مسلم لوگ اور وہ لوگ جو ظاہرا داڑھی نہیں رکھتے ہیں ان سب کا چہرہ بعض اوقات تو نہایت محبوب معلوم ہوتا ہے اور اکثر ان سب کے چہروں پر نظر کرنے سے صاف بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان سب نے تو اضعاً یہ حالت اپنی بنالی ہے اور یہ سب اپنے کو حقیر و ذلیل ظاہر کر رہے ہیں اور میں ایسا خبیث ہوں کہ ظاہرا صورت تو ایسی بنائی ہے اور دل میں تکبر بھرا ہوا ہے اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور میں مردود ہوں۔

تحقیق: اس خیال میں منشا غلبہ حال سوظن بنفسہ ہے مگر اعتقاداً اس خیال کو صحیح نہ سمجھا جائے۔

حال: جو کوئی اپنے کو اچھا کہتا ہے تو بہت گراں گزرتا ہے ناواقف لوگوں میں سے کوئی تو مجھے مولوی کہہ دیتا ہے کوئی طالب علم کہہ دیتا ہے اور نیک تو اکثر لوگ سمجھتے ہیں اس سے

طبیعت سخت متوحش ہے۔

تحقیق: یہ اثر اسی غلبہ حال کا ہے اس میں کمال یہ ہے کہ حال پر ورع غالب رہے یعنی حال کے اس اقتضاء پر عمل نہ کیا جائے یہ مجاہدہ عظیمہ ہے اور ایسے حال کا اتباع دلیل کم ہمتی کی ہے کہ مغلوب ہو گیا۔

حال: حسب الحکم حضور والا سب کام چھوڑ دیئے ہیں بس پانچ وقت کی نماز اور تہجد کو چند رکعت پڑھ لیتا ہوں۔ قرآن مجید نصف پارہ یا کبھی ایک پارہ تلاوت کر لیتا ہوں چلتے پھرتے کرتا ہوں مگر بہت کم وقت ذکر زبان سے جاری رہتا ہے اکثر باتوں میں چھوٹ جاتا ہے۔

تحقیق: بس اب پہلا ہی طریقہ اختیار کر لیا جائے جیسا اوپر لکھ چکا ہوں۔

حال: وقت کا زیادہ حصہ اس خیال میں گزرتا ہے کہ میرے اندر تکبر بھرا ہوا ہے میں نہایت ہی نالائق اور دنیا میں سب سے بدتر شخص ہوں بعض وقت تو یہ دل چاہتا ہے کہ مجھے موت آجاتی تو اچھا ہوتا میری زندگی سے تو موت بہتر ہے۔

تحقیق: اس کا استحضار قصداً اب ضروری نہیں رہا بالاضطرار جتنا ہو جائے کافی ہے۔

حال: ذکر جہر کو دل ترستا ہے۔ تحقیق۔ کیجئے اور مزے لیجئے۔

حال: یہ تو پکا عہد کر لیا ہے اور اس پر بفضلہٖ تعالیٰ اب تک عمل بھی کیا ہے کہ کسی سے کوئی پابندی دین کے متعلق نہ کہوں گا خواہ کوئی شخص کیسا ہی خلاف کام کرتا رہے اپنی پچھلی نالائق حرکتوں سے توبہ کرتا رہتا ہوں آئندہ کیلئے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ ہرگز کبھی کسی سے یہ نہ کہوں گا کہ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو مجھے کسی سے کچھ مطلب نہیں۔

تحقیق: ہاں چند روز یعنی جب تک آپ کا مربی اجازت نہ دے ایسا ہی کیجئے۔

حال: اس بات کا خیال آکر بہت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے ذکر اللہ کی قدر نہ کی اگر ذکر کی قدر کرتا تو کسی سے کچھ واسطہ نہ رکھتا کچھ قدر نہ ہونے کی یہ بھی وجہ ہوئی کہ ذکر کسی دن ناغہ نہ ہوا تھا۔ اس وجہ سے ناغہ کے افسوس سے واقفیت نہ تھی اب قدر نعمت بعد از زوال کا لطف حاصل ہوا۔

مزہ وصال کا کیا گر فراق یار نہ ہو   نشہ کی قدر نہیں اس میں گر خمار نہ ہو

تحقیق: یہ بھی ایک حکمت ہوئی۔ (تربیت حصہ پنجم ص 243)

ریاء کا علاج

حال: کبر سے زیادہ ریا کا زور ہے یعنی گو کوئی عبادات میں قصداً ریاء کیلئے نہیں کرتا مگر اگر کوئی شخص اثنائے نماز یا اثنائے ذکر میں آجاتا ہے تو اس وقت ریاء کا اثر معلوم ہوتا ہے گو ہمت کر کے اس کو دفع کرتا ہوں اور نفس پر لعنت کرتا ہوں کہ کم بخت اس عبادت کی قیمت بس تو یہی سمجھتا ہے تو یہ محنت ہی بیکار گئی۔

تحقیق: تبلیغ دین کا علاج نافع ہوگا۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 27)

حال: ہاں ایک بات یہ ہے کہ نماز یا ذکر کے شروع کرنے سے پہلے یہ بھی وسوسہ نہیں ہوتا کہ کاش کوئی دیکھ لے بلکہ تنہائی میں جو تھوڑی بہت یکسوئی ہوتی ہے۔ اگر کوئی دیکھ لیتا ہے تو وہ بھی جاتی رہتی ہے لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھنے کا مرض تھا وہ بحمد اللہ بہت ہی ضعیف ہے۔ اعتقاداً تو کسی کو ذلیل سمجھتا ہی نہیں مگر اب طبعی بھی اثر ہو جاتا ہے کہ کسی کو اپنے نفس کے سوا ذلیل نہیں سمجھتا۔

تحقیق۔ بالکل ٹھیک ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 28)

لڑکوں سے محبت کا مذموم ہونا

حال: حضرت بعضے لڑکے ہندو کے ایسی فرمانبرداری اور خدمت کرتے ہیں کہ ان سے دل بہت خوش ہوتا ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ اس کو نفع پہنچ جائے اور اس کے ساتھ قلب کو محبت سی معلوم ہوتی ہے اور جی میں یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ یہ مسلمان ہو جائے تو بہت اچھا ہے کہ عذاب آخری سے محفوظ رہے مگر اس کا اظہار کسی طرح مصلحت نہیں۔ یہ حالت محض اس کے اخلاق کی وجہ سے ہے اور ادب وتمیز کے سبب سے حضرت کیا بات ہے اس میں نفس کی شرارت تو نہیں۔

تحقیق۔ اکثر ہوتی ہے اسی لئے بالغ خلیق ومودب کے ساتھ وہ بات نہیں ہوتی جو لڑکوں کے ساتھ ہوتی ہے اگر صرف اخلاق سبب ہوتا تو دونوں جگہ مشترک ہیں۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 43)

کبر کی علامت

حال: ہر رگ وجوڑ بالکل آسودہ مستغنی ہو گئے۔ مگر اس میں ایک شان کبر معلوم ہوتی ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

تحقیق: کبر اور چیز ہے اس کا امتحان یہ ہے کہ اگر آپ کی کوئی تعظیم نہ کرے تو آپ کو غصہ آئے اور اس کے درپے ہو جائیں۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 77)

کبر وغضب وغیبت کا علاج

حال: اور نظر بد سے اب تک بچنا دشوار اور سخت دشواری پیش آتی تھی اور اب آسانی سے نگاہیں نیچی ہو جاتی ہیں اور کبر تو بہت ہی ہے مگر اب بخلاف سابق کے خلاف طبع بات پر طبیعت بہت جلد گرم ہوتی ہے لیکن سکوت وضبط سے کام لیتا ہوں۔ امیدوار دعا کا اور علاج کا ہوں کہ یہ اصل ور اس الخطایا یا کبر دور ہو جائے۔

تحقیق:۔ ماشاء اللہ مجموعی حالت اچھی ہے ذکر میں جو معاملہ لکھا تھا اس میں کچھ حرج نہیں مقصود ہر حال میں محفوظ ہے۔ کبر کا علاج استحضار اپنے عیوب کا اور استحضار اپنے ذنوب کا اور عظمت حق کا ہے اس کے تکرار سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ مغلوب ہو جائے گا اور طبیعت کا گرم ہو جانا یہ ایک بات ہے یہ غضب ہے اس کا علاج اس امر کا استحضار ہے کہ جس طرح یہ شخص ہمارا خطاوار ہے ہم حق تعالیٰ کے خطاوار ہیں اگر وہ ہم سے اس طرح انتقام لینے لگے تو کہاں ٹھکانا رہے۔ بس جس طرح ہم اپنے عفو کو پسند کرتے ہیں اس کے ساتھ بھی ہم کو یہی معاملہ مناسب ہے۔ غیبت کا سلسلہ شروع ہونے کے وقت سب سے بہتر یہ ہے کہ وہاں سے کسی بہانہ سے اٹھ جائیں اور پھر بھی لغزش ہو جائے تو ہر غیبت پر دو رکعت صلوٰۃ توبہ کا التزام انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔

حب دنیا کا علاج

حال: مجھ کو کوئی ایسی دعا بتائیے کہ جس کے پڑھنے سے دل کی الفت میرے دل سے نکل جائے اور عقبیٰ کی طرف دل کا میلان ہو جائے فقط۔

تحقیق: نرے پڑھنے سے کیا ہوتا ہے اس کی تدبیر تو یہ ہے کہ میرے مواعظ کا مطالعہ کرو اور عمل کرو فقط۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 27)

تقاضائے نفس سے بچنے کا علاج

حال: بہر حال حضور کی دعا کا خواہشمند ہوں اور کسی ایسے وظیفہ کا جو ہمیشہ کیلئے مجھ کو ان

بری خواہشات سے محفوظ رکھے۔

تحقیق: تعجب ہے کہ اب تک اس کا تعلق آپ وظیفوں سے سمجھتے ہیں۔ میرے رسائل دیکھنے والوں اور چندے پاس رہنے والوں سے یہ عجیب ہے۔

آثار شوخی نفس

حال: ایک عادت یہ خراب ایسی پڑ گئی ہے جو کہ بہت تکلیف دہ ہے بلکہ حضور کو بھی لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ وہ یہ اکثر لوگوں کے نقصان پر نفس کو مسرت ہوتی ہے جیسے کوئی شخص چلتی ہوئی ریل پر چڑھے اور گرنے لگے تو یہ جی چاہتا ہے کہ وہ گر پڑے۔

تحقیق: یہ نفس کی شوخی ہے مگر جب عقلاً اس کو برا سمجھا جاتا ہے تو مضر نہیں۔

حال: جب کبھی خدائے تعالیٰ کی رحمت کا ذکر آتا ہے یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا ذکر آتا ہے تو سارے جسم میں ایک قسم کی پھریری سی آجاتی ہے اور تھوڑی دیر کیلئے عجیب حالت ہوتی ہے جس کو میں تحریر میں لانے سے قاصر ہوں۔

تحقیق: شکر کیجئے۔ فقط۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 33)

شہوت پرستی کا علاج

حال: خیال باطلہ متعلق شہوت بکثرت ہوتے ہیں آج اس قسم شہوت کے گناہ میں مبتلا ہو گیا ہوں بعد فراغت جو پریشانی و پشیمانی طبیعت کو لاحق ہوئی میں ہی جانتا ہوں۔ اسی وقت توبہ بالخصوص دو رکعت توبہ ادا کی اور استغفار بکثرت کر رہا ہوں مگر چین نصیب نہیں۔

تحقیق: سبحان اللہ کیا خوش کن خط بھیجا ہے اختیاری مرض کا مجھ سے تدارک پوچھا جاتا ہے اور تدارک بھی تسلی کا۔ کیوں صاحب آگ میں خود ہاتھ دیکر کسی طبیب کو خط نہ لکھا کہ کوئی تدبیر سکون کی بتلاؤ۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ ایک حرف بھی لکھوں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 59)

معاصی اختیاریہ کا علاج

حال: کل یعنی منگل کے دن سے احقر کی حالت دس بجے دن سے خراب ہو گئی ہے اس سے قبل جو ایک قسم کا ذوق وشوق اور ایک طرح کی دل میں سوزش تھی اور اس سے طبیعت بھی بہت

خوش رہتی تھی وہ سلب ہوگئی اور اب معاصی کی جانب طبیعت رغبت کرتی ہے اور تین مرتبہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب بھی ہوا اب کے میں اس وجہ سے بے حد پریشان ہوں اللہ کچھ علاج فرمایئے۔

تحقیق: نسخہ کے اجزاء۔ نمبر 1۔ اپنے ارادہ وہمت سے افعال اختیاریہ میں کام لینا۔ نمبر 2۔ جب کوئی لغزش ہو نفس پر بیس رکعت نفل کا جرمانہ۔ نمبر 3۔ تربیۃ السالک کا مطالعہ۔ نمبر 4۔ لاحول کی کثرت بہ نیت اپنے عجز اور درخواست حفاظت۔ نمبر 5۔ بلا ضرورت کسی سے نہ ملنا اور نہ بولنا۔ نمبر 6۔ میرے پاس بیٹھنے کیلئے کوئی وقت نکالنا بجز وقت بعد عصر اور ہمراہی راستہ کے کہ ان دو وقت میں مجھ کو گرانی ہوتی ہے اور یہ بھی اس طریق میں طالب کو مضر ہے اور اس قانون میں ضرورت کی حالت کا استثناء بھی اسی جگہ لکھا ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 63)

آثار ریاء

حال: بحمد اللہ تعالیٰ جناب کے صحبت برگزیدہ کی برکت سے اللہ کے نام لینے کی توفیق ہوئی جاتی ہے۔ جس کا چرچا آباؤ اجداد میں بھی نہ تھا گو نام کسی شریف النسب قوم کی طرف منسوب ہیں۔

تحقیق: یہ موہم ہے افتخار و اظہار شرافت کا اس کی اس مضمون میں کیا ضرورت تھی یہی دقائق ہیں ریا کے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 64)

فضول گوئی کا علاج

حال: بندہ کی حالت ناگفتہ بہ ہے کہ فضول گوئی اکثر ہو جاتی ہے بارہا قصد کیا کہ آئندہ بلا ضرورت کلام نہ کروں گا مگر افسوس کہ اب تک کامیابی نہ ہوئی اس کے متعلق دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں و نیز معالجہ مرض ہذا سے مطلع فرمائے گا۔

تحقیق: علاج یہ ہے کہ ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رکھئے اور یوں سمجھئے کہ میرا اصلی کام ذکر ہے اس سے کوئی وقت خالی نہ جانا چاہئے۔ اس طریق سے خود ہی بات کرنے کو جی نہ چاہے گا کہ اس کو اصلی کام میں مخل پایا جائے گا اور اگر اس پر بھی کوئی فضول سرزد ہو جائے اسی وقت چار رکعت نفل بطور جرمانہ کے ادا کی جائیں اور نفس کو خطاب کیا جائے کہ جب ایسی حرکت کرے گا یہی مشقت تجھ پر ڈالوں گا اور دعا بھی کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 82)

ریا میں قصد شرط ہے

حال: ہر جمعہ کو صلوٰۃ التسبیح معمول ہے آج دو تین جمعہ سے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح ہر جمعہ کو پڑھنے سے آدمی ریاء کار سمجھیں گے۔

تحقیق: تبدیل کی حاجت نہیں۔ ریانیت سے ہوتی ہے عمل سے نہیں ہوتی۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 106)

مجلس سوء سے پرہیز کرنا

حال: دو تین شخص جمع ہونے سے بعضے قصے کہانی کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں گو فحش تو نہیں مگر لایعنی ضرور ہے جب سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ وہاں سے فوراً اٹھ کے چلا آؤں لیکن اس خیال سے نہیں اٹھتا ہوں کہ متکلم کو قطع کلام کی وجہ سے دلشکنی نہ وہ اور خود دل میں اللہ اللہ کا ورد رکھتا ہوں کیا ایسا ہی کروں۔ یا اٹھ کے چلا جاؤں گو دلشکنی ہو۔

تحقیق: دوسرے کی دلشکنی سے اپنی دین شکنی زیادہ قابل احتراز ہے لہذا اٹھ جانا چاہئے۔ (تربیت النور ص 4)

عبث سوال سے بچنا

سوال۔ حضور کا مزاج مبارک کیسا ہے اور مراد آباد میں حضور نے فرمایا تھا کہ چھوٹی پیرانی صاحبہ کا عزم حج کا ہے اس کے بارہ میں کیا ہوا اور رمضان شریف میں قرآن پاک حضور ہی پڑھیں گے یا اور کوئی صاحب فقط۔

جواب۔ میں خیریت سے ہوں باقی آپ نے دو امر دریافت کئے ہیں حج کے متعلق اور میرے قرآن مجید پڑھنے کے متعلق ان سوالوں کی اگر کوئی غایت ہے تو ان غایات کی تعیین کیجئے اور اگر کوئی غایت نہیں تو سوال عبث ہوا اور عبث کا جواب ضروری نہیں لوگ اس کو باب اصلاح میں داخل بھی نہیں سمجھتے فقط۔ (النور ص 408)

امارد سے محبت کا علاج

حال: اب بھی یہ خیال تھا کہ خانقاہ میں رہنے کا انتظام ہو جائے تو لکھوں مگر ایک جدید پریشانی پیش آجانے کی وجہ سے طبیعت میں آمادگی پیدا ہو گئی پہلے تو اپنی اسی حالت پر پریشان

رہتا تھا اب نئی پریشانی یہ پیش آگئی کہ ایک طالبعلم سے محبت ہوگئی مجھ سے کوئی ڈیڑھ سال سے وہ پڑھتا ہے طبیعت پر ذرا بھی اثر نہ تھا مگر غالباً دو تین مہینے سے مجھ کو پتہ چلا کہ محبت بھی ہوگئی ہے جب تک کہ شک رہا اس وقت تک تو میں نے کوئی علاج نہیں کیا لیکن جب یقین ہوگیا تو میں نے اس کو دوسری درسگاہ میں بٹھا دیا کہ سبق پڑھ کر وہاں چلا جایا کرے کچھ تو اس سے سکون ہوا مگر شفا نہ ہوئی بلکہ چند روز کے بعد جب محبت کا غلبہ ہوتا اتفاق سے وہ بیمار ہو جاتا اور مجھ کو چند روز تک اس کو نہ دیکھنے سے سکون ہو جاتا مگر کچھ روزوں سے کسی طرح سکون نہیں ہوتا اس کو دیکھنے کا قلب میں زیادہ تقاضا تو بحمداللہ نہیں اور میں قصداً اکثر اوقات میں نگاہ بچائے بھی رہتا ہوں مگر بے چینی بہت ہے ہر وقت اسی کا خیال رہتا ہے کتنی ہی کوشش کرتا ہوں مگر اس کا خیال نہیں ٹلتا اگر بجز اس کے کہ اس کے اسباق اپنے پاس سے الگ کروں اور کوئی تدبیر شفاء کی نہ ہو تو میں مہتمم صاحب سے درخواست کروں۔

تحقیق: میں نے جو قاعدہ انتظام قیام خانقاہ برائے پابندی ذکر کے جواب میں لکھا ہے اس سے اس پریشانی کا بھی فیصلہ معلوم ہوگیا ہوگا ذرا غور کیا جائے گا تو سمجھ میں آجائے گا مگر بقدر ضرورت تصریح بھی کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ پیشہ تو ٹھہرا تعلیم کا اور اس میں سابقہ ٹھہرا ہمیشہ اطفال سے اور اطفال غیر متناہی بمعنی لا تقف عند حد سو اگر ایک کی یہ تدبیر کر لی تو قطع نظر دوسرے مفاسد کے جو اس تدبیر میں ہیں مثلاً اپنا اظہار حال غیر مربی پر جس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے کہ معاصی کے اظہار سے منع کیا گیا ہے اور مقدمات معاصی بھی ایسے احکام میں ملحق بالمعاصی ہیں کیونکہ دوسرے شخص کو مقدمات کے اعتراف سے فوراً ہی سوء ظن پیدا ہو جائے گا اور یہ بھی ایک حکمت ہے نہی عن اظہار المعصیت میں البتہ مربی و مصلح اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ کشف عورت غیر طبیب کے سامنے حرام ہے اور طبیب کے سامنے جائز وقل من تنبہ لہذا التفصیل فی معنی الحدیث اور مثلاً ایقاع دوسرے کا اسی فتنہ میں کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک شخص کسی کی محبت سے خالی الذہن ہے پھر کسی نے جب اپنی محبت کی اس کو اطلاع دی تو اس کو بھی اب التفات ہوگیا اس کے محاسن کی طرف اور اس التفات سے وہ بھی اس فتنہ میں مبتلا ہوگیا تو یہ اظہار ہی سبب بنا۔ دوسرے کے واقع فی الفتنہ کرنے کا۔ والتسبب للمعصیۃ

بدون الضرورۃ معصیۃ اور مثلاً محبوب کو رسوا کرنا کہ خود اس کی بھی ممانعت آئی لحدیث من عشق نعف و کتم فمات فهو شهید گو حدیث متکلم فیہ بھی ہے لیکن دوسرے قواعد شرعیہ بھی اس ممانعت کیلئے کافی ہیں کہ کسی کو رسوا کرنا ظاہر ہے کہ جائز نہیں بہرحال اس میں اس قسم کے مفاسد ہیں مگر ان مفاسد سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو ایک کیلئے تو یہ تدبیر کر لی اور اگر بلا اختیار بقیہ میں سے کسی دوسرے کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہو گیا کیونکہ قلب پر تو اختیار نہیں تو اس کیلئے بھی کیا یہی تدبیر کرو گے اور اگر تیسرے کے ساتھ یہی قصہ ہوا تو کیا ہوگا تو کیا سارے متعلمین کو حذف کر دو گے پھر تعلیم کس کو دو گے ہاں ایسے شخص کو خود پیشہ معلمی ہی کا ترک کرنا اگر ممکن ہو (بشرطیکہ اس میں کوئی اور مصلحت ضروریہ فوت نہ ہو جس کا فیصلہ اپنے مصلح کے مشورہ سے ہو سکتا ہے) تو جیسا میں نے اوپر لکھا ہے یہ سب سے اسلم ہے لیکن اسی سے ملابست رکھتے ہوئے تو یہ تدبیر عام نہیں ہو سکتی اس لئے اسی قاعدہ مذکورہ سے کام لینا چاہئے کہ پڑھاؤ اور معصیت سے بچو۔ مثلاً اپنی طرف سے بقصد التذاذ کلام کرنا ہاں عام خطاب سبق میں ہو مضر نہیں اسی طرح اس کے سوال کا جواب بقدر ضرورت وہ بھی مضر نہیں اور مثلاً اس کی طرف نظر کرنا باقی میلان و رجحان بلا اختیار اس کی طرف ہو وہ معصیت نہیں بلکہ اس کے اقتضاء پر عمل کرنے سے نفس کو روکنا مجاہدہ ہے اور اصلاح نفس میں معین اور نفس کی تمرین۔

شہوت دنیا مثال گلخن ست　　　که ازو حمام تقوی روشن ست

سو یہ امر غیر اختیاری مضر نہیں بعض اوقات مبتلا کم ہمتی سے یہ بھی مفضی الی المعصیت ہو جاتا ہے اور بعض اوقات گو مفضی الی المعصیت نہیں ہوتا مگر مفضی الی المرض الجسمانی ہو جاتا ہے اس لئے اس کا بھی تدارک کرنا اصلح ہے وہ تدارک یہ ہے کہ جب اس کی طرف کیفیت رجحان کا غلبہ ہو فوراً یہ امر مستحضر کر لیا جائے کہ جب یہ شخص مرے گا آب و تاب تو فوراً ہی سلب ہو جائے گی تو اس وقت کی آب و تاب محض عارضی و عاریتی و ناپائیدار ہے اس قابل نہیں کہ اس کی طرف التفات کیا جائے پھر جب قبر میں رکھیں گے دو ہی چار روز میں تمام لاش پھٹ کر اس میں کیڑے اور پیپ پڑ جائیں گی اور جب ایک حالت ہونے والی ہے تو اس کا اعتبار اور اس سے اثر لینا بھی ضروری ہے جیسا عاقل آدمی جب کسی جرم کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سوچ کر کہ

انجام اس کا جیل خانہ ہے اور گو وہ اس وقت نہیں مگر ابھی سے اس کو کالواقع والحاضر سمجھ لیتا ہے اور اس سے باز آتا ہے اس بناء پر اس حالت کا ئنہ آئلہ کو ابھی پیش نظر کرلے گویا اس کی لاش ابھی گل سڑ گئی اس میں ابھی کیڑے پڑ گئے ہیں اس نقشہ کو اس کیلئے ابھی سے تصور کرلیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں کشش و بیتابی دور ہو جائے گی۔ دوسری طرف ذکر میں تصور کرے کہ سب غیر اللہ دل سے نکل گیا ایسے مبتلا کیلئے ذکر کا جو طریقہ نافع ہے وہ تکشف ج 1 ص 17 میں لکھا ہے اس پر عمل کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اس امر غیر اختیاری سے بھی نجات ہو جائے گی اور بی بی سے تعلق بڑھانا اس کا معین ہوگا فعلیک بہ واللہ الموفق اور یہ امر بھی قابل تنبیہ ہے کہ اگر بالفرض اس امر غیر اختیاری سے نجات میں توقف ہو تو گھبرائیں نہیں کیونکہ یہ مقصود نہیں تبرعا لکھ دیا اصل مقصود وہی معاصی سے بہ تفصیل بالا بچنا ہے جو کہ اختیار میں ہے گو توقف ترتب ثمرہ مذکورہ سے جسم کو یا نفس کو تکلیف ہو تو اس تکلیف کو برداشت کرنا چاہئے ع کیس بلائے دوست تطہیر شماست میں اپنے نزدیک بتوفیق الٰہی اس الجھی ہوئی حالت کو پورے طور سے سمجھا چکا اب قدر کرنا اور عمل کرنا طالب کا کام ہے۔

حال: ابتدائے بلوغ سے امارد کی جانب میلان ہوتا رہتا ہے الحمدللہ کسی فعل بد کا وسوسہ تک بھی نہیں ہوتا اتنی بات ہے کہ کسی کی صورت نفس کو ذرا اچھی معلوم ہوئی تو اچانک نظر کے بعد مکرر نظر کا تقاضا ہوتا ہے حضرت کے مواعظ و تربیۃ السالک کے مطالعہ سے جو علاج ذہن میں آیا وہ یہ کہ ہمت کر کے نظر کو روکا جائے اور قلب میں بھی بالاختیار خیال نہ لایا جائے اس کو عمل میں لاتا ہوں الحمدللہ کامیابی ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ قریب قریب بالکل معدوم ہو جاتا ہے لیکن پھر کسی اور صورت پر نظر پڑی اس سے یہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ علاج کرتا ہوں اللہ تعالیٰ شفا فرماتے ہیں مگر اصلی مرض نہیں جاتا۔

تحقیق: مادہ کا استیصال جب تک نہ ہو تجدید معالجہ کی ضرورت رہے گی اور استیصال کی کوئی تدبیر نہیں موسمی بخار کا نسخہ پینے کے بعد کیا پھر آئندہ فصل میں بخار نہ ہوگا وہ کون سی تدبیر ہے کہ صفرا ہی نہ پیدا ہو اور اگر ایسا کیا جائے گا تو بہت سے منافع جو خلط صفرا سے متعلق ہیں وہ فوت ہو جائیں گے اسی طرح مادہ شہوانی میں بہت منافع ہیں۔ (النور ص 542)

حب جاہ کا علاج

حال: امراض قلبی یعنی اخلاق ذمیمہ تو مجھ میں سے ہی ہیں جس کی وجہ سے مجھ کو امامت کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے خصوص ایسے مقدس و بابرکت مجمع ہیں۔

تحقیق: طبعاً ایسا ہی چاہیے مگر عقلاً یہ سمجھا جائے کہ آپ نے ازخود یہ کام نہیں کیا بلکہ دوسروں کی طرف سے سپرد کیا گیا ہے اور بروئے حدیث اس میں آپ کی منجاب اللہ اعانت ہوگی اور اعانت خداوندی سے اہلیت کو تخلف ہو نہیں سکتا پس یہ بھی اسباب صلاحیت سے ہے۔ (النور ص 36)

حال: روپیہ پیسہ کی حرص کم ہے اور یہ پہلے سے ہے البتہ پہلے اتنی بات تھی کہ ترقی مراتب اور عہدہ کی خواہش بہت بڑھی ہوئی تھی اب اس میں کسی قدر کمی ہے۔

تحقیق: الحمدللہ اور بھی کمی کرنا چاہیے جس کی تدبیر اسکا سوچنا ہے کہ اس میں بجز اس کے کہ لوگوں کی نظر میں عزت زیادہ ہو اور کیا نفع ہے اور یہ محض ایک خیالی چیز ہی واقع نفع کچھ نہیں۔ (النور ص 174)

حال: حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گزارش یہ ہے کہ۔ 1۔ لا جعلنی فی علینی صغیرا وفی اعین الناس کبیرا۔ یہ دعا مناجات مقبول میں ہے بوقت تلاوت (وفی اعین الناس کبیرا) کو خالی الذہن ہو کر پڑھتا تھا اور یہ خیال ہوتا تھا کہ حالت تو ایسی ابتر اور لوگوں کی نظر میں بڑا معمول ہونے کی حضرت حق سے دعا کروں کل یہ خیال پیدا ہوا کہ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے تو اس میں مصالح و حکم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو دعا پسند بھی ہوگی۔

اگر طمع خواہد ز من سلطان دیں ‏ ‏ ‏ ‏ خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

تحقیق: نہایت مبارک مذاق ہے اور اس دعا کی حقیقت اس مذاق کے خلاف نہیں اور اس حقیقت کا سمجھنا موقوف ہے حکمت جاہ کے سمجھنے پر اور وہ یہ ہے کہ جاہ خود مقصود نہیں بلکہ ذریعہ ہے دفع مفسدہ کا اور وہ مفسدہ اذیت خلق ہے اس کا دافع جاہ ہے کہ وہ مانع ہوتا ہے ظالموں کی دست درازی سے پس اصل مقصود یہ ہے کہ اذیت عوام و حکام سے محفوظ رہے تاکہ بلا تشویش مشغول طاعت رہ سکے پس اس معنی کے تصور سے دعا کرنا نہ خلاف مذاق ہوگا

نہ نفس کو اس میں بڑے بڑے بننے کی لذت ہوگی۔(النورص 510)

حال: جب کوئی شخص مجھ سے دعا کیلئے کہتا ہے تو حضرت حق میں یوں عرض کرتا ہوں کہ یا اللہ میں تو کسی لائق نہیں یہ آپ کی بندہ نوازی ہے کہ آپ نے ان کے دل میں وقعت پیدا کردی جس سے انہوں نے مجھ سے دعا کیلئے کہا اس کے بعد دعا کر دیتا ہوں۔

تحقیق: بجائے وقعت کے حسن ظن مناسب ہے اور ابعد عن المفاسد اور بندہ نوازی کے ساتھ ستاری بھی کہا جائے کہ اس میں استحضار ہے اپنے عیوب کا۔

حال: مگر جب قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس کا مقصد بر آیا تو عقیدت بڑھ جائے گی تو دعا کرنے میں جی نہیں لگتا۔

تحقیق: یہ بھی اثر محمود ہے مگر بتکلف دعا میں اس نیت سے جی لگانا چاہئے کہ بندگان خدا کی خدمت ہے اور یہ خدمت طاعت ہے۔(النورص 512)

حال: بعض مرتبہ حب جاہ اور کبر کا خیال آتا ہے اور اپنے اندر ان دونوں مرضوں کو موجود پاتا ہوں دل میں نادم بھی ہوں۔ پریشان بھی ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ الٰہی مجھے ان دونوں مرضوں سے نجات عطا فرما۔اب حضور اقدس کی خدمت میں عرض ہے کہ ان دونوں بیماریوں کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: داعیہ تو معصیت نہیں باقی ان کے مقتضاء پر عمل کرنا نہ کرنا یہ اختیاری ہے مکلف تو صرف اسی قدر کا ہے کے مقتضاء پر عمل نہ کرے لیکن اگر خلاف مقتضا پر عمل کرے اور زیادہ اقوی وانفع ہے۔(النورص ۵۷۸)

حال: معروض یہ ہے کہ فقیر کے اندر حب جاہ ہے دل یوں چاہتا ہے کہ لوگ میری تعریفیں اور ثناء میں بیان کیا کریں اور میری قابلیت کا اعتراف کریں اور معتقد ہو جائیں حتیٰ کہ ہر طرف لوگوں کے سامنے قابل تعظیم ہونے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: ہر علاج میں مجاہدہ کی ضرورت ہے یعنی داعیہ نفس کے ذم کا استحضار اور اس داعیہ کی عملی مخالفت۔اس مرض کا علاج بھی مرکب ہے انہی دو جزو سے اول اس رذیلہ کی جو مذمتیں اور وعیدیں وارد ہیں ان کا ذہن میں حاضر کرنا بلکہ زبان زبان سے بھی ان کا تکرار

کرنا بلکہ ان مضامین سے اپنے نفس کو زبان سے خطاب کرنا کہ تجھ کو ایسا عقاب ہونے کا اندیشہ ہے اسی کے ساتھ اپنے عیوب کا استحضار اور نفس کو خطاب کہ اگر لوگوں کو ان رذائل کی اطلاع ہو جائے تو کتنا ذلیل وحقیر سمجھیں تو یہی غنیمت سمجھ کر لوگ نفرت وتحقیر نہیں کرتے نہ کہ ان سے توقع تعظیم ومدح کی رکھی جائے اور عملی جزو یہ ہے کہ مداح کو زبان سے منع کر دیا جائے اور اس میں ذرا اہتمام سے کام لیا جائے سرسیری لہجہ سے کہنا کافی نہیں اور اس کے ساتھ ہی جو لوگ ذلیل شمار کئے جاتے ہیں انکی تعظیم کی جائے گو نفس کو گراں ہو اس پر عمل کر کے ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دیجائے۔ (النور ص 620)

نفسانی نگاہ سے بچوں کو دیکھنا بھی گناہ ہے

یہ دریافت کرنا ہے کہ ایسے ہی اگر چھوٹے بچوں کے دیکھنے سے نفس میں ایک قسم کی لذت ہو جن کی عمر سات آٹھ سال کی ہو ان کو دیکھنا بھی ایسا ہی گناہ ہے یا نہیں۔

جواب۔ سات آٹھ برس کے بچے میں واقعی شبہ گناہ کا ہے۔ (النور ص 45)

غیبت کا علاج

حال: زبان اور کان کی حفاظت کے متعلق اب چند روز سے استحضار ہونے لگا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: کسی کی شکایت حکایت کرتے یا سنتے وقت اکثر تنبہ ہو جاتا ہے۔ تحقیق۔ الحمد للہ۔

حال: مگر بدون خلوت کے سننے سے خلاصی نہیں ہوتی۔

تحقیق: اگر خلوت کا اس وقت اہتمام نہ ہو کسی بہانہ سے وہاں سے اٹھ جانا چاہئے اور یا قصداً فی الفور اور کوئی مباح تذکرہ شروع کر دیا جائے تا کہ وہ قطع ہو جائے۔

حال: اگر کسی کی شکایت وحکایت (جو کہ غیبت ہو) سننے کے وقت اپنے قلب میں اس شخص کے فعل وقول کی تاویل حسن ظنی سے کر لی جائے تب بھی مضر ہے یا نہیں یعنی غیبت کا گناہ وبال ہو گا یا نہیں۔ تحقیق۔ ہو گا کیونکہ اس متکلم کا فعل یقیناً غیبت ہے اور یہ اس کا سننے والا ہے البتہ غیبت کے ساتھ اس کو جو سوء ظن کا بھی گناہ ہوتا اب تاویل کرنے سے اس سے بچ گیا۔ (النور ص 47)

تحقیق: اول مرض کا علاج یہ ہے کہ بے سوچے ہرگز کوئی کلام نہ کیا جائے اگرچہ بعض اوقات یہ بھی یاد نہ رہے گا کہ سوچ کر بولوں مگر خیال رکھنے سے اکثر اوقات یاد رہے گا اور رفتہ رفتہ پھر انشاء اللہ تعالیٰ ذہول نہ ہوگا۔ پس جب سوچ کر بولا جائے گا تو ہر کلام سے پہلے سوچنا چاہئے کہ اس کلام سے گناہ تو نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بہت کچھ اصلاح ہو جائے گی اور دوسرا مرض اس وقت مرض ہے جب شبع یعنی سیری سے بھی زیادہ کھایا جائے اور سیری تک کھانا مباح ہے کچھ مرض نہیں سو اگر سیری سے زیادہ کھالیا جائے تو اس کا علاج بھی وہی سوچنا ہے کہ زائد سے ضرر ہوگا پس اس سوچنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ (النور ص 177)

حال: خود کسی کی غیبت کرنے یا ذکر کرنے سے میری طبیعت رکتی ہے مگر دوسرے لوگ بات چیت کرتے ہیں تو اس میں بولنے کو طبیعت چاہتی ہے اور بولتی بھی ہوں۔

تحقیق: اول تو حتی الامکان اس کی احتیاط رکھیں اور اگر کبھی بے احتیاطی ہو جائے تو فوراً خوب توبہ کریں۔ (النور ص 226)

حال: اگر کوئی شخص میری بے جا غیبت کرتا ہے تو بشرط اطلاع اس شخص سے دل میں کدورت بلکہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے خصوصاً جبکہ کسی علاقہ کی وجہ سے اس سے یہ امید نہ ہو اور اس کی مصیبت سے فرحت بھی معلوم ہونے لگتی ہے۔

تحقیق: یہ دونوں کیفیتیں انفعال ہیں اور انفعالات غیر اختیاری ہوتے ہیں اور غیر اختیاری پر ذم واثم نہیں البتہ ان کے مقتضیات کہ اس کی غیبت کرنے لگے اس کو ایذاء پہنچانے لگے ومثل ذلک یہ افعال ہیں اور افعال اختیاری ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض پر ذم واثم بھی ہوتا ہے پس جب یہ کیفیات انفعالیہ حادث ہوں ان کے مقتضیات فعلیہ پر عمل نہ کیا جائے اور انکے ازالہ کی دعا کی جائے تاکہ مفضی الی الافعال نہ ہو جائیں اور اپنے عیوب وذنوب کا استحضار کیا جائے تاکہ اس کا جزم ہو جائے کہ میں اس شخص کی بدگوئی سے بھی زیادہ کا مستحق ہوں اور افعال پر عقوبت کا بھی استحضار کیا جائے تاکہ داعیہ افعال کا مضمحل ہو جائے اور ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دی جائے۔ (النور ص 581)

حال: بندہ کو چغلخوری یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے غیبت کرنے کی ایسی عادت پڑگئی ہے کہ اس سے بچنا مجھ کو بہت دشوار ہوگیا احقر نے بعض دفعہ بہت ہی کوشش کی مگر باز رہنا دشوار ہے۔

تحقیق: یہ فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو مع جواب ذیل میں منقول ہے۔

حال: یہ عادت اختیاری ہے لیکن یہ آفت بندہ پر ایسی غالب آگئی کہ اگر کبھی بہت ہی پختہ قصد سے دو چار یوم چھوٹ بھی جائے پھر وہی سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ فلہذا بخدمت فیض مآب میں امید قوی یہ ہے کہ اس سے خلاصی کا کوئی طریقہ ہو تو بنظر مہربانی و کرم اصلاح فرما کر بندہ کو شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں۔

تحقیق: ہمت و استحضار اس کا طریق ہے اور معین طریق یہ ہے کہ جب ایک بار ایسا ہو جائے ایک وقت فاقہ کرو۔ (النور ص 599)

زناء ولواطت کا علاج

حال: خاکسار کی قلبی حالت بہت خراب ہے معصیت زنا ولواطت سے دل پریشان مدتوں کا ہو رہا ہے کچھ اصلاح پذیر نہیں گناہ کا اثر دل میں سرایت کر گیا۔

تحقیق: معالجہ ہر مرض کا اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے استعمال میں ہمت کی ضرورت ہے اس کے اجزاء یہ ہیں۔

1۔ آج کا دن اور روانگی کا دن چھوڑ کر پورے چالیس روز تک قیام کرو۔

2۔ اسی وقت سے سب سے مطلقاً کلام ترک کر دو بجز حافظ اعجاز کے جن کے یہاں کھانا پکتا ہے وہ بھی جو ضروری بات ہو خواہ کھانے کے متعلق ہو یا اور کچھ کسی اور سے کہنا ہو تو ان کی معرفت میں ہو میں نے ان سے کہہ دیا ہے وہ ضروری بات سن لیا کرینگے اور مدد دینگے یا بازار کا کام ہو تو وہ دکاندار سے صرف معاملہ کے متعلق کلام کر لو باقی سب ترک۔

3۔ کسی کے پاس نہ بیٹھو نہ ملو بجز میری مجلس عام کے۔

4۔ تین روزے متواتر رکھو اور اس میں اور اس سے جو وقت بچے استغفار اور نوافل میں مشغول رہو۔

5۔ معاصی جمیع اعضاء سے سخت پرہیز کرو پھر اطلاع دو۔ (النور ص 52)

حرص وطمع کا علاج

حال: اب کچھ عرصہ سے حرص وطمع کا غلبہ ہے کہ جو مریض آتا ہے اس کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس سے کچھ وصول ہوگا اور کچھ نہ ملنے پر افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: خیال آنا مضر نہیں اس پر عمل کیا جائے بلکہ خیال آنے پر عمل نہ کرنا یہ ایک مجاہدہ ہے جو باطن کو بے حد نافع ہوتا ہے۔ (النورص 83)

عجب کا علاج

حال: کبھی اگر کسی اچھے کام کی توفیق ہو جاتی ہے تو طبیعت نہایت ہشاش بشاش رہتی ہے۔

تحقیق۔ علامت ایمان کی ہے۔

سوال۔ اس میں کچھ حرج تو نہیں شبہ اس لئے ہوا کہ اس کا راز کہیں یہ نہ ہو کہ اپنے اعمال پر خوش ہوتے ہو۔

جواب۔ عمل میں دو حیثیت ہیں ایک اپنا کمال اس اعتبار سے تو اس پر نظر نہ کرنا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ یہ خدا کی رحمت ہے اس اعتبار سے اس پر مسرت خود مامور بہ ہے کہ

قل بفضل اللہ و برحمته فبذ لک فلیفر حوا. (النورص128)

حال: ناجائز آمدنی کا دروازہ خداوند کریم کے فضل وکرم سے پہلے ہی سے بند ہے طبیعت میں تکبر اور غرور تو بالکل نہیں البتہ خودداری زیادہ ہے۔

تحقیق: اپنے عیوب اور اپنا ہیچ ہونا اور فنا ہو جانا سوچا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اس لئے اس میں کمی ہو جائے گی۔

حال: کسی کی سخت بات کہ خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز برداشت بالکل نہیں۔

تحقیق: بہ تکلف ضبط کر کے اپنے عیوب سوچنے لگا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اشتعال کم ہو جائیگا۔

حال: خوشی اور غصہ بھی زیادہ ہے۔

تحقیق: یہ سب اسی کے تابع ہے اسکے علاج سے اس کا بھی علاج ہو جائے گا۔ (النورص175)

حال: زیادہ گوئی کا بھی عیب ہے حتیٰ کہ وظیفہ پڑھنے میں بھی بولتا ہوں اور دل میں یہ

تاویل آتی ہے کہ یہ دنیوی باتیں نہیں دینی ہیں اور دراصل ہوتی تو ہیں دینی باتیں مگر بات یہ ہے کہ جب لوگ باتیں کرتے ہیں تو اپنی طبیعت بھی باتیں کرنے کو چاہتی ہے اور سکوت سے دل گھبراتا ہے سو اس ہوس کو پورا کرنے کیلئے یہ دینی باتیں کرتا ہوں اب حضور فرمائیں کہ یہ بھی قابل ترک ہے یا نہیں اور کم گوئی کی تحصیل کا کیا طریق۔

تحقیق: یہ زیادہ گوئی قابل ترک ہے اور طریق تحصیل تکلف واہتمام الی ان تحصیل الدوام۔ (النور ص 474)

دوم۔ لغو کلام کے کہنے کی عادت ہے گویا امر جبلی جیسا ہو گیا۔

تحقیق: کلام و ترک کلام دونوں اختیاری ہیں مت بولا کرو اس میں بھی ہمت کی ضرورت ہے بدون اس کے کچھ نہیں ہوتا۔ (النور ص 138)

حسد کا علاج

سوم حسد۔ تحقیق۔ ایک تو کیفیت نفسانیہ ہے جس میں انسان معذور ہے ایک عمل ہے مقتضاء پر اس میں انسان ماذور ہے ایک مخالفت ہے اس مقتضاء کی اس میں انسان ماجور ہے یعنی حسد کے غلبہ سے کسی کی مذمت کا تقاضا ہو اس کی مدح کرو اس سے اعراض کو دل چاہا اس سے ملو اس کی تعظیم کرو اس کو ابتداء بالسلام کرو اس کے ساتھ احسان کرو اس کے سوا کچھ علاج نہیں۔ (النور ص 139)

حال: ایک مرض بہت ہی خراب ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے نقصان کی خبر سننے سے یا برائی کی خبر سننے سے دل بلا خیال کے خوش ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ حسد کا مادہ ہے یا حقد کا جبکہ اس شخص سے کوئی رنج پہنچا ہو مگر مادہ پر مواخذہ نہیں اگر اس کے مقتضا پر عمل کیا جائے تو مواخذہ ہے اور عمل اختیاری ہے اس سے بچنا بھی اختیاری ہے لیکن مادہ کو مضمحل کرنا ضروری ہے تاکہ بڑھ نہ جائے اس کی تدبیر یہی ہے کہ شرمندہ ہوں اور حق تعالیٰ سے توبہ کریں اور دعا کریں کہ اس کو دفع کریں اور اس شخص کی اعانت کریں خواہ مال سے یا بدن سے خواہ دعا سے اس سے وہ مادہ کالعدم ہو جائے گا۔ (النور ص 554)

حال: احقر کے اندر سب سے بڑا عیب فی الحال جو ہے حسد ہے۔ امید کامل ہے کہ ازروئے شفقت علاج مرحمت فرما کر سعادت دارین بخشیں۔
تحقیق: جس پر حسد ہوتا ہے اس کی مدح مجمع میں کرنا وہ سامنے آجائے تو اس کی تعظیم کرنا اور اس کیلئے گاہ گاہ ہدیہ بھیجنا اس سے محسود کو محبت ہو جاتی ہے پھر حاسد کو محسود کی صحبت ہو جاتی ہے اور محبوب پر حسد نہیں ہوتا یہ ایک کلی علاج ہے جو جزی معالجات سے سہل الوصول اور سریع الحصول ہے اور حرص کا مستقل علاج بعد میں پوچھ لیا جائے۔ (النور ص 602)

کینہ کا علاج

سوال۔ کینہ کے نکل جانے کی تدبیر تعلیم فرمادیں۔ جواب۔ جس سے کینہ ہو اس کے ساتھ بتکلف اختلاط اور احسان کیجئے اس سے کینہ نکل جائے گا۔ (النور ص 156)
حال: میں دل میں کسی بات کو نہیں رکھتا صاف کہتا ہوں مگر بعض لوگوں کو نا گوار ہوتا ہے اور اگر دل میں رکھتا ہوں تو بغض پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اس کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے۔
تحقیق: ہر جگہ صاف کہنا مناسب نہیں باقی بغض و کینہ کا علاج تبلیغ دین سے کیجئے۔ (النور ص 317)

شبہ بخل کا علاج

سوال۔ ایک مرض چند روز سے اور ہو گیا ہے یہ پہلے نہ تھا یعنی بخل' پیسہ اٹھاتے ہوئے بہت سختی معلوم ہوتی ہے۔ جواب۔ اگر کوئی حق واجب فوت نہ ہو تو کچھ غم نہیں۔ (النور 205)

رغبت الی المعصیت کا علاج

حال: ایک رغبت الی المعاصی یہ اس قدر ہے کہ الامان والحفیظ غرضیکہ دل خوب خراب ہو چکا ہے۔
تحقیق: کر کے ایسے وقت میں عقوبت دوزخ کو یا حق تعالیٰ کے بصیر ہونے کو یاد کر لیا کریں چند بار ایسا کرنے سے یہ مانع ہو جایا کرے گا۔ (النور ص 223)

کبر کا علاج

حال: میں معمولاً ترکی ٹوپی ایک زمانہ سے اوڑھا کرتا ہوں مگر حال میں ایک بات

عجیب وغریب مجھ کومحسوس ہوئی جب سے اسے ترک کرنا چاہتا ہوں اور اکثر معمولی سفید ٹوپی دیا کرتا ہوں وہ یہ کہ اس ٹوپی کے دینے سے نفس خوش ہوتا ہے اور اس کے خلاف میں خلاف شان معلوم ہوتا ہے اور اس کے اوڑھنے سے عجب کبر کی بو آتی ہے۔

تحقیق: واقعی اس عارض کے سبب واجب الترک ہے اور اگر چہ اس کے بعد سے جو مضمون لکھا ہے یہ دلیل عدم کبر کی نہیں یہ بات تو کبر کے ساتھ بھی جمع ہوسکتی ہے۔ (کما ھو ظاہر النور ص 285)

حال: کبھی کبھی یہ دل میں آتا ہے کہ بحمد اللہ احقر ایسے مرشد بابرکت کی خدمت سے فیض حاصل کر رہا ہے کہ بہت لوگوں کو اس سے محرومی ہوئی پھر اس میں شبہ یہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ کبر میں شمار نہ ہو کہ میں تو ایسے پیر مرشد سے تعلیم لیتا ہوں اور جن کو یہ بات حاصل نہیں ان سے میں اچھا ہوں۔

تحقیق: نعمت پر فخر کرنا کبر ہے اور اس کو عطا حق سمجھنا اور اپنی نااہلی کو مستحضر رکھنا شکر ہے۔ (النور ص 485)

سوال۔ لوگوں سے طبیعت میں بڑی وحشت ہوتی ہے یہ تکبر تو نہیں۔

جواب۔ نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ جن سے وحشت ہوتی ہے ان کو حقیر نہ سمجھے جیسے بعض مریض کو غذا سے وحشت ونفرت ہوتی ہے مگر اس کو حقیر نہیں سمجھتا۔ (النور ص 523)

حال: خاص کر وہ کام جو متعدی ہو اور جس کا تعلق اوروں سے ہو مثلاً اب دیوبند سے ہو کر یہاں آیا تھا تو دیوبند میں اپنے وطن کے طلبہ موجود تھے تو وہ اکثر اوقات جو بات انکے سمجھ میں نہ آتی تھی تو وہ آ کر پوچھتے تھے تو جس وقت احقر انکو سمجھاتا تھا اور وہ سمجھ کر خوش ہوتے تو طبیعت میں بڑائی محسوس ہوتی تھی اور جو بات میری بھی سمجھ میں نہ آتی تو بہت ذلت معلوم ہوتی اور اس کہنے میں بھی تکلیف ہوتی کہ میری بھی سمجھ میں نہیں آتی لیکن کہہ دیتا تھا۔

تحقیق: یہی مجاہدہ ہے جو مفتاح مشاہدہ ہے بس اسی کا التزام مطلوب بھی ہے اور مقدمہ مطلوب بھی اس التزام سے اگر چہ بتکلف ہو پھر بلا تکلف اس پر قدرت ہو جاتی ہے۔ (النور ص 593)

بدزبانی کا علاج

حال: میرا مزاج ایسا ناقص ہو گیا ہے کہ جو چیز اپنے خلاف دیکھی سخت غصہ آیا خواہ مخواہ

سخت ہی الفاظ زبان سے نکلنے لگے کسی کے سامنے یہ معاملہ ہو زبان نہیں رکتی۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ کوئی ایسی تدبیر بتلائی جاوے۔

تحقیق: بدزبانی کا علاج بجز ہمت اور قبل تکلم کے تامل اور استحضار عذاب کے کچھ نہیں۔ (النور 289)

خیال بدخواہی کا علاج

سوال۔ جب میرے گھر میں سے زندہ تھی تو بعض وقت یہ خیال ہوتا کہ اگر یہ مر جائے تو میں مولانا کے پاس جا کر خوب ذکر کیا کروں تاوقتیکہ موت آوے جب تک کہیں نہ جاؤں۔ حضرت کی خانقاہ سے میں نے خدا سے تو دعا کی نہیں مگر جی میں یہ خیال کبھی آجاتا تھا۔ اب اس کا اتفاق سے انتقال ہوگیا میرے ذمہ تو گناہ نہیں ہوا۔

جواب۔ اس سرسری خیال سے گناہ نہیں ہوا۔ ہاں اگر دھیان باندھ لیا جاتا کہ یہ مر ہی جائے تو اس میں گناہ ہے اگر تجربہ سے یہ شخص صاحب ہمت وتصرف نہیں تو صرف مسلمان کی بدخواہی کا ورنہ ہلاک وقتل کا بھی اس لئے ایسے خیال کے وقت یوں مناسب ہے کہ فوراً ادھر سے اپنا خیال ہٹالے اور زبان سے یا خیال سے دعا کرے کہ الٰہی سب کی خیر۔ (النور ص 344)

ضرورت ترک فعل عبث

حال: عرض یہ ہے کہ بندہ کو ایک سال بھر ہوا ایک خوشبو ظاہر ہوتی ہے پچھلے سال میں پندرہ روز رہ کر موقوف ہوگئی۔

تحقیق: اس کی تحقیق کے درپے ہونا ہی کیا ضرور ہے نہ کمال ہے اور نہ کوئی ضرر۔ پھر اس کی کاوش کرنا محض فعل عبث ہے جس کا ترک اول قدم ہے سلوک کا۔ (النور ص 382)

غصہ کا علاج

حال: مجھے طبعی طور سے غصہ زیادہ ہے ذرا سی بات پہ حد سے زیادہ غصہ آتا ہے اس وقت عقل نہیں رہتی غصہ نکل جانے کے بعد ندامت ہوتی ہے بہت نادم ہوتا ہوں۔ علاج سوچتا ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور کوئی علاج فائدہ مند نہیں معلوم ہوتا ہے حضور کوئی عمدہ اور مجرب نسخہ گو وہ سخت ہی ہو تجویز فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

تحقیق: جس پر غصہ کیا جائے بعد غصہ فرو ہو جانے کے مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیئے پاؤں پکڑیئے بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھئے ایک دوبارہ ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجائے گی۔ (النور ص 452)

حال: ایک مرض غصہ کا ہے خفیف خفیف بات پر غصہ آجاتا ہے یہ ان لوگوں سے جن سے اکثر میل جول بعض امور کی وجہ سے ہوتا رہتا ہے اور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے اور بعض دفعہ اس کی وجہ سے نماز میں بھی دل نہیں لگتا مہربانی فرما کر نجات کی صورت سے مطلع فرمادیں۔

تحقیق: جس وقت غصہ آوے امور ذیل کی پابندی۔

نمبر 1۔ یہ خیال کریں کہ میں بھی حق تعالیٰ کا خطاوار ہوں اگر وہ بھی اسی طرح غصہ کریں تو میرا کہاں ٹھکانہ۔

نمبر 2۔ اگر میں اس کو معاف کردوں گا اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرمادیں گے۔

نمبر 3۔ اس وقت بیکار نہ رہیں فوراً کسی کام میں لگ جائیں خصوص مطالعہ کتاب میں۔ 4۔ اس جگہ سے ہٹ جائیں۔ 5۔ اعوذ باللہ کی کثرت کریں۔ 6۔ پانی پی لیں۔ 7۔ وضو کرلیں۔ (النور ص 595)

حال: بندہ حقیر اپنے اندر مرض غصہ کو پاتا ہے یعنی جب کبھی خلاف طبیعت کسی سے کوئی بات یا کوئی کام صادر ہو جاتا ہے تو طبیعت بہت بھڑک اٹھتی ہے بندہ کا یہ مرض اختیاری ہے لیکن اس رذیلہ غصہ کے صادر ہونے کے وقت اس کے قبائح پیش نظر نہیں رہتے ہیں۔

تحقیق: العلاج بالضد۔ ذہول کا علاج استحضار ہے ایک پرچہ پر یہ قبائح لکھ کر اپنے پاس رکھو خواہ جیب میں یا بطور تعویذ کے بازو پر غصہ کے وقت اس کا مضمون یاد آجانا یا یاد کرلینا آسان ہوگا۔ (النور ص 629)

وسوسہ ریاء کا علاج

حال: بعض لوگوں نے جو میرے حفظ کلام اللہ شریف کی کیفیت معلوم کی تو میری تعریف کی اس سے ایک قسم کی نفس میں میں نے بشاشت پائی اس وجہ سے مجھے اپنے خلوص نیت میں شبہ واقع ہوگیا ہے اور ارادہ کرتا ہوں کہ حفظ کلام اللہ شریف کا شغل تا خلوص نیت

ملتوی کردوں آئندہ جیسا حضرت کا امر ہو۔

تحقیق: ہرگز ایسا نہ کیجئے۔ بشاشت سے شبہ نیت میں عدم خلوص کا کرنا خود بھی غلط ہے ورنہ شیطان کو ہر عمل صالح کے چھڑا دینے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آوے گا لوگوں سے تعریف کرادی اور آپ کو شبہ میں ڈال دیا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس طرح عمل للخلق ریا ہے ترک عمل للخلق بھی ریاء ہے۔ (النورص 420)

حال: بندہ کو نماز میں بہت وساوس ہوتے ہیں اور ہر کار خیر میں خصوصاً نماز کے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے فلاں فلاں دیکھ رہا ہے اس لئے یہ فعل تیرا ریاء ہے۔

تحقیق: محض کسی کے دیکھنے سے تو ریا نہیں ہوتی جب تک کہ عامل دکھلانے کا قصد نہ کرے اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قصد فعل اختیاری ہے محض دکھلانے کا خیال بلا اختیار آجانا یہ قصد نہیں ہے اس علم کی تصحیح بھی اس خیال کا علاج ہے اور اس خیال کے مقتضاء پر عمل نہ کرنا یعنی طاعت کو ترک نہ کرنا اس علاج کا تکمل ہے۔ (النورص 495)

حال: کبھی ذکر کرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کرے گا۔

تحقیق: عزم نہ ہو تو مضر نہیں۔

حال: اور اگر کوئی منہ پر تعریف کرتا ہے تو بھلا معلوم ہوتا ہے اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: اگر یہ بھلا معلوم ہونا عقلاً برا معلوم ہوتا ہے تو مضر نہیں۔ (النورص 516)

بدگمانی کا علاج

حال: بعض وقت ذرا سی بات پر دوسروں کی طرف سے بدگمانی بھی ہوتی ہے مگر اس کو بھی دل سے بہت دور کرتا ہوں۔

تحقیق: اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ زبان پر اس کو کسی کے سامنے نہ لائیں۔ (النورص 474)

اسراف کا علاج

حال: بندہ کے اندر اسراف کا مادہ ہے اس کا معالجہ تحریر فرمائیں۔

تحقیق: خرچ کرنے کے قبل دو امر کا التزام کرلیں ایک یہ کہ پہلے سوچا کریں کہ اگر اس

جگہ خرچ نہ کروں تو آیا کچھ ضرر ہے یا نہیں اگر ضرر نہ ہو اس کو ترک کر دیں اور اگر ضرر معلوم ہوتا ہو تو پھر کسی منتظم سے مشورہ کریں کہ یہ خرچ خلاف مصلحت اور نامناسب تو نہیں وہ جو بتلا دے اس پر عمل کریں۔ (النور ص 475)

نعمت کی ناشکری کا علاج

حال: عرض یہ ہے کہ آپ کے غلام کو بہت بڑا ایک مرض لاحق ہوا ہے وہ یہ کہ باوجود یہ کہ غلام کے پاس (خدا کا شکر) طرح طرح کے کپڑوں کے جوڑے موجود ہیں جب بھی کسی کے اچھے کپڑا دیکھتا ہوں تو دل میں بار بار یہ بات آتی ہے کہ ایسا کپڑا ضرور لینا چاہئے اور اور چیزوں میں بھی ایسے ایسے خیال آتے ہیں اور اگر وہ چیز مل جاتی ہے تو لینا پڑتا ہے۔ اگر اتفاق سے روپیہ ہاتھ میں نہیں ہوتا ہے تو یہ روپیہ نہ ہونا فقط مانع ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ دوسرے کی اچھی چیز اور خاص کر کے دوسرے کا اچھا کپڑا دیکھ کر اپنا لباس حقیر نظر آتا ہے جو بہت بڑی خطرناک بات ہے دست بستہ عرض ہے کہ غلام کو اس کا کوئی علاج مہربانی کر کے بتلا کر کے سرفراز فرما دیں۔

جواب۔ واقع میں سخت بات ہے کہ اس کا علاج مرکب ہے ایک علم اور ایک عمل سے علم یہ کہ اپنے ذنوب کو مستحضر کر کے سوچا جائے کہ میں ایسے کپڑوں کا بھی بلکہ کسی قسم کی نعمتوں کا بھی مستحق نہیں تھا یہ بھی رحمت ہے کہ ایسے شخص کو ایسی نعمتوں سے نوازا گیا اس کو خوب بار بار سوچا جائے اور عمل یہ کہ موجودہ کپڑوں میں جو کپڑا سب میں کم درجہ کا ہو وہ پہنا جائے اور جب کوئی نیا کپڑا بنانا ہو اس وقت کی کیفیت سے اطلاع کر کے مع اس پرچہ کے مشورہ کر لیا جائے۔ (النور ص 515)

خیالی زنا کا علاج

حال: ہر وقت خواہش زنا کی رہتی ہے مثلاً جو صورتیں پیشتر سے نظروں میں اور دل میں ہیں وہ نکلتی نہیں دوسرے جو مرغوب صورت نظر پڑ جاتی ہے اس کی طرف زنا کا خیال جاتا ہے۔

تحقیق: آپ نے بہت اچھا کیا ظاہر فرما دیا۔ نتواں نہفتن درد از طبیباں حجاب تو وہاں ہو جہاں خدانخواستہ کوئی حقیر سمجھتا ہو یا دوسروں کے سامنے ظاہر کرتا ہو الحمدللہ یہاں اس کا

احتمال ہی نہیں اب علاج عرض کرتا ہوں خیال کا علاج خیال ہے اس وقت یہ خیال کیا کیجئے کہ اگر اس عورت کے شوہر کو اس خیال کی اطلاع کر دوں تو کتنی رسوائی ہو تو حق تعالیٰ تو بے کہے ہی مطلع ہیں کتنی شرم کی بات ہے کہ وہ اس ارادہ کو دیکھ رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں عقوبت جہنم کو بھی مستحضر کر کے اس میں لگ جایئے۔

اس کے بعد دوسرا خط اس کے متعلق آیا۔ (النور ص 569)

جو علاج جناب نے متعلق زنا کے فرمایا اس پر عمل کیا گیا الحمدللہ حضور کی توجہ سے کامیاب ہوا لیکن چونکہ نفس میں تقاضا شدید ہے اس واسطے یہ کرتا ہوں کہ جب ایسا خیال آتا ہے فوراً اپنی بیوی کی طرف خیال کرتا ہوں اور اس صورت پیش نظر کر کے حظ لے لیتا ہوں دوسرے میں شیطان اور نفس کو یہ بتاتا ہوں کہ جس طرح تو مجھ کو دوسری عورتوں کے حظ حاصل کرنے کو کہتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص میری بیوی سے حظ حاصل کرے اور مجھ کو اس کا علم ہو جائے تو میں کیا کروں گا بس فوراً غیرت جوش میں آتی ہے اور کہتی ہے کہ ایسے شخص کو مل جائے تو مار ڈالوں گا جو میری بیوی کی نسبت ایسا گمان کرے یا خیال فاسد رکھے پھر میں نفس اور شیطان سے کہتا ہوں کہ جب مجھ کو اتنی غیرت ہے تو کیا دوسروں کو غیرت نہ ہوگی اور اگر انکو خبر ہو جائے تو وہ بھی مجھ کو مار ڈالیں اور نقصان پہنچائیں پھر یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو ہر طرف سے اور ہر وقت دیکھتے ہیں اور پھر جہنم کا نقشہ اپنے پیش نظر کر لیتا ہوں جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے پس پھر شیطان و نفس سے پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔

تحقیق: بارک اللہ علاج نافع ہوا میرے بتلائے ہوئے نسخہ میں جس جزو کا آپ نے اضافہ کیا ہے یہ جزو اعظم ہے مگر میں اس لئے قلم میں نہ لایا تھا کہ میرا لکھنا خلاف تہذیب ہے اور آپ کا سوچنا اور بات ہے جواب سابق میں ایک مسئلہ فقہیہ رہ گیا ہے وہ نہایت ضروری ہے شاید اس کی ناواقفی سے کسی کو دھوکہ ہو جائے وہ یہ کہ یہ تاویل کہ اگر اس پر جائز قدرت ہو الخ ایسی ہے کہ کوئی شخص سچ مچ کسی عورت سے زنا کرنے لگے اور یہ سوچ لے کہ اگر اس پر جائز قدرت ہو تو اس طرح مقاربت کروں اور اس کے حرام ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں یہی حکم ہے زنا بالقلب کا۔ (النور ص 571)

خودرائی کا علاج

حال: خودرائی کا بھی مرض مجھ میں ہے اس کا تو ضروری علاج ہونا چاہئے ورنہ یہ تو سب کو ملیامیٹ کردے گا۔

تحقیق: ابتداء میں علاج اسی میں منحصر ہے۔ کہ 1۔ ہر وقت اہتمام ومراقبہ رہے کہ اس ذمیمہ کا قرب وقوع تو نہیں ہوا۔ 2۔ جب محسوس ہوا اس کے مقتضاء کی عملاً مخالفت کی جائے۔ 3۔ اگر پھر بھی وقوع ہو جائے نفس کو کچھ مناسب سزا دی جائے خواہ بدنی خواہ مالی مثلاً یہ خیال رکھا کہ کسی امر میں اپنی رائے پر عمل کرنے کا عزم تو نہیں ہوا جب معلوم تو اس رائے پر عمل نہ کیا اگر غلطی سے پھر بھی ہو گیا دس رکعت نفل جرمانہ کی ادا کی یا دو آنہ پیسے خیرات کردیئے مثلاً۔ (النور ص 579)

وسوسہ ناشکری کا علاج

حال: چوری جو ہو گئی ہے اس کا سوچنے سے بھی افسوس نہیں ہوتا۔ کہیں یہ حق تعالیٰ کی ناشکری تو نہیں ہے۔

تحقیق: چوری کا حال حکیم صاحب سے سن کر چوری کا افسوس اور آپ کے استقلال پر سرور ہوا۔ ناشکری کا احتمال عجیب ہے ناشکری جو مذموم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناشی ہے منعم کی بے تعلقی سے اور جو چیز منعم کے غایت تعلق سے ناشی ہو وہ محمود ہے اگرچہ اس کا نام کسی کے اصطلاح میں ناشکری ہو۔ وہ حقیقۃً ناشکری نہ ہو گی گو صورۃً ہو۔ (النور ص 581)

حسد وغبطہ کی حقیقت

حال: غرض یہ کہ اگر کسی امر کی طلب کی جائے تو یہ معلوم کرنا کہ یہ غبطہ مباحہ میں داخل ہے۔ یا ممنوعہ میں اس کا معیار کیا ہے۔

تحقیق: غبط میں اس تفصیل کی کیا دلیل ہے ہم کو تو یہ معلوم ہے کہ حسد وہ ہے جس میں محسود سے زوال نعمت کی تمنا ہو اور غبطہ وہ ہے کہ اس کے پاس رہتے ہوئے اپنے لئے حصول کی تمنا ہو۔ (النور ص 503)

خیالی زناء کی حرمت

حال: موت سے چونکہ علاقہ زوجیت منقطع ہو جاتا ہے تو وقائع سابقہ یا صورت زوجہ سے متلذذ ہونا غالباً ممنوع نہیں۔

تحقیق: وہ تلذذ تو استحضار ہے واقعہ ماضیہ کا جو حلال تھا اس کا تصور بھی نہیں ہوتا کہ میں اب متلذذ ہوں بخلاف اس کے کہ وہ زندہ ہو اور مطلقہ ہو جائے وہاں تو فی الحال تلذذ کا تصور ہوگا اور یہ حرام ہے۔

حال: بعض دفعہ نفس لاعلیٰ التعیین یوں ہی کوئی صورت اپنی طرف سے تراش کر کھڑا کر دیتا ہے اور متلذذ ہوتا ہے یہ دیوانگی تو یقیناً ہے مگر حد معصیت میں بھی داخل ہو یا نہیں۔

تحقیق: عادۃً ممکن ہی نہیں بدون تعیین کے لذت ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر کسی کو تلذذ ہوتا ہو تو آیت فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک هم العادون کے عموم میں داخل ہو کر حرمت کا حکم کیا جائے گا کیونکہ صورت مخترعہ نہ زوجہ ہے نہ مملوکہ پس وراء ذلک میں داخل ہوگی۔ (النور ص 584)

انانیت وخودی کا علاج

سوال۔ یہ انانیت اور خودی دفع ہونے کیلئے کوئی مراقبہ وشغل اور بتلایا جائے کیونکہ احوال اور آثار ہر ایک کے جداگانہ معلوم ہوتے ہیں۔

جواب۔ فرمایا کہ مراقبہ اور شغل تو احوال پیدا ہونے کیلئے کیا جاتا ہے جب احوال پیدا ہو گئے تو پھر اس کی کیا حاجت ہے۔

سوال۔ اس رباعی کا کیا مطلب ہے۔

تا در سر پندار کہ ہستی باقیست — میدان بہ یقین کہ بت پرستی باقیست
گفتی بت پندار شکستم رستم — ایں بت کہ تو پندار شکستی باقیست

جواب۔ فرمایا کہ یہ انکی ایک حالت ہو مطلب یہ ہے کہ شان کبر کی جو ایک ہوتی ہے وہ نہ ہے۔ (تربیت حصہ دوم 33)

حال: جب معمولات ادا کرتا ہوں تو اللھم طھر قلبی من النفاق وعملی من

الوباء الخ اور اخلاص وغیرہ کیلئے دربار خداوندی میں دعا کر کے شروع کرتا ہوں اور درمیان میں کچھ تو جوش وخروش کی وجہ سے کچھ اس وجہ سے کہ حضرت نے وعظ میں فرمایا تھا کہ جب میں طالب میں طلب دیکھ لوں تو ضرور توجہ کروں گا آواز بلند ہو جاتی ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ یہ عمل خلاف اخلاص ہے یا نہیں اگر ہے تو اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: مقوی اخلاص ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔ (النور ص 290)

وسوسہ کبر کا علاج

حال: اپنا حال بغرض اصلاح عرض ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی وضع خلاف شریعت ہوتی ہے یا جو خلاف شرع امور میں مصروف ہوتے ہیں انکی ان باتوں سے دل میں نفرت ہوتی ہے اور بلاضرورت ان سے ابتداء سلام وکلام کرنے کو محض حق تعالیٰ کی رضامندی کے خیال سے دل نہیں چاہتا۔ بایں ہمہ اپنے کو ان سے اچھا نہیں سمجھتا۔

تحقیق: نفرت میں تفاوت ہونا کبر نہیں نفرت اعتقادی تو دونوں جگہ یکساں ہے اور عبد اسی کا مامور ہے اور یہ تفاوت نفرت طبعی میں ہے جیسے انسان کو اپنے پائخانہ سے نفرت کم ہوتی ہے اور دوسرے کے پائخانہ سے زیادہ ہوتی ہے اور راز اس تفاوت کا تفاوت فی الحبت ہے اور ظاہر ہے کہ انسانوں کو اپنے نفس سے زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت غیر کے اور یہی وجہ ہے کہ ماں کو اپنے بچہ کے پائخانہ سے اتنی نفرت نہیں ہوتی جیسا غیر محبوب کے پائخانہ سے سو اس کا کبر سے کوئی تعلق نہیں۔

حال: براہ کرم مطلع فرمایا جائے کہ اس میں کیا کیا قابل عمل اور کیا کیا لائق ترک ہے۔

تحقیق: اوپر کی تفصیل سے سب کا جواب ہو گیا۔ (النور ص 617)

باب۴

اعمال کے بیان میں

عدم التفات واعظ بقبول ونا قبول

حال: بعد نماز جمعہ وعظ کا معمول تھا کہ لوگوں کی بے توجہی دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ میرا ذاتی قصور ہے ورنہ لوگ خود گرویدہ ہوتے اس لئے ترک کردیا۔

تحقیق: برا کیا پھر شروع کیجئے اور یہ مسلک رکھئے۔

ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئی میکنم۔ (تربیت حصہ اول ص 2)

اقامت مدارس کا افضل الاعمال ہونا

حال: قیام مدرسہ وغیرہ سے فکر اصلاح الناس کر رہا ہوں لیکن اپنے تئیں کورا پاتا ہوں۔

تحقیق: نفع رسانی کی برکت سے انشاء اللہ کورے نہ رہیں گے نیز اقامت مدارس سے زیادہ اس زمانہ میں کوئی عمل نہیں ہے۔ (تربیت حصہ اول ص 2)

دوام عمل کی حقیقت

حال: اول تو میں کوتاہی کیا کرتا تھا مگر جو کچھ بھی ہوتا تھا آج کل بعض عوارض کی وجہ سے سب درہم برہم ہو گیا ابھی تک التزاما پڑھنا نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہ بھی ایک قسم کا دوام ہے کہ کبھی ہو کبھی نہ ہو بالخصوص جب سبب اس کا عذر ہے دوسرے یہ کہ کامیابی اس پر موقوف نہیں کہ کبھی ناغہ ہی نہ ہو۔ اس دھن میں لگا رہے گو ناغہ بھی ہو مگر اس کے درپے رہے ایک روز مقصود حاصل ہوگا۔ (تربیت حصہ اول ص 6)

بوجہ نیند تہجد نہ پڑھ سکنا قابل افسوس نہیں

حال: اکثر یہ امر پیش آیا ہے کہ تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی۔

تحقیق: حدیث میں ہے لاتفریط فی النوم۔

حال: اب اگر یہ بھی میسر نہیں تو اور کیا امید ہوسکتی ہے افسوس ہی افسوس ہے۔

تحقیق: یہ کیا تھوڑی دولت ہے۔

دوست دارد دوست ایں آشفتگی کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

بعد العشاء نوافل تہجد

(تربیت حصہ اول ص 6)

حال: اور کوئی صورت ایسی ضرور تحریر فرمائیں کہ تہجد کو بالضرور بیدار ہو جاؤں اور اپنے کام میں لگوں۔ تحقیق۔ سردست اول شب میں کرلیا جائے۔ (تربیت حصہ اول ص 7)

حال: میرے حق میں دعا فرمائیں کہ توفیق ومداومت اشغال نصیب ہو ہمت امور دین میں بہت پست ہے۔

تحقیق: آپ زیادہ پریشان نہ ہوں بعد نماز عشاء کے نوافل اور ذکر وشغل سب کرلیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ شدہ شدہ آخر شب میں بھی توفیق ہونے لگے گی۔ (تربیت حصہ اول 42)

حال: معمولات بفضلہ تعالیٰ پڑھ رہا ہوں صرف نماز تہجد و دوازدہ تسبیح میں خرابی واقع ہوگئی وجہ یہ ہوگئی کہ میں بیمار پڑا تو یہ خیال ہوا کہ اب تو بے نماز پڑھے تو ثواب ملے گا کیونکہ مرض میں صحت کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

کثرت سردی کی وجہ سے کاہلی بھی ہوجاتی ہے صبح کو ندامت ہوتی ہے کہ کیوں سورہا اے میرے معالج اب حضرت ہی توجہ فرمائیں اور اس خادم کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: دعا سے تو انکار نہیں مگر اصل علاج اس کا ہمت ہے کیونکہ یہ افعال اختیاریہ میں سے ہے مثل اکل وشرب کے کیا کبھی اس کیلئے دعا کرائی ہے کہ میں روٹی توڑ کر کھالیا کروں اگر ہمت کرنے سے بھی آخر شب میں آنکھ نہ کھلے تو بعد عشاء پڑھ لیا کریں اور بیماری میں صحت کا ثواب ملنا عاجز کیلئے ہے نہ کہ قادر کیلئے وہ وسوسہ تھا دفع کریں۔ (تربیت حصہ سوئم ص 2)

غیر واجب کا ترک موجب شیطان نہیں

حال: بعد نماز عشاء نام کو معدودہ چند رکعت تہجد بھی پڑھ لیتا ہوں اگرچہ پچھلی شب میں

اٹھتا ہوں مگر نماز و ذکر کی توفیق نہیں ہوتی انکو اپنے نفس کو ملامت وغیرہ سب کچھ کرتا ہوں مگر کچھ نتیجہ نہیں نکلتا شیطان و نفس غالب ہو رہے ہیں۔

تحقیق: غیر واجب کا ترک کرنا نفس و شیطان کا غلبہ نہیں ہے یہ علامت و ندامت انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز کام کرے گی اگر اس وقت زیادہ نہ ہو چار پائی پر بیٹھ کر ایک دو تسبیح پڑھ لیا کیجئے۔ (تربیت حصہ اول ص 21)

بیوی کی نا اتفاقی کی وجہ سے کلفت اٹھانا بھی مجاہدہ ہو

حال: جناب کی شفقت بزرگانہ پر بھروسہ کر کے کچھ اپنی دردناک حالت عرض کرتا ہوں بدقسمتی سے میرا عقد جس خاتون سے ہوا ہے وہ اور میں دونوں بالکل متضاد طبیعت کے واقع ہوئے ہیں اور اس میں نہ میں اپنی شریک قسمت کو الزام دیتا ہوں نہ حقیقتاً ان میں کوئی نقص ہے بلکہ میں ہی ایک انوکھی طبیعت کا شخص ہوں اس مختلف الخیالی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں میں بجائے اُنس کے ایک ایسی مغائرت کی دیوار کھڑی ہوگئی کہ جو روز بروز مضبوط ہی ہوتی جاتی ہے ان خانگی پیچیدگیوں نے جو اثر میری زندگی پر سخت کاروبار پر ڈالا ہے اس کا ضبط تحریر میں آنا تقریباً ناممکن ہے ایک دائمی افسردگی نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور روز بروز میری زندگی معرض اندیشہ میں ہوتی جاتی ہے۔ ارادہ کر رہا ہوں کہ چند روز کیلئے خدمت والا میں حاضر ہو کر حضور کی توجہات سے مستفید ہوں۔

تحقیق: آ عزیز کا خط آیا برخوردار ماشاء اللہ تعالیٰ آپ ایک مستقل باہمت آدمی ہیں پھر اس قدر بے صبر اور بے استقلالی یہی تو مواقع ہوتے ہیں عزم و ہمت کے دیکھنے کے یہاں آنے کو جو لکھا ہے میرے سر آنکھوں پر کرم نماؤ فرود آ کہ خانہ خانہ تست مگر یہ تو سمجھئے کہ جس غرض کیلئے ایسا خیال ہے وہ خود موقوف ہے مجاہدہ پر اور جو ناگواری آپ کو پیش آ رہی ہے یہ خود ایک بڑا مجاہدہ ہے اگر آپ کو دوسرے رنگ کی طلب ہے تو اس کیلئے حالت موجودہ میں آپ خوب تیار ہو سکتے ہیں پس برداشت کیجئے پھر موقع پر یہاں آیئے کہ تھوڑی توجہ میں کام بن جائے گا۔ (تربیت حصہ اول ص 30)

قبل نماز فجر تلاوت قرآن و مناجات مقبول میں مضائقہ نہیں

حال: اس ناکارہ نے تھوڑے دنوں سے حضور کی توجہات سے بتوفیق خداوندی تہجد

پڑھنا شروع کیا ہے مگر صبح کو جلدی میں کچہری جانے کے سبب دعا حزب البحر دلائل الخیرات دعا مغنی مناجات مقبول اور قرآن مجید بھی قبل نماز فجر پڑھا کرتا ہوں۔

تحقیق: مضائقہ نہیں۔ (تربیت حصہ اول ص 33)

تمناء دیدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقدم ضرورت عمل ہو

حال: اس کمترین کو یہ آرزو ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار مقدس سے خواب میں مشرف ہوتا۔ آنجناب سے اللہ واسطے درخواست ہے کہ دعا یا درود کی ترکیب مرحمت فرمائی جائے۔

تحقیق: اس سے زیادہ ضروری دعا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضروریات میں مشغول اور متوجہ فرمائیں۔ (تربیت حصہ اول ص 41)

دعا بعد ختم ذکر و تلاوت قرآن

سوال۔ ذکر ختم ہونے پر کوئی دعا پڑھ کر اٹھنا چاہیے یا یوں ہی۔

جواب۔ یہ دعا کیجئے اے اللہ اپنی محبت و معرفت اور توفیق ذکر و طاعت نصیب فرما۔

سوال۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد کس طرح پر دعا مانگ بیجائے۔

جواب۔ اوپر والی دعا کے ساتھ اتنا اور اضافہ کر دیجئے کہ تلاوت و عمل بالقرآن کی توفیق بھی بخشئے۔ (تربیت حصہ اول ص 49)

بعذر سفر ناغہ مضر نہیں

حال: سفر تمام معمولات بند ہیں صرف ورد اسم ذات خفی 24 ہزار برابر ہوتا ہے ہمیشہ قرآن شریف اور مناجات مقبول پڑھتا تھا مگر بوجہ سفر ممکن نہیں معلوم ہوتا۔

تحقیق۔ مکرمی اسلام علیکم ورحمۃ اللہ بعذر سفر ناغہ ہونا مضر نہیں حدیث بھی اس کی مؤید ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ بھی ہمت ہے کہ اسم ذات 24 ہزار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ برکت فرمائے باقی دعاء خیر کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ دوم ص 2)

حال: حضرت قبلہ مولانا دام اقبالہ۔ بعد سلام مسنون آنکہ طبیعت کی عجب حالت ہے اس وقت تک درست نہیں ہوئی کمزوری بہت زیادہ ہے بخار برابر آئے جاتا ہے اوراد کا

سلسلہ بالکل مفقود ہو گیا ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر دماغ کام نہیں دیتا۔

تحقیق: اسلام علیکم۔ حالت موجودہ میں بخار وضعف کے سبب جو بیکاری ہے یہ نفع میں اس کام سے کم نہیں جو آپ پہلے سے کر رہے تھے ہرگز پریشان نہ ہوں جب کامل صحت ہو جائے گی اس وقت پھر شروع کر دیجئے۔ والسلام (تربیت حصہ پنجم ص 84)

حال: میں اس وقت سفر میں ہوں اکثر اشغال جو حضور نے ہدایت فرمائے تھے بے وقت کرنے کی نوبت آتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے جس کا سخت افسوس ہوا کرتا ہے۔

تحقیق: عذر سے ایسا ہو جانا قابل افسوس نہیں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول 58)

تعلیم طلبہ ونصیحت ترک نہ کرنا چاہئے

حال: میرا حال آج کل میرے خیال میں نہایت برا معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ تعلیم طلبہ اور نصیحت عوام میں اژدحام کے سبب سے کبھی تنگ اور پریشان ہوتا ہوں اور کبھی کبھی سخت کلامی بھی کرتا ہوں اس میں ضرور میں گنہگار رہوں گا اس میں خوف تباہی ہوتا ہے اور اذکار و اشغال غالباً ناغہ ہوتے ہیں مگر پورا کیا جاتا ہے اس واسطے دل ہمیشہ دردناک رہتا ہے۔ اب کے سال خدا کے فضل سے کچھ باغ جس میں مکان ہے اور کچھ پیداواری زمین خرید کیا ہوں۔ انشاء اللہ اوقات بسر کیلئے دوسرے کی محتاجی کی ضرورت نہ ہوگی۔

تحقیق: تعلیم طلبہ اور نصیحت کو ترک نہ کیجئے گو تنگی اور پریشانی ہو حتی الامکان حدود شرعیہ سے غیظ وغضب میں تجاوز نہ کیا جائے اور جو غلطی ہو جائے استغفار سے اس کا تدارک کیا جائے اور اذکار و اشغال بالکل تو ترک نہ کریں کہ بے برکتی اعمال میں ہو جاتی ہے لیکن اگر تقلیل ہو جائے تو مضر نہیں نفس رسانی اس سے افضل ہو۔ اس سے دل خوش ہوا کہ آپ کو اطمینان معاش حاصل ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے غوائل سے محفوظ رکھے انشاء اللہ جب نیت آپ کی خالص ہے اور عزم بھی تقویٰ کا ہے تو غوائل سے محفوظ رہے گی۔ (تربیت حصہ دوم ص 8)

ضرورت دوام عمل

حال: اب یہ حالت ہے کہ کسی کو دنیا تو کیا بلکہ اگر حلال طور سے مل جائے تو اور

بڑھانے کی فکر ہے اور مجھ کو اپنے میں یہ خرابی معلوم ہوتی ہے کہ غصہ زیادہ ہوگیا ہے اور اگر چہ کوئی فعل غصہ میں خلاف شرع نہیں ہوتا ہے اور حواس بخوبی اختیار میں رہتے ہیں۔ لڑکوں کو زدوکوب کی ضرورت ہوتی ہے گرمیوں میں جب تک پنکھا ہوتا ہے تو نیند آتی ہے بعد اس کے مشکل ہوتی ہے۔ گوشت اگر کھانے میں نہ ہو تو سیری نہیں ہوتی ذکر بارہ تسبیح ہمیشہ کیا کرتا تھا اور کرتا ہوں کبھی اطمینان ہوا تو توجہ قلب کیا اور کوئی فکر ہوا تو بلا حضور قلب کیا ناغہ ہوگیا تو قضا کرلیا اختلاط ہر دم سے پہلے متنفر تھا اور اب بھی ہوں مگر وہ نفرت سابقہ نہیں ہے کوئی ذکر نیک ہوتا ہو اس پر سامعین کو رونا آتا ہے مگر میرے ایک آنسو بھی نہیں نکلتا اب حضور میرے امراض کا علاج اور پرہیز تحریر فرمائیں۔

تحقیق: حرفاً حرفاً حالات پڑھے آپ کو ناحق کا فکر ہوگیا۔ جب تک معاصی سے محفوظی سے ہرگز بدحالی نہیں ہے مباحات کو حق تعالیٰ نے استعمال ہی کیلئے بنایا ہے۔ باقی احوال ومواجید کا ایک حال پر رہنا ضروری نہیں۔ البتہ جس کا التزام کرلیا جائے اس پر حتی الامکان دوام رکھا جائے خواہ دل لگے نہ لگے یا باقی حال میں جو تغیر اس قسم کا ہو اس کی طرف اصلا التفات نہ کریں۔ (تربیت حصہ دوم ص 47)

ایک اور طبیعت چاہتی ہے اگر مناسب اور بہتر سمجھئے تو تحریر فرمائیں وہ یہ کہ اب میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ رات کو بعد نماز عشاء کے بھی ذکر میں مشغول رہا کروں اور تہجد وغیرہ بھی اسی سلسلہ میں وقت آنے پر پڑھا کروں کیونکہ رات میں یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ کی عظمت وہیبت بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے رات کو اگر اجازت ہو تمام رات عبادت میں مشغول رہا کروں۔

اور چونکہ وہ موقوف ہے حفظ صحت پر اس لئے وہ بھی مطلوب ہے گو بغیرہ سہی اور زیادہ جاگنے سے صحت محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے شب بھر جاگنے کا ہرگز ارادہ نہ کریں سنت کے بھی خلاف ہے اول تو شب وروز میں آٹھ گھنٹہ ورنہ کم ازکم چھ گھنٹے سونا ضروری ہے ورنہ اب تو کپڑے پھاڑ کر جنگل جانے کو صرف دل ہی چاہتا ہے اس وقت پھر سچ مچ غلبہ جس سے ایسا ہی ہونے لگے گا۔ (تربیت حصہ سوئم ص 18)

سوال۔ بعد نماز فجر ایک ہزار بار اسم ذات آہستہ پڑھ لیتی ہوں عرصہ ہوا کہ میں نے

خواب دیکھا کہ...... والد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک تسبیح اسم ذات کی پڑھ لیا کروں اس سے بہت فائدہ ہوگا چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کر دیا چند روز کے بعد خیال آیا کہ یہ تو بہت کم ہے بس ایک ہزار بار پڑھنے لگی اب جو ارشاد ہو بجالاؤں۔

جواب۔ایک ہزار بار جو کہ معمول ہے کافی ہے پھر بھی اطلاع دیں۔

حال: پڑھتے وقت دل چاہتا ہے کہ دل میں بھی اللہ اللہ کے سوا کچھ نہ ہو مگر باوجود کوشش کے تمام خیالات ہجوم کر آتے ہیں۔

تحقیق: کچھ ہرج نہیں کئے جاؤ انشاءاللہ سب خیالات مرضی موافق ہو جائینگے پریشان نہ ہوں۔

حال: اور یہی حالت نماز میں ہوتی ہے ایک ایک لفظ سوچ کر پڑھنے سے کچھ فائدہ ہوتا ہے لیکن کامل یکسوئی نہیں ہوتی۔ تحقیق۔اس میں زیادہ مبالغہ نہ کریں۔(تربیت حصہ چہارم ص55)

حال: میں بعد نماز تہجد دوازدہ تسبیح پڑھتا ہوں اور چھ ہزار بار اسم ذات اور پانچ ہزار بار استغفار پڑھتا ہوں اور یہ عدد دن رات میں پورے کر لیتا ہوں اب گزارش یہ ہے کہ میں بارہ ہزار بار اسم ذات اور دس ہزار بار استغفار پڑھنا چاہتا ہوں اجازت اگر ہو تو اتنا پڑھ لیا کروں۔

تحقیق: ذمہ تو اتنا ہی سمجھئے جتنا پہلے سے معمول ہے باقی بدون ذمہ داری جس روز چاہیں خواہ ہر روز جتنا چاہیں خواہ اسی قدر جتنا لکھا ہے پڑھ لیا کریں یہ مصلحت ہے۔(تربیت حصہ چہارم ص63)

حال: یہ دل چاہتا ہے کہ وقت ملتا تو تنہائی میں جنگل میں ذکر کرتا مگر کوئی وقت نظر نہیں آتا۔

تحقیق: تھوڑا سا نکال لیجئے تاکہ قدرے تسلی ہو تسلی کیفیت میں اعتدال رہے گا اور دوام کیلئے اس کی ضرورت ہے۔ ورنہ احیاناً عمل پر کیفیت غالب آجاتی ہے اور اصل مقصود عمل ہے اس نشاۃ دنیویہ میں البتہ اس عالم میں کیفیت ہی مطلوب ہے مع ثمرا تھا۔(تربیت حصہ پنجم ص194)

تحقیق: جو کچھ بھی ہو اعمال میں بلا عذر اختلال ہونا مضر ہے جس طرح بن پڑے بے تکلف اعمال ادا کر لینے چاہئیں ورنہ تھوڑے دنوں میں تعلق بھی نہیں رہتا۔(تربیت حصہ پنجم ص217)

حال: وہ جو دولت کیفیت آنحضور کی خدمت مبارک سے لیکر آیا تھا کئی دن ہوئے کہ وہ مسلوب کر لی گئی اگرچہ اپنی بد اعمالی ہی کی وجہ سے مسلوب ہوئی ہوگی مگر دل کو قلق و افسوس ہے لیکن الحمدللہ کہ معمولات میں زیادہ فرق ابھی تک تو نہیں ہوا۔

تحقیق: احوال تابع اعمال کے ہیں اعمال پر استقامت کا اہتمام رکھنا ضروری ہے۔ اس سے احوال محمودہ ہر وقت کے مناسب خود بخود پیدا ہوتے ہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ کوئی حال ان میں سے سالک کی طبیعت کے موافق نہ ہو لیکن مصلحت کے موافق ضرور ہوتا ہے جس کا سمجھنا محقق کا کام ہے نہ کہ مقلد و مبتدی کا مقلد کو محقق کا صرف اتباع اور اس کے کہنے سے اجمالاً اس کو مصلحت سمجھ لینا کافی ہے جب دولت تحقیق نصیب ہوگی خود بخود سمجھ میں آنے لگے گا اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ کے معمولات جاری ہیں یہی بڑی چیز ہے اطمینان سے کام میں لگے رہئے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 263)

حال: حالت یہ ہے کہ عرصہ سے تہجد کی پابندی نہیں ہوتی۔

تحقیق۔ عشاء کے بعد پڑھ لیا کرو

حال: ذکر لسانی بھی قریب قریب موقوف ہے کبھی ہو گیا کبھی نہ ہوا۔

تحقیق: یہ ٹھیک نہیں کرنا چاہئے خواہ وقت بدل دیا جائے خواہ مقدار کچھ کم کر دی جائے۔

حال: بعض دفعہ نماز میں ہجوم وسواس بہت ہوا۔

تحقیق۔ اگر بلا قصد ہے تو قابل نظر نہیں اگر بقصد ہے قصد قطع کرنا چاہئے۔

حال: جناب والا نے تحریر فرمایا تھا کہ مواعظ اور تربیت السالک بالدوام مطالعہ کیا کرو کچھ روز تک اس پر عمل رہا لیکن طبیعت نہیں لگی تھوڑا سا جہاں پڑھا نہیں کہ طبیعت گھبرانے لگتی ہے۔ البتہ دیوان حافظ اور مثنوی شریف کی شرح دیکھنے میں بہت طبیعت لگتی ہے مضامین مواعظ اگرچہ نہایت نافع اور عجیب ہیں۔ طبیعت تو چاہتی ہے خوب دیکھا کروں لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا۔ خدا جانے کیا بات ہے۔

تحقیق: گو طبیعت نہ لگے زیادہ وقت اس میں صرف کرنا چاہئے اور دیوان اور مثنوی میں گو دل لگے مگر ان میں کم وقت صرف کرنا چاہئے اور مواعظ کی نسبت جو لکھا ہے کہ اس پر عمل نہیں ہوتا مجھ کو اس مضمون سے سخت تکلیف پہنچی افسوس پار ہو کر ڈوب جانا چہ معنی۔ کیا عمل پر قدرت نہیں یا عمل کی رغبت نہیں جلد جواب دیں۔ (تربیت حصہ ہفتم 83)

حال: اسم ذات کے ذکر میں لطائف میں سے کوئی کیف ایسا پیدا ہوتا ہے کہ جب تک

طبیعت کا زور قائم رہتا ہے ذکر کرنے سے سیری نہیں ہوتی لیکن نفی اثبات میں دل نہیں لگتا۔
تحقیق: یہ سب عارضی امور میں ذاکر کو قبل تمکین ایسے امور پیش آتے ہیں اور ان میں تغیر و تبدل بھی ہوتا رہتا ہے۔ مگر استقامت کے ساتھ مشغول رہنے سے حسب استعداد اخیر میں مناسب حالت محمودہ پر قرار ہو جاتا ہے اس لئے ان انقلابات سے بالکل قطع نظر کرنا چاہئے مقصود دوام کو رکھنا چاہئے۔ دوام طاعت و کثرت ذکر فقط۔ (النور ص 161)

حال: عرض پرداز خدمت عالی ہوں اللہ تعالیٰ جناب والا کو ہمیشہ سلامت رکھے میری اصلاح کیجئے میرا یہ حال ہے کہ جب میرے پاس یہ بچے...... وغیرہ رہتے ہیں انکے کام اور محبت میں زیادہ دل لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوعات کم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کچھ گناہ ہو جاتا ہے دل میں شرمندگی اور گھبراہٹ رہتی ہے مگر گناہ کرنے سے طبیعت باز نہیں رہتی اور کبھی تو گناہ کر کے دل سے بے حد توبہ نکلتی ہے اور کبھی پریشانی ہی رہتی ہے۔
تحقیق: یہ سب حالات اچھے ہیں اور علامات اس کے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قلب میں حیات ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ ایسے تغیرات سب کو پیش آتے ہیں کبھی کمی کبھی زیادتی اس کا کچھ غم نہ کریں۔ اولاد کی محبت اور ان کی خدمت یہ ان کا حق ہے اس سے جو حالت باطنی میں کمی ہو جائے وہ بری نہیں امر طبعی ہے۔ البتہ جو گناہ کی کوئی بات ہو جائے خواہ اس میں کمی بھی نہ ہو وہ بری ہے اس سے استغفار اچھی طرح کرنا چاہئے اور حتی الامکان آئندہ اس سے بچنے کی ہمت کرنا چاہئے اگر پھر ہو جائے پھر ایسا ہی کرنا چاہئے اسی طرح عمر بھر ہمت نہ ہارے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طریق سے ایک روز کامیابی ہو جائے گی۔ اطمینان رکھیں اور جو اوراد اپنے ذمہ کر لئے ہیں وہ جس طرح بن پڑے پورے کر لئے جائیں میرے مواعظ کے مطالعہ کو بھی ان اوراد میں داخل سمجھیں۔ (النور ص 192)

حال: میرا حال بدستور ہے وظیفہ جو میرا مقرر ہو پڑھ لیتی ہوں۔
تحقیق۔ اللہ تعالیٰ نفع بخشے

حال: اور قریب قریب ہر وقت کبھی دل میں اور کبھی زبان سے اللہ اللہ کہتی رہتی ہوں

دھیان اکثر اللہ ہی کی طرف رہتا ہے۔ (تحقیق) الحمدللہ۔

حال: مگر پھر بھی جو بات دنیا کی اپنے متعلق ہوتی ہے اس کا بھی بہت فکر اور دھیان لگا رہتا ہے یا کوئی کام اپنے ذمہ ہوتا ہے اس کا بھی دھیان لگا رہتا ہے۔

تحقیق: یہ طبعی بات ہے اس کا کچھ ڈر نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اثر بھی خود بخود کم ہو جائے گا۔ جوں جوں ذکر کو غلبہ ہوگا۔

حال: مگر اس فکر اور دھیان میں الجھن دل میں بہت رہتی ہے۔

تحقیق: یہی علامت ہے اس کی انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اثر کم ہو جائے گا جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔

حال: جی یہ چاہا کرتا ہے کہ دنیا کی کسی بات کا فکر زیادہ دل میں نہ ہوا کرے اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام فکروں سے زیادہ اپنا دھیان دل میں سمائے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو جائے گا۔ ذکر و فکر نہ چھوڑنا۔ (النور ص 325)

حال: قبلہ گاہا بندہ ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ نمازوں کا قرض سر پر ہے اور اگر ان کے ادا کرنے سے پہلے زندگی ختم ہو جائے تو شاید ان کے بدلے کیسا حال ہو۔ سخت اندیشہ ہے کہ اب یہ حالت ہے شاید اس سے بھی بدتر نہ ہو جائے۔ اپنے گناہوں سے سخت پریشانی ہے۔

تحقیق: تھوڑا تھوڑا قضا کرتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ از خود تنگی رفع ہو جائے گی۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ایک دن کے ناغہ سے قضا شروع کریں۔ وہ بہت سہل ہو جائے گا اور کام اگرچہ چستی سے نہ ہو سستی ہی سے سہی جس طرح ہو کر لیا جائے۔ دعا بھی کرتا ہوں۔ (رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ النور ص 247)

حال: ایک شخص نے اپنی یہ حالت لکھ کر بھیجی کہ میں بوجہ کثرت کاروبار کے معمولات و اوراد کو پورے طور پر نہیں کر سکتا۔ اکثر ناغہ ہو جاتے ہیں اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔

تحقیق: جتنا ہو سکے کرتے رہیے جو کمی رہ جائے استغفار و ندامت کیجئے انشاء اللہ محروم نہ رہیں گے۔ (اشرف علی) (النور ص 159)

حال: خداوند تعالیٰ کی یاد تو دل پر پہلے بھی رہتی تھی مگر اب اس قدر ترقی ہوگئی ہے کہ سوتے میں بیٹھتے میں ہر وقت ہی ہے اور دل سے رونا آتا ہے کبھی سونے سے بیدار ہو جاتا ہوں اور دل یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت بیٹھ کر سوچا کروں بلکہ ذکر کے وقت بھی یہی دل چاہتا

ہے کہ ذکر چھوڑ دوں اور بیٹھ کر سوچتا رہوں اور ذکر میں طبیعت کم لگتی ہے۔ ہر وقت وہی خیال رہتا ہے کہ چھوڑ دو اور بیٹھے رہو اس کیلئے جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: یہ جولکھا ہے کہ ذکر چھوڑ دوں اور بیٹھ کر سوچا کروں سو یہ برکت ذکر کی ہے کہ فکر سے انس ہو گیا ہے ذکر کو ہرگز نہ چھوڑنا ورنہ بناء کے انعدام سے مبنی کا انہدام ہو جائے گا خواہ دل لگے یا نہ لگے معمولات پر استقامت رکھیں۔ (النور ص 21)

ضرورت اصلاح اخلاق

حال: یہ مرض مجھ میں بہت بڑا ہے کہ طلبہ کی بداخلاقی و بداعمالی دیکھ کر دل بہت متاثر ہوتا ہے بایں وجہ کبھی سختی تک نوبت آجاتی ہے بخلاف اپنی حالت کے کہ اول تو اپنی بداخلاقیوں و بداعمالیوں پر نظر ہی نہیں ہوتی اور اگر اتفاقاً کہیں نظر ہوئی بھی تو دل اپنے اوپر ایسا متاثر نہیں ہوتا جیسا غیروں پر۔

تحقیق: یہ تفاوت تو طبعی ہے امور طبعیہ پر ملامت نہیں البتہ اپنی اصلاح سے غافل و کاہل نہ ہونا چاہئے اور جس پر قدرت ہو اس کی بھی اصلاح کا اہتمام چاہئے باقی دونوں جگہ اخلال کے آثار میں جو تفاوت ہو وہ مضر نہیں جیسا اوپر لکھ چکا ہوں۔ (النور ص 548)

احادیث افضل الاعمال میں تطبیق

سوال۔ حدیث شریف میں قرآن کی تلاوت کے فضائل دیکھے تو تلاوت افضل معلوم ہوتی ہے اور درود کے فضائل دیکھے تو درود شریف کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تسبیح تقدیس کی اس میں تطبیق کی صورت کیا ہے۔

جواب۔ تعارض ہی کب ہے وجوہ فضیلت کے مختلف ہیں باقی حالت ہر ایک کی جدا ہے اور مختلف اوقات میں حالات مختلف ہیں اسی لئے تو شیخ کے مشورہ و تجویز کی ضرورت ہے اب آپ یہ دیکھیں کہ آپ کو جمعیت خاطر کس میں زیادہ ہوتی ہے فقط۔ (تربیت حصہ سوئم ص 3)

جبلی طور پر ناغہ ہو جانا خلاف دوام نہیں

حال: استغفار میں صرف پانچ ہزار بار یومیہ پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن خدا جانے کیا سبب ہے کہ میں جب کبھی کام پابندی اوقات سے کرنا چاہتا ہوں۔ تین چار یوم تو کامیابی ہوتی

ہے اور پھر اس قدر وحشت ہوتی ہے کہ پریشان ہو کر سب کچھ چھوڑ دیتا ہوں۔
تحقیق: بعض طبائع کا یہ جبلی خاصہ ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں ایسے شخص کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بھی ایک قسم کا دوام ہے کہ کبھی ہوا کبھی نہ ہوا اسی طرح کرتے رہنے سے دوام حقیقی میسر ہو جاتا ہے حاصل یہ کہ وہ گو دوام نہیں مگر بحکم دوام ہے اثر اور برکت میں۔(تربیت حصہ چہارم ص38)

طالب علمی میں تہجد و نوافل پڑھنا

سوال۔ اور نوافل طالب علم کیلئے فی نفسہ نامناسب ہیں یا اس وجہ سے کہ تعلیم میں نقصان ہوگا پس اگر تعلیم میں نقصان نہ ہو مثلاً اذان کے بعد ہی مسجد میں آگئے اور جماعت میں دیر ہے تو نوافل پڑھ لے تو کیا حرج ہے۔

جواب۔ کچھ حرج نہیں افضل و اکمل ہے۔(تربیت حصہ چہارم ص 44)

نماز میں دلجمی نہ ہونا

حال: فجر اور عشاء کی نماز میں خوب دل لگتا ہے اور باقی تین وقتوں میں ایسا دل نہیں لگتا۔
تحقیق: چونکہ کاموں کی طرف دل رہتا ہے مگر کچھ فکر نہ کریں انشاءاللہ خود بخود لگنے لگے گا۔
حال: پانچ چھ روز تک عشاء کی نماز بالکل تنہائی میں پڑھی تھی قصداً نہیں بلکہ موقع ہی ایسا پڑ گیا تھا عشاء کی نماز پڑھنے میں اور خاص کر الا اللہ پڑھنے میں دل میں ایسا خیال رہتا تھا کہ میری داہنی جانب ایک شخص سفید پوش کالا رنگ دبلا پتلا سر پر بال جس طرح سے کہ پٹے رکھاتے ہیں۔ کرسی پر بیٹھا رہتا ہے جب مڑ کر داہنی طرف دیکھتی تو کچھ نہیں پھر پڑھنے میں مشغول ہو جاتی تو پھر وہی خیال رہتا اور کچھ ڈر بھی نہیں معلوم ہوتا بلکہ اچھا لگتا۔
تحقیق: یہ ہونا بھی مضر نہ تھا لیکن نہ ہونا زیادہ بہتر ہوا غیر کی طرف مشغولی گو وہ مخلوق طیب ہی ہو پھر ایک گونہ حجاب ہے۔ صفر 34ھ (تربیت حصہ چہارم ص58)

اتباع سنت سب مصالح پر راجح ہے

حال: ایک روز خادم کتاب مبارک ضیاء القلوب مصنفہ جناب حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہ کا مطالعہ کر رہا تھا کہ کتاب موصوف میں لکھا دیکھا کہ تہجد کے وقت بارہ رکعت پڑھے

اور ہر رکعت میں سورہ اخلاص تین تین بار پڑھے اس روز سے بہ تقاضائے قلب اس پر عمل ہے۔
تحقیق: مشائخ نے یہ طریقہ ان پڑھ لوگوں کیلئے تجویز فرمایا ہے۔ ورنہ افضل بوجہ موافقت سنت کے یہی ہے کہ کوئی سورت معین نہ کریں اور ظاہر ہے کہ اتباع سنت کو سب مصلحتوں پر ترجیح ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 57)

بجائے تلاوت قرآن مجید روزانہ تفسیر بیان القرآن پڑھنا

حال: بے علمی یا کم علمی سے اکثر اوقات خصوصاً قرآن مجید کی تلاوت میں بہت دل پریشان ہوتا ہے۔ بیان القرآن کامل دہلی سے منگوائی ہے اگر اسی کے پڑھنے کیلئے روزانہ اس قدر وقت مقرر کرلوں جس میں پاؤ پارہ مع تفسیر پڑھا کروں اور اس طرح پڑھوں کہ اہلیہ بھی سنیں تو مناسب ہے۔
تحقیق: بالکل مناسب ہے مگر جو مقام سمجھ میں نہ آئے رائے سے مطلب نہ بتایا جائے۔

اکثار درود شریف

حال: بعد فراغ ذکر قیام وقعود میں اکثار درود شریف کو جی چاہتا ہے اگر اجازت ہو تو پڑھ لیا کروں۔ تحقیق۔ ضرور۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 94)
اگر اردو مناجات سے دلچسپی ہو تو وہ بہتر ہے۔
سوال۔ مناجات مقبول عربی میں پڑھنا افضل ہے یا اردو میں پڑھتی ہوں کیونکہ عربی کا علم نہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہی ہوں اور اردو میں دلچسپی ہوتی ہے کہ یہ پڑھ رہی ہوں۔
جواب۔ اس خاص حالت میں اردو ہی بہتر ہے۔ (تربیت حصہ چہارم ص 58)

تلاوت بدون بقاء استحضار بھی کافی ہوتا

حال: الحمدللہ بفضلہ تعالیٰ و بہ برکت حضرت اعلیٰ اپنے تمام معمولات روزانہ پورے کرتا ہوں قصیدہ بردہ کی جگہ حضرت سے اجازت لیکر تلاوت قرآن مجید کرتا تھا پھر دل میں آیا کہ ایک منزل روزانہ پڑھا کروں پھر ایک منزل شروع کیا اور بند کر کے تلاوت کرنا شروع کیا اس کے بعد یہ خیال ہوا کہ بند کر کے تلاوت ٹھیک نہیں ہوتی حروف ادا نہیں ہوتے اور

جلدی ہوتی ہے دیکھ کر پڑھو اب فی الحال شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ ایک منزل نہایت اطمینان سے دیکھ کر تلاوت کرتا ہوں اور اسے حضرت کا فیض اور اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں تلاوت کے وقت قرآن مجید کے مضامین ونصائح دل میں مستحضر ہوتے جاتے ہیں مگر بعد تلاوت وہ استحضار نہیں رہتا اگر یہ خیال ٹھیک ہو تو کوئی صورت استحضار کی تحریر فرمائیں۔

تحقیق: کچھ ضرورت نہیں حدوث استحضار بھی کافی ہے گو بقا نہ ہو جب اس کی استعداد ہوگی وہ بھی ہونے لگے گا اور اگر نہ بھی ہو تو مضر نہیں بلکہ قصد ابقاء استحضار بعض اوقات حجاب ہو جاتا ہے ایسے امور سے جو اس سے زیادہ اہم ہے۔

حال: معمولات بعض وقت نہایت دلچسپی سے ادا ہوتے ہیں اور بعض اوقات نہیں اس کی بھی اصلاح فرمائیں۔ تحقیق۔ اس کی تدبیر کی ضرورت نہیں خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔

حال۔ فی الحال گناہوں کے مضر ہونیکا پکا یقین ہو گیا۔

تحقیق: الحمد للہ اللھم زد فزد۔ (تربیت حصہ چہارم ص 66)

دعا میں ہاتھ اٹھانے سے انقباض کا علاج

حال: میں جب دعا مانگتا ہوں تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں طبیعت منقبض ہوتی ہے اور یونہی چاہتی ہے کہ ہاتھ جلدی سے منہ پر پھیر لوں اور بغیر ہاتھ اٹھائے مانگنے میں انقباض نہیں ہوتا معلوم نہیں یہ کیا مرض ہے علاج کا طالب ہوں۔

تحقیق: چونکہ اس ہیئت میں ایک قسم کی تقیید ہے اور تقیید سے طبعاً انقباض وضیق ہوتا ہے اور بعض طبائع میں اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اس لئے اس پر ملامت نہیں البتہ اس انقباض کے مقتضاء پر عمل نہ کرنا چاہئے یعنی ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے اگرچہ تنگی ہو اور ذرا دیر تک کی جائے اور اس سے شدہ شدہ انقباض بھی رفع یا بہت کم ہو جاتا ہے۔ (ربیع الاول 34ھ) (تربیت حصہ چہارم ص 69)

حفظ قرآن وتلاوت میں سے کس کو ترجیح ہے

حال: زید آدھا گھنٹہ روزانہ تلاوت کرتا ہے اور اس میں ایک پارہ پڑھ لیتا ہے زید امامت بھی کرتا ہے اور اسکو صرف چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد ہیں اس ضرورت سے اور نیز

ثواب کی غرض سے وہ آدھے روز مشہور رکوع حفظ کرتا ہے ایسی صورت میں حفظ کرنے میں بمقابلہ تلاوت کے ثواب کی کمی تو نہ ہوگی۔

تحقیق: ہر عمل کا ثواب جدا ہے ایک دوسرے سے کافی نہیں ہوتا پس اشتغال بالحفظ سے ثواب تلاوت میں کمی لازم ہے۔ اب یہ بات رہ گئی کہ ان دونوں عملوں میں کس کو ترجیح دینا چاہئے سو اس میں ہر شخص کی حالت جدا ہے آپ کی مجموعی حالت سے تلاوت ہی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔ (ربیع الاول 34ھ) (تربیت حصہ چہارم ص 69)

نماز میں آنکھ بند کرنا

سوال۔ نماز میں آنکھ بند کر کے قرأت پڑھنے میں لذت آتی ہے آیا یہ معمول رکھا جائے یا نہیں۔

جواب۔ کچھ حرج نہیں مگر دل سے اس کو خلاف افضل سمجھو۔ (ربیع الاول ۳۴ھ) (تربیت حصہ چہارم ص 69)

نماز باجماعت میں قلب سے درود کا جاری ہونا

حال: جس وقت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں اور امام قرأت شروع کرتا ہے اس وقت میرے قلب سے درود شریف خود بخود جاری ہوتی ہے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں مگر زبان سے نہ پڑھیں۔ 3 محرم 35ھ (تربیت حصہ پنجم ص 88)

صفائی قلب اصلاح اعمال سے ہوتی ہے

سوال۔ حضور کوئی وظیفہ وصفائی قلب کیلئے تحریر کیجئے۔

جواب۔ صفائی قلب کیلئے وظائف مقرر نہیں قلب کی صفائی اعمال کے اصلاح سے ہوتی ہے۔ اعمال ظاہرہ اور اعمال باطنہ بھی اور وظیفے ان اعمال کی اعانت کیلئے ہوتے ہیں اگر اس کا شوق ہو اپنے مفصل حالات مجھ کو لکھ کر بھیجیں تاکہ میں باقاعدہ تعلیم کروں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 123)

استقامت علی الاعمال بواسطہ شیخ فضل ربانی ہے

حال: بحمد اللہ تمام معمولات معہ چھ ہزار اسم ذات خفی کے جاری ہیں اور ہزار ہزار شکر ہے کہ بلاناغہ جاری ہیں یہ محض اعلیٰ حضرت کی توجہات کا ثمرہ ہے۔

تحقیق:

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

قال علیہ السلام انما انا قاسم و الله یعطی ۔(تربیت حصہ پنجم ص 127)

اشعار پڑھنے میں تقلیل

سوال۔ کبھی کبھی میرا دل خوش آوازی سے وہ اشعار جو کہ دینی رنگ کے ہوں پڑھنے کو چاہا کرتا ہے تو حضور نے یہ تحریر فرمایا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اجازت ہے لیکن تنہائی میں تو جب سے میں نے یہی طریقہ اختیار کر لیا ہے جب کوئی آجاتا ہے چپ ہو جاتا ہوں اگرچہ تکلیف ہوتی ہے۔

جواب۔ شرط تنہائی کی تجویز داڑھی مونچھ نہ نکلنے کی بناء پر نہ تھی بلکہ مسئلہ فقہیہ کے بناء پر تھی اور ہے فقہاء نے تغنی للناس کو منع کیا ہے اور تنہائی میں گاہ گاہ اجازت دی ہے نیز تنہائی کا موقع کم ملتا ہے اس شرط کی وجہ سے اس میں تقلیل ہوگی ورنہ انہماک بڑھ جائے گا۔ اشعار کی تکثیر کو احادیث میں ناپسند کیا گیا ہے۔(تربیت حصہ پنجم ص 168)

طالب سہولت ہونا بندگی نفس کو بندگی حق پر ترجیح دینا ہے

حال: اور حالات کے متعلق یہ پیش آتا ہے کہ شہوت اور غضب اور حسد اور بخل یہ چاروں خبیث مجھے اکثر اوقات میں ستاتے ہیں آثار شہوت کوئی اسباب ظاہری نہ ہونے کے اندر ہی اندر سے ایک قسم کے ہیجان سے جوش کبھی کبھی پیدا ہوتا ہے اس کے سبب آنکھ کان سے کوئی منکرات صادر ہونے کے باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا ان صفاتوں کو قلع قمع ہو جانے کی کوئی سہل سریع اکسیر کوئی نسخہ تجویز ہو تو بہت جلد میری نجات کی امید ہے۔

تحقیق: دواعی ذمیمہ کے قلع قمع کے متعلق جو سہل تدبیر پوچھی ہے طالب حق کو سہولت کی قید چہ معنی البتہ اگر دشوار تدبیر اختیار میں نہ ہوتی یعنی وسعت سے خارج ہوتی تو بھی اس فرمائش کا مضائقہ نہ تھا باوجود اختیار میں ہونے کے پھر ایسی درخواست اگر بندگی حق کے مقابلہ میں بندگی نفس کو ترجیح دینا نہیں تو کیا ہے جو تدبیر آپ کر رہے ہیں اسی میں اور ہمت

قوی کیجئے جب قلع قمع ہوگا۔ اسی سے ہوگا۔ البتہ ذکر سے اس میں اعانت ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے آپ کو اس کی بھی توفیق دے رکھی ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 172)

ترک مستحبات گندی حالت نہیں

حال: میری حالت نہایت گندی ہوتی جاتی ہے بعض وقت تہجد وغیرہ بالکل ہی چھوٹ جاتا ہے پھر ہمت سے کام لیتا ہوں۔

تحقیق: مستحبات کے ترک ہونے کو حالت کا گندہ ہونا نہیں سمجھا جاتا یہ تمہاری غلطی ہے اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے گندی حالت وہ ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 172)

جماعت کی پابندی سنت کے موافق حالت ہے

حال: اگرچہ بعض وقت تنہائی کی طرف دل کو رغبت ہوتی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ جماعت کا بہت خیال رہتا ہے حتیٰ کہ تکبیر اولیٰ بھی کثر فوت نہیں ہوتی۔

تحقیق: ماشاء اللہ عین سنت کے موافق حالت ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 173)

نوافل و اذکار کا اس لئے ترک کرنا کہ لوگ اچھا نہ سمجھیں محض شیطانی خیال ہے

سوال۔ اپنے قصبہ سے باہر کسی خاص آدمی مثلاً مولوی یا درویش سالک کے پاس کبھی کبھی جانے کا اتفاق پڑتا ہے تو تہجد اور بارہ تسبیح اس خیال سے ترک کی جاتی ہے تاکہ وہ خاص آدمی اچھا نہ جانیں اور اس وقت دل ہی دل میں ساتھ ذکر لسانی خفی کے چارپائی پر پڑے پڑے ذکر کرتا رہتا ہوں کیا میرا ایسا کرنا ٹھیک ہے یا تہجد اور بارہ تسبیح برابر کرتا رہوں۔

جواب۔ یہ محض شیطانی خیال ہے اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایمان افضل ہے یا اعمال فرعیہ مستحبہ ظاہر ہے کہ ایمان ہی افضل ہے تو موصوف بالایمان بھی افضل ہوگا تو کیا آپ اس بات کو جائز رکھتے ہیں کہ دوسرے مجمع میں جا کر نماز فرض نہ پڑھی جائے اور اللہ رسول کا نام نہ لیا جائے تاکہ مجھ کو لوگ مومن نہ سمجھیں اگر آپ اس کو جائز نہیں رکھتے تو ترک فروع مستحبہ کو محض اس لئے کیوں جائز سمجھتے ہیں دوسرے یہ کہ آپ مشائخ مولوی کی زیارت کو جاتے ہی کیوں ہیں اگر کوئی معقول وجہ ہو تو لکھئے باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 201)

تلاوت بدون جی لگے بھی درست ہے

حال: کلام مجید کے پڑھنے کو بہت کچھ ہمت کرتا ہوں اور اس کے نہ پڑھنے کو بہت ہی برا سمجھتا ہوں مگر اس کے پڑھنے میں طبیعت نہیں جمتی۔

تحقیق: میں دعا کرتا ہوں آپ بھی ہمت کریں بدون جی لگے پڑھا کریں اور اگر کوئی سننے والا مل جائے تو اس کو سنا دیا کریں۔ انشاءاللہ چند روز میں یہ شکایت جاتی رہے گی۔ (تربیت حصہ پنجم ص 227)

خاص وقت میں مقرر کام اور عارضی میں سے مقدم کس کو کیا جائے

حال: (چہارم) بعض اوقات جس کام کا وقت جو مقرر ہے اس میں طبیعت نہیں لگتی کبھی بوجہ سستی یا تکان کے اور کبھی بوجہ کسی عارضی کام پیش آجانے کے مثلاً کسی جگہ سے خط آگیا جس کا جواب لکھنا ضروری تھا اور وقت کسی خاص کام کا ہے اگر کام کیا جائے تو اس خط کا خیال آیا کرتا ہے۔

تحقیق: اگر احیاناً ہو اور تقاضا زیادہ ہو تو عارضی سے اول فارغ ہو جائیں ورنہ عارضی کو مؤخر رکھا جائے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو۔ (تربیت حصہ پنجم ص 232)

کبھی عزم فعل بھی علاج ہوتا ہے

حال: کیا کروں بال بچوں کا ساتھ ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ مزدوری کرتا یا گھاس کھود کر بیچتا تو نفس کی سب حقیقت ڈھیلی ہو جاتی مگر مزدوری میں بیچارے بچوں اور بیوی کی گزر نہ ہوگی وہ بیچارے بے خطا ناحق مصیبت میں پڑیں گے۔

تحقیق: بس اس کا عزم بھی علاج نفس کیلئے کافی ہو گیا فعل کی ضرورت نہیں۔

سوال۔ اب آخری میری یہی عرض ہے کہ حضرت والا میری خطاؤں کو معاف فرمائیں اور میرے حق میں خاص طور پر دعائے مغفرت فرمائیں میرا کہیں دونوں جہان میں ٹھکانہ نہیں ہے۔

جواب۔ دل و جان سے دعا ہے بے فکر رہیں اس دستور العمل سے بفضلہ تعالیٰ رفع مراتب ہو گیا۔ (تربیت حصہ پنجم ص 246)

حصول نسبت کی دعا مطلوب ہے

حال: حالت دعا میں دل بہت لگتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت دعا ہی کرتا رہوں۔

میرا خیال ہے کہ دعا کے برابر کوئی چیز موثر نہیں ہے اور حضرت والا حصول نسبت کیلئے دعا کرنا خلاف تو نہیں ہے۔ تحقیق۔ عین مطلوب ہے۔

سوال۔ یاد پڑتا ہے کہ حضور نے کہیں تحریر فرمایا ہے کہ ثمرات پر نظر نہ ہونی چاہئے۔

جواب۔ یعنی اس کے انتظار میں نہ رہے کہ اس سے تشویش خاطر ہو ولا باس بالدعاء۔

سوال۔ اور نسبت بھی ثمرہ ہی ہے ذکر کا یا مقصود ہے اگر مقصود ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ مقصود تو ذکر سے رضائے حق ہے۔

جواب۔ نسبت اسی کا دوسرا عنوان ہے کیونکہ تعلق مع اللہ و رضائے حق متلازم ہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 247)

نماز فرض سنت نفل کے اداء میں طبعی تفاوت

حال: نماز میں بمقابلہ فرض کے سنت اور بمقابلہ سنت کے نفل میں اطمینان اور دلبستگی زیادہ ہوتی ہے اور یہ امر اختیاری نہیں یہ معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

تحقیق: نمازوں کے انواع میں جو تفاوت لکھا ہے میرے نزدیک یہ امر طبعی ہے طبیعت کی خصوصیت اس کا سبب ہے منشا اس کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض نفوس کی خاصیت ہے کہ لزوم ان پر گراں ہوتا ہے اور عدم لزوم کی صورت میں بوجہ بشاشت کے ان کو کام سہل ہوتا ہے اور بعض طبیعتوں کی طبعی خاصیت یہ ہے کہ لزوم میں تو ان کو آسانی ہوتی ہے اور اختیار دیدنے میں تساہل ہوتا ہے اور دونوں بوجہ طبعی ہونے کے غیر مذموم ہیں اگرچہ باعتبار اثر کے دوسرا مذاق اچھا معلوم ہوتا ہے بہرحال اس میں فکر میں نہ پڑیئے والسلام۔ (تربیت حصہ پنجم ص 263)

خاص خط کے وقت وضو کرنا حدود شرعیہ میں تصرف ہے

حال: میرا معمول حضور کی خدمت میں باوضو خط لکھنے اور باوضو پڑھنے کا ہے اس میں کوئی حرج تو نہیں غلام کو تو اس کی برکت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: اپنے احساسات کا اعتبار کبھی نہ کیجئے شریعت کو معیار سمجھئے سو قواعد شرعیہ سے اس کا حکم بتلاتا ہوں کہ خاص اس کام کیلئے وضو کرنا حدود شرعیہ میں تصرف کرنا ہے کیونکہ کسی دلیل شرعی سے اس عمل کیلئے وضو کا استحباب بھی ثابت نہیں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 107)

استقامت علی الاعمال حال سے بڑھ کر

حال: الحمدللہ الکریم آنحضور کی برکت سے معمولات بری طرح بھلی طرح ادا ہو جاتے ہیں اکثر آخر شب میں تہجد اور چھ تسبیح نفی واثبات اور چھ ہی تسبیح اسم ذات دو ضربی ادا ہو جاتے ہیں اور کوئی حال نہیں۔

تحقیق: اعمال کے مقابلہ میں حال چنداں امر مہتم بالشان نہیں خداتعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اعمال پر استقامت ہے یہ ہزاروں حال سے بڑھ کر ہے لگے رہئے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 1)

گنہگار سے نفرت اور نہی عن المنکر مبتدی کیلئے مضر ہے

حال: فی الحال یہ حال ہے کہ بے قصد گناہ کے کام سے نفرت ہونے لگی اور جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص راہی دوزخ ہو گیا۔

تحقیق: گناہوں سے نفرت پیدا ہو جانا حال رفیع ہے لیکن گناہ کرنے والوں سے نفرت ہونا یہ مبتدی کیلئے خطرناک حالت ہے اس لئے کہ اکثر منشاء اس کا کبر اور ترفع نفس اور دعوی تقدس ہوتا ہے حصول تمکین تک گنہگار کو دیکھ کر یہ سمجھا جائے کہ یہ شخص تو ہم سے اچھا ہے مگر اس پر گناہ کا عارض ہو جانا جو کہ قبیح و مذموم ہے ایسا ہے جیسے کسی حسین آدمی کے چہرے پر توے کی سیاہی مل دی جائے تو اس شخص کو ابیض سمجھنا اور سیاہی کو اسود سمجھنا دونوں مجتمع ہو جاتے ہیں بس یہی معاملہ عاصی اور معصیت کے ساتھ کرنا چاہئے نیز مبتدی کو کسی کے باز رکھنے کی کوشش میں مشغول نہ ہونا چاہئے ہاں حسب ضرورت خطاب عام یعنی وعظ کہنے کا مضائقہ نہیں جہاں کوئی دوسرا واعظ محقق نہ ہو اس سے آگے تجاوز خطرناک ہے اور تعجب ہے کہ یہاں رہ کر بھی ان باتوں کی خبر نہیں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 19)

مداوت معمولات سے رسوخ پیدا ہوتا ہے

حال: حسب ارشاد عالی کیمیائے سعادت واحیاء العلوم کا دیکھنا بھی شروع کر دیا ہے وقت مطالعہ قلب پر اثر ضرور پڑتا ہے مگر باقی نہیں رہتا۔

تحقیق: بقاء اثر جس کا نام رسوخ ہے یہ بڑی مدت کے بعد ہوتا ہے مگر مداومت معمولات

سے ہوجاتا ہے ضرور تنگدل نہ ہوجایئے کئے جایئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز شاہد مقصود جلوہ افروز ہوگی۔ مطالعہ میں یکسوئی کا بہ نسبت نماز اور ذکر کے زیادہ ہونا امر طبعی ہے جس کی وجہ ظاہر ہے کہ نماز اور ذکر یاد سے ہوتا ہے اور مطالعہ سوچ سے اور خطرات کی بند کرنے والی چیز سوچ ہے لہٰذا یہ امر محل ملامت نہیں اس میں زیادہ زور نہ دیجئے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 29)

مبتدی کیلئے اخبار بینی مضر ہے

اخبار دیکھنے کی بابت جناب اگر اجازت دیں تو دیکھ لیا کروں۔

جواب۔ ابھی اخبار نہ دیکھیں جب غیر مضر ہوگا اس وقت اجازت دیدوں گا اب تو ذکر کو دل میں جمانے کی کوشش کریں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 32)

عمل کو باعث استحقاق درجہ وقابل قبولیت نہ سمجھنا چاہئے

حال: جب کوئی عمل اچھا کیا جاتا ہے اس وقت دل کو خوشی بہت ہوتی ہے ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ بزرگوں نے یہ درجہ جو پائے ہیں نیک عملوں سے پائے ہیں اگر میں بھی ہمیشہ نیک عمل کروں گا تو درجہ پاؤں گا اب عرض ہے کہ یہ خیال شیطانی ہے یا نہیں۔

تحقیق: یہ خیال عین ثواب ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ کبھی وسوسہ بھی نہ کیا جائے کہ عمل سے ہم کو درجہ کا استحقاق ہوجائے گا یا ہمارا عمل قابل قبول ہے ایسی حالت میں جو عطا ہوجائے محض فضل ہے۔

معنی سوچ کر قراۃ ترتیل سے پڑھنا عین سنت ہے

حال: میں جب نماز پڑھتا ہوں تو ہر ایک آیت کو ٹھہر ٹھہر کر کے اور اس کے معنی کا خیال کرتے ہوئے پڑھتا ہوں اسی طرح پڑھنے سے حضور قلبی خوب ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض معروض کر رہا ہوں حضرت اسی طرح جو میں نماز پڑھتا ہوں تو یہ خلاف سنت تو نہیں۔

تحقیق: عین سنت ہے کما تدل علیه النصوص ورتل القرآن ترتیلا وروی الترمذی عن ام سلمةؓ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرء الحمد لله رب العالمین ثم یقف ویقرء الرحمن الرحیم ثم یقف ویقرء مالک یوم الدین ثم یقف او

کما قال وقال تعالیٰ لیدبر وا آیاۃ وغیر ھامن النصوص۔(تربیت حصہ ششم ربع اول ص53)

دل لگے نہ لگے کام پورا کرنا چاہئے

اس دفعہ طبیعت پر ایسے انقباض کا غلبہ ہوا ہے جو کبھی نہیں ہوا تھا نہ معلوم کیا باعث ہے قلب کی حالت بہت بے حس ہوگئی ہے نہ نماز میں جی لگتا ہے نہ ذکر اشغال کو دل چاہتا ہے گو بغیر دل لگے کچھ تھوڑا بہت کئے جاتا ہوں مگر بالکل بے مزہ پہلے بحمداللہ اچھی حالت تھی۔ خوب جی لگتا تھا اور اکثر ذکر کرتے کرتے شب کو خوب رقت طاری ہوتی تھی۔

تحقیق: سالک کو اس سے سخت سخت گھاٹیاں ملتی ہیں اور جو شخص یہی راستہ چلے گا راستہ کا نشیب فراز اور سنگ وخار دیکھے گا تو کیا اس سے ڈر کر راستہ چلنا چھوڑ دیتے ہیں کچھ ہی ہو کام پورا کرنا چاہئے دل لگنے نہ لگنے کو قلب کی رقت وعدم رقت کو نہ دیکھنا چاہئے۔(تربیت حصہ ششم ربع اول ص68)

ہمت کی ضرورت

حال: لیکن آنکھ کا گناہ جیسے کہ پہلے عرض کر چکا ہوں بدستور وارد ہوئے جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ترک کی توفیق اور ہمت عطا فرمائیں اور حضور بھی دعا سے امداد فرمائیں میں اپنے کو اس قدر قوی نہیں پاتا گو ہمت کرتا ہوں لیکن شکست ہوجاتی ہے ہاں اگر حضور کی دعا پشت پناہی کرے اور خداوند عالم توفیق نصیب فرمائیں تو نہایت آسانی سے میں اپنا مقصد پا سکتا ہوں۔

تحقیق: یہ غلط ہے دعا کی نسبت تو بالکل سچی بات یہ ہے کہ آپ کی ہمت کی زیادہ ضرورت ہے اور اس میں یقین کامیابی پس آپ کا یہ خیال تو بالکل باطل ہے باقی توفیق خداوندی کی نسبت فی نفسہ صحیح ہے مگر مقصود صحیح نہیں کلمۃ حق ارید بھا الباطل کا مصداق ہے کیونکہ مقصود اس سے ہمت کا پختہ ارادہ نہ کرنا ہے۔(تربیت حصہ ششم ربع اول ص101)

استقامت فوق الکرامت ہے

حال: الحمدللہ سارے معمولات بدستور جاری ہیں اور اب تک کوئی ناغہ بھی نہیں ہوا۔

تحقیق۔ استقامت کہ فوق الکرامت ہے مبارک ہو۔(تربیت حصہ ششم ربع اول ص107)

کتب بینی وتلاوت میں توسط

حال: حتی الوسع کتب بینی اور تلاوت قرآن مجید کی خوب دھیان سے کرتا ہوں۔

تحقیق: اس میں بہت ذوردماغ پر پڑنڈا لیئے۔ متوسط توجہ کافی ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص110)

برتقدیر عدم ادائیگی حق واجب سے معافی لینا ضروری ہے

سوال۔ ایک شخص کا مالی حق اپنے ذمہ واجب ہے اور بالفعل اس کی ادائیگی پر قدرت نہیں اوراس کے معاف کردینے کی امید ہے تو اس سے معاف کرا کر طبیعت کو یکسو کر لینا بہتر ہے۔

جواب۔ ہاں۔

سوال۔ یا ادائیگی کی قدرت کا انتظام بہتر۔

جواب۔ باوجود معافی کے قدرت کے وقت ادا کردینے کا عزم تبرعاً افضل ہے۔

سوال۔ ایک شخص کا مال مثلاً چوری کرلیا یا غصب کرلیا یا امانت میں خیانت کرلی تو ادائیگی کی صورت میں تو اس کی اظہار کی ضرورت نہیں لیکن معاف کرانے کی صورت میں صاف کہنا چاہئے کہ میں نے تمہارا مال چرایا تھا یا غصب کیا تھا اور مقدار بھی حق کی بتلادے تم معاف کردو یا مجمل یوں کہہ دیا کہ میرے ذمے اگر تمہارا کوئی حق مالی ہو تو معاف کردو کافی ہے۔

جواب۔ اگر قرائن سے مظنون ہو کہ باجود ان سب امور کی اطلاع کے بھی معاف کردے گا تو اظہار کی حاجت نہیں اور اگر اس میں شک ہے تو اظہار ضروری ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص121)

نابالغ کا حق ادا کرنا ضروری ہے

سوال۔ اگر کسی مردہ کا مالی حق اپنے ذمہ ہے جس کے تین وارث ہیں جس میں ایک نابالغ ہے اور دونوں بالغ اس حق کو معاف کرتے ہیں تو نابالغ کی یا اس کے ولی شرعی کی معافی معتبر ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں بلکہ اس نابالغ کا حق ادا کرنا ضروری ہے پھر اگر وثوق ہو کہ یہ بالغین اس میں خیانت نہ کریں گے تو ان کے سپرد کردے ورنہ اس کو خود اس کے ضروری خرچ میں لگا دے۔ مثلاً کپڑا بنادے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص121)

اصلی مقصود کام ہے

حال: دل کا جوش اور ولولہ ویسا نہیں جیسا کہ پارسال تھا دعا فرمایئے خصوصاً اتباع شریعت واز دیاد حبہ تعالیٰ۔

تحقیق: یہ کیفیات ایک حال پر نہیں رہا کرتیں لیکن سکون دلیل ان کے ضعف کی نہیں بلکہ احیاناً ان کا سبب ان کا کمال ہے۔ اسی لئے نہ جوش قابل التفات ہے نہ سکون۔ اصل مقصود کام کرنا ہے دعا کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 123)

مطالعہ مواعظہ کا طریق نافع

سوال۔ ایک امر دریافت طلب یہ ہے کہ مواعظ کا مطالعہ کرتے وقت مجھ کو کس کس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے جس سے جلد سے جلد منافع حاصل ہوں۔

جواب۔ مواعظ کے مطالعہ کے وقت دو امر کا خیال نافع ہے ایک یہ کہ ان میں کون کون سی برائیاں لکھی ہیں جو ہم میں ہیں انکے ازالہ کی فکر کریں اور کون کون سی خوبیاں لکھی ہیں جو ہم میں نہیں ان میں تحصیل کی فکر کریں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 118)

ایک رکعت میں ایک سورت مکرر پڑھنا خلاف اولیٰ ہے

حال: اور یہ بھی میں نے عرض کیا کہ ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہوں مگر...... نے فرمایا کہ تین مرتبہ ایک رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے۔

تحقیق: ایک سورہ کا کئی بار پڑھنا اور کئی سورتوں کا پڑھنا ان دونوں میں فرق ہے مکروہ ہونے کی بحث تو الگ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح سے عادت نہ تھی اس لئے خلاف اولیٰ ضرور ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص 107)

درود شریف ماثور پڑھنا افضل ہے

سوال۔ دلائل الخیرات میں بعض مقاموں میں اس قسم کے الفاظ میں اللھم صل علے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ لایبقیٰ من الصلوۃ شیء من انعام شیء من الرحمۃ شیء غیر ذلک اس کے پڑھنے سے طبیعت بہت رکتی ہے احقر بجائے اس کے صلوٰۃ غیر متناہیہ پڑھتا ہے اصل عبارت پڑھنے میں کوئی حرج ہے اگر ہے تو کیا پڑھنا چاہئے۔

جواب۔ اگر نقل صحیح سے ثابت ہو تو منقول اولیٰ بالاتباع ہے اس صورت میں توجیہ یہ ہے کہ محمول ہے مبالغہ پر معنی حقیقی مراد نہیں ورنہ صیغہ منقولہ اختیار کیا جائے۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 7)

اسباب ترقی کا مختلف ہونا

حال: بعد حضوری پھر ذریعہ حصول ترقی کیا ہے آیا توجہ الی اللہ یعنی تصور اسم ذات میں خوب ملکہ و بے تکلفی پیدا کی جائے یا بجز اس کے اس کا کوئی اور طریقہ ہے۔

تحقیق۔ معین نہیں حسب اقتضائے وارد طرق مختلف ہیں جن میں اعمال واشغال واقوال واحوال سب داخل ہیں۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 5)

تقلیل اختلاط مع الانام

حال: ایک نئی حالت یہ ہے کہ اختلاط کم ہو یا زیادہ تھوڑا بہت سب ہی گراں ہے مدام خلوت و ترک اختلاط کا تقاضا ہے۔ تحقیق۔ یہ تشویش بھی نافع ہے۔

حال: نیز اس قرب وجوار میں احقر کی ذات سے کسی کو نفع پہنچنے کی بھی امید نہیں۔

تحقیق: کیوں ناامیدی کی جائے کہ کسی کو نفع نہ ہوگا۔

حال: اختلاط سے تھوڑا بہت حجاب ہو ہی جاتا ہے اور کدورت آ ہی جاتی ہے۔

تحقیق: تو زیادہ یا از خود اختلاط کیوں کیا جائے خود عزلت اختیار کیجئے۔ جب کوئی طالب ہو اس کو نفع پہنچایئے۔

سوال۔ از روئے الطاف کاملہ ایک ایسا علاج و دعا بتلائیں کہ جس سے لوگوں کے تعلق جو کہ مہلک و تضییع اوقات و مضر ہیں چھوٹ جائیں لوگوں سے یکسوئی یک طرفی ہونے کے طریق کی صورت علاج کیا ہے۔

جواب۔ بتکلف چندے ہمت کر کے یکسو بر طرف رہنا شروع کر کے پھر دوسری طرف ایک مدت معتد بہ تک توجہ ہونا چاہئے فقط۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 9)

حال: میرے ذمے تعلقات دنیاوی بہت زیادہ ہیں اپنی آمدنی بقدر ضرورت ملتی نہیں جس کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی پریشانی رہتی ہے۔ ایسی حالت میں میں اگر اپنے بھائیوں سے علیحدہ ہو جاؤں تو پریشانی تو کم ہو جائے گی لیکن حمیت مانع ہے۔

تحقیق: میرے نزدیک تو کچھ حمیت کے خلاف نہیں اس وقت خلط کے سبب خرچ اپنے

قابو میں نہیں اور اس وقت جتنا چاہا خود صرف کیا۔ جتنی وسعت دیکھی اوروں کی خدمت کی۔

(تربیت حصہ ہفتم ص 53)

حقوق معاف کرانیکا طریقہ

سوال۔ اکثر جان پہچان والے سے رخصت لینے کے وقت یہ لفظ (خطا و قصور معاف کرنا) کیا ایسے رسمی لفظ سے حقوق معاف ہوں گے یا نہیں یا تفصیل کرنے کی ضرورت پڑے گی۔

جواب۔ اگر مخاطب کو ان حقوق کا علم ہے تو لفظ کافی ہے اور اگر علم نہیں تو اس کو پوری تفصیل بتلانا ضروری نہیں لیکن یہ کہنا ضرور ہے کہ مجھ سے آپ کے کچھ حقوق ضائع ہوئے ہیں یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ اگر کوئی حق ہو تو معاف کر دیں یا جو کچھ ہوں معاف کر دیں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 87)

اختلاط بلا ضرورت کا علاج

حال: کلام میں یہ حالت ہے کہ جب بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو دل سے آواز آتی ہے کہ کیا ضرورت ہے ان من حسن الاسلام ترکہ مالا یعنیہ اور بعض اوقات اپنے فریب میں لے آتا ہے اور سمجھا دیتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

تحقیق: جب ایسی کوتاہی ہو جائے استغفار کیا جائے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 38)

خدا کی بے ادبی کا علاج

حال: حضور کی تشریف آوری سے ایک شب پیشتر باوجود ان سب تدابیر کے نماز تہجد کے بعد بہت الحاح وزاری کے بعد جب ذکر میں مشغول ہوا۔ تو بلغم گلو گیر ہوا۔ آواز ہی نہ نکلتی تھی پس نفس غالب آ گیا اور اس کم بخت نے دانت پیس لئے اور بیساختہ۔ یہ کہہ پڑا۔ کہ اگر یہی منظور تھا تو اپنے نام لینے کی رغبت کیوں دلائی۔ موت ہی دید یجئے۔

تحقیق: غضب کیا یہ تو سخت بات ہے اگر زبان سے کہا۔ اس مادہ کا استیصال واجب ہے اگرچہ ندامت، واستغفار مامر ومضی کا کفارہ ہو گیا۔ مگر ما یستقبل میں بھی انسداد ضروری ہے اور اس کا طریق استیصال ہے اور اس استیصال کا طریق ادب وعظمت الٰہیہ کا راسخ کرنا ہے قلب میں اور اس کو جمع کرنا ہے عشق کیساتھ اور میری رائے میں اس کی کمی ہے جس کا تدارک ضروری ہے۔

حال: یہ خیال کر کے کہ محبوب کے پاس ہوں اور وہ دیکھ رہا ہے کچھ تسکین بھی ہوگی اور

اب تو یہ حالت ہے کہ تھوڑی دیر ذکر کے بعد وحشت ہوتی ہے اور سخت پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق: ابھی تک وجدانیات سے طبیعت مالوف معلوم ہوتی ہے اور یہ خطر عظیم ہے اور اوپر جو ایک جرأت کا واقعہ ہے اسی کی فروع ہے اور سچ تو یہ ہے کہ قلت ادب خود قلت عشق کی دلیل ہے عشق کا تو مقتضاء یہ ہے کہ ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود (تربیت حصہ ہفتم ص 104)

شیخ کی وضع لباس اختیار کرنا

حال: جس لباس سے تشبہ پایا جاتا تھا میں نے وہ بالکل ترک کر دیا ہے اور حضور ہی کی وضع اختیار کرلی ہے۔ تحقیق۔ کیا خدا کا فضل ہوا ہے۔

حال: مگر لوگ چونکہ میری اس روش کے عادی نہ تھے اس لئے مختلف القاب سے مخاطب کرتے ہیں لوگوں کے اس برتاؤ سے نفس کو مسرت ہوتی ہے حالانکہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں اور ہٹانے کی کوشش کرتا ہوں۔ تحقیق۔ نہ جلب مسرت کا قصد کیا جائے نہ دفع مسرت کا۔

مشائخ سلسلہ کو ایصال ثواب

سوال۔ حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ و دیگر بزرگان دین جن کے متبرک نام نامی شجرہ میں درج ہیں اگر کبھی کبھی ان حضرات کو ایصال ثواب بذریعہ طعام غربا و مساکین یا زر نقد بطور امداد غربا و مساکین کے پہنچا دیا کروں اس میں کوئی خاص طور پر اہتمام یا کسی مہینہ یا تاریخ کی قید نہ رکھوں گا بلکہ جب حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

جواب۔ موجب ثواب ہے مگر یہ نیت نہ ہو کہ اس عمل سے ان کی ارواح طیبہ سے فیض ہوگا گو باطنی ہی سہی۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 24)

عمل پر اعتماد خلاف عبدیت ہے

حال: صحت کیلئے دعا فرمائیں کہ پھر اپنے کام پر لگ جاؤں کیونکہ زاد راہ کی بالکل کمی ہے۔

تحقیق: اپنے عمل پر زاد راہ ہونے کا گمان ہی کرنا جیسا کہ یہ عبارت موہم ہے خود انکسار کے خلاف ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 15)

حال: کیونکہ دو سالہ محنت اور ریاضت سے جو ثمرات حاصل ہوئے ہیں وہ میری سعادت کی بین دلیل ہیں۔

تحقیق: یہ مضمون بالکل سنت کیخلاف ہے کہ ثمرات کو ریاضت کا سبب بتلاتے ہیں وہ حدیث یاد کیجئے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہ جائے گا۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 66)

انہماک کے معنی

حال: بندہ کی یہ حالت ہے کہ ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ حاضر وناظر ہے۔ اس سے گناہ کی طرف اول تو میلان ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوا بھی تو فوراً رفع ہو جاتا ہے۔ مگر یہ حالت سرکاری کام کرتے وقت نہیں رہتی ہے۔

تحقیق: یہ حالت ذہول کی نہیں تو انہماک بھی نہیں۔ انہماک کیلئے ذہول لازم ہے بلکہ اگر قدرے ذہول بھی مرتب بھی دلیل انہماک نہیں کیونکہ ذہول کیلئے انہماک لازم نہیں۔ اصل یہ ہے کہ انہماک پوری مشغولی کو نہیں کہتے یہ تو بعضے کام میں لازم ہے بلکہ دلچسپی کی مشغولی کو اور اس میں بھی جب دوام یا غلبہ ہو اس کو کہتے ہیں۔ سو یہ بفضلہ تعالیٰ آپ کو نہیں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 17)

دفع قرض کیلئے دعا کرنا

حال: ایک خلجان بہت ستا رہا ہے کہ بندہ مقروض ہے اور دفع قرض کیلئے کچھ دعا حضرت سے دریافت کر کے پڑھا کرتا تھا اب جی نہیں چاہتا وجہ یہ ہے کہ خدا کا نام لینا بغرض مال ہوتا ہے ہر چند دل کو سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی دین ہی ہے ہاں صرف دعا کر لیا کرتا ہوں یہ نفس کا کید تو نہیں ہے۔

تحقیق: جس امر کی نسبت کید نفس ہونے کا شبہ ہے وہ عین خلوص ہے مبارک ہو۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 35)

حال: کیفیات کو حسب مسلک جناب والا مقصود نہیں سمجھتا ہوں لیکن بعض وقت یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ میرے عمل وطریقہ عمل میں ضرور کوتاہی ہے بغیر صحبت وکفش برداری مرشد کے یہ وسوسہ دور نہ ہوگا اور یہی وہ ضرورت ہے جس کا احساس مجھ کو ہے اور میں تھانہ بھون میں قیام کا آرزومند ہوں۔

تحقیق: یہ وسوسہ تو عین مطلوب ہے وہ دن نامبارک ہے جس میں یہ گمان ہو جائے کہ ہمارے عمل میں کوتاہی نہیں ہے۔ سو صحبت کا اس غرض کیلئے تو قصد نہ چاہئے ہاں صحبت میں اور فوائد میں جس میں سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ خیال کوتاہی کا اور بھی قوی بلکہ مشاہد ہو جاتا ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 43)

بدقسمتی کہنا خدا پر الزام ہے

حال: محویت واستغراق کی مفقودیت اب کم ہونے لگی تھی کہ سر پر سرکاری کاروبار کے فرائض کا ہجوم ہونے لگا فرصت کا وقت بالکل کم رہ گیا ہے کیا عرض کروں اپنی بدقسمتی۔

تحقیق: اس کلمہ میں خدا تعالیٰ پر الزام ہے کہ میں نے تو کوتاہی نہیں کی خدا تعالیٰ نے میرے لئے یہ نقصان تجویز فرمایا کیونکہ قسمت کے مالک وہی ہیں توبہ کیجئے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص52)

ضرورت اعمال اختیاریہ

حال: خوابیں بہت اچھی اچھی نظر آتی ہیں رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واکثر خلفاء راشدین کی زیارت نصیب ہوئی۔

تحقیق: بدون اعمال اختیاریہ کے ان احوال کو معتد بہ نہ سمجھنا چاہیے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص70)

کوشش کا ضروری ہونا

حال: خادم نے تخفیف مال گزاری کی غرض سے جو کہ بندوبست حال میں سخت اضافہ ہوگیا ہے عدالت بالا میں اپیل کیا تھا اور اپیل سے قبل بطور استخارہ جناب والا سے بھی اجازت حاصل کی تھی اور خود بھی دعا استخارہ کے عمل سے اطمینان حاصل کرلیا تھا لیکن اپیل مذکور میں خلاف حکم ہوا یعنی اپیل ڈسمس ہوگیا لہٰذا جمع مجوزہ سابق میں کمی نہیں ہوئی لیکن قلب کا تقاضا ہے کہ پھر مرافعہ ثانی کی جائے۔

تحقیق: ضرور اور نتیجہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہو ورنہ تیس برس تک حسرت رہے گی اور مرافعہ سے ارمان تو نکل جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ اول کوشش کرو فان غلبک امر فقل حسبی اللہ او نحوہ۔ (تربیت حصہ ہفتم ص92)

نماز قضا ہو جانے پر جرمانہ

حال: بچوں کی وجہ سے نماز اکثر نہیں ہوتی ہے لہٰذا گزارش ہے کہ جو کچھ ارشاد فرمایا جائے اس کی تعمیل کی جائے۔

تحقیق: جب ایک نماز قضا ہو دو وقت کا فاقہ۔ (تربیت حصہ ہفتم ص1)

نفلی روزے

حال: نفل روزے رکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اگر حضور اجازت دیں تو یوم پیش اور سوموار کو روزہ رکھا کروں۔ تحقیق۔ اگر ضعف نہ ہو جائے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 5)

مطالعہ مواعظ

حال: جو وعظ الغضب دیکھتا تھا وہ بھول آیا اب ارشاد ہو وہ دیکھا کروں۔
تحقیق: ضرور بلکہ ہمیشہ اس کے دیکھنے کا سلسلہ رہے چند روز تک۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 61)

تہجد کا وقت

حال: گزارش یہ ہے کہ رات کو دو تین بجے آنکھ کھل کر پھر نیند آ جاتی ہے جس کا رنج ہے کیا کروں۔ تحقیق۔ رنج کی کوئی بات نہیں تہجد اس وقت پڑھ لیا اور جتنا ذکر ہو سکا باقی بعد نماز صبح کے کر لیا نفع میں کمی نہ ہوگی۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 60)

نماز سری میں بھی جہری کی طرح ترتیل

حال: ایک روز اثنائے نوافل میں خیال ہوا کہ نماز سری و جہری ہر دو ایک ہی ذات کیلئے ہیں پھر جیسی ترتیل و قواعد کا خیال جہری میں رہتا ہے ایسا سری میں کیوں نہیں رہتا بس اس روز سے قواعد کا لحاظ سری میں بھی ہونے لگا۔
تحقیق: یہ علم نافع مبارک ہو اللہ تعالیٰ سب امور میں ایسے ہی خوش فہمی عطا فرماوے۔
حال: مگر ایک سخت مرض میں مبتلا ہوں اگر کوئی شخص آ جائے یا آہٹ بھی سن لیتا ہوں تو پھر لحاظ نہیں رہتا۔
تحقیق: یہ اثر طبعی ہے جو موجب نقص نہیں البتہ اس پر امور اختیاریہ میں عمل نہ ہو اور ترتیل امر اختیاری ہے اس کا اہتمام رہنا چاہئے گو بہ تکلف سہی فقط۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 61)

تہجد پڑھنے کی تاکید

حال: نماز تہجد بوجہ تنہا ہونے کے آنکھ نہیں کھلتی جس سے اس دولت سے محرومی رہتی ہے جیسا کہ کوئی اہل دل نیم شبی کا مزہ چکھ کر کہتا ہے۔

نہ جاگنے میں ہے لذت نہ شب کے سونے میں   مزہ جو آتا ہے پچھلے پہر کے رونے میں

جس سے افسوس ہوتا ہے کہ جب یہیں یہ حالت ہے تو مکان پر کیا گت ہوگی مگر اس مقام متبرک پر سونے کا شرف اور ندامت اور افسوس سے اشک شوئی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: نہیں اس کا تدارک ضروری ہے ورنہ سونے کی جگہ بدلنا چاہئے وہاں کا کوئی اور انتظام کر دیا جائے گا۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 63)

اعتکاف میں معمولات

حال: اعتکاف میں کس چیز کی کثرت رکھوں ذکر کی یا تلاوت قرآن کی یا نوافل کی۔

تحقیق: دن کو قرآن کی اور رات کو نوافل کی۔

حال: اور دعوت عبدیت کے وعظ بھی دیکھتا رہوں یا نہیں۔

تحقیق: ہاں ہاں۔

حال: اور اس چالیس دن کے اعتکاف میں جو بات میرے لئے مناسب ہو تجویز فرمائیں۔ تحقیق۔ اوپر تو لکھ دیا۔

زیادہ دہن جس کو کہنا چاہئے اب تک وہ نہیں۔ تحقیق۔ اس کا نہ ہونا مضر نہیں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 87)

تصور بوقت تشہد

حال: تشہد میں کیا خیال کیا جائے۔

تحقیق: سب اپنی طرف سے خیال کرنا بہتر ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 61)

نماز ہول قبر کا بے اصل ہونا

حال: میت کے واسطے دو رکعت نماز نفل کی نیت باندھ کر بنام نماز ہول قبر پڑھ کر دعا کی جاتی ہے کہ اس میت کو عذاب قبر سے نجات ہو اور ثواب اس نماز کا اس کی روح کو بھیجا جاتا ہے آیا اس نماز کی کوئی سند ہے یا نہیں۔

تحقیق: اس نماز کی کوئی اصل نہیں بلا اس نام وقید کے میت کیلئے دعا کرنا یا جس عبادت بدنیہ و مالیہ کی توفیق ہو اس کا ثواب پہنچانا یہ البتہ ثابت ہے۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 60)

حال: حضور میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور لکھ دیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مغفرت بے

حساب وکتاب ہو جائے تو مجھ کو بڑا اطمینان ہوگا کیونکہ اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ آخر میں ضرور فضل ہوگا اس لئے کہ آپ کا چاہنا خدا کا چاہنا ہے۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں　　　　میدہد یزداں مراد متقیں

تحقیق: بلاریب میں ایسا ہی چاہتا ہوں لی ولکم ولجمیع الاحباء۔(النورص327)

تصور شیخ

حال: بندہ ہر چند چاہتا ہے کہ آپ کی تصویر میرے دل میں جم جائے مگر چند روز یہ بات دل میں رہتی ہے۔

تحقیق: اس کا ہرگز قصد مت کرنا ہمارے طریق کے بالکل خلاف ہے۔(النورص352)

سوال۔ حضرت جی بوقت ذکر شیخ کا خیال آنا کیسا ہے اگر ذکر میں خیال شیخ کا آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جواب۔ آنے میں کچھ حرج تو نہیں مگر لانا نہ چاہئے۔(النورص355)

حال: جب ذکر شروع کرتی ہوں تو حضرت والا کا خیال آجاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ دیکھو کہ حق تعالیٰ کی کتنی رحمت ہے کہ ہم کو ایسے بزرگ کا زمانہ نصیب کیا؟۔

تحقیق: کچھ بھی حرج نہیں جبکہ بلا اختیار ہے اور بعض مواقع ضرورت میں بقصد بھی مضائقہ نہیں جیسے کوئی دین کی بات پوچھنے کے خیال سے۔(النورص394)

نوافل تہجد بعد العشاء

سوال۔ جناب محمد علی صاحب معتمد جٹ پول نے اپنے ہمشیرہ زادے امام الدین صاحب سے یہ کہا کہ صرف آخر شب میں تہجد کا پڑھنا قرآن واحادیث سے ثابت ہے اول شب میں بوقت عشاء جو تم پڑھتے ہو وہ بدعت وغیر ضروری ہے چھوڑ دو یہ سن کر انہوں نے اول شب میں نوافل تہجد کا پڑھنا موقوف کر دیا۔

جواب۔ فی الدرالمختار وصلوۃ اللیل الی قولہ ولوجعلہ اثلاثاً فالا وسط افضل والضافا فالآخر افضل فی. ردالمختار وروی الطبرانی مرفوعاً لابدمن صلوۃ بلیل ولو حلب شاۃ وما کان بعد صلوۃ العشاء فھومن اللیل وھذا یفیدان

هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلوٰة العشاء قبل النوم اھ ج اص 715۔ اوسط و اخیر کے افضل ہونے سے بھی اول شب میں جواز مفہوم ہوا اور طبرانی کی روایت میں اس کی صاف تصریح ہے شامی نے اس میں مبسوط تقریر کی ہے۔ بہر حال یہ قول بے سند تو نہیں اگر کسی کو افضل کی ہمت نہ ہو محض ترک سے جائز ہی نہ عمل کر لینا احسن ہے۔ (النور ص 155)

سوال۔ حضور نے فرمایا تھا چند روز تو بہ واستغفار کرو اور نماز کی مداومت کرو اور تا مقدور کبھی قضا نہ ہونے دو نماز تہجد کی پابندی بھی حضور نے فرمایا تھا کہ لازمی کرو بعدہ کلمہ لا الہ الا اللہ بارہ تسبیح پڑھنے کو حضور نے فرمایا تھا جس کے درمیان کبھی کبھی محمد الرسول اللہ بھی کہہ لیا جایا کرے اور معاصی سے بچتے رہو بعد ازاں بیعت قبول فرمائی جائے گی۔ جس کے بعد حسب ہدایت حضور کلمہ شریف مذکورہ بالا بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہوں مگر ان ایام میں چار پانچ روز نماز تہجد اپنی شومی طالع سے نہ ہو سکی بوجہ غلبہ شیطانی یا اپنی بدقسمتی سے شب میں آنکھ نہ کھلی اور یہ نماز ناغہ ہوئی۔

جواب۔ آپ کی پابندی سے دل خوش ہوا اس کے ساتھ بہشتی زیور و گوہر و اصلاح الرسوم وقصد السبیل کا مطالعہ اور اس پر عمل بھی رکھئے اور اطلاع دیجئے اور اگر گاہ گاہ آنکھ نہ کھلے تو بعد طلوع شمس پڑھ لیا کیجئے اور اگر خدانخواستہ اکثر ناغہ ہوتا ہو تو پھر بعد عشاء پڑھ لینا مناسب ہے پھر اگر آخر شب میں بھی آنکھ کھل جائے تو مکرر پڑھ لیا کیجئے ورنہ خیر۔ (النور ص 164)

حال: اس دفعہ یہ بات نئی ہوئی کہ ہمیشہ میری عادت تھی کہ شب کو آنکھ کھلنے پر اٹھنے میں سستی نہیں ہوتی تھی خواہ پھر نیند کے باعث کام نہ ہو سکے مگر اٹھ جاتا تھا اس دفعہ کئی کئی دفعہ آنکھ کھلی اور اٹھ نہ سکا دو دفعہ نفلیں رہ گئیں ایک دفعہ وتر بھی قضا ہو گئے۔

تحقیق: یہ ترکیب مضر ایسا ہے نہ کیجئے اگر احیاناً ناغہ ہو مضائقہ نہیں بعد طلوع شمس ادا کر لیا مگر وتر اول ہی شب پڑھنا احوط ہے اور اگر بکثرت ایسا ہوتا ہو تو سب معمولات بعد عشاء کر لیجئے۔ (النور ص 457)

اعمال میں کوتاہی کی وجہ

سوال۔ اس وقت یہ خیال ہوا کہ خود عقائد (اس کے قبل انہوں نے خط میں بطور تحدث

بالعمہ کی یہ لکھا تھا کہ گو اعمال میرے پاس نہیں مگر عقائد اپنے حضرات جیسے ہیں) بھی اپنے حضرات کے وابستگان کے ہم پلہ نہیں بلکہ بالکل ناقص اور نا کافی ہیں ورنہ اعمال کی کوتاہی کے کیا معنی اس سے البتہ تردد ہے۔

جواب۔ اعمال میں کوتاہی عقائد کی نقص سے نہیں احوال کے ضعف سے ہو تردد نہ فرمائیں۔(النورص 155)

نوافل تہجد میں آنکھ بند کرنا

سوال۔ اکثر تہجد آنکھ بند کر کے پڑھتا تھا اور دیگر نمازوں کو بھی کبھی جب مواعظ میں معلوم ہوا کہ آنکھ کھول کر نماز پڑھنا سنت ہے اب آنکھ کھول کر ہر نماز کو پڑھتا ہوں مگر عادت کے موافق بند ہونے کو بھی دل چاہتا ہے اور اس میں رغبت بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے اب جو ارشاد ہوگا ویسے ہی کروں گا۔

جواب۔ جو مبتدی ہو اس کو دونوں کی اجازت ہے۔(النورص 213)

تہجد میں بہ نسبت فرائض وسنن موکدہ کے زیادہ دلجمعی کی حکمت

سوال۔ حضور والا بہ نسبت فرائض وواجبات سنن موکدات کے تہجد میں دل زیادہ لگتا ہے اب عرض یہ ہے کہ یہ شیطانی دھوکہ تو نہیں کہ فرائض میں جی کم لگے اور تہجد واخیرات کی نماز میں جی زیادہ لگے ارشاد فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب۔ اس میں دھوکہ نہیں ہے طبعی بات ہے کہ جو کام اپنے ذمہ نہ ہو اس کو کر کے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ہم کو بڑی دولت نصیب ہوئی کہ جو کام ہمارے ذمے نہ تھا اس کی توفیق ہوئی اور جو کام ذمہ ہوتا ہے اس میں سمجھتا ہے کہ یہ تو کرنا ضروری تھا کون بڑا کمال کیا سوامور طبعیہ میں انسان معذور ہے۔(النورص 213)

رکعات تہجد

سوال۔ شب کو وتر سے پیشتر چار رکعت نیت تہجد کے نام سے پڑھ لیتا ہوں اور آٹھ رکعت آخر شب میں یہ اس غرض سے لکھا کہ ایک بزرگ کے فرمانے سے شبہ ہو گیا تھا کہ جب چار

رکعت اول شب میں بہ نیت تہجد ادا کرلی تو پھر آخر شب میں تہجد ساقط ہو گئے۔ اب اس وقت جو کچھ پڑھے جائیں گے وہ نفل ہوں گے۔ تہجد نہیں ہوں گے کیا یہ خیال صحیح ہے۔

جواب۔ نہیں ذیل کی روایت سے فعلاً بارہ رکعت سے زیادہ مگر محدود اور قولاً غیر محدود رکعات تہجد کی ثابت ہیں۔ یعنی رکعات تہجد کی کوئی ایسی حد نہیں جس کے بعد کی نماز کو تہجد نہ کہا جائے۔ قال الحافظ العلامة شیخ الاسلام مفتی الانام فی التلخیص الجبیر ففی حواشی المنذری (هوالحافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری استاد الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید) قیل اکثر ماروی فی صلوة اللیل سبع عشرة وهی عدد رکعات الیوم واللیلة وروی ابن حبان (ای فی صحیحه) وابن المنذرو الحاکم (وفی مستدرکه) من طریق عراق عن ابی هریرة مرفوعاً اوتروا بخمس اوبسبع اوبتسع اوباحدی عشرة اوباکثر ذالک آه. (النور ص238)

نوم بعد نماز تہجد

حال: ایک امر قابل استفسار یہ ہے کہ بعد نماز تہجد اپنا معمول پورا کرنے کے بعد اذان فجر کہہ کر کے تھکان کی وجہ سے تھوڑی دیر کیلئے 20 یا 25 منٹ تک سو رہا کرتا ہوں پھر جب مصلیان مجتمع ہوتے ہیں تو اٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اس کیلئے آنحضرت کا کیا ارشاد ہے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں بلکہ اگر جماعت فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو مصلحت ہے۔ (النور ص485)

دنیاوی غرض سے روزہ رکھنا خلاف عبدیت ہے

سوال۔ وضو کے نہ قائم رہنے سے عرصہ ایک مہینہ کے قریب گزر رہا ہے کہ اس ناکارہ نے روزہ رکھنا شروع کر دیا میرے والدین اور عورت پوچھتی ہے کہ کیوں روزہ رکھ لیا ان کو جواب دیتا ہوں اس علاج سے وضو قائم رہتا ہے اور دل میں کہتا ہوں کہ جب تک اللہ میرا قرضہ نہ دور کرے اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ رزق کی کشادگی کر ورنہ جب تک زندہ ہوں روزہ رکھوں گا اس میں کوئی شیطانی و یا نفسانی کید تو نہیں۔

جواب۔ محض اس مقصد کیلئے روزہ رکھنا خلاف خلوص و خلاف عبدیت ہے۔ (النور ص62)

غفلت کی حقیقت

حال: جس وقت کوئی معاش کا کام کرتا ہو مثلاً کسی غیر زبان کی تعلیم دینے میں اور طلباء کو سمجھانے میں منہمک ہو کیونکہ اس وقت تو توجہ اس کی اسی مضمون کی طرف ہوگی۔

تحقیق: بے شغلی کی حالت میں حق تعالیٰ سے بے توجہ رہنا اور ایسا شغل جو کہ مانع ہو جائے توجہ سے بلا ضرورت اختیار کرنا۔ غفلت سے یہ مراد ہے۔ (النور ص 555)

حال: اور طاعات کی طرف نہ طبعی رغبت ہوتی ہے اور نہ قصدی استحضار سے ایسے ہی معاصی سے نفرت۔

تحقیق: رغبت نفرت طبعیہ غیر مطلوب ہے رغبت و نفرت اعتقادی کافی ہے یہی مامور بہ ہے اس کے مقتضاء پر بار بار عمل کرنے سے اکثر طبعی رغبت و نفرت بھی ہو جاتی ہے اگر نہ ہو تو بھی مضر نہیں۔ (النور ص 600)

ترک دعویٔ علم کا محمود ہونا

حال: دوسرا نفع یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں چونکہ علمی مشغلہ زیادہ نہیں ہے بلکہ گویا نہیں ہے اس لئے قلب اپنے علم کے تصور سے بھی خالی ہو گیا۔

تحقیق: یہ اس وقت محمود ہے جب صرف تصور سے خالی ہو۔ علم سے خالی نہ ہو یا وہ علم مانع عن الحق ہو ورنہ غیر محمود ہے۔ (النور ص 622)

عمل کو توجہ و تصرف پر ترجیح

حال: اکثر پیرو مرشد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ لوگ تصرف باطنی سے کیفیات گوناگوں مریدوں کے دل میں القاء فرماتے ہیں اور اس سے مریدوں کا اعتقاد زیادہ جمتا ہے اور ہمت بڑھتی ہے خاکسار نے اتنی مدت تک خوف کے مارے یہ راز اظہار نہیں کیا اب بہ مجبوری بصد عجز و نیاز عرض پرداز ہے کہ حضرت اگر از روئے مہربانی توجہ باطنی سے اس سیاہ بخت کی خبر نہ لیں گے تو یہ نامراد دونوں جہان میں نامراد رہے گا۔

تحقیق: کیا مراد حاصل ہونے کا طریق توجہ و تصرف ہی میں منحصر ہے کیا خود عمل و سعی کرنے سے مراد حاصل نہیں ہوتی اگر شق اول ہے تو دلیل اور اگر شق ثانی ہے تو اس قول کے

کیا معنی کہ اگر از روئے مہربانی الخ۔ (النور ص 14)

سوال۔ اور جو کچھ احکام میرے حال کے موافق ہوں۔ معلوم ہوں کہ میں اس پر کار بند ہوں۔

جواب۔ تربیۃ السالک کو مکرر بغور دیکھا جائے بڑی نافع کتاب ہے اب کے اور نئے قسم کا نفع محسوس ہوگا۔ (النور ص 347)

دھن کی ضرورت

حال: مجھ میں سے بڑھ کر عیب (جو کہ ام العیوب ہے) یہی ہے کہ کم ہمتی اور کاہلی کی وجہ سے پابندی نہیں ہوتی۔

تحقیق: اس کی تدبیر کی مستقلاً ضرورت نہیں اسی بے نظامی سے جب کہ دھن لگی رہے انشاء اللہ تعالیٰ نظام پیدا ہو جائے گا۔ (النور ص 36)

نفلی نماز کی تاکید

حال: میں مغرب کی نماز کے بعد صلوٰۃ الاوابین پڑھا کرتا تھا۔ چند روز سے اس خیال سے چھوڑ دی ہیں کہ فوراً نماز مغرب سے فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ یہ خیال ہوتا ہے اب کہ یہ شرارت شیطان کی ہے۔

تحقیق: ہاں بلکہ بعد صلوٰۃ الاوابین کے ذکر کیا کرو۔

حال: اور عشاء کے بعد بھی نوافل نہیں پڑھتا صرف سنت اور وتر پڑھ کر قرآن کی تلاوت یا کسی کتاب کا مطالعہ دیکھنے لگتا ہوں اور یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ باتیں یعنی کتاب کا مطالعہ اور ذکر وغیرہ نوافل سے ضروری اور بڑھ کر ہیں۔

تحقیق: بڑھ کر تو جب دیکھا جائے کہ جب دونوں نہ ہو سکیں اور جب کہ دونوں ہو سکیں تو دو عبادتیں ایک عبادت سے بڑھ کر ہیں۔

حال: کیا واقعی نفسانی شرارت ہے یہ یا نہیں نوافل سے محروم رکھتا ہو وہ مجھ کو۔

تحقیق: ہاں۔ (النور ص 44)

دعا میں الحاح کی تفسیر

حال: چھوٹی لڑکی کے مرنے کی یعنی نزع کی حالت میں رات کو یہ واقع پیش آیا کہ گھر

میں بہت پریشان ہو کر تمام رات دعا کرتی تھیں کہ خداوند اس بچی کو اچھا کر دیجئے یکبارگی رات کو ایک آواز آئی کہ ہم سے لڑائی کرتی ہے سور۔ اسی کی صبح کو انتقال ہو گیا۔

تحقیق: یہ نہایت کام کی بات بتائی گئی جس کے سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ ظاہر میں یہ دعا میں الحاح تھا جو کہ مطلوب ہے پھر یہ عتاب کیسا بات یہ ہے کہ اس دعا میں سوال مطلوب کیساتھ دوسری شق کی قلب میں ناگواری بھی تھی پس کراہت قضا پر عتاب ہوا اور الحاح میں دوسری شق پر بھی رضا ہوتی ہے گو عقلی سہی لیکن پریشانی نہیں ہوتی۔ (النور ص 71)

مطالعہ کتب اصلاح اخلاق

حال: عرض ہے کہ مندرجہ ذیل پر ارشاد عالی فرمائیں۔ 1۔ جب کوئی شخص نمازی یا غیر نمازی مسجد میں گپیں مارتا ہوا پاتا ہوں تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ خانہ خدا میں کیا خرافات اور واہیات بکتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی قلب میں موجزن ہوتا ہے کہ کبھی کبھی تو میں بھی جب بندہ سے کوئی باتیں کرنے والا ہوتا ہے مزہ میں آکر ادھر ادھر کی ہانکا کرتا ہوں اس جرم کا تو میں بھی مجرم ہوں اور اس وقت مجھے ان لوگوں کی باتیں بری طرح معلوم ہوتی ہیں سوائے اسکے دوسری بات نہیں کہ میرے اندر بخل حسد ہے کہ اوروں کی گفتگو بندہ کو بری معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی ہمسایہ جب گھر بیٹھا ہوا کسی کے ساتھ گپ چلاتا اور شیخیاں لافیں مارتا ہے تو بھی بندہ کو اس کا یہ فعل موجب استہزاء معلوم ہوتا ہے مگر ساتھ ہی یہ خیال ہوتا ہے کہ بندہ کے اندر یہ برا مرض ہے کہ اوروں کی بول چال وغیرہ خواہ وہ کسی مصلحت سے ہو بندہ کو پسند نہیں خدا کرے یہ مرض بندہ کے اندر سے زائل ہو جائے ارشاد فرمائیں کہ بندہ کی یہ خصلت بری ہے یا اچھی اور اگر بری ہے تو اس بری عادت سے بچنے کا کیا طریق ہے جس پر عمل پیرا ہو جاؤں۔

تحقیق: ان جزئیات کا تو کہیں انتہاء نہیں بجائے ان کی مستقل تحقیق کے یہ زیادہ ضروری ہے کہ ان امور کی طرف اصلا التفات نہ کیا جائے۔ کتابیں اصلاح اخلاق کی باالالتزام دیکھی جائیں اور ان کی موافق اپنی اصلاح کی جائے اس سے جزئیات سمجھ میں بھی آنے لگیں گی اور اصلاح کے طریقے بھی معلوم ہو جائیں گے اگر یہ طرز نہ بدلا تو تھوڑے دنوں میں وساوس کا غلبہ ہو جائے گا۔ (النور ص 461)

تقلیل کلام

حال: بعض وقت تو ایسا ہوتا ہے کہ مجھے خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس نے کیا بیان کیا میں اپنے دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتا رہتا ہوں اور خیال بھی اسی طرف کر لیتا ہوں ایسے مجالس میں جو محض تفریح کے طور پر قصہ بیان کرے وہاں جیسا میں کرتا ہوں یعنی اپنے خیال کو خدا کی طرف کر لینا ایسا کرنا چاہئے یا ایسی مجلس سے چلا جانا چاہئے یا بیٹھا رہنا چاہئے اور اپنے خیال کو اپنے خالق کی طرف کر لینا چاہئے۔

تحقیق: اگر وہ بات مباح ہو تو یہی کافی ہے اور اگر معصیت ہو تو اٹھ جانا چاہئے۔ (النور ص 489)

حال: بعد سلام مسنون آنکہ۔ احقر نے کتنی ہی جگہ کم بولنے کی تعریف دیکھی ہے کتابوں میں حضرت سے بھی سنا ہے اور جی چاہتا ہے کہ بہت کم گفتگو کروں مگر معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے مجھ سے یہ ہو ہی نہیں سکتا ایک یہ بات ہے کہ جہاں ایک دو روز کم گفتگو کی اور قلب کے اندر ایک رکاوٹ سی ایسی ہو جاتی ہے کہ میں عرض نہیں کر سکتا ہوں اور اندر ہی قلب جلنے لگتا ہے خدا معلوم کیا بات ہے۔

تحقیق: اس کی پرواہ نہ کرنا چاہئے کم بولنے کی عادت کرنا چاہئے۔ (النور ص 72)

دعا میں غلو نہ چاہئے

سوال۔ خاکسار بھی یہی تمنا کرتا رہتا ہے کہ اس سے بھی ایسا ہی سوال ہو اور اسی طرح کا جواب دوں اور اللہ پاک یہ فرمائیں کہ اگر تجھ کو عذاب کرنا چاہتا تو تجھ کو تھانہ بھون نہ بھیجتا اور ہمارے دوست مولوی اشرف علی کا خادم نہ بناتا۔ حضور والا سے اب معروض یہ ہے کہ اس گنہگار کی اس نوع کی تمنا کرنا اللہ پاک کی درگاہ میں گستاخی تو نہیں۔

جواب۔ اصل مقصود دعا میں مغفرت کا مانگنا ہے باقی یہ قیدیں کہ مجھ سے یوں پوچھا جائے اور میں یوں کہوں یوں جواب ملے گستاخی ہے جیسے ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو اس سے روکا تھا کہ قصر ابیض جنت کا مانگتا تھا۔ (النور ص 88)

دعاء کا خلاف رضا نہ ہونا

اپنے مقاصد کیلئے مختلف قسم کی دعائیں کرنا تسلیم و رضا کے خلاف ہوگا اس کو کس طرح سمجھوں۔

جواب۔ دعاء کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم آپ کی اجازت سے وہ چیز مانگتے ہیں جو ہمارے علم میں مصلحت اور خیر ہے اگر آپ کے نزدیک بھی خیر ہے تو عطا کر دیجئے ورنہ نہ دیجئے ہم دونوں حال میں راضی ہیں مگر اس رضا کی علامت یہ ہے کہ قبول نہ ہونے سے شاکی اور تنگدل نہ ہو دعا کرتا ہے تو دعا خلاف رضا نہ ہوئی مگر دعا میں باستثناء محل استخارہ کے اس کا خیر ہونا اپنے نزدیک بھی متردد فیہ ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ اگر آپ کے علم میں خیر نہ ہو تو نہ دیجئے کیونکہ خلاف ہے حکمت مشروعیت دعا کے اور وہ حکمت اظہار ہے احتیاج کا اور اس کہنے میں ایہام ہے استغنا ہوگا۔ (النورص 561)

نماز آنکھ بند کرنا

سوال۔ اکثر نماز پڑھتے وقت دل چاہتا ہے آنکھ بند کر کے نماز پڑھنے کو آیا اس میں کوئی قباحت ہے یا نہیں۔

جواب۔ کچھ قباحت نہیں لیکن آنکھ بند کرنے کو ثواب نہ سمجھیں بلکہ خیالات پریشان آنے کا علاج سمجھیں۔ (النورص 546)

دعاء برائے کشائش مشکل

سوال: دعا فرمائی جائے کہ خدا مجھ سے کرادے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے برخوردار کو اولاد صاحب نصیب دے اور روزگار میں ترقی ہو برخوردار کے فرض نکاح سے بخیر وخوبی سبکدوشی حاصل کرلوں۔

جواب۔ ان سب مقاصد کیلئے یہ دعا ہر نماز کے بعد جی لگا کر سات بار پڑھا کریں اور دعا کیا کریں دعا یہ ہے کہ **اللھم لاسھل الاماجعلته سھلاوانت تجعل الحزن سھلا اذاشئت** ۔اور اگر یہ یاد ہونا مشکل ہو تو یہ شعر ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

فسھل یا الٰھی کل صعب بحرمة سیدالابرار سھل ۔ (النورص 88)

فرائض ونوافل کے قضاء ہونے میں فرق

باوجود یہ کہ نماز ظہر کے واسطے وضو بھی کر چکا تھا مگر کام میں لگ گیا نماز قضا ہو گئی قضا تو پڑھی لیکن اسی روز تہجد بھی قضا ہوئی تھی تہجد کا مجھے زیادہ قلق ہوا تھا فرض نماز کا اتنا قلق نہیں ہوا سمجھ میں بات نہ آئی کہ اس کی کیا وجہ ہے اس میں کید نفس تو نہیں۔

تحقیق: کسر رہ جانا تو لن تھوا کا تحقق ہے جو کہ لازم ہے احتیاطاً تہجد عشا کے بعد بھی پڑھ لیا کیجئے اگر آخر شب میں بیداری ہوگئی قند مکرر سہی ورنہ فوت تو نہ ہو۔ جو بات سمجھ میں نہیں آئی مجھ کو خیال ہوتا ہے کہ میں نے اس کے متعلق کبھی لکھا بھی ہے مگر مستحضر نہیں اور ممکن ہے کہ وہ کسی خاص سائل کی حالت کے مناسب ہو اس وقت جو ذہن میں بیساختہ وجداناً آیا معروض ہے وہ یہ کہ طاعات پر دو اثر مرتب ہوتے ہیں ایک عاجل یعنی حظ اور یہ امر ذوقی طبعی ہے۔ دوسرا آجل یعنی ثواب اور یہ امر اعتقادی عقلی ہے اور حظ میں جدت و امتیاز کو خاص دخل ہوتا ہے اور تہجد میں اس کا تحقق ظاہر ہے اور فرائض میں بوجہ عموم و تشارک کے یہ مفقود ہے اس لئے تہجد میں حظ فرائض سے زیادہ ہوگا گو اجر و ثواب کا اعتقاد و فرائض ہی میں زیادہ ہے اور ایک قلق ہوتا ہے فوت حظ سے اور ایک ہوتا ہے فوت اجر سے اول فوت تہجد سے زیادہ ہوگا اور ثانی فوت فرض سے زیادہ ہوگا اور اول کا تحقق غلبہ طبیعت کا اثر ہے اور ثانی کا تحقق غلبہ عقل کا اور احد الامرین کا غلبہ غیر اختیاری ہے اس لئے اس پر ملامت تو نہیں نہ یہ کید نفس ہے مگر دلیل فساد ذوق کی ضرور ہے سلامت ذوق کی دعا ضروری ہے۔ (النور ص 121)

سونے سے نماز قضا ہو جانا

سوال۔ سوتے ہوئے سورج نکل آیا اور وقت کی خبر نہ ہوئی نہ کسی نے جگایا تو اس کو قضا نماز کا گناہ ہوتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ سوتے وقت اس نے اگر جاگنے کا کافی انتظام کیا تھا تب تو گناہ نہیں ہوا اور اگر بے پروائی کی تو گناہ ہوا۔ (النور ص 127)

تقلیل اختلاط مع الانام اور مبتدی کیلئے طریق وعظ

حال: احوال فدوی از بس زبون ست کہ دل از مردمان بے حد متنفر و صحبت ایشان از حد وحشت سلام و کلام وغیرہ ہمہ ترک کردہ ام مواعظ و پند ہا نیز متروک ساختہ ام معلوم می شود از من خوار ترین کسے را دیدہ نمی شود۔ لہٰذا وعظ گفتن و نصیحت کردن یک قلم موقوف کردہ ام معمول احقر قبل ایں پرچہ حسب ذیل بود از رسائل مواعظ حضرت والا پیش۔ مردمان بیان کردن بفضلہ تعالیٰ اکثر آدمی دیار ما رسومات باطلہ ترک کردہ متبع حضرت شدند اکنوں از اختلاط ایشان در کنار شدم باقی معمولات ہمچوں پرچہ سابق ست۔

تحقیق: خوب کردند لیکن اگر مردمان بر وعظ اصرار نمایند و امید نفع ہم باشد مواعظ احقر را

بدست گرفتہ عبارتش راہ خواندہ تقریرش پیش مردمان کنند۔(النور ص 137)

حال: حضرت جی ایک یہ پیشتر جو تعلقات اپنے عزیز اقرباؤں سے تھے یہ تو نعوذ باللہ میں نہیں عرض کرسکتا ہوں کہ وہ قطع کر دیئے جائیں مگر ہاں کمی کیلئے عرض کرتا ہوں۔

تحقیق۔ بہت ضروری ہے کہ خصوص ابتداء میں مگر کسی کا حق واجب فوت نہ ہو۔(النور ص 186)

حال: مخالطت نہایت ناگوار ہوتی ہے حتیٰ کہ جس قدر وقت درس میں اور اس کے سبب سے غفلت میں گزرتا ہے اس کا نہایت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب علامات محمودہ ہیں۔(النور ص 246)

حال: میں اپنے جملہ متعلقین بزرگ خورد سے بے انتہا محبت رکھتا ہوں اور وہ سب مجھ سے مطلق محبت نہیں رکھتے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: اس سے تو راحت ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے غیر اللہ سے دل برداشتہ ہونے کا سامان فرمایا۔

سوال۔ جناب خدا سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی محبت میرے دل سے نکال کر اپنی خالص محبت کا متوالا وشیدا بنادے۔

جواب۔ آمین۔(النور ص 347)

حال: کوئی خاص حالت قابل تذکرہ نہیں تعداد ذکر بارہ ہزار۔ اسم ذات مختلف جلسوں میں ادا کرلیتا ہوں۔ پابندی ضرب وجہر ایک جلسہ میں ادا نہیں ہوتا اور تعداد ہر جلسہ کی مختلف موافق تحمل طبیعت ودماغ ہوتی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ حالت اچھی ہے مگر ابھی آپ پر ذکر کا اثر نہیں ہوا۔ وہ موقوف ہے تقلیل کلام و تقلیل اختلاط مع الانام وقلت التفات الی التعلقات پر اور ابھی اس کی ضرورت آپ کو محسوس نہیں ہوئی۔ آپ کو مواعظ کا مطالعہ اور مثنوی کا (گو سمجھ میں نہ آئے) کرنا چاہئے۔(النور ص 365)

حال: تین چار روز سے حالت یہ ہے کہ دل چاہتا ہے کہ حجرہ بند کرکے ہر وقت ذکر کرتا رہوں نہ کسی سے بولنے کو دل چاہتا ہے نہ ملنے کو جی چاہتا ہے اور ملنے جلنے سے بہت نفرت معلوم ہوتی ہے بلکہ جدھر آدمی ہوتے ہیں ادھر سے گزرنے کو بھی جی نہیں چاہتا دوسری طرف کو گزر جاتا ہوں تنہائی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تحقیق۔ مبارک مبارک۔

حال: حضرت یہ کوئی عیب کی بات تو نہیں۔ تحقیق۔ ہرگز نہیں۔

حال: یہاں جتنے لوگ ہیں یہ سب نیک لوگ ہیں ان سے جو نفرت معلوم ہوتی ہے اس سے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں یہ نفس کی شرارت نہ ہو۔

تحقیق: یہ نفرت نہیں وحشت ہے اور وحشت بھی عقلی نہیں بلکہ طبعی اور وہ طبعی بھی ان کی ذات سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ یہ سبب بنیں گے تشتت توجہ الی اللہ کے۔ (ص ۴۷۹)

حال: خادم عارض حال ہے کہ میرے مکان پر جو مہمان یا ملنے والے آتے ہیں ان کی ضروری خدمت کے علاوہ ان کے پاس بیٹھنا بھی پڑتا ہے تاوقتیکہ وہ چلے نہ جائیں کبھی دین کی کبھی دنیا کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں وقت ضائع ہوتے دیکھ کر جی کڑھتا ہے دل چاہتا ہے کہ اٹھ کر تنہائی میں چلا جاؤں لیکن اس خیال سے نہیں اٹھتا کہ یہ تو میرے پاس بیٹھنے کیلئے آئے ہیں ان کی دلشکنی ہوگی۔

تحقیق: تھوڑی دیر پاس بیٹھ کر جب دیکھا جائے کہ اب غیر ضروری باتیں ہونے لگی ہیں خواہ بدون حیلہ کے خواہ کسی حیلہ سے اٹھ جانا چاہئے۔ پھر اگر وہ مقیم رہیں تو کسی دوسرے جلسہ میں ایسا ہی کرنا چاہئے مروت میں اپنا دینی ضرر ہرگز گوارا نہ کرنا چاہئے بس شدہ شدہ اسی طرح عادت ہو جائے گی آپ کے نفس کو بھی اور اضیاف کو بھی۔ (النور ص 556)

حال: حالت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی ایسا آجاتا ہے کہ جس سے میرا کوئی کام دینی یا دنیوی متعلق ہو یا اس کا کوئی کام دینی یا دنیوی ایسا ہو کہ وہ مجھ سے انجام کو پہنچ سکتا ہو تو طبیعت نہیں الجھتی لیکن اس حالت میں کہ جب ضرورت سے زیادہ میرے پاس جم کر نہ بیٹھ جائے۔

تحقیق: میری بعینہ یہی حالت ہے اس کی اطلاع آپ کی تسلی کیلئے کر دی۔

حال: اور جب کوئی شخص محض ملنے کیلئے آجائے تو طبیعت میں سخت الجھن پیدا ہوتی ہے پس اگر کوئی امیر آدمی ہوا تو بہ تکلف طبیعت پر جبر کر کے اس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں۔

تحقیق۔ اس کی دلجوئی کیلئے اپنے کو محبوس کرنا مجاہدہ اور طاعت ہے۔

توسط یا انتہاء سلوک میں مجاہدہ ثانیہ کی ضرورت

حال: علاوہ ازیں عرض یہ ہے کہ پچھلی حالت جس میں توجہ الی اللہ زیادہ تھی ان ایام میں تقاضائے معصیت بہت مغلوب تھا اور ایک گونہ جمعیت اور سکون اور یکسوئی حاصل تھی لیکن اب وہ حالت نہیں رہی تقاضائے معصیت کا بعض وقت بہت غلبہ ہوتا ہے اور وہ پہلی یکسوئی نہیں رہی۔

مرغ دل راصید جمعیت بدام افتادہ بود زلف بکشاوی وبازاز دست شد نخچیر ما

اور معاصی کے غلبہ کی یہ حالت ہے۔

فغاں از ہد یہا کہ درنفس ماست کہ ترسم شود ظن ابلیس راست

اس حالت سے جی کڑھتا ہے اور جان گھلتی جاتی ہے خدا کیلئے دعائے استقامت علی صراط المستقیم فرمائیں ورنہ یہاں کچھ حال نہیں۔

ع چہ برخیز واز دست وتدبیر ما

تحقیق: یہ ہے کہ وقت مجاہدہ ثانیہ کا بعد فراغ مجاہدہ اولیٰ کے اور یہی ہے جس کے نہ جاننے سے ایک سالک واصل کو شبہ رجعت کا ہوجاتا ہے اور بعض اوقات مایوس ہوکر نوبت تعطل کی آجاتی ہے حالانکہ یہ کمال سلوک کے لوازم عادیہ ہے کہ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ابتداء میں جوش کی زیادتی سے امور طبعیہ مغلوب ہوجاتے ہیں تو توسط یا انتہا میں جوش کم ہونے سے وہ امور طبعیہ پھر عود کرتے ہیں کیونکہ ان کا زوال نہیں ہوتا ہے صرف مغلوب ہوگئے تھے اس عود کے وقت پھر مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس مجاہدہ میں تعب وکشاکشی کم ہوتی ہے۔ لرسوخ التھذیب فی النفس مگر عزم توجہ وہمت کی حاجت ہوتی ہے۔ چونکہ آثار سے ایک گونہ نسبت میں کمال معلوم ہوتا ہے تو کلا علی اللہ آپ کو بیعت لینے کی اجازت دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید نفع خلق رکھتا ہوں۔ (النور ص182)

حال: حضرت والا احقر کو نفس کے اندر ایک بات کچھ دنوں سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ معصیتوں کا تقاضا بالکل پہلے جیسا ہونے لگا حیران ہوں کہ عرصہ کا نفس مضمحل ہوا اور اب پھر دوبارہ اسی شدت اور جوش وہیجان کے ساتھ تقاضا کرنے لگا جیسا تقاضا ابتداء میں ہوتا تھا۔

تحقیق: اکثر اہل طریق کو یہی حالت پیش آتی ہے کچھ گھبرانے کی بات نہیں اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ ثانیہ کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر انشاء اللہ تعالیٰ راسخ ہوگا اور شاذونادر کسی امر طبعی کا خفیف تقاضا یہ منافی رسوخ کا نہیں اس تغیر وتبدل کی مثال حسیات میں ایسی ہے جیسے شب کے اخیر میں تاریکی کے بعد ایک نور رہتا ہے جس کو صبح کاذب کہتے ہیں ناواقف خوش ہوتا ہے کہ تاریکی گئی۔ پھر دفعتہ وہ نور زائل ہوجاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں پھر دوسرا نور آتا ہے جس کو صبح صادق کہتے ہیں۔ وہ قائم بلکہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔

حال: حضرت والا نے احقر کو جو معصیتوں کے علاج وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے ہیں احقر ان ہی پر کاربند ہے اور حضرت والا کی دعا سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر معصیت کا تقاضا جلدی ہی فرو ہو جاتا ہے اور سابق جیسی نفس کو روکنے میں تنگی و دشواری پیش نہیں آتی اور تھوڑی سی مخالفت و تنبیہ سے نفس معصیت کے تقاضے سے باز آجاتا ہے۔

تحقیق: یہی علامت ہے کہ یہ عود الی الطبعیات ضعیف ہے ورنہ مقاومت دشوار ہو جاتی ہے جیسے پہلے تھی۔

حال: حیرانی یہ ہے کہ نفس وشیطان کی اس میں کیا مخفی چال ہے کیونکہ اعمال میں معمولات کے بجالانے میں کچھ سستی ومخالفت نہیں کرتا بلکہ نفس نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھ کو کرنے ہی پڑیں گے حضرت والا احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس مکروچال کیلئے احقر کیا تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہوگا احقر اس کو بجالائے گا معصیتوں کے علاج سابق پر احقر بدستور عمل کرتا ہے۔

تحقیق: بس یہی تدبیر ہے اسی سے انشاء اللہ سب شکایتیں دور ہو جائینگی اور جب کبھی ایسا ہو بھی علاج ہے فارغ ہونے کا قصد ہی نہ کیا جائے بخار کے موسم میں بعض کو ہمیشہ بخار ہوتا ہے مگر علاج اس کا یہی ہے کہ بخار کا نسخہ پیا جائے اس کی سعی بیکار ہے کہ بخار ہی نہ آئے۔(النور 932)

فکر و کوشش کی ضرورت

حال: کوئی طریقہ جامع بندہ کو ایسا بتلائیں جو احتراز عن المعاصی کیلئے مجرب ہو ہمیشہ ہر ہفتہ توبہ کرتا ہوں گہ اس ہفتہ سے تمام افعال ذمیمہ ترک کردوں گا اور افعال حسنہ جن میں حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو وہ کروں گا اور ایسا کرتا بھی ہوں لیکن بعد ایک دو روز کے تمام تہیہ وغیرہ غارت جاتا ہے اور کوئی طریقہ جامع بتلائیں۔

تحقیق:

صوفی نشود صافی تا درنکشد جامی — بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

اندریں رہ می تراش و میخراش — تادم آخر دمے فارغ مباش

تادم آخر دم آخر بود — کہ عنایت با تو صاحب سر بود

حاصل یہ کہ فکر اور کوشش جاری رکھنا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح کامیابی ہو جائیگی۔(النور ص183)

قضاء شدہ نمازوں کی قضاء میں سستی کرنا مضر باطن ہے

حال: اگر پچھلی نمازیں ذمہ میں باقی ہوں تو انکی قضا میں سستی کرنا معصیت ہے یا نہیں۔ تحقیق۔ بلا عذر معصیت ہے۔ (النورص 198)

دعا خلاف عبدیت نہیں

حال: آنکھ کی جانب سے سخت رنج ہے صرف ایک آنکھ کام دیتی تھی اب وہ بھی ٹھیک کام نہیں دیتی تلاوت کلام پاک اور کتب وغیرہ سے محرومی کا سخت رنج ہے دوسرے ننھے ننھے بچے ہیں۔ میری بینائی کے واسطے دعا فرمائیں یا پروردگار عالم ساتھ ایمان کے بلالیں بلا بصارت زندگی بیکار ہے۔

تحقیق: صحت کی دعا تو سنت اور علامت عبدیت کی ہے مگر یہ کہنا کہ یا پروردگار عالم ساتھ ایمان کے بلالیں بلا بصارت زندگی بیکار ہے یہ نہایت بے ادبی ہے اور بعید از عبدیت ہے ہم کو رائیں لگانے کا کیا حق ہے حضرت حق سے جو پیش آئے خیر ہے تلاوت اور کتب بینی میں ثواب ورضا منحصر نہیں اول تو صحت کی حالت میں طاعات تطوع پر مداومت کرنے والے کو مرض میں بدون عمل کئے بھی وہی ثواب عمل سابق کا ملتا ہے دوسرے بعض اوقات صبر کا اجر عمل کے اجر سے بڑھ جاتا ہے۔ البتہ بینائی کی دعا خود رائی نہیں اس کی اجازت ہے دعا مانگئے اور دل سے مانگئے اور ساتھ ہی یہ سمجھے کہ اگر اسکے خلاف واقع ہوا وہ بھی خیر ہے اور اس پر بھی رضا ہے۔

حال: بندہ کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے مطلب پورا کریں یا نہ کریں لیکن مقصود حقیقی یعنی رضا مولیٰ ہمیشہ اور ہر حالت میں نصیب کریں۔

تحقیق: یہ کہنا بے ادبی ہے ہم کو دنیا کے مطالب کی بھی حاجت ہے دعا یہ کرنا چاہئے کہ دارین کے مطالب پورے ہوں۔ (النور 209)

عاصی کو استغفار کی ضرورت نہ تسلی کی تمنا

حال: چند روز ہوئے فدوی سے ایک گناہ ایسا صادر ہوا کہ جس کی وجہ سے کمترین کے دل میں صدمہ ہوا کمترین کی طاقت سے زیادہ اور یہ صدمہ ہوتے ہوتے بخار بھی ہو گیا تھا۔ سو بحمد اللہ بخار تو جاتا رہا مگر وہ صدمہ اور تشویش باقی ہے۔ توبہ استغفار جہاں تک اس گنہگار

سے ہوسکا اور جس ڈھنگ سے حضور نے فرمائی ہے اور حضور کی تحریرات میں دیکھی مشغول ہوں۔ مگر تسکین خاطر نہیں ہوتی۔ شاید حضور کے جواب کی بعد تسکین ہوگی۔

تحقیق: کیا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ یہ لکھ دوں کہ جبریل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے قصور معاف کردیا۔ کیا لغو فرمائش ہے۔ تسلی نہیں ہوئی۔ اچھا ہوا تم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ کیا سزا میں تھوڑی سی پریشانی بھی نہ ہو۔ یہی غنیمت سمجھو کہ عذاب نازل نہیں ہوا۔ تم کو تسلی کی درخواست کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ تم جو چاہو شرارت کرلیا کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو پیار کرکے تسلی دے دیں کہ گھبراؤ مت اچھا کیا گناہ کرلیا میں کچھ نہیں کہوں گا۔ تمہاری عقل کہاں ماری گئی۔ بس خیر اسی میں ہے کہ استغفار کیا کرو اور تسلی مت ڈھونڈو۔ (انور ص 232)

اشراق و چاشت بلا فصل پڑھنا

سوال۔ اشراق کی چار رکعت اور چاشت کی چار رکعت بعد ختم اسم ذات کے شامل پڑھ لیتا ہوں۔ یہ درست ہے یا دونوں میں فرق کیا کروں۔

جواب۔ فصل کی ضرورت نہیں یہ بھی جائز ہے۔ (انور ص 238)

قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر حفظ نہ پڑھ سکنے کا علاج

حال: اس بندہ گنہگار نے قرآن شریف جوانی کی عمر میں یاد کیا ہے۔ جس سے زبان اچھی طرح ٹوٹتی نہیں ہے اور جلدی جلدی پڑھنے کی ایسی عادت ہوگئی ہے کہ حروف زبان سے بخوبی نہیں نکلتے ہیں اگر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں تو ازبر نہیں پڑھ سکتا ہوں۔

تحقیق: معمول تو حسب عادت پڑھتے رہیے کیونکہ اس قدر جلد تغییر مشکل ہے اور تغییر تک ناغہ مناسب ہے۔ البتہ روزانہ ایک پارہ یا کم خوب ٹھہر ٹھہر کر بھی پڑھیے اگر ازبر نہ پڑھا جائے تو قرآن پاس رکھ لیا۔ ازبر شروع کیا اور جہاں شبہ ہوا دیکھ لیا امید ہے کہ چند روز میں اصلاح ہوجائے گی۔

حال: نفس و شیطان کے اغوا اور کم ہمتی سے اکثر گناہ ہوتے ہیں روزانہ توبہ کرتا ہوں اور ہمت کرتا ہوں مگر پھر بھی ہوتے رہتے ہیں۔

تحقیق: بس کوشش اور توبہ کا سلسلہ جاری رہے۔ (النور ص 357)

نماز میں بکثرت سہو ہونیکا علاج

حال: پنج وقتہ نماز میں مجھ کو سہو بہت ہوتا ہے بالخصوص فرض اور وتر میں یہ یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ باوجود کوشش کبھی آخری تشہد میں یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ صرف دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ براہ نوازش اس کی تدبیر و علاج سے مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سہو سے حزن ہوتا ہے اور اس حزن سے خوف اور وہم غالب ہو جاتا ہے اور اس کے غلبہ سے سہو ہونے لگتا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ محزون نہ ہوا کریں۔ بلکہ اپنے دل کو قوی اور بے فکر رکھیں کہ اگر سہو ہو بھی گیا تو مسائل فقہیہ کے موافق عمل کرنے سے نماز ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر کاہے کا غم اس تدبیر کو اختیار کر کے پھر اطلاع دیجئے مع اس خط کے۔ (النور ص 367)

تکثیر ذکر و عمل کو مطالعہ کتب پر ترجیح

بعض وقت نوافل یا ذکر کے پڑھنے سے مطالعہ کو ترجیح دیتا ہوں آیا یہ میرا خیال صحیح ہے یا نہیں۔

تحقیق: صحیح نہیں جو مقصود اصلی ہے اس کے حصول میں ذکر صلوٰۃ کو زیادہ دخل ہے۔ بنسبت مطالعہ کتب کے۔ مطالعہ کتب مقصود بالغیر ہے اور ذکر و صلوٰۃ مقصود بالذات۔ مقصود بالغیر بقدر ضرورت ہونا چاہئے اور مقصود بالذات مستقلاً یہ ساری خرابی شوق و ذوق کے مقصود سمجھنے کی ہے اور یہی غلطی ہے ظاہر ہے کہ چٹنی میں جتنا لطف ہے۔ غذا میں نہیں مگر جزو بدن و بدل ما یتحلل غذا ہی بنتی ہے۔ (النور ص 386)

حال: بندہ کو جناب والا کی کتب پڑھنے کا شوق ہے جو رات دن پڑھتا ہوں۔

تحقیق: ورد و عمل کا حصہ زیادہ ہونا چاہئے بہ نسبت مطالعہ کتب کے آپ کے شوق کا سبب حظ مضمون ہے نہ کہ حب ذکر۔ (النور ص 445)

ضرورت اہتمام اتباع

حال: حضور نے اگلے نیاز نامہ کے جواب میں فرمایا تھا کہ میری کتابیں قصد السبیل

وغیرہ سے دیکھ کر حسب استعداد عمل کریں اور اس کے بعد اطلاع دیں۔

تحقیق: اس میں ایک مقدمہ اور بھی ہے وہ یہ کہ تم بھی بے پرواہ اور قلیل الاہتمام ہو تو ایسی حالت میں نفع بیشک کم ہوتا ہے اس مقدمہ کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اپنی حالت تو آپ کو معلوم ہی ہے تو اب اس کی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ ایسا شیخ تلاش کرو کہ باوجود طالب کی بے پرواہ کے وہ بغیر پروائی نہ کرے بلکہ اس کو راستہ پر لگائے رکھے اور متوجہ کردے۔ دوسری تدبیر یہ کہ طالب قلت اہتمام کو چھوڑ دے تو بے نیاز شیخ بھی اضطراراً اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ ان دو تدبیروں سے دونوں توجہ مجتمع ہو جائیں گے اور طریق میں دونوں ہی کی حاجت ہے۔ (النور ص 472)

ضرورت مطالعہ مواعظ

حال: جناب عالی ایک سخت قباحت اپنے اندر معلوم کرتا ہوں کہ جس نعمت عظمیٰ (دعوات عبدیت) کی بدولت یہ دولت یقین نصیب ہوئی تھی اب اس کے مطالعہ سے جی چراتا ہے اور دل اکتاتا ہے۔ براہ نوازش اس کا علاج فرمایا جائے۔

تحقیق۔ بہ تکلف زیادہ زیادہ دیکھیں یہ گرانی اسی سے رفع ہو گی۔ (از النور ص 485)

حال: دن میں بھی یہ خیال رہتا ہے کہ تہجد کا وقت کب آئے اس خوش ہونے پر میرے اندر دو شبہ پیدا ہوئے ہیں۔ (اول) تہجد اور ذکر میں جتنی خوشی محسوس ہوتی ہے اور فرضیات میں اتنی خوشی محسوس نہیں ہوتی ہے ہاں پہلے کی حالت کی نسبت آج کل فرضیات میں بھی کچھ لذت محسوس ہوتی ہے لیکن تہجد کی نسبت کم۔

تحقیق: فرض میں تو دوسری شق یعنی ترک کا اختیار ہی نہیں اور تہجد میں اس شق کا بھی اختیار ہے باوجود اس کے اس کے فعل کی توفیق ہونا اس میں انعام حق کا زیادہ مشاہدہ ہے اس لئے اس میں زیادہ فرحت ہوتی ہے اور ایسی فرحت مطلوب ہے **قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا** گو دوسرے اعتبار سے توفیق فرض میں زیادہ انعام ہے تو کبھی ایک اعتبار کا اثر طبیعت پر غالب ہوتا ہے کبھی دوسری کا اور یہ غیر اختیاری امر ہے۔ (از النور ص 514)

تقلیل طعام نہ کرنا

حال: رات دن میں چھ روٹی کھاتا ہوں جن سے شکم سیر ہوتا ہے چونکہ بھوک کے

فضائل دیکھ چکا ہوں اس لئے اب ارادہ کیا ہے کہ تیسرا حصہ کھانے کا کم کروں۔
تحقیق: ہرگز ایسا نہ کریں آج کل اس سے ضرر ہوتا ہے شکم سیر ہو کر کھائیں۔(النور ص 507)

نماز جہری و سری میں طبعی تفاوت

حال: (دوسرا شبہ) یہ کہ جہر نماز میں جتنی لذت پاتا ہوں سری نماز میں اس سے کم لذت پاتا ہوں۔
تحقیق: جہر میں اپنے کان میں بھی آواز آتی ہے اس لئے اس میں توجہ اور یکسوئی اور اندفاع خطرات زیادہ ہے اور جس قدر خطرات کم ہوں گے تشویش کم ہوگی اور تشویش جس قدر کم ہوگی جمعیت زیادہ ہوگی اور یہی مدار ہے لذت کا یہ بھی امر طبعی و غیر اختیاری ہے۔
حال: یہ دو شبہوں سے دل میں یہ وسوسہ ہو گیا کہ یہ جو تہجد اور ذکر کیلئے دل میں بہت کشش کے ساتھ انتظاری پیدا ہو رہی ہے یہ کشش نفس کی کوئی شرارت تو نہیں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ یہ خوشی اور کشش کیسی ہے اس کو واضح فرما کر سرفراز فرمائیں۔
تحقیق: اوپر معلوم ہو چکا کہ یہ کیفیات غیر اختیاری ہیں اور منشاء ان کا محمود ہے لہٰذا اس میں شرارت نفس کا وسوسہ نہ چاہئے۔(النور ص 515)

طالب علمی میں اصلاح اعمال کا ضروری ہونا

حال: قریب سات سال کا عرصہ ہوا احقر خانقاہ میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہا ہے اب انشاء اللہ آئندہ سال کسی بڑے مدرسہ میں جا کر کتابیں پوری کرنی ہوں گی اس مدرسہ کا نصاب جہاں تک ہے وہ انشاء اللہ رمضان المبارک تک پورا ہو جائے گا۔ پھر باہر سے کتابیں پوری کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معتد بہ زمانہ تک رہنے کی گنجائش ملے گی یا نہیں۔ اس واسطے جی چاہتا ہے کہ اب جو چار پانچ مہینہ باقی ہیں۔ اس زمانہ میں اصلاح باطنی و ظاہری حاصل کروں۔ اس زمانہ کو غنیمت سمجھتا ہوں خدا جانے بعد میں ایسا موقع ہوگا یا نہیں ہوگا۔
تحقیق: اس طریق میں دو چیزیں ہیں کثرت ذکر اور اصلاح اعمال سو کثرت ذکر تو حالت طالب علمی کے مناسب نہیں اور جو مقصود ہے کثرت ذکر سے وہ ان کو مشغولی علم سے حاصل ہو جاتا ہے۔ بشرط تقویٰ باقی رہا اصلاح اعمال وہ ہر حال میں فرض ہے اور

طالب علمی کی حالت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں سواس کا سلسلہ شروع کردو اس کی ترتیب یہ ہے کہ اول قصد السبیل کو دوبار بغور مطالعہ کر کے اس سے جو حاصل طریق کا ذہن میں آئے اس سے اطلاع دو پھر طریقہ اصلاح کا بتلاؤں گا۔ (النور ص 566)

عمل قلیل و کثیر کا بقدر وسع اثر میں مساوی ہونا

حال: زیادتی اوراد و اشتغال کو جی بہت چاہتا ہے مگر جب بھی زیادتی کی اختلاج یا درد سر وغیرہ ہونے لگا بس وہیں سر پیٹ کر رہ گیا۔ میرے مولا ایسا شخص سوائے حسرت و یاس کے کیا کرے اپنی قسمت پر سوائے چار آنسو بہانے کے کیا ہو سکتا ہے ایسی حالت پر میرا ایک شعر بہت موزوں ہے۔

داخل چہ شود واصل در کوچہ جاناں نہ   نے ہمت پردازی نے طاقت رفتاری

تحقیق: قوی کے عمل کثیر میں جو اثر ہے ضعیف کے عمل قلیل میں وہی اثر ہے اسی عمل قلیل سے انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔ (النور صفحہ 598)

شغل علمی

حال: آج کل کچھ شغل علمی زیادہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ چند روز سے طبیعت سست ہونے کی وجہ سے معمولات پوری طرح ادا نہیں ہوتے تاہم تھوڑا بہت ذکر لسانی ضرور کر لیتا ہوں اور قلبی توجہ و حضور برابر قائم رہتا ہے اور کوئی نئی حالت نہیں۔

تحقیق: شغل علمی خود نعم البدل ہے اور علالت یا کسل جو علالت سے ہو عذر ہے جو بروئے نص و حدیث مبقی اجر و برکت ہے۔ (النور صفحہ 486)

باب۵

احوال کے بیان میں

عدم مطلوبیت لذت وذوق وفرق مابین حال ومقام

حال: جوخلوص وذوق پہلے عبادت میں تھا اب نہیں پاتا ہوں۔

تحقیق: ذوق مطلوب نہیں کیونکہ وہ ایک حال ہے نہ کہ مقام اور مطلوب مقامات ہیں نہ کہ احوال اور فرق دونوں میں اختیاری اور غیر اختیاری ہونے کا ہے۔ اہل فن کا قول ہے المقامات مکاسب والاحوال مواہب۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ طالب لذت طالب حق نہیں ہے کام میں لگنا چاہئے ثمرہ پر نظر نہ چاہئے۔ (تربیت السالک حصہ اول ص 2)

لذت مطلوب نہیں

حال: بندہ کو عبادت میں لذت نہیں معلوم ہوتی اور طاعت حق کی طرف دل بندہ کا راغب تام نہیں ہے۔ تحقیق۔ عبادت میں لذت اختیاری نہیں امور غیر اختیاری کے پیچھے نہ پڑ جانا چاہئے۔ اپنی قدرت واختیار کے کاموں میں لگا رہنا چاہئے۔ (تربیت حصہ اول ص 8)

عدم مطلوبیت لذت وذوق

حال: ناچیز اپنے معمولات میں (یعنی اسم ذات چھ ہزار مرتبہ) مشغول ہے بفضلہٖ تعالیٰ وبدعائے حضرت اکثر روز بعد تہجد قبل صبح صادق بعض روز بعد صبح صادق اور بطور تلاوت بعد نماز فجر ختم کرتا ہے۔ لیکن جو رغبت وصلاحیت وقت حضوری دربار کے نصیب تھی اور جو حالت اس وقت تھی۔ (یعنی حالت ذکر میں ایسی دل بستگی ہوتی تھی کہ رونا آجاتا تھا) اب وہ حالت نہیں۔

تحقیق: حالت یکساں نہیں رہتی۔ مگر یہ خصوصیات مواجید واذواق کے مقصود نہیں مقصود محفوظ رہنا چاہئے اور وہ ذکر اور طاعت ہے خواہ اس میں بسط ہو یا قبض کہ بعض منافع قبض کے زیادہ ہیں بسط سے ہمت سے کام میں لگے رہیں۔ اول اول ایسے ہی تغیرات ہوا کرتے ہیں پھر

حق تعالیٰ مناسب استعداد کے تمکین عطا فرما دیتے ہیں۔ جب اس کا وقت مقدر ہوتا ہے گھبرا جانا دلیل ہے۔ ضعف ہمت کی آرے طریق دولت چالاکی ست و چستی۔ (تربیت حصہ سوم ص3)

امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہ ہونا

حال: بسا اوقات نفس عاصی بندوں کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے اور اپنے کو اہل علم سمجھ کر دوسرے سے تعظیم چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے۔ نہ عمل کی ہمت کبھی رئیس زادہ سمجھ کر توقیر کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ العزة لله و لرسوله و للمومنين۔

تحقیق: یہ سب وساوس ہیں جب آپ انکو برا سمجھتے ہیں اور قصد نہیں ہے کہ ایسا خیال ہو بلکہ یہ قصد ہے کہ ایسا نہ ہو تو یہ نہ طلب تعظیم ہے نہ تکبر ہے نہ ترفع ہے کیونکہ یہ سب افعال مذمومہ اختیاری ہوتے ہیں پس جو اختیار سے نہ ہو وہ اخلاق مذمومہ سے خارج ہے۔ صرف وسوسہ ہے اخلاق مذمومہ کا جس پر مواخذہ نہیں مواخذہ عزم پر ہے۔ (تربیت حصہ اول ص3)

حالات کا مقصود نہ ہونا

حال: حضور نے جو بعد تہجد کے تیرہ تسبیح کو پڑھنے کو فرمایا تھا جس کو فدوی بحمد اللہ پابندی سے پڑھتا ہے اور نیز تین تسبیح بعد نماز پنجگانہ کے ایک تسبیح دوسری تہلیل تیسری تکبیر یہ بھی مقیدی سے پڑھتا ہے لیکن ان کے پڑھنے میں حضور قلب کے نہ ہونے سے دل کو افسوس ہوتا ہے۔ اگرچہ فدوی کوشش بھی کرتا ہے اس کے بارہ میں جو ارشاد ہو مطلع فرمائیے۔

تحقیق: استقامت علی الذکر خود ایک مقام رفیع ہے اور حضور قلب وغیرہ یہ حالات ہیں اور مقام افضل ہوتا ہے۔ حال سے آپ ہرگز افسوس نہ کیجئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کیجئے اور وہ حدیث یاد کیجئے۔ **فاما من كان من اهل السعادة فسيسر لعمل اهل السعادة** پس عمل کی تیسری خود سعادت کی دلیل ہے اور سعادت ہی مقصود جلیل ہے۔ البتہ احضار قلب یعنی خود متوجہ رکھنا قلب کا یہ ضروری ہے۔ پھر خواہ حضور تام اس پر مرتب ہو یا نہ ہو جب وقت آئے گا انشاء اللہ احوال بھی عطا ہوں گے کام میں لگے رہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

ع کلبہ احزاں شود روزی گلستاں غم مخور

(تربیت حصہ اول ص3)

حال: معمولات رمضان شریف میں بوجہ ضعف طبیعت کے چھوٹ گئے تھے اب یکم شوال سے شروع کیے ہیں۔ مع شغل سرمدی آج تک کوئی نیا امر پیش نہیں آیا لیکن اتنی کیفیت تو معلوم ہوئی ہے کہ شریعت کے ہر امر میں تعمیل کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مرضی خداوند کریم کیا ہے؟ معلوم نہیں مجھ سے کسی بات کی پوری تعمیل نہیں ہوتی اور ضیاء القلوب میں جو ظہور انوار وغیرہ کا ذکر دیکھتا ہوں وہ آثار تو کچھ معلوم نہیں ہوتے ہیں تو کسی قابل نہیں حضرت کی کیا خدمت ہم سے ادا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے گا جس صورت سے ہمارے حصول مراد ہو ایسی تربیت فرمائیں۔ معلوم نہیں کیا سبب اپنے ہم عصر سب علماء دنیا دار بدخواہی کے درپے ہیں دعا فرمائیں۔

تحقیق: اگر کوئی نیا امر بھی ہوتا تو اس سے زائد تھوڑا ہی ہوتا ہے کہ شریعت کے ہر امر کی تعمیل کو دل چاہتا ہے۔ اور جب یہ بات پہلے نہ تھی تو یہ نیا امر بھی ہوگیا۔ انوار وغیرہ کی فکر وطلب میں نہ پڑیئے وہ لوازم اور مقاصد سے نہیں عوارض اور زوائد سے ہیں۔ بعض کیلئے ان کا نہ ہونا مصلحت ہے کہ حجاب ہوجاتا ہے۔ بدخواہی کا سبب حق پرستی ہے شکر وصبر کرنا چاہیے۔

احوال میں تعدیل کا مطلوب ہونا

حال: مجھ پر خوف خداوندی غالب ہے۔

تحقیق: اس صورت میں اکسیر ہدایت یا اور کسی کتاب میں رحمت الٰہیہ کے مضامین خوب دیکھنا چاہیے۔

حال: قرآن شریف پڑھنے بیٹھتا ہوں گریہ کے مارے پڑھا نہیں جاتا۔

تحقیق۔ رحمت وبشارت کی آیات اس کا علاج ہے۔

حال: آپ کا نام یاد آتا ہے اس وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

تحقیق: اس وقت کسی اور کام میں لگ جانا چاہیے۔ (تربیت حصہ اول ص 4)

نماز میں دل کی گھبراہٹ کا علاج

حال: دیگر حضور نماز میں دل بہت گھبراتا ہے ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ نیت توڑ کر

بھاگنے کو ہو جاتا ہوں۔ مگر ابھی تک ایسا موقع پیش نہیں آیا۔

تحقیق: آٹھ نفلیں کافی ہیں۔ نماز میں یہ تصور کیا کیجئے کہ عرش پر روشنی مشابہ نور ماہ کے پھیلی ہے اور وہاں سے مثل بارش کے میرے قلب پر مترشح ہوتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وحشت دفع ہو جائے گی اور کوئی وقت بھی پندرہ بیس منٹ خلوت میں تصور کیا کریں اور چلتے پھرتے یا باسط کی کثرت ہر وقت رکھیں بعد دو ہفتہ پھر اطلاع دیں۔ (ترجمہ حصہ اول ص 6)

حال: چند روز سے دل پر سخت بے چینی رہتی ہے اور دل بہت گھبراتا ہے اور میں نے ایک دن کیمیائے سعادت کا مطالعہ کیا اور اس میں جو امام نے جانکنی کی تکلیف کی بابت اور قبر کی ہیبت کی بابت لکھا ہے اس سے دل پر سخت گھبراہٹ رہتی ہے۔

تحقیق: کتاب الرجاو کتاب المحبۃ کیمیائے سعادت کی چند بار مطالعہ کرنا مناسب ہے۔

حال: بعض دفعہ دل میں یہ خیال آتا ہے کہ نعوذ باللہ منہ تجھ کو خداوند رحیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جان سے زیادہ نہیں ہے پھر اگر ضرورت ہو تو بذل نفس کیسے کر سکے گا۔

تحقیق: جان کے ساتھ محبت طبعی ہے اور خدا اور رسول کے ساتھ عقلی ضروری ہے اور جان دینے کی دشواری محبت عقلی کی کمی کی دلیل نہیں کچھ وہم نہ کریں۔

سوال۔ حضور خداوند رحیم سے دعا فرمائیں۔ جواب۔ دعا کرتا ہوں۔

سوال۔ کوئی ایسا ارشاد فرمائیں کہ دنیا مردار کی محبت دل سے بالکل دور ہو جائے۔

جواب۔ کتاب ذم الدنیا کیمیائے سعادت ہی دیکھئے۔ (تربیت حصہ دوم ص 11)

عاصی کو مایوس نہ ہونا چاہئے

حال: معاصی میں گرفتاری ہونے لگتی ہے اس کی وجہ سے میں ناامید ہو جاتا ہوں۔

تحقیق۔ کوئے نوامیدی مرو کامیدہاست — سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

(تربیت حصہ اول ص 6)

استقامت علی الاعمال حالت رفیعہ ہے

حال: رات کی جو بارہ تسبیح ارشاد ہوئی معمول ہے اور دن کے اذکار کبھی تین ہزار کبھی چھ ہزار الغرض فرصت کے مطابق زیادتی کمی ہوتی ہے دعا سے ارشاد فرمائیں کوئی جدید کیفیت

ہوگی اطلاع کروں گا۔ تحقیق۔ استقامت علی الاعمال خود ایک رفیع حالت ہے جو سب کیفیات سے ارجح ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ (تربیت حصہ اول ص 8)

تنگدستی و تنگدلی کا علاج

حال: تنگدستی سے بعض اوقات تنگدلی ہوتی ہے کیا کروں۔
تحقیق: کوئی نوکری مل جائے تو قبول کر لیجئے۔ یا کسی مطبع کا کام تصحیح وغیرہ منگا لیجئے۔
(تربیت حصہ اول ص 13)

آثار فنا

حال: کبھی کبھی قلب میں ایسا خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس سے شوق و ذوق ذکر کا زیادہ ہوتا ہے اور کبھی ایسی حالت ہوتی ہے کہ بالکل طبیعت سست اور ناامید ہو جاتی ہے اور اپنی طرف خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہے اور جس قدر عالم میں خرابیاں ہیں میری شامت اعمال سے ہیں۔ اس کا خیال جب آتا ہے ناامیدی سخت قلب پر چھا جاتی ہے اس کا کیا علاج ہے۔ تحقیق۔ یہ مرض نہیں جس کا علاج ضروری ہو خود یہ حالات مطلوبہ محمودہ میں سے ہے۔ یہ آثار اضمحلال سے ہے جو کہ شعبہ ہے فنا کا۔ (تربیت حصہ اول ص 16)

حال: اس رستے کی منزلیں سخت کٹھن اور خطرناک ہیں اول اول علوم قلب پر فائز ہوئے اپنی کم استعدادی کے موافق مسئلہ تقدیر اور وحدت وجود اور ان کا باہمی تعلق ذوقاً معلوم ہوا اس کے بعد وقتاً فوقتاً امراء احکام شرعیہ و حکم امور تکوینہ معلوم ہوتے رہے۔ اس میں اتنی ترقی ہوئی کہ گناہوں کی حکمتیں معلوم ہونے کے وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفر و اسلام کی عین سرحد پر جا رہا ہوں۔ ذرا پیر پھسلا اور گرا۔

تحقیق: یہ آثار مرتب ہیں مجموعہ فناء و ضعف پر اول محمود ہے ثانی مذموم نہیں کیونکہ کوئی مقصود فوت نہیں ہوا۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں مثل تجرد توجہ الی اللہ وغیرہ جیسا کہ جلد انکشاف ہوگا۔ (تربیت حصہ چہارم ص 34)

حال: کل بعد عصر ایک کام سے خانقاہ سے باہر گیا تو ایک کتے کے پلے پر نظر پڑی اس کی صورت اپنی نظر میں بہت ہی محبوب معلوم ہوئی۔

تحقیق: یہ غلبہ تھا تواضع کا مرتبہ فنا تک پہنچا ہوا۔حال۔اس کے بعد یہ حالت ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ اب تک جس قدر ذکر میں نے کیا سب میں کوئی نہ کوئی غرض پوشیدہ تھی۔ اس لئے تو شرک میں مبتلا رہا کہ غیر محبوب کا طالب رہا اپنے کو سخت ملامت کرتا تھا کہ تو نے حق تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی۔اگر ان کو پہچان لیتا تو ہرگز کسی بات کا طالب نہ ہوتا۔وساوس دور ہونے کی نیت سے ذکر کرنا بھی شرک ہے۔اللہ کا نام تو خود بذاتہ مقصود ہے تو بڑا مکار ہے ہر بات میں تو نے کوئی نہ کوئی مقصد تراش رکھا ہے۔

تحقیق: یہ بھی غلبہ ہے فنا کا برنگ دیگر۔

حال: کل عصر و مغرب و عشا کی نماز سے بہت تسلی ہوئی۔

تحقیق: یہ ظہور ہے دولت جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ کا۔(تربیت حصہ پنجم 198)

حال: طبعی حالت یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر روبرو میں میری ثنا کرتا ہے تو نہایت ناگوار لگتا ہے اور مناسب اس کو بھی تنبیہ کردی جاتی ہے۔تحقیق۔انکار علی المنکر حالت مطلوبہ ہے۔

حال: اور کہیں اچھے لوگوں میں بیٹھنا ہوتا ہے تو نہایت مجھے شرمندگی طاری ہوتی ہے اور اپنے کو بہ نسبت ان حضرات کے محض ہیچ جانتا ہوں اور کوئی تعظیم و تکریم کرتا ہے تب بھی تمام شرم آتی ہے۔تحقیق۔آثار فنا و تواضع سے ہے مبارک ہو۔(تربیت حصہ پنجم ص 216)

حال: الحمد للہ حضور کے فیض سے اب یہ بات حاصل ہوگئی ہے کہ کسی کی نسبت دل میں حسد نہیں رہتا اور غیبت واعراض الناس میں پڑنے سے سخت وحشت ہوتی ہے جس چیز کو دیکھتا ہوں ایک عبرت اپنے نفس کیلئے اس سے پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک لہو ولعب سب وشتم دیکھ کر اور سن کر کے بھی ایک قسم کی عبرت حاصل ہوتی ہے اور کسی کی بات خواہ بھلی ہو یا بری یاد نہیں رہتی۔

تحقیق: یہ سب علامات ہیں فنا حسی کی مبارک ہو۔

حال: بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جسم کے اندر کیا چیز ڈال دی ہے۔جس کے سبب سے میں حرکت کر رہا ہوں پھر جب غور کرتا ہوں تو اپنے وجود کا خیال کوئی چیز ہی نہیں معلوم ہوتا۔اس وقت شان خدا کے اوپر فدا ہو جانے کو جی چاہتا ہے مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایں خیال ست ومحال ست جنوں

تحقیق: یہ علامت ہے فنائے علمی کی مبارک ہو۔

حال: خیال میرا یہ تھا کہ شاید ضعف دماغ سے یہ باتیں محسوس ہوتی ہیں اس کے واسطے مقوی دماغ دوائیں استعمال کیں مگر ہنوز روز اول ست۔ تحقیق۔ اگر ضعف ہو تو خود وہ بھی مستقلاً قابل تدارک ہے خواہ یہ آثار اس کے نہ ہوں۔ (تربیت حصہ پنجم 126)

کیفیات مقصود نہیں

حال: عرصہ پندرہ روز سے گزشتہ شنبہ تک ایک عجیب کیفیت قلب پر طاری رہی کبھی معلوم ہوتا تھا کہ خداوند کریم کے روبرو ہوں اور شوق محبت بڑھ رہا ہے اور کچھ منہ سے عاجزی وانکساری کے کلمات کہہ رہا ہوں۔ چہرہ پر غنودگی سی معلوم ہوتی تھی۔

تحقیق: ہاں کبھی یہ بھی وجہ ہوتی ہے اور کبھی ذکر کا بھی اثر ہوتا ہے بہر حال اول صورت میں محمود ہے نہ مذموم اور دوسری صورت میں محمود ہے۔ اور دونوں حالتوں میں ایسی کیفیات مقصود نہیں توجہ ذکر کی طرف رکھنا چاہئے۔ خواہ کیفیات ہوں یا نہ ہوں اور احتمال آفت دماغیہ کی صورت میں علاج طبی یعنی ترتیب دماغ بھی ضروری ہے۔ (تربیت حصہ اول ص 18)

واردات محمودہ وآثار ذکر قلب

بعد ادائے دوازدہ تسبیح مراقبہ میں مشابہ خواب ہو کر عنقریب صبح ایک آواز مسموع ہوئی کو مولوی صاحب نماز۔ تحقیق۔ یہ منجملہ واردات محمودہ والہامات حقہ ہے مبارک ہو۔

حال: دوسری شب کو وہی حالت ذکر میں مشابہ خواب ہو کر گویا قلب کی طرف سے ایک آواز مثل آواز دو درخت یا دو بانس کے گھسٹنے کے قلب کی طرف سے مسموع ہوئی۔

تحقیق: منجملہ آثار ذکر قلب ہے مگر قابل التفات نہیں۔ (تربیت حصہ اول ص 18)

جمعیت قلب کا طریق

حال: ذکر پر جب تک مداومت رہتی ہے تو کچھ سکون اور برکت سی محسوس ہونے لگتی ہے مگر ابتلا امور دنیویہ سے بعض معصیت میں کہ ضرورت وقت اور مصلحت امور دنیوی ہوتی ہے اختیار مجبوراً کرنی پڑتی ہے وہ سب برکت اور حلاوت وسکون بلکہ توفیق ذکر بھی رخصت

ہو جاتی ہے ہر چند استغفار کرتا ہوں مگر پھر وہ بات نصیب نہیں ہوتی امور دنیوی اور کا ذکر کا جمع ہونا محال معلوم ہوتا ہے اس زمانہ میں جھوٹ اور فریب بدون کام نہیں چلتا کہ بد بخت رواج ایسا ہو گیا ہے کہ دوسرے کو بد بخت بنا تا ہے مجھ جیسے کم ہمت کی کیونکر رہبری ہو گی۔

تحقیق: انشاء اللہ اسی طرح تک ودو کرنے سے سامان جمعیت کا ایک روز سے فراہم ہو جائے گا۔ استغفار و استدعا میں کمی نہ کیجئے۔

حال: سخت پریشان ہوں اب تا حیات دنیا سے چھٹکارا بظاہر نہیں معلوم ہوتا کہ روز بروز افزونی ہے خدا خیر کرے۔ تحقیق۔ گر جہاں پر برف گردد سر بسر تاب خور بگذاردش از یک نظر نا امید نہ ہو جائے۔ (تربیت حصہ اول ص 21)

حصول تمکین کا علاج

حال: جو کچھ حضور نے ارشاد فرمایا تھا پڑھتا ہوں گا ہے مزا معلوم ہوتا ہے اور گا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی چیز پاس سے جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ حضور کی دعا کی برکت سے استقلال عطا فرمائیں۔ تحقیق۔ پہلی حالت بسط ہے اور دوسری حالت قبض ہے کام میں لگے رہئے۔ انشاء اللہ اسی طرح استقلال یعنی تمکین عطا ہو جائے گا۔ ابتدا میں ایسی تلوینیات ہوتی ہیں۔ (تربیت حصہ اول ص 25)

کثرت نیند کا علاج

حال: مجھے ایک مرض لاحق ہو گیا ہے جس کی اطلاع قبلہ و کعبہ کو ہو جانا ضروری ہے۔ صبح کی نماز کیلئے آنکھ نہیں کھلتی اور اگر کھل بھی جاتی ہے تو اس قدر غلبہ نیند اور سستی کا ہوتا ہے کہ میں اس پر غالب نہیں ہو پاتا اور اکثر نماز قضا ہو جاتی ہے۔ یعنی میں اٹھ اٹھ کر سو جاتا ہوں جس کا بہت صدمہ ہوش اور بیداری میں ہوتا ہے۔

تحقیق: کھانا شب کو سویرے کھائیں اور ذرا کم کھایئے اور عشاء سویرے پڑھ کر فوراً سو رہئے۔ وظیفہ بعد تہجد والا کسی اور وقت مثلاً بعد مغرب پڑھ لیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: آج کل اس نابکار کی حالت یہ ہے کہ رات یا دن جب کبھی ذکر اسم ذات یا بارہ تسبیح کیلئے بیٹھتا ہے غلبہ نوم سے پریشان ہو جاتا ہے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ زبان سے

الفاظ نکلتے جاتے ہیں یہ خبر نہیں کہ کیا پڑھ رہا ہوں۔ مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو صحیح الفاظ زبان سے نکلتے ہوئے پاتا ہوں۔ بائیں خیال کہ رطوبت کے باعث غلبہ نوم ہو جاتا ہے۔ سر میں تیل ڈالنا بھی ترک کر دیا ہے تاہم یہی حالت رہتی ہے کوئی تدبیر ارشاد فرمائی جائے۔

تحقیق: ایسی کوئی تدبیر نہ کیجئے جو مضر صحت ہو بعد عشاء ذکر کر لیا کیجئے اور اس کے بعد کھانا کھایا کیجئے۔ دن کو بھی کھانے سے قبل ذکر کیا کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔ (تربیت حصہ اول 26)

حال: حضور نے جو لا الہ الا اللہ سو بار پڑھنے کے واسطے فرمایا ہے۔ اس کو جب پڑھنے بیٹھتا ہوں اس وقت نیند بہت آتی ہے اور قلب پریشان رہتا ہے خیالات دنیوی ہجوم کرتے رہتے ہیں ہر چند دل لگانے کی کوشش کی جاتی ہے مگر ابھی تک طبیعت جمتی نہیں۔

تحقیق: اسلام علیکم۔ جگہ بدل دیا کرو۔ اٹھ کر ٹہلنے لگا کرو۔ اگر پھر بھی نیند آئے تو سو رہا کرو اور وظیفہ ایسے وقت پڑھ لیا کرو جس وقت نیند نہ آئے اور اگر اس وقت بھی نیند آئے تو سمجھ لو کہ ضعف ہے وظیفہ کم کر دو جس میں تکان نہ ہو اس کی پروامت کرو یہ از خود جاتی رہے گی۔ اس کا جواب بھی مثل 2 کے ہوا یسا مت کرو بہت کوشش بھی مضر ہے سرسری طور پر دل کو متوجہ کرنا کافی ہے خواہ متوجہ ہو یا نہ ہو۔ (تربیت دوم ص 21)

حال: آج ایک خاص دکھ عرض کرتا ہوں جناب خفا نہ ہو جائیں کہ جس کا بڑا اندیشہ ہے میں شرم ندامت اور خجالت کے ساتھ عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور بھی بڑا دکھ اس وقت میری زندگی کا ہے جس سے ہمیشہ مغموم رہتا ہوں کم بخت ہمیشہ کی عادت ہے کہ طبیعت ثانی ہو گئی ہے کہ فجر کو بغیر اٹھائے کسی کے آنکھ نہیں کھلتی ہے اگر اتفاقاً کسی نے نہ اٹھایا تو دن چڑھے تک سوتا رہتا ہوں۔

تحقیق: خفا ہونیکی کیا بات ہے کہ یہ کوئی اختیاری بات نہیں **لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا** ہرگز اس کا غم نہ کیجئے۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد ہے۔ **لا تفریط فی النوم** یعنی سو جانے میں کوئی تقصیر نہیں اپنی طرف سے جاگنے کا اہتمام کر لینا ضروری ہے۔ مثلاً کسی سے فرما دیا کہ جگا دیا کرے اور سویرے سو رہنا چاہئے اور کھانے اور پانی میں کسی قدر تقلیل کی جائے اگر کوئی گھڑی الارم دار ہو وہ کوک دیکر پاس رکھ لی جائے اور

جاگنے کے وقت ہمت سے کام لیا جائے ان تدبیروں کے بعد بھی اگر کوئی ایسی کوتاہی ہوجائے جو اختیار سے خارج ہو ہرگز مغموم نہ ہونا چاہیے۔غم کی افراط سے قلب ضعیف ہوجاتا ہے پھر سے تعطل کی نوبت آجاتی ہے۔

بدر دوصاف ترا حکم نیست دم درکش　　　　کہ انچہ ساقی تا ریخت عین الطاف ست

ہاں ایک کام اور کیا جائے کہ آیتیں آخر سورہ کہف کی ان الذین آمنوا آخر سورہ تک سوتے وقت پڑھ کر دعا کر کے سور ہیے اور پھر اطلاع دیجئے اور کسی طبیب سے بھی مشورہ لیجئے شاید کسی طبی اصلاح کی ضرورت ہو۔(تربیت حصہ دوم ص 43)

سوال۔اس احقر میں منجملہ عیوبات کثیرہ صبح کو اوپر اٹھنا بھی ہے جس کی وجہ سے نماز قضا پڑھتا ہوں اگر کبھی سویرے اٹھ جاتا ہوں تو نیند کے غلبہ سے یا تساہل سے پھر سوتا رہتا ہوں امیداز کرم والا ہے کہ کوئی دعا یا جو مناسب حال احقر نسخہ ہو تجویز فرما کر اس مرض خبیث سے خادم کو رہائی دلوادیں تا کہ شفا حاصل ہو۔

جواب۔ 1۔کھانا بعد عصر کھالیا کرو۔ 2۔ پانی شام کو کم ہو۔ 3۔عشا کی نماز جہاں سویرے ہو پڑھو۔ 4۔آیات آخر سورہ کہف ان الذین آمنوا سے سوتے وقت ایک بار پڑھ کر دعا کرو کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے۔ 5۔سب گھر والوں سے کہہ دو کہ جس کی آنکھ اول کھلے تم کو جگا دے۔(تربیت حصہ پنجم ص 260)

قساوت قلبی و تصنع کی حقیقت

حال: قساوت قلبی کی یہ حالت ہے کہ ہر چند چاہتا ہوں بارگاہ رب العزت گریہ وزاری کروں مگر آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا۔ 1۔اور تصنع کو دل نہیں چاہتا۔ 2۔گوزیادہ وقت تنہائی اور خلوت میں گزرتا ہے جسم مسجد میں ہوتا ہے اور خیالات نہ معلوم کہاں کہاں لے جاتے ہیں۔ 3۔خلاصہ یہ کہ تابعدار کی حالت لائق دستگیری ہے۔ورنہ دیکھئے کیا انجام ہو۔ 4۔ص 70 کتاب تعلیم الدین میں طریقہ ذکر لطائف ستہ درج ہے خاکسار آج تک اس طریق سے محروم ہے۔ 5۔بصد ادب گزارش ہے کہ عمر کا زیادہ حصہ گزر گیا قویٰ بھی ضعیف

ہو گئے اگر یہی حالت موجودہ خاکسار کیلئے بہتر ہے تو خیر ورنہ جو ارشاد ہو اس کی تعمیل میں دریغ نہ ہوگا۔ اگر حاضری خدمت عالی مناسب ہو تو نہایت شوق سے حاضری کیلئے مستعد ہوں اور جب تک حکم ہوگا حاضر رہوں گا۔ بلا اجازت جرأت حاضری نہیں کر سکتا۔

تحقیق: یہ قساوت قلبی نہیں ہے۔ تنگی گریہ قلبی ہے جو غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری مطلوب نہیں ہے قساوت یہ ہے کہ معصیت کے بعد افسوس نہ ہو۔ 2۔ اس کو تصنع نہیں کہتے تصنع مذموم ریا ہے جو بقصد ارضا خلق کے ہو۔ 3۔ اس سے کوئی خالی نہیں۔ اس کا کچھ غم نہ کیجئے۔ 4۔ خود یہ قلق ہی علامت ہے انجام بہتر ہونے کی۔ 5۔ طریق ذریعہ ہوتا ہے اور ذریعہ مقصود نہیں ذرائع مختلف و متعدد ہوتے ہیں ہر ایک کیلئے کوئی خاص طریق تجویز کر لیا جاتا ہے یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص ہر طریق کا استعمال کرے جس طرح پنساری کی دکان میں دوائیں بے شمار ہوتی ہیں مگر ہر مریض کیلئے سب دوائیں نہیں استعمال کی جاتیں' اس کی کوئی حاجت نہیں بعد تکمیل تعلیم کے مکاتبت کافی ہے۔ (تربیت حصہ اول ص 28)

حال: میری ایسی حالت ہے کہ کچھ عرصہ تو بہت اچھا گزرتا ہے اور دل بہت اچھا رہتا ہے اور نماز میں بھی دل لگتا ہے اور ساری باتیں اچھی رہتی ہیں اور کچھ عرصہ بہت خراب گزرتا ہے کہ نماز میں دل لگے نہ کچھ جہاں تک ہو سکتا ہے کسی کام میں کمی نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: دل لگنا اور مزا نہ آنا یہ سختی نہیں ہے بلکہ اس پر جو آپ کے دل میں رنج ہوا ہے یہ خود علامت ہے دل کی ترقی کی حالانکہ یہ رنج کی بات نہیں ہے تو جو بات واقع میں رنج کی ہو یعنی کسی گناہ کا صادر ہو جانا اس پر تو ایسے دل میں بہت ہی رنج ہوگا پھر سختی کہاں رہی سختی یہ ہے کہ گناہ میں پاک نہ ہو گناہ ہو جانے کے بعد پرواہ نہ ہو اس پر رنج نہ ہو اطمینان رکھیں اپنے کام میں لگے رہیں۔ باقی اس سے زائد کیفیات کہلاتی ہیں ان کی تفصیل ضروری نہیں۔ (تربیت حصہ اول ص 44)

حال: السلام علیکم۔ بندہ کے قلب میں سختی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور ذکر میں دل حاضر نہیں رہتا ہے کچھ ایسی بات بتلا دیجئے کہ جس سے حضور اور نرمی بھی پیدا ہو جائے اور میرے لئے امداد بھی فرما دیجئے میں بہت پریشان ہوں اور دعا بھی فرما دیجئے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ سختی قلب اس کو کہتے ہیں کہ معاصی پر جرأت ہو جائے اور خوف

خداندر ہے اور جس کو آپ نے بخشی سمجھا ہے وہ بخشی نہیں ہے اور حاضر رہنا قلب کا اختیار سے خارج ہے اس کا قصد نہ کیجئے اور حاضر رکھنا البتہ اختیار میں ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خود ذکر کی طرف یا مذکور کی طرف خیال رکھے تو اس کیلئے کسی اور مستقل تدبیر کی ضرورت نہیں اس اصل کو عمر بھر کیلئے مستحضر رکھئے کہ اس سے ہزاروں خلجانات دفع ہو جائینگے اور میں دعا بھی کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ دوم ص 65)

آثار غلبہ یبوست و حرارت

حال: بندہ جب سے آپ کے پاس سے آیا تو بس کہیں کچھ پتہ نہیں اور حالت آج سے نہایت بگڑی ہوئی ہے اور قلب ہر وقت جاری رہتا ہے اور نظر میں کچھ نہیں آتا بلکہ آگ سی معلوم ہوتی ہے اور آنکھ کے نیچے صرف روشنی موٹی سی معلوم ہوتی ہے طبیعت میں چین نہیں بلکہ نفس پر خوف ہوتا ہے۔ کہ کہیں چوٹ نہ لگے اور اگر لگے بھی تب بھی خبر نہیں ہوتی آپ سے جدا ہو کر سخت پریشان ہوں اب اجازت ہو تو حاضر ہوں اطمینان کیلئے دعا بھی فرمائیں۔

تحقیق: یہ غلبہ یبوست و حرارت کا ہے تمام اذکار کو ترک کر کے صرف درود شریف پر جس مقدار سے سہل ہو اکتفا کیا جائے اور کسی طبیب کو نبض دکھا کر مبردات و مرطبات تجویز کرا لئے جائیں۔ باقی۔ دعا خیر کرتا ہوں دو تین دن کے بعد پھر اپنا حال لکھیں۔ (تربیت حصہ اول ص 29)

اسباب پر نظر علامت قلت حال ہے نہ اختلال عقائد

حال: از راہ کرم توجہ فرمائی جائے کہ میری نظر اسباب سے گزر کر مسبب پر ہو جائے یہ میرے اعتقاد میں نہایت نقص و خلل واقع ہو رہا ہے اور میں سخت پریشان ہوں۔

تحقیق: یہ نقص و اختلال عقائد میں نہیں حال کی کمی ہے جو مضر نہیں۔ (تربیت حصہ اول ص 29)

رقت کے آنسو پونچھنا نہ پونچھنا برابر ہیں

حال: نہ معلوم تہجد کی برکت سے یا اسم ذات کی وجہ سے بخلاف سابق باوجود مشغولیت مکروہات ملازمت اکثر نماز باجماعت نصیب ہوتی ہے ایسی رقت کے بعد جو آنسو جاری ہو ان کو پونچھ دینا نہ پونچھنے سے بہتر ہے یا نہیں۔

تحقیق: دونوں برابر ہیں۔

حال: خاص کررات کے وقت جبکہ دوسرا کوئی نہ دیکھے دل یوں کہتا ہے کہ یہ آنسو سرکاری عطیہ ہیں ان کو نہ پونچھنا چاہئے۔ تاکہ شاید ان کی ہی برکت سے قیامت میں کچھ کام نکل آئے مگر ممکن ہے کہ میرا خیال غلط ہو اس کے بارے میں جو ارشاد عالی ہو وہ بجا اور مبارک ہے۔

تحقیق: جس وقت جس بات کو جی چاہے وہ اس وقت کا حال ہے اسی کا اتباع بہتر ہے۔ (تربیت حصہ اول ص 35)

آثار قبض وبسط

حال: در بعضے اوقات بعد از ذکر در قلب فرحتے وگونہ صفائے می پایم و در بعضے اوقات بوقت ذکر و بعد الذکر بجز قساوت قلب اثرے در نیابم

تحقیق: اول بسط است وثانی قبض ہر دواز حالات رفیعہ است بلکہ ثانی را ارفع گفتہ اند کہ از و شکستگی واستحقار وتذلل حادث می شود۔ (تربیت حصہ اول ص 39)

سوال۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو حالتیں قبض اور بسط کی سالک کو ابتداء سے انتہا تک رہتی ہیں خواہ مبتدی اور متوسط کو اور رنگ میں ہو اور منتہی کو اور رنگ میں لیکن رہتی سکو ہو۔ جواب فرمایا کہ یہ صحیح ہے عامی اور مبتدی کو جو ہوتی ہے اس کو خوف اور رجا کہتے ہیں اور متوسط کو جو ہوتی ہے اس کو قبض وبسط کہتے ہیں اور منتہی کو اسکے استعداد کے موافق جو ہوتی ہے اس کو انس وہیبت کہتے ہیں۔

سوال۔ جس طرح سالک غایت انقباض میں اپنے تئیں مرتد اور کافر معلوم کرتا ہے اور اعمال کی توفیق اس سے کم ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح غایت انبساط اور لذت میں آکر بھی اگر کچھ ذوق وشوق زیادہ پیدا ہو گیا اور اعمال کی توفیق کچھ زیادہ ہوتی تو نفس میں شوخی اور انانیت پیدا ہو جاتی ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ یہ ادلال یعنی ناز ہے اور اس میں دونوں باتیں ہوتی ہیں اگر شوق پیدا ہوا تو توفیق اعمال کی بڑھ جاتی ہے اور اگر کہیں استغنیٰ پیدا ہو گیا اور یہ سمجھ گیا کہ اب تو ہم صاحب کمال ہو گئے تو توفیق اعمال کی کم ہو جاتی ہے۔ (تربیت حصہ دوم ص 37)

آثار غیبت وفنا

ایک نئی بات جو پیش آئی ہے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے کی حالت میں تمام جسم میں ایک

عجیب سی حالت پیدا ہو جاتی ہے اپنا پڑھنا اپنے ہی کو سنائی نہیں دیتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ سے الفاظ بڑی مشکل سے نکلتے ہیں۔ نہیں معلوم کیا وجہ۔

تحقیق: اگر اس سے پہلے کسی مرض کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو یہ حالت غیبت وفنا کی ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں ورنہ علاج کریں۔ (تربیت حصہ اول ص 41)

حال: اس نیاز مند کی حالت یہ ہے کہ زیادہ وقت دن کا عالم حیرت میں گزر جاتا ہے جس ہیئت بیٹھ جاتا ہوں سرنگوں ایک حالت میں گھنٹے گزر جاتے ہیں بعد خواب کے شب کو سکون ہوتا ہے تو اپنے وظائف پورے کر لیتا ہوں نہ کسی کام میں دل کو چین ہے اگر کوئی کام کرتا ہوں تو نہایت اضطراب و بے قراری سے اور تحیر میں راحت ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ غیبت ہے جو کہ سلوک کے متوسط حالات سے ہے اور محمود ہے گو مقصود نہیں اللہ تعالیٰ اس سے ترقی بخشے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 85)

یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حال: کچھ دنوں سے میری طبیعت کو یکسوئی نہیں ہوتی۔ ایک طرح کی وحشت اور غیر اطمینانی حالت رہتی ہے۔ تحقیق۔ السلام علیکم یکسوئی نہ ہونے سے آپ کا کیا ضرر ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 123)

کیفیات شوقیہ کا بقا ضروری نہیں

حال: یہ جو کہ جناب والا کا شوق واشتیاق حضوری بالاضطرار و بالاضطراب تھا اس میں کمی ہے۔ تحقیق۔ یہ حالت مذموم نہیں کیفیت شوقیہ ابتدائیہ کا بقا ضرور نہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 123)

طوالت قبض مضر نہیں

حال: توارد قبض و بسط بدستور جاری ہے البتہ اس طرف قبض دیر تک رہتا ہے اور زمانہ بسط کم ہوتا ہے۔ تحقیق۔ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔

حال: اب اشغال میں بھی توجہ الی اللہ تعالیٰ قائم رہتی ہے۔ تحقیق۔ الحمد للہ۔

حال: البتہ ان اشغال میں جن میں فکر و غور کرنا پڑتا ہے فی الجملہ غفلت ہو جاتی ہے۔
تحقیق: معلوم نہیں وہ کونسا شغل ہے بہر حال اس کو چھوڑ دیا جائے۔ (تربیت حصہ پنجم 128)

شوق کا طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے نہ اہتمام سے

حال: آج کل روزے وغیرہ رکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اور خصوصاً اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دولت اشتیاق عطا فرمائی۔ اگر اجازت ہو تو رکھوں امید ہوتی ہے کہ اس سے شوق میں ترقی ہوگی اور مقصود جلد حاصل ہو۔

تحقیق: شوق کا اپنی طبعی رفتار سے بڑھنا مفید ہے اور اہتمام سے بڑھانے میں احتمال ہوتا ہے کہ بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہنچ کر بحکم اذتم شئی بدانقصہ ختم ہو جائے اور اب دو شوق ہیں ایک مقصود کا دوسرا خود اس شوق کا فاتنا خیر من الواحد اور اہتمام سے دوسرا کم ہو جائے گا اس لئے روزوں سے اپنے کو شکستہ نہ کریں نیز اس کی کثرت سے یبس ہو کر شگفتگی کم ہو جاتی ہے اور یہی بناء ہے شوق کی اور سابقین کے قویٰ زیادہ قوی تھے فلا قیاس۔

آثار یبس

حال: وقت ذکر شب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب کے سر پر لفظ اللہ بخط جلی و نسخ تحریر ہے بعض وقت اس کی رویت سے سرور ہوتا ہے معلوم نہیں کہ کیا وجہ ہے آیا خیال ہے یا کہ اثر ذکر ہے یا کوئی اور علت ہے امیدوار تاویل ہوں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے ضعف یبس بڑھ گیا ہے وہ لفظ لکھا ہوا نظر آنا اسی یبس کا اثر ہے جلدی علاج کرنا چاہئے اور جہر اور ضرب بالکلیہ موقوف کر دینا چاہئے بلکہ اگر طبیعت متحمل نہ ہو تو ذکر کی مقدار بھی کم کر دینی چاہئے اور معمول سے زیادہ ہرگز نہ کیا جائے ترتیب وتقویت دماغ کے بعد جو حالت ہو اس سے پھر اطلاع دیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 159)

سہو بعارضہ محو مذموم نہیں

حال: حضور کے فیض سے اب نماز میں بعض وقت خوب جی لگتا ہے اور بعض وقت یہی خیال نہیں رہتا کہ رکعت پڑھی اس وقت سجدہ سہو سے کام لینا پڑتا ہے اکثر نماز میں ذکر کی طرف مطلق خیال نہیں رہتا مذکورہ کی مشغولی سے کچھ خیال ہی نہیں رہتا بلکہ رکعت کی یاد کیلئے تو ہر رکعت میں جبراً یہ خیال جمانا پڑتا ہے کہ دو رکعت ہوئی اور جہاں ذرا غفلت ہوئی بس معاملہ درہم برہم ہو گیا۔

تحقیق: ایسا سہو مذموم نہیں کہ سبب اس کا محو ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص ۱۶۰)

حزن بقید خاص مجاہدہ ہے

حال: کل میرے یہاں میرے چھوٹے بھائی کی لڑکی کا تین سال کی عمر میں انتقال ہوا اگر چہ یہ معمولی واقعہ تھا مگر قصہ یہ ہے کہ اس بچی کو میرے ساتھ انس نہیں عشق تھا اور مجھ کو بھی دنیا میں کسی عزیز قریب کے بچے سے اس قدر الفت نہ تھی جو اس سے تھی۔ بلکہ اس کو اولاد کی جگہ تصور کر رکھا تھا اس واقعہ سے بندہ سخت محزون و مضطرب ہے حق تعالیٰ شانہ اپنی محبت میں تمام ماسوا سے بےزار فرمائے کہ عشق را باحی وباقیوم دار حضرت بھی میری تسکین کے واسطے دعا فرمائیں اس کا خیال بے اختیار اکثر اوقات رہتا ہے اور بے چین رکھتا ہے۔

تحقیق: یہ بھی باطن کو مفید ہے اکابر طریق نے تصریح کی ہے کہ حزن کے برابر کوئی مجاہدہ نافع نہیں بشرطیکہ اس سے کام لیا جائے یعنی غفلت عن اللہ نہ ہو اور غیر اللہ کی بے ثباتی کا اور اپنے ضعف و عجز کا استحضار رکھے اور اس استحضار سے اخلاق میں انکسار اختیار کرے۔ من شاء فلیجوب۔ (تربیت حصہ پنجم ص 167)

یکسوئی کے اقسام

حال: بوجہ کمزوری دماغ کے بموجب حکم حضور بعد تہجد بارہ تسبیح بلاضرب کے آہستہ کا معمول ہے مگر بوقت ذکر یکسوئی نہیں ہوتی۔

تحقیق: یکسوئی نہ ہونے کی جو شکایت لکھی ہے اپنی طرف سے دوسرے خیالات کا استحضار نہ کیا جائے اس پر بھی اگر یکسوئی نہ ہو مضر نہیں جس یکسوئی کا نہ ہونا مضر ہے وہ یکسوئی اعتقادی ہے ایسے یکسو کو حنیف کہتے ہیں اس کی تحصیل واجب ہے اور اختیاری ہے باقی خیالی یکسوئی وہ نہ اختیاری ہے نہ واجب اور نہ اس کا عدم مضر ہے اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے اس کے نہ جاننے سے بہت لوگ پریشان ہیں۔ (تربیت حصہ پنجم 169)

خلوت کا نافع ہونا

حال: جلوت کا تکدر خلوت میں ذرا دیر کو بھی چلے جانے سے رفع ہو جاتا ہے۔

تحقیق: واقعی خلوت ایسی ہی چیز ہے لیکن اس کا لحاظ رہے کہ اس سے خلوت کی تقلیل پر قناعت نہ کر لی جائے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 188)

غلبہ ہیبت وانس

حال: کل عصر کے بعد سے حضور والا کا مجھ پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ جس کی حد نہیں سامنے آنے سے روح فنا ہوتی تھی۔ یہ دل چاہتا تھا کہ کہیں کو منہ کالا کر جاؤں حضرت مجھے خانقاہ سے نکلوا دیں تو بہتر ہے۔

تحقیق: یہ ہیبت وانس کا علی سبیل التعاقب غلبہ ہوا جو دونوں محمود و مبارک ہیں مگر

عاشقی زیں ہر دو حالت برترست   انشاء اللہ تعالیٰ آنہم جلوہ خواہد کرد

(تربیت حصہ پنجم ص 192)

نزول تجلی

حال: رات تہجد کو اثنائے ذکر میں یہ معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف میرے پاس آ گیا اور حضرت نے بائیں ہاتھ سے اس کو پکڑ کر اور دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑ کر دونوں کو ملا دیا وہ میرے سینہ سے خوب چپٹ گیا اور اس کے بیچ میں جو سیاہ پتھر تھا اس کا میرے قلب سے خوب اچھی طرح مساس ہوا پھر بیت اللہ نے بہت تیزی کے ساتھ میرا چند بار طواف کیا پھر میں اس میں داخل ہوا اور وہ میرے سینہ میں داخل ہو گیا اب بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے سینہ سے لگا ہوا ہے۔

تحقیق۔ مبارک ہو تجلی خاص نے قلب پر نزول فرمایا۔ (تربیت حصہ پنجم ص 193)

تجلی اسماء متقابلہ

حال: کل مغرب کے وقت سے حزن شروع ہوا تھا وہ صبح قریباً 7 بجے تک رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا محبوب نے اپنے چہرہ کو نقاب سے چھپا لیا اور عاشق اس کے دیکھنے کو بے چین ہے جس طرح کہ حالت فراق میں الفاظ نکلتے ہیں۔ وہی نکلتے تھے اس کے بعد سے پھر حضوری شروع ہو گئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا محبوب نے پردہ اٹھا دیا۔

تحقیق: یہ اسماء متقابلہ کی تجلی ہے۔ (تربیت حصہ پنجم 197)

رونا ضبط نہ کرنا چاہئے

سوال۔ ذکر کے وقت کبھی کبھی اور اسی طرح شوقیہ فراقیہ شعر کے سننے کے وقت گریہ غالب ہوتا ہے آیا ضبط کیا جائے یا رو دیا جائے مگر رونے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ سننے والے

اچھا جانیں گے اس واسطے ضبط کیا جاتا ہے پس کیا کیا جائے۔

جواب۔ایسے وقت میں ضبط کرنا مناسب نہیں رہا یہ کہ لوگ اچھا جانیں گے سو یہ مضر نہیں جب کہ آپ اپنے کو اچھا نہ جانیں بلکہ اگر طبیعت سلیم ہو تو یہ احتمال زیادہ نافع ہوتا ہے شرم آتی ہے کہ لوگ تو تجھ کو اچھا سمجھتے ہیں اور میں اچھا ہوں نہیں تو اچھا ہی ہو جانا چاہئے۔(تربیت حصہ پنجم ص 201)

نادرستی کا اندیشہ بھی درستی کی علامت ہے

حال: قلبی گناہوں میں مبتلا رہتا ہوں گو توجہات حضور قلب میں کیفیت حضور مع اللہ کی بھی اکثر اوقات پاتا ہوں لیکن بوجہ قلب کی معصیتوں کے اس کی طرف التفات نہیں کرتا نہ اس کا اعتبار کرتا ہوں دعائے خاص فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ قلبی خباثتوں سے نجات عطا فرمائیں سخت پریشان ہوتا ہوں۔

دل خرابی میکند دلدار را آگہ کنید اے شہنشاہ بلند اختر خدارا ہمتے

تحقیق: درستی کی فکر اور نادرستی کا اندیشہ یہ بھی درستی ہی کی علامت ہے شکر کیجئے اور کام میں لگے رہئے اور توکل سے بھی کام لینا چاہئے۔صرف اپنی تدبیر ہی کو مدار کار نہ رکھے مگر تدبیر خوب اہتمام سے کرے۔(تربیت حصہ پنجم ص 205)

شوق وانس میں فرق

حال: قبل اس کے طبیعت میں ایک قسم کا تردد رہتا تھا مگر اب وہ جاتا رہا۔

تحقیق: وہ کیفیت شوقیہ تھی اس کی عمر طویل نہیں ہوتی سب اہل طریق کو یہی امر پیش آتا ہے کیفیت باقیہ انس ہے جو الحمد للہ باقی ہے۔

حال: لیکن بحمد اللہ حضور ہی قلب بدستور ہے۔

تحقیق: یہی ہے انس جو کہ باقی رہا کرتا ہے اور یہ شوق سے افضل ہے۔

حال: حالت موجودہ سے پیشتر یہ سلسلہ رہا کہ جس حالت کا اظہار حضور انور سے کر دیا وہ حالت اسی دن سے بدل گئی مگر موجودہ حالت میں سوائے اس کے کہ سرور کم ہو گیا اور بعض وقت ذکر میں کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور کوئی تفاوت نہیں ہوا۔

تحقیق: اس خاص قسم کی لذت کو بھی زیادہ بقاء نہیں ہوا کرتا جیسے منکوحہ قدیمہ سے دل تو زیادہ مل جاتا ہے مگر جوش وخروش نہیں رہتا یہ امر موجب غم نہ ہونا چاہئے اس کیلئے یہی حالت لازم ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 207)

حال: حضور نے جن کتابوں کے دیکھنے کی ہدایت فرمائی تھی ان کو میں نے دیکھ لیا جن کی تفصیل یہ ہے۔ تبلیغ دین، فروع الایمان۔ قصد السبیل۔ جزاء الاعمال۔ تربیۃ السالک ہر دو حصہ تعلیم الدین دعوات عبدیت کی جلد اول وچہارم ابھی میں لے سکا ہوں ان شاء اللہ العزیز اور جلدیں بھی منگالوں گا دعوات عبدیت ابھی میں دیکھ نہیں سکا ہوں۔ یقین ہے کہ کل سے دیکھنا شروع کروں۔ توجہ اور یکسوئی حاصل ہونے کیلئے کوئی صورت فرمائی جائے جس کے کرنے سے توجہ اور یکسوئی حاصل ہو۔

تحقیق: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کتابوں کو سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ تعمق اور دلچسپی سے نہیں دیکھا ورنہ کیفیت توجہ کا پیدا نہ ہونا بعید ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 213)

موت یاد آنے سے دماغ میں اضطراب پیدا ہونے کا علاج

حال: احوال بندہ کا یہ ہے کہ موت یاد آتی ہے تو سب مضطرب اور مضطر معلوم ہوتا ہے اسی میں دماغ ٹھیک رہتا نہیں اس کا علاج کیا کروں۔

تحقیق: جب موت یاد آیا کرے جنت کا تصور کرلیا کریں اور یہ کہ وہ اعمال صالحہ سے ملے گی۔ (حصہ پنجم ص 214)

نوافل میں بیوی کی طرف سے میلان میں حرج نہیں

حال: اکثر ہوتا ہے کہ مکان کے اندر جب میں نماز پڑھتا ہوں میرے برابر ہی میری بیوی تھوڑے فاصلہ پر نماز پڑھتی ہوتی ہیں۔ مگر وہ اپنی علیحدہ اور میں اپنی علیحدہ اور ایسی حالت میں کبھی ان کی جانب کسی قدر میلان بھی ہوتا ہے تو کیا ان کو پیچھے ہٹا دیا جایا کرے یعنی برابر نہ کھڑا ہونے دیا جایا کرے یا کوئی حرج نہیں۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بسا اوقات نماز

تہجد کی حالت میں حضرت عائشہ لیٹی ہوتیں اور آپ سجدہ میں جانے کے وقت ان کے پیر کو انگلی لگا دیتے اور وہ پاؤں سمیٹ لیتیں۔ آپ کو ان کے ساتھ جو تعلق بھی تھا اس سے عادۃً میلان ہونا لازم ہے مگر پھر بھی اس کا انسداد نہ کیا گیا۔ (تربیت حصہ پنجم ص226)

آثار حالات باطنیہ

حال: حضور کے ڈیگ تشریف لے جانے کے بعد عجب حالت پیش آئی کہ جس کے بیان کرنے کے واسطے الفاظ ٹٹولتا ہوں۔ اور نہیں ملتے کہ حضور سے پورا نقشہ عرض کروں۔

تحقیق: یہ علامت ہے ان حالات کے واقعی باطنی ہونے کی کہ ان کے ادا کیلئے الفاظ نہیں ملتے ہیں کہ حال کو قال محیط نہیں ہو سکتا اور وجدان کو لسان ادا نہیں کر سکتی۔

حال: حضرت یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ نہیں رہا ہے اور نہ سرور تھا اور نماز میں طبیعت قدرے تعب سے لگتی تھی مگر بحمد اللہ دنیاوی وسوسہ و خیال نہ آتا تھا۔

تحقیق: وہ حالت سابقہ کا زوال نہ تھا بلکہ وحشت مفارقت سے اس کا اضمحلال تھا جو رفع ہو گیا۔ حال۔ دو تین روز تک یہ کیفیت باقی رہی اور بعد حضور کی توجہ سے پہلی سی حالت ہو گئی اور اسی دن سے معلوم ہونے لگا کہ حضور انور کے سینہ مبارک سے انوار بندہ کے سینہ میں داخل ہو رہے ہیں اور روزانہ ایسا ہی معلوم ہوتا رہا۔

تحقیق: یہی دلیل ہے اس حالت سابقہ کے عدم زوال کی۔ (تربیت حصہ پنجم ص227)

وارد کو روکنا نہ چاہئے بلکہ اس کا اتباع کرنا چاہئے

حال: کثرت اسم ذات رکھنے سے بعض اوقات بلا اختیار زبان پر اس کثرت ولذت سے جاری ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے روکنے کی قدرت نہیں معلوم ہوتی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے عام مجمع میں یا چلتے پھرتے زور زور سے نکلنے لگتا ہے بعد کو خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیا خیال کرتے ہوں گے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: اس حال کا اتباع کرنا چاہئے روکنا نہ چاہئے۔ (تربیت حصہ پنجم ص230)

آثار خشیت

حال: میں سچ عرض کرتا ہوں کہ بعض بعض وقت ہماری ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ معاذ

اللہ فتویٰ شرعی کی رو سے العیاذ باللہ اپنے ارتداد کا شبہ ہو جاتا ہے اب تو مجھ کو اسی کا اندیشہ اور خوف ہے کہ کہیں معاذ اللہ ایسی حالت میں موت نہ آجائے اپنی ایسی حالت کو کسی پر ظاہر کرنے سے اولاً تو شرم آتی ہے۔ دوم فضول اور بیکار سمجھتا ہوں **لاحول ولا قوۃ الا باللہ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت۔**

تحقیق: دعا دل و جان سے کرتا ہوں اور یہ خشیت خود علامت ایمان کی ہے صحیح بخاری میں دیکھا ہوگا ادرکت سبعین بدریا کلھم یخافون النفاق علی نفسہ۔ (تربیت حصہ پنجم ص 236)

احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے

حال: جی ضرور چاہتا ہے کہ اس قسم کے احوال پیش آتے کیا عجب ہے کہ اگر حضرت والا خاص توجہ فرمائیں تو بندہ کو یہ بھی حاصل ہو جائے۔

تحقیق: مقصود سے قرب ہوتے ہوئے ان احوال کی آرزو تنزل کی آرزو ہے۔

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ　　　پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

(تربیت حصہ پنجم ص 238)

علامت رقت

سوال۔ کیا ایسا رونا بھی محمود ہے جو کسی روتے کو دیکھ کر رونا آجائے۔

جواب۔ یہ علامت ہے رقت قلب کی اور وہ جب آلہ بنے امر محمودہ کا تو محمود ہے جیسا آپ نے لکھا ہے کہ اس وقت توجہ رب العالمین کی طرف ہو جاتی ہے۔ (تربیت حصہ دوم ص 4)

کسل طبعی مضر نہیں

سوال۔ کیا از روئے مکاشفہ یا از راہ فراست ایمانیہ آپ آگاہ کر سکتے ہیں کہ میری بدبختی یا کسل بمصداق من تعلق بالکسل فلیاس عن سعادۃ الدارین مجھے دنیا و دین کہیں کا بھی نہ رکھے گی۔

الجواب۔ یہ کسل طبعی و طبی ہے جو نہ مذموم ہے اور نہ مضر اور جس کی مذمت ہے وہ کسل اعتقادی ہو یا ضروریات میں عملی بے فکر رہے۔ یہ مرض نہیں۔ (تربیت حصہ دوم ص 7)

قلبی حالت پر افسوس رہنا علامت خیر ہے

حال: البتہ قلب کی حالت ایسی رہا کرتی ہے جس سے افسوس معلوم ہوتا ہے معلوم نہیں

عاقبت کیا ہوگی۔ وسعت رحمت الٰہی خیال کرنے سے امید بندھ جاتی ہے اپنی خطیات پر نظر کرنے سے ناامیدی چھا جاتی ہے لیکن یہ خیال پھر آجاتا ہے کہ آخر اسی کا بندہ ہوں۔

تحقیق: افسوس رہنے کو جو لکھا ہے تو یہی تو علامت خیر کی ہے اپنے کام میں لگے رہئے اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہئے۔

بشارت کے انتظار میں کھانا نہ کھانا حرام ہے

سوال۔ کسی سالک نے اپنے عصیان پر مغفرت کا اطمینان نہ ہونے پر قصد کرلیا کہ جب تک خدا کے راضی ہونیکی بشارت نہیں ملے گی۔ تب تلک کھانا نہیں کھاؤں گا ایسی قسم کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ ایسی قسم حرام ہے کیونکہ بشارت یقینی تو دنیا میں ممکن نہیں اور بشارت ظنی اختیاری نہیں اگر اس کا وقوع نہیں ہوا تو اہلاک نفس لازم آئے گا۔ (تربیت حصہ دوم ص 9)

تحصیل استقلال کی تدبیر

سوال۔ حضور میری طبیعت میں استقلال بالکل نہیں ہے جس کام کو شروع کرتا ہوں اس کا کچھ نتیجہ معلوم نہیں ہوتا اس کے واسطے کچھ تجویز فرمادیجئے۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبحمدہ اللہ تعالیٰ میں خیریت سے ہوں دعا کرتا ہوں استقلال کی بھی تدبیر ہے کہ چند روز نفس پر جبر کرکے بتکلف کسی کام پر دوام کیا جائے بس اسی طرح عادت ہو کر استقلال ہو جاتا ہے جلدی کامیابی نہیں ہوتی۔

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے (تربیت حصہ دوم ص 11)

انوار قابل التفات نہیں

سوال۔ میری ماں حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ پہلی جو کراتیں مشاہدہ میں دیکھتی تھی اس وقت بالکل اندھیرا ہوگیا دیکھا نہیں جاتا سبب اس کا نہ معلوم اب حضور کی خدمت شریف میں عرض کرتی ہے کہ جناب اپنے شاگردوں میں شمار کرکے صفائی آئینہ کے واسطے کچھ ذکر تعلیم فرمائیں شب وروز گریہ وزاری میں ہے لیکن کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

جواب۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ والدہ سے کہہ دیں کہ جن کو تم کرامات سمجھتی ہو وہ رہزن طریقت تھے خدا کا شکر کرو کہ سب بند ہوا نہیں تو عمر بھر غیر اللہ کے تماشہ میں مبتلا رہتیں سب پر لاحول پڑھ کر ذکر وطاعت میں مشغول ہو۔ (تربیت حصہ دوم ص 15)

غلبہ خیال موت کا علاج

سوال۔ چند دنوں سے کسی کسی وقت موت کا خیال خادم کو اس قدر ہو جاتا ہے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور سخت پریشانی ہو جاتی ہے قلب میں بالکل تازگی نہیں رہتی اور چند ساعت کے بعد خیال جب کم ہوا تو طبیعت درست ہو جاتی ہے شب و روز موت کا خیال غالب کسی وقت ہو جاتا ہے کیا تدبیر کی جائے اور یہ کیا معاملہ ہے خادم کی سمجھ میں نہیں آتا۔

جواب۔ موت کا خیال مبارک حالت ہے لیکن اگر اس سے کچھ صحت میں خلل پڑتا ہے تو اس کی تعدیل مراقبہ رحمت و مطالعہ رسالہ شوق وطن سے کی جائے۔ (تربیت حصہ دوم ص 17)

ہاتھوں میں کسی شے کی رینگنے کی حقیقت

حال: قلب میں تو تخیل اسم ذات ہی سا معلوم ہوتا ہے مگر دونوں ہاتھوں میں ایک شے رینگتی محسوس ہوتی ہے میرا خیال ہے کہ شاید دوران خون کی حرکت محسوس ہوتی ہوگی۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ہاتھوں میں جو رینگتی چیز معلوم ہوتی ہے۔ واقعی اس کی نسبت آپ کی رائے صحیح ہے اور اکثر یہی سبب ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ اگر سو رمزاج نہ ہو تو یہ حالت ہی اس لئے محمود ہے کہ اس سے بالخاصہ یکسوئی اور لذت ذکر میسر ہوتی ہے تو اس صورت میں اس کے ازالہ کا اہتمام نہ کیا جائے۔ ورنہ طبیب سے علاج کرایا جائے۔ (تربیت حصہ دوم ص 17)

امور دینیہ میں عدم استقلال کا علاج

حال: قلب پر سخت تشویش رہتی ہے امراض مہلکہ ہیں عنقریب ہیں کہ ہلاکت میں ڈال دیں عدم استقلال امور دینیہ میں روز افزوں ترقی پر ہے ذکر فرمودہ حضرت اقدس کرتا ہوں مگر وساوس کا سخت ہجوم ہے اخلاق ذمیمہ حد سے بڑھ گئے ہیں غرض تمام امور مستنکرہ میں مبتلا ہوں تلاوت سے بھی بعض اوقات جی چرانے لگتا ہوں بخدا نہایت حیران و ششدر رہوں۔

تحقیق: اگر سبب اس کا کسل یا صحبت بد ہے تو علاج اس کا ہمت و ترک صحبت ہے اور اگر سبب اس کا زیادت مشقت ہے تو علاج اس کا چندے آرام کرنا ہے اور اگر اور کوئی سبب ہے تو مجھے علاج بتلایا جائے۔ (تربیت حصہ دوم ص22)

محبوبہ بیوی کی موت سے صدمہ کا علاج

سوال۔ عرصہ ڈیڑھ دو برس کا گزرا کہ میری ایک بی بی تھی جس سے مجھ کو کمال الفت تھی بلکہ میں اس کا عاشق تھا اس سے اولاد ابھی تک موجود ہیں وہ انتقال کر گئی اس کے مرنے کا اسقدر رنج ہے کہ زبان قلم سے بیان نہیں ہوسکتا اتنا عرصہ گزرا اب تک وہی حالت ہے بس مجنوں کی تشبیہ کافی نہیں ہے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام میرے ورود وظائف بالکل چھوٹ گئے ہیں بمشکل نماز پنجگانہ ادا کرتا ہوں لیکن خشوع وخضوع کا تو نام ہی نہیں ہے اس کے دفعیہ کی بہت سی ترکیبیں کیں لیکن کوئی کارنہ ہوئی۔ میں اس قدر مجبور ہوں کہ میرے دین ودنیا دونوں خراب ہو رہے ہیں چنانچہ میں قرض دار ہوگیا جو اسباب میرے پاس تھا وہ رہن ہو چکا فروخت ہوگیا اور عاقبت کا انجام بھی بہتر نہیں سمجھتا اللہ رحم کرے میں بہت ہی خائف ولرزاں رہتا ہوں مگر مجبور ہوں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ حضور کوئی دعا کریں کہ مجھے کوئی عورت ملے ویسی ہی یا جو خیال ہے بالکل دفع ہو جائے اور ان دونوں میں جو بہتر میرے لئے ہو وہ آپ کریں بلکہ اس محبت کے عوض آں سرور کائنات کی محبت کا گھر میرے دل میں ہو اور مجھے بھی کوئی ترکیب تحریر کریں۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ دعائے خیر کرتا ہوں نکاح کرنے سے نفع ہوگا اگرچہ ویسی عورت نہ ہو پس اگر کوئی امر مانع قوی نہ ہو تو نکاح کر لینا چاہئے اور جب تک نکاح کا سامان نہ ہو رسالہ تبلیغ دین میں مضمون زہد وذم دنیا کو مطالعہ میں رکھیں اور پھر بعد دو ہفتہ کے اطلاع دیں۔ (تربیت حصہ دوم ص22)

مقام فنا کی تحقیق

جوابات زبانی بر سوالات زبانی پیش کردہ بعضے متعلقین کہ آن ہم مجاز شدہ اند وجمع کردہ اوشاں بعبارت خویش۔

سوال۔ فنا میں بے خودی اور بے شعوری ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ فنا میں اپنی اور مخلوق کی جانب سے بے التفاتی ہو جاتی ہے خواہ استغراق ہو یا نہ ہو اس کیلئے استغراق لازم نہیں اور اس کی دو قسم ہیں ایک یہ کہ سالک کی صفات ذمیمہ جس قدر ہیں سب مبدل بہ صفات حمیدہ ہو جائیں مثلاً کسی میں صفت نخوت کبر بخل غضب اور ریا حرص وطمع وغیرہ کی ہے بجائے اس کے صفت تواضع سخاوت تحمل قناعت اخلاص اور توکل وغیرہ کی پیدا ہو جائے اور یہ صفت ذمیمہ مغلوب و مضمحل ہو جائے اور محل اور مصرف بھی اس کا بدل جائے کیا معنی کہ کوئی ایسا محل اور موقع آئے جہاں اس کا صرف کرنا مذموم اور بے محل ہو مثلاً کوئی معصیت کی جگہ ہے تو ایسی جگہ تواضع سخاوت تحمل وغیرہ کرنا مذموم اور معصیت ہوگی اور جہاں معصیت کا احتمال نہ ہو۔ وہاں اس کا صرف کرنا محمود ہے علیٰ ہذا القیاس باقی صفات کو بھی سمجھ لو بس اس فنا میں سالک کی صفات ذمیمہ نخوت کبر غضب شہوت وغیرہ واقع میں فنا ہو جاتی ہیں اور اس کا ازالہ اور امالہ واقع میں ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے صفات حمیدہ اخلاص تواضع صبر شکر علم حلم توکل رضا وغیرہ کے ساتھ بایں معنی اس صفات ذمیمہ کے فنا کو فنائے حسی اور واقعی اور بجائے اس کے صفات حمیدہ پیدا ہو جانے کو بقا ان کی اصطلاح میں کہتے ہیں اور دوسری قسم فنا کی یہ کہ غلبہ شہود ذات اور صفات حق کی وجہ سے سالک اپنے اور مخلوق کے علم اور التفات سے فنا ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے ساتھ علم اور التفات حق کے اور واقع میں سالک اور مخلوق فنا نہیں ہو جاتے بلکہ علم اور التفات فنا ہو جاتا ہے بایں معنی اس فنا کو اس فنائے علمی ان کی اصطلاح میں کہتے ہیں کیا معنی کہ جیسا علم اور التفات سالک کو اپنے اور دوسروں کی جانب پہلے تھا اب ویسا نہیں رہا فنا ہو گیا۔

فانی شوی وبدوست باقی ایں طرفہ عیستند وہستند

اس فنا کے بعد جو کیفیت سالک حاصل کر لیوے اس کو بقا کہتے ہیں اور اگر اس علم فنا سے بھی فنا حاصل کر لے تو اس کو فنا در فنا اور فناء الفنا ان کی اصطلاح میں کہتے ہیں مطلب یہ کہ اس فنا میں اپنی فنا کا بھی سالک کو علم نہیں ہوتا کہ میں فنا ہو گیا ہوں۔ بایں معنی اس کو فنا در فناء الفنا کہتے ہیں اور اس فناء الفنا کے بعد جو کیفیت سالک حاصل کر لے اس کو بقاء البقا کہتے ہیں جامع جوابات ذوقاً کہتا ہے کہ اس فنا میں سالک کو فنائے اتم اور بقائے کامل حاصل ہو جاتی ہے اور سیر الی اللہ کہ

عبارت انقطاع ماسوی اللہ سے ہے اس جگہ ختم ہو جاتا ہے اور بعد اس کے سیر فی اللہ کہ عبارت سے دوام توجہ الی اللہ سے شروع ہو جاتا ہے۔اس تجلی اور مشاہدہ کی حد نہیں نامتناہی ہے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں　　بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

اے برادر بے نہایت در گہیست　　ہر چہ بروے میرسی بروے مالیست

اور نیز ہر عارف سالک کو بقدر ذوق اور وجدان کے یہ معرفت اور بقدر انس ومحبت اور تقویٰ کے یہ نسبت دائما حاصل ہوتی ہے اور اس سے عارف سالک ہمیشہ قرب اور ترقی میں رہتا ہے اور کبھی اس کو معرفت سے سیری نہیں ہوتی بلکہ جتنا ہوتا جائے اتنی ہی خواہش اور باقی رہتی ہے اور کیوں خواہش باقی نہ رہے جن کے حسن وجمال اور عظمت کی انتہا نہیں اس کی معرفت کی بھی حد نہیں اور جس کی معرفت کی حد نہیں اس کا احاطہ کب ہو سکتا ہے اور بغلبہ حال یا مکاشفہ جو سالک کو کبھی کوئی شے مدرک ومکشوف اور مستحضر ہوتی ہے اس کو تجلی مثالی کہتے ہیں۔بعض سالکین دھو میں آ کر ان تجلیات مثالیہ کو جو ایک اصطلاحی تجلی اور جنس مخلوقات سے ہے تجلی حقیقی جس کا وعدہ آخرت میں ہے سمجھ جاتے ہیں حالانکہ یہ جو کچھ مدرک اور مکشوف ہوتا ہے۔یہ سب مثال ہے۔

ہرچہ درفہم تو آید آں توئی　　درگزر کانجا نمی دوئی

اس کو تجلی حقیقی اور مثل اس کا نہیں کہتے بلکہ مثال ہے تجلی حقیقی جو معتبر بدیدار اور رویت ہے وہ صرف آخرت میں ہوگی۔آیۃ لیس کمثلہ الخ اور آیۃ لا تدرکہ الابصار الخ اس پر دال ہے اور حق تعالیٰ ان تجلیات سے منزہ اور وراء الورا ہیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً ان کی شان ہے غایت سے غایت معرفت عارف کی العجز عن درک الادراک اور ما عرفناک ہے اور نیز جس طرح عارف کو معرفت اور مشاہدہ سے کبھی سیری نہیں ہوتی آخرت میں دیدار الٰہی سے کبھی سیری نہ ہوگی اور نیز جس طرح یہاں یہ نسبت اور معرفت بقدر محبت وتقویٰ کے ہوتی ہے اسی طرح وہاں قرب ودیدار الٰہی بقدر معرفت اور تقویٰ کے ہر عام اور خاص کے مرتبہ اور نسبت کے موافق ہوگا کہ جیسا کہ خبر میں ہے کہ حضرت سیدنا ابی بکرؓ اپنے مرتبہ کے موافق تجلی اور دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے اور باقی مخلوق اپنے مرتبہ اور نسبت اور معرفت کے موافق دیدار الٰہی سے مشرف ہوگی اس کو امام غزالی نے کیمیائے سعادت

میں نقل کیا ہے اور نیز اور کتب تصوف میں لوگوں نے نقل کیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سوال۔ کتب فن سے معلوم ہوتا ہے کہ فنا میں بے خودی اور بے شعوری ہو جاتی ہے۔

جواب۔ فرمایا یہ بھی ایک خاص اصطلاح ہے ورنہ فنا کیلئے بے خودی لازم نہیں جس میں بے خودی ہوتی ہے وہ غیبت ہے فنا اس کو نہیں کہتے۔

سوال۔ نسب فنا کی زائل ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ فرمایا یہ زائل نہیں ہوتی مقام ہو جاتی ہے۔ (تربیت حصہ دوم ص 30)

تمکن وسکون غلبہ عقل کی دلیل ہے

سوال۔ استیلائے حال وکیفیت کے وقت انانیت اور خودی مغلوب ہوتی ہے پھر وہ کیفیت زائل ہوتی ہے۔ جواب۔ ہر وقت وہ کیفیت نہیں رہ سکتی۔

سوال۔ 29 جمادی الاول 1331ھ کیا وجہ ہے کہ حالات اور واردات قلبیہ ذوق وشوق انس ہیبت شورش مستی وغیرہ کا کبھی کبھی سالک کو غلبہ رہا کرتا ہے اور بعد ازاں ان سب کو سکون معلوم ہوتا ہے اور یکساں حالت رہتی ہے۔

جواب۔ فرمایا یہ انتہائی حالت تمکن اور سکون کی ہے پہلے طبیعت کا غلبہ ہوتا ہے اور بعد اس کے عقل کا غلبہ رہتا ہے اس وجہ سے سکون ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی حالت یہی تھی کہ انکی طبیعت تابع عقل تھی یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ باوجود کمال عشق الٰہی کے کبھی مغلوب نہیں ہوئے اور متوسطین اولیاء امت کو چونکہ غلبہ طبیعت کا عقل پر ہے احوال مغلوبیت کے ان سے زیادہ صادر ہوئے۔ (تربیت حصہ دوم ص 33)

انوار والوں کا مکشوف ہونا

سوال۔ بتاریخ 29 جمادی الاولیٰ 1331ھ اہل سلوک نے کتب فن میں حالت ذکر ومراقبہ میں الوان وانوار کے معلوم ومکشوف ہونے کو لکھا ہے کہ سالک جب کثرت ذکر ومجاہدہ سے صفائی قلبی وروحی حاصل کر لیتا ہے تو اکثر ذکر ولطائف کے الوان وانوار ملکوتیہ کا ظہور کبھی اپنے وجود کے اندر اور کبھی وجود سے خارج وعلیحدہ مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے آثار محمودہ اور غیر محمودہ ہونے کو بھی لکھا ہے واقعی یہ سب تصرف خیال اور یبوست دماغ سے صور

متخلیہ متمثل ہو کر ظاہر ہوتی ہیں یا در حقیقت اس کی بھی کچھ اصل ہے۔

جواب۔ فرمایا زیادہ تر ایسا ہی ہے اور اگر واقعی کچھ واقعات ملکوتیہ کسی کو کچھ معلوم و مکشوف ہو گئے تو یہ غیر مقصود ہے اور قابل توجہ نہیں اس کی نفی کر دینا چاہئے اور اس جگہ کو بڑی ضلالت ہوتی ہے کہ اگر شیخ کامل اور محقق کا ظل نہیں ہوا تو طالب حق غیر مقصود کو مقصود سمجھتا ہے اور انواع واقسام کی غلطیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور زندگی بھر الوان وانوار ہی کی لذت اور سعی میں مغموم ومحزوں رہتا ہے بلکہ تنگ آ کر ذکر وطاعت کو جو کہ اصل مقصود ہے چھوڑ بیٹھتا ہے اور شیخ سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے غرضیکہ ساری زندگی اس کی اسی الٹ پھیر میں گزر جاتی ہے اور کوئی کام اس کا دینی اور دنیاوی راست نہیں ہوتا۔

فراق ووصل چہ باشد رضائے دوست طلب — کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے

اسی وجہ سے جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ السامی نے حجاب نورانی کو حجاب ظلمانی سے اشد فرمایا ہے اور اپنے وابستگان کو اس کی جانب توجہ کرنے سے روکا ہے کیونکہ اس جگہ اصل مقصود سے طالب رہ جاتا ہے اور یہ بڑی محرومی ہے اصل مقصود ان اشغال کی مشغولی اور کثرت فکر ومراقبہ ومجاہدہ سے تہذیب نفس واصلاح قلب اور بمصداق آیہ کریمہ الابذکر اللہ تطمئن القلوب جمعیت اور اطمینان قلب کی دولت اور نسبت حضور مع اللہ اور یکسوئی اور یادداشت کے ملکہ راسخہ پیدا ہو جانے کی تدبیر اور مقامات توکل تسلیم تفویض رضا اخلاص توحید محبت خشیت وغیرہ کی تصحیح ہے ورنہ فی نفسہ اس کی کوئی حاجت نہیں تھی اصل مقصود صرف ذکر وطاعت حق ہے اور اسی سے قرب باری تعالیٰ کا میسر ہوتا ہے۔

سوال۔ لطائف کے الوان وانوار کی جانب توجہ رکھنے کی کیا حاجت تھی کہ یہ جزو طریق ہے جیسا کہ کتب فن میں اس کو داخل کر دیا ہے۔

جواب۔ فرمایا یہ سلوک کا کوئی جزو نہیں لطائف کے الوان وانوار عارضی ہیں چونکہ لطائف کے جانب توجہ رکھنے سے طالب کو یکسوئی جلد ہو جاتی ہے اس لئے شیوخ اس کے جانب متوجہ ہوتے ہیں اور اس مشغولی میں اگر کسی کو کچھ الوان وانوار نظر آ گئے تو پہلے اس کی بے وقعتی نہیں کرتے تاکہ یکسوئی میں ضعف نہ ہو جائے بلکہ جب یکسوئی کا ملکہ راسخہ

پیدا ہو جاتا ہے تو اس کی جانب سے توجہ ہٹا دیتے ہیں۔ (تربیت حصہ دوم ص 33)

تجلی رحمانی اور شیطانی کی پہچان

سوال۔ تاریخ 15 جمادی الثانی 1331ھ ممکن ہے کہ صور مثالیہ کے ساتھ شیطان بھی متجلی ہو جائے پھر تجلی رحمانی اور شیطانی کی کیا پہچان ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ اگر اس کے ظہور سے علامت ضلالت اور وحشت کی پائی جائے تو تجلی شیطانی ہے اور اگر نور ہدایت اور انس وفرحت کی علامت پائی جائے تو تجلی رحمانی ہے۔

سوال۔ تاریخ 16 جمادی الثانی 1331ھ اس تجلی شانی کے ساتھ حق تعالیٰ کو دیکھنا مکاشفات اور خواب میں صرف قلب ہی کے ساتھ ہوتا ہے یا اس کا مشاہدہ اس آنکھ سے بھی ہو سکتا ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ اس تجلی کا ادراک صرف قلب کیسا ہوتا ہے اگرچہ حالت مراقبہ میں آنکھ کھلی بھی ہو لیکن ادراک اس کا اسی باطنی آنکھ سے ہوتا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر ظاہری آنکھ بند کر لی جائے جب بھی وہ مدرک ہوگا اور یہ خود فرمایا کہ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ آنکھ بند کر لی جائے اور مدرک وہ نہ ہو جس طرح عینک لگی ہوتی ہے اور آنکھ بند کر لی جائے تو کچھ نظر نہیں آتا تو اس سے آنکھ بند کر لینے پر نظر نہ آنا بھی دلیل اس کی نہیں کہ اس آنکھ سے نظر آتا تھا۔ (تربیت حصہ دوم ص 35)

حالت بسط میں اعمال کی زیادتی

سوال۔ تاریخ 18 ذی الحجہ 1331ھ حالت بسط اور انس میں اعمال اپنے سابق معمول سے زیادہ کرنا چاہئے یا نہیں کیونکہ ایسی حالت میں خشوع وخضوع اور ہمت اور شوق اعمال کا بہت ہوتا ہے۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں واردات کے مقتضاء پر عمل کرنا چاہئے۔ (تربیت حصہ دوم ص 37)

نسبت فنا کا مقام ہو جانا

سوال۔ ایک مرتبہ دریافت کیا تھا کہ نسبت فنا زائل ہوتی ہے یا نہیں ارشاد ہوا کہ مقام ہو جاتی ہے لیکن دریافت طلب یہاں پر یہ امر ہے کہ حال تو ایک غیر اختیاری اور موہوب شے ہے اور مقام اختیاری اور مکتسب سے پھر حال معلوم کیونکر ہو سکتا ہے۔

جواب۔ فرمایا کہ بعد رسوخ اور تمکن کے حال بھی مقام ہو جاتا ہے بایں معنی اس کو مقام کہتے ہیں یہ بھی ایک اصطلاح تصوف کی ہے یعنی ایک معنی مقام کے عمل باطنی اختیاری اور دوسرے معنی حالت ثابت وراسخ۔ (تربیت حصہ دوم ص 38)

فنا و زہد میں فرق

سوال۔ تاریخ 25 ذی الحجہ 1331ھ فرمایا تھا کہ فنا عبارت عدم التفات اور توجہ الی الغیر سے ہے دریافت طلب یہاں پر یہ امر ہے کہ پھر اس عدم التفات کے بعد بھی التفات اور توجہ غیر حق کی طرف سالک کو ہوتی ہے یا نہیں کیونکہ یہ ایک حال میں ظاہر ہے کہ دوام نہیں ہوتا اور دوسرے یہ کہ زاہدین بھی ایک مقام ہے۔ جس میں غیر حق کی طرف التفات نہیں ہوتا پھر اس مقام اور اس حال میں ذکر کیا رہا۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ عدم التفات کے بعد التفات ہوتا ہے لیکن اتنا نہیں جس قدر کہ پہلے ہوتا تھا بلکہ بہت کم ہوتا ہے فنا میں دلکشی کا اور التفات اور وسواس کم ہو جانا امر لازمی ہے ورنہ امر منافی فنا ہوگا اور زہد بمقابلہ حرص ہے اس میں حرص نہیں ہوتی التفات اور وسواس سب ہوتا ہے۔

سوال۔ تاریخ 2 محرم 32ھ فنا میں صرف غیر حق کی طرف التفات اور توجہ نہیں ہوتی یا کہ جس کا تعلق حق کے ساتھ ہے اس کی طرف بھی التفات نہیں ہوتا کیونکہ جو تعلق کہ بحق ہے وہ تعلق بغیر حق نہیں ہے۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ اگر غلبہ تجلی ذات سے فنا ہوا ہے تو صفات اور ممکنات کی جانب توجہ نہیں اور اگر تجلی افعال اور صفات سے ہے تو ممکنات کی جانب توجہ ہوتی ہے۔ (تربیت حصہ دوم ص 38)

فنا کس کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے

سوال۔ تاریخ 18 محرم 32ھ فنا بغلبہ توحید یا بغلبہ محبت اور خشیت وغیرہ ہوتی ہے۔

جواب۔ فرمایا غلبہ استحضار سے ہوتی ہے خواہ وہ غلبہ کسی سبب سے ہو اور مرتبہ تحقیق علمی میں فنا ہی کو توحید کہتے ہیں اور مرتبہ حال میں فنا۔ (تربیت حصہ دوم ص 38)

بقا کی تفسیر

سوال۔ 18 محرم 32ھ بقا کس سے عبارت ہے۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ فنا میں بغلبہ شہود حق مخلوق کی جانب التفات نہیں ہوتا لیکن اس التفات قبل الفنا میں فرق ہوتا ہے پہلا التفات خود غرضی اور ہوائے نفسانی سے اور یہ التفات جو بعد الفنا ہوتا ہے جس کو بقا کہتے ہیں خالصاً بوجہ اللہ مرآت الٰہی سمجھ کر ہوتا ہے ایسا شخص نائب رسول اور قابل اقتدار اور مشیخت کے ہوتا ہے۔ (تربیت حصہ دوم ص 39)

احوال کا غلبہ مبتدی و منتہی سب کو ہوتا ہے

سوال۔ 2 صفر 32ھ احوال کا غلبہ اور دورہ مبتدی اور منتہی سب کو گاہ گاہ وقتاً فوقتاً ہمیشہ ہوا کرتا ہے یا صرف مبتدی کو۔

جواب۔ ارشاد فرمایا کہ مبتدی اور منتہی سب کو وقتاً فوقتاً ہوتا ہے لیکن منتہی کو اتنا نہیں ہوتا کہ اپنی حالت کے غلبہ سے انتظامات میں اپنے فرق کر دے وہ ابوالوقت اور حال پر اپنے غالب ہوتا ہے بخلاف مبتدی کے کہ وہ حال پر غالب نہیں ہوتا اور حال اس پر غالب ہوتا ہے اور یہ غلبہ وجد بھی کہلاتا ہے اور وجد مطلق حالت غریبہ محمودہ غالب کو کہتے ہیں اور یہ سلف صالحین کو بھی ہوا ہے لیکن اتنا نہیں کہ وہ بالکل مغلوب ہو گئے ہوں۔ چنانچہ آیت تقشعر الخ انہیں لوگوں کی شان میں ہے اور آنحضرت کے احوال میں بھی ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو مثل جوش دیگ کے سینہ مبارک سے آواز نکلتی تھی اور یہ حضور کا وجد تھا۔ (تربیت حصہ دوم ص 40)

رقت مقصود نہیں

حال: ذکر نفی اثبات ایک ہزار بار اور اسم ذات ڈیڑھ ہزار بار جہر سے کرتا ہوں مگر پہلے ذکر میں رقت معلوم ہوتی تھی اب نہیں ہے۔

تحقیق: کام کیے جاؤ رقت وغیرہ حالات غیر مقصود ہیں اصلی مقصود استقامت عبدیت ہے۔ (تربیت حصہ دوم ص 43)

استقامت و تمکن تدریجی امور ہیں

حال: اپنی حالت یہ ہے کہ درمیان میں یکسوئی و نماز میں دل لگنا ترقی کر گیا تھا جس کی اطلاع حضور کو دی گئی تھی اب پھر اس میں تنزلی ہے گو ابھی تک بفضلہٖ تعالیٰ پہلے سے حالت

اچھی ہے حضرت والا کی توجہ کی سخت احتیاج ہے۔

آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

باقی معمولات فرمودہ اعلیٰ حضرت پر عمل ہے نیند کا ایسا ہی غلبہ ہے اور اس میں کسی طرح کمی نہیں ہوئی۔ الا گاہے بگاہے۔

تحقیق: عزیزم السلام علیکم ورحمۃ اللہ بفضلہ تعالیٰ خیرت سے ہوں احوال میں ابتدا اگر اسی طرح تغیر وتبدل وکمی بیشی ہوا کرتی ہے کچھ فکر نہ کیجئے اس کے بعد اگر برابر کوشش رہی تو تمکن واستقامت میسر ہو جاتی ہے۔

صوفی نشود صافی تادر نکشد جامے بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

نیند امر طبعی سے مضر نہیں۔ (تربیت حصہ دوم ص 43)

قبض کے بعض اسباب

سوال۔ میں جو ذکر تہجد اور فجر اور ظہر کے بعد کرتا تھا اب ایسی حالت ہوگئی ہے کہ دل کو ذکر سے بالکل نفرت ہوگئی ایک دم بھی مشغول ہونے کو نہیں چاہتا بلکہ ہر نیک فعل میں ایسا ہی ہوگیا اس کا علاج کیا ہے۔

جواب۔ یہ حالت قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہیں اور ہر ایک کی جدا تدبیر کیا آپ کے قلب میں کسی کا عشق تو نہیں ہوگیا یا کسی جنس دنیا پرست کی صحبت تو نہیں ہوئی اطلاع دیں۔ (تربیت حصہ دوم ص 44)

نماز میں لذت آنا

حال: بعض وقت نماز میں ایسی ایک فرحت ولذت معلوم ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کے اندر کے کسی چیز میں یہ بات حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک موافق سنت کے ہے وجعلت قرة عینی فی الصلوة۔ (تربیت حصہ دوم ص 45)

اپنا حال بے اختیار ظاہر ہو جانے میں حرج نہیں

حال: بعض وقت اپنا حال جماعت میں حتی الوسع لوگوں سے چھپاتا ہوں۔

تحقیق: اس کی زیادہ کوشش نہ کریں اگر بے اختیار ظاہر ہو جائے ہونے دیں۔ (تربیت حصہ سوم ص1)

اطمینان قلبی کی تقسیم وتفسیر

حال: احقر کو اپنے حال زار پر بہت ندامت و پریشانی ہے کہ ارشاد خداوندی تو ہے کہ الا بذکر الله تطمئن القلوب احقر کو کیوں برخلاف اس کے بے اطمینانی و سرگردانی شامل حال ہے۔

تحقیق: مراد آیت میں یہ اطمینان طبعی نہیں ورنہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول ولکن لیطمئن قلبی کے دال ہے اس وقت عدم حصول اطمینان پر مستلزم ہوگا نعوذ باللہ ان کے عدم تاثر کو ذکر کے حاشا وکلا۔ اس کا کون قائل ہو سکتا ہے بلکہ مراد اس سے اطمینان عقلی یعنی ایمان اعتقادی ہے جس کو ابراہیمؑ نے اپنے قول بلا میں ظاہر فرمایا ہے پس آیت میں یہی اطمینان و اعتقادی مراد ہے دلیل اس کی خود سیاق وسباق ہے قال تعالیٰ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیه آیة من ربه اس کے جواب کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے یعنی یہ لوگ عناد سے فرمائش معجزات مقترحہ کی کرتے ہیں اور جو اہل ایمان ہیں وہ ذکر اللہ سے کہ فرد اعظم اس کی قران ہے مطمئن ہوتے ہیں۔ یعنی ایمان لاتے ہیں۔ یعنی قرآن کے اعجاز کو دلالت علی النبوۃ کیلئے کافی سمجھتے ہیں اور ذکر اللہ میں یہی خاصیت ہے کہ جس مرتبہ کا ذکر ہوتا ہے اسی مرتبہ کا اس سے اطمینان ہوتا ہے۔ ذکر اعتقادی سے اطمینان اعتقادی اور ذکر حالی سے اطمینان حالی آپ ذکر اعتقادی پر اطمینان حالی تلاش کرتے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ شدہ شدہ ہو جائے گا۔ اس کے نہ ہونے سے شبہ عدم نافعیت ذکر کا نہ کریں۔ فقط۔ (تربیت حصہ سوم ص4)

حبط اعمال کا خوف علامت ایمان ہے

حال: نماز پنج وقتہ اور تہجد شب کو مع بارہ تسبیح کے صبح کو کلام مجید بعد کو مناجات مقبول عربی پڑھ کر اپنے کام پر جاتا ہوں لیکن بندہ کو خوف ہے کہ روز حشر یہ محنت بیکار جائے تو سخت مشکل کا سامنا ہو۔ تحقیق۔ یہ خوف تو علامت ایمان کی ہے۔

سوال۔ لہٰذا مستدعی ہوں کہ برائے خدا بندہ کو ایسا اصول بتا دیا جائے کہ درجہ یقین تک پہنچ جاؤں۔ جواب۔ یہ یقین جائز ہی کب ہے کہ ہمارے اعمال سب مقبول ہوتے ہیں اور

اس کے خلاف کا احتمال بالکل باطل ہے۔ (تربیت حصہ سوم ص 6)

دنیاوی پریشانی کا علاج

حال: خاکسار کی طبیعت ان دنوں زیادہ پریشان رہتی ہے اگرچہ یہ خاکسار دنیوی امور کے متعلق لکھنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر اس خیال سے عرض کر دیا ہے کہ خاکسار کے خیال کے مطابق اس پریشانی کا اثر دین کے کاموں میں پڑ رہا ہے۔

تحقیق: پریشانی کی طرف التفات کرنا سبب زیادہ پریشانی کا ہوتا جب پریشانی ہو جائے اس کی طرف متوجہ ہونے کے حق تعالیٰ کی طرف یہ خیال کر کے متوجہ ہوں کہ وہ ان سب امور میں ہم کو کافی ہے اور اسی سے تعلق بڑھانا سب بلیات کا دافع ہے۔ بس اس طریق سے آناً فاناً اس پریشانی کا اثر گھٹتا جائے گا حتیٰ کہ بالکل نابود ہو جائے گی کر کے دیکھئے اور آرام کیجئے۔ (تربیت حصہ سوم ص 7)

قلبی سوزش کا علاج

سوال۔ کیفیت یہ ہے کہ تھوڑے عرصہ سے قلب پر کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کچھ سوزش کہوں یا آگ کہوں۔ ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شے رینگ رہی ہے۔ اب تک میں نے یہ خیال کیا کہ کچھ مرض ہے اس وقت یہ خیال ہوا کہ حضور کو اطلاع دوں کہ یہ کیا بات ہے میرے واسطے مضر ہے یا مفید ہے۔

جواب۔ یہ سوزش کبھی ذکر کے اثر سے بھی ہوتی ہے اور کبھی مرض سے اول طبیب سے رجوع کرنا چاہئے اگر وہ مرض سے اطمینان دلادیں تو پھر دستور العمل ذیل کا اختیار کریں۔

نمبر 1۔ جہر اور ضرب کو چھوڑ دیں۔ 2۔ ذکر کے بعد ایک ہزار بار یا باسط پڑھیں۔ 3۔ درود شریف گیارہ بار بعد ہر نماز کے پانی پر دم کر کے پیا کریں۔ 4۔ حق تعالیٰ کی رحمت کے مضامین کا مطالعہ کریں۔ اگر کتاب کیمیائے سعادت یا اس کے ترجمہ اکسیر ہدایت کا باب الرجاء یعنی امید کا باب مطالعہ کریں تو مناسب ہے۔ 5۔ مفرحات ومقویات قلب کا استعمال رکھیں اور بعد ایک ہفتہ کے پھر اطلاع دیں۔

حال: میرے مزاج کے اندر دو ایک بات جدید پیدا ہو گئی ہے کہ ایک غصہ بہت جلد پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کی وجہ مجھ کو خود پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے۔ دیگر دل ایک قسم کا اچاٹ سا رہتا ہے طبیعت یکسو حالت پر نہیں رہتی ہے۔ میرے واسطے حضور دعا فرمائیے گا۔ کہ خداوند کریم اس خصلت کو رفع کرے۔

تحقیق: غصہ کا علاج حق تعالیٰ کے غضب پر اور اپنے گناہوں کو یاد کرنا ہے اور اچاٹ رہنے کا علاج ذکر اللہ کی کثرت مع توجہ اس سے پریشانی جاتی رہے گی دعا بھی کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ سوم ص 12)

حال: چند روز پہلے تو حرارت کا یہ حال تھا کہ بوقت ذکر یا صلوٰۃ قلب میں محسوس ہوتی تھی مگر اب 24 گھنٹے اثناء اللیل والنہار یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب کے سامنے مجمر روشن ہے مگر ابھی تک بیش از تحمل نہیں۔

تحقیق: شاید یہ بڑھ جائے اس لئے حفظ ماتقدم ضروری ہے ایک تو مختلف اوقات میں درود شریف کی کثرت رکھئے۔ دوسرے 15 منٹ روزانہ جبکہ معدہ پر نہ ہو۔ اپنے قلب پر چاند کو طلوع ہوتا ہوا تصور کیا کیجئے۔ تیسرے کوئی تدبیر طبی حضرت حکیم صاحب سے دریافت کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 213)

وہم کا علاج

سوال۔ میرے مزاج میں کچھ خفیف وہم ہے کوئی طریقہ بتلادیں جس پر بندہ مداومت اختیار کرے اور یہ عیب جاتا رہے۔

جواب۔ وہم کا رفع ہونا موقوف ہے کسی عاقل کے پاس رہنے پر اگر اس کی فرصت نہ ہو تو پھر یہ طریقہ ہے کہ وہم کے مقتضاء پر عمل نہ کیا جائے۔ شدہ شدہ اسی طرح زائل ہو جاتا ہے۔ (تربیت حصہ سوم ص 26)

گانا و مزامیر وغیرہ حرام شرعی انوار قلبی کا ذریعہ نہیں ہوتے

سوال۔ جبکہ گانا شرعاً حرام ہے اور مزامیر ڈھولک وغیرہ بھی ممنوع اور واقعی دراصل بلحاظ نظر حکم شریعت غرا بھی گانا بجانا بلکہ اس سے محظوظ ہونا ایک حرکت خفیف ہے۔ جو دنیاوی وقار کے بھی خلاف معلوم ہوتا ہے۔ پس کمال تعجب ہے کہ یہ امور کیونکر قلب پر وارد و کیفیات و انوار الٰہیہ کے ذریعہ بن سکتے ہیں۔

جواب۔ کیفیات کا سبب بننا مسلم مگر کیفیات کا انوار ہونا غیر مسلم۔ (تربیت حصہ سوم ص 27)

جمعیت قلبی کا مقصود ہونا

سوال۔ بعد فجر و بعد مغرب جب تک کل وظائف واذکار سے فارغ نہیں ہو جاتا تھا۔ مسجد سے گھر نہیں آتا مسجد میں دلجمعی بھی زیادہ ہوتی ہے۔

جواب۔ مسجد ہی میں مناسب ہے کیونکہ مقصود جمعیت ہے وہ جہاں حاصل ہو۔ (تربیت حصہ چہارم ص 37)

انوار کو دیکھنا

حال: اکثر ذکر و شغل سے کوئی نورانیت نظر آتی ہے اب تک بندہ نے کوئی ذکر و شغل شروع نہیں کیا اور یہ بات بجز مولوی سلطان احمد صاحب کے کسی سے بیان بھی نہیں کیا۔

تحقیق: کبھی ایسے انوار تصرف متخیلہ کا ہوتا ہے کبھی انوار ملکوتیہ ہوتے ہیں اور اول زیادہ ہوتا ہے لیکن اس میں بھی سالک کو یہ نفع ہے کہ اس سے اس کو یکسوئی ہوتی ہے جس کو اگر ذکر میں صرف کرے تو ذکر زیادہ نفع دیتا۔ (محرم 34ھ تربیت حصہ چہارم ص 52)

بیوی سے محبت بڑھنا علامت تقویٰ ہے

سوال۔ طبیعت کو اس طرف زیادہ خیال ہو رہا ہے اور جو بات میرے واسطے مفید ہو اس سے مطلع فرما دیجئے گا اور کچھ عرصہ سے بیوی کی طرف محبت زیادہ ہوگئی ہے یہ میرے واسطے کوئی مضر تو نہیں ہے۔ جواب۔ عین سنت ہے اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات نیک دونوں کو عطا فرما دے جب تقویٰ بڑھتا ہے بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ محرم 34ھ۔ (تربیت حصہ چہارم ص 55)

ضعف قلب کا علاج

حال: مصری لہجہ کے سننے کی تاب نہیں چنانچہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندہ کو توجہ ہوتی ہے اور مضمون قرآن مجید خیال میں آ کر ایک طبیعت میں شوق پیدا ہو کر درد قلب میں پیدا ہوتا ہے اور رونا آتا ہے اور بے ہوشی ہو جاتی ہے اور بہت اثر رہتا ہے۔ حالت موجودہ پر توجہ فرما کر ضروری امور پر متنبہ کیا جائے اور جو امر مناسب حالت ہو فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ حالت فی نفسہا محمود اور مبارک ہے لیکن اس کا افراط غالباً اثر ہے ضعف قلب

کا چونکہ افراط سے دوسری ضروریات میں خلل واقع ہوتا ہے اس لئے اس کی تدبیر ضروری ہے کلی تدبیر تو رجوع الی الاطباء ہے کہ مقویات قلب تجویز کریں اور وقتی تدبیر یہ کہ درس وغیرہ کے وقت ایسی جگہ بیٹھئے کہ وہاں بے تکلف قرأۃ کی آواز نہ پہنچے۔ (تربیت حصہ چہارم ص 70)

معاشی سے ڈرا کر مایوس کر دینا کید شیطانی ہے

حال: آج کل ایک خیال نے مجھ کو سخت پریشان کر رکھا ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی گزشتہ عمر میں ایسے ایسے سخت معاصی کا انبار جمع کیا ہے جو نہ تو کسی کے آگے بیان کر سکتا ہوں اور نہ شاید کسی مسلمان نے ایسے تاریک وسیاہ منکرات کا اتنا ذخیرہ آج تک جمع کیا ہوگا۔ تو اے اللہ اگر فرض کر لوں کہ اب باقی عمر طاعت ہی میں صرف ہوگی (حالانکہ یہ بھی محال ہے) تو رضا الٰہی کا حاصل ہونا تو درکنار شاید ان معاصی کی تلافی بھی نہ ہو سکے۔

تحقیق: ظاہراً تو یہ اثر خشیت کا ہے لیکن باطناً یہ ایک کید ہے شیطان کا کہ اولاً خدا تعالیٰ کی رحمت کو وہ ہمارے جرم محدود سے بھی کم دکھلانا چاہتا ہے ثانیاً اس کی تقویت سے وہ قنوط پھر تعطل میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اس کو دفع کیجئے اور عفو کا یقین کیجئے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 102)

دعا میں گھبراہٹ کا علاج

سوال۔ ایک شخص کو دعا مانگنے کے وقت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے اگر کوئی ازالہ کی تدبیر ہو تو حضرت کے ارشاد کے موافق عمل کیا جائے۔

جواب۔ بہتر ہے کہ یہ صرف بعض ادعیہ جامعہ منتخب کر لیں اور ان کو توجہ سے پڑھ لیا کریں خواہ جی لگے یا نہ لگے کیونکہ جی لگنا اور چیز ہے توجہ اور چیز ہے انشاء اللہ تعالیٰ پھر گھبراہٹ نہ ہوگی۔ یہ گھبراہٹ بعض طبائع میں سوچنے سے ہوتی ہے اور ایک ہفتہ کے بعد پھر اپنی کیفیت سے اطلاع دیں اور اس خط میں یہ پرچہ بھی رکھ دیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 107)

غیر اللہ کی طرف التفات عقلی مذموم ہے نہ التفات طبعی

حال: اور رات میں بی بی کے ساتھ ایک بچھونے پر رہنے سے اور خوش طبائع کلام کرنے سے شہوت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے جتنی دیر تک بیدار رہتا ہوں اس کی طرف التفات رہتا ہے۔ اتنے وقت خدا تعالیٰ کی یاد دل میں نہیں رہتی ہے آیا اس وجہ سے علیحدہ بچھونے پر

سونے سے کوئی حرج ہوگا یا نہیں یا کس طرح رہنا چاہیے۔

تحقیق: بی بی سے ملاعبت کرنا منجملہ اس کے حقوق کے ہے اور ادائے حقوق باطن کو مضر نہیں بلکہ اس کو نورانیت میں معین ہے اور یہ التفات طبعی ہے یہ مانع نہیں۔ التفات الی الحق کو البتہ اگر غیر اللہ کی طرف التفات عقلی ہو یعنی تعارض وتزاحم امرین مطلوبین کے وقت غیر اللہ کے امر مطلوب طبعی کو ترجیح دے امر مطلوب حق پر یہ بیشک مذموم ومضر ہے پس محض اس توہم پر علیحدہ بستر پر مت سوؤ۔ البتہ اعتدال ہر امر میں ضروری ہے جس سے کوئی مقصود دینی میں خلل نہ ہو۔ (تربیت حصہ پنجم ص 114)

یکسوئی کے حصول کا طریقہ

سوال۔ اندنوں قوت فکریہ میں بہ نسبت پہلے کے زیادتی ہے جب فارغ رہا تو خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ سوال جواب مسئلہ علمی شرعی وغیر ذلک سوچا کرتا ہوں۔ یکسوئی نہیں ہوتی۔ (اللھم جعل وساوس قلبی ذکرک وخشیتک) یکسوئی کی کیا تدبیر کی جائے۔

جواب۔ کثرت ذکر وفکر۔

سوال۔ اثناء ذکر میں خدائے تعالیٰ سے محبت کے وقت بعض دفعہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اپنا ہاتھ چوم لوں حضور یہ عجیب حالت مذموم تو نہیں ہے۔ جواب۔ نہیں۔

ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

تنہائی اور اختلاط میں تفاوت

حال: تنہائی میں وحشت لاحق ہوتی ہے اختلاط کی حالت میں رقت قلبی حاصل ہوتی ہے اور سبحان اللہ زبان پر جاری ہوتا ہے۔

تحقیق: تنہائی میں گو وحشت ہے وہ عارضی ہے ذکر میں مشغول رہنے سے جاتی رہے گی اور اختلاط میں گو رقت ہوتی ہے مگر وہ حظ نفس سے ہے معتبر نہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص 258)

آثار وجد

حال: خاکسار جس وقت کہ نماز میں تشہد سے فارغ ہوتا ہے اور درود شریف شروع کرنے کو ہوتا ہے تمام جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جیسے کہ سرد پانی ڈالنے کے وقت

ہوتا ہے اور یہ ہر نماز میں ہوتا ہے خواہ نفل ہو یا فرض اور یہ کئی سال سے ہے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی کیا وجہ ہے اور اس کا برابر خیال رہتا ہے۔ امید کہ حضرت والا اس سے ہیچمدان کو اس کی وجہ تحریر فرما کر مطمئن فرمائینگے۔

تحقیق: یہ ایک قسم کا وجد ہے جو اس آیت میں مذکور ہے تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم الایه۔ یہ باختلاف مذاق اسباب مختلفہ سے ہوتا ہے آپ کو غلبہ شوق ومحبت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے جس کا محرک درود شریف ہو جاتا ہے اگر خارج نماز درود سے نہ ہوتا ہو تو نماز کی یکسوئی مرجح اس کی ہوتی ہے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 269)

شوق افضل ہے خوف سے

حال: کبھی کبھی اذکروا هاذم اللذات پر بھی عمل کرتا ہوں اس سے بجائے ابتلائے خوف کے اس عالم کا شوق طاری ہو جاتا ہے میں اس کے دفع کیلئے اپنے سوء اعمال عذاب قبر کی سختی کا دھیان کرتا ہوں تو اس سے کچھ وحشت طاری ہوتی ہے مگر تحلۃ القسم اس کے بعد پھر وہی حنین الی الوطن کا غلبہ شروع ہوتا ہے۔ اب اس کے بعد جیسا حکم ہو عمل کیا جائے۔

تحقیق: خوف سے افضل شوق ہے اس کے دفع کی فکر مضر ہے اس کو نعمت حق سمجھ کر شکر کیجئے اور اور بڑھایئے۔ (تربیت حصہ پنجم ص 266)

یکسوئی نہ ہونا مضر نہیں

حال: اپنی جانب سے کوشش تمام کرتا ہوں کہ یکسوئی ہو مگر یکسوئی نام کو نہیں ہوتی۔ براہ عنایت اس کا جواب مرحمت ہو۔

تحقیق: یہ بے چینی یکسوئی کے قصد سے ہے معمول کافی ہے یکسوئی جیسی آپ چاہتے ہیں اختیاری نہیں اور غیر اختیاری کا کچھ علاج نہ کرنا چاہئے۔ کہ اضاعۃ وقت ہے اور غیر اختیاری کا نہ ہونا مضر بھی نہیں اس لئے علاج کی ضرورت بھی نہیں۔ (حصہ مذکور ص 123)

فجر کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب

سوال۔ مجھ کو نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور فجر کی نماز کے وقت آنکھ نہیں

کھلتی۔اکثر قضا ہو جاتی ہے۔لہٰذا مہربانی فرما کر کوئی وظیفہ یا کوئی ترکیب تحریر فرما دیجئے۔

جواب۔عشاء کی نماز ایسی مسجد میں پڑھو جہاں سویرے ہوتی ہو اور فوراً سو رہو شام کے کھانے میں کسی قدر کمی کر و یعنی دو چار لقمے شام کو پانی بہت مت پیو کسی شخص سے کہہ کر سو رہو کہ مجھے جگا دینا۔سورہ کہف کی آخری آیتیں ان الذین امنوا سے ختم سورہ تک سوتے وقت ایک بار پڑھ کر اور یہ دعا کر کے کہ فلاں وقت آنکھ کھل جائے سو رہو۔انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے وقت پر کھلا کرے گی اور جس شخص سے آپ نے محبت کی شکایت لکھی ہے وہ شخص کہاں ہے۔آیا وہ تم سے ملا کرتا ہے یا نہیں مفصل حال لکھ کر تدبیر پوچھو اور اپنے جواب کے ساتھ یہ خط بھی بھیجو۔(تربیت حصہ مذکور ص 7)

حالت شوق وانس

حال: ذکر میں راحت خوب ہوتی ہے گریہ میں فرق ہو گیا ہے دعا فرمائیں کہ آگے کی طرح ذوق وشوق پیدا ہو۔

تحقیق: وہ حالت شوق کی تھی یہ حالت انس کی ہے دونوں محمود ہیں اس کو تنزل نہ سمجھا جائے یہ تبدل ہے اور تبدل بھی الی الخیر یعنی ترقی کے ساتھ کیونکہ انس انفع واثبت ہے شوق سے غرض کام میں لگے رہیں۔ایسے تغیرات کی طرف التفات نہ کریں۔(تربیت حصہ مذکور ص 86)

خوش فہمی

حال: دارالعلوم دیوبند میں درسیات عربیہ ختم کرنے کے بعد کسی شیخ کامل کی طرف رجوع کا ارادہ ہوا جن کا قدم دائرہ شریعت سے نہ نکلا ہو اور یہ بطور اکمل آنحضرت میں موجود ہے۔لہٰذا عرض ہے کہ تعلیم سے سرفراز فرمایا جائے اور تعلیم ہی بیعت سے مقصود ہے بعد مناسبت بمرضی حضور بیعت کی درخواست کی جائے گی جیسا کہ حضور والا کا طرز وطریقہ ہے۔

تحقیق: میں آپ کی خوش فہمی سے بہت خوش ہوا ایسے شخص کو باطنی نفع جلدی ہوتا ہے آپ اپنی کیفیت صحت وقوت ومہلت ومشغلہ سے اطلاع دیجئے یہ خط بھی ہمراہ آئے۔(تربیت حصہ مذکور ص 94)

افتقار وانکسار کلید کامیابی ہے

حال: باقی حضرت کی دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو بھی با کارہ بنادے حضرت میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میری برابر گناہ گار دنیا میں کوئی نہ ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر رحم نہ کیا تو میں تباہ اور برباد ہو جاؤں گا۔

تحقیق: بس یہی افتقار وانکسار کلید ہے کامیابی کی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (تربیت مذکور ص ۵۴)

ضعف دماغ پریشانی کا باعث نہ ہونا چاہئے

حال: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا دماغ پر کوئی میخ رکھ کر دباتا ہے حکیم صاحب سے حال کہا گیا انہوں نے بھی ترطیب دماغ وغیرہ کی دوائیں استعمال کرائیں جب معتد بہ فائدہ نہ ہوا تو میں نے عرض کیا کہ حکیم صاحب میرا دماغ کبھی اچھا بھی ہوگا یا نہیں تو فرمایا تمہاری ہمیشہ یہی حالت رہے گی جب سے میں نہایت پریشان ہوں۔ خدا جانے اس کا کیا سبب ہے۔

تحقیق: پریشانی کی کیا بات ہے کیا ضعیف دماغ والوں پر خدا تعالیٰ کا راستہ بند ہے اگر ایسا ہوتا تو مرض کے متعلق احکام شرعیہ نہ ہوتے بلکہ مریض تو بہ نسبت صحیح کے مقصود سے زیادہ قریب ہے چنانچہ احادیث میں تصریح ہے کہ اگر مرض کی وجہ سے اعمال غیر فریضہ میں کچھ کمی رہ جاتی ہے تب بھی اجر پورا ملتا ہے اور فریضہ میں بھی مریض کو بہت تخفیف وتسہیل دی گئی ہے۔

معالجہ صدمہ مفسرط

سوال۔ میرے مولانا مرشدنا السلام علیکم۔ مجھ پر اس وقت ایک حادثہ بہت بڑا گزرا ہے کہ جس کے بارگراں کا متحمل میرا قلب نہیں ہوتا۔ میرا فرزند جگر بند بعمر ۱۹ سال کہ اس نے اپنی ذاتی لیاقت سے انٹرنس پاس بھی کرلیا تھا اب زمانہ اس کے پھل پھول کا آیا تھا یک لخت بمرض ہیضہ مبتلا ہو کر راہی ملک عدم ہوا چونکہ وہ میرے ایک ہی لڑکا تھا دنیا میں میرا قصہ ختم ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا ۔۔۔ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آپ للہ میرے واسطے دعا صبر فرمائے گا ورنہ مجھ کو وحشت ہوا چاہتی ہے یا کچھ

پڑھنے کو بتلائے گا۔ فقط۔

جواب۔ مجمع اخلاق والطاف دام لطفہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ صاحبزادہ کے انتقال سے رنج ہوا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور آپ صبر وجمیل بخشیں۔ آپ کیمیائے سعادت یا اس کے ترجمہ اکسیر ہدایت کا باب صبر نکال کر بتکرار مطالعہ کیجئے اور لاحول اٹھتے بیٹھتے کثرت سے پڑھئے اور احیا میں جس کے ساتھ زیادہ عقیدت ہو اس کی صورت کا بکثرت خیال رکھئے انشاء اللہ تعالیٰ سکون ہو جائے گا۔ میں بھی دعا خیر کرتا ہوں چونکہ آپ کو میرے ساتھ دینی تعلق ہے جس سے خیر خواہی میں تکلف کی اجازت نہیں اس لئے یہ بھی لکھنا ضرور ہو کہ اس انتقال کے رنج سے زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ آپ نے وجہ تاسف میں اقتضائے طبعی سے تجاوز کر کے وجہ عقلی اس کی یہ لکھی ہے کہ انٹرنس پاس کر لیا تھا اور اب زمانہ اس کے پھل پھول کا آیا تھا دنیا میں اب میرا قصہ ختم ہو گیا۔ تو معلوم ہوا کہ زیادہ تاسف کی وجہ حظوظ دنیا کا فوت ہو جانا ہے تو گویا اعظم مقصود دنیا ہے طالب حق کی زبان وقلم سے ایسے کلمات نکلنا ایسا ہے جیسا موحد کی زبان سے کلمات شرک نکلنا۔ اس مصیبت سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ قلب ایسا کیوں ہے جس کی یہ آرزو ہیں اس کی اصلاح ضروری ہے۔

میت کی حالت کے متعلق غم کا علاج

حال: یہ خیال ہر وقت پریشان رکھتا ہے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا معاملہ والدہ صاحبہ کا رہا مغفرت ہو گئی یا اس کے خلاف دل کو بہت سمجھاتا ہوں۔ بہلاتا ہوں مگر قلب ودماغ پر سے یہ بات علیحدہ نہیں ہوتی لیکن قلب کیلئے اس عریضہ کا جواب اور جو علاج مناسب ہو جلد تحریر فرمائیں۔

تحقیق: مغفرت کے واسطے ایصال ثواب کیجئے چونکہ ثواب پہنچانے سے مغفرت ہوتی ہے اس سے امید بندھ جائے گی۔ پھر غم جاتا رہے گا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (حصہ مذکور ص 4)

آثار فنا

حال۔ میرے لئے دعا ضرور فرماتے رہیں تا کہ مجھ کو معاصی سے بچنے کی قوت اور حق

تعالیٰ کی محبت میں استقامت پیدا ہو جائے حضرت میری حالت نہایت گندی معلوم ہوتی ہے آپ دعا فرمائیں کہ میں حق تعالیٰ کا تابعدار بندہ بن جاؤں حق تعالیٰ کی فرمانبرداری میں میرا ہر ایک عضو مستعد ہو جائے۔

تحقیق: یہ اعلیٰ درجہ کی خوش حالی ہے کہ اپنے پر بدحالی کا گمان ہو۔ انشاء اللہ یہی مفتاح کامیابی ہے مبارکباد کے ساتھ دعائے استقامت و برکت کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ مذکور ص 19)

کیفیات کو دوام نہیں ہوتا

حال: غالباً جس روز خدمت عالیہ میں عریضہ گزرتا ہے اس روز تغیر تعظیم اور کیفیت خاص رغبت و رہبت اور گریہ وبکا فی الصلوٰۃ کی پاتا ہوں جو بعد کو زائل ہو جاتی ہے اور اپنی شامت اعمال سے قائم نہیں رہتی جس کا سخت افسوس اور قلق رہتا ہے۔

تحقیق: گاہ گاہ ہونا بھی غنیمت ہے اور ان کیفیات میں دوام تو ہوتا بھی نہیں قال الشیر ازی یعنی طمع مدار وصال دوام را۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 20)

حال: اب ایسی حالت ہے کہ باوجود معاصی یاد کرنے کے اور خواہش گریہ وزاری کے رونا نہیں آتا دریں بارہ کچھ ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اس کا غم نہ کریں کہ رونا نہیں آتا جو کیفیات جوش وخروش کی قسم سے ہوتی ہیں وہ دائم نہیں ہوا کرتیں مگر ان کا اثر دائم رہتا ہے۔ بالکل تسلی رکھیں۔ جو وقت وظیفہ کا مقرر کیا ہے بحالت موجودہ مناسب ہے جو مدح جوش میں ہو مذموم نہیں۔ اگرچہ مجھ کو پسند بھی نہیں فارغ اوقات میں اسم ذات کا ورد مناسب ہے۔ دعائے کامیابی کرتا ہوں۔

حال: تلاوت قرآن عند التہجد بعض اوقات تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر مضمون کی تصویر نصب العین قائم ہو جاتی ہے اور یہ تخیل ہوتا ہے کہ گویا حق تعالیٰ سے مناجی ہو رہی ہے مگر اتفاقی اکثر نہیں دل تو چاہتا ہے کہ اکثر ہو مگر یہ تو ایک حال ہے جس کے معنی ہی میں ثبات نہیں ہے اس لئے یہ تمنائے محض ہے۔

تحقیق: اس کا غلبہ امر غیر اختیاری ہے ہونا بھی نعمت ہے من بعض الوجوہ اور نہ ہونا بھی

من بعض الوجہ اور یہی حال ہے تمام امور غیر اختیاریہ کا۔ البتہ بلا غلبہ اختیاری ہو وفی ذلک فلیتنا فس المتنا فسون۔ (حصہ مذکور ص 23)

کاہلی کا علاج

روز نہ ارادہ کرتا ہوں کہ آج یقیناً اٹھوں گا مگر رات کو جب آنکھ کھلی کہ سخت کاہلی معلوم ہوتی ہے۔ بڑا پریشان رہتا ہوں کہ اب کیا کروں کوئی ایسی تدبیر بتلائی جاتی کہ کاہلی دور ہو جاتی دن میں کم از کم پندرہ بیس منٹ سو رہتا ہوں۔ کھانا بھی اعتدال سے زیادہ نہیں کھاتا۔

تحقیق: طبیعت ضعیف معلوم ہوتی ہے تقویت کی تدبیر کیجئے اور دن میں قدرے زیادہ سویئے۔

حال: اور ایک قوی شبہ ہوتا ہے کہ اس نالائق کو گویا اللہ تعالیٰ سے پوری محبت نہیں ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ جب کسی کو کسی سے تعلق قوی یا محبت رہتی ہے تو اس کے ساتھ ہم کلامی ہونے یا بات کرنے میں کاہلی کا نام تک نہیں ہوتا اور یہاں ارادہ کرنا پڑتا ہے اور پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ کاہلی مانع ہوتی ہے۔ للہ کوئی صورت تجویز فرمادیجئے ورنہ بہت مشکل ہے۔

تحقیق: محبت کے مراتب اور اقسام جدا جدا ہیں اور ہر ایک کے آثار بھی جدا آپ نے خلط کر دیا اس لئے شبہ عدم محبت کا ہوا بحمد اللہ تعالیٰ محبت حاصل ہے اچھا اگر آپ کو اختیار دیا جائے کہ یا تو حق تعالیٰ سے تعلق رہے گا تو تمام محبوبات جدا کر دی جائینگی۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے تعلق سلب ہو جائے گا تو آپ کون سی شق اختیار کریں گے۔ اگر تعلق بحق کو اختیار کیا جائے تو اس کا سبب اگر محبت نہیں تو کیا ہے۔ (تربیت حصہ مذکور ص 20)

وقت کو اضاعت سے بچانا محمود ہے

حال: حضرت چند دنوں سے ایک ایسی حالت پیدا ہو گئی ہے کہ اس پر مجھ کو خود اپنے آپ پر بعض وقت ندامت ہوتی ہے وہ یہ کہ اب قلب کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ اگر کوئی مجھ کو میرے سامنے برا بھلا کہہ دے تو بھی سکوت کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت جواب دینے کے اور یہ ایک گونہ بے حمیتی سی معلوم ہوتی ہے۔ مگر بعض دفعہ جب حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول خیال میں آتا ہے کہ من استغضب فلم یغضب فھو حمار تو جی چاہتا ہے کہ خاموش رہنا نہیں چاہئے۔ لیکن خاموشی میں تجربے سے زیادہ نفع حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق: حالت آپ کی اچھی ہے کہ منشا اس کا اچھا ہے یعنی وقت کو اضاعت سے بچانا اور تخلق باخلاق اللہ کا قصد کرنا اور وہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس صورت میں ہے جہاں یہ منشا نہ ہو۔ (تربیت حصہ مذکور ص 22)

حالات رفیعہ۔ اور اگر آنکھ کھل جاتی ہے تو باری تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ الحمدللہ باری تعالیٰ آپ کا فضل ہے ورنہ یہ بندہ ناچیز وناپید کیا کہ تیری اطاعت کے واسطے اٹھ سکے اس حالت میں فوراً اپنی نیستی و عجز اور باری عزوجل کے فضل واحسان پر خیال ہوتا ہے۔

تحقیق: حالت رفیعہ ہے مبارک ہو مگر کوتاہی سے استغفار بھی ضرور کیا جائے کہ وہ مشاہد میں داخل ہے۔ (تربیت حصہ مذکور ص 80)

حال: کچھ دنوں سے وہ کیفیت غلبہ اور جوش وغیرہ کچھ نہیں رہا مگر حضور والا کے طفیل سے یہ اب بھی ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق خاص جو پہلے نہیں پاتا تھا پاتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ حالت محمود ہے جوش مقصود نہیں اس کا ثمرہ مقصود ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہے دعا کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص 59)

بازاری لوگوں کو دیکھ کر دل کا گھبرانا اور پریشان ہونا

حال: جب میں بازار جاتا ہوں تو بعض دفعہ قلب بہت پریشان ہوتا ہے کہ یا اللہ یہ سارے جہنم کے ایندھن نظر آتے ہیں اور اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اکثر تو وہاں کفار ہوتے ہیں اور مسلمان بھی عام طور سے ناجائز بیع وشراء کے سبب غافل دکھائی دیتے ہیں۔

تحقیق: نہ نفع ہے نہ شیطانی وسوسہ امر طبعی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی قصداً خیال لانا چاہئے کہ ممکن ہے سب مرحوم ہو جائیں اور ہم سے اچھے۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 43)

امر غیر اختیاری کے عدم حصول پر غم نہ ہونا چاہئے

حال: شب میں روزانہ محض دو گھنٹہ میں سوتا ہوں۔ بقیہ اوقات سب معین ہیں ہر روز تمنائے رویت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رہتی ہے مگر اب تک کبھی حصول دعا میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی کیا وجہ ہے کوئی صورت ارشاد فرمایئے۔ (حصہ مذکور ص 44)

تحقیق: جو امر غیر اختیاری ہو اس کے حاصل نہ ہونے پر غم ہی جائز نہیں تو وجہ پوچھنا بھی فضول ہے۔

عدم حضور قلبی کا علاج

حال: آج کل حضور قلب بالکل نہیں ہوتا تشویش ہے مگر کام کرتا رہتا ہوں۔

تحقیق: حضور قلب غیر اختیاری ہے اس کے نہ ہونے سے مشوش نہ ہوں ہاں اختیار قلب اختیاری ہے۔ یعنی اپنی طرف سے متوجہ رہیں خواہ ہو یا نہ ہو اور اکثر اس سے ہو ہی جاتا ہے۔ (حصہ مذکور ص 45)

طبائع میں جداگانہ خصوصیات

حال: عصر سے عشا تک اکثر ایک خاص کیفیت اور محویت قائم رہتی ہے بوقت تہجد یہ بات نہیں رہتی حالانکہ اس وقت بالکل تخلیہ رہتا ہے۔

تحقیق: طبائع کی خصوصیات جدا ہیں۔ آپ کی طبیعت اس وقت زیادہ متاثر ہوتی ہے جس میں فنا و زوال کی آمد ہے اور تہجد کا وقت گو تخلیہ کا ہے مگر وہ وقت ہے تعلقات کی آمد کا تو مآل کا اثر ہوتا ہے اور اگر حال کا اثر ہوتا تو امر بالعکس ہوتا ہے۔ (حصہ ہفتم ص 60)

افسوس دل کا گریہ ہے

حال: ذکر اللہ کے وقت جی چاہتا ہے خوب گریہ زاری ہو مگر نہیں ہوتا میری حالت پر افسوس۔

تحقیق: یہ افسوس بھی دل کا گریہ ہے جو نفع میں گریہ چشم سے کم نہیں۔

حال: چلتے پھرتے اللہ اللہ زیادہ یاد رہتا ہے پھر یاد کرتا ہوں استغفار پڑھتا ہوں۔

تحقیق: دونوں کا ایک ہی حاصل ہے۔ (حصہ ہفتم ص 60)

غلبہ حضوری بہت سے امور مطلوبہ کیلئے مانع ہے

حال: اور ایک زمانہ وہ بھی گزرا ہے کہ ایسی حضوری ہوگئی تھی کہ پیر نہیں پھیلا سکتا تھا لیٹ نہیں سکتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے سوتا تھا بوجہ حضور اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے ادب مانع تھا۔

تحقیق: وہ حال عارضی ہوتا ہے اور وہ کمال بھی نہیں کیونکہ بہت سے امور مطلوبہ کیلئے مانع ہے اعتدال مقصود بھی ہے اور اس کو بقا بھی ہے یہ قساوت نہیں۔ (حصہ ہفتم ص 62)

حصول فنا کا طریق

حال: دن رات اس پریشانی میں ہوں کہ اپنا تصور مٹ جائے تو خود حجاب شدی حافظ از میاں برخیز۔ تحقیق۔ کوشش اور پریشانی سے نہیں مٹتا کام کئے جایئے پھر خواہ اس کا ثمر مٹنا ہو یا کچھ اور سب خیر ہے۔ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست (حصہ ہفتم ص 62)

سوال۔ بعض وقت جی چاہتا ہے کہ نفس بالکل یاد میں فنا ہو جاتا اور خودی کی بلا سے نکل جاتے تو کیا اچھا ہوتا اس کا علاج کروں۔

جواب۔ دوام علی الاعمال ہی سے اس کی بھی توقع ہے۔ (حصہ ہفتم ص 64)

انوار مقصود نہیں

سوال۔ اور قصد السبیل اور مالا بد منہ اور ضیاء القلوب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ انوار وتجلیات سالک کو نظر آئے ان کو لائے نفی کے تحت میں لانا چاہئے اس کا کیا مطلب۔

جواب۔ مراد نفی کرنا اس وقت ہے جب وہ مقصود حقیقی سے حجاب ہو جائے۔ (حصہ ہفتم ۶۴)

فوات امور غیر اختیاریہ باعث حرماں نہیں

حال: اب اوپر سے رمضان شریف آگئے جمعہ جماعت قیام نماز تو چھوٹ رہا ہے اگر روزہ بھی نہ ہو تو بڑی بے نصیبی ہے۔

تحقیق: کیا خدائے تعالیٰ امور غیر اختیاریہ للعبد سے اپنے بندہ کا خسارہ یا حرمان تجویز فرماتے ہیں۔ (حصہ ہفتم ص 67)

قبض کا علاج

حال: اور کچھ قبض کی سی حالت رہتی ہے جس کی وجہ سے طبیعت کو ایک فکر اور پریشانی سی رہتی ہے کہ کیا وقت ہو گیا اور جلدی پرچہ دینے کی تھی یہی وجہ ہے کہ فکر رفع ہو کر اطمینان ہو جائے۔

تحقیق۔ یہ قبض ہے اس کی طرف التفات نہ کرو۔ کام میں لگے رہو اور استغفار کی کثرت رکھو اس کے منافع بسط سے بھی زیادہ ہیں صبر وتسلیم ورضا وتفویض اس کے آداب میں سے ہے۔ (حصہ ہفتم ص 107)

حال: حضور انور خدارا بندہ کے واسطے دل سے دعا و توجہ فرمائیں نہایت ہی ردی حالت ہو رہی ہے ہفتہ میں دو روز آنکھ کھلی ہے اور چار روز ناغہ ہر چند ارادہ کر کے اور دعا مانگ کر سوتا ہوں کہ اے رب عزوجل صبح کو تہجد کے وقت آنکھ کھل جائے مگر سونے کے بعد صبح صادق ہونے کے بعد آنکھ کھلتی ہے حالانکہ عشاء کی نماز کے بعد ہی پلنگ پر لیٹ جاتا ہوں ایک دن یہ ارادہ کر کے سویا کہ اگر آنکھ نہ کھلے گی تو کل کا روزہ رکھوں گا اس دن ایسا اتفاق پیش آیا کہ صبح کی جماعت بھی فوت ہو گئی۔

تحقیق: یہ حالت جو آپ نے لکھی ہے قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہیں اور معالجات بھی مختلف اگر آپ سے کوئی معصیت نہیں ہوئی اور غیر جنس لوگوں سے اختلاط بھی نہیں ہوا تو اس کا سبب امتحان ہے توکل اور صبر سے کام لیجئے اور استغفار کیجئے اور میرے مواعظ و تربیت السالک دیکھئے کہ رحمت حق متوجہ ہو۔ (حصہ ہفتم ص 71)

حال: بفضل خدا سے معمولات پورے کر رہا ہوں آج کل پانچ چھ روز سے کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ میری کیا حالت ہے نہ نماز میں دل لگتا ہے نہ وظیفہ میں اور نہ کسی دنیاوی کام میں ہر وقت ایک گھبراہٹ سی رہتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میں نے کوئی خطا کی ہے۔

تحقیق: یہ قبض ہے اس کا سبب کبھی کوئی تغیر طبعی طبی ہوتا ہے کبھی معصیت کبھی محض امتحان طلب اس لئے جہاں سبب کی تشخیص نہ ہو سکے سب معالجات کو جمع کیا جائے یعنی طبیب سے نبض وغیرہ دکھلا کر تعدیل مزاج کی جائے۔ استغفار کی کثرت کی جائے اور بلا التفات وتردد کام میں لگے رہنا چاہئے۔ (حصہ ہفتم ص 80)

آثار حرارت مزاج

حال: گریہ کے وقت کپڑا پھاڑنے کا خیال اور سر پٹکنے کا ہوتا ہے اور منہ پر طمانچہ مارنے کی نوبت آجاتی ہے ڈر ہے کہ کہیں خراش اور ورم نہ ہو جائے۔

تحقیق: ان کیفیات کو رونے سے مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال: ذکر کے وقت جنگل جانے کا خیال بہت ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ نعرہ لگاتے ہوئے پھرا کروں لیکن بدقت تمام روکتا ہوں۔ تحقیق۔ اشعار پڑھنے سے اس کو مغلوب کر دیا کیجئے۔

حال: ذکر میں ایک کیفیت یہ ہے کہ قلب کے قریب ایک چراغ روشن رہتا ہے ذکر کے وقت اس کی روشنی بہت تیز معلوم ہوتی ہے اس کے بعد دھیمی ہوتی ہے لیکن رہتی ہے ہر

وقت غور کرنے سے ہر رونگٹے سے صاف آواز اللہ اللہ کی معلوم ہوتی ہے اور ذکر کے وقت کان سے ایک آواز مثل تار کے آتی رہتی ہے۔

تحقیق: یہ سب آثار حرارت مزاج کے ہیں اور اوپر کے بعض واقعات بھی طبیب سے تعدیل مزاج کی تدبیر پوچھئے۔ (حصہ ہفتم ص76)

مبتدی کا معاصی کو یاد کر کے رونا

سوال۔ اپنے معاصی ماضیہ کو یاد کر کے رونا بہتر ہے یا ایک مرتبہ خصوصیت کے ساتھ توبہ کر کے اپنے کام میں لگے رہنا۔

جواب۔ جیسی آپ کی حالت ہے یعنی ابتدا اس میں معاصی پر رونا بہتر ہے۔ (حصہ ہفتم ص80)

گریہ کا نہ ہونا

حال: حالت گریہ پانچ چار یوم سے نہیں ہے۔ تحقیق۔ اس کا نہ ہونا ذرا بھی مضر نہیں ورنہ فان لم تبکوا فتباکوا وارد نہ ہوتا۔ (حصہ ہفتم ص82)

پستان کے نیچے حرکت نظر آنا

حال: پستان کے ذرا (ڈھائی انگشت) نیچے کیا چیز حرکت کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: پھیپھڑا۔ (حصہ ہفتم ص87)

حضور بواسطہ اور بلاواسطہ

حال: اب حضرت بہت کوفت یہ ہو رہی ہے کہ اسباق مطالعہ کے اوقات میں معبود حقیقی کا حضور نہیں رہتا۔ اگر حضور کی طرف توجہ کرتا ہوں ادھر کتاب اور نہ مطالعہ سمجھ سکتا ہوں اور نہ سبق سمجھا سکتا ہوں اور اگر یہ ہوتا ہے تو حضور باقی نہیں رہتا۔

تحقیق: اوہو بڑی غلطی میں پڑے ہیں حضور بواسطہ بس حضور ہی ہے اور یہ حضور بواسطہ ہے اگر سمجھ میں نہ آیا ہو مفصل لکھوں۔ (حصہ ہفتم ص89)

ہیبت وانس

حال: یہ کیا حالت ہے کہ میں کبھی کبھی مودب غلام کی طرح جیسے منیب کے سامنے خوفناک

ترساں اور فرماں برداری کے منتظر غلطی خطا کاری سے ندیم ایسی ہی حالت میری باخدا ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی ناز نخرہ کی باتیں جیسا کہ باپ بیٹے میں ہوتی ہیں ویسی ہی میں بھی کرتا ہوں۔

تحقیق: پہلی حالت ہیبت دوسری انس کہلاتی ہے انس میں انبساط کو حد ادب سے نہ گزرنے دیا جائے کہ بعض اوقات عتاب کا سبب ہو جاتا ہے۔

حال: ایک دفعہ یہ کہا کہ خدا اگر کسی لباس میں میرے تنگی کرے تو میں ہرگز وہ لباس تا زندگی نہیں پہنوں گا اور کہوں گا کہ غنی ہو کر فقیر کو کیوں نہ دیا وغیرہ۔

تحقیق: یہ ادب سے متجاوز ہے۔ (حصہ ہفتم ص 90)

غلبہ خوف موت کا علاج

حال: عرض یہ ہے کہ موت کا خوف اس قدر غالب ہو گیا کہ بیٹھنے سے اٹھنے کی امید نہیں ہوتی اور اٹھنے سے بیٹھنے کی امید نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: میرے رسالہ شوق وطن کا مطالعہ کریں اس سے تعدیل ہو جائے گی۔ (حصہ ہفتم ص 91)

حال: ایک مرض ضروری عرض کرنا بھول گیا تھا وہ یہ کہ دعا نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے کہ اپنے لئے وجود کے تصور سے وحشت تھی۔ الحمد للہ اس مرض سے بھی صحت حاصل ہوئی۔

تحقیق: الحمد للہ کہ عقلیات شرعیات کو ذوقیات پر غلبہ ہوا۔

حال: بعد حصول قدم بوسی جو کیفیت ہوئی اس کے یہ دونوں عریضے موجود ہیں اس کے بعد سے نہ تلوینات ہیں نہ مواجید۔ ایک کیفیت حضور کی۔ اکثر اوقات رہتی ہے۔

تحقیق: یہ اکمل ہے ان سے لماذکر آنفاً سابقاً اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔ (حصہ ہفتم ص 103)

تلاوت قرآن مجید سے دلچسپی نہ ہونے کا علاج

حال: قرآن مجید کا بڑا شائق تھا اور بڑے شوق سے روزانہ پڑھا کرتا تھا مگر آج کل حالت برعکس ہے کوئی تدبیر فرمائی جائے۔

تحقیق: بے تکلف پڑھتے رہئے دلچسپی کا انتظار نہ کیجئے عمل کرنے سے خود دلچسپی ہو جاتی ہے۔ (حصہ مذکور ص 3)

مبتدی کا غیر سلسلہ کے بزرگوں سے ملنا مضر ہے

سوال۔ مبتدی کیلئے غیر سلسلہ کے بزرگوں سے ملنا اور پاس بیٹھنا مضر ہے یا مفید۔
جواب۔ اکثر مضر ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 45)

اپنے اندر ندامت بڑھنا مفید ہے

حال: (اور ہدایت ہفتمیہ ایک منتہی کا خط ہے انکو اجازت کے خط میں بعض ہدایات لکھی گئی ہیں ۱۲) جس کے اندر ارشاد فرمایا گیا کہ اگر قلب قبول کرے تو بیعت کرلیں ورنہ پھر بھی صاف انکار نہ کریں اس کے اندر یہ دریافت ہے کہ بندہ اپنے کو جہاں تک غور کرتا ہے ایسا ہی پاتا ہے کہ جس قدر سر دست لوگ صالح سمجھتے ہیں اتنا بھی اندر صلاحیت نہیں عیب سے بھرا ہوا ہوں۔ حالانکہ اندر کی صلاحیت زیادہ تر ضروری۔ چنانچہ آں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہیں اللھم اجعل سری خیرا من علانیتی واجعل علانیتی صالحۃ اور بیعت سے حسن ظن بڑھتا جائے گا اور میرے اندر ندامت بڑھتی جائیگی اس کا کیا علاج ہے۔
تحقیق: یہ خود علاج ہے بہت سی خرابیوں کا اس ندامت سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنی اصلاح کی فکر بڑھے گی۔ (تربیت حصہ مذکور ص 49)

وحشت طبعی اور التفات عقلی جمع ہو سکتے ہیں

حال: دوسرے یہ کہ بعض وقت ذکر کی مشغولی میں لوگوں سے نفرت ہوتی ہے اس صورت میں غیروں کی طرف التفات کیسے ہوگا۔
تحقیق: وحشت طبعی اور التفات عقلی ممکن الاجتماع ہے۔ (حصہ مذکور ص 49)

اتہام سرقہ کے خیال سے پریشانی کا علاج

حال: ایک شخص جو احقر سے دریافت کر کے ذکر کرتے ہیں ان کو یہ گمان اتنا غالب ہوگیا ہے کہ مجھ کو کوئی شخص چوری کی تہمت نہ لگائے کہ تمام دن رات سخت پریشان رہتے ہیں اسی فکر سے دبلے بھی ہوگئے کہتے تھے کہ تمام نماز ذکر کام اٹھتے بیٹھتے بس یہی خیال رہتا ہے وہ خود چور نہیں ہیں۔

تحقیق: اس پر سودا کا غلبہ ہے طبیب کا علاج بھی ضروری ہے اور جو تدبیریں آپ نے بتلائیں وہ سب نافع ہیں اس میں اتنا اور منضم کرلیں کہ بالفرض اگر ایسا ہو بھی تو صرف مخلوق میں ذلت ہوگی تو جب عنداللہ بری ہیں تو اس ذلت سے کیا ضرر بلکہ نفس کا علاج ہو جائے گا۔ (حصہ مذکور ص 55)

نکاح نہ ہو سکنے سے تکلیف کا علاج

حال: اسی طرح ایک صاحب کو اپنے نکاح کرنے کا ہر وقت خبط رہتا ہے مگر بوجہ غربت و معمر ہونے کسی جگہ نکاح نہیں ہوتا۔ ان کو چند روز کے واسطے یہ بتلا دیا کہ بعد مغرب اپنی موت و بعد الموت کے واقعات کو سوچا کیجئے اور کل من علیھا فان اکثر اوقات پڑھا کیجئے اور کبھی کبھی روزہ رکھ لیجئے۔ ان کو اپنے خیال میں کسی درجہ میں کمی محسوس ہے یہ دونوں علاج بندہ نے تجویز کئے اس میں کیا مناسب تھا اور اب ان سے کیا کہوں۔

تحقیق: ٹھیک بتلایا اتنا اور منضم کرلیں کہ غایت مافی الباب نکاح نہ ہونے سے تکلیف ہوگی تو اس میں اجر ملے گا اور نفس کی اصلاح مجاہدہ سے ہوگی۔ (تربیت حصہ مذکور ص 55)

لوگوں سے بے تعلقی رکھنا

اس وقت یہ عرض کرتے خوف معلوم ہو رہا ہے آج کل لوگوں کی حالت بہت ہی افسوس ناک ہے خدا جانے کوئی مجھے کیا کہے۔ آزادی طبیعت میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ رشتہ دار یا عزیز ہے بھی ملنے کو جی نہیں چاہتا۔ اگر کوئی بلا قصد مل گیا فبہا ورنہ بالقصد کسی کے پاس حتی کہ بیمار تک کے پاس بھی نہیں جاتا۔ لوگ بے مروت کہتے ہیں مگر میں کیا کروں اپنے دل میں ان تعلقات کی گنجائش ہی نہیں پاتا۔ جانتا ہوں کہ اقارب سے ملنا مریض کی عیادت سنت ہے مگر پھر بھی ایسے تعلقات سے طبیعت الجھتی ہے اس کا خیال اصلاح کا طالب ہوں۔

تحقیق: یہ ایک حال ہے اور اس وقت کیلئے مناسب ہے اس میں عملی اعتدال بعد چندے پیدا ہو جائے گا مداومت احکام کی برکت سے گو بے تعلقی اس وقت سے بھی زیادہ بڑھ جائیگی۔ (حصہ مذکور ص 56)

حال اضطراری قصور نہیں

حال: ایک حالت پندرہ بیس روز سے یہ پیش آرہی ہے کہ اگر کسی کو بے راہ چلتا دیکھتا

ہوں بے اختیار دل چاہتا ہے کہ یہ راہ پر آجائے اگر اس کو طالب صادق پاتا ہوں تو اور بھی دل بے چین ہو جاتا ہے۔ اس سے بطور سمجھانے کے گفتگو کرنے لگتا ہوں اور چونکہ محض دلسوزی کی نیت سے ایسی گفتگو کرتا ہوں اسے بہت ہی فائدہ ہوتا ہے اور وہ بہت ہی دعائیں دیتا ہے۔

تحقیق: حال اضطراری قصور نہیں خصوص جب نافع بھی ہو اور نیت بھی اشتہار یا تشہیر کی نہ ہو۔ (حصہ مذکور ص 58)

حضور قلب کے حصول کا طریق

حال: حسب ارشاد حضور کے مواعظ دیکھ رہا ہوں قلب پر عجب اثر پڑتا ہے۔ حضور قلب کی ایک وعظ سے حقیقت معلوم ہونے سے توفیق ہوئی پانچ چار دن تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ نعمت حصول اس کا بہت ہی آسان مگر اس کے بعد پھر وہ کیفیت جاتی رہی۔

تحقیق: بس اس کا طریقہ بجز ندامت کے کچھ نہیں گو بتکلف ہی ہو جیسے ابتدا میں قرآن کچا ہوتا ہے مزاولت سے پک جاتا ہے یہی حال باطنی حالات کا ہے۔ (حصہ مذکور ص 63)

پڑھائی میں طبیعت کے گھبراہٹ کا علاج

عرض یہ ہے کہ اس وقت سے جو سورتیں زبانی یاد ہیں وہی یاد کرتی ہوں اور سب پڑھنا چھوٹا ہوا ہے۔ آج کئی روز ہوئے کہ میں پڑھنے بیٹھی اس روز مجھ سے پڑھا نہیں گیا اور طبیعت گھبرانے لگی اس روز سے یاد کرنے میں بھی طبیعت رکی ہوئی ہے اس حالت کی اصلاح فرمائی جائے۔

تحقیق: گو پڑھنا غلط ہے مگر پڑھنا مت چھوڑو۔ جب تم قصداً غلط نہیں پڑھتی ہو سب غلطی معاف ہے اور تھوڑا تھوڑا صحیح بھی کرتی رہو اور یہ گھبراہٹ غالباً اس خیال سے ہے کہ ہمارا پڑھا ہوا سب بیکار ہے سو اگر یہ ہے تو اوپر کے مضمون سے یہ رفع ہو جائے گی اور اگر یہ نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی مرض یا اثر باقی ہے تو پھر طبیب سے رجوع کرو۔ (حصہ مذکور ص 63)

مجاہدہ اضطراریہ یعنی مرض وغم اور فکر وغیرہ کا نافع ہونا

حال: سال گزشتہ میں جو شکایت تبخیر کی خدمت عالی میں عرض کی تھی۔ اب تقریباً ایک ماہ سے پھر بدستور سابق وہی حالت ہوگئی بلکہ سال گزشتہ سے زیادہ ہے دماغ بالکل بیکار

ہوگیا ہے ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ دل میں کچھ شغل کیا کروں لیکن دماغ کے کام نہ دینے سے مجبور ومعذور ہوجاتا ہوں۔ البتہ بعد نوافل تہجد خفیف جہر سے ذکر ہی کر لیتا ہوں۔ اپنی حالت زار پر سخت افسوس آتا ہے کہ خدمت عالی میں بھی حاضر ہوکر وہی محرومی قسمت ساتھ ہی رہی ہے۔ تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل

تحقیق: جس طرح ذکر وشغل کا مجاہدہ اختیاریہ ہے باطن کیلئے نافع ہے اسی طرح مرض وغم کہ مجاہدہ اضطراریہ ہے نافع باطن ہونے میں اس سے کم نہیں بلکہ مجاہدہ اختیاریہ میں عجب کا بھی احتمال ہے اور اضطراریہ میں سراسر انکسار وافتقار ہی ہے اس حیثیت سے یہ اس سے انفع ہے ہرگز پریشان نہ ہوجایئے۔ اگر ذکر نہ ہو فکر ہی کافی ہے اگر یہ نہ ہو تو ہادی کا قرب کافی ہے اس میں بھی کمی ہو اس کا غم بھی کافی ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو اس سب کا افسوس تو ہوہی گا وہ بھی کافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر رحمت کو اپنی تجویز تنگ کے تابع کیوں سمجھا جائے ہلیلہ دودہ کا استعمال چندے جاری رکھئے اور مال دین سے زیادہ عزیز نہیں جب مجھ سے دینی منفعت حاصل کرلینے میں حجاب نہیں تو مالی منفعت میں کیوں حجاب ہو۔ غایت الامر کبھی نہ ہوسکے گا۔ تو بار نہ اٹھاؤں گا۔ عرض کردوں گا دونوں طرف توکل وبے تکلفی کا برتاؤ چاہئے۔

حال: بندہ حضور کی خدمت سے آنے کے بعد سے بخار میں مبتلا ہے اور طحال بھی بہت بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ چار رات سے تہجد اور وظیفہ بھی نصیب نہیں ہوتا ہے لیکن جب صبح ہوتی ہے دل میں اس طرح کی پریشانی اور غم ہوتا ہے آنکھ سے پانی نکلتا ہے اور کبھی کبھی رونا آتا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ حالات محمود ہیں بیماری سے جو کمی ہوتی ہے اس سے نفع میں کمی نہیں ہوتی۔ اس پر بھی اگر ان حالات کا پھر غلبہ ہو فی الفور اطلاع دیں سستی نہ کریں۔ (حصہ مذکور ص 64)

حال: احقر آج کل چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات اور بارہ ہزار مرتبہ استغفار اور بعد نماز تہجد دوازدہ تسبیح پڑھ لیتا ہے اور قرآن شریف تجوید سے پڑھنا شروع کیا ہے اور جمال القرآن بھی پڑھتا ہوں تجوید کی مشق قاری صاحب کے پاس نصف گھنٹہ کیلئے حاضر ہوکر مدرسہ میں کرتا ہوں۔ حضور دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ تجوید کے موافق میرا قرآن پاک صحیح کرادیں جس کی مجھے بہت ضرورت اور نہایت تمنا ہے اور فرصت کے اوقات میں برابر

تصانیف حضور کی زیر مطالعہ رہتی ہیں۔ مواعظ بکثرت دیکھتا رہتا ہوں اور بعد نماز جمعہ کے قریب قریب ہر جمعہ کو حضور کا ایک وعظ مثل تقریر کے پڑھ کر جامع مسجد خورجہ میں یا جہاں بھی مجھ کو سفر وغیرہ میں جمعہ واقع ہوسنا تا ہوں جس سے عوام کے فائدے کے علاوہ مجھ کو بے حد نفع معلوم ہوتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسم ذات پڑھتا رہتا ہوں غفلت بہت ہی کم وقت رہتی ہوگی اور اکثر اوقات تنہائی میں رہتا ہے لوگوں سے زیادہ میل جول رکھنے سے طبیعت گھبراتی ہے الحمد للہ یہ حالت ہے۔

نہ ہے مطلب کسی سے یاد اسکی میری ہمدم ہے ۔۔۔ نہ کوئی کام ہے مجھ کو نہ دھندا سوا اسکے

تحقیق: سبحان اللہ خط پڑھ کر روئیں روئیں جان میں جان آگئی۔ اللھم زدفزد میں خیریت سے ہوں اور اس خیریت کیلئے بھی دعا کا طالب ہوں۔ (حصہ ہفتم ص 22)

کمترین کو دینی و دنیاوی مشکلات و مصائب نے سخت گھیرا ہوا ہے کبھی ان مشکلات سے گھبرا کر یہ خیال گزرتا ہے کہ اس خراب زندگی سے تو موت ہی بھلی معلوم ہوتی مگر موت سے بھی خوف آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ موت کے بعد عقبیٰ کی کیا کیا مصیبتیں پیش آئیں۔

تحقیق: دنیاوی مشکلات کی تدابیر بتلانا تجربہ کاروں کا جو کہ واقعات کے پہلوؤں سے باخبر ہوں کام ہے باقی میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نجات بخشے اور دینی مشکلات کی تدبیر بتلانا البتہ ہم جیسوں کا کام ہے سو میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ یہاں آنا چاہئے اب معلوم ہوا کہ آپ نہیں آسکتے تو اس کا بدل بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ۔

صبر کن حافظ بہ تلخی روز و شب ۔۔۔ عاقبت روزے بیابی کام را

شرح اس صبر کی یہ ہے کہ جتنے کام اختیار میں ہیں کیے جائیں اور جو امر غیر اختیاری پیش آئیں اس میں ذرا جنبش نہ کریں نہ کچھ تجویز کریں بس خدا کے سپرد کر کے خاموش رہیں۔ (حصہ ششم ص 73)

یکسوئی حاصل ہونیکی تدبیر

حال: میرا خیال مجتمع نہیں رہتا ذکر کیلئے بیٹھتا ہوں اور پھر مجھے یہ خبر ہی نہیں رہتی کہ کیا کر رہا ہوں چہار طرف کے خیال گھرے رہتے ہیں کچھ دیر کے بعد چونکتا ہوں کہ ہیں میں کن خیالات میں ہوں اور اپنے کو ذکر کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ مگر پھر وہی پہلی سی کیفیت پیش آتی ہے اور اگر

زور ڈال کر خیالات جمع کرنے میں زیادہ کوشش کرتا ہوں تو دماغ پر زیادہ زور پڑتا ہے۔
تحقیق: بہت زور مت ڈالو سرسری توجہ کافی ہے۔ یکسوئی کی یہی تدبیر ہے کہ بلا یکسوئی کام کرتے رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی برکت سے یکسوئی بھی ہو جائے گی۔ (حصہ ششم ص 78)

کم ہمتی کا علاج

حال: دوسرے مجھ سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ اگر میری طبیعت خراب ہوتی ہے تو مجھ سے بیٹھ کر کام نہیں ہوتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں جان ہی نہیں رہی۔
تحقیق: طبی علاج کرو یہ کم ہمتی بوجہ ضعف بدنی کے ہے اور پھر مجھ کو اطلاع کرو۔ (حصہ ششم ص 80)
حال: بعض مکروہات و نیز اپنی پست ہمتی کے باعث معمولات چھوٹ گئے باوجود یہ کہ میں اپنی سمجھ میں بہت کوشش کرتا ہوں اور ہمت کرتا ہوں اور اکثر اوقات نماز قضا ہو جاتی ہے اور معاصی کے خیالات دماغ میں اکثر پکتے ہیں جس سے سخت اشتعال ہوتا ہے اور آنکھ کان زبان پر مطلق قدرت نہیں پاتا دو چار روز ہمت کر کے نظر وغیرہ کو بچاتا ہوں مگر پھر پہلی سی حالت ہو جاتی ہے بلکہ اور ترقی کے ساتھ نظر بازی کا اشتیاق ہو جاتا ہے دل تو بہت چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد میں وقت گزرے مگر کامیابی نہیں عاصی سی سالک کی دستگیری کیجئے اور اللہ تعالیٰ کا غلام بنا دیجئے۔
تحقیق: آپ کو سخت ضرورت ہے کہ روزانہ کیمیائے سعادت یا اس کے اردو ترجمہ اکسیر ہدایت کا مطالعہ کیجئے۔ (حصہ ہفتم ص 9)
حال: مگر بات یہ ہے کہ میرے اندر دھن اور طلب نہیں بلکہ آنکھ کھلی رہتی ہے اور اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ تحقیق۔ بعض دفعہ دھن ہوتی ہے چند روز کی پابندی سے سو اس کیلئے ہمت درکار ہے تم یہ دیکھتے ہو کہ پہلے دھن ہو تو پھر کام کرو اور دھن اس کی منتظر ہے کہ جب یہ پابندی کریں میں اس وقت حاصل ہوں۔ (حصہ ہفتم ص 12)

دنیوی امور میں رقت آنا اور دینی میں نہ آنا اس فرق کی وجہ

حال: اگر کسی اپنے قریبی رشتہ دار کو یا خود کوئی ذاتی دنیوی تکلیف ہو تو رونا بہت جلد آجاتا ہے۔ مگر شغل دینی وظیفہ و نماز وغیرہ میں کبھی رقت پیدا نہیں ہوتی۔

تحقیق: وہاں غم کا رونا ہوتا ہے یہاں غم ہی کیا۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص 82)

طریق جذب

حال: مولانا روم کا مذہب تو یہ ہے کہ اصل اس طریق کا جذب ہے مگر وہ کبھی نہیں محض وہب من اللہ ہے اگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہے تب تو میری یہ خواہش ذیل محض ہوس ہے اور لایعنی ورنہ ارشاد ہو کہ ریاضت عبد میں وہ کونسی کڑی ہے جس کے ملا دینے سے وصول الی الجذب آسان ہو باقی عمل تو انشاء اللہ اسی پر ہوگا کار کن موقوف ہر جذبہ مباش۔ ایک عرصہ سے تقاضائے نفس اس امر کیلئے ہو رہا تھا اور آج چونکہ شدید تھا اس لئے قلمزد کیا گیا۔

تحقیق: قریب قریب متفق علیہ ہے گو عنوان میں اختلاف ہو باقی طریق اس کا نص قطعی وہی سلوک ہے۔ قال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا بمعنی الایصال وھو حاصل الجذب لابمعنی الاراء ة فانه مقدم علی المجاھدة لاموخر عنه اور یہی معنی ہیں مصرعہ کار کن موقوف بر جذبہ مباش کے یعنی کار کن چرا کہ طریق جذب ہمیں است وکار را در انتظار جذبہ موقوف مدار کہ خود جذبہ عادۃ موقوف بر کار است۔ (تربیت حصہ مذکور ص 24)

شیخ کی عدم اتباع کا علاج

حال: تہجد بالکل نہیں ہوتی جس کی وجہ سے طبیعت پر حد درجہ بیکلی وملال رہتا ہے یوں تو جناب نے عشاء کے بعد قبل وتر کے پڑھنے کو بھی فرمایا تھا مگر اس طریقہ کو اول تو طبیعت قبول نہیں کرتی۔

تحقیق: افسوس اعتقاد اور اتباع یہی ہے کہ ایک شخص کو جاننے والا اور خیر خواہ سمجھا جائے۔ پھر اس کی تعلیم کی نسبت کہا جائے کہ طبیعت قبول نہیں کرتی تو اس صورت میں اس کو ہر تعلیم میں بھی شک رہے گا کہ شاید حضرت سائل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت مبارکہ قبول نہ فرمائے پھر تعلیم کرنے کیلئے اس کا دل کیسے ابھرے گا بہتر یہ ہے کہ ایسے ناقدرے معلم کو چھوڑ کر دوسرا معلم تجویز کرو خواہ اپنا نفس یا کوئی دوسرا شیخ۔ (حصہ مذکور ص 54)

آثار ہیبت

حال: آج دوسرا دن ہے کہ ایک ایسی حالت طاری ہے جس کا اٹھانا بہت مشکل ہو گیا۔ ہر

وقت خیال بندھا رہتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا دن آگیا ہے اپنے آپ کو عبدالخلق وعبدالدرہم والدینار معلوم کر کے ایسا خوف طاری ہوتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا اور نفس کے مکائد دیکھ کر زیادہ پریشانی ہوتی ہے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو مبدل براحت فرمائے۔

تحقیق: یہ کیفیت ہیبت کی ہے جو احوال رفیعہ میں سے ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے یہ پریشانی عین نافع ہے اس کی تبدیلی کی کوشش کی ضرورت نہیں البتہ اگر یاس ہونے لگے تو کتاب الرجاء کا مطالعہ احیاء یا کیمیا وغیرہ میں مناسب ہے۔ (حصہ مذکور ص 3)

آثار غلبہ معیت

حال: بوقت ذکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق ظل مجدہ میرے قلب میں جلوہ فرما ہے صورت کوئی قلب میں نہیں آتی۔ مگر قلب نور سے معمور اور بالجزم یہ بات دل میں پیوستہ ہوتی ہے کہ حضرت حق میرے قلب میں تشریف فرما ہیں۔ یہ جانتا ہوں کہ جو کچھ دل میں انوار وغیرہ ہیں یہ سب غیر ہیں مگر ان اللہ بکل شئی محیط کی تصویر اس وقت دل میں موجود پاتا ہوں۔ اس حالت کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

تحقیق: اعتقاد تنزیہ کے ساتھ یہ حالت غلبہ ہے معیت کا اس کے بعد اس سے بھی ترقی ہوگی کہ وجداناً بھی وراء الوراء ہونا مع معیت بلا کیف کے مشہود ہوگا۔ (تربیت حصہ ہفتم 16)

غفلت کا علاج

حال: نیند کی زیادتی ہے گاہ بگاہ عبادات مذکور میں نقصان آتا ہے حضور کی بارگاہ سے امید رکھتا ہوں کہ غفلت کا علاج فرما کر بندہ کو تعلیم صلاح فرمائیں۔

تحقیق: العلاج بالضد پس غفلت کا علاج ذکر ہے جو کہ فعل اختیاری ہے فعلیک بہ اور اگر غفلت سے مراد نوم ہے تو لا تفریط فی النوم حدیث ہے پھر پریشانی چہ معنی۔ (تربیت حصہ مذکور ص 15)

آثار قساوت

حال: بعض اور ایسے گناہ اور ان کے عذاب کو پیش نظر رکھ کر اکثر عقلی ندامت اور رنج تو ہوتا ہے لیکن روحانی اور قلبی رنج جس قدر ہونا چاہئے نہیں ہوتا ہے۔ اگر یہ حالت قساوت کی وجہ سے

ہے تو وعدہ وعید دیکھنے کیلئے مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق اور احوال جنت و نار میرے حق میں زیادہ تاثیر کرے گا۔ خصوصاً حضرت کی تصانیف میں اس مضمون کی کوئی کتاب میرے پاس نہیں اور یوں تجربہ سے دیکھا مجھے حدیث کی عبارت سے ۔۔۔۔ بہ نسبت اور کتاب کے زیادہ اثر ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ قساوت تو نہیں لیکن اگر ایسا حال ہو جائے تو زیادہ نافع ہے مشکوٰۃ دیکھئے اسی طرح اور حدیث بھی۔ (حصہ ہفتم ص 82)

آثار غلبہ فنا

حال: یہ جی چاہتا ہے کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل دیکھنا چاہئے بیداری کی حالت بھی غنودگی سی معلوم ہوتی ہے کسی دوسرے کا خطاب دشوار و ناگوار گزرتا ہے اپنی کہتا ہوں دوسرے کے کہنے کی وقت غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔

تحقیق: حالت جو لکھی ہے فناء کا غلبہ ہے مبارک ہو۔ (حصہ ہفتم ص 2)

امور محمودہ عقلی مع العمل کافی نہیں

حال: غلام کو اگرچہ گناہ اور منکرات سے نفرت تو ہے اور نیز خدانخواستہ اگر گناہ ہو جائے اور معمول قضا ہو تو بہ استغفار ملامت نفس تو ضرور ہوتی ہے مگر خشیت غالب نہیں معلوم ہوتی بلکہ رجا غالب ہے۔ تحقیق۔ امور محمودہ اگر طبعی نہ ہوں عقلی مع العمل کافی ہیں۔ (حصہ ہفتم ص 3)

موت کا فکر

حال: موت کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے اچھا پہننے اور عیش و نشاط کی باتوں سے طبیعت ہٹ گئی ہے۔ تحقیق۔ مبارک ہو۔

حال: اکثر یہ خیال آتا ہے کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اور مرنے کے بعد نا معلوم کیا حشر ہو اس خیال سے طبیعت غمگین ہو جاتی ہے اور یہ خیال کرتا ہوں کہ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔

تحقیق۔ اس غم پر ہزاروں مسرتیں قربان۔

حال: حضور دعا کریں کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ حضور کے فیض اور برکت سے میری حالت میں بہت تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ تحقیق۔ الٰہی شکر ہے۔ (حصہ ہفتم ص 4)

حزن کا مجاہدہ ہونا

حال: جن دنوں میری طبیعت رنجیدہ رہتی ہے اس زمانہ میں ذوق عبادت بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ تحقیق۔ واقعی حزن عجیب مجاہدہ ہے جو تصفیہ قلب میں خاص اثر رکھتا ہے۔ (حصہ ہفتم ص 5)

شدت حزن کا علاج

حال: عید سے قبل بخار شدید میں مبتلا تھا عید سے ایک دو روز بعد افاقہ ہوا تھا کہ دفعۃً میری اہلیہ بیمار ہوئی کھانسی کی شدت سے شش ماہ کا حمل ساقط ہوا اور اس کے 12 گھنٹے بعد دفعۃً انتقال ہو گیا۔ جب سے میرے قلب پر اس قدر قلق مستولی ہے کہ عرض نہیں کر سکتا ضعف مفرط ہو گیا ہے نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں باقی تمام اشغال سے معطل ہو رہا ہوں دماغ و قلب دونوں وفور صدمہ سے معطل ہوئے۔ تحقیق۔ خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم راحت جاں طلبم در پئے جاناں بروم طبعی حزن و قلق ہونا چاہئے کہ علاوہ طبعی ہونے کے خود متضمن مصالح و حکم و اسرار کثیرہ کو ہے لیکن عقلاً و دیناً مضمون بالا کا استحضار اور اس سے تسلیہ بھی ضروری ہے ایسے وقت میں رسالہ شوق وطن کا مطالعہ انشاء اللہ نافع ہوگا نیز احیاء العلوم کی کتاب الصبر کا میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (حصہ ہفتم ص 8)

تمنا موت

سوال۔ اگر حق تعالیٰ شانہ سے اپنے مرنے کیلئے دعا کرے تو منع تو نہیں۔

حال: حضور میرا دل مرنے کو بہت چاہتا ہے اور مرنا مجھ کو نہایت مطلوب ہے کوئی دنیا میں ایسی چیز مجھ کو مطلوب نہیں جیسا کہ مرنا مطلوب ہے کسی کا جنازہ دیکھ کر دل بہت چاہتا ہے۔ زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ یا الٰہی آپ مجھ کو کب اٹھائے گا اور یہ خیال آتا ہے کہ دنیا میں رہ کر رات دن خطائیں سرزد ہوتی ہیں اور رات دن پریشان حالت رہتا ہے۔ اس سے تو بچیں گے البتہ جس وقت کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے اس وقت مرنا مطلوب نہیں ہوتا۔

تحقیق: جواب اصل سوال۔ ماشاء اللہ مبارک حالت ہے ایسی حالت میں موت کی دعا کرنا ممنوع نہیں۔ (حصہ ہفتم ص 11)

طبعی رنج کا مضائقہ نہیں

حال: معمولات کے ترک سے البتہ رنج ہے۔
تحقیق: طبعی رنج کا مضائقہ نہیں مگر عقلی رنج نہ ہونا چاہئے جو کچھ بندہ کے ساتھ ہوتا ہے خیر ہوتا ہے۔ (حصہ ہفتم ص 15)

جو حال بلا قصد اختیار ہو ترقی ہے

اب چند روز سے یہ بات کہ ہر وقت عالم آخرت کا خیال بلا قصد قائم رہتا ہے اسی عالم کے ذکر فکر سے لذت محسوس ہوتی ہے۔ ان الدار الآخرۃ لھی الحیوان کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ عرض یہ ہے کہ بجائے تصورذات کے یہ تصور قائم ہو گیا ہے اس لحاظ سے میں نے ترقی کی یا تنزل۔
تحقیق: جو حال بلا قصد و اختیار ہو وہ ترقی ہی ہے۔ تنزل نہیں گو بعض وجوہ سے حال سابق اکمل ہو لیکن باقتضائے وقت کہ اس اقتضا کی حقیقت و آثار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرا حال اصلح و انفع و اوفق ہوتا ہے۔ وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ کے عموم میں یہ مسئلہ بھی ہے علی ان اللامین للاستغراق۔ (حصہ ہفتم ص 22)

نظافت پسندی

حال: اب نیا ایک حال یہ ہوا کہ دل چاہتا ہے نماز کی جگہ خوب اچھی ہو۔ بچھونا اچھا پاک ہو گھر بھی خوب عمدہ ہوا گر مسجد ہو تو دل خوب لگتا ہے۔
تحقیق: نظافت باطن سے نظافت ظاہری کا تقاضا ہوا ہے مبارک ہو۔ (حصہ ہفتم ص 22)

اپنی صفت پر نظر نہ ہونی چاہئے

حال: الحمدللہ اب بندہ کی حالت ہزار گنا پہلے سے بہتر ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بلکہ یقین کامل ہے کہ حضور نے اپنی دعا کی برکت سے مجھ ایسے سگ دنیا کو چاہ ضلالت سے نکال کر سیدھے راستہ پر لگا دیا اور خلق سے غنی کر دیا۔
تحقیق: اس طرف بھی التفات نہ کریں کیونکہ یہ بھی اپنی صفت ہے اور اس طریق سے اپنی صفت پر نظر ہی نہ چاہئے۔

حال: حال یہ ہے کہ خادم ہر وقت اپنی حالت کا نگراں رہتا ہے سو اب چند روز سے خادم کو اپنی حالت میں تغیر سا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ اب سے پہلے جو ہر وقت یادالٰہی میں محویت رہتی تھی اس میں کمی ہے۔

تحقیق: یہ ایک حال ہے جو ابتداء میں طبعاً قوی اور عقلاً ضعیف ہوتا ہے اور آخر میں بالعکس اور یہ عکس زیادہ معتبر ہے اور یہ جب ہے کہ اعمال میں کمی نہ ہو ورنہ وجہ ظاہر ہے۔ (حصہ ہفتم ص 40)

حالات کی تفصیل کے درپے نہ ہونا چاہئے

حال: کم ترین کی حالت بعض بعض دفعہ گناہوں کی طرف بہت مائل ہو جاتی ہے اور وہ جو حالت اطمینان کی ہوتی تھی وہ بالکل مٹ جاتی ہے اور بعض بعض دفعہ توحیدی غلبہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ کوئی چیز دل کو اچھی نہیں لگتی سوا ذکر اسم ذات اللہ اللہ کے اور رات کو کبھی کبھی درختوں اور مکانوں پر اڑتا پھرتا ہوں اور کبھی برائیوں میں گرفتار رہتا ہوں اور جب سو کر اٹھتا ہوں تو طبیعت بری اور پشیمان ہوتی ہے اور تہجد کی نماز بہت دفعہ تو قضا ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اصل وقت پر ادا ہوتی ہے۔

تحقیق: حالات کی تفصیل کے درپے نہ ہوں۔ ایسے تغیرات سب کو پیش آتے ہیں۔ لشٹم پشٹم کام کرتے رہو انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح ایک روز اطمینان میسر ہو جائے گا۔ البتہ تربیت السالک کے مطالعہ سے مدد ملے گی۔ (حصہ ہفتم ص 42)

دعا میں محسور ہو جانے کے اسباب

حال: دعا کرنے سے پہلے امنگ ہوتی ہے کہ اس طرح عاجزی کروں گا اور یوں کہوں گا مگر عین وقت پر سکوت ہوتا ہے سوائے اس کے کہ خدایا صراط مستقیم پر قائم رکھ کوئی بات زبان سے نہیں نکلتی، حیرت میں ہوں کہ کیا وجہ ہے۔

تحقیق: دعا سے پہلے امنگ ہونا پھر عین وقت پر سکوت ہو جانا اس کے اسباب مختلف ہیں کبھی شوق کا ضعف اس کا سبب ہے کہ پہلے کچھ معلوم ہوا پھر افسردہ ہو گیا اور کبھی غلبہ ہیبت وقت مناجات اور کبھی غلبہ تفویض اور کبھی غلبہ فنا اور کبھی غلبہ توحید کہ غیر حق کا کیا سوال کیا

جائے اور کبھی غلبہ حیرت کہ کیا مانگوں کیا نہ مانگوں اور میرے خیال میں آپ میں یہ سبب اخیر ہے باقی آپ خود دیکھ لیں کہ ان امور کا ادراک وجدان سے ہو جاتا ہے۔ (حصہ ہفتم ص 42)

بی بی سے تعلق رکھنا

حال: بی بی سے تعلق ہے مگر ایسا ہے کہ وبال معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے پاس جب رہتا ہوں تو محبت بھی بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے ایک دفع بیمار تھی بہت سخت تو اندر سے جی چاہتا تھا کہ مر جاتی تو نجات ملتی مگر قصداً اس خیال کو دفع کرتا تھا کہ گناہ نہ ہو۔ خیر اچھی ہو گئی۔

تحقیق: ہاں ایسا خیال بھی نہ کیا جائے بعض اوقات یہ خیال درجہ ہمت تک پہنچ کر موثر ہو جاتا ہے تو اس وقت قتل کا گناہ لازم آ جاتا ہے۔

حال: وہ مجھ کو بہت مانتی ہے چونکہ دیندار تمیز دار لکھی پڑھی عقلمند بھی ہے۔ اس لئے کلفت زیادہ نہیں ہے ورنہ خدا جانے کیا ہوتا بہشتی زیور تبلیغ دین کل دیکھ چکی اور اس پر حتی الوسع عامل بھی ہے۔ تحقیق۔ بندہ خدا ایسی نعمت سے جس کو حدیث میں خیر المتاع فرمایا ہے گھبراتے ہیں۔

حال: اب کون کون سی کتاب اسکو دی جائے۔ تحقیق۔ میرے مواعظ جتنے ہو سکیں دکھلائے جائیں۔

حال: تلاوت نماز وغیرہ کی پابند ہے میں نے کہا تھا کہ مولانا مدظلہ سے مرید ہو گی کہا کہ ابھی ذرا اور اپنی حالت درست کر لوں تب اس کے متعلق اب کیا کروں۔

تحقیق: اس کی رائے صحیح ہے قبول کریں۔

مباشرت اہل کا خلاف نفس کشی نہ ہونا

حال: دیگر عرض ہے کہ میرے بیاہ کے بعد آج تک بعد نماز عشاء و دیگر نماز وظیفہ ادا کرنے کے بعد مکان واپس آتے ہیں ہفتہ میں دو تین بار نفس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ بجز بی بی سے خلوت کئے نیند نہیں آتی مجبور ہوں ہر چند سعی کرتا ہوں کہ تہائی رات گزرنے کے بعد بی بی سے خلوت کی جائے نہیں ہوتا سونے کے وقت تیمم کر کے سوتا ہوں اس لئے نادم ہوں کہ سوتے وقت بے غسل ہوں بمقتضائے نفس مجبور ہوں۔ نفس نتواں کشت الاظل پیر۔

تحقیق: یہ نفس کشی کے خلاف نہیں ہے بلکہ مضاجعت حقوق زوجہ سے ہے چنانچہ اس

کے عتاب کے صورت واھجروھن فی المضاجع تجویز ہوئی ہے۔ (حصہ ہفتم ص 68)

غلبہ حال

حال: بعض اوقات عین مناجات کی حالت میں خیال ہوتا ہے کہ اشیاء مطلوبہ گو جائز ہیں لیکن کیا خبر ہے کہ موافق مرضی مولیٰ ہیں اور مفید بھی ممکن ہے کہ تیرے واسطے غیر مفید ہوں۔ جب یہ خیال آیا تو رغبت کم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ بھی ایک حال ہے جس کی تعدیل ہو جائے گی۔ (حصہ ہفتم ص 69)

غلبہ نیند کا علاج

گزارش خدمت یہ ہے کہ جس وقت وظیفہ پڑھتا ہوں خواہ دن ہو یا رات ہو نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے اور تہجد کی نماز میں بھی نیند کا زور ہوتا ہے جس سے طبیعت نہایت پریشان رہتی ہے۔

تحقیق۔ ٹہلتے ہوئے وظیفہ پڑھیے۔ (حصہ ہفتم)

حال: ذکر اور تہجد کے وقت بارہ تسبیح پڑھنے میں نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے۔

تحقیق: سیاہ مرچیں پاس رکھیے جب غلبہ ہوا ایک دانہ چبالیا۔ (حصہ ہفتم ص 6)

بیٹھ کر ذکر کرنے سے گھبراہٹ کا علاج

حال: سب چل پھر کر پورا کرتا ہوں۔ بیٹھ کر پڑھنے سے وحشت اور گھبراہٹ اس درجہ ہوتی ہے کہ کیا بیان کروں۔

تحقیق: اسم ذات تھوڑا سا ضرور مقرر کر لو ایسی جگہ بیٹھو جہاں دوسرے ذاکر کی آواز آتی ہو پھر بعد چندے اطلاع دو۔ (حصہ ہفتم ص 6)

شیخ سے حضور و غیبوبت میں تفاوت

حال: حضور کے آستانہ مبارک پر پڑے رہنے کی گو تھوڑے ہی دنوں سہی بے حد خواہش ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ غائبانہ بہت اشتیاق رہتا ہے۔ لیکن زیارت نصیب ہونے کے بعد پھر طبیعت میں الجھن ہوتی ہے۔

تحقیق: ہاں بعض طبائع کی خصوصیت کا یہی مقتضی ہے اور راز اس میں تقیید کی گرانی

ہے۔ چونکہ غیر اختیاری ہے مضر نہیں۔ (النور ص 404)

شیخ سے حضور وغیبوبت کا فرق

حال: نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ میں طبیعت میں وہ بات جو دربارعالی کی حاضر میں تھی نہیں پاتا۔ اس میں بہت کمی سی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ مضر نہیں وہ کمی صرف لطف کی ہے نفع کی نہیں جیسے غذا کھانے کے وقت جو مزہ منہ میں آتا ہے بعد میں نہیں رہتا مگر نفع غذا کا زائل نہیں ہوتا۔ (النور ص 569)

حال ومقام عبدیت

حال: ایک ہفتہ سے یہ کیفیت ہے کہ بعد نماز وذ کار دعا کرنے میں قبولیت کی درخواست کرتے ہوئے شرم وحجاب معلوم ہوتا ہے کہ میری نماز وذکر جو کہ سراسر کوتاہیوں سے بھری ہوئی ہے نہ اس میں خشوع خضوع ہے نہ حضور قلب پھر اس کو پیش کر کے قبولیت کی درخواست کرنا سخت بے حیائی ہے۔ اس کیفیت میں جو کچھ غلطی ہو اس کی اصلاح سے مطلع فرمادیجئے۔

تحقیق: اعلیٰ درجہ کا حال عبدیت کا ہے مبارک ہو اب اس سے زیادہ ایک مقام عبدیت کا ہے وہ یہ کہ باوجود اس حال کے غلبہ کے امر کو مقدم رکھ کر قبولیت کی ضرور دعا کی جائے اور اس میں ایک گونہ مجاہدہ بھی ہے کہ مقتضائے طبع پر مقتضائے شرع کی تقدیم کی گئی۔ (النور ص 87)

نسبت کا سلب نہ کرسکنا اور صاحب تصرف بننا

سوال۔ اور دوسری تحقیق یہ ہے کہ جو صوفیہ تصرفات وغیرہ کی مشق رکھتے ہیں وہ دوسرے صاحب نسبت کی نسبت کو کیونکر سلب کر لیتے ہیں۔

جواب۔ نسبت کو کوئی سلب نہیں کرسکتا وہ تو تعلق مع اللہ کا نام ہے ہاں کیفیات نفسانیہ کو ضعیف کردیتا ہے جس سے ایک قسم کی غباوت ہو جاتی ہے بعض اوقات اس کا اثر ارادہ پر واقع ہو کر اعمال پر پہنچتا ہے یعنی اعمال میں سستی ہونے لگتی ہے لیکن اختیار سلب نہیں ہوتا۔ اپنے قصد سے اس کی مقاومت کرسکتا ہے۔

سوال۔ اور اس سے ان کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔

جواب۔ اکثر تو کچھ بھی نہیں بلکہ یہ معصیت ہوتی ہے ہاں احیاناً کسی کیفیت کے مفرط ہونے سے بعض واجبات میں خلل ہونے لگتا ہے ایسے وقت میں اس کو ضعیف کرنے میں مصلحت ہوتی ہے۔

سوال۔ اور بغیر مشاقی تصرفات صاحب نسبت صاحب تصرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں۔ البتہ بعض لوگ فطرۃ صالح التصرف ہوتے ہیں گو صاحب نسبت بھی نہ ہوں۔ (النور ص 130)

حصول نسبت مع اللہ کا طریق

سوال۔ عرض یہ ہے کہ بلا حضور خدمت مرشد سالک کو نسبت عشق و معرفت حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ ترک معاصی و کثرت ذکر و اطلاع حالات بمرشد اس کا طریق ہے گو حضوری نہ ہو۔ (حصہ النور ص 214)

رجاء

حال: ایک بات دل میں یہ سما گئی ہے کہ میں جنت ہی میں جاؤں گی۔ حالانکہ یہ جانتی ہوں کہ میں بڑی گنہگار ہوں اور دوزخ کے ذکر اور آیات وعید سے ڈر بھی لگتا ہے لیکن غالب گمان بھی ہے ہر چند چاہتی ہوں کہ یہ وثوق کی حالت امید سے بدل جائے لیکن کچھ نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہ امید ہی ہے مگر قوی جو کہ مطلوب ہے اگر یہ علم قطعی ہوتا تو وعید سے ڈر نہ لگتا کیونکہ ہم جیسوں کا ڈر احتمال ہی سے ہوتا ہے۔ (النور ص 393)

نسبت کی حقیقت اور صاحب نسبت کی علامت

حال: یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نسبت ہیں اس نسبت کی کیا حقیقت ہے۔

تحقیق: نسبت کے لغوی معنی ہیں لگاؤ اور تعلق اور اصطلاحی معنی ہیں بندہ کا حق تعالیٰ سے خاص قسم کا تعلق یعنی اطاعت دائمہ و ذکر غالب اور حق تعالیٰ کا بندہ سے خاص قسم کا تعلق یعنی قبول و رضا جیسا عاشق مطیع اور وفادار معشوق میں ہوتا ہے۔

حال: اور صاحب نسبت ہونے کی علامت کیا ہے۔

تحقیق: اس شخص کی صحبت میں رغبت الی الاخرت و نفرۃ عن الدنیا کا اثر ہو اور اس کی

طرف دینداروں کی زیادہ توجہ ہو اور دنیا داروں کی کم مگر یہ پہچان خصوص اس کا جز و اول عوام مجوبین کو کم ہوتی ہے اہل طریق کو زیادہ ہوتی ہے۔

حال: اور فاسق اور کافر بھی صاحب نسبت ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: جب نسبت کے معنی معلوم ہو گئے تو ظاہر ہو گیا کہ فاسق و کافر صاحب نسبت نہیں ہو سکتا۔ بعضے لوگ غلطی سے نسبت کے معنی خاص کیفیات جو ثمرہ ہوتا ہے۔ ریاضت و مجاہدہ کا سمجھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہر مرتاض میں ہو سکتی ہے مگر یہ اصطلاح جہلاء کی ہے۔ (النور ص 616)

کم ہمتی کا علاج

حال: ایک مرض جو کہ سب سے بڑھ کر ہے اور سب کی جڑ ہے وہ کم ہمتی ہے مجھ سے کوئی کام ہوتا ہی نہیں۔ تحقیق۔ جتنا بھی ہو جائے وہ بھی بے کئے ہوئے کی ندامت سے مل کر محروم نہ رہنے دے گا۔

حال: اور اس کا وسیلہ حضرت والا کی دعا ہے اس لئے یہاں بھی دعا کیلئے عرض ہے۔ غرضیکہ اس نا کارہ خدام کو بھی اگر یاد کر لیا کریں تو اس سے امید نجات ہے۔

تحقیق۔ یہ مطلوب تو بے طلب تم کو حاصل ہے۔ (النور ص ۲۲۳)

حال: ایک خادم نے نفس کے قابو میں نہ آنیکی شکایت لکھی اور لکھا کہ اس کی شرارتوں کی سزا جو تجویز کرتا ہوں تو اس کے بھی جاری کرنے پر پوری قدرت نہیں ہوتی۔

تحقیق: قدرت سب کچھ ہے لیکن اگر کوئی اس قدرت کا استعمال ہی نہ کرے تو اس کا کیا علاج۔ میں اس سے زیادہ فضول باتیں سننا نہیں چاہتا اگر ہماری تعلیم صحیح نہ ہو اور کہیں جایئے۔ (النور ص 418)

سوال۔ اس وقت احقر کی جو کچھ حالت ہے احقر کو کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب تک احقر جاگتا رہتا ہے تب تک تو شریعت پر عمل کرنے کا خوب دل میں جوش و خروش رہتا ہے اور جس وقت میں سو جاتا ہوں اس وقت نہ تو شریعت پر عمل کرنے کی کچھ خواہش معلوم ہوتی ہے اور نہ خوف خدا ہی حتیٰ کہ میں بعض وقت چار پائی پر لیٹا ہوا ہوتا ہوں اور اذان سنائی دیتی ہے لیکن بوجہ غلبہ نوم چار پائی پر سے اٹھنے کی ہمت نہیں پڑتی اور نہ اس وقت کچھ خوف خدا ہی معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ بعض وقت نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ جوش وخروش اور خوف ایک طبعی ہے اور وہ مامور بہ نہیں اور ایک عقلی ہے وہ مامور بہ ہے۔ سو جو تغیر لکھا ہے وہ امر اول میں ہے جس کے مختلف اسباب ہوتے ہیں چنانچہ صورت واقعہ میں سبب اس کا طبعی ہے یعنی ثقل حواس غلبہ نوم سے سو یہ نہ مذموم ہے نہ مضر اور امر ثانی بلا تغیر باقی ہے۔ البتہ اس ثقل سے جو افعال واجبہ میں اختلال ہوتا ہے وہ واجب العلاج ہے اور علاج اس کا ہمت ہے۔

حالات ابتدائیہ

حال: فی الحال نماز میں آگے سے خشوع زیادہ معلوم ہوتا ہے اور گاہ گاہ دل بہت چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ پاک کا دھیان رکھوں اور اس میں لذت بھی آتی ہے لیکن جب بیٹھتا ہوں اس وقت حسرت کی آہ نکلنا چاہتی ہے اور دل میں یہ خیال بار بار عود کرآتا ہے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام پاک ایک دفعہ بھی نہیں لے سکا۔ اس سے بہت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب حالات ابتدائیہ ہیں اور مبارک ہیں کام کئے جائیں۔ سب حال اپنے ٹھکانہ پر آجائے گا۔ (النور ص 4)

ترقی عقلی مطلوب ہے گو بواسطہ ہو نہ طبعی

حال: ایک بات قابل عرض ہے وہ یہ کہ سلسلہ انتقاء المفتن میں جتنے رسالے اور تحریرات اس وقت تک لکھے ہیں ان سے کچھ قرب میں زیادتی نہیں معلوم ہوتی ہے بلکہ اور تنزل کا شبہ ہوتا ہے۔

تحقیق: واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہوگا۔ مگر معلوم ہونا طبعی ہے عقلی نہیں والمعتبر ہوالثانی لاالاول عقلاً یعنی یہ مقتضائے دلائل شرعیہ یہ سب ترقی ہے لکونہ نفعاً دینیاً ضروریا متعدیاً۔

حال: اس میں جس قدر مشغول ہوتا ہوں نسبت کو ضعف ہوجاتا ہوں۔

تحقیق: اس ضعف کی حقیقت التفات الی المقصود کا بواسطہ ہونا ہے اس کے مقابلہ میں جو قوت ہے وہ التفات بلاواسطہ ہے جیسے محبوب کا مشاہدہ بواسطہ آئینہ کے کہ بار بار دل بے قرار ہوتا ہے کہ آئینہ کی طرف پشت کرکے مڑکر بلاواسطہ آئینہ کے محبوب کو دیکھ لوں۔ لیکن اگر محبوب کی رضا اور امر کسی وقت وہی مشاہدہ بواسطہ ہو تو عاشق کو قرب اسی مشاہدہ بواسطہ

میں ہوگا اگرچہ لذت انکشاف کی مشاہدہ بلاواسطہ میں زیادہ ہے پس جس نے نسبت وتعلق خاص اس مشاہدہ بلاواسطہ کو سمجھا اس کو شبہ ہوگا۔ مشاہدہ بواسطہ میں ضعف تعلق کا والا فالامر بالعکس میں ہمیشہ سے وجدانا یہی سمجھتا ہوں کہ حدیث میں جو ہے انہ لیغان علی قلبی وہ غین بھی توجہ الی الخلق الارشاد ہے کہ وہ غین توجہ الی الحق بواسطہ مرآۃ الخلق ہے کہ عاشق بے صبری طبعی سے اس کو حجاب کہتا ہے۔

حال: اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ مبادا کہیں نفس کا شائبہ نہ ہوگیا ہو لیکن ردوکد اور تردید اور تو تو میں میں اکثر نفس کے شائبہ سے کم خالی ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ صحیح ہے لیکن اس کا تدارک استغفار سے کرلیا جائے اور ایک نکتہ قابل تنبیہ ہو جب تک صاحب عمل کو اس شوب کا اندیشہ رہتا ہے۔ حفاظت خداوندی اس کی رفیق رہتی ہے۔ البتہ مبتدی کو بوجہ غلبہ شوائب کے ایسی مشغولی سخت مضر ہے۔ مالم یتعین لہ۔

حال: اب جو ارشاد ہو ویسا کیا جائے۔ تحقیق۔ اعمل واستغفر۔ (النور ص 5)

مرض جسمانی سے مرض نفسانی کا علاج ہوجانا

حال: جب سے تھانہ بھون سے واپس ہوا ہوں مسلسل کھانسی میں مبتلا تھا کمزوری دماغ جسم اس قدر ہوگئی کہ ریاضت کی کوئی صنف بہ نشاط ادا نہیں ہوتی۔ صفائی و پابندی عبادات کا رہا سہا غرور بھی خاک میں مل گیا۔ اب کھانسی میں افاقہ ہے ضعف بھی کم ہے جب سے قدرے کام شروع کیا ہے۔ بالجہر تلاوت نہیں کرسکتا۔ اس لئے آہستہ تلاوت کرتا ہوں دعا فرمایئے ایک طرف استقامت ہو دوسری طرف غوائل نفس سے نجات۔

تحقیق: جو مرض نفسانی کسی مرض نفسانی کا علاج ہوجائے جیسا آپ نے حکایت لکھی ہے اس مرض پر ہزار صحت قربان مگر چونکہ بعد صحت کے دوا و علاج متروک ہوجاتا ہے اس لئے دعا کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ اس مرض جسمانی سے بھی نجات دے بہر حال اس کا حدوث بھی رحمت مرغوبہ اور زوال بھی رحمت مطلوبہ۔ (النور ص 14)

آثار کا غیر مطلوب ہونا

حال: جتنے روز ذکر کرتا ہوں ہر روز پہلے سے ذوق وشوق یکسوئی دلچسپی گھٹتی جاتی ہے

ذکر کا کچھ اثر قلب پر نہیں ہوتا۔ تحقیق۔ مگر ایسے آثار مطلوب ہی کب ہیں۔

حال: اس وجہ سے میں مدرسہ سے دو مہینہ کی رخصت لوں اور وعظ کا کام جو میرے متعلق ہے روزانہ دو گھنٹہ تقریباً اسے کرلیا کروں دس روپیہ ماہوار بھی اگر اس میں ہو جایا کریں گے تو وہ کافی ہوں گے۔ دو مہینہ ذرا کفایت سے رہنا طبیعت پر کچھ گراں نہ ہوگا اتنی عمر غفلت میں آجکل کرتے ہوئے گزر گئی۔

تحقیق: گو ضرورت تو نہیں لما مر من علم مطلوبیة تلک الآثار مگر مضر بھی نہیں اگر بہت ہی شوق ہو فلا باس بہ لیکن کوئی معلم اسباق کیلئے تجویز ہو جانا ضروری ہے۔ (النور ص 22)

یکسوئی کا پسندیدہ ہونا

حال: اور اکثر طبیعت کو یکسوئی پسند ہے۔ تحقیق۔ فال نیک ہے۔ (از النور صفحہ ۲۲)

آثار انس

حال: اور کسی سے کلام کرنے کو بھی طبیعت نہیں چاہتی۔

تحقیق: علامت ہے توحش عن الخلق وانس باللہ کی بشرطیکہ مزاج میں سوداویت کا اثر موجود نہ ہو جس کی تشخیص طبیب سے ہو سکتی ہے ورنہ مرکب ہے اس سے اور اثر انس سے۔

منتہی میں کیفیات روحانیہ کا غالب ہونا اوران کے نفع میں قوت وبقاء کا مشروط ہونا

سوال۔ کانپور میں جب آپ تشریف فرما تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے اور پاس بیٹھنے سے اثر عشق بہت محسوس ہوتا تھا پھر میں جب تھانہ بھون حاضر خدمت والا ہوا تو کوئی اثر فوری مجھ کو معلوم نہ ہوتا تھا اس وجہ سے مجھ کو تردد ہوا اور خیال ہوا کہ خود مجھ میں قابلیت ادراک جاتی رہی ہے اس لئے بغرض رفع تردد میں نے جناب والا سے سوال کیا کہ کیا حضرت کاملین کے حال کا اثر پاس بیٹھنے والوں پر نہیں پڑتا ہے۔ یہ امر مخصوص مغلوب الحال کے ساتھ ہے اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ہاں کاملین کا حال لازمی ہوتا ہے متعدی نہیں ہوتا البتہ جب وہ قصد کرتے ہیں اس وقت اثر ہوتا ہے اس سے شبہ جاتا رہا۔

جواب۔ اس وقت کا کہا ہوا تو یاد نہیں باقی اس وقت جو تحقیق ذہن میں ہے وہ لکھتا ہوں۔ منتہی میں کیفیات نفسانیہ کا غلبہ نہیں رہتا۔ کیفیات روحانیہ غالب ہوتی ہے اور وہ بہت لطیف ہوتی ہے اس کا نفع تو قوی اور باقی ہوتا ہے بشرط توجہ مفید و مستفید مگر ادراک فوری اس کا محسوس کم ہوتا ہے جیسا دوا معتدل المزاج کی اثر تیز نہیں ہوتا مگر دائمی ہوتا ہے بشرط توافق مزاج۔ (النور ص 37)

اولیاء اللہ کے مزارات پر آثار محسوس ہونیکا سبب

سوال۔ اب ایک شبہ نیا پھر پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر میں جاتا ہوں اور متوجہ ہوں تو مجھ کو بہت اثر محسوس ہوتا ہے اور ہر صاحب قبر کی نسبت جس لون کی ہو اسی لون سے قلب ملون ہو جاتا ہے کہیں سکون واطمینان کہیں جذب وشورش اس کی کیا وجہ ہے کیا موتی کا حال مغائر احیاء کے ہے یا وہ خود قصداً زائر کو مکیف کر دیتے ہیں۔

تحقیق: بعض اموات کو اہل تصرف ہیں وہاں یہ بھی ممکن ہو مگر زیادہ سبب اس کا قصد طالب کا ہے اور قاعدہ طبعیہ ہے کہ نئی چیز کا قصد قوت ویکسوئی کے ساتھ ہوتا ہے اور اثر تابع قصد کے ہے اور اسی معمول پر اگر ایک زمانہ گزر جائے پھر یہ قوت نہ رہے گی اور یہی اختلاف احساس کبھی احیاء میں بھی ہوتا ہے۔ (النور ص 37)

نیند غالب ہونے کا علاج

حال: حال یہ ہے کہ بفضل ایزدی ودعاء آنجناب تمام معمولات پورے ہوتے ہیں گاہ گاہ پچھلی رات کو آنکھ کھلتی ہے اس وقت اگر نفل ادا کرتا ہوں تو اچھا رہتا ہے مگر جب ذرا وظیفہ یا تلاوت لیکر بیٹھا تو جھٹ نیند غالب ہو جاتی ہے بعض اوقات تو ایک طرف گر بھی جاتا ہوں اس وجہ سے کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ بوقت ادائیگی نفل ایسا کیوں ہوتا ہے اور بوقت وظیفہ کیوں دگرگوں ہو جاتا ہے۔

تحقیق: نفل میں حرکات مختلفہ سے نفس کو آرام کم ملتا ہے اور ذکر وتلاوت میں ان حرکات کے نہ ہونے سے زیادہ آرام ملتا ہے یہ وجہ تفاوت ہے ان اعمال کے آثار میں لیکن وجہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں احکام کی تحقیق ضروری ہے۔ سو وہ بتلاتا ہوں کہ ایسی حالت میں ذکر وتلاوت کا وقت دوسرا مقرر کر لیا جائے۔ اس وقت نوافل ادا کئے جائیں۔ (النور ص 3)

نکاح کا سلوک میں مخل ہونا یا غیر مخل ہونا

حضور والا سے یہ گزارش ہے کہ میرے لئے اس وقت نکاح کرنا مناسب ہے یا نہیں۔
جواب۔ اس کا اندازہ تو اپنے مقصود کی تعین سے کر سکتے ہو اگر باقاعدہ سلوک طے کرنا ہے جس کیلئے تفرغ شرط عادی ہے تب تو نکاح مناسب نہیں اور اگر محض اشتغال بالماموربہ واعتزال عن المنہی عنہ مقصود ہے تو نکاح اس میں مخل نہیں۔ پھر اس شق پر تفصیل یہ ہے کہ اگر ادائے حقوق نفقات وغیرہ کی استطاعت ہو تب تو جائز ہے ورنہ ممنوع۔ (النورص 47)

آثار کامیابی

حال: احقر کے معمولات اور حالت بدستور ہے۔ ذکر میں یکسوئی مسلسل تو نہیں رہتی۔
تحقیق: تربیۃ السالک میں جابجا اس کا فیصلہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے تربیت اچھی طرح دیکھی نہیں ورنہ پھر شاذ و نادر کوئی خلجان شاید رہ جاتا۔
حال: لیکن تھوڑی دیر تو ہو جاتی ہے۔ البتہ حالت ذکر میں دل نہیں گھبراتا۔
تحقیق: یہ سب آثار کامیابی کے ہیں۔ (النورص 48)

آثار قبض

حال: احقر کو اس وقت حالت قبض ہے انبساط نہیں ہے خیر اس کا تو شاکی نہیں۔ لیکن رنج اس بات کا ہے کہ اس حالت پر گنہگار کو کوئی حزن وانکسار نہیں ہے۔
تحقیق: رنج نہ ہونے کا رنج یہ بھی قبض ہی کی بدولت ہے اس سے بھی مقصود حاصل ہے۔ (النورص 56)
حال: اور کسی وقت فرحت اور بشاشت نہیں ہوتی
تحقیق: یہ ایک لطیف قبض ہے جو نعمت عظمیٰ ہے فی الحدیث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکرۃ متواصل الاحزان۔ (النورص 80)
حال: حضور کی کنیزہ حضور والا میں عرض پرداز ہیں کہ حضرت نے جو کچھ تلقین فرمایا ہے وہ صبح اور شام ورد کرتی ہیں اور گاہ گاہ منزل مناجات مقبول بھی پڑھتی ہیں اور جس وقت وظیفہ

پڑھتی ہیں اثناء وظیفہ میں خیال یہ ہوتا ہے کہ سب کو چھوڑ دو اور دل پر گرمی بہت شدت اور تاریکی سی معلوم ہونے لگتی ہے اور بہت دیر تک یہ خیال تاریک اور گھبراہٹ رہتی ہے اور کسی کام کو دل نہیں چاہتا کہ نماز یا قرآن شریف وغیرہ پڑھیں یا کیا کریں حضور کی خدمت میں عرض کرتی ہیں کہ اس کے علاج سے مطلع فرمائیں۔

تحقیق: یہ کیفیت قبض کہلاتی ہے اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں سو مزاج بھی اس کا سبب ہوتا ہے کسی طبیب کو نبض وغیرہ دکھلا کر قلب و دماغ کا علاج دریافت کیا جائے اگر وہ مرض کی جانب سے بالکل اطمینان دلائیں تو پھر مجھ کو اطلاع کی جائے۔ (النور ص 210)

حال: یکے از اہل حدیث طبیعت بہت سی مغموم رہتی ہے باعث نہ معلوم۔

تحقیق: **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائم الفكرة طويل الحزن او كما قال** پس مبارک حالت ہے کہ سنت سے توافق ہے۔

حال: اب کئی دنوں سے دل چاہتا ہے کہ کسی اندھیری کوٹھڑی میں خاموش بیٹھا رہوں کسی سے بات چیت و تعلق نہ رکھوں۔

تحقیق: **في الحديث الوحي حبب اليه صلى الله عليه وسلم الخلاء** یہ بھی اسی توافق سنت کی بنا پر مبارک حالت ہے۔

حال: بلکہ بازار چلتے وقت کسی کو سلام علیکم کہنے کو دل نہیں چاہتا۔

تحقیق: **روى احمد عن عثمانؓ في حديث طويل بينا انا جالس مرعلى عمر وسلم فلم اشعر به الى قول ابى بكر قد شغلك عن ذلك امر** یہاں حال قوی تھا کہ شاغل عن الواجب ہو گیا حال ضعیف شاغل عن السنۃ ہو سکتا ہے۔ پھر وہاں شغل کا اثر عدم الشعور تھا یہاں عدم القصد ہے مگر دونوں حال باعتبار اصل منشاء اور اثر ناشی کے نوع واحد سے ہیں پس یہ بھی مبارک حالت ہے کہ سنت صحابہ سے متوافق ہے۔

حال: اور حضور نے جو فرمایا ہوا ہے چلتے پھرتے وقت درود شریف یا قرآن شریف یا لا الہ الا اللہ پڑھتے رہا کرو۔ اسی کو پڑھتا ہوں اسے چھوڑ کر نہ کسی کو سلام کہنے کو دل چاہتا ہے اور اگر کوئی سلام کہے تو نہ اس کو جواب دینے کو دل پسند کرتا ہے۔

تحقیق: یہ گرانی طبعی ہے جس کا منشا میں نے اوپر عرض کیا ہے لیکن جب تک شعور ہوادائے واجب ضروری ہے اور گرانی سے اجر بڑھتا ہے ماخذہ حدیث اسباغ الوضو علی المکارہ۔ (النور ص 574)

منافع ومصالح قبض

حال: آج چار روز ہوئے میرے اوپر مغرب کے بعد سخت شدید حالت قبض طاری ہوئی قلب بالکل خالی معلوم ہوتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا کہ میں بالکل مردود ہوگیا اس وقت حالانکہ میں اپنے کو کافروں سے بھی بدتر سمجھتا تھا نہ نماز میں پہلی سی حالت نہ ذکر کی رغبت بار بار خودکشی کو دل چاہتا تھا مگر پھر یہ سوچتا تھا کہ یہ حالت تو غیر اختیاری ہے۔ میرے بس سے باہر ہے مگر خودکشی امر اختیاری ہے اس پر ضرور عذاب ہوگا پھر یوں بھی دل کو سمجھایا کہ کم بخت اس حالت میں مرنا کونسا اچھا حال ہے اپنی حالت درست کر کے موت کی تمنا کرنی چاہئے۔
تحقیق: مبارک مبارک یہ وہ حالت ہے کہ میری تمنا دل سے اپنے متعلقین کیلئے اس کے طاری ہونے کی بشرط البصیرۃ والاستقلال ہوا کرتی ہے اور اس کے منافع اس قدر ہیں کہ احصاء میں نہیں آتے مثلاً عجب وکبر کی جڑ کٹ جانا۔ ہر وقت استحضار اپنے محل تصرف قہر میں ہونے کا۔ وساوس وخطرات غیر اختیاریہ یعنی تصرفات شیطانیہ کی انتہا معلوم ہو کر جب تک نکل جانا جو کہ شرعاً عین مطلوب ہے۔ اگر مرتے وقت کسی کو ایسی حالت پیش آئے وہ طبعاً گھبرا جائے اور خدا جانے گھبراہٹ میں کیا سمجھ بیٹھے حالت حیات وعلم میں اس کے پیش آجانے سے اس کا محقق ہو جاتا ہے اگر وقت مرگ پیش آئے وہ موثر نہیں ہوتی۔ وغیر ذلک من المنافع والمصالح جن سب کا خلاصہ فنائے تام ہے اور اس کے بعد جو بسط ہوتا ہے وہ بھی بینظیر ہوتا ہے الحمدللہ اس حالت کے منافع حق تعالیٰ نے مجھ کو بھی مشاہدہ کرائے ہیں تب ہی سے اس کو حصول مقصود کیلئے مثل جزواخیر علت تامہ کے سمجھ رہا ہوں اور اسی سے اپنے احباب کیلئے اس کا متمنی ہوتا ہوں مکرر مبارک باد دیتا ہوں۔ (النور ص 59)

حال: گزارش خدمت بابرکت میں یہ ہے کہ عرصہ دو ماہ کا ہوا جب سے قبض ہے اور یہ قبض یوماً فیوماً بڑھتا ہی جاتا ہے۔ سرور وانجذاب جو کچھ تھا وہ تو مفقود ہی ہے اس کے ساتھ جو کچھ حضور کی کیفیت تھی اب چند روز سے وہ بھی غائب ہوگئی۔ گاہے بگاہے خفیف سی

کیفیت ہوجاتی ہے باقی اوقات بالکل طبیعت خالی رہتی ہے مقصود اس معروض سے محض اطلاع ہے نہ کچھ اور کیونکہ نفع نقصان تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں میری سمجھ میں اپنی حالت کچھ نہیں آتی ہے البتہ دوسروں کیلئے ذہن خوب چلتا ہے۔

تحقیق: الجواب۔

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست	بر صراط مستقیم ایدل کسے گمراہ نیست
دیگر بدر دو صاف ترا حکم نیست دم در کش	کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف ست
دیگر باغبان گر پنج روزے صحبت گل بایدش	بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش
چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو	آں صلاح تست آیس دل مشو
چونکہ قبض آید تو دروے بسط بیں	تازہ باش وچیں میفگن بر جبیں

مگر شرط یہ ہے کہ اعمال شریعت و معمولات طریقت میں کوتاہی نہ ہو ورنہ وہ قبض نہیں بطالت و تعطل ہے جو کہ باطن کو مضر ہے۔ (النورص 77)

حال: لیکن اب حالت یہ ہے کہ میں سخت پریشان ہوں اور خدا جانے مجھ سے کیا خطا اور گناہ سرزد ہوا ہے کہ جس کے باعث دو تین یوم سے طاعت اور عبادت الٰہی میں بے انتہا کاہلی اور سستی لاحق ہے حتیٰ کہ دو روز سے تو فجر کی جماعت چھوٹی ہوئی تھی۔ آج تو یہ غضب ہو گیا کہ بلا جماعت اپنی اصلی وقت پر بھی نہ ہوسکی بلکہ قضا ہوگئی اس وقت سے طبیعت بہت زیادہ پژمردہ اور بے لطف اور بے مزہ ہے گو ایسی ناگفتہ بہ حالت کا تحریر میں لانا نہایت شرمناک اور قابل افسوس اور ملامت ہے مگر جبکہ ایسی حالت کا علاج مقصود اور مد نظر ہے تو پھر بجز اس کے اور چارہ کار ہی کیا ہے۔

تحقیق: اور اگر آپ کیلئے اس شکستگی اور افسردگی ہی میں مصلحت ہو اور اس کے یہ اسباب اس طرح جمع ہو گئے ہوں کہ معصیت بھی نہ ہو اور مصالح مرتب ہو جائیں۔ (النورص 95)

حال: حالت یہ ہے کہ اکثر اوقات انشراح رہتا ہے اور کبھی کبھی تنگی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں قبض باعتبار مآل کے خود بسط ہے۔ (النورص 204)

حال: جس روز سے حضور کے قدوم میمنت لزوم سے جس کو آج بارہ دن کا عرصہ ہوا

رخصت ہوکر آیا ہے سخت ابتر حالت ہے ذکر کرنے کے وقت زبان ایسی ثقیل ہو جاتی ہے جیسے قفل لگا دیا گیا جسم ایسا بھاری ہو جاتا ہے کہ جس کے وزن کا اندازہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ذہن ایسا کند اور بے حس ہو جاتا ہے جس کا اظہار نہیں کرسکتا ہوں۔ غلبہ نیند کا بلاضرورت ایسا ہوتا ہے کہ چند مرتبہ گرکر چوٹ بھی لگی۔ سخت پریشان ہوں۔ علاوہ ان سب امور کے سخت افسوس ناک یہ امر ہوا کہ جو ایک قسم کی کشش یا نسبت باطنی تھی وہ بالکل مفقود ہوگئی۔ دل تڑپتا ہے۔ آنسو جاری ہیں۔ آہ وبکا کے سوا کوئی تسلی بخش نہیں للہ رحم فرمایئے کوئی تدبیر تسلی بخش یا کشش باطنی سے اس ورطہ ناپیدا کنارے سے بساحل تسلی پہنچا دیجئے گا۔ ورنہ اس نابکار نا ہنجار بدکردار بدشعار کو جان تلف کرنے کیلئے فتویٰ کی کوئی حاجت باقی نہیں رہی۔

تحقیق: مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یہ حالت قبض کہلاتی ہے اور منافع میں یہ بسط سے بھی زیادہ ہے۔ گو عین قبض کے وقت وہ منافع معلوم نہ ہوں۔ مگر بعد میں اکثر معلوم بھی ہو جاتے ہیں اور اگر معلوم بھی نہ ہوں تب بھی حاصل تو ہوتے ہیں اور حصول ہی مقصود ہے نہ کہ اس حصول کا علم۔ چنانچہ جو حالات اس وقت آپ پر طاری ہیں یہ غایت انکسار وعبدیت کے آثار ہیں جن پر دولت قرب کے ترتب کی قوی امید ہے۔ جیسا اکابر کا الہام ہے۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم۔ قال العارف الرومی

فہم وخاطر تیز کردن نیست راہ   جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

ہرگز پریشان نہ ہوں۔ ذکر جس قدر ہو سکے کر لیجئے اگرچہ کسی قدر تکلیف ہی کرنا پڑے اور اگرچہ اس میں دلچسپی بھی نہ ہو اور جس میں زیادہ کلفت ہو اس کو تخفیف کر دیجئے اور استغفار کی قدرے کثرت رکھیں اور جب تک یہ حالت رہے ہفتہ میں ایک بار دو بار اطلاع دیتے رہئے۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ رفع ہو جائے گی۔ سب کو یہ حالت پیش آتی ہے۔ میں تو اس سے خوش ہوا کہ علامت ہے راہ قطع ہونے کی یہ سب رستہ ہی کی گھاٹیاں ہیں۔ (النورص 239)

حال: مابریں ورنہ پے حشمت وجاہ آمدہ ایم   از بدحادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم

حضرت شیخنا ومرشدنا ومولانا محمد اشرف علی صاحب بارک اللہ فی حیاتکم وفی حسن نیاتکم احقر غلامان وکہتر خادمان ہیچ کارہ۔ السلام علیکم عرض کرتا ہے خوشنودی مزاج عالی درگاہ رب

العزت سے مطلوب ہے۔ احقر اپنی اس حالت پر پریشان ہے اول اول جبکہ خدمت عالیہ میں سے مرخص ہو کر آیا تو حالات وواردات کا اس قسم کا دور دورہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اگر بڑھاپا بھی آیا اور کمزوری بھی ہوئی تو دل کی تازگی انشاء اللہ ویسی ہی رہے گی لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس حالت میں تبدیلی شروع ہوئی رفتہ رفتہ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ ذکر کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا اور نہ ہوسکتا ہے کیونکہ طبیعت کا نشاط جاتا رہا جس کی وجوہات مختلفہ پیش آئیں کچھ تو اکثر اوقات بے خبر دماغی سے پریشان رہنا اور طبیعت کا کمزور ہو جانا دماغ کا بے کار ہو جانا دوسرے معصیت اور غفلت سے طرح طرح کے خیالات لاطائل وامانی باطلہ کا دل پر ہجوم رہنا اب تو یہ حالت ہے کہ

نے زجاں یک چشمہ جوشاں می شود　　　نے بدن از سبز پوشاں می شود

نے صدائے بانگ مشتاق درد　　　نے صفائے جرعہ ساقی درد

بڑھاپے کی آمد آمد میں رفتہ رفتہ سب قوی کمزور ہو رہے ہیں کچھ پہلے سے فطرۃ میں بہت کمزور اور ضعیف القلب واقع ہوا ہوں اور ہر مجاہدات نفس میں قوت کی ضرورت۔ کما قال۔

گر بمردن یار دروست آمدے　　　پس راہ حق سخت آساں تر بدے

ہست اینجا ہر نفس مرگ دگر　　　کز مرارش موت وار دصد خطر

دل اس قسم کا متاثر ہو گیا ہے کہ یکا یک خواہشات کے ہجوم سے شرم سار ہو کر بالکل اسی رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے خیال آتا ہے کہ جب ابھی سے یہ حال ہے آگے جا کر تو اور کمزوری بڑھے گی نہ معلوم اسوقت کیا حال ہوگا۔ **اللهم احفظنا من الفتن ماظهر منها ومابطن اللهم انی ضعیف فقونی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بنا صیتی واجعل الاسلام منتهی رضائی۔**

اے کریم اے رحیم سرمدی　　　درگزار از بدسگالاں ایں بدی

اے عظیم از ما گنا ہاں عظیم　　　تو توانی عفو کردن در جریم

ما ز آز و حرص خود را سوختیم　　　ویں دعا را ہم ز تو آموختیم

حرمت آں کہ دعا آموختی　　　درچنیں ظلمت چراغ افروختی

دست گیر ورہ نما توفیق دہ ‌ ‌ جرم بخش وعفوکن بکشا گرہ
دست گیراز دست ما مارا بجز ‌ ‌ پردہ راہ بردار پردہ مادرر
باز نہ مارا ازیں نفس پلید ‌ ‌ کاردش تا استخوان پارسید
ایں چنیں بند گراں را اے ودود ‌ ‌ کہ تواند جزکہ فضل تو کشود
ایں دعا ہم بخشش وتعلیم تست ‌ ‌ ورنہ درگلخن گلستان ازچہ ست

آپ سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں اس لئے کہ گرنداری تو دم خوش دردعا

رودعامی خواہ زاخوان صفا ‌ ‌ اپنی حالت تو خراب ہے مصداق اشعار زیریں
سال بیگہ گشت وقت کشت نی ‌ ‌ جزسیہ روئی فعل زشت نی
کرم دربیخ درخت تن فتاد ‌ ‌ بایدش برکند برآتش نہاد
برسرراہ زادکم مرکوب ست ‌ ‌ غم قوی ودل تنگ تن نادرست
عمر ضائع سعی باطل راہ دور ‌ ‌ نفس کاھل دل سیہ جاں ناصبور
موئی برسر ہم چوبرف ازبیم برگ ‌ ‌ جملہ اعضا لرزلرزاں ہم چو برگ
روز بیگہ لاشہ لنگ راہ راز ‌ ‌ کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز
بیخہائے خوئے بدمحکم شدہ ‌ ‌ قوت برکندن آں کم شدہ
خاربن درقوت وبرخواستن ‌ ‌ خارکن درستی وور کاستن
غفلت کا یہ خیال ہے کہ ‌ ‌ بارہا از خوئے خود خستہ شدی
حس نداری سخت بے حس آمدی ‌ ‌ آفتے نبود تبراز ناشناخت
توبریار وندانی عشق یاخت ‌ ‌ یاررا اغیار پنداری ہے
شادی رانام بنہادی ہے ‌ ‌ ای ں چنیں لطفے کہ داروِ یارما
تو گریزانی ازوائے بے وفا ‌ ‌ ایں چنیں نخلے کہ لطف یارماست
چونکہ مادرزدیم نخلش دارماست ‌ ‌ ایں چنیں مشکیں کہ زلف میرماست
چونکہ بے عقلیم آں زنجیر ماست ‌ ‌ آنچناں لطفے چونیلے میرود
چونکہ فرعونیم برماخون شود ‌ ‌ آہ آہ از ہجر یار بردبار

ما از ویزار او بر ماشار | گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن
مصلحی تو اے تو سلطان سخن | قادری بے گاہ چہ بود یا بگاہ
از تو چیزے فوت کہ شد اے آلہ | چوں گریزانی ز نالہ خاکیاں
غم چہ ریزی بر دل غمنا کیاں | چوں گریزانم کہ بے تو زندہ نیست
بے خداوندیت بود بندہ نیست | از کہ بگریزم از خود اے محال
اے رفیقاں راہ ہارا بست یار | آہوئے لنگیم او شیر شکار
جز کہ تسلیم ورضا کو چارہ | در کف شیر نر خونخوارہ
ماشکاریم ایں چنیں دامے کراست | گوئی چوگا نیم چوگانی کجاست
تا کہ پائم میرود رانم درو | در نما ند پا چو بطانم درو

آنے کا ارادہ جلدی تھا لیکن تقدیر سے طبیعت کچھ ناساز ہوگئی اب صحت ہے اللہ تعالیٰ جلدی آنے کی توفیق دے۔

چونکہ برمیخت بہ بندو بستہ باش | چونکشاید چابک برجستہ باش
اوقات خوش آں بود کہ بایار بسر شد | باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ تغیرات منتہی کیلئے طبعی ونفسانی ہیں نہ کہ روحانی وقلبی سو ایسے تغیرات مضر تو کیا نافع ہوتے ہیں۔ عجب کا علاج ان سے ہوتا ہے۔ عبدیت کی حقیقت کا اس میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ فتاوتہید ستی رای العین ہوجاتی ہے۔ فی الحقیقت یہ قسم ہے قبض کی جس کی یہ حکمتیں ہیں۔ اختیاری کام کی پابندی ایسے ہی وقت دیکھنے کی قابل اور محل امتحان ہے اگر اس امتحان میں پاس ہوگیا اعلیٰ درجہ کے نمبر کا مستحق ہوگا۔ خوب غور کر کے سمجھئے۔ کئی بار اس کو پڑھئے میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں۔ (النور ص 306)

منافع ومصالح قبض

حال: کبھی سوءاعمال کی وجہ سے انسان سے لذت فی الطاعات مفقود ہوجاتی ہے اس میں اور اس قبض میں جو سالکین کو درپیش ہوتا ہے کیا فرق ہے۔

تحقیق: قبض کی ایک قسم یہ بھی ہے اور یہ بھی سالکین کو پیش آتی ہے اور ایک دوسری قسم ہے جو گاہے بوجہ فتور وکسل وملال کے طبعاً پیش آتی ہے اور کبھی بمصلحت امتحان کے کہ یہ حق کا طالب ہے یا لذت کا من جانب اللہ وارد کی جاتی ہے۔ (النورص 406)

حال: تربیت السالک واکمال الشیم کو مطالعہ سے قبض کی حالت درپیش معلوم ہوتی ہے مگر باوجود یہ کہ ہر طرح طبیعت کو بہلاتا ہوں چونکہ قبض کا علاج بھی ان رسالوں میں موجود ہے۔ کچھ اثر نہیں مجبوراً آنحضور کو علاج کے واسطے اور حالت دریافت کرنے کے واسطے تکلیف دینا گوارہ سمجھ کر حضور والا کو تکلیف دیا امید کہ علاج سے پریشانی کو حضور والا رفع فرمائیں گے اور حالت موجودہ سے اطلاع فرمائیں گے یعنی مذموم یا محمود ہے۔

تحقیق: جو امر غیر اختیاری ہو سب محمود ہے اور ایسا قبض خود حالت نافع ہے اس کا علاج ضروری نہیں اور جو علاج کے عنوان سے بزرگوں نے کچھ لکھا ہے اس سے یہ مقصود نہیں کہ اس کا ازالہ کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبض کے وقت یہ یہ عمل کیا جائے گویا وہ اعمال آداب وحقوق ہیں قبض کے پھر ان کے بعد خواہ قبض رہے یا جائے۔ دونوں حالت میں رضا وتفویض چاہئے اس دستور العمل سے اگر پریشانی کی ذات بھی رہے تو اس کا وصف نہ رہے گا مشاہدہ سے معلوم ہوگا۔ (النورص 532)

نماز میں روشنی دیکھنا

بعض دفعہ ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خود آئے ہیں یا میں لایا ہوں۔ ملتبس حالت ہو جاتی ہے کہ کوئی معیار بتلا دیا جائے جس سے ایسی حالت میں فرق بین طور پر سمجھ لیا کروں۔

جواب۔ معیار کی حاجت نہیں جب آمد اور آورد میں شک ہے اور ادنیٰ درجہ یقینی ہے تو الیقین لایزول بالشک اس کو آمد ہی سمجھنا چاہئے۔

حال۔ پانچ چھ روز ہوئے ظہر کی سنن پڑھ رہا تھا تیسری رکعت میں آنکھ میں ایک دائرہ نما روشنی معلوم ہوئی اور ختم نماز تک ترقی ہوتی رہی آنکھ بند رکھنے میں اور کھولنے میں یکساں

حالت رہی سلام پھیرتے ہی وہ زائل ہوگئی۔ واقعہ مذکورہ عرض کرنے سے میری یہ غرض ہے کہ یہ دماغی تصرف ہے۔ تحقیق۔ غالب یہی ہے۔

حال: یا اور کوئی حالت ہے۔ تحقیق۔ احتمال انوار ذکر کا بھی ہے۔

حال: اگر قابل اصلاح ہو تو ہدایت فرمائی جائے۔

تحقیق: ہر حال میں اس کی طرف التفات نہ کیا جائے یعنی کمال مقصود نہ سمجھا جائے اور شکر ہر حال میں کیا جائے۔ اگر دماغی تصرف بھی ہو تب بھی کیونکہ اس سے یکسوئی ہوتی ہے اور وہ یکسوئی معین مقصود ہے کما قال العارف الرومی۔

از صفت وزنام چہ زائد خیال   واں خیالت ہست ولال وصال

(النور ص 81)

حال: نماز میں میں یہ چاہتا ہوں کہ رقت ہی رقت رہے اس کی کیا صورت ہے۔

تحقیق: غیر اختیاری امور کا کبھی قصد نہ کریں۔ انجام پریشانی ہے جو ہو جائے خدا تعالیٰ کا شکر کریں اور اصلی کام میں لگیں۔

حال: بعد عشاء اسم ذات شریف یعنی (اللہ اللہ) جو میں پڑھتا ہوں اس میں اول تو رقت معلوم ہوتی تھی مگر اب وہ بات مفقود ہے علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: یہ مرض نہیں امر لازمی ہے۔ سب کو یہی ہوتا ہے باقی سب محمود ہے اصلی کام میں لگے رہیے۔ ان امور کی فکر نہ کیجئے۔ (النور ص 236)

حال: مگر رقت پھر بھی نہیں ہوئی۔ حضور اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: رقت مقصود نہیں اس فکر میں نہ پڑیئے اوپر بھی غیر اختیاری امور کا قاعدہ لکھ چکا ہوں۔ (النور ص 237)

حال: عرصہ دو سال کا ہوا جب حضور میں حاضر ہوا تھا یہ عرض کیا تھا کہ بجائے اللہ اللہ کے انا اللہ کہنے کو بالاضطرار جی چاہتا ہے۔ تحقیق۔ ان آثار کی یہی کیفیت ہے

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست   تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

(النور ص 245)

حال: ایک بات میرے اندر یہ ہے کہ جس طالب علم سے ذرا تعلق زیادہ ہو جاتا ہے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ میرے ہی پاس پڑھتا رہے۔ مدرسہ میں مدرسین اساتذہ بھی ہیں اور غیر اساتذہ بھی ہیں اور اگر اساتذہ کے پاس جا کر پڑھتا ہے تو خیر کچھ قلق نہیں ہوتا۔ ہاں اگر غیر اساتذہ کے پاس سبق شروع کرتا ہے تو قلق ذرا شدید ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ کیفیت تو غیر اختیاری ہے اور اثر بھی غیر اختیاری مگر اس کے مقتضا کو عمل میں لانا اختیاری ہے۔ تو اختیاری سے بچئے اور غیر اختیاری کی فکر میں نہ پڑیئے اگر رنج ہو تو برداشت کیجئے۔ (النور ص388)

حال: بتاریخ 5 شعبان کو مابین عشاء و مغرب بحالت غنودگی دیکھا کہ خادم کے دست چپ کی طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر ایک چیز مثل حلوا کے خادم کو عطا کی اسی ساعت خادم کے دست راست یعنی داہنی طرف سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز یعنی حلوا مذکور خادم سے لے لیا یعنی خادم نے ان کو دے دیا اسی وقت خادم کو معلوم ہوا کہ بائیں جانب کے دست مبارک حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور دائیں جانب کے دست مبارک ہمارے حضور سرور عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں خادم کا کف دست جناب اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حلوا دینے کے وقت مَس ہوا تو خادم کی زبان سے الحمدللہ نکلا اور خادم نے خود اپنے ہاتھوں کا بوسہ لیکر آنکھوں سے لگایا اور درود شریف پڑھا پھر آنکھ کھل گئی۔ اس وقت خادم کے قلب میں فرحت و سرور بے اندازہ پیدا ہوا بلکہ اس فرحت کا اثر خادم کے دل میں اب تک باقی ہے اطلاعاً برائے تحقیق عرض ہے۔

تحقیق: بائیں طرف قلب ہے وہ حلوا بعض احوال عشقیہ ہیں جن کا منشا نسبت موسویہ ہے چنانچہ تمنائے رویت اسی سے ناشی ہوئی تھی اور داہنا ہاتھ جارحہ ہے اعمال تو یہ کا اس سے حلوے کا لے لینا اشارہ ہے کہ احوال کو غیر مقصود سمجھ کر اعمال میں مشغول ہونا چاہئے اور اہتمام اعمال کا منشا نسبت محمدیہ ہے خلاصہ یہ کہ احوال سے اعمال زیادہ افضل اور زیادہ موجب قرب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ممکن ہے کہ آپ کے کسی خطرہ کا جواب ہو حاصل جواب یہ ہوگا کہ احوال کو اعمال میں فانی کرنا چاہئے۔ (النور ص460)

غیر صاحب حال کا جنت سے بے پرواہ ہونا مذموم ہے

حال: رضائے الٰہی کا ہر وقت خیال رہتا ہے حتی کہ اسکی طلب میں جنت کا خیال بھی مغلوب ہے۔

تحقیق: غیر صاحب حال کا یہ حال ناشی ہے عدم اطلاع علی الحقیقہ سے اور نقص ہے علم کا کیونکہ اگر فرض کیا جائے کہ کسی کو دوزخ میں معاقب کریں مگر ناراض نہ ہو کیا غیر صاحب حال اس پر راضی ہوگا تو یہ دھوکہ ہے اور صاحب حال کا یہ حال معاف ہے۔ (النور ص 128)

حال: خیال ہوتا ہے کہ میرا حال جو کچھ ہے وہ صرف حضرت کی محبت و برکت و دعا کا اثر ہے۔

تحقیق۔ یہی خیال شرط و علامت مقصود ہے اللھم زد فزد۔

حال: البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نعمت کا شکرہ ہے کہ ان کا احسان حد سے متوجہ حال ہے کہ باوجود میری سخت گستاخیوں اور بدعملیوں کے وہ میری پردہ پوشی فرماتے ہیں اور مجھ جیسی بے کار نابکار کو اپنی خاص نعمتوں سے بہرہ ور فرماتے ہیں۔ والحمدللہ علی احسانہ۔

تحقیق: اس کا منشا فنا کی ایک قسم ہے تکمیل اس کی توکل وتفویض والتجا الی الحق فی اصلاح الحال وترک مایضر فی المال سے کرنا چاہئے۔

حال: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسائل شرعیہ مجھے بہت کم یاد رہ گئے۔ حالانکہ دن رات اکثر یہی مشغلہ ہے پیش آ جانے کے وقت کتاب سامنے ہوتی ہے تو اس وقت تو کچھ معلوم ہو جاتا ہے پھر قلب کا اس طرف التفات نہیں رہتا۔

تحقیق: فنا کے ساتھ ضعف قلب و دماغ کا انضمام اس کا سبب ہے اور سبب محمود ہے بے فکر رہیں۔ (النور ص 180)

حال: ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھاتا تھا حضرت کی خدمت سے واپسی کے بعد جو میں نے نماز و خطبہ پڑھایا تو لوگوں پر بڑا اثر ہونے لگا اعتقاد شروع ہو گیا مجھ کو خطرہ عجب ہوا خوف ہوا کہ پڑھتے پڑھتے کچھ کا کچھ نہ ہو جائے میں نے بالکل بے مروتی سے امامت سے انکار کر دیا۔ اب جامع مسجد میں اگرچہ فاصلہ پر ہے نماز اقتداءً پڑھتا ہوں۔

تحقیق: الحمدللہ کہ آثار فنا شروع ہو گئے حق تعالیٰ ان کو مکمل اور راسخ فرمائے جس چیز کو

اپنے احباب کیلئے میرا دل چاہا کرتا ہے وہ بھی فنا ہے ترک امامت میں تعجیل فرمائی آئندہ ایسے امور میں مشورہ مناسب ہے مگر الخیر فی ما وقع اس کے حیلہ سے جامع مسجد کی نماز نصیب ہوگئی جس میں ثواب کا تضاعف ہے۔(النور ص 310)

حال: خطرات وتوہمات جو پیدا ہوتے ہیں ان پر توجہ کئے بغیر کام میں لگا ہوں سب سے زیادہ خطرہ یہ رہتا ہے کہ تو بدترین خلائق ہے اور تیرا کوئی نیک کام کسی قابل نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہ خطرہ تو بحر معرفت کا قطرہ ہے خدا تعالیٰ اس کو دریا کر دے۔(النور ص 569)

رقت قلبی مقصود ہونا

حال۔حضرت جب میں وعظ وغیرہ کہتا ہوں تو سننے والوں میں سے بعض رو دیتے ہیں مگر مجھے کبھی رلائی نہیں آتی۔

جواب۔رونا دل کا مقصود ہے آنکھ کا نہیں سو وہ حاصل ہے دلیل اس کی تاسف ہے۔

(النور ص 152)

ہم سلسلہ فہیم سے اپنی باطنی حالات سے کے تذکرہ کا جواز

سوال۔حضرت کے تعلیم اور نفع ذکر بالکل کسی سے نہیں کہہ سکتا ہوں یا مثل مولوی عبدالغنی صاحب وغیرہ سے کہہ سکتا ہوں۔جواب۔وہ اپنے ہیں اور فہیم ہیں ان سے کہہ سکتے ہیں۔

انوار کا قابل التفات نہ ہونا

حال: میں اب تک نہیں سمجھا کہ لطائف میں جو فیض ہوتا ہے وہ کیا شے ہے کتابوں کے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ انوارات رنگ برنگ کے اگر نمایاں ہوں تو قابل اعتبار نہیں ان کی نفی لازم ہے اس کے علاوہ جو کچھ محسوس ہوتا جائے اس کی بھی نفی لازم ہے۔انوارات کے علاوہ جو محسوس ہوتا ہے اس کی مثال ذرا دشوار ہے لیکن اسم ذات کی کثرت سے لطائف میں سوزش ہوتی ہے اور کوئی شے مثل ہوا کے بہر کو پھیل جاتی ہے۔

تحقیق: واقع میں یہ انوار و آثار قابل التفات نہیں ان میں اکثر دخل اسباب طبعیہ کا ہوتا ہے اور اگر ایسا بھی نہ ہو تب بھی ملکوت مثل ناسوت کے غیر قابل التفات ہے ناسوت اگر حجاب ظلماتی ہو تو ملکوت حجاب نورانی اور حجاب مطلقاً حاجب ہے اور حاجب کا رفع واجب

ہے البتہ ان کیفیات میں اگر یہ ہوں (کیونکہ ان کا ہونا لازم نہیں) یہ مصلحت ضرور ہے کہ ان سے شاغل کو ایک گونہ یکسوئی ہوتی ہے جس سے اگر ذکر میں کام لے تو مفید ہے یعنی مذکور کی طرف توجہ خالص کرے ورنہ اگر خود اس میں مشغول ہو گیا تو یہ دوسرے خطرات سے بھی زیادہ مضر ہے کہ غیر مقصود کو مقصود بنا لیا اور سوزش کے بعد جو چیز پھیلتی ہے وہ حرارت ہے حرکت سے اس میں لطافت آ جاتی ہے اور اس میں وہی تقریر ہے جو اوپر عرض کی کہ مورث یکسوئی ہے مگر مقصود نہیں۔ (النور ص 60)

ضرورت خلوت

حال۔ میری کور باطنی میں کوئی فرق نہیں نظر آتا دیکھئے کب تک یہ نمائش محض مقدر ہے۔

تحقیق: یہ کور باطنی نہیں ہے یہ نایافت ہے مبارک ہو۔

سوال۔ بعض ملنے والے بے کار زیادہ دیر تک سمع خراشی اور ہرج کیا کرتے ہیں ان سے سہولت اور نرمی کے ساتھ اٹھ جانے کی التجا کر دی جائے اس میں کیا مضائقہ ہے۔

جواب۔ ان کو نہ اٹھایئے خود کوئی خلوت کی جگہ اپنے لئے تجویز کر کے ان سے اجازت لیکر اٹھ کھڑا ہو۔ (النور ص 162)

انوار ذکر

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عرض یہ ہے کہ رات کو حالت ذکر میں مشابہ خواب ہو کر اچانک ایک چاند روشن پر سے میرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسا کہ میں بالکل بیدار ہی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد زائل ہو گیا۔ تحقیق۔ قرائن سے یہ انوار ذکر معلوم ہوتے ہیں مبارک ہو۔ (النور ص 163)

پریشانی کا علاج

سوال۔ میری طبیعت کچھ عرصہ سے بہت پریشان ہے اور کچھ کام نہیں ہوتا بلکہ صبح کی نماز بھی جماعت سے نہیں ہوتی ہے۔ حضور اللہ دعاء فرمائیں خدمت میں حاضری کو بھی جی چاہتا ہے۔

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ غسل تازہ کر کے کپڑے بدل کر عطر لگا کر دو رکعت نفل پڑھ کر استغفار کرنا اور ایک ہزار بار یا باسط پڑھنا اس کیلئے نافع اور آنے کا

اختیار ہے۔(النور ص 172)

خوراک زیادہ کھانے کی اجازت

حال: کھانا بہت زیادہ کھاتا ہوں پھر بھی سیر نہیں ہوتا کوئی ترکیب ارشاد فرمائیے کہ تھوڑے پر قناعت ہو جائے۔

تحقیق: خوراک کم کرنے کی فکر میں نہ پڑیں۔ ضعف ہو جائے گا۔ جب خدا تعالیٰ نے کھانے کو دیا ہے اور اجازت بھی دی ہے پھر تنگی کیوں کرتے ہو۔ کیا پیٹ بھر کر کھانا گناہ تھوڑا ہی ہے۔(ربیع الثانی 34ھ)(النور ص 175)

آثار غلبہ انکسار و غلبہ عظمت شیخ

اب یہ حال ہے کہ خاص اپنی حالت کے متعلق آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے میں بہت ہی بوجھ معلوم ہوتا ہے حالانکہ مجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ آپ مجھ پر شفقت کرتے ہیں اور ہر طرح سے دلجوئی فرماتے ہیں۔ تحقیق۔ اس کا منشا غلبہ عظمت شیخ غلبہ انکسار خود کا مجموعہ ہے۔(النور ص 179)

تشبیہ اصطلاحی اور توحید وجودی میں فرق

نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی روشنی اور شعاع جو مسجد کی دیوار پر پڑتی ہے اس سے قلب میں ایک نور محبت کی کیفیت کے ساتھ جوش مارتا ہے اور آیت مثل نورہ مشکوۃ الخ آجاتی ہے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ مظہر میں غلبہ ہے ظاہر کا جس کو اصطلاح میں تشبیہ کہتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ آیا اسی تشبیہ کا غلبہ اور مظہر میں ظاہر کا غلبہ توحید وجودی ہے کہ جس کی وجہ سے غلبہ انکشاف میں اقوال مشہور انا الحق وسبحانی وغیرہ نکلے۔

تحقیق: اس کیفیت مذکورہ کا تعلق حواس سے ہوا ہے اور کیفیت توحید وجود ہی کا تعلق زیادہ قلب اور وجدان سے ہے۔(النور ص ۱۸۱)

محبوبیۃ ورد

قلب کی حالت آج کل یہ ہے کہ کبھی وہ ورد پہر ہو جاتا ہے اور دیگر عوارض اور بھی اس

کے ساتھ ملحق ہوتے جاتے ہیں جیسے توحش خوف گھبراہٹ بعض دفعہ قلب کی حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور بعض بعض اعضاء میں لرزہ بھی معلوم ہونے لگتا ہے۔

تحقیق: ایسا ورد محمود ہے جس سے ورد مطلوب میں اعانت ہو۔ (النور ص 182)

صفائی قلب کا محسوس ہونا

حال: بعض دفعہ قلب کی حالت محسوس ہوتی ہے کہ جیسے صاف کیا ہوا بالکل نازک شیشہ اس وقت بے ساختہ یہ شعر زبان پر آجاتا ہے کہ

آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما　　　بس نازک است شیشہ دل در کنار ما

تحقیق: ضعف وصفاء سے مرکب ہے۔ (النور 182)

ترک تداوی سے تداوی کو فضیلت

حال: حضرت جی اس امر میں طبیعت نہایت فکر مند ہے کہ میری طبیعت میں کبھی یہ بات نہیں ہوئی کہ اپنے نفس کیلئے کوئی خاص آرام کھانے یا پینے کا اختیار کیا جائے جب تک گھر رہا جو کچھ گھر والوں اور بال بچوں نے کھایا پہنا وہی) آپ بھی علی ہذا القیاس سفر میں بھی یہی حالت رہی۔ جو ضروری ہو اس کا اہتمام کیا گیا اور ماسوا کی نفی۔ اب اس وقت طبیعت میں کمزوری نہایت درجہ کی بڑھ گئی ہے اب اگر کسی وقت کی چیز کھانے کی نیت کرتا ہوں تو دو خیال پیدا ہوتے ہیں اکی تو یہ کہ خدا جانے گھر والے کس طرح پر ہوں گے اور ان کیلئے تو یہ صورت شاید نہیں میسر ہوگی اور دوسرے یہ کہ دل میں ندامت ہوتی ہے کہ اللہ کی نعمتیں تو پیشتر سے کھا رہا ہو اس میں تو نے کیا کر کے دیا اور آئندہ چل کر تو کیا کرے گا اور بصورت ترقی نعمتوں میں تو کیا کچھ کر کے دکھلائے گا طبیعت میں ایک دہشت وخوف معلوم ہوتا ہے اب اس میں جیسا کچھ ارشاد عالی ہو۔

تحقیق: یہ ایک حالت محمودہ کا غلبہ اور مبارک حالت ہے عمل درآمد اس میں یہ چاہئے کہ جس چیز سے محض لذت ہی مقصود ہو وہاں اس حال کے مقتضاء پر عمل کیجئے اور جہاں تداوی یا تقویت کی ضرورت ہو وہاں بہ نسبت حال کے امر شرعی مستحب تداوی پر عمل افضل ہو اور تقویت بھی بداخل تداوی ہے۔ (النور ص 186)

بدحالی کا علاج

میری پہلے عادت تھی کہ میں فضول باتیں کہ جن کا نہ ہوتا تھا نہ سر پیر سوچا کرتا تھا اور گھنٹوں اس میں محو رہا کرتا تھا اب بھی وہ خیالات برابر آتے ہیں مگر فوراً ہی خیال آجاتا ہے کہ فضول ہیں استغفار پڑھ کر حق تعالیٰ کا نام مبارک لینے لگتا ہوں غرضیکہ ایک عجیب حالت ہے لاالی هولاء ولا الی هولاء اگر کچھ امید ہے تو اس سے کہ کچھ امید نہیں حالت جو ہے کسی دوسرے کے سامنے بیان کرتے ہوئے شرماتا ہوں کہ کہے گا کہ اللہ اکبر ظاہر میں تو یہ پارسائی اور باطن میں یہ خباثت مگر آپ سے کیا چھپاؤں جب امام سمع الله لمن حمده کہتا ہے میں کیا عرض کروں مجھے کیا لطف آتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اے حق تعالیٰ کی درگاہ تک یہ حمد وثنا پہنچی دل سے نکلتا ہو اللهم ربنا لک الحمد ارے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے سن لیا اس خط کو لکھ رہا ہوں اور مختلف خیالات آرہے ہیں۔ مگر سوچتا ہوں کہ جو حالت بھی ہے اچھی یا بری کہہ تو دوں اگر ان سے بھی پوشیدہ کیا تو بجز حرمان کے اور کیا ہے کئی مرتبہ پرچہ دینے کا بعد عصر ارادہ ہوا تو اس میں اس لئے رکا کہ زبانی اس تفصیل سے عرض نہیں کرسکتا۔ لہٰذا یہ خط لکھا بس میں پھر اتنا کہوں گا کہ عجب حالت ہے کہ گناہ اس قدر ہیں کہ دنیا میں شاید کسی اور کے نہ ہونگے۔ بلکہ یقیناً نہ ہوں گے اور پھر بے فکر اے اللہ کیا کروں حیران ہوں جانے کیا کیا بک گیا۔ اب یوں پوچھتا ہوں کہ خود تو کچھ ہوتا نہیں گناہوں کی پوٹیں کی پوٹیں ہیں اب کروں تو کیا۔ اللہ تعالیٰ سے قریب قریب ہر وقت معافی مانگتا ہوں مگر نئے گناہ اتنے ہوجاتے ہیں ان ساری باتوں کے بیکار ہونے کا یقین ہوجاتا ہے۔

تحقیق: برخوردار ع معشوق من ست آنکہ بہ نزدیک تو زشت ست تم کو اس مجموعی حالت پر حسرت ہے مجھ کو مسرت ہے۔ یہ تمام حالات دو امر کی دلیل ہیں جو کہ اعلیٰ مقاصد سے ہیں ایک اپنی بدحالی کا احساس دوسرا خوشحالی کی فکر چار امر کو اپنا معمول کرلو پھر عدم حرمان میرا ذمہ ایک ذکر متعلق جو معمول مقرر کررکھو قلیل ہو اس کو پورا کرلیا کرو خواہ دل سے یا بے دلی سے۔ دوسرا معاصی سے نفس کو ہمت کے ساتھ روکو اور کوتاہی پر فوراً استغفار کرو۔ تیسرا ماضی و مستقبل کو مت سوچو نہ نفع کا قصد کرو۔ چوتھا حالات سے وقتاً فوقتاً اطلاع دو گو وہ اطلاع کے قابل بھی نہ

ہوں اور اس سب کے ساتھ میری رائے میں تمہارے اعضا رئیسہ میں حرارت کا اثر ہے علاج طبی ضرور کرو۔اس کا بھی ان حالات میں دخل ہے اور اس دستور العمل کے بعد بے فکر ہو۔

من غم تو میخورم تو غم مخوز　　　　برتو من مشفق ترم از صد پدر

تمہار خیر خواہ دلسوز (اشرفعلی ص199)

معصیت کے بعد بوجہ محبت الٰہی ندامت ہونا

حال: مجھے کسی معصیت کے بعد کیا عرض کروں بوجہ خوف الٰہی کے ندامت کم ہوتی ہے بلکہ بوجہ محبت کے زیادہ ندامت ہوتی ہے۔تحقیق۔ماشاء اللہ حالت رفیعہ ہے۔(النور ص198)

بوجہ عذر شدید ادائے دیون میں تاخیر مضر باطن نہیں

حال: اسی طرح حقوق العباد از قسم دیوں ذمہ میں ہوں ان کی ادائیگی میں سستی کرنا کیسا ہے مگر ارادہ ان کے ادا کرنے کا پختہ ہے صرف اتنی سستی ہوتی ہے کہ اگر اپنے آپ کو بھی ضرورت درپیش ہو اور صاحب دین کو بھی تو اپنی ضرورت کو ترجیح دیکر اس سے اس وقت عذر کر دیا جاتا ہے۔

تحقیق: ضرورت شدید عذر ہے اس عذر سے تاخیر معصیت نہیں اس لئے مضر باطن بھی نہیں۔(النور ص198)

اپنی حالت پر اطمینان نہ ہونا

حال: مجدد الملۃ والدین فاضت انہار فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ الحمد للہ میری حالت بتوفیق الٰہی وبرکت توجہ ودعا جناب سامی پیشتر سے بہت اچھی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ بارک اللہ۔حال۔لیکن مجھے اطمینان نہیں کہ یہ حالت قائم رہے گی۔

تحقیق: خود یہ حالت بھی اچھی ہے بلکہ اگر اطمینان ہوتا تو جس حالت کو اچھا سمجھا جاتا ہے وہ بھی اچھی نہ ہوتی۔اس کا اچھا ہونا خود اسی پر موقوف ہے لان الامر بین الخوف الرجاء البتہ مقتضی حالت موجودہ کا رجاء کو غالب رکھنا ہو جس کا باعث میرا وعدہ والتزام دعا ہے جس کے قبول کی مجھ کو امید غالب ہے۔

حال: دعا فرمایئے کہ حق سبحانہ میری دستگیری فرماتے رہیں اور مجھے میرے نفس کے

سپرد نہ کریں۔ تحقیق۔ آمین میں مشغول ہوں۔ (النور 203)

نماز و ذکر میں دلجمعی

حال: نماز میں جیسی پہلے طبیعت میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوتی تھی اب وہ نہیں بلکہ طمانیت غالب ہے۔ تحقیق۔ بڑی نعمت ہے۔

حال: ذکر میں اس کا تقاضا تو ہوتا ہے کہ جلدی ختم ہو جائے مگر وحشت اور گھبراہٹ اور تنگی نہیں ہوتی۔ تحقیق۔ بڑی رحمت ہے۔ (النور ص 204)

آثار جذب

حال: کبھی کبھی دعا وغیرہ میں رقت بھی طاری ہو جاتی ہے مگر اس کے منشا کا احساس نہیں ہوتا۔ خود ہی طبیعت بھر آتی ہے۔

تحقیق: منشا کا احساس نہ ہونا ظاہر علامت جذب کی ہے جو زیادہ خوشی کی بات ہے۔ (النور ص 204)

دیوانگی کا مطلوب بالذات ہونا

حال: طبیعت میں پہلی سی دیوانگی نہیں پاتا۔

تحقیق: یہ حالت زیادہ رفیع ہے دیوانگی مطلوب ہے فرزانگی کیلئے نہ کہ بالذات مگر یہ فرزانگی دوسری قسم کی ہے۔ حال۔ گو طبیعت بہت خوش رکھنا چاہتا ہوں۔ الخ۔

تحقیق۔ اس کا بھی قصد ضرور نہیں۔ (النور ص 207)

تسکین و پریشانی کا سبب

حال: جب کبھی اپنے مالک کی معیت کا خیال ہو جاتا ہے تسکین ہو جاتی ہے اور جب کبھی غفلت سے معیت خالی نظر سے غائب ہوئی فوراً طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ بھی ملحق بہ تسکین ہے۔ حال۔ اپنی حالت میں کوئی خاص تغیر نہیں پاتا۔

تحقیق: پانا ضرور نہیں ہونا ضرور ہے۔ سو وہ ہے۔ (جمادی الاول 1334ھ) (النور 207)

تلاوت قرآن پاک اور وظیفہ میں دلجمعی کا فرق

سوال۔ اور قرآن شریف کے پڑھنے میں دل نہیں لگتا اور نماز وظیفہ میں لگتا ہے کیا وجہ

اس کیلئے بھی دعا فرمائیں۔

جواب۔ دعا کرتا ہوں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وظیفہ میں تو ایک ہی چیز بار بار پڑھی جاتی ہے طبیعت پر زور نہیں پڑتا آسانی کی وجہ سے دل لگتا ہے اور قرآن میں مختلف کلمات مختلف آیات پڑھی جاتی ہیں۔ طبیعت پر زور پڑتا ہے دشواری کی وجہ سے گراں معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے نماز بھی گراں معلوم ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وانها لكبيرة الاية سو یہ طبعی تفاوت ہے کوئی فکر کی بات نہیں مگر جس قدر بھی ہو سکے کرنا چاہئے بعد عادت کے انشاء اللہ تعالیٰ یہ دشواری جاتی رہے گی اور دلچسپی بھی ہو جائے گی۔ (النور ص 208)

وظیفہ میں روشنی نظر آنا

سوال۔ اکثر اوقات یہ بھی ہوا کہ تہجد کے ورد شریف پڑھتے وقت میرے جانب شمال یا سامنے ایسے ستارے اور روشنیاں نظر آئیں کہ میری آنکھ کھل گئی اور پھر جب میں نے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ پہلے تو یہ خیال ہوا کہ شاید کسی طرف سے روشنی میرے مکان میں آ گئی مگر کچھ نہیں۔ ایک مرتبہ ایسا معلوم ہوا کہ میرے سامنے کوئی مشعل لایا جب گھبرا کر آنکھ کھول دی تو کچھ نظر نہ آیا۔

جواب۔ ان امور کی طرف التفات نہ کیا جائے کبھی خیال ہی ہوتا ہے اور کبھی انوار ذکر بھی ہوتے ہیں لیکن وہ بھی مقصود نہیں۔ گو محمود ہیں۔ تو شکر کیا جائے مگر کمال نہ سمجھا جائے۔ (جمادی الاخری 34ھ) (النور ص 209)

سوال۔ بوقت تہجد بعد 12 تسبیح کے درود شریف پڑھ رہا تھا کہ تمام مسجد میں آدھے گھنٹے تک سفید نور بھر گیا جس کو میں نے دیکھا یہ کیا چیز ہے۔

جواب۔ اہل طریق کی تحقیق پر یہ نور ارواح ہے۔ (النور ص 213)

وحشت کا علاج

حال: آج طبیعت پھر متقاضی ہوئی اور بہت پریشان ہوئی اور خط لکھنے کے واسطے بیٹھ گیا۔ حضور کی برکت ایسی شامل حال ہے کہ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ تحقیق۔ الحمد للہ۔

حال: طبیعت میں اس قدر تغیر واقع ہوتا جاتا ہے کہ جس کی بابت کچھ عرض نہیں کر سکتا

اور میری حالت اس قدر روبہ اصلاح ہوتی چلی جاتی ہے جس پر مجھے خوب تعجب آتا ہے۔
تحقیق: مبارک ہو۔

حال: دنیا کی محبت روزانہ دل سے اٹھتی چلی جاتی ہے اور یہ طبیعت چاہتی ہے کہ ایک دم دنیا کو ترک کردوں اور ایک دم کہیں جنگل بیابان میں چلا جاؤں مگر چونکہ اہل وعیال لگے ہوئے ہیں اس لئے حضور اطمینان قلب کے واسطے کچھ تجویز فرمائیں تاکہ یہ وحشت دور ہو۔
تحقیق: قرآن مجید کی تلاوت بڑھا دیجئے اور اکثر چلتے پھرتے درود شریف کا شغل رکھئے اور یہ عزم کرلیجئے کہ بدون مشورہ اپنے حال میں کوئی تغیر قصداً نہ کرینگے۔(النورص 234)

آثار انابت

حال: ابتداء میں جیسا کوئی معمولی گناہ مثلاً جھوٹ وغیرہ پر کچھ خیال نہ آتا تھا۔ مگر اب نہایت سخت اور بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ تحقیق۔ یہ علامت انابت سے ہے۔

حال: جو حضرات میرے محب ہیں ان سے بھی صاف کہہ دیا ہے کہ مہربانی فرما کر میرے سامنے کچھ نہ کہا کیجئے۔ تحقیق۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔(النورص 234)

آیات بشارت پر رونا آنا

حال: فجر کی نماز کے بعد کلام مجید پڑھتا ہوں جیسا کہ ابتداء سے معمول ہے مگر اب رونا آتا ہے خواہ آیت خوشخبری یا بشارت کی ہو یا خوف کی یہ کیا بات ہے حضور ایسا نہ ہو کہ خوشخبری کی آیت میں جو مجھے رونا آتا ہے میرے واسطے کوئی نقصان کی بات ہو۔ حضور مطلع فرمائیں۔
تحقیق۔ رحمت ہے نقصان نہیں بلکہ بشارت کی آیتوں پر رونا آنا زیادہ اقرب الی سلامۃ الفطرۃ ہے کہ اس سے جوش زیادہ ہوتا ہے اور جوش سے رونا۔(النورص 235)

وارد کا اتباع کرنا

حال: دوسرے ضرب خفی لگاتا ہوں۔ مگر آواز سینہ سے مہین بعض اوقات موٹی بے ساختہ خود بخود سینہ سے نکل جاتی ہے۔
تحقیق: جو کیفیت بے ساختہ ہوجائے اس میں تغیر کا قصد نہ کیجئے۔ بلکہ اس کا اتباع کیجئے۔

حال: اور پھر اسی میں مزہ آتا ہے اور اسی کشش کے ساتھ رونا بھی آتا ہے مگر اس رونے کے ساتھ قلب کی حالت متغیر ہو کر مزید لطف کا باعث ہوتی ہے وہم کو اس میں بالکل دخل نہیں ہے۔ اگر کچھ خرابی ہو تو مطلع فرمایئے اور جو اصلاح ہو اس سے حضور مطلع فرمایئے۔

تحقیق: کچھ خرابی نہیں۔ بالکل محمود ہے۔ (النور ص 236)

حال: ذکر دوازدہ تسبیح میں ایک ذکر ختم ہو جانے کے بعد کسی قدر بے اختیاری کے ساتھ زبان پر سبحان اللہ وبحمدہ اور بعض دفعہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور کبھی دونوں کلمے جاری ہو جاتے ہیں اور کچھ دیر تک جاری رہتے ہیں جن سے کبھی کبھی تو بجبر توجہ ہٹا کر پھر دوازدہ تسبیح کا دوسرا ذکر شروع کرتا ہوں۔ بجبر سے منشا یہ ہے کہ طبیعت اس کو موقوف کرنے کو نہیں چاہتی۔ کلمات مذکورہ کے دوران ذکر میں قلب میں کشادگی اور فرحت محسوس ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس گنہگار پر کس قدر رحمت فرمائی گئی ہے کہ ذکر کی توفیق ہوئی اگر بے اختیاری میں یعنی جبکہ تقاضا زیادتی کے ساتھ ہو یا ویسے ہی کچھ دیر ان کو پڑھ لیا کروں تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: حرج کیا معنی بلکہ اس کے ترک میں حرج ہے جب ایسی کیفیت ہوا کرے پہلی تسبیح کو موقوف کر دیا کیجئے اس کیفیت کے غلبہ تک۔ ذیقعد 34ھ (النور ص 286)

حال: اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک یا کوئی روایت سن کر از حد جوش محبت دل میں پیدا ہوتا ہے اور عرصہ تک اشک بار رہتا ہوں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور بالمشافہ جلوہ افروز ہیں اور یہ مجمع کے اندر بھی ہوتی ہے اور تنہائی میں بھی بے اختیار کھڑا ہونا چاہتا ہوں کہ معاً دو خیال دل میں پیدا ہوتے ہیں اول تو یہ کہ مجمع کے لوگ کہیں گے کہ یہ مکار ہے اور عقائد کیلئے بھی مضر ہے دوسرے یہ کہ اندرونی کیفیت تو یہ ہوتی ہے مگر ظاہر میں کچھ نظر نہیں آتا میں اسی حیرت میں رہتا ہوں۔

تحقیق: مبارک حالت ہے اگر ضبط نہ ہو سکے کھڑے ہو جائیں مگر یہ ظاہر نہ کرنا چاہئے کہ میں کیوں کھڑا ہوا پھر عقائد میں مضر نہ ہوگا اگر کسی نے بہت اصرار سے پوچھا کہہ دیا کہ جی گھبراتا تھا و بس۔ (النور 296)

سوال۔ گزارش یہ ہے کہ رات ذکر میں بہت کشمکش پیدا ہوئی غلبہ وحدت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا اندر سے تقاضا یہ ہو رہا تھا کہ بجز ایک وجود کے کسی کا وجود نہیں اور طبعی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ایسا غالب تھا کہ حضور کا فنا مشاہد نہ ہوتا تھا پھر یہ اندیشہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کے وجود کے سامنے حضور کا وجود تو کچھ بھی نہیں پھر اس کا فنا کیوں مشاہد نہیں ہوتا حق تعالیٰ کے وجود کے ساتھ حضور کے وجود کا فانی نہ ہونا جب خیال میں آتا ہے تو کہیں یہ شرک نہ ہو جائے۔

جواب۔ یہ شرک نہیں اس لئے کہ جمیع ممکنات میں عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خصوصاً دو حیثیتیں ہیں ایک ذات کی اور اس مرتبہ میں وہ معدوم ہے اور ایک اضافہ مع الحق کی کہ اس مرتبہ میں وہ موجود ہے اور قاعدہ ہے کہ کسی حیثیت کے اعتبار سے ایک شے پر کوئی حکم کرنا واقع میں اس حیثیت پر حکم کرنا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حیثیت خاص سے وجود کا حکم لگانا واقع میں حق تعالیٰ پر وجود کا حکم کرنا ہے اور وہ عین توحید ہے سالک ان احوال میں غیر مخیر رہتا ہے کبھی ذات ممکن کی طرف نظر جاتی ہے کبھی حیثیت تلبیس یعنی وجود پر نظر جاتی ہے جس طرف بھی نظر جائے تکلف سے دوسری طرف نظر نہ کرنا چاہئے کہ اس وقت وہی نظر اس کی تربیت کا طریق ہے پس یہ غلطی تھی کہ بہ تکلف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فنا پر نظر کی جاتی تھی اور حیثیت وجود پر نظر کرنے کو خلاف فنا سمجھا جاتا تھا جب وجود پر نظر گئی تھی اس کو بھی وجود حق ہی پر نظر سمجھنا چاہئے تھا۔ بالخصوص الذی ذکرت اور اس کا لطف حاصل ہونے دیتا تھا۔ (النور ص 449)

حال: بعض دفعہ ذکر جہر میں قلب کے اوپر ایک عجیب تجلی محسوس ہوتی ہے جس سے بے تاب ہو جاتا ہوں قلب کو بہت زیادہ محویت اور کشش اس کی طرف ہوتی ہے بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل بے تاب ہو کر پھٹ جائے گا جانتا ہوں کہ انوار بھی غیر ہیں اطوار بھی غیر ہیں ذات واحد ان سب سے مبرا ہے مگر اس وقت غلبہ وحدت کی وجہ سے ہر چیز بجز ذات واحد کے فانی معلوم ہوتی ہے اور اس تجلی کی طرف کشش اور بے تابی بے اختیار ہوتی ہے میں نے ابھی اس کی نفی اور دفع کی کوشش نہیں کی اس کی طرف توجہ مضر تو نہیں۔

تحقیق: قصداً توجہ نہ چاہئے لیکن اگر خود بخود توجہ ہوتی ہو تو اس کی نفی بھی نہ کی جائے اگر

اس عدم نفی کو اصطلاح میں توجہ کہا جائے تو یہ توجہ مضر نہیں۔

حال: اگر اس کو بھی اضافت مع الحق کی حیثیت سے دیکھا جائے کہ اضافت مع الحق کی حیثیت میں یہ بھی غیر نہیں اس میں کچھ حرج نہیں۔

تحقیق: یہ نہ کیا جائے کہ اس حیثیت کا استحضار کیا جائے کہ یہ تکلف اور سبب تشویش ہوگا اس اضافت کے اعتبار کے معنی یہ ہیں کہ عدم فنا غیر کا جو شبہ پیدا ہوتا تھا اس کو حل کر دیا گیا باقی بے ساختہ و بلا قصد جو تصور ہونے لگے اس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ (النور ص 455)

ضرورت حضور قلب

حال: مگر میں امید کرتا ہوں کہ بیرونی تنفس اور اندرونی سانس کے ساتھ ہر دو میں اللہ اللہ کہتا ہوں اور نفس اسم ذات شریف سے خالی نہیں رہتا جب تک کہ اس کو پڑھتا ہوں۔

تحقیق: اس تکلف کی ضرورت نہیں صرف زبان سے معمولی طور پر کیا کیجئے قلب کو حتی الامکان حاضر رکھئے۔ (النور ص 237)

آثار شوق و محبت

حال: نماز میں اکثر یہ جی چاہتا ہے کہ خوب روؤں اور بعض وقت کلام پاک کی تلاوت میں یہی خیال ہوتا ہے کہ روؤں مگر جہاں خیال کیا تو یہ بات رفع ہوئی نہ معلوم یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: اثر ہے محبت و شوق کا خدا تعالیٰ مبارک فرمائے اور رفع ہو جانا بھی رحمت ہے۔ ورنہ تحمل نہ رہے جو اولاً بدن کو مضر ثانیاً باطن کو مضر کہ عمل سے تعطل ہو جائے اور عمل ہی سے ترقی ہوتی ہے۔ (النور ص 239)

حال: مجھے اس کا بڑا شوق ہے کہ کسی طرح ہو اللہ پاک کی محبت میں بے چین رہوں۔

تحقیق: مگر اس کے ساتھ یہ بھی دعا کرو کہ اس بے چینی میں چین رہے۔ (النور ص 580)

احوال میں دوام نہ ہونا

حال: مراقبہ میں ایک خاص رقت طاری ہوتی ہے مگر حضور نہیں معلوم یہ کیا بات ہے کہ کوئی دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ رقت قلبی نہیں ہوتی۔

تحقیق: احوال غیر اختیاریہ دائم نہیں ہوتے اور اگر دائم ہوں تو ان میں لذت نہ رہے

اور اکثر اس کے مصالح اس لذت پر مبنی ہیں۔ (النور ص 239)

آثار غلبہ توحید وجودی

حال: جتنے خطرات پیدا ہوتے تھے سب ذاکر معلوم ہوتے تھے حتیٰ کہ شیطان پر لاحول نہیں پڑھ سکتا تھا اب یہ حالت نہ رہی۔

تحقیق: یہ غلبہ تھا توحید وجودی کے بعض آثار کا جس کا ضرر اکثر ہے نفع سو اس کا نہ رہنا بہتر ہوا۔

حال: ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر شے دیکھ رہی ہے نظر نہیں اٹھا سکتا تھا نہ کسی کو دیکھ سکتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے سوتا تھا۔ لیٹ نہیں سکتا تھا۔ اب یہ حالت نہ رہی۔ (النور ص 245)

تحقیق: یہ سب وہی تھا جس کا نہ رہنا بہتر ہوا۔

حضور دائمی کا مقصود ہونا

حال: اصلی مقصود تو بندہ حضور دائمی سمجھتا ہے۔ سو بحمد اللہ حاصل تو ہے لیکن بعض وقت یہ تعلق بہت ست و مضمحل بلکہ نابود معلوم ہوتا ہے تو جان کو بن جاتی ہے۔

تحقیق: یہ تو غلبہ حضور ہے جس کا دوام عادتاً نہیں ہوتا۔ نفس حضور بفضلہ تعالیٰ دائم ہے اور کافی ہے۔

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو　　　　یعنی طمع مدار وصال دوام را

(النور ص 248)

تلوین کا مقدمہ تمکین ہونا

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ دیوان حافظ یا اور کوئی نظم پر درد دیکھتا ہوں یا سنتا ہوں تو اس حزن میں کمی ہوتی ہے اور جوش و حرارت بڑھتی ہے جس طرح کہ کوئی مجھ میں آگ پھونکتا ہے مگر بعد چندے پھر وہی سابقہ حالت حزن عود کر آتی ہے۔

تحقیق: یہ احوال تو علی سبیل التعاقب اسی طرح وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک روز تمکین میسر ہو جاتی ہے۔ یہ تلوین ہی مقدمہ تمکین ہے۔ مقدمہ سے نہ گھبرایئے یہی سفیر مقصود ہے۔ (النور ص 248)

غیر شرعی امر پر غصہ اور رحم آنا

حال: اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غیر شرعی امر پر غصہ اور رحم دونوں برابر ہوتے ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو حال رفیع ہے۔ (النور ص 270)

اپنے نفس پر غصہ آنا

حال: بعض اوقات سبق پڑھانے یا مطالعہ اسباق یا کسی اور وجہ سے تصور مسمی سے غفلت ہوتی ہے تو بوجہ خوف زوال اس نعمت کے اپنے نفس پر بہت ہی سخت غصہ اور طبع میں قلق ہوتا ہے پھر بعد اس کے چند مرتبہ استغفار اور توبہ اور زاری کی جاتی ہے جب جا کر سکون اور اطمینان اور آرام طبع کا ہوتا ہے۔

تحقیق: استغفار ایسی حالت میں مسنون ہے۔ قلق بھی مضر نہیں۔ مگر غصہ محتمل ضرر ہے ایسا نہ کیا جائے۔ حال۔ اگر کسی وقت کوئی فضول بات یا کام بے خبری سے احقر سے سرزد ہوتا ہے تو یہی حالت مذکورہ ہوتی ہے۔ تحقیق۔ اس میں غصہ مضر نہیں۔ (النور ص 271)

حال: اب تک حالت بدستور ہے کوئی تغیر نہیں۔

تحقیق: عدم تغیر بھی حالت محمودہ مطلوبہ ہے۔ (النور ص 296)

اتباع اثر اشعار سے احتراز

حال: حالت بے داری میں بھی اگر کوئی شخص اچھا شعر پڑھتا ہے تو دل پر اثر ہوتا ہے بعض وقت حرکت قلبی پیدا ہو جاتی ہے۔

تحقیق: کیفیت تو یہ مذموم نہیں البتہ اس کے مقتضا کا اتباع نہ کیا جائے اور چونکہ اس عدم اتباع میں مجاہدہ شدید کرنا پڑے گا اور اس مجاہدہ ہونا موقوف ہے اس اثر پر اس لئے یہ اثر بھی مفید ہے جیسا کہ اتباع کرنے کی صورت میں بھی اثر مذموم و مضر ہوتا۔ ذیقعدہ 34ھ (النور ص 274)

دن اور رات کی نمازوں میں یکسوئی کا تفاوت

حال: ظہر، عصر، فجر میں اس قدر دل نہیں لگتا جس قدر کہ مغرب اور عشاء میں لگتا ہے خصوصاً عشاء کی نماز تو نہایت اچھی ہوتی ہے۔

تحقیق: شب کو طبعاً یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور شواغل کم اور یہ حالت اوفق بالقرآن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ. اشد وطاء واقوم قیلا۔ (النور ص 235)

حب موت کی علامت ولایت ہونا

حال: زیست سے طبیعت گھبراتی ہے جی چاہتا ہے کہ خدا کی راہ میں کوئی مجھ کو اس طرح ذبح کرے جیسے بکرا اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے یا جیسے حضرت اسماعیلؑ کا حکم ہوا تھا اسی طرح میرے لئے حکم ہوتا اور میں ذبح کر دیا جاتا۔

تحقیق: نہایت محمودہ حالت ہے جب موت علامت ولایت سے ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک فرمائے۔ ذیقعد 34 ہجری۔ (النورص 279)

فراغ قلبی کا اہتمام

حال: حضرت کا اہتمام متعلق فراغت قلب (یعنی دل کسی چیز اور کسی شخص سے لگا ہوا نہ رہے) دیکھ کر اور حسن العزیز میں عمل حضرت کا دیکھ کر اور عوارف میں حضرت کی زبان مبارک سے بعض بزرگوں کی حکایات سن کر میرے قلب میں بھی بفضلہ تعالیٰ وبرکت حضرت اعلیٰ اس بات کی طرف میلان پیدا ہوا اور حتیٰ الامکان اس کا اہتمام کرنا شروع کر دیا ہے اور اس سے بہت نفع محسوس ہوتا ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ یہ اہتمام مضر تو نہ ہوگا۔

تحقیق: مضر کیا معنی نہایت نافع ہے۔ (النورص 290)

حال: فراغت قلب کے متعلق خیال کرتا تھا کہ کیا کروں کہ فراغت قلب حاصل ہو دل میں یہ بات یک بیک آئی کہ جو بات اور جو کام ضرور نہ ہو نہ اس کو دیکھو نہ سنو نہ اس کا تصور دل میں کرو خواہ یہ چیزیں ماضی کے متعلق ہوں یا مستقبل کے۔

تحقیق: بارک اللہ تعالیٰ فی فہمکم ذلک کذلک۔ (النورص 302)

بیداری اور خواب میں طبعی تفاوت

حال: جاگتے میں حضرت سے بات نہیں کر سکتا اور خواب میں جب کبھی اتفاق گفتگو کا ہوتا ہے تو نہایت بے تکلفی ہوتی ہے حالانکہ قاعدہ کی رو سے خواب میں بھی تکلف ہونا چاہیے اس کا کیا سبب ہے۔

تحقیق: اگر طبیعت کا غلبہ ہوتا تو وہی بات ہونا چاہئے تھا جو لکھی ہے لیکن حقیقت کا بفضلہ تعالیٰ غلبہ ہے اور حقیقت میں واقع ہے مناسبت تامہ اس لئے خواب اس کا ظہور ہوتا ہے۔ (النورص 290)

نماز میں جوش قلبی کو ضبط کرنا

حالتیں خادم کی یہ ہیں بعض دفعہ جب نماز حضرت کے پیچھے پڑھتا ہوں یا تنہا پڑھتا ہوں تو قلب میں جیسے ہنڈیا میں جوش ہوتا ہے ویسا ہی جوش اٹھتا ہے اور چیخنے کو جی چاہتا ہے مگر یہ بات حاجب ہو جاتی ہے۔

شیخ کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے　　　نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

تحقیق: ہاں نماز میں ضبط ہی محمود ہے۔ (النور ص 302)

حال: دل ایسا سخت ہے کہ ایسی حالت میں بھی رونا نہیں آتا۔

تحقیق: جب رونا نہ آنے پر افسوس ہوا تو دل سخت کہاں ہوا معلوم ہوا کہ تربیۃ السالک کو بغور نہیں دیکھا۔ (النور ص 406)

حال: دو ہفتہ سے خصوصاً یہ حالت ہے کہ بعض اوقات کی نماز میں اس قدر رقت طاری ہو جاتی ہے کہ صاف الفاظ نہیں نکلتے اور گھنٹوں نماز ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور بعد ختم نماز بھی دیر تک رقت طاری رہتی ہے۔

تحقیق: الحمد شریف اور چھوٹی تین آیتوں کی مقدار قرأت واجب ہے اگر اسکے حروف صاف نہ ہوں تو مکرر صاف پڑھا جائے اور اس کے بعد صاف نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں۔ (النور ص 444)

آثار غلبہ وحشت

بعض وقت طبیعت بہت گھبراتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ جلدی کسی طرح دنیا مٹ جائے جس سے نجات ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانا نصیب ہو کبھی کبھی یہ جی چاہتا ہے کہ کسی سے بات چیت کروں اور ادھر ادھر گھومتا پھروں یا ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں کوئی کسی حرکت پر معترض نہ ہو۔ پس تھوڑی دیر کے بعد پھر خیال بدل جاتا ہے مگر کام میں یکجہتی پھر بھی نہیں ہوتی عجیب ناگفتہ بہ حالت ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں بالکل جنوں کی سی حالت ہے حضور دعا فرمائیں۔

تحقیق: جو حالت لکھی ہے یہ آثار ہیں غلبہ وحشت کے اصل میں یہ وحشت عن الدنیا ہے عن الدین نہیں ہے۔ ورنہ دنیا کے مٹنے اور خدا کی طرف جانے کا تقاضا نہ ہوتا پس یقیناً وحشت عن الدین نہیں ہے مگر اس کا ایک لون یہ بھی ہے کہ یہ وحشت فی الدین بھی ہونے لگتی

ہے چونکہ تحقیق اس دین کا بھی دنیا میں ہے پس اس وحشت کو دین سے اقتران عارض ہو جاتا ہے حال و محل کا تعلق نہیں ہے جیسا کسی کو کوئی غم ہوا اور وہ غم نماز میں بھی رہے تو نماز اس غم کا ظرف تو ہے مگر خود وہ غم نماز سے تو نہیں۔(النور ص 312)

تمنائے رویت اللہ میں دعا سفر آخرت

حال: سخت طبیعت گھبراتی ہے کسی کام میں کسی جگہ طبیعت نہیں لگتی پریشان ہوں طبیعت میں اضطراب رہتا ہے کہیں سکون وچین نہیں ہے اپنی زندگی ہی سے طبیعت گھبراتی ہے اور بہت گھبراتی ہے اور جہاں غور کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے زندگی کے ایام بہت کم رہ گئے ہیں ایک گھنٹہ کا اعتبار نہیں معلوم ہوتا عقلاً ہی نہیں بلکہ طبعاً' قید خانہ میں محبوس معلوم ہوتا ہوں۔

لوگ نکاح کی فکر میں ہیں اکثر جی چاہتا ہے انکار کر دوں اور لکھ دوں کہ میں مخدوش حالت میں ہوں اس لئے نہیں کرتا مگر پھر رک جاتا ہوں کہ شرعاً گناہ نہ ہو جائے۔ نیز لوگ اس کا مطلب کیا سمجھیں گے جو مناسب ہو تحریر فرمایئے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب حالات محمود ہیں مبارک ہو رویت کی تمنا کے تقاضا پر یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ رویت جلدی نصیب ہو اس کا حاصل تمناء تعجیل سفر آخرت ہے جو شوقاً للقاء درست ہے اور نکاح کے بارے میں یہ عمل رکھئے۔

اب ان حالات میں کمی یا اضمحلال کا ہونا کیا باعث ملال ہے اور اس پر حالت کے کم ہونے سے زیادہ افسوس کروں۔ تحقیق۔ یہ اس سے بھی ارفع ہے کہ اوفق بالسنۃ ہے۔(النور ص 314)

بی بی سے محبت کا غیر مضر ہونا

حال: حضرت آج کل ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں وہ یہ کہ اپنی بی بی سے زیادہ محبت ہو گئی ہے جسکی وجہ سے معمولات میں حرج واقع ہوتا ہے جس کا علاج ضروری معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اس محبت کو مائل الی اللہ کر دیا جائے۔

تحقیق: بی بی سے خواہ کتنی ہی محبت ہو مذموم و مضر نہیں' ہاں وہ محبت دین واعمال دین سے مانع نہ ہونا چاہئے سو یہ امر اختیاری اور متعلق ہمت کے ہے اور حضور وغیبت کا تفاوت

امر طبعی ہے کیا حضرت حنظلہ کا شبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب آپ کو معلوم نہیں باقی دعائے خیر کرتا ہوں۔(النورص319)

سوال۔ایک اور بات اکثر خیال میں آتی ہے اس سے متفکر ہوں کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے وہ یہ کہ اہلیہ کے انتقال کو ساڑھے دس ماہ کا عرصہ ہو گیا مگر ان کا خیال کسی وقت دور نہیں ہوتا جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سے اس قدر بھی تعلق نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے تعلق کے ہوتے ہوئے غیر اللہ کی مفارقت کا افسوس کیا معنی رکھتا ہے اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو کس منہ سے حاضری ہوگی چاہئے یہ تھا کہ غیر اللہ سے محض ضابطہ کا تعلق ہوتا اور تعلق قلبی حق تعالیٰ جل شانہ سے ہی ہوتا۔یہاں اس کا عکس ہے نماز میں اس قدر حضور نہیں ہوتا جس قدر قبرستان میں جی لگتا ہے مرحومہ کی قبر پر جمعہ کے جمعہ جاتا ہوں وہاں سے واپسی کو دل ہی نہیں چاہتا۔

تحقیق: حلال محبت میں ایسا انہماک اگر غیر اختیاری ہو جس سے اعمال ضروریہ دینیہ میں خلل نہ آئے ذرا بھی دین میں مضر نہیں نہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت میں کمی ہوتی ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ یہ محبت طبعی اور اللہ تعالیٰ کی محبت عقلی تو یہ دونوں ایک قلب میں جمع ہوسکتی ہیں اور اگر حق تعالیٰ کی محبت قلب میں نہ ہوتی یا کم ہوتی تو اس حالت سے فکر وغم ہی نہ ہوتا بالکل اطمینان رکھیں اگر اس حالت پر موت بھی آ گئی تو ذرہ برابر بھی خطرہ نہیں البتہ دوسرے مصالح پر نظر کر کے اگر نکاح کر لیا جائے تو نفع ہے۔(النورص563)

امور طبعیہ کا قابل التفات ہونا

حال: ایک امر دریافت کرتے ہوئے شرم تو آتی ہے مگر دل میں کھٹکا پیدا ہو گیا ہے بمجبوری بے حیائی اختیار کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چند روز سے مجھے ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جب کبھی نوبت جماع کی آتی ہے تو بعد الفراغ ایسی کچھ طبیعت مکدر ہوتی ہے جیسے کسی معصیت کا ارتکاب ہو جانے پر انفعال ہوتا ہے۔

تحقیق: ایک حال ہے کہ توجہ الی غیر الحق بالمحبت سے طبعاً انقباض ہوتا ہے امور طبعیہ مذموم نہیں یہ از خود رفع ہو جائے گا۔(النورص324)

حال: احقر ایک ہفتہ سے بہت پریشان ہے وجہ یہ کہ دو ہفتہ سے اس قصبہ میں بیماری طاعون کی ہے گوٹیپ ہی ٹاپ ہے زوروں سے نہیں ہے لیکن تاہم خدا جانے کیوں میں اپنے کو پریشان پاتا ہوں گو اپنے کو بہت سمجھاتا ہوں لیکن کوئی اطمینان کی صورت نہیں نظر آتی واللہ اعلم موت سے کیوں اس قدر خوف کھا رہا ہوں اس سے صاف اپنے ضعف ایمان کی علامت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک امر طبعی ہے میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ سے جن کے کمالات پر اتفاق ہے سنا ہے ایک بار فرماتے تھے مجھ کو موت سے بہت ڈرلگتا ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے۔ من احب لقاء اللہ وہ عین موت کے قرب کی حالت ہے سب مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے اور اولیاء اللہ سے جو اشتیاق موت منقول ہے وہ بھی ایک حالت ہے جو غیر اختیاری ہے جیسے کہ خوف غیر اختیاری ہے اور امور غیر اختیاریہ کی نہ تحصیل مامور بہ ہے نہ ازالہ بالکل تسلی رکھیں۔

حال: رات کو جب سوتا ہوں تو صبح کی امید نہیں معلوم ہوتی کہ خدا جانے صبح کیسے گزرے گی۔ تحقیق۔ یہ تو محمود بلکہ مقصود حالت ہے۔

حال: لہٰذا حضور سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ حضور میرے ایمان کے استقلال کیلئے دعا فرمائیں۔ تحقیق۔ دعا سے انکار نہیں مگر یہ استقلال کے خلاف نہیں۔

خوشی عقلی کا مطلوب ہونا نہ طبعی کا

حال: اکثر نماز ادا کرنے کے بعد دل میں کسی قسم کی خوشی ہوتی ہے مگر ایک روز کا واقعہ ہے کہ میری طبیعت بے حد خراب تھی اور بعینہ میرا یہ خیال تھا کہ اب میں چند منٹوں کا مہمان ہوں ایک قسم کا جوش میرے دل میں پیدا ہوا کہ توبہ وغیرہ کرنا چاہئے اگرچہ میں نے توبہ وغیرہ کی مگر کسی قسم کی خوشی میرے دل میں نہ ہوئی۔

تحقیق: خوشی عقلی کافی ہے اور وہی مطلوب ہے طبعی خوشی، البتہ ہے اسباب متعدد کے ساتھ جن میں سے ایک صحت بدنی و اعتدال مزاج بھی ہے اس کے نہ ہونے سے یہ خوشی نہیں ہوتی جو قابل التفات نہیں۔ (النور ص 325)

دعا میں جی نہ لگنے کا علاج

حال: مہینوں سے میری یہ حالت کہ دعا میں بہت عجلت کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ ذرا دیر تک دعا مانگوں۔ تحقیق۔ باوجود دل نہ لگنے کے دیر تک دعا کریں اس سے لگنے لگے گا۔ (النور ص 328)

کیفیت حسی کا محسوس نہ ہونا

حال: ان اذکار سے کوئی کیفیت حسی محسوس نہیں ہوئی ہاں خیال کرنے سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بندہ پہلے اکثر تمام نماز غفلت کے ساتھ پڑھ لیتا تھا اور ان ایام میں اکثر حصہ یا تو قرآن شریف کے الفاظ و معنی کا حضور رہا یا یہ کہ خدائے عزوجل کے سامنے کھڑا ہوں یہ خیال پیدا ہوا بظاہر اعضا میں بھی نماز کے وقت تذلل کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اس کے سامنے کیفیت حسی کیا چیز ہے۔ (النور ص 334)

اختلاج قلب کا علاج

حال: ایک ہفتہ سے تقریباً کبھی کبھی جب اچھی باتیں (خدا اور رسول کی) سن لیتا ہوں تو اختلاج ہونے لگتا ہے اور بار بار یہ جی چاہتا ہے کہ خوب زور سے چیخیں مار مار کر روؤں۔

تحقیق: ضرب و جہر چھوڑ دیجئے اور طبیب سے تعدیل مزاج کرائیے۔ (النور ص 338)

شوق موت

حال: ایک مدت سے یہ حال ہے کہ جب کبھی جوش ہوتا ہے کہ مرنے کو جی چاہنے لگتا ہے حاضری دربار الٰہی کا شوق ہو جاتا ہے اور موت سے ڈر نہیں لگتا پھر سوچتا ہوں تو ڈرنے لگتا ہے کہ اعمال کا یہ حال ہے اور کس بنیاد پر یہ جرأت مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ خواہ مخواہ دل یہی کہتا ہے تم بخش دیئے جاؤ گے بلا اعمال بھروسہ ہو رہا ہے۔ یہ کیا بات ہے۔

تحقیق: ماشاءاللہ یہ اقرب دلائل مقبولیت ہے۔ (النور ص 345)

گوشہ نشینی

حال: کام بحمداللہ جاری ہے ترقی کم و بیش کر رہا ہوں کوتاہی میری ہی طرف سے ہوتی

ہے۔ ورنہ وہاں سے عطا میں کیا کمی ہے اکثر یہی جی میں آتا ہے کہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاؤں۔ صد کتاب وصد ورق در نار کن۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ حالات محمود سے مسرت ہوئی۔ حب الترک بعض اعتبار سے خصوص بعض اوقات میں ترک سے بھی افضل ہے کہ ترک میں بعض اوقات خطرہ بھی ہے جبکہ ضعف قلب سے تشویش کا احتمال ہو۔ بخلاف حب ترک کے کہ محض بے خطر ہے۔ اور بحکم نیته المومن خیر من عمله اجرو اثر میں اس کا متقارب پس فی الحال اس پر اکتفا کیا جائے۔ جب وقت آئے گا خود غیب سے اس کے اسباب مہیا ہو جائیں گے۔ مجموعہ حالتیں میں یہ مضمون نقد حال ہونا چاہیے۔

چونکہ بر میخت بہ بندو بستہ باش　　چوں کشاید چابک و برجستہ باش

کسل کا علاج

(از النور ص 346)

حال: کچھ عرصہ سے اس قدر خیالات پریشان رہتے ہیں کہ سوائے پنج وقتہ نماز کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ بارہا ارادہ کرتا ہوں اور ذکر شروع بھی کر دیتا ہوں پھر چھوٹ جاتا ہے جس پر افسوس بھی ہوتا ہے۔ یوں تو سراپا گنہگار ہوں پر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس گناہ کا وبال ہے بعینہ یہ حالت ہے شعر۔

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد　　پر طبیعت ادھر نہیں آتی

والدہ...... کے انتقال کو سال بھر سے زائد زمانہ گزر گیا لیکن اب بھی کثرت سے بے اختیار خیال آ جاتا ہے۔ اور بعض وقت قلب کو بے چین کر دیتی ہے ممکن ہے کہ یہ حزن اس کا سبب ہو۔ عرض حال کے بعد امیدوار ہوں کہ جو بندہ کیلئے مناسب تدبیر ہو ارشاد فرمائیں کہ اس پر عمل کروں اور دعا بھی فرمائیں کہ خدا توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: اسباب کسل کے مختلف تھے۔ بڑا سبب اپنے ہم خیال کا نہ ہونا ہے سفر ظاہری بھی تنہا مشکل سے قطع ہوتا ہے کوئی رفیق ڈھونڈیئے۔ (النور ص 346)

ضعف قلب کا علاج

حال: تہجد کے وقت نفلوں کے ادا کرنے اور ذکر کرنے میں ایک قسم کا خوف معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: کسی کو پاس رکھئے گو خلوت نہ ہو اس کا سبب ضعف قلب ہے۔ (النور ص 353)

قلب کا جاری ہونا

حال: قلب کے جاری ہونے کو بصدقہ جناب کے جوتے اٹھانے کے نہ مقصود سمجھتا ہوں اور نہ ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن ہمیشہ یہ خیال آتا رہتا ہے کہ قلب جاری ہو جائے۔

تحقیق: اس خیال سے تو کبھی جاری ہو ہی نہیں سکتا اور قطع نظر کرنے سے اس کا شبہ بھی ہے۔ لیکن یہ امر قابل تحقیق ہے کہ آپ جاری ہونے کے معنی کیا سمجھتے ہیں۔ (النور ص 354)

سوال۔ اگر نماز میں کوئی شخص بالقصد ذکر قلبی یا ذکر لسانی کرے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں قلب جاری ہونے کی کیا تعریف ہے اور کیا صاحب قلب کو اس کا علم ہوتا ہے۔

جواب۔ نماز میں نہ ذکر لسانی کرے نہ قلبی خود توجہ الی الصلوٰۃ اس میں مطلوب ہے قلب جاری ہونا کوئی اصطلاح فن کی نہیں۔ مطلوب ذکر میں ملکہ یادداشت ہے خواہ اس کا کچھ ہی نام رکھ لیا جائے۔ (النور ص 407)

آثار محبت و عظمت

حال: حضرت جی اکثر یہ حالت رہتی ہے کہ تین چار دن تک تو حق تعالیٰ کی محبت و عظمت قلب میں رہتی ہے کہ جس سے قلب میں ایک نور سا معلوم ہوتا ہے اور حظ رہتا ہے اور جملہ عبادات نماز ذکر و قرآن شریف سب میں یہی حالت رہتی ہے اور پھر تین چار روز کیلئے کچھ بھی نہیں رہتا نہ وہ محبت رہتی ہے نہ وہ عظمت۔

تحقیق: محبت و عظمت تو دونوں حالت میں محفوظ ہے صرف ان کا لون مختلف ہے کسی قبض کبھی بسط سو خصوصیت کسی لون کی مقصود نہیں۔ اسی طرح حظ و لذت بھی مقصود نہیں۔

آثار تجلی تنزیہ

حال: ایک روز ذکر کے وقت حالت مشابہ خواب کے ہو کر یہ نظر آیا کہ اللہ تعالیٰ کے قریب میں ہوں لیکن ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے بہت ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ مگر پردہ دار پر نہ نظر پڑی۔

حضرت یہ کیا بات تھی کیا تجلی الٰہی تھی یا کچھ تخیلات کے کرشمے ہیں۔

تحقیق: غالباً تنزیہ کے ساتھ تجلی تھی۔ جو نظر آنے سے اکمل ہے کہ اس نظارہ میں نظر آنا تشبیہ کے

خواص سے ہے اور تنزیہ اقرب ہے بہ نسبت تشبیہ کے گو ہماری ادراک کی ہوئی تنزیہ سے بھی وہ عالی ہیں۔

ما بری از پاک وناپاکی ہمہ ۔۔۔۔۔۔ وزگراں جانی وچالاکی ہمہ

(از النور ص 360)

آثار ہیبت

حال: پھر معمولی تلاوت کلام اللہ کرنے لگی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا جانے کہاں کی دولت مل گئی ہے۔ اپنی یاد پھر کبھی اتنی حضور وشوق سے میں نے تلاوت نہیں کی۔ شب کو پھر وہی قبض کی حالت یاد آئی۔ تو نہایت رنج ہوا کہ توبہ کے وقت نہ معلوم اس قدر دل وزبان رکی کیوں جاتی تھی۔

تحقیق: یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے جو ایک رفیع حالت ہے اور یہ کیفیت وہیئت میں مشابہ قبض کے ہوتی ہے سبب اس کا غایت درجہ کی عظمت ہے اور یہ علامت ہے غلبہ عقل کی طبیعت پر اور اس پر کچھ حیرت بھی مل گئی ہے۔ اگر اس وقت جوش وخروش ہوتا تو وہ علامت ہوتی طبیعت کے غلبہ کی عقل پر جو اس کی پہلی حالت کے برابر نہیں۔ مبارک ہو۔ (النور ص 361)

حال: ان دنوں بوقت دعا رقت بہت طاری ہوتی ہے اور دل میں خوف وہیبت ہوتی ہے کہ یہ مانگوں اور شاید مرضی کے خلاف ہو۔ لہٰذا اس کی رضا ہی طلب ہوتی ہے اور کسی خاص امر کی طلب کی ہمت نہیں ہوتی۔

تحقیق: یہ حالت ہیبت کی احوال رفیعہ سے ہے۔ جب تک اس کی خود بخود تعدیل نہ ہو اس حال کا اسی طرح اتباع کرتے رہیں دعا کرتا ہوں۔ (النور ص 407)

سوال۔ اگر کوئی شخص کیفیات اور واردات کو مقصود نہ سمجھے بالکل یقین ہے کہ یہ مقصود نہیں اور سمجھتا ہے کہ ان کے حصول سے مقصود کو پہنچنا آسان ہوتا ہے کیونکہ وہ سب شوق دلانے والے ہوتے ہیں اور اس سے مزا آتا ہے بس اس خیال سے اگر اس کی خواہش کرے اور اس کیلئے دعا کرے اور اس کو چاہے تو کیسا ہے کیا سالک کیلئے اتنی گنجائش ہے۔

جواب۔ دعا کا مضائقہ نہیں بشرطیکہ عدم اجابت سے ذرا قلق نہ ہو اور اس کی تدبیر نہ کرے۔ (النور ص 480)

حال: حضور والا نماز میں دلچسپی اور خضوع وخشوع پیدا ہو گیا تھا وہ حضرت کو اطلاع

دینے کے بعد فوراً جاتا رہا۔
تحقیق: وہ کیفیات معتبر ہی نہیں جو مصلح کو اطلاع دینے سے جاتی رہیں اطلاع دینا ضروری ہے خواہ ایک کیفیت بھی نہ رہے۔ کیفیات غیر اختیاریہ مطلوب ہی نہیں۔ ہاں جو امور اختیاری ہیں ان میں کوتاہی نہ ہونا چاہئے جیسے نماز میں قلب کو خود حاضر کرنا گو حاضر نہ رہے۔ (انور ص 527)

کیفیات فنا

حال: جمعہ سے آج تک تو جو بعض اعتراض فاسدہ از خود بے اختیار پیدا ہوتے تھے وہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ چلے گئے۔ اب تو اپنے کو مردہ بدست زندہ سمجھتا ہوں۔
تحقیق: یہی حالت فنا شرط فیض ہے۔ (انور ص 370)

حصول جمعیت کا طریقہ

حال: عرض ہے کہ جتنا چلتے پھرتے وظیفہ پورا کرنے میں جمعیت قلب ہوتی ہے۔ اتنا ایک جگہ بیٹھے حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت یہ راز سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے اگر اس کیلئے کوئی علاج ہو تو مرحمت فرمانا کہ بیٹھے بھی اتنی جمعیت قلب حاصل ہو۔
تحقیق: کوئی کیفیت خاص مقصود نہیں۔ اعمال کا انضباط اور ان پر مداومت چاہئے۔ خواہ کچھ ہی کیفیت ہو یا نہ ہو اس لئے ضرور ہے کہ بیٹھ کر بھی کچھ معمول زیادہ مقدار میں رکھا جائے یہی طریقہ جمعیت حاصل ہونے کا بھی ہے۔ یہ نہیں کہ اول جمعیت ہو پھر آپ بیٹھیں۔ (انور ص 375)

آثار ضعف قلب

حال: جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو کبھی یہ ہوتا ہے کہ جو حروف پڑھا جاتا ہے بلند آواز ہوتی ہے اور نماز میں بھی کبھی زمین سے پاؤں ابھرتے اور آنکھ بند ہوتی ہے اور اندر سے آواز ہم ہم نکلتی ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ذکر ہوتا ہے تو فدوی کی یہ حالت ہوتی ہے اور امام نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں کبھی اس وقت بھی آنکھ بند ہو کر زمین پر لوٹتا ہوں اور ہاتھ اوپر اٹھتے ہیں اور زبان سے ہائے ہائے نکلتا ہے اور وظائف میں بھی کبھی آواز بلند ہوتی ہے۔
تحقیق: اس اختلاف کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر ایسی حالت والا متقی متشرع ہے تو یہ حالت

وارد رحمانی کا اثر ہے اور اگر غیر متقی وغیر متشرع ہے تو شیطانی اثر ہے اور ضعف قلب کی آمیزش دونوں حالتوں میں ہے۔ (النور ص 391)

جذب الی اللہ

حال: گزشتہ ہفتہ میں کئی دن جناب حق تعالیٰ شانہ کی طرف بہت ہی کشش اور خیال و سرور رہا جیسی کیفیت عشقیہ کی سی حالت ہوتی ہے اور ہر وقت ذکر کرنے کو دل چاہتا تھا حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ نہایت انس اور ذکر میں لذت ولطف تھا مگر اب کچھ دن سے وہ حالت بہت ہی کم ہوگئی حضور دعا اور اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: ایسی حالت اگر گاہ بگاہ بھی ہو جائے بڑی نعمت ہے اور گو اس حالت کا غلبہ نہیں رہا مگر اثر باقی رہتا ہے اس لئے اس کو زوال حالت نہ سمجھا جائے۔ فقط (النور ص 402)

کیفیت عشقیہ

حضور والا کی برکت سے اخیر شب میں نفل اور چھ تسبیح تہلیل اور چھ تسبیح اسم ذات دوضربی اور بوقت فرصت اسم ذات مبارک یک ضربی کا بھی ورد رہتا ہے۔ اب حضور والا حالت یہ ہے کہ کسی کسی وقت کیفیت عشقیہ کا اثر ہوتا ہے اور کبھی کچھ نہیں کسی وقت بہت سخت کشش ہوتی ہے مگر ضبط کرتا ہوں کہ اگر چلاؤں ہائے ہائے کروں تو طلبہ کیا کہیں گے۔

تحقیق: جو حالت لکھی ہے بس میں اپنے دوستوں میں اسی کا تو انتظار کیا کرتا ہوں بہت خوشی ہوئی۔ مکرم من ضبط نہ کیا کیجئے۔

نسازد عشق را کنج سلامت   خوشا رسوائی کوئے ملامت

اور ریا قصد سے ہوتی ہے یوں لپٹتی نہیں پھرتی۔ (النور ص 405)

کیفیات غیر اختیاریہ نہ ہونے کا علاج

حال: جو جوش اور کیفیت پہلے تھی اب اس میں کمی ہے حالانکہ کسی معمول میں کوئی کمی بفضلہ تعالیٰ اپنے خیال میں نہیں ہوئی۔ اگرچہ مقصود نہیں ہے مگر بعض وقت معین ہو کر سہولت پیدا کر دیتا ہے اس وجہ سے خیال اس کے مطلب کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

تحقیق: اس کا مضائقہ نہیں مگر طریق اس کا دعا ہے نہ کہ سعی و اکتساب۔ (النورص406)

نماز میں حضور قلبی نہ ہونے کا علاج

حال: نماز میں حضور قلبی کچھ جاتا رہا ہے خدا جانے کیا بات ہے اصلاح کی ضرورت ہے۔
تحقیق: تدبیر کا استعمال اختیار میں ہے اگر ثمرہ نہ ہو کچھ ضرر نہیں۔ (النورص406)

تمنائے استحضار تام حق تعالیٰ

حال: شروع میں حدیث النفس کا بہت غلبہ رہا جس سے بہت الجھن رہتی تھی بلکہ یاس ہو چلی تھی مگر الحمد للہ اب قدرے کمی ہے اور بفضلہ تعالیٰ سکون قلب میسر ہوتا جاتا ہو۔ احقر کو اس کی ہمیشہ تمنا رہتی ہے کہ حق تعالیٰ کا استحضار تام ہر وقت میسر رہے اور اس کی جس حد تک ترقی مطلوب ہو اس حد تک پہنچ جائے۔ اس کے فقدان یا کمی سے قلب متوحش رہتا ہے اور جب بزعم خود ذرا بھی میسر ہوا بس تسلی اور راحت قلب نصیب ہو جاتی ہے۔ آیا اس کیفیت کا منتظر یا کوشاں رہنا تو کیفیات غیر مقصودہ کے درپے ہونے کی قبیل سے نہیں ہے۔
تحقیق: نفس کیفیت تو مقصود ہے اور اختیاری بھی ہے مگر اس میں مبالغہ غیر مقصود ہے اور غیر اختیاری ہے۔ پس اول کیلئے سرسری توجہ کافی ہے سو کیجئے اور ثانی کیلئے کاوش نہ کیجئے اس تقریر سے امید ہے کہ سب اجزاء سوال کے حل ہو گئے۔ (النورص408)

حال: غرض احقر کی دلی آرزو ہے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کے ساتھ قلب کو ایک قرب خاص حاصل رہے اور اس کی یاد کسی وقت کسی حال میں دور بلکہ مضمحل تک نہ ہو اور حلاوت ایمان قلب کو نصیب ہو جائے اور جملہ رذائل نفس سے نجات حاصل ہو۔
تحقیق: ہاں آرزو کے درجہ میں یہ مطلوب ہے اور اس کا طریقہ دعا ہے دعا کیا کیجئے۔

حال: اللہ تعالیٰ حضور کی دعا و توجہ کی برکت سے اس چلہ میں جملہ مرادات حسنہ بر لائے

بے عنایات حق و خاصان حق   گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

الحمد للہ اب امید ہو چلی ہے کہ انشاء اللہ کثرت کلام سے نفرت حاصل ہو جائے دعا فرمائیں۔ تحقیق۔ ہاں دل و جان سے۔ (النورص409)

کدورت قلبی کا علاج

حضرت جتنا وقت چمڑہ کی خرید وفروخت اور انتظامات میں گزرتا ہے اوراس میں جو مشغولی ہوتی ہے اگر چہ بالکل الحمدللہ حدودِشریعت کے اندر ہوتی ہے اور چونکہ یہ ذریعہ معین ہے ذکر کا اس لئے الحمدللہ یہ دنیا بھی نہیں لیکن تاہم بعد فراغ اس حالت کے قلب میں کدورت اور رنج معلوم ہوتا ہے جس کا تدارک استغفار سے کرتا ہوں۔

تحقیق: عین سنت کے موافق ہے کہ ضروریات کے سبب کدورت کوبھی قبول کرے اور اس کے تدارک کیلئے استغفار بھی کرے۔ سنت ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے انه لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله الحدیث۔ (النورص 421)

احوال انتہاء سلوک

خط یکے از اجازت یافتگان

الحمدللہ سروست طریق سلوک میں کچھ شبہات نہیں معلوم ہوتے جو کچھ انتہاء اس طریق کی بطفیل آنحضرت قبلہ اپنی فہم ناقص میں آئی ہے بغرض اصلاح بے تکلف عرض کرتا ہوں امید کہ تکلیف فرما کر اصلاح فرمادی جائے وہ یہ کہ یقین کا لمشاہدہ حاصل ہوجانا۔ اپنا اور اغیار کا وجود چشم باطن میں فناء کالعدم ہوجانا بالکل یکسو ہوکر قلب کا ذکر ومذکور کی طرف متوجہ ومائل ہوجانا اور جمیع تعلقات وجملہ حالات وخیالات کا باطن سے غائب وفنا ہوجانا۔ مدام باہوش وصاحب فکر رہنا اپنے اور اغیار کی ذات بلکہ ہر دو جہاں اور جملہ ماسوا سے قلب کا بالکل آزاد وفارغ ہوجانا' رضا وتسلیم کا عادی وخوگر بن جانا' جملہ حالات وجمیع معاملات میں مشیت ومرضی مولا پر بدل وجاں راضی وخوش رہنا بس اپنے فہم ناقص کا خلاصہ عرض کر چکا۔

جواب خط۔ ماشاءاللہ لیهنک العلم خوب سمجھ گئے اللھم ادم واقم (النورص 424)

بوقت تلاوت غلبہ حال میں لفظ اللہ بآواز بلند کہنا

حال: میں نے یہ لکھ دیا تھا کہ کبھی کبھی جب میں مناجات یا قرآن وغیرہ سن لیتا ہوں تو

ایک وجدی کیفیت غالب ہوکر بلا تکلف لفظ اللہ بلند آواز سے نکل جاتا ہے حضور نے تحریر فرمایا کہ اس میں کیا حرج ہے کیا شبہ پڑ گیا۔ شبہ کچھ نہیں لیکن سنت کے خلاف مجھ کو معلوم ہوا۔

تحقیق: خلاف وہ ہے کہ بلا غلبہ حال ہو۔ (النور ص 430)

تنگی معاش کے فکر کا علاج

حال: خادم کو نماز میں بہت خلجان ہوتا ہے اور طبیعت نہیں لگتی ہے بوجہ تنگی معاش جی ہر وقت اوچاٹ رہتا ہے اور خادم کو بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ کی فرصت ہے آرزو ہے کہ کوئی دعا حضور قلب کیلئے ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: میری کتاب اکسیر فی اثبات التقدیر بغور مطالعہ کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ (النور ص 444)

مسلمانوں سے ہمدردی

حال: مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا رنج کسی وقت دل سے دور نہیں ہوتا۔ ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر سکون نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس سکون کے معنی تو یہ ہیں کہ اس کا رنج نہ ہو سو ایسا رنج تو مطلوب ہے اور سکون بے دردی ہے۔ (النور ص 457)

ذوق و خشوع کا مختلف الالوان ہونا

حال: جب سے غلام یہاں حاضر ہوا ہے تو نماز میں وہ حضور و خشوع نہیں جو من قبل تھا اور ذکر و شغل کا بھی یہی حال ہے مگر ہاں ذکر میں البتہ ذوق ہے اگرچہ قبل جیسے نہیں عدم خشوع و ذوق کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔

تحقیق: ذوق و خشوع تو ہے مگر خود اس کے الوان مختلف ہیں کسی ایک خاص قسم کے نہ ہونے سے مقسم کا انتفاء لازم نہیں آتا۔ (النور ۴۵۹)

حضور دائمی ہونا

حال: آج کل ایک ایسی حالت ہے کہ جس کو میں قلمبند نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ اتنا ضرور لکھ سکتا ہوں کہ کسی وقت غیبت نہیں ہوتی ہر وقت حضور رہتا ہے اسی وجہ سے بدن میں قوت و

ہوشیاری پوری طرح نہیں رہتی بلکہ ضعف ہوجاتا ہے۔

تحقیق: غفلت عن الحق کو غیبت کہنا اصطلاح قوم کے خلاف ہے اور خلاف اصطلاح میں کلام کرنا موہم تلبیس ہے۔ یہ کہنا چاہئے کہ غفلت نہیں ہوتی بہر حال یہ ایک نعمت عظمیٰ ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اسی وجہ سے بدن میں الی قولہ ضعف ہوجاتا ہے۔ حضور دائم کو ضعف میں دخل کس طرح ہے۔ (النور ص 460)

آثار عبادت

حال: اول تو عبادت ہوتی ہے گنی چنی مگر اس کی بھی مثال بالکل پھلجڑی کی سی ہوتی ہے۔ چھوٹنے کے بعد کچھ بھی نہیں۔

تحقیق: بالکل غلط مثال ہے کیونکہ اعمال کے انقضاء سے ان کا اثر منقضی نہیں ہوتا بلکہ جمع رہتا ہے تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نوکر جو کام کرتا ہے کام ختم ہوجاتا ہے مگر تنخواہ چڑھ جاتی ہے مگر دن یا مہینہ ختم ہونے پر ملے گی اور جس اثر کو آپ مجتمع دیکھنا چاہتے ہیں وہ مقصود نہیں جیسے کسی مزدور کو ہر وقت شلفہ نہ ملے تو وہ کہے کہ سب محنت ضائع جارہی ہے۔ (النور ص 477)

مایوسی کا علاج

حال: دو روز کی نماز مغرب وعشاء بھی غفلت کی وجہ سے قضا ہوگئی تھی جس کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں نہایت رویا اور عرض کیا کہ اے خدا یہ کس معصیت کی سزا ہے دوسری رات کو سویا تو یہ معلوم ہوا کہ غیب سے اس کا جواب ملتا ہے کہ تیرے تزکیہ باطن وترقی مراتب کیلئے ایسا کیا گیا۔ آنکھ کھل گئی خدا کی رحمت پر نظر گئی اور نہایت خوش ہوا۔

تحقیق: یہ جو کچھ وارد ہوا انکشاف ہے بعض مصالح وحکم واسرار بعض زلات کا جو بلا اختیار واقع ہوجائیں جس سے مقصود سالک کے یاس کا علاج ہے بوجہ اس کے کہ یاس سے تعطل اعمال میں اور کفران احوال میں پیدا ہونا محتمل ہے پس اس نعمت انکشاف پر شکر کرنا چاہئے اور معنی اس کے رخصت فی التساہل نہ سمجھنا چاہئے۔ (النور ص 476)

حال: اپنے ناقص افعال واعمال کی طرف ہمیشہ خیال رہتا ہے اور اسی سوچ میں رہتا ہوں کہ کب تک پوری اصلاح ہوگی کبھی تو مایوسی کبھی امید یہ دو حالتیں ہر وقت موجود رہتی

ہیں مگر مایوسی غالب رہتی ہے۔
تحقیق: میں تو متوجہ ہی ہوں مایوسی کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح کی حقیقت سمجھنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے ورنہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر تو مایوسی ممکن ہی نہیں اس لئے ضرورت ہے کہ آپ اس کی حقیقت لکھئے تا کہ جو اس میں غلطی ہو اس کو ظاہر کر دوں۔ (النور ص 545)

اتباع سنت

حال: جب میں نماز کے بعد دعا دنیا کیلئے مانگتا ہوں تو خداوند تعالیٰ کی عظمت و جبروت ایسی طاری ہوتی ہے کہ باوجود شدت ضرورت دنیوی حاجت کے دعا نہیں مانگی جاتی ہے باوجود یہ کہ چاہتا ہوں کہ تسمہ نعل بھی اسی سے طلب کرنا چاہئے۔ تحقیق۔ کیفیت وہ قابل اتباع ہے جس کے غلبہ کے وقت اس کے ضد کا خطور نہ ہو اور جب اس کی ضد بھی متحضر ہو اور وہ اقرب الی السنة ہو تو وجدانیات کے اتباع سے سنن کے اتباع کو ترجیح و تقدیم ہے۔ (النور ص 482)

آثار شیطانی

حال: یا باجہ کی آواز سے جو دروازہ مکان سے اکثر بارات وغیرہ جاتی رہتی ہیں خود بخود رونے کو جی چاہتا ہے۔ تحقیق۔ یہ شیطانی اثر ہے طبیعت کو اس طرف سے ہٹا لینا چاہئے۔ (النور ص 485)
حال: بفضل خدا مطالعہ مواعظ حضور کا بہت کیا کرتا ہوں لیکن مضمون بہت کم یاد رہتا ہے۔
تحقیق: مضر نہیں کیونکہ اس کا اثر باقی رہتا ہے جس طرح یہ تو یاد نہیں رہتا کہ میں نے کس وقت کیا کھایا تھا مگر ان غذاؤں کا جو اثر ہے یعنی قوت وہ باقی رہ جاتی ہے۔ (النور ص 532)

مایوسی کا مذموم ہونا

حال: مجھے اس حالت سے یہ بھی ڈر ہے کہ نعوذ باللہ میرا خاتمہ اسی ڈر اور نا امیدی پر نہ ہو۔
تحقیق: نا امیدی عقلی مذموم ہے یعنی یہ اعتقاد ہو جائے کہ مجھ پر ہرگز رحمت نہ ہوگی اور موجودہ حالت ایسی نہیں۔

مخلوق کا خالق سے طبعاً ڈر زیادہ ہونے کی وجہ

حال: صرف یہ خیال ہے کہ نظر روکنے کے وقت یا کسی اور گناہ سے روکنے کے وقت

حضور کا ڈر حق تعالیٰ کی ڈر کی طرح ہوتا ہے بلکہ حضور والا کا ڈر قلب میں زیادہ ہوتا ہے۔

تحقیق: مخلوق کا ڈر خالق سے طبعاً زیادہ ہونا مذموم نہیں کہ غیر اختیاری ہو اور عقلاً اعتقاداً زیادہ ہونا مذموم ہے اور آیت لانتم اشد رهبة فى صدورهم من الله کا یہی محمل ہے اور طبعاً زیادہ ہونے کی لم تین امر ہیں ایک یہ مخلوق محسوس ہے اور حق تعالیٰ محسوس نہیں اور طبعاً حاضر کا اثر زیادہ ہوتا ہے غائب سے دوسرے یہ کہ مخلوق سے تسامح کی توقع کم ہے اور خالق سے زیادہ ہے تیسرے یہ کہ مخلوق کی نظر میں ذلت ناگوار ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں ذلیل ہونا گوارا ہے۔ (النورص 503)

حقوق العباد کا فکر ہونا

سوال۔ ایک بات دریافت طلب ہے کہ اگر کسی کو دل سے حق پر سمجھا یا کسی پر حسد کیا اور کوئی اخلاق مذمومہ جس کا تعلق دوسرے سے ہو اس کا ارتکاب دل سے کیا لیکن ہاتھ اور زبان سے کوئی قصور نہیں کیا تو یہ بھی حقوق العباد میں داخل ہے اور اس کو بھی معاف کرانا چاہئے یا نہیں۔

جواب۔ چونکہ اس سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا اس لئے یہ حقوق العباد نہیں ہوئے صرف توبہ الی اللہ واصلاح آئندہ کافی ہے۔

حال: اب کیفیت عرض کرتا ہوں کہ بعض وقت بہت خوف معلوم ہوتا ہے خصوصاً مراقبہ کیوقت اور بہت طبیعت گھبرائی ہے اور ایسا جی چاہتا ہے کہ ابھی چلا جاؤں اور حقوق العباد سے چھٹکارا کر کے تب آؤں لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کس کس مشکل سے یہاں آنا نصیب ہوا اور یہیں کی بدولت تقاضا پیدا ہوا اور جا کر معلوم نہیں کب چھٹکارا ملے یہاں اور تین ماہ رہ جاتا ہے تو کچھ پختگی آجاتی غرض جانے کو بھی جی نہیں چاہتا یہاں سے جانا گویا جنت سے علیحدہ ہونا ہے۔

تحقیق: چونکہ عزم ہے اداء یا ابراء حقوق کا اس لئے یہاں رہنے کے سبب جو اس میں توقف ہوگا مضر نہیں اور جن حقوق کی صفائی بذریعہ خط یا وکیل کی ہو سکے اس میں توقف کی بھی ضرورت نہیں۔ (النورص 564)

حال: ملخصاً ایک دوست کے بچے میری نگرانی میں پڑھتے ہیں وہ ان کیلئے خرچ بھی دیتے ہیں میں نے عزیمت پر عمل شروع کیا کہ حساب میں ایک پیسہ کی غلطی نہ ہو مگر اشتراک

میں نہ ہوسکا اور جدا انتظام بھی ممکن نہ ہوا پھر ایک رقم بالمقطع کھانے کی کرلی وہ رقم اتنی ہے کہ یقیناً ان کا کچھ بچتا ہی ہوگا گو میں ان بچوں کی راحت ورغبت کا ہر طرح خیال رکھتا ہوں مگر میرے دلخواہ اس میں کامیابی نہ ہوئی اور رخصت پرعمل کیا جس پر وہ دوست دل سے راضی بھی ہیں۔

تحقیق: عزیمت اور رخصت دو درجے وہاں ہوتے ہیں جہاں صاحب حق یہ دو درجے خود مقرر کرے اور جب ان دوست کی طرف یہ تقسیم نہیں ہے تو جس کو آپ رخصت سمجھے میں وہ عزیمت ہی ہے۔ (النور ص 533)

آثار تمکین

حال: کمترین دست بستہ عرض کرتا ہے کہ حسب فرمان حضور والا اعمال ظاہرہ وباطنہ کا پہلے سے اب زائد اہتمام رکھتا ہے اور چند امور کی پابندی تو بہت دنوں سے کرلی ہے۔ قلت کلام اختلاط مع الانام گوشہ تنہائی اس لئے کہ کوئی کام بنیادی ضروری میرے ذمہ نہیں جو ان کی ضرورت پڑے اگر کبھی اتفاق ہوجاتا ہے۔ ابتلاء کا تو فوراً اس کی مضرت محسوس ہوتی ہے۔ حضور اس عریضہ کے جواب آنے کے بعد یہ سب تخیلات کم ہوگئے حاضری کے بعد دومرتبہ سخت توحش ہوا مگر پھر حضور کی عنایت سے طبیعت سنبھل گئی اب موجودہ کیفیت یہ ہے کہ ذکر اللہ کے وقت کبھی تو ایسی حضور ہوجاتی ہے کہ گویا دیکھ رہا ہوں اور نہایت ادب سے اور خشوع وخضوع سے سامنے ذکر کررہا ہوں اور اپنی ناکامی عرض کررہا ہوں کبھی مشاہدہ کی سی حالت نہیں رہتی مگر قلب کو خیال ذات باری عزاسمہ محیط رہتا ہے اور اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی کے تصور کرنے سے پھر وہی کیفیت ہوجاتی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ تمکین کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے اس مکتوب کے مضامین سے بہت مسرت ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ یوماً فیوماً مقصود سے قرب ہوتا جائے گا۔

کوئے نومیدی مرو کامید ہاست   سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

باقی اہل طریق کے یہاں مقرر ہے کہ طلب مقصود ہے وصول مقصود نہیں شرح اس کی یہ ہے کہ مقصود کے حصول کا قلب میں تقاضا نہ رکھے کہ یہ بھی حجاب ہے کیونکہ اس تقاضے سے تشویش ہوتی ہے اور تشویش برہم زن جمعیت وتفویض ہے اور جمعیت وتفویض ہی شرط وصول ہے اس کو خوب راسخ کرلیا جائے کہ روح سلوک ہے وھو من خطائص المواہب

الامداد یہ قلما تنبہ لہ شیخ من مشائخ الوقت۔ (النور ص 509)

آثار عروج ونزول

حال: کمترین کے پوتا پیدا ہوا ہے اکثر بیمار رہتا ہے اس کی دادی نے تعویذ کیلئے مجھ سے کہا جناب مولانا...... صاحب سے ایک تعویذ لیکر چلا راستہ میں خیال آیا کہ (مسمی کو چھوڑ کر اسماء کی توجہ کرنا اللہ تعالیٰ سے عرض کرو جو کچھ عرض کرنا ہے) یہی الفاظ ہیں جو اس وقت متصور ہوئے۔ تعویذ لا کر دیدیا اور کہہ دیا کہ ابھی رکھ دو یہ واقعات اس لئے عرض کئے کہ ایسے مواقع میں کیا مناسب ہے اور کیا کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ عروج کے آثار سے ہے اور نزول اس سے بھی اکمل ہے وہ یہ کہ ہمارا استار تبہ نہیں جو توجہ الی المسمی بلا واسطہ اسماء کے قابل ہوں اسی راز سے واذکر اسم ربک فرمایا گیا۔ (النور ص 512)

آثار خشیت وضعف قلب

حال: اور ایک مشکل اور پیش آئی وہ یہ کہ مقبرہ میں زیارت کیلئے جب کبھی جاتا ہوں تو جب مقبرہ اور مردوں کا خیال کرتا ہوں تو اپنا کیا حال ہوگا اس خیال کے بعد ایسی حالت ہوتی ہے کہ بہت شدت کے ساتھ اندر سے چیخ آتی ہے اور قریب قریب بے ہوش ہو جاتا ہوں اس وقت بہت ضبط کے ساتھ چیخ کو ضبط کرتا ہوں۔

تحقیق: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے اور کبھی خشیت مطلوبہ اس کا منشاء ہوتا ہے چند روز میں اسکا اندازہ ہو جائے گا احتیاط کسی تدبیر تقویت قلب کا استعمال کر لیا جائے۔ (النور ص 515)

آثار قبولیت صلوۃ

حال: جب آپ فجر و مغرب و عشاء میں نماز جماعت کے اندر تلاوت قرآن میں کوئی سورت تلاوت کرتے تھے تو بندہ آپ کے پیچھے اگلی صف میں ہوتا تھا جو کلمات قرآن آپ کی زبان سے نکلتے تھے وہ نور کے ٹکڑے بن کر سب مقتدیوں کے اوپر کو پھیل کر اوپر کو چلے جاتے تھے۔ بندہ نے بھی بہت حافظوں کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں مگر ایسا معاملہ کسی حافظ کے پیچھے نہیں گزرا۔

تحقیق: شاید حق تعالیٰ نماز و قرآن کو قبول فرما لیتے ہوں اگرچہ میں اس قابل نہیں۔

حال: بندہ کے دل پر ہمیشہ نماز کے اندر وسواس گزرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو ایک سفید پتلا سامنے کھڑا نظر آتا رہتا ہے اور اگر بندہ اس کی طرف خیال کرتا ہے تو نماز میں بے ہوشی ہوجاتی ہے اور اگر خیال نہ کیا تو وہ سامنے سے جاتا نہیں ہے جب تک نماز پڑھتا رہتا ہوں وہ اسی طرح نظر آتا رہتا ہے اور اگر آنکھیں بند کرلوں تو نماز میں بے ہوشی ہوجاتی ہے اب یہ فرمائیں کہ اس سفید پتلا کے سامنے نظر آنے سے نماز میں تو کوئی خرابی نہیں ہے۔

تحقیق: نہ آنکھیں بند کرو اور نہ اس کی طرف توجہ کرو پھر نماز میں کچھ حرج نہیں نہ اس کی تحقیق میں پڑو کہ وہ پتلا کیا ہے کئی احتمال ہیں۔ (النور ص 518)

آثار انس وہیبت

حال: پہلے بندہ پر یہ حالت تھی کہ امید رجاء کی وجہ سے طبع پر تسکین تھی اب دو تین ماہ سے یہ حالت ہے کہ خوف زیادہ ہے اور اکثر وقت طبع کانپی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے عذاب نار سے امان دے۔ تحقیق۔ پہلی حالت انس کی تھی یہ ہیبت کی ہے دونوں حالات رفیعہ سے ہیں بلکہ دوسری حالت انفع ہے۔

حال: بس عرض ہے اللہ تعالیٰ سے پہلے خوف کم اور رجا کی امید قوی اور اب عکس آں اور حضور والا سے پہلے خوف زیادہ اور اب عکس اس کے ہے یہ کیا حالت ہے اور یہ تغیر تبدیل کیوں ہوا اس میں تردد ہے تشفی فرمائیں۔

تحقیق: دونوں کا سبب ترقی وزیادت معرفت ہے مگر حق تعالیٰ کے کمالات غیر محدود وغیر متناہی ہیں۔ لہٰذا انس وہیبت میں تعاقب ہوتا رہتا ہے گا ہے ایک ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا ہے اس کے بعد ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے ہیبت ہوتی ہے پھر ایسی تجلی ہوتی ہے جس سے انس ہوتا ہے مگر پہلی انسی سے تفاوت ہوتا ہے گو تفاوت لطیف ہو پھر ہیبت کی تجلی ہوتی ہے اور اسی طرح پہلی تجلی ہیبت سے متفاوت اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور مخلوق کے کمالات محدود متناہی ہیں معرفت ہوتے ہوتے ان کا احاطہ ہو جاتا ہے اور احاطہ کا خاصہ ہے انقیار اور انقیار کا خاصہ ہے ہیبت کی کمی۔ (النور ص 523)

سکون قلبی کیلئے بقاء کا نہ ہونا

حال: یہاں خانقاہ میں رہ کر تو وہ سکون قلب حاصل ہوتا ہے کہ شاید کسی بادشاہ کو بھی حاصل نہ ہوگا۔ قلب میں ایک کیفیت اور توجہ الی اللہ پیدا ہو جاتی ہے تہجد کبھی قضا نہیں ہوتی مگر گھر جا کر یہ کیفیت رفتہ رفتہ بہت ہی کم ہو جاتی ہے اس کے بقا کی کیا صورت کی جائے۔

تحقیق: عادۃً ممکن نہیں کسی کو ہوا بھی نہیں جو ہے غنیمت ہے۔

دربزم عیش یک دو قدح نوش کن برو یعنی طمع مدار وصال دوام را

(النور ص598)

فرائض و نوافل میں تفاوت خشوع کی وجہ

حال: فرائض میں خشوع خضوع کم ہوتا ہے اور صلوٰۃ تہجد میں بحمد اللہ اکثر خشوع قائم رہتا ہے اس کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ حضرت سلمہ اس کے متعلق چند کلمات تحریر فرما کر اطمینان فرمائیں۔

تحقیق: فرائض میں قلت خشوع اور تہجد میں کثرت کے اسباب دریافت فرمائے ہیں ایسے امور کے اسباب اکثر طبعی ہوتے ہیں اور وہ بھی مختلف جو تحت ضبط نہیں آ سکتے۔ مثلاً فرض کے اوقات میں مشاغل کا ہجوم اور آخر شب میں ان کی قلت یا ان واقعات میں لوگوں کی اطلاع اور اخیر شب میں عدم اطلاع یا فرائض میں سب کا اشتراک جو مقلل حظ ہے اور تہجد میں عامل کا امتیاز جو مکثر حظ ہے ونحو ذلک اور نہ امور غیر اختیاری ہیں اس لئے ان اسباب کی تفتیش یا ان سے متاثر ہونا خلاف طریق ہے۔ خشوع اختیاری اگرچہ قلیل ہو خشوع غیر اختیاری سے اگرچہ کثیر ہو بوجہ اس کے کہ اول مامور بہ ہے ثانی مامور بدرجہا افضل ہے آپ کی خاطر سے یہ لکھ دیا ہے ورنہ جواب یہ تھا کہ یہ سوال غیر ضروری ہے۔ (النور ص633)

رُوحَانی مُعالج

ملخص

تربیت السالک

(جزدوم)

باب ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر و شغل

زبانی تسبیح بھی بقصد موثر ہے

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر　　　ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

تحقیق: خدا جانے کس کا شعر ہے۔ تجربہ ہے کہ اس میں بھی اثر ہے مگر شرط یہ ہے کہ قصد ہو اثر کا یعنی خشوع کا عاجلا اور رضا و ثواب کا آجلا البتہ اگر یہ بھی قصد نہ ہو تو انما الاعمال بالنیات کی بناء پر یہ شعر صحیح ہے مگر آپ تو اس سے محفوظ ہیں۔ (تربیت حصہ اول ص ۴)

سلطان الاذکار کے آثار

حال: نماز پڑھنے کے وقت میں خصوصاً نماز مغرب میں زیادہ تر التحیات میں قلب سے ایک قسم کی کشش پیدا ہو کر بدن میں لرزا ہو جاتا ہے اکثر وقت ذکر جاری ہو جاتا ہے قلب سے کسی زبان سے بھی ذکر جہر جاری ہو جاتا ہے اکثر اس قسم کی کشش سی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ آثار غلبہ ذکر کے ہیں جس کو اصطلاح میں سلطان الاذکار کہتے ہیں اور نماز کے متصل ایسا ہونا علامت ہے نماز کے ساتھ مناسبت تامہ ہو جانے کی یہ دوسری کیفیت محمودہ مقبولہ ہے اللہ تعالیٰ برکت و استقامت بخشے۔

حال: مراقبہ ترک ہو جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ بندہ کو پڑھانے کا مشغلہ زیادہ ہو گیا۔

تحقیق:۔ کچھ غم کی بات نہیں پڑھانا بھی عبادت ہے مقصود اس کا اور مراقبہ کا مشترک و واحد ہے۔ البتہ اگر کسی وقت وہ بھی ہو جائے گو قلیل ہی وقت میں سہی تو نافع و اصلح ہے۔

حال: حسب اجازت ذکر دوضربی جہر کیساتھ کبھی کرلیتا ہوں اس ذکر میں زبان شیریں ہوجاتی ہے اور بہت لذت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: حلاوت معنویہ کا حسیر ہوجانا علامت ہے۔ سرایت الذکر فی الذاکر کی جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے فی لحمی نورانی عصبی وفی ذی الخ یہ بھی آثار سلطان الذکر سے ہے۔

حال: ۔ذکر اشغال کے وقت ایک مرتبہ روشنی آسمان سے مجھ تک آئی اور مسجد تک کو روشن کردیا اور ایسا ہی پشت کی جانب سے ہوا رات کو جب سوتا ہوں تمام بدن پر یا نصف بدن پر یا آنکھوں میں روشنی سی اکثر ہوجاتی ہے۔

تحقیق: یہ روشنی انوار ذکر سے ہے مبارک ہو کسی سے ذکر نہ کریں اور ذکر کو ناغہ اور بلا عذر نہ کریں اور اس کو کمال نہ سمجھے اور اپنے کو بزرگ نہ سمجھے مگر نعمت سمجھ کر شکر کریں اور پھر بھی اطلاع دیں اور شرع کی سخت پابندی رکھیں بدون اس کے روشنی محض غیر مفید ہے۔

حال: کیفیت لیل حالات مراقبہ مشابہ خواب ہوکر ایک شب یہ ہوا کہ گویا کسی نے اذان اور ختم اذان پر بہت زور سے لا الہ الا اللہ کہا کلمہ اذان سنکر بیدار ہوگیا۔

تحقیق: مبارک ہو علامت ہے اتصال ومناسبت کی عالم قدس کے ساتھ۔

حال: اس سے پیشتر ایضاً حالات مذکورہ میں بہت زور ہے یا حی مسموع ہوا اور میں بیدار ہوگیا۔ تحقیق۔ وہی جواب یہاں بھی سمجھئے۔

حال: حالات مراقبہ میں بالکل بیداری میں تصور میں آتا ہے کہ اندک دو روشنیاں گویا میرے قلب کی بائیں طرف نزول کرتی ہیں۔ رفتہ رفتہ تمام جسم پتھر کی طرح بھاری ہوجاتا ہے گویا برداشت نہیں ہوتی پھر یہ حالت زائل ہوجاتی ہے۔

تحقیق: انوار علم ہیں کہ مستفادہ ہیں مشکوۃ نبوت سے وشغلہ مستفاد من ثقل الوحی۔

حال: کیفیات نہار۔ سلطان الاذکار کے مراقبہ میں اکثر تمام وجود میں دھڑکا۔ مثل نداف کی روئی دھنے کے معلوم ہوتا ہے قریب بطی الزوال ہے۔

تحقیق: کیفیات وآثار سلطان ذکر سے ہے کہ ذکر اسی شکل مثالی سے بدن میں سرایت کرتا ہے۔

حال: رات کو گویا آہستہ روشنی ہونے لگی اور اس روشنی میں تمام جسم دیکھنے میں آیا۔
تحقیق: انوار لطائف ہیں۔ (تربیت حصہ اول ص ۱۲)

حال: دن کے سلطان الاذکار کے مراقبہ میں مشابہ خواب ہو کر ایک روز دیکھتا ہوں کہ ایک روشنی اپنے تمام جسم کو لباس سے ملبوس کئی روز تصور میں آتا تھا بعد اس کے عنقریب ایک روز ننگا تصور میں آ گیا۔
تحقیق: وہ روشنی صورت مثالیہ روح کی ہے اور لباس اس کا تعلق ناسوتیہ اور برہنہ دیکھنا اسکا تجرد واصل ہے۔ دونوں حالتیں اس کی منکشف ہوئیں۔

حال: تمام بدن میں نداف کی آواز کی مثل کبھی مدرک ہوتا تھا۔
تحقیق: یہ حرکت عروق کی ہے جو ذکر کے غلبہ سے اس صورت سے متخیل ہوئی یہ منجملہ آثار سلطان الاذکار کے ہے۔

حال: کلام مجید جیسا پیش نظر ہے اور میں ناظرہ پڑھتا ہوں۔
تحقیق: باطن کے مصبغ بالدین ہونے کی صورت وعلامت ہے۔

حال: رات کے مراقبہ میں مشابہ خواب ہو کر دیکھتا ہوں کہ میں ایک مصلے پر نماز ادا کرتا ہوں اور نماز میں سہو ہو گیا اسی کو اعادہ کرتا ہوں اور آپ بھی ایک مصلے پر تسبیح وتلاوت کرتے ہیں اور سفید عمامہ سر پر ہے اور میرے پیچھے بھی بہت لوگ تسبیح ہاتھ میں لیکر تلاوت کرتے ہیں مگر تسبیح جدیدہ ہے۔ تحقیق۔ یہ شکل ہے فائدہ وافادہ باطنہ کی۔ (تربیت حصہ اول ص ۳۶)

حال: اس وقت جب بندہ اثبات مجرد (الا اللہ) کی ضرب لگا رہا تھا اسی حالت میں تھوڑی دیر کے بعد اس ذکر میں ایک ایسا تسلسل ہوا اور سماں بندھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ زبان بغیر ارادہ اور قصد کے خود بخود ذکر کرنے پر مجبور ہے اور معلوم ہوتا تھا کہ دل سینہ میں سے اٹھ کر اوپر آ جاتا ہے اور وہ بھی اندر حرکت کر رہا ہے۔ پھر کل اور آج چاہا کہ ویسا ہی ہو لیکن میسر نہ ہوا۔
تحقیق: قصد سے نہیں ہوا کرتا ہے قصد کبھی نہ کیجئے نہ فقدان پر تاسف کیجئے یہ کیفیت بالکل موہوب ہوتی ہے۔ جب ہو تو ہونا نافع ہے اور جب نہ ہو تو نہ ہونا مصلحت ہے۔

بدرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش کہ آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست

اس کیفیت کا نام سلطان الاذکار ہے اس کے الوان مختلف ہیں جن میں بعض الوان یہ ہیں جو آپ پر وارد ہوئے۔ حضرت شیخ جلال تھانیسری کو بکثرت یہ کیفیت پیش آتی تھی جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً انہوں نے اپنے شیخ قطب عالم گنگوہی کو دی ہے' مبارک ہو۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۰۴)

حال: بعض روز یوں معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اسم ذات بدن کے کسی حصہ سے ہو رہا ہے مگر یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کہاں سے ہو رہا ہے اور یہ حالت کچھ دیر تک رہتی ہے مگر معلوم نہیں کیا بات ہے۔ تحقیق: یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے مبارک ہو مگر کمال نہ سمجھا جاوے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۱۵)

حال: کل ذکر میں عجیب کیفیت ہوئی کہ تمام بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا اور آواز بند ہونے لگی اور تسبیح ہاتھ سے چھوٹی جاتی تھی اور تمام بدن پسینہ سے تر ہو گیا اور خوف معلوم ہوتا تھا کہ کہیں دم نہ نکل جائے۔ یہ خیال کرتا تھا کہ حضور بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں کہ جس سے تسلی ہو۔ بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اگر تھوڑی دیر اور یہی حالت رہتی تو شاید دم نکل جاتا کیونکہ سانس وغیرہ قریب بند کے ہو گئے تھے۔ حضرت والا پوری طرح تحریر میں لا نہیں سکتا' مجبور ہوں۔

تحقیق: مبارک ہو یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے حضرت شیخ جلال تھانیسری کو بکثرت ہوتی تھی اگر کبھی ایسا ہو ہرگز پریشان نہ ہوں یہ اثر ہے غلبہ ذکر و سرایت ذکر کا۔ (تربیۃ حصہ پنجم ۲۲۷)

حال: بندہ کو سلطان الاذکار میں تمام اجسام کی حرکت پہلے سے زیادہ معلوم ہوتی ہے اس حرکت میں کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہیں بلکہ ایک قسم کی مسرت ہوتی ہے۔ جب حرکت زائل ہوتی ہے۔ تب بدن کا بڑا ہونا محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب آثار ہیں سلطان الاذکار کے اور علامات ہیں اس کے سرایت فی الروح اولاً وفی البدن ثانیاً کی اور گو یہ مقاصد میں سے نہیں مگر معین فی المقصود بواسطہ یکسوئی کو ضرور ہیں۔ (حصہ پنجم ۲۷)

حال: ایک دفعہ سلطان الاذکار میں صورت خود نظر آئی۔ اما علی الفور غائب ہو گئی اور کبھی شہر کے شہر کبھی جم غفیر نظر آتا ہے اور اب دو دن سے کسی کا رقص کرنا مدرک ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بغیر ذکر نگاہ کے سامنے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے اور شب گزشتہ میں وہ کیفیت کچھ زیادہ تھی۔

تحقیق: ایسے احوال ذکر میں پیش آتے ہیں بشرطیکہ دماغ میں یبس کا غلبہ نہ ہو جس کی

تشخیص آثار سے حکیم صاحب کرلیں گے۔ان سے تشخیص کرالیں۔(تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۲۱)

حال: حضرت کی طرف سے اس بندہ ناچیز پر جو کچھ عنایت ومہربانی ہورہی ہے بالکل بے بدل ہے نہ بندہ سے کبھی کچھ خدمت اداہوئی نہ ہونے کی توقع ہے یہ سب آپ کا فضل وکرم ہے۔

تحقیق: واقعی مجھ کو بھی آپ سے خاص محبت ہے اور آپ سے ہر پہلو سے خوش ہوں۔ خداتعالیٰ اس حب فی اللہ کو زیادہ کرے اور اس کے برکات نصیب فرماوے۔(النورص ۸۳)

دوام حضور کا طریق

جی یوں چاہتا ہے کہ حضور دوام حاصل ہو اور بجز ہستی محض اور وجود مطلق کے کچھ مدرک نہ ہو معیۃ اور نوریۃ کا کوئی طریقہ مناسب حال غلام ارشاد فرمایا جاوے۔

تحقیق: دوام ذکر مع توجہ القلب بقدر امکان سے یہ سب مقاصد جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں حاصل ہوجاتے ہیں اس کو ناغہ نہ کیجئے اور وقتاً فوقتاً اطلاع حالات اور گاہ گاہ ملاقات اور بشرط امکان احیاناً ہفتہ عشرہ کا قیام اس میں بہت معین ہے۔(تربیۃ حصہ اول ص ۲۰)

ذکرلسانی

حال: ذکر پاس انفاس پر بھی مداومت میسر نہیں ہوتی خیال آگیا آگیا ورنہ نہیں۔

تحقیق: مشاغل مختلفہ میں اتنا ہی کافی ہے مناسب ہے کہ ذکر لسانی بجائے پاس انفاس کے اختیار کیجئے۔(تربیۃ حصہ اول ص ۲۱)

ذکرخفی وغیبی سلام کا جواب

حال: حسب ارشاد والا ذکر بارہ تسبیح کا ورد کرتا ہوں۔ الحمدللہ اس کی برکت سے منہیات سے نفرت مندوبات پر رغبت بالطبع ہورہی ہے۔ بعض روز ذکر خفی کرتا ہوں اس کی نسبت رائے والا کا طالب ہوں۔ میرے نابینا بھائی اسد علی صاحب سلام مسنون عرض کرتے ہیں اور ذکر بدستور سابق کررہے ہیں' ترقی کے شائق ہیں' ذکر بارہ تسبیح کا شوق مگر اجازت کے طالب وامیدوار ہیں اور حال جسمی صحیح ودرست ہے اور اثناء ذکر میں جناب بھائی صاحب کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سلام مسنون کرتا ہے مگر متکلم نظر نہیں آتا ہے ایسی

صورت میں جواب سلام کا دیں یا نہیں اب تک جواب نہیں دیتے ہیں۔

تحقیق: آپ کی حالت قابل مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ مبارک فرماوے۔ ایسی حالت میں خفی ہی مناسب ہے۔ اسد علی صاحب کو بارہ تسبیح کا اگر شوق ہو اجازت ہے مگر حالت سے ضرور اطلاع دیتے رہیں اور گھی دودھ کی کثرت رکھیں اور چھ گھنٹہ سے کم نہ سوویں۔ سلام کا جواب ایک بار دیدیا کریں وبس۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۴۴)

ذکر و شغل کے آثار بتمامہا کسی رسالہ میں جمع نہ ہونے کی حکمت

سوال: بہت دن ہوئے حضور نے فرمایا تھا کہ بعض کتابوں میں تصوف کے آثار ذکر اور شغل کو لکھا ہے لہٰذا عرض ہے کہ کوئی رسالہ ایسا تحریر فرمایئے جس میں ذکر اور شغل کے آثار بتمامہا معلوم ہو جاویں اور اس سے طالبین کو رغبت زیادہ پیدا ہوگی؟

جواب: ہر شخص کو جدا حالات پیش آتے ہیں، لکھنے سے الٹا ضرر ہوگا کہ ایک دوسرے شخص کے حالات کا منتظر رہے گا اور نہ ہونے سے مایوسی و پریشانی ہوگی پھر ہر شخص کی خصوصیات سے وہ حالات مختلف بھی اس قدر ہیں کہ انضباط قریب بہ محال ہے۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۴۶)

سوال: جاگتا رہتا ہوں مگر بوجہ ناپاکی جسم صبح صادق تک کچھ نہیں کرسکتا؟ آیا اس حالت میں بھی ہاتھ منہ دھو کر کچھ دل سے یا زبان سے خفی یا جہر ذکر چارپائی پر بیٹھے ہی بیٹھے کرلیا کروں؟ جواب: ہاں ہاں۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۴۷)

عامی کا بعد الترقی سابق تسبیح و تہلیل نہ چھوڑنا

سوال: چونکہ ذکر کی پوری تعداد ۱۲ ہزار سے ۲۴ ہزار ہے اور میں صرف تین چار ہزار تک پڑھتا ہوں۔ اس وجہ سے ندامت رہتی ہے؟

جواب: پہلے معمولات کو نہ چھوڑیئے البتہ اگر ہمت ہو اسم ذات بارہ ہزار تک بڑھا دیجئے اور اطلاع حالات سے دیتے رہیے۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۴۷)

ذکر اسم ذات کا طریق

سوال: ذکر اسم ذات میں ہ کو جزم سے ادا کروں یا پیش کے ساتھ اور ضرب کا کیا قاعدہ ہے؟

جواب: جزم کے ساتھ پڑھیے اور ضرب کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے جو طبیعت سے پیدا ہو وہی کافی ہے۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۴۸)

تلوین کی حالت میں ذکر وشغل کا طریق

حال: کسی کسی روز عالم غیب میں جی لگ جانے سے عجب سما اور بہار ہوتی ہے اور کبھی کبھی نفس ایسی سرکشی کرتا ہے کہ دق ہو جاتا ہوں ذکر جہر کے باعث دماغ میں خشکی بہت ہو گئی ہے بلکہ آج تو برداشت نہ کر کے ناغہ کر دیا ہے۔

تحقیق: یہ تلوین ہے اس میں تغیر وتبدل لازم ہے پریشان نہ ہو جایئے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک روز تمکین میسر آجاوے گی۔

اندریں رہ میتراش و می خراش　　تادم آخر دمے فارغ مباش

تادم آخر دمے آخر بود　　کہ عنایت با تو صاحب سر بود

جہر اور ضرب بالکل موقوف کر دیجئے۔ خفی بلا ضرب کافی ہے بلکہ اگر عدد میں تقلیل کی ضرورت ہو اس کی بھی اجازت ہے پھر ترتیب وتقویت کی تدابیر نافع ہوں گی۔

شغل پر ذکر کو ترجیح

سوال: اس مرتبہ تابعدار نے نسبت شغل انحد کے عرض کیا تھا بجواب اس کے حکم ہوا کہ اس کو چھوڑ دو اب ضرورت نہیں ہے اس روز سے شغل مذکور کو چھوڑ دیا لیکن جو ایک گھنٹہ شغل مذکور میں صرف ہوتا تھا اس کو بیکار رکھنا شاق ہوا۔ لہٰذا امیدوار معافی ہوں کہ بلا اجازت حضور بجائے ۱۲ ہزار کے جو ۲۰ ہزار مرتبہ ذکر کو اسی روز سے بڑھا دیا؟

جواب: مخدومی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بجائے شغل کے ذکر مقرر فرما لینا عین میرے طریق کے موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت فرماویں۔ (تربیۃ حصہ دوم صفحہ ۲)

تصور شیخ

حال: رات دن ہمہ وقت بکثرت آپ کا تصور رہتا ہے اتنا اللہ تعالیٰ کا نہیں رہتا مجھ کو اس حالت کے مذموم ہونے کا اندیشہ ہے ایسی ترکیب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا تصور بڑھ جاوے۔

تحقیق: اس حالت کا کچھ مضائقہ نہیں جس کا تصور اللہ کے واسطے ہو وہ مثل تصور اللہ

ہی کے ہے۔ حدیث من احبھم فبحبی احبھم اس کی دلیل ہے۔

سوال: عرصہ سے خواہ ادنیٰ بات ہو خواہ باریک حال ہو یا سوال یہی جی چاہتا ہے کہ آپ سے ہی پوچھوں دیگر علماء سے نفرت ان کے وعظ سے ضرر خواہ وہ اہل حق ہوں کیا یہ حالت قابل اصلاح ہے؟

جواب: وہ نفرت نہیں ہے بلکہ بے رغبتی ہے اور جب تسلی نہیں ہوگی انقباض ہوتا ہوگا۔ یہ ایک حالت غیر اختیاری ہے اس میں کوئی ملامت نہیں البتہ ان کی مذمت اور بدخواہی نہ ہونی چاہیے۔ (تربیت حصہ دوم ص ۴)

مراقبہ موت و مابعد الموت

حال: حضور نے جب سے اس عاجز کی دستگیری فرمائی ہے اور یہ تعلیم فرمایا ہے اسم ذات اللہ جہر سے اور ہو خفی اور تعداد میں تین ہزار ہے بندہ برابر ادا کرتا ہے۔ مراقبہ کو بھی طبیعت بہت چاہتی ہے اب جو ارشاد عالی ہو عمل میں لایا جاوے؟

تحقیق: اگر فرصت اور قوت ہو تو ایک ہزار اور بڑھاویں اور مراقبہ موت و مابعد الموت کا شروع کر کے اطلاع دی جاوے باقی جو حالات لکھے ہیں مبارک ہیں مگر دماغ کی ترتیب کا ہمیشہ خیال رکھیں جیسے روغن کدو کی مالش اور جیسے مغز بادام اور مغز تخم کدو کا شیرہ مصری سے شیریں کر کے پینا۔ (تربیت حصہ دوم ص ۷)

بعذر ذکر میں تخفیف

حال: دنیاوی تردد و بدنصیبی کی وجہ سے دن کو اسم ذات چوبیس ہزار وظیفہ نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس سے نصف یا ربع کر لیا جاوے۔

حال: اس لیے دل ہر وقت مغموم رہتا ہے لیکن مجبوری کی حالت میں بعد نماز تہجد بارہ تسبیح کی صورت سے اللہ پاک انجام دیتا ہے۔ تحقیق: الحمد للہ۔

سوال: بعد نماز صبح قرآن شریف کبھی آدھا پارہ کبھی ایک پارہ اور مناجات مقبول ایک منزل اللہ انجام کرتا ہے؟ جواب: بہتر ہے۔ (تربیت حصہ دوم ص ۱۳)

مراقبہ کی تعلیم

حال: مراقبہ بارش کی پھوار کا کہ قلب پر پڑتی ہے کیے جاتا ہوں اگر اس میں غنودگی ہوگئی

تو وقت کٹ جاتا ہے اور ایسا کم ہوتا ہے ورنہ مراقبہ ۱۵، ۲۰ منٹ کا اس حال میں مشکل سے کٹتا ہے اس میں مصروفیت کی بات اب تک پیدا نہیں ہوئی۔ یہ ضرور ہے کہ وہ نافع ہوگا اطلاعاً عرض ہے۔

تحقیق: اب اس کو روزانہ نہ کیجئے دو دن کیجئے دو دن نہ کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: مراقبہ حسب ہدایت کیا گیا مثل پہلے کے ہونے لگا یعنی بیہوشی ہو جاتی ہے جی اب نہیں گھبراتا؟ تحقیق: الحمدللہ۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۱۷)

ذکر قلبی کے اقسام

سوال: ذکر قلبی سے ذکر سری اور سری سے ما بقی لطائف میں پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

جواب: فرمایا کہ جب ذکر قلبی میں لطافت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری سے تعبیر کرتے ہیں اور جب ذکر سری میں کچھ اور لطافت پیدا ہوئی تو ذکر خفی سے تعبیر کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اخفی کو بھی سمجھ لو اور یہ بھی فرمایا کہ ذکر سری مشابہ استغراق کے ہے لیکن استغراق میں غیبت ہوتی ہے اور اس میں غیبت نہیں ہوتی، حضور رہتا ہے۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۳۶)

مراقبات محض علاج ہیں

جواب: فرمایا یہ صحیح ہے یہ سب حیل اور علاج ہیں مقصود صرف توجہ الی اللہ سب اشغال سے ہے اور جب توجہ الی اللہ میسر ہو جاوے تو ان تصورات کی حاجت بھی نہیں چونکہ مجرد کا تصور ہر شخص سے ہو نہیں سکتا اس لیے یہ سب طرق معین فرمائے گئے۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۳۹)

ذکر بوقت یاد

حال: کوشش کرتا ہوں کہ ہر وقت زبان سے اسم ذات جاری رہے مگر شروع کرنے پر جلد بھول جاتا ہوں۔ تحقیق: پھر جب یاد آوے کرنے لگے واذكر ربك اذا نسيت. (حصہ ششم ملحق اول ص ۱۱۹)

قلب کا جاری ہونا

حال: زبان اگر دوسری بات میں مشغول رہے تو بفضلہ تعالیٰ قلب سے برابر ادا ہوتا ہے اور ادائیت خوب محسوس بھی ہوتی ہے۔

تحقیق: اس دھوکہ میں نہ رہنا اس کا کچھ اعتبار نہیں' اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتداء میں ذکر قلبی ہوتا ہے پھر ذہول ہو جاتا ہے اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ وہ ذکر ممتد ہے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۱۰)

صاحب ذکر قلبی کو زبانی ذکر بھی کرنا چاہیے

حال: کسی وقت آنکھ بند کر لیتا ہوں تو قلب میں اللہ اللہ کی حرکت ہوتی ہے۔
تحقیق: مگر زبان سے بھی کہنا چاہیے۔

حال: اور بعض وقت بلا ارادہ آواز آتی ہے مگر روک دیتا ہوں کہ کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو۔ تحقیق: روکنے کی ضرورت نہیں۔

حال: اور جب یہ حالت ہوتی ہے تو تنہائی میں رہنے کو دل چاہتا ہے۔
تحقیق: ہاں یہ بہتر ہے اگر کسی ضروری کام کا حرج نہ ہو۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۲۲)

بحالت عذر مختلف اوقات میں ذکر کرنا مضر نہیں

حال: بندہ کا کام تعلیم کا ہے اس واسطے ایک وقت وظیفہ کے لیے متعین نہیں ہو سکتا ہے کبھی بعد ظہر اور کبھی بعد مغرب اور کبھی صبح کو کر لیا کرتا ہوں مگر تشویش رہتی ہے کہ شاید ٹھیک ہو یا نہ ہو۔ تحقیق: اختلاف اوقات بحالت عذر مضر نہیں۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۲۳)

مشغول سے جو ہو سکے غنیمت ہے

سوال: نماز اشراق کے لیے فرض پڑھنے کے بعد اسی جگہ بیٹھا رہنا ضروری ہے یا دوسری جگہ کو سرک کر بیٹھنا یا اور جگہ اٹھ کر جا بیٹھنا اور کلام مجید یا تسبیح وغیرہ اٹھاتے کے لیے اٹھ جاوے یا نہیں افضل اور اولی کیا ہے؟

جواب: مشغول آدمی افضل کو کہاں ڈھونڈے جو ہو جاوے غنیمت ہے۔ (حصہ ششم ص ۱۲۴)

مراقبہ میں آنکھ بند کرنا نہ کرنا

حال: اہل طریق نے اکثر ذکر و شغل مراقبہ میں آنکھیں بند کرنے کو لکھا ہے یہ محض یکسوئی کے لیے ہے؟ تحقیق: ہاں

حال: مراقبہ وغیرہ بغیر بند کئے ہوئے آنکھوں کے ہوسکتا ہے؟
تحقیق: ہوسکتا ہے۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص ۱۲۰)

ذکر لسانی سے تھک جائے تو فکر دل سے رکھے

حال: اب حضور والا سے معروض ہے کہ جب زبان تھک جاتی ہے اس وقت بجائے اس کے کیا مناسب ہے؟ تحقیق: فکر دل سے اور اگر اس سے بھی ملال ہو تو راحت لینا۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص ۱۴۲)

دوام قلیل پر بھی نافع ہے

حال: جس طریقہ سے ممکن ہو تعلیم باطنی کا سلسلہ حضور جاری فرماویں اور کمترین کا شوق پورا ہو؟
تحقیق: اگر صحت وفرصت میں کمی ہے تو تھوڑا ہی کام شروع کیا جاوے۔ دوام کے ساتھ قلیل بھی موجب برکت ہوتا ہے قصد السبیل سے دستور العمل مناسب بقدر تحمل شروع کر کے حالات سے اطلاع دی جاوے اور میرے مواعظ ورسالہ قصد السبیل و تربیت السالک ۳ حصے بالاستیعاب مطالعہ کر لئے جاویں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص ۹۹)

حال: کمترین کو تبخیر کے باعث سخت تکلیف ہے چونکہ یہ مرض مجھ کو دائمی ہے' اس وقت دماغ کی تکلیف ناقابل برداشت ہے؟ بعد نماز تہجد کو اس وقت بوجہ راحت پانی دماغ کے معمولات کو پورا کر لیتا ہوں' اس لیے اطلاعاً گزارش ہے اور دعا کا طالب ہوں؟
تحقیق:

بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں ۔۔۔ گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

قلیل بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ بڑی چیز دھن اور دھیان ہے یہ رہنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی۔ دعا بھی کرتا ہوں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص ۳۱)

حال: قویٰ کمزور ہو گئے' عمر پچاس سے اوپر ہے قوت مجاہدہ بھی نہیں رہی؟
تحقیق:

آب جیحوں را اگر نتواں کشید ۔۔۔ ہم زقدر تشنگی نتواں برید

جس شخص کی قوت ہضم کمزور ہو جاتی ہے کیا وہ بالکل کھانا چھوڑ دیتا ہے یا تھوڑا تھوڑا

کھانے لگتا ہے اور اگر کوئی تجویز کرے کہ بالکل نہ کھاؤ تو کبھی اس تجویز کو قبول نہیں کرتا تو پھر دین کے کام میں اس قاعدہ پر کیوں نہیں عمل ہوتا؟ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۵۶)

بلا وضو ذکر کرنا

سوال: بلا وضو ہر وقت اسم ذات کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن تیمم افضل ہے۔ (تربیۃ ششم ربع اول ص ۵)

تہجد کا ذکر بعد نماز فجر کرنا

سوال: بعض دن تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی تو اس وقت جو نفی اثبات اور اسم ذات دو ضربی پڑھنے کا معمول ہے صبح کی نماز کے بعد اسم ذات کی تسبیحات شروع کرنے سے پیشتر پڑھ لیتا ہوں کچھ حرج تو نہیں ہے؟

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ جو صبح کا معمول ہے وہ پہلے کرلیا جاوے۔

(تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۵)

ذکر میں آنکھ بند کرنا

سوال: آنکھ بند کر کے اوراد یا اذکار کر لئے جاویں یا نہیں؟

جواب: جس طرح زیادہ دل لگے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۵)

تصور بوقت ذکر

سوال: اوراد یا اذکار کرنے میں ان کے معنوں کا خیال رکھوں یا یہ کہ خداوند کریم دیکھ رہے ہیں؟ جواب: دوسرا خیال زیادہ مفید ہے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۵)

متعین مقدار ذکر پر اضافہ کرنا

سوال: چھ ہزار اسم ذات دو ضربی کرتا ہوں اگر مناسب خیال فرماویں تو تعیین سے کچھ زیادہ کرلوں یا فقط دلچسپی پر چھوڑا جاوے؟

جواب: تعیین زیادت کی مصلحت ہے ایسی مقدار تک جس پر دوام کی امید غالب ہو۔

(تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۶)

ذکر سے مناسبت کی علامت

حال: ذکر چھوڑ کر دیگر کسی چیز کو دل نہیں چاہتا کہ کروں؟
تحقیق: علامت ہے مناسبت بالذکر کی۔ مبارک ہو۔
حال: سینہ میں اکثر ذکر اور غیر ذکر کی حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ شیر وقند بھرا ہوا ہے؟
تحقیق: زیادہ مناسبت کی علامت ہے۔ زیادہ مبارک ہو۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۶)

تصور بوقت تلاوت قرآن پاک

حال: قرآن شریف پڑھتے وقت یہ خیال رکھنا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اس میں طبیعت پراگندہ ہوتی ہے؟
تحقیق: اس وقت یہ تصور نہ کریں بلکہ یہ خیال رکھیں کہ حق تعالیٰ میرے پڑھنے کو سن رہے ہیں۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۱)

ذکر کیلئے ایک مجلس شرط نہیں

سوال: بندہ اٹھارہ ہزار مرتبہ ذکر اللہ اللہ کا ایک مجلس میں کرسکتا ہے اور اگر ایک مجلس ذکر معین کے لیے شرط نہیں تو چوبیس ہزار مرتبہ بھی ذکر بالا یوم ولیل میں کرسکتا ہے مگر متفرق اوقات میں کہ اس قدر فلاں وقت اور اس قدر فلاں وقت؟
جواب: ایک جلسہ کی قید نہیں دو تین کرلیں اور دو سے زیادہ مناسب نہیں بحالت موجودہ۔
سوال: وقت معین میں اگر نصف گھنٹہ کی تقدیم تاخیر ہو جاوے تو کیا تعین ٹوٹ جائے گی؟
جواب: نہیں ٹوٹے گی۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۱)

تصور شیخ بوقت استحضار نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حال: اکثر اوقات حضور کی صورت مبارکہ کا خیال جما رہتا ہے حتیٰ کہ جب درود شریف پڑھتا ہوں تو لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حضور کا خیال آجاتا ہے اس میں دل گھبرا جاتا ہے اور متوہم ہو جاتا ہوں جب دعا اللھم انی اسالک حبک و حب حبیبک

مانگتا ہوں تو حبیب سے حضور ہی کا خیال آتا ہے؟

تحقیق: صورت کا خیال آجانے کو جو لکھا ہے یہ نہایت مبارک حالت ہے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ حقیقت اس کی آپ کے بمقتداء کا غایت درجہ کا تابع سنت ہونا ہے تاکہ اس کے انکشاف سے پورا اطمینان اور تسلی ہو جو شرط اعظم ہے نفع فی الطریق کی۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۱۶)

ترک معصیت ذکر و شغل سے افضل ہے

حال: ایک معصیت کہ جس میں ابتلاء سب سے زیادہ تھا وہ بحمد اللہ متروک ہوگئی جس کو میں ہزاروں اذکار و اشغال سے بڑھ کر سمجھا ہوں اب اس میں استقلال اور بقیہ کے متعلق ہمت ترک و توفیق کی دعا کا خواستگار ہوں۔

تحقیق: آپ کے حالات سے خصوص ایک پرانی معصیت کے چھوٹ جانے سے بے حد مسرت ہوئی یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہزاروں ذکر و شغل سے بھی افضل ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرکے دعائے استقامت و ثبات کرتا ہوں آپ کی بھی ہمت شرط ہے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۵۴)

حال: جس وقت اللہ زبان سے کہتا ہوں تو حلق کے نیچے سے چٹ چٹ آواز آتی ہے اور صبح کو جو کلمہ کا ذکر کرتا ہوں اس میں اور طرح کی آواز چھن چھن سی قلب سے نکلتی معلوم ہوتی ہے؟

تحقیق: یہ سب آثار ہیں سرایت ذکر کے مبارک ہو۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۹۵)

مختلف اشکال نظر آنا کچھ مقصود نہیں

حال: ایک دفعہ بعد سلطان الاذکار کے کچھ تکان غالب ہوا۔ اس حالت میں صورت بندہ کی نظر آئی، سامنے بہت ہی خوبصورت چہرہ نوجوان ۲ منٹ بعد غائب ہوگیا۔

تحقیق: کبھی یہ متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی روح اشکال مثالیہ سے منکشف ہوتی ہے اور ہر حال میں غیر مقصود ہے مگر مضر نہیں بشرطیکہ اس کی طرف التفات نہ کیا جائے بلکہ بعض اوقات مصلحت ہے جبکہ ذریعہ یکسوئی اور تسلی کا ہو۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۹۲)

ذکر میں گرمی کا سبب

حال: میں حضور کی ہدایت کے موافق برابر کام کر رہا ہوں کبھی کبھی ذکر کی حالت میں

بہت گرمی محسوس ہوتی ہے کہ ایسے جاڑوں کے زمانہ میں پسینہ آجاتا ہے۔

تحقیق: کبھی وارد کی قوت کبھی بدن کا ضعف کبھی کچھ کچھ دونوں اس کا سبب ہے اگر بدن میں ضعف ہے تو رجوع الی الاطباء ضروری ہے اگر وارد کا اثر ہے مبارک ہے۔ (تربیت حصہ ششم ص ۱۰۲)

عورت ذکر بلا جہر و بلا ضرب کرے

سوال۔ اور بعد تہجد کے وہ بھی ذکر بارہ تسبیح جہر یا خفی کرتی رہے یا نہ۔ جواب۔ اور وہ بارہ تسبیح کرنا اگر چاہیں بلا جہر و بلا ضرب کریں۔ (تربیت حصہ ششم ربع اول ص ۱۰۸)

ذکر تہلیل

حال: میں کچھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں لیکن پچھلی رات کو مجھ سے اٹھا نہیں جاتا بعد عشاء کے کچھ نفلیں پڑھ لیتا ہوں اور عشا ہی کے بعد طالب ذکر ہوں آپ سے اور میں کمزور آدمی ہوں دعا کیجئے۔ تحقیق۔ لا الہ الا اللہ بلا ضرب و بلا جہر چھ تسبیح آہستہ آہستہ پڑھا کریں اور گاہ گاہ اس کے ساتھ محمد رسول اللہ ملا لیا کریں اور بہشتی زیور مطالعہ اور عمل میں رکھیں اور کبھی کبھی حالات سے اطلاع دیا کریں تاکہ سلسلہ تعلیم کا جاری رہے۔ (تربیت حصہ دوم ص ۴۰)

ذکر میں ضروری بات کرنا جائز ہے

سوال۔ اگر درمیان ذکر کوئی شخص بات چیت کرنے آئے تو اس سے کلام کرنا چاہئے یا نہیں۔

جواب۔ اگر ضروری بات ہو یا یہ کہ جواب نہ دینے سے دوسرا آدمی زیادہ پریشان کرے گا۔ ایسی حالت میں جواب دیکر قلب کو یکسو کر لینا بہتر ہے اور بعد فراغ سمجھائے کہ غیر ضروری بات ایسے وقت میں نہ کرنا چاہئے۔ (تربیت حصہ دوم ص ۴۶)

ذکر میں مختلف الوان نظر آنا

سوال۔ ایک روز ذکر میں مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرا دل مجھے دکھائی دیا سرخ تھا اور اس پر اللہ اللہ لکھا معلوم ہوا اور ذکر کرنے میں سفیدی کئی روز سے سینہ سے لیکر سر تک معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی سر سے بھی اوپر معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی زرد رنگ معلوم ہوتا ہے یہ محض خیال خام ہے یا اور کچھ ہے۔

جواب۔ یہ ہے تو خیال مگر خیال اختراعی وغیرہ واقعی نہیں معانی حقیقۃ ان اشکال برزخیہ میں متمثل ہوتے ہیں اور حکمت اس میں ذاکر کا دل بڑھانا اور یہی معانی ہیں قول حضرت جنیدؒ کے تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ پس یہ نعمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہئے لیکن کمال اور مقصود نہیں مقصود ذکر و اطاعت اور اس کا ثمرہ کہ مقصود المقصود ہے رضائے حق ہے۔

حال: رات ذکر میں مراقبہ کرتا تھا کہ عرش معلیٰ سے میرے سینہ میں نور آ رہا ہے اسی حال میں یہ آواز میرے کان میں آئی کہ تمہارے سینہ میں نور آیا۔

تحقیق: گو بطور کرامت کے ایسا فیض ارواح طیبہ سے بھی ہو سکتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے یہاں بھی غالب اوقات و احوال میں وہی صورت ہے جو اوپر لکھی گئی اور ایسی صورت اکثر کسی لطیفہ غیبیہ سے صادر ہوتی ہے۔ (تربیت حصہ سوم ص ۵)

ذکر میں آواز سننا کہ ظاہری تعلیم کرتے ہیں

حال: جناب من ذکر کلمہ شریف میں سنا کہ کوئی کہتا ہے ظاہری تعلیم کرتے ہیں۔

تحقیق: اگر اس کو سن کر فرحت و سرور ہوا تو یہ اشارہ ہے حسن تعلیم کی طرف کہ ظاہر کی بھی رعایت کی جاتی ہے نہ کہ ملاحدہ کی طرح کہ ظاہر کا بالکل انکار ہی ہے اور اگر اس کو سنکر توحش ہوا ہو تو یہ غلط اندازی ابلیس کی ہے تعلیم سے بدگمان کرتا ہے کہ یہ صرف ظاہر کی تعلیم ہے یہاں باطن کی تعلیم نہیں ہوتی۔ اول صورت میں شکر کرنا چاہئے اور دوسری صورت میں لاحول پڑھ کر دفع کرنا چاہئے۔ (تربیت سوم ص ۱۴)

مراقبہ کے معنی اور طریق

سوال: مراقبہ کرنے کا کیا طریقہ ہے اور کس طرح کیا جاوے اور کس بات کے کرنے سے اس میں فائدہ ہوگا اور کتنی دیر کیا جاوے اور کس وقت کو اس کی مشق کے واسطے بہتر سمجھا جاوے؟ مراقبہ کا خیال کر کے اکثر بیٹھتا ہوں مگر کوئی فائدہ نہیں محسوس ہوتا ہے حقیقتاً طریقہ مراقبہ مطلوب ہو؟

جواب: کسی مضمون کا تصور باندھنا مراقبہ ہے مضامین مختلف ہیں حسب اختلاف استعداد ہر ایک کے لیے جدا مراقبہ نافع ہوتا ہے آپ کے لیے یہ نافع ہے۔ الم یعلم بان اللہ یریٰ. کی

تلاوت تین چار بار کر کے اس کے مضمون کو اس طرح سوچا جاوے کہ یہ خیال کیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے افعال ظاہرہ و باطنہ کو دیکھ رہے ہیں۔ بیس منٹ سے تیس منٹ تک اختیار ہے شدہ شدہ اس کا اثر دوسرے اوقات میں بھی رہنے لگے گا اور بے حد نافع ہوگا۔ (تربیتہ حصہ سوم ص ۱۹)

چلتے پھرتے تسبیح ہمراہ رکھنا

سوال: اکثر چلتے پھرتے فقط مذکر کے طور پر تسبیح رکھ لیجاوے تو اس میں کوئی نقصان تو نہیں؟

جواب: اولیٰ ہے۔

نوافل تہجد بعد العشاء

اور جو بعد عشاء تہجد پڑھنے کا قصد کرتا ہوں تو طبیعت میں یہ آتا ہے کہ اگر پڑھنا ہے تو اخیر شب میں پڑھنا بیگار ٹالنے سے کیا فائدہ؟ لہٰذا عشاء کے بعد بھی پڑھنے سے رہ جاتا ہوں اگر کبھی پڑھ بھی لیتا ہوں تو طبیعت کو سیری نہیں ہوتی اور یہ خیال جم جاتا ہے کہ اس وقت کا پڑھنا کیا ہے پڑھنا تو اخیر رات کا ہے پھر قصد مصمم پچھلی رات کا کر لیتا ہوں مگر پھر نہیں اٹھتا کوئی تدبیر پچھلے کو اُٹھنے کی بتا دیجئے یا جیسا ارشاد ہو ویسا کروں اور میں ناغہ ہونے پر تضرع ضرور کر لیتا ہوں اور دل پر صدمہ بھی بہت ہوتا ہے؟

جواب: یہ شیطان کی رہزنی ہے کہ عزیمت کی ہمت نہیں رخصت کو دل گوارا نہیں کرتا۔ نتیجہ حرمان ہوتا ہے رخصت پر عمل کیجئے خواہ سیری ہو یا نہ ہو مطلوب نہیں، غیر مطلوب کو مطلوب سمجھنا یہ بھی طریق کے زلات سے ہے۔ (تربیتہ حصہ سوم ص ۲۱)

اصلاح عادات سے قبل ذکر و شغل نافع نہیں

حال: جو میرے مناسب حال ہو حضرت والا ترمیم و تنسیخ فرماویں؟

تحقیق: بدون اصلاح عادات کے میں ذکر و شغل کے متعلق کوئی حالت سننا نہیں چاہتا ایسے شغل کو سلام ہے۔ (تربیتہ حصہ چہارم ص ۴۱)

شیخ کی اجازت کے بغیر کوئی وظیفہ نہ پڑھنا چاہیے

سوال: مجھ کو ایک شخص نے پاس انفاس کا وظیفہ اللہ پڑھنے کو بتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ

ہر وقت پڑھنا چاہیے اور پیر کے سامنے ہونے کا خیال اس وقت جی میں رکھنا چاہیے؟

جواب: ہرگز نہ پڑھیں اور نہ ایسا تصور و خیال رکھیں جو کچھ پڑھنے کا شوق ہو ہم سے کیوں نہیں پوچھتی ہو۔ (تربیۃ حصہ چہارم ص ۵۳)

ناغہ مضر نہیں

حال: میری حالت بدستور ہے اب کچھ عرصہ سے طبیعت کی حالت یہ ہے کہ اکثر گھبراہٹ ہوتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ سب کام چھوڑ دوں اور حضور کی خدمت میں جا پڑوں مگر پھر اہل وعیال کی طرف خیال کرتا ہوں تو یہ خیال رفع ہو جاتا ہے؟

تحقیق: موقوف ہو جانے کا کچھ حرج نہیں' گاہ گاہ ہو جانا بھی نعمت ہے میری کتابیں دیکھتے رہنے سے ناواقفیت زائل ہو جاوے گی' اپنی ضروری معاش میں مشغول ہونا بھی عبادت ہے' گھبراہٹ خیالات کے بڑھانے سے ہو جاتی ہے اس خط کے مضمون کے سوچ لینے سے گھبراہٹ جاتی رہا کرے گی۔

پاس انفاس

حال: حسب الارشاد حضور والا شغل پاس انفاس جاری ہے مگر جس وقت چلتا پھرتا ہوں پاس انفاس جاری ہو جاتا ہے مگر جائے قرار دکان و مکان وغیرہ پر اجراء بند ہو جاتا ہے مگر یادداشت اور دھیان حق تعالیٰ کا ضرور رہتا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ جائے قرار پر بھی شغل پاس انفاس جاری ہونے کا طریقہ ارشاد فرما دیجئے؟

تحقیق: واقع میں قرار مانع نہیں۔ اصل مانع مشغولی کاروبار کی ہے سو اس مشغولی کے ساتھ یہ شغل جاری نہیں رہ سکتا اس کی کوشش بے سود ہے اس لیے ایسے وقت میں ذکر لسانی جاری رکھے۔ (تربیۃ حصہ چہارم ص ۶۲)

ذکر میں تمباکو والا پان مضر نہیں

حال: بوجہ غنودگی پان میں تمباکو ڈال کر داب لیتا ہوں اس وجہ سے نیند کا غلبہ نہیں ہوتا ہے اگر اس کی وجہ سے کچھ حرج ہو تو ترک کر دوں؟ تحقیق: کچھ حرج نہیں۔ (تربیۃ حصہ چہارم ص ۷۸)

ذکر میں دانہ تسبیح کی موافقت ضروری نہیں

حال: علاوہ اس کے جب ۲۴ ہزار روزانہ کا معمول تھا اس وقت حرکت زبان اور دانہ تسبیح کی موافقت کا خیال رہتا تھا مگر سوا لاکھ کے ورد میں حرکت زبان اور دانہ تسبیح کی موافقت کا خیال نہیں ہوتا ہے؟ تحقیق: کسی اصلاح کی حاجت نہیں۔ (تربیۃ حصہ چہارم ص ۷۸)

لفظ اللہ ادا کرنے میں کوئی خصوصیت ضروری نہیں

حال: ایک یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے کے وقت تجوید کے قاعدہ سے اللہ ایک الفی مد سے لام کو پر کر کے پڑھنا چاہیے یا جس طرح سے عام آدمی بلا مد اور بلا پُر کیے اللہ اللہ پڑھتے ہیں اس طرح پڑھنا چاہیے جس طرح سے اولیٰ ہو رقم فرماویں اور ہا کو ساکن کر کے پڑھے یا پیش کے ساتھ پڑھنا چاہیے؟

تحقیق: لفظ اللہ میں تفخیم اور مد واجبات سے نہیں جس کے ترک سے معصیت ہو ایک امر مستحب ہے اور ذکر میں اس مستحب کے اہتمام و مشغولی سے جو شرط اعظم ہے نافعیت ذکر کی یعنی توجہ و یکسوئی وہ فوت ہوتی ہے پس جو امر غیر ضروری سبب ہو جاوے امر ضروری میں خلل پڑنے کا اس کا ترک کرنا ضروری ہے ہرگز ان قصوں میں نہ پڑیں جس طرح آسان ہو کرتے رہئے اس کاوش سے ضرر ہوگا۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۹۲)

سفر میں ذکر بلا وضو یا با تیمّم بھی کافی ہے

سفر میں اکثر لوگوں کے ملنے جلنے سے رات بہت گزر جاتی تھی اس لیے بعض دن تو آنکھ نہ کھلی اور اگر کھلی تو برف کی طرح سرد پانی کو دیکھ کر وضو کی ہمت نہ ہوئی مسجد ذرا فاصلہ پر تھی اس لیے پڑا رہا؟

تحقیق: ایسے موقع پر اگر نماز تہجد وغیرہ نہ ہو سکے جس کے لیے طہارت شرط ہے تو خالی ذکر ہی بلا وضو کر لیا جاوے کہ اس کے لیے طہارت شرط نہیں لیکن اگر تیمم کر کے ذکر کیا جاوے تو زیادہ موجب برکت ہے اور ایسی طاعت کے لیے طہارت کے لیے بلا عذر بھی تیمم جائز ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۹۷)

مبتدی کیلئے کثرت ذکر نسبتاً تلاوت وغیرہ سے زیادہ نافع ہے

مبتدی کو کثرت ذکر بہ نسبت کثرت تلاوت کے زیادہ نافع ہے؟

تحقیق: بالکل صحیح خیال ہے اور یہ تنقیص تلاوت کی نہیں بلکہ ذکر اسی نیت سے کیا جاوے کہ میں تلاوت کی لائق ہو جاؤں' کیا نماز پر وضو کی تقدیم سے نماز کی تنقیص ہے۔ (تربیتہ حصہ پنجم ص ۱۰۳)

مرض کی وجہ سے ترک وظائف میں کچھ حرج نہیں اور فکر قائم مقام ذکر ہے

حال: بظاہر سر تا پا مریض نہ بیٹھنے کی طاقت نہ نماز روزہ میں جفاکشی کی طاقت بلکہ معمولی نماز بھی تکلیف سے ادا ہوتی ہے' بیماریوں کی وجہ سے کئی عذرات ایسے ہیں کہ کچھ نہیں ہو سکتا' دوسری طرف دل کی یہ حالت کہ نماز سے ذوق نہ ذکر کا شوق؟

تحقیق: السلام علیکم یہ بدبختی نہیں بیماری ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**ولا علی المریض حرج**" پھر اپنے کو حرج میں ڈالنا اور اس پر قدرت نہ ہونے کو بدبختی سمجھنا خدا تعالیٰ کے کلام میں شبہ کی صورت ہے۔ آپ بالکل بے فکری سے فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ کو جس طرح بن پڑے ادا کرتے رہیں اور اپنے کو ناکارہ اور گنہگار سمجھ کر زبان سے یا دل سے نادم رہیں اور اگر ذکر نہ ہو سکے تو صرف فکر کافی ہے البتہ یہ عزم رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ صحت کافی عطا فرمائے گا تو کسی محقق کی تعلیم سے طاعات میں زیادہ مشغولی اختیار کروں گا۔ والسلام۔ (تربیتہ حصہ پنجم ص ۱۰۳)

مجموعہ وظیفہ کی تعداد پوری ہونی ضروری ہے' خواہ باہمی اجزاء میں کمی و بیشی ہو جائے

حال: یہ بھی قابل گزارش ہے کہ بندہ کو اثبات مجرد میں ہمیشہ لذت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور اسی لیے اکثر تعداد سے کہیں زیادہ کرتا رہتا ہوں۔ غالباً دس تسبیح تک نوبت پہنچ جاتی ہوگی بلکہ اس وجہ سے کبھی کبھی اسم ذات دو ضربی کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں۔ مجموعہ سب اجزاء کا بارہ بلکہ تیرہ تسبیح سے کم نہ ہو اگر ایک میں کمی رہ جاوے' دوسری کی بیشی تلک عشرۃ کاملۃ کا مصداق ہے۔ (تربیتہ حصہ پنجم ص ۱۰۵)

ذکر میں سر کو جھٹکا دینا اور مخرج پر زور دینا ضروری نہیں

حال: ذکر خفیف ضرب و جہر سے کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ذکر کے ذرا سر کو جھٹکا بھی

دیا جاتا ہے اس میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر سر کو جھٹکا نہ دیا جاوے اور صرف مخرج ہی پر زور دیا جاوے تو کچھ حرج ہے؟

تحقیق: نہ جھٹکے کی ضرورت نہ مخرج پر زیادہ زور دینے کی ضرورت۔ ہاں اگر طبیعت کے جوش سے کوئی بات ہو جائے تو اس کے روکنے کی بھی ضرورت نہیں۔ بشرطیکہ اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔

ذکر بلا قید لطائف

حال: بحمد اللہ لطائف خمسہ کی اس قدر مشق ہوگئی ہے کہ ہمیشہ پاس انفاس کی ہیئت قائم رہتی ہے ہاں کسی مشاغل میں ہوتا ہوں تو یہ بات نہیں رہتی ہے مگر معاً متنبہ ہو جاتا ہے؟

تحقیق: بلا قید لطائف ذکر جاری رکھئے یعنی لطائف کی طرف نظر نہ رکھئے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۱۶)

کشف انوار وغیرہ قابل التفات نہیں

حال: اور کئی دن تک اثنائے ذکر میں کچھ سفیدی مدور نظر آیا کرتی تھی مگر اب نہیں معلوم ہوتی اور جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں چھوٹے چھوٹے بہت ستارے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں، یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: یہ اکثر متخیلہ کا تصرف ہے کبھی انوار ذکر کے اور کشف کونی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں نا قابل التفات ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۱۶)

بعذر مرض تقلیل ذکر میں کچھ حرج نہیں

حال: بتوفیقہ تعالیٰ اذکار بدستور جاری ہیں البتہ بعض اوقات بباعث ناسازی طبع تعداد میں قلت ہوگئی تھی؟ تحقیق: لا باس بہ۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۲۸)

تصور ذات بحث اور مناجات قلبیہ میں سے افضل کون ہے

حال: تصور ذات بحث افضل ہے یا مناجاۃ قلبیہ (یعنی بعض دفعہ دل خود بخود حق تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے جس میں خشوع وخضوع کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اپنے مالک کے دربار میں حاضر ہو کر عرض معروض کر رہا ہے) نیز نماز میں ان دونوں میں سے کون سی صورت افضل ہوگی؟

تحقیق: اگر مناجات کا بیساختہ تقاضا ہو تو وہ افضل ہے ورنہ تصور ذات مگر مقرونا بالذکر اور نماز و خارج نماز دونوں کا ایک حکم ہے مگر نماز میں مناجات ہر رکن میں نہیں ہوگی۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۳۶)

اوراد کیلئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں

سوال: قرآن شریف و دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت بندہ کو عنایت فرماویں؟

جواب: اوراد کیلئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۳۷)

ذکر کثیر میں شمار کی ضرورت نہیں

حال: بعض وقت ذکر میں جب جی لگ جاتا ہے تو عدد و شمار کا خیال نہیں رہتا کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں کہ تسبیح تہلیل اسم ذات وغیرہ میں مشغولی ہو جاتی ہے اور جی چھوڑنے کو نہیں چاہتا مگر بمجبوری ضرورت دنیاوی و درس و تدریس کے خیال سے ترک کرنا پڑتا ہے اور نوکری کی صورت میں اور مجبوری واقع ہوتی ہے؟

تحقیق: شمار کی کچھ ضرورت نہیں، بے شمار کے ذکر اکثیر اکا زیادہ تحقق ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۷۳)

تصور بوقت تلاوت قرآن مجید

سوال: رسالہ التذکیر حصہ دوم میں تراویح کے بیان میں حضرت کا ارشاد ہے کہ میں لوگوں کو تلاوت قرآن کا یہ طریقہ بتلایا کرتا ہوں کہ وقت تلاوت کے یوں تصور کرو کہ اللہ جل جلالہ فرمارہے ہیں اور ہماری زبان سے مثل باجہ کے آواز نکل رہی ہے سو اس کی نسبت حضرت سے یہ دریافت طلب ہے کہ اس کی اجازت اس نابکار کو بھی ہے یا اس قابل نہیں ہے؟

جواب: ہاں ہے لیکن اس کے بعد کی کیفیت سے اطلاع دینے تک یہ اجازت عارضی ہے۔

سوال: اور اگر اجازت ہے تو نماز میں بھی بوقت قرأت ایسا تصور کرلیا جاوے یا صرف تلاوت میں؟ جواب: ابھی صرف تلاوت میں۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۷۵)

ذکر و تدریس جمع ہو سکتے ہیں

بالجملہ خادم کو تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مدارس کی ملازمت کی صورت میں تدریس

کے ساتھ مشاغل اذکار وافکار جمع ہونا نہایت ہی دشوار ہے۔ البتہ اگر حق تدریس کما حقہ ادا نہ کیا جائے تو سہل بھی ہے۔ کما یفعلون الناس سو اس صورت میں ایک تو خیانت مدارس کا کامل اندیشہ دوسرے قلب کا متاثر ہونا ذکر سے دشوار محض ذکر لسانی کیا مفید ہوگا۔ مقصود ذکر تک رسائی مشکل حاصل یہ کہ دونوں طریق بینهما برزخ لایبغیان ہیں با ایں ہمہ چونکہ بارگاہ رب العزت سے بتوسل اپنے مرشد کے امید کامل رکھتا ہے کہ نخل مراد کو ضرور مثمر فرما کر تقاضائے جنوں کو پورا فرمائیے گا۔

تحقیق: آپ کے تجربے بالکل صحیح ہیں لیکن یہ باعتبار اکثر کے ہے ورنہ اگر اوقات درس محدود رکھے جائیں جس قدر مدرسہ سے مفوض ہیں اور ذکر و شغل میں بھی اعتدال مقدار سے کام لیا جائے بلکہ تعذر اعتدال کے وقت تقلیل کا بھی مضائقہ نہیں تو پھر دونوں کا جمع آسان ہے۔ گو بلا اجتماع خاطر ہی سہی اور گو بدون انضباط ہی سہی اس کے متعلق آپ کا یہ قول مجھ کو پسند آیا کہ اس راہ میں گرنا پڑنا الخ مولانا رومی نے اس مضمون کی تصریح فرما دی ہے:

دوست دارد دوست ایں آشفتگی کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

پس اپنا دستور العمل یہی رکھئے میں دل وجان سے دعا کرتا ہوں باقی خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کی مجموعی حالت بہت اچھی ہے آخر خط میں جو عادت لکھی ہے نہایت محمود نافع ہے انس مع الحق کے لیے یہ لازم ہے مولانا کا بھی ارشاد ہے:

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است زانکہ در خلوت صفاہائے دل ست

(تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۹۴)

تعلیم مراقبہ

حال: میں بموجب ارشاد استغفار پڑھتا ہوں مگر اکثر اوقات بھول جاتا ہوں اگر چہ بعد یاد آنے کے ندامت ہوتی ہے لہٰذا دعا فرمائیے اور نماز کے اندر بھی یکسوئی نہیں ہوتی، اگر چہ خیال بار بار کرتا ہوں؟

تحقیق: یاد آجانے پر پھر شروع کر دینا یہ بھی بجائے ذکر دائم کے ہے اور رضائے حق کے موافق ہے۔ انہوں نے صاف فرمایا ہے واذکر ربک اذا نسیت اور نماز میں یکسوئی ہونے کی ضرورت نہیں، یکسوئی کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی اپنے قصد سے فضول

خیالات ذہن میں حاضر نہ کیے جاویں نہ حاضر رکھے جاویں اور اگر اس پر بھی وہ خود حاضر رہیں تو کچھ ضرر نہیں اور موجودہ حالت میں جبکہ سر میں درد ہوتا ہے۔ مراقب ہو کر نہ بیٹھے صرف دل سے سوچ لینا خواہ کسی حالت میں ہو کافی ہے خواہ موت کو سوچ لیا جاوے یا حساب کتاب کو فی الحال یہی کافی ہے۔ (تربیتہ حصہ پنجم ص ۲۰۰)

ناغہ ہونے میں فوائد کثیر

حال: الحمدللہ اس وقت بھی معمولات کا پابند ہوں، درمیان میں دو روز بہت عرصہ کے بعد ناغہ ہوگیا جس کا رنج وصدمہ اب تک باقی ہے استقامت کے واسطے دعاء فرمائی جاوے؟

تحقیق: احیاناً ناغہ ہو جانا لوازم عادیہ طریق سے ہے۔ ایک تجربہ کار کا قول ہے:

در بزم عیش یک دو قدح درکش و برد　　　یعنی طمع مدار وصال دوام را

علاوہ لوازم میں سے ہونے کے اس میں مصالح بھی ہیں ایک مصلحت مشاہدہ ہے اپنے عجز اور حق تعالیٰ کی قدرت کا ایک مصلحت جو اسی کی فرع ہے علاج ہی عجب کا ایک مصلحت بڑھ جانا ہے اشتیاق کا ایک مصلحت حزن ہے مافات پر جو ایک مجاہدہ عظیمہ ہے ایک مصلحت جو بہت زیادہ ادق اور اغمض ہے خوگر بنانا ہے تسلیم وتفویض وغیر ذالک ممالا یحصی. اس لیے میں آپ کو اس ناغہ پر جو ناگہ ہوگیا ہے ان فوائد کے ترتب پر نظر کر کے مبارکباد دیتا ہوں ونعم ما قال العارف الرومیؒ

روزہا گر رفت گو رو باک نیست　　　تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

وقال

گر مرادت را مذاق شکرست　　　بے مرادی نے مراد دلبرست

قال

پس زبون وسوسہ باشی دلا　　　گر طرب را باز دانی از بلا

وقال العارف الشیرازی ایضاً

میل من سوئے وصال ومیل او سوئے فراق　　　ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

(تربیتہ حصہ پنجم ص ۲۱۴)

غنودگی میں ذکر کرنے کا حکم

سوال: پہلی شب ذکر و شغل میں کچھ غنودگی سی رہتی ہے اور اسی حالت میں ذکر کرتا ہوں کچھ حرج تو نہیں ہے؟

جواب: اگر غنودگی مانع تصحیح الفاظ نہیں تو کچھ حرج نہیں ورنہ یا غنودگی کی تدبیر کی جاوے یا وقت بدلا جاوے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۱۶)

معمول شروع کرنے کی اجازت لینے میں حرج نہیں

تربیۃ السالک کو دیکھتے دیکھتے جس وقت نمبر ۵۳ پر پہنچا تو دیکھا کہ بلا اجازت کچھ نہ پڑھنا چاہیئے طبیعت میں ایک طرح کا خوف پیدا ہوا اور معمول ۱۴ شعبان کی شب سے پھر ترک ہو گیا؟

تحقیق: چھوڑنا مناسب نہ تھا پڑھتے رہتے اور اطلاع دے کر اجازت لے لیتے سو اب اجازت دیتا ہوں۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۲۵)

ذکر میں دوسرے ذاکر کی آواز سے آواز ملانا

حال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت دوسرے ذاکر کی آواز سے آواز مل جاتی ہے تو اچھا معلوم ہوتا ہے پھر ایسا قصداً کرے اچھا معلوم ہونے کی وجہ سے تو کیسا؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں لیکن اس شخص کو اس کی اطلاع نہ ہونا چاہیے بعض اوقات یہ دوسرے پر گراں ہوتا ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۲۶)

ذکر قلبی بوقت خطبہ و وعظ

سوال: بوقت استماع خطبہ و وعظ ذکر قلبی جاری باید داشت یا نہ؟

جواب: مقصود اجتماع خاطر بذکر ست پس اگر باستماع خطبہ و وعظ ایں اجتماع حاصل شود ذکر اصلاحی قطع باید کرد ورنہ جاری باید داشت۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۳۶)

اوراد جتنے ہو سکیں نعمت سمجھنے چاہئیں

حال: اوراد اذکار بدستور سابق چلے جاتے ہیں اللہ کا شکر ہے ہاں رمضان شریف

میں البتہ کچھ کسل ہو جاتا ہے سحری کے بعد تہجد میں ایک پارہ سے کم ہی ہوتا ہے اور قبل سحری وقت تنگ اور نیند کا غلبہ رہتا ہے دعا کا طالب ہوں؟

تحقیق: جتنا ہو جائے نعمت ہے اسی کو کیے جائیں اس کی بے قدری کر کے اس سے بھی محروم نہ ہونا چاہیے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۳۶)

ذکر لسانی میں غفلت کا علاج

حال: ایک عجیب عیب پیدا ہو گیا ہے وہ یہ کہ میں اکثر اوقات کچھ نہ کچھ پڑھا کرتا تھا' زبان سے ذکر کے الفاظ جاری رہتے تھے' اب چند روز سے وہ بات نہیں بلکہ اکثر اوقات زبان ساکت رہا کرتی ہے جس سے اندیشہ اور تردد معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: اس عیب کا علاج یہ ہے کہ ہاتھ میں تسبیح رکھا کیجئے' انشاء اللہ تعالیٰ پھر ذکر آسان ہوگا۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۴۷)

اثناء ذکر میں اشعار کا پڑھنا

حال: اثنائے ذکر میں بعض دفعہ موقعہ سے بعض بعض شعر خیال آ جاتے ہیں اور اس وقت ان کے مضامین سے خاص لطف حاصل ہوتا ہے اگر ان شعروں کو پڑھنے کی ممانعت نہ ہو تو پڑھ لیا کروں تاکہ روح کو تازہ کریں؟ تحقیق: کچھ مضائقہ نہیں' بشرط عدم الافراط فیہ۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۵۵)

تصور شیخ کا خطرناک ہونا

حال: ذکر کی حالت میں حضور کا تصور اگر شرک سے خالی ہو یعنی اس طرح تصور کرنا کہ حضور میرے ذکر کو اصلاحی توجہ سے ملاحظہ فرما رہے ہیں میرے واسطے مفید ہے یا نہیں؟

تحقیق: قصداً تصور کرنے کا انجام اچھا نہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص ۲۶۰)

فکر قائم مقام اظہار ہے

حال: بعض وقت یہ خیال آتا ہے کہ میں نے کبھی اپنا کوئی عیب تو حضرت والا سے عرض ہی نہیں کیا پھر میری اصلاح کس طرح ہوگی؟

تحقیق: فکر بھی بجائے اظہار کے ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۶۵)

آثارذکر

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگرچہ ہم ذکر برابر کیے جارہے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ حضور نے ذکر جہر ارشاد فرمایا ہے یا کیا اور ہم ابھی تک برابر ذکر جہر کیے جارہے ہیں اور وہی حالت ہے لیکن نور نیلگون بہت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے؟

جواب: عزیزم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ذکر دونوں مفید ہے لیکن جہر اچھا معلوم ہوتا ہے آپ بھی جہر کریں مگر اس قدر جہر نہ ہو کہ لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ یہ نور نیلگوں وغیرہ اہل طریقت کے نزدیک انوار لطائف کے ہیں جو ذکر سے منور ہوجاتے ہیں گو یہ مقصود نہیں مگر علامت محمود ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز ثمرات نیک مرتب ہوتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ مقصود حقیقی تک وصول میسر ہوجاوے گا اپنے کام میں لگے رہیں۔ ان حالات میں غور وفکر نہ کریں کہ یہ کیا چیز ہے کیا بات ہے سب سے قطع نظر کرکے ذکر کو مقصود سمجھنا چاہیے۔ اگر فرصت ہو تو چھ ہزار اسم ذات اور بڑھادیں اور توجہ کی حقیقت اور اس کے اقسام اور حاضر وغائب سے اس کا اثر ہونا یہ بات زبانی بیان کرنے کے قابل ہے تحریر سے سمجھ میں نہ آوے گی۔ (از التکشف صفحہ ۱۹)

سوال: جناب کسی کی تحریر میں بھی پڑھا ہے کہ انسان ذکر اسم ذات کے وقت قلب پر توجہ رکھے اور قلب پر انوار ذات خداوندی مانند بارش کے نزول کا تصور کرے لیکن کمترین میں یہ کوتاہی پائی جاتی ہے کہ اس وقت قلب پر توجہ کا خیال نہیں رہ سکتا بلکہ ذات خداوندی کو اس وقت حاضر وناظر پاتا ہے؟

جواب: اصل یہی ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو پہلا تصور اس کے واسطے ہے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۱۲)

سوال: اسم ذات کا ذکر کرتے وقت کس طرف توجہ کو مبذول کروں؟

جواب: افضل تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف اگر نہ جمے تو خود ذکر کی طرف اگر یہ بھی نہ جمے تو قلب کی طرف اس طرح سے کہ وہ بھی ذکر کررہا ہے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۴۷)

انوار ذکر

حال: پھر آج جب میں دن کے ۸ بجے کے بعد ذکر کرنے بیٹھا تو اثنائے ذکر میں

بیداری کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ اوپر سے دو روشنیاں بہت سفید اور ایک دوسرے سے تیزی میں زیادہ ہے میرے قریب آ کر غائب ہوگئیں یہ حضور والا کیا اسرار تھا؟

تحقیق: انوار ذکر۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۹)

حد ذکر جلی

سوال: ذکر جلی کی حد کیا ہے؟

جواب: ادنیٰ کی حد تو معین ہے اصطلاح اول پر تو تحریک لسان اور اصطلاح ثانی پر اسماع نفس خود کما صرح بہ الفقہاء لیکن اکثر کی کوئی حد نہیں اپنی نشاط پر موقوف ہے مگر اس کے جواز کی یہ شرط ہے کہ کسی مصلی یا نائم کو تشویش وایذا نہ ہو کما صرح الفقہاء بہ فقط واللہ اعلم۔ (التکشف ص ۲)

معنی ربط قلب

سوال: ربط القلب بالشیخ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: حقیقت اس کی شیخ سے ازدیاد محبت ہے اور صورت اس کی شیخ کا تصور ہے جو احیاناً سبب محبت کا ہوتا ہے اور فائدہ اس کی حقیقت کا اضافہ برکات وانوار ہے اور فائدہ اس کی صورت کا دفع خطرات ہے مگر حقیقت وصورت دونوں میں شرط یہ ہے کہ حدود شرعیہ سے علماً وعملاً متجاوز نہ ہو ورنہ معصیت وبدعت سے نسبت باطنی ظلمانی ہو جاوے گی۔ فقط واللہ اعلم (التکشف ص ۱)

حال: بعد تہجد بارہ تسبیح کا شغل کرتا ہوں مگر چار زانو بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ میں اس طرح بیٹھنے کا بالکل عادی نہیں اسی سبب سے رگ کیماس بھی نہیں دبتی اور اگر بجبر دابتا بھی ہوں تو چھٹ جاتی ہے؟

تحقیق: نہ چارزانو بیٹھنا ضروری ہے نہ رگ کیماس دبانا ضروری ہے جس طرح سے راحت ہو اسی طرح بیٹھے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۲)

تصور بوقت تلاوت قرآن مجید

حال: کلام مجید پڑھتے وقت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور کوئی کلمہ غلط پڑھا جاتا ہے اور دوبارہ صحیح ہو جاتا ہے تو یہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے

یہ کلمہ صحیح ہوا اور غلطی صحیح ہوئی ہے مناسب ہے کوئی حرج تو نہیں ہے کیونکہ سننے والا غلطی کو ضرور بتلاتا ہے اگر اس کو یاد ہے؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں بشرطیکہ اس شخص کی طبیعت میں کسی وقت یہ بات پیدا نہ ہو کہ غلطی بھی ادھر ہی سے ہوئی اگر ایسا احتمال ہو تو صحت کو اپنی سمجھ کی طرف منسوب کرنا بہتر ہے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۵۶)

عورت کو ذکر بلا ضرب و بلا جہر

حال: حضور والا ہمشیرہ بھی اس کی درخواست کرتی ہیں کہ حضرت مولانا مرشدنا اجازت فرماویں تو ہم بھی ذکر جس قدر ہو سکے کر لیا کریں؟

تحقیق: بلا ضرب و بلا جہر۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۱)

ذکر باشمار اور بے شمار میں فرق

حال: میں مواعظ اور تربیۃ السالک روزمرہ دیکھتا ہوں اور خود بخود بہت پڑھ گیا مگر شمار یاد نہیں رہتا؟

تحقیق: شمار یاد نہ رہنے میں کوئی حرج نہیں اور شمار میں زیادہ اثر ہونا یہ خاصہ ہے بعض طبائع کا کہ اس سے تسلی ہوتی ہے کہ ہم نے اتنا کام کر لیا اور پریشانی نہیں ہوتی کہ خدا جانے کچھ معتد بہ مقدار تک ہو گیا یا نہیں اور پریشانی نہ ہونے سے خاص آثار پیدا ہوتے ہیں اور بعض کو شمار نہ کرنے سے محویت ہوتی ہے اور شمار کرنے سے خیال ادھر مشغول رہتا ہے۔ غرض یہ طبائع کا اختلاف ہے جس کا کچھ حرج نہیں۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۱)

ذکر کے وقت بزرگوں کی صورت نظر آنا

حال: بارہ تسبیح کے وقت علاوہ احوال سابق کے یہ ہے کہ وقت ذکر ایک شخص ضعیف قد طویل لباس مولویانہ آگے دکھائی دیتا ہے لیکن اس سے کچھ وحشت نہیں بلکہ ایک گونہ انس ہوتا ہے اور اب اکثر جناب والا کی صورت اور حضرت مولانا دیوبندی کی ذکر کے وقت پیش نظر رہتی ہے دفع بھی کرتا ہوں لیکن دفع نہیں ہوتیں؟

تحقیق: نہ جلب کیجئے نہ سلب کیجئے بلا التفات کام میں لگے رہئے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۷۵)

ضرورت دوام ذکر

حال: ضعف دماغ کی وجہ سے تسبیح پوری نہیں ہو سکتی صرف نصف ہوتی ہے اسی پر اکتفا کروں یا نصف بعد مغرب اور نصف اخیر شب میں؟

تحقیق: جو طبیعت پر سہل ہو اور خواہ پوری ہو یا نصف ہو ہر حال میں صرف اسی پر اکتفا نہ کیا جاوے ہر وقت یہی ذکر جاری رکھا جاوے جس سے دلچسپی ہو اور اسم ذات زیادہ سہل و نافع ہے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۷۸)

ذاکر کو مسجد میں سونے والے کی رعایت رکھنا

حال: ذاکر بالجہر فی المسجد کو نوم نائم فی المسجد کی رعایت ضروری ہے یا نہیں؟

تحقیق: اس نائم کو اگر نوم فی المسجد جائز ہے تو اس کی رعایت ضروری ہے۔ والا فلا (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۱)

ذکر میں سانس لینا

حال: آج کل ذکر کے وقت جب الفاظ کی طرف دھیان ہوتا ہے تو سانس لینا ناگوار معلوم ہوتا ہے دل چاہتا ہے ایک ہی دم میں وظیفہ ختم ہو جاوے؟

تحقیق: کیا اسی طریق خاص و قیود خاصہ سے یہ حالت ہوتی ہے اگر یہ ہے تو ان قیود کو چھوڑ دو جس طرح سہولت و دلچسپی ہو کرو اور مجھ کو اطلاع دو یا مطلق ذکر سے بھی یہ حالت ہوتی ہے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۹)

حال: پہلے جو لکھا تھا کہ آج کل اثناء ذکر میں سانس توڑنے کو دل گوارا نہیں کرتا ہے دل چاہتا ہے ایک ہی سلسلہ سے وظیفہ ختم ہو جاوے اور درمیان میں سانس نہ توڑا جاوے یہ کیفیت ہر ذکر کے وقت ہوتی ہے جب اس کی طرف خیال و دھیان رکھوں اگر بے خیال ذکر کروں تو یہ بات نہیں ہوتی ہے؟

تحقیق: پہلے یہ پوری بات نہ لکھی تھی اب جواب دیتا ہوں کہ اس سے کچھ ضرر نہیں اور سبب اس کا میری رائے میں پھیپھڑے کا ضعف ہے کسی طبیب سے مشورہ لو۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۹)

تصور شیخ

حال: ایک حال یہ ہوا کہ ذکر کے وقت احیاناً حضور کا خیال دل میں آ جاتا ہے

باوجودیکہ میں اپنا خیال ودھیان اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنا چاہتا ہوں مگر حضور کا دھیان جب آتا ہے اس وقت ایک لذت معلوم ہوتی ہے؟

تحقیق: مرشد کا خیال آنا مذموم نہیں خود لانا البتہ ناپسندیدہ ہے۔ پس اگر بلاقصد آوے اور آنے کے بعد بھی قصداً اس کی طرف توجہ نہ کی جاوے بلکہ ذکر ہی کی طرف توجہ رہے تو اس کا باقی رہنا مضر نہیں بلکہ نافع ہے دفع کے اہتمام کی ضرورت نہیں۔ (از النور صفحہ ۱۲۰)

حال: اس وقت ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ تصور باللہ کو مدنظر رکھوں مگر حضور کی جانب دل زیادہ منتقل ہو جاتا ہے؟

تحقیق: بلااختیار اگر میرا تصور آجاوے تو اس کو دفع نہ کریں وہ تصور بھی چونکہ للا قرع حق ہے اس لیے گویا تصور حق ہی ہے اسی کو یاد رکھا جاوے۔ (از النور ص ۲۱۱)

سوال: حضور اقدس کا خیال میرے دل کے اندر ہر وقت رہتا ہے' یہ خیال نماز کے اندر مضر تو نہیں ہے؟

جواب: ہرگز نہیں' مگر قصداً خیال نہ کیا جاوے۔ (النور ص ۲۱۹)

سوال: میاں نماز در معانی قرأت وتسابیح والتحیات غور نمودن محمود ست یا مذموم یا بینہما؟

جواب: اصل مقصود حضور قلب ست اگر باستحضار معانی دست دہد آنرا اختیار کنند والا بہر صورت کہ ایں مقصود میسر شود ہماں مناسب ست۔ (النور ص ۵۶۰)

التزام معمول بقدر تحمل ہونا

حال: اس وقت بندہ اسم ذات چھ ہزار پڑھتا ہے اس سے زیادہ پڑھنے کو دل بے حد چاہتا ہے فرصت بھی ہے دماغ کی حالت بھی آگے سے اچھی ہے اگر حضرت مناسب سمجھیں تو اضافہ فرماویں؟

تحقیق: التزام تو اتنا ہی رکھیں اگر کسی روز نشاط ہوا تو بقدر تحمل اضافہ کر لیا ورنہ اسی پر اکتفا کر لیا۔ (النور ص ۴)

سوال: اگر بعد نماز فجر مصلے پر بیٹھا ہوا کلام مجید پڑھوں اور تاوقتیکہ چاشت کی نماز نہ پڑھ لوں ہرگز نہ اٹھوں۔ اس میں جو تنبیہات ہوں اس سے آگاہ کیا جاؤں مگر کوئی مریض

درمیان میں آجاوے تو کیا کیا جاوے؟

جواب: بقدر تحمل کام کرنا چاہیے' اپنے کو زیادہ مقید کرنا بلاضرورت نہ چاہیے کہ انجام پریشانی ہے۔ (النور ص ۲۳۵)

حال: اور لا الہ الا اللہ کی مخفی ضرب جو لگاتا ہوں اس میں یہ طبیعت چاہتی ہے کہ پڑھے جاؤ اور چھوڑو مت مگر بے گنتی پڑھتا ہوں؟

تحقیق: اچھی بات ہے کہ کچھ گنتی کی قید نہیں' جس دن زیادہ نشاط ہو زیادہ کرلیا کیجئے' بقدر تحمل طبیعت کے۔ (النور ص ۲۳۶)

سوال: اللہ اللہ اسم ذات شریف پانچ سو مرتبہ پڑھتا ہوں اگر اور بڑھاؤں تو کس قدر بڑھاؤں؟

جواب: جس قدر شوق اور نشاط اور تحمل طبیعت کا مقتضا ہو لیکن اس کے ساتھ توقع مواظبت کا بھی لحاظ رہے۔ (النور ص ۲۳۷)

گھر میں پابندی ذکر کی ترغیب

حال: میرے اندر ایک بات یہ ہے کہ ذکر پر پابندی مجھ سے بس اس زمانہ میں تو ہوتی ہے جب کہ میں مدرسہ ہی میں رہتا ہوں اور جب میں گھر میں سے یہاں لے آتا ہوں اور گھر میں رہنے لگتا ہوں تو دو چار روز کے بعد ذکر پر پابندی نہیں رہتی' گھر رہ کر قاعدہ کے موافق ذکر نہیں ہوتا؟

تحقیق: یہ تو ٹھیک نہیں آخر ایسے اتفاقات بھی ہوتے ہیں اور کبھی اس سے مفر نہیں ہوتا یہ تو ہمیشہ کا روگ ٹھہرا اس کوتاہی کی مقاومت کرنا چاہیے۔ اس طرح کہ ایسے وقت میں بھی ذکر کی پابندی کی جاوے۔ آخر ذکر فعل اختیاری ہے پھر کیا وجہ کہ اختیار سے کام نہ لیا جاوے۔ اگر یہی کم ہمتی ہے تو کل کو نفس کہے گا کہ فلاں شہر میں جو مسجد ہے اس میں نماز پڑھنے سے تو نماز کی پابندی ہوتی ہے اور جہاں اب سکونت ہے یہاں کی مسجد میں مجھ سے پابندی نہیں ہوتی تو ہر وقت وہ مسجد کہاں سے آوے گی تو کیا اس مسجد میں پہنچنے تک نماز نہ پڑھی جاوے گی بلکہ بالقصد ایسا اہتمام کرنا چاہیے کہ اگر گھر کے علاوہ دوسری جگہ میسر ہو تب بھی گھر ہی میں ذکر کرنا چاہیے' رائضین کا معمول ہے کہ گھوڑا جس چیز سے چمکتا ہو اس سے دور کرنے کا اہتمام نہیں کرتے کہ ہمیشہ کی مصیبت ہے بلکہ اسی چیز کے سامنے آنے اور دیکھنے کا خوگر کرتے ہیں

یہاں تک کہ چمک نکل جاتی ہے البتہ جس جگہ امر مانع ایسا ہو کہ اس سے کبھی ملابست کی ضرورت نہ ہوگی وہاں اسلم یہی ہے کہ اس مانع سے مباعدت اختیار کی جائے خوب سمجھ لو۔

ذکر کا وقت

حال: اور قصد السبیل میں مرقوم ہے کہ اسم ذات بعد تلاوت قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھے اگر جی چاہے اور کوئی وقت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ تحقیق: ہاں۔ (النور ص ۲۶)

ضرورت ذکر

حال: مجھ کو دو باتوں سے نہایت پریشانی ہے اول یہ کہ پہلے میں نے بارہا آزمایا کہ جب میری حالت خراب ہوئی بس جہاں حضرت کے پاس دو چار روز بیٹھا اور حالت سنبھل گئی نہ ذکر کرنے کی ضرورت ہوتی تھی نہ کسی اور بات کی؟

تحقیق: ذکر سے استغناء کا خیال غلطی ہے جو کیفیت صحبت سے ہوتی ہے اس کا بقاء و استحکام ذکر ہی پر موقوف ہے۔ (النور ص ۳۲)

آثار ذکر و یبس

حال: اور قلب میں اکثر اوقات حرکت رہتی ہے جو اس سے قبل نہیں تھی، بعض اوقات کان میں آواز بھی آتی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آواز آواز ذکر ہے یا کیا اور جھینگر جیسی آواز بھی مسموع ہوتی ہے؟

تحقیق: مرکب ہے اثر ذکر اور یبوست سے یبس کا علاج مناسب ہے۔ (النور ص ۳۵)

شوق ذکر

حال: آج بندہ جب ذکر کرنے لگا تو طبیعت میں ذوق و شوق پیدا ہو کر جوش آ گیا حتی کہ آواز بلند ہوگئی بعد اختتام ذکر خواہش یہی رہی کہ اور کیا جاوے؟

تحقیق: مبارک ہو گو یہ مقصود نہیں مگر محمود ہے اور محمود بھی بوجہ معین مقصود ہونے کے قابل مبارکباد اور موجب شکر ہے۔

حال: مگر چونکہ ارشاد عالی اس قسم کا ابھی نہیں ہوا اس لیے بارہ ہزار ہی پر اکتفا کیا؟
تحقیق: اگر پھر ایسا اتفاق ہو ذکر بڑھا دیا کیجئے۔

حال: اور اللہ تعالیٰ کا نام سن کر طبیعت متلذذ ہوتی ہے؟
تحقیق: مبارک ہو۔ اے آخر مامر آنقا۔ (النور ص ۳۸)

ذکر کیلئے تعین وقت یا عدد کی ضرورت

حال: ذکر کی تعداد متعین نہیں کی جب طبیعت نہیں لگتی ہے بس کرتا ہوں اور شمار سے طبیعت پر گرانی ہوتی ہے کیونکہ تاختم یہ خیال رہتا ہے کہ ابھی اتنا باقی ہے؟
تحقیق: یہ سخت غلطی ہے یا تو عدد مقرر کریں یا وقت محض طبیعت پر چھوڑنا بطالت کا دروازہ کھولنا ہے۔ (النور ص ۳۸)

حال: صرف ذکر لسانی جس قدر ہو سکتا ہے اس میں شب و روز مشغول رہتا ہوں؟
تحقیق: کافی ہے مگر عدد کا تعین بھی بہتر ہے۔ (النور ص ۷۹)

آثار ذکر

حال: حضرت ذکر کا کوئی اثر ایسا بھی ہے کہ اس کا حصول عاجلاً بھی مطلوب ہو؟
تحقیق: جو اس آیت میں مذکور ہے: فاذکرونی اذکرکم اور اس کا تخلف بھی نہیں ہوتا۔ (النور ص ۴۸)

حال: جانب چپ پستان سے دو تین انگل نیچے سے اوپر تک قریب ایک ماہ سے خروش سی معلوم ہوتی ہے بعض وقت پورے دست چپ میں بھی خروش پیدا ہو جاتی ہے خصوصاً نماز میں خواہ جس وقت قلب کے جانب خیال ہوتا ہے اس وقت بہت زیادتی ہو جاتی ہے؟
تحقیق: اثر ذکر کا ہے مبارک ہو مگر مفرحات و مرطبات و مقویات قلب کا استعمال ضروری ہے تا کہ اختلاج نہ ہو جاوے اور اگر ذکر میں ضرب یا حبس معمول ہو چند روز کے لیے ترک کر دیں۔ (النور ص ۱۶۹)

حال: اکثر اوقات دل ذاکر معلوم ہوتا ہے اور دھیان تو حق تعالیٰ کی طرف قریب قریب

ہر وقت رہتا ہے ہر وقت قلب کی ایسی حالت رہتی ہے جیسے کوئی کسی کا سخت منتظر ہوتا ہے؟

تحقیق: آثار محمودہ ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ (النور ص ۱۹۸)

حال: آج صبح کا وقت حالت ذکر میں غیب سے یہ آواز ہوا کہ تم پر خدا تعالیٰ راضی ہوا' یہ کیا حالت ہے معلوم نہیں؟

تحقیق: یہ واقعہ لَهُمُ البشریٰ فی الْحَیٰوةِ الدُّنیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ کا ایک مصداق ہے۔ مبارک ہو' حکمت تبشیر میں یہ ہے کہ دل بڑھے اور زیادہ کام میں لگیں۔ (النور ص ۴۴۰)

حال: گزارش احوال یہ ہے کہ آج صبح نماز فجر سے پہلے ذکر میں مشغول تھا کہ خود بخود ایک حالت غنودگی کی ۵۔۷ منٹ کے لیے طاری ہوگئی' اس وقت جناب والا کو دیکھا کہ آپ نے دو ستون نور کے میرے دل کے اندر قائم فرمائے اور یہ فرمایا کہ یہ ایک ستون مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ہے اور یہ ایک ستون مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے وہ دو ستون بہت باریک اور نور سے چمکتے ہوئے تھے۔ جب میرے قلب میں وہ قائم کیے گئے عجیب حالت ہوئی جس کا اب تک بہت اثر ہے؟

تحقیق: اول نسبت نبوت ہے ثانی نسبت ولایت۔ مولانا گنگوہی پر اول غالب تھی۔ مولانا نانوتوی پر ثانی کا غلبہ تھا۔ مبارک ہو۔ (النور ص ۴۴۷)

حال: ایک روز بعد تہجد کے میں ذکر کر رہا تھا' یہ معلوم ہوا کہ میرا جسم ایک دم سے مثل پھول کے ہلکا ہوگیا اور کچھ وزن نہیں رہا اور چند منٹ یہ حالت رہی اس طور کا معاملہ آج تک کبھی پیش نہیں آیا اور چند دفعہ بحالت ذکر بیداری میں آنکھیں بند تھیں تو یہ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کھلا ہوا سامنے رکھا ہے اور تلاوت کرتا ہوں کبھی ایک آیت یا دو آیت تک یہ بات باقی رہی؟

تحقیق: پہلی کیفیت غالباً اثر کا ذکر ہے جس سے روح میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے اور روحانیت کے غلبہ سے اس لطافت کا اثر جسم پر ہوتا ہے۔ محمود حالت ہے مگر مقصود نہیں اور دوسری کیفیت علامت ہے ذکر کے سرایت کرنے کی یہ بھی محمود ہے۔ (النور ص ۴۵۲)

حال: حضرت منگل کی رات کو جس وقت نفلیں پڑھ کر بارہ تسبیح شروع کر دی کسی قدر دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ ساری مسجد روشن ہوگئی' آنکھ کھول کر جو دیکھا تب بھی روشن معلوم ہوئی؟

تحقیق: ایسے حالات اس مصلحت کے لیے بھی پیش آجاتے ہیں کہ سالک کو نشاط ہو اور طریق میں مشغولی سہل ہو۔ (النور ص ۵۲۳)

حال: گزارش آنکہ آج ایک نئی بات پیش آئی وہ یہ کہ ذکر کرتے کرتے بہت کچھ لطف آیا' روز سے زیادہ اور اس لطف میں تمام جسم موٹا معلوم ہونے لگا اور تمام جسم پر ایک بار سا معلوم ہوا اور بہت دیر تک یہ حالت رہی؟

تحقیق: السلام علیکم۔ وارد کا اثر اول قلب پر ہوتا ہے اور کبھی قلب سے جوارح پر آجاتا ہے اور وہ اثر گو غیبی ہوتا ہے مگر جوارح پر بشکل کیفیات بدنیہ اس کا ظہور ہوتا ہے جیسا وحی کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف پر بشکل وزن ہوتا تھا۔ یہ قاعدہ ہے کہ فرحت اور خوشی میں بدن پھول جاتا ہے۔ اسی طرح باطنی لطف کا اثر بدن پر کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ بدن پھولا ہوا اور موٹا متخیل ہوتا ہے اور واقع میں نہ پھولتا ہے نہ موٹا ہوتا ہے۔ (النور ص ۵۹۱)

ذکر لا الہ الا اللہ اور اللہ اللہ میں فرق

حال: لا الہ الا اللہ کے وقت اس کے معنے پر نظر ہو جاتی ہے اور یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ میں کس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں اس خیال سے کبھی تو اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہوں کہ آپ کا یہ وصف میں کرتا ہوں اور کبھی شیطان اور نفس کو مخاطب کرتا ہوں کہ دیکھو میرا معبود یہ ہے جس کی یہ صفت ہے اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ الفاظ تو اللہ سے بُعد پیدا کرتے ہیں صرف اللہ اللہ ہونا چاہیے کئی روز سے یہ وسوسہ پیدا ہو جاتا ہے اور (الا اللہ) کے ذکر کے وقت بھی یہی خیال رہتا ہے؟

تحقیق: یہ قرب بُعد خیالی ہے ورنہ زیادہ قرب لا الہ الا اللہ میں ہے کہ یہ ماثور ہے اور دوسرے اذکار یعنی الا اللہ یا اللہ اللہ مصلحت یکسوئی کے لیے تجویز ہوئے ہیں۔ (النور ص ۴ ۷)

ناغہ کا مضر نہیں

حال: تین ماہ سے دوازدہ تسبیح چھوٹ گئی' بہت افسوس کرتا ہوں' سر ابھی نہیں ہو سکتی' ظاہر میں تو خوب موٹا تازہ ہوں مگر دماغ نہایت کمزور ہے؟ تحقیق: کوئی مقصود فوت نہیں ہوا۔ (النور ص ۷۹)

ذکر لا الہ الا اللہ میں خیال غیبت کی تصحیح

حال: بارہ تسبیح کے وقت اکثر یہ خیال آتا ہے کہ اللہ پاک تو پاس موجود ہیں جیسا کہ

ثابت ہے کہ انا جلیس من ذکرنی تو کلمہ لا الہ الا اللہ والا اللہ حاضر کے موافق نہیں ہیں یعنی ایسے الفاظ ہونا چاہئیں جیسا کہ حاضر اور موجود سے کرتے ہیں؟

تحقیق: یہ خیال صحیح نہیں ورنہ سب سے زیادہ قرب وحضور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے آپ تغییر عنوان کے زیادہ مستحق تھے اور حقیقت اکابر کا ذکر حضور کی حالت میں غیبت کے عنوان سے معتاد ہے۔ مثلاً بڑے حکام کے روبرو اس طرح کہا جایا کرتا ہے کہ سرکار کے سوا میری کوئی پناہ نہیں' علاوہ اس کے وہ قرب کی حالت میں بھی وراء الوراء ثم وراء الوراء ہیں۔ پس من وجہ قریب اور من وجہ بعید ہیں اس لیے گا ہے لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے اور گا ہے لا الہ الا انت۔ (النورص ۸۷)

ذکر میں بی بی کے درد فراق پیش آنا

سوال: عرض یہ ہے کہ بندہ کو معمولات ادا کرتے وقت پیش ازیں رقت وگریہ کبھی کبھی جاری ہوتا تھا اور وہ بھی بتکلف مگر میرے گھر میں سے انتقال کے بعد سے بلا تکلف بلا اختیار ایسے وقت میں گریہ بہت طاری ہو جاتا ہے؟

جواب: السلام علیکم۔ یہ آمیزش غیر اختیاری ہے اس لیے مضر نہیں پس اس کے اہتمام کی بھی ضرورت نہیں بلکہ اپنے اثر کے اعتبار سے کہ شکستگی ہے معین فی المقصود ہے اس لیے نافع ہے کچھ فکر نہ کیجئے۔ (النورص ۸۹)

ذکر میں دل لگ جانا قائم مقام شغل ہے

حال: بعض روز فرصت کے وقت ذکر اسم ذات میں جی لگتا ہے اس روز شغل ناغہ ہو جاتا ہے؟

تحقیق: اگر ذکر میں دل لگ جاوے تو شغل کی غرض اس سے حاصل ہوگی۔ (النورص ۱۲۷)

ذکر میں ریاء کا علاج

حال: چند روز سے بندہ کے دل میں ایک تردد ہے وہ یہ ہے اگر کسی شب کو اٹھنے میں دیر ہو جاتی ہے اس وقت اگر تہجد ۱۲ رکعت ادا کیا جاوے تو دوازدہ تسبیح فوت ہو جاوے گا تو اس وقت تہجد ۴ یا ۸ رکعت ادا کر کے دوازدہ تسبیح ادا کرنا یا تسبیح فوت کر دینا دوازدہ تسبیح فوت کرنے کو دل بھی نہیں چاہتا؟

تحقیق: اگر دوازدہ تسبیح اپنی خصوصیات جہر وغیرہ کے ساتھ خود فی نفسہ مقصودیت میں اصل ہوتی تو اس کی تقدیم میں ریاء کی پرواہ نہ کی جاتی خود ریاء کا علاج کیا جاتا لیکن اس میں بمقابلہ تہجد کے مقصودیت نہیں ہے اس لیے تہجد کو مقدم کیا جاوے گا۔ گو دوازدہ تسبیح فوت ہو جاوے جس کو دن میں کسی وقت پورا کر لینا مناسب ہے۔ (النور ص ۱۳۵)

ذکر کے وقت وحشت ہونیکا علاج

حال: میری حالت آج کل بہت خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ معمولات تو پورے ہو رہے ہیں اور عرصہ سے ناغہ نہیں ہوئے' ایک ہفتہ قبل تک یکسوئی سے ذکر یا مذکور کی جانب پوری توجہ رہا کرتی تھی؟

تحقیق: کچھ پریشانی کی بات نہیں' بعض اسباب طبعیہ سے ایسا ہو جاتا ہے ذکر بدل دیا جاوے یعنی جتنا وقت اس ذکر میں صرف ہوتا تھا اس وقت میں تلاوت قرآن مجید یا نوافل یا دُرود شریف یا جس طرف طبیعت کو میلان ہو اس کا شغل کیا جاوے اور ایک ہفتہ کے بعد مع اس پرچہ کے پھر حالت سے اطلاع دی جاوے۔ (النور ص ۱۴۷)

کثرت تلاوت کو کثرت ذکر پر ترجیح

حال یکے از مجازین

حال: السلام علیکم۔ اذکار ماموره پر مداومت ہے اور باقی اوقات میں کثرت تلاوت کلام مجید رہتی ہے۔ البتہ ایک نئی بات یہ محسوس کرتا ہوں کہ تلاوت سے جس قدر شغف ہے اتنا اذکار سے نہیں ہے؟

تحقیق: اصل مقصود یہی حالت ہے کہ ذکر سے زیادہ شغف تلاوت سے ہو اور ابتداء میں اس کا عکس وہ عارض کے سبب خلاف اصل تھا۔ (النور ص ۱۴۹)

ذکر لسانی

سوال: پہلے اٹھتے بیٹھتے اگر ذکر کیا کرتا تھا اب بہت بھول جایا کرتا ہوں کچھ علاج بیان فرماویں؟ جواب: جب یاد آ جاوے شروع کر دیں۔ واذکر ربک اذا نسیت. (النور ص ۱۵۳)

حال: اور مختلف قسم کی کیفیتیں پیدا ہوئیں۔ اب پھر بالکل کورا ہوں' سب حالتیں

مٹ گئیں' دن بھر بیٹھا سلطان الذکر کیا کرتا ہوں کچھ نفع نہیں طبیعت بہت گھبراتی ہے؟

تحقیق: سلطان الاذکار روزانہ نہ کیجئے ایک روز یہ اور ایک روز صرف ذکر لسانی سے اسم ذات۔ (النورص ۲۴۱)

سوال: اگر ذکر لسانی بلا اسماع نفس ہو تو ذکر سمجھا جائے گا یا نہیں؟ بعض وقت اس طرح بھی کرتا ہوں فقہ میں تو ادنیٰ مخافت کا اسماع نفس لکھا ہے اس صورت میں تو یہ نہ سری ہے نہ جہری اور یہ صورت اکثر نوم کے وقت پیش آتی ہے؟

جواب: فقہاء نے جو اعتبار نہیں کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ احکام دنیویہ بدون اس کے معتبر نہیں نہ یہ کہ ثواب بھی نہیں ہوتا۔ آپ بے تکلف ایسا کرتے رہیں۔ (النورص ۴۵۹)

سوتے میں ذکر قلبی

حال: چند روز سے یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ بندہ جب عشاء کی نماز کے بعد سوتا ہے تو سونے کی حالت میں یہ ذکر جاری ہو جاتا ہے اور بندہ کو کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ پاس کے سونے والے بیدار ہو جاتے ہیں اور جب مجھ کو اٹھاتے ہیں تو قلب میں آگ اور بیقراری معلوم ہوتی ہے ایک مرتبہ سوتے میں جب ذکر جاری ہوا تو اپنی آواز سے خود بیدار ہو گیا اس کے بعد بھی قلب اور زبان سے ذکر برابر جاری تھا نہ معلوم یہ ضعف قلب ہے یا خداوندی عطیہ ہے امید کہ حضور اصلاح فرمادیں گے؟

تحقیق: اگر دوسرے آثار بھی ضعف قلب کے ہوں مثلاً جلدی غصہ آجانا' تنہائی میں خوف معلوم ہونا' خیالات بدگمانی کے زیادہ آنا کبھی کبھی اختلاج ہونا تب تو ضعف قلب کی بھی اس میں آمیزش ہے اس صورت میں طبیب سے علاج کرانا ضروری ہے اور اگر یہ آثار نہیں ہیں تو مبارک ہو اور پہلی صورت میں بھی نعمت سے خالی نہیں۔ (النورص ۱۵۴)

ورد میں ناغہ نہ ہونا

حال: دلائل الخیرات اور مناجات مقبول ایک منزل روزانہ پڑھ لیتا ہے مگر شامت اعمال سے کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے؟

تحقیق: مناجات مقبول کی منزل تو بہت مختصر ہے ناغہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں البتہ دلائل الخیرات میں ایسا ہوسکتا ہے مگر ایک منزل تین چار دن میں پڑھ لیا کریں یعنی پوری دلائل الخیرات ایک ماہ میں پوری کرلیا کریں۔ (النور ص ۱۵۶)

انوار ذکر

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض یہ ہے کہ رات کو حالت ذکر میں مشابہ خواب ہوکر اچانک ایک چاند روشن پر سے میرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسا کہ میں بالکل بیدار ہی ہوں، تھوڑی دیر کے بعد زائل ہوگیا؟

تحقیق: قرائن سے یہ انوار ذکر معلوم ہوتے ہیں۔ مبارک ہو۔ (النور ص ۱۶۳)

حال: انوار ذکر و مراقبہ اکثر تصادم اخلاط سے اور احیاناً تجلی بھی ہوتی ہے اگر ان دونوں میں مابہ الامتیاز فرق بھی ارشاد ہو تو سالکین کی معلومات میں انشاء اللہ جدید اضافہ ہوگا اس لئے متمنی ہوں کہ تفصیلاً تحریر فرمایا جاوے؟

تحقیق: امتیاز بھی ظنی ہی ہوگا اور اگر بالفرض قطعی بھی ہوجاوے جیسا بعض اوقات علم ضروری غیر استدلالی کے طور پر ہوتا ہے تب بھی معتد بہ نفع ہی کیا جبکہ دونوں ناقابل التفات ہیں اور جس درجہ کا نفع ہے کہ ذریعہ یکسوئی کا ہوجاتا ہے وہ دونوں میں مشترک ہے۔ (النور ص ۵۷)

مراقبہ میں کتا و سانپ نظر آنا

حال: کبھی رات کے حالات مراقبہ میں مشابہ خواب ہوکر کتا یا سانپ کی صورت درپیش دیکھتا ہوں؟

تحقیق: کتا نفس کے ساتھ زیادہ اور سانپ شیطان کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے اللہ تعالیٰ نفس و شیطان کی صورت اوصافیہ ظاہر فرماتے ہیں تاکہ تنفر ہوکر ان سے بچنے کا اہتمام خاص رکھا جاوے۔

حال: اور دن کو اکثر دنیاوی دشمنوں کا دشمنی مجھ پر ظاہر پاتا ہوں حتیٰ کہ برادر خورد بھی مجھ سے اور والدین سے جدا ہونے پر اور مکان سے مجھ کو نکال دینے پر بالکل مستعد ہوگیا ہے؟

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اپنے ماسوائے کے تعلقات کو اس طرح دل سے نکال لیتے ہیں۔

سوال: مولانا میرے حق میں دعا کیجئے یا اللہ توبہ میری قبول کر خدا جانے کیا قصور سہواً یا

عمداً ظاہر ہوا مجھ سے؟ جواب: ہاں ہاں دعا کرتا ہوں مگر پریشان نہ ہوں۔

مراقبہ میں انوار لطائف نظر آنا

حال: رات کے مراقبہ میں اکثر دو تین شب سے یہ ہے کہ تصور مثل رویۃ باصرہ کے ہوتا ہے کہ تمام جسم کو ایک روشنی نے احاطہ کرلیا ہے کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل تمام روشنی ہے گو کہ جسم نہیں ہے؟ تحقیق: یہ انوار لطائف کے ہیں جو کہ محمود ہیں گو مقصود نہیں۔

حال: دوسری کیفیت یہ ہے کہ شب کو گویا تھوڑے سے پردہ کی آڑ میں بہت سی آگ سرخ مجتمع معلوم ہوتی ہے لیکن سریع الزوال ہے؟

تحقیق: اس میں دو احتمال ہیں اگر مزاج میں حرارت و یبوست غالب ہے تب تو اشتعال اخلاط کا ہے ورنہ شکل مثالی محبت و عشق کی ہے جو خاصیت احراق ماسوی میں مشابہ نار کے ہے اس لیے بعض نے ایسی صورتوں کو نسبت چشتیہ سے تعبیر کیا ہے کہ اس پر عشق غالب ہوتا ہے۔

حال: دن کے حالات ذکر میں مشابہ خواب ہو کر مثل اذان کے بہت زور سے اللہ اکبر ایک مرتبہ سنا گیا جب دوسرے مرتبہ کے واسطے ذہن متوجہ ہوا مشابہ خواب چھوٹ گیا؟

تحقیق: کبھی متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی انکشاف ملکوتی ہے کہ عالم قدس سے دعوت اللہ کی جاتی ہے والراجح من حالکم ھو الثانی انشاء اللہ۔

حال: اکثر رات کے مراقبہ میں لال ٹین چراغ روشن متصور ہوتا ہے بعدہ سریع الزوال ہے؟

تحقیق: غالب یہ ہے کہ صورت مثالیہ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ کی ہے۔

حال: کبھی خواب میں سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں اور اس کو زور سے چلاتا ہوں؟

تحقیق: یہ صورت نفس بہیمیہ کی ہے کہ مشابہ ہے دابہ کے اس پر رکوب کی تعبیر اس پر غلبہ ہے۔ (النور ص ۱۶۲)

ذکر میں نیند آنا

حال: کئی روز سے (۳ یوم سے) آخر ذکر شریف میں نیند محسوس ہوتی ہے اس کا علاج یا

دفعیہ چاہتا ہوں؟ تحقیق: نیند اگر بہت غالب ہو اس کو دفع نہ کیا جاوے وظیفہ چھوڑ کر سو رہنا چاہیے پھر دوسرے وقت پورا کر لیا جاوے اور اگر زیادہ غالب نہ ہو تو ہمت کر کے جاگنا چاہیے۔ (النور ص ۱۷۶)

آثار شغل انحد

حال: پچھلی شب کو بعد دوازدہ تسبیح جب متوجہ ہو کر بیٹھتا ہوں تو کان میں شغل انحد کی سی آواز محسوس ہونے لگتی ہے حالانکہ میں اس کی طرف التفات نہیں کرتا' ابتداء میں مع حبس کے شغل انحد حسب ارشاد کچھ روز کیا تھا؟

تحقیق: آواز کا محسوس ہونا یا تو مسبب ہے یکسوئی سے اصل اثر تو اس شغل سے پہلے ہو چکا ہے اب یکسوئی سے اس کا ظہور ہو سکتا ہے اور یا اثر یبس مزاج کا۔ اگر طبیب یبس تجویز کرے تو معالجہ مناسب ہے ورنہ مبارک حالت ہے گو مقصود نہیں مگر محمود ہے۔ ربیع الآخر ۴۴ھ۔ (النور ص ۱۷۷)

نماز عشاء سے پہلے وظیفہ پڑھنا

حال: میں جب عشاء کی نماز پڑھتی ہوں تو وتروں ہی سے مجھے نیند آنا شروع ہو جاتی ہے؟

تحقیق: تم عشاء کی نماز سویرے پڑھ لیا کرو یعنی آفتاب غروب ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد اور کھانا بعد نماز کے کھایا کرو اور وظیفہ نماز عشاء سے پہلے پڑھ لیا کرو۔ (النور ص ۱۸۳)

کثرت استغفار

حال: استغفار جس میں کچھ بھی وقت (یہ بتلایا گیا تھا کہ ہر وقت چلتے پھرتے استغفار کا معمول رکھئے ۱۲) صرف نہیں ہوتا اور نہایت آسان ہے بہت بھولتا ہوں کبھی دن میں صبح و شام کبھی وہ بھی نہیں غرضیکہ اپنے نسیان اور دنیاوی جھگڑوں میں انہماک کی وجہ سے استغفار بہت ناغہ ہوتا ہے؟

تحقیق: اس حالت میں استغفار بعد خاص کسی وقت مقرر فرما لیجئے تاکہ اگر ہر وقت یاد نہ رہ سکے تو قلق نہ ہو۔ (النور ص ۱۸۴)

ذکر قلبی

حال: کثرت ذکر سے خاموشی کی حالت میں جو دل اسی ذکر کی حرکت کیا کرتا ہے تو کیا

یہ حرکت دل کی کچھ کارآمد ہوتی ہے؟ تحقیق: بلاقصد نفع مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ (النور ص ۱۹۵)

ذکر خفی

حال: بیماری کے بعد سے میں ذکر ادنیٰ جہر کے ساتھ کرتا ہوں؟
تحقیق: کافی ہے بلکہ اگر تعب ہو تو بالکل خفی کردیں اور خواہ مقدار کم کردیں حفظ صحت و قوت ضروری ہے۔ حال: الحمدللہ ذکر میں دل نہ لگنے کی مجھے کبھی شکایت پیش نہیں آئی؟
تحقیق: الحمدللہ۔ (النور ص ۱۹۸)

سوال: اکثر دکان کام کی وجہ سے ذکر جہر نہیں کرسکتا؟

جواب: تو آہستہ ہی کرلیا کیجئے۔ مقصود کام ہے نہ کہ یہ خاص قیود۔ (النور ص ۲۱۷)

تصور بوقت ذکر

حال: ذکر کے وقت قلب سے خروج نور پر اس کے احاطہ کا تصور کرتا ہوں؟
تحقیق: اگر زیادہ اہتمام نہ کرنا پڑے نافع ہے۔ (النور ص ۱۹۸)

ایک اجازت یافتہ کا خط مع جواب

حال نمبرا: ایک ذاکر نے یہ بیان کیا کہ مشغولی ذکر شغل تلاوت قرآن وغیرہ میں میرا خیال و تصور حق تعالیٰ کی جانب بلاتکلف آسمان کی جانب ہوتا ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ بالقصد مت ایسا کیجئے' صرف ذکر کی طرف توجہ رکھئے' یوں پھر بھی ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں اب آپ جو تجویز فرماویں عرض کردیا جاوے اپنی تجویز پر تشفی نہیں ہے۔

نمبر۲: اور ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ جب میں ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو میرے قلب کا منہ کشادہ ہو جاتا ہے یعنی کھل جاتا ہے اور گدگدی معلوم ہوتی ہے لیکن میں بہت ضبط کرتا ہوں۔ احقر نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ یہ حالت بسط معلوم ہوتی ہے اگر ضبط نہ ہوسکے تو ضبط کرنے کی ضرورت نہیں ہے' خوب دل کھول کر ہنس لو اب آپ جو تجویز فرماویں۔

نمبر۳: احقر کو بلاتکلف اگر کسی نے کبھی اتفاق سے کوئی مضمون دلچسپ مناجات یا شجرہ وغیرہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ یا اور کسی صاحب حال کا کلام یا قرأت سے کلام مجید

وغیرہ سنا دیا تو بلا تکلف ہو حق کی آواز باآواز بلند نکل جاتی ہے۔ ہر چند یہ چاہتا ہوں کہ ضبط سے کام لوں مگر معذور ہو جاتا ہوں میرے خیال میں یہ ضعف قلب سے ایسا ہوتا ہے بعد کو مجھ کو پشیمانی بھی ہوتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے جو بات تجویز فرماویں عمل کروں۔

تحقیق: نمبرا: آپ نے ٹھیک جواب دیا تھا اور کہہ دیا جاوے کہ اگر ایسا تصور بند ھے تو اس کا دفع کرنے کا قصد بالکل نہ کریں یہ تصور فطری ہے دفع نہیں ہو سکتا اور کوئی اس سے خالی نہیں۔

نمبر۲: یہ بھی ٹھیک جواب دیا تھا اور کہہ دیا جاوے کہ نماز میں ضبط رکھیں اگر ایسا نماز میں ہو جاوے۔

نمبر۳: یہی معمول رکھئے کہ قصداً ضبط کیا جاوے نہ ضبط ہو معذوری ہے۔ (از النور صفحہ ۳۸۵)

حال: مجھے جہر ذکر میں پہلے تصور معیت رہتا تھا اب تصور وحدت خود بخود ہونے لگا ہے لا الہ کہتے ہوئے خود بخود تمام عالم نیست معلوم ہوتا ہے اور ذکر اسم ذات میں صرف ایک وجود کا وجود معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: ممانعت ان کو ہے جن کے فہم یا صحبت میں کمی ہو تم کو اگر نفع معلوم ہو کرو۔ (از النور ص ۴۴۷)

حال: میں اکثر ذکر کرتے ہوئے جب بیچ میں سانس لیتا ہوں تو اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی کہا کرتا ہوں مگر اب بوجہ غلبہ وحدت کے ان الفاظ کو طبیعت گراں سمجھتی ہے؟

تحقیق: نہ اس کی ضرورت نہ اور کی۔ (النور ص ۴۵۵)

تصور بوقت تلاوت قرآن مجید اور نظر بد کا علاج

حال: بندہ پر تقصیر حضور کے ارشاد عالی کے مطابق کلام اللہ کی تلاوت کیا کرتا ہے مگر کلام اللہ جس قسم سے پڑھنے کا طریقہ ہے اس قسم سے نہ ہونے سے طبیعت میں رنج و ملال رہتا ہے۔ لہٰذا بندہ حضور کی خدمت عالی میں باادب التجا کرتا ہے کہ تلاوت قرآن کے لیے کوئی خاص طریقہ ارشاد فرماویں؟

تحقیق: قرآن مجید پڑھنے سے قبل یہ تصور کر لیا جاوے کہ گویا حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو قرآن سناؤ اس فرمائش کے سبب میں نے شروع کیا ہے پھر جب اثناء تلاوت میں اس خیال میں ضعف ہو جاوے تلاوت بند کر کے پھر اس خیال کی تجدید کر لی جاوے اور نظر بد کا جس وقت وسوسہ ہو تو تصور کیا جاوے کہ اگر اس وقت استاد یا پیر دیکھتا ہوتا تو میں یہ

حرکت کبھی نہ کرتا اب جو اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو میں ایسا کام کیونکر کر رہا ہوں۔ (النور ص ۲۰۵)

حال: ایک بات تلاوت قرآن کے متعلق یہ قابل عرض ہے کہ مجھے تلاوت کے وقت زیادہ تاثر الفاظ قرآن سے ہوتا ہے اس کی بلاغت وفصاحت بعض دفعہ دل کو ایسا بے قابو کر دیتی ہے کہ گویا دل پھٹ جائے گا اس وقت معانی سے تاثر محسوس نہیں ہوتا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

تحقیق: امام صاحب سے تو یہ وجہ منقول نہیں بعض مصنفین نے امام صاحب کے قول کی ایک توجیہ اپنی رائے سے کر دی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سالک کے حالات مختلف ہوتے ہیں کسی وقت کلام لفظی کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت کلام نفسی کی تجلی کا سب محمود وسائط تربیت ہیں۔ (النور ص ۶۲۴)

مراقبہ میں قیود خاص کا لحاظ رکھنا

سوال: مراقبہ کے وقت ضیاء القلوب وارشاد مرشد میں آنکھیں بند کرنا اور خاص ہیئت سے بیٹھنا مذکور ہے' آنکھیں بند کرنے سے میرا دل بہت گھبراتا ہے اور آنکھیں کھلی رہنے سے اور اپنی عادی مجلس سے بیٹھنے سے یکسوئی ہوتی ہے اور سر جھکانے سے بھی دل گھبراتا ہے؟

جواب: طبائع فطرۃً ان امور میں متفاوت ہوتی ہیں۔ اکثر صفراوی یا سوداوی قیود سے متوحش ہوتے ہیں۔ خصوص جب اس کے ساتھ ضعف بھی منضم ہو جاوے اور ضعف مقتضی تکثیر قیود کو نہیں بلکہ مقتضی تقلیل قیود کو ہے' قیود سے جو اصل مقصود ہے تاثر خود ضعف وہی کام دیتا ہے۔

سوال: اکثر مرتبہ قصداً توجہ اور شغل سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی جو بلا قصد اور کام میں لگے رہنے کے وقت کیفیت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی؟

جواب: اس کا سبب وہی توحش عن القیود جب طبیعت پر توجہ اور شغل سے بار پڑتا ہے تو پریشان ہونے سے جو کیفیت موقوف ہے یکسوئی پر وہ پیدا نہیں ہوتی اس لیے آپ سرسری توجہ پر کفایت کریں۔

وظیفہ میں آنکھ بند کرنا

حال: اور آنکھ بند کر کے پڑھنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور آنکھ کھولنے میں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا' اس لیے اگر آنکھ کھل گئی تو فوراً بند کر لیتا ہوں اس میں جو نقصان ہو اس سے حضور مطلع فرمائیں؟

تحقیق: کچھ نقصان نہیں اگر اس میں جمعیت زیادہ ہے ایسا ہی کیجئے۔ (النور ص ۲۴۲)

وظیفہ میں ضروری بات کرنا

سوال: دُرود شریف پڑھتے پڑھتے اور توبہ استغفار پڑھتے پڑھتے درمیان میں بات چیت کرتا جاتا ہوں اس میں جو حرج ہو اس سے حضور مطلع کریں؟

جواب: ضرورت میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (النور ص ۲۴۷)

لیٹ کر دُرود شریف پڑھنا

سوال: میں عشاء کے بعد سوتے وقت لیٹ کر سو مرتبہ دُرود شریف بالالتزام پڑھ لیتا ہوں؟

جواب: کچھ حرج نہیں بہت بہتر معمول ہے۔ (النور ص ۲۳۶)

تصور حق سبحانہ

سوال: تصور اور جو کچھ میرے واسطے تجویز کریں اس سے شرف بخشا جاوے؟

جواب: کسی خاص تصور کی ضرورت نہیں بس مقصود حقیقی یعنی حضرت حق کا جس قدر آسانی سے تصور ہے کافی ہے۔ (النور ص ۲۴۷)

حال: یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب تصور کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو خیال سامنے اور اوپر کی طرف سے ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو سامنے اور پیچھے سب طرف دیکھتا ہے یہ کہیں ضعف اعتقاد کی علامت تو نہیں؟

تحقیق: بلکہ سلامت فطرت کی علامت ہے فطری امر یہی ہے جس کا راز یہ ہے کہ علو شان بصورت علو مکان متمثل ہوتا ہے۔ (النور ص ۵۲۵)

لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول کا ضم بلا قید عدد مخصوص

سوال: لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی بار اول مذکورہ لفظ کے بعد پڑھنا چاہیے؟ جواب: کسی عدد کی قید نہیں اور نہ چاہیے گاہ گاہ بلا قید کہہ لیا جاوے۔ (از النور ص ۲۴۸)

حال: میرا یہ خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال و تصور غیر اللہ کا خیال و

تصور نہیں اور میں شیخ کامل کے خیال کو بھی باعتبار ہادی و رہبر ہونے کے توجہ الی اللہ میں حاجب و مانع نہیں سمجھتا ہوں' مہربانی فرما کر میرے خیال کی اصلاح فرماویں؟

تحقیق: خیال خدا ہی کا رکھئے مگر حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ادا کیجئے' شہادت رسالت درود شریف کہ وہ بھی حق اللہ کا جزو ہے گو اس وقت استحضار ذات نبویہ کا نہ ہو۔ (النور ص ۲۷۸)

ذکر جہر بلا ضرب

حال: ضرب میں منہ خشک ہو جاتا ہے اور کانٹے زبان اور حلق میں پڑنے لگتے ہیں؟

تحقیق: ضرب یکلخت موقوف کر دیجئے' قوت آنے تک۔ (از النور صفحہ ۲۳۸)

آثار سرایت ذکر

حال: اب تھوڑے عرصہ سے جس وقت ذکر کرتا ہوں اس میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آواز کے ساتھ ایک اور آواز شامل ہے؟ تحقیق: ماشاء اللہ یہ علامت ہے ذکر کے رگ و پے میں سما جانے کی۔

حال: اور اکثر ذکر میں باوجود احتیاط کے اس قدر زور سے نکل جاتی ہے کہ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا؟ تحقیق: اس وقت ذکر بند کر کے ذرا دم لے لیا۔

حال: اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ سر کو زمین پر دے ماروں عجیب حالت ہوتی ہے کہ اپنے دل کو اس وقت کیا کروں؟ تحقیق: ذرا ٹھہر جایا کریں۔ (النور ص ۲۳۹)

ناغہ ہو جانے میں حکمتیں

حال: تمنا یہ ہے کہ کبھی ناغہ نہ ہو' بعض افتاد ایسی پڑ جاتی ہے کہ ناغہ ہو ہی جاتا ہے؟

تحقیق: کچھ مضائقہ نہیں اس میں بھی حکمتیں ہیں اس میں اظہار ہے' بیچارگی کا۔ اس میں قطع ہے دعویٰ کا ہے۔ اس میں علاج ہے عجب کا۔ البتہ حتی الامکان تساہل خود نہ ہو اور ناغہ کا عوض بھی کر دیا جاوے۔ اگر تام نہ ہو غیر تام سہی۔ ذیقعدہ ۳۴ ھجری۔ (النور ص ۲۸۷)

ذکر کے وقت آواز مسموع ہونا

حال: ذکر کے وقت نشاط کی حالت میں یہ شعر پڑھ رہا تھا:

بدے را نظر کن کہ بہتر کس ست   گدا را زشہ التفاتے بس ست

اس کے جواب میں معلوم ہوا کہ کہا جا رہا ہے' کردم کردم۔ اس کے بعد ایسا سرور پیدا ہوا کہ جو احاطہ تحریر سے باہر ہے' حضرت یہ آواز واقعی بطریق بشارت تھی یا یونہی خیال پیدا ہو گیا؟

تحقیق: دونوں احتمال ہیں اور دونوں محمود ہیں۔ اما الاول فظاهر وا ماالثانی فلتضمنه الرجاء.

حال: یا وسوسہ تھا؟ تحقیق: اس کا احتمال نہیں۔ لکون هذا الوارد موافقاً للشرع.

حال: اور حضور ایسی حالت میں شیطان بھی اپنی طرف سے کچھ غلط سلط کر سکتا ہے؟

تحقیق: ہاں جبکہ وہ مخالف شرع ہو۔

حال: اگر قلب کے اطمینان پر ہے تو مجھ کو اپنی قلبی حالت پر اطمینان نہیں ہے؟

تحقیق: یہ خوف عین ایمان ہے۔ (النور ص ۳۲۶)

ذکر کے وقت روشنی نظر آنا

حال: ذکر کے وقت ایک روشنی سفید اور خوشگوار نظر آئی مگر بجلی کی طرح بہت جلد غائب ہو گئی اور بائیں طرف چمکی لیکن بجلی اور اس کی روشنی میں بہت فرق تھا وہ کیا چیز تھی؟

تحقیق: نور ناسوتی و ملکوتی دونوں محتمل ہیں۔ والکل محمود۔

ذکر میں غنودگی آنا

حال: آج کئی روز سے کمترین صبح کو جس وقت اسم ذات کے ورد کو بیٹھتا ہے تو غنودگی سی معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ تسبیح ہاتھ سے گر جاتی ہے' آیا یہ غلبہ نیند ہے یا ضعف دماغ؟

تحقیق: غنودگی اور ذکر کے اثر سے ربود کی دونوں محتمل ہیں اور بعد اس واقعہ مشابہ رویا کے نیند نہ آنا ایک درجہ میں مرجح احتمال اول کا ہے۔ واللہ اعلم (از النور صفحہ ۳۳۵)

اذان کے وقت ذکر

سوال: اذان ہوتے ہوئے ذکر سے رک جاوے یا نہیں؟

جواب: رک جانا اولیٰ ہے۔ (النور ص ۳۳۹)

کسی نمازی کے پاس ذکر جہر

سوال: کسی نماز پڑھتے کے پاس ذکر جہر کیے جاوے یا خفیہ؟

جواب: اتنا جہر نہ کرے کہ مصلی کو تشویش ہو یا دوسری جگہ دور چلا جاوے۔ (النور صفحہ ۳۴۹)

مجلس شیخ میں ذکر

سوال: بعد ظہر حضور کے پاس بیٹھنا اچھا ہے یا اسم ذات کی تلاوت؟

جواب: کیا یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے کہ پاس بیٹھے بیٹھے اسم ذات میں مشغول رہو۔ البتہ جس وقت میں کوئی بات کروں اس وقت ساکت ہو کر اس کو سنو۔ کما قال تعالیٰ اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا' قال وفی حکمہ کل مواعظۃ. (النور ص ۳۴۵)

با وضو ذکر کرنا

حال: ایک آدھ مرتبہ بے وضو ذکر کیا تو دم گھٹنے لگا اور بالکل خلاف وخلاف عظمت معلوم ہوا اور ذکر ناقص معلوم ہوا؟ تحقیق: ادب کا طبعی ہو جانا حالت مطلوبہ ہے۔ (النور ص ۳۴۵)

تکثیر ذکر

حال: حضرت اب تو یہ حالت ہے کہ ذکر کے بعد نشاط معلوم ہوتا ہے؟ تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور جی یہ چاہتا ہے کہ دن بھر ذکر ہی کیا کروں پڑھنا چھوڑ دوں؟

تحقیق: شبہ غیر ناشی عن دلیل کا اعتبار نہیں ولو فرضنا ایسا بھی ہو تو خود اس عمل کے حسن ذاتی کی برکت سے شر عارضی دفع ہو جائے گا۔ البتہ بقدر ممکن نیت خالص رکھے اور نفع دفع کا قصد رکھے۔ (النور ص ۳۵۳)

وقت کی پابندی

حال: حضرت جی بوقت شب کی جو تعلیم ہے اگر شب ہی کو ادا کی جاوے تو قلب میں ایک حظ پیدا ہوتا ہے اور ایک نور سا معلوم ہوتا ہے اور اگر قضا ہو جاتا ہے اور پھر دن میں پورا کیا جاوے تو یہ بات نہیں معلوم ہوتی؟

تحقیق: وہ برکت وقت کی ہے جو خاص ہے وقت کے ساتھ باقی ذکر کی برکت وہ دونوں وقت میں مشترک ہے۔ (النور ص ۳۵۹)

معمول وقتی کا مقدم ہونا قضاء پر

سوال: حضرت جی بوقت شب کی تعلیم اگر قضا ہو جاوے اور بوقت بعد نماز فجر اس کو پورا کیا جاوے تو پیشتر شب کی تعلیم پوری کی جاوے یا صبح کی؟ جیسے ارشاد ہو تعمیل کی جاوے؟

جواب: اول صبح کی پھر شب کی۔ (النور ص ۳۵۹)

ذکر میں اشعار پڑھنا

حال: درمیان وظیفہ کے کبھی بعد وظیفہ کے یہ دو شعر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں:

الٰہی دیدے وہ دل غیر کا اثر نہ رہے　　سوائے تیرے کسی غیر پر نظر نہ رہے
پلا دے مے کہ محبت میں تیری اے ساقی　　ہوں مست ایسا کہ مجھ کو مری خبر نہ رہے

کیا اس کو پڑھ لیا کروں؟ تحقیق: احیاناً۔ (النور ص ۳۶۰)

حب ذکر

حال: ذکر سے قلب بے حد مانوس ہے۔ خواب وغیرہ حالات ثمرات کی طرف مطلق توجہ نہیں، محض ذکر ہی مقصود ہے مگر مذکور ہنوز حاصل نہیں؟

تحقیق: مذکور حاصل ہونے کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ کام کرنے پر بھی اپنے کو غیر واصل سمجھتا ہے۔ (النور ص ۴۰۴)

حال: عرض یہ ہے کہ بعض وقت دل میں آتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ تندرستی عطا فرماویں تو دن رات اللہ اللہ کیا کروں گا اور کسی سے بات نہ کروں گا اور احکام شرعی پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کروں گا تو یہ خیالات خادم کے واسطے نفع ہے یا نقصان شیطانی وسوسہ ہے یا اللہ کی طرف سے ہے؟ تحقیق: عین نفع اور من اللہ۔ (النور ص ۴۷۹)

استغراق سے ذکر و فکر کا افضل ہونا

سوال: ذکر فکر استغراق ان میں کون سی حالت ارفع وافضل ہے؟

تحقیق: ذکر و فکر میں تو تقابل ہی نہیں اور استغراق سے وہ دونوں افضل ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں اور ان میں ترقی ہے۔(النورص ۴۰۴)

بزرگوں کے مزار کے پاس مراقبہ

حال: دوسرے جب میں حضرت کے مزار پر مراقب تھا اس وقت وہاں مولوی صاحب بھی تھے جب میں فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت حضرت کی تمام تر توجہ تیرے اوپر تھی؟

تحقیق: یہ دائی ضعیف تھے۔ میں دونوں کو مشورہ دیتا ہوں (ان سے بھی کہہ دیا جاوے) کہ ان امور کو لاشئی سمجھیں حالاً موجب مسرت اور قالاً موجب مضرت ہیں۔ اکثر تو خیال کی آمیزش ہو جاتی ہے پھر ان کی طرف التفات کرنے سے ان پر اعتماد ہونے لگتا ہے جب حالات ہی کوئی چیز نہیں تو خیالات تو کسی شمار میں نہیں۔ اگر کوئی ایسا امر محسوس ہوا کرے تو اس کا اظہار جلدی نہ کیا جاوے جب تک تین روز تک نہ ہو دونوں کو یہی وصیت ہے اس عمل سے یہ قطع یا کم ہو جاوے گا۔ وہو اسلم۔

ٹہلتے ہوئے ذکر کرنا

حال: اگر ایسی حالت میں (یعنی غلبہ نوم میں) ٹہل کر تعداد پوری کر لیا کروں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ تحقیق: کچھ حرج نہیں لیکن جب نوم دفع ہو جاوے پھر بیٹھ جانا چاہیے۔ (النورص ۴۵۷)

مراقبہ موت و ما بعد الموت

حال: حضرت نے جو مراقبہ موت و ما بعد الموت کا ارشاد فرمایا ہے یوں تو بسا اوقات موت کا دھیان رہتا ہے مگر جب کبھی تھوڑا بہت بیمار ہوتا ہوں تو ہر وقت ہی اپنی موت کا دھیان رہتا ہے اور یہ خیال کر کے بہت پریشان ہوتا ہوں کہ اگر اس مرتبہ تیرا وقت آ گیا تو کیا ہوگا؟ دنیا کی کسی طرح کی نعمت دیکھنے، کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا اور اسی حال میں سرگرداں رہتا ہوں کہ ہائے تو نے کچھ نہیں کیا اور اب تیرا وقت آ گیا اب کیا کر سکتا ہے عذاب آخرت سے کس طرح نجات پائے گا یہ ایک خیال ہی نہیں ہوتا بلکہ قطعی طور پر جازم یہ یقین ہوتا ہے؟

تحقیق: عین مطلوب ہے لیکن اگر اس کے قصداً استحضار سے کوئی مرض جسمی ہونے کا خوف ہو تو روزانہ نہ کریں گاہ گاہ جب غفلت محسوس ہو کر لیں۔ (النورص ۴۹۵)

حال: جب مراقبہ موت و مابعد الموت میں بیٹھتا ہوں اور ہر ہر واقعہ کی طرف خیال کرتا ہوں تو ہر ایک واقعہ کی ایک ایک صورت ذہن میں آتی ہے۔ مثلاً بہشت کی عمارت رنگین باغ و نہر وغیرہ اور ایسا ہی دوزخ پل صراط میزان' حساب' شفاعت' نامہ اعمال' حشر و نشور اور سوالات منکر نکیر کی بھی ایک ایک صورت ذہن میں آتی ہے لیکن ان کو مقصود نہیں سمجھتا ہوں' مقصود تو صرف رضائے مولا ہے؟

تحقیق: یہ سب مقصود ہے کیونکہ عمل ہے حال نہیں ہے۔ پھر اس مقصود سے مقصود رضائے حق ہے۔ (النور ص ۵۴۲)

حال: مراقبہ موت میں اب تک دل نہیں لگتا۔ جب مراقبہ میں بیٹھتا ہوں اور آنکھیں بند کرتے ہی سامنے مختلف قسم کے رنگ سا معلوم ہوتا ہے لہٰذا طبیعت منتشر ہو جاتی ہے؟

تحقیق: ایک دن مراقبہ کرو ایک دن ناغہ کرو۔ (النور ص ۵۵۴)

ذکر میں اضافہ

حال: اسم ذات کا معمول بعد نماز فجر بجائے دو ہزار کے تین ہزار کر دیا ہے اور ایسے ہی بعد عصر اور اگر کسی روز زیادہ پڑھنے کو دس بارہ ہزار تک جی چاہے تو کیا حکم ہے؟

تحقیق: پڑھئے اور اس زائد کو اپنے ذمہ لازم نہ سمجھئے اور جب بعد چندے امید دوام ہو جاوے التزام کر لیجئے۔ (النور ص ۴۹۶)

ذکر سے آرام لینا

سوال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کثرت ذکر و تلاوت سے دماغ اور زبان دونوں میں کلال پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا شغل رکھا جاوے جیسا ارشاد ہو عمل میں لاوے؟

جواب: آرام کیونکہ دوسرا مستقل شغل مثلاً فکر بھی اسی کلال کا موجب ہوگا اور یہ آرام گو صورتاً غفلت ہے مگر چونکہ مقصود اس سے تهیؤ للذکر ہے اس لیے بحکم ذکر ہی نوم عالم کو عبادت اسی جگہ سے کہا گیا ہے۔ (النور ص ۵۳)

سب اوراد کا نافع ہونا

سوال: درخواست ہے کہ دعا فرمائی جاوے اگر اور کچھ اجازت ہو تو کچھ پڑھوں یا وہی پڑھوں؟

جواب: اگر اور کچھ پڑھنے کو بتلایا جاوے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ دوائیں تو ہیں نہیں کہ ہر دوا کی جدا خاصیت ہو ایک سے نفع نہ ہوا دوسری بدل دی۔ (النور ص ۵۴۳)

تکثیر ذکر میں رغبت قلبی کا ملحوظ ہونا

حال: علاوہ دوازدہ تسبیح کے کبھی تو ذکر اسم ذات کرنے کو دل چاہتا ہے اور کبھی درود شریف واستغفار کی طرف زیادہ رغبت ہوتی ہے اس کے متعلق ارشاد فرماویں کہ کیا پڑھنا چاہیے؟

تحقیق: شروع میں دیکھ لیا کس کی رغبت زیادہ ہے بس اسی جلسہ میں اسی میں وقت پورا کر دیا۔ (النور ص ۵۵۱)

مبتدی کو دل لگنے کے اہتمام کا مفید ہونا

سوال: مشہور ہے اور بعض کتب میں بھی ہے کہ نماز فجر جس جگہ پر پڑھی جاوے اسی جگہ پر تا طلوع آفتاب بیٹھا رہنا اور ذکر وغیرہ کرنا افضل اور زیادہ باعث ثواب ہے لہٰذا اس پر پابندی کی جائے یا مسجد سے مکان پر آ کر تخلیہ میں بہتر ہے؟

جواب: مبتدی کو زیادہ دل لگنے کا اہتمام بہ نسبت فضائل مستحبہ کے زیادہ ضروری ہے۔ (النور ص ۵۵۱)

ذکر میں اذان کا جواب دینا

حال: اور بعض مرتبہ ذکر میں فجر کی اذان ہو جاتی ہے تو طبیعت ذکر موقوف کرنے کو نہیں چاہتی لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ جواب اذان کی بہت فضیلت ہے پس ایسے وقت کیا کرنا چاہیے؟

تحقیق: جواب ہی دیا جاوے اور اس کو مخل ذکر نہ سمجھا جاوے سنن کی برکت سے ذکر کا معدن منور ہوتا ہے تو اس سے ذکر میں زیادہ اعانت ہوتی ہے۔ (النور ص ۵۵۱)

معمول غیر ماثور کو ماثور پر چند روزہ ترجیح میں حکمت

حال: ایک تسبیح درود شریف (حضرت مرشدی مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ بھائی حضرات چشتیہ کا معمول بہ درود تو یہ ہے "اللّٰھم صلّی علٰی سیّدنا محمد وعلٰی آل سیّدنا محمد بعدد کل معلوم لک" اب تجھے اختیار ہے کہ یہ پڑھے یا

دُرُود ماثورہ) احقر کا معمول دُرُود چشتیہ رہا ہے باوجود اس اعتقاد کے کہ افضل ماثور ہے مگر محض اس وجہ سے عملاً اسے اختیار کیا کہ وہ حضرت مرحوم نے بطور تلقین ارشاد فرمایا تھا؟

تحقیق: معمول کو نہ بدلا جاوے گو فی نفسہ ماثور افضل ہے لیکن کسی عارض سے کبھی دوسری شق کو تجویز کر لیا جاتا ہے۔ وہ عارض ایک مستمر ہے یعنی اس کو حدوث میں بھی دخل ہے اور بقاء میں بھی اور ایک عارض مدت کے بعد پیدا ہو گیا ہے۔ عارض اول یہ ہے کہ ہم میں اہلیت اصل کی نہیں وہ اہلیت پیدا کرنے کے لیے دوسرے طریق غیر اکمل کو اختیار کیا اور یہ ایک دقیق تواضع ہے جس تک اہل ظاہر کی رسائی نہیں پھر شیخ بعد مشاہدہ رسوخ تواضع و تحقیق اہلیت کے افضل کو تجویز کر دیتا ہے یا اذن تجویز کا دے دیتا ہے اور عارض ثانی یہ ہے کہ مدت کے بعد معمول میں دوام کی برکت پیدا ہو جاتی ہے اس لیے تبدیل میں تعجیل نہ کی جاوے۔ (النور ص ۱۷۱)

آثار دعاء

حال: نوافل سے فارغ ہو کر ذکر دوازدہ تسبیح کو ادا کیا' ازاں بعد نماز فجر سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن شریف و مناجات مقبول پڑھی اس وقت بجز میرے کوئی آدمی نہیں تھا' میں نے اس وقت تنگی رزق کے متعلق ہاتھ اٹھا کر اللہ پاک سے عرض کیا دعا مانگ چکا تو اپنی چادر کے اوپر دو کاغذ کے ٹکڑے پڑے ہوئے پائے' اس چادر کو اوڑھ کر بیٹھا ہوا تھا جب کاغذوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پانچ پانچ روپیہ کے دو نوٹ ہیں' صبح تنہائی میں حضرت مولانا سلمہ اللہ سے تمام واقعہ عرض کیا' انہوں نے فرمایا کہ یہ تمام واقعہ حضرت مولانا کی خدمت میں تحریر کر کے روانہ کر دو' جب تک جواب نہ آوے ان کو اپنے مصارف میں صرف نہ کرنا؟

تحقیق: واقعہ کی حقیقت کے درپے مت ہو کہ بے ضرورت ہے بلکہ معتبر ہے احکام شرعیہ پر عمل کرو۔ وہ حکم یہ ہے کہ جس مال کا مالک معلوم نہ ہو غریب آدمی کو اس کا صرف کر لینا جائز ہے تم صرف کرو اور کسی سے ذکر مت کرو اور چونکہ لقطہ بھی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے اس لیے اس کا شکر کرو اور دعاء ہمیشہ مانگتے رہو۔ (النور ص ۵۹۲)

زمانہ محدود تک کیلئے معمول میں اضافہ کرنا خلاف دوام نہیں

حال: رمضان شریف میں بوجہ تعطیلات فرصت ہو گی اس لیے خیال ہے کہ اسم ذات

کی تسبیح زیادہ کرلیا کروں؟ تحقیق: نہایت مستحسن ہے۔

حال: لیکن بعد میں دوام کی امید نہیں حضور جیسا مناسب ہو ارشاد فرمادیں؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں یہ خلاف دوام نہیں کیونکہ اول ہی سے دوام کا قصد نہیں۔ جیسا حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال رمضان میں زیادہ ہوجاتے تھے۔ (النور ص ۵۹۴)

تکثیر تلاوت

حال: اور جی یوں چاہتا ہے کہ اوراذکار کو کم کر کے تلاوت کلام اللہ شریف جس قدر ہو سکے کیا کروں چونکہ ضعیف الجثہ ہوں اس لیے یہ خیال ہے کہ ایک منزل روزانہ ہوجایا کرے تو غنیمت ہے؟ تحقیق: بہت مناسب ہے اصل مقصود توجہ الی الحق ہے خواہ ذکر سے ہو یا تلاوت سے۔ (النور ص ۵۹۶)

مراقبہ نیت

حال: مراقبہ نیت کے تصور سے بھی مطلع فرمایا جاوے؟

تحقیق: یعنی اس کی دیکھ بھال کہ میری نیت غیر طاعت کی تو نہیں۔ (النور ص ۶۱۴)

ذکر حق کا قلب میں دائمی نہ ہونا

حال: حضرت والا ایک چیز کی عرصہ سے طلب ہے مگر وہ ہاتھ نہیں آتی' وہ یہ کہ ذکر حق قلب میں ایسا پیوستہ ہو کہ بھولنے کی کوشش بھی کروں تو بھول نہ سکوں اور غیر کا خطور قلب میں ناممکن ہوجائے؟

تحقیق: یہ تو مجھ کو بھی نصیب نہیں نہ جی چاہتا ہے کیونکہ اس صورت میں مختار نہ رہوں گا مضطر ہو جاؤں گا۔ (النور ص ۶۲۲)

باب ۷

رویاء وکشف کے بیان میں

حال: میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک تالاب میں وضو کر رہے ہیں اور میں ایک مسجد میں بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہا ہوں' ذرا دیر کے بعد میں نے بھی اس تالاب میں جا کر وضو کیا؟ **تحقیق:** اعمال صالحہ میں اتباع میسر ہوگا۔

حال: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو لوگ منع کر رہے ہیں کہ اس راستہ سے مت جاؤ اس میں شیر بیٹھا ہے اتنے میں مجھے خوف معلوم ہوا جلدی کر کے ایک درخت پر چڑھ گیا؟ **تحقیق:** نفس وشیطان سے حفاظت رہے گی۔ (تربیت حصہ اول ص ۴۳)

حال: جمعہ کی رات کو منام میں دیکھا ہے کہ کچھ صلحاء خلفاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کا تذکرہ فرما رہے ہیں' ناگاہ حضور تشریف فرما ہوئے پس ایک سفید پوش صحابی نے (ولا اعرفہ) حضور سے سوال کیا "من خلفائک او کما قال فاجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "خلفائے بعد عمر وعثمان وعلی خوب اچھی طرح یہ عبارت محفوظ ہے۔ ہاں اس میں شبہ ہے کہ پہلے عثمان فرمایا یا پہلے علی فرمایا اور پھر عثمان فرمایا' ان دو اخیر کے اسماء مبارکہ کی تقدیم وتاخیر میں شبہ ہے' باقی عبارت اور حاصل مضمون جو مذکور ہوا خوب یاد ہے اور اس کلام اور منام کی صحت میں کچھ خلل تو نہیں ہے اور کچھ میرے لیے کسی نوع کی خیر وتنبیہ ہو تو ارشاد فرمایئے؟

تحقیق: شاید آپ کو اس سے شبہ ہوا ہوگا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک نہیں لیا گیا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غایت فنائی المحبوب کے سبب معیت غالب ہے۔ بہ نسبت بعدیت کے "کمایفهم من قوله تعالیٰ ان الله معنا وهو السرفی قوله علیه السلام لو کان بعدی نبی لکان عمر حیث لم یقل ابوبکر هکذا سمعته من مولٰنا و استاذنا الشیخ محمد یعقوب قدس سره." (تربیت حصہ اول ص ۴۵)

حال: چنانچہ پرسوں کی شب دیکھا کہ حضور اس مہجور الخدمت سے کچھ ارشاد فرمارہے ہیں ایک شخص کے ظاہری اخلاق کے متعلق گفتگو تھی کہ یہ ان کا ظاہر ہے باطن میں ادب نہیں ہے رات کا وقت ہے چراغ جل رہا تھا لیکن مدھم ہو رہا تھا' حضور نے یا کسی دوسرے صاحب نے فرمایا کہ چراغ روشن کروٴ میں نے اٹھا کر دیکھا تو تیل کم تھا' بتی نہیں تھی' چراغ کے نیچے ہی ایک کپڑا بتی بنانے کے لائق مجھے مل گیا' میں نے بتی بنائی یہ بخوبی یاد نہیں کہ چراغ میں بتی ڈالی یا نہیں اس کی تعبیر کیا ہے اس کے علاوہ دو بار پہلے بھی خواب ہوا ہے؟

تحقیق: یہ سب علامات محمودہ ہیں مگر ان کو کمال نہ سمجھئے۔ یہاں یہ بھی نعمت ہے۔ شکر کیجئے۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۴۹)

سوال: دن کے حالات ذکر میں مشابہ خواب ہو کر دیکھتا ہوں کہ میں اور میرے ساتھ ایک اور شخص دونوں گاڑی میں سوار ہو کر ایک اسٹیشن پر اترے۔ میرے ساتھی کا بالکل ٹکٹ نہیں تھا اس کو ٹکٹ بابو نے گرفتار کیا اور میرا ٹکٹ جہاں تک تھا اس سے ایک اسٹیشن زیادہ چلا آیا ہوں جب اس کو ٹکٹ دیا تو پہلے ہی اس سے سارا ماجرا بیان کر کے ٹکٹ دیا۔ اس نے خوش ہو کر ٹکٹ لیا اور کہا یہ کمی پورے ٹکٹ والے سے بھی اچھی ہے' اس کی کیا تعبیر ہے ارشاد فرمائیے؟

جواب: کوئی امر خلاف شرع کسی حال کے غلبہ میں صادر ہو گیا ہے جس میں معذور قرار دیئے گئے اور حسن نیت کے سبب استحسان کیا گیا تسلی کے واسطے مگر فی نفسہ یہ کمال نہیں آئندہ احتیاط واجب ہے۔ (تربیۃ حصہ دوئم ص ۴۲)

سوال: چار دن ہوئے کہ میرے خواب میں رات کے گیارہ بجے ایک سفید ریش سفید لباس بزرگ مع ایک ہمراہی کے جو کالا صافہ سر پر رکھتے تھے اور ملبوس سفید اور سن ادھیڑ تھا' تشریف لائے' سلام کیا اور تہجد پڑھی اور بزرگ سفید ریش نے اپنے ہمراہی سے دریافت کیا کہ تم نے اب تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھیں اور اس میں قل ھو اللہ کتنی بار پڑھا' انہوں نے عرض کیا کہ بارہ رکعت پانچ قل ھو اللہ سے ہمراہی نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کتنی رکعتیں کس قدر قل ھو اللہ سے فرماتے ہیں: فرمایا کہ مثل تمہاری پھر بزرگ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تو' عرض کیا کہ آٹھ رکعت تین قل ھو اللہ سے پڑھا کرتا ہوں' فرمایا تم بھی بارہ رکعت

پانچ قل ھو اللہ سے پڑھو اور تہجد کو نہ چھوڑنا یہ بڑی برکت کی نماز ہے؟

جواب: خواب کے موافق عمل کیجئے کہ اس میں اجر زیادہ ہے یعنی حساب سے بیس قرآن مجید روزانہ کا ثواب ملتا ہے لیکن خواب کو نہ کمال سمجھئے اور نہ ہر خواب پر بدون پوچھے عمل کیجئے۔ (تربیت حصہ دوئم ص ۴۷)

حال: ایک شب میرے پاؤں میں درد نقرس اور وجع الورک کا شدت سے دورہ تھا۔ تہجد کی نماز میں سستی ہوئی بوجہ درد کے اور خیال ہوا کہ صبح کو قضا ہی پڑھ لوں گا' نیند آ گئی' خواب دیکھا کہ ایک زنجیر میں بندھا ہوا پتنگ اُڑ رہا ہے اس کو میں نے پکڑ لیا ہے' نیچے کھینچ کر لانے سے معلوم ہوا کہ یہ آدمی ہے اس شخص سے میں نے خائف ہو کر ارادہ بھاگنے کا کیا اس نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ جیسے میں اُڑتا تھا ایسے ہی تم اُڑو گے۔ بشرطیکہ کوئی گناہ کرو گے' میرے دل میں خیال آیا کہ ایک گناہ تو ابھی ابھی کیا ہے یعنی تہجد نہیں پڑھی' فوراً آنکھ کھلی اور وقت کم رہ گیا تھا' چار رکعت ادا کی؟

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی وہ شیطان تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے اغوا کو ایک کوتاہی یاد آ جانے کا سبب بنا دیا۔ گویا اس نے عداوت سے ضرر پہنچانا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نافع بنا دیا جس سے وہ خاسر ہوا۔ کقولہ تعالیٰ قلنا یانار کونی بردا وسلاماً علیٰ ابراھیم واراد وابہ کیداً فجعلنا ھم الا خسرین. (تربیۃ حصہ سوم ص ۸)

حال: عام رویا میں ایک سالک کو دیکھا (اور میں اس کو پہچانتا ہوں) اور اس کے دیکھنے سے میرے قلب میں سوزش پیدا ہوتی ہے' ناگہاں ذکر قلب میں جاری ہو گیا' جریان سے لذت بھی آتی تھی اور انقباض اور قبض بھی ایسا ہونے لگا کہ دل چاہتا تھا کہ اگر بند ہو جائے تو بالکل خواب ہو پھر جب دن ہوا تو ماجرا بالکل نسیان ہو گیا' خیر جب دوپہر کو سونے کے ارادہ سے بستر پر لیٹا تو ایک طالب علم دوسرے کو میرے سامنے کہنے لگا کہ میاں دین محمد کا بہت ذکر جاری ہے؟

تحقیق: خواب انشاء اللہ محمود ہے حالت بھی محمود ہے۔ ذکر بدون مرشد کے جاری ہو سکتا ہے لیکن اس کی حقیقت وہ نہیں ہے جو اس طالب علم نے سمجھی کہ وہ تو محض ایک حرکت ہے جو حرارت طبعی وغیرہ کی وجہ سے بھی ہو جاتی ہے اس کی حقیقت بلکہ یادداشت ہے جو مدتوں کے

بعد راسخ ہوتا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ حالت موجودہ اسی کا مقدمہ ہے۔ (تربیۃ حصہ سوم ص ۴۵)

سوال: احقر شب کو سورہا تھا' خواب میں یہ آیت شریف بینھما برزخ لایبغیان زبان پر جاری کی گئی اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں؟

جواب: اشارہ ہے اس طرف کہ حق تعالیٰ دولت جمع بین الظاہر والباطن عطا فرمائیں گے۔ (تربیۃ حصہ مذکور ص ۴۴)

سوال: پرسوں دوپہر کو احقر لیٹ گیا تھا سویا نہیں تھا' صرف غنودگی ہوگئی تھی اسی حالت میں رکوع "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۝" تاختم زبان پر جاری ہوگیا اور پڑھتے ہوئے بیدار ہوگیا' سو اس کے متعلق عرض ہے کہ اس میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: بشارت ہے ایمان کامل عطا ہونے کی اور اتباع سنت نصیب ہونے کی۔ (حصہ مذکور ص ۴۰)

حال: رات بندہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان ہے اور وہاں ایک قبر ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیری قبر ہے تو اس میں جا' میں بہت رویا اور کہا حکم خدا علی الراس والعین۔ مگر میرے ذمہ حقوق ہیں یعنی قرض ہے اس کو حق تعالیٰ ادا کردیں تو بڑا اچھا ہو تو کہا گیا' اچھا تین دن کی مہلت ہے تو میں دنیا و مافیہا سے قطع نظر کر کے ایک پرچہ پر وہ حساب لکھ رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیا اچھا ہو کہ ان تین دن میں ایک لحہ بھی مجھے سوائے امور شرعی کے کوئی کام دنیا کا پیش نہ آوے اور بالکل متوجہ الی اللہ رہوں اور کتاب مجالس الحکمت بھی تھوڑی باقی ہے اس کو جلدی پورا کررہا ہوں اور غایت خضوع ہے' دعا مانگ رہا ہوں کہ یا اللہ اس بقیہ وقت میں میرا رخ کسی طرف نہ پھرے اور ایسا استغراق تھا کہ آنکھ کھلنے کے بعد پھر آنکھ بند کی تو وہی حالت نظر آئی حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور صبح سے اب تک کسی کام میں دل نہیں لگتا' حتیٰ کہ کھانا کھانے میں بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ میں کیا کھاتا ہوں اور کسی سے بولنے کو بھی دل نہیں چاہتا' نہ معلوم کیا بات ہے' حضور والا دعا فرمائیں؟

تحقیق: مبارک ہو حق تعالیٰ نے مقام فنا کا باب مفتوح فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل فرمادیں اور اس کے بعد مقام بقا عطا فرما دیں۔ فنا میں مشغولی بخلق ہے کم ہو جاوے گی اور بقا میں وہ پھر عود کرے گی مگر دوسرے رنگ سے یعنی مشغولی بخلق للحق حالاً و ذوقاً اگرچہ علماً و

قصداً پہلے سے بھی ہے۔ امیدوار رحمت حق کے رہیے۔ والسلام (تربیت حصہ مذکورص ۴۱)

سوال: اس احقر کی دعوت ایک قصاب نے کی تھی۔ میں اس کے ہاں جمعہ کو بوقت صبح کھانا کھانے گیا میرے شامل ایک طباق میں ایک غیر مقلد صاحب نے کھانا کھایا' کھانا کھا کر مکان پر چلا آیا' رات کو تین بجے خواب میں دیکھا کہ اجابت کی ضرورت ہوئی۔ خواب ہی میں اجابت (رفع حاجت) کو چلا گیا' میدان میں بیٹھا ہوں' تھوڑی سی اجابت تو جائے مخصوص سے ہوئی اور بہت زیادہ اجابت خواب میں منہ سے ہوئی' اس بات سے فوراً آنکھ کھل گئی' دیکھا تو محض خواب تھا' بفضلہ تعالیٰ پنجگانہ نماز بھی پڑھتا ہوں اور قرآن شریف کی تلاوت بھی روزمرہ ہو رہی ہے اس خواب کی تعبیر مطلوب ہے؟

جواب: ظاہراً وہ شخص سلف پر لعن وطعن کرتا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو حق تعالیٰ نے گستاخی و زبان درازی کا اثر دکھلا دیا کہ تلبس سے یہ اثر ہے چہ جائے مباشرۃ۔ (تربیت حصہ چہارم ص ۴۴)

حال: غلام نے خواب دیکھا کہ ایک دریا ہے اور بہت طغیانی پر چل رہا ہے' میں نے اس کے عبور کا ارادہ کیا تو وہ خشک ہوگیا' اتنا خشک ہوا میں اس کو چھلانگ مار پار ہوگیا' پھر اس دریا میں پانی اچھی طرح ہوگیا' پھر میں نے اس کے عبور کا ارادہ کیا' اس کو عبور کر کے پھر واپس آگیا' خداوند کریم اس کو میرے لیے باعث خیر کرے؟

تحقیق: خواب بہت اچھا ہے دریا کو پار کرنا عروج وفنا پر پہنچنا ہے اور پھر عبور کر کے واپس آنا نزول و بقاء سے مشرف ہونا ہے اور اس کا قریب خشک کے ہو جانا اشارہ ان مقامات کے آسان ہونے سے ہے نہایت مبارک خواب ہے۔ (تربیت چہارم ص ۵۶)

حال: ایک بہت بڑا دریا ہے اور اس دریا کے بیچ میں ایک پتلی دیوار بنی ہوئی ہے' سب لوگ جو اس دریا سے پار ہوتے ہیں وہ تو اور کسی راستہ ہوتے ہیں لیکن کسی شخص کی ہمت اس دیوار کے راستہ سے نہیں ہوتی ہے جو اس دریا کے پار ہونے کا سیدھا راستہ ہے کیونکہ ایک تو دیوار پتلی ہے دوسرے دریا کا خوف ہے لیکن ہم دونوں غلام' میں اور بھائی...... آپ کے ہمراہ ایسی چیز میں بیٹھے جو دیوار پر رپٹ چلی گئی اور اس کے پار ہوگئے خشکی پر پہنچ کر آپ کو سردی معلوم ہوئی تو میں نے اپنی رضائی آپ کے اوپر ڈال دی' تب بھی آپ کو سردی

معلوم ہوئی تو میں نے بھائی...... کا لحاف ڈال دیا؟

تحقیق: خواب نہایت پاکیزہ ہے وہ دریا طریقت ہے اور دیوار صراط مستقیم شریعت کی انشاء اللہ تعالیٰ آپ دونوں طریقت کو بدولت اتباع شریعت کے طے کریں گے۔ سردی اشارہ ہے راحت روح و اطمینان و ثلج صدر کی طرف جو توجہ الی الحق سے حاصل ہوتا ہے اور لحاف ڈال دینا اشارہ ہے جذب طالبین حق کی طرف جس سے کچھ توجہ الی الحق کرنا پڑتی ہے جس سے وہ غلبہ استغراق کچھ کم ہو جاتا ہے' غرض سب کے لیے مبارک ہے۔ صفر ۳۴ھ (تربیۃ جلد مذکور ص ۵۶)

حال: ایک دو خوابیں جن کی نسبت طبیعت کو ذرا تردد ہے عرض کرتا ہوں' ایک تو یہ دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں آٹھ آدمیوں کی گنجائش ہے اگر تمہاری مرضی ہو لے لو' آٹھ کی تجدید کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا؟

تحقیق: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کام کرنے والوں میں آٹھ شخص کی تکمیل ہوگی۔ جعلکم اللہ منہم.

حال: دوسرے یہ کہ میں نے دیکھا کہ آپ اور میں اسی اپنی مسجد میں ہیں اور آپ نے عمامہ مجھے دیا پھر نہ معلوم کس نے صلاح دی کہ عمامہ کی چادر بنالو' پھر وہیں آپ کے سامنے عمامہ کو دُہرا کر کے اور دونوں پاٹ کھول کر ملائے تو اچھی خاصی چادر بن سکتی تھی' چادر کی نسبت یہ بات میرے دل میں گزری ہے کہ چادر بہ نسبت عمامہ کے اشمل و استر ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق: عمامہ علامت مقتدائیت اور چادر علامت اشتمالی شفقت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں شفقت متعاقباً عطا فرما دے گا۔ صفر ۳۴ھ (تربیۃ حصہ چہارم ص ۶۲)

حال: بندہ نے خواب دیکھا وہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سعید ابن المسیبؓ تھے اور ان کے ساتھ ایک صندوق تھا' مسدس آپ نے امر کیا کہ اس کو رکھو اور اس صندوق کے ہر جانب اسما مکتوب تھے اور فوق جانب (راقم محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ لفظ بعینہ تھا اور شرق جانب میں جناب کا نام تھا' اس طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نام کی طرف اشارہ کیا اور مجھے فرمایا کہ اس نام کو یاد رکھو؟

تحقیق: خواب بہت مبارک ہے اور ظاہراً اس کے معنی یہ ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ

کو اس احقر سے کچھ دینی نفع ہوگا' گو میں اس قابل نہیں لیکن مقتضاء انا عند ظن عبدی بی آپ کے گمان کی برکت سے ایسا ہوگا' آپ اپنا مفصل حال لکھئے تو مشورہ دوں کہ آپ کیا پڑھتے ہیں اور کیا کیا کب تک پڑھنے کا ارادہ ہے' بدون میرے مشورہ کے کسی امر میں تعجیل نہ فرمایئے۔ والسلام۔ ربیع الاول ۳۴ھ (حصہ مذکور ص ۶۴)

حال: اس عرصہ میں فدوی نے تین خواب دیکھے جو بہ تفصیل گزارش کرتا ہوں چونکہ خواب عجیب اور نیز ایک شعر عربی کا جس کے بھول جانے سے دل نہایت مضطرب ہے:

خواب اول: بتاریخ ۱۸ ذی الحجہ مبارک بروز منگل بوقت ۲ بجے شب کے عالم رویا میں حضور نے کتاب بہشتی زیور نیاز مند کو عطا فرمائی اور زبان مبارک سے فرمایا کہ اس میں سے کوئی عبارت پڑھ' فدوی نے کتاب لے کر ایک عبارت جس کا مضمون یاد نہیں خوب رواں بلا لکنت پڑھ دی' زاں بعد حضور نے فدوی سے وہ کتاب لے کر اسی مضمون کے لکھنے کا حکم دیا اور خود زبان مبارک سے لفظ بہ لفظ فرماتے رہے اور فدوی لکھتا رہا' جب پانچ یا سات سطر لکھ چکا تو حضور نے فدوی سے لے کر ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ آج کے دن سے ہمارے یہاں جو کام جا ہے لکھنے پڑھنے کا کیا کر ہم تجھ سے خوش ہیں' فدوی اس خوشی میں پھولا نہ سماتا تھا اور بہت جلدی جلدی اپنا کام انجام دے رہا تھا اور نہایت شاداں اور فرحاں تھا؟

تحقیق: فیض دینی پہنچنے کی بشارت ہے۔ مبارک ہو

حال: خواب دوئم۔ بتاریخ ۱۹ ذی الحجہ مبارک بروز بدھ ۲ بجے شب کے عالم رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور کے ہمراہ بہت سے مرید ہیں جو بائیں جانب حضور کے برابر چلے جارہے ہیں اور فدوی داہنی جانب دائیں ہاتھ کے قریب پشت مبارک سے نہایت متصل (اتنا قریب ہوں کہ حضور کے داہنے کھوے کے اوپر سے روبرو کی تمام اشیاء مجھ کو دکھلائی دیتی ہیں' جارہا ہوں یہاں تک کہ ایک میدان میں یا احاطہ میں جس کے نقشہ کی طرف توجہ نہیں کی بہر صورت وہاں آسمان دکھلائی دیتا تھا' پہنچ گئے' حضور وہاں کھڑے ہوگئے' تمام ہمراہی جس ہیئت سے جارہے تھے کھڑے ہوگئے' فدوی بھی جس طرح جارہا تھا اسی طرح کھڑا ہوگیا اس وقت حضور نے فرمایا کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے' خوب غور سے دیکھو' فدوی خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا تو حضور سرور

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبارؓ ایک بڑے تخت پر رونق افروز ہیں اور وہاں ایک مجمع کثیر حلقہ باندھے کھڑا ہے لیکن فدوی کو یہ تمام مجمع اور تخت مبارک اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبارؓ دھندلی نظر سے معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ چاندنی میں کوئی شے دکھلائی دیا کرتی ہے، فدوی نے جناب اقدس سے نہایت گریہ وزاری سے عرض کیا کہ مجھے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ صاف اچھی طرح نہیں دکھلائی دیتا' جناب اقدس نے فرمایا کہ ذکر کی کثرت کیا کر انشاء اللہ صاف دکھائی دیں گے' فدوی کی اسی رقت وزاری میں آنکھ کھل گئی؟

تحقیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب روحانی کی بشارت ہے کمال اتباع سنت پر موقوف ہے اس کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

حال: خواب سوئم۔ بتاریخ ۲۴ ذی الحجہ مبارک بروز پیر دوپہر کو قیلولہ کے لیے لیٹ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ متبرک صورت سفید ریش دراز فدوی سے فرماتے ہیں کہ تو کس سے رابطہ رکھتا ہے؟ فدوی نے حضور کا نام مبارک بتلایا' ان بزرگ نے بجائے کسی جواب کے ایک شعر عربی مکرر سہ کرر پڑھا جس کو فدوی نے یاد کرلیا' ان بزرگ کے تشریف لے جانے کے بعد نیاز مند اس شعر کو نہایت بلند آواز سے پڑھتا رہا۔ اس کے پڑھتے پڑھتے حالت وجد طاری ہوگئی' جب آنکھ کھلی تو مصرعہ اولیٰ بالکل فراموش ہوگیا' مصرعہ ثانیہ کے لکھنے کا ارادہ کیا وہ بھی ذہن سے نکل گیا لیکن مضمون شعر بخوبی یاد ہے۔ مصرعہ اولیٰ وہ مسافر یا وہ راہ رو کب گمراہ ہوسکتا ہے مصرعہ ثانی جس کی ہر منزل کے نصف پر مشعل روشن ہو' عربی میں کوئی لفظ ایسا تھا جس کے معنی میں مسافر یا راہ رو ہم معنی ہوں گے؟

تحقیق: عالم قدس سے آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کا راہبر نور حق پر ہے۔ اندیشہ ضلالت نہیں۔ مبارک ہو۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۸۵ تا ۸۶)

حال: کل شب جمعہ کو بعد نماز تہجد لمراقب لیٹا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی۔ اسی حالت بین النوم والیقظ میں مولانا صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔ مولانا سفید لباس پہنے ہوئے خوش وخرم معلوم ہوتے تھے' میں نے دریافت کیا کہ حضرت کس طرح گزری اور آپ کس حال میں ہیں (اس وقت میں خوب سمجھتا تھا کہ مولانا کا وصال ہوچکا ہے اور یہ جسم دوسرا ہے)

فرمایا کہ تو خوب جانتا ہے کہ محبوب کا ذرا سا عتاب بھی بہت ہوتا ہے اور میرے اوپر تو ذرا سی بات کا بھی بہت اثر ہوتا ہے اور تو سب طرح خیریت ہے مگر لڑکوں کی بابت سوال ہو رہا ہے (اس کے بعد مجھے ایک باعظمت صورت سے یہ الفاظ مسموع ہوئے) لڑکوں سے محبت کیوں کی تھی (میں غنودگی میں اس کو کلام الٰہی سمجھ رہا تھا اور عجیب کیفیت تھی' پھر یہ الفاظ سنے) خیر اس کا بدلہ ہم دنیا ہی میں دے چکے تھے کہ آنکھیں جاتی رہی تھیں اس کے بعد میں نے مولانا سے عرض کیا کہ اب تو راحت ہوگئی' فرمایا ہاں اب راحت ہوگئی اور کھانے پینے کی چیزیں تو یہاں عجیب عجیب آتی ہیں' یہاں بہت راحت ہے پھر بطور نصیحت کے مجھ سے یہ الفاظ فرمائے کہ صوفی ہی بن کر نہ بیٹھ جانا' کتابوں کی تقریر کیا کرو' درس و تدریس خالی ذکر ہے حق تعالیٰ کے یہاں افضل ہے جو اذکار احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کا ورد رکھو اور قلب کا خیال رکھو کہ غفلت نہ ہو' بس۔ مولانا مرحوم نے جو اذکار احادیث کے ورد کو فرمایا ہے تو مولانا حصن حصین کے بہت پابند تھے' شاید یہ اسی طرف اشارہ ہو' اگر اجازت ہو تو میں بھی اس کا ورد کر لوں؟

تحقیق: رویاء سراپا ہدایت ہے غض بصر کی تاکید ظاہر ہے اور اشاعت شرائع کا مہتم بالشان ہونا بھی مگر بشرط عدم غفلت حصن حصین کا شغل بہت بہتر ہے' اگر التزام ہو سکے دریغ نہ کریں۔ (حصہ مذکور ص ۸۸ تا ۸۹)

حال: آج شب اتوار کو ایک طویل خواب دیکھا جو عرض خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت والا نماز پڑھا رہے ہیں اور جماعت میں یہ احقر بھی شریک ہے اور بھائی صاحب مرحوم بھی شریک ہیں' جماعت میں احقر نے ایک ذاکر کو دیکھا کہ کانپتے ہوئے بہت پیچھے ہٹ گئے' بعد نماز کے احقر نے جناب بھائی صاحب مرحوم سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ جہالت کا برا کرے بعض ذاکر نماز میں بہت مقدار چل کر بھی نماز کو درست سمجھتے ہیں' فرمایا کہ یہی لوگ ایک وقت میں ہدایت پھیلائیں گے اور دنیا کو نور سے بھر دیں گے' میں نے عرض کیا تو شاید یہ کوئی حالت و کیفیت ہوگی' فرمایا شاید۔

تحقیق: اس میں اشارہ ہے ترک تعجیل فی الانکار کی طرف لاحتمال العذر۔

حال: پھر میں نے دیکھا کہ حضرت کی خدمت میں ہم لوگ مثنوی پڑھ رہے ہیں'

برادرم مولوی شبیر علی صاحب کلید مثنوی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں' ایک شعر کے مطلب کی تقریر مولوی شبیر علی صاحب نے کی مگر حضرت نے قبول نہ فرمائی' دوسرے لوگوں نے بھی شاید تقریر کی' حضرت نے پسند نہ فرمائی' حضرت والا نے مجھے ارشاد فرمایا تو میں نے اس شعر کی یہ تقریر کی کہ اے سالک تو جو سلوک کا لطف اس وقت حاصل کر رہا ہے یہ بھی اسی حالت جذب و دیوانگی کی برکت ہے اگر وہ حالت پریشانی کی نہ ہو چکتی تو یہ سکون کا لطف کیونکر حاصل ہوتا' شعر یاد نہیں رہا' حضرت والا نے اس تقریر پر تبسم فرمایا کہ ہاں تم سمجھ گئے ہو؟

تحقیق: بشارت ہے حصول علم لدنیہ کی۔

حال: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت والا مسجد میں تشریف لائے اور خدام سے فرمایا کہ آؤ بیعت ہو جاؤ' سب خدام مجتمع ہو گئے' میں بھی ان میں تھا اور ہم سب نے اپنے ہاتھ اکٹھے حضرت والا کے دست مبارک میں دیدیئے' مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی اس وقت تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی اپنا ہاتھ اور سب کے ہاتھوں کے ساتھ شامل کر دیا؟

تحقیق: اشارہ ہے اتحاد سلاسل کی طرف۔

حال: اور حضرت سیدی مولائی مولانا صاحب دام مجدہم کی علالت طبع کی خبر سنائی اور یہ معلوم کر کے کہ بندہ سہارنپور جانے والا ہے کوئی دوا مجھے شیشی میں دی جب میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ میرا ارادہ بھی سہارنپور چلنے کا ہے اور حضرت کچھ تیاری کے لیے مکان تک تشریف لے چلے' چلتے وقت ایسا معلوم ہوا کہ حضرت کو روئی کی ضرورت ہے کیونکہ کان میں درد ہے اور میرے بھی کان میں درد تھا اور میں نے روئی رکھ رکھی تھی تو مولوی شبیر علی صاحب نے فرمایا کہ کچھ روئی حضرت کو دیدو تو اس میں سے یا اور اپنے پاس سے کچھ روئی میں نے حضرت کے سامنے پیش کی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ روئی علی گڑھ کی میں نہ لوں گا کیونکہ مجھے منشی شرافت اللہ صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرتبہ روئی کے بارے میں کاشتکاروں پر علی گڑھ میں ظلم ہوا ہے میں نے عرض کیا حضرت یہ مشتبہ نہیں میں خود خرید کر لایا تھا' انتہی' تعبیر سے مطلع فرما کر مشرف فرماویں؟

تحقیق: غالباً اشارہ ہے علی گڑھ کے اس تعلق کے خیر ہونے کی طرف کیونکہ کسب کا

غیر مشتبہ ہونا موقوف ہے اس عمل کی عدم فتح پر۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۸۹)

حال: احوال یہ کہ بتاریخ دس کو مجھے خواب نظر آیا کہ بہت اچھا باغ ہے کہ ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور اس میں ایک مکان ہے اور اس میں ایسا کوئی ہے جس کو میں نے خوب نہیں پہچانا اور اس میں کئی آدمی ایسے ہیں کہ بہت ہی خوبصورت اور اس میں ایک پلنگ ہے کہ میں نے اس کو دریافت کیا تو یوں کہا کہ یہ پلنگ مولانا اشرف علی کا ہے میں بہت خوش ہوا اور میری بہت طبیعت خوش ہوگئی؟

تحقیق: بہت مبارک خواب ہے میرے لیے بھی کہ بشارت ہے اور آپ کے لیے بھی کہ اس نعمت کا اظہار ہے کہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں جس سے امید ہوتی ہے ثبات علی الصراط کی۔ (حصہ مذکور ص ۹۱)

حال: چند روز ہوئے خواب میں کسی نے میرے سامنے ایک کاغذ پیش کیا کہ اس کو دیکھو اس میں حضرت والا کے خلفاء کی فہرست تھی اس میں دو درجہ مقرر کیے گئے تھے اوپر ایک درجہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا خلفاء ذلت نیچے کے درجہ میں لکھا ہوا تھا' خلفاء دیوانگی' احقر کا نام خلفاء ذلت میں تھا تعبیر سمجھ میں نہیں آئی؟

تحقیق: ماشاء اللہ مبارک ہو واللہ بڑی مسرت ہوئی ذلت ٹھیک ترجمہ ہے عبدیت کا "یقال طریق معبد ای مذلل والتعبد التذلل والعبادۃ غایۃ التذلل وھو معروف" اور ظاہر ہے کہ عبدیت خاص مذاق ہے نبوت کا وہ طریق شورش سے کہ مراد ہے دیوانگی سے افضل ہے۔ ع فطوبی لھم ثم طوبیٰ لکم۔ (حصہ مذکور ص ۶۹)

حال: آج شب کو خواب میں مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کو دیکھا کہ حضرت والا کے سامنے پیالہ ہاتھ میں لیے (جیسا کہ طلبہ کھانا لانے کے واسطے جایا کرتے ہیں) حاضر ہوئے میں اس وقت ان کے قلب کی طرف نگاہ کرنے لگا اور قلب کی اچھی حالت معلوم ہوئی' مولوی صاحب موصوف کہنے لگے کہ میں سمجھ گیا جو کچھ تیرے دل میں ہے میں نے ہنس کر عرض کیا کہ ماشاء اللہ اب تو آپ صاحب کشف ہوگئے اس کے بعد ہم دونوں میں مقامات انبیاء علیہم السلام کی بابت گفتگو ہونے لگی وہ فرماتے تھے کہ مقامات انبیاء علیہم السلام کی کسی کو ہوا بھی نہیں لگی' میں نے عرض کیا کہ مقامات انبیاء علیہم السلام میں رسوخ تو غیر نبی کو نہیں ہوسکتا

لیکن محض ان مقامات کی سیر کرنا اوران کو جان لینا ممکن ہے اور بحمد اللہ میں نے مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کی ہے صعود تو بہت سہل تھا مگر نزول کے وقت دشواری معلوم ہوتی تھی اس گفتگو کے بعد میں نے اپنے آپ کو ایک عالیشان عمارت پر چڑھتے دیکھا اور دل میں یہ بات آرہی تھی کہ میں مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کررہا ہوں مقام بہت ہی بلند تھا اور واقعی صعود تو بہت ہی سہل تھا نزول کے وقت دقت معلوم ہوتی تھی تعبیر سے مشرف فرمایا جاوے؟

تحقیق: مولوی شبیر احمد کی کامیابی کی یہی بشارت ہے خدا تعالیٰ نصیب کرے اور مقامات انبیاء علیہم السلام کے متعلق عجیب تحقیق معلوم کرائی گئی جو مجموعہ قولین سے ثابت ہوئی یعنی حصول قدمی تو ان مقامات کا غیر نبی کو نہیں ہوسکتا مگر سیر نظری ہوسکتی ہے۔ فاجتمعا. (حصہ مذکور ص ۱۶۱)

حال: ایک بار بین النوم والیقظ دیکھا کہ حضرت والا کانپور کی جامع مسجد میں نماز فجر پڑھا رہے ہیں احقر بھی نماز میں شریک ہے سورہ مدثر کی تلاوت فرمائی اور درمیان نماز ہی میں طلوع آفتاب ہوگیا؟

تحقیق: اگر یہ محض متصرفہ کا تصرف نہیں ہے تو قم فانذر کے ظہور کی صورت ہے یعنی آفتاب ارشاد طلوع ہوا۔

حال: ایسے ہی حالت غنودگی میں دیکھا کہ خواجہ صاحب اور حکیم مصطفیٰ صاحب حضرت والا کے قدیمی مکان کے بیرونی کمرہ میں بیٹھے ہوئے دسترخوان پر بیٹھے چاول کھا رہے ہیں احقر بھی حاضر ہوا اور میں نے ان صاحبان سے عرض کیا کہ مجھے نہ خبر تھی کہ آپ یہ مزے لے رہے ہیں ورنہ میں پہلے سے آتا یہ کہہ کر میں بھی ایک رکابی پر بیٹھ گیا جس میں سے حضرت والا نے کچھ تناول فرما کر کچھ حصہ بچادیا تھا' خواجہ صاحب ہنس کر بولے اور کیا چاہتے ہو تم نے تو حضرت شیخ کے سامنے کا کھانا کھایا؟ تحقیق: وراثت کی طرف اشارہ ہے۔

حال: پھر احقر نے ایک کتاب کی زیارت کی جو سیدنا امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف تھی۔ اس کتاب پر یہ مضمون لکھا ہوا تھا' اس کتاب میں یہ مضمون دیکھا کہ نماز کا قعدہ اخیر قعدہ اولیٰ سے اس لیے طویل رکھا گیا ہے کہ قعدہ اولیٰ تو وسط نماز میں ہے اور قعدہ ثانیہ اخیر میں اس کا طویل ہونا مناسب ہے تاکہ مصلی کے تمام اعضاء

مطمئن ہو جائیں اور حرکت دم ساکن ہو جائے اور وہ اچھی طرح اطمینان سے سوچ سمجھ کر نماز کو ختم کرے اور سلام پھیر دے تعبیر سے مشرف فرمایا جاوے؟

تحقیق: علوم ولایت کا زیادہ منبع حضرات اہل بیت ہیں' اشارہ ہے ایسے علوم کے فیضان کی طرف۔ سبحان اللہ۔

حال یکے از منتہیان

حال: شب سہ شنبہ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت والا نے احقر کو چند اوراق مرحمت فرمائے جن میں احادیث نبویہ کثرت سے مکتوب تھیں' پھر ایک ورق عطا فرمایا جن میں روایات فقہ مکتوب تھیں اور مضمون سب کا حقوق العباد کی تاکید تھی' ایک مضمون یاد بھی ہے کہ ''کسی شخص کی مسواک بلا اجازت استعمال نہ کرنی چاہیے البتہ صاحب مسواک کو چاہیے اگر کسی کو ضرورت ہو تو اس کو استعمال کیلئے دیدے؟

تحقیق: بشارت ہے جمع بین علوم الروایۃ والدرایۃ وبین العمل بھما کی۔

سوال: ۱۴ جمادی الآخر بروز جمعۃ المبارک بوقت شب خواب میں احقر نے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم صاحب مولانا اشرف علی صاحب شیخ کامل ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نام میں مولوی اشرف علی صاحب کہہ کر سکوت فرمایا' بعد کو غالباً دو منٹ سکوت فرما کے لفظ صاحب کہا اور شاہ عبدالرحیم صاف فرما گئے بیچ میں سکوت نہ کیا نہ معلوم وجہ سکوت کیا ہے جو کچھ تعبیر ہو مطلع فرمایا جاوے؟

جواب: عن عائشۃؓ قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مضطجعاً فی بیتہ کاشفًا عن فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکرؓ فاذن لہٗ وھو علی تلک الحال فتحدث ثم استاذن عمر فاذن لہٗ وھو کذالک فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و سوی ثیابہ الی قولہ قال انّ عثمان رجل حیی وانی خشیت ان اذنت لہٗ علی تلک الحالۃ ان لا یبلغ الی فی حاجۃ رواہ مسلم مشکوۃ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز تھا کہ حضرت عثمانؓ پر صفت حیا و لحاظ کے غلبہ سے آپ نے ان کے ساتھ برتاؤ لحاظ کیا اور شیخین کے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ کیا اور لفظ صاحب ہمارے محاورے میں لحاظ کے موقعہ پر بولا جاتا ہے۔ سو جن صاحب کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ صاحب فرمایا ہے ان میں اس شان عثمانی کا غلبہ مشاہدہ ہے اور جس کے نام کے ساتھ یہ لفظ فوراً نہیں فرمایا اس سے شیخین کا سا برتاؤ کیا اور پھر بوقفہ کے بعد صاحب کا لفظ فرمانا یہ مخاطب کی رعایت مصلحت سے ہے کہ وہ خالی نام لینے سے بے وقعتی اس نام والے کی نہ کرے آگے اللہ کو معلوم ہے کیا راز ہے بہتر یہ ہوتا کہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھی جاتی جو خواب کے تعلق والوں سے علیحدہ ہوتا اور محقق بھی ہوتا والسلام مکرر یہ ہے کہ محض اس خواب کی بناء پر کسی کے کمال وغیرہ کے معتقد نہ ہوں کہ خواب حجت شرعیہ نہیں ہے حالت بیداری میں جس کی حالت کو شریعت پر پورا منطبق دیکھیں اس کو کامل سمجھیں۔ والسلام (حصہ مذکور ص ۱۴۷ تا ۱۴۸)

حال: بندہ اثیم نے خواب دیکھا کہ آنحضور نے جامع مسجد سہارن پور میں وعظ فرمایا' بندہ بھی اور بندہ کا بہنوئی مرحوم بھی وعظ میں شریک رہا' بعد وعظ کے آنحضور اور بندہ کا بہنوئی مسجد میں تشریف لے گئے' بندہ باہر رہا' بندہ کو آنحضور نے آواز دی کہ محمد ابراہیم آجاؤ کھا لو بندہ حاضر خدمت ہوا' آنحضور کے آگے شہد میں تر کیے ہوئے پھول رکھے تھے وہ پھول آنحضور کے ساتھ بندہ اثیم نے بندہ اثیم کے بہنوئی مرحوم نے خوب دل لگا کر کھائے' پس اسی حالت میں خواب سے بیدار ہوا' آنحضور مطلع فرماویں کہ یہ تمام کیا کیفیت تھی چونکہ بندہ کو یہ علم نہیں کہ کیا پھول تھے اور کیا شہد؟

تحقیق: یقینی تعبیر معلوم ہونا تو مشکل ہے ظناً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہد شفا ہے اور پھول راحت و فرحت بخش ہے۔ اشارہ ہے یہ طریق جامع ہے شفا اور راحت کا جس کی وجہ موافقت ہے سنت کی جس کے لیے یہ دونوں ثمرے لازم ہیں۔ واللہ اعلم اور جامع مسجد میں وعظ ہونا اشارہ ہے تعمیم نفع مذکور کی طرف اور مسجد کے مضاف الیہ میں اشارہ ہے کہ اہل شقاق عود کریں گے وفاق کی طرف۔

سوال: اس سے قبل جب میں نجیب آباد میں تھا تو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کسی کے آنکھ میں جادو میرے بیان میں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بالکل سچا خواب ہے اور مطلب ظاہر ہے وہ یہ کہ اس سلسلہ مطہرہ میں تعلیم کا طریق لسان سے ہے جو بوجہ ناشی عن القلب ہونے کے مؤثر اور باقی التاثیر ہے انبیاء علیہم السلام کا بعینہ یہی طریق تھا: "قل لهم في انفسهم قولا بليغا" کا حاصل یہی ہے اور اس سلسلہ میں تصرف وہمت سے کام نہیں لیا جاتا گو ادنیٰ توجہ میں کیا جاسکتا ہے کہ یہ طریق باوجود متعارف فی اہل تصوف ہونے کے منقول عن صاحب السنہ نہ ہونے کی وجہ سے مرجوح اور مفضول ہے نیز اس میں اور بھی بہت سے غوائل خفیہ ہیں۔ پس آنکھ کے جادو سے یہی تصرف مراد ہے۔ اس علاقہ سے کہ اس میں کبھی آنکھ سے بھی کام لیا جاتا ہے اور بیان کے جادو سے مراد وہ تعلیم مسنون کی تاثیر ہے۔ پس مولانا کا مشرب اس مصرعہ سے ظاہر کرنا منظور تھا۔ عجب نہیں ہے کہ آپ کو اس لیے دکھلایا گیا ہو کہ آپ کو اس طریقہ غیر منقول کی کبھی تمنا ہوئی ہو۔ (تربیۃ حصہ مذکور ص ۱۹۰)

حال: پھر جب تہجد کو فارغ ہو کر لیٹا تو طبیعت بہت بشاش تھی، ذرا آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور کوئی کام غالباً حساب کا حضرت مجھ سے لے رہے ہیں، اتنے میں ایک بازاری عورت آکر بیٹھ گئی، میں نے بائیں جانب کو منہ پھیر لیا؟ حضرت نے اس سے نرمی سے گفتگو فرمائی۔ اسی وقت یہ خیال ہوا کہ حضرت اس سے اس وجہ سے خوش اخلاقی سے پیش آرہے ہیں کہ اس کی حالت دینی درست ہوجاوے اس کے بعد وہ بازاری عورت میری زوجہ کی شکل بن گئی، میں نے اسے ہاتھ سے چھوا تو خواہش بھڑکی نہیں اور پھر مجھے اس سے نفرت نہ رہی پھر میری آنکھ کھل گئی، اس کی تعبیر سے بھی حضرت والا مشرف فرمادیں؟

تحقیق: آپ کا نفس تھا جس کی میں اصلاح بہ نرمی کرتا تھا اور وہ آپ کا مسخر ہوگیا۔ (حصہ مذکور ص ۱۸۸)

حال: رات بعد تہجد خواب دیکھا کہ حضرت والا امام بنے ہوئے نماز پڑھا رہے ہیں، میں جماعت میں شریک ہوں اور نماز ختم کی بعد سلام پھیرنے کے دیکھا کہ آفتاب نکل کر خوب پھیل گیا ہے؟

تحقیق: یہ آفتاب انوار قلب ہیں جن کا تہجد سے حاصل ہونا متوقع ہے۔

حال: اس کے بعد میں نے علیحدہ نماز کی نیت باندھ لی اور پڑھنے میں مصروف ہوگیا؟ تحقیق: عبادت میں مشغول دیکھنا خود علامت محمودہ ہے۔

حال: آج قلب کو بالکل سکون واطمینان ہے۔ تحقیق: اللهم زد فزد۔ (حصہ مذکور ص ۱۹۰)

حال: گزشتہ شنبہ کی شب کو خواب دیکھا کہ بندہ حضور کی خدمت میں حاضر ہے' حضور کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے' حضور نے بندہ سے دریافت فرمایا کہ حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کو کتنا عرصہ ہوا اور جواباً عرض کیا کہ تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا ہوگا' غالباً تیسری شوال تھی حضرت نے اس کاغذ پر مضمون معلوم نہیں کیا ہے حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے دستخط کر کے بندہ کو مرحمت فرما دیا۔

تحقیق: اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کو میری اس نسبت سے فیض ہوگا جو میرے اندر مولانا کی نسبت کے مشابہ ہے کیونکہ متعدد نسبتوں میں سے بعض کی خاص شان ہوتی ہے۔ (حصہ دوم ص ۲۴۷)

حال: ایک روز حضور نے ایک قبر پختہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تمہاری قبر ہے؟ تحقیق: اشارہ ہے بقاء آثار اعمال صالحہ کی طرف۔

حال: ایک شب حضور نے غلام سے فرمایا کہ تم عورتوں سے بیعت لے لیا کرو؟

تحقیق: اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہدایت ناقصین کی اہلیت نصیب کریگا۔ (تربیت حصہ ششم ربع دوم ص ۱۶)

حال: تھوڑے روز ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی اور بڑے بزرگ مجھے اچھی طرح یاد نہیں جا رہے ہیں اور میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں' ان کے پیروں کے نشان زمین پر بن جاتے ہیں اور میں اپنا قدم انہی نشانوں پر سنبھال سنبھال کے رکھ کر چل رہا ہوں اور زیادہ یاد نہیں بس اتنا ہی خواب یاد رہ گیا ہے؟

تحقیق: مبارک مبارک (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۵)

حال: یہ خانقاہ مع احاطہ سونے کا اور موتی کا دالان مرصع مصنع رفیع نظر آیا' خواب میں اس میں بہت سی خوابگاہیں اور مسہریاں ٹانگی ہوئی ہیں اس میں خوبرو مرد سب ہیں تعبیر فرمانے کی مرضی ہو؟ تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ علامت ہے برکت وقبول کی۔ (تربیۃ النور صفحہ ۵۲۳)

حال: ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضور والا مع دو تین اصحاب کے کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضور انور نے ایک صاحب کو جو بائیں ہاتھ کو تشریف فرما ہیں اپنی رکابی میں سے چاول نکال کر دیئے ہیں' جب بندہ حاضر ہوا تو حضور والا کے سامنے بیٹھنے لگا' اس پر حضور نے فرمایا میرے پاس آجا بندہ حضور کے پاس آن بیٹھا' حضور انور نے اپنے شیرو چاول کی رکاوبی جس میں سے حضور بندہ کی حاضری سے پیشتر تناول فرما چکے تھے' بندہ کو

مرحمت فرمائی' بندہ کے دل میں خیال ہوا کہ اگر حضور والا اس میں سے تناول فرمائیں تو حضور والا کا پس خوردہ جو باعث برکت ہے اس کو کھاؤں' عرض کرنے نہ پایا تھا کہ حضور والا نے دوبارہ اسی رکابی میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا اور بعدہ بندہ کو مرحمت فرمادی جس میں سے بندہ نے شیر و چاول کھائے' بعدہ معلوم ہوا کہ وہ پیشتر ہی حضور والا کا پس خوردہ تھا' اس کے بعد آنکھ کھل گئی؟ تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ بشارت ہے نفع کامل کی۔ (تربیت حصہ ہفتم ص ۱۷)

حال: بندہ نے منگل کی رات کو ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر چاہتا ہے وہ یہ کہ بندہ نے دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں' اندازاً ایک بالشت کی ہوگی' یہاں تک مسواک کی کہ گھستے گھستے قریب ایک مشت کی رہ گئی پھر آنکھ کھل گئی؟

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ استقامت علی السنۃ نصیب ہوگی۔ (تربیت حصہ ہفتم ص ۲۹)

حال: میں نے ایک خواب دیکھا جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے پیشاب کیا اور پیشاب کر کے تیل سے استنجا کیا' قیاس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میٹھا تیل تھا اور پھر اسی تیل سے میں نہایا ہوں' میں اپنے سر کے اوپر پٹھے دیکھتا ہوں حالانکہ میں پٹھے نہیں رکھتا مگر اس وقت خواب میں پٹھے ہی دیکھتا ہوں' حضرت جواب کا منتظر ہوں؟

تحقیق: معلوم ہوتا ہے بعضے افعال حسنہ میں کچھ بدعات مل جاتی ہیں کہ وہ تطہیر باطنی کے لیے موضوع نہیں اور ان کو نیک سمجھ کر کیا جاتا ہے اور بعضے افعال حسنہ حدود کی رعایت سے کیے جاتے ہیں پس اس خواب میں تنبیہ اور تسلی دونوں ہیں۔ (تربیت حصہ ہفتم ص ۶۸)

حال: دوسرا خواب یہ دیکھا کہ حضرت عمرؓ کا جنازہ آ رہا ہے اور مجمع بہت زیادہ ہے' نعش مبارک حضرت عمرؓ کی ایک پلنگ پر ہے اور جسم کھلا ہوا ہے یعنی کرتا اتارے ہوئے ہیں اور پاجامہ پہنے ہوئے ہیں اور بالکل حضور سے مشابہ ہیں یعنی جس وقت حضور غسل کے لیے جاتے ہیں پس وہ ہی شکل معلوم ہوئی جب جنازہ قریب آیا میں جنازہ کے قریب گیا اور چلا کر کہا خلیفہ ثانی کی نعش ہے' پس دوسری جانب حضور بھی کھڑے تھے اور حضور نے مجھ سے ڈانٹ کر کہا کہ تم کمزور بہت ہو اور بھی فرمایا جو یاد نہیں اور خود حضور مجمع کی طرف متوجہ ہو کر کچھ فرمانے لگے اور جنازہ بدستور پلنگ پر مشابہ بہ حضور اقدس موجود تھا اور دوسری جانب حضور کرتہ پہنے ہوئے جو آج کل استعمال میں ہے کچھ فرما رہے ہیں؟

تحقیق: اشارہ ہے کہ میرا مذاق حضرت عمر کے مناسب ہے اور ان کا جنازہ دیکھنا اشارہ ہے کہ یہ مذاق مردہ ہو چلا تھا' خدا تعالیٰ نے اس ناکارہ کے ہاتھوں اس کا احیاء فرمایا اور کمزور اس پر کہا کہ چلا جوا ٹھے اس عدم ضبط پر تنبیہ کی گئی ہے اس میں اشارہ ہے آپ کے متاثر ہونے کی طرف' مذاق صحیح کے کم ہو جانے سے اور تنبیہ کا حاصل یہ ہے کہ صبر و سکون سے کام لینا چاہیے' پس خواب جامع ہے بشارت رائے و موئی لہ کے۔ (تربیۃ ہفتم ص ۷۳)

سوال: گو خوابوں کی طرف ملتفت نہیں ہوں نہ ان کا کچھ اعتبار کرتا ہوں مگر ایک خواب برائے تعبیر عرض خدمت اقدس ہے: حضور والا نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اس راہ کو جلد طے کرو' میں نے ڈر کر عرض کی کہ حضور ایسا پر خطر راستہ بغیر رہبر کے کیسے طے کروں' یہ سن کر حضور والا نے فوراً ایک کتاب مجھ کو عنایت کی اور وہ کتاب قصد السبیل تھی' بندہ جب مستعد ہوا تو ایک تیز رفتار گھوڑا سواری کو ملا' بندہ نے آناً فاناً سارا سفر طے کیا۔ گو راہ میں داہنی طرف درندے ملے مگر کسی نے گزند نہ پہنچائی اور جب سارا راستہ بلا تعب ختم کر چکا تو غلام کو حضور کا خیال آیا' خیال آتے ہی بندہ نے اپنی سواری پھیر لی اور آن واحد میں حضور کے پاس آن موجود ہوا' آتے ہی حضور والا نے سوال فرمایا کہ تم نے راستہ کو کیسا پایا' غلام نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ حضور بہت ہی آسان راستہ میں نے پایا اس کے بعد حضور نے قصد السبیل غلام سے واپس لے لی' اس خواب میں پریشان کن امر یہ ہے کہ حضور نے قصد السبیل واپس کیوں لے لی؟

جواب: ماشاء اللہ مبارک خواب ہے اس میں بشارت ہے طرق کے سہل ہو جانے کی اور اشارہ ہے طریق قصد السبیل کے صحیح ہونے کا اور قصد السبیل کی واپسی اشارہ ہے مقام تکمیل کی طرف کہ کسی نے حضرت جنیدؒ سے پوچھا! ما النہایۃ انہوں نے فرمایا! العود الی البدایۃ جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ بعد کمال کے مجاہدہ ابتدائیہ کی حاجت نہیں رہتی۔ بقول مولاناؒ خلوت و چلہ بر و لازم نہ ماند۔

خواب: ایک روز مسافر خانہ خانقاہ میں سوتا تھا' ایک شخص کوئی بزرگ آئے اور فرمایا کہ یہ (یعنی حضرت) محبوبیت کا درجہ رکھتے ہیں؟

تحقیق: ہاں خدا تعالیٰ کی رحمت سے سب امید ہے ورنہ مجھ کو جو حالت اپنی معلوم ہے اس پر نظر کر کے تو بے حد شرمندگی ہے۔ (حصہ مذکور ص ۹۷)

حال: آج رات کو خواب میں دیکھا کہ نماز کی جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت والا نماز سے علیحدہ ہیں' میں جماعت میں شریک ہوں اور غالباً امام ہوں اور قرأت جہر سے کر رہا ہوں؟

تحقیق: یہ امامت رہبری ہے سلوک کی جو کہ بوجہ ذریعہ قرب ہونے کے نماز کی صورت میں متمثل ہوا اور چونکہ اس رہبری کے لیے اسماع طریق کا مخاطب کو لازم ہے اس لیے قرأت کو بالجہر دیکھا اور چونکہ اس رہبری میں میرا تعلق تم سے متبوعیت کا ہے نہ کہ تابعیت کا اس لیے مجھ کو شریک یعنی مقتدی نہیں دیکھا بلکہ نگرانی کرتے ہوئے پایا' چنانچہ واقعہ بھی یہی ہے؟

حال: اور نماز میں قرآن کی بجائے قضیٰ قَضَيَا قَضَوا الخ گردان پڑھ رہا ہوں' حضرت نے ذرا تیز لہجہ میں فرمایا کہ اس وزن پر مہموز کی گردان بھی تو ہے وہ کیوں نہیں پڑھتے؟ تو میں سوچنے لگا کہ مہموز کی کون سی گردان مراد ہے' پھر فوراً میں نے رائی رایا راؤا لخ کی گردان پڑھی' حضرت خوش ہوئے' معلوم ہوا کہ یہی مراد تھی' پھر میں نے اس کا مضارع یری' یریان' یرون پڑھا؟

تحقیق: قضی بمعنی ادا کے ہے یہ اشارہ ہے صدور اعمال کی طرف' میرے مشورہ کے معنی یہ ہیں کہ صرف مباشرت اعمال پر کفایت نہ کریں بلکہ ان میں مراقبہ رویت کا بھی ملحوظ رکھیں کہ اعمال کی روح بھی ہے مطلب یہ کہ تعلیم و تربیت میں اس کا اہتمام زیادہ رکھیں کہ صورت اعمال کے ساتھ ان کی روح بھی ہو۔

خواب: ایک راستہ ہے جس میں طوائفیں رہتی ہیں' میں بہت روز کے بعد مکان پر پہنچا' کیا دیکھتا ہوں کہ جہاں اور ہیں وہیں میری اہلیہ و دور کے رشتہ کی ہمشیرہ بھی ہیں اور ان کا بھی وہ طریقہ ہے اور علیحدہ علیحدہ مکان ہے اور شاید کچھ بات میں نے کی یاد نہیں؟

تحقیق: بے ساختہ جو تعبیر ذہن میں آئی وہ لکھتا ہوں' یوں معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم آپ کی نگاہ کسی اجنبی نامحرم پر پڑی ہے' اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ اگر کسی کی بی بی یا رشتہ دار اس وضع کی ہو کتنا صدمہ ہوتا ہے تو بے انصافی کی بات ہے کہ دوسرے شخص کی بی بی یا رشتہ دار عورت کے لیے اس کو گوارا کیا جائے' پس یہ عقلی دلیل ہے زجر ہے سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ (تربیت النور صفحہ ۳۷)

حال: اور یہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص احقر کو امانت دینا چاہتا ہے اور کچھ ایسا کہتا ہے کہ ضائع نہ کرنا اس پر بندہ نے حماقت سے مسئلہ لزوم ضمان و عدم لزوم ضمان کا شروع کر دیا' فوراً آنکھ کھل گئی؟

تحقیق: مبارک خواب ہے بشارت ہے اسی امانت محمولہ انسان کے حقوق کی توفیق کی اور ضمان کا مسئلہ شروع کر دینا حماقت نہیں تھا' دلیل ہے اتباع سنت کی کہ خواب میں بھی اس کا خیال رہا' بناءً علیٰ ذہاب الذہن الی الامانۃ الحسیۃ اور اس کے ساتھ ہی یہ اس اشارہ کو بھی متضمن ہوسکتا ہے کہ اس امانت معنویہ کے حقوق سے ڈر لگا اور یہی ڈر جالب رحمت و توفیق ہے۔ جیسا حدیث میں ہے کہ اگر قضاء پر کوئی مجبور کیا جاوے تو اس کی غیب سے اعانت ہوتی ہے۔ (تربیت السالک صفحہ ۳۹)

حال: حضرت والا میں نے چند ماہ ہوئے یہ خواب دیکھا کہ میں دعوات عبدیت اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد میں جارہا ہوں' راستہ میں ایک شخص نے دریافت کیا کہ یہ کیا کتاب ہے میں نے اس کو معاند و مخالف سمجھ کر جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور نہ کتاب کا نام بتلایا' اس نے دوبارہ دریافت کیا پھر میں نے یہی سمجھ کر جواب نہیں دیا میری دائیں جانب اور اس کی بائیں جانب سے اچانک ایک شخص نمودار ہوا' اس نے فوراً اس کتاب کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا ہٰذا خیر کثیر اس کے بعد میں بیدار ہو گیا' اس روز سے برابر مواعظ کے بارہ میں میری زبان پر خیر کثیر آتا ہے؟

تحقیق: تعبیر ظاہر ہے کہ ان مواعظ کے نافع ہونے کی خبر دی گئی ہے اور ان سے منتفع ہونے پر تنبیہ کی گئی ہے۔ (تربیت السالک صفحہ ۸۹)

حال: رات جو میں عشاء کے بعد حصن حصین پڑھ کر سو رہا تو عجیب خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور حضرت قبلہ مولانا کی جماعت بھی ہے اور ہم خدام بھی ہیں' حضرت کی جماعت میں سے بعض لوگوں نے ہم خدام کو بنظر حقارت دیکھا اور شاید کچھ اعتراض بھی کیا' اس پر مجھے جوش ہوا اور میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابدالآبدین سے عرض کرو کہ ہم خدام کو حوض کوثر کا پانی پہلے پلادیں (اور نیت یہ تھی کہ دوسروں پر تا کہ ہماری حقانیت واضح ہو جاوے' چنانچہ موصوف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حوض کا پٹ کھول دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم خدام کو اجازت دی کہ تم پہلے سیراب ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم سب خدام حوض پر جا پڑے' احقر نے تو حوض میں منہ ڈال دیا اور خوب پیا' اس پانی کی لطافت و شیرینی عرض نہیں کر سکتا' اب تک مزہ آرہا ہے؟

تحقیق: ماشاء اللہ تبارک اللہ سبحان اللہ خواب ہے کہ بشارت لاجواب ہے جس میں صریح دلالت ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس جماعت کے محق ہونے پر گو دوسری جماعت بشرطیکہ

منکرات سے محفوظ ہوں ماجور ہیں مگر مصیب فی الاجتہاد کا مخطی فی الاجتہاد تقدم واضح کر دیا گیا' مرئی لہم کے ساتھ رائی کو بھی مبارک ہو۔ ثبتنا اللھم ابداً ابداً علی ماتحب وترضی واجعل آخرتنا خیرامن الاولیٰ. (تربیت النور صفحہ ۹۲)

حال: آج رات میں نے ایک خواب دیکھا جس سے میری طبیعت بہت پریشان رہی' وہ یہ ہے کہ میری داہنی آنکھ میں ایک ناسور ہو گیا ہے اس سے اور کانوں سے کیڑے نکلتے ہیں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے؟

تحقیق: ناگوار غیر مشروع امور دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں جن سے تکلیف ہوتی ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے تمہارے کسی نقص کی طرف اشارہ نہیں چنانچہ محاورہ میں منکر باتوں کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ کانوں کے کیڑے جھڑتے ہیں۔

حال: پھر اسی تکلیف کی حالت میں میں کسی کچی کوٹھڑی میں پہنچا جس میں ایک فقیر ہندو اور دو چیلے اس کے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے' میں نے اس سے کہا کہ میرے ناسور کا علاج کرو؟

تحقیق: یہ شخص اس وقت کا قائد المشرکین ہے جو زاہدانہ شکل میں ہے جس کے دو چیلے مشہور ہیں اور کچا کوٹھڑا اشارہ ہے ان لوگوں کی عمارت خیالی کی سست ہونے کی طرف جس کو اس طرح تعبیر فرمایا گیا ہے' امن اسس بنیانہ علی شفاجرف ھار الآیہ۔

حال: اس نے غصہ سے آنجناب کا نام لیا کہ وہاں پر جا وہ علاج کیا کرتے ہیں ایسے علاج ہم نہیں کر سکتے؟

تحقیق: ظاہر ہے کہ وہ ان منکرات کا کیا علاج کر سکتا ہے یہ کام تو خادمان دین کا ہے اور غصہ اشارہ ہے عدم توافق کی طرف۔

حال: تو میں وہاں سے رنجیدہ ہو کر ایک مکان زمین دوز میں پہنچا تو وہاں پر جناب اور ایک اور شخص تشریف رکھتے تھے اور لکھنے پڑھنے کا کچھ کام کر رہے تھے؟

تحقیق: بشارت ہے توفیق خدمت دین کی اور وہ شخص عجب نہیں کہ صاحب المستہ الخیر ہو اور زمین دوز ہونا مکان کا اشارہ ہے محفوظیت کی طرف۔

حال: میں نے جا کر السلام علیکم کی تو جناب نے سلام علیک کا جواب دینے کے بعد فوراً ایک ایک ڈبہ اٹھا کر میرے سر پر اور منہ پر اور ہاتھوں پر پھیر دیا جس سے میرے منہ ہاتھ

وغیرہ میں سے ایک نہایت عمدہ خوشبو مہکنے لگی اس خوشبو کی مسرت سے میرا مرض جاتا رہا؟

تحقیق: یہ ڈبہ غالباً قلب ہو مفیض کا جو حامل ہے علوم حقہ کا اور اس کا اٹھانا متوجہ کرنا ہے اور پھیرنا اثر پہنچانا افادہ حقائق سے اور خوشبو مہکنا متاثر ہونا اور مرض جاتا رہنا سکینہ سے شکوک و وساوس دفع ہو جانا جیسے ریح قمیص یوسفی کی خاصیت مرض حسی کے لیے ظاہر ہوئی تھی؟

حال: پھر میں خوش ہوتا ہوا باہر چلا گیا' دیکھتا کیا ہوں کہ ایک کسی تاجر کی دکان ہے' اس پر بڑا ہنگامہ ہے میں نے آگے کو بڑھ کر دیکھا تو ایک ہندو ترک موالات کے بارے میں بیان کر رہا ہے جس میں مولوی مذکور بالا بھی شریک ہیں؟

تحقیق: اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ اس وقت یہ مقصود اصل ہنود کا بن گیا ہے اور مسلمان حتیٰ کہ بعض اہل علم ان کے تابع بن رہے ہیں۔

حال: اور دو شخص ایک چبوترے پر بیٹھے ہوئے کوئی انگریزی کی کتاب یاد کر رہے ہیں اور میں اس حالت میں قرآن شریف تلاوت کر رہا ہوں اور دل میں کہہ رہا ہوں کہ یہ شخص انگریزوں کی مار پیٹ کے لیے تیار ہیں اور اپنا دشمن بتاتے ہیں پھر بھی ان کی کتاب پڑھنا نہیں چھوڑتے؟

تحقیق: یہ بالکل ظاہر ہے کہ جس طرز سے یہ کام چل رہا ہے وہ بالکل تقلید یورپ کی ہے جس کا حاصل یہ ہے جس طرح بن پڑے اپنی اغراض کو حاصل کیا جاوے اور جائز و ناجائز کو بالکل نہ دیکھا جاوے' نیز اشارہ اس طرف ہے کہ زیادہ لوگوں کا مقصود ان تحریکات سے دنیائے محض ہے۔

حال: یہ کہتے کہتے آنکھ کھل گئی' یہ بتلا دیجئے گا کہ یہ سب کیا باتیں تھیں؟

تحقیق: ایک ایک جزو کی تعبیر جو میرے وجدان میں تھی ساتھ ساتھ لکھ دی۔ واللہ اعلم بالاسرار۔

حال: ۱۳ ذی الحجہ شب جمعہ کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر میں سویا تھا' رات کو خواب دیکھا کہ حضور والا کی مجلس میں چند خدام ہم لوگ حاضر ہیں' خواجہ صاحب بھی ان میں تھے' حضور کے سامنے ایک قاب میں اور ایک دوری میں تازہ خرمے مثل عربی کھجوروں کے رکھے ہیں' میں حضور کے قریب ہوں' حضور والا نے مجھ کو اور نیز دیگر حاضرین کو خرمے عطا فرمائے ہیں جن میں سے ایک میں نے اسی جگہ کھا لیا ہے؟

تحقیق: روحانی غذائیں متمثل بشکل رطب عربیہ کے نظر آئیں جس کا لینا دینا دونوں مبارک ہیں۔ (تربیۃ السالک صفحہ ۹۳)

حال: گزارش حال یہ ہے کہ خادم جن زمانہ میں جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کی دعا کرتا تھا' اس زمانہ میں ایک شب خواب میں سنا کہ کوئی کہتا ہے ما اُرید لما یرید. اس خواب کی تعداد مدت تو خادم کو یاد نہیں ہے' اطلاعاً و بامید تحقیق معروض خدمت ہے؟

تحقیق: اس عبارت عربیہ کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اس بات کا ارادہ نہیں کرتا جس کا بندہ ارادہ کرتا ہے' میرے نزدیک اس میں تعلیم تھی کہ زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا جو پوری نہیں ہوئی اس سے دل شکستہ نہ ہوں' ہم وہی کرتے ہیں جو رحمت اور حکمت ہوتی ہے' یہ ضروری نہیں کہ جو بندہ چاہے ہم وہی کریں اور یہ وہی مسئلہ ہے جو میں کہا کرتا ہوں کہ جو امر بندہ کے اختیار میں نہ ہو اس کا ہر پہلو خیر ہے' نہ اس کے درپے ہو نہ اس کو علامت مقبولیت یا مردودیت کی سمجھے تربیت السالک کو بغور نہ دیکھنے سے غالباً ابھی یہ غلطی آپ کی رفع نہیں ہوئی۔ (تربیت النور صفحہ ۳۸۷)

حال: مجھے امید ہے کہ حضور کے ذریعے سے میری پوری اصلاح ہو جاوے گی اور جواب آنے پر انشاء اللہ احقر ایک ماہ کے بعد حاضر ہو کر قدم بوسی حاصل کرے گا اور جو ارشاد ہوگا تعمیل بجا لائے گا؟

تحقیق: خواب سرتا سر ہدایت ہے۔ شیخ مخالفت سنت کو چھوڑ دینا اور اہل حق کی طرف رجوع کرنا واجب ہے مجھ کو تعلیم طریق سے عذر نہیں' مسائل رسالہ بہشتی زیور و اصلاح الرسوم سے اور اوراد قصد السبیل سے اور نصائح میرے مواعظ سے لے کر عمل شروع فرمایا جاوے باقی مفصل و مکمل مشورہ ملاقات کے وقت معروض ہوگا۔ (قبل سفر قریب زمانہ میں میرے قیام وطن کی تحقیق مکرر فرمائی جاوے)

حال: خواب دیکھا ہے جو عرض ہے کہ بندہ ایک بہت بڑے میدان میں ہے جس کا کوئی کونہ نظر نہیں آتا' بندہ چلا جاتا ہے' دور جا کر حضور کھڑے ہوئے ملے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں' تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ تین شخص آئے ایک درمیان میں جو ہیں وہ اس قدر حسین ہیں کہ بندہ نے ایسا کوئی نہیں دیکھا' حضور نے مصافحہ کیا اور بندہ

کو بھی ارشاد کیا کہ تو بھی کر' حضور ادب سے کھڑے ہو گئے اور بندہ مشغول ہے' مجھ سے وہ حضرت دریافت کرتے ہیں کہ تو مجھ کو جانتا ہے فوراً بندہ نے عرض کیا کہ ہاں حضور جانتا ہوں آپ وہ ہیں جنہوں نے بشارت دی تھی اپنی قوم کو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی عیسیٰ علیہ السلام اس کو سن کر وہ مسکرائے اور حضور بھی مسرور ہیں' بندہ سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے لیکن میرا نام جو ہے وہ لکھ' بندہ نے عرض کیا کہ حضور ہی تحریر فرمائیں' یہ سن کر ان بزرگ نے ایک کاغذ نکالا جو بہت سفید ہے اس پر دو سطر لکھیں وہ یہ ہیں **مصمصیح مسمسحی** اور کہا خوب یاد کر لو' بندہ نے حضور کو دیا' جناب نے فرمایا کہ یہ تجھ کو عطا ہوا ہے مبارک ہو؟

تحقیق: نہایت مبارک ہے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ و قرب بشارت ہے۔ دونوں کو عطائے **زهد و تبتل مذکور قوله تعالیٰ وتبتل الیه تبتیلا** کی اور عبارت میری سمجھ میں نہیں آئی یا تو خواب میں دیکھا ہوا ذہن میں نہیں رہا یا کوئی عبرانی عبارت ہوگی' اخیر میں شاید مسیح ہو جس کی ہیئت کچھ بدل گئی' قرآن مجید میں بھی ہے: **بکلمة منه اسمه المسیح الخ**۔ (تربیۃ النور صفحہ ۴۵۸)

حال: آج میں بعد نماز صبح کے کام کرتا کرتا لیٹ گیا تو حضرت والا کو دیکھا کہ عمامہ اور کرتہ تو بالکل سیاہ پہنے ہوئے ہیں اور پاجامہ سفید ہے اور حالت جذب مجذوبانہ ہے' یہ کیا تھا ارشاد ہو اور حضرت والا بندہ نے اپنے آپ کو ایک دن خواب میں دیکھا کہ اور تو سب جسم اور پاؤں تو بالکل برہنہ ہوں اور ایک تہمد باندھے ہوئے ہوں؟

تحقیق: پاجامہ اعمال شرعیہ ضروریہ کی صورت ہے جیسا پاجامہ ضروری لباس ہے اور اس کا تعلق قدمین سے ہے اور قدم آلہ ہے قطع طریق کا اور اعمال شرعیہ حاصل ہے سلوک طریق کا اور کرتہ وعمامہ اشارہ ہے کیفیات خادمہ للشرع یعنی ذوق عشق کی طرف جیسا کرتہ و عمامہ لباس زائد ہے اور ان کا تعلق قلب ودماغ ہے اور قلب ودماغ محل ہے فنا وجذب کا اور یہ حاصل ہے جذب کا پس مجموعہ خواب اشارہ ہے جمع بین العمل والعشق وبین السلوک والجذب کی طرف اور بیاض نور ہے شریعت کا اور سواد نور ہے فناء کا۔ اللہم ارزقنا اور برہنگی اشارہ ہے بے تعلقی کی طرف اور تہمد اشارہ ہے بقاء تعلق واجب کی طرف۔ (تربیۃ النور صفحہ ۴۷۷)

کشف انوار وغیرہ قابل التفات نہیں

حال: اور کئی دن تک اثنائے ذکر میں کچھ سفیدی مدور نظر آیا کرتی تھی مگر اب معلوم نہیں ہوتی اور جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں چھوٹے چھوٹے بہت ستارے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں، یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: اکثر متخیلہ کا تصرف ہے کبھی انوار ذکر کے اور کشف کونی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں ناقابل التفات ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۱۶)

کشف بحس باطنی ہوتا ہے

حال: اہل کشف کو انکشاف محسوسات خواہ وہ ملکوتی ہوئے یا ناسوتی بحس بصیرت باطنی آنکھوں کے بند کرنے پر بحالت بیداری ہوتا ہے یا بحس باطنی اس کا مکاشفہ ان آنکھ ظاہری کے کھلے رہنے پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ اہل طریق کا معمول ہے کہ آنکھیں بند کر کے کشف قبور یا اشراف خواطر کے لیے مراقب بیٹھ جاتے ہیں اور ادراک کرتے ہیں میرا تو خیال ہے کہ جس کو کشف ہوتا ہوگا بغیر آنکھیں ظاہری بند کیے ہوئے بھی ہوتا ہوگا خواہ آنکھیں بند کرے یا نہ کرے کیونکہ ادراک تو بحس باطنی ہوتا ہے؟

تحقیق: صحیح ہے لیکن چونکہ اس میں یکسوئی شرط ہے اور وہ بعض کو بدون آنکھ بند کیے نہیں ہوتی ایسے بعض کو کشف بھی بدون آنکھ بند کیے نہیں ہوتا۔ (از تربیۃ حصہ ششم ربع اول صفحہ ۱۱۹)

کشف قبور ہونا

حال: یہاں مزار حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کا ہے ہفتہ میں جب زیارت کو جاتا ہوں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبر بالکل حائل نہیں جنازہ کیسرہ دکھائی دیتا ہے اور اردگرد تمام باغ غرضیکہ مومن کی قبر کی جو کیفیت ماثور ہے پاتا ہوں اور یہ کیفیت آنکھ کھولنے کے وقت رہتی ہے اور یہی کیفیت اپنی ہمشیرہ کی قبر کی جس کا فی الحال انتقال ہوا ہے پاتا ہوں اور ایک بزرگ کے اور مزار پر بھی اور بعض کے مزار پر فاسق کی قبر کی کیفیت مشاہدہ ہوتی ہے؟

تحقیق: ان عوارض کی طرف ہرگز التفات نہ کیجئے نہ اس کا اعتبار کیجئے سب حجاب ہیں۔

(تربیۃ حصہ ہفتم ص ۷۵)

باب ۸

وساوس وخیالات کے بیان میں

وساوس کے فوائد اور ان کا علاج

حال: کبھی ایسے وساوس قلب پر آتے ہیں جن سے ایمان کا خطرہ رہتا ہے؟

تحقیق: یہ تو رحمت ہے کیا حدیث میں آپ نے ذاک صریح الایمان نہیں پڑھا اور اس میں بڑی حکمت ایک یہ ہے کہ اس سے عجب کی جڑ کٹ جاتی ہے اور عدم تضرر یقینی اور منصوص ہے۔ (از تربیۃ السالک حصہ اول ص ۲ مطبع احمد واقع لکھنؤ)

تحقیق: بسا اوقات نفس عاصی بندوں کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے اور اپنے کو اہل علم سمجھ کر دوسرے سے تعظیم چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے نہ عمل کی ہمت' کبھی رئیس زادہ سمجھ کر توقیر کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ **العزة لله ولرسوله وللمؤمنين**؟

تحقیق: یہ سب وساوس ہیں جب آپ ان کو برا کہتے ہیں اور قصد نہیں ہے کہ ایسا خیال ہو بلکہ یہ قصد ہے کہ ایسا نہ ہو تو یہ نہ طلب تعظیم ہے نہ تکبر ہے نہ ترفع ہے کیونکہ یہ سب افعال مذمومہ اختیاری ہوتے ہیں بس جو اختیار سے نہ ہو وہ اخلاق مذمومہ سے خارج ہے صرف وسوسہ ہے اخلاق مذمومہ کا جس پر مواخذہ نہیں مواخذہ عزم پر ہے۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۳)

حال: کمترین کو آج کل وساوس وھوا جس کا سخت غلبہ ہے طاقت بیان سے خارج ہے اور ایسے وسوسوں کا ہجوم ہوتا ہے کہ نقل کرتے ہوئے بھی خوف معلوم ہوتا ہے سخت حیرانی و پریشانی میں مبتلا ہوں؟ اور تو کچھ پاس نہیں صرف جو کچھ ہے ایمان ہے اس کے بھی سلب ہوجانے کا گمان ہے۔ **ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب**. بس زیادہ کیا عرض کروں؟

تحقیق: وساوس کوئی پریشانی کی چیز نہیں' پریشانی سے قلب ضعیف ہوجاتا ہے جس سے دونا ہجوم ہوجاتا ہے بجز بے پروائی اور بے التفاتی کے اور کوئی تدبیر نہیں بلکہ بہتر ہے کہ اس پر خوش ہو اس

سے قلب کو قوت ہوتی ہے اور وساوس کو قبول نہیں کرتا بہت جلد قطع ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں جب اس میں گناہ نہیں تو پھر پریشانی کیوں ہو۔ (تربیۃ السالک حصہ اول ص ۱۰۱)

حال: وساوس اس درجہ آتے ہیں کہ پریشان ہو جاتا ہوں یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ معمولات چھوٹ جاتے ہیں جو چسپیدگی پیدا ہوتی ہے وہ سب فنا ہو جاتی ہے؟

تحقیق: پریشان نہ ہوئیے اگر دل نہ لگے بے دل لگے ہوئے معمول ادا کر لیجئے اور اگر پورا نہ ہو سکے تو تھوڑا کر لیجئے مگر بالکل ناغہ نہ کرنا چاہیئے تھوڑا سا بھی ہوتا رہے تو برکت رہتی ہے اس کی فکر چھوڑ دیجئے کہ ذرہ برابر کمی نہ ہو جتنی کمی ہو جاوے اس کا تدارک استغفار سے کر دیا کیجئے اور پریشان ہرگز نہ ہوں اس سے اور بھی ہمت ضعیف ہو جاتی ہے۔

حال: حسب ارشاد حضور اور دعا کی برکت سے اسم ذات روزمرہ چھ ہزار پڑھتا ہوں مگر خیالات بجا نہیں ہیں اور وسوسے بہت آتے ہیں اور طبیعت گھبراتی ہے اور کسی ذکر و عبادت میں جس طرح پیشتر کچھ دل کا لگاؤ اور لذت حاصل تھی وہ بالکل نہیں ہے بعض وقت دین و دنیا کے خسارہ کا پورا اندیشہ ہو جاتا ہے؟

تحقیق: یہ تلوین کے آثار میں سے ہے نیز تشویش خاطر بسبب امور دنیویہ کے اس کا سبب ہو جاتا ہے کیفیات لذت وعدم لذت کی طرف التفات نہ کریں خود عمل کو مقصود سمجھ کر کرتے رہیں انشاء اللہ محرومی نہ رہے گی ثمرات پر نظر کرنا یہ اصل سبب ہے پریشانی کا یا باسط بعد عشاء کے ایک ہزار بار پڑھ لیا کریں۔ (از تربیۃ حصہ اول ص ۱۱۱ و ۱۲)

حال: حضور نے ارقام فرمایا تھا کہ نماز میں عرش سے قلب پر نور مترشح ہوتا ہوا تصور تو کیا جس وقت امام صاحب قرأت پڑھیں اس وقت کیا کروں اور حضور تفکرات دنیوی کی وجہ سے نماز میں دل نہیں لگتا' عادتاً ہی پڑھی جاتی ہے؟

تحقیق: وہ شغل آپ کی حالت کے مناسب نہیں اس کو ترک کر دیجئے نماز میں خیالات کا آنا کچھ مضر نہیں ہے اس سے پریشان نہ ہوں اور اگر اس سے تسلی نہ ہو تو دو چار دن یہاں آکر جائیں اپنی کہہ لیں اور میری سن لیں۔ (تربیۃ السالک حصہ اول ص ۱۴ مطبع مذکور)

حال: حضور نے بارہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ زبانی پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا عاجز

نے حسب ارشاد اس کو شروع کر رکھا تھا لیکن معلوم نہیں کہ قلب میں کس وجہ سے انتشار پیدا ہوگیا ہے کہ اس کے پورا کرنے میں قاصر رہتا ہوں؟

تحقیق: تعداد کے خیال کو چھوڑ دیجئے تعداد مقصود بالذات نہیں کمی بیشی مضر نہیں اور دنیاوی خیال پیدا ہوجانے کی پروانہ کیجئے۔ ان خیالات کے ساتھ بھی ذکر نافع ہے رہا رجوع قلب سوز کر کے دوام سے خود بخود یہ بات پیدا ہوجائے گی۔ (تربیۃ السالک حصہ اول ص ۱۶۹ مطبع مذکور)

حال: حالت مراقبہ میں شب کے وقت کچھ نیم خوابی کی سی حالت میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام شخص سفید کپڑا پہنے میری طرف آنے کا قصد کرتا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تم ٹھہرو میں وظیفہ سے فراغت کر کے تم سے کلام کروں گا اور میرے تصور میں یہ تھا کہ دلائل الخیرات سے فراغت کر چکا ہوں اور مناجات مقبول باقی ہے تھوڑی دیر کے بعد یہ حالت مشابہ خواب زائل ہوگئی؟

تحقیق: یہ موسوس تھا سفید لباس عبارت ہے اس کی تلبیس الباطل بصورۃ الحق سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کہ ذکر میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ نے اس کو غائب کر دیا' ایسے احوال میں ایسا ہی چاہیے کہ ذکر کی طرف توجہ رہے۔

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے ست | مشدار گوش را بہ پیام سروش دار

اللہ تعالیٰ حافظ ونگہبان ہے۔ **انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون۔** (از تربیۃ السالک حصہ اول ص ۱۹۰ مطبع مذکور)

حال: کوئی ایسا وظیفہ بتلا دیجئے کہ نماز باجماعت پڑھوں' میں حضور کو اپنا مرشد جانتا ہوں اگر حضور نہ بتلاویں گے تو میں بہک جاؤں گا؟

تحقیق: اس کے لیے وظیفہ کافی نہیں ہمت کی ضرورت ہے آپ خیالات کے اچھے برے ہونے کی طرف اصلاً التفات نہ کیجئے اس سے کوئی ضرر نہیں البتہ اعمال میں اگر کوتاہی ہو تو اس کا تدارک ضروری ہے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب کسی عمل میں کمی ہو بیس رکعت نفل جرمانہ کی پڑھا کریں۔ (تربیۃ السالک حصہ اول ص ۲۵ مطبع مذکور)

حال: اب یہ چاہتا ہوں کہ کوئی اس قسم کا ورد تعلیم فرمایا جاوے کہ جس سے قلب کی خرابیاں زائل ہوں اور حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو' وساوس قلب کے رفع ہوں؟

تحقیق: ان مطالب کے لیے کوئی ورد مخصوص نہیں ہر ذکر اور طاعت کو جبکہ شرائط کے ساتھ ہو اس میں دخل ہے اور ان شرائط میں سے ایک بڑی شرط صحت فہم بھی ہے جس کا اصل طریق صحبت ہے اس سے بہت سی غلطیاں بھی رفع ہو جاتی ہیں جو کہ مخل مقصود یا مہمل مقصود ہیں باقی دعا تو سب کے لیے کرتا ہوں۔ (از تربیۃ السالک حصہ اول ص ۴۵ مطبع مذکور)

حال: شبہ ہوتا ہے کہ کہیں قطرہ پیشاب نکل آیا، طہارت پوری طرح نہیں ہوئی، نماز میں فلاں رکن چھوٹ گیا، فلاں واجب ترک ہو گیا اور یہ وسوسہ اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ چھوٹا استنجا کرنے میں ایک بڑے لوٹے سے زائد پانی خرچ ہوتا ہے اور بڑے استنجے کے لیے ویسے ہی دو بڑے لوٹے صرف ہوتے ہیں اور غسل میں بھی بہت پانی خرچ ہوتا ہے ایک ایک نماز کے لیے چار چار پانچ پانچ مرتبہ نیت باندھنا پڑتی ہے تب نماز ادا ہوتی ہے اور وہ بھی سجدہ سہو کے ساتھ؟

تحقیق: حق تعالیٰ بندہ کو ماں باپ سے زیادہ چاہتے ہیں اگر وہ بیمار بھی رہیں تو اس میں بھی رحمت اور حکمت ہے اس پر راضی رہنا چاہیے پس پھر کچھ بھی غم نہ ہوگا اور وسوسہ کا علاج یہی ہے اس پر عمل نہ کیا جاوے، طہارت ونجاست میں بہت وسعت رکھی گئی ہے کسی نہ کسی کے قول پر طہارت ہو جاتی ہے اور اپنی آواز کان میں پڑنا یہ سب کا قول نہیں بعض کے نزدیک بدون اس کے بھی نماز ہو جاتی ہے، بے فکر رہیں۔ (از تربیۃ السالک حصہ اول ص ۴۷ و ۴۸ مطبع مذکور)

حال: پہلے حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ قصد السبیل میں دیکھ کر عمل شروع کرنا چنانچہ خاکسار نے وہ عمل جو حضور نے عامی مشغول کے واسطے تجویز فرمایا ہے شروع کر دیا لیکن تہجد کا پابند نہیں ہوں بعد عشاء کے نفلیں پڑھ لیتا ہوں جس طریق سے حضور نے لکھ دیا ہے اب میری کیفیت یہ ہے کہ نماز کے اندر دل میں خیالات بہت پیدا ہوتے ہیں اور ایسے خیالات کہ جن کا گمان مجھے قطعی نہیں ہوتا بے حد پریشان ہوتا ہوں اور بہتیرا چاہتا ہوں کہ نماز میں یکسوئی حاصل ہو لیکن امکان سے باہر ہے؟

تحقیق: اس میں زیادہ کوشش نہ کریں کہ پریشانی بڑھنے سے قلب پژمردہ ہوتا ہے اور اس سے بعض اوقات ضروریات سے بھی معطل ہو جاتا ہے اس لیے صرف اتنا کریں کہ جو کچھ زبان سے پڑھیں ان الفاظ کی طرف متوسط توجہ رکھیں اس سے خود بخود وساوس کم

ہو جاویں گے اور بعد چندے پھر اطلاع دیں۔

سوال: حضور تحریر فرماویں کہ اگر دل میں خفیف سی کمزوری اور بداعتقادی کبھی کبھی بوجہ مصیبت وغیرہ اللہ کی طرف سے ہو جاتی ہے تو کیا اس سے ایمان میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے؟

جواب: ایسے وساوس مضر نہیں احتیاطاً استغفار بھی کر لینا بہتر ہے زیادہ فکر و کاوش نہ کیجئے۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۱۶ اشرف المطابع تھانہ بھون)

سوال: ایک مرتبہ کان پور میں آپ نے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ خطرات و وساوس کا آنا مضر نہیں بلکہ اچھا ہے کہ چور وہیں آتا ہے جہاں مال ہو اور شیطان دولت ایمان کا دشمن ہے یہ بھی خیال وہی لاتا ہے اس کی طرف التفات نہ چاہیے پہلے تو مجھے وسوسہ بہت آتے تھے میں اسی وجہ سے خوش تھا کہ الحمدللہ دولت ایمان تو ہے مگر اب عرصہ سے کوئی وسوسہ یا خطرہ نہیں آتا تو خیال ہے کہ خدانخواستہ مجھ سے وہ دولت کیا ہوئی؟

جواب: **لاحول ولا قوۃ**۔ آپ خوب سمجھے یہ کس نے کہا ہے کہ وسوسہ نہ آئے گا سبب اسی میں منحصر ہے بلکہ اس کا ایک دوسرا سبب بھی ہے کہ شیطان ناامید ہو کر وسوسہ ڈالنا چھوڑ دیتا ہے کبھی یہ سبب ہوتا ہے کہ یکسوئی میں ملکہ راسخہ ہو گیا اس لیے نفس کو دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۸ مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون)

حال: بتوفیق الٰہی وتوجہ باطنی آنقبلہ اوراد معمولہ سے غافل نہیں ہے لیکن ذکر اسم ذات و دیگر معمولات کے وقت خیالات لایعنی سے بڑی پریشانی ہوتی ہے دل ایک خیال پر نہیں جمتا؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں اس کا قصد ہی نہ کیجئے ایسے عوارض تو سب کو پیش آتے ہیں اور بدون کسی خاص تدبیر کے خود بخود اس کی اصلاح ہو جاتی ہے البتہ کام کیے جانا چاہیے۔ (تربیت حصہ دوم ص ۱۱)

وساوس عشقیہ کا علاج

سوال: میری ایک عزیزہ ہے پہلے بھی اس کی طرف سے بدون اختیار وساوس اور طبعی الفت اس کی طرف سے ہوئی تھی اور اڑھائی ماہ تک برابر وساوس کے دورے پڑے جن میں حد بیان سے باہر انقباض اور تکلیف قلب پر ہوتی تھی کہ پریشان کر دیا تھا دعا کرتے کرتے وہ حالت موقوف ہو گئی تھی اب میں وطن آیا وہ عزیزہ بیمار ہوئی میں اس کا معالج ہوں اس قدر وساوس

والفت اس کی طرف قلب میں حلول کر رہی ہے کہ میں پریشان ہوں اپنے اختیار سے ہرگز نہیں کرتا میں تو اس پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا بوجہ خوف الٰہی کے مگر واردات قلبی کا کیا علاج کروں؟

جواب: ان وساوس کا علاج صرف یہی ہے کہ خارجاً وذہناً اس سے بعد ہو خارجی بعد تو یہی کہ اس سے نہ ملے نہ بات کرے نہ پیام وسلام رکھے اور ذہنی بعد یہ کہ اس کا تذکرہ نہ کرے اور نہ سنے اور قصداً اس کا تصور دل میں نہ لاوے اگر بلاقصد آوے دوسری طرف متوجہ ہو جاوے اور درگاہ حق میں تضرع بھی کرے۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۴۶ مطبع مذکور)

سوال: حقیر جس وقت انگریزی پڑھتا تھا اس وقت کثیر بلکہ کل نماز قضا کیا وہ نماز جب ادا کرنا شروع کر دیتا ہوں دو چار روز کے بعد پھر چھوٹ جاتی ہے اور نماز میں دل بہت پراگندہ ہو جاتا ہے۔ ازراہ کرم علاج فرماویں؟

جواب: شاید آپ ایک دم سے بہت سی نمازیں پڑھنے لگتے ہیں تھوڑا پڑھیں سہل یہ ہے کہ ایک ایک نماز کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھ لیا کریں اور دل پراگندہ ہونا اگر اختیاری خیالات سے ہے تو ان خیالات کی طرف بالقصد توجہ نہ کریں اور اگر غیر اختیاری اسباب سے ہے تو کچھ پرواہ نہ کریں یہی اس کا علاج ہے زیادہ درپے ہونے سے زیادہ پراگندگی ہوگی اور بے پروائی سے بعد چندے خود دفع ہو جاوے گا۔ (از تربیۃ السالک حصہ سوم ص ۱ مطبوعہ الامداد)

حال: ہر چند خیالات دور کرنا چاہتا ہوں مگر دور نہیں ہوتے؟

تحقیق: اس کی کوشش نہ کریں مداومت ذکر وتقویٰ سے از خود یہ سب دفع ہو جاویں گے۔ (از حصہ مذکور ص ۲)

حال: احقر کا حال بہت خراب ہو رہا ہے قسم قسم کے وساوس قلب میں پیدا ہوتے ہیں یہاں تک ان کا غلبہ ہوتا ہے کہ زبان پر جاری ہو جاتے ہیں، ہمت کمزور ہو گئی ہے، نفس کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا ہے، معمولات سب چھوڑے ہوئے ہیں، پچھلی شب میں چار بجے سے جاگتا رہتا ہوں مگر اتنی ہمت اور توفیق نہیں ہوتی کہ پلنگ سے اُٹھ بیٹھوں اور کچھ پڑھ لوں، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کسی نے باندھ دیا ہے، پہلو کروٹیں لیتے لیتے دکھ جاتے ہیں نماز فجر بھی آخیر وقت میں میسر ہوتی ہے کیا کروں تحریر فرماویں؟

تحقیق: آپ کی یہ حالت یا تو غم کے سبب سے ہے یا کسی مرض سے اگر اول سبب ہے تو آپ کو کچھ تفریح مباح کا سامان کرنا چاہیے غالباً نکاح زیادہ مصلحت ہو اور اگر ثانی سبب ہے تو علاج اہتمام سے ہونا چاہیے میں بھی دعا کرتا ہوں باقی ہر حال میں یہ حالت مذموم اور خراب نہیں کیونکہ ذم منحصر ہے معصیت میں اور اس میں کچھ معصیت نہیں۔ (حصہ چہارم ص ۱۷، ربیع ۱۳۳۱ھ)

حال: حضرت ایک بڑی خلش ہنوز باقی ہے اس کے لیے خاص توجہ و دعا فرماویں گے اللہ تعالیٰ اس کو بھی دفع کردیں (آمین) وہ یہ کہ ابھی تک چشم باطن اغیار سے کور نہ ہوئی ہے گاہ گاہ ان کی نافہمی و بیہودہ گوئی سے قلب پر ملال و صدمے پہنچتے رہتے ہیں اور چند قسم کے وساوس و فکر باطل سے ان کے ساتھ قلب کو ایک لگاؤ و تعلق رہا کرتا ہے اور نفس کے اندر خود پسندی بھی ہنوز باقی ہے تعریف پر تو خوش ہوتا ہے اور مذمت پر ناخوش اور حریص ہے اپنی ستائش کا اور عیب جو اور بدبیں غیروں کا بس اب بھی اتنی خلش سے سخت بیزار ہوں؟

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ماشاء اللہ حالات نہایت عالی ہیں، اللہ تعالیٰ اور اعلیٰ فرماویں جس خلش کی شکایت لکھی ہے یہ خود بھی احوال محمودہ کی علامات سے ہے کیونکہ اثر کے زائل ہو جانے پر نہ مجاہدہ ہے نہ صبر کا اجر، سو یہ کیا کمال ہے گو توسط میں غلبہ حال سے ایسا بھی ہو جاتا ہے مگر اس کو بقاء نہیں رہتا منتہی کو پھر وہی حالت عود کرتی ہے کہ ہر چیز سے اثر ہو مگر اس اثر کے مقتضاء پر عمل نہ ہو صرف مبتدی و منتہی میں اتنا فرق ہے کہ مبتدی بہت دشواری سے ضبط پر قادر ہوتا ہے اور منتہی آسانی سے، سو اگر ضبط میں دشواری بھی ہو تو اس کے اہتمام کرنے سے واجب سے سبکدوش ہو جاتا ہے باقی وساوس کا آنا ہرگز مضر نہیں، اطمینان سے مشغول رہیے، فوراً تشویش نہ کیجیے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ والسلام (از تربیۃ حصہ پنجم مطبوعہ الامداد ص ۱۱۴)

حال: اور قرآن شریف اگر جہر سے پڑھتا ہوں تو بڑا مزا آتا ہے اور طبیعت لگتی ہے اور سراً پڑھتا ہوں تو یہ بات نہیں ہوتی مگر طبیعت اس کو گوارا نہیں کرتی کہ ترک کروں اور نماز میں کسی روز تو بہت طبیعت لگتی ہے اور عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کبھی بالکل پراگندہ اور وساوس کا ہجوم ہوتا ہے؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں ابقاء کی فکر میں نہ پڑے نہ رہے اپنی طرف سے امر اختیاری کی سعی کافی ہے اور وہ بھی اعتدال سے بدون کاوش و مبالغہ۔ (حصہ مذکور ص ۱۱۶)

حال: میرے دل پر وسوسہ جات زیادہ رہتے ہیں اور بعض وقت جب کسی بڑے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے بچا بھی دیتا ہے اور بعض میں مغلوب بھی ہو جاتا ہوں لیکن بعد میں از حد پریشانی و ندامت ہوتی ہے اگر آں حضرات اپنے دربار فیض سے کوئی نسخہ مرحمت فرماویں جس کی حسب ہدایت پیروی کرنے سے میری طبیعت پر اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل ہو اور راہ ہدایت نصیب ہو تو کمال عنایت ہوگی اور امید ہے کہ میں اس سے محروم بھی نہ رہوں گا؟

تحقیق: اگر ممکن ہو معمولات ذیل مقرر کر لیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا اور پھر حالات سے اطلاع دیجیے انشاء اللہ سلسلہ تلقین کا جاری رکھوں گا معمولات یہ ہیں:

(۱) تہجد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جس قدر سہل ہو خواہ آخر شب میں یا عشاء کے بعد

(۲) بعد تہجد کے یا اور کسی وقت فرصت ہو ذکر لا الہ الا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک اتنی آواز سے کہ اپنی آواز کان میں پڑتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا لیا جاوے۔

(۳) سوتے وقت محاسبہ نفس یعنی تنہا بیٹھ کر دن بھر کے گناہوں کو یاد کر کے سوچنا کہ گویا میدان قیامت قائم ہے اور میں حق تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوں اور ایک ایک گناہ پر باز پرس ہو رہی ہے اور میں لاجواب ہو جاتا ہوں اور میرے لیے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کر رہا ہوں بس ایسے وقت میں جس کیفیت سے معافی کی درخواست کی جا سکتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہونا چاہیے اور عہد کرنا چاہیے کہ میں پھر نافرمانی نہ کروں گا اور اسی خیال میں سو رہنا چاہیے پھر صبح اٹھتے ہی یاد کیا جاوے کہ میں شب کو کیا عہد کر چکا ہوں اور جب کسی معصیت کا تقاضا ہو اس عہد کو یاد کر لیا جاوے اور اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال کر لیا جاوے انشاء اللہ روز بروز حالت درست ہوتی جاوے گی اور پھر اطلاع دیجئے۔ (حصہ پنجم ص ۱۳۱)

حال: دو شبہے ہر وقت قلب کو پریشان کرتے ہیں ایک تو باطن میں جب قلب پر انوار کا نزول ہوتا ہے جس سے قلب میں حرکت پیدا ہو کر سارے جسد میں پھیلتی ہے اور اس کے

اندر عجیب قسم کے خیالات وحالات پیدا ہوتے ہیں؟

تحقیق: دو چیزوں کے ہوتے ہوئے مکروخطرہ کا وسوسہ بھی نہ لایا جاوے ایک اتباع سنت اور دوسرا حب شیخ۔

حال: دوسرے ظاہر میں ایک شبہ اور پریشانی یہ کہ جب میں اپنی زوجہ سے ہمبستر ہوتا ہوں تو اس وقت بھی پریشانی اور قلب میں تنگی پاتا ہوں حالانکہ شرعی طور پر کوئی خلاف ظاہر میں نظر نہیں آتا ہر چند غور کرتا ہوں مگر کچھ پتہ نہیں چلتا امید کہ ان کو دفع فرما کر مطمئن کیا جاؤں؟

تحقیق: یہ پریشانی اور تنگی خیال ہے حرارت کم ہو جانے سے کیفیت شوقیہ میں ایک قسم کی افسردگی آ جاتی ہے سو وہ کوئی چیز نہیں جس کا فقدان موجب تشویش ہو۔ (حصہ مذکور ص ۱۷۳ و ۱۷۴)

حال: تھوڑے دنوں سے خاتمہ کی طرف سے قلب کے اندر ایک خدشہ پیدا ہو گیا ہے یاد آنے پر جی دھڑ سے ہو جاتا ہے وہ یہ کہ نہیں معلوم کہ اس حالت غشی و بے اختیاری میں کون سی حالت قلب پر وارد ہوتی ہے آیا محبت دنیا کا غلبہ ہوتا ہے یا بقائے حق کا مبادا اگر شیطان مردود کا قابو چل گیا اور محبت دنیا کا غلبہ ہوا اور نعوذ باللہ من ذالک کہیں اسی حالت مکروہہ میں جان نکل گئی تو پھر کیا کروں گا؟

تحقیق: اس کا ہرگز وسوسہ نہ کریں۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو بھی تو مضر نہیں میرا رسالہ خاتمہ بالخیر ضرور دیکھئے تمام شبہات انشاء اللہ رفع ہو جائیں گے اور تسلی ہو جائے گی۔ (حصہ مذکور ص ۱۸۰)

حال: اس سے قبل والا خط بھیجنے کے بعد قلب کے اندر ایک وحشت وندامت پیدا ہو گئی تھی اور تا آنے جواب قلب کی وہی کیفیت رہی بعض مضامین پیرائے ادب وتہذیب سے کچھ گرے ہوئے معلوم ہونے لگے تھے جب جواب دیکھا جب جا کر جی میں جی پڑا اور قلب کو مسرت ہوئی لہٰذا امیدوار ہوں کہ بشر ہوں ممکن ہے کہ کبھی چوک ولغزش ہو جاوے تو حضور اس کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما کر اصلاح فرما دیا کریں؟

تحقیق: اول تو کوئی بے تہذیبی نہیں ہوئی اور اگر ہو بھی تو صدق اور محبت میں سب معاف ہے ہرگز وسوسہ نہ لاویں۔ (حصہ مذکور ص ۱۹۲)

حال: واقعات متاخرہ خواب میں کثرت سے دکھلائی دیتے ہیں قلب کو اس سے ایک

طرح پریشانی سی ہوتی ہے اور خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ باعث ابتلاء ہو خواہش یہ ہے کہ حالت موقوف ہو جاتی تو اچھا ہوتا؟

تحقیق: واقعات کا انکشاف اگر بلا توجہ و بلا استحسان ہو تو کچھ مضر نہیں بس متوجہ نہ ہونا کافی ہے خواہ موقوف ہو یا نہ ہو یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے کہ ایک امر کے وقوع سے دلچسپی نہیں پھر خلاف مذاق اس کا وقوع ہو رہا ہے ممکن ہے کہ موقوف نہ ہونے تک حق تعالیٰ کو اجر صبر کا عطا فرمانا ہو۔ (حصہ مذکور ص ۲۴۷)

حال: وساوس جب کبھی نماز وغیرہ میں زیادہ آتے ہیں تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کہ خوب تفریح ہو رہی ہے اور میرے ثواب میں کچھ کمی بھی نہیں ہوئی اس خیال سے پریشانی بالکل نہیں ہوتی اور پھر وساوس کم ہوتے ہوئے معلوم ہونے لگے اور میں سمجھتا ہوں کہ شیطان عجب بیوقوف ہے کہ آرام و تفریح دے رہا ہے انہیں سب حرکتوں سے شاید شیطان نے نسیاں کا طریقہ کرلیا ہے مگر چونکہ "ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا" موجود ہے اس باعث سے امیدوار کو اطمینان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردیں اور شیطان کو خائب و خاسر کریں حضور مدد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر غالب کردیں؟ والسلام

تحقیق: سب مقدمات ٹھیک ہیں صرف جز اول میں ایک گونہ خطاء اجتہادی ہے کیونکہ یہ خیال کبھی مفضی ہوسکتا ہے وساوس کے ذاتاً مذموم نہ سمجھنے کی طرف اور ان کا ذاتاً مذموم نہ سمجھنا کبھی مفضی ہوجاتا ہے ان کے ابقاء کی طرف اور ابقاء عمداً مضر ہے و کل مایفضی الی المضرو لوفی بعض الاحیان مضر. اس قدر اصلاح کی اس میں ضرورت ہے۔ (حصہ مذکور ص ۲۵۶)

حال: وسوسہ کی حالت میں اگر تیرا انتقال ہوگیا تو کیسا مرنا ہوگا بس اتنا سوچنے سے دفع ہوجاتا تھا؟ تحقیق: وساوس کو جواب سے دفع کرنا مضر ہے اس کا علاج عدم التفات ہے نہ جلباً التفات ہو نہ سلباً۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول از ۱۳۴۱ھ ص ۲)

حال: وساوس بہت زیادہ آتے ہیں؟

تحقیق: وساوس مضر نہیں قصداً اس طرف التفات نہ کریں۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ۱۳۳۶ھ ص ۹)

حال: چند روز سے پریشانی رہتی ہے اور معاصی کی کچھ کثرت ہے اس وجہ سے بعض مرتبہ اپنے سب کیے ہوئے کو برباد و بیکار سمجھتا ہوں' دعائے خیر فرماویں تا کہ تسلی ہو اور بعض مرتبہ وساوس شیطان کا غلبہ ہوتا ہے کہ عبادت کس واسطے کرتا ہے امید کہ اس کا علاج تحریر فرماویں؟

تحقیق: اختیاری مرض کا کہ کثرت معاصی ہے علاج کہ ہمت ہے نیز اختیاری ہے اور کیا علاج بتلاؤں' باقی وساوس گو غیر اختیاری ہیں مگر وہ مرض ہی نہیں اس کا یہی علاج ہے کہ کچھ علاج نہ کیا جاوے یعنی التفات ہی نہ کیا جاوے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۵۶)

حال: نماز میں توجہ الی اللہ کامل یعنی اول سے آخر تک نہیں رہتی خطرہ آتا ہے بے اختیاری سے مگر طبیعت بھی مشغول ہو جاتی ہے اس خطرہ میں گویا خطرہ اختیاری ہو جاتا ہے؟

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے لیکن ہمت نہ ہارنا چاہیے' برابر کوشش میں لگے رہیں' انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز حالت مطلوبہ پیدا ہو جاوے گی۔ (تربیۃ حصہ مذکور ص ۶۱)

حال: بے اختیاری خیالات شتی آ کر ہر کام میں بہت نقصان کرتے ہیں خصوصاً نماز پڑھانے میں دفع کرنے میں بہت کوشش کر رہا ہوں' التماس از آنحضرت یہ ہے کہ بندہ کی ایسی حالت ناقصہ پر دعا خیر فرماویں؟

تحقیق: بجائے ان کو قصداً دفع کرنے سے یہ زیادہ نافع ہے کہ اس وقت کسی دوسرے امر خیر کی طرف کسی قدر اہتمام کے ساتھ توجہ کر دی جاوے وہ خیالات از خود مندفع ہو جاویں گے اور اس پر بھی اگر ان کا کچھ بقیہ رہے تو پرواہ نہ کی جاوے۔ اس طرح از خود مضمحل ہو جاویں گے' میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (تربیۃ حصہ ششم ص ۹۴ ربع اول)

حال: حالت احقر یہ ہے کہ کئی بار روز و شب میں طبیعت پریشان ہوتی ہے اور حسرت در و اندیشہ حرمان سے حزیں ہو کر مبتلا آہ و بکا ہو جاتا ہوں؟

تحقیق: اس کا سبب غالباً مرکب ہے دو چیزوں سے ایک سوء مزاج طبی اس کا علاج طبیب سے ضروری ہے دوسرا طلب مقصود کے ساتھ مقصود کی تعین میں غلطی اس کا علاج تربیت کا مطالعہ ہے اگر یہ دونوں امر نہیں تو قبض طبعی ہے جو حالات رفیعہ سے اور نفع میں بسط سے زیادہ ہے اور جب علم الٰہی میں مصلحت ہوتی ہے تو خود زائل ہو جاتا ہے اس کا ادب صبر و تفویض ہے۔

یکسوئی کا پسندیدہ ہونا

حال: اور اکثر طبیعت کو یکسوئی پسند ہے؟ تحقیق: فال نیک ہے۔

حال: یہ تو حضور کا کام تھا کہ پھر راہ پر لگ گیا یہ غلام قدیم ہے بجز حضور والا کے اس کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے عمر بھی اخیر ہو چکی ہے، رضاء حق اب تک نہ حاصل ہوئی؟

تحقیق: ایسا گمان نہ کیا جاوے رجاء کو خوف پر غالب رکھنا چاہیے۔ (تربیۃ السالک حصہ دوم ص ۸۰)

حال: جی چاہتا ہے کہ کسی طرح اطمینان قلب کے ساتھ عبادت ادا کرنے کی توفیق عنایت ہو؟ تحقیق: اطمینان اختیاری حاصل ہے اور اضطراری کا انسان مکلف نہیں۔

حال: اکثر یہ خیال دل کو بیقرار رکھتا ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ آسانی سے نہیں ہوتا؟

تحقیق: خود آسانی مطلوب نہیں۔ حدیث میں ہے: "والذی یتتعتع فیه وهو علیه شاق له اجران"

حال: بلکہ طبیعت کو مجبور کر کے کرتا ہوں اور آیت "وانها لکبیرة" الخ پر نظر رہتی ہے کہ یہ تو بار ہے؟

تحقیق: لکبیرۃ میں بار اعتقادی ہے جس سے ہر مومن مبرا ہے اور طبعی بار مذموم نہیں بلکہ موجب زیادت فی الاجر ہے۔ حدیث میں ہے: "واسباغ الوضوء علی المکاره"

حال: کسی طرح نماز کا بار ہونا مرتفع ہو جائے اور آیت کے آخر حصہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لقاء کا مجھ میں ظن بھی نہیں جو یہ حالت ہے؟

تحقیق: یہ مبنی ہے بار کے معنی میں غور نہ فرمانے پر جس کو میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حال: معلوم نہیں مجھ میں ایمان ہے بھی یا نہیں؟

تحقیق: ایمان اعتقاد کا نام ہے اور وہ امر مشاہد ہے اور آگے اس پر ایک دلیل بھی آتی ہے۔

حال: لیکن باوجود ان حالات کے میں ترک صلوٰۃ پر بھی قدرت نہیں رکھتا، عشاء میں اگر سونے کا کبھی اتفاق ہو گیا تو دفعۃً آنکھ کھلی اور جب تک نماز نہ پڑھ لی قرار نہ ہوا اور نیند نہ آئی؟ تحقیق: یہی دلیل ہے اعتقاد و ایمان کی۔

حال: مرنے سے قلب کے گھبرانے کی حالت بھی باقی ہے؟

تحقیق: حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول کلنا یکرہ الموت اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا مصرح ہے پس اس میں مذموم ہونے کا احتمال بھی نہیں امر طبعی ہے۔

حال: پھر قلب گھبراتا ہے میں مواعظ اور دیکھوں گا؟

تحقیق: زیادہ حاجت تربیۃ السالک ملاحظہ فرمانے کی ہے۔

حال: التماس دعا قاضی عزیز الحسن صاحب کا اکثر خیال پیش نظر رہتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان جیسا بن جاؤں؟

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ لاتتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض (ای من الامور الغیر الاختیاریۃ) للرجال نصیب مما اکتسبوا (من الامور الاختیاریۃ) وللنساء نصیب مما اکتسبن (مثل ماذکر فاجتھدوا فی المکسوبات ولاتتمنوا الموھوبات) واسئلوا اللہ من فضلہ (ای لاباس بالدعاء للموھوبات فشتان مابین المتمنی والدعاء لکن بشرط ان لایکون ممالم یجربہ سنۃ اللہ) ان اللہ کان بکل شئی علیما من الاستعداد لما سال العبد وفیہ اشارۃ الی النھی عن التضجر عن علم اجابۃ الدعاء والی الامر بالرضی بما وقع و اعتقاد الحکمۃ فیہ. (تربیۃ السالک مطبوعہ النور بابت ماہ محرم ۱۳۴۶ھ ص ۱۰۴)

حال: حضور ایک خیال اب بھی دل کو بے چین رکھا کرتا ہے کہ اب تک تو اپنے آپ کو ملا نے پن کی وجہ سے اکثر لذائذ دنیاوی سے اول میں معصیت کے ڈر سے خود کو بچایا گو اس احتراز میں نیت تو جیسی اچھی ہونی چاہیے نہ ہوتی تھی بعض وقت تو خیال تھا کہ بعض لوگ مولوی کہتے ہیں منہیات میں مبتلا دیکھ کر مطعون کریں گے اور بعض وقت یہ خیال تھا کہ تجھ پر انعام خداوندی تیری لیاقت سے زیادہ ہے کہ تجھ کو عربی و انگریزی کے اتنے سارے امتحانات پاس کرائے اور معقول تنخواہ کی ملازمت دی' کہیں ایسا نہ ہو اللہ پاک خفا ہوں اور یہ نعماء چھین لیں۔ اب یہ اندیشہ ہوا کرتا ہے کہ کہیں وہاں یہ نہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے وہاں تو بہت کچھ دیدیا اب کیا باقی رہا اس ڈر سے طبیعت کانپ اٹھتی ہے؟

تحقیق: لذات معاصی کے ترک کے منشاء میں جو تردد ہے اس کا نہایت سہل معیار یہ

ہے کہ یوں فرض کرلیا جاوے کہ اگر باوجود ترک معاصی کے پھر بھی لوگ مطعون کریں یا ایسے طور سے معاصی کا ارتکاب ہو کہ نہ کسی کو علم ہو نہ کوئی مطعون کرے تو کیا ان دونوں صورتوں میں معاصی سے احتراز نہ کروں۔ اگر یہ جواب ملے کہ اس وقت احتراز نہ کروں تب تو واقعی منشاء غیر محمود ہے اور اس پر اجر کا وعدہ نہیں اور اس کی تبدیل واجب ہے جو کہ اختیاری فعل ہے وہ تبدیل یہی ہے کہ عزم کرلیا جاوے کہ ان دونوں حالتوں میں بھی معاصی کا ارتکاب نہ کروں گا بس کافی ہے اور اگر یہ جواب نہ ملے تو اس وقت ترک کا یہ منشاء بھی نہ ہوگا اور پھر اس منشاء کا خطور محض وسوسہ ہے جس پر مواخذہ نہیں علیٰ ہذا نعماء کے چھن جانے کے خیال میں یہی کلام اور تفصیل ہے بلکہ میرے نزدیک یہ دوسرا امر یعنی خوف سلب نعم اگر منشاء بھی ہو تب بھی محمود ہے کیونکہ یہ بھی خشیت حق ہی ہے اور دلیل ہے تعلق مع اللہ کی گو خشیت کا یہ ادنیٰ ہی درجہ ہو مگر غیر حق کی طمع یا خوف تو نہیں ہے اور یہ خوف کہ کبھی قیامت میں یہ کہہ دیا جاوے یہ خوف اگر طبعی اور ناشی ہیبت حق سے ہے تو سنت حضرت عمرؓ کی اور حالت محمودہ ہے کہ انہوں نے بھی توسیع فتوح کے موقع پر یہ فرمایا تھا اور اگر کسی دلیل سے ہے تو دلیل اس کے خلاف ہے اسی آیت کا آغاز یہ ہے: **"ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذہبتم طیباتکم الآیۃ"** اور خاتمہ یہ ہے **"فالیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون ای تکفرون کما ہو اصطلاح التنزیل الکریم"** ورنہ یوں تو ہر شخص کو حتیٰ کہ انبیاء کو بھی طیبات عطاء ہوئے ہیں تو عموم خطاب کیسے محتمل ہے۔ (النور بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۱۱۱)

سوال: اکثر اوقات توجہ رہتی ہے ایک شبہ ہر وقت رہتا ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت توجہ ہوتی ہے بے اختیار آسمان کی طرف خیال جاتا ہے اگرچہ اس خیال میں معذور ہوں مگر شبہ ہوتا ہے کہ یہ خیال کیوں ہوتا ہے شاید شبہ کفر کا نہ ہو اگر اس کا کوئی علاج ہو تو ضرور عنایت فرماویں؟

جواب: السلام علیکم حق تعالیٰ جہت سے منزہ ہے مگر تاہم اس کی خاص تجلیات عرش سے خاص خصوصیت ہے اسی لیے فطری طور پر جہت فوق کی طرف خیال جاتا ہے جس کا منشاء امر واقعی ہے اس میں کفر کی کوئی بات نہیں۔ (حصہ مذکور ص ۱۲۶)

وسوسہ نظر بد کا علاج

حال: ایک وسوسہ میں گرفتار ہوں علاج ارشاد ہو، راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے نفس کہتا ہے ایک دفعہ نظر کر لے کیا حرج ہے کیونکہ تو بدفعلی تو نہیں کرے گا اگر بالفرض بری خواہش ہی ہو تو اس سے باز رہنے میں مجاہدہ ہے سو دیکھ اگر نظر نہ ہوتی تو یہ مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا تو مولوی ہے اس کو سمجھ سکتا ہے پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نہ کیا کر یا حضرت اس کید سے نجات دیجئے؟

تحقیق: جب کید ہونا معلوم ہو گیا تو نجات یہی ہے کہ عمل نہ کیا جاوے اور جو اس میں نفس نے نکتہ گڑھا ہے اول تو حسب فتویٰ اہل طریق کل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھی زندقۃ یہ نکتہ ہی مردود ہے چونکہ شریعت نے اس کو زنا بتلایا ہے پھر یہ نکتہ اصول فن کے بھی خلاف ہے کیونکہ حکمت اس میں مجاہدہ کی نکالی ہے سو باوجود تقاضا کے نظر نہ کرنا کیا یہ مجاہدہ نہیں بلکہ آپ کے نفس کے مجوزہ مجاہدہ میں تو کچھ حظ بھی ہے اور کچھ مجاہدہ اور نہ دیکھنا خالص مجاہدہ ہے پھر کون اکمل ہوا سو یہ حکمت غض بصر میں بھی حاصل ہے اور اگر مجاہدہ مطلوبہ ایسا عام ہے نصف اہلیلج داخل کر کے سکون سے بیٹھا رہنا اور پورا علاج نہ کرنا اس سے بڑھ کر مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہوگا' آئندہ ہرگز ایسے نکات میں ذہن نہ دوڑائیں' شریعت کو امام بنا دیں ورنہ بہت جلد باب الحاد کے قرع کا خوف ہے وفیہ قال العارف الشیرازیؒ:

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے است ہشدار گوش را بہ پیام سروش دار

(حصہ مذکور ص ۱۳۵)

سوال: گزارش ہے کہ ایک شخص ہے جو پوری طور سے پابند صوم وصلوٰۃ ہے عقائد بھی اس کے اہل سنت کے سے ہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی ہے حدود شرعی کا بھی لحاظ کرتا ہے باوجود ان تمام اوصاف کے بدقسمتی سے ایک موذی مرض میں مبتلا ہے وہ یہ کہ بعض اوقات اس کے دل میں بزرگان دین کی طرف سے برے برے خیالات، ہر قسم کے برے وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن دراصل وہ شخص اس کا اثر قبول نہیں کرتا بلکہ جس وقت اس قسم کے خیالات فاسدہ پیدا ہوتے ہیں وہ نادم ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور خداوند کریم سے اس بلا کے متعلق پناہ مانگتا

ہے اس مرض کی وجہ سے وہ شخص پریشان ہے بلکہ یوں کہیے کہ وہ اپنی نجات سے مایوس ہے جب وہ اپنے وساوس کی طرف نگاہ کرتا ہے تو اس کو اپنے کامل ایمان ہونے میں شک پیدا ہوتا ہے؟

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ بحالت موجودہ ذرا بھی مواخذہ نہ ہوگا بالکل بے فکر رہیں یہی بے فکری اس کا علاج ہے اور اس کے دفع کے لیے زیادہ وظیفے نہ پڑھیں اور پھر اطلاع دیں۔ (تربیت حصہ مذکور ص ۱۶۹)

حال: اپنی بدقسمتی کے سوا اور کیا عرض کروں ایسے دربار کی غلامی نصیب ہو کر اور پھر یہ حالت ہو کہ ہر وقت دنیا ہی میں انہماک رہے اور اپنی کوئی اصلاح نہ کی جاوے؟

تحقیق: یہ بھی کافی ہے اور یہ بھی ایک دن ان شاء اللہ تعالیٰ رنگ لاوے گا' مایوس نہ ہوں۔

حال: اور ہر وقت دنیاوی خیالات میں رہتا ہے

تحقیق: اسی ذکر عادت کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی قلب سے ایک روز رخصت ہو جاوے گا۔ (تربیۃ السالک مطبوعہ النور بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ)

حال: ایک مرض کئی روز سے ہو گیا ہے وہ یہ کہ اِدھر اُدھر کے خیالات دنیوی ذکر شریف اور نماز میں زیادہ آنے لگے؟

تحقیق: جس کو آپ نے مرض لکھا ہے مرض نہیں ہے یہ ان تغیرات میں سے ہے جو مریض کو ''خروج من المرض الی الصحۃ'' میں لزوماً پیش آتے ہیں' گھبرانا باختیار نہ چاہیے اور بلا اختیار یہ بھی ایک مجاہدہ اضطرار یہ ہے جو کہ نافع ہے طریق خاص ضرب نہ مقصود ہے نہ موقوف علیہ مقصود جس طرح بے تکلف بن جاوے اور جس طرح آپ کر رہے ہیں کافی ہے۔ (تربیۃ السالک مطبوعہ النور ماہ رمضان المبارک ۴۲ھ ص ۲۰۸)

حال: اس وقت کوئی خاص امر قابل گزارش نہیں جو کمترین کو پڑھنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وہ برابر روزانہ بلاناغہ بفضلہ تعالیٰ پڑھے جاتا ہوں مگر اس وقت تک یکسوئی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے بعض وقت پریشانی ہوتی ہے یہ اپنی بدقسمتی ہے؟

تحقیق: یکسوئی پر نظر نہ کیجئے کہ غیر اختیاری ہے غیر اختیاری کے درپے ہونا تحمل مالا یطاق کا قصد ہے جو ہر طرح ممنوع ہے عمل کیے جایئے کہ اختیاری ہے اور اصل مقصود میں

اسی کو دخل بھی ہے نہ کہ امور غیر اختیاریہ کو بالکل مطمئن ہو کر کام میں لگے رہیے البتہ حالات سے اطلاع دیتے رہیئے' میں دعا کرتا ہوں۔ (ذیقعدہ ۳۴ھ تربیۃ حصہ مذکور ص ۲۸۷)

حال: احقر باقرار لسانی و تصدیق تمام عقائد اسلامیہ کا پختہ طور سے معتقد ہے باوجود اس کے بعض وقت دل میں ایسے خطرات گزرتے ہیں گویا بعض احوال بعد الموت کے متعلق دل میں کچھ شک سا ہو رہا ہے خدا جانے یہ کیا بلا ہے جس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو سراسر کفر ہے مبادا کہیں اسی شک کے شک ہی میں خاتمہ ہو جائے اور پھر عذاب جاودانی میں مبتلا ہو جاؤں اور فرشتے کہنے لگیں "**علی شک کنت وعلیه مت وعلیه تبعث معاذ الله منها**" ایسے خطرات کے دفع کی کوئی تدبیر ہو تو بہتر ہے؟

تحقیق: اگر اس پر خاتمہ بھی ہو گیا تب بھی کچھ حرج نہیں بے فکر رہنا چاہیے یہ شک نہیں شک اور پختہ طور سے معتقد ہونا باہم کیسے جمع ہو سکتے ہیں یہ وساوس ہیں جو بروے حدیث صریح علامت ایمان کی ہے بلکہ ایسی حالت میں مرنا بوجہ مشقت علی النفس کے شہادت ہے۔

حال: اور اکثر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ کسی نیک آدمی کی قدم بوسی کروں یا پاؤں پکڑ لوں' گلے سے لپٹا لوں اور کچھ دل کی حالت بیان کروں اور بار بار قلب میں یہ خطرہ آتا ہے کسی سے کچھ کہوں مگر کیا کہا جاوے سمجھ میں نہیں آتا؟

تحقیق: ایسے وقت میں بزرگوں کے کلام پڑھنے سے سیری ہوتی ہے۔ (تربیۃ السالک ملخص ص ۴۲۸)

حال: اگر میرے قلب کے اندر معلوم نہیں ہوتی بزرگان دین کی محبت معلوم ہوتی ہے بلکہ زیادہ گو ظاہر نہیں ہے میرے اوپر اور جب خدا سے ہی اعتقاد نہ ہو تو اور اس سے زیادہ بری بات کیا ہو گی' غرض باطن بہت خراب ہے میرا میں یہ نہیں چاہتا ہوں' انوار ہوں باطن میں اور کشف و کرامات ہوں بلکہ مقصود اعتقاد کی درستی ہے اور باری تعالیٰ کی رضامندی نہ کچھ یہ بات کہ عبادات کے اندر مزا آوے اور اگر کچھ ان میں سے ہو بھی جاوے کوئی بات حاصل ان کی عنایت ہے؟

تحقیق: کس وہم میں مبتلا ہو گئے اگر اللہ کی محبت نہ ہوتی تو اس کی فکر ہی نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہونا چاہیے یہ خود محبت ہی کا ثمرہ ہے۔ رہا یہ کہ جب محبت ہے تو پھر ہوتی ہوئی معلوم کیوں نہیں ہوتی۔ عزیز من رنگ محبت کے مختلف ہیں تمام خاص رنگ کو محبت سمجھے

ہوئے ہو حالانکہ دوسرے رنگ سے ہے دوسرے اللہ والوں کی محبت کیوں ہوتی اگر اللہ کی نہ ہوتی اور پہلا اثر جو لکھا ہے سو یہ تمہاری غلطی ہے یا تو تم اس کی یاد کو اثر سمجھتے ہو سو یہ اثر نہیں اور یا اس خاص رنگ کے نہ ہونے کو اثر سمجھتے ہو سو اس کی تحقیق اوپر لکھ دی ہے رہا رونا نہ آنا سو اس کی وجہ اختلاف ہے طبائع کا بعض پر عقلیت کا رنگ طبیعت پر غالب ہوتا ہے اس وقت ایسے آثار کم ہوتے ہیں اور یہ کچھ نقص نہیں مطلوب بکاء قلب ہے نہ بکاء عین ورنہ یہ ارشاد ہوتا "فان لم تبکوا فتباکوا بلکہ لم تبکوا" پر کوئی ملامت و مذمت ہوتی۔ میں توکلا علی اللہ قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے دل میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے وہم نہ کرو کام میں لگے رہو۔ (تربیۃ السالک مطبوعہ النور ماہ ربیع الاول ۲۵ھ ص ۳۴۹)

حال: آج کل دوسرے تیسرے دن شجرہ بھی پڑھتا ہوں جس سے ہر وقت دل پر خوف اور بری باتوں سے پرہیز ہے مگر جب مصرعہ ذیل پر پہنچتا ہوں تو دل میں کہتا ہوں کہ تو تو ابھی پڑھ رہا ہے اور پڑھنا چاہتا بھی ہے اور زبان سے یہ کہتا ہے:

ع نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب

اس شبہ کو حضور دور فرماویں کیونکہ میں عربی میں شرح وقایہ وغیرہ پڑھ رہا ہوں۔ فقط

تحقیق: مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کو مطلوب بالذات نہیں سمجھتا ورنہ لازم آتا ہے کہ نماز بھی چھوڑ دی جاوے کہ وہ عبادت ہے۔ فقط

حال: اور دوسری جگہ ہے:

گرچہ عالم میں الٰہی سعی میں بسیار کی ۔۔۔ پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی

جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کے واسطے ۔۔۔ گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے

پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

اس میں شبہ ہوتا ہے کہ نہ تو عالم میں سعی کی اور نہ جان و دل ہدیہ کیا ہے اور یہ زبان سے پڑھتا ہے اس کو نہ پڑھ مگر میں پڑھتا چلا جاتا ہوں ان دونوں شبہوں کو حضور رفع فرماویں؟

تحقیق: اس کا ازالہ یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ جس بزرگ کا یہ کلام ہے اس کی نقل اس لیے کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی یہ حال حاصل ہو جاوے۔ (تربیۃ السالک ص ۴۰۷)

حال: حضرت کوئی وظیفہ اپنی زبان مبارک سے عطا فرماویں جس سے وساوس نفسانی دور ہو کر اطمینان قلب و ذوق عبادت میسر ہو؟

تحقیق: کسی خاص وظیفہ میں یہ کوئی خاص اثر نہیں کہ اس سے عبادت میں جی لگنے لگے اسی طرح اس کی اور بھی کوئی تدبیر نہیں اسی واسطے محققین کی تعلیم ہے کہ اس کا نہ قصد کرے نہ اس کا انتظار کرے کام میں لگا رہے اور جتنی توجہ و مداومت اختیاری ہے اس میں کوتاہی نہ کرے بس اسی پر تمام برکات مرتب ہو جاتے ہیں جو اس وقت سمجھ میں بھی نہیں آسکتے بعد ترتب نظر آ جاویں گے۔ (النور رمضان ۵۶ھ)

حال: جس وقت ذکر کرتا ہوں تو دل بھی لگتا ہے اور شوق بھی ہوتا ہے مگر بعضے خیالات بھی آ جاتے ہیں اور بہ نسبت ذکر کے فرصت کے وقت خدا کی طرف زیادہ دھیان رہتا ہے اس وجہ سے بھی فکر میں ہوں کہ ذکر میں تو بعضے خیالات بھی آتے ہیں اور فرصت کے وقت خدا کی طرف دھیان جاتا ہے یہ کیا عجیب بات ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا' اب اس کا علاج حضرت برائے مہربانی فرما کر خادم کو سرفراز فرماویں؟

تحقیق: خیالات تو دوسرے وقت بھی آتے ہیں مگر ان اوقات میں انقطاع خیالات کا خاص اہتمام کیا نہیں جاتا اس لیے ان کے آنے کی طرف التفات نہیں ہوتا اور ذکر کے وقت اہتمام ہوتا ہے اس لیے ان کی طرف التفات ہوتا ہے نیز قصد نفی سے بعض اوقات خود خیالات بھی آ جاتے ہیں اور عدم قصد سے نہیں آتے۔ یہ وجہ ہے تفاوت کی مگر یہ مضر نہیں جب قصداً خیالات نہ لائے جاویں۔ (تربیۃ ص ۴۸۰)

حال: سستی بہت ہے بعض وقت شیطان یوں بہکاتا ہے کہ نماز مت پڑھو اور سب اچھے کام کرو' خیرات کرو' زکوٰۃ دو' لوگوں سے نیکی کرو' کتابیں پڑھو' عالموں کے پاس جاؤ وغیرہ وغیرہ اور خصوصاً عشاء کی نماز میں کھانا کھانے کے بعد بہت سستی پیدا ہو جاتی ہے اور قطعی نماز پڑھنے کو طبیعت نہیں چاہتی' طرح طرح سے شیطان بہکا کر نماز سے باز رکھتا ہے مگر اس وقت ایک عجیب حالت ہوتی ہے' شیطان نماز سے منع کرتا ہے اور کوئی چیز اندر سے شیطان کے تمام بہانوں اور خیالات کی تردید کرتی ہے اور نماز کے واسطے پلنگ پر سے اُٹھا

دیتی ہے اکثر شیطان یا نفس مغلوب ہوا ہے مگر ان جھگڑوں سے بچنے کے واسطے میں کھانا کھانے سے پہلے نماز پڑھ لیتا ہوں؟

تحقیق: یہ سب مجاہدہ ہے جس سے اجر دونا ہوجاتا ہے۔(النور ماہ ذیقعدہ مذکورہ بالا ص ۴۹۴)

حال: امراض باطنی نے زور دکھایا اس قدر سخت ہیجان پیدا ہوتا ہے کہ مجھے بعض وقت یقین ہوتا ہے کہ اب قطعی ایمان سے خارج ہوگیا؟ تحقیق: یہ وساوس غیر اختیاریہ مکمل ایمان ہیں نہ کہ مزیل۔

حال: رمضان شریف میں ضعف ہوگیا تو سخت تر نفس کے اعتراض سنائی دیتے تھے۔ قرآن شریف پڑھنے میں اس قدر گستاخی وانکار وتر دید وتردد پیدا ہوتا رہا کہ معاذ اللہ اور نماز بھی پوری کرنا مشکل اور خیال ہٹانے پر کچھ منٹ تک قدرت وقابو نہیں پاتا تھا' جناب باری تعالیٰ کی عظمت قدرت کا خیال جمانے سے سخت بے ادبی وگستاخی پیدا ہوتی ہے؟

تحقیق: یہ احتمال بے وجہ ہے یقین اختیار واستحسان سے ہوتا ہے اگر ایسے میں زبان سے بھی نکل جائے گناہ نہیں نہ کہ کفر۔

حال: اس قدر تو یقین ہے کہ وساوس مضر نہیں مگر تشویش یہ ہے کہ شاید کہ اپنے اختیار ارادہ سے پیدا ہوتے ہیں؟

تحقیق: ارادہ واختیار ایسی چیز نہیں کہ اس میں شاید کی گنجائش ہو وہ تو یقینی الوجود ہوتا ہے۔

حال: بعض وقت تو حدیث نفس ایسی پیدا ہوتی ہے کہ میں خود اپنے کان سے سن رہا ہوں؟

تحقیق: اعتقاداً اس کا باطل سمجھنا بس ہے۔

حال: حضرت والا مجھ کو ایک اشکال پیش آیا' وہ یہ کہ جب کوئی وسوسہ آیا تو اتنی دیر خدا سے غفلت ہوئی اس سے استغفار کرتا ہوں اور گو استغفار جملہ معاصی سے کرتا ہوں مگر زیادہ توجہ غفلت ہی سے ہوتی ہے اور توبہ استغفار میں ندامت کے ساتھ اس کا بھی قصد کرنا چاہیے کہ پھر غافل نہ ہوں گا مگر بلا اختیار پھر وسوسہ آتا ہے تو پھر غفلت ہوئی؟

تحقیق: وسوسہ اور اس کا جو لازم ہے غفلت جب غیر اختیاری ہو بایں معنی گناہ نہیں کہ اس پر مواخذہ نہیں لیکن اپنی ذات میں نقص اور قبیح ہے اور استغفار جیسا رافع ذنب ہے ایسے ہی جابر نقص بھی ہے اسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غین کے بعد جو آپ کے

مذاق میں کمال سے منقول تھا استغفار فرماتے تھے۔ (النور ماہ شوال ۷ ۴۷ھ ص ۵۵۵)

حال: مہتمم مدرسہ عربیہ رائے پور گوجران کے فرزندار جمند کی ماتم پرسی اور تعزیت کو بندہ گیا تھا راستہ میں دریا پڑتا ہے اس میں ایک جگہ پانی سے گزرنا ہوا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور گزرا پانی زائد تھا اس میں غوطے آئے اس حالت کا جو اس وقت دھیان کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اپنی جان کی فکر تھی خدائے عالم کا خیال نہ تھا تو جان کندنی کا وقت جو کہ نہایت نازک ہوگا تو اس وقت ایمان کا کیا ٹھکانا بر مثال طوطے کے کہ اس کو کتنا ہی پڑھاؤ لیکن بلی کے سامنے ٹیں ہی کہے گا۔ یہ خیال کر کے نہایت غم رہتا ہے؟

تحقیق: ماشاء اللہ عالم ہو کر ایسے غلط خیال میں مشغول ہو گئے اول تو یہ قیاس صحیح نہیں کیا یہ احتمال نہیں کہ اگر ہلاک کا تیقن ہو جاتا تو اس وقت حق تعالیٰ کا خیال غالب رہتا یہ حالت تو تیقن کے قبل لازم تھی کہ اپنی جان بچانے کی فکر غالب ہو اور اگر بالفرض اس وقت بھی حق تعالیٰ کا خیال غالب نہ رہتا تو کیا کسی چیز سے ذہن کا خالی ہونا مستلزم اس چیز کی نفی ذات یا صفات کو ہے اگر ہے تو کس دلیل سے اگر نہیں ہے تو پھر ایمان کے متعلق خطرہ کیسا۔ خلو ذہن تو منافی ایمان کے نہیں البتہ نفی مذکور منافی ایمان کے ہے تو جو واقع ہوا وہ منافی نہیں اور جو منافی ہے وہ واقع نہیں ہوا پھر شبہ کیسا' ایمان حاصل پر جب تک اس کی ضد طاری نہ ہو وہ حاصل ہے ہر وقت اس اعتقاد کا استحضار شرط نہیں جب وہ حاصل ہے تو اس کے سب لوازم نجات وغیرہ اس پر مرتب ہوں گے۔ (تربیۃ ص ۵۸۵ النور ماہ رجب ۴۸ھ)

سوال: حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو جب ذکر شریف تعلیم فرمایا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ لاالہ کے وقت یہ خیال کرے کہ جس قدر محبتین غیر خدا کی قلب میں ہیں سب کو نکال کر پس پشت ڈال دیں اور الا اللہ کے وقت یہ خیال کرے کہ صرف اللہ کی محبت قلب میں داخل کی تو اب وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بھی بروقت ذکر شریف کے ایسا ہی خیال کرے اور حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہوگی مسلمان نہیں؟

جواب: چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین خدا کی محبت ہے بلکہ جمیع اہل اللہ کی

محبت بھی عین خدا تعالیٰ کی محبت ہے پس مراد اس تعلیم میں یہ ہے کہ جو محبتیں اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں رکھتیں ان کو پس پشت ڈال دیا اب کوئی اشکال نہیں۔ فقط (۳ ربیع الثانی ۴۴ھ التکشف ص ۴۴)

بوقت ذکر وساوس آنیکا علاج

حال: شام کے بعد اسم ذات کا وظیفہ پیشتر تو نیچی آواز سے ہوتا تھا مگر اب بالکل دل میں رہتا ہے بہت کوشش کرتا ہوں کہ آواز سے ادا کروں مگر نا کامیابی ہوتی ہے بلند آواز سے کرتے وقت طبیعت زیادہ رجوع رہتی ہے اور دل میں کرتے ہوئے کسی قسم کے خیالات وسوسے آتے رہتے ہیں؟

تحقیق: تو جہر سے کیوں نہیں پڑھتے۔

حال: پھر اس وقت خیال ہوتا ہے کہ جب دل دوسرے خیالوں کی طرف ہے تو پھر شاید اس حرف کو زبان سے ادا کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو‘ وسوسے عموماً رہتے ہیں؟

تحقیق: غلط وسوسہ ہے پھر بھی نفع ہے ”فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ“ خصوصاً جبکہ خیالات غیر اختیاری ہوں آپ کو التکشف کا مطالعہ ضروری ہے۔ (از حصہ مذکور ص ۳)

وسوسہ ریا کا علاج

حال: بعض لوگوں نے جو میرے حفظ کلام اللہ شریف کی کیفیت معلوم کی تو میری تعریف کی اس سے ایک قسم کی میں نے نفس میں بشاشت پائی‘ اس وجہ سے مجھے اپنے خلوص نیت میں شبہ واقع ہو گیا ہے اور ارادہ کرتا ہوں کہ حفظ کلام اللہ شریف کا شغل تا خلوص نیت ملتوی کر دوں‘ آئندہ جیسا حضرت کا امر ہو؟

تحقیق: ہرگز ایسا نہ کیجئے بشاشت سے شبہ نیت میں عدم خلوص کا کرنا خود بھی غلط ہے ورنہ شیطان کو ہر عمل صالحہ کے چھڑا دینے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آوے گا کہ لوگوں سے تعریف کرادی اور آپ کو شبہ میں ڈال دیا‘ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس طرح عمل للخلق ریا ہے ترک عمل للخلق بھی ریا ہے۔ (محرم الحرام ۳۶ھ تربیۃ السالک ص ۴۲۰)

حال: بندہ کو نماز میں بہت وساوس ہوتے ہیں اور ہر کار خیر میں خصوصاً نماز کے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے فلاں فلاں دیکھ رہا ہے اس لیے یہ فعل تیرا ریا ہے اور سمعہ میں داخل ہے؟

تحقیق: محض کسی کے دیکھنے سے تو ریا نہیں ہوتی جب تک کہ عامل دکھلانے کا قصد نہ کرے اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قصد فعل اختیاری ہے محض دکھلانے کا خیال بلا اختیار آ جانا یہ قصد نہیں ہے اس علم کی تصحیح بھی اس خیال کا علاج ہے اور اس خیال کے مقتضاء پر عمل نہ کرنا یعنی طاعت کو ترک نہ کرنا اس علاج کا تکملہ ہے۔ (آغاز ۱۳۴۲ھ تربیۃ ص ۱۴۹۵ النور ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ)

وسوسہ ریا وعجب کا علاج

حال: کبھی ذکر کرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کرے گا؟

تحقیق: عزم نہ ہو تو مضر نہیں۔

حال: اگر کوئی منہ پر تعریف کرتا ہے تو بھلا معلوم ہوتا ہے اس کا علاج فرماویں؟

تحقیق: اگر یہ بھلا معلوم ہونا عقلاً برا معلوم ہوتا ہے تو مضر نہیں۔ (تربیۃ السالک ص ۵۱۶)

وسوسہ ناشکری کا علاج

حال: : چوری جو ہو گئی ہے اس کا سوچنے سے بھی افسوس نہیں ہوتا کہیں یہ حق تعالیٰ کی ناشکری تو نہیں ہے؟

تحقیق: چوری کا حال حکیم صاحب سے سن کر چوری کا افسوس اور آپ کے استقلال پر سرور ہوا ناشکری کا احتمال عجیب ہے ناشکری جو مذموم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناشی ہے منعم کی بے تعلقی سے اور جو چیز منعم کی غایت تعلق سے ناشی ہو وہ محمود ہے۔ اگرچہ اس کا نام کسی کی اصطلاح میں ناشکری ہو وہ حقیقتاً ناشکری نہ ہوگی گو صورتاً ہو۔ (النور ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ تربیۃ السالک ص ۵۸۲)

وسوسہ عجب کا علاج

حال: ایک حافظ ۱۸۔۱۹ پارہ کے ہیں اکثر وہ پڑھاتے ہیں بلکہ میں بھی کہہ دیتا ہوں کہ نماز پڑھائیں مگر وہ مسائل نماز وغیرہ کچھ نہیں جانتے نہ تجوید کے مطابق صحیح قرآن پڑھتے ہیں اس لیے ان کے پیچھے نماز تو اکثر پڑھ لیتا ہوں مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ مسائل وغیرہ...... نماز وغیرہ سے ناواقف ہیں دوسرے الفاظ بھی اچھی طرح سے ادا نہیں ہوتے کہیں میری نماز تو خراب نہ ہو جاتی ہو اس سے انقباض ہوتا ہے اسی وجہ سے خود نماز پڑھاتا ہوں مگر ساتھ ہی اس

کے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس خیال سے تو اپنے کو ان سے اچھا سمجھنا پایا جاتا ہے؟
تحقیق: نہیں اپنے کو اچھا سمجھنا لازم نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو دولت علم فہم صحیح قرآن کی عطا فرمائی ہے اس عطیہ سے جو اس کو عطا فرمایا ہے افضل سمجھنا لازم آتا ہے۔ سو اس میں کیا حرج ہے اور چونکہ وہ اپنی ذاتی صفت نہیں اس لیے اپنے کو اچھا سمجھنے کا لزوم بھی نہیں۔ (مفر المظفر ۳۶ھ تربیۃ ص ۴۶۲)

نماز میں تشتت قلبی کا علاج

حال: نماز میں جس وقت خیالات لایعنی آویں ان کا دفعیہ کس طرح کیا جاوے؟
تحقیق: ذکر و قرآن کے الفاظ کی طرف متوجہ ہو جانے سے خیالات بند ہو جاتے ہیں۔ (تربیۃ حصہ اول ص ۱۹)

سوال: جس قدر یکسوئی کے واسطے کوشش کی جاتی ہے اسی قدر اور خیالات کی زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ اکثر ان خیالات کی وجہ سے نماز میں سہو ہو جاتا ہے اس وقت طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ اپنا سر زمین پر دے ماروں؟

جواب: یہی تو غلطی ہے کہ زیادہ کوشش کی جاتی ہے کیونکہ اس سے طبیعت پریشان ہو کر خطرات بڑھ جاتے ہیں' سرسری توجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ یکسوئی ہو جاوے گی اور اگر باوجود اس کے بھی پوری کامیابی نہ ہو تب بھی اطمینان رکھیں' چند روز میں اس طریق سے ضرور ہو گی۔ (النور ص ۲۱۸)

حال: آٹھ مہینے سے دکان پر بہت کم بیٹھنا ہوتا ہے صرف صبح کو دو تین گھنٹہ کے لیے جاتا ہوں دن بھر سوداگر کی مسجد کے ایک حجرہ میں تنہا پڑا رہتا ہوں' تنگی معاش بھی گوارا کی مگر روز بروز ذاتی حالت میں کمی ہوتی جاتی ہے' سخت پریشان ہوں؟
تحقیق: ذوقی حالت کے ابقاء یا زیادت کی فکر کرنا ہی پریشانی کی بنیاد ہے کیونکہ وہ غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری کے ساتھ قصد کا تعلق ممتنع اور ممتنع کی فکر یقیناً پریشانی۔ (النور ص ۲۲۵)

تعریف مشاہدہ و معائنہ

حال: مشاہدہ کسے کہتے ہیں؟ تحقیق: التفات الی الصفات

حال: اور معائنہ کسے؟ تحقیق: التفات الی الذات۔

حال: اور ان دونوں میں کیا فرق ہے گو بعد حضور ترقی کے بہت سے طرق ہیں مگر من جملہ ان کے اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے یا نہیں کہ تصور اسم ذات میں خوب ملکہ و بے تکلفی پیدا کرنا؟ تحقیق: یہ بعد حضور نہیں ہے عین حضور ہے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۷۹)

انضباط اوقات کی تعلیم

حال: جب کوئی کام دینی کر رہا ہوتا ہوں اور اس وقت کالج کا کام یاد آ جاوے تو بڑی بدمزگی سے دین کا کام چھوڑ کر کالج کے کام میں لگ جاتا ہوں، اس وقت یہ خیال زیادہ تنگ کرتا ہے، کیا کیا کروں کیا مناسب ہے کہ کالج کے کام کی پروا نہ کر کے اپنے حقیقی کام میں مشغول رہا کروں؟ تحقیق: سب جائز کاموں کا وقت منضبط کیجئے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۸۱)

حال: حضور دعا فرماویں کہ اسلام پر قائم رہوں اور راہ حق کے خلاف نہ چلوں؟ "اللّٰھم ثبت قلبی علٰی دینک اللّٰھم ثبت قلبی علٰی طاعتک ربنا لاتزغ قلوبنا بعداذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب" حالت بہت ہی خراب ہے جس کا بیان مشکل ہے نہایت بے رغبتی سے نماز وغیرہ ہوتی ہے ذکر و نفل پڑھنے کو طبیعت بالکل نہیں چاہتی اللہ رحم کرے میرے حال پر، حضور دعا فرماویں ہلاکت کے قریب ہو گیا ہوں؟ اللّٰھم احینی مسلماً وامتنی مسلماواحشرنی فی زمرۃ المسلمین؟

تحقیق: یہ خیالی پریشانی ہے اس کا سبب عدم انضباط اوقات ہے جو مبتدی کو بہت مضر ہے اور اس عدم انضباط کا مسبب سفر ہے۔ اسی واسطے اہل طریق نے مبتدی کے لیے سفر کو مضر کہا ہے آپ بتکلف انضباط اوقات کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ شکایت بہت جلد رفع ہو جاوے گی؟ (تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۸۵)

رسالہ تبلیغ دین میں قدرے مبالغہ ہے

حال: تبلیغ دین میں جو امراض مسطور ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہی کوئی مرض ہو جس میں یہ غلام مبتلا نہ معلوم ہوتا ہو پورے طور سے الحمد للہ نہیں تو جزوی طور سے۔ یقیناً ہے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے؟ تحقیق: امید غالب رکھیں تبلیغ دین میں قدرے مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ یہ

رائے ہے طبیب کی بقول بمرکش بگیرتا بہ تپ راضی شود یا حال ہے۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع دوم ص ۴۵)

جو قرض باآسانی ادا ہو سکے مضائقہ نہیں

حال: والدین معمران کی امداد پیرانہ سالی میں اولین فرض اہل وعیال کا نفقہ سر پر تنخواہ غیر مکتفی اگر حضور اجازت بخشیں تو کہیں سے قرض وام کر کے حاضر ہوتا کہ دل کی جلن بند ہو؟

تحقیق: اگر قرض آسانی سے ادا ہو جانے کی امید ہو کچھ مضائقہ نہیں۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۱)

گانے کی طرف التفات نہ کرنا چاہیے

حال: لیکن اگر کسی ذریعہ سے گانے کی آواز کانوں میں پہنچتی ہے تو طبیعت نہایت غمگین ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی مر گیا ہے اور ہر طرف سناٹا سا معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: مگر پھر بھی اس طرف التفات نہ کیجئے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶)

عزم ادا قرض آخرت میں بمنزلہ اداء ہے

حال: احقر کو پرسوں سے لرزہ بخار آ گیا ہے تکلیف جسمانی وطبعی تو ضرور ہے مگر بحمداللہ روحانی تکلیف نہیں معلوم ہوتی' البتہ ادائیگی مہر کی ذمہ داری سے گھبراہٹ ہے' خداوند کریم اس کی ادائیگی سے سبکدوش فرما دیں تو بالکل اطمینان ہو جاوے؟

تحقیق: غیر ذی وسعت کے لیے عزم اداء کا معاملات آخرت میں بجائے ادا ہونا حدیث سے ثابت ہے مطمئن رہنا چاہیے' البتہ عزم اداء میں کوتاہی نہ ہو۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۱۵)

لفظ اللہ کا ادب

حال: چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ پاک بے نیاز کی شان میں لفظ تو کہنے سے خادم کو ادب مانع آتا ہے لفظ تم کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو معترضین کہتے ہیں کہ تم کہنے سے وحدانیت میں نقص آتا ہے کیونکہ لفظ جمع کا ہے؟

تحقیق: معترضین نہیں سمجھتے آپ بلا وساوس ادب کا لفظ برتئے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۴۱)

حال: خیال رہتا ہے کہ خدانخواستہ اگر ایسی حالت میں انتقال ہو گیا تو پھر کیا ہوگا' خدا تعالیٰ

سے دعا فرمادیجئے کہ تمام پریشانیوں سے اللہ تعالیٰ نجات بخشیں اور خاص اپنے کام میں مشغول رکھیں؟

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ خوش تدبیری کی بھی دعا کرتا ہوں، میرے خیال میں زیادہ حصہ پریشانی اپنا خریدا ہوا ہے۔ (تربیۃ ہفتم ص ۵۶)

تعویذ گنڈے کا حکم

حال: بہت روز سے خیال تھا کہ حضور کو اپنی خرابی کی حالت تحریر کروں مگر ڈر اس کا تھا کہ کہیں گنڈہ تعویذ والوں میں نہ شمار کیا جاؤں؟

تحقیق: تعویذ گنڈہ برا وہ ہے جو خلاف شرع ہو یا اس پر تکیہ اور اعتماد ہو جاوے اور اگر من جملہ تدابیر عادیہ سمجھا جاوے اور شرع کی موافق ہو کچھ حرج نہیں۔

حال: آج کل جب بہت پریشانی ہوئی اور بڑی تکلیف دینے لگا تو حضور میں عرض کیا گیا حضور کی تجویز سے تشفی ہو جاوے گی کہ یہ کیا بلا ہے اور اس کے دفع کی کوئی تدبیر حضور ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: میں عامل تو ہوں نہیں توکلا علی اللہ ایک تعویذ بھیجے دیتا ہوں اس کے گلے میں ڈال دیجئے، اور سوتے وقت قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ بوب الناس پڑھ کر اس پر دم کر دیا کریں اور وہ خود پڑھ لے تو اور بھی بہتر ہے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۵۷)

احیاء العلوم وغیرہ کا مطالعہ بعض کے لیے نافع نہ ہونا

حال: میں نے پہلے احیاء العلوم کا مطالعہ کیا ہے اس میں اکثر جوع کی فضیلت دیکھ کر میں نے جوع میں پڑ کر بہت تکلیف اٹھائی ہے یعنی اس سبب سے بدہضمی اور ڈکار کی بیماری میں ہوں اور باب الریاء اور صدق واخلاص کے باب دیکھ کر کسی عمل میں بھی مجھ کو رجا نہیں آیا لیکن حد سے زیادہ خوف ہوتا تھا؟

تحقیق: ان کتب کا مطالعہ بعض کے لیے نافع نہیں، آپ میرے مواعظ اور تربیۃ السالک اور تکشف دیکھئے اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۶۷)

ایصال ثواب

سوال: قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب کسی کو بخشا جاتا ہے تو پڑھنے والے کو بھی کچھ حصہ

ملتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس نے اپنا حصہ ثواب دوسرے کو بخش دیا پھر اس کو کونسا حصہ ثواب کا ملتا ہے؟
جواب: اس کی فکر ہی کیا ہے کہ پڑھنے والے کے پاس ثواب رہتا ہے یا نہیں، اتنا یقینی ہے کہ اگر دوسرے کو ثواب بخشنا کسی درجہ میں بھی موجب حرمان یا نقصان ہوتا تو شارع کی طرف سے اس کی اجازت نہ ہوتی۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۷۳)

سنن مؤکدہ ملحق بفرائض ہیں

حال: بجز فرائض کے سنن ونوافل کو تنہائی میں پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے اگر خلاف ہو تو حضرت والا اس میں اصلاح فرماویں؟
تحقیق: سنن مؤکدہ بھی اس حکم میں ملحق بالفرائض ہیں۔ (تربیۃ حصہ ششم ربع اول ص ۶)

دیوان حافظ ومثنوی کا مطالعہ

حال: حضور نے ایک مرتبہ خطاب علم میں فرمایا تھا کہ دیوان حافظ ومثنوی کے مطالعہ سے شوق ومحبت پیدا ہوتی ہے اجازت ہو تو میں بھی اس کو زیر مطالعہ رکھوں؟
تحقیق: چندے دیکھ کر مجھ کو اطلاع کی جاوے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۰)

مدرسہ سے تنخواہ مانگنا عار نہیں

حال: مدرسہ سے تنخواہ مانگنے میں عار (اہل علم کی شان کے خلاف ہے) سی معلوم ہوتی ہے دل چاہا کرتا ہے کہ مہتمم خود ہی دیں تو اچھا ہے، گو ماہ کے اختتام پر تقاضا پیدا ہوتا ہے کہ تنخواہ ملے البتہ جب زیادہ دن گزر جاتے ہیں تو خود ہی مانگنا پڑتی ہے۔ اب ارادہ ہے کہ ان سے کہہ دوں کہ آپ بلا مانگے تنخواہ دیدیا کریں اس میں کبر تو نہیں؟
تحقیق: کہہ دیں اور اگر پھر بھی نہ ملے تو مانگیں، کیسی شان جب نوکری خلاف شان نہ ہوئی تو "الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمه" بلکہ اس سے انقباض کبر ہے۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۰)

پردہ کی تاکید

حال: پردہ کے متعلق میں نے بہت چاہا مگر یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ

عورتوں کی جہالت سے محفوظ رکھے؟

تحقیق: خدا جانے چاہنے کے کیا معنی جو صورت میں بتلاتا ہوں وہ کیجئے۔ وہ یہ کہ ایک روز بی بی اور ساس اور سب گھر والوں کو ایک جگہ بٹھلا کران سب سے کہئے کہ فلانی کو مجھ سے پردہ کراؤ اور سب مل کرتا کید کرو کہ مجھ سے پردہ کریں ورنہ میں گھر میں آنا بالکل چھوڑ دوں گا' پھر یہ انتظام کر کے مجھ کو اطلاع دیجئے اب جب تک یہ انتظام نہ کرلیا جاوے میرے پاس خط نہ آوے۔

حال: مگر میں نے اپنی طرف سے یہ انتظام کرلیا ہے کہ میں گھر میں بہت کم جاتا ہوں اور اگر جاتا ہوں تو دروازہ سے سیدھا نیچی نظر کئے دوسرے مکان میں جہاں صرف میری بیوی آسکتی ہے چلا جاتا ہوں اس صورت سے امید ہے کہ فتنہ سے محفوظ ہوں گا؟

تحقیق: یہ آپ کی ناواقفی ہے مکائد نفس وشیطان سے اس میں انسداد فتنہ کا نہ ہوگا اصل میں آپ کا نفس یہ گوارا نہیں کرتا کہ اس کا جی برا ہو۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۱)

وظیفہ فراخی رزق

حال: خانگی ضروریات نے پریشان کررکھا ہے اس واسطے ایک وظیفہ فراخی رزق کے لیے بعد عشاء کے کچھ دنوں سے پڑھنا شروع کردیا ہے جس کی اجازت مولانا مرحوم رائے پوری سے ہے وہ یہ ہے کہ سورہ مزمل شریف گیارہ بار مع گیارہ سو باریا مغنی کے اگر یہ وظیفہ میری باطنی حالت کے کچھ خلاف ہو تو تحریر فرمادیجئے میں فوراً چھوڑ دوں گا؟

تحقیق: خلاف نہیں گو کچھ زیادہ مناسب بھی نہیں۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۸۲)

قابلیت اصلاح سب میں ہے

حال: بزرگان دین کی حالت دیکھنے سے اور اپنی حالت کو موازنہ کرنے سے اس وقت خیال ہوتا ہے کہ اس ناقابل کی اصلاح ہونا مشکل ہے؟

تحقیق: یہ خیال غلط ہے خطاب اصلاح کا عام ہے اور بدون قابلیت خطاب نہیں ہوتا۔ (تربیۃ حصہ ہفتم ص ۹۰)

تطبیق مابین عبارت حضرت مجدد صاحب
ومولانا جامی علیہ الرحمۃ وعبارت مالا بدمنہ

حال: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں یا کہیں لکھا ہے کہ صوفی تا خود راز کافر فرنگ بدتر نداند از کافر فرنگ بدتر ست اور جامی علیہ الرحمۃ نے لوائح جامی میں دوشعر بطور مناجات کے لکھے ہیں:

یا رب بر ہانیم ز حرماں چہ شود / راہے دہیم بکوئی عرفاں چہ شود
بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی / یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود

اس اخیر مصرعہ میں مناجی یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود سے کس کو مراد لیتا ہے۔

(ج اپنے کو) سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ مالا بدمنہ میں یاد آتا ہے کہ لکھا ہے کہ اپنے ایماندار ہونے میں شک کرنا کفر ہے ان دونوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے۔

(ج) تعارض ہی نہیں جو تطبیق کی ضرورت ہو گبر یا کافر فرنگ سمجھنا یا اس سے بدتر سمجھنا باعتبار اس احتمال فی المال کے ہے کہ ہم شاید اُس سے بدتر ہو جاویں اور وہ ہم سے بہتر ہو جاوے اور مالا بد کا حکم باعتبار حال کے ہے۔ (تربیۃ حصہ اول ص۱۶)

خودرائی کی ممانعت اور اخیر شب جاگنے کی تدبیر

سوال: مگر درمیان میں اس احقر کے مطالعہ کتاب تحفۃ العاشقین وہدایۃ الانسان سبیل العرفان کے بعد دل پر ایک چوٹ لگی؟

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اگر کوئی نیا وظیفہ بڑھالیا ہے اس کو چھوڑ دیا جاوے اور میں نے تعلیم ہی کا تو سلسلہ شروع کیا تھا مگر آپ نے خود رائی سے کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا۔ اُس کو میں کیا کروں، اگر آپ باقاعدہ تعلیم چاہتے ہیں تو کتابوں کا مطالعہ بالکل چھوڑ دیا جاوے اور جو لکھنا ہو مجھ کو لکھیں، کاملین کی تلاش کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ جنگلوں کو نکل جاویں بلکہ کسی کے پاس جس سے اعتقاد ہو چندے رہنا چاہیے۔ وہاں سب راہیں مل جاتی ہیں اگر اس پر عمل کرنے سے تسلی نہ ہو یا سمجھ میں نہ آوے تو زبانی سمجھ جاویں۔

سوال: مجھ کو آج کل نیند بہت زیادہ آتی ہے نیند کا غلبہ تو مجھ پر ہمیشہ رہا ہے صبح کی نماز جماعت سے تو شاذ و نادر ہی دستیاب ہوتی ہے؟

جواب: رات کو کھانا کم کھایئے سویرے کھایئے پانی کم پیجئے اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں ان الذین آمنوا سے آخر سورۃ تک ایک بار پڑھ کے دعا کر کے سو رہا کیجئے۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۴۳)

حافظ قرآن کا ادب قرآن کی طرح نہیں

سوال: ایک نئی بات سوجھی ہے جس کی اطلاع آپ کو دینا ضروری ہے۔ چھاپہ کا قرآن جبکہ اس پر کاغذ چمڑہ کی جلد ہو جزدان بھی ہو قابل ادب ہے تو حافظ کے سینہ اور دماغ تو قدرتی چھاپہ سے چھپ جاتا ہے انسان کی کھال جزدان اور جلد' میرا خیال ہے کہ حافظ کے سینہ اور دماغ کا اس سے زیادہ ادب ہو' میرے اس خیال کی مہربانی فرما کر اس طور پر تشفی کر دیں کہ اطمینان ہو جاوے؟

جواب: چونکہ دماغ حافظ میں انتقاش باطنی ہے انتقاش ظاہری نہیں اس لیے اس کا ادب اس قسم کا نہیں کہ اس کو بے وضو مثلاً ہاتھ نہ لگا دے ورنہ خود حافظ کو بلکہ ہر ما یجوز بہ الصلوٰۃ کے یاد رکھنے والے کو استنجا خانہ میں جانا جائز نہ تھا۔

تصرف متخیلہ ودماغ

سوال: مولائی اکثر نماز میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں؟

جواب: مبارک حالت ہے:

اے خوشا چشمیکہ آں گریاں اوست   اے خوشا آں دل کہ آں بریاں اوست

سوال: اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاروں طرف سے یہ آواز آرہی ہے کہ ہے تو بڑا بدنصیب تو اتنا بڑا گنہگار ہے کہ دنیا میں رہنے کے لائق نہیں تیرا وجود اس دنیا کے قابل نہیں؟

جواب: یہ آواز محض دماغ اور متخیلہ کا تصرف ہے قابل التفات نہیں اور اگر آپ کے خیال کے موافق اس کو صوت غیبی بھی فرض کر لیجاوے تب بھی سرتاسر ارشاد و ہدایت ہے کہ آپ اپنی اصلاح حال کریں تو بھی یہ رحمت ہوئی آپ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور میری اول تشخیص کے احتمال پر اپنے دماغ کی بھی اصلاح فرماویں۔

سوال: یہ سن کر قلب کو سخت پریشانی ہوتی ہے اور بہت رونے کو جی چاہتا ہے۔ اسی کشاکش میں زندگی گزار رہا ہوں' یہ کیا ہے حضور اس کے واسطے کوئی دعا یا ورد تجویز فرماویں؟

جواب: پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے تفصیل اس کی اوپر لکھ دی ہے۔ خدا کا شکر کیجئے اور اپنی جسمی و روحی اصلاح کیجئے۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۶)

اعتقاد ہمہ اوست وغیرہ بدون غلبہ حال کفر ہے

سوال: عارفین بمصلحت اپنے علاج و معالجہ کے اور بغرض اثنینیت کے معدوم ہونے کے اس قسم کے اشغال عمل میں لائے لیکن اگر کسی کا ظاہر الفاظ کے موافق یہ اعتقاد ہو جاوے کہ ہمہ اوست ہے تو کافر ہوگا یا نہیں؟

جواب: فرمایا اگر بہ غلبہ حال یہ بات ہے تو معذور ہے کیونکہ فرق کی تمیز درمیان سے اُٹھ گئی ہے اور اگر بلا غلبہ حال کسی کا یہ اعتقاد ہو گیا ہے اور حادث قدیم میں فرق نہیں کرتا تو بلا شبہ کافر ہے:

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد — گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

حق تعالیٰ نے اپنی مثال تو فرمائی لیکن مثل کی نفی بھی آیت لیس کمثلہ میں فرما دی ہے۔ (تربیۃ حصہ دوم ص ۴۰)

حفاظت اولیاء اور عصمت انبیاء میں فرق

جواب تحریر یکے از منتہیان

حال: حضرات صوفیہ کرام مشہور ہے کہ جب بندہ مقام مرادیت سے فائز ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت ہونے لگتی ہے۔ ولو یدہ الحدیث کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها الخ مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس حفاظت میں اور عصمت انبیاء علیہم السلام میں کیا فرق ہے؟

تحقیق: انبیاء علیہم السلام میں داعیہ معصیت کا نہیں ہوتا گو قدرت ہوتی ہے جیسے ہم لوگوں میں پیشاب پینے کا داعیہ نہیں گو قدرت ہے اور اولیاء میں داعیہ ہوتا ہے گو ضعیف ہی ہو جس کی مقاومت آسان ہے۔

حال: دوسرے دن جن حضرات صحابہؓ سے صدور کبائر مثل زنا و شرب خمر وغیرہ کے ہوا ہے کیا وہ اس مقام سے فائز نہ تھے؟ تحقیق: ہاں اس وقت نہ تھے۔

حال: اور اگر تھے تو ان معاصی کا صدور کیسے ہوا اور فائز نہ ہونے کی صورت میں کیا

ولی فائز بذالک المقام کو ان حضرات صحابہ پر فضیلت جزئی ہوگی یا کچھ اور جواب ہے؟

جواب: ہاں ہوگی جو فضل صحابیۃ سے وہ مرجوح ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۳۲)

تکرار سورت نوافل میں بلا التزام جائز ہے

سوال: اکثر لوگ تہجد میں ہر رکعت میں قل ھو اللہ مکرر سہ کرر پانچ پانچ یا تین تین دفعہ معمول کر لیتے ہیں یہ جائز ہے؟

جواب: تکرار صورت خصوص نوافل میں جائز ہے مگر التزام نہ چاہیے اگر میں نے کسی کو مطلقاً اجازت دی ہے اب اس اجازت کو مقید کرتا ہوں۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۵۸)

مناجات مقبول و دُرود شریف پڑھنے کی اجازت لینے کے متعلق تفصیل

سوال: مناجات مقبول پڑھتا ہوں لیکن اس کے پڑھنے کی اجازت حضور سے نہیں لی ہے لہٰذا اجازت پڑھنے کی مع ترکیب عطا فرمائی جاوے؟

جواب: اگر اس غرض سے اجازت لی جاتی ہے کہ بدون اجازت اثر نہ ہوگا تب تو یہ اعتقاد غلط ہے اور اگر اس قاعدہ طریقت کے موافق لی جاتی ہے کہ حالت کے مناسب نامناسب کو تلقین کرنے والا ہی بصیرت سے پہچان سکتا ہے تو اس کی تصریح مع اپنے حالات و معمولات کے تحریر کیجئے۔ جیسا مشورہ ہوگا عرض کیا جاوے گا۔

فجر کی سنت وفرض کے درمیان ۴۱ بار سورہ فاتحہ پڑھنا

سوال: دو تین روز سے سورہ فاتحہ ۴۱ بار درمیان سنت اور فرض فجر پڑھنا شروع کیا مگر پھر یہ خیال آیا کہ حضور کی اجازت لی جائے تو بہتر اگر آپ فرمائیں تو پڑھا کروں ورنہ چھوڑ دوں؟

جواب: کیوں چھوڑا جاوے لیکن اگر قبل پورا کرنے کے تکبیر ہو جاوے تو جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے پھر بقیہ بعد فرض کے پڑھ لینا چاہیے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۶۱)

تفسیر آیت وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

حال: بیس پچیس روز کے التزام جدید سے حالت سابقہ قلب کی نہایت قوت کے ساتھ عود کر آئی نہ اس طرح کہ جیسے عدم سے کوئی چیز وجود میں آتی ہے بلکہ ایسے جیسا کہ راکھ کے ہٹا دینے

سے چنگاری پھر چمک اٹھتی ہے یا کسی کی کوئی گم شدہ چیز دستیاب ہو جاتی ہے یا مخزونات خیالیہ مدرکہ کو بعد ذہول کے واپس مل جاتے ہیں بلکہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت والا کی تحریر کی تصدیق عیاناً ہو گئی یعنی اس دفعہ کا جوڑ بند پہلی دفعہ سے شاید کچھ مضبوط اور بہتر ہی ہے اور واقعی عجب و پندار کی تو خوب قلعی کھل گئی۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ امید مداومت کی ہے۔ وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ

تحقیق: اس کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے۔ ومن ارادا لآخرة وسعی لها سعیها وهو مومن فاولئک کان سعیهم مشکورا. جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ عبد کی تائید ارادہ حق سے بھی موعود ہے چنانچہ من اراد پر کان سعیهم مشکورا کو مرتب فرمایا گیا ہے تو اولاً مشیت حق ہوتی ہے کہ عبد کی مشیت ہو پھر اس کے بعد مشیت عبد ہوتی ہے کہ فعل ہو اور وہ موقوف تھا ایجاد حق پر مگر اس کے بعد مشیت حق ایجاد فعل کر ہی دیتی ہے اس سے بعض اغلاط عظیمہ جو آیت و ماتشاؤن کے متعلق پیدا ہو جاتے ہیں رفع ہو گئے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۶۹)

علامات سیر طریق و حسن خاتمہ

حال: اور قسم قسم کے خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں کبھی اپنے گناہوں اور قصور پر نظر ہوتی ہے تو نا امیدی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے؟

تحقیق: مسافت قطع کرنے والے کو بھی تو رستہ میں طرح طرح کی باتیں پیش آتی ہیں۔ ماشاء اللہ یہی علامتیں ہیں سیر طریق کی اور یہی علامت ہے حسن خاتمہ کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۷۳)

سورہ نصر کا بے اختیار دل و زبان میں آنا فیوض باطنی کی بشارت ہے

حال: کل عشاء کے بعد سے سورہ اذا جاء نصر الله دل میں ہر وقت اور زبان پر اکثر جب کچھ پڑھنے بیٹھتا ہوں آجاتی ہے یہاں تک کہ رات نوافل میں بھی جب الحمد کے بعد بلکہ پہلے بھی کوئی سورۃ پڑھنا چاہتا ہوں یہی زبان پر آجاتی ہے اب تک یہی حال ہے؟

تحقیق: اس واقعہ جدیدہ سے حق تعالیٰ نے آپ کے باطن میں فیوض باطنی کی ایک خاص قابلیت عطا فرمائی ہے ان فیوض کی آمد کی بشارت زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور نیز عموم الفاظ سے بشارت عموم نصر و فتح کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۷۵)

وجدانیات عبارت میں نہیں آسکتے

حال: جو کچھ عرض کیا نہایت مختصر کیا کیونکہ جو احوال و واردات بندہ کو پیش آتے رہتے ہیں ان کے ادا کرنے پر واللہ بندہ قادر نہیں ہے اور ہر وقت کے ایک حال کو کیا لکھے؟

تحقیق: وجدانیات عبارت میں نہیں آتے۔ ولنعم ماقیل فی امثالہ

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست   بسیار شیوہ ہاست بتاں راکہ نام نیست

(تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۲۹)

اظہار مافی الضمیر میں کمی آجانا عی کا ظہور ہے

حال: یہ عجیب بات ہے کہ بندہ کو جس قدر قدرت حق تعالیٰ کی طرف سے تحریر میں اظہار مافی الضمیر کی تھی اب اس کا عشر عشیر نہیں بڑی مشکل سے اتنے مضمون کو ادا کر سکا ہوں؟

تحقیق: واللہ بہت مسرور ہوا کہ مضمون حدیث ترمذی الحیاء والعی شعبتان من الایمان الخ کا ظہور ہوا اور ظہور بھی معاینۂ وحالاً اور واقعی حدیث کا انکشاف تام بھی حال ہی سے ہے اس کو میں بھی اپنے اندر محسوس کرتا ہوں اور خوش ہوں۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۲۹)

حدیث الحیاء والعی شعبتان من الایمان میں لفظ عی کی متعدد تفسیریں

سوال: ہاں ایک بات حضرت والا کے نامہ میں سمجھ میں نہیں آئی' الحیاء والعی شعبتان من الایمان کے مطابق تو تمام مؤمنین کاملین راسخین فی العلم کے اندر عی کا شبہ موجود ہونا چاہیے لیکن دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اور پہلے زمانہ میں بھی ان لوگوں کی برابر قدرت کسی میں نہیں ہے اس میں شفاء پوری طرح نہیں ہوئی۔ گویا حضرت والا کے نامہ سے علیحدہ ہو کر بھی نفس حدیث کے متعلق یہ شبہ گزرتا ہے؟

جواب: یہ عی عجز نہیں بلکہ مشابہ عجز ہے۔ یعنی باوجود قدرت کے یہ خوف کہ کبھی منہ سے کوئی کلمہ خلاف مرضی حق نہ نکل جاوے جس کو حدیث میں حیاء سے تعبیر کیا ہے ان کی روانی مقدور کو روک کر مشابہ عاجز کے بنا دیتا ہے اور وہ رُک رُک کر بولتے ہیں اور جتنی روانی اس حالت میں بھی ہوتی ہے وہ بہ نسبت روانی مقدور کے عی ہوتی ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا تو ان کی روانی زیادہ ہوتی۔ البتہ جب اصابتہ میں ملکہ تامہ راسخہ ہو جاتا ہے تو پھر یہ احتیاط عادت بن کر بشکل عی ظاہر نہیں ہوتی اور کبھی

غلبہ التفات الی الحق سے علوم اصطلاحیہ سے ذہول ہونے لگتا ہے اس لیے تکلم میں عی واقع ہوتا ہے۔ سو یہ التفات بھی شان مومن سے ہے اور اس تقدیر پر حیاء مستقل صفت ہوگی عی کی علت نہ ہوگی۔ الا بتوجیہ بعید و ھو حمل الحیاء علی الحیاء عن الالتفات الیٰ غیر الحق اور ایک حالت جو صورۃً عی ہے منتہی غیر مغلوب الحال کو پیش آتی ہے وہ یہ کہ امر محقق ہے کہ اشغال لسان میں مقصود بالذات ذکر ہے اور کلام مقصود بالذات نہیں اور طبع سلیم کا مقتضی یہ ہے کہ غیر مقصود میں مشغول ہونا گراں معلوم ہوتا ہے اور اشتغال بالمقصود میں انبساط ہوتا ہے پس محقق مبصر جب کلام میں مشغول ہوگا اچاٹ دل سے ہوگا اور اس وقت بھی اس کو انجذاب ذکر کی طرف ہوگا اس لیے اس کو اس میں ایک گونہ تکلف ہوگا اور شکستگی ہوگی اور اس کے لیے کسی درجہ میں عی لازم ہے اگر ایسے شخص کو عی نہ ہو تو اس کا سبب غلبہ حال ہے جو احیاناً اکابر کو بھی ہوتا ہے۔ جیسا سابق میں عی کا سبب حال کا غلبہ تھا۔ یہاں عدم عی کا سبب حال کا غلبہ ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۴۲)

مبتدی کو کسی کے نفع وضرر سے مطلب نہ ہونیکا مطلب

حال: کمترین کے دل میں معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کی خیر خواہی پلادی گئی ہے یہ قوت پہلے بھی تھی مگر یہاں آنے کے بعد بہت زیادتی پیدا ہوگئی کسی کو کسی مصیبت میں دیکھا نہیں جاتا جہاں تک اس کی مدد ہو سکے ایسی طیب خاطر سے کرنے کو جی چاہتا ہے؟

تحقیق: میرا یہ مطلب تھا کہ اس کا اہتمام نہ کرے یا جو نفع درجہ ضرورت تک نہ ہو اس کا قصد نہ کرے باقی عین وقت پر اگر اضطراراً کسی ضروری نفع (بایں معنی کہ اس کے عدم سے اُس دوسرے کو کوئی ضرر ہو) پہنچانے کا تقاضا قلب میں پیدا ہو اس کو منع نہیں کرتا وہ نافع ہے۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۲۴۹)

مفضی الی المذموم خطرناک چیز ہے

سوال: بندہ کو چند امور میں عرصہ سے خلجان تھا اور بارہا ارادہ ہوا کہ ان کو جناب میں پیش کر کے رفع خلجان کرلوں مگر توفیق نہ ہوئی آج بحمد اللہ توفیق اس کے عرض کی ہوگئی ہے۔ لہٰذا عرض کرتا ہوں (۱) باجے کی آواز سے بجائے اس کے کہ اس کی طرف میلان ہوتا خداوند تعالیٰ کی محبت جوش مارتی ہے اور دل سے رونا آتا ہے اور عجیب سوزش اور درد کی

کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور سماع آواز قصداً نہیں کیا جاتا۔ اب اس کے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ صفت محمود ہے یا مذموم؟

جواب: یہ ایک اضطراری حال ہے جو خود تو مذموم نہیں لکونہ اضطراریا لیکن خطرناک ہے لافضائه الی المذموم فی بعض الاحیان۔

حال: اربر تقدیر اول گانا بجانا جو ایک حرام چیز ہے امر محمود اور جائز کے لیے کیسے سبب ہو سکتا ہے؟

تحقیق: سبب ہونا تو بعید نہیں کالذنب للتوبة سبب بنانا جائز نہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص ۲۵۰)

اشعار سے دلچسپی بشرط عدم اکثار مذموم نہیں

حال: (۱) دوسری بات یہ ہے کہ مجھ کو اشعار سے نہایت ہی دلچسپی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شعر پڑھتا ہے اور میں کسی کام میں مشغول ہوتا ہوں تو نہایت ہی اضطراب ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ کام چھوڑ کر اشعار سننے لگوں؟ تحقیق: نہیں بشرط عدم الاکثار فیہ۔

سوال: اور گاہے گاہے ازدیاد شوق کے لیے اثنائے ذکر میں یا ویسے پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں اور کوئی مضر تو نہیں ہے؟ جواب: نہیں بالشرط المذکور۔ (تربیت حصہ پنجم ص ۲۵۱)

طریق سے ناواقفی کا علاج

حال: ہمیشہ سے مجھے نیند کا غلبہ رہتا ہے اور اب بہت زیادہ نیند آتی ہے سوتا ہوں تو پھر آنکھ جلد نہیں کھلتی، ہاں کچھ خوف ہوتا ہے تو کھل بھی جاتی ہے کیا کروں کہ خوف خدا کا غلبہ رہے؟

تحقیق: مطلقاً خوف خدا کا رنگ ایسا ہونا ضروری نہیں جس سے نیند اُڑ جاوے یہ ہوسات ناشی ہیں ناواقفی سے سخت ضرورت ہے کہ احقر کی تالیفات خصوص مواعظ و تربیت کی جلدیں حرفاً حرفاً توجہ سے دیکھی جاویں کہ یہ اغلاط رفع ہوں۔ (تربیت حصہ پنجم ص ۲۵۸)

عربی کی طرح اردو الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں

سوال: اور اک الفاظ اردو زبان کے اللہ کے ہو سکتے ہیں؟

جواب: جس توجیہ سے عربی ہو سکتے ہیں اسی سے اردو ہو سکتے ہیں۔ (تربیت حصہ پنجم ص ۲۶۶)

گلزار ابراہیم سننا نافع ہے

سوال: میرا دل تفسیر سورہ یوسف کے سننے کو بہت چاہتا ہے اگر آپ تحریر کریں تو میں سن لیا کروں؟

جواب: تفسیر سورہ یوسف سننے کی نسبت اگر گلزار ابراہیم سنو تو امید زیادہ نفع کی ہے کیونکہ اس میں نصائح زیادہ ہیں مگر آدھے گھنٹہ سے زائد روزانہ مت سننا والسلام۔ (تربیۃ حصہ پنجم ص ۱۴۹)

مسمریزم کے اثر سے پاگل ہونیوالے کا علاج

سوال: صاحب جائیداد اور سرکاری نوکر تھے' ان پیر صاحب کے دام میں پھنسے ان کو یہ شغل بتلایا کہ پرہ بینی پر نظر جماؤ اور میرا تصور کرو وہ کرنے لگا اور عرصہ تک کیا آنکھیں سرخ ہوگئیں اور آنکھوں پر پانی اتر آیا اور آنکھوں سے پانی جاری ہوگیا' پیر صاحب سے عرض حال کیا تو فرمایا کہ آنکھوں سے آنکھوں کو ملاؤ جب پیر سے آنکھیں ملائیں کیا اثر ڈالا کہ جدھر دیکھتے ہیں پیر صاحب کی شکل ہر چار سو دکھائی دینے لگی ان کے یہاں وصول یہی ہے کہ خدا پیر کی شکل میں دکھائی دیتا ہے کہ جس سے اب وہ واصل ہوگئے' ہر وقت اس مسمریزمی اثر سے اُٹھتے بیٹھتے' کھاتے پیتے ان ہی کا تصور بندھ گیا' یہی شغل تقریباً پانچ چھ سال تک رہا اب وہ شخص پاگل ہوگیا؟

جواب: السلام علیکم۔ بیچارہ مظلوم کا حال معلوم کر کے سخت افسوس ہوا لیکن **ما جعل الله من داء الا وقد جعل له دواء** انشاء اللہ ان کا حال درست ہو جاوے گا اگر صحیح تدبیر کا التزام کیا گیا۔ وہ تدبیر جو میرے خیال میں یہ ہے:

(۱) کسی حاذق شفیق طبیب کے مشورہ سے مقویات دماغ و مفرحات قلب و مقالات سوداء کا استعمال بالالتزام کرنا چاہیے۔ (۲) ایسے مباح مشاغل میں لگنا چاہیے جس سے طبیعت میں نشاط ہو جیسے سیر و تفریح انہار و اشجار سے۔ (۳) کسی وقت تنہا نہ رہیں۔ (۴) کوئی کام ایسا نہ کریں جس میں قوت فکریہ زیادہ صرف ہو۔ (۵) ایسا بھی کوئی کام کرتے رہیں جس میں اعتدال کے ساتھ قوت فکریہ صرف ہو بشرطیکہ اس سے دلچسپی بھی ہو مثلاً کوئی دستکاری اگر جانتے ہوں یا صلحاء و انبیاء یا سلاطین عادل کے تذکرے یا مواعظ کا مطالعہ۔ (۶) دماغ کی تدہین روغن کدو یا کاہو سے (۷) اگر اس کا کبھی تصور آ جاوے تو کسی دوسرے ایسے بزرگ کا جس سے عقیدت و محبت ہو۔ اس طور سے تصور کرنا کہ گویا یہ بزرگ محقق اس مبطل کو مار کر ہٹا رہے ہیں اور وہ بھاگا جا رہا ہے اور جو تدبیریں آپ نے تجویز کی ہیں وہ بھی جاری رہیں اور یہ نئی تدبیریں مزید براں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جاوے گی اور اس شخص سے ہرگز نہ تو ملیں نہ ایسے شخص سے ملیں جو اس سے خصوصیت رکھتا ہو یا اس کا تذکرہ کرے۔ والسلام (تربیۃ النور ص ۶۸)

آثار انہماک وحدۃ الوجود

حال: پہلے ذکر کے وقت میں تو اپنی زبان سے اللہ اللہ کہتا تھا مگر قلب کے اندر انا اللہ متصور ہوتا تھا' اب حضور کی شفقت اور ترحم قدیمانہ سے پہلے سے زاید حضور قلب رہتا ہے مگر انا اللہ کا وہم بھی نہیں ہوتا؟ تحقیق: الحمدللہ وہ بھی اثر تھا انہماک فی الوحدۃ کا۔

حال: پہلے مظاہر میں اس درجہ ظہور معلوم ہوتا تھا کہ سبز گھاس پر پیر رکھنا یا چراغ کے سامنے کشف ستر سوء ادب معلوم ہوتا تھا اب یہ اضطراری حالت جاتی رہی اس میں نقصان یہ تھا کہ قلب سے ذہول ہو گیا تھا؟ تحقیق: فیہ ما قدمر آنفا. (تربیۃ النور ص ۸۰)

بینائی قائم رکھنے کا عمل

حال: عرصہ ہوا کمترین نے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ (الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم) نماز کے بعد پڑھ کر انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لینے سے آنکھوں کی روشنی قائم رہتی ہے؟

تحقیق: جواز کے لیے یہ کافی ہے لیکن کمال توحید کے خلاف ہے، بجائے اس کے یہ بہتر ہے کہ یا نورے بار یا ۲۱ بار پڑھ کر یہی عمل کیا جاوے۔ (تربیۃ النور ص ۸۰)

استفادہ از اموات

حال: حضرت کی تالیفات میں کہیں دیکھا ہے کہ صاحب نسبت کے مزار پر جانے سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ نسبت میں قوت اور ترقی باطنی ہوتی ہے نسبت میں قوت اور ترقی ہونے سے کیا مطلب؟

جواب: اعمال سے جو احوال حاصل ہوتے ہیں جیسے محبت خشیت وغیرہما یہ کبھی غیر راسخ ہوتے ہیں کبھی راسخ اور راسخ ہونے کے اسباب مختلف ہوتے ہیں کبھی تعلیم کبھی دعا کبھی صحت گو صاحب صحبت کا قصد بھی نہ ہو جیسے آگ کی مصاحبت سے پانی گرم ہو جاتا ہے اور یہ صحبت جیسے احیاء کی نافع ہوتی ہے اسی طرح اموات کی بھی جبکہ دونوں کی روح میں مناسبت ہو جو کہ شرط فیض ہے پس جبکہ صاحب مزار صاحب نسبت ہو اور زائر بھی صاحب نسبت ہو اور دونوں کی نسبت میں تناسب ہو اس سے زائر کے احوال حاصلہ میں رسوخ و

استحکام ہو جاوے' اسی کو ترقی وقوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نسبت کا رسوخ وجدانی ہونے کے سبب وجدان سے مدرک بھی ہو جاتا ہے۔

سوال: اور اہل اللہ کی قبر سے استفاضہ حاصل کرنے کا بطور صوفیہ کیا طریقہ ہے اور ان کے مزار پر حسن اتفاق سے اگر جانا کبھی ہو گیا تو کیا کرنا چاہیے تا کہ ان کے فیضان روحانی سے طالب مستفیض ہو؟

جواب: اول کچھ پڑھ کر بخشے پھر آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ میری روح اس بزرگ کی روح سے متصل ہو گئی ہے اور اس سے احوال خاصہ منتقل ہو کر پہنچ رہے ہیں۔ (تربیۃ السالک صفحہ ۱۲۹)

استفادہ از اہل قبور

حال: ہم لوگ مولانا اسماعیل قریشی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں ان کا مزار میرے موضع میں ہے اکثر ان کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھ آیا کرتا ہوں' بزرگوں سے سنتا ہوں کہ کاملین میں سے تھے علاوہ ایصال ثواب کے اور بھی کوئی ذریعہ ایسا ہے جس سے ان کا فیض مجھ تک پہنچے؟

تحقیق: فاتحہ کا ثواب پہنچا کر مزار کے پاس آنکھیں بند کر کے یہ تصور کر کے بیٹھ جائے کہ میرا قلب ان کے قلب سے متصل ہے اور اس سے میرے قلب میں نور آ رہا ہے۔ (تربیۃ السالک ص ۳۲۹)

سوال: کبھی مزار ہائے مقدسہ کی زیارت کو جانا میرے لیے مفید ہے یا نہیں نہ بغرض عبرت بلکہ بقصد فیض جیسا کہ اہل کشف نے لکھا ہے؟

جواب: اکثار مناسب نہیں گاہ گاہ مضائقہ نہیں کسی قدر مفید ہے۔ (تربیۃ السالک صفحہ ۴۰۶)

اموات سے درخواست دعاء کا ثبوت نہیں

سوال: قبور اولیاء پر جا کر بعد سلام زیارت مسنونہ کہ آپ مقرب خدا ہیں' ہمارے لیے دعا فرماویں کہ ہماری فلاں حاجت رفع ہو جاوے سائل کی درخواست وہ حضرات سن کر دعا کر دیتے ہیں یا نہیں اور اس قسم کی سماعت کا عقیدہ جبکہ قریب سے ہو ان کے مزار پر جا کر کوئی بات کہی جاوے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سماع میں تو اختلاف ہے اکثر اہل کشف اس کے قائل ہیں مگر ان سے درخواست دعا کسی دلیل سے ثابت نہیں کیونکہ ان کو دعاء کا اختیار دیا جانا کہیں منقول نہیں

البتہ ان کے توسل سے دعاء کرنا ثابت ہے۔

سوال: سماع اموات سلام زیارت قبور کے تو لوگ قائل ہیں کہ اموات سن لیتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں؟ جواب: خود اس میں بھی اختلاف ہے۔

جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص دعاؤں میں حکمت

سوال: دعا اللّٰھم اتنا فی الدنیاء الخ ایک جامع دعاء ہے اس کے علاوہ اور بہت سی دعاء ہیں اب میں خیال کرتا ہوں کہ جب ہم نے ایک باغ مانگ لیا ہے جس میں گلاب، لیموں نارنگی وغیرہ کل اشیاء موجود ہیں۔ پھر علیحدہ علیحدہ لیموں نارنگی مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس میں میرے عقیدہ کی درستی فرماویں؟

جواب: حق تعالیٰ کے دربار میں خشوع وخضوع بڑی چیز ہے۔ تجربہ ہے کہ خاص خاص چیزوں کے مانگنے میں زیادہ خشوع خضوع ہوتا ہے اس واسطے احادیث میں جامع دعاءوں کے علاوہ خاص خاص مقاصد کی بھی دعائیں آتی ہیں۔ (تربیۃ النور ص ۲۱۰)

مسجد میں سونا

حال: بعض وقت تنہائی کے لیے مسجد میں سوتا ہوں کیونکہ جہاں لوگوں کی ذرا سی آواز بھی آتی ہو نیند نہیں آتی، اس لیے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھ کر اعتکاف کی نیت کر لیتا ہوں، بعد اس کے سوتا ہوں مسافر شرعی نہیں ہوں اور بجز مسجد کے تنہائی کی جگہ کم ملتی ہے اب گزارش یہ ہے کہ حیلہ مذکور سے مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں جو ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جاوے گا؟

جواب: اس مصلحت سے جائز ہے۔ (تربیۃ النور ص ۲۱۳)

نوافل میں سورہ واقعہ کو بنیت ایصال ثواب ودفع فاقہ پڑھنا

سوال: دو رکعت نماز سورہ واقعہ سے پڑھتا ہوں اس میں یہ نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو مردگان اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحوں پر بخشے اس کے ضمن میں یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رات کو سورہ واقعہ ایک دفعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہیں رہے گا اب عرض یہ ہے کہ یہ دونوں نیتیں کیسی ہیں؟

جواب: کچھ حرج نہیں، دفع فاقہ کا قصد اس لیے کرتا کہ اطمینان رزق سے دین میں اعانت ہوگی دین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاصیت بیان فرمانا اس کی محمودیت کی دلیل ہے۔ البتہ جو عملیات خاص قیود کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور عامل ان کی دلیل سے زائد موثر سمجھ کر گویا اثر کو اپنے قبضہ میں سمجھتا ہے وہ عملیات طالب حق کی وضع کے خلاف ہیں۔ (تربیۃ السالک ص ۲۱۴)

سالک کو تصنیف وغیرہ میں مشغول ہونے کی شرائط

سوال: میرے ذہن میں بعض کام متعلق لکھنے پڑھنے کے آیا کرتے ہیں اور وہ مفید ہوتے ہیں مثلاً کسی کتاب کا ترجمہ کرنا یا طلبہ کے لیے کوئی مفید مضمون یا کسی درسی کتاب میں کچھ حاشیہ وغیرہ اس قسم کے امور کی طرف مشغول ہونا میرے لیے بہتر ہے یا حتی الوسع ضروری امور پر اقتصار کروں قلب کی حالت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ضروریات میں سے بھی بہت ضروری امر کو رکھوں، باقی سب کو ترک کردوں اور دوسری مقتضیات کو موانع جانتا ہوں، جناب کے نزدیک جو امر انفع ہو اس سے مطلع فرماویں؟

جواب: امر اول میں دو امر کا اندازہ کیجئے ایک اپنے ضعف وقوت طبیعت کا دوسرے اس کا کہ یہ شغل ضروریات میں تو مخل نہ ہوگا اگر دونوں امر کی طرف سے اطمینان ہو تو نفع متعدی میں اجر عظیم ہے ورنہ اپنا کام مقدم ہے۔ (تربیۃ السالک ص ۲۱۵)

غیر واجب فدیہ صوم کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا

سوال: میری ایک دادی نے اپنی کل جائیداد میرے نام ہبہ کردی ہے جس پر میرا قبضہ اور تصرف ہے۔ صدقہ خیرات کرنے کی ان کی بہت عادت ہے چونکہ اب وہ بے حد ضعیف ہوگئی ہیں اس وجہ سے روزہ رمضان شریف کا نہیں رکھ سکتیں، انہوں نے کہا کہ میرا فدیہ دیدو اب ان کے پاس کوئی جائیداد یا کوئی مال واسباب نہیں ہے، ایسی صورت میں ان کو فدیہ دینا واجب ہے یا نہیں اگر واجب نہیں ہے اور محض ان کی تسلی کے لیے فدیہ کا حساب جوڑ کر ایک رقم دیدوں اور اپنے دل سے یہ ارادہ اور نیت کرلوں کہ یہ رقم زکوٰۃ کی جو مجھ کو ادا کرنا چاہیے اس کو دیتا ہوں کہ ہر مستحقین کو اپنے ہاتھ سے دیدیں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا سمجھی جاوے گی یا نہیں؟

جواب: ہاں زکوٰۃ ہو جاوے گی کیونکہ انکے ذمہ فدیہ واجب نہیں مگر اپنے محسن کے

ساتھ ایسا دھوکہ کرنا خلوص کے خلاف ہے اور یہ جب ہے کہ ہبہ اپنے شرائط سے صحیح ہو ورنہ سوال مکرر کیا جاوے۔ (تربیۃ النور ص ۳۰۹)

بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

اس شعر میں بے ادبی ہے

حال: الامداد میں تربیۃ السالک سے میں اپنے لوگوں کی حالت کو پڑھتا ہوں تو حسرت بھی ہوتی ہے کہ افسوس ایک ہم کم بخت اور ایک یہ لوگ ہیں ہم سے خاک بھی نہیں ہوتا اور یہ شعر یاد آتا ہے:

بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

تحقیق: اس شعر میں بے ادبی ہے سخت احتیاط واجب ہے بجائے اپنی کمی کے اعتراف کے اپنے محسن پر اعتراض ہے۔ (تربیۃ النور ص ۳۲۱)

حفاظت مال کا عبادت ہونا

سوال: موت ہر وقت پیش نظر رہتی ہے چھوٹے بھائی مرحوم کے یتیم بچے ہیں ان کی تربیت کا بار بھی میرے ہی ذمہ ہے جس سے بہت خوف ہے کہ کہیں ان کے حقوق میں کوتاہی نہ ہو جائے' آج کل جائیداد کے کام میں سخت دشواریاں ہیں' خصوصاً مجھ بے وقوف و ناواقف کے واسطے حضور دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ میری مدد فرمادیں' اب جیسے میرے واسطے حکم ہو اس سے مطلع فرمایا جائے؟

جواب: اپنے مال کی حفاظت بھی عبادت ہے۔ خصوصاً جبکہ دوسرا طریقہ معاش نہ ہو اور بدون انتظام معاش کے دل جمعی نہ ہو اور بدون دل جمعی کے طاعت نہ ہو جب اس وقت عام طبائع ضعیفہ کی یہی حالت ہے نیز یتامیٰ کی نگرانی بھی عبادت ہے جبکہ ان کا کوئی نگران نہ ہو جب یہ عبادت ہے تو عبادت سے کیا گھبرانا' رہا پریشانی سو اس کا سبب ناواقفی ہے اور یہ عارضی ہے اور عارضی بھی سریع الزوال' پس ایسی سریع الزوال پریشانی جو سبب ہو جاوے جمعیت دائمہ کی قابل تحمل ہے اور اس عارض کے سبب جو ناغہ وغیرہ ہو جاوے قابل گوارائی ہے بس جب تک کام قابو میں نہ آوے ضرور اس میں دخل دیں اور توجہ رکھیں اور ناواقفی کا تدارک کسی واقف خیرخواہ کو

شریک کرنے سے کرلیں۔ جب کام قابو میں آجائے پھر مناسب انتظام کر کے تفرغ للعبادت کی صورت نکال لیں کہ اس وقت یہ آسان ہوگا اور ایسے تفرغ کے میسر ہونے تک اوراد میں اختصار کو گوارا کرلیں مگر مداومت کی کوشش کریں اور اہل اللہ کے ملفوظات اور حالات کا مطالعہ کبھی ناغہ نہ کریں خواہ روزانہ پانچ ہی منٹ کے لیے ہو۔ (تربیۃ السالک صفحہ ۳۴۴)

التزام مالا یلتزم کا بدعت ہونا

حال: کچھ عرصہ سے بندہ کا یہ معمول ہوگیا ہے کہ کسی دنیاوی معاملہ میں ناکامی کی خبر سن کر قبض ہوجاتا ہے اور بعد نماز دو رکعت نفل برائے دفع قبض پڑھ لیا کرتا ہوں یا اگر کوئی امر اطمینان دہ سنتا ہوں تو خوش ہو کر دو رکعت نماز نفل شکریہ حالت بسط کا ادا کرتا ہوں' یہ طرز عمل اچھا ہے یا نہیں؟

تحقیق: اس کا التزام بعد چندے بدعت کی حد میں آجاوے گا۔ (تربیۃ السالک ص ۴۶۲)

نسبت الی الاسباب میں حکمت

حال: چند روز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے اسباب کو کوئی دخل نہیں بموجب مضمون لاتحرک ذرۃ الا باذن اللہ کے؟

تحقیق: اس دخل میں حقیقی کی قید اور ضروری ہے۔

حال: اور جو کچھ مصائب یا انعامات بندہ پر وارد ہوتا ہے سب خدا کی طرف سے ہے اگر کوئی شخص میرے سامنے کوئی حادثہ کو اسباب کی طرف نسبت کرے تو مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہے اور جی جلتا ہے؟ تحقیق: اس میں طبعاً کی قید اور ضروری ہے۔

قانون کے پابند عہدیداروں کو افادہ کا طریق

حال: جو حکام ہیں پھانسی تک کامداران کے حکم پر ہے جس میں ان سے قانون شرعی کی رعایت یقیناً ناممکن ہے پس ایسے لوگ اگر اصلاح کا تعلق پیدا کریں تو اس باب میں کیا مشورہ دیا جائے کیونکہ ایسے عہدوں سے مسلمانوں کا دست بردار ہوجانا بھی بہت سی مصالح کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیا ایسوں سے اس بات میں چشم پوشی کی جائے اور نفیاً و اثباتاً کسی طرح تعرض ہی نہ کیا جائے مگر جب وہ خود ہی استفسار کریں تو بجز اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہاں عالی ہمتی کا مقتضی بالکلیہ بے تعلق ہوجانا ہے کیونکہ

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار

تحقیق: چشم پوشی اظہار حقیقت سے کرنا کوئی وجہ نہیں خصوصاً جب استفسار کریں البتہ اگر ان پر حقیقت پہلے سے ظاہر ہو تو پھر اظہار واجب نہیں لیکن اشتراط میں تسامح کرنا اس طور پر کہ اگر سب امراض زائل نہ ہوں بعض کا ہی زائل ہو جانا غنیمت ہے مضائقہ نہیں۔ (النور ص ۵۸۲)

دعاء ماثور اللّٰھم لاتجعل لفاجر عندی نعمة اکافیه بها الخ میں نعمت کی تفسیر

حال: ادعیہ میں جو آتا ہے اللّٰھم لاتجعل لفاجر عندی نعمة اکافیه بها فی الدنیا والآخرة. اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ فاجر کا ہدیہ نہ قبول کرنا چاہیے ہاں البتہ چونکہ تجسس منہی عنہ ہے اس لیے مخصوص ہونا چاہیئے بین الفسق والفجور کے ساتھ کیا یہ مفہوم صحیح ہے یا اس کے متعلق کچھ اور تفصیل ہے (مناجات مقبول پڑھتے پڑھتے خود ہی دفعۃً یہ کھٹک پیدا ہو گئی)

تحقیق: فاجر سے مراد اگر عام بھی ہو کافر وغیر کافر تو تب بھی مراد اس نعمت سے ہدیہ نہیں ہے کیونکہ اس کی مکافات آخرت میں کرنا نہیں پڑتی بلکہ معنی یہ ہیں کہ میرے ذمہ اس کا کوئی حق نہ رہ جائے حق کو نعمت سے تعبیر فرما دیا۔ (تربیۃ النور صفحہ ۵۸۲)

ومن دعوة لایستجاب بها کی تفسیر

حال: ادعیہ تعوذ میں ومن دعوة لایستجاب بها وارد ہوا تعوذ تو امر مذموم ومضر سے ہوا کرتا ہے۔ اس امر مفید سے جو نا قابل برداشت ہو اور اس کے سبب دوسرے ذمائم میں ابتلاء کا اندیشہ ہو جیسے مصائب اور تذلل للحق تو نہ کسی حال میں مذموم ہے اور نہ اس کے سبب کسی مذموم میں ابتلاء کا اندیشہ ہے پھر اس سے تعوذ کس وجہ سے ہے یا شاید یہ وجہ ہے کہ عدم استجابت سے پریشان ہو کر اعراض عن الحق کی نوبت نہ آجائے اور بے دین نہ ہو جائے چنانچہ بعض نادانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ان کی یہی حالت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: یہ شبہ پیدا ہوا ہے استجابت کے معنی نہ جاننے سے سو استجابت خاص اسی حاجت کا پورا ہونا نہیں ہے بلکہ توجہ الحق الی العبد برحمۃ خاصۃ اس کی حقیقت ہے پس عدم

استجابت اس کا عدم ہے اور وہ قابل تعوذ ہے۔(تربیۃ النور صفحہ ۵۸۳)

مبتدی کیلئے معصیت اختیاری وامر غیر اختیاری کا برابر ہونا

حال: اور آنجناب ایک روز فرماتے تھے کہ دل میں معصیت کا تقاضا پیدا ہونا مضر نہیں ہاں تقاضا پر عمل کرنا یہ مضر ہے اس لیے کہ وہ غیر اختیاری امر ہے اور یہ اختیاری سو حضور والا احقر کو یہ بات دریافت کرنی ہے کہ کسی نامحرم کی محبت کا جوش دل میں پیدا ہونا اختیاری امر ہے یا غیر اختیاری امید ہے کہ حضور والا اس اشکال کو رفع فرمادیں گے؟

تحقیق: تم کو یہ تحقیق مضر ہے شیطان کو اس میں ایک آڑ مل جاوے گی کہ وہ تاویل سے اختیاری درجہ کو غیر اختیاری بتا کر معصیت میں مبتلا کردے گا' ایسے مبتدی کا علاج یہی ہے کہ جو معاملہ اختیاری کے ساتھ کیا جاوے وہی غیر اختیاری کے ساتھ بھی کرے یعنی سب کو اختیاری امر سمجھے اور علاج کرے۔(تربیۃ النور صفحہ ۵۸۵)

بغیر اشراف نفس ہدیہ لینا

حال: احقر نے آج تک کسی سے دنیاوی غرض سے تعلق نہیں رکھا اور سب عیوب سے برا معلوم ہوتا ہے اور اگر کسی سے دوستی ہو دنیاوی منافع کی غرض سے نہیں بلکہ ویسے ربط وضبط ہے اور پھر کچھ مدت کے بعد وہ دنیاوی نفع پہنچانے لگے پھر نہ وہ بشاشت نہ وہ فرحت رہتی ہے بلکہ طبیعت اس سے مکدر ہو جاتی ہے اور خیال ہوتا ہے کہ اس کا شکریہ کرنا چاہیے۔ جیسا کہ ایک احقر کے استاد ہیں طبیب ہیں اور اچھے مالدار ہیں جب سے احقر نے ملازمت ترک کی ہے تو وہ خرچ کے متعلق بہت کچھ اعانت کرتے ہیں اور احقر نے بھی ان کو عرض کیا کہ گرانی ہوتی ہے لیکن انہوں نے تسلیم نہیں کیا تو اب عرض یہ ہے ڈر لگتا ہے کہ شاید اس کا منشا مرض ہو؟

تحقیق: ڈرنا تو بہت اچھی بات ہے ڈر ہی سے امن ہے لیکن جب اپنی طرف سے نہ طلب ہے نہ اشراف بلکہ انقباض کو ظاہر بھی کردیا اور پھر بھی وہ خدمت کرتے ہیں تو یہ نعمت ہے اس پر گو طبعاً انقباض ہو مگر عقلاً انبساط ہونا چاہیے اور اولاً خدا تعالیٰ کا کہ منعم حقیقی ہیں اور ثانیاً ان صاحب کا کہ منعم مجازی یعنی واسطہ نعمت میں شکر ادا کرنا چاہیے اور وہ شکر حق تعالیٰ کا تو

ان کی طاعت ہے اور ان صاحب کا ان کے لیے دعا ہے۔ (تربیۃ السالک صفحہ ۵۹۳)

قول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی شرح

حال: براہ کرم آگاہ فرمایا جاوے کہ حدیث شریف **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** میں کس طرح پہچاننا اپنے نفس کا وارد ہے کہ جس سے پہچان رب کی حاصل ہو جاتی اس شناخت نفس کا کیا طریقہ ہے اور حصول شناخت و معرفت خدا تعالیٰ سے کیا مراد ہے؟

تحقیق: اول تو اس کے حدیث ہونے میں کلام ہے ثانیاً اس میں معرفت رب کے طرق میں سے ایک طریق کی تعلیم ہے اور اس کے علاوہ اور طرق بھی ہیں غرض معرفت مقصودہ اس طریق پر موقوف نہیں پس اس حدیث کی تحقیق حصول مقصود کی شرط نہیں بلکہ محض حل مراد مقصود ہوگا جو مشابہ ہے مقالات کی تحقیق کے جس کے متعلق میں پہلے مشورہ دے چکا ہوں کہ غیر ضروری ہے مقصود تربیت میں محض حالات کی اطلاع اور معالجہ کا استفسار ہے معلم جس طریق سے چاہے معالجہ کرے سو معرفت مقصودہ وہی ہے جس کا شارع نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا عقیدہ رکھو اور ان کے تصرفات کا استحضار رکھو یہ تصرفات تمام مخلوقات میں ہیں جن میں انسان کے اندر تصرفات زیادہ عجیب ہیں پھر ان میں بھی اپنے نفس کے اندر تصرفات زیادہ مستحضر و مشاہد ہو سکتے ہیں۔ اس بناء پر نفس کی تخصیص کر دی گئی ورنہ نفس مقصود نہیں سب تصرفات کا استحضار برابر ہے اسی لیے تفکر کا محل قرآن مجید میں انفس اور آفاق دونوں کو فرمایا ہے۔ "**فی قولہ تعالیٰ سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم**" (تربیۃ السالک ص ۶۱۸)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ایک عبارت مکتوبات پر شبہ کا جواب

حال: حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے غیر حق سے گرفتار نہ ہونے کا معیار یہ بتلایا ہے اور دل کے گرفتار نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ ماسوائے حق کو کلی طور پر فراموش کر دے اور تمام اشیاء سے بے خبر ہو جائے۔ حتیٰ کہ اگر تکلف سے بھی اشیاء کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئیں (ایک مقام پر اتنا اور زیادہ ہے کہ ماسوائے حق کا خطور قلب پر ناممکن ہو جائے) پس اشیاء کی گرفتاری کی اس مقام میں کیا مجال ہے اس حالت کو اہل اللہ فنا سے تعبیر کرتے ہیں

اوراس راہ میں یہ پہلا قدم ہے (وبلدونہا خرط القتاد) اس معیار کو دیکھ کر جو میں اپنے اندر نظر کرتا ہوں تو اس سے اپنے کو کورا پاتا ہوں؟

تحقیق: اکثر اہل مقام پر بھی کسی وقت حال کا غلبہ ہوتا ہے تو اس وقت مسائل کی تعبیر میں بھی جوش کا اثر ہوتا ہے میرے نزدیک عنوان تیز ہے مگر معنون وہی ہے جو نصوص سے مستفاد ہوتا ہے میں اس کو ایک اور سہل عنوان سے تعبیر کرتا ہوں جو حضرت مجدد صاحبؒ کے کلام کی قریب تفسیر ہے اور مشہور تعبیر سے قدرے واضح ہے وہ یہ ہے گرفتاری سے مراد مطلق تعلق نہیں کیونکہ تعلق مغلوب مذموم نہیں بلکہ ایسا تعلق مراد ہے کہ محل تعلق کے بعد یا فوت سے قلب پر ایسا اثر ہو کہ قلب کو ایسا بے چین کردے کہ اسی کے تصور وحسرت میں اشتغال ہو جاوے اور اسی اشتغال سے طاعات میں قلت وضعف آجاوے اور اگر یہ نوبت نہ پہنچے تو محض حزن کا اثر مانع نہیں ہے' کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے حزن شدید کا کوئی انکار کرسکتا ہے اور کیا ان کی حالت کو کوئی مانع عن الحق کہہ سکتا ہے۔ (تربیۃ النور صفحہ ۶۲۲)

شیخ کو اطلاع حالات کا طریق

حال: مجھ میں ایک بڑا مرض ہے کہ جب میں حضور والا کو عریضہ لکھنا چاہتا ہوں تو میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں جب اپنی برائیوں پر نظر کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضور والا کو لکھوں تاکہ اصلاح ہو تو اس وقت اس خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ پہلے کس برائی کے واسطے لکھوں اکثر اس میں عریضہ لکھنا رہ جاتا ہے؟

تحقیق: جب کوئی مرض یاد آجاوے اس کو فوراً نوٹ کرلیا اور ایک ہفتہ تک دیکھا کہ وہ زائل ہوا یا نہیں اگر زائل نہ ہوا ہو تو نفس کو اور مہلت نہ دی بلکہ مصلح کو اطلاع کردی۔ (النور ص ۶۴)

ضرورت شیخ

حال: بحمد اللہ بہت مستفید ہوا ان سے ایک خاص بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ مامورات شرعیہ سب کے سب اختیار ہیں چونکہ مامورات اختیاریہ ہیں اس لیے جہاں رکنے کا امر ہے وہ بھی اختیاری ہوئے اس سے تو سارے امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رُکے

اب اپنے متعلق بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدہ کے معلوم ہونے کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہیے' میری یہی سمجھ میں نہیں آتا بہت عرصہ سے اس امر پر غور کر رہا ہوں امید کہ جناب والا مطلع فرمائیں گے تا کہ احقر اسی پر عمل کرے' آخر اس قاعدہ کلیہ کے علم کے بعد معالج و مشائخ کی ازالہ مرض میں کیا حاجت باقی رہتی ہے؟ امید کہ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو مطلع فرمائیں گے؟

تحقیق: مامورات اور منہیات سب اختیاری ہیں پس مامورات کا ارتکاب اور منہیات سے اجتناب یہی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے کبھی اس کا عکس مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا قصد کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل بھی ہو گیا مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس وخطرات کا ہجوم بھی ہوتا رہا یہ شخص اس کو خشوع کا مضاد سمجھ کر خشوع کو غیر حاصل سمجھا' ابتدائی عبادت میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیاریہ کی طرف منجر ہو گئے اور یہ ابتداء کے دھوکہ میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ زائل ہو چکا اور کبھی غیر راسخ کو راسخ سمجھ لیا جاتا ہے۔ مثلاً دو چار خفیف حادثوں میں رضا بالقضا کا احساس ہوا یہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ راسخ ہو گیا پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس میں رضا نہیں ہوئی یا درجہ مقصود تک نہ ہوئی مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں رسوخ ہو چکا ہے اب بھی رضا معدوم یا ضعیف نہیں ہے اور حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوئی ہے کہ شکستہ دل ہو کر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے پھر وہ سچ مچ زائل ہو جاتا ہے اور اس کے عکس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے اور غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں بھی وہی خرابی عدم اہتمام تکمیل کی ہوتی ہے کبھی یہ غلطی ہوتی ہے کہ حاصل راسخ کو زائل سمجھ لیتا ہے۔ مثلاً شہوت حرام کی مقاومت کی اور وہ زمانہ غلبہ آثار ذکر کا تھا اس لیے داعیہ شہوت حرام کا ایسا مضمحل ہو گیا کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر ان آثار کا جوش وخروش کم ہونے سے طبعی التفات گو درجہ ضعیفہ میں سہی ہونے لگا یہ شخص یہ سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کا رذیلہ پھر عود کر آیا پھر اصلاح سے مایوس ہو کر سچ مچ بطالت و خلاعت میں مبتلا ہو گیا یہ چند مثالیں ہیں غلطیوں کی اور ان کے مضار کی اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع کرنے سے وہ اپنی بصیرت وتجارب کے سبب حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان اغلاط پر مطلع کرتا ہے اور یہ ان مضرتوں سے محفوظ رہتا ہے اور فرضاً سالک اگر ذکاوت وسلامت

فہم کے سبب خود بھی مطلع ہو سکے مگر ناتجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور مشوش ہونا مقصود میں مخل ہوتا ہے یہ تو شیخ کا اصل منصبی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن تبرعا وہ ایک اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود یا مقدمہ مقصود کے تحصیل میں اور اسی طرح کسی ذمیمہ یا مقدمہ ذمیمہ کے ازالہ میں طالب کو مشقت شدید پیش آتی ہے گو تکرار مباشرت اور تکرار مجاہدت سے وہ مشقت اخیر میں مبدل بہ یسر ہو جاتی ہے لیکن شیخ تبرعا کبھی ایسی تدابیر بتلا دیتا ہے کہ اول امر ہی سے مشقت نہیں رہتی یہ ایک اجمالی تحقیق تقریب فہم کے لیے ہے باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے احوال جزئیہ کی اس کو بالالتزام اطلاع کرتا رہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا ہے اور یہ اتباع کامل اس وقت ہو سکتا ہے جب اس پر اعتماد ہو اور اس کے ساتھ تعلق انقیاد ہو اس وقت حسا معلوم ہوگا کہ بدون شیخ کے مقصود کا حاصل ہونا متعذر ہے الا نادراً والنادر کالمعدوم پھر اس ضرورت میں تفاوت فہم و استعداد کے اعتبار سے تفاوت بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ متقدمین کو کم ضرورت تھی۔

ضمیمہ باب سوئم

تقاضائے معصیت کا علاج

حال: حضرت والا احقر کو نفس کے اندر ایک بات کچھ دنوں سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ معصیتوں کا تقاضا بالکل پہلا جیسا ہونے لگا' حیران ہوں کہ عرصہ کا نفس مضمحل ہوا اور اب پھر دوبارہ اسی شدت اور جوش و ہیجان کے ساتھ تقاضا کرنے لگا جیسا تقاضا ابتداء میں ہوتا تھا؟

تحقیق: اکثر اہل طریق کو یہی حالت پیش آتی ہے کچھ گھبرانے کی بات نہیں اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ ثانیہ کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر ان شاء اللہ تعالیٰ راسخ ہوگا اور شاذ و نادر کسی امر طبعی کا خفیف تقاضا یہ منافی رسوخ کا نہیں اس تغیر و تبدل کی مثال حسیات میں ایسی ہے جیسے شب کے اخیر میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو صبح کاذب کہتے ہیں ناواقف خوش ہوتا ہے کہ تاریکی گئی پھر دفعۃً وہ نور زائل ہو جاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں پھر دوسرا نور آتا ہے جس کو صبح صادق کہتے ہیں وہ قائم بلکہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔

حال: حضرت والا نے احقر کو جو معصیتوں کے علاج وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے ہیں احقر ان ہی پر کاربند ہے اور حضرت والا کی دعا سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر معصیت کا تقاضا

جلدی ہی فرو ہو جاتا ہے اور سابق جیسی نفس کو روکنے میں تنگی و دشواری پیش نہیں آتی اور تھوڑی سی مخالفت و تنبیہ سے نفس معصیت کے تقاضے سے باز آجاتا ہے؟

تحقیق: یہی علامت ہے کہ یہ عود الی الطبعیات ضعیف ہے ورنہ مقاومت دشوار ہوجاتی جیسے پہلے تھی۔

حال: حیرانی یہ ہے کہ نفس وشیطان کی اس میں کیا مخفی چال ہے کیونکہ اعمال میں معمولات کے بجالانے میں کچھ سستی ومخالفت نہیں کرتا بلکہ نفس نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھ کو کرنے ہی پڑیں گے' حضرت والا احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس مکر و چال کے لیے احقر کیا تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہوگا احقر اس کو بجالاوے گا معصیتوں کے علاج سابق پر احقر بدستور عمل کرتا ہے؟

تحقیق: بس یہی تدبیر ہے اسی سے انشاءاللہ سب شکایتیں دور ہو جائیں گی اور جب کبھی ایسا ہو یہی علاج ہے فارغ ہونے کا قصد ہی نہ کیا جاوے بخار کے موسم میں بعض کو ہمیشہ بخار ہوتا ہے مگر علاج اس کا یہی ہے کہ بخار کا نسخہ پیا جاوے اس کی سعی بیکار ہے کہ بخار ہی نہ آوے۔ (انفاس ص ۶۳۲)

کذب کا علاج

گزارش بخدمت اقدس یہ کہ صدور کذب کے وقت بندہ کو اختیار رہتا ہے اختیار سلب نہیں ہوتا لیکن بندہ کی عادت کی بناء پر زبان صدور کذب میں بہت سرعت کرتی ہے بعض اوقات اپنے اختیار سے زبان بند کرلیتا ہوں بعض اوقات صدور کے بعد اپنے کو ملامت کرتا ہوں؟

تحقیق: جب کذب صادر ہو فوراً اپنی تکذیب مخاطب کے سامنے کرو کہ یہ بات میری کذب ہے۔

غصہ کا علاج

حال: حضور والا نے جو ارشاد فرمایا کہ (سلام وکلام کرنے کو دل نہ چاہنا) اختیاری ہے یا غیر اختیاری جواباً عرض ہے کہ جو دل میں ہوتا ہے وہ غیر اختیاری ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ کسی کی برائی میرے دل میں ہو نہ میری برائی کسی کے دل میں ہو ہر وقت طبیعت مسلمان بھائی سے صاف رہے لیکن جب وہ مجھے برا کہتا ہے تو اس سے میرے اندر بھی نفرت پیدا ہوتی ہے؟

تحقیق: اس پر ملامت نہیں لیکن بتکلف سلام وکلام کرتے رہنے سے چند روز میں وہ

اثر دل میں بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔

حال: غصہ کا اثر بہت دنوں تک باقی رہتا تھا اس کی وجہ سے سلام وکلام کرنے کو جی نہ چاہتا تھا اب بہت دن تک حضرت کے ارشاد کے موافق عمل کرتا رہا یعنی بتکلف سلام وکلام کرنے سے وہ اثر بفضلہٖ تعالیٰ باقی نہیں رہا؟ تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور اگر کبھی رہتا بھی ہے تو تھوڑی دیر تک پھر ویسا ہی جیسا کہ پہلے تھا ہو جاتا ہے اور غصہ بھی بہ نسبت پہلے کے بہت کم آتا ہے لیکن جس وقت خیال نہیں رہتا اس وقت غصہ آ جاتا ہے بعد خیال آنے کے ندامت و پشیمانی ہوتی ہے کہ میں نے یہ بات بری کی یہ بات قابل اصلاح ہو تو علاج فرماویں؟

تحقیق: اس کا التزام کرلیں کہ جب ایسا ہو جاوے اس مغضوب علیہ کو کچھ ہدیہ دیا کریں گو قلیل ہی مقدار میں ہو۔ (النور ص ۶۳۵)

کبر کا علاج

حال: حضرت والا سے عرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب مسلمانوں سے یقیناً چھوٹا سمجھنے کا کیا طریقہ ہے: ارشاد فرمایا جاوے اور اگر ہم اس بات کے مکلف نہیں تو کس بات کے مکلف ہیں ارشاد فرمایا جاوے؟

تحقیق: اگر اپنی خوبی پر اور دوسرے کی زشتی پر نظر پڑے تو یہ سمجھنا واجب ہے کہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی خوبی ہو اور مجھ میں کوئی ایسی زشتی ہو کہ اس کی وجہ سے یہ شخص مجھ سے عنداللہ اچھا ہو پس کبر سے خارج ہونے کے لیے کافی ہے۔ (النور ص ۶۳۸)

حال: احقر میں علاوہ اور رذائل کے ایک یہ بھی ہے کہ تو تعلیم یافتہ یا وہ علماء جو ذکر و شغل میں نہیں لگے یا کسی بدعتی شیخ کے معتقد ہیں یا کسی متبع سنت کے تو معتقد ہیں مگر وہ شیخ طریق معالجہ سے واقف نہیں اور مریدین کو حضور والا کی طرح تعلیم نہیں کرتا غرض یہ سب فرق ناقص معلوم ہوتے ہیں قلب میں ان میں سے کسی کی عظمت نہیں جس سے اپنی افضل اور کمال کی شان اور ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے مگر بعد غور اس خیال کو بلادلیل اپنے قلب میں پاتا ہوں کہ ہم کو عنداللہ کسی کے مرتبہ کا کیا پتہ ہے اپنے عیب بھی پیش نظر رکھتا ہوں اور ان کے اعمال حسنہ کا بھی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی

خوبی ایسی بھی ہو جس کا مجھ کو علم نہیں اور وہ حق تعالیٰ کو پسند ہو اور اپنے اندر عیب ہیں اور ان پر مواخذہ ہو اس استحضار کے بعد اپنے کمال یا قبول کا متیقن تو نہیں ہوتا مگر ان کی عظمت بھی قلب میں کسی طرح نہیں آتی۔ اسی طرح درس یا وعظ میں اپنا درس و وعظ پسند آتا ہے اور حضرات کا خصوص بعض کا تو بالکل ناقص معلوم ہوتا ہے غرض یہ کبر ہے اس کے ازالہ کی تدبیر فرما کر دستگیری فرمائی جاوے؟

تحقیق: یہ کبر نہیں جو احتمال متحضر ہوتا ہے وہ ازالہ کبر کے لیے کافی ہے مگر یہ اعتقاد کبر کا علاج ہے اور ضرورت ہے عمل کبر کے علاج کی بھی عمل کبر یہ ہے کہ برتاؤ تحقیر کا ہو وہ علاج یہ ہے کہ ان میں جو اہل حق ہیں ان کو مدح زبان سے اور اکرام برتاؤ سے کیا جاوے اور جو اہل باطن ہیں ان کی بلا ضرورت محض مشغلہ کے طور پر غیبت وغیرہ بالکل نہ کی جاوے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حال: (المعروض) کبر میں تو ایک اعتقاد ہے اور ایک عمل اس کے سوا باقی رذائل میں مثلاً حسد ایک درجہ عمل اور دوسرا اس کا منشاء اور وہ منشاء عقیدہ تو نہیں ہوتا ایسی ہی حب مال حب جاہ ایک تو ان کے مقتضی پر عمل ہے اور اس عمل کا منشاء وہ بھی عقیدہ نہیں مثلاً انا افضل من فلان اس قضیہ کے ساتھ علم ہے یہ علم جزم ہے اور انا اَحسدُ اس قضیہ کے ساتھ عقیدہ نہیں گو قلب میں حسد کی کیفیت ہے اور بعد تفکر اس قول کی تصدیق ہوتی ہے لاکن یہ علم جزم نہیں بلکہ اس کا منشا جزم ہے اس سمع خراشی سے مطلوب یہ ہے کہ احقر یہ سمجھا ہے کہ کبر میں تو علم جزم ہے اور حسد اور حب مال حب جاہ غیبت وغیرہ کیفیات خاصہ جو منشا ہوتی علوم کے وہ جزم ہیں ان کے بعد علوم جزم نہیں احقر کا یہ فہم غلط ہے یا درست ہے؟

تحقیق: یہ علوم جو کہ معصیت ہیں ناشی ہیں ان رذائل سے نہ کہ مناشی اور جو علوم مناشی ہیں ان رذائل کے وہ معاصی بھی ہیں مثلاً حسد میں انا احق بالنعمة من فلان اور حب مال و جاہ میں المال والجاہ احق ان یطلبا ویرغب فیھما. پس علوم مناشی سب جگہ معصیت ہیں اور علم ناشی کبر میں بھی معصیت نہیں مثلاً ان متکبر بلکہ یہ تو اپنے عیب کا علم ہے۔ (النورص ۶۴۲)

بہانہ نفس کا علاج

حال: اول شب میں کچھ ایسی تکلیف ہو جاتی ہے کہ وقت پر آنکھ نہیں کھلی ہے اس شکایت

پر حضور نے تحریر کیا تھا کہ کسی وقت دن میں ادا کرلیا کرو لہٰذا مجھ کو فرصت عصر کے بعد ملتی ہے کیا حکم ہے حضور کا یہ بھی خیال آتا ہے کہ نفس کو اچھا بہانہ ہو جاوے گا جو غیر وقت کام کیا جائے؟

تحقیق: کیا بہانہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور کیا یہ نفس کا بہانہ نہیں کہ اس حیلہ سے وہ کام سے بچنا چاہتا ہے۔ (النور ص ۶۴۰)

غصہ کا علاج

حال: حضور غصہ کے مقتضے پر عمل تو یقیناً بالاختیار ہی ہے لاکن شدت ہیجان میں مقاومت میں بہت تکلیف ہوتی ہے؟

تحقیق: مغضوب علیہ کو اپنے پاس سے جدا کر دیا جاوے یا اسکے پاس سے خود جدا ہو جائیں اور فوراً کسی شغل میں لگ جائیں۔ (النور ص ۶۴۰)

حسن پرستی کا علاج

حال: پہلے تو بندہ کی یہ حالت تھی کہ (خدانخواستہ) جب کسی خوبصورت لڑکے کو دیکھ لیتا تو جی چاہتا کہ اس سے بدفعلی کروں لیکن اب اتنی خباثت ضرور ہے کہ دیکھنے کے بعد نفس کا رجحان خود بخود ان کی جانب ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کی جانب ہر وقت دیکھتا رہوں؟

تحقیق: علاج یہی ہے کہ بزرگوں کے تذکرہ کی کتابیں پابندی سے دیکھو اور کسی وقت خلوت میں معاصی پر جو وعیدیں اور عقاب وارد ہوا ہے اس کو سوچا کرو اور وسوسہ معصیت کے وقت بھی ایسی ہی استحضار کی تجدید کرلو انشاء اللہ تعالیٰ نفس سے تقاضا جاتا رہے گا اور اگر خفیف میلان ہو تو اس کا مقابلہ ہمت سے کرو بدون ہمت کے کوئی تدبیر کافی نہیں۔ (النور ص ۶۴۱)

وسوسہ حب مال کا علاج

حال: جائیداد کے متعلق چند باتیں دریافت طلب ہیں جس وقت اس کا بیع نامہ ہو گیا تو بہت خوشی ہوئی تھی حتیٰ کہ رفتار میں ایک قسم کا تبختر محسوس ہوتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشی حدود سے زائد ہے اس واسطے بالقصد اس رفتار کو بدلا اور وہاں جا کر دو نفل پڑھ کر دعا مانگی:

اللّٰھم لاتجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا غایۃ رغبتنا اور

اللّٰھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لمامنعت

پھر کئی دن تک وہاں نہ گیا اس میں کیا بات اصلاح طلب ہے اور کیا اصلاح ہے اور یہ خیال ہوا کہ اتنے کی زکوٰۃ اب نہ دینا پڑے گی اس سے دل میں خوشی کا اثر محسوس ہوا یہ حب مال ہے یا نہیں؛ یہ بھی ہوا کہ تقریباً ایک مہینے کی کوشش کے بعد بیع نامہ ہوا تو دل میں عجلت تھی کہ قبل اس کے کہ زکوٰۃ کا وقت آوے بیع نامہ ہوجاوے تو اچھا ہے احقر زکوٰۃ کا حساب اخیر یوم ذی الحجہ میں کرتا ہے غور کر کے دیکھا تو یہ تو نہ تھا کہ اگر تاریخ زکوٰۃ کی آجاوے اور بیع نامہ نہ ہوا ہو تو زکوٰۃ ادا کرنے میں طیب خاطر میں کچھ کمی ہو مگر کچھ عجلت ضرور تھی اور یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ تاریخ زکوٰۃ سے پہلے بیع نامہ ہوجاوے؛ یہ کیا ہے اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں اور جب سے بیع نامہ ہوا ہے ایک قسم کا بھروسہ اس پر قلب میں ضرور محسوس ہوتا ہے گو اس پر بھی اطمینان ہے انشاء اللہ کہ اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو اب بھی اس کا ہاتھ سے نکل جانا یا کرایہ پر نہ چلنا سب کچھ ممکن ہے دراصل بندہ نے اس کو اس غرض سے خریدا ہے کہ نہ معلوم کیا اتفاق ہے اگر مجھے موت آجاوے تو بال بچے کسی کی دست نگر نہ ہوں اور کچھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب سے بیع نامہ ہوا ہے مطب کی آمدنی کم ہوگئی اس کی احقر کو پرواہ تو نہیں بلکہ یہ دعا مانگا کرتا ہے "**اللّٰھم اکفنی کل ھم من حیث شئت ومن این شئت**" صرف خیال یہ ہے کیا اس میں کوئی گناہ اور مفسدہ تو نہیں جس کا یہ اثر ہو۔

تحقیق: الحمدللہ اس میں نہ کوئی مفسدہ ہے نہ گناہ ہے یہ سب آثار حب مال کے تو ہیں مگر یہ حب طبعی ہے جو کہ مذموم نہیں نہ کہ حب اعتقادی یا عقلی جو کہ مذموم ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح فارس و مشاہدہ غنائم کے وقت یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ آپ کا ارشاد ہے:

"**زین للناس حب الشھوات الایہ (جعل المزین ھو اللّٰہ تعالٰی وھو احد وجوہ الایۃ)** جب آپ نے یہ حب پیدا کی ہے تو فطری ہوئی اس لیے ہم اس کے ازالہ کی درخواست نہیں کرتے کہ جلیات نہیں بدلہ کرتے۔ البتہ اس کی درخواست کرتے ہیں کہ اس حب کو اپنی حب میں معین فرما کر یہ اسباب طاعت میں سے ہوجائے اور موانع طاعت کے لیے (جیسے ناداری کی پریشانی وغیرہ) یہ سد باب ہوجاوے کہ جبلیات ان کے مضرت ہونا یہی ان کی تعدیل اور یہی مامور بہ ہے (اس میں اپنے ضعف اور حکمت تخلیق مال کی طرف بھی اشارہ

آیت میں: "قل ان کان آباؤکم وابناء کم الٰی قولہ تعالٰی احب الیکم من اللہ ورسولہ (علق الوعید بالاحبیۃ لا بالحب)" البتہ اس حب طبعی کے آثار بعض اوقات منجر ہو جاتے ہیں بعض غوائل کی طرف سو اس کا وہی تدارک ہے جو آپ نے کر لیا۔ فھنیئاً لکم العلم والعمل واللہ اعلم۔

عمل کا مقصود ہونا

حال: کوئی محمود کیفیت راسخ نہیں؟

تحقیق: رسوخ کی طرف التفات نہ فرمایا جاوے رسوخ سے مقصود عمل ہے عمل سے رسوخ مقصود نہیں اگر عمل بلا رسوخ ہوتا رہے مقصود حاصل ہے۔ (النور ص ۱۶۴)

وساوس کا علاج اور دعاء کی حقیقت

روزگار کی قلت کا اثر جیسا عام دنیا پر ہے ویسا ہی یا اس سے کسی قدر زائد مجھ پر بھی ہے خیال طبیعت میں یہ آتا ہے کہ دنیا کی راحت مال سے ہے مال کی طلب جائز یا ناجائز طریقہ سے جیسے ہو سکے کرنی چاہیے وظائف میں وقت دینے سے اور اس پر صبر کرنے سے دنیا کی راحت و آسانی ہرگز حاصل نہ ہو گی اس کے علاوہ ہفوات و واہیات خیالات گزرتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مجھ سے گناہ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں یہ ان کی سزا ہے پھر شیطان یہ جواب دیتا ہے اور دنیا بھی تو گناہ کرتی ہے ان کی حالت ایسی کیوں نہیں اس کا جواب مجھے نہیں آتا؟

للہ میری اس حالت زار پر رحم فرما کر دعا بھی فرماویں اور کوئی تجویز جو میرے لیے مناسب ہو تحریر فرماویں اگر توسیع روزگار کے لیے کوئی وظیفہ مناسب حال خاکسار تجویز فرماویں تو عنایت ہو گی؟

جواب: علاج کلی اور مفید تو یہی ہے کہ ان وساوس کو اعتقاداً برا سمجھا جاوے اور ان کے مقتضا پر عمل نہ کیا جاوے یہ از خود دفع ہو جائیں گے اور اگر دفع بھی نہ ہوں تو کچھ مضر نہیں بلکہ یہ ایک گونا مجاہدہ ہے جس سے عمل کا اجر بڑھتا ہے لیکن اگر ان وساوس کی وجہ فساد ہی معلوم کرنے کا شوق ہو تو مجملاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ مقصود اعمال صالحہ سے راحت دنیا نہیں ہے بلکہ راحت آخرت ہے اور اس کا مدار جو فضل و رحمت ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اعمال کو

دخل نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ ملے گا تو عمل ہی سے لیکن جتنا ملے گا اتنا اثر اعمال میں نہیں وہ فضل ورحمت کا اثر ہے لیکن جو عمل ہی نہ کرے گا وہ قانوناً اس فضل ورحمت سے بھی محروم رہے گا باقی طبیعت کا لگنا یہ شرط قبول نہیں ہے اگر دوا پینے میں طبیعت نہ لگے تب بھی اس کی خاصیت یعنی صحت مرتب ہوگی۔ رہی دعا وہ ضرور قبول ہوتی ہے مگر اس کے قبول ہونے کی وہ حقیقت ہے جو مریض کی اس درخواست کی منظوری کی حقیقت ہے کہ کسی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل سے کر دیجئے اور وہ فوراً علاج شروع کر دے مگر مسہل اس کی حالت کے مناسب نہ تھا اس لیے دوسرے طریق سے علاج شروع کر دیا' اس کو کوئی یوں نہیں کہہ سکتا کہ طبیب نے جب مسہل نہیں دیا تو مریض کی درخواست کو منظور نہیں کیا' اسی طرح اصل مطلوب دعا سے حق تعالیٰ کی توجہ خاص ہے اور عبد نے جو طریق معین اختیار کیا ہے یہ بھی مقصود نہیں بلکہ مقصود کا محض ایک طریق ہے جیسے اس مقصود کے اور بھی طرق ہیں لہٰذا وہ جس طریق سے توجہ خاص فرماویں وہ اجابت دعا ہی ہے خواہ وہ عبد کا مجوزہ طریق ہو یا حق تعالیٰ کا مجوزہ طریق ہو یہ تو طاعات وحاجات میں کلام ہے باقی معاصی کا ارتکاب جو موصل الی النار ہو وہ ایسا ہے جیسے مریض کو بد پرہیزی سے لذت ملتی ہے اور اس سے صبر کرنے میں لذت فوت ہوتی ہے لیکن جو شخص جانتا ہے کہ لذت مقصود نہیں صحت مطلوب ہے وہ صبر کرے گا اسی طرح جس شخص کو نجات آخرت مقصود ہے وہ راحت دنیا کو مقصود نہ سمجھے گا' رہی سزا گناہ کی کسی کو یہاں ملتی ہے کسی کو وہاں اور جو تجویز مناسب بلکہ واجب بھی ہے کہ طاعات میں حتی الامکان مشغول ہوں معاصی سے مجتنب رہیں اور مقصود صرف رضائے حق کو سمجھیں خواہ اس کا ظہور یہاں ہو یا وہاں ہو اور ایسی حالت میں روزگار کا وظیفہ پڑھنا وساوس میں اضافہ کرنا ہے۔ (النور ص ۶۳۲)

جز دوم ختم شد

جلد دوم

روحانی امراض کی اصلاح کے لئے
تیر بہدف ہزاروں الہامی اصلاحی نسخے

روحانی معالج

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

تلخیص ''تربیت السالک'' مع اضافہ جدیدہ
برصغیر کے عظیم روحانی مطب ''خانقاہ امدادیہ اشرفیہ''
تھانہ بھون کا فیضان عام... جہاں زندگی کے ہر شعبہ کے
ہزاروں افراد نے اپنی اصلاح کرائی اور بھٹکی ہوئی
انسانیت واصل بحق ہوئی روحانی امراض سے
متعلق سوالات کے الہامی جوابات

تبویب
اُستاد العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ
(بانی جامعہ خیر المدارس ملتان)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ
عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف رحمہ اللہ
عارف باللہ حضرۃ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ
جیسے اکابر خلفاء کرام کی خط وکتابت کا اضافہ

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240)

روحانی معالج

ملخص تربیت السالک

جلد دوم

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ
کی خدمت میں لکھے گئے روحانی بیماریوں کے متعلق
ہزاروں سوالات کے الہامی جوابات

تبویب
استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ
(بانی جامعہ خیر المدارس ملتان)

تلخیص
صوفی محمد اقبال قریشی مدظلہ
خلیفہ مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
وحضرت اقدس الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

رُوحانی مُعالج

تاریخ اشاعت............ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

ناشر..................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت..............سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ... چوک فوارہ... ملتان　　مکتبہ رشیدیہ......راجہ بازار......راولپنڈی

ادارہ اسلامیات........انارکلی........لاہور　　یونیورسٹی بک ایجنسی....خیبر بازار......پشاور

مکتبہ سید احمد شہید......اردو بازار......لاہور　　ادارۃ الانور........نیوٹاؤن......کراچی نمبر 5

مکتبہ رحمانیہ......اُردو بازار ...... لاہور　　مکتبہ المنظور الاسلامیہ....جامعہ حسینیہ...علی پور

119-121- HALLIWELL ROAD　ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)　(ISLAMIC BOOKS CENTERE

عرض مرتب

تربیت السالک حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی وہ مجددانہ مقبول عوام وخواص تصنیف ہے جس کے مطالعہ کی ترغیب حضرت حکیم الامتؒ خود کتاب کی طباعت سے پہلے دیتے تھے چنانچہ ایک مسترشد خاص کو تحریر فرماتے ہیں۔

تربیت السالک کے بعض حصص الامداد میں چھپے ہیں اور بعض قلمی ہیں سب دیکھ لیجئے۔ (تربیت السالک) اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا راہ ولایت معلوم کرنے کیلئے تربیت السالک ہے۔ (خاتمۃ السوانح)

تبویب تربیت السالک دو ضخیم جلدوں میں 2360 صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے اخی فی اللہ برادر محترم حضرت الحاج مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب ملتانی مدظلہ کے دل میں یہ بات القاء کی کہ دور حاضر میں ان ضخیم جلدوں کا مطالعہ عدیم الفرصت طالبین وسالکین سے مشکل ہے ان علوم ومعارف وحکم کو ایک جلد میں سمانے کی کوشش کی جائے۔ سوالات مختصر کئے جائیں۔ اسی طرح جوابات میں ذاتی معاملات (ادعیہ وغیرہ) کو حذف کیا جائے۔ مکررات درج نہ کئے جائیں وغیرہ اس طرح ان میں اختصار ہو جائے گا یہ کہہ کر انہوں نے دونوں جلدیں میرے پاس بھجوا دیں۔ کئی روز دعائیں کرتا رہا اور مطالعہ کرتا رہا۔ اس کے بعد شرح صدر ہوا تو ازحد نافع محسوس ہوا جو کچھ ہو سکا پیش خدمت ہے حق سبحانہ وتعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائیں اور ناشر و ناکارہ کیلئے ذریعہ نجات بنائیں۔

دعاؤں کا ازحد محتاج

بندہ محمد اقبال قریشی غفرلہ

يَا فَتَّاحُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ا ب ت ث ج ح خ د ذ

ر ز س ش ص ض ط ظ

ع غ ف ق ك ل م ن

و ہ لا ء ی ے

کتبہ اشرف علی محمد صفی

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ مجاز صحبت حافظ عبدالولی رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے
محمد صفی کی بسم اللہ کرانے کی درخواست کی تو حضرت نے یہ تختی لکھ کر بھیج دی کہ اس پر بسم اللہ کرا لیجئے
یہ مجھ سے بسم اللہ کرانے کے قائم مقام ہوگا۔ ہم اس تختی کا فوٹو افادہ عام کے لئے شائع کر رہے ہیں
تاکہ ہر بچہ کو یہ سعادت مل سکے۔ (حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ)

نوٹ: اگر اب بھی کوئی اپنے بچے کی بسم اللہ اس پر کرالے تو باعث برکت ہے۔

عکس تحریر: حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

[illegible]

عکس تحریر: حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

[illegible]

جدید اضافہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں آپ کے اکابر خلفاء کرام رحمہم اللہ کے اصلاحی خطوط اور حکیم الامت رحمہ اللہ کے جوابات

فہرست عنوانات

جدید اضافہ اکابر خلفاء کے خطوط اور اُن کے جوابات

بسم الله الرحمن الرحيم

رُوحانی مُعالج

ملخص

تربیت السالک

(جز سوم)

باب ۱

بیعت وصحبت شیخ

رنگ کے اختلاف کی وجہ سے بعض مشائخ کی طرف کشش کا ہونا

حال: کچھ روز سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کو دل چاہ رہا ہے مگر اس میں بھی ایک عجیب بات ہے حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ قریب ہیں وہاں دل نہیں چاہتا یہاں تک کہ کبھی کبھی نظام الدین مولوی محمد الیاس صاحب کے یہاں جانا ہوتا ہے گویا اس بستی تک جاتا ہوں مگر درگاہ میں جانے کو کچھ دل نہیں چاہتا، خدا معلوم اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: یہ تفاوت مناسبت کے تفاوت سے ہے۔ حضرت قطب صاحبؒ پر ترک تعلقات کا خاص رنگ غالب تھا جو حضرت نظام الاولیاء کے رنگ سے جدا تھا۔ جن احباب کو مجھ سے زیادہ مناسبت ہے وہ اس رنگ سے زیادہ قریب ہیں جو قطب صاحبؒ پر غالب تھا اس لیے کشش میں تفاوت ہے۔ (النور جمادی الاول ۱۳۵۱ھ)

جو مضمون سمجھ میں نہ آئے اس میں رائے نہ چاہیے

حال: کتاب ''سراج المجالس''، جس میں ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ ہیں دیکھ رہا ہوں؟ تحقیق: اللہ تعالیٰ نافع فرمادے لیکن کوئی مضمون اگر سمجھ میں نہ آئے اس میں رائے قائم نہ فرماویں۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

مرید کو پیر کے بتلائے ہوئے ورد میں کمی بیشی کرنا صورت مخصوص میں جائز ہے

حال: کسی مرید کو اس کے پیر یا مرشد نے ایک تعداد معین میں پڑھنے کے لیے ایک ورد بتایا ہے، کیا مرید اس ورد کی تعداد میں کمی بیشی یا اور کسی طرح کا ردو بدل اپنی عقل سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: اس عدد میں اگر کوئی خاصہ ہے تجربہ سے یا اور کسی دلیل صحیح سے تو اس میں کمی بیشی و تغیر تبدل سے وہ خاصہ فوت ہو جائے گا مگر معصیت نہیں اور اگر کوئی خاصہ بھی نہیں محض انتظام و انضباط کی بناء پر تعیین کی گئی ہے تو فوت خاصہ کا بھی ضرر نہیں بشرطیکہ تغیر و تبدل میں معنی وغیرہ کا فساد لازم نہ آوے، باقی شیخ کی تجویز کو مثل حکم شارع کا سمجھنا یہ حدود سے خروج ہے۔ کما قال تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (الآیۃ) (النور رمضان ۱۳۵۴ھ)

رسالہ الاعتدال فی متابعۃ الرجال

(از: مولوی عبدالماجد دریابادی)

شیخ کے اتباع کامل میں شرک فی النبوت کا تفصیلی جواب

حال: شیخ کے اتباع کامل کے متعلق جناب نے اس والا نامہ میں بھی ارشاد فرمایا (اس سے پہلے کا ایک خط مراد ہے) اور اس کے علاوہ بارہا زبان مبارک سے بھی سنا اور دوسرے بزرگوں کے ہاں بھی اس کی تاکید دیکھی لیکن اپنے نفس کی شرارت سمجھی جائے یا جو کچھ بھی پوری تشفی جیسی اور بیسیوں مسائل میں زبان مبارک سے سننے کے بعد ہو چکی ہے اس مسئلہ میں نہیں ہوئی۔ شبہ اتباع میں نہیں، اتباع کامل میں پیدا ہو جاتا ہے دل یہی کہنے لگتا ہے کہ یہ صورت تو شرک فی النبوت کی سی ہوگی؟

تحقیق: غالباً میرے کل معروضات اس کے متعلق آپ کے ذہن میں اس لیے جمع نہ رہے کہ شاید ایک جلسہ میں کبھی مجتمعاً بیان نہیں کیے گئے اب اس کا ملخص مجموعاً عرض کرتا ہوں۔ یہ اتباع نہ عقائد میں ہے نہ کشفیات میں نہ جمیع مسائل میں نہ امور معاشیہ میں، صرف طرق تربیت و تشخیص امراض و تجویز تدابیر اور ان مسائل میں ہے جن کا تعلق اصلاح و تربیت باطنی سے ہے وہ بھی اس وقت تک جب تک کہ ان کا جواز مرید و شیخ کے درمیان متفق علیہ ہو اور اگر اختلاف ہو تو شیخ سے مناظرہ کرنا تو خلاف طریق ہے اور امتثال امر خلاف شریعت ہے۔ ایسی صورت میں ادب جامع بین الادبین یہ ہے کہ علماء سے استفسار کر کے یا اپنی تحقیق

سے حکم متعین کر کے شیخ کو اطلاع کرے کہ میں فلاں عمل کو جائز نہیں سمجھتا اور ہمارے سلسلہ میں اس کی تعلیم ہے مجھ کو کیا کرنا چاہیے' اس پر اگر شیخ پھر بھی وہی حکم دے تو اس شیخ کو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر وہ ترک کی اجازت دے تو یہ بھی اس کی متابعت ہے یہ معنی ہیں اتباع کامل کے یعنی جو مرض نفسانی اس نے تجویز کیا ہو یا جو تدبیر اس نے تجویز کی ہو یا جو عمل مشروع جس کا مشروع ہونا شیخ و مرید میں متفق علیہ ہو' تجویز کیا ہو ان چیزوں میں اتباع کامل کرے ذرا بھی اپنی رائے کو دخل نہ دے اور باقی امور میں اتباع مراد نہیں۔ امید ہے کہ سب شبہات کا جواب ہو یا ہو گا اگر کوئی جزئی باقی ہو تو تعیین و تصریح کے ساتھ تحریر فرمائیے۔

خلاصہ مبحث کا اس باب میں یہ ہے کہ اتباع کا محل اور قیود اور حیثیت معلوم نہ ہونے سے یہ سب شبہات پیدا ہوئے ہیں میں اس کا محل و قیود و حیثیت متعین کیے دیتا ہوں۔ سو محل تو اس کا صرف شیخ کی خاص تعلیمات قولیہ ہیں جن کا تعلق تربیت و اصلاح باطن سے ہے اور قید اس کی یہ ہے کہ وہ فعل جس کی تعلیم کی جا رہی ہے شرعاً جائز ہو جس کا جواز طالب کے اعتقاد میں بھی ہو اور حیثیت اس کی شیخ و مصلح ہونا ہے یعنی مصلح ہونے کی حیثیت سے صرف تعلیمات سلوک میں اس کے اقوال پر عمل کرنا شرط نفع ہے۔ اب ان قیود کے فوائد احترازیہ بتلاتا ہوں تعلیمات قولیہ کی قید سے خود شیخ کے افعال بھی نکل گئے' خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز ہوں جیسے شیخ پانچ سو رکعتیں روزانہ پڑھتا ہو یا صوم داؤدی ہمیشہ رکھتا ہو اس میں اتباع ضروری نہیں اور خواہ وہ افعال طالب کے اعتقاد میں جائز نہ ہوں خواہ مختلف فیہ ہونے کے سبب جیسے شیخ فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہو اور طالب اس کو مکروہ جانتا ہو اور خواہ شیخ غلطی سے اس فعل ناجائز میں مبتلا ہو جیسے غیبت کرتا ہے اس میں اتباع جائز بھی نہیں اور اسی قید سے شیخ کے کشفیات نکل گئے۔ خصوص جبکہ طالب کا کشف اس کے خلاف ہو اسی طرح جمیع مسائل اصولیہ و فرعیہ جن کا تعلق تربیت سے نہیں خارج ہو گئے البتہ ان میں جو امور شرعاً بھی ضروری ہیں وہ لازم العمل ہیں۔ گو شیخ بھی نہ کہے اور اگر شیخ حکم دے تو یہ حکم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی حیثیت سے ہو گا' مصلح ہونے کی حیثیت نہ ہو گا اور ان میں خلاف کرنا شریعت کی مخالفت ہو گی نہ شیخ کی مخالفت۔ البتہ مخالفت شریعت کی بناء پر شیخ

ایسے طالب سے قطع تعلق کر سکتا ہے اور یہ قطع تعلق شیخ کے ساتھ خاص نہیں ہر مسلمان کو اس کا حق حاصل ہے۔ سو اس کا تعلق مسئلہ متابعت شیخ سے کچھ نہیں اسی طرح اس قید سے امور معاشیہ نکل گئے۔ مثلاً شیخ کسی طالب سے کہے کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ میرے لڑکے سے یا اور کسی سے کردو یہ بھی متابعت کا محل نہیں اور قید جواز کا فائدہ یہ ہے کہ شیخ جس چیز کی تعلیم کرتا ہے وہ اگر شرعاً ناجائز ہو اس میں اتباع جائز بھی نہیں خواہ اجماعاً ناجائز ہو جیسے کوئی معصیت خواہ اختلافاً ناجائز ہو جیسے مسائل مختلف فیہا کی کوئی خاص شق جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں اور اسی تقریر میں ضمناً حیثیت کا فائدہ بھی مذکور ہو گیا۔ اب اس کے متعلق سب سوال حل ہو گئے' سو یہ تو طے ہو گیا کہ بعض امور محل متابعت نہیں جن میں بعض میں تو متابعت واجب نہیں جیسے امور معاشیہ اور بعض میں جائز بھی نہیں خواہ ان کا عدم جواز متفق علیہ ہو جیسے معاصی خواہ مختلف فیہ ہو جیسے مسائل اختلافیہ جو طالب کے اعتقاد میں جائز نہیں۔

اب یہ بات باقی رہی کہ جو امور محل متابعت نہیں اس میں اگر شیخ حکم دے اگر وہ شرعاً جائز اور طالب کی قدرت میں ہیں تو مروت کا مقتضا یہ ہے کہ ان میں متابعت کرے جیسے کوئی اپنا ذاتی کام یا کوئی خاص خدمت کرنے کی فرمائش کرے اور اگر وہ شرعاً ناجائز ہے خواہ واقع میں بھی خواہ اس کے اعتقاد میں تو ادب سے عذر کرے۔ اگر وہ اصرار کرے تو اس سے تعلق قطع کر دے مگر گستاخی وایذاء کا معاملہ کبھی نہ کرے یہ تو اس وقت ہے جب وہ خلاف شرع کا حکم دے اور اگر طالب کو ایسا حکم نہ دے مگر خود کسی لغزش میں مبتلا ہو اگر اس میں تاویل کی گنجائش ہے تو تاویل کر لے اور اس سے قطع تعلق نہ کرے اور اگر تاویل کی گنجائش نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر احیاناً اس کا صدور ہو جاتا ہو تو بشریت اور احتمال توبہ پر محمول کر کے تعلق قطع نہ کرے اور اگر اصرار بمعنی اعتیاد ہے نہ بمعنی جمود وعدم مبالاۃ تو اگر وہ صغیرہ ہے تو قطع تعلق نہ کرے اور جو کبیرہ اور فسق وفجور یا ظلم وخیانت کے درجہ میں ہے تو تعلق قطع کر دے مگر ان سب حالات میں اس کے لیے دعائے صلاحیت کرتا رہے کہ حقوق احسان میں سے ہے' ارادہ تھا خلاصہ کو مختصر لکھنے کا مگر وہ اصل سے بھی زیادہ مبسوط ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ اس وقت بے ساختہ ذہن میں آیا کہ اس تحریر کا ایک لقب تجویز کر دیا جائے۔

الاعتدال فی متابعۃ الرجال۔ (النور شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

نوٹ: اس کے متعلق بقیہ مضمون باب ششم میں درج ہے۔

مرید کو شیخ سے مناظرہ نہ چاہیے مشورہ خیر خواہانہ

چونکہ آپ سے دوسرا تعلق بھی ہے جس کا درجہ اور حکم اور پر مریض اور طبیب کی مثال میں منقح ہوا ہے اور اساس اس تعلق کا نصح محض وخلوص محبت ہے اس لیے ضرورت کے سبب مطلع کرتا ہوں کہ یوں تو آپ کی طبیعت میں پہلے ہی سے عنوان خطاب میں آزادی و بیبا کی وخشکی ہے جو میرے مذاق کے خلاف ہے مگر اس اختلاف کو اختلاف فطری پر محمول کر کے کبھی اثر نہیں لیا اور جواب میں اپنے مذاق کے موافق حدود وادب کی رعایت رکھی جو آپ کے ذمہ تھی اور میرے ذمہ نہ تھی مگر تعلقات پر نظر کر کے حقوق ادا کیے لیکن چند روز سے میں اندازہ کرتا ہوں کہ یہ صفت جس کو آپ صفائی کہہ سکتے ہیں بڑھ گئی اور بڑھتی جاتی ہے جس کا سبب میرے نزدیک تاریخ کا مطالعہ ہے اور اس پر وثوق جس سے علاوہ آزادی کے ایک رنگ دعویٰ کا بھی پیدا ہو گیا اور یہ سمجھنا میرا ذوق ہے اور اگر یہ میرا ذوق صحیح نہیں تو اس خیال کا منشاء میرا افساد مذاق یا اختلاف مذاق ہو سکتا ہے بہر حال دونوں کے مذاق میں اختلاف بعید ہو گیا اور یہ مانع ہے ان فوائد سے جو مقصود ہیں اس تعلق سے۔ اس لیے خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر ان تحقیقات کی خدمت مجھ سے لی جاوے تو تعلق اصلاح کسی اور جگہ پیدا کیا جاوے۔ پھر آپ کے سوالات کو ایسی نظر سے دیکھوں گا جیسے عام اہل علم سے مکاتبت ہوتی ہے اور انقباض بالکل نہ ہوگا اور بجائے رعایت ادب کے ضابطہ بھی برتوں گا اور اگر اس تعلق کے ابقاء کو مصلحت سمجھا جاوے تو ان تحقیقات کو جس میں مناظرہ کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے بالکل حذف کیا جاوے یہ دونوں متضاد ہیں جو جمع نہیں ہو سکتے۔ (النور شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

شیخ کی محبت کا حق تعالیٰ کی محبت پر غالب ہونیکا ازالہ

حال: حضور کے ساتھ غلبہ محبت کا آج کل یہ حال ہے کہ معلوم ہوتا ہے دل میں سوائے آپ کی محبت کے اور کوئی محبت نہیں ہے اور نہ کسی دیگر شخص کا خیال ہے آپ کو بحیثیت اپنے شیخ کے صاف لکھنا زیادہ بہتر ہوگا یعنی ان دنوں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی کم محسوس کرتا ہوں؟

تحقیق: یہ شبہ صحیح نہیں۔حق تعالیٰ کی محبت میں شان عقلیت غالب ہوتی ہے اور اپنے مجانس کی محبت میں شان طبیعت غالب ہوتی ہے اور سرسری نظر میں محبت عقلی محبت طبعی کے سامنے ضعیف و مضمحل معلوم ہوتی ہے اس سے وہ شبہ ہو جاتا ہے حالانکہ امر بالعکس ہے۔ چنانچہ اگر اسی محبوب طبعی سے (نعوذ باللہ) حق تعالیٰ کی شان کے خلاف کوئی معاملہ قولی یا فعلی صادر ہو تو وہی محبوب فوراً مبغوض ہو جاوے جس سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کی ہی محبوبیت غالب ہے۔(النور صفر ۱۳۵۴ھ)

بعد بیعت محبت کے ساتھ رعب کا نہ ہونا مبارک حالت ہے

حال: چونکہ حضور نے ایک روز مجلس میں ارشاد فرمایا تھا کہ مبتدی کو سب جزئیات کی اطلاع دینا لازم ہے اس لیے عرض ہے کہ بعد بیعت کے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ قبل بیعت کے حضور سے محبت تھی مگر رعب معلوم ہوتا تھا مگر اب بعد بیعت کے محبت تو الحمدللہ بہت ہے مگر رعب مطلق نہیں معلوم ہوتا ہے' طبیعت میں شوخی معلوم ہوتی ہے اور ہر وقت خواہش ہوتی ہے کہ خوب باتیں حضور سے کیا کروں؟

تحقیق: مبارک حالت ہے وہ پہلی حالت بھی مبارک تھی اس طریق میں جو حالت غیر اختیاریہ پیش آوے خیر محض ہے اور اس میں بے حد مصالح و منافع ہوتے ہیں جو اس وقت تو سمجھ میں نہیں آتے مگر آگے چل کر ایک وقت میں سب خود بخود سمجھ میں آنے لگتے ہیں۔(النور صفر ۱۳۵۴ھ)

دلی تعلق شیخ سے انفع ہے

حال: اب تو برابر جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ کو سینہ سے لگائے رکھوں اور قدموں کو بوسہ دیتا رہوں' رات عشاء کے بعد آپ کی جانماز پر مسجد میں جہاں پر آپ کے پیر رہتے ہیں خوب اپنے سر سے لگا کر لطف رہتے رہے؟

تحقیق: دل میں تعلق کا رہنا بعض منافع میں ظاہری قرب سے انفع ہو جاتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔(النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

تجدید بیعت جائز ہے مگر تعلیم بیعت پر موقوف نہیں

حال: بعد انتقال مرشد کسی دوسرے متبع شریعت شیخ سے تجدید بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں، خلاف طریق تو نہیں؟

تحقیق: تجدید بیعت ایسی حالت میں گو جائز ہے اور خلاف طریق بھی نہیں لیکن حاجت بھی نہیں البتہ اگر تعلیم کی ضرورت ہو تو بدوں بیعت ہی کسی سے سلسلہ تعلیم کا جاری کر دیا جاوے، کوئی نفع اور برکت بیعت پر موقوف نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

مجاز کو بیعت کرنے سے شرم آنا مانع بیعت نہ ہونا چاہیے

حال: یکے از مجازین۔ اگر کوئی میرے پاس بیعت ہونے آتا ہے اپنے حال پر نظر کر کے از حد شرم آتی ہے کہ یہ میرے سے ہر طرح اچھا ہے میں کیا اس کو بیعت کروں؟ تحقیق: اچھی ہے۔

حال: اور کیا کروں؟

تحقیق: مرید کر لیا کریں تاکہ یہ تواضع اور زیادہ بڑھے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

مرید از خود کوئی ذکر تجویز نہ کرے

حال: بارہ تسبیح کا ذکر کرنے کو دل بہت چاہتا ہے اگر حضرت والا اجازت فرما دیں تو پڑھ لیا کروں؟

تحقیق: اگر طبیب سے کہو کہ خمیرہ گاؤزبان کو جی چاہتا ہے اجازت دے دو تو وہ کیا یہ جواب نہ دے گا کہ جب تم خود اپنے لیے تجویز کر سکتے ہو تو پھر دوسرے سے کیوں رجوع کرتے ہو، طبیب سے تجویز کرایا کرتے ہیں یا خود تجویز کر کے اس سے اجازت لیا کرتے ہیں۔ (النور جمادی الاول ۱۳۵۴ھ)

اصلاح کا طریقہ

حال: جواباً عرض ہے کہ مجھے اصلاح کا طریق نہیں معلوم میں اس سے بالکل جاہل ہوں، آپ للہ میرے لیے طریق اصلاح تجویز فرما دیں؟

تحقیق: طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس کا ایک ایک عیب ظاہر کرو اور مجھ سے اس کا علاج پوچھو اور میں جو بتلاؤں اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اطلاع دو۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

مجاز کا اپنے آپ کو ذلیل وخوار سمجھ کر تعلیم وتلقین سے رُکنا جائز نہیں

حال: ایک اور بات قابل عرض ہے حضرت نے مجھے تعلیم کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھ لے مگر حضرت میں تو اپنے آپ کو دنیا سے زیادہ ذلیل اور خوار اور نااہل سمجھتا ہوں؟ تحقیق: کیا اچھوں کو خدمت تعلیم سے محروم رکھا جاوے۔

حال: یہ کیفیت ایسی غالب ہے کہ ہر وقت ندامت میں ڈوبا رہتا ہوں بلکہ بعض وقت تو یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے اجازت نہیں دی بلکہ درحقیقت تیری نالائقی کا علاج فرمایا ہے کہ اسی سے شرمندہ ہو کر کچھ آدمیت آجاوے؟

تحقیق: سبحان اللہ یہ خیال تو کامل مقدمہ ہے اصلاح کا۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

عیوب پر مطلع ہو کر اپنے مصلح سے مشورہ لیا جائے

حال: حضرت والا بھی کوئی تدبیر تجویز فرمائیں گے کہ عیوب ومفاسد اور خبائث نفس پر اطلاع ہو؟

تحقیق: اس کی تدبیر بھی ہے۔ آئمہ طریق کے ایسے رسالے بھی ہیں جن میں عیوب کی فہرست اور معالجات بھی ہیں جیسے امام غزالیؒ کی مطول ومختصر تالیفات جن میں سے اربعین کے مطالعہ کا اکثر مشورہ دیا کرتا ہوں اس سے یہ غرض حاصل ہو جائے گی لیکن صرف مطالعہ کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ عیوب پر مطلع ہو کر اپنے مصلح سے مشورہ لیا جاوے یہ تو عیوب ونقائص پر مطلع ہونے کی تدبیر ہے باقی اس کے ساتھ اس کی بھی ضرورت ہے کہ اپنے جن محاسن پر نظر پڑتی ہے ان کے متعلق غور کیا جاوے کہ جس ہیئت سے یہ محمود یا مامور بہ ہیں آیا اسی سے مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ اگر ہیئت موجودہ ہیئت مطلوبہ کی تحقیق کی جاوے گی اس وقت منکشف ہوگا کہ مزعومہ محاسن حقیقی محاسن کی نقل بھی نہیں تو وہ نظر بھی کالعدم ہو جائے گی۔ (النور محرم ۱۳۵۷ھ)

بیعت کا موقع اس وقت ہے جب مصلح سے اتنی محبت ہو جائے کہ اس سے کسی حالت پر انقباض نہ ہو

حال: اب حضرت والا کے سابقہ گرامی نامہ کے ایک ارشاد کے متعلق عرض گزار ہوں۔

حضرت نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ کیا یہ مشورہ قبول کیا جا سکتا ہے کہ قصد بیعت ہمیشہ ہی کے لیے ترک کردیا جائے کہ نفع کا موقوف علیہ نہیں اور فائدہ (عدم بیعت میں) یہ ہے کہ اگر تعلیم مصلح خلاف مذاق ہو تو بدلنا سہل ہو اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت تو تھی نہیں کیونکہ میں اپنا قطعی فیصلہ عرض کر چکا ہوں کہ حضرت کے خلاف منشاء پر اصرار کے وہم کی بھی قلب میں قطعاً جگہ نہ ہوگی؟

تحقیق: ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ماشاء اللہ تعالیٰ مقصود کو خوب ادا کیا نہ ادا میں کمی رہی نہ ادب میں۔ اللّٰھم زد فزد. میرا مقصود اس مشورہ سے آپ کو آزاد رکھنا اور راحت پہنچانا تھا کہ کبھی تنگی نہ ہو ورنہ مجھ کو تو جس قدر ارتباط بڑھایا جاوے گا راحت ہی راحت ہے۔ اب اس مشورہ کو مسئلہ فن کے ساتھ تبدیل کرتا ہوں وہ یہ کہ اس خاص رسم کا جس کا نام عرف میں بیعت ہے موقع اس وقت ہے جب اپنے خادم دینی سے اس درجہ محبت اور طبعی تعلق ہو جاوے کہ اگر وہ سراپا نقص ہی نقص بن جاوے تب بھی خواہ اس سے اعتقاد نہ کرے یا ضعیف ہو جاوے لیکن اس سے انقباض نہ ہو اور جب تک اس کی تعلیم دل کو لگتی رہے تعلیم کا سلسلہ اس کے ساتھ جاری رکھے اور اگر تعلیم دل کو نہ لگے تو تعلیم بھی ترک کر کے اطلاع کردی جاوے تاکہ وہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو اور دوستی کا علاقہ پھر بھی اس کے ساتھ باقی رکھے۔ گو معصیت میں اس کی اطاعت نہ کرے بشرط بقائے ایمان۔

ولو ضعیفًا کما ورد فی اطاعة الامام وعدم الخروج علیه مانصهٗ السمع والطاعة علی المرأ المسلم فیما احبّ وکره مالم یؤمر بمعصیة و اذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة متفق علیه و فی حدیث آخر وعلیٰ ان لا تنازع الامر اهله الا ان تروْ کفرا بواحاً عندکم من اللّٰه فیه برهان. متفق علیه وفی روایته الامن وَلِیَ علیه والٍ فراٰهُ یأتی شیئًا من معصیة اللّٰه فلیکرهُ مایأتی من معصیة اللّٰه ولا ینزعنَّ یدًا من طاعةٍ. (رواہ مسلم)

اور خود اس مسئلہ میں بھی تحقیق طویل ہے اس مقام پر بعض فروع نقل کردیئے ہیں جو بعض احکام میں اشتراک علت سے مشابہ ہیں۔ احکامات متعلقہ امارت کے بقیہ اپنے محل میں مذکور ہیں۔ **ولیس هذا محلها.** (النور محرم ۱۳۵۷ھ)

مرشد کا خوف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے

حال: ایک عرض یہ ہے کہ جب کوئی معمولی ناغہ ہوتا ہے تو لونڈی کو زیادہ پریشانی حضرت والا کو اطلاع کے خیال سے ہوتی ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ لونڈی اس بات پر گنہگار تو نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے عتاب کے خیال کی بہ نسبت حضرت والا کی خدمت میں معمولات ناغہ ہونے کی اطلاع سے قلب پر خوف طاری ہوتا ہے؟

تحقیق: یہ خوف بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہے کیونکہ مجھ سے جو خوف ہے اس کا موجب میری ذات تو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ رہا یہ کہ پھر بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف کیوں نہیں۔ اس کی وجہ طبعی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی بھی زیادہ امید ہے جو مخلوق سے نہیں اس لیے اس میں کوئی بات نہ گناہ کی ہے نہ نقصان کی۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ)

عقلی اور اعتقادی قرار مطلوب ہے نہ کہ طبعی

حال: گزشتہ عریضہ کے جواب میں حضرت نے ایک شعر بالکل میرے حسب حال تحریر فرمایا تھا۔

گر گریزی بر امید راحتے   ہم ازاں جا پیشت آید آفتے

اور اس آفت کا حقیقی علاج بھی وہی ہے جو حضرت نے تحریر فرمایا کہ تجویز کو فنا کر کے تفویض کے دامن میں پناہ لوں۔ عقلاً خوب سمجھتا ہوں کہ راحت بھی تفویض ہی میں ہے ساتھ ہی یہ بھی تجربہ اب سالہا سال سے برابر ہو رہا ہے کہ پہلے جس طرح میری مشکل سے مشکل تجویز پوری ہو کر رہتی تھی اب آسان سے آسان بھی پوری نہیں ہوتی مگر تجویز ساز بلکہ تجویز باز طبیعت کچھ ایسی بے حیا واقع ہوئی ہے کہ اس پر بھی باز نہیں آتی جب کوئی تجویز سامنے آتی ہے جب سے حضرت نے یہ تحریر فرمایا خصوصیت سے اس سے بھاگتا اور اس کو بھگانا چاہتا ہوں مگر ہر پھر کے مسلط ہی رہتی ہے۔ نماز میں ذکر میں شغل میں بیکاری میں باکاری میں جب ذرا بھی موقع پاتی ہے اور حدیث نفس شروع کرا دیتی ہے جب طبیعت کا یہ حال ہے تو حضرت خالی عقل سے تفویض کو حق جان کر راحت تو بہر حال نصیب نہیں ہو سکتی بس تھوڑی دیر کے لیے کچھ تسلی اس سے حاصل کر لیتا ہوں، پھر وہی حال، ایک ہی بات کو اتنا

طول دے دیا مگر کیا کروں کہ حضرت کی خدمت میں خوب کھل کر عرض کیے بغیر تسلی نہیں ہوتی ؟
تحقیق: خط کیا ہے پڑھنے والے کے دل کو گھائل کرنے کو نشتر ہے۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ طبعی تسلی و قرار کی کوئی صورت نہیں مگر الحمد للہ عقلی اور اعتقادی قرار حاصل ہے۔ اب سب کا جواب یہ ہے کہ یہ ہی عقلی و اعتقادی قرار مطلوب ہے۔ یہی مامور بہ ہے اور یہی تفویض ہے جس کو عبادت سمجھ کر اختیار کیا جاتا ہے نہ کہ ذریعہ راحت سمجھ کر بلکہ عارفین کاملین نے جب تفویض میں لذت طبعہ محسوس کی تو نہایت ابتہال کے ساتھ اس لذت سے پناہ مانگی اور راز اس کے دو ہیں۔ ایک یہ کہ شوب لذت سے شبہ ہوتا ہے اخلاص کی کمی کا کہ حظ نفس کے واسطے تفویض کو اختیار کیا حق تعالیٰ کا حق سمجھ کر اختیار نہیں کیا۔ دوسرے جہاد میں دنیوی کامیابی و ناکامی کے متعلق حدیثوں میں تصریح ہے کہ اول میں اجر ناتمام اور ثانی میں اجر تام عطا ہوتا ہے۔ اسی طرح تفویض میں راحت طبعیہ ہونے سے اجر غیر کامل اور راحت نہ ہونے سے اجر کامل ملتا ہے اور اجر آخرت ہی مقصود ہے۔ پس ان دو راز کی وجہ سے عارفین نے لذت سے پناہ مانگی لیکن ہم ضعفاء کے لیے اس میں اتنی ترمیم ہے کہ ہم کو پناہ مانگنا بھی مناسب نہیں بلکہ تفویض کے ساتھ اس میں لذت و راحت کی بھی دعا مانگے اور جب تک وہ عطا نہ ہو اس عطا نہ ہونے کی حقیقت پر صبر اور اس عطا نہ ہونے کے ثمرہ پر کہ کمال اجر اور تشبہ بالمقبولین ہے شکر کیا جائے اور اسی کو وظیفہ دائمہ بنالے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ)

اپنے شیخ سے محبت اختیاری زیادہ ہونی چاہیے

حال: کہا جاتا ہے کہ اپنے شیخ کی محبت و عظمت تمام بزرگوں سے زیادہ ہونی چاہیے اور جب میں دیکھتا ہوں اور توجہ کرتا ہوں تو کھلی نگاہوں حضرت کی محبت و عظمت اپنے شیخ سے زیادہ اور مقدم پاتا ہوں؟

تحقیق: اختیاراً یا اضطراراً، اگر اول ہے تو اس کی ضد بھی اختیار میں ہے اگر ثانی ہے تو مضر نہیں۔

حال: کیا ایسی صورت میں اپنے شیخ سے نفع حاصل کر سکتا ہوں؟

تحقیق: کیا حرج ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

تھانہ بھون آنے سے قبل آپ سے زیادہ محبت اور کبھی مولانا سے اور کبھی برابر ہونا یہ کوئی مذموم حالت نہیں

حال: حضرت اقدس سے ایک مشورہ طلب ہے وہ عرض یہ ہے کہ تھانہ بھون آنے سے پہلے حضرت مولانا مولوی صاحب کے ساتھ زیادہ محبت تھی مگر جب تھانہ بھون آیا تو کبھی آپ کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہے اور کبھی ان کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی تھی اور کبھی برابر ہوتی تھی' میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

تحقیق: سمجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیا یہ کوئی مذموم حالت ہے جس کی فکر ہوئی اگر کسی تندرست آدمی کو کبھی پلاؤ کی طرف زیادہ رغبت ہو کبھی زردہ کی طرف تو اس میں کون سی بات فکر کی ہے۔

حال: بنابریں مجھ کو اپنی اصلاح مقصود ہے اس کشمکش میں ہوں کہ کیا کروں؟

تحقیق: کچھ بھی نہ کرو جو ہوتا ہے ہونے دو۔ (النور' محرم ۱۳۵۸ھ)

بیعت کی ترغیب دینا کسی کو مناسب نہیں ہے

تحقیق: اخلاص سے جو کچھ کیا گیا انشاء اللہ مقبول ہے مگر دل تو یہی چاہتا ہے جو اپنے بزرگوں کا طریقہ ہے کہ:

نباشد اہل باطن در پئے آرائش ظاہر　　　　　به نقاش احتیاجے نیست دیوار گلستاں را

اسی طرح بیعت کی ترغیب خود دینا اپنے بزرگوں کی وضع کے خلاف ہے۔ ردو قبول منجانب اللہ ہے جس میں اسباب واکتساب کا دخل نہیں۔ (النور محرم ۱۳۵۸ھ)

مصلح کے خیال سے رُکنا یہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے رُکنا ہے

حال: مولانا میں اپنے دوسرے باطنی امراض کی اس خیال (مذکورہ ذیل) سے بھی اصلاح کرتا ہوں اور مجھے اس میں کافی کامیابی حاصل ہوتی ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب کے ساتھ تعلق رکھ کر ایسی بری حالت میں قصداً رہنا بہت ہی بے مروتی ہے' مولانا یہ خیال رکھنا کیسا ہے؟ تحقیق: کیا حرج ہے۔

حال: مولانا! اللہ تعالیٰ کی وعید اور ایسے گناہوں کے بارے میں جو عذاب آیا ہے اس کی یاد کرنے سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا مذکورہ بالا خیال سے ہوتا ہے؟

تحقیق: مصلح کے خیال سے رُک جانا یہ بھی حق تعالیٰ کے خوف سے رُکنا ہے کیونکہ مصلح کا اثر بھی تو قلب میں اسی وجہ سے ہے کہ اس کو حق تعالیٰ سے تعلق ہے۔ سو اس کا ادب عین حق تعالیٰ کا ادب ہے اتنا فرق ہے کہ ایک صورت میں حق تعالیٰ کا ادب بلاواسطہ ہے ایک صورت میں بواسطہ سو اس کی وجہ ادب بالواسطہ کی قوت تاثیر نہیں بلکہ اپنا تسفل اور حق تعالیٰ کا غایت علو ہے کہ بلاواسطہ قوی مدرکہ کو وہاں تک رسائی نہیں تو یہ صورت تو زیادہ عجز و تواضع کی ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

بیعت کی خدا تعالیٰ کے قرب کیلئے ضرورت نہیں البتہ تعلیم کی ضرورت ہے

حال: بندہ نے ایک خط لکھا تھا جس میں بیعت کی درخواست کی گئی تھی اس کا جواب حضرت کی طرف سے یہ ملا تھا کہ بغیر بیعت کیے ہوئے بھی قرب خداوندی ہوسکتا ہے؟

تحقیق: میں نے بقول آپ کے یہی تو لکھا تھا کہ بدوں بیعت کے قرب خداوندی حاصل ہوسکتا ہے یہ تو نہیں لکھا تھا کہ اس کے لیے تعلیم کی بھی ضرورت نہیں، تعلیم تو اس کے لیے شرط عادی ہے پھر بھی خط کا موقوف کر دینا غلطی عظیم اور دلیل ناقہمی کی ہے۔

حال: بندہ مناجات مقبول کا ورد رکھتا ہے۔ قرآن شریف بھی پڑھتا ہے اور نماز بھی ادا کرتا ہے؟

تحقیق: یہ تو سب اعمال صالحہ ہیں مگر غذا یا دوا کے ساتھ کچھ پرہیز بھی ہوتا ہے اور خود غذا یا دوا کی قوت تاثیر کے لیے کچھ شرائط بھی ہوتی ہیں ان سے تو خالی رہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

حال: صرف بندہ کی عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں دعا فرماویں؟

تحقیق: دعا محض معین ہے اصل طریق تعلیم پر عمل ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

اپنے امراض کا فیصلہ مربی سے کرالینا چاہیے

حال: حضرت والا کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ کیا امراض کا نظر نہ آنا اور اپنے آپ کو شفایاب سمجھنا ہی مرض تو نہیں ہے اگر ہے تو علاج سے بہرہ ور فرمایا جاوے؟

تحقیق: اپنے سے زیادہ جاننے والے کو خصوصی جو اپنا مربی اور مصلح ہے حقیقت واقعہ سے مطلع کر کے اس سے فیصلہ کرایا جاوے، یہی علاج ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

فیض صحبت کا اثر

حال: حضرت کے فیضان صحبت میں جو حقائق مجھ پر ظاہر ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) پہلی چیز ذکر اللہ قلباً ولساناً علیٰ کل حال (۲) دیانت اور تقویٰ کا لحاظ ہر کام میں (۳) اہتمام ادائے فرائض باحسن وجوہ (۴) احتراز عن المعاصی کبارھا وصغارھا۔

یہی چار باتیں خلاصہ معلوم ہوئیں اور انہیں کے اہتمام میں عمر گزارنا ہے؟

تحقیق: عین عرفان ہے لیکن متن کے درجہ میں جو محتاج شرح ہے جیسا مشہور ہے کافیہ کافی است باقی دردسر۔ یعنی بانضمام شرح جامی، اس شرح کی مثالیں معروض ہیں۔

(۱) یہ حدیث النفس وکلام نفسی کے درجہ تک ہے اس کے ساتھ ضرورت فکر کی ہے خواہ اپنی اصطلاح میں اس کو ذکر کی فرد بنالی جاوے، قرآن مجید میں یذکرون اللہ کے بعد یتفکرون بھی ہے۔

(۲) ظاہراً بھی باطناً بھی کما ورد التقویٰ ھٰھنا و اشار صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ صدرہٖ

(۳) مع التوابع من السنن والتطوعات لان الطاعات کلھا سوامیۃ فی لزوم اداء حقوقھا

(۴) سواء کانت ظاھرۃ اوباطنۃ لقولہٖ تعالیٰ وذَرُوْا ظاھر الاثم وباطنہ و دخل فیھا الکبر والریاء وحب المال والجاہ و غیرھا من الرذائل ویتبع الاحتراز الاستغفار اذا صدر شئی منہ لا سیما حقوق العباد من الاموال والاعراض۔

اس تفصیل کے ساتھ ان کا خلاصہ طریق ہونا صحیح ہے ورنہ سب آٹھ نو ہیں۔ ولامشاحۃ فی الاصطلاح ولکل اصطلاح وجھۃ

حال: باقی جوش وکیفیات مطلوب نہیں وارد ہوں تو بہتر ورنہ بالقصد ان کے حصول کے درپے نہ ہو؟

تحقیق: بالکل صحیح ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اگر کیفیات محمودہ پیش آویں حق تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن پر شکر واجب ہے باقی ان کا محمود ونافع ہونا شیخ کی تحقیق پر موقوف ہے لیکن ان سے حرمان یا

بعد عطاء کے فقدان یہ بھی خاص مصالح کے اعتبار سے نعمت ہے اور یہ بھی شیخ کی رائے پر ہے۔

حال: حضرت میرے اس بیان کی تصویب یا تصحیح فرماویں؟

تحقیق: گو مجھ میں اتنی لیاقت نہیں لیکن مشورہ کے درجہ میں امتثال امر کر دیا' دعائے توفیق وہدایت کا طالب ہوں۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

شمائم امدادیہ کا مطالعہ یہ بھی ایک گونہ صحبت ہے

حال: کل شمائم امدادیہ کا مطالعہ کیا تھا' رات بھر نیند میں وہی مضامین اور حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کا تصور بلا زیارت ورویت قائم رہا؟

تحقیق: یہ بھی ایک گونہ صحبت ہے رزق اللہ تعالیٰ برکاتہا۔

حال: ذکر میں بقول حضرت کے ایک ملفوظ کے کہ جب کیفیت ہو تو اس کو غذا سمجھو اور جب نہ ہو تو اس کو دوا سمجھ کر کڑوی سو دوا ہی پینے کی نوبت ان دنوں زیادہ آتی ہے؟

تحقیق: هدی الله تعالٰی لاکمل وانفع من هذا. (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

شیخ سے اہم کاموں میں مشورہ کرنا مناسب ہے

حال: جواب اقدس نے الحمدللہ بڑی شفا بخشی۔ ''عسٰی ان تحبوا شیئًا هو شرّلکم کا اکثر مشاہدہ ہوتا رہتا ہے نہ بھی ہوا لو والله یعلم وانتم لاتعلمون'' اللہ کا علم اور اپنا جہل بہر حال قطعی ہے تاہم یہ وسوسہ ہوتا رہا کہ آخر حضرت کی خدمت میں حاضری میں شر کیا ہو سکتا تھا کہ عسٰی ان تکرهوا شیئًا وهو خیرلکم کا ایک عجیب راہ سے تجربہ ہو رہا ہے ہفتہ عشرہ ہوا علم ہوا کہ ایک باغ بک رہا ہے دیکھا تو مکان کے بہت قریب اور بہت موقع کا' ہمارے ڈاکٹر عبدالعلی صاحب نے بھی دیکھتے ہی ''عسٰی ان تکرهوا شیئًا وهو خیرٌلکم'' کی آیت پڑھ دی' پرسوں آٹھ ہزار پر بیعانہ بھی ہو گیا پھر سوال ہوا کہ حضرت کی خدمت میں حاضری کے مقابلہ میں یہ دنیوی نفع خیر کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب کچھ یہ سمجھ میں آیا کہ نقد روپیہ قلب کے لیے خصوصاً اس زمانہ میں بہت موجب تشویش ہو رہا تھا اور تشویش قلب کی مضرت ظاہر ہے' کیا عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیر کے ظہور کے لیے یہ عذر لنگ پیدا فرما دیا ہو؟

تحقیق: یہ مصلحت بھی محتمل ہے اور ماأوتیتم من العلم الا قلیلا کی بناء پر مصالح غیر معلومہ کماً و کیفاً مصالح معلومہ سے بہت زیادہ ہیں جن کا ثمرہ یقینی طور پر آخرت ہی میں منکشف ہوگا' یہ تو جواب ہے اس کا کہ دنیوی مقصود میں دینی مقصود سے زیادہ کیا خیر ہوسکتی ہے اب اس کا جواب اور تلاش کیا جاسکتا ہے کہ یہاں آنے میں کس شر کا احتمال تھا تو اس کا جواب مدت ہوئی حضرت زینب عملاً دے چکی ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کا پیام بھیجا اس پر وہ جواب دیتی ہیں کہ استشیر یعنی استخیر ربی یہاں کیا تردد تھا کہ استخارہ کا اہتمام کیا۔

حال: عذر لنگ اس لیے کہ بفضلہ تکلیف درد وغیرہ کی زیادہ نہیں رہی البتہ چونکہ پاؤں کا معاملہ ہے انگلی کا ورم بس ایک حال پر قریب قریب ٹھہر گیا ہے جس سے نہ جوتا ابھی تک پہن سکتا ہوں نہ زیادہ چل پھر سکتا ہوں؟

تحقیق: یہی تو مجاہدہ ہے جس میں ہر وقت اپنے نقص علم وضعف عمل کا مشاہدہ ہے۔

حال: حضرت نے اپنی غایت شفقت سے بلا پر مواعید کی جو احادیث نقل فرمائیں ان میں ''اذا احب قوماً ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضی ومن سخط فلہ السخط'' سے بڑا ڈر معلوم ہوا کہ مجھ کو کبھی کبھی اپنی کیفیت سخط ہی کی محسوس ہوتی ہے یعنی غصہ سا معلوم ہوتا ہے اس کا حضرت کچھ علاج بھی تجویز فرمائیں؟

تحقیق: اس طریق میں مرض کو مرض سمجھنا ایک یہ بھی علاج ہے اور اس سے زیادہ سوء ظن بنفسہ یہ ہے کہ غیر مرض کو مرض سمجھ کر اپنے نقص کا استحضار اور اس پر قالاً یا حالاً استغفار کیا جاوے اور میری رائے میں یہاں یہی ہے کیونکہ یہ سخط ہی نہیں سخط کی صورت اور اس کے مشابہ ہے۔ کما قلتم۔ غصہ سا جس کی حقیقت یہ ہے کہ سخط اعتقادی نہیں ورنہ اس کا غم نہ ہوتا اور سخط طبعی معصیت نہیں۔

حال: اور دعا بھی کہ مرادات نفس سے نجات پاؤں' گو یہ بھی نفس ہی کی مراد معلوم ہوتی ہے مگر اب کسی طرح ہو قلب کی راحت کی بے حد طلب ہے اور خلاف طبع باتوں کا تحمل نہیں ہوتا؟

تحقیق: ایسی کشمکش میں دعا کا صیغہ زیادہ ادب کا نقلاً یہ ہے۔ اللّٰھم خرلی واخترلی مع العافیۃ میں بھی دعا کرتا ہوں۔

تحلیہ بالفضائل اور تخلیہ عن الرزائل میں سے جس مرض کا احساس ہو طبیب کے مشورہ سے شروع کیا جاوے

حال: اب دل میں خلش یہ ہے کہ اس تحلیہ بالفضائل اور تخلیہ عن الرزائل کا کام کس نہج اور کس ترتیب سے شروع کیا جائے کہ الاھم فالاھم کے اصول کے مطابق ہو' اب اس کے لیے حضرت ہی کی خدمت بابرکت میں درخواست ہے کہ میرے لیے میری صلاحیت واستعداد ناقص کے پیش نظر کوئی طریق متعین فرمایا جائے؟

تحقیق: گو بعض اکابر نے (کالغزالی فی منہاج العابدین) اس میں کسی قدر ترتیب کی بھی رعایت فرمائی ہے مگر ممکن ہے کہ وہ ان کے اجتہاد میں اکثری ہو اور اس وقت تجربہ سے اکثری بھی نہیں رہا اور میرے ذوق میں تو کبھی بھی اکثری نہیں ہوا بلکہ شریعت کے دوسرے توسعات وسہولات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علاج میں طبیب یا مریض کو ایسے قیود کا مقید نہیں کیا گیا بلکہ میرے تجربہ میں یہی طریقہ مسلوک رہا کہ جس وقت جس مرض کا احساس ہوا۔ "ھذا یختلف باختلاف الاحوال والرجال کما فی الطب الجسمانی" اسی وقت طبیب سے مشورہ کرلیا گیا اور اس مشورہ پر عمل کرکے علاج کرلیا گیا اور اس علاج کے نافع اور مؤثر ہونے کے لیے کسی دوسرے مرض کا رہنا مانع نہیں ہوتا۔ (وبھذا یتمیز ھذا الطب من الطب الجسمانی) اور یہ نعمت ہے حق تعالیٰ کی۔ (اللّٰھم الا قلیلا واذا وقع یراعیہ الطبیب) امید کہ جواب ہوگیا ہوگا۔ والسلام

پیر سے دُعا طلبی مستحسن ہے

حال: خادمہ اپنی اصلاح ظاہر و باطن وفلاح دارین حسن خاتمہ اور شوہر صاحب کی اصلاح وفلاح وصحت چشم وعشق ومحبت رب العالمین' فہم سلیم' توفیق عمل صالح' حج مبرور' دار وسیع مبارک وسعت رزق حلال' مقبولین میں داخلی اور آپ کی قدم بوسی مع الفیوض و برکات نصیب ہونے کے لیے عاجزی سے درخواست دعا کرتی ہوں۔ والسلام مع الاکرام۔

تحقیق: باستثنائے دعائے اخیر سب مناصد کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اخیر محتمل خیر اور شر دونوں کو ہے اس لیے یہ دعا خلاف ادب ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

باب ۲

اخلاق حمیدہ

امراض روحانی کا علاج

حال: امراض روحانی ان کی حالت امراض جسمانی سے بھی بدتر ہے امراض جسمانی کا اہتمام تو ہے امراض روحانی کے متعلق یہ بھی نہیں، اگر اسی حالت میں خاتمہ ہوگیا تو خسر الدنیا والآخرۃ مجھے آپ کی دعا اور توجہ کی سخت ضرورت ہے؟

تحقیق: امراض روحانی کا ایک علاج جیسا اختیاری ہے اور اس میں اہتمام کی ضرورت ہے دوسرا علاج غیر اختیاری بھی ہے یعنی سقم یا ہم یا غم اگرچہ طاعات غیر واجبہ میں کماً یا طاعات واجبہ میں کیفاً کچھ نقص یا خلل ہی واقع ہو جاوے تب بھی باطنی نفع اس پر مرتب ہوتا ہے۔ اگرچہ کلفت کے غلبہ سے یا ادراک کی کمی سے اس وقت محسوس نہ ہو مگر ترتب تو اسی وقت اور احساس بعد میں ہوتا ہے۔ اب اس کا غم نہ کیجئے اور اگر ازالہ غم پر قدرت نہ ہو تو پھر یہ غم بھی علاج ہے۔ باقی دعا میں اس جزو کو بھی شامل کر دیا ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

حدیث اُعْبُدِاللّٰہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا صحیح مطلب

سوال: (الف) وساوس نماز میں جو بندہ کے دل میں آتا ہے اکثر وقت میں تو بلا اختیار لگا رہتا ہے پھر جب معلوم کر لیتا ہوں اس سے پھر جاتا ہوں، پھر کچھ دیر کے بعد ایسا ہو جاتا ہے پھر پتہ لگا اس سے پھر جاتا ہوں، اس طرز سے اکثر وقت گزرتا ہے اور بعض وقت اختیار سے بھی ہو جاتا ہے یعنی جب کوئی بات دل میں آیا دل کو اس سے سنبھال نہ سکا، بار بار دل اس طرف رجوع ہو جاتا ہے۔

(ب) دیگر یہ کہ حدیث اعبدللّٰہ کانک تراہ الحدیث کا مطلب بندہ گندہ کے سمجھ میں یہ آیا کہ خدا کی عبادت کرو تم اس طریقہ سے کہ خدا کو تم دیکھتے ہو، جناب من میں خدا کو کس طرح سے دیکھوں تو ہمارے دیکھنے سے پاک ہے اور جہت وصورت سے بھی پاک ہے، جس کو میں تصور کر سکتا ہوں۔

تحقیق: (الف) عبد اپنے حد اختیار ہی تک کا مکلف ہے اور اختیار اسی قدر ہے کہ حدیث النفس کو قصد و ارادہ سے نہ لاوے اور جب بلا قصد و ارادہ آجاوے اس کو دفع کر دے اور دفع کی سہل صورت یہ ہے کہ کسی دوسری ایسی چیز کی طرف متوجہ ہو جاوے جس کا عبادت سے تعلق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ ذات حق کی طرف متوجہ ہو جاوے خواہ تصور کے درجہ میں خواہ کسی تصدیق کے درجہ میں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں دوسرے یہ کہ حساب و کتاب کے آنے والے وقت کو مثل حاضر کے فرض کر لیا جاوے کہ گویا میں حق تعالیٰ کے روبرو حساب کے لیے کھڑا ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ عبادت مطلوبہ کا نمونہ پیش کرو۔ وہ اگر حسب پسند ہوئی تو حساب میں رعایت کا سبب ہو جائے گی۔ تیسرے یہ کہ یہ فرض کرلے کہ یہ گویا بالکل آخری نماز ہے شاید اس کے بعد عمر ختم ہو جاوے اور پھر نماز نصیب نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ گویا خانہ کعبہ میرے سامنے ہے اور اس پر تجلیات نازل ہو رہی ہیں اور اس سے وہ تجلیات میری طرف آ رہی ہیں اور جتنی اچھی نماز پڑھوں گا وہ تجلیات زیادہ فائز ہوں گی۔ پانچویں یہ کہ جو الفاظ منہ سے نکلتے ہیں ان کی طرف توجہ رکھے خواہ بلا تصور معانی کے خواہ مع تصور معانی کے اور اس توجہ کی سہل صورت یہ ہے کہ کوئی لفظ یاد سے نہ پڑھے بلکہ مستقل ارادہ سے پڑھے یا شیخ کامل اور کسی ایسی ہی چیز کا تصور تجویز کر دے اس کا استعمال کرے ان تدابیر سے وہ وساوس جو بلا اختیار آئے تھے دفع ہو جائیں گے اور اول اول جب تک اس طریق کی مشق نہ ہوگی کبھی کبھی یہ تصورات زائل اور وساوس پھر حاضر ہو جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب تنبہ ہو فوراً اس توجہ کی تجدید کر لی جاوے شدہ شدہ توجہ الی العبادات کو رسوخ ہو جائے گا اور اگر اس رسوخ میں دیر ہو گھبراوے نہیں اس عمل کو جاری رکھے کیونکہ یہ رسوخ کا مکلف نہیں عمل کا مکلّف ہے۔ حتیٰ کہ اگر عمر بھر بھی رسوخ نہ ہو تو مقصود میں کوئی خلل نہیں کمال عبادت اور اجر اور قرب میں ذرا کمی نہ ہوگی۔

(ب) یہ مطلب نہیں کہ تم یہ تصور کرو کہ میں خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہوں تا کہ یہ اشکالات لازم آئیں۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو عبارت حدیث کی یوں ہوتی "ان تعبد اللّٰہ و تقدر انک تراہُ" مگر عبارت یہ ہے ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ اور کان تشبیہ کے لیے ہوتا ہے تو معنی یہ ہوئے۔ "ان تعبد اللّٰہ حال کونک مشابھاً بانک تراہ" یعنی گو تم خدا تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتے۔ اگر فرض کیا جاوے کہ تم خدا تعالیٰ کو واقع میں دیکھتے تو اس وقت عبادت کیسی کرتے ظاہر ہے کہ نہایت مکمل عبادت کرتے اور عبادت کے پورے حقوق ادا کرتے جیسا کہ حاکم کو دیکھنے کا طبعی مقتضا ہے۔ بس اب نہ دیکھنے کی حالت میں بھی اسی حالت مذکورہ

کے مشابہ عبادت کرو۔ اب ایک اشکال تھا کہ جب خدا کو ہم دیکھتے نہیں تو دیکھنے کے مشابہ عبادت کیسے ہو سکتی ہے وہ تو مخصوص اسی حالت کے ساتھ ہے۔ آگے اس حکم کی ایک علت بیان فرما کر جواب دیدیا کہ ایسی مکمل عبادت صرف حاکم دیکھنے ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس حالت کو اور ایک دوسری حالت کو دونوں کو عام ہے اور دوسری حالت یہ ہے کہ حاکم تم کو دیکھتا ہو تب بھی ایسی ہی عبادت ہوگی۔ چنانچہ مشاہدہ شاہد ہے کہ اگر حاکم کسی کام کا حکم دے اور خود ایسی جگہ کھڑا ہو کہ کام کرنے والا تو اس کو نہ دیکھے اور وہ اس کو دیکھے اور اس دیکھنے کی اس کو خبر بھی ہو تب بھی ایسا ہی کام کرے گا اس جواب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے فائے علت کے ساتھ فرمایا: "فان لم تکن تراہ فانہ یراک" یعنی ایسی عبادت کا حکم جو کہ مشابہ اس حالت کے ہو کہ حاکم کو دیکھتے ہو اس لیے کیا گیا ہے کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تکمیل عمل واداے حقوق میں اس کا بھی وہی اثر ہے جو اس پہلی حالت کا ہے۔ اب سوال کے اشکالات میں سے ایک اشکال بھی متوجہ نہیں ہوتا اور سوال میں جس خیال کو رغبت ورہبت کی شرط ٹھہرایا ہے یہ اس کے منافی بھی نہیں ہوا بلکہ یہ وہی خیال ہے جس کو جواب میں پہلی صورت قرار دی گئی ہے۔ اسی طرح سوال میں جو خلوص کی تفسیر کی ہے وہ بھی یہی صورت اولیٰ ہے کسی قدر عنوان کے اختلاف سے اور اصل معنون احسان ہے جو مرادف ہے اخلاص کا یعنی نیکو کردن عبادت کیونکہ اخلاص یہی نیکو کردن اور کامل گزاردن ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

ضعف جسمانی کے سبب مداومت نہ ہونا

حال: میرا حال تباہ یہ ہے کہ مختصر سے مختصر ذکر کا معمول رکھا تھا اس پر بھی مداومت نہیں ہوتی، جماعت نماز میں بھی اکثر مسبوق ہونے کی نوبت آتی ہے جب ایسا ہوتا ہے تو آئندہ کے لیے احتیاط کا عزم کر لیتا ہوں مگر پھر جس دینی یا دنیوی مشغلہ میں ہوتا ہوں اس کو فوراً چھوڑ دینے اور جماعت اور تکبیر اولیٰ کی طرف سبقت کرنے میں غفلت ہوتی ہے؟

تحقیق: اس کا سبب ضعف جسمانی ہے جس کا اثر عزم پر طبعاً ہوتا ہے جس میں ایک گونہ غیر اختیاریت کا بھی درجہ ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس کا احساس ہے اور اس کا قلق ہے اس میں لگا رہنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے درجہ مطلوبہ بھی میسر ہو جائے گا۔ حقیقتاً یعنی وقوعاً یا حکماً یعنی اجراً و اثراً یہ حالت ضعفاء کو اکثر پیش آتی ہے لیکن

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد　　　　گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

چلنے سے نہ رکیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ)

اہل قبر سے فیض کی قسمیں

حال: ایک بات قابل تحقیق ہے وہ یہ کہ اہل قبور سے فیض اہل کشف ہی حاصل کر سکتے ہیں یا مجھ جیسا کورا بھی حاصل کر سکتا ہے اور اگر مجھ جیسا کورا حاصل کر سکتا ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے؟

تحقیق: فیض دو ہیں ایک تعلیم کا ایک تقویت نسبت کا پھر ایک فیض ہے۔ ایک فیض کا ادراک پھر ادراک ایک فوری ہے ایک متدرج۔ یہ کئی صورتیں ہو گئیں پس فیض تعلیم تو اہل کشف کے ساتھ خاص ہے مگر وہ تعلیم تربیت ضروریہ کے لیے کافی نہیں اور فیض تقویت نسبت اہل کشف کے ساتھ خاص نہیں غیر اہل کشف کو بھی ہو جاتا ہے۔ اتنا فرق ہے کہ اہل کشف کو اس کا ادراک فوری ہوتا ہے اور غیر اہل کشف کو بتدریج لیکن بقاء اس فیض کو بھی نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اعمال سے اس کی بقاء کا اہتمام نہ کیا جاوے پھر اس تدریج میں بھی تفاوت ہے بعض کو فطرتاً یا مزاولت اشغال سے اجتماع خواطر وقطع افکار حاصل ہو جاتا ہے جو معین تعجیل ادراک ہوتا ہے اور بعض پر تشتت وتفرق غالب ہوتا ہے جو مانع تعجیل ادراک ہوتا ہے اور طریقہ اس کا سب کے لیے یہ ہے کہ قبر کے قریب بیٹھ کر اپنی اور میت کی روح کا تصور کرے اور دونوں میں اتصال کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ اس اتصال سے فلاں کیفیت مثلاً محبت یا خشیت وغیرہ میت کی روح سے میری روح پر فائض ہو رہی ہے اگر اول اول جی نہ لگے تنگ نہ ہو تھوڑی دیر میں جمعیت میسر ہوگی اور نفع ہوگا اور اس مراقبہ سے پہلے ایصال ثواب شرط نہیں لیکن اگر ایسا بھی کرلے تو اس میت کا نفع بھی ہے جس سے نفع لینا چاہتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالٰی ھل جزاء الاحسان الا الاحسان. مگر یہ تب ہی ہوگا جب وہ نسبت پہلے سے حاصل ہو اس میں قوت ہو جائے گی باقی نفس نسبت یہ اعمال یا صحبت احیاء سے حاصل ہوتی ہے۔ (النور۔ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ)

مبتدی کے لیے تشبث بالاسباب انسب ہے

حال: حضور جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو احقر کی دو قسم کی حالت

ہوتی ہے کبھی تو بدون اسباب کے اختیار کیے ہوئے توکلاً علی اللہ اس کام کو کرڈالا اور اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ بعض دفعہ قلب میں ایسی قوت ہوتی ہے بلکہ اکثر اوقات کو بدون اسباب کے اللہ تعالیٰ ہی پر نظر رہتی ہے ان پر توکل اور الحمد للہ کام بھی حسب منشاء ضرور ہو جاتا ہے؟

تحقیق: ہم جیسے مبتدیوں کے لیے اسباب ہی کے ساتھ تشبث انسب ہے اور تفصیل پر عمل کرنا کہ قوت قلب کے وقت اسباب کو اختیار نہ کیا جاوے اور ضعف کے وقت اسباب کو اختیار کیا جاوے یہ خود مشوش قلب ہے کہ ہر موقع پر سوچا کریں کہ اس وقت قلب میں قوت ہے یا ضعف اور مبتدی کو تشویش خود مضر ہے اور بعض اوقات اس کا فیصلہ محتاج تامل ہوگا اس وقت زیادہ تشویش ہوگی اور بعض دفعہ اس میں غلطی ہوگی جو بعد میں ظاہر ہوئی تو اس وقت تاسف کا غلبہ ہوگا جو تشویش سے بھی زیادہ مضر ہے اور بعض اوقات ترک اسباب اور پھر کامیابی سے عجب پیدا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ مضر ہے تو محض ایک امر غیر ضروری یعنی ترک اسباب کے لیے اپنے کو اتنے خطرات میں ڈالنا خلاف طریق ہے اور مباشرت اسباب میں ان سب سے امن ہے اور ساتھ ہی مشاہدہ ہے اپنے عجز و ضعف و افتقار کا جو طریق میں مطلوب بھی ہے اور معین بھی ہے۔ البتہ اہل تمکین و اہل رسوخ کے لیے دوسرے احکام ہیں۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

رضاءِ الٰہی معلوم کرنے کی صورت

حال: پس ایسے حالات میں واقعی رضاء اللہ تعالیٰ کی معلوم کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

تحقیق: ان کا وعدہ اور شرائط وعدہ کا تحقق اور اس پر بھی جو خشیت مؤمن کے لیے لازم ہے اس کی دو وجہ ہیں ایک تو مآل میں یہ احتمال کہ شاید کوئی اختیاری کوتاہی ہو جاوے دوسرے کہ شاید کوئی اختیاری کوتاہی فی الحال ہو گئی ہو جس کا علم بھی التفات سے ہو سکتا تھا اور التفات میں بھی کوتاہی ہوئی ہو کہ یہ بھی اختیاری ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

تخلیہ کاملہ سے تجلیہ بھی ہوتا ہے

حال: چونکہ ان حضرات کے طرز تربیت سے اہتمام صرف تخلیہ کا معلوم ہوتا ہے اس لیے کبھی کبھی دل میں یہ وسوسہ بھی گزرتا رہتا ہے کہ یہ سلوک کیسے طے کراتے ہوں گے اس کا علاج ارشاد فرماویں؟

تحقیق: شیوخ مجتہد ہوتے ہیں ان کی یہی رائے ہے کہ تخلیہ کاملہ سے تجلیہ بھی ہو جاتا ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

نقشہ امور مبحوث عنہا فی التصوف

ملفوظ[۱] ضبط کردہ مولوی اسحاق علی صاحب کانپوری در ۱۳۱۲ھ تقریباً نافع اور جامع سمجھ کر نقل کیا گیا۔ روزے حضرت اقدس مولائی واستاذی مولوی اشرف علی صاحب بعض احباب خاص را برو دلشکدہ خود مدعو کردند و خلاصہ راہ سلوک یعنی تصوف بیان فرمدند خاکسار ہم حاضر بود و در اثنائے بیان تقریر جناب ممدوح را برائے اختصار بصورت ذیل نگاشت۔

(نوٹ) اس صورت میں صاحب ملفوظ نے اور تصرف کر کے زیادہ سہل کر دیا۔

[۱] ملقب بہ شجرۃ المراد۔۱۲

امور مبحوث عنہا فی التصوف

- مقصود
  - عمل وہو الطریق
    - جلب اخلاق حمیدہ: مثل شکر و صبر و اخلاص و تواضع وغیرہا
    - سلب اخلاق رذیلہ: مثل ریا و کبر و حسد و حب دنیا وغیرہا — ۲
  - ثمرہ وہو المعیۃ
    - من العبد: حضور و محبت — ۳
    - من الحق: رضا و قرب خاص — ۴
- غیر مقصود
  - زوائد
    - مقدمہ
      - مجاہدہ
        - تقلیل طعام — ۵
        - تقلیل کلام — ۶
        - تقلیل منام — ۷
        - تقلیل اختلاط مع الانام — ۸
    - نافعہ
      - مفیدہ بلا خطر
        - ذکر — ۹
        - شغل — ۱۰
        - مراقبہ — ۱۱
      - مفیدہ مع الخطر
        - تصور شیخ — ۱۲
        - عشق مجازی — ۱۳
        - سماع — ۱۴
  - توابع
    - غیر محتملۃ الضرر
      - وحدۃ الوجود مع الصحو — ۱۵
      - فنا و بقا — ۱۶
      - اجابت دعا — ۱۷
      - کرامت صادقہ — ۱۸
      - رویائے صالحہ — ۱۹
      - وجد — ۲۰
    - محتملۃ الضرر
      - تصرف — ۲۱
      - کشف کونی — ۲۲
      - کشف الٰہی — ۲۳
      - وحدت الوجود مع السکر — ۲۴
  - موانع
    - حسن پرستی — ۲۵
    - تعجیل — ۲۶
    - تصنع — ۲۷
    - مخالفت سنت — ۲۸

انتہت شجرۃ المراد

اسباب دینیہ کو ترک کرنا توکل نہیں ہے

حال: حضرت والا بحمد اللہ بوقت ملاقات تو محسود کو (جس شخص پر حسد ہو) سلام کرنے میں پہلے ہی سے دریغ نہیں کرتا ہوں آئندہ حسب ارشاد حضرت اقدس ایسے موقع پر جبکہ محسود کی ترقی کا تذکرہ ہوتا ہو بیٹھا کروں گا اور اس کے لیے دعائے ترقی کرتا رہوں گا؟

تحقیق: اللہ تعالیٰ نافع فرماوے انشاء اللہ تعالیٰ اور نافع ہوگا۔

حال: دیگر ایک دن بندہ موٹر میں سوار جارہا تھا کہ ایک جگہ موٹر ایک طرف کو زیادہ ٹیڑھی ہو کر قریب اُلٹنے کے ہوگئی اور موٹر ڈرائیور نے واپس پیچھے لاکر دوسرے راستہ پر چلانا چاہا مگر بار بار چلاتا اور موٹر واپس کرتا گویا رک گئی آگے جگہ اونچی تھی بہت سواریاں تھیں میں بہت گھبرایا اور اُترنا شروع کیا بلکہ بہت کوشش کی مگر وہ دروازہ نہ کھل سکا اس خیال سے کہ شاید پھر اُلٹ جائے؟

تحقیق: نہ یہ معصیت ہے نہ توکل کے خلاف ہے کیونکہ توکل کی حقیقت ہے غیر متصرف حقیقی سے قطع نظر کرنا اور یہ قطع نظر اعتقاداً کرنا تو فرض ہے اور عملاً اسباب ظنیہ کے ترک سے بشرط تحمل مستحب ہے اور جو اسباب عادۃً یقینی یا مثل یقینی کے ہیں ان کا ترک کرنا معصیت ہے بجز اہل حال کے کہ ان کو اس کی بھی اجازت ہے اور یہ سب تفصیل اسباب دنیویہ میں ہے اور اسباب دینیہ کو ترک کرنا توکل نہیں ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ)

گزشتہ گناہوں پر توبہ کرنے سے دل پر بوجھ رہنا مطلوب ہے

حال: اس امر کا طبیعت پر بوجھ رہتا ہے کہ مجھ سے اس قسم کی غلط کاریوں کا صدور ہوا ہے اور باطنی امراض مجھ میں ہنوز بدستور موجود ہیں۔ بایں ہمہ تو حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھائے گا؟ تحقیق: ایسا بوجھ تو مطلوب ہے۔

حال: اور پھر سب سے زیادہ اس امر کا ڈر رہتا ہے کہ کہیں خاتمہ خراب نہ ہو جائے اور ان سب باتوں سے زیادہ اس امر کا فکر رہتا ہے کہ کہیں حضرت والا مجھے خانقاہ شریف سے نہ نکال دیں؟ تحقیق: ان احتمالوں پر دوسرے احتمالات رحمت کو بھی حاضر رکھنا چاہیے۔

حال: کیا طالب کو کبھی یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اب تیری اصلاح ہو چکی ہے اور کبھی

اطمینان کی حالت بھی نصیب ہوجاتی ہے؟

تحقیق: اصلاح کا کوئی منتہا نہیں اس لیے جب ایسا خیال ہوگا غلط ہوگا؟

حال: امراضِ نفس پر مطلع ہونے کے باوجود بعض امور میں اپنی خامی کی وجہ سے نفس کا اتباع کرنا یا شیخ کے علاج فرمانے کے بعد بھی نفس کی کسی امر میں اطاعت کر گزرنا یہ حالت تو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی کفار کی حالت تھی؟

تحقیق: کیا اس میں صرف کفار ہی سے تشابہ ہے ایمان کی حیثیت سے مومنین کے ساتھ مشابہت کی کوئی وجہ نہیں۔

حال: جب یہ امراپنے اندر دیکھتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے تو پھر اس زندگی سے تو موت اچھی ہے بلکہ خودکشی کرکے جھگڑا ہی ختم کردیا جاوے تو پھر اس بددینی میں اضافہ تو نہ ہونے پائے؟ تحقیق: اور کیا خودکشی کے اضافہ ہونے میں کوئی شک ہے۔

حال: امراض باطنی سے ملوث ہونے سے رنج بھی بے حد ہوتا ہے اور ارتکاب بھی ہوجاتا ہے۔ ارتکاب کے بعد تکلیف بھی بہت ہوتی ہے۔ بہت اہتمام کرتا ہوں مگر پھر بھی اپنی خامی کی وجہ سے کبھی نہ کبھی کچھ صدور ہو ہی جاتا ہے اس کی نسبت جو تدبیر مناسب ہو اس پر دل وجان سے عمل کرنے کو تیار ہوں؟ تحقیق: قبل صدور ہمت اور بعد صدور توبہ۔ (النور محرم ۱۳۵۱ھ)

اپنے کو ذلیل نہ سمجھنا اچھی حالت ہے

حال: میں اپنے کو کسی سے بڑا نہیں سمجھتا مگر باوجود اس کے نفس اس بات کو بالکل برداشت نہیں کرتا کہ ذلت ہو بس دل یوں چاہتا ہے کہ کوئی عزت بے شک نہ کرے بڑا قطعاً نہ سمجھے مگر کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے ذلت ہو میلے کپڑے پہننے سے بھی عار آتی ہے کہ دیکھنے والے ذلیل سمجھیں گے؟

تحقیق: یہ شریعت میں بھی حکم ہے: **لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسہٗ**. جب تک حالت غالب نہ ہو یہی طریق ہے مگر جب حال غالب ہوجاتا ہے تو ذلت کو عزت سے عزیز سمجھتا ہے مگر وہ غیر اختیاری ہے اگر نہ ہو تمنا نہ کرے اگر ہوجاوے ازالہ نہ کرے۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

قلب کا منقبض ہونا برا نہیں

حال: مجھ میں کوئی حال نہیں جس کو عرض کروں اور کوئی حال نہیں پاتا ہوں سینہ اور قلب بالکل تنگ بلکہ بند ہیں۔ قلب میں قوت انفعالیہ کا نام ونشان نہیں' معلوم ہوتا کئی ایام سے قلب میں انشراح وانبساط نہیں بلکہ انقباض ہی انقباض ہے' صحبت مجلس سے بھی چنداں حالت نہیں بدلی' مجھ کو سخت خطرہ تھا کہ کہیں قائلین قلوبنا غلف یا ارشاد لایجاوز حنا جرھم الحدیث کا مصداق بن گیا ہوں؟

تحقیق: جو لوگ اس کے مصداق ہوتے ہیں ان کو اس کے مصداق ہونے کا احتمال تک بلکہ التفات تک بھی نہیں ہوتا یہی دلیل ہے اس کا مصداق نہ ہونے کی۔

حال: مجھ کو اس ورطہ ظلمات سے نکال کر نور کی طرف پہنچایا جاوے؟

تحقیق: ظلمات ہیں ہی نہیں ان ظلمات کی خاصیت ہے: اذا اخرج یدہٗ لم یکدیریھا اور یہاں رویت کی دولت نصیب ہے۔ بس ظلمات منفی ہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

خلاف اخلاص امر دنیوی ہے نہ دینی

حال: تہجد کے وقت اُٹھتے ہوئے جب نفس میں کاہلی وسستی پیدا ہوجاتی ہے تو کبھی خیال ہوتا ہے کہ اگر تو نے اس کی یعنی تہجد وغیرہ کی پابندی نہیں کی تو حضرت کو یعنی جناب کو اپنی حالت سے کیا اطلاع دے گا' اس خیال سے اُٹھتا ہوں اور پڑھتا ہوں؟

تحقیق: نہیں کیونکہ خلاف اخلاص جب ہوتا کہ محرک امر دنیاوی ہوتا یہاں تو محرک امر دینی ہے کیونکہ مجھ سے تعلق دین ہی کے لیے ہے تو تعلق فی اللہ والے کی رضا کا قصد اللہ ہی کی رضا کا قصد ہے اور وہ عین اخلاص ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

تفویض ترک اعتراض علی الحق ہے

حال: اب کچھ دنوں سے قلب میں ایک نئی حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس نقصان سے جو ہوا ہے دل میں تنگی نہیں معلوم ہوتی (جو احقر کو پیشتر معلوم ہوتی تھی) بلکہ دل میں یہ بات سما گئی ہے کہ ہم کو تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اپنی تجویز کو اللہ تعالیٰ کی

تجویز میں فنا کر دینا چاہیے' ہمارے لیے وہی بہتر کریں گے جو ہمارے لائق ہوگا' ہمیں جو نقصان ہوا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہی ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے جو ہمارے لیے بہتر ہی ہے۔ جب سے یہ بات دل میں سمائی ہے دل اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں کیا بلکہ ہر حالت میں راضی ہے تنگی وغیرہ سب دور ہوگئی گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فاضل آمدنی کم کر کے استغناء عطا فرما دیا؟ تحقیق: یہ تفویض ہے۔

حال: ایک عرض یہ ہے کہ بعض وقت مالی نقصان سے طبیعت پر رنج بھی ہو جاتا ہے یہ تفویض کے منافی تو نہیں؟ تحقیق: اگر رنج طبعی ہو مگر حق تعالیٰ پر اعتراض نہ ہو وہ تفویض کے منافی نہیں۔

حال: ایک عرض یہ ہے کہ احقر تفویض کو یہ سمجھا ہے کہ بندہ اپنی تجویز کو اللہ تعالیٰ کی تجویز میں فنا کر دے اور اپنے لیے کچھ تجویز نہ کرے؟ تحقیق: یہ معنی نہیں بلکہ ترک اعتراض علی الحق۔

حال: اور توکل کو یہ سمجھا ہے کہ تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا؟

تحقیق: تدبیر کے محل میں یہ ٹھیک ہے اس میں ایک اور شرط ہے کہ وہ تدبیر مباح ہو اور اس میں انہماک نہ ہو۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

تفویض و توکل میں فرق

حال: اگر میرے فہم کے لائق ہو تو تفویض و توکل کے فرق کو سمجھا دیا جاوے ورنہ خیر؟

تحقیق: توکل بعض کے لیے مطلق تدبیر ظنی کو ترک کرنا ہے اور بعض کے لیے یہ ہے کہ تدبیر غیر مباح اور انہماک فی التدبیر المباح کو ترک کر دے اور تفویض یہ کہ اس کے بعد اگر تدبیر میں ناکامی ہو یا وہ واقعہ تدبیر سے تعلق ہی نہ رکھتا ہو جیسے غیر اختیاری مصائب تو حق تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے۔

حال یکے از مجازین

مقصود مشاہدہ ہے اور اس کا طریق مجاہدہ ہے

حال: حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی حالت کی صحیح تعبیر پر قادر نہیں جس کام کا قصد کرتا ہوں وہی خراب ہوتا ہے جس چیز کا عزم کرتا ہوں فوراً ٹوٹ جاتا ہے' رات کو عزم کی تجدید ہوتی ہے تو صبح ہی سے اس کے خلاف کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اور اسباب کچھ ایسے پیش آتے ہیں کہ

مجھے یہ بھی پورا امتیاز نہیں ہوتا کہ اختیاری ہیں یا غیر اختیاری' اُدھر کام بھی نہیں ہوتا ہے اور ادھر یہ دیکھتا ہوں کہ بےفکر ہو کر آرام کیا ہو یہ بھی نہیں۔ ماہ رمضان المبارک میں حضرت والا کی خدمت وصحبت نصیب ہوئی مگر یہ ناکارہ اپنی شامت اعمال کا اُسی طرح گرفتار رہا:

ماندایم مشامے کہ توانست شنید　　　ورنہ ہر دم وزد از گلشن وصلت نفحات

جواب: السلام علیکم۔ مقصود تو مقصود کا مشاہدہ ہے اور اس کا طریق مجاہدہ مگر جب تک اس میں کمی رہے تو اس مشاہدہ کا مقصود کا مقدمہ عدم مجاہدہ کا مشاہدہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ مجاہدہ کی توفیق ہو جاتی ہے پھر اس سے مقصود کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے جو کہ مقصود ہے اسی ترتیب کا سلسلہ شروع ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ تدریجاً بخیر وخوبی ختم اور مکمل بھی ہو جاوے گا' لگا رہنا چاہیے' اگر کام میں کوتاہی ہو جاوے اس میں لگا رہنا چاہیے' انشاء اللہ تعالیٰ حرمان نہ ہوگا' میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

حال یکے از مجازین

صاحب تکوین ایک خاص منصب ہے

حال: ایک عرصہ سے یہ خیال بھی دل میں آ رہا ہے کہ خدمت تکوین میرے سپرد ہوئی ہے پہلے تو اس کو معمولی خیال سمجھ کر ٹال دیا مگر جب آثار نظر آئے تو فکر ہوئی اور یہ خیال کیا کہ اگر عرصہ دراز تک یہی خیال دل میں رہا اور آثار بھی ممتد رہے تو حضرت سے عرض کروں گا ورنہ وسوسہ سمجھ کر ٹال دوں گا' اب عرصہ دراز ہو گیا ہے تقریباً چھ ماہ اور شروع اس وقت سے ہوا جبکہ خواب میں دو تین بزرگوں کو رسالہ کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ "حضرت شیخ قدس سرہ تجھ سے بہت خوش ہیں اور تجھ کو ان کی جماعت میں داخل کر لیا گیا اور قیامت میں تو ان کے ساتھ ہوگا"

تحقیق: اس خیال کے قائم کرنے میں ذہن نے جلدی کی' حقیقت یہ ہے کہ یہ آثار علامات خاصہ نہیں ہیں تصرف فی التکوین کے اور نہ صاحب تکوین ہونا دلائل وعلامات سے معلوم ہوتا ہے یہ تعلق بالتکوین ایک خاص منصب ہے جس کو عطا ہوتا ہے اس کو اس کا علم ضروری غیر استدلالی دیا جاتا ہے نہ اس میں تدریج ہے نہ تدبر و تفکر ہے اور یہ آثار مذکورہ فی

السوال کبھی برکت کے نتائج بھی ہوتے ہیں اور کبھی دعا کے کبھی کسی دوسرے شخص کی توجہ کے جس کی اس خیال والے کو اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ صاحب تکوین کی شان تو حضرت خضر علیہ السلام یا ملائکہ کی سی ہوتی ہے کہ وہ بلا تلعثم یہ کہہ سکتا ہے "وما فعلته عن امری" غرض یہ آثار برکت پر بھی مرتب ہوجاتے ہیں اور صاحب تکوین صاحب حرکت ہوتا ہے اس لیے یہ خیال بے اصل ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

صاحب تکوین صاحب تفویض ہوتا ہے

حال: جب میرے دل میں یہ خیال پہلے پہلے آیا کہ میں صاحب تکوین بنایا گیا ہوں تو میں نے دل سے سوال کیا کہ تو متقی نہیں کچھ نہیں تو اس جماعت میں کیونکر داخل ہوا تو جواب دل میں یہ آیا کہ ان اللہ قد یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر.

تحقیق: تائید اور تفویض متغایر ہیں، تائید فجور کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے مگر تفویض اس کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور صاحب تکوین صاحب تفویض ہوتا ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

مجاہدہ مطلقاً مخالفت نفس کا نام نہیں

حال: مجاہدہ کے متعلق ایک مضمون دل میں آتا رہتا ہے اس کو عرض کر کے تشفی چاہتا ہوں وہ یہ کہ مجاہدہ نام ہے مخالفت نفس کا؟

تحقیق: مطلقاً نہیں بلکہ جہاں مرغوب نفس مامور بہ نہ ہو ورنہ نفس مطمئنہ کو خواہ وہ کامل درجہ کا مطمئنہ نہ ہو بعض اوقات مامور بہ کی بھی رغبت ہوتی ہے حالانکہ اس کی مخالفت مجاہدہ نہیں۔ جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یقیناً دال ہے مرغوبیت صلوٰۃ پر اور ظاہر ہے کہ اس کا ترک مطلوب نہیں اور مامور بہ ہونا یہ وحی سے معلوم ہوگا تو مجاہدہ کا محل وحی سے متعین ہوگا نہ کہ محض رغبت یا عدم رغبت سے۔

حال: اور نفس کے تقاضے مختلف اوقات میں مختلف ہوتے ہیں تو انواع مجاہدہ بھی مختلف ہوئے حتیٰ کہ بعض اوقات تبسم اور ضحک بھی مجاہدہ ہے۔ جیسا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان "کان دائم الفکرۃ متواصل الاحزان ولصدرہ ازیز کازیز المرجل"

کے باوجود آپ کا تبسم اور مزاح فرمانا اعلیٰ ترین مجاہدہ نظر آتا ہے؟

تحقیق: یہ حکم موقوف اس پر ہے کہ آپ کے تبسم کو طبعی نہ کہا جاوے، یہی حکم غلط ہے بلکہ خشیت میں بھی طبعی تبسم پیدا ہو سکتا ہے جیسا غلبہ خشیت میں طبعی جوع و عطش و نوم بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

حال: شبہ دل میں یہ آتا ہے کہ بعض اوقات بسط کی حالت میں علماء کو تقریر و تحریر یا مطالعہ و کتب بینی میں خوب دلجمعی ہوتی ہے اسی طرح ذاکرین کو ذکر و نوافل میں بہت حظ حاصل ہوتا ہے تو اس وقت مجاہدہ کا مقتضا یہ ہونا چاہیے کہ اس عمل مرغوب کو ترک کر کے کسی عمل حسن غیر مرغوب میں اشتغال اختیار کیا جاوے تب ہی اصل مجاہدہ ہوگا ورنہ بوجہ خلط حظ نفس مجاہدہ ناقص ہوگا؟

تحقیق: یہ طاعات مامور بہ ہیں اس لیے ان کا ترک مجاہدہ نہ ہوگا۔ کماذکر اوّلا

(النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

بیماری کی وجہ سے کمی معمولات میں مضر نہیں

حال: لکھنؤ بغرض علاج آئی ہوں حکیم صاحب زیادہ سونے کی رائے دیتے ہیں جس سے معمول میں کمی ہوگی اب حضرت جیسا ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: جتنا سونے کو وہ بتلاتے ہیں اس سے زیادہ سوؤ، صحت کاملہ تک معمول میں تخفیف کردو ثواب پورا ملے گا۔ (النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

خداوند تعالیٰ کے انعامات بے شمار ہیں اور میرا دل سخت گنہگار ہے ان دونوں کا قلب میں جمع ہونا دولت عظمیٰ ہے

حال: (یکے از مجازین) حالات اور اعمال ناگفتہ بہ تو میرے یہ ہیں مگر اس کے ساتھ آج کل میرے قلبی انشراح اور دلی انبساط کی یہ حالت ہے کہ اللہ کے انعامات اور رحمت اپنی ذلیل حالت کو دیکھتے ہوئے اس قدر زیادہ نظر آ رہے ہیں کہ اس کا احاطہ حد فہم وخیال سے باہر ہے؟

تحقیق: قلب میں دونوں احتمالوں کا جمع ہونا یہی بڑی دولت ہے جس کا حاصل اَلْاِیْمَان بین الخوف والرجاء ہے۔ مبارک ہو۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

شوہر مرحوم پر صبر اختیاری ہونا چاہیے

حال: شوہر مرحوم کے غم کی وجہ سے باوجود ڈیڑھ سال گزر جانے کے اس قدر تڑپ ہے

کہ ہر چند قلب کو راجع الی اللہ کرتی ہوں لیکن یکسوئی نہیں پیدا ہوتی' میری قلبی خواہش یہ ہے کہ حقیقی صبر ورضا کے ساتھ محبوب حقیقی رب العزت کی یاد میں دلجمعی سے عبادت میں گزار دوں؟

تحقیق: برخورداری سکون مطلوب ہی نہیں عمل مطلوب ہے۔ ظاہری بھی باطنی بھی' ظاہری تو جانتی ہو' باطنی ہر وقت کے واسطے وہ عمل جو اختیار میں ہو' مثلاً صبر اختیار میں ہے وہی مطلوب ہوگا' سکون ودلجمعی اختیار میں نہیں وہ مطلوب نہ ہوگا۔ (النور' محرم ۱۳۵۴ھ)

عجز وضعف بھی موصل الی المقصود ہے

حال: اپنی حالت یہ ہے کہ اس وقت ضعف دماغ کی وجہ سے معمولات میں کمی ہوگئی ہے؟

تحقیق: دعا کرتا ہوں باقی ایک طریق موصل الی المقصود طریق عجز وضعف بھی ہے غم نہ کیا جاوے' البتہ اپنی حد اختیار تک کوتاہی نہ ہو۔ (النور' رجب ۱۳۵۴ھ)

اپنے عیوب پر نظر ہونا خدا تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

حال: گزارش یہ ہے کہ بندہ اپنی نالائق حالت کو دیکھ کر حیران ہی رہ گیا کہ کس کس حالت کی اصلاح کراؤں کہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ تمام اخلاق رذیلہ میرے اندر موجود ہیں کہ ایسی خراب حالت تو دنیا میں کسی شخص کی بھی نہ ہوگی کیونکہ (حالت) ایسی خراب ہے کہ بیان نہیں کرسکتا؟ تحقیق: یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ اپنے عیوب پر نظر ہوجاوے۔ (النور' ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

دلی محبت کی پہچان

حال: بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت نہیں ہے لیکن غور کرنے سے اس خیال کی تردید ہوجاتی ہے البتہ جوش وخروش مطلق نہیں ہے؟ تحقیق: اس میں کیا رکھا ہے۔

حال: ایک بےلون سی حالت ہے؟ تحقیق: روحانی محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔ (النور' صفر ۱۳۵۶ھ)

مصائب اور مجاہدات سے ثواب ملنا

حال: آج کل اہلیہ کی بیماری اور اس کی تیمارداری اور گھر کے نظم ونسق خراب ہونے کے سبب اکثر مشاغل ترک ہوجاتے ہیں' صرف نماز ہی پر اکتفا ہوتا ہے؟

تحقیق: پریشانی کی کوئی بات نہیں اصل مقصود تو ثواب ہے وہ کبھی اعمال سے عطا فرماتے ہیں اور کبھی مصائب ومجاہدات سے مقصود دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

سلوک کیلئے تفرغ قلب شرط ہے

حال: آج تربیت السالک دیکھنے سے ایک صاحب کے حال میں حضور نے فرمایا ہے کہ اگر سلوک باقاعدہ کرنا چاہتے ہو تو شادی کرنا بہتر نہیں کہ اس میں تفرغ شرط عادی ہے؟

تحقیق: مدار تفرغ قلب پر ہے چونکہ اکثر نکاح کے بعد یہ فراغ نہیں رہتا بناء علی العادۃ الغالبۃ ایسا لکھ دیا گیا اور جس کو نکاح کے ساتھ یہ فراغ میسر ہو سکے اس کے لیے نہیں اور باقاعدہ کا یہی مطلب ہے کہ اس میں زیادہ وقت صرف کرے اور دوسرے تشویشات سے دور رہے۔ سو اگر آدمی فضول تعلقات میں مشغول نہ ہو تو یہ شرط اس کو حاصل ہے اور وہ تجرد عن النکاح بھی جس کے لیے ہے چند روزہ ہے پھر تو جمیعت قلب کی شرط خود نکاح ہوتا ہے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ)

معمولات ادا کرنے پر قلب کی حالت بدستور رہنا مبارک ہے

حال: تا بعدار معمولات ادا کیے جاتا ہے مگر قلب کی حالت بدستور ہے؟

تحقیق: کیا یہ نعمت نہیں کہ دو وقت روٹی ملے اور صحت وقوت بحال رہے گو اس میں ترقی نہ ہو۔

حال: اب میرا وقت اخیر آپہنچا اب تک اپنے کو محض کورا سمجھتا ہوں؟ تحقیق: مگر کور تو نہیں۔

حال: بغیر حاضری حضور کے اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہیں آتی؟

تحقیق: اطلاع بھی صورت کامیابی کی ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

پابندی دین کی تاکہ دنیوی کام اچھا ہو اس میں خلوص کا پہچاننا

حال: احقر کا تجربہ ہے کہ جب کبھی صبح کو بعد نماز قرآن شریف معمول سے کم پڑھتا ہے یا بالکل نہیں پڑھتا یا کبھی جماعت کی نماز فوت ہو جاتی ہے تو کوئی دنیاوی کام خوش اسلوبی سے نہیں ہوتا اس لیے حتی الوسع تلاوت قرآن اور جماعت کی پابندی کی جاتی ہے تاکہ دنیاوی کام خوش اسلوبی سے ہوں اس لیے بعض اوقات یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا

کے لیے تھیں نہ کہ دنیاوی امور کی خوش اسلوبی کے لیے اس لیے ان عبادات میں خلوص نہ رہا؟
تحقیق: یہ سوچا جاوے کہ اگر پابندی دین پر بھی فلاح دنیاوی نہ ہو تو کیا پابندی دین کی ترک کر دی جاوے یا نہیں؟ (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

خشوع کی تدبیر

حال: میں چاہتا ہوں کہ کوئی تدبیر ایسی ارشاد ہو کہ غفلت کی نوبت ہی نہ آوے بلکہ ابتدا ہی سے نفس میں تذکر اور تیقظ کی شان پیدا ہو جاوے کہ ابتداء ہی سے نماز میں خشوع کا خیال اور اس کا اہتمام کیا جاوے؟
تحقیق: اس کی تدبیر صرف اعتیاد و مزاولت ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلدی کامیابی ہو جاوے گی اہتمام و تصدی جاری رہے۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

حالت ہیبت حالت رفیعہ ہے

حال: حضرت چند روز سے یہ کیفیت ہے کہ جب محاسبہ نفس کرتا ہوں اور خداوند کریم کے سامنے جانا تصور کرتا ہوں تو اس قدر پریشانی ہوتی ہے کہ گلہ گھونٹ کر مر جاؤں؟
تحقیق: یہ حالت ہیبت کہلاتی ہے رفیع حالت ہے محاسبہ نہ چھوڑیں تدریجاً تحمل ہو جائے گا اور اس کے منافع حاصل ہوں گے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

کسی بات پر بھی دل پر رنج و فکر نہ ہونا نعمت ہے

حال: حضرت والا احقر کو اس بات کا بہت فکر ہے کہ مجھے کسی بات سے بھی دل پر رنج فکر کا اثر نہیں ہوتا؟ تحقیق: اللہ اللہ نعمت پر یہ احتمال کیوں ہے؟
حال: مجھ پر حوادث گزرے بھی ہیں اور گزر بھی رہے ہیں مگر میرے صبر و استقلال میں ہی مجھے راحت معلوم ہوتی ہے؟ تحقیق: اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہوگی۔
حال: واقعی یہ ہے کہ مجھے اس کا کامل یقین ہے کہ جو کچھ بھی دنیا میں میرے لیے ہوگا وہ میرے مولیٰ تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہے پھر بھی خوف ہی ہے؟
تحقیق: یہی جامعیت تو مطلوب ہے کہ طاعت کے ساتھ بھی خوف ہو۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

جو کثرت کلام ناشی ہے انبساط اور انقباض عن الخلق سے خود نعمت مستقلہ ہے

حال: اب ایک مدت سے یہ حال ہوگیا ہے کہ جس طرح پہلے بے تکلف چپ رہتا تھا اب بے تکلف بولتا ہوں، ذہن کند اور زبان گنگ معلوم ہوتی ہے، اولاً تو کسی سے ملنا جلنا ہی بہت کم رہ گیا ہے خصوصاً تنہا ملنے سے بہت گھبراتا ہوں کہ سننے کے ساتھ بولنا بھی پڑے گا ورنہ بد اخلاق، بد دماغ وغیرہ خدا جانے کیا سمجھا جاؤں؟

تحقیق: کثرت کلام ناشی ہوتی ہے انبساط سے اور انبساط ناشی ہوتا ہے اُنس سے اور اسی طرح مسبب کے اضداد سبب کے اضداد سے اور انقباض عن الخلق خود نعمت مستقلہ ہے پھر اگر انس مع الحق ہو تو نور اً علیٰ نور اور اگر انس مع الحق بھی کامل نہ ہو تو نور (مفضی) الی نور۔ یعنی وہ انقباض مفضی الی الانس مع الحق ہو جاتا ہے اور احیاناً اسباب طبعیہ بھی اس انس وتوحش کے موجب ہو جاتے ہیں مثلاً ضعف طبیعت وکسل یا کوئی فکر وتشویش اور نشاط وفرح و مساعدت احوال نفسانیہ، سو یہ نوع فی نفسہ نہ کمال ہے نہ نقص مگر آثار کے اعتبار سے قلت کلام اکثر نافع ہوتا ہے اور کثرت محتاج مقاومت کہ حدود سے تجاوز نہ ہو جاوے، بہرحال قابل اہتمام ومطلوب ہر حال میں حدود ہیں خواہ کسی کیفیت کے ساتھ ہوں نہ کہ کیفیات اسی مطلوب کی مطلوبیت اور غیر مطلوب کی عدم مطلوبیت کے بارے میں ارشاد ہے:

روزہا گر رفت گورو باک نیست　　　تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

اور اس تقریر سے اس حدیث کا بھی حل ہوگیا:

"قال صلى الله عليه وسلم الحياء والسعي شعبتان من الايمان. والبذاء ة والبيان شعبتان من النفاق رواه الترمذی عن ابی امامة لان اصل اقتضاء الايمان الانقباض عن الخلق واصل اقتضاء النفاق الانس مع الخلق."

اور اخیر کا مضمون اس نعمت کا کاشف ہے کہ اپنے کو نعمتوں کا مستحق نہیں سمجھا گیا کہ فناء مطلوب کا ایک خاص درجہ اور نعمت ہے مگر اس کے ساتھ ہی نعمت کو نعمت سمجھنا اور عقلاً اس پر فرح مامور بہ ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ ہماری طرف منسوب ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ منعم کی طرف منسوب ہے۔ والاول محمل قوله تعالىٰ لاتفرح ان الله لايحب الفرحين والثانی محمل قوله تعالىٰ قُل بفضل الله وَبرحمته فبذالِک فليفرحُوا. (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

رسالہ الدلالۃ لاھل الضلالۃ

حقیقت تصوف علم باعمل ہے

تمہید: ایک طالب نے جو سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ کے بعض بزرگوں سے تعلق رکھنے والے تھے ہجوم وساوس وخیالات اور بعض اثرات خارجیہ و داخلیہ سے تنگ آ کر حضرت والا مدظلہم العالی کی طرف رجوع کیا اور پہلے بذریعہ مکاتبت اور پھر حاضر خدمت اقدس ہوکر زبانی عرض کیا، اس پر حضرت والا مدظلہم العالی نے مضمون ذیل تحریر فرما کر ان کو دیا اور زبانی فرمایا کہ ایک بار اس کا ضرور مطالعہ کیا کریں۔

یادداشت ضروری

آپ کی حالت کے متعلق اجمالاً اپنے اس خط میں لکھ چکا ہوں جو آپ کے پاس ہے کل شام کو سب حالات آپ کی زبان سے سن کر اس اجمال کی مختصر اور ضروری تفصیل احتیاطاً اور لکھتا ہوں تاکہ معاملہ میں کوئی اشتباہ نہ رہے پھر آپ کا دل جس شق کو قبول کرے میں نہایت آزادی اور خوشی سے اس کی اجازت دیتا ہوں مجھ کو ذرا برابر اس میں کدورت نہ ہوگی۔ وہ تفصیل یہ ہے:

(۱) ہمارے نزدیک حقیقت تصوف کی صرف علم باعمل ہے اور عمل وہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے اور جو سالک کے اختیار میں ہے اس کے علاوہ سب چیزیں زائد ہیں۔ اگر وہ عطا ہو جائیں اور شیخ ان کو محمود بتلاوے تو نعمت ہے اور قابل شکر اور اگر عطا نہ ہوں یا عطاء ہوکر زائل ہو جائیں تو ان کی تحصیل کی فکر یا ان کے زوال پر قلق طریق میں ناجائز اور باطن کے لیے سخت مضر ہے خواہ وہ کچھ ہی ہو۔

(۲) شیخ کو اطلاع تو سب حالات کی ضروری ہے اپنی رائے سے یا کسی خواب یا وارد کی بناء پر کوئی کام کرنا طریق میں جائز نہیں پھر اس اطلاع کے بعد شیخ تدبیر اس کی کرے گا جس کا تعلق امر و نہی سے ہو بقیہ کی تدبیر اس کے ذمہ نہیں اس لیے طالب کو اس کا مطالبہ یا انتظار بھی طریق میں ناجائز ہے اسی طرح اگر کوئی مرض یا کوئی اثر واقعی یا خیالی تکلیف دہ یا کوئی آفت داخلی یا خارجی عارض یا لازم ہو جاوے وہ بھی شیخ کے فرض منصبی کے حدود سے خارج ہے۔

(۳) اصلاح نفس میں اصلاح بدن کو کافی دخل ہے اس سے بقدر وسعت و ضرورت

غذا و دوا کا اہتمام بھی عبادت اور سنت ہے۔ انّ لنفسک عَلَیْکَ حقًا انَّ لِجَسَدِکَ عَلیک حقًا حدیث ہے۔

(۴) اسی طرح اہل حقوق کے حقوق شرعیہ مقدورہ میں غفلت یا کوتاہی کرنا معصیت ہے جو مقصود کے لیے رہزن ہے۔ ان لزوجک عَلَیکَ حَقًّا وان لزورک علیک حَقًا حدیث ہے۔

(۵) آپ کی کل تقریر سے جو شیوخ کی تعلیمات معلوم ہوئیں اگر آپ کی یاد اور نقل صحیح ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کو اب تک صحیح اور صاف راستہ معلوم نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ اس وقت آپ کی موجودہ حالت کا وہی مقتضا ہو یا ان کی خطائے اجتہادی ہو اس لیے ان سے بھی بدگمان نہ ہونا چاہیے لیکن وہ آپ کو سخت مضر ہوئی اور اس وقت کی حالت کے تو وہ کسی طرح مناسب ہی نہیں اس لیے ان سب سے اس وقت ذہن کو خالی کر دینا چاہیے۔ اسی طرح کتابوں کا مطالعہ کر کے جو آپ نے اپنے لیے کوئی نظام تجویز کر لیا ہے وہ بھی اسی درجہ میں ہے اب میں اس یادداشت کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔ (النور رجب وشعبان ۱۳۵۸ھ)

حضرت کے علوم پر بے حد تعجب ہوتا ہے یہ علوم ان صندوقوں سے ہیں جو اوپر ہیں اور وہ دریا سے ہیں

حال: حضرت کے علوم پر بے حد تعجب ہوتا ہے اور بے حد رشک آتا ہے' کاش اس میں کچھ کسب کو دخل ہوتا' کتابوں میں تو حضرت مجھ کو یہ چیزیں یعنی (ملتی) نہیں یا کتابیں سمجھ میں نہیں آتیں مگر پھر حضرت کی باتیں کیوں سمجھ میں آ جاتی ہیں؟

تحقیق: یہ سب آپ کی محبت اور حسن ظن ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اب اس تعجب کی وجہ عرض کرتا ہوں وہ وجہ یہ ہے کہ ان علوم کے اس نادان کی طرف ظاہراً منسوب ہونے پر نظر گئی تو تعجب لازم ہے اور اگر نظر کو بڑھایا جاوے تو کچھ صندوق نظر آویں گے جن سے یہ علوم نکلتے ہیں اور ان صندوقوں سے اوپر ایک دریا نظر آئے گا تو تعجب رفع ہو جاوے گا۔ البتہ ایک انعام الٰہی اس وقت بھی محل شکر ہوگا وہ انعام اتصال ہے ان صندوقوں کے ساتھ جس کی مختصر حکایت یہ ہے:

سینہ را صندوق سرہا کردہ — داندران مخزوں گہرہا کردہ
ربط دادی سینہ رابا سینہ — ربط ایں آئینہ با آئینہ
نقش ایں آئینہ در دیگر پدید — کردی از صنع خود اے رب مجید
آب از جوئے بجوئے مے رود — بازیک سو گشتہ در دریا رود

اور انس مع الحق کی بُو بھی اپنے اندر نہیں پاتا۔

تحقیق: اس اُنس نہ ہونے کا قلق یہ بھی ایک درجہ ہے انس مع الحق کا یا اقل درجہ انس مع الحق کے ایک مانع کا ارتفاع تو ہے جس سے انس مع الحق کا قرب تو ہوگیا یہ کیا تھوڑی نعمت ہے آگے تھوڑی توجہ حصول مقصود کے لیے کافی ہوسکتی ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۸ھ)

قرآن میں اسم ذات اللہ کی تعلیم معلوم ہوتی ہے

حال: آج کل یکایک ایک عجیب سوال دل میں پیدا ہوگیا ہے کہ حدیثوں سے تو لا الہ الا اللہ کے ذکر کی افضلیت معلوم ہوتی ہے لیکن کلام مجید سے اللہ یا اسم اللہ کے ذکر ہی تعلیم معلوم ہوتی ہے اور لا الہ الا اللہ محض دعوت وتبلیغ کا کلمہ معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: یہی خیال میرے بعضے فضلاء احباب نے پہلے بھی پیش کیا تھا مگر ذرا تامل فرمایا جاوے تو جواب واضح ہے وہ یہ کہ اسم ذات بطریق متعارف پر دلالت کرنے میں آیات نص نہیں ہیں۔ جیسا ظاہر ہے غایت فی الباب بوجہ اطلاق کے اس کو بھی محتمل ہیں لیکن اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال سے اس شق کی عدم ترجیح' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجتہدین صحابہؓ سے اس پر عمل کا منقول نہ ہونا اس کے عدم کی ترجیح ثابت ہوگئی۔ پس یہ اطلاق عموم نہ ہوگا بلکہ اجمال ہوگا مثل اقیموا الصلوٰۃ کے جس کی تفسیر حضور کے قول وفعل سے ہوگئی۔ (النور شعبان ۱۳۵۸ھ)

علم ذات کا داعیہ بڑھ گیا وہ علم ایمان ہے اور اس کی تمنا عین مطلوب

حال: عرصہ سے کچھ علم ذات کا داعیہ بڑھ گیا ہے؟

تحقیق: وہ علم ایمان ہی ہے اس علم میں ترقی اور قوت ایمان ہی کی قوت اور ترقی

ہے۔ اسی کے مراتب کے تفاوت سے عوام اور خواص اور اخص الخواص کے ایمان میں تفاوت ہوتا ہے اسی قوت کو نصوص میں ازدیادِ ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے ان ہی مراتب کا نام علم الیقین وعین الیقین وحق الیقین ہے۔

حال: اور اس قسم کے داعیہ کا غلبہ کچھ مضر تو نہیں؟

تحقیق: بعد وضوح حقیقت کے اس کا سوال اس کی تمنا عین مطلوب ہے۔

حال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لذۃ النظر الی وجھک اور شوقا الی لقاء ک کا جو سوال فرمایا تو اس کا مطلب تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہاں صرف شوق لقاء حاصل ہوسکتا ہے اور نظر الی الوجہ تو حاصل ہی ہے مطلوب صرف لذۃ النظر ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ خوب صحیح دلالت سمجھ میں آئی اس کے قبل میرا ذہن بھی اس تفسیر کے ساتھ اس طرف نہ گیا تھا۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ علی ھذا التنبیہ

حال: لیکن حضرت اپنے اندر شوق لقاء تو کسی درجہ میں پاتا ہوں جس کو داعیہ علم ذات سے اوپر تعبیر کیا ہے لیکن اینما تولوا فثم وجہ اللہ کی صریح نص کے باوجود جب چاہتا ہوں کہ نظر الی الوجہ میں کچھ ذوق ولذت پیدا ہو تو بالکل نہیں پیدا ہوتی بلکہ ایسی چیزیں جو طبعاً مکروہ ہوتی ہیں ان پر وجہ اللہ کے اعتبار سے نظر کرنے میں طبیعت رُکتی ہے؟

تحقیق: غالباً آپ کے نزدیک وجہ کی تفسیر کا حاصل مظاہر ومناظر ہیں تو اس کے لیے دلیل کی حاجت ہے۔ ولا دلیل۔ سلف سے دو تفسیریں منقول ہیں' ایک جہت یعنی قبلہ اور اضافت الی اللہ باعتبار رضا کے ہے یعنی تم جس مکان میں ہو کر بھی تولی الی الکعبہ کرو وہ جہت مرضی حق ہے۔ دوسری تفسیر وجہ سے مراد ذات "کمافی قولہ تعالیٰ کل شیء ھالک الا وجھہ ای ذاتہ" پھر ذات سے مراد علم کمایدل علیہ مابعدہ' ان اللہ واسع علیم اور مناظر ومظاہر کے ساتھ تفسیر یہ ذوقی وتصوفی اشارہ کے درجہ میں ہوسکتی ہے جس کا حاصل تفسیر الوجہ بالذات باعتبار تجلیہ فی المظاھر ہے۔ روح المعانی میں اس کو باب اشارہ میں اس عبارت سے ذکر بھی کیا ہے۔

فای جھۃ یتوجہ المرء من الظاھر والباطن فثم وجہ اللہ المتجلی بجمیع الصفات

المتجلی بماشاء منزها عن الجهات وقد قال قائل القوم. (بالحاء ۱۲ ' بالجیم ۱۲)

وما الوجه الا واحد غیرانه　اذا انت عددت المرایا تعددوا

اب سوال مذکور فی المکتوب اس پر مبنی ہوگا جس کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ تفسیر غیر ثابت ہے۔ پس حدیث میں اس کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ دوسرا یہ کہ برتقدیر تسلیم مناظر ومظاہر کی طرف نظر کرنا بھی موجب لذت ہے۔ گو ذات مظہر کے اعتبار سے موجب لذت نہیں لیکن باعتبار اس کی مظہریت کے موجب لذت ہے مگر یہ اس وقت موجب لذت ہے جب اس نسبت کے استحضار اور ذات کی محبت کا غلبہ طبعی ہو جاوے پھر مناظر ومظاہر سب اس لذت کے اسباب ہو جاویں گے بلاتفاوت بین الحسن وغیر الحسن جیسے محبوب کا میلا کپڑا پہلے مکروہ معلوم ہوتا ہے مگر جب اس تلبس کا علم ہو گیا اس میں لذت پیدا ہوگئی' خصوص حالت بس فقہاء نے اس کے احساس کے بعد یہ فتویٰ دیا "النظر الی مراۃ الاجنبیۃ حرام" اور اگر اس تفسیر کو تکلف سمجھا جاوے اور حدیث میں تفسیر منقول عن العلماء لی جاوے یعنی نظر سے مراد علم فی الدنیا کا درجہ تو اس وقت آپ کا سوال بالاستقلال اس طرح متوجہ ہوگا کہ علم میں بھی تو لذت نہیں پائی جاتی۔ اس کا جواب اس طرح ہوگا کہ نفس لذت کی نفی کا حکم عدم تامل کے سبب سے ہے ورنہ حق تعالیٰ کی یاد میں کہ علم کی ایک فرد ہے کس مومن کو لطف نہیں آتا' خصوص جب اس کے صفات وکمالات کا تذکرہ بھی ہو کہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا اور اگر اس نفی کے حکم کو صحیح بھی مان لیا جاوے تب بھی کوئی محذور نہیں نہ نقص ایمان کا شبہ ہو سکتا ہے' ایک کمال کی کمی ہے جس کے لیے سوال کی تعلیم فرمادی گئی ہے جب اور جتنی نصیب ہو جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۸ھ)

رسوخ کے انتظار کی ضرورت نہیں' اگر قصد مقاومت میں کامیابی ہو

حال: الحمدللہ علاج کبر سے بہت فائدہ ہے؟ تحقیق: الحمدللہ

حال: تو اب اس کے رسوخ کا انتظار کروں یا اب دوسرے مرض اور علاج کو پیش کروں؟

تحقیق: اگر وقت پر ایسا استحضار ہو جاوے کہ مقاومت کا قصد کر لیا جاوے اور اس قصد میں اکثر کامیابی ہوتی ہو تو رسوخ کا انتظار ضروری نہیں ورنہ اسی حالت مذکورہ کا انتظار مناسب ہے۔

حال: آج کل معمولات کے شوق اور حضور قلب میں بہت کمی ہے اس لیے دعا کا طالب ہوں؟
تحقیق: دُعا کرتا ہوں باقی شوق کی کمی پر قلق نہ چاہیے کہ امر غیر اختیاری ہے اگر طبعی قلق بھی ہو اس عقلی مقدمہ کے استحضار سے اس کے اثر کو ضعیف کر دینا چاہیے اور حضور قلب کا جو درجہ مکلف بہ ہے یعنی احضار بالاختیار خواہ حضور کسی درجہ کا بھی اس پر مرتب ہو جاوے اس کی تجدید وقت پر کر لی جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۸ھ)

ایمان اور محبت اس کی زیادتی مطلوب ہے و لیکن وہ مقصود زیادتی ایسی لطیف ہے جیسے بچے کی نشو و نما!

حال: جواب والا نے کشف حقیقت و شرح صدر فرمائی، واقعی اصل شئی بس ایمان و محبت اور اسی کی زیادتی کی طلب ہے؟
تحقیق: ازدیاد مطلوب کی رفتار ایسی لطیف ہے جیسے بچہ کا نشو و نما کہ کسی دن بھی معلوم نہیں ہوتا کہ پہلے سے بڑھا ہے۔ البتہ فصل بعید کے بعد قبل اور بعد کی حالت میں موازنہ کے بعد پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح قبل التزام اعمال کی حالت کا بعد التزام کی حالت سے موازنہ کر کے دیکھا جاوے تو ازدیاد مشاہد ہوگا مگر کمّا نہیں بلکہ کیفاً لایزید و لا ینقص کا محمل کم ہے اور یزید و ینقص کا محمل کیف اور احیاناً اس کا بھی ادراک نہیں ہوتا لیکن عدم ادراک عدم وقوع کی دلیل نہیں۔ خصوص جب خشیت کا غلبہ ہو اس وقت وہ کیفیت ہوتی ہے۔ ادرکت سبعین بدریا کلھم یخاف النفاق علیٰ نفسہ رواہ البخاری. اور ہمت فی نفسہ مقصود نہیں آلہ عمل ہے اگر عمل کا صدور ہو جاوے مقصود حاصل ہے گو اس میں قوت نہ ہو۔
حال: جی چاہتا ہے کہ کسی طرح کچھ طبعی محبت اور اس کی لذت بھی نصیب ہو جاتی؟
تحقیق: اس کی سبیل صرف دُعا ہے اور عدم ظہور حصول پر رضا واللہ در من قال

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب — کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

اور علاوہ اس کے رضا حق رب علی العبد ہے بعض اوقات عدم حصول ہی زیادہ نافع ہوتا ہے کہ مجاہدہ کا اجر بڑھتا ہے۔

تشبیہ کا مسلک بیحد خطرناک ہے بخلاف تنزیہہ کے ولیکن تنزیہہ محض بھی تشفی بخش نہیں اس کے متعلق تحقیق عجیب!

سوال: حضرت نے یہ بالکل ہی بجا ارشاد فرمایا کہ تشبیہ کا مسلک بے حد خطرناک ہے اور خود میرا بھی مدت تک اصلی مذاق و رجحان تنزیہہ کا ہی رہا لیکن اب عرصہ سے تنزیہہ محض سے بالکل تشفی نہیں ہو رہی ہے اور کسی طرح نہ دل اس کو قبول کرنا چاہتا ہے نہ دماغ کہ حق و خلق میں وجود اً دوئی بُعد یا انفصال ہو سکتا ہے لیکن با ایں ہمہ الحمدللہ دوسری طرف یہ بھی قطعاً غلط نا قابل فہم بلکہ سفاہت پاتا ہوں کہ کسی طرح بھی عبد معاذ اللہ رب یا رب عبد ہو سکے اور وحدت وجود کے ساتھ کثرت موجودات میں کوئی قباحت ہی نہیں بلکہ یہی عقل ونقل سب کے موافق معلوم ہوتا ہے۔ اقربیت ومعیت وغیرہ کے تمام اعتبارات کے باوصف غیریت اتنی اٹل معلوم ہوتی ہے کہ عینیت کے مفسدہ کا الحمدللہ کبھی خطرہ واحتمال تک قلب پر نہیں آتا بلکہ ایک لحاظ سے غلبہ تنزیہہ وتسبیح کا رہتا ہے حتیٰ کہ عینیت کا رجحان رکھنے والوں کی حماقت پر سخت غصہ معلوم ہوتا ہے بلکہ مجھ کو تو وہ انکار حق کے لیے نفس کی ایک دسیسہ کاری نظر آتی ہے۔ یہ بھی عرض خدمت ہے کہ اس مسئلہ سے فی الجملہ دلچسپی کے باوجود پڑھتا پڑھاتا زیادہ ایسی چیزوں کو نہیں ہوں البتہ کلام مجید ہی کی تلاوت یا اس پر اگر کچھ تدبر وتفکر کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے تو اس طرح کے بھی ذہن میں کچھ اعتبارات آجاتے ہیں؟

تحقیق: مکرمی دام لطفکم السلام علیکم۔ عربی مثل ہے: اذا جاء ت الالفة رفعت الکلفة۔ عارف شیرازی کا ارشاد ہے:

ماحالِ دل را بایار گفتیم   نتواں نہفتن درد از حبیباں

اس کے تحت میں یہ سب محمود ہے۔ اب جواب عرض کرتا ہوں حادث بعد الحدوث کو مشاہدہ قدیم کا واسطہ بنانا دو تعلق سے ہوتا ہے۔ ایک تعلق صانع ومصنوع کا اس تعلق سے واسطہ بنانا منصوص اور مامور بہ ہے۔ آیات

اِنَّ فی خلق السمٰوات والارض الٰی قولہٖ لاٰیٰت لقومٍ یعقلون (بقرة)

وانَّ فِی خلق السّمٰوٰت والارض الٰی قولہٖ ربنا ماخلقت ھٰذا باطلاً. (آل عمران) وَاَفَلاَ ینظرون الٰی الابل الٰی قولہٖ کیف سطحت. (غاشیہ)

وغیرہا سب اسی توسیط پر دال ہیں اور دوسرا تعلق ظاہریت ومظہریت مصطلحہ کا زائد علی التعلق الاول جس میں اس وقت کلام ہے سو یہ تعلق اور اس کی خصوصیات خود ذوقی وکشفی ہیں۔ فلذا توسیط تعلق اول کی مثال کاتب ومکتوب کا تعلق ہے اور تعلق ثانی کی مثال شمس وارض کا تنویری تعلق ہے پھر اس تعلق ثانی کے توسیط کے دو درجے ہیں ایک تصور وتخیل کا دوسرا تصدیق واعتقاد کا۔ دوسرا درجہ تو ظاہر ہے کہ اختیاری ہی ہوگا اور پہلا درجہ دو طرح کا ہے ایک استحضار فی الذہن قصد واختیار سے دوسرا حضور فی الذہن بدوں قصد واختیار کے۔ یہ کل تین درجے ہوئے' سو چونکہ خود یہ تعلق اور اس کی خصوصیات کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں اور ذوق وکشف حجت نہیں اس لیے تین درجات مذکورہ میں اول کے دو درجے یعنی اعتقاد اور استحضار بالاختیار تحت نہی ونکیر ولا تقف مالیس لک بہ علم' وان یتبعون الا الظن وان الظن لایغنی من الحق شیئًا الآیۃ داخل ہوں گے اور تیسرا درجہ یعنی تصور وحضور فی الذہن بالاضطرار معفو عنہ ہوگا۔ لقولہ تعالٰی لایکلف اللّٰہ نفساً اِلاَّ وسعھا اور اول کے دو درجے دلائل شرعیہ مذکورہ سے منکر ہونے کے علاوہ خود قواعد طریق سے بھی منکر ہیں اس نکارت کا راز یہ ہے کہ تمام اہل ملل حقہ جن میں حضرات صوفیہ بھی داخل ہیں اس پر متفق ہیں کہ یہ دوسرا تعلق یعنی ظاہریت ومظہریت مصطلحہ کا خود حادث بعد العدم السابق ہے اور قبل حدوث یہ تعلق معدوم محض تھا سو اس تعلق کی قید سے جو استحضار ہوگا خواہ قصداً یا تصدیقاً وہ مقید کا ہوگا اور مقید بوجہ حدوث قید کے حادث ہوگا تو یہ استحضار قصداً حادث کا استحضار ہوا جو غیرت محبت کے بالکل منافی ہے اس لیے خود وہ اہل ذوق بھی اس حکم کو ضبط نہ کرسکے کہ کل ماخطر ببالک فھو ھالک واللّٰہ اجل واعلٰی من ذٰلک. اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی نور آفتاب کا مشاہدہ اس تعلق کے واسطہ سے کرے جو اس کو ارض سے حاصل ہے اور اس تعلق کے سبب خود دھوپ میں اجرام کے اختلاف

ہیئات سے مختلف اشکال پیدا ہو گئے مثل تدویر و تثلیث و تربیع تو ان حصص مختلفۃ الہیئۃ کے ذریعے سے مشاہدہ نور کا قصد کرنا ظاہر ہے کہ مستلزم ہو گا۔ ان حصص کے قصد مشاہدہ کو باقی اضطرار پر کوئی ملامت نہیں مگر یہ درجہ کمال سے متنزل ہے گو ضعیف کے لیے بالعرض اس طرح نافع ہو جاوے کہ درجہ کمال تک اس کے لیے موصل ہو جاوے جیسے دوا غیر مقصود ہے مگر علیل کے لیے غذائے مقصود کی استعداد پیدا کرنے کی وجہ سے گوارا بلکہ تجویز کر لی جاوے۔

مولانا متعدد تمثیلات کے بعد اسی کو ارشاد فرماتے ہیں:

اے بروں از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من

وفیہ اظہار للامر الاصلی

بندہ نشکیبد ز تصویر خوشت — ہر دمت گوید کہ جانم مفرشت

وفیہ اظہار للامر العارضی اور تعلق اول کی توسیط میں ان وسائط کی ایسی مثال ہو گی جیسے عینک لگا کر کسی چیز کا مشاہدہ کرنا کہ عینک محض معین ہو گی۔ مشاہدہ شے مذکور کی اور مشاہدہ کے وقت بعض اوقات عینک کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا' میرے خیال میں مسئلہ کے سب پہلوؤں پر کافی اور ضروری کلام ہو گیا ہے اگر کچھ جزو متروک ہو گیا ہو ظاہر فرماویں باقی کسی مامور بہ سے تشفی ہونا نہ ہونا یا دل و دماغ سے اس کا ملصق نہ ہونا یہ قابل التفات نہیں۔ امتثال مقصود ہے نہ کہ کیفیات و احوال' باقی اس جزو کو تیسر اللخطب مکرر یاد دلاتا ہوں کہ اضطرار پر نکیر نہیں۔ (النور شوال ۱۳۵۸ھ)

احادیث سے دل گھبرانے کا علاج

حال: حضرت بندہ کو مشکوٰۃ شریف آخری حصہ کے مطالعہ کی توفیق ہوئی مگر کتاب الاداب اور کتاب الرقاق کی احادیث سے دل گھبرا گیا اور معلوم ہوتا کہ بندہ کے اندر سارے عیوب موجود ہیں اور بندہ مجمع الامراض ہے؟

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور اس گھبراہٹ سے اجر ملتا ہے بس تسلی کے لیے یہی اعتقاد کافی ہے اور ساتھ ساتھ اصلاح کا اہتمام اور اس کے لیے دعا بھی۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ)

محبت کے آثار مختلف ہوتے ہیں

حال: تھانہ بھون سے لکھنؤ تک اہل محبت کے اس موقع پر پریشانی و بیقراری کا جو ظہور

ہوا وہ محبت کا عین اقتضاء تھا جس پر مجھ کو بے حد رشک آیا اور اپنے دل کی اس بے حسی پر نفرین کی، محبت کی راہ سے تو کوئی پریشانی واضطراب محسوس نہیں ہوا صرف عقیدت کی راہ سے یہ دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت وعافیت کے ساتھ طویل سے طویل حیات عطا فرماویں اور اس کے افادات و برکات اپنے بندوں اور اُمت مرحومہ پر تادیر قائم رکھیں۔ الحمدللہ کہ حضرت سے عقیدت تو بہت غیر معمولی پاتا ہوں لیکن اپنے منعم ومحسن سے کچھ نہ کچھ طبعی محبت ہو جانا بھی تو معمول انسانیت ہے۔ حضرت کے میرے دنیا اور دین دونوں پر کتنے احسانات ہیں اور پھر کتنی شفقت ہے اس کا خیال کرتا ہوں تو اپنی قساوت قلب کی شرم سے گڑا جاتا ہوں؟

تحقیق: مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ مع ہاتھ اور انگلیوں کے صحت وخیریت سے ہوں، امید کہ شان خط کی شہادت بھی اس کی مؤید ہوگی۔ باقی اپنی کیفیت اور اس پر شبہات جو تحریر فرمائے ہیں اس میں دو چیزیں ہیں مقدمات ومقصود، اصل مطلوب چونکہ مقصود ہے اور مقدمات محض تابع اس لیے مقصود کی تحقیق مع الدلیل پر اکتفا کرتا ہوں جس کے بعد مقدمات کا غلط ہونا اجمالاً تو فی الفور معلوم ہو جاوے گا اور تفصیلاً بعد تامل واضح ہو جاوے گا وہ تحقیق مع الدلیل یہ ہے کہ ایک محبت تھی حضرت صدیق اکبرؓ کی اور ایک حضرت فاروق اعظمؓ کی اور آثار دونوں کے مختلف جو وفات شریف کے وقت ظاہر ہوئے اور روایات صحیحہ سے ثابت کیا، کیا حضرت صدیق اکبرؓ کی محبت محبت نہ تھی یا غیر کامل تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر فضل فرما کر محبت صدیقیہؓ کے مشابہ محبت عطا فرماوے تو محل شکر ہے یا محل شکایت، اس کے بعد مقدمات میں غور کیا جاوے یا نہ کیا جاوے، مطلوب حاصل ہو گیا اور راز اس میں یہ ہے کہ یہ الوان کا اختلاف ہے جس کا منشاء کبھی اختلاف استعداد ہوتا ہے کبھی دوسرے اسباب اس تفتیش کی کوئی حاجت نہیں۔ وفی مثلہ قیل.

عباراتنا شتّٰی وحسنک واحد　　　وکل الی ذاک الجمال یشیر

واللہ اعلم بسرائر عبادہٖ وضمائرھم. والسّلام (النور، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

عیال کیلئے کسب معاش کرنا بھی طاعت ہے

حال: اُدھر تو تھانہ بھون کی حاضری کو بے حد دل چاہتا رہتا ہے، دوسری طرف اپنی تن

پروری، نفس پرستی، فکر معاش نے بھی گل کھلانے میں کچھ کمی نہیں کر رکھی؟
تحقیق: اور ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں کی کیونکہ عیال کیلئے کسب معاش طاعت ہے۔
(النور رجب ۹ ۱۳۵ھ)

دنیاوی مصائب سے روحانی تکلیف نہ ہونا مبارک حالت ہے

حال: اب حالت یہ ہے کہ دنیاوی مصائب سے روحانی تکلیف نہیں ہوتی؟
تحقیق: مبارک ہو۔
حال: اب ہر چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کا محض فضل وکرم سمجھ کر اس کا شکر ادا کرتا ہوں؟
تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ اور ترقی ہوگی۔
حال: بہت سے کام بلا کسی بھاگ دوڑ کے ہو جاتے ہیں؟ تحقیق: فضل ہے۔
حال: مگر حب الدنیا کم نہیں ہوتی اس کے لیے جو مناسب تدبیر تجویز کی جاوے اس پر انشاء اللہ عمل کروں گا؟
تحقیق: کیا بھوک میں کھانے کی رغبت اور پیاس میں پانی کی رغبت بھی حب دنیا میں داخل ہے اس کے جواب کے بعد آگے عرض کروں گا۔ (النور صفر ۶۰ ۱۳ھ)

لباس اچھا پہننے پر لباس باطنی یعنی تقویٰ پر بھی نظر ہونی چاہیے

خط اول

حال: بندہ کی طبعی حالت ہے کہ ہمیشہ صاف وستھرا رہوں میل کچیل کے ساتھ رہنے کو طبیعت نہیں چاہتی اگر میل کچیل کے ساتھ رہوں تو طبیعت میں بوجھ معلوم ہوتا ہے؟
تحقیق: اس وقت اپنے لباس باطنی یعنی تقویٰ کے میلے کچیلے ہونے پر بھی نظر ہوتی ہے یا نہیں؟

خط دوم

حال: حضرت جس وقت اپنے لباس ظاہری پر نظر ہوتی ہے اور دل خوش ہوتا ہے اس وقت اپنے لباس باطنی کے میلے کچیلے ہونے پر بھی نظر ہوتی ہے؟
تحقیق: اس نظر کا کیا اثر ہوتا ہے افعال میں۔ (النور رمضان ۶ ۱۳۵ھ)

برزخ میں اپنے لیے عافیت ہی سمجھنا قوت رجاء کی دلیل ہے

حال: علاوہ ازیں اکثر اوقات اندرون قلب میں یہ عقیدہ پاتا ہوں کہ برزخ میں میرے اور میرے متعلقین کے لیے سراپا راحت وعافیت ہی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ نہ اس وجہ سے کہ میرے پاس کچھ اعمال صالحہ ہیں بلکہ محض اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین اور میں ضعیف ترین ہوں؟

تحقیق: یہ قوت ہے رجاء کی اور مبارک حالت ہے۔ البتہ اگر اس خیال کے آثار مذموم ہوتے جیسے جرات علی المعاصی وامثالھا تو پھر یہ خیال امنیہ وغرور ہوتا جب یہ نہیں تو عین مطلوب ہے البتہ ہر کیفیت یا ہر درجہ کسی محمود چیز کا بھی ہر شخص کے لیے محمود نہیں جیسے بعض ادویہ نافعہ ہر مزاج کے لیے نافع نہیں۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ)

جنت میں جمال وجلال الٰہی متضاد نہیں

حال: اس پر یہ شبہ میرے دل میں ہوتا ہے کہ بہشت میں تو جمال الٰہی کا فقط مظہر ہوگا پھر جلال الٰہی کا منظر وہاں کیسے نظر آئے گا جو خشیت ہو؟

تحقیق: وہاں جمال اور یہ جلال متضاد نہیں جمال ہی عین جلال ہوگا۔

وھو معنی قولہ علیہ السلام وما بین القوم و بین ان ینظروا الی ربھم الا رداء الکبریاء علی وجھہ. (رواہ المسلم) فی باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الآخرۃ ربھم اثبت الجلال المعبرعنہ بالکبریاء فی عین مشاھدۃ الجمال المعبرعنہ بالرؤیۃ وھذا الجلال ھوالمانع عن ادراک کنہ الذات مع وقوع الرؤیۃ فالجمال محل الرؤیۃ والجلال حجاب الادراک.

اور حق تعالیٰ کی تو بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات کو وہ عظمت دی ہے کہ عین جمال میں ان کے جلال کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ عمرو بن العاصؓ کا قول ہے:

وما کان احد احب الی منہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اجل فی عینہ منہ وماکنت اطیق ان املأ عینی منہ اجلا لا لہ ولوقیل لی صفہ لما استطعت وان اصفہُ لا فی لم اکن املأ عینی منہ الحدیث. (رواہ المسلم

فی باب کون الاسلام یهدم ماقبلهٗ اور پھر مخلوقات میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص شان ہے معمولی اور خسیس محبوب کے جمال میں ظہور ہیبت کا ہوتا ہے۔ کما قال

تھامتا ہوں دل کو پر ہاتھوں سے نکلا جائے ہے　　　سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آ جائے ہے

وفی امثالها کثرة فی کلام العشاق

تمہید

خط بالا کے (جس میں بعض احادیث اجتماع جمال وجلال کی منقول ہیں) جواب میں خط ذیل آیا جو مع جواب ذیل میں درج ہے:

حال: عطوفت نامہ نے بہرہ مند کیا' محبت وخشیت اور جمال وجلال کی یکجائی اور جامعیت کے سمجھنے میں خاکسار کو جو اشکال پیش تھا بحمد اللہ کہ تحریر پرتنویر سے وہ مندفع ہوگیا یہ بھی تائید الٰہی ہے کہ اس سے پہلے کہ حضرت کا جواب آئے شوال ۱۳۶۰ھ کا مبلغ نظر سے گزرا جس کے دوسرے صفحہ میں حضرت نے اسی اشکال کو دور فرما دیا تھا اور اس کا عنوان محبت اور خشیت کی یکجائی کے بجائے محبت اور ہیبت کی یکجائی ہے۔ اسی سے تمثیلی جواب سمجھ میں آ گیا تھا مگر اس والا نامہ میں احادیث سے استشہاد نے ہر خطرہ کو دور کر دیا۔ فبحمد اللہ۔

تحقیق: اس سے بے حد مسرت ہوئی کہ بحمد اللہ تعالیٰ احادیث کا اثر آپ کے قلب پر نکات تصوف سے زیادہ ہوا' اصلی مذاق ہر مسلمان کا یہی ہونا چاہیے کہ اس کو اصل یعنی مشکوٰۃ نبوت سے زیادہ نور حاصل ہو بہ نسبت اس کے عکوس وظلال کے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

رقت قلب کا پیدا ہونا آثار محبوبیت سے ہے

حال: میں جب سے آیا ہوں اس وقت سے قلب میں رقت زیادہ پیدا ہوگئی ہے جب بزرگوں کے واقعات پڑھتا ہوں تو اپنی زندگی اور اعمال کو دیکھ کر بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں' قرآن ونماز پڑھتے ہوئے بھی بعض آیات کے مطالب پر غور کرنے سے دل بھر آتا ہے اور آواز گلوگیر ہو جاتی ہے؟

تحقیق: یہ سب آثار محبیت حق ومحبوبیت کے ہیں۔ بلا واسطہ یا بواسطہ اہل حق کسی کو نصیب اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے تاکہ اس سے مزید عطا ہو۔ من حیث تدری او من

حیث لاتدری. (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

کسی نعمت کو اپنا کمال سمجھ کر خوش ہونا برا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نوال سمجھ کر خوش ہونا اچھا ہے

حال: میرا حال یہ ہے کہ پرسوں مسجد جاتے ہوئے راستہ میں اتفاق سے بلاقصد ایک عورت پر نظر پڑی' پھر فوراً اپنی نظر کو ہٹالیا' نفس نے تقاضا کیا کہ دوبارہ دیکھوں مگر بفضلہٖ تعالیٰ ہمت کر کے نفس کو اس فعل سے روکا' بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی ہوئی۔ اس کامیابی پر دل ہی دل میں بہت خوش ہوا' مسجد پہنچ کر عصر کی نماز ادا کی' پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنے ایک ملاقاتی جو کہ مولوی ہیں ان سے اپنے متعلق ظاہر کروں کہ کچھ نہ کچھ علمی استعداد مجھ میں ہے اور نفس نے اس بات کے اظہار کی یہ صورت تجویز کی کہ ان سے کہوں کہ میں مدرسہ حسینیہ میں فلاں کتاب کا درس دیتا ہوں اور اس کا پختہ ارادہ بھی ہو گیا مگر خدا نے ہمت دی اور اللہ کے فضل سے اس سے بھی محفوظ رہا؟

تحقیق: حق تعالیٰ نے ایک آیت میں "لاتفرح ان اللہ لایحب الفرحین" ارشاد فرمایا ہے۔ ایک آیت میں "قل بفضل اللہ وبرحمتہٖ فبذالک فلیفرحوا" ارشاد فرمایا ہے پس کسی نیکی سے کمال سمجھ کر خوش ہونا پہلی آیت کا مورد ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی نوال سمجھ کر خوش ہونا دوسری آیت کا مورد ہے اور یہ فرق ادنیٰ توجہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

تخلیہ کیساتھ تحلیہ بھی ہونا چاہیے

حال: اس وقت ایک ضروری امر دریافت طلب ہے وہ یہ کہ کچھ عرصہ سے قلب میں یہ داعیہ پیدا ہو رہا ہے کہ تخلیہ عن الرزائل کے ساتھ ساتھ ذکر اللہ کے ذریعے تحلیہ بھی کرنا چاہیے؟

تحقیق: تحلیہ کے اصطلاحی معنی تو اتصاف بالفضائل ہے جس کو تہذیب اخلاق بھی کہتے ہیں۔ ذکر اللہ ایک مستقل عمل ہے جس سے علاوہ اجر و ثواب کے تخلیہ اور تحلیہ میں اعانت بھی ہوتی ہے اس لیے حق عبارت سوال کا یہ ہے کہ تخلیہ کے ساتھ ذکر اللہ بھی کرنا چاہیے اس کو تحلیہ کہنا ایک نئی اصطلاح ہے۔

حال: لہٰذا حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر اس احقر کے حالات کے پیش نظر

ذکر اللہ فی الحال مناسب ومفید ہو تو تجویز فرماویں' انشاء اللہ عمل کروں گا؟

تحقیق: مناسب کا معنی بہت ضروری اور طریق کے واجبات میں سے ہے۔

اس طرح کہنا کہ عافیت عطا فرمایہ کہنا خلاف تفویض ورضا کے نہیں

حال: حضرت والا میرا اس طرح دُعا کرنا کہ ابھی عافیت عطا فرمایئے مجھ میں سہار نہیں یہ تفویض اور رضا کے خلاف تو نہیں؟

تحقیق: اس حالت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ابھی عافیت عطا فرمایئے تفویض ورضا کے خلاف نہیں ورد فی حدیث الاستسقاء اللّٰھم اسقنا غیثًا مغیثًا مریئًا مریعًا نافعاً غیر ضار عاجلاً غیر اجل. (رواہ ابوداؤد) و فی روایۃ عاجلاً غیر رائث (جمع الفوائد عن الکبیر والبزار) (النور ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

بیماری میں اضطراب کا ہونا خلاف صبر وتوکل نہیں

حال: اپنے اس بشری اضطراب کو دیکھ کر (جو لڑکیوں کی بیماری سے اوپر مذکور تھا) بار بار یہ خیال آتا ہے کہ میرا یہ حال صبر وتوکل کے خلاف ہے مگر اس کا علاج نظر نہیں آتا؟

تحقیق: علاج تو مرض کا ہوتا ہے یہ اضطراب طبعی غیر اختیاری خود مرض ہی نہیں جو ضرورت علاج ہو اسی غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے یہ صبر وتوکل کے بھی خلاف نہیں کیونکہ یہ دونوں اختیاری ہیں۔ پس دونوں جمع ہو سکتے ہیں پھر تخالف کہاں رہا۔ جیسے آپریشن کوئی رضا سے کرائے اور نشتر لگنے کے وقت زور سے آہ نکلے اور اس کے بعد جراح کو انعام بھی دے جو صریح علامت ہے رضا کی۔ یہاں اضطراب اور صبر ورضا جمع ہو گئے۔ البتہ اس مثال میں اگر کلوروفارم سنگھا دیا جاوے تو الم محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر حکمت مقتضی ہوتی ہے تو کسی ایسے حال کو منجانب اللہ غالب کر دیا جاتا ہے جس سے اضطراب طبعی بھی نہیں ہوتا مگر یہ ناقص کے لیے تجویز کیا جاتا ہے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی وفات پر آنسو نکلے جو دلیل ہے کمال کی۔

توکل کے پوچھنے والے کو جواب

حال: توکل کس کو کہتے ہیں اور توکل کس طرح کیا جاتا ہے' مخلوق سے عند المصیبت

مدد طلب کرنا اور مصیبت کا اظہار کرنا منافی توکل ہے یا نہیں؟

تحقیق: اگر سوال سے مقصود مسئلہ کی تحقیق ہے تو اپنے اساتذہ سے پوچھو اور اگر عمل مقصود ہے تو اول کسی کو اپنا شیخ طریق تجویز کرو پھر اس سے پوچھو پھر وہ اپنی رائے سے ایسے سوال کا موقع بتلائے گا اور سائل کے ذمہ اس کا اتباع ہوگا۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ء ۱۳ھ)

قلب کو یکسوئی ہونا اثر ہے اعتماد کا

حال: گزشتہ عریضہ میں جو کچھ معمولات عرض کیے تھے ان میں حضرت والا نے جو کچھ تصویب و تصحیح فرمائی الحمدللہ اس کے مطابق عمل شروع کر دیا ہے' اپنے فتوائے قلب یا میلان کے بعد بھی تردد دفع نہیں ہوتا کبھی کسی جانب رجحان ہوتا ہے کبھی کسی جانب لیکن حضرت کے ارشاد کے بعد قلب کو یکسوئی ہو جاتی ہے؟

تحقیق: یہ اثر ہے اعتماد کا جو کبھی محبت سے کبھی عقیدت سے علیٰ سبیل مانعۃ الخلو ناشی ہوتا ہے۔ یہ یاد نہیں رہا کہ جس چیز کے سلسلہ میں یہ تحریر فرمایا ہے اس میں میرا کوئی جواب رافع تردد عرض کیا گیا یا نہیں' میں نے اپنے خط سابق کی نقل بھی تلاش کی مگر کثرت مکتوبات مختلفہ کے سبب نہیں ملی' ایسے خطوط اگر تازہ خط کے ساتھ آ جایا کریں تو کافی جواب کے لیے سہولت ہو۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ء ۱۳ھ)

باب ۳

اخلاق رذیلہ کے بیان میں

کبر اور عمل کبر کا علاج

حال: احقر میں علاوہ اور رذائل کے ایک یہ بھی ہے کہ نو تعلیم یافتہ یا وہ علماء جو ذکرو شغل میں نہیں لگے یا کسی بدعتی شیخ کے معتقد ہیں یا کسی متبع سنت کے تو معتقد ہیں مگر وہ شیخ طریق معالجہ سے واقف نہیں اور مریدین کو حضور والا کی طرح تعلیم نہیں کرتا۔ غرض یہ سب فرق ناقص معلوم ہوتے ہیں۔ قلب میں ان میں سے کسی کی عظمت نہیں جس سے اپنے فضل اور کمال کا شان اور ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے مگر بعد غور اس خیال کو بلا دلیل اپنے قلب میں پاتا ہوں کہ ہم کو عنداللہ کسی کے مرتبہ کا کیا پتہ ہے اپنے عیب بھی پیش نظر کرتا ہوں اور ان کے اعمال حسنہ کا بھی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی خوبی ایسی بھی ہو جس کا مجھ کو علم نہیں اور وہ حق تعالیٰ کو پسند ہو اور اپنے اندر عیب ہیں اور ان پر مواخذہ ہو اس استحضار کے بعد اپنے کمال یا قبول کا متیقن تو نہیں ہوتا مگر ان کی عظمت بھی قلب میں کسی طرح نہیں آتی۔ اسی طرح درس یا وعظ میں اپنا درس و وعظ پسند آتا ہے اور حضرات کا خصوص بعض کا تو بالکل ناقص معلوم ہوتا ہے غرض یہ کبر ہے اس کے ازالہ کی تدبیر فرما کر دستگیری فرمائی جائے؟

تحقیق: یہ کبر نہیں جو احتمال مستحضر ہوتا ہے وہ ازالہ کبر کے لیے کافی ہے مگر یہ اعتقاد کبر کا علاج ہے اور ضرورت ہے عمل کبر کے علاج کی بھی، عمل کبر یہ ہے کہ برتاؤ تحقیر کا ہو وہ علاج یہ ہے کہ ان میں جو اہل حق ہیں ان کی مدح زبان سے اور اکرام برتاؤ سے کیا جاوے اور جو اہل باطل ہیں ان کی بلا ضرورت محض مشغلہ کے طور پر غیبت وغیرہ بالکل نہ کی جاوے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے:

حال: (المعروض) کبر میں تو ایک اعتقاد ہے اور ایک عمل اس کے سوا باقی رذائل میں مثلاً حسد ایک درجہ عمل اور دوسرا اس کا منشاء اور وہ منشاء عقیدہ تو نہیں ہوتا' ایسا ہی حب مال

حب جاہ ایک تو ان کے مقتضی پر عمل ہے اور اس عمل کا منشاء وہ بھی عقیدہ نہیں۔ مثلاً انا افضل من فلان اس قضیہ کے ساتھ علم ہے یہ علم جرم ہے اور انا احسد اس قضیہ کے ساتھ عقیدہ نہیں۔ گو قلب میں حسد کی کیفیت ہے اور بعد تفکر اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ لاکن یہ علم جرم نہیں بلکہ اس کا منشا جرم ہے۔ اس سمع خراشی سے مطلوب یہ ہے کہ احقر یہ سمجھا ہے کہ کبر میں تو علم جرم ہے اور حسد اور حب مال، حب جاہ، غیبت وغیرہ کیفیات خاصہ جو منشا ہوتی ہیں علوم کی وہ جرم ہیں ان کے بعد علوم جرم نہیں احقر کا یہ فہم غلط ہے یا درست ہے؟

تحقیق: یہ علوم جو کہ معصیت نہیں ناشی ہیں ان رذائل سے نہ کہ مناشی اور جو علوم مناشی ہیں ان رذائل کے وہ معاصی بھی ہیں۔ مثلاً حسد میں انا احق بالنعمة من فلان اور حب مال و جاہ میں المال والجاہ احق ان یطلبا ویرغب فیھما۔ پس علوم مناشی سب جگہ معصیت ہیں اور علم ناشی کبر میں بھی معصیت نہیں۔ مثلاً انا متکبر بلکہ یہ تو اپنے عیب کا علم ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ)

ریا میں قصد کو بدل لینا کافی نہیں بلکہ اس کا استحضار ضروری ہے

حال: اگر کسی کام میں ریا کا قصد ہو تو اس میں اس قصد کو بدل کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا قصد کر لوں گا۔ اگر ریا سے خارج ہونے اور خلوص حاصل کرنے کے لیے یہ کافی ہو تو اور علاج کی ضرورت نہیں، یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط ارشاد فرمایا جاوے؟

تحقیق: یہ طریقہ صحیح اور کافی ہے مگر محض اس کا جاننا اور اس پر قدرت ہو جانا کافی نہیں۔ اکثر اہل طریق کو یہ دھوکا ہو جاتا ہے بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ مدت دراز تک اس کا استحضار اور اس کا استعمال رہے تاکہ اس میں رسوخ اور تمکین ہو جاوے اور ریا درجہ حدیث النفس میں بھی نہ رہے۔ واصلہ قولہ تعالٰی فی الانفاق۔ "ومثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللہ وتثبیتاً مِّنْ انفسھم فعلم ان التثبیت مطلوب مع تحقق الاخلاص فی النیة،، (النور محرم ۱۳۵۱ھ)

زبان سے شکایت نکلنے کا علاج

حال: حضور والا مجھ میں اور امراض کے علاوہ ایک مرض یہ ہے کہ مرضی کے خلاف

واقعہ کا تحمل نہیں ہے اور خلاف مرضی بات پر زبان سے شکایت نکلتی ہے، تفویض پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ضبط اور تحمل کی ہمت نہ ہونے کی وجہ سے ظالم کی شکایت کیا کرتا ہوں؟

تحقیق: جب کبھی کسی کی شکایت زبان سے نکلے مجمع میں اس شخص کی خوبیاں بیان کرنا چاہیے کیونکہ کوئی نہ کوئی خوبی تو ہوگی ہی۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

خوشی میں فضول باتیں کرنے کا علاج

حال: جب کبھی مجھ کو کوئی خوشی ہوتی ہے یا کوئی فکر نہیں ہوتا تو ایک جوش سا پیدا ہوتا ہے اور اس میں بہت باتیں کرتا ہوں تو اس سے سکون ہو جاتا ہے اور چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا اور اگر جبر کر کے چپ ہو بھی جاؤں تو پھر کچھ دیر کے بعد طبیعت پریشان ہو جاتی ہے؟

تحقیق: علاج کی حقیقت ہے ازالہ سبب مرض جب مرض کا سبب جوش ہے خوشی کا اس کا علاج اس جوش کا فرو کرنا ہے اور اس خوشی کو اس کی ضد یعنی فکر وغم سے مغلوب کرنا ہے اور سب سے زیادہ فکر وغم کی چیز موت و اہوال بعد الموت ہیں یعنی واقعات برزخ و محشر و صراط عقوبات معاصی۔ پس ایسے وقت میں ان واقعات کو مستحضر کر لیا جاوے۔ اگر ویسے استحضار ضعیف ہو تو کوئی کتاب اس مضمون کی لے کر مطالعہ شروع کر دیا جاوے اور بہتر ہے کہ فوراً خلوت میں جا کر مراقبہ یا مطالعہ کیا جاوے اس کا علاج تو فوراً ہو جائے گا پھر اگر ضعف طبیعت سے ہیبت کے غلبہ سے تکلیف ہونے لگے تو رحمت و رجاء کی حدیثوں کو مستحضر کر لیا جاوے۔ بس اعتدال ہو جائے گا اور اصل خوشی رہ جاوے گی جو مامور بہ ہے۔ قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحوا اور یہ فضول حصہ خوشی کا زائل ہو جائے گا جو منہی عنہ ہے۔ لاتفرح ان اللہ لایحب الفرحین. (النور ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

تکبر کا علاج

حال: گزارش خدمت والا مرتبت میں یہ ہے کہ اپنے علم کو جو فن دنیوی سے متعلق ہو دوسرے لوگوں کے علم مذکور سے جن کا علم واقعی ناقص تر ہو قصداً بڑا سمجھنا یا بلا ایسے سمجھنے کے صرف زبان سے قصداً ایسا واقعہ بیان کرنا جس سے اپنا علم بڑا اور قوی اور ان دیگر اشخاص کا

علم ضعیف اور ناقص ظاہر ہو کیا کبر اور تکبر میں داخل ہے؟

تحقیق: اگر اپنے علم کو زیادہ سمجھنے کے وقت اس کا بھی استحضار ہو کہ یہ عطائے حق ہے جب چاہیں سلب کر لیں۔ نیز اگر میرے اندر ایک کمال ہو تو دوسرے میں ممکن ہے کہ اس سے زیادہ دوسرا کمال ہو جس کے سبب یہ عند اللہ مجھ سے افضل ہو تو یہ تکبر نہیں۔ (النور جمادی الاولی ۱۳۵۱ھ)

خجلت اور کبر میں فرق

حال: حضور بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن سے تکلف و شان ظاہر ہوتی ہے مثلاً عمدہ لباس چکن و بیلدار وغیرہ کے کپڑے پہننا' پھولدار جوتا پہننا' گھوڑے' ہاتھی پر سوار ہونا وغیرہ' بعض وہ جو اس کے ضد ہیں مثلاً پھٹے کپڑے پہننا' ننگے پیر چلنا' سر پر وزن رکھنا' احقر کی طبیعت ان دونوں کام کرنے سے رکتی ہے اور منشاء رکنے کا حیاء معلوم ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ عمامہ باندھنے' سرمہ لگانے' پان کھانے سے بھی حیاء معلوم ہوتی ہے' قرضدار سے قرض مانگتے ہوئے حجاب ہوتا ہے اگر کوئی صاحب قرض مانگیں اور اپنے پاس نہ ہو تو عذر کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی؟

تحقیق: قرائن سے خجلت ہی مانع ہے جس کو آپ نے حیا سے تعبیر کیا ہے۔

حال: اگر حیا ہے تو طبیعت کے خلاف افعال کا ارتکاب کرنا چاہیے یا نہ مثلاً سر پر بوجھ رکھنا' ننگے پیر چلنا' پھٹے کپڑے پہننا وغیرہ؟

تحقیق: آپ نے اس میں اوپر یہ محذور متحمل سمجھا ہے کہ بتکلف ایسے کام کرنے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں یعنی حیا و غیرت نکل جائیں اور اسی احتمال کی بناء پر یہ استفسار کیا ہے کہ ان افعال کا ارتکاب کرنا چاہیے یا نہیں اور سو یہ احتمال تو معتد بہ نہیں کیونکہ اگر حیاء و غیرت نکل بھی جاوے گی تو خاص ایسے ہی افعال میں جو عرفا دنی ہیں اور وہ غیر مضر ہے تو ان افعال کے ترک کی یہ بناء تو صحیح نہیں لیکن دوسری بناء صحیح ہے اور وہ یہ کہ ان افعال سے شہرت ہوتی ہے اور شہرت سے تحرز مطلوب ہے الا ان یامر الشیخ بشئی من ذٰلک.

حال: جو کام شان کے ہیں ان کے کرنے سے حیا مانع ہو کر ان کو کرنا چاہیے یا نہ خصوصاً جبکہ اپنا بڑا امر کرے مثلاً عید پر چوغہ پہننے کے لیے والد صاحب' پھوپھی جی وغیرہ مجبور کرتے

ہیں، ناراض ہوتے ہیں اور احقر پر شرم کے مارے بار ہوتا ہے نگاہ اوپر نہیں اُٹھتی؟

تحقیق: جب قلب میں تنگی ہوتی ہے ترک کردے اور اگر اکابر امر کریں ادب سے عذر کردے، اگر نہ مانیں امتثال کرے کہ مجاہدہ ہے۔

حال: عمامہ باندھنا خصوصاً جمعہ وعیدین میں بوجہ حیاء ترک کیا جاوے یا نہ، ترک سنت کی وجہ سے اب حیاء کو ترجیح دینے کی ہمت نہیں ہوتی؟

تحقیق: یہ سنن مقصودہ نہیں پھر دوسری طرف تواضع بھی مسنون ہے جس کے بعض افراد واجب بھی ہیں تو مقصودیت کی شان تواضع میں زیادہ ہے بہ نسبت عمامہ کے۔

حال: احقر روزانہ اعمال کا محاسبہ کرتا رہتا ہے موافق تبلیغ دین کے اور مطالعہ بھی کرتا رہتا ہے اگر منشاء کبر ہے تو کیا موافق تبلیغ دین علاج کرے اور اس قسم کے افعال مذکورہ کرتا رہے یا اور کچھ علاج کرے؟

تحقیق: اوپر احتمال تجلت کی ترجیح ظنی سے یہ احتمال کبر ظناً منفی ہو گیا اس لیے اس پر کلام کی ضرورت نہیں۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ)

عجب کا شبہ

حال: احقر کی حالت یہ ہے کہ صبح سے عصر تک طلبہ سے گزرتا ہے اولاً تو کلام سے کچھ نفرت تھی یعنی کثرت کلام قطعاً پسند نہیں تھی، خلوت پسند تھی اب اس کا کچھ احساس نہیں؟

تحقیق: ایک کیفیت کے غلبہ سے دوسری کیفیت مغلوب ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں غلبہ زیادہ ہوتا ہے پھر اعتیاد کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے یہ انقلاب اس سے مسبب ہے کچھ مضر نہیں معصیت نہ ہونا چاہیے اور بہ تکلف اپنے کو فضول سے بچانا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ اس تکلف سے رسوخ پیدا ہو جائے گا۔

حال: للہ اس کا علاج ارشاد فرمایا جاوے کہ کیا صورت اختیار کروں کیونکہ طلبہ سے بلا ضرورت کلام میں بھی وقت صرف ہوتا ہے اور بعد میں کچھ ندامت نہیں ہوتی؟

تحقیق: ندامت نہ ہونے پر تاسف یہ بھی ندامت ہے۔

حال: یہ یاد آتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ مجلس آرائی سے نفرت تھی عوام سے تو اب بھی دل میں بہت وحشت ہوتی ہے مگر طلبہ کے اختلاط سے نفرت نہیں؟

تحقیق: نفرت میں تو عجب کی آمیزش ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے اس سے بچالیا اور نفرت کی جو غایت تھی وہ اب بھی اختیار میں ہے گو اس میں تکلف کرنا پڑے۔ کما ذکرتہ انفاً (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

کثرت اکل مرض نہیں

حال: ایک سخت عیب میں اپنے کو مبتلا پاتا ہوں جس میں تبلیغ دین میں سب گناہوں کی جڑ بتلایا ہے یعنی کثرت اکل اور حرص طعام افسوس کہ یہ بیماری بندہ کو بہت عرصہ سے ہے اور اب سے پہلے کبھی اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں ہوئی؟

تحقیق: جن کے قویٰ اچھے تھے ان کے حق میں یہ بیشک مرض ہوجاتا تھا اب خود قویٰ ضعیف ہیں اس لیے قلت اکل کی غرض خود حاصل ہے اب یہ مرض نہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

سوال: حضرت اقدس نے سب سے اخیر کے صفحہ کی داہنی جانب کے بالکل شروع میں تحریر فرمایا ہے (اس عبارت پر ایک لکیر کھینچ دی ہے) وہ عبارت یہ ہے کہ وہ (یعنی معالجہ متعددہ) یہ کہ بتکلف اوضاع واطوار وعادات قلیل الجاہ لوگوں کے اختیار کرے حتیٰ کہ تواضع راسخ ہوجاوے؟

جواب: السلام علیکم۔ ان کے جزئیات کا استیعاب کیسے ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ امور اختیار کیے جائیں جن سے ایک گونہ نفس کو انقباض ہو مگر دوسروں کی نظر میں وہ قابل التفات نہ ہوں جس سے شہرت تواضع کا احتمال ہو۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۲ھ)

بدگمانی کا علاج

حال: احقر کی یہ حالت ہے کہ بدگمانی کا مرض ایک مدت دراز سے قلب میں پیوستہ ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں میں دوسرے بھائی بہنوں سے بدگمان ہوتا ہے اپنے فہم ناقص کے موافق تدابیر بھی کیں مگر یہ مرض دور نہیں ہوا للہ علاج تجویز فرمایا جاوے کہ یہ بدگمانی کا مرض خبیث دور ہو؟

تحقیق: جب ایسی بدگمانی قلب میں آجاوے اول علیحدہ بیٹھ کر یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے تو یہ گناہ ہوا اور گناہ پر عذاب کا اندیشہ ہے تو اے نفس تو حق تعالیٰ

کے عذاب کو کیسے برداشت کرے گا۔ یہ سوچ کر توبہ کرے اور دعا بھی کرے کہ اے اللہ میرے دل کو صاف کر دے اور جس پر بدگمانی ہوئی ہے اس کے لیے بھی دعا کرے' اے اللہ اس کو دونوں جہان کی نعمتیں عطا فرما' دن رات میں تین بار ایسا کرے اگر پھر بھی اثر رہے دوسرے تیسرے دن ایسا ہی کرے' اگر پھر بھی اثر رہے اب اس شخص سے مل کر کہے کہ بلا وجہ مجھ کو تم پر بدگمانی ہو گئی تو معاف کر دو اور میرے لیے دعا کر دو کہ یہ دور ہو جاوے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

انقباض کبر نہیں

حال: گزارش یہ ہے کہ حضرت والا نے ایک شخص کو کبر کا علاج بتلایا تھا کہ مسجد میں ہر نماز کے بعد اعلان کرے کہ میرے اندر کبر کا مرض ہے سب لوگ دعا کریں کہ مجھ سے یہ مرض جاتا رہے اس پر مجھے خیال ہوا کہ اگر تجھ سے یہ کہا جاوے تو کیا کرے گا تو میں اپنے اندر دیکھتا ہوں کہ اس کی ہمت نہیں معلوم ہوتی اور نہ جی اس کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میرے اندر تو کبر نہ ہو' پھر دل کبھی کہتا ہے کہ یہ حیا کی وجہ سے ہے اب حضرت والا سے درخواست ہے کہ اگر یہ کبر ہونے کی وجہ سے ہے تو علاج ارشاد فرماویں' عین عنایت ہوگی؟

تحقیق: احتمال دلیل خشیت ہے مبارک ہو کبر کے لیے صرف یہی علامت کافی نہیں کیونکہ اس انقباض کا سبب کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ مرض نہ ہونے کے سبب علاج کی ضرورت نہیں' اور کبھی کبر بھی سبب ہوتا ہے تو اب معیار اس کا دو امر ہیں۔ ایک یہ کہ دوسری علامات بھی پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ دوسرا امر یہ کہ اگر احتمال ہی پر مصلح اس کو تجویز کرے تو اس پر عمل کیا جاوے یا نہیں۔ گو عمل کراہت طبعیہ ہی سے ہو جیسے تلخ دوا طبعاً مکروہ ہے مگر مریض اگر طالب صحت اور طبیب کا منقاد ہے تو عمل میں موافقت کرے گا۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

فخر سے امامت نہ کرنا

حال: حالت یہ ہے کہ کچھ دنوں سے امامت کو طبیعت چاہتی ہے اور یہ طبیعت چاہتی ہے کہ کوئی جھوٹوں بھی کہے کہ نماز پڑھاؤ تو احقر سچ مچ آگے بڑھ جاتا ہے۔ در غرض اس امامت کی یہی معلوم ہوئی ہے کہ قابلیت ظاہر ہو کہ یہ خوب پڑھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ مرض

بہت ہی مہلک ہے یا یوں کہنا چاہیے کہ تکبر کا بھائی ہے للہ دستگیری کیجئے؟

تحقیق: باوجود استدعا کے بھی امامت نہ کیا کریں۔ پھر یہ دوسرا خط آیا

حال: بہت بہتر ہے اب کسی کے کہنے پر بھی امامت سے عذر کر دیا کروں گا مگر ایک امر قابل دریافت ہے وہ یہ کہ احقر حافظ ہے۔ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید سناتا ہے تو یہ بھی ایک طرح کی امامت ہے تو کیا یہ امامت بھی نہ کیا کروں؟

تحقیق: کیا کرو اس کو کوئی شخص فخر نہیں سمجھتا۔ قرآن سنانے کی ضرورت سے سمجھتے ہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۳ھ)

حجاب اور کبر میں فرق

حال: فدوی ایک مرتبہ قرابت مندی میں گیا ہوا تھا (اور وہاں اس کو خرید و فروخت کی ضرورت نہیں پڑا کرتی) تو گوشت کی دکان پر جانے کی ضرورت ہوتی تھی مگر نہیں گیا تھا اور گونہ حجاب محسوس کیا تھا؟

تحقیق: حجاب اور چیز ہے اور کبر اور چیز ہے حجاب کی حقیقت خجلت ہے جس کا سبب مخالفت عادت ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس شخص کو تعظیم کا سامان عادت کے خلاف کیا جاوے اس سے بھی شرماوے۔

خط دوم

حال: جواب سامی کے متعلق یہ عرض ہے کہ کمترین کی طبیعت اس قسم کی معلوم ہوتی ہے کہ اگر اس کی تعریف کرتا ہے تو شرم معلوم ہوتی ہے اور اگر تعظیم کرتا ہے مثلاً جانے آنے کے وقت کھڑا ہو گیا' کھانے وغیرہ میں تکلف کیا تو اس سے شرم نہیں معلوم ہوتی ہے بلکہ گونہ مسرت محسوس ہوتی ہے؟

تحقیق: کیونکہ یہ معاملات خلاف عادت نہیں لیکن اگر کوئی ہاتھی پر بٹھلا کر دس بیس سوار جلو میں کر کے جلوس نکالے اس وقت شرم آئے گی یا نہیں؟ (النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

کبر کا علاج

حال: حضرت والا نے کبر کی تفصیل پوچھ کر یہ استفسار فرمایا تھا کہ اگر خلاف عادت کوئی ہاتھی

پر بٹھلا کر دس بیس سوار جلو میں کر کے جلوس نکالے اس وقت شرم آئے گی یا نہیں؟ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ضرور شرم معلوم ہوگی لیکن فدوی کو اپنے نفس پر ذرا برابر اعتماد نہیں ہے اس لیے احتمال ہے کہ شرم نہ معلوم ہو اگرچہ احقر اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کر سکتا؟

تحقیق: جب تک اس کے خلاف دلیل نہ ہو یہ ظاہر اور غالب ہی معتبر ہے اور اگر علاج میں مبالغہ کو دل چاہے تو ایسے کام کرو جو شرع کے خلاف نہ ہوں مگر وضع کے خلاف ہوں اور عرفاً موجب ذلت ہوں۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

بخل کا علاج

حال: طبیعت یہ چاہتی ہے کہ نہ کوئی میرے پاس مہمان آوے اور نہ میں کسی کے پاس جا کر مہمان ہوں نہ کوئی مجھے کھانے پینے کی چیز دے اور نہ میں کسی کو دوں اگر مگر کوئی دیتا ہے تو لے لیتا ہوں لیکن دل پسند نہیں کرتا ہے اب عرض یہ ہے کہ حضرت یہ علامت بخل تو نہیں اگر ہے تو اس کا کیا علاج کیا جاوے؟

تحقیق: زیادہ حصہ آزادی کا ہے اور کچھ بخل کا۔ اول مبارک ہے ثانی نہ مبارک نہ نامبارک اگر اس کے مقتضا پر عمل نہ ہو ورنہ نامبارک مگر اختیاری جس کا علاج ممکن ہے اور کرنا چاہیے۔ (النور شعبان رمضان شوال ۱۳۵۲ھ)

کبر کا علاج

حال: میرے فلاں فلاں معمولات ہیں میرا دماغ کچھ کام نہیں کرتا کہ میں کس کو معمول رکھوں جس سے میرے امراض ظاہرہ و باطنہ کا ازالہ ہو؟

تحقیق: کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ اوراد سے امراض کا ازالہ ہو جاتا ہے یہ کہاں سے سمجھے۔

حال: میرے نفس میں عرصہ دراز سے قصداً اس بات کی حرص و طمع رہتی ہے کہ کاش لوگ میری تعریف کرتے اور سلام و مصافحہ میں ابتداء اور معاملات میں میری رعایت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ سے "دسلام و مصافحہ میں سبقت نہیں کی جاتی' معالجہ تجویز فرماویں؟ تحقیق: اس قصد کے خلاف عمل کرو یہی علاج ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

کبر و حسد کا علاج

حال: البتہ حسد کے متعلق یہ کیفیت باقی ہے کہ اگر کوئی شخص وہ کتابیں جو حضور کی میرے پاس موجود ہیں مانگتا ہے تو دینے سے دل رُکتا ہے اور اندر سے دُکھتا بھی ہے کہ کیوں دیکھتا ہے نہ دیکھے اور میں ہی مسائل سے واقف رہوں اگر یہ بھی دیکھ لے گا تو میرے مساوی ہو جائے گا' حضرت مجھے تو یہ خیال حب جاہ و امتیاز کا شبہ معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: بے مانگے دیکھنے کو دیا کرو۔ (النور صفحہ ۴ ۱۳۵۵ھ)

عجب کا علاج

حال: میں تو پہلے سمجھتا تھا کہ جب تک انسان اپنے کو ان ہر دو پیشہ (وکالت و زمینداری) سے علیحدہ نہ کرے اس وقت تک اصلاح ناممکن ہے وجوہ بالا کی بناء پر مجھ کو خود پسندی معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی دوسروں کی یعنی جو اپنے ہم جنس ہیں ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے اور افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حضور کے دربار میں حاضر ہونا نصیب نہ ہوا؟

تحقیق: اگر استحضار نعم کے ساتھ اس کا استحضار بھی کر لیا جاوے کہ یہ نعمتیں میرے استحقاق کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ موہبت الٰہیہ میں وہ اگر چاہیں ابھی سلب کر لیں اور یہ ان کی رحمت ہے کہ بلا استحقاق عطا فرما رکھی ہیں اور دوسروں کے متعلق اس کا استحضار کر لیا جاوے کہ اگرچہ یہ لوگ ان خاص فضیلتوں سے خالی ہیں لیکن ممکن ہے کہ ان کو ایسی فضیلتیں دی گئی ہوں کہ ہم کو ان کی خبر نہ ہو اور ان کی وجہ سے ان کا رتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ ہو تو ان دونوں استحضار کے بعد جو سرور رہ جائے گا وہ عجب نہ ہوگا یا تو فرحت طبعی ہوگی جو مذموم نہیں اور یا شکر ہوگا جب منعم کے احسان کا بھی استحضار ہو جس پر اجر ملے گا۔ (النور صفحہ ۴ ۱۳۵۵ھ)

کبر کا علاج

حال: معمولات بفضلہ تعالیٰ پورے ہو رہے ہیں۔ فی الحال کبر نہیں معلوم ہوتا' دو چار باتیں حضرت بتلا دیں تاکہ امتحان کروں کہ باقی ہے یا کہ جاتا رہا۔ حضرت کی محبت کا غلبہ بہت ہے نماز میں بھی اکثر خیال ہوتا ہے اور کبھی کبھی خشوع کے لیے کر لیتا ہوں' نماز میں

دل خوب لگ جاتا ہے اور خشیت الٰہی کا غلبہ بڑھ جاتا ہے۔ حضرت سوائے محبت کے کوئی اور عمل نہیں' اللہ تعالیٰ اس کو باقی رکھیں اور رہبر طریق بنادیں' جانے کو جی بالکل نہیں چاہتا مگر مدرسہ کی وجہ سے کل میرا ارادہ جانے کا ہے' حضرت کی دعا کا ہر وقت بہت محتاج ہوں' خوف حضرت کا اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بولنے کی ہمت نہیں ہوتی؟

تحقیق: (۱) دو چار جزئیات امتحان کے لیے کافی نہیں' بعض طبائع کی خاصیت یہ ہے کہ بعض معاملات میں کبر پیدا نہیں ہوتا۔ بعض میں ہوتا ہے اس لیے اس امتحان میں نہ پڑیئے۔ اگر کسی خاص واقعہ میں شبہ پیش آوے گا اس کی اطلاع کر کے مشورہ مناسب ہوگا۔ (۲) نماز میں قصداً نہ کیا جاوے۔ (۳) انشاء اللہ یوں ہی ہوگا۔ (۴) بعض بُعد قرب سے زیادہ نافع ہوتا ہے۔ (۵) دل سے دعا ہے۔ (۶) اس کا منشا محبت مشوب بہ عظمت ہے جو طریق میں نہایت نافع ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

کبر کا علاج

حال: بندہ اپنے اندر ایک مہلک مرض پاتا ہے وہ یہ کہ بندہ جب کہیں جاتا ہے تو بیٹھنے کے واسطے اگر کسی سے کم درجہ ملے تو دل میں ایک سوزش پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ علماء کی اہانت کرتے ہیں؟ تحقیق: مبتدی کے لیے تو کبر ہی ہے علاج عملی یہ ہے کہ قصداً نیچے کے درجہ میں بیٹھے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ)

کبر کا شبہ

حال: کم درجہ کے لوگوں کو تم کہہ کر خطاب کرتا ہوں اور امیروں کو آپ کہہ کر کیا یہ کبر کی وجہ سے ہے؟ تحقیق: یہ کبر نہیں نزلوا الناس منازلھم تو تعلیم ہے۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ)

کبر و حسد کا علاج

حال: احقر قبل مغرب مصلیٰ کے قریب بیٹھا تھا کہ ایک صاحب جو کہ یہاں سب رجسٹرار ہیں مسجد میں تشریف لائے۔ ان سے احقر کو کچھ تعارف نہیں ہے' انہوں نے ایک اور مولوی صاحب سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے' اس پر احقر کو یہ خیال ہوا کہ مجھ سے نہیں ملے اور ان صاحب سے ملے' فوراً ہی اس کے معنی ذہن میں آئے کہ یہ حسد ہے' اس پر احقر نے نفس کو ملامت بھی کی

مگر عریضہ ہذا کا مضمون لکھتے وقت یہ بھی خیال ہوا کہ شاید یہ کبر ہو چونکہ خود کو بڑا سمجھ کر یہ خیال ہوا کہ مجھ سے کیوں نہیں ملے جو واقعہ نفس پر گزرا تھا عرض کر دیا اس پر جو حضرت والا ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: احتیاطاً دونوں مرضوں کا علاج ضروری ہے۔ حسد کا اس طرح کہ محسود کے لیے ہر نماز کے بعد دعا کی جائے اور معاملات میں اس کی تعظیم کی جاوے اور مجامع میں اس کی مدح کی جاوے اور کبر کا علاج بھی اسی میں مندرج ہو گیا۔ (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

خط اول

غیبت کا علاج

حال: حضرت والا غیبت کرنے اور سننے کا مرض ہے علاج ارشاد فرماویں؟

تحقیق: نمبر ا: استحضار عقوبت وقت غیبت (۲) تامل قبل تکلم (۳) معافی چاہنا بعد صدور غیبت (۴) کچھ جرمانہ اپنے اوپر نقد کا یا نوافل کا۔

غصہ اور کبر کا علاج

حال: خاص طور پر دو مرض ایسے لاحق ہیں کہ دماغ سے شاید ہی کسی وقت ان کا انفکاک ہوتا ہو' غصہ اور زود رنجی؟

تحقیق: انفعالات مضر نہیں اگر ان پر افعال مضرت مرتب نہ ہو۔

حال: اور کبر و خود پسندی؟

تحقیق: ان کا بھی غیر اختیاری درجہ مضر نہیں اگر ان کے مقتضاء اختیاراً پر عمل نہ ہو۔

حال: غصہ کے لیے بہتیرا ہی مراقبہ موت وانتقام ذوالجلال کرتا ہوں مگر اس میں کمی نہیں ہوتی' گو الحمدللہ عمل پر مقتضی سے اکثر ہی رُک جاتا ہوں؟

تحقیق: وہ کمی مطلوب یہی ہے (جس کے نہ ہونے کی شکایت کی گئی ہے) گو کیفیت (انفعالیہ) میں کمی نہ ہو۔

حال: مگر اس اذیت سے نجات نہیں ہوتی؟

تحقیق: معصیت سے نجات کافی ہے اس حالت میں اگر اذیت ہو مجاہدہ ہے۔

حال: کبر کی بھی یہی کیفیت ہے گو اس کے مقتضی پر عمل نہیں؟ تحقیق: بس کافی ہے۔ وقد سبق

حال: اور حضرت کے ارشاد کے مطابق امتثال مامور بہ اس طرح ادا ہوگیا مطمئن ہوجانا چاہیے مگر اس میں ایک اشکال یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مقتضی پر عمل کے بغیر بھی چارہ نہیں؟ تحقیق: عمل اگر حدود کے اندر ہے وہ مذمت سے مستثنیٰ ہے۔

حال: کیا عرض کروں اس مجموعہ خبائث کی تفصیل عرض کرتے حیا آتی ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں' صورت یہ ہے کہ اس احقر کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جس کا منشاء کبر نہ ہو' ملنے والوں سے اخلاق وتواضع یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ مداح اٹھیں گے' سلام میں تقدیم یہ بھی اس سے خالی نہیں کہ متبع و منکسر سمجھیں گے' اعتراف کوتاہی کہ حق پسند کہیں گے' دوسرے کا احترام اس لیے کہ وہ بھی اس طرح پیش آئے؟

تحقیق: ان اغراض کی نیت یعنی قصداً بالاختیار سابق علی العمل بیشک محذور ومحظور ہے اور محض خیالات واحتمالات سے تاثر تعمق منہی عنہ ہے۔

حال: کید وحیلہ نفس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنی شرارت وتاویل سے شر کو بھی خیر بنالے' کوئی شخص بغیر سلام بات شروع کرے' متاثر ہو کر جواب نہ دینا چاہتا ہوں اس لیے کہ خلاف تہذیب وشان کیا اور سامنے رکھ لیتا ہوں مضمون حدیث کو؟

تحقیق: وہی تفصیل مذکور قریباً یہاں بھی ہے۔

حال: آہ حضرت کہاں تک عرض کروں اور امراض تو بجائے خود دو مرض تو قلب و دماغ اور جوارح پر ایسے مسلط ہوگئے کہ ایک مستقل دق کی شکل اختیار کرتے نظر آ رہے ہیں؟ تحقیق: ایک شق اس کو نہ ہونے دے گی۔

حال: اور اس سے زیادہ کیا عرض کروں میری اس وقت کی اس ساری تحریر وگزارش کا منشاء بھی یہی خبث ہے کہ حضرت میری حیات صحیحہ کی داد دیں گے؟

تحقیق: اگر میں صحیح سمجھتا تو تفصیل کیوں کرتا تو داد کہاں ہوئی تو فریاد عبث پھر اس سے قطع نظر ایک نکتہ قابل نظر ہے جس شخص سے اصلاح دین کا تعلق ہو اس کی نظر میں محمود۔ ممدوح ہونے کی کوشش کرنا بھی ملحق بالاصلاح ہے کہ وہ خوش ہو کر اصلاح کی طرف زیادہ

توجہ کرے گا۔وقل من تنبه له او نبه علیه

حال: جھوٹا ہوں میں اگر دعوائے استعلاج کروں؟ تحقیق: نفس پر ایسی بدگمانی اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

حال: اللّٰھم اغفر وارحم واعف عن کل الرذائل۔نہ مقتضاء پر عمل مناسب نہ ترک ہی اس کا جائز کہ ہر دو میں مدارات نفس سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے؟

تحقیق: حدود اس اشکال کا حل ہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۷ھ)

گھر میں اچھا لباس پہنانا منتہی کو مضر نہیں

حال: حضور کی تعلیم کی برکت سے اس ناچیز کی اہلیہ بہت نیک اور میری بے حد فرمانبردار ہے میں بھی اسے بہت خوش رکھتا ہوں۔عام طور پر تو بفضلہ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں رہتا کہ عام عورتیں میری اہلیہ سے عزت کا سلوک کریں مگر دل یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی اہلیہ کو دنیوی لحاظ سے بھی باقی عورتوں سے ممتاز دیکھوں' اگر کسی رئیس یا اہلیہ کے گاؤں کی کوئی امیر عورت ہمارے گھر میں آنے والی ہو تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اہلیہ دُھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے' اس وقت دو خیال دل میں ہوتے ہیں ایک یہ کہ وہ میری اہلیہ کو نظر حقارت سے نہ دیکھیں' دوسرے یہ کہ اہلیہ کو اچھی حالت میں دیکھ کر ان کے دل میں دین کی وقعت ہوگی۔ چنانچہ ایک دو موقعوں پر فرمائش کر کے اہلیہ کو میں نے صاف ستھرے کپڑے پہنائے ہیں مگر جب غور کرتا ہوں تو حقارت سے بچنے اور اہلیہ کو عام عورتوں سے ممتاز حالت میں دیکھنے کی خواہش غالب معلوم ہوتی ہے' دل میں کئی دفعہ کھٹک ہوئی کہ اس خواہش میں حب جاہ کی آمیزش ہے۔حضرت عالی اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں' جس طرح حضور ارشاد فرمائیں گے' دل و جان سے اس پر عمل کروں گا؟

تحقیق: یہ فرق منتہی کو تو مضر نہیں وہ علماً و عملاً حفظ حدود پر قادر ہے مگر مبتدی کو اس میں دھوکہ ہو جاتا ہے اس کے لیے اسلم یہی ہے کہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دے۔اگر کوئی حقیر سمجھے اس کو گوارا کرے۔ (النور شوال ۱۳۵۸ھ)

حب جاہ و تکبر کا علاج

حال: البتہ ایک مرتبہ اپنے اعزہ میں گیا' بوجہ بارش وغیرہ راستہ خراب تھا' گرنے کا

اندیشہ تھا اس لیے سامان کو اپنی پشت پر خلاف عادت باندھ لیا مگر جب ان اعزہ کے گھر کے قریب پہنچا تو حجاب محسوس ہونے لگا کہ ایسی حالت میں جاؤں کہ پشت پر سامان ہے' ناچار بغل میں دبایا' اس حجاب سے احقر کو خیال ہوا کہ کبھی نفس کا مکر نہ ہو اور یہ بھی خیال ہوا کہ یہ عادت کے خلاف ہونے سے ہے' اب حضرت والا تحریر فرما کر ممنون فرمائیں کہ یہ کوئی مرض تکبر وغیرہ ہے یا خلاف عادت ہونے کا عار ہے؟

تحقیق: دونوں احتمال ہیں لیکن علاج تو شبہ مرض میں بھی احتیاط کی بات ہے۔

حال: بہر حال حضرت والا اس کا بھی علاج تحریر فرمائیں؟

تحقیق: وہی بہ تکلف خلاف نفس کرنا۔ (النور رجب ۱۳۵۹ھ)

جب غصہ نہ آئے اس وقت جتنی سزا کا مستحق ہو اتنی ہی سزا دی جائے

حال: اس ناچیز نے طلباء کو سزا دینے کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے اس کے مطابق چلتا ہوں' اصول یہ ہے کہ سزا صرف اس سبق پر دیتا ہوں جو اچھی طرح پڑھا دوں اور طلباء کو ایک دن پہلے بتا دوں کہ یہ سبق میں کل سنوں گا یاد کر کے آنا' پھر بھی سنتے وقت طلباء کو بہت مواقع دیتا ہوں جس لڑکے کی نسبت ظاہر ہو جاتا ہے کہ یاد کرنے کی کوشش تو خوب کی مگر یاد نہیں ہوا اسے سزا نہیں دیتا' بعض طلباء اس قدر لاپرواہ اور ڈھیٹ ہیں کہ جب تک خوب مرمت نہ ہو کام کرتے ہی نہیں ان کو سزا دیتا ہوں' شرارتوں پر بھی سزا دیتا ہوں' اکثر ہاتھوں پر لکڑی سے مطابق موقع ایک سے لے کر چھ تک مارتا ہوں' کبھی کبھی زیادہ کا بھی اتفاق ہوتا ہے (کسی نہایت سخت شرارت پر) مارتے وقت سوچ کر مارتا ہوں' اکثر غصہ نہیں ہوتا' کبھی کبھی ہوتا بھی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ غلطی دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے کیونکہ شک سا رہتا ہے کہ قدر حق سے زیادہ نہ مارا گیا ہو اور ظلم اور ناانصافی نہ ہو گئی ہو' پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر سزا دے چکنے کے بعد طبیعت پر بوجھ ہو جاتا ہے' حضرت اقدس کوئی ایسا اصول ارشاد فرمائیں جس پر کاربند ہو کر گناہ سے بھی بچ جاؤں اور طلباء کام بھی کرتے رہیں؟

تحقیق: جب غصہ نہ رہے اس وقت غور کیا جاوے کہ کتنی سزا کا مستحق ہے اس سے زیادہ سزا نہ دی جاوے' اگرچہ درمیان میں غصہ آ جاوے۔ (النور رجب ۱۳۵۱ھ)

کیدِ نفس کا علاج

حال: معروض آنکہ چونکہ اس ضلع ڈیرہ غازی خان میں بدعات کا بہت سخت چرچا ہے لہٰذا عوام وخواص بدعات اور عقائد شرکیہ میں مبتلا ہیں اور واعظین بھی اسی بدعت کی ترویج کے وعظ کہتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ان کی طرف بہت رجوع ہوتا ہے اگر ان کا وعظ ہوتا ہے تو کثرت سے مخلوق اکٹھی ہوتی ہے۔ ان واعظین کی اپنے ہم خیال لوگوں میں کثرت سے شکایت کرتے رہتے ہیں چونکہ بظاہر دل کا دکھنا اور ان کی شکایت کرنا اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ دین کو خراب کر رہے ہیں اور لوگوں کو صراط مستقیم سے دور پھینک رہے ہیں اور ان میں کل کے کل واعظ ایسے ہیں جن کی معاش وعظ پر ہے اور یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ شاید ہمارے دل کا دُکھنا اور شکایت کرنا غیرت کی وجہ سے ہو کہ لوگوں کو ان کی طرف بہت رجوع ہے اور ہمیں کوئی پوچھتا بھی نہیں تو اب عرض یہ ہے کہ نفس بہت موَل اور اس کا کید بہت عظیم ہے کہ بہت بڑی برائی کو ثواب کے رنگ میں پیش کر کے دکھا دیتا ہے تو حضرت مہربانی فرما کر کوئی معیار عطا فرماویں جس سے معلوم ہو جاوے کہ یہ شکایت حق کے لیے ہے اور یہ غیرت اور نفس کے لیے ہے تاکہ نفس کید سے رہائی پاؤں؟

تحقیق: غور کیا جاوے کہ جن مقامات میں آپ کا کوئی تعلق نہیں وہاں کے ایسے حالات معلوم کر کے آیا قلب پر یہی اثر ہوتا ہے یا اس سے کم اگر شق اول ہے تو حق کے لیے ہے اور اگر شق ثانی ہے تو بقدر تفاوت نفس کے لیے ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

غصہ مفرط کا علاج

نوٹ: ایک صاحب نے اپنے غضب مفرط کی جس سے بے قابو ہو جاتے ہیں' شکایت مع بعض واقعات اور اس کے بعد ندامت لکھی تھی اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا؟

تحقیق: ایسے بیجا اور بے حد غصہ پر دو وقت کا فاقہ کرو۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ)

بدظنی کا علاج

حال: اب حضرت والا کی خدمت بابرکت میں دوسرا مرض بدظنی کو جو کہ قلب پر بیٹھے

مثل ڈاکو کے ڈاکہ ڈال کر احقر کو ہلاک کر رہا ہے پیش کیا جاتا ہے یعنی دوسروں کو بعض حرکات اور سکنات پر شبہات وارد کر کے بد خیال اور برے فعل پر حملہ کیا کرتا ہے جس کی سخت ممانعت آئی ہے اور مذمت کی گئی؟

تحقیق: کیا قلب سے اس کو یقینی سمجھتے ہو اور کیا اس کو زبان سے بھی کہتے ہو اور کیا اس شخص کے ساتھ برتاؤ بھی ایسا ہی کرتے ہو؟ (النور شوال ۱۳۵۴ھ)

غصہ کا علاج

حال: احقر اپنا ایک مرض کہ وہ غصہ ہے اور اس کے مقتضا پر گاہے عمل بھی ہو جاتا ہے عرض کرتا ہے یہ غصہ گاہے گھر والوں پر ہوتا ہے جبکہ وہ کسی امر میں احقر کے خلاف کرتے ہیں بالخصوص جب اپنی زوجہ پر آتا ہے تو اکثر اس کے مقتضیٰ پر عمل ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اپنی محکوم اور تابع ہے اور گاہے ایسے مخاطب پر بھی آتا ہے جو ظاہر اور حق بات کو تسلیم نہ کرے اور کبھی طلبہ پر بھی آتا ہے جبکہ وہ سبق کے یاد کرنے اور مطالعہ میں کوتاہی کرتے ہیں؟

تحقیق: غصہ کے اقتضا پر عمل کرنے کا ہر درجہ مذموم نہیں مگر چونکہ اکثر درجہ مباحہ سے تجاوز ہو جاتا ہے اس لیے بطور علاج کے بعض درجات مباحہ سے بھی روکا جاتا ہے اس بناء پر ان سب صورتوں میں مشترک علاج یہ ہے کہ غصہ کے وقت کلام بالکل نہ کیا جائے جب ہیجان بالکل ضعیف ہو جائے اس وقت ضروری خطاب کا مضائقہ نہیں اور اگر اس خطاب میں پھر ہیجان عود کر آئے پھر ایسا ہی کیا جائے۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ)

غصہ نہ آنا بے غیرتی نہیں

حال: قبل ازیں اگر کوئی کچھ کہہ دیا کرتا تھا یا یوں سن لیا کرتا تھا کہ فلاں شخص تیری غیبت کر رہا ہے تو بے حد غصہ آیا کرتا تھا اور بعض اوقات کچھ منہ سے برا بھلا کہہ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیا کرتا تھا' اب یہ حالت ہے کہ وہ غصہ بھی نہیں آتا ہے اور زبان سے بھی کچھ نہیں کہتا ہوں کہیں یہ بے غیرتی یا بے حسی تو نہیں ہے؟

تحقیق: اگر فرضاً ایسا ہی ہو تو اھون البلیتین ہے وہ بلا اس سے اعظم تھی۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

اختیاریات کا علاج

(۱) ہمت کر کے رُک جانا (۲) اگر صدور ہو جائے تو استغفار (۳) اور اس سے معافی (۴) بولنے سے پہلے تامل فی العواقب والخیریۃ (۵) کوشش کر کے لہجہ میں نرمی پیدا کرنا (۶) قبل صدور بُعد عن المغضوب علیہ (۷) تعوذ باللہ (۸) تذکرہ معاصی خود (۹) تذکر احتمال غضب اللہ وقدرتہ وحب العفو والعفو (۱۰) استحضار اس کا کہ میں حق تعالیٰ کا اس سے زیادہ خطاوار ہوں اگر یہی معاملہ میرے ساتھ ہو تو کیا (۱۱) اس کا استحضار کہ میں معاف کروں گا تو معاف کیا جاؤں گا (۱۲) شُرب الماء (۱۳) التوضی (۱۴) الاشتغال بالشغل الآخر اور یہ کہ اصلاح غیر کے لیے بھی غصہ کرنا مبتدی کے لیے مضر ہے اب اس کل نسخہ کو یا جن جن اجزاء کو ارشاد ہو استعمال کروں؟

تحقیق: جتنے اجزاء بسہولت جمع ہو سکیں علاج میں اسی قدر قوت بڑھ جائے گی۔ اگر سب جمع نہ ہو سکیں تو نمبر ۳ یعنی اس سے معافی و نمبر ۱۴ یعنی اشتغال بشغل آخر کو ضرور ہی جمع کر لیا جاوے۔

حال: مگر دعا کی بہت ضرورت ہے؟

تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں اور امید قبول رکھتا ہوں۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

تارک الورد ملعون کا مطلب

حال: کتابوں میں ایک مقولہ دیکھا ہے "تارک الورد ملعون" اس کا کیا مطلب ہے؟

تحقیق: اول تو ایسے اقوال بلا سند حجت نہیں اور اگر حجیت تسلیم کر لی جاوے تو لعنت کے معنی اس رحمت خاصہ سے بُعد ہے جو اس ورد پر متوجہ ہوتی باقی اس عنوان کے اختیار کرنے کی حکمت تنفیر ہے ترک ورد معمول بلا عذر سے جس کا قابل نفرت ہونا حدیث صحیح میں بھی وارد ہے یاعبداللہ لاتکن مثل فلان کان یصلی باللیل ثم ترکہ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

بخل کا علاج

حال: احقر میں عرصہ سے ایک بات یہ ہے کہ کوئی چیز کھاتا رہتا ہوں اس وقت اگر کوئی شخص آ گیا تو اس خیال سے کہ اس کو بھی کھلانا پڑے گا بہت گرانی ہوتی ہے چنانچہ بلاتا

بھی کم ہوں، بعد میں بسا اوقات ایسے فعل سے بڑی ندامت ہوتی ہے معلوم نہیں کہ اس کا منشا کیا ہے، امید کہ علاج سے مطلع فرمائیں گے؟

تحقیق: بخل کے دو درجے ہیں ایک خلاف مقتضائے شریعت اور یہ معصیت ہے دوسرا خلاف مقتضائے مروت اور یہ معصیت نہیں۔ فضیلت تو یہ ہے کہ یہ بھی نہ ہو اور تدبیر اس کی یہ ہے کہ اس مقتضاء کی مخالفت کی جاوے لیکن اگر ہمت نہ ہو تو کوئی فکر کی بھی بات نہیں۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

شک اور تردد کا علاج

حال: حضرت اقدس اس ناچیز کی طبیعت کچھ شکی واقع ہوئی ہے، مخالفین کے اعتراض سن کر طبیعت متردد ہو جاتی ہے اس لیے صرف حضرت اقدس ہی کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہوں؟

تحقیق: ایسی چیز مت دیکھو جس سے شک یا تردد پیدا ہو اور جو بلا قصد ایسی بات کان میں پڑ جائے اور یہی حالت پیدا ہو جاوے تو اس کو کسی خاص تدبیر سے زائل کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس اہتمام سے پریشانی بڑھے گی اور ہمیشہ کے لیے ایک مستقل شغل ہو جاوے گا بلکہ بجائے تدبیر کے اس سے بے التفاتی اختیار کرو اور کتنا ہی وسوسہ ستاوے بالکل پروا مت کرو البتہ دعا و تضرع کرتے رہو اور اس کو کافی سمجھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد طبیعت صاف ہو جائے گی اور جب یہی عادت ہو جاوے گی تو قلب میں ایسی قوت پیدا ہو جاوے گی کہ وہ ایسی چیزوں سے متاثر نہ ہوگا۔ یہ ہے حکمی نسخہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی دو چار ہی دن ہوئے کہ عطا ہوا ہے جو بہت بڑا علم ہے۔ والحمد للہ۔ (النور رجب ۱۳۵۱ھ)

عورت کو عمدہ کپڑے پہننے کے متعلق ہدایات

حال: حضرت اقدس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنا کروں، اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے اور نیت یہ بھی ہوتی ہے کہ میرے شوہر خوش رہیں اور میرے شوہر بھی یہی چاہتے ہیں مگر مرض یہ ہے کہ جب کسی عورت کو کوئی عمدہ کپڑا پہنے دیکھتی ہوں دل بہت چاہتا ہے کہ اس قسم کا میں لے لوں، اکثر تو خاموش رہتی ہوں مگر کبھی فرمائش کر بھی دیتی ہوں اور پھر مل بھی جاتا ہے، حضرت اقدس ارشاد فرماویں کہ کیا یہ مرض ہے اگر مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں؟

تحقیق: زینت کے درجات ہیں افراط وتفریط مذموم ہے اور اعتدال محمود ہے اس میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بناؤ اگر توقف کرنے سے ذہن سے نکل جائے فبہا' اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اس وقت وہی پسند آیا ہوا کپڑا بنالو۔ اگر اتفاقاً وہ اس وقت نہ مل سکے تو جانے دو اور اگر دیکھو کہ اس مدت تک طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت' بناؤ اس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو تاکہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جاوے کہ شوق بھی پورا ہو جاوے اور اقتصاد بھی فوت نہ ہو اور اگر تمہارے شوہر تم کو علاوہ ضروری نان ونفقہ کے جیب خرچ کے طور پر کچھ دیتے ہوں تو پھر اس انتظام میں اتنا اور اضافہ کیا جاوے کہ ایسا کپڑا اپنے خرچ کی رقم سے خریدو تاکہ نفس حدود میں محصور رہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

حب مال کے شبہ کا ازالہ

حال: اب ڈیڑھ ماہ سے یہ عہد کر لیا ہے کہ جب نماز تہجد قضا ہوگی آٹھ آنے جرمانہ کسی کار خیر میں ادا کروں گا' چنانچہ ابتداء تین یوم قضا ہوئی' اس کے بعد خدا کا شکر ہے کہ برابر آخری شب میں آنکھ کھل جاتی ہے اور تساہل نہیں ہوتا؟ تحقیق: مبارک ہو۔

حال: مگر اب چند روز سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ پابندی جرمانہ کی وجہ سے ہوئی ہے کہ اگر نہیں پڑھوں گا تو آٹھ آنہ دینا پڑے گا اور واقعی نفس کو آٹھ آنے دینے میں ناگواری بھی ہے تو یہ پابندی خوف خدا سے نہیں ہے بلکہ پیسوں کی محبت کے سبب ہے۔ یہ خیال دل سے نہیں نکلتا؟

تحقیق: مگر یہ محبت باعتبار انجام کے طاعت میں معین تو ہے اس لیے مضر نہیں۔ یہ تو جواب ہے حب مال کے شبہ کا' باقی یہ کہ خدا کا خوف اس کا سبب نہیں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حب مال سے دین کا کام لینا یہ تو خوف خدا ہی سے مسبب ہے۔ پس خوف خدا ہی اس کا داعی ہے اگر خوف خدا نہ ہوتا صرف محبت مال ہی ہوتی تو پھر ناغہ ہونے پر بھی پابندی نہ کی جاتی بلکہ مال کو بچا لیا جاتا' خوف خدا ہی تو اس حب مال پر غالب ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ)

گانے بجانے کی طرف میلان ہونے کا علاج

حال: اگرچہ گانے بجانے کو عقیدۃً برا جانتا ہوں مگر گانے اور باجے کی طرف میری طبیعت کو بہت کشش ہوتی ہے چلتا رہتا ہوں تو سن کر رک جاتا ہوں پھر کچھ خیال آتا ہے تو آگے بڑھ جاتا ہوں؟

تحقیق: کشش و میلان کا بالکلیہ زائل ہو جانا تو عادتاً ممتنع ہے۔ تدبیر سے اس میں ایسا ضعف و اضمحلال ہو جاتا ہے کہ مقاومت صعب نہیں رہتی اور وہ تدبیر صرف واحد میں منحصر ہے کہ عملاً اس کشش کے مقتضی کی مخالفت کی جاوے۔ گو کلفت ہو اس کو برداشت کیا جاوے۔ اسی سے کسی کو جلدی کسی کو دیر میں علیٰ اختلاف الطبائع اس کشش میں ضعف و اضمحلال ہو جاتا ہے اور کف کے لیے قصد و ہمت کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے مگر اس ضعف کے سبب اس قصد میں بسہولت کامیابی ہو جاتی ہے اور اس سے زیادہ توقع رکھنا امنیہ محضہ ہے۔ الا ان یکون من الخوارق۔ اس اصل میں تمام فطریات میں کام لینے سے پریشانی ھباءً منثوراً ہو جاتی ہے۔ فتبصر و تشکر (النور رجب ۱۳۵۲ھ)

شوق اور تمنا میں فرق

حال: کل بعد ظہر کی مجلس میں حضرت والا نے ایک گفتگو کے سلسلہ میں فرمایا کہ کہیں ہجرت کر کے جانا اس طرح کہ جسم کہیں اور قلب کہیں مضر یا نامناسب ہے' مجھے یہ سن کر اپنے حال پر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ مجھے تو گھر بار بیوی بچے سب بہت یاد آتے ہیں؟

تحقیق: یہ یاد آنا اور خیال لگا رہنا امور طبعیہ اور عیال کے حقوق شرعیہ سے ہے اور محمود ہے جو مرتبہ مذموم ہے وہ یہ ہے کہ ہجرت پر ایک گونہ تاسف ہو کہ میں سب کو چھوڑ کر کہاں چلا آیا' غرض تمنا اور چیز ہے جو مضر ہے اور شوق اور چیز ہے جو مضر نہیں۔ روزہ میں کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے کہ کب وقت آوے گا اور تمنا نہیں ہوتی کہ میں روزہ نہ رکھتا تو اچھا ہوتا۔ (النور شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

اضافہ از شوق

واقعہ: ایک کتاب میں سے ایک پرچہ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا جس میں ذیل کا مضمون تھا یہ معلوم نہیں ہوا کہ کس سوال کے جواب میں ہے مگر مفید سمجھ کر نقل کر دیا گیا ہے۔

وھو ھذا۔ حاصل یہ کہ کبر و عظمت و استیلاء انسان کے لیے احکام تکوینیہ ہیں اور تواضع و انکسار و اضمحلال احکام تشریعیہ ہیں۔ پس ایک کی وجہ سے دوسرے کی نفی نہ کی جاوے گی اور کبر و عظمت کے اقتضاء پر عمل کرنے سے تو تواضع و انکسار و اضمحلال منعدم ہوتے ہیں اس لیے یہ جائز نہیں اور تواضع و انکسار و اضمحلال پر عمل کرنے سے کبر و عظمت کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ تحقق پھر بھی رہے گا۔ گو درجہ مادہ میں سہی اور مقصود تکوین کا محض تحقق ہے نہ کہ عمل جیسا کہ تشریع سے

مقصود عمل ہے۔ پس یہی صورت متعین ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ صفات عظمت صرف درجہ مادہ تک رہیں اور صفات عبدیت درجہ عمل میں رہیں اس طرح سے دونوں جمع ہو جاویں گے۔

کاہلی کا علاج

حال: اب تو ایک قسم کی سستی اور کاہلی دل و دماغ پر چھا گئی ہے' مغرب کے بعد روٹی کھا کر جہاں لیٹا اور بس سویا' اب صبح تک آنکھ نہیں کھلتی؟

تحقیق: کوئی شغل دلچسپی کا شروع کر دیا جایا کرے جیسے کتاب دیکھنا یا کچھ لکھنا خواہ پنسل ہی سے ہو اس سے فوراً نشاط پیدا ہو جائے گا جب نشاط پیدا ہو جاوے پھر اپنے مقصود کام میں لگ جانا چاہیے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

گھر میں غفلت کا علاج

حال: اب تو دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی وقت ذکر سے خالی نہ رہے جب سرکاری کام سے فرصت ہوتی ہے اور راستہ میں چلتے ہوئے کچھ نہ کچھ استغفار درود شریف بلا تعداد جاری رہتا ہے لیکن بچوں میں پہنچ کر ان کے مشغل میں غفلت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: اگر اس وقت اس خیال کا استحضار رہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتیں ہیں تو پھر وہ شغل بھی ذکر و فکر ہی میں داخل ہو جائے گا۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

شرم وحیا کا علاج

حال: ایک گاؤں میں دو چار آدمیوں کو حضرت والا کی برکت سے دین کا بہت فائدہ ہوا ہے وہ بار بار بلانے کا تقاضا کرتے ہیں چونکہ چھوٹا منہ بڑی بات نہایت شرمندگی نظر آتی ہے کچھ نہ کچھ عذر کر دیتا ہوں اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھے شرم آتی ہے معاف فرمائیں مگر وہ مانتے نہیں اس کے متعلق جو ارشاد عالی ہو اس پر عمل کروں؟

تحقیق: جب تک شرم رہے ہو آیا کرو جب شرم اُتر جاوے مت جاؤ' پھر شرم ہونے لگے جب چلے جاؤ وعلیٰ ہذا یہی دستور العمل رکھو۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

کسی کے پاس اچھی چیز دیکھ کر دل چاہنے کا علاج

حال: احقر جب بھی کوئی اچھی چیز کسی کے پاس دیکھتا ہے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اگر

میرے پاس ہوتو اچھا ہو اور اس سے یہ کام لوں پھر کوشش کرتا ہوں کہ وہ چیز مجھے کسی طرح سے حاصل ہوجائے اس شخص سے زائل کرنے کو نہ چاہتا ہوں بلکہ صرف اپنے پاس رکھنا مقصود ہوتا ہے؟

تحقیق: مرض تو نہیں مگر مفضی الی المرض ہونے کا احتمال ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ بمجرد اس تمنا کے یہ عزم کیا جاوے کہ اگر یہ چیز مجھ کو مل بھی گئی تو فوراً کسی کو ہبہ کردوں گا۔ خصوصاً اس شخص کو جس کے پاس ایسی چیز پہلے سے موجود ہے یا اگر اس سے ایسی بے تکلفی نہ ہوئی تو کسی دوسرے کو دیدوں گا اور اگر وہ چیز اتفاق سے اپنی ضرورت کی ہوئی تو اس کے دام مساکین کو دیدوں گا جب تک ایسی تمنا زائل نہ ہوگی اس وقت تک ایسا ہی کروں گا' دعا بھی کرتا ہوں۔

بدنظری کی شکایت پر دُعا کی درخواست

حال: (خلاصہ سوال) ایک طالب علم نے جو زیر تربیت ہیں کچھ حوادث سے پریشانیاں اور کچھ بدنظری کی شکایت لکھ کر دُعا اور اصلاح کی آسان صورت کی درخواست کی تھی اور یہ بھی لکھا کہ ہر شئی حسین کے دیکھنے کو طبیعت میں اس قدر تقاضا پیدا ہوتا ہے کہ باوجود نیچی نظر کر لینے کے پھر نظر اُٹھ جاتی ہے حالانکہ حضرت والا کے فرمان کے بموجب عذاب دوزخ وغیرہ کو سوچتا ہوں مگر طبیعت کچھ ایسی مجبور ہوتی ہے جس کا رُکنا دشوار اور شاق نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دل کے اندر سے کوئی دل کو پکڑ کر دل کو اُبھار رہا ہے۔ حضرت والا کیا کروں' نہایت ہی اس فعل بد سے مجبور ہو گیا ہوں جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا؟

تحقیق: حرفاً حرفاً پڑھا غیر اختیاری مصائب پر تو اجر ملتا ہے ان کے ازالہ کی بھی دعا کرتا ہوں لیکن مصائب اختیاریہ یعنی معاصی پر نہ اجر ملتا ہے اور نہ اس کے ازالہ کی دعا ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا ازالہ تو خود عبد کا فعل ہے اس دعا کی تو یہ مثال ہے کہ اے اللہ فلانا شخص فلاں کھانا کھانے لگے' فلاں کھانا نہ کھاوے' اس دعا کے کیا معنی۔ البتہ توفیق کی دعا ہو سکتی ہے وہ بھی جبکہ فاعل اسباب کو جمع کرے اور اعظم اسباب قصد و ہمت ہے اور اس کے متعلق جو عذر خط کشیدہ عبارت میں لکھا ہے بالکل غلط ہے۔ سوچو کہ اگر ایسے موقع پر کہ نفس میں تقاضائے شدید ہو تمہارا کوئی بزرگ موجود ہو جو تمہاری اس نظر اٹھانے کو دیکھ رہا ہو تو کیا اس وقت تم ایسی بے حیائی کر سکتے ہو؟ اگر کر سکتے ہو تو تم لاعلاج ہو اور اگر نہیں کر سکتے تو معلوم ہوا کہ نظر از خود نہیں اُٹھتی

نہ مجبوری ہوتی ہے نہ رُکنا شاق ہوتا ہے نہ کوئی اُبھارتا ہے سب کچھ تم ہی کرتے ہو تو اس کے خلاف پر بھی تم قادر ہو سو تمہارا یہ عذر ویسا ہی بیہودہ ہے جیسے ایک شاعر نے بکواس کی ہے:

اس دل بیتاب کی صاحب خطا تھی میں نہ تھا ۔۔۔ بیخودی میں لے لیا بوسہ خطا کیجئے معاف

(النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

بدنظری کا علاج

خط اول

حال: نظر بد کو کبھی زور دے کر روک لیتا ہوں اور کبھی نفس زور پکڑ جاتا ہے تو اس عذاب وہ گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہوں؟

تحقیق: کیا زور ایسا پکڑتا ہے کہ بچنے کی قدرت ہی نہیں رہتی۔ اگر نہیں رہتی تو عبد مکلّف ہی نہیں رہنا چاہیے پھر گناہ اور عذاب کیسا۔

خط دوم

حال: حضرت کے جواب سے معلوم ہوا کہ یہ میری غفلت اور جہالت ہے کہ قدرت ہوتے ہوئے نہیں بچتا کیونکہ یہ اختیاری فعل ہے اس لیے حضرت والا اب دل سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ ایسی غفلت نہ کروں گا اور اس مرض بد کو پوری کوشش سے دور کروں گا۔ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں؟

تحقیق: دعا کرتا ہوں (زبانی فرمایا کہ دیکھئے اس طریقہ تربیت میں یہ منافع ہیں جب ان کو خود مدعی بنا دیا گیا تب آنکھیں کھلیں اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اپنے فعل کو جو صریح گناہ تھا گناہ ہی نہ سمجھیں اور اگر میں مدعی بنتا تو کچھ نہ کچھ ہانکے چلے جاتے فیصلہ ہی نہ ہوتا۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

والدہ کے غصہ کا جواب نہ دے

حال: عرض یہ ہے کہ وہ ہر بات پر طعن و تشنیع کرتی ہیں کہتی ہیں خواہ مخواہ گھر میں بیٹھا ہے کسی طرح کی ملازمت یا تجارت' نہیں' میں خرچ کہاں سے لاؤں گی' میں جواب میں کہتا

ہوں کہ زراعت کا کام انجام دیتا ہوں ملازمت ملتی نہیں، تجارت کے لیے رقم کی ضرورت، یہ جواب سن کر اور زیادہ غصہ اور جھگڑتی ہیں تو میں بھی اس سے زیادہ غصہ کرتا اور جھگڑتا ہوں، میرے غصہ کا علاج مرحمت فرماویں؟

تحقیق: علاج یہ ہے کہ جواب مت دیا کرو باہر چلے جایا کرو۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

دل نہ لگنا کوئی معصیت نہیں

حال: بعض ایام میں نماز وتلاوت وغیرہ میں شوق کم ہو جاتا ہے اور کچھ دل بھی لگتا ہے کوئی ایسا علاج بتلا دیجئے کہ ہمیشہ شوق بڑھتا رہے اور دل لگنے لگے؟

تحقیق: علاج معصیت کا ہوتا ہے کیا دل نہ لگنا معصیت ہے اور کس دلیل سے۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

بدنظری کا علاج

حال: حضور کی زبان مبارک سے یہ سن کر کہ یہ اختیاری ہے احقر نے اس کے دفعیہ کے لیے کوشش کی تو یہ مرض تقریباً نوے فیصد جاتا رہا لیکن چونکہ کبھی کبھی اس معصیت کا ارتکاب ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے سخت تکلیف اور ندامت ہے کچھ علاج اس سے نجات کا تجویز کر دیں؟

تحقیق: اگر کسی کو کوئی شیرینی بے حد مرغوب ہو مگر اس کو معلوم ہو جاوے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے کہ کھانے سے ہلاکت یا شدید تکلیف ہو جائے گی کیا اس حالت میں بھی کوئی شخص کسی طبیب سے پوچھے گا کہ حضور کوئی علاج تجویز کریں کہ اس پر عمل کر کے اس شیرینی کی رغبت نہ ہو۔ (النور شوال ۱۳۵۴ھ)

حسن کا دیکھنا اختیاری ہے

حال: حضرت نے دریافت فرمایا ہے کہ حسن کا دیکھنا اختیاری ہے یا غیر اختیاری جواباً عرض ہے کہ بندہ کا دیکھنا اختیاری ہے مگر استعمال اختیار دشوار معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: کیا دشوار ہے کیا نفس کے روکنے سے کوئی بیماری ہو جاتی ہے یا سانس گھٹنے لگتا ہے یا اور کوئی تکلیف نا قابل برداشت ہو جاتی ہے؟ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

ریا غیر اختیاری کا کوئی حرج نہیں

حال: جواباً عرض ہے کہ ریا کا خیال جب نماز میں قرأت شروع کرتا ہوں اس وقت

آتا ہے اور مجھے خبر نہیں ہوتی کچھ دیر کے بعد خبر ہوتی ہے ابتداء بغیر ارادہ یہ خیال آتا ہے یہ غیر اختیاری ہے پھر خبر ہونے کے بعد اختیاری ہو جاتا ہے؟

تحقیق: کیا تم قصد کرتے ہو جس سے اختیاری ہو جاتا ہے اگر قصد کرتے ہو تو مت کرو اگر قصد نہیں کرتے تو پھر اختیاری کیسے ہو جاتا ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

بدنگاہی کا علاج

حال: اب نگاہ نہیں رُکتی بجز پشیمانی و درماندگی کے یہ روسیاہ اور کیا عرض کرے؟

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس　　　　اللہ اللہ خلق را فریاد رس

تحقیق: میرے پاس کوئی ایسی پٹی نہیں کہ اس کو لیے ہوئے آپ کے ساتھ آپ کی نگرانی کرتا پھروں اور موقع پردہ پٹی آنکھوں پر باندھ دیا کروں۔

خط دوم

حال: احقر اب اس بدنگاہی کے گناہ سے توبہ کرتا ہے اور مصمم ارادہ کرتا ہے کہ نگاہ کو روکنے میں نفس کی پوری مخالفت کرے گا' اب احقر نگاہ کو روک لیتا ہے؟

تحقیق: الحمد للہ پٹی باندھنے کی خدمت سے سبکدوشی ہوئی۔ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: جب کسی پردہ دار پر نظر پڑے تو فوراً پاؤں پر اور بے پردہ کی چھاتی پر پڑتی ہے اور اس کے بعد تصور کا ایک طومار بندھ جاتا ہے۔ حضرت والا اس کی اصلاح فرمائیں؟

تحقیق: بجز ہمت کے کوئی علاج نہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: یہاں آ کر مجھ کو نظر بند کا مرض پیدا ہو گیا ہے چونکہ پردہ نہ ہونے کے سبب سے جدھر دیکھوں عورت ہی عورت نظر آتی ہے جس کے سبب بسا اوقات دل میں بہت بڑے بڑے شیطانی خیالات پیدا ہوتے ہیں اس لیے سخت پریشان ہوں براہ مہربانی کوئی علاج بتلا کر خادم کو گمراہی سے بچاویں' عین عنایت ہو گی؟

تحقیق: قصداً دیکھنے کا علاج یا بلا قصد نظر پڑ جانے کا علاج پھر نظر کے بعد خیالات پیدا ہونے کا۔ ان خیالات سے متلذذ ہونے کا علاج کس چیز کا علاج پوچھتے ہو۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: احقر ابھی تک بدنظری کی طرف سے اپنے اندر نفرت نہیں پاتا بلکہ تقاضائے نفس بدستور موجود ہے گو احقر اس کی مقاومت کرتا ہے اور مجاہدہ سے نفس کو اس سے رکتا ہے بغیر مجاہدہ کے نفس نہیں رُکتا' اپنے اوپر تو احقر بہت نفرین کرتا ہے لیکن اس مرض سے پوری نفرت پیدا نہیں ہوئی؟
تحقیق: نفرت مامور بہ ہے یا رغبت کے مقتضی پر عمل نہ کرنا۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

جھوٹ کا علاج

حال: احقر نے سابقہ عریضہ میں عرض کیا تھا کہ مجھ میں جھوٹ بولنے کا مرض ہے اور عادی ہو چکا ہوں' حضرت اس کا علاج فرمادیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (جھوٹ اختیار سے بولتے ہو یا بالاضطرار) حضرت یہ جھوٹ بولنا ہے تو اختیاری لیکن کثرت انہاک کی وجہ سے اضطراری جیسا ہو چکا ہے' حضرت اس کا علاج فرماویں؟
تحقیق: جب ہمت واختیار سے چھوڑ دو گے اور بتکلف اس کی عادت کرلو گے تو اسی طرح عدم صدور اضطراری جیسا ہو جائے گا' یہی علاج ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

بدنظری کا علاج

حال: چلتے پھرتے کسی لڑکے یا کسی عورت کی طرف نظر پڑ جاتی ہے تو بندہ اس وقت نظر کو فوراً ہٹالیتا ہے' اب حضرت والا سے یہ دریافت کرنا ہے کہ نظر اول معصیت کا سبب ہے یا نہیں؟
تحقیق: اس نظر اول میں قصد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر حدوث میں قصد نہ ہو تو اس کے ابقاء میں قصد ہوتا ہے یا نہیں' اگر ابقاء میں بھی قصد نہ ہو تو اس نظر سے جو صورت ذہن میں پیدا ہوتی ہے اس کے ابقاء یا اس کے التذاذ میں قصد ہوتا ہے یا نہیں؟
حال: اگر معصیت کا سبب ہے تو حضرت والا علاج فرمائیں؟ البتہ نظر ہٹانے کے بعد اس کی صورت ذہن میں ایک قسم کی تصویر ہو جاتی ہے مگر بعض وقت وہ صورت ذہن میں

آتے ہی فوراً دفع کرنا یاد نہیں رہتا؟

تحقیق: یاد رکھنے کا اہتمام ضروری ہے اگر ویسے یاد نہ رہے تو ایک پرچہ پر اس کی وعید لکھ کر وہ پرچہ اپنی کلائی یا بازو پر باندھ لیا جاوے۔

حال: اس وجہ سے وہ صورت ذہن میں طویل ہو جاتی ہے؟

تحقیق: جب تنبہ ہو اس وقت فوراً اس کا تدارک کیا جاتا ہے یا نہیں؟

حال: اب حضرت والا سے عرض ہے کہ اس میں کوئی مضرتو نہیں اگر مضر ہو تو برائے کرم کوئی علاج مرحمت فرمایا جاوے بڑی عنایت ہوگی؟

تحقیق: ضرر اور علاج دونوں چیزیں میرے سوالات سے واضح ہیں۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

بخل کا علاج

حال: عرض کیا تھا کہ اگر فی الحقیقت یہ بخل ہے تو حضور اس کی دستگیری فرما کر علاج فرمائیں اور دُعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات عنایت فرمائیں اس پر خدام والا حضرت اقدس نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ بخل حرام و معصیت ہے یہ غیر حرام و غیر معصیت' نہایت ادب سے اس کی بابت عرض ہے کہ فدوی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کو کس شق میں داخل کرے؟

تحقیق: کیا اس بخل سے کسی واجب کا ترک لازم آتا ہے کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے تو کتابیں دیکھو۔

خلاصہ خطِ دوم

حال: نہایت ادب سے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر یہ ارشاد فرمایا جائے کہ کون کون کتابیں دیکھی جائیں؟

تحقیق: کیا فقہ کی کتابیں واجب و معصیت بتلانے کے لیے کافی نہیں۔ اب میں ہندی کی چندی کہاں تک کروں دودھ پیتے بچے ہی بن گئے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ)

پریشانی کا علاج

حال: حضرت والا شدت بخار کے وقت بہت پریشان ہو جاتا ہوں' اس وقت شبہ ہوتا ہے کہ یہ پریشانی صبر اور رضا بالقضاء کے خلاف ہے' اگر یہ پریشانی صبر اور رضا بالقضاء کے خلاف ہو تو اصلاح فرمادیں؟

تحقیق: پریشانی اعتقادی ہے یا طبعی' کیا دونوں میں یہ احتمال ہے۔ (النور جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ)

قلب میں فحش بات آنے کا علاج

خط اول

حال: ایک عیب سے بہت تکلیف ہے۔ وہ یہ کہ گو میں کبھی زبان سے فحش نہیں بکا کرتا مگر قلب میں بلاوجہ خواہ مخواہ فحش اور بہت کریہہ الفاظ آتے ہیں؟ تحقیق: بالقصد یا بلا قصد

حال: جس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور جی کڑھتا ہے تو اکثر استغفار اور کبھی کلمہ طیبہ پڑھنے لگتا ہوں مگر قلب کی گندگی اور خباثت دور نہیں ہوتی' بہت پریشان ہوں' حضور براہ شفقت اس کا علاج بتلائیں؟ تحقیق: تنقیح بالا کے بعد۔

خط دوم

حال: تنقیح کے متعلق عرض ہے کہ یہ فحش الفاظ بلاقصد قلب میں آتے ہیں؟
تحقیق: پھر کیا ضرر۔

حال: اور ان سے کلفت بہت ہوتی ہے دست بستہ عرض ہے کہ حضور علاج فرمائیں؟
تحقیق: مصلح دین کے ذمہ کلفت کا علاج ضروری نہیں جیسے کسی طالب دین کو بخار کی تکلیف ہو جائے تو مصلح دین کے ذمہ اس کا علاج نہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

عوارض نفسانی کا علاج

حال: ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ خادم کی دکان کے سامنے ایک شخص ہم پیشہ تجار نے دکان کھولی ہے اور ہم سے حسد رکھتے ہیں' نرخ میں کمی کر کے گاہکوں کو توڑنا چاہتے ہیں اور مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اس کی وجہ سے میرے قلب میں تشویش اور تفکر ہو گیا ہے' یہاں تک کہ کھانے اور آرام میں کمی ہونے لگی اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہوں کہ یہ بات نہ رہے اور حضرت والا کی دعا کا محتاج ہوں اور اس کا علاج فرمادیں؟
تحقیق: علاج معصیت کا ہوتا ہے یہ عوارض نفسانیہ غیر اختیاری ہونے کے سبب معصیت نہیں۔ لہٰذا بجائے علاج دُعا کرتا ہوں۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

موت سے ڈر ضعف قلب کی وجہ سے ہے

حال: مجھے موت سے بہت خوف معلوم ہوتا ہے؟
تحقیق: غلط ہے بعض مسلم بزرگوں کو میں نے موت سے ایسا ڈرتا ہوا دیکھا ہے منشاء اس کا ضعف قلب ہے جو بالکل مذموم نہیں۔
حال: جو حالات کتابوں میں دیکھے اس سے بھی یہی بات معلوم ہوئی تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو یہ بات کس طرح حاصل ہوئی اور کیا ذرائع ان لوگوں نے حاصل کیے جن کی وجہ سے ان کو نفرت بالکل جاتی رہی؟ تحقیق: ان کی قوت قلب ہے یا قوت وارد اور دونوں غیر مطلوب، محض موہوب ہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

ہنسی کوئی مرض نہیں

حال: احقر نے سابقہ عریضہ میں عرض کیا تھا کہ احقر کو ہنسی بہت آتی ہے۔ اگر یہ مرض ہے تو علاج فرماویں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (مرض ہونے کا شبہ کاہے سے ہوا) حضرت ایک تو اس بات سے شبہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہنسے نہیں تبسم فرمایا کرتے تھے اور یہ خلاف طریقہ نبوی ہے؟
تحقیق: تو کیا بطور معمول کے پیٹ بھر کر کھانا بھی مرض ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور معمول کے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔
حال: اور دوسری بات یہ ہے کہ ہنسی سے طبیعت کے اندر غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ کی یاد سے غافل ہونا اچھی بات نہیں؟
تحقیق: اور سونے میں بھی غفلت ہوتی ہے تو یہ بھی اچھی بات نہیں ہوگی۔
حال: حضرت ان باتوں سے شبہ ہوتا ہے مرض ہونے کا اگر مرض ہو تو علاج فرماویں؟ تحقیق: اوپر کے سوالات میں جواب ہو گیا۔ (النور شعبان ۱۳۵۷ھ)

ڈاڑھی میں سے نائی کا سفید بال نکالنا عذر نہیں

حال: نیز جب حجام ہفتہ وار میری حجامت کرتا ہے کہ وہ میری مونچھ میں سے سفید بال تلاش

کر کے کترر ہا ہے اور یہ میں جانتا ہوں کو سفید بال نکلوانا جائز نہیں ہے مگر میں حجام کو منع نہیں کرتا ہوں؟

تحقیق: یہ عذر نہیں، نائی کو منع کر دیا جاوے اور سفید بال کو حدیث میں وقار فرمایا ہے اور یہ دعا آئی ہے: "اللّٰھم زدنی وقاراً" اس دعا کی برکت سے یہ کیفیت معتدل ہو جائے گی۔ (النور شعبان ۱۳۵۴ھ)

سستی وغفلت کا علاج

خط اوّل

حال: سستی وغفلت بدستور ہے دعائے ہمت کا خواستگار ہوں؟

تحقیق: دعا سے انکار نہیں مگر آپ بھی کچھ ہمت کریں، دعا میں اسی صورت سے برکت ہوتی ہے ورنہ دعا ایسی ہوگی کہ جیسے بدون نکاح کیے ہوئے اولاد کی دعا۔

خط دوم

حال: ہمت کے بارہ میں جو جواب باصواب حضور والا نے عنایت فرمایا ہے اس کا قلب پر بہت اثر ہوا مگر اس کو قیام نہیں رہا اس کا علاج تحریر فرماویں؟

تحقیق: بار بار اس کا استحضار اور اس پر عمل کرنے کی ممکن کوشش اور اس کے ساتھ دعا بھی یہ مجموعہ علاج ہے۔

حال: نیز میرا نفس از حد سرکش ہے کسی طرح حسنات کی طرف مائل نہیں ہوتا، ہمیشہ سیئات کی طرف اس کا میلان ہے لذات شہوات کا خوگر ہے لیکن عمل کے بارے میں توجہ بالکل صفر ہے اس کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماویں؟

تحقیق: میری یہی توجہ ہے کہ دعا کروں اور تدبیر بتلاؤں سو بحمد اللہ ایسا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ برکت فرماویں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

ریا کے شبہ کا علاج

پہلا خط

حال: احقر کو دینی فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں بعض اوقات جبکہ کوئی پاس بیٹھا ہوا ریاء کی مہلک علت نمایاں ہوتی ہے؟ تحقیق: ریا فعل اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

دوسرا خط

حال: خاکسار کی کیفیت یہ ہے کہ جس وقت ادائیگی فرائض دینی کرتا ہوں اور کسی شخص

کو نزدیک بیٹھے دیکھتا ہوں تو خفیف سی لذت پیدا ہوتی ہے کہ یہ کہے گا بڑا اچھا آدمی ہے؟

تحقیق: وسوسہ کے درجہ میں جس کو مذموم سمجھتے ہو یا عزم کے درجہ میں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

کوئی عورت سامنے آئے تو قدرت سلب نہیں ہوتی

پہلا خط: حال: بندہ کے اندر ایک مرض یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سامنے پڑ جائے تو اس پر نظر پڑ جاتی ہے پھر اس سے نظر ہٹا نہیں سکتا؟ تحقیق: کیوں کیا قدرت سلب ہو جاتی ہے۔

دوسرا خط: حال: اس وقت قدرت سلب ہو جاتی ہے؟

تحقیق: تو کیا تمہارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ اس حالت میں تم کو گناہ نہیں ہوتا کیونکہ عدم قدرت کی حالت میں تو گناہ نہیں ہوتا۔

تیسرا خط: حال: پہلے میں نہیں سمجھ سکا تھا اس لیے جواب میں لکھا تھا کہ قدرت سلب ہو جاتی ہے لیکن اب سمجھ میں آیا کہ قدرت سلب نہیں ہوتی ہے کیونکہ بعض مرتبہ تو نظر پھیر سکتا ہوں اس لیے نظر نہ پھیرنا قدرت سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ شیطانی وساوس کا سبب ہے؟

تحقیق: قدرت سے کام لو۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ)

طبیعت کے کسل مند ہونے کا علاج سکون وقوت ہے

حال: بعض وقت اگر گھبراہٹ ہوتی ہے یا اوراد میں طبیعت کسلمند ہوتی ہے تو کبھی قصداً اور کبھی بلاقصد شبیہ حضرت اقدس تخیلاً و مواجہۃً مسکن ومقوی طبع ہوتی ہے آیا یہ قصد مذموم تو نہیں ہے؟ تحقیق: کیا سکون وقوت اسی تدبیر میں منحصر ہے؟ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

حب دنیا کا علاج

حال: اس خط میں ایک دوسرا مرض لکھنا چاہتا ہوں وہ حب دنیا ہے اپنے اندر دنیا کی محبت پاتا ہوں؟ تحقیق: مراد محبت عقلی ہے محبت طبعی نہیں۔

حال: مطالعہ (مواعظ) کے وقت اکثر مضامین فدوی سمجھتا ہے مگر یاد نہیں رہتے تو یاد کر لینا ضروری ہے؟ تحقیق: نہیں۔

حال: یا صرف اتنا کافی ہے کہ کتاب میں دیکھ کر دل کی تسلی کرتا رہے ان کے متعلق جو ارشاد ہو؟ تحقیق: اگرچہ یاد نہ رہے مگر اثر باقی رہ جائے گا۔ (النور ربیع الاول ۶ ۱۳۵ھ)

بدنظری کا علاج

پہلا خط: حال: احقر کو نگاہ بد کا مرض ہے اس کے متعلق اگرچہ اتنا ضرور کر لیتا ہوں کہ جب کسی پر نگاہ بد پڑی فوراً جبراً اُدھر سے نگاہ ہٹالی اور تیزی سے اس جگہ سے چلا گیا اور استغفار کرلی مگر پھر بھی اتنا تقاضا رہتا ہے، تقاضا کے وقت قدرت تو رہتی ہے مگر نفس امارہ کہتا ہے کہ نظر کر لے پھر توبہ کرنے سے اللہ رحمٰن ورحیم معاف فرماویں گے؟

تحقیق: قدرت تو عطا فرمائی ہے مگر جب اس سے کام نہ لو اس کا کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں، جہنم میں علاج ہوگا۔

دوسرا خط: حال: حضرت والا نے پہلے پرچہ میں جو جملہ شریفہ تحریر فرمایا ہے کہ کیا تقاضے کے وقت قدرت نہیں رہتی اور اس کے بعد کے پرچہ میں جو قول مبارک ارقام فرمایا ہے یعنی قدرت تو عطا فرمائی ہے جب اس سے کام نہ لو اس کا کوئی علاج مجھ کو معلوم نہیں جہنم میں علاج ہوگا'' ان دونوں سے احقر کو اتنا فائدہ ہوا جو بیان کرنے سے احقر قاصر ہے'' اب عزم بالجزم کر لیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بفضلہٖ وبکرمہٖ وبدعا حضرت والا کبھی بھی یہ فعل بد صادر نہیں ہوگا۔ تحقیق۔ مبارک مبارک۔ (النور ربیع الثانی ۶ ۱۳۵ھ)

ریاء کا شبہ اور اس کا ازالہ

حال: کبھی کبھی جس روز خانقاہ میں کوئی مہمان موجود ہوتا ہے اس روز نفس میں اس بات کا تقاضا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کو جلدی پڑھ کر ذکر کو بلند آواز سے شروع کیا جاوے تاکہ ذکر کو مہمان سن لے بعض روز نفس کے تقاضے کی بناء پر نماز تہجد کو جلدی نہیں پڑھتا ہوں بلکہ نماز تہجد کو آہستہ آہستہ پڑھ کر ذکر کو بھی آہستہ آہستہ کرتا ہوں؟

تحقیق: جب یہ فعل اختیاری ہے ایسا ہی کرنا چاہیے اور آہستہ سے مراد اگر حسب عادت ہے تو کافی ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ اس سے بھی آہستہ تاکہ احتمال ریاء کی پوری مقاومت ہو تو

اس کی حاجت نہیں عادت کے موافق کافی ہے اور احتمال ریاء کی مقاومت تصحیح نیت سے کافی ہے لیکن اگر زیادہ خلجان ہونے لگے تو معالجہ کے لیے عادت سے بھی آہستہ اسلم ہے۔

حال: اور بعض روز نفس کے تقاضے کی بناء پر نماز تہجد کو جلدی پڑھ کر ذکر کو بلند آواز سے شروع کرتا ہوں؟

تحقیق: یہ بھی فعل اختیاری ہے جس میں ریاء کے مقتضی پر عمل ہے مت کرو اور بلند آواز میں یہاں بھی اسی قیاس پر تشقیق ہے۔

فضول گوئی کا علاج

حال: دوسرا مرض زبان کا بدستور موجود ہے یہ مرض ناسور جیسا ہو گیا ہے کہ زبان کو فضول گوئی سے روکنے میں کامیابی نہیں ہوتی؟ تحقیق: وہی اختیار و عدم اختیار کا سوال یہاں بھی ہے۔

حال: رنج و غم کی حالت میں تو یہ زبان خود ساکت رہتی ہے لیکن جہاں تک فکر و تردد دور ہوا زبان اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے؟ تحقیق: آ جاتی ہے یا لائی جاتی ہے۔

حال: کاملین کی صحبت سے اس مرض میں بے حد کمی ہو جاتی ہے اور میں طبیعت کا اندازہ کرتا ہوں کہ اگر چھ ماہ ایسی صحبت نصیب ہو جاوے تو انشاء اللہ اس مرض میں بہت کمی ہو جائے گی لیکن ایسی صحبت میسر نہیں؟ تحقیق: صحبت پر موقوف نہیں مدار ہمت پر ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

دل نہ لگنے کا علاج

حال: از بعض مستورات میری حالت جس کو میں محسوس کر سکتی ہوں یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ میرا قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اور نماز میں اکثر بہت دل لگتا ہے کبھی قرآن شریف کی تلاوت میں بہت دلچسپی ہوتی ہے کبھی ذکر میں اور کبھی نماز میں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز میں دل نہیں لگتا؟

تحقیق: اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے ایسے تغیر تبدل سب کو پیش آتے ہیں۔ اصلی چیز عمل ہے اس میں خلل نہ ہو برکت اسی سے ہے۔

حال: جس زمانہ میں میری طبیعت نماز اور ذکر وغیرہ میں بہت لگتی ہے مجھے تمام دن

خوشی اور مسرت رہا کرتی ہے اور یہ دل چاہا کرتا ہے کہ سوائے خدا کے اور کوئی ذکر نہ ہو لیکن خدا جانے کیا واقعہ ہے کہ دعا میں میرا دل بالکل نہیں لگتا' دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہی مجھے وحشت سی ہونے لگتی ہے اور بہت دل اُکتانے لگتا ہے؟

تحقیق: طبائع کا رنگ فطری طور پر جدا جدا ہے مگر یہ مضر نہیں مقصود خدا تعالیٰ کی یاد ہے خواہ ذکر وغیرہ سے ہو یا دعا سے ہو' مقصود ہر حال میں حاصل ہے۔

ف: ویتاید هذا بحدیث ابی سعید بقول الرب تعالیٰ من شغله قرأة القرآن عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین. للترمذی (جمع الفوائد فضل القرآن) دل الحدیث علیٰ ان التقلیل فی الدعاء غیر مضر. (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

حب دنیا اور حب جاہ کا علاج

حال: نفس یہ بھی چاہتا ہے کہ کوئی شخص برا نہ کہے اور اعزہ واحباب کے متعلق اس کا خیال بھی ہوتا ہے کہ وہ جائز تقریبات میں مجھ کو فراموش نہ کریں' اس کے خلاف پیش آنے سے طبیعت میں پریشانی محسوس ہوتی ہے' ہمیشہ سے اکثر تقریبات میں میں خود شریک نہیں ہوتا ہوں مگر اس سے قلق ہوتی ہے کہ اہل تعلق میں سے کوئی یاد نہ کرے اس سے بھی حب دنیا اور حب جاہ کا شبہ ہوتا ہے؟

تحقیق: دعا بھی کرتا ہوں اور تدبیر یہ ہے کہ اقتضائے نفس کی مخالفت کی جاوے اور اقارب کی شکایت کی جو بناء ہے یعنی اپنا استحقاق۔ اس کی ضد کا استحضار اس طرح کیا جاوے کہ اپنے نقائص و نا اہلی کا استحضار استمرار کے ساتھ کیا جاوے۔ (النور رجب ۱۳۵۶ھ)

نفس کی اصلی سزا تو ندامت ہے باقی تقویت کیلئے بدنی یا مالی سزا دی جاتی ہے

حال: یکے از مجازین۔ نفس کی یہ بدمعاشی کہ باوجود علم اور قدرت اور اختیار کے کام نہ کرے یا نہ چھوڑے اور بالکل بھی عقلاً و شرعاً معذور نہیں' اس پر کیا سزا ہونی چاہیے' بدنی سزا ہو یا مالی یا کیا انداز اختیار کیا جائے؟

تحقیق: بعض اوقات یا بعض طبائع میں سزائے مالی یا بدنی سے ندامت کم ہو جاتی

ہے اور اصل مقصود ندامت ہی ہے جس کی تقویت کے لیے وہ سزا تجویز کی جاتی ہے۔ سو جب کسی عارض سے اس میں ضعف ہو جاوے وہ مقصود نہ رہے گی اور اس وقت آپ کے لیے یہی مناسب ہے کہ ندامت پر اکتفا ہو۔

ویزیدہ قولہ تعالیٰ علی بعض التفاسیر فاثابکم غمابغم لکیلا تحزنوا آلآیة اذا لم تکن لا زائدة فافادت ان الاصابة والعقوبة من خواصها زوال الحزن ولو فی بعض الاوقات لان القضیة شخصیّة. (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

ریاء قصد رضائے خلق بذریعہ دین کا نام ہے

حال: چونکہ اپنے نفس میں ریاء کا احساس ہے ہر وقت یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ تو جو کچھ کہتا ہے وہ تیرے افعال کے خلاف ہے؟

تحقیق: ریاء ہر خیال کا نام نہیں بلکہ جس خیال کی بناء قصد رضائے خلق بذریعہ دین ہو اور یہ اختیاری امر ہے جب اس کا قصد نہ ہو وہ ریاء ہی نہیں۔ اگر چہ وہم ریاء ہو وہم ریاء وسوسہ ریاء ہے جس پر مواخذہ نہیں ایسے وہم سے عمل صالح کو ترک نہ کیا جاوے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

حب جاہ کا علاج

حال: دل میں انتظار رہتا ہے کہ میرے بیان سے مخاطب متاثر ہو حضرت عالی اگر یہ واقعی حب جاہ یا کوئی اور مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں؟ تحقیق: شبہ سے بھی بچنا چاہیے اس عادت کو چھوڑ دیں۔ (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

خط دوم: حال: ایک عامی کی محسوسات ہی کیا' غالباً بہت سے اخلاق ذمیمہ میں مبتلا ہوں گا لیکن مجھ کو ان کا احساس نہیں؟

حال: احساس ہونا چاہیے ورنہ اس کا علاج کیسے پوچھا جاوے گا خصوص جبکہ مصلح کے مشاہدہ سے بھی دور ہو۔ ایسی حالت میں مصلح کے احساس کی بھی کوئی صورت نہیں اور ایسا کم ہوتا ہے کہ مصلح کو کسی واقع سے اطلاع دی اور اس نے اس واقعہ سے کسی خصلت کا استنباط صحیح کر لیا۔ سو یہ کافی علاج کے لیے کافی نہیں۔ لہٰذا خود طالب کو احساس کرنا چاہیے

جس کی تدبیر یہ ہے کہ ایسے رسائل کا مطالعہ کیا جاوے جیسے تبلیغ دین یا میرے مواعظ۔

حال: دوسرا استفسار حضور والا کا یہ ہے کہ تزکیہ نفس کی تفسیر کیا ہے جواب میں عرض ہے کہ تزکیہ نفس کی تفسیر یہ ہے کہ قلب کو ان اخلاق ذمیمہ مثلاً حسد، کینہ، تکبر، غصہ، خود پسندی، ریاء، کذب، حب جاہ، حب مال وغیرہ سے پاک کرے جو حق تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ان اخلاق حمیدہ مثلاً محبت خشیت، رجاء، صبر، شکر، اخلاص، صدق، توکل، رضا بر قضا وغیرہ سے قلب کو آراستہ کرے جو حق تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہیں؟ تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: تیسرا استفسار حضور والا کا یہ ہے کہ حصول اخلاص میں مصلح کو کیا دخل ہے؟ جواب میں عرض ہے کہ اخلاص امر اختیاری ہے اور امر اختیاری کے حصول کا طریقہ استعمال اختیار اور مجاہدہ ہے لیکن ممکن ہے کہ مرض ریاء جو اخلاص کی ضد ہے اس صورت سے ظہور کرے کہ طالب اصلاح خود احساس نہ کر سکے۔ ایسی حالت میں وہ مصلح کا محتاج ہوگا جو بعض اوقات ایسے امراض کی تشخیص اور طریق مجاہدہ تجویز کرتا ہے جو ان امراض کا علاج ہے۔ نیز مجھ کو بزرگوں کی دعا کے برکات اور توجہ کے فیض کا انکار نہیں ہے لیکن یہ دونوں امور غیر اختیاریہ ہیں۔ میں نے حضور والا سے اصلاح کی درخواست کرتے وقت اپنی اصلاح کے لیے ان ذرائع سے امید وابستہ نہیں کی ہے تاکہ بعد کو توحش اور مایوسی کا سامنا نہ ہو؟
تحقیق: سب اجزاء مضمون کے بالکل صحیح، تسلی بخش اور امید افزا ہیں۔

حال: آخر میں حضور والا نے منہیات سے بیزاری کے متعلق دریافت فرمایا ہے کہ بیزاری عملی یا اعتقادی یا حالی کونسی مراد ہے؟ جواب میں عرض ہے کہ صرف اعتقادی اور عملی درجہ مراد ہے حالی امر غیر اختیاری ہے اور امور غیر اختیاریہ حصول رضا کے طرق نہیں ہو سکتے۔
تحقیق: بالکل صحیح، اب وقت آ گیا ہے کہ کیفما اتفق مجھ سے ایک ایک چیز کے متعلق پوچھا جائے اور میں جو عرض کروں اس پر عمل کر کے پھر مجھ کو اطلاع کی جاوے۔ اسی طرح جب ایک چیز کے متعلق علمی تحقیق اور عملی رسوخ کا فیصلہ ہو جاوے پھر دوسری چیز کا اسی طرح سلسلہ شروع کیا جاوے اور ہر خط کے ساتھ اس سے پہلا خط بالالتزام رکھا جاوے۔
تحقیق: مبتدی کو ایسی کاوش نافع تو اس لیے ہے کہ اس سے نظر بڑھتی ہے مگر تحقیق کی

فکر یا اس تحقیق پر اصلاح کو اس طرح مبنی کرنا کہ اگر نفس میں رذیلہ ثابت ہو جاوے تو اس کا تدارک کریں ورنہ مطمئن ہو جاویں۔ یہ مضر ہے اس لیے کہ ایسی تحقیقات اکثر وجدانی ہوتی ہیں کہ ان میں دونوں جانب دلائل وکلام کی بہت گنجائش ہوتی ہے۔ اگر رذیلہ کو ثابت کیا جاوے بعض اوقات غلو اور تعمق ہو جاتا ہے پھر ہر چیز میں ایسے سوالات پیدا ہونے لگتے ہیں جو ایک مستقل مشغلہ ہو جاتا ہے جو ضروری مقاصد سے مانع ہو جاتا ہے اور اگر مطمئن کر دیا جاوے تو نفس کو یہی عادت ہو جاتی ہے اور فکر کی چیزوں سے بھی بے فکر ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات خود مصلح کی رائے بھی مشتبہ ہو جاتی ہے اس وقت طالب کو زیادہ شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ لہٰذا یہ طریق بجائے نافع ہونے کے مضر ہو جاتا ہے اس لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس امر میں ذرہ بھی شبہ ہو جائے اس شبہ کو حقیقت سمجھ کر اس کا تدارک عمل یعنی نفس کی مخالفت کی جاوے اور اگر ہمت نہ ہو یا کوئی امر صریح و بین طور سے خلاف مصلحت شاہد ہو تو بجائے تدارک عمل کے استغفار اور جناب باری تعالیٰ سے دعا والتجا اصلاح کی بکثرت کریں۔ بس یہی معمول رکھا جائے اور جس امر کے قبیح ہونے میں کوئی اشتباہ نہ ہو اور تاویل کی گنجائش نہ ہو اس میں ہمت کر کے نفس کی مقاومت ومخالفت کی جاوے اور رہی وہمی مصالح کی پروانہ کی جاوے۔ والسلام۔ **تمت رسالہ نعم المنادی فی تصحیح المبادی**

زبان پر قابو نہ ہونے کا علاج

حال: مجھ میں زمانہ سے یہ مرض کہ حق بات بولنے میں یا صاف کہنے میں سختی ہو جاتی ہے اور اس سے لوگوں کے قلب کو تکلیف ہو جاتی ہے' کوئی تو بالکل رنج ہو جاتا ہے اور کوئی وقتی طور پر رنج ہو جاتا ہے؟

تحقیق: چند روز اس کا التزام کر لیا جاوے کہ کسی کو بالکل ہی نصیحت نہ کی جاوے اور یاد رکھ کر ہمت سے اس پر عمل کیا جاوے۔ چند روز ایسا کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی موقعہ نصیحت کا ایسا ہو کہ آپ کے علم میں فوراً ہی کہنا واجب ہو تو کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے کہہ دیا جاوے تا کہ واجب فوت نہ ہو۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

حدیث نفس کے غلبہ کا علاج

حال: میں بطور خود تو جو کچھ نماز میں پڑھتا ہوں اسی کے معنی پر متوجہ رہنے کی کوشش

کرتا ہوں مگر اس میں کامیابی اتنی کم ہوتی ہے چاہتا ہوں کہ کم از کم جس وقت اھدنا الصراط المستقیم زبان سے ادا ہوتا ہے اسی کے معنی پر توجہ ہو مگر اکثر اتنا بھی نہیں ہوتا یا آگے نکل جانے کے بعد خیال آتا ہے مقتدی ہونے کی صورت میں پاس انفاس کا لحاظ رکھنا چاہتا ہوں اس میں بھی زیادہ کامیاب نہیں ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ حضرت بس حدیث نفس کا بہت غلبہ رہتا ہے' بہر حال اب حضرت جو صورت تجویز فرماویں' حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی جو صورت حضرت نے لکھی ہے اس کی کچھ تفصیل کا محتاج ہوں؟

تحقیق: اس سوال سے اس لیے دل خوش ہوا کہ ایسا سوال علامت ہے کام کرنے کی اور جو شخص کام کرے گا اس کو یہ سوال پیش آوے گا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے حل کا ذریعہ بنایا جس سے آپ بہت سے طالبین کے رفع پریشانی کے سبب ہوگئے۔ **والحمدللہ علیٰ ذالک** اور خط سابق لکھنے کے وقت میرا دل چاہتا تھا کہ یہ سوال کیا جاوے اور کیے جانے کی امید بھی تھی۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔ اصل میں جو توجہ خطرات کی قاطع ہے وہ دو قسم کی ہے ایک مع الخوض اگرچہ اشیاء مختلفہ کی طرف ہو۔ دوسری شے واحد کی طرف اگرچہ بلا خوض ہو۔ اب جس شخص کو آیات واذکار کے معانی بلا خوض ذہن میں آجاتے ہوں وہاں نہ خوض ہے نہ مافیہ الفکر شے واحد ہے اس لیے کوئی قسم توجہ کی نہ پائی گئی۔ پس وہ قاطع خطرات بھی نہ ہوگی بخلاف اس شخص کے جس کو سوچنے سے معنی یاد آتے ہوں اس شخص کی توجہ قاطع خطرات ہوگی اس لیے آپ کو اس تدبیر میں کامیابی نہیں ہوئی کہ آپ کو خوض کی حاجت نہیں ہوتی۔ پس ایسے شخص غیر محتاج الی الخوض کے لیے دوسری توجہ کی ضرورت ہوگی۔ یعنی توجہ الی الشئ الواحد خواہ وہ شے واحد کچھ ہو ذات حق ہو یا رویت حق للعبد یا نظر الی الکعبہ یا کچھ اور۔ اور جس توجہ الی الحق کی تفصیل آپ نے دریافت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ یا ان کی ذات کا اجمالاً تصور رکھے جس طریق سے بے تکلف ذہن میں آجاوے جس پر ہر شخص قادر ہے' زیادہ کاوش کی حاجت نہیں یا ان کے کسی فعل کا تصور رکھے' مثلاً وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ توجہ الی الشئ الواحد کا ایک طریق میں نے تجویز کیا ہے جو غایت درجہ سہل بھی ہے اور بے حد نافع بھی ثابت ہوا وہ یہ کہ اپنی تمام

طاعات، صلوٰۃ و تلاوت واذکار بلکہ افعال مباحہ میں بھی اس کا تصور رکھے کہ یہ سب عنقریب حق تعالیٰ کے اجلاس میں پیش ہوں گے تو ان میں کوئی ایسا اختیاری خلل نہ ہو جس سے پیش کے قابل نہ ہوں، بس اتنا ہی تصور کافی ہے۔ ابتداء میں استحضار ضعیف ہوگا مگر ممارست کے بعد اس استحضار میں دوام پیدا ہو جاوے گا۔ چونکہ یہ مجھ کو نافع ہوا اور کئی موقعوں پر آپ کی طبیعت کا تناسب اپنی طبیعت کے ساتھ مشاہدہ کر چکا ہوں، امید ہے کہ آپ کے لیے بھی انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا اور اس مبحث کے متعلق جو تنبیہات رقیمہ سابقہ میں عرض کر چکا ہوں وہ سب اس میں بھی ملحوظ رہیں۔ واللہ الموفق امید ہے کہ سب اجزاء سوال پر بقدرِ ضرورت کلام ہو چکا ہے اگر کچھ رہ گیا ہو پھر متنبہ فرمایا جاوے۔ والسلام فقط (النور جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

وہم کا سبب

حال: اب دو تین روز سے یہ حالت ہے کہ کبھی تو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت والا کی شفقت و عنایت بدستور مبذول ہے اور کبھی گمان ہوتا ہے کہ حضرت والا کی نظر شفقت اس بے ادب و بے شعور کی طرف سے پھر گئی ہے اور بلاوجہ ظاہری ہر انداز سے اس خیال کو تقویت ہونے لگتی ہے؟

تحقیق: محض وہم ہے جس کا سبب محبت کا افراط ہے اس کی یہی خاصیت ہے کہ خواہ مخواہ کی بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں مگر چونکہ یہ بدگمانی علامات محبت سے ہے اس لیے مبارک ہے، علاج کی ضرورت نہیں کہ مجاہدہ ہے طریق میں جو کہ مطلوب ہے وفی مثلہ قیل

بصد ہزار بدگمانی عشق است و ترا نمے پسندم بصد ہزار بدگمانی

(النور جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

پریشانی کا علاج

حال: آج کئی دن سے میں بہت پریشان ہوں، مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ میدان حشر میں انبیاء، علماء، صوفیہ، شہداء وغیرہ کا گروہ کھڑا ہوگا اور ہر ایک کو کسی خاص اعزاز سے ممتاز فرمایا جائے گا، میں کس گنتی شمار میں ہوں گا؟ میرا تو کوئی عمل بھی ایسا نہیں کہ جس کا سہارا ہو، اتنے بڑے دربار میں سخت پشیمانی ہوگی، دربار رسالت میں بھی تو منہ دکھانے کے قابل نہیں، اگر حضور نے جھڑک دیا کہ تو کیا میرا اُمتی ہے کیا کام کر کے لایا ہے تو کیا ہوگا؟

تحقیق: اول تو یہ پریشانی نعمت عظمیٰ ہے ہزاروں سکون اس پر نثار ہیں۔ البتہ اس پریشانی سے طبعی کلفت ہوتی ہے جس پر ثواب بھی ملتا ہے لیکن پھر بھی سکون کا طریقہ دو امر ہیں۔ استحضار رحمت جو عمل پر موقوف نہیں بلا عمل بھی رحمت ہوتی ہے دوسرے کثرت دعا و کثرت استغفار و کثرت درود شریف انشاء اللہ تعالیٰ اس سے یوماً فیوماً یہ پریشانی کم ہو جائے گی۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

جاہ کا علاج

خط اول: حال: جاہ کے متعلق جو ضروری باتیں قابل تلقین و تنبیہ ہوں راہ شفقت علی الخدام ان سے مطلع فرماویں تاکہ ان پر کاربند ہوں؟

تحقیق: حب جاہ کی حقیقت اور اس کی مثالیں اور اس کا اختیاری یا غیر اختیاری ہونا لکھو۔

خط دوم: حال: جاہ کی حقیقت میں سمجھا ہوں بڑا بننا جس سے لوگ وہیں لحاظ کریں اگر بیٹھے ہوں اور میں گزروں تو ان پر اپنا دباؤ معلوم ہو ترک جاہ یعنی جاہ سے بچنا اختیاری ہے؟

تحقیق: تو اختیار سے کام لو اب کیا سوال باقی رہا۔ (النور شعبان ۱۳۵۶ھ)

(احترام کا) درجہ واجبہ یہ ہے کہ اس کی اہانت نہ کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ شاید وہ مجھ سے افضل ہو

حال: حضور والا سے دست بستہ عرض ہے کہ حضور ہی احترام کے درجہ واجبہ و درجہ غیر واجبہ کی تعریف تحریر فرماویں کہ اس کو اپنے اوپر منطبق کر کے دیکھوں کہ کونسا درجہ مفقود ہے؟

تحقیق: درجہ واجبہ یہ ہے کہ اس کی اہانت نہ کرے اس کو ایذا نہ دے اور دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ شاید عند اللہ یہ مجھ سے افضل ہو۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

باوجود اپنے کو حقیر جاننے کے جب کسی میں عیب نظر آتا ہے تو اپنے آپ کو اچھا خیال کرنا' اس کا علاج

حال: حضرت میں اپنے آپ کو سب سے حقیر سمجھنا چاہتا ہوں لیکن جب کسی کے عیب دیکھتا ہوں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ میرے اندر یہ عیب نہیں ہے تو میں اس سے اچھا ہوں؟

تحقیق: ایسے وقت میں دو امر کو ذہن میں حاضر کیا جاوے۔ ایک یہ کہ شاید اس شخص کا یہ عیب ظاہری عیب واقعی نہ ہو، کوئی تاویل یا کوئی عذر اس کے پاس ہو۔ دوسرا یہ کہ اگر واقعی بھی عیب ہو مگر ممکن ہے کہ اس میں عنداللہ کوئی خوبی حالاً یا مآلاً ایسی ہو جس سے وہ میرے سب کمالات اور محاسن پر غالب ہو جاوے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

جلد بازی اور گھبراہٹ کا حرج نہیں، جب گناہ نہیں

حال: اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا و توجہ قبول فرمائی کہ جن پریشانیوں میں عرصہ سے چلا آرہا تھا ان میں ہر طرح کمی ہے بلکہ غور کرتا ہوں تو یہ ظاہر پریشانیاں سراسر حکمت اور رحمت پر مبنی اور میرا علاج تھیں؟ تحقیق: ھنیئاً لکم العلم والھُدیٰ

حال: غرض ظاہر و باطن کی حالت الحمدللہ کہ روز بروز بہتر اور لائق شکر ہی ہے۔ البتہ طبیعت میں ایک قسم کی جلد بازی اور گھبراہٹ ہر بات میں جو پیدا ہوگئی ہے اس میں کمی کی جگہ زیادتی ہی معلوم ہوتی ہے؟

تحقیق: تو حرج ہی کیا جب گناہ نہیں محض کلفت ہے تو یہ احکام میں مثل امراض طبعیہ کے ہوا جس میں اجر ملتا ہے تو نافع ہی ہوا۔ (النور، جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

بچہ کے انتقال پر پریشانی نہ ہونا قساوت قلبی نہیں

حال: چھوٹے بچہ کے انتقال سے طبیعت میں عجیب طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں جن سے بے حد پریشانی ہوتی رہتی ہے؟ تحقیق: طبعی بات ہے جو مضر نہیں۔

حال: حضرت والا ان کے دفعیہ کے لیے دعا فرماویں؟ تحقیق: دُعا کرتا ہوں۔

حال: اور علاج بھی تجویز فرماویں؟

تحقیق: طبیعت کو کسی طرف مشغول رکھنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ خود سکون ہو جائے گا۔

حال: بچے کے انتقال سے جیسے اس کی والدہ کو پریشانی ہے کہ بات بات پر روتی ہے اور افسوس ظاہر کرتی ہے۔ احقر کو اس کی پریشانی کی نسبت سے کچھ بھی پریشانی نہیں۔ نیز لوگوں سے اولاد کے انتقال کے صدمات سن کر اپنے قلب میں صدمہ بہت کم محسوس کرتا ہوں

جس سے اپنی قساوت قلب اور اپنی اولاد سے بے تعلقی کا سخت خطرہ ہوتا ہے؟

تحقیق: تعلق رکھنا مقصود بالذات نہیں جس کا نقصان یا فقدان موجب تشویش ہو۔ تعلق ادائے حقوق کے لیے مقصود ہے اس میں کمی نہیں ہونا چاہیے اور قساوت کا حاصل جرأت علی المعاصی ہے تعلق اور تاثیر کی کمی قساوت نہیں بلکہ ایک درجہ میں مطلوب بھی ہے۔

حال: اس کے مرض کو اس کی حیات میں بندہ بہت معمولی سمجھتا رہا جس کو بندہ اب موت کے بعد یاد کر کے افسوس کرتا ہے اور قلب کو رنج ہوتا ہے کہ بچہ تو مرض الموت میں مبتلا تھا اور میں اس کو معمولی سمجھتا رہا؟

تحقیق: یہ ترحم کی علامت ہے جو محمود ہے مگر قصداً اس کا استحضار نہ کرنا چاہیے۔

حال: ایک اور بات سے دل بہت ہی دُکھتا ہے وہ یہ کہ وہ اپنے ایام مرض میں شدت مرض سے رات دن چلاتا اور روتا رہتا تھا میں چونکہ اس کے مرض کو معمولی سمجھتا تھا اس لیے ایک رات اس کے زیادہ چلانے اور رونے پر اس کو میں نے ڈانٹا اور سختی سے تنبیہ کی جس کی وجہ صرف یہی تھی کہ میری اور گھر کے لوگوں کی نیند میں اس کا چلانا خلل انداز ہوا جس پر اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ ایسا دشمن باپ بھی کسی کا ہوگا' اب اس کے انتقال کے بعد اس بات کے یاد آنے سے قلب کو بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے کہ اپنا بچہ تھا اور معصوم نابالغ تھا اور طالب علم تھا اور مرتے وقت مجھ سے ناراض ہو کر اور مجھے دشمن سمجھ کر مرا ہے؟

تحقیق: یہ تو اس کی خطائے اجتہادی تھی' آپ پر کیا الزام۔

حال: اور اس کی حیات میں میں نے اس کا کچھ تدارک بھی نہیں کیا کہ اس سے معافی مانگ لیتا اور نہ اب کوئی تدارک کی صورت سمجھ میں آتی ہے؟ تحقیق: اس کے لیے دُعائے عطائے درجات۔

حال: عرض یہ ہے کہ اس قسم کے طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور پریشان ہوتا ہوں۔ اخیر کا خیال زیادہ پریشان کرنے والا ہے؟

تحقیق: ایسی پریشانی تکلیف کی چیز ہے مگر دین میں مضر نہیں اس لیے محل فکر نہیں اور از خود جاتی رہے گی۔

حال: اس لیے حضرت والا سے درخواست ہے کہ حضرت بھی دُعا فرماویں؟ تحقیق: دُعا کرتا ہوں۔

کوئی تعریف کرے تو خوشی کا اثر اور برا کہے تو ناگواری کا اثر ہوتا ہے

یہ امور طبعیہ فنا نہیں ہوتے بلکہ مضمحل ہو جاتے ہیں

حال: مگر جس قدر کو جی چاہتا ہے وہ اب بھی نہیں ہوا کہ کوئی تعریف کرے تو خوشی کا اثر اور برا کہے تو ناگواری کا اثر نہ ہو؟

تحقیق: امور طبعیہ فنا نہیں ہوتے مضمحل ہو جاتے ہیں جن کی مقاومت بہ نسبت سابق کے سہل ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ مدت دراز کے بعد دوام مزاولت سے وہ اضمحلال اس درجہ تک پہنچ جاوے کہ مشابہ زوال کے ہو جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۸ھ)

کبر کا علاج

حال: علاج امراض میں کبر کا علاج مراقبہ عیوب و معاصی سے بحمد اللہ فائدہ مند ہے۔ اب اکثر اپنے کو اپنی حیثیت میں سمجھتا ہوں' کسی کی تحقیر و تذلیل بلکہ گالیوں سے بھی پہلا اثر بحمد اللہ نہیں ہوتا' غصہ بھی بہت کم آتا ہے تو بہت جلد تنبہ ہو جاتا ہے۔ فالحمدلله علیٰ ذالک۔ تحقیق: اللہ تعالیٰ اثبات اور رسوخ عطا فرماوے۔

حال: اگر ایسے میں اور مرض کی طرف متوجہ ہونا مفید ہو تو امراض بہت اور بہت ہی خبیث خبیث ہیں؟ تحقیق: ہاں علاج کے لیے متوجہ ہونا مفید ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ)

روکھی یا کرخت بات ہو جانا' اس کا علاج

حال: ایک یہ ہے کہ گفتگو نرم اور شیریں نہیں ہوتی' روکھی و سخت و کرخت ہو جاتی ہے جس سے دوسروں کو یقیناً اذیت پہنچتی ہو گی خواہ کسی معاملہ میں یا ویسے جی یوں چاہتا ہے کہ گفتگو ایسی ہو جائے؟

تحقیق: ایسے امور میں اکثر عادت اور فطرت کا خلط ہو جاتا ہے اور اس لیے ایک پر دوسرے کا اشتباہ ہو جاتا ہے۔ تدبیر سے عادت کی اصلاح ہو جاتی ہے مگر فطرت باقی رہتی ہے۔ احیاناً اس کو عادت سمجھ کر علاج کو ناکام سمجھا جاتا ہے یا احیاناً عادت کو فطرت سمجھ کر اس کا علاج بھی نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ معالجہ سبب کا جاری رکھا جاوے جو جزو مضمحل

ہو جاوے شکر کرے اور اس میں استقامت کی سعی رکھے اور جس میں اضمحلال نہ ہو اس میں فطری ہونے کا احتمال سمجھ کر مایوس نہ ہو اور اس میں بلا انتظار اضمحلال کے اس کے مقتضا پر عمل نہ کرنے پر اکتفا کرے یہ سب تمہید تھی۔ اب تدبیر لکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس خصلت کے مضار کا وقت پر استحضار رکھے اور بتکلف عمل میں اس کی مقاومت کرے اور اسی پر استمرار رکھے‘ اسی سے کسی جزو میں اضمحلال ہو جاوے گا اور کسی میں تکلف کی ضرورت رہے گی جس پر قدرت یقینی ہے اور اس تکلف کے سہولت کے لیے دعا بالخاصہ مؤثر ہو گی۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

شبہ حب عزت کا علاج

حال: بعض اوقات اگر کچھ بیان کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو عوام کے مجمع میں اور حال ہوتا ہے اور اگر شہر کے رئیس موجود ہوں تو اور حال ہوتا ہے‘ رئیسوں کی موجودگی میں طبیعت میں زیادہ جوش ہوتا ہے اور بات کو زیادہ قوت سے ادا کرتا ہوں مگر بتلاتا سچی ہی بات ہوں‘ دل چاہتا ہے کہ وہ متاثر ہوں اگر اپنے حامی رئیس بیٹھے ہوں تو نفس یہ بہانہ بناتا ہے آئندہ بدعتیوں کے مقابلہ میں زیادہ حمایت کریں گے اور مخالف ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ شاید مخالفت کم کر دیں؟

تحقیق: نیت نیک ہوتے ہوئے مرض تو نہیں مگر مقدمہ آئندہ کے مرض کا ہو سکتا ہے۔ غیر ماہر سے حدود کی رعایت دشوار ہے اس طرح سے وہ مضر ہو جاتا ہے جیسے عمدہ غذا اصول و حدود کے خلاف تناول کرنے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا امراء کے سامنے ایسے علوم ہی بیان نہ کیے جائیں البتہ مفید رسالوں کا پتہ ان کو بتلا دینا مضائقہ نہیں۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

حقیقی بہن کے انتقال سے رنج و غم نہ ہونا یہ قساوت قلبی نہیں

حال: لیکن اب تین چار دن سے اس بات پر ڈر رہا ہوں کہ حقیقی بہن کے انتقال پر بجائے رنج و غم کے مجھے خوشی کیوں ہوئی (متوفیہ کا حالت ذکر میں انتقال ہوا تھا) کہیں ایسا تو نہیں کہ اپنی بداعمالی کی وجہ سے اب میں سنگدل ہو گیا ہوں‘ اپنی جس حالت کو میں نے اچھا خیال کیا ہو وہ بدتر ہو۔ اگر یہ بات ہے تو للہ حضور دعا فرما کر اصلاح کریں؟

تحقیق: یہ سنگدلی نہیں‘ سنگدلی کی حقیقت مطلق عدم تاثر نہیں بلکہ عدم تاثر عن

المعصیت ہے خواہ وہ تاثر طبعی ہو یا عقلی ہو اور حوادث سے عدم تاثر کبھی کسی دوسری متضاد کیفیت کے غلبہ سے ہوتا ہے کبھی اس حادثہ کے عظیم نہ ہونے سے ہوتا ہے کبھی فطرت کی خصوصیت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ مذموم نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

غیبت کا علاج

حال: بے تکلف دوستوں میں بیٹھنے کی نوبت جب کبھی کبھی آتی ہے تو ضرور کسی نہ کسی کی غیبت' شکایت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: استحضار و ہمت اور بعد صدور صاحب حق سے معاف کرا کر تدارک اور یہ جزو اخیر سب اجزاء سے زیادہ ضروری اور مؤثر ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

ذکر موت سے مقصود معاصی سے رُکنا ہے

حال: پہلے ایک خط میں موت کے خوف کی وجہ سے بعض اوقات سخت پریشانی کا ذکر کیا تھا؟

تحقیق: تو ضرر کیا ہے پریشانی تو مقصود نہیں بلکہ ذکر موت سے مقصود صرف کف عن المعاصی ہے۔ اگر اس کا ملکہ ہو جاوے تو پھر اس ذکر موت ہی کی ضرورت نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

فضول گوئی کا علاج

حال: میرے اندر فضول گوئی کی عادت ہے ہر چند میں اسے ترک کرنے کا تہیہ کرتا ہوں' دل میں عہد کرتا ہوں مگر پھر وہ سرزد ہو جاتی ہے عین وقت پر اپنا عہد معاہدہ سب بھول جاتا ہوں' گو بعد کو افسوس بھی ہوتا ہے؟

تحقیق: بہت احباب کو یہ تدبیر بتلائی گئی ہے اور نافع بھی ہوئی کہ ایک پرچہ پر اس کی یادداشت لکھ کر کلائی پر باندھ لیں' سامنے ہونے سے یاد یقیناً آ جاوے گا' آگے عمل اپنی ہمت پر ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

محبت زر کا علاج

حال: مگر ایک واقعہ سے یہ محسوس ہوا کہ فی الواقع بیحد الفت زر میرے قلب میں ہے

وہ واقعہ یہ ہے میں نے ایک مکان خرید کیا' خریداری کے کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ بائع نے تم کو یعنی مجھ کو دھوکہ دے کر اور مکان کرایہ زیادہ بتلا کر زیادہ قیمت وصول کر لی۔ اس گفتگو سے میرے قلب کو بہت صدمہ پہنچا مجھ کو اس وقت یہ علم ہوا کہ محبت زر میرے قلب میں شدت سے موجود ہے ورنہ یہ صدمہ نہ پہنچتا؟

تحقیق: فکر اصلاح سے بے حد مسرت ہوئی اور بے ساختہ دعا نکلی اللہ تعالیٰ فہم وفکر میں زیادہ برکت فرمادے۔ اب حقیقت عرض کرتا ہوں جس خسارہ سے رنج ہوا یہ رنج مال کے حب طبعی سے ہے جو اگر اس سے بھی زیادہ ہوتا تو مذموم نہ تھا بلکہ بعض اوقات وہ عدل وحکمت کا اثر ہوتا ہے مذموم حب عقلی ہے۔ سو یہ رنج اس کی دلیل نہیں۔ باقی جو معالجات تجویز کیے گئے ہیں حالت موجودہ میں تو ان کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جب مرض نہ ہو تو دوا کی کیا ضرورت لیکن نافع پھر بھی ہیں دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ یہ معالجات بجائے خود طاعات مستقلہ موجب ثواب ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے کہ حب طبعی کبھی منجر اور مفضی ہو جاتی ہے حب عقلی کی طرف جو کہ مضر ہے۔ سو ان معالجات میں اس کا انسداد ہے جیسے بعض ادویہ بطور حفظ ماتقدم کے استعمال کر لی جاویں اور وقت کی ایک شرعی صورت ایسی ہو سکتی ہے کہ اعزہ مستحقین بھی انتفاع سے محروم نہ رہیں۔ وہ یہ کہ وقف نامہ میں ان کے انتفاع کی شرط لکھ دی جاوے لیکن آخری جہت مساکین کو ہر حال میں قرار دینا لازم ہے۔ امید ہے کہ سب شبہات کا جواب ہو گیا ہوگا۔ اگر کوئی بات باقی ہو بے تکلف مکرر دریافت فرمالیا جاوے' باقی دعا کرتا ہوں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

فضول کا معیار اجتہادی امر ہے

حال: اس کے (یعنی ترک فضول کے) متعلق دو باتیں اور دریافت کرنا ہیں: ایک یہ کہ اس کا معیار کیا ہے جس سے فرق کر سکوں کہ یہ فضول اور یہ مباح ہے؟

تحقیق: یہ امر اجتہادی ہے۔ اجتہاد سے یہ دیکھا جاوے کہ اگر یہ بات ہم نہ کہیں گے تو اس سے اپنا یا دوسرے کا خفیف یا شدید دنیاوی یا دینی ضرر ہوگا۔ ایسی بات تو کہی جاوے اور جو ایسی نہ ہو نہ کہی جاوے' ابتداء میں یہی معیار ہے۔

حال: دوسرے یہ کہ احباب سے تفریح طبع کے لیے کلام کرنا یہ بھی فضولیات میں داخل ہے یا اس کی اجازت ہے۔ اگر اجازت ہے تو کس حد تک' ارشاد فرما کر مطمئن فرمایا جاوے؟

تحقیق: اوپر کے معیار سے تو ظاہراً یہ خارج ہے لیکن اس کے بالکلیہ ترک سے اکثر طبائع میں ملال وکلال کی کیفیت پیدا ہونے سے فتور وکسل کا احتمال قریب ہوسکتا ہے جو ایک خفیف سا ضرر ہے۔ باقی حد اس کی یہ ہے کہ ایسے وقت اس کو چھوڑ دیا جاوے کہ اس کا کسی قدر اشتیاق طبیعت میں رہ جاوے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ)

غیبت کے وقت کلام سے رُکنا مستحسن ہے

حال: اب کسی مجلس میں کسی کی نسبت کوئی ایسی بات کہنے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو غیبت میں داخل ہوسکتی ہے تو فوراً یہ تصور ہوتا ہے کہ اس سے معاف کرانا پڑے گا یہ تصور آتے ہی زبان رُک جاتی ہے۔ بسا اوقات بولنا شروع کر دیتا ہوں' ساتھ ہی وہ تصور بھی پیدا ہوجاتا ہے اور بجائے اس بات کے کوئی دوسری بات کہہ دیتا ہوں؟

تحقیق: عمل حسن ہے اور اس سے احسن یہ ہے کہ دوسری بات بھی نہ کہی جاوے بلکہ خاموش ہوجائیں اس میں نفس کا زجر بھی زیادہ ہے۔ نیز دوسروں کے لیے تنبیہ ہے کہ جب کلام کا نامناسب ہونا مستحضر ہوجاوے اس طرح سے رُک جانا چاہیے۔ دوسری بات کی طرف منتقل ہونے میں یہ تنبیہ نہیں جو کہ نفع متعدی ہے۔

حال: لیکن جن لوگوں کی غیبتیں پہلے ہوچکی ہیں اور ان میں سے بہتوں کے متعلق اب یاد بھی نہ ہوگا اور بہت سے لوگ دوسری جگہ کے ہوں گے یا ان کی وفات ہوچکی ہوگی اس کے متعلق کیا کروں؟ تحقیق: اپنے ساتھ ان کے لیے استغفار۔ یہ ایک حدیث میں وارد ہے غالباً ابوداؤد کی روایت ہے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

بھائی کا فکر ہے کہ وہ جھوٹ وغیرہ چھوڑ دے' اس کا علاج

حال: اب گھر میں جو کچھ اذیت کا سامان ہے وہ چھوٹے بھائی کی حالت ہے جو آن کما کان ہے۔ ان کے لیے روزانہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی جھوٹ اور خیانت کی

عادت چھڑادے، سب سے زیادہ ان کی انہیں دو باتوں سے تکلیف پہنچتی رہتی ہے، دین و دنیا دونوں اپنی برباد کر رہے ہیں۔ حضرت سے بھی دعا اور تدبیر کی درخواست ہے؟

تحقیق: دُعا سے کیا عذر ہے باقی تدبیر سو ہم جیسے ناقصین کے لیے تو دوسرے کے لیے تدبیر کرنے سے اپنے لیے تدبیر اسلم ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ "فکر خود کن فکر بیگانہ مکن" اور ایک وقت وہ آتا ہے جس میں کاملین کے لیے بھی یہی تجویز فرمایا گیا ہے۔ "**علیکم انفسکم لایضرکم من ضلّ اذا اهتدیتم الآیة**" اور وہ وقت وہ ہے جب باوجود سعی کے دوسرا نہ مانے۔ "**کذا فی بیان القرآن**" اور اس کے ساتھ بھی اگر فکر بیگانہ کا ہجوم ہوجاوے وہ مجاہدہ اضطراریہ اور موجب قرب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ زیادہ حصہ حالات موجودہ کا مجاہدات اضطراریہ ہیں جن سے نہ انبیاء خالی رہے نہ اولیاء نہ دوسرے مؤمنین۔ گو الوان سب کے مختلف ہوتے ہیں مگر قدر مشترک سب کے لیے نعمت ہے اور سب سے بڑی اور مختصر اور جامع اور ہر وقت کے استحضار کے قابل اور ہر حالت پر منطبق اور اس کے مناسب چیز یہ ہے کہ جس حالت سے دین کا ضرر نہ ہو وہ خیر محض ہے خواہ طبیعت کے کیسی ہی خلاف ہو اور خواہ عمر بھر لازم حال رہے۔ بس قلب میں تو اس کو راسخ کر لیا جاوے اور زبان کو مشغول بالذکر رکھا جاوے اور اس کو اصل شغل سمجھا جاوے، اس کے ہوتے ہوئے کسی شغل کے فوت ہونے کا افسوس نہ کیا جاوے کیونکہ علاوہ عبادت موظفہ کے اور اشغال عارض کے سبب ہیں اور یہ سب عوارض کے انصرام و اختتام کے بعد باقی ہے۔ "**ویدل علیه نصوص لاتتناهی**" بس اس نظام کے بعد فکر اور سوچ اور ہر تمنا اور انتظار کو دل سے نکال دیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حیات طیبہ کا صرف حصول ہی نہیں بلکہ مشاہدہ ہوجاوے گا اور بعد چندے نفس بھی مطمئنہ ہو کر اس پر راضی بلکہ لذت گیر ہوجاوے گا۔ بقول ایک صاحب حال کے:

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی　　　اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

ومن لم یذق لم یدر رزقنا اللّٰہ هذا الذوق فی حیاتنا و وقت مماتنا و لنختم الکلام مستعینین برحمة اللّٰہ العلام. (النور، رمضان ۱۳۵۹ھ)

اولاد کی معاش کا فکر خلاف ایمان نہیں ہے

حال: تقریباً ایک مہینہ سے بلکہ اس سے بھی زائد مدت سے سوتے جاگتے' اٹھتے بیٹھتے غرضیکہ ہر وقت بچوں کا خیال دامن گیر رہتا ہے' رات کو جب بھی آنکھ کھلی تو بچوں کی امتحان کی کامیابی کے لیے یا ان کی نوکری کے لیے دعا کی' پلنگ پر جب لیٹا تو بچوں کی کامیابی کے لیے دعا کی' صبح کو جب پلنگ سے اٹھا تو پہلا کام بچوں کی کامیابی کے لیے دعا کرنا' نماز کے بعد بچوں کی فلاح و بہبود کے علاوہ اور سب دعائیں کرنا چھوڑ دیں' اس خیال سے بڑی تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ خدانخواستہ اگر مرتے وقت بھی بچوں کا خیال رہا تو میں دین کا رہوں گا نہ دنیا کا؟

تحقیق: یہ احساس اور فکر خود علامت ہے ایمان کامل کی۔ اللہ تعالیٰ مزید تکمیل و رسوخ عطا فرمائے اور توکل کے نقص کا شبہ بھی محض وہم ہے۔ توکل کامل کے درجات ہیں' کاملین کا سا نہ سہی مگر جو درجہ مامور بہ ہے (اور کوئی مامور بہ ناقص نہیں ہوتا) وہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہے جس کی کھلی علامت ہر حالت میں دعا کرنا ہے اگر کارساز پر نظر نہ ہوتی تو دعا ہی کیوں کی جاتی اور یہی نظر توکل مامور بہ ہے اور اس سے آگے پکے درجات زیادہ کمال کے ہیں مگر یہ بھی ناقص نہیں بالکل اطمینان رکھا جاوے۔ رہا یہ شبہ کہ اولاد سے شدید تعلق ہے اور یہ کہ اگر اخیر وقت میں اس کا استحضار رہا تو محض تباہی ہے یہ خوف علامت ایمان کی ہے اور اس خوف پر بشارت ہے حفاظت ایمان کی۔ ''**کمافی قوله تعالیٰ ان الذین یخشون ربهم بالغیب لهم مغفرة**'' اور ظاہر ہے کہ مغفرت موقوف ہے ایمان کے محفوظ رہنے پر تو خوف پر اس طرح بشارت ہے حفاظت ایمان کی پھر تباہی کا وہم کیوں کیا جاوے اور راز اس میں یہ ہے کہ اولاد کے مصالح و فلاح کا اہتمام طاعت اور ان کا حق مامور بہ ہے تو مامور بہ کا استحضار سوء خاتمہ کا سبب کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ ان کی ایک ایسی محبت کہ اس میں دین کی بھی پرواہ نہ رہے اور اس محبت میں معصیت کا بھی بے تکلف ارتکاب کر لیا جاوے یا احکام ضروریہ میں خلل ہونے لگے یہ ہے غیر اللہ کی محبت مذمومہ یہ تو ضابطہ کا جواب ہے اور بالکل صحیح اور حقیقت لیکن اس کے ساتھ عادۃ اللہ یہ ہے کہ مومن کے اخیر وقت میں یہ جائز محبت بھی

فنا کردی جاوے اور اللہ تعالیٰ ہی کی محبت کے غلبہ میں دم نکلتا ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۹ھ)

عام آدمیوں کو معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے

حال: میرے ہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اور اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ مہمان کی موجودگی میں اس غیر معمولی اور مقوی غذا کو اس خیال سے ملتوی کر دیتا ہوں کہ مہمان کے ساتھ نہ کھانا خصوصاً رشتہ دار کے ساتھ تو مہمان کی شکایت کا باعث ہوگا اور مہمان کی شرکت سے اس غیر معمولی اور مقوی غذا میں یا تو میری حق تلفی ہوگی اگر کمیت میں اضافہ نہ کیا جائے ورنہ خرچ میں زیادتی ہوگی جس کا تحمل طبیعت کو نہیں ہوتا؟

تحقیق: ہم جیسوں کے لیے معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے نہ کہ مقامات عالیہ و غالیہ کا قصد اور اس کے موانع کی تحقیق

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ   بر نتابد کوہ رایک برگِ کاہ

(النور ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ)

والد کی غیبت کا علاج زبان روکنا ہے

حال: احقر میں ایک بہت بڑا مرض یہ ہے کہ والد صاحب کی اکثر شکایت و غیبت کرتا ہے اس کی چند وجہ ہیں۔ ایک تو وہ ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہیں جس سے ہم کو طبعاً الجھن ہوتی ہے نیز یہ کہ وہ میری صحیح کفالت بھی نہیں کرتے ہیں؟

تحقیق: یہ تو بڑی دور کی بات ہے اس کے انتظار کا نتیجہ اس مرض سے نجات میسر نہ ہونا ہوگا اول اور اسہل درجہ یہ ہے کہ زبان کا فعل اختیاری ہے اختیار سے کام لیا جاوے اور زبان کو روکا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

کذب کا علاج

حال: اب سے کچھ عرصہ پیشتر اکثر جھوٹ بولا کرتا تھا مگر اب تقریباً ایک سال سے اس مرض میں بفضلہ تعالیٰ بہت کمی ہوگئی ہے جو بات کہتا ہوں سوچ سمجھ کر کہتا ہوں اکثر تو جھوٹ بولتے وقت ہی متنبہ ہو جاتا ہے اور دوران کلام میں ہی اس کی تلافی کر لیتا ہوں؟

تحقیق: علاج یہی ہے اور کافی ہے باقی عادت کے غلبہ سے جو کوتاہی ہو جاتی ہے اس کا ازالہ اسی علاج کے تکرار و دوام سے ہو جائے گا اور اگر اس سے ازالہ جلدی نہ ہو تو پھر اس کے صدور پر کوئی جرمانہ جو نہ بہت ثقیل ہو نہ بہت خفیف' نفس پر کیا جاوے خواہ ایک وقت کھانا ترک کر دینے کا خواہ آنہ یا دو آنہ کسی مسکین کو دینے کا۔

حال: خصوصاً وعظ و تقریر میں کبھی کبھی موضوع روایتیں اور غلط قصے بھی بیان کر جاتا ہوں' اگر دوران تقریر میں متنبہ ہو جاتا ہے تو اسی وقت اس کی تلافی کر لیتا ہوں اور صاف کہہ دیتا ہوں کہ مجھے اس کی پوری تحقیق نہیں ہے۔ دروغ برگردن راوی' یا میں نے یہ قصہ غلط بیان کیا ہے صحیح اس طرح ہے اگر کبھی کبھی بعد میں متنبہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں کیا علاج کرنا چاہیے اگلے وعظ میں اس کی تردید کر دیا کروں یا نہیں؟ جو علاج حضرت تجویز فرماویں گے اس پر عمل کروں گا؟ تحقیق: صرف جرمانہ مکرر دہرا۔

حال: نیز ایام گزشتہ میں سینکڑوں جھوٹ بولے ہیں اب تو یہ بھی یاد نہیں کہ میرے جھوٹ بولنے کی وجہ سے کس کس کو نقصان پہنچا اور کون کون دھوکا میں مبتلا ہوا؟

تحقیق: جب اہل حقوق مجہول ہوں اس حالت میں بھی تدارک منصوص ہے یعنی اپنے ساتھ ان کے لیے بھی استغفار مگر حقوق مالیہ کا یہ حکم نہیں۔

حال: نیز کوئی تدبیر ایسی تجویز فرماویں کہ جس سے جھوٹ کے ترک کرنے میں سہولت ہو سکے؟ تحقیق: جو اوپر گزرا یعنی تکرار و مداومت۔

رسالہ اللطف الخفی من اللطیف الحفی

(متضمن بر سہ خطوط مع اجوبہ)

پہلا خط: حال: مجھ کو اپنے خانگی معاملات کا سر دست ایک حل فی الجملہ یہی نظر آتا ہے کہ سب بال بچوں کو لے کر بھاگ آؤں جس کا قطعی ارادہ بھی کر لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا کچھ عجیب معاملہ میرے ساتھ چل رہا ہے کہ بچوں کی علالت کا ایسا تار بندھا کہ ایک اچھا نہ ہونے پایا تھا دوسرا پڑا اور دوسرے کے بعد تیسرا مجبوراً اکیلا ہی آنا پڑا؟

تحقیق: دل سے دُعا ہے اور جو معاملہ خلاف خواہش ہوتا ہے وہ واقع میں اس کا مصداق ہوتا ہے:

طفل مے لرزد زنیش احتجام مادر مشفق ازاں غم شاد کام

مگر اس شادکامی کی بنا اس طفل کی سمجھ میں بعد بلوغ آتی ہے۔ اس بلوغ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خلق اطفالند جز مستِ خدا نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

والسلام

دوسرا خط: حال: اجازت نامہ باعث صد فخر وسعادت ہوا اس مرتبہ وطن میں زائد سے زائد دو ہفتے ٹھہر کر تھانہ بھون حاضر ہو جانے اور تعطیل کا زیادہ حصہ حاضر رہنے کا قصد تھا لیکن ٹھیک دو ہفتے پورے ہوتے ہی پاؤں میں چوٹ آ گئی۔ خیال تھا کہ دو تین دن میں سفر کے قابل ہو جاؤں گا لیکن اب تک چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوا' ملازم ساتھ آنے کے لیے نہ ملا تھا تو اس کی بھی پروا نہ تھی لیکن اب ان چیزوں کی کہاں تک اور کیا تاویل وتوجیہ کروں؟

تحقیق: صریح میں توجیہ وتاویل کی حاجت ہی کب ہے جس کو میں نے صریح کہا ہے اس کے یہ مقدمات ہیں:

قال اللّٰہ تعالٰی وعسٰی ان تحبوا شیئًا وھو شرّلکم. واللّٰہ یعلم وانتم تعلمون. وقال تعالٰی لویطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم وھٰذا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکیف باللّٰہ تعالٰی وغیرھما من المحکمات.

جب مقدمات کا نتیجہ یعنی شفقت الٰہیہ صریح ہے پھر تاویل کیسی۔ اس مزاحمت کی ایسی مثال ہے کہ بچہ چراغ کو صرف نور سمجھ کر پکڑنا چاہتا ہے اور اس کی ماں اس کی دوسری حقیقت ناریہ کو دیکھ کر اس کو چراغ سے یا چراغ کو اس سے ہٹاتی ہے۔

تیسرا خط: حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل تیسرے پہر ایک عریضہ ارسال خدمت ہو چکا ہے جواب کے لیے لفافہ نہیں رکھا تھا' اُمید تھی کہ دو چار دن میں پاؤں سفر کے لائق ہو جائے گا کہ مغرب کے بعد ہی پھر چوٹ میں چوٹ لگی' یہ چوتھا پانچواں چرکہ ہے جس دن سامان سفر باندھا دوسرے ہی دن ایک ہی جگہ دو چوٹیں پیہم کھائیں' پھر تین دن بعد تاریخ مقرر کی تو پھر روانگی سے ایک دن قبل ہی اس چوٹ پر چوٹ کھائی' اب تاریخ غیر متعین تھی لیکن

ارادہ بہرحال جلد از جلد تھا کہ گئی مغرب بعد اتنی سخت چوٹ لگی کہ قریباً پہلی حالت عود کر آئی؟

تحقیق: پہلے خط کا جواب بھی لکھ کر رکھ لیا تھا کہ آنے کے وقت دیدوں گا اس میں یہ دوسرا خط آ گیا جس پر بے ساختہ حدیث ''نعم العدلان ونعم العلاوہ'' یاد آ گئی اور گو وہ حدیث قول مشہور پر تعدد بلاء کے ساتھ مقید نہیں ہر بلاء پر یہ تعدد آلاء موعود ہے مگر مطلق تعدد کے علاقہ سے یاد آ گئی۔ یہ حدیث تو حافظہ میں تھی پھر اس کے ساتھ اس باب میں مواعید کے نصوص مناسب حال کتب حدیث دیکھ کر لکھنے کو دل چاہا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر منقول ہیں:

عن ابن مسعودؓ اتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یوعک فَمَسَسْتُہ بیدی فقلت انک توعک وعکا شدیدا قال اجل انّی اوعک کما یوعک الرجلان منکم قلت ذلک بان لک اجرین قال اجل (للشیخین) وعن انس رفعہ ان عظم الجزاء مع عظم البلاء وان اللّٰہ تعالٰی اذا احب قومًا ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضا ومن سخط فلہ السخط (للترمذی) عن محمد بن خالد السلمی عن ابیہ عن جدہ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان العبد اذا سبقت لہ من اللّٰہ تعالٰی منزلۃ لم یبلغھا ابتلاہ اللّٰہ فی جسدہ او فی مالہ او فی ولدہ ثم صبرہ علٰی ذالک حتّٰی یبلغہ المنزلۃ التی سبقت لہ من اللّٰہ تعالٰی (لابی داؤد) عن مصعب ابن سعد عن ابیہ قلت یا رسول اللّٰہ ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علٰی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتدبلاء ہ الحدیث (للترمذی) عن عمرو بن مرۃ قال ان مما انزل اللّٰہ تعالٰی لیبتلی العبد وھو یحب یسمع تضرعہ (للاوسط بلین) کلھا من جمع الفوائد

مگر یہ سب عقل کا فتویٰ ہے۔ باقی طبیعت پر جو طبعی اثر ہوا ذرا آپ پر بھی ہونا مستبعد نہیں وہ یہ ہے:

ارق علٰی ارق و مثلی یارق، وجوی یزید وعبرۃ تترقرق

اور یہ طبعی اثر بھی بیکار نہیں۔ اس عقلی فتویٰ کی جو بناء ہے صبر و تفویض وہ اسی طبعی اثر کا

ثمرہ ہے کیونکہ یہ موقوف ہے الم اور وجع پر۔ نیز دعا بھی اسی کا اثر ہے۔ چنانچہ میں دل سے آپ کی صحت وقوت وتیسر ملاقات کی دعا کرتا ہوں اور آپ بھی دعا میں کمی نہ کیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ کسی گناہ کی پاداش ہے یہ بھی ایمان ہی سے بواسطہ خشیت ناشی ہے جس کا مقتضی یہ ہے کہ دعا کے ساتھ استغفار کی بھی کثرت کی جاوے۔ پھر تو یہ سب نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہے۔ اب میں مضمون کو ختم کرتا ہوں اور اس کی اہمیت پر نظر کر کے اس جواب کا لقب ''اللطف الخفی من اللطیف الحفی'' قرار دیتا ہوں اور ختم پر یہ مشورہ بھی کہ اس نعمت کو دشمن دانا کی طرف منسوب نہ کیا جاوے اس سے اتنی بڑی خیرخواہی کی کب توقع ہے۔ دوسرے اس کا آلہ تصرف نفس کے موافق حالات ہوتے ہیں نہ کہ اس کے مخالف حالات۔ والسلام (تمت رسالہ) (النور محرم الحرام ۱۳۶۲ھ)

جھوٹی شہادت کا تدارک

حال: میں نے ایک عزیز کے خلاف مقدمہ میں جھوٹی شہادت دی تھی اگرچہ اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور تحصیلدار نے میری شہادت کو غیر معتبر قرار دیتے ہوئے ان کے حق میں ہی فیصلہ کر دیا تھا اب میں اس کی تلافی کرنا چاہتا ہوں' خیال تھا کہ ان کو معافی کا خط لکھوں مگر چونکہ ان سے خاندانی خلش ہے اور گو میرے دل میں ان کی طرف سے کوئی بغض وعناد نہیں ہے مگر وہ مجھ کو اپنا مخالف ہی سمجھتے ہیں اگر میری تحریر پہنچ گئی تو وہ اس کے ذریعے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے؟

تحقیق: تحریر میں تو مفاسد معلوم ہوتے ہیں اگر زبانی معافی چاہنے میں کوئی قوی اور قریب مفسدہ نہ ہو تو ایسا ہی کیا جاوے ورنہ استغفار اس کے لیے بھی اپنے لیے بھی۔

حب جاہ ومال کے دقائق کا معلوم ہونا علم حقیقت ہے مبارک ہے

حال: حضرت نے میری عرض پر حب جاہ ومال کے جن دقائق اور ان کے غیر محسوس رگ وریشہ کی طرف متنبہ فرمایا بے شبہ وہ میری ظاہر بین نگاہ سے اوجھل تھے۔ حضرت کی تنبیہ سے متنبہ ہوا؟

تحقیق: هنيئًا لكم علم الحقيقة والعمل (دوسرا مصرع بیساختہ ذہن میں نہیں آیا)۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

کذب اور غیبت کا علاج

حال: دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے مواقع غیبت وغیرہ سے فوراً اُٹھ جایا کروں یا نہیں؟

تحقیق: ضرور ذرا دوسروں کا خیال اس کا جواب نفس کو یہ دیا جاوے کہ اس میں بھی ہر حال میں نفع ہے اگر غیبت کرنے والوں کو معاف نہ کیا تو ان کی حسنات ملیں گی اور اگر معاف کردیا (وهذا هو العزيمة) تو ان کی حسنات سے زیادہ اور حسنات ملیں گی لیکن اسلم یہ ہے کہ اگر ممکن ہو کوئی بہانہ کر کے اُٹھ جاوے۔

حال: یہ اگر کسی کی غیبت سنی ہو تو اس کا تدارک اس کے حق میں دعا کرنے سے ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز خود جن جن حضرات کی غیبت کی ہے اب ان کی بھلائیاں بیان کر دیتا ہوں کہ ہر شخص میں کچھ نہ کچھ بھلائی تو ہوتی ہی ہے اور ان کے اور اپنے حق میں دعائیں بھی کرتا ہوں کیا یہ معالجہ کافی ہے یا نہیں؟ اگر کافی نہ ہو تو تدارک کی سبیل ارشاد فرمائی جائے انشاء اللہ عمل کروں گا؟

تحقیق: معتاب کے محاسن بیان کرنا مستقبل میں مستقل معالجہ ہے ماضی کا تدارک نہیں ہے البتہ اس کے لیے دعا کرنا بروئے حدیث ایک درجہ میں تدارک ہے لیکن کلیات سے ذوقاً اس کا تدارک ہو جانا عجز عن التحلل کے ساتھ مقید معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ عجز کی بناء معتد بہ ہو اور احوط و ازجر النفس اس حال میں یہی ہے کہ اس سے معاف کرلے اس سے آئندہ کے لیے ایک رادع قوی ہو جائے گا۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

اگر عبادت میں کوئی دیکھے اور عابد سمجھے تو مبتدی کو یہ استحضار چاہیے کہ رد و قبول کی خبر نہیں

حال: بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عبادت میں مشغول ہو جانے کے بعد کوئی شخص آ کر دیکھتا ہے یا اثناء عبادت میں کسی کی آواز کان میں پڑتی ہے تو دل میں خوشی ہوتی ہے کہ یہ

شخص مجھے عابد سمجھے گا اور اس کے نزدیک میں بزرگ سمجھا جاؤں گا؟

تحقیق: مبتدی کے لیے ضرورت ہے کہ فوراً ہی اس کا استحضار کرے کہ جب ردو قبول ہی کی خبر نہیں تو پھر کسی کے اعتقاد سے کیا ہوتا ہے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

غیبت اور غصہ کا علاج

حال: بات بات پر تو غصہ نہیں آتا۔ البتہ جب کوئی بداخلاقی یا بددیانتی کسی سے ہوتی ہے تو اکثر غصہ آجاتا ہے باہر رہ کر تو غصہ کے واقعات نادر ہوتے ہیں مگر دکان پر جا کر بڑھ جاتے ہیں، مثلاً بیوی سے کوئی بات مزاج کے خلاف ہوتی تو فوراً رنج ہوگا اور غصہ بھی آئیگا، اکثر تو ایسے مواقع پر صبر کرتا ہوں اور اظہار نہیں ہونے دیتا مگر جب چند واقعات مجتمع ہوجاتے ہیں تو صبر نہیں ہوتا؟

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ: واذا ما غضبوا ھم یغفرون ولم یقل لم یغضبوا۔ اس میں صاف دلالت ہے کہ غصہ کا نہ آنا مطلوب نہیں۔ آنے پر حدود سے نہ نکلنا خواہ درجہ عزیمت میں کمافی ھذہ الآیۃ یا درجہ رخصت میں کما فی الآیۃ الآتیہ یا درجہ والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون. یہ مطلوب ہے جو بحمد اللہ حاصل ہے پھر کس چیز کا علاج مطلوب ہے۔

باب ۴

اعمال کے بیان میں

ماموراتِ ومنہیات سب اختیاری ہیں مگر مشائخ کی ضرورت ہے

حال: مامورات شرعیہ سب کے سب اختیاریہ ہیں چونکہ مامورات اختیاریہ ہیں اس لیے جہاں رُکنے کا امر ہے وہ بھی اختیاری ہوئے اس لیے سارے امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رُکے اب اپنے متعلق بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدہ کے معلوم ہونے کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہیے' میرے یہی سمجھ میں نہیں آتا؟

تحقیق: مامورات ومنہیات سب اختیاری ہیں پس مامورات کا ارتکاب اور منہیات سے اجتناب بھی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے کبھی اس کا عکس' مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا قصد کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل ہوگیا مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس وخطرات کا ہجوم بھی ہوتا رہا۔ یہ شخص اس کو خشوع کا مضاد سمجھ کر خشوع کو غیر حاصل سمجھا یا ابتدائی عبادت میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیاریہ کی طرف منجر ہوگئے اور یہ ابتداء کے دھوکے میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ زائل ہوچکا اور کبھی غیر راسخ کو راسخ سمجھ لیا جاتا ہے۔ مثلاً دو چار خفیف حادثوں رضا بالقضا کا احساس ہوا' یہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ راسخ ہوگیا پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس میں رضا نہیں ہوئی یا درجہ مقصود تک نہیں مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں رسوخ ہوچکا ہے۔ اب بھی رضا معدوم یا ضعیف نہیں ہے اور حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ شکستہ دل ہوکر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ سچ مچ زائل ہوجاتا ہے اور اس کے عکس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے اور غیر راسخ کو راسخ زائل سمجھ لیتا ہے۔ مثلاً شہوت حرام کی مقاومت کی اور وہ زمانہ

غلبہ آثار ذکر کا تھا اس لیے داعیہ شہوت حرام کا ایسا مضمحل ہو گیا کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر ان آثار کا جوش و خروش کم ہونے سے طبعی التفات گو درجہ ضعیفہ میں سہی ہونے لگا' یہ شخص یہ سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کا رذیلہ پھر عود کر آیا پھر اصلاح سے مایوس ہو کر سچ مچ بطالت و خلاعت میں مبتلا ہو گیا۔ یہ چند مثالیں غلطیوں کی اور ان کے مضار کی۔ اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع کرنے سے وہ اپنی بصیرت و تجارب کے سبب حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان اغلاط پر مطلع کرتا ہے اور یہ ان مضرتوں سے محفوظ رہتا ہے اور فرضاً سالک اگر ذکاوت و سلامت فہم کے سبب خود بھی مطلع ہو سکے مگر نا تجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور مشوش ہونا مقصود میں مخل ہوتا ہے یہ تو شیخ کا اصلی منصبی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن تبرعاً وہ ایک اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود یا مقدمہ مقصود کے تحصیل میں اور اسی طرح کسی ذمیمہ یا مقدمہ ذمیمہ کے ازالہ میں طالب کو مشقت شدید پیش آتی ہے گو تکرار مباشرت اور تکرار مجاہدت سے وہ مشقت اخیر میں مبدل بہ یسر ہو جاتی ہے لیکن شیخ تبرعاً کبھی ایسی تدابیر بتلا دیتا ہے کہ اول امر ہی سے مشقت نہیں رہتی۔ یہ ایک اجمالی تحقیق تقریب فہم کے لیے ہے۔ باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے احوال جزئیہ کی اس کو بالالتزام اطلاع کرتا رہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا رہے اور یہ اتباع کامل اس وقت ہو سکتا ہے جب اس پر اعتماد ہو اور اس کے ساتھ تعلق انقیاد ہو اس وقت حساً معلوم ہو گا کہ بدوں شیخ کے مقصود کا حاصل ہونا عادتاً متعذر رہے الا نادراً والنادر کالمعدوم پھر اس ضرورت میں تفاوت فہم و استعداد کے اعتبار سے تفاوت بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متقدمین کو کم ضرورت تھی۔ (النور' محرم ۱۳۵۱ھ)

ضعف کی وجہ سے نوافل تہجد بعد عشاء پڑھے جا سکتے ہیں

حال: ایک صاحب کا خط تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلنے یا باوجود آنکھ کھلنے کے ضعف باقی بعد المرض کے سبب ہمت نہ ہونے کے متعلق مع اطلاع پابندی نوافل بعد العشاء آیا جس میں بے حد اظہار قلق کیا تھا' حسب ذیل جواب لکھا گیا؟

تحقیق: میں نے غور کیا اسلم یہی معلوم ہوا کہ صلوٰۃ اللیل کا التزام رہے اور اگر بعد سونے کے خود بلا اہتمام آنکھ کھل گئی تہجد بھی پڑھ لیا ورنہ جب تک قوت نہ آ جائے اس کا اہتمام نہ کیا جاوے۔ فضائل کی احادیث میں قیام اللیل کا عنوان بکثرت وارد ہے جس سے نفس فضیلت کا اس سے حاصل ہو جانا ثابت ہوتا ہے اور اس باب میں یہ اور تہجد مشارک ہیں۔ رہ گئی زیادت فضیلت وہ قیام بعد النوم کے ساتھ خاص ہے خواہ نوم حقیقتاً ہو یا حکماً یعنی اول شب سے اخیر تک بیدار رہا اور ایسے وقت نماز پڑھی کہ اس کے قبل عادتاً نوم ہوا کرتی ہے اس زیادت کے لیے قلق کرنا ایسا ہے جیسے رمضان میں کسی کی آنکھ سحور کے لیے نہ کھلے مگر روزہ کی توفیق ہو اور وہ روزہ سے اتنا مسرور نہیں ہوتا جتنا فضیلت سحور کے فوت ہونے سے محزون ہوتا ہے تو کیا یہ حزن طبعی عقلاً بھی مطلوب ہے خصوص جب حدیث میں تصریح ہے کہ اگر اُٹھنے کا ارادہ ہو اور آنکھ نہ کھلے "کان نومه علیه صدقة" اور قویٰ کا مساعدت نہ کرنا بجائے آنکھ نہ کھلنے کے ہے۔ "لکون کل منهما عذرا. واللہ اعلم (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

تلاوت قرآن کا علم وحال

حال: (یکے از مجازین) پہلے قرآن کریم کی تلاوت میں علوم واسرار کا انکشاف زیادہ ہوتا تھا اب حالت یہ ہے کہ تلاوت میں خاص کیفیت ہوتی ہے جس سے بعض دفعہ قلب پر ایسا ثقل محسوس ہوتا ہے کہ تحمل دشوار ہو جاتا ہے اور بے اختیار رونا آتا ہے تو ثقل کم ہو جاتا ہے؟

تحقیق: وہ علم تھا یہ حال ہے حال سے تربیت بہ نسبت علم کے زیادہ ہوتی ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

ناقص کو دعاء وغیرہ میں افضل کی تحری ضروری نہیں

حال: اس لیے بوجہ عادت طفولیت یوں دعا میں پڑھا کرتا ہوں: الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ کل ملئکة المقربین وعلیٰ عباد اللہ الصالحین. اس میں جو امر قابل اصلاح ہو اصلاح فرمادی جاوے۔ ہاں یہ یاد آیا کیا خطبہ تشہد ماثورہ الحمد للہ نحمدهٗ ونستعینهٗ الخ پڑھنا زیادہ افضل نہ ہوگا؟

تحقیق: ہم جیسوں کے لیے کہ ناقص ہیں افضل کی تحری غیر ضروری ہے جس میں

جمعیت زیادہ ہو اختیار کر لی جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

صدور اعمال کے وقت ایک قسم کی نورانیت محسوس ہونا نعمت عظمیٰ ہے

حال: اس حالت میں بھی کمی پاتا ہوں کہ نفس اُس عمل کو عطائے حق سمجھ کر ادا کرنے کو غنیمت سمجھتا تھا اب احقر حضرت والا کی دعا کی برکت سے قوت میں ہمت سے کام لیتا ہے اور اس قوت و ہمت کو بھی عطائے حق ہی سمجھتا ہے۔ یہ میرا سمجھنا کیسا ہے اور یہ میری کیا حالت ہے۔ اگر یہ میری حالت قابل اصلاح ہے تو للہ حضرت والا میری دستگیری فرماتے ہوئے جو تدبیر یا علاج ہو مشرف فرمائیں؟

تحقیق: حق تعالیٰ کی نعمتوں سے جو کہ مجھ پر ہیں جتنا مسرور ہوتا ہوں اتنا ہی دوستوں پر جو نعمتیں ہیں ان پر بھی۔ الحمدللہ الحمدللہ۔ یہ حالات سب نعمتیں ہیں اور عظیم نعمتیں۔ اللھم زدفزد۔ اخیر میں جس تغیر کا بیان کیا ہے تو جیسے موسم کے تغیرات ایک تندرست آدمی کے لیے بھی لازم ہیں اسی طرح یہ تغیرات بھی' یہ ایسے ہی تغیرات ہیں امراض نہیں ہیں موسم کے بدلنے سے یہ خود معتدل ہو جاتے ہیں' کسی تدبیر مستقل کی ضرورت نہیں نہ کچھ فکر نا چاہیے' البتہ جو تغیر اسباب اختیاری سے ہو وہ قابل اعتناء ہے۔ (النور محرم وصفر ۱۳۵۲ھ)

اعمال چھوڑ کر اعمال کی توفیق طلب کرنا بے جا ہے

حال: جس دن سے رخصتیں ختم ہوئی ہیں اُسی دن سے بندہ مدرسہ میں حاضر ہو گیا تھا' رخصتوں میں اکثر تہجد کی بھی توفیق ہو جاتی تھی اور حضور کی فرمودہ تعلیم پر قضاء نمازوں کے متعلق کہ ساتھ ساتھ ہر نماز کے ادا کر لینی چاہیے بھی عمل کرتا رہا اور اکثر تلاوت قرآن مجید بھی کر لیتا تھا' نماز میں وساوس بہ نسبت پہلے کے کم آتے تھے جس دن سے مدرسہ میں آ کر کام تعلیم کا شروع کیا ہے اسی دن سے تمام اعمال مذکورہ چھوٹ گئے' حضور سے عرض ہے کہ ایسا طریق ارشاد فرماویں کہ جس سے اعمال کی توفیق ہو اور پریشانی دور ہو جاوے؟

تحقیق: سبحان اللہ کیا اچھا سوال ہے اگر کبھی دوا سے ناگواری ہو تو کیا یہ سوال معقول ہے کہ ایسا طریق بتلایا جاوے کہ ناگواری دُور ہو۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

احکامات شرعیہ سب اختیاری ہیں ہمت چاہیے

حال: حضور کے ملفوظات ومواعظ سے یہ تو میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے کہ احکامات شرعیہ جتنے بھی ہیں وہ سب اختیاری ہیں لیکن میں نے تدبیر اس لیے دریافت کی تھی کہ سہولت ہوجاوے' حضرت کے ملفوظات وتربیت السالک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکثر ازراہ شفقت وہمدردی ایسے طریقے بھی تجویز فرمادیتے ہیں جن سے گناہ کے ترک کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے اس خیال سے حضور کی خدمت بابرکت میں عرض کیا تھا' لہٰذا پھر مؤدبانہ التماس ہے کہ حضور والا ازراہ شفقت وہمدردی اگر کمترین کے لیے بھی کوئی ایسی ترکیب تجویز فرماویں تو حضور کی بیحد نوازش وعنایت ہوگی؟

تحقیق: میں ایسی نوازش کو تمہارے لیے مضر سمجھتا ہوں' ایک طبیب ایک کے لیے ایک دوا تجویز کرتا ہے دوسرے کے لیے مضر سمجھتا ہے' اب مجھ کو خط مت لکھنا تم سرکش ہو۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

ہدیہ دینے میں محبت کا خیال آنا عین دین ہے

حال: جب میں اپنے کسی مخلص دوست یا محسن یا استاد کو کوئی ہدیہ دیتا ہوں تو سچی محبت سے اور صرف تطییب قلب کے لیے دیتا ہوں' ثواب وغیرہ بھی حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا مگر جب غور کرتا ہوں تو اپنی نیت میں اس قسم کی کچھ آمیزش ضرور پاتا ہوں کہ جب یہ ہدیہ وصول ہوگا تو ان کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ مجھے ان سے محبت ہے اور پھر وہ میری طرف متوجہ بھی زیادہ ہوں گے۔ اس خیال سے دل کسی قدر مسرور بھی ہوتا ہے۔ حضرت ارشاد فرماویں کہ یہ خودغرضی اور خلاف خلوص تو نہیں؟

تحقیق: نہیں کیونکہ حدیث "تہادوا تحابوا" میں زیادہ حب کا غایت مطلوبہ شرعیہ ہونا خود مصرح ہے۔ پس غایت مطلوبہ شرعیہ کا قصد کرنا خلاف خلوص نہیں ہوسکتا اور راز اس میں یہ ہے کہ حب فی اللہ دین ہے تو اس کا قصد کرنا دین کا قصد ہے دنیا کا قصد نہیں ہے اور ریا وعدم خلوص کی حقیقت طاعت سے دنیا کا قصد کرنا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر ہدیہ بطور طاعت نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کی تدبیر ہو تو وہ مثل دوسری دنیوی تدابیر کے

ہے کبھی مباح جیسے ہبہ بالعوض کبھی غیر مباح جیسے رشوت فقط (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

اپنے اعمال کو کالعدم پانا بھی نعمت ہے

حال: حضرت بندہ کے اندر ایک بات یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے حال پر افسوس وندامت ہوتی ہے اور اپنے اعمال پر کچھ اعتقاد نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے افعال واعمال کو کالعدم پاتا ہوں۔ اس بناء پر دل سے کبھی باری تعالیٰ کا شکر نہیں کرتا اور کسی چیز کو قابل شکریہ نہیں پاتا' البتہ کبھی بہ تکلف زبان سے کہتا ہوں یا دل میں تصور کرتا ہوں الحمدللہ باری تعالیٰ نے اپنے ذکر وطاعت کی توفیق دی یا حضرت والا کی خدمت میں آنے کی توفیق دی۔ حضرت بندہ کا اس تکلف سے شکریہ ادا ہوگا یا نہیں؟

تحقیق: ہوگا اور اس کا بھی شکریہ کرنا چاہیے کہ اپنے اعمال کو کالعدم پایا جاتا ہے' یہ شکر بے تکلف ادا ہوگا۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

گزشتہ گناہ یاد آنے سے عمل میں قوت ہو تو اچھا ہے

پہلا خط: حال: بندہ کو بعض وقت پہلے کیے ہوئے گناہ کی یاد آتی ہے اور طبیعت بہت پریشان ہو جاتی ہے؟ تحقیق: اس خیال کے اثر کو دیکھو کہ عمل میں اس سے قوت ہوتی ہے یا ضعف۔

دوسرا خط: حال: اس خیال سے عمل میں قوت ہوتی ہے؟ تحقیق: تو اچھا ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

تحقیق: وارد اگر شریعت کے موافق ہو اتباع شریعت کی نیت سے عمل کیا جاوے نہ کہ اتباع وارد کی نیت سے' ناقصین کے لیے یہ سخت خطرہ کی چیز ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

خدمت خلق سے اگر وہ شرمندہ نہ ہوں تو بہتر ہے

حال: بعض اوقات جی چاہتا ہے کہ طلباء کی جوتیاں جھاڑ کر سیدھی کر دیا کروں' ان کے کپڑے دھو دیا کروں مگر پھر خیال ہوتا ہے کہ ایسے افعال سے تو اور شہرت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: اگر وہ شرمندہ نہ ہوں تو افضل ہے اور شہرت کا قصد مذموم ہے نہ کہ احتمال۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

تقلیل طعام فی نفسہ مقصود نہیں

حال: احقر جب کھانا کھاتا ہے تو جس وقت ابھی ایک روٹی یا پون روٹی کی اشتہاء باقی رہتی ہے تو فوراً اسی وقت ہاتھ روک دیتا ہے تو گویا یہ قلت طعام کا جہاد ہوا۔ اب معروض یہ ہے کہ آیا یہ قلت طعام کا صحیح طریقہ ہے یا غلط؟

تحقیق: بالکل صحیح ہے لیکن تقلیل طعام فی نفسہ مقصود نہیں، مقصود کسر قوت بہیمیہ ہے اور اس کسر سے بھی مقصود کف النفس عن المعاصی ہے۔ پس اگر یہ کف عن المعاصی بدوں تقلیل طعام میسر ہو جائے تو تقلیل طعام ضروری نہیں بلکہ اس زمانہ میں اکثر اس سے ضعف ہو جاتا ہے جس سے دوسری مضرتیں جسمانی ونفسانی پیدا ہو جاتی ہیں، اس لیے بلا ضرورت مناسب نہیں۔

حال: اور گزارش دوم یہ ہے کہ اگر اس قسم کے مسائل جن کا تعلق اصلاح نفس سے ہو کسی تصوف کی کتاب میں جو کہ مستند و معتبر ہوں پائے جائیں بغیر اس کے کہ آنحضور سے اولاً استفسار کیا جائے، عمل کرنا درست ہے یا نہ اور یہ علاج ایسا ہی سمجھا جائے جیسا کہ حکیم حاذق کا علاج سمجھا جاتا ہے؟

تحقیق: اگر فہم میں یا حدود و شروط میں غلطی نہ ہو درست ہے لیکن ان غلطیوں کا احتمال عادۃً غالب ہے اس لیے بدوں مشورہ کسی شیخ مبصر کے خود عمل مناسب نہیں، البتہ یہ مناسب ہے کہ اس علاج کو نقل کر کے مشورہ کر لے۔

امور دنیویہ کے فنا کا استحضار ان کی تمنا کا علاج ہے

حال: میری طبیعت ہمیشہ یہ چاہتی ہے کہ جو چیز اور جو بات ہو وہ اعلیٰ درجہ کی ہو جس کو نہ کوئی کم ہی کہہ سکے اور نہ جس میں کوئی عیب نکال سکے کہ کم از کم اس زمانہ کا سب سے زیادہ بہادر میں ہی ہوتا، بیعت کا خیال ہوا تو ہر وقت یہ ذہن تھی کہ ایسا پیر ملے جس کا کوئی ثانی نہ ہو اور جس میں کوئی عیب نکال ہی نہ سکے؟

تحقیق: جس دنیوی چیز کی تمنا ہو اس کے فنا کا استحضار تا کہ اس کا ہیچ اور بے نتیجہ ہونا مستحضر ہو اور اگر وہ دین میں مضر ہے تو اس کے نتیجہ بد کا بھی استحضار۔ اس مراقبہ کے بار بار

استعمال کرنے سے یہ ہوس مضمحل ہوجائے گی اور اگر وہ امر دینی ہے تو اس کی تمنا محمود ہے اس کے علاج کی ضرورت نہیں، البتہ شرط یہ ہے کہ جس کو وہ نعمت عطا ہوئی ہے اس سے زائل ہونے کی تمنا نہ ہو ورنہ وہ حسد اور حرام ہے، اگر خدا نا کردہ ایسا ہوتا ہو تو اس کے متعلق مستقل سوال کیا جاوے، باقی اعتدال کی دعا بھی کرتا ہوں۔ (النور، رجب المرجب ۱۳۵۳ھ)

مریض کو مرض کا استحضار، علاج کی طلب، عمل کی فکر اور رحمت کی اُمید رکھنا فرض ہے

حال: حق تعالیٰ بہ برکت و دعا و اصلاح حضرت والا مجھے مسلمان بنا کر زمرہ صالحین میں محشور فرمائے ورنہ اس صفت کمالیہ خداوندی کی شرکت و منازعت جانے کس نتیجہ پر پہنچائے گی۔ العیاذ باللہ تحقیق: جب تک مرض کا استحضار اور علاج کی طلب اور عمل کی فکر رہے رحمت کی اُمید رکھنا فرض ہے؟

حال: تبلیغ دین حسب ارشاد دیکھتا ہوں حقیقت میں اس کو دیکھ کر اپنے اسلام کا وہم بھی نہ ہونا چاہیے؟ تحقیق: مگر اس میں تیز مسہل تجویز کیا گیا ہے جو اس زمانہ کے اقویا کے لیے مناسب ہے اس کے مطالعہ کو امراض کے اجمالی علم کے لیے سمجھا جاوے، فیصلہ نہ سمجھا جاوے۔

توجہ کا اصلاح میں کچھ دخل نہیں

حال: احقر کی عملی حالت بہت خراب ہوگئی ہے، احقر یکسر خبیث و مردود ہوگیا ہے ایسی حالت میں احقر کی طرف توجہ تام فرماویں؟ تحقیق: توجہ کا اصلاح میں کیا دخل کبھی قبض معدہ ہوگیا ہو یا ہو جاوے کیا اس کا علاج بھی میری توجہ تام تجویز کرو گے۔

نفس انسان کے قبضہ میں ہے نہ برعکس

حال: عرض یہ ہے کہ نفس کی حالت اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے شیر کی اور انسان اس کے قبضہ میں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے بکری شیر کے پنجہ میں؟

تحقیق: السلام علیکم۔ بالکل حقیقت کے خلاف معلوم ہوتا ہے انسان نفس کے قبضہ میں

نہیں بلکہ نفس انسان کے قبضہ میں ہے باقی اس جہل وضعف کا کچھ علاج نہیں کہ غلط اعتقاد کر کے ہمت ہار دے۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

نماز سے مقصود اصلی ذکر ہے

حال: حضرت نے گزشتہ والا نامہ میں جو ہدایت فرمائی تھی کہ تمام افعال کے متعلق یہ تصور رکھے کہ سب عنقریب حق تعالیٰ کے اجلاس میں پیش ہوں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نماز کے علاوہ دیگر افعال میں یہ بہت نافع معلوم ہوتا ہے لیکن حضرت نماز میں اس مراقبہ سے جو کچھ خود نماز میں پڑھتا ہوں اس کے معانی سے بے التفاتی ہو جاتی ہے جو طبیعت پر شاق ہوتا ہے؟

تحقیق: قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا اصلی مقصود خود ذکر ہے۔ "قال تعالیٰ اقم الصلوٰة لذکری وقال تعالیٰ ان الصّلوٰة تنھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ والمنکر ثم علله بقوله ولذکر الله اکبر." سو حضوری بسیط جس ذریعہ سے بھی حاصل ہو جاوے وہ ذکر کی فرد ہونے کے سبب استحضار مرکب سے مقصودیت میں اقویٰ ہے البتہ نماز سے باہر خود اس مرکب استحضار میں مقصودیت زیادہ ہے جس کا راز یہ ہے کہ قرأت نماز میں تابع نماز ہے سو نماز کی روح زیادہ قابل اعتناء ہے۔ وھو الذکر اور خارج صلوٰۃ میں وہ قرأت خود مقصود ہے لہٰذا اس کا زیادہ اعتناء کیا جائے گا۔ وھو بالاستحضار المرکب۔ پس اگر مراقبہ رویت حق للعبد سے حضوری زیادہ میسر ہو تو وہ استحضار معانی سے مقدم ہے۔ ھٰذا ذوقی. (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

دعاء میں واحد کے صیغے میں الحاح زیادہ اور صیغہ جمع میں شرکت کا ثواب ہے غلبہ کیفیت کا اعتبار ہے

حال: ایک اور بات لائق گزارش یہ ہے کہ جب اپنے لیے کوئی خاص دعا مانگتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ دعائیں اکثر جمع متکلم کے صیغہ میں منقول ہیں جن کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کو شریک رکھے مگر دوسروں کو شریک کر کے وہ خود غرضی والا الحاح نہیں پیدا ہوتا؟

تحقیق: دعائیں دونوں صیغوں سے منقول ہیں واحد کے صیغہ میں الحاح کی مصلحت زیادہ ہے اور جمع کے صیغہ میں دوسروں کو شریک کر لینے سے اقربیت الاجابہ کی مصلحت

زیادہ ہے جس وقت جس کیفیت کا غلبہ ہو اس کا اتباع کر لیا جاوے اور میرا ذوق یہ ہے کہ اول ہر دُعا میں منقول کا اتباع کرے کہ اقرب الی الادب ہے پھر اس دعا کے تکرار میں ذوق وقتی کا اتباع کرے کہ دونوں مجتمع ہو جاویں۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

دعا میں کہنا کہ اپنے اولیاء کے صدقہ'

اس میں شبہ غیر منقول ہونے کا اور اس کا جواب!

حال: نیز بعض دعاؤں میں یہ کہہ لیا کرتا ہوں کہ اپنے اولیاء واتقیاء (ان اکرمکم عند اللہ اتقکم) کے صدقہ اور اپنے رسول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے طفیل ایسا کر دیجئے مگر اُدھر یہ وسوسہ ہونے لگا ہے کہ یہ طریقہ ماثور و منقول نہیں اپنی طرف سے کیوں بڑھاتا ہوں؟

تحقیق: اول تو منقول بھی ہے مگر کہیں کہیں تو اصل ہونے کے لیے اتنا کافی ہے: اللّٰھم اِنّی اسئلک بحق السائلین علیک وامثالھا. روایات میں وارد ہے اور اگر منقول بھی نہ مانا جاوے تو منع بھی منقول نہیں بلکہ قواعد عامہ سے زیادت کا اذن ایسے مواقع میں منقول ہے جیسے تلبیہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے زیادت منقول ہے اور جیسے فقہاء نے تشہد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ سیدنا بڑھانے کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب کہا ہے اس میں' اس میں کیا فرق ہے اس کے علاوہ دعا میں خود الحاح و مسکنت کا مقصود ہونا بلا کسی منازع کے ثابت ہے اور ایسے زیادات سے اس مقصود کی تقویت ظاہر ہے پس یہ دلیل کلی بھی حکم جواز کے لیے کافی ہے۔ البتہ اگر ذوقاً اتباع ان مصالح پر غالب ہو تو اس کے لیے افضل عدم زیادت ہے۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب' واللہ اعلم۔ اشرف علی یکم شعبان ۱۳۵۶ھ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

فکر اور مراقبہ دونوں مطلوب ہیں

حال: دوسری بات یہ ہے کہ گاہ گاہ جب دماغ پر تعب کا زیادہ اثر ہوتا ہے اس وقت نفس پر یہ بھی گراں گزرتا ہے کہ زبان سے آہستہ آہستہ لفظ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا جاوے' بس ذکر کا تصور تو رہتا ہے مگر زبان کو حرکت نہیں ہوتی' کیا ایسا ذکر بھی مفید اور موجب اجر ہے؟

تحقیق: یہ ذکر فرد ہے فکر کی یا مراقبہ کی اور دونوں شرعاً مطلوب ہیں، فکر تو جابجا نصوص میں مذکور ہے اور مراقبہ بھی ایک حدیث میں ہے: راقب اللہ تجدہ تجاھک. گو اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ فکر اور مراقبہ قضایا کے ساتھ خاص ہو مگر اطلاق سے ظاہراً عموم معلوم ہوتا ہے۔

حال: شبہ یہ ہے کہ اس میں نفس کو کچھ کرنا تو پڑا ہی نہیں پھر اجر کیسا؟

تحقیق: کرنا تو پڑا' التفات قصداً اور استحضار۔ یہ بھی تو عمل ہے چنانچہ ایسا ہی التفات بقصد اگر معصیت کی طرف ہو تو مواخذہ ہوتا ہے جو دلیل ہے اس کے معتبر ہونے کی والاجر اقرب و اوسع شرطا من الوزر

مسرت عقلی علامت ایمان ہے

حال: حضرت والا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اذا سرتک حسنتک وساء تک سیئتک فانت مؤمن" کے متعلق شبہ یہ ہوا کہ ہر حسنہ کے ادا کرنے کے بعد قلب محسوس کرتا ہے کہ اس حسنہ کے حقوق و آداب ادا نہیں ہو سکے' کبھی اخلاص نہیں' کبھی پوری توجہ نہیں' کبھی ظاہری آداب مکمل نہیں' جب کئی ایک نقائص عیوب مدرک ہیں تو نقائص غیر مدرک پتہ نہیں کتنے ہوں گے' الغرض ایسی صورت میں وہ حسنہ سرے سے حسنہ ہی نہیں بلکہ محض صورت حسنہ ہے کہ اس پر مسرت کا جو منشاء ثواب اخروی یا تعمیل ارشاد تھا وہ بھی متحقق نہ ہوا' اوروں کی تو خبر نہیں میری اپنی حالت تو یہی ہے ایسی حالت میں ایمان مطلوب (کامل) کا بھی ٹھکانہ نہیں؟

تحقیق: کامل کی قید کہاں سے لگائی' کیا حدیث میں ہے یا کوئی اور دلیل ہے؟ جب یہ قید بلا دلیل ہے تو ایمان سے مراد مطلقاً ایمان ہوا اور حسنہ اگر کامل نہیں تو ناقص تو ہے۔ پس ناقص حسنہ پر مسرت ناقص تو ہو گی مگر مطلق ایمان کی وہ بھی علامت ہے اور اس پر بھی جزا کا وعدہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہٗ. اب کیا اشکال رہا' خلاصہ یہ ہے جیسی حسنہ ویسی ہی مسرت اور ویسا ہی ایمان "اِنْ (کَانَ) کامِلاً فکامل واِنْ ناقصا فناقصٌ" اور یہ سب کلام باعتبار نظر ظاہر کے ہے ورنہ نظر غائر میں حسنہ ناقصہ پر بھی مسرت کامل ہو گی اور وہ علامت بھی ایمان کامل کی ہو گی کیونکہ بناء مسرت کی حقیقت میں یہ ہے کہ باوجود میرے نااہل ہونے کے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ نعمت دی کہ حسنہ کی توفیق ہوئی'

گو وہ ناقص ہی ہے مگر اس کا نقص باعتبار اپنے نقص کے ہے لیکن من اللہ ہونے کے اعتبار سے تو ناقص نہیں یہ تو عملی نعمت ہے۔ دوسری نعمت اعتقادی ہے کہ میں نے حسنہ کو حسنہ سمجھا تو یہ نعمت مرکب ہوئی' دو نعمتوں سے اور حق تعالیٰ کی توفیق پر مسرور ہونا اور اسی طرح اعتقاد کے صحیح ہونے پر دونوں علامت ہیں' ایمان کامل کی بلکہ اگر حسنہ کامل بھی ہو تب بھی اس کو ناقص سمجھنا "کما ھو مقتضٰی قولہ تعالٰی والذین یؤتون مااتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الٰی ربھم راجعون' علٰی ماورد فی الحدیث من تفسیرہ بقولہ علیہ السلام ولکن ھم الذین یصومون و یتصدقون ویخافون ان لایقبل منھم الحدیث" ایمان کامل کی علامت ہے۔ بہرحال مطلق حسنہ کا صدور ناقصۃً کانت او کاملۃً علامت ہے ایمان کامل کی۔ پس حسنہ کا ناقص ہونا بھی نہ مسرت کے منافی ہے نہ ایمان کامل کے' گو عمل کامل کے منافی ہو۔ واللہ اعلم (النور شعبان ۱۳۵۷ھ)

ناغہ پر نفس کو سزا دینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے صرف استغفار کافی ہے

حال یکے از مجازین

حال: روزہ میں ایک روز درد شکم زیادہ ہوا' روزہ افطار کرنے کے بعد زیادہ بے چین ہوا کہ مسجد نہ جا سکا اور بمشکل تمام فرض و وتر وغیرہ عشاء کے پڑھ لیے گئے لیکن تراویح نہیں پڑھی گئی۔ قریب نصف رات کے آنکھ لگی' دو گھنٹہ کے بعد اٹھا نہایت سکون تھا' بہت اچھی طرح سے تہجد پڑھا' وظیفہ پڑھا لیکن نفس نے اس قدر غفلت کی کہ تراویح نہیں پڑھی ورنہ پہلے تراویح پڑھتا پھر تہجد' وظیفہ پڑھنا چاہیے تھا اس غفلت سے طبیعت بہت پریشان ہے' استغفار کرتا ہوں لیکن طبیعت کو سکون نہیں' حضور والا ایسی سخت سزا فرمائی جاوے کہ طبیعت کو قرار ہو اور آئندہ ایسی غفلت نہ ہو؟

تحقیق: بعض دفعہ نفس کو سزا دینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے اور سزا نہ دینے سے ندامت باقی رہتی ہے اور اصلی مقصود ندامت ہے لہٰذا استغفار کی کثرت کافی ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۷ھ)

حق تعالیٰ کے دیدار کا نماز میں تصور رکھنا عین رضامندی حق تعالیٰ ہے

حال: میں جب نماز پڑھتا ہوں تو مجھے اس لذت کا تصور ہو جاتا ہے جو کہ جنت میں حق تعالیٰ کے دیدار کے وقت میسر ہوگی اور یہ خیال ہوتا ہے کہ میں اس لذت (یعنی لذت دیدار) کے حاصل کرنے کی خاطر نماز پڑھ رہا ہوں اور اس تصور میں الفاظ یا معانی الفاظ کی طرف توجہ نہیں رہتی' براہ مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس طرح نماز میں کوئی نقص تو پیدا نہیں ہوتا؟

تحقیق: رضامندی حق اور دیدار حق دونوں لازم وملزوم ہیں۔ایک کا قصد دوسرے کا بھی قصد ہے۔لہٰذا وہ تصور خلاف حضور قلب نہیں۔(النور' شعبان ۱۳۵۷ھ)

خداوند تعالیٰ خالق و مالک ہے' جنت و دوزخ کا برابر ہونا مبارک ہے مگر ارفع یہ ہے کہ دعائے جنت ہو دوزخ سے تعوذ ہو

حال یکے از مجازین: کچھ دنوں سے میرے دل میں یہ خیال آیا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اگر تجھ کو جہنم میں بھیج دیں تو کیا ہو تو اس کا جواب ذہن میں یہ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ خالق و مالک ہیں وہ جنت و دوزخ میں سے جہاں چاہیں اپنے بندہ کو بھیج دیں' بندہ کے لیے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کوئی گنجائش نہیں' میں یہ لکھنا بھول گیا کہ مجھ پر ہمیشہ رجاء کا غلبہ رہا ہے' عقلی طور پر دوزخ سے خوف بھی ہے اور اس کے تحمل کی طاقت بھی نہیں لیکن دل میں یہی خیال آتا ہے' معلوم نہیں میری یہ حالت کیسی ہے' دستگیری فرمائیں اور اصلاح کریں؟

تحقیق: مبارک' مبارک۔یہ حال رفیع اکابر کا بھی ہوا ہے کما قال السعدیؒ

کسے پیش شوریدہ حالے نوشت — کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
بگفتا مپرس از من ایں ماجرا — پسندیدم آنچہ او پسند و مرا

مگر اس حال رفیع سے ایک مقام ارفع ہے یعنی سوال جنت وتعوذ من النار۔اللہ تعالیٰ اس کی طرف ترقی بخشے۔حال میں تو رضائے حق بجہنم فرضی و معلق ہے اور مقام میں عدم رضائے حق بجہنم واقعی و محقق ہے جو نصوص کا منطوق ہے۔لہٰذا یہ ارفع ہے۔(النور' شعبان ۱۳۵۷ھ)

موت سے خوف دراصل حق تعالیٰ سے خوف ہے

حال: ایک امر ناگزیر جس سے بالکل مفر نہیں یعنی موت' اس کے ہول سے دل لرزتا ہے جب خیال کرتا ہوں' کیا کروں؟

تحقیق: مومن کا موت سے خوف کرنا درحقیقت حق تعالیٰ سے خوف کرنا ہے کیونکہ مومن کو اگر یہ اطمینان ہو جاتا کہ موت کے بعد نجات ہو جاوے گی تو یقیناً موت سے ذرہ توحش نہ ہوتا' پس یہ خوف احتمال عقوبت سے ہے اس لیے محمود و مطلوب ہے۔ البتہ اگر وہبی طور پر اس خوف پر شوق طبعی غالب ہو جاوے خواہ حالت حیات میں خواہ قریب موت' تو پھر خوف نہیں رہتا مگر یہ حالت نا مامور بہ ہے نہ اختیاری ہے نہ لازم ہے۔ لہٰذا اس کا فقدان موجب قلق نہ ہونا چاہیے۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

تعلیم و اصلاح کا حاصل تدبیر و معالجہ ہے اور دو معالجے جمع نہیں ہو سکتے

تمہید: الحمدللہ کہ حضرت مرشد محترم مدظلہم العالی اور حضرت والا دونوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہ کمی نہیں پاتا بلکہ یوماً فیوماً اضافہ ہی ہے اور عقیدت بھی بحمداللہ محبت کے ساتھ لیکن تعلیم و اصلاح کے معاملہ میں بالکل فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیا حدود اس طریق کے آداب کی رُو سے قائم رکھوں اور اس کے لیے جی چاہتا ہے کہ اگر حضرت کی اجازت ہو تو ایک مرتبہ کھل کر عرض کروں لہٰذا جیسا ارشاد ہو؟

جواب: میں کچھ اجمالاً عرض کر دوں اگر پھر بھی ضرورت رہے کھل کر لکھ دیجئے اور کافی ہو جائے تو کیوں تکلیف کی جائے' تعلیم و اصلاح کا حاصل تدبیر و معالجہ ہے اور دو معالجے جمع نہیں ہو سکتے۔ جیسے بیک وقت دو طبیبوں کو حالات کی اطلاع اور دونوں کی رایوں کا اتباع بجز تشویش کے اور کیا ہوگا بلکہ واقع میں ایک کا بھی اتباع نہ ہوگا کیونکہ اگر رائے میں اختلاف ہو گیا تو مریض کو خود ترجیح دینا پڑے گی تو وہ اپنا اتباع ہوا جس سے طبیب کی طرف رجوع کرنا ہی بیکار رہا۔ پس تدبیر تو ایک ہی معالج کی کام میں لائی جاوے گی' باقی دوسرے طبیب سے کیا معاملہ ہوگا' سو اگر وہ دوسرا طبیب محض مادی طبیب ہو تو بیشک وہ معطل سمجھا جاوے گا لیکن اگر وہ روحانی طبیب اور بابرکت ہو تو اس سے توجہ اور دعا کی درخواست اور برکات صحبت کا کام لیا

جاوے گا۔ اگرچہ صحبت محدود ہی ہو مگر توجہ ودعا تو محدود نہیں۔ البتہ ایک اشکال احیاناً پیش آنا محتمل ہے وہ یہ کہ بدوں رجوع ہی ازخود دوسرے طبیب کی کوئی رائے معالج کے خلاف معلوم ہو یا غیر طریق میں کوئی اختلاف معلوم ہو اس کا حل یہ ہے کہ اس اختلاف کو اجتہادی سمجھا جائے گا تا کہ کسی سے سوء ظن نہ ہو اور عمل معالج ہی کی رائے پر کیا جاوے گا۔

ان ہی فاضل صالح کا دوسرا خط مع جواب

حال: صرف دو باتوں کے متعلق اور اطمینان حاصل کرنا ہے جیسا حضرت نے تحریر فرمایا دو معالجہ جمع نہیں ہو سکتے' میں معالجہ حضرت والا سے چاہتا ہوں؟

تحقیق: مجھ کو کیا عذر ہے اگرچہ اہلیت کا فاقد ہوں مگر کیا عجب کہ خدمت ہی کی برکت سے اہلیت عطا ہو جاوے۔

حال: جہاں تک اپنی کمزوریوں کا اندازہ کرتا ہوں ان کی رعایت حضرت ہی کے طریق میں پاتا ہوں؟ تحقیق: یہ سب حسن ظن ہے۔ رزقنا اللّٰہ وایاکم برکاتہٗ

حال: اور حضرت مرشد محترم کے طریق کی اتباع کی طاقت نہیں پاتا؟

تحقیق: ممکن ہے تدریجاً ہو جاوے جب مرضی ہو رائے بدلنے میں ذرا تأمل نہ فرمایا جاوے۔

حال: اور الحمد للہ جیسا حضرت نے تحریر فرمایا یا دونوں طریقوں کے فرق واختلاف کو اجتہادی یقین کرتا ہوں اسی لیے کسی سے عقیدت میں کوئی کمی نہیں پاتا؟

تحقیق: اسلم اور احوط وانفع طریقہ یہی ہے البتہ اگر کسی کا شیخ متبع سنت نہ ہو تو **اھجرھم ھجراً جمیلاً** پر عمل ہوگا یعنی تعلق ترک کردیں اور دل آزاری نہ کریں۔

حال: البتہ اتنا وسوسہ ابھی باقی ہے کہ مرشد کے ہوتے ہوئے ایسی صورت میں غیر مرشد سے معالجہ کی درخواست اس راہ کے آداب کے خلاف تو نہیں؟

تحقیق: بلا عذر خوف ہے اور عذر میں صرف اجازت ہی نہیں بلکہ لزوم ہے کیونکہ اصل مطلوب مقصود ہے طرق مقصود نہیں۔

حال: نیز مرشد سے اسکی اجازت یا اسکی اطلاع تو ضروری نہیں؟ تحقیق: فی نفسہ ضروری نہیں۔

شبیہ کا استحضار حالت مطلوبہ نہیں بوجہ سنت میں منقول نہ ہونے کے

حال: کچھ عرصہ سے حضرت والا کی شبیہ کا استحضار جو قریباً ہر وقت رہتا تھا اس میں بہت کمی پاتا ہوں خصوصاً ورد اللہ اللہ کے وقت اور نماز وغیرہ میں قصداً کرنے سے بھی نہیں ہوتا' گو بحمد اللہ حضور سلمہ کی محبت ویسی ہی قائم بلکہ مزید ترقی نصیب' لہٰذا پریشان ہوں اور تسلی فرمائی جاوے؟

تحقیق: حالت مطلوبہ یہی ہے جواب پیدا ہوئی بوجہ موافقت سنت کے اور شبیہ کا استحضار حالت مطلوبہ نہ تھی بوجہ سنت میں منقول نہ ہونے کے الحمد للہ اس سے نجات ہوئی۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

اگر ادائے سنت پر دھیان رہے تو نیت ماضیہ رہے گی

حال: فعل سنت اگر عادت میں داخل ہو جاوے اور وقت ادا پر ادائے سنت کا دھیان (یعنی اس کی نیت) نہ ہو تو ثواب ادائے سنت کا ہوگا یا نہیں؟

تحقیق: ہوگا' وہی نیت ماضیہ ممتد رہے گی جب تک اس کا مضاد واقع نہ ہو۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

خفیف فکر پر وعدہ اجر ہے گو لطف نہ رہے

حال: اس مرتبہ پختہ عزم کیا تھا کہ طویل رخصت لے کر گھر کا کچھ انتظام کر کے آستانہ عالیہ پر رہوں مگر ہنوز نہ کوئی انتظام ہو سکا اور نہ قریبی زمانہ میں ہوتا نظر آتا ہے' محذومی یہ ناکارہ غلام بہت ہی محتاج دعاء و توجہ ہے؟

تحقیق: دعاء سے کیا عذر ہے مگر طلب دعا کے علاوہ یہ بھی وظیفہ عبودیت ہی ہے کہ

چونکہ برمیخت بہ بندد بستہ باش چوں کشاید چابک و برجستہ باش

کیا احادیث میں خفیف خفیف فکر و تشویش پر وعدہ اجر نہیں ایسی تشویش منقص لطف تو بیشک ہے مگر منقص اجر تو نہیں اب خود فیصلہ کر لیجئے کہ مقصود اعظم اجر ہے یا لطف۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

یہ اعتقاد کہ میرے پاس کچھ عمل نہیں یہ بھی عمل ہے

حال: تقریباً ساٹھ سال کی میری عمر آ گئی لیکن کوئی عمل بجز آپ کے تعلق کے میرے پاس نہیں؟ تحقیق: یہ اعتقاد کہ میرے پاس کوئی عمل نہیں کیا تھوڑا عمل ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ سے امید بخشش کی رکھتا ہوں' اس لیے کہ وہ غفور رحیم ہیں' ستار العیوب ہیں؟ تحقیق: یہ دوسرا عمل ہے۔

معصیت سے نفرت اور حسنات پر دوام نہ رہنے کیلئے تین علاج

معاصی سے بچنے کا اہتمام کوتاہی پر ابتہال و استغفار جرمانہ

تحقیق: یا تو اصول معلوم نہیں یا باوجود معلوم ہونے کے عمل میں ہمت نہیں یا ذہول ہو جاتا ہے حاصل ان اصول کا صرف تین چیزیں ہیں' ایک کل معاصی سے بلا ترتیب بچنے کا اہتمام اور اس کا استحضار' گو بچنے میں کلفت ہو اور گو بچنے میں لذت نہ ہو جیسے کیفیت کے غلبہ میں بچنے میں لذت بھی ہوتی ہے اور وہی لذت سہولت کا سبب ہو جاتی ہے۔ دوسرے اگر ذہول سے یا کم ہمتی سے اس میں کوتاہی ہو جاوے تو نہایت ابتہال کے ساتھ استغفار اور جس قدر زیادہ وقت میسر ہو اس میں اشتغال' تیسرے اولیاء کی حکایات و تذکرہ کا التزام' باقی جرمانہ وغیرہ یہ اپنی طبیعت کی حالت کا تجربہ کر کے جس وقت جو مناسب ہو اس کو اختیار کیا جاوے اس کے لیے کسی ضابطہ کی ضرورت نہیں' باقی ان سب سے زیادہ حق تعالیٰ سے دعائے توفیق' حفاظت' اگر التزام سے ان امور سے عمل ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر صلاح و فلاح ہی ہے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (النور صفر ۱۳۵۸ھ)

امور اختیاریہ کا علاج استعمال ہمت ہے

حال: چھ برس پہلے میں سلسلہ قادریہ میں مرید بھی ہوا لیکن پیر کی بدکرداری سے بیزار ہو کر بیعت توڑ دی اور اس کے بعد میں خود بھی انہیں گناہوں میں ملوث ہو گیا' اب نماز روزہ کا بھی پابند نہیں ہوں' ایمان صحیح ہے لیکن عمل سے دور ہوں' یہ بھی تندرستی نہ ہونے کی وجہ سے ہے' آپ خداوند عالم سے میرے لیے دعائے خیر کیجئے اور خدا ہی کے لیے کیجئے یا میرے لیے کوئی تجویز بتا دیجئے تاکہ مصائب سے چھٹکارا ہو' میں گناہ کو گناہ سمجھتا ہوں توبہ و استغفار پڑھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ معاصی سے چھٹکارا ہو لیکن کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوتی؟

تحقیق: ایسی کوئی تجویز مجھ کو کیا کسی کو بھی معلوم نہیں کہ افعال اختیاریہ بدوں استعمال

اختیار کے صادر ہونے لگیں، یہ تو تجویز وتدبیر کا جواب ہے۔ باقی شاید تصور کے مؤثر ہونے کا وسوسہ ہو تو اول تو مجھ کو اس میں بھی کلام ہے لیکن اگر وہ کلام مسلم نہ ہو تو یہ تو واجب التسلیم ہے کہ میں اس کمال سے معرا ہوں۔ (النور، صفر ۱۳۵۸ھ)

نماز وذکر میں ہجوم خیالات غیر اختیاری ہیں

حال: (کچھ حالات لکھنے کے بعد) البتہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں ابھی تک معمولی کامیابی بھی معلوم نہیں ہوتی، نماز اور ذکر کے وقت خیالات کا بہت ہجوم رہتا ہے اس کے لیے دعا فرماویں، میں بہت تنگ ہوں؟

تحقیق: قال علیہ السلام. من شاق شاق اللّٰہ علیہ وقال العارف الشیرازی فی ترجمتہ

گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روئے طبع سخت میگیرد جہاں بر مردمان سخت کوش

اپنے ہاتھوں تنگی میں پڑنے کا علاج کس کے پاس ہے کیا اس ہجوم کے ازالہ کا عبد مکلّف ہے اور کس دلیل سے۔ قرآن مجید سے زیادہ کس کا فیصلہ ہوگا، مقبولین کے کمال اور فضیلت میں یہ ارشاد ہوا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ اتقوا اذا مسھم طٰئف مِنَ الشیطان تذکروا" یہ نہیں فرمایا "لا یمسھم طٰئف من الشیطان" پھر اِذَا کے ساتھ فرمایا ہے جس سے اس مس کا تیقن وقوع معلوم ہوتا ہے جب متقی اس سے خالی نہیں چہ جائے غیر متقین کا مثالنا۔ البتہ ایسی حالت میں تذکر مامور بہ ہے جس کا مفہوم بہت عام ہے اور اختیار میں ہے اب کیا سوال رہا۔ فقط (النور، صفر ۱۳۵۸ھ)

خوف اور احتیاط حد سے متجاوز مذموم ہے

حال: پیچھے جمعہ وعیدین میں ہزاروں آدمیوں نے نماز پڑھی ان کا عقاب بھی میرے سر پر ہوگا، یہ خیال آنے کے وقت گریہ وخوف ہو جاتا ہے، کبھی کبھی گریہ کی وجہ سے آواز بھی نکل جاتی ہے اور آنسو ہر وقت جاری رہتا ہے، اور خوف کی وجہ سے دو دن سے امامت نہیں کرسکتا اور دو دن سے کھانا بھی خوف کی وجہ سے نہیں کھا رہا ہوں، بھوک نہیں لگتی ہے، جیسا

آپ کا حکم ہو اس پر فدوی عمل کرے؟

تحقیق: خوف اور احتیاط کی بھی حد ہوتی ہے' غلو اس میں بھی مذموم ہے جو سلف صالحین امامت کرتے تھے کیا وہ اپنے کو امامت کا اہل سمجھتے تھے' اس کا تو گمان بھی نہیں مگر پھر بھی حکم شرعی سمجھ کر نہیں چھوڑا اور اپنی کوتاہی پر استغفار کرتے رہے بس یہی طریقہ ہم لوگوں کو اختیار کرنا چاہیے اگر اس کے بعد بھی خوف رہے وہ نعمت ہے اور اگر اس درجہ کا نہ رہے وہ بھی نعمت ہے کیونکہ یہ احوال ہیں اور غیر اختیاری اور ایسی چیزیں سب خیر ہیں:

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

(النور ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

قوت بیانیہ کا بند ہونا جب معصیت نہ ہو تو مضر نہیں

حال: مجھ میں آج کل ایک نئی حالت یہ نظر آ رہی ہے کہ قوت بیانیہ پہلے سے بہت تنگ ہو گئی ہے بعض اوقات تو آسان آسان امور ذہن میں نہیں آتے ذہن بند معلوم ہوتا ہے اور بعض اوقات عنوانات بیانیہ سے زبان قاصر ہو جاتی ہے' معلوم نہیں اس کی وجہ شامت بد اعمالی ہے یا ضعف حافظہ یا کچھ اور' بہر صورت ایسی حالت میں میرے لیے جو ہدایت مفید ہو ارشاد فرما دی جاوے؟

تحقیق: جب کوئی احتمال مضر نہیں تو فکر تعیین عبث' باقی دعاء و استغفار ہر حال میں نافع ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۸ھ)

تفویض عقلی مطلوب ہے

حال: جواب والا نے سعادت بخشی تھی مسئلہ تفویض کے بارے میں الحمدللہ کہ حضرت کے ارشادات سے یہ بالکل سمجھ میں آ گیا کہ مطلوب تفویض عقلی ہے خواہ اس سے طبعی قرار نہ بھی نصیب ہو بلکہ طبعی قرار و تسلی کی صورت میں واقعی اخلاص کی کمی کا شبہ ہو سکتا ہے؟

تحقیق: لیکن خواہ مخواہ شبہ بھی نہ کیا جاوے' اگر اللہ تعالیٰ طبعی قرار بھی عطا فرما دے تو اس کو مستقل نعمت سمجھ کر اس پر شکر کیا جاوے او یہ توفیق شکر علامت اخلاص کی بھی ہو گی اور بفرض محال اگر اس میں کمی بھی ہو گی تو اس شکر سے اس کی کمی کی تلافی بھی ہو جاوے گی' اس

کلیہ کے تحت میں ان الحسنات یذھبن السیئات۔

حال: لیکن حضرت عقلی تفویض کیا ذہنی تجویز سازیوں اور ان کے لیے عملی دوا دوش کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے؟

تحقیق: ہو سکتی ہے دو شرط سے ایک وہ تجویزیں مشروع ہوں دوسرے اگر وہ تجویزیں ناکام ہوں تو اعتقاداً اس ناکامی کو خیر سمجھے گو اس کے ساتھ غیر اختیاری ضیق بھی ہو وہ اس کے منافی نہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس غیر اختیاری ضیق کو ثابت فرمایا ہے۔ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون (حجر) اور اختیاری ضیق سے نہی فرمائی ہے ولا تک فی ضیق ممّا یمکرون (نحل) اور اس سے حضور اقدس سے اختیاری ضیق کے وقوع کا توہم نہ کیا جاوے کیونکہ نہی کا تعلق ماضی سے نہیں ہوتا مستقبل سے ہوتا ہے۔

کقول لقمان علیہ السلام لابنہٖ لاتشرک باللّٰہ

والدہ کیلئے طول حیات کی دُعا کرنا اجل مسمّٰی کیخلاف نہیں

حال: یہ کہ آج کل والدہ مدظلہا کی صحت اور اس کے ساتھ طول حیات کی دُعا ہر نماز کے بعد مانگتا ہوں مگر کل پرسوں سے اس خیال کا غلبہ ہو رہا ہے کہ خواہ مخواہ اجل مسمّٰی کا قانون تڑوانے پر اتنا اصرار کیوں؟

تحقیق: یہ علت تو تمام حوائج کی دعا میں مشترک ہو سکتی ہے۔ ہر حادث کے حدوث اور اس کی بقاء کے لیے نص قطعی سے اجل مسمّٰی ہے تو کیا کوئی دُعا بھی نہ کی جائے یا اسی طرح اکل وشرب تمام تدابیر قوام بدن ونفس میں اجل مسمّٰی کی مزاحمت کا شبہ ہو سکتا ہے۔ ولم ینقل عن احد العمل بمقتضاہ۔ غرض سب دعائیں متساوی الاقدام ہیں جن کی حقیقت یہ ہے کہ ہم کو قدر کا علم نہیں اس لیے اپنے زعم میں جو مصلحت ہو اس کے مانگنے کی اجازت ہے اگر قدر اس کے خلاف ہوگی اس پر راضی رہنے کا حکم ہے، رہا اصرار تو اس کا تو حکم ہے "اِنَّ اللّٰہ یحب الملحین فی الدعاء" اور اس کا راز یہ ہے کہ اس سے اپنا ضعف و عجز واحتیاج وانکسار ظاہر ہوتا ہے جو عبدیت کا مقتضا ہے اور اسی لیے مطلوب ہے۔

حال: اسی طرح اور بہت سی چیزوں کے لیے دعا مانگتا رہتا ہوں۔ خیال ہوتا ہے کہ سب چھوڑ کر بس زیادہ سے زیادہ "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً" پر قناعت کیا کروں؟

تحقیق: قرآن مجید میں جو دعا وارد ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس اجمال پر اکتفا کیا جاوے ورنہ کتاب الدعوات میں جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طویل وعریض ادعیہ وارد ہیں کیا بیکار ہیں بلکہ ایک صیغہ دُعا کا یہ بھی ہے اور اس پر اکتفا کرنا موہم ہے استغناء کو۔

حال: ہاں قبول دعاء کا خیال ترک کر کے اگر ان کو صرف عبادت جان کر کروں تو اس میں نہ مستعدی کی امید ہوتی ہے نہ اصرار کی؟

تحقیق: یہ زاہدوں کا رنگ ہے اور عارفین کا وہ طریق ہے جو اوپر عرض کیا گیا اگر یہ رنگ مطلوب ہوتا تو دعاؤں میں حاجات جزئیہ کا نام کیوں ہوتا۔

ماموروکو تبلیغ کی اجازت ہے

حال: جناب والا کے اصول کے ماتحت یہاں کے اساتذہ کرام نے تبلیغ شروع فرمائی ہے کل مجھ سے بعض اساتذہ نے فرمایا کہ تم بھی اب کے جمعہ کے لیے تیاری کرلو تاکہ جمعہ کو کسی مسجد میں بغرض تقریر و تبلیغ دیگر طلبہ کے ہمراہ بھیج دیا جاوے؟

تحقیق: جب اساتذہ کے ارشاد سے کوئی کام کیا جاوے یہ خود علامت ہے تابع ہونے کی جس مجمع میں اس کا علم نہ ہو ظاہر کر دیا جاوے۔ لہٰذا کچھ حرج نہیں اللہ تعالیٰ برکت فرماوے۔ حدیث میں ہے "لایقص اِلّا امیرا و ماموراً و مختال" پس ماموروکو حدیث سے اجازت ہے اور یہ صورت مامور ہونے کی ظاہر ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

اضطراب میں یہ دُعا ہونا کہ عافیت عطا ہو یہ محض انعام الٰہی ہے

حال: حضرت والا خادم نے درد کی اضطراری حالت میں جب یہ دُعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ابھی عافیت عطا فرما دیجئے اور جب مجھے اسی وقت عافیت نصیب ہوئی تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے جو لوگ اس وقت موجود تھے ان پر ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمادیا اور میرا درد بالکل جاتا رہا اور دیر تک میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا

کرتا رہا اور یہ شعر پڑھتا رہا:

ع اے خدا قربان احسانت شوم الخ

اس طرح میں نے جو اپنا حال ظاہر کیا تو یہ میرے لیے مضر تو نہیں؟

تحقیق: اس کے ساتھ ہی اگر اس کا بھی دل سے استحضار رہے اور زبان پر تکرار رہے کہ میں اس قابل نہیں محض انعام ہے تو پھر مضر ہونے کا احتمال نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ بیان کے وقت یہ احتمال نہ ہو کہ سامع مجھ کو مقبول سمجھے گا ورنہ سکوت ضروری ہے۔ اسی طرح اس واقعہ کا بار بار ذکر کرنا پُر خطر ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

سری نماز میں امام کے پیچھے قلب کا ذکر کی طرف مائل ہونا محمود حالت ہے

حال: عرض یہ ہے کہ بعض مرتبہ سری نماز میں امام کے پیچھے جب ہاتھ باندھ کر فارغ ہوتا ہوں تو قلب خود بخود ذکر کی طرف مائل ہو جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلب سے ذکر لا الٰہ الا اللہ جاری ہے؟

تحقیق: محمود حالت ہے اس میں تغیر کی ضرورت نہیں البتہ زبان کو حرکت نہ ہو اور اگر بجائے دوسرے اذکار کے سورہ فاتحہ کے الفاظ کا تخیل ہو تو زیادہ بہتر ہے اور اگر اس میں تکلف ہو تو پھر اس حالت موجودہ کا بھی مضائقہ نہیں۔

ترک سلام کی غلطی پر تنبیہ

(نوٹ) ایک خط آیا جس میں القاب و آداب کے بعد سلام تک نہ تھا اور دُعا کی درخواست تھی اس کا جواب حسب ذیل گیا:

تحقیق: دعا کرتا ہوں مگر سلام لکھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی کیا آفت آ گئی۔

جس واقعہ میں احتمال یا شبہ ہو استغفار سے تدارک کرنا چاہیے

حال: جب کسی واقعہ کو بیان کرنا چاہتا ہوں تو عادتاً یا طبعاً خواہ مخواہ اس واقعہ کو مؤثر بنانے کیلئے اپنی جانب سے کچھ کم و بیش کر دیتا ہوں کیا یہ اضافہ جھوٹ اور تلبیس کی حد کو نہیں پہنچتا ہے؟

تحقیق: اس تحقیق میں نہ پڑیئے بلکہ جہاں اس کا احتمال اور شبہ بھی ہو استغفار سے تدارک کیجئے۔ (النور شعبان ۱۳۵۶ھ)

نماز قضا کا جرمانہ مناسب

حال: خادم کے ایک بزرگ دوست کا خط آیا تھا کہ سرکاری کام کے انہماک میں فرض نماز قضا ہوگئی، دو روز تک خادم جواب سوچتا رہا لیکن کوئی جواب خیال میں نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور قلم ہاتھ میں لیا، لکھا گیا کہ جرم قابل درگزر نہیں ہے دو آنہ جرمانہ اس طرح کہ ایک پیسہ روز خیال جرمانہ کر کے کنوئیں میں یا دریا میں ڈال دیا کرو، وہاں سے جواب آیا کہ تعمیل کی گئی، اب بفضلہ کسی مستحب کا بھی ناغہ نہیں ہوتا، اب حضور والا یہ خیال آیا کہ یہ اسراف بے جا کا خادم مرتکب تو نہیں ہوا اب جیسا حضور ارشاد فرماویں؟

تحقیق: علاج تجویز کردہ تو مناسب تھا مگر طریق علاج خلاف شرع تھا، جن بزرگوں سے ایسے واقعات منقول ہیں وہ محتاج تاویل ہیں اور تاویلات میں اتباع نہیں ہوتا، مساکین کو دینا چاہیے تھا، رہا اس پر جو نفع مرتب ہوا یہ دلیل مشروعیت کی نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

امام جہری قرأت نہ کرے تو مقتدی خیالی الفاظ کی طرف توجہ رکھے

حال: حضور نماز میں جب منفرد ہوتا ہوں یا جماعت کے ان ارکان میں جن میں مقتدی کو پڑھنا ہوتا ہے اس پڑھنے کے کلمات کی طرف توجہ رکھتا ہوں تاکہ حضور قلب رہے، اسی طرح جہری قرأت والی نماز کے قیام میں امام کی قرأت کی طرف توجہ رکھنے سے حضور قلب ہوتا ہے۔ اب دریافت طلب حضور سے یہ ہے کہ جن رکعتوں میں امام جہر سے قرأت نہیں کرتے ان رکعتوں کے قیام میں حضور قلب کے لیے کون سا طریق اختیار کروں؟

تحقیق: خیالی الفاظ کی طرف توجہ رکھی جاوے۔ "حدیث اقرأبها فی نفسک" یا فارسی کا ایک محمل اس کی اصل بھی ہوسکتی ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

سلوک کی کتابیں مبتدیوں کے لیے نہیں

حال: کتاب تعلیم الدین میں ارقام ہے کہ طریق شغل اسم ذات اور پارچہ کاغذ میں شکل قلب صنوبری سرخی سے کھینچ کر درمیان میں لفظ اللہ طلائی یا نقرئی کتبہ کر کے تصور کیا جاوے؟

تحقیق: سلوک کی کتابیں مبتدیوں کے لیے نہیں ہیں، مشائخ کے لیے ہیں کہ وہ تعلیم

طالبین میں اس سے مدد لیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

معمولات پر قائم رہنا بڑی نعمت ہے' گو تغیر محسوس نہ ہو

حال: مرشدی ومولائی آدام اللہ ظلکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عرض ہے کہ خادم اپنے معمولات پر قائم ہے لیکن اپنی حالت میں کوئی تغیر نہیں محسوس کرتا ہے؟

تحقیق: تو ضرر کیا ہے اگر کوئی بچہ کہے کہ میں اپنی نشوونما محسوس نہیں کرتا اس کو کیا جواب ملے گا بس وہی جواب ہے۔

حال: حالت سے مراد یہ ہے کہ ذکر وفکر سے وقار' تواضع مسکنت خاموشی اور حزن اتنا نمایاں پیدا ہونا چاہیے جس سے سالک کو معلوم ہو سکے کہ ذکر کے یہ آثار ہیں؟

تحقیق: اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے؟ کیا یہ آثار مقصود ہیں اور کیا مقصود کا ظاہر ہونا بھی ضرور ہے اور حل اس مقام کا یہ ہے کہ جو چیز محسوس ہو سکتی ہے وہ احوال وکیفیات ہیں اور وہ مقصود نہیں۔ جیسا اپنے محسوس میں محقق ہوا ہے اور جو چیز مقصود ہے یعنی قرب ورضا وہ محسوس نہیں اب کیا سوال رہا۔

حال: یوں تو خدا کے فضل وکرم سے کچھ نہ کچھ یہ آثار قلب میں موجود ہیں لیکن ان حالات میں دوام واستمرار نہیں؟

تحقیق: یہ سب دعاوی بلا دلیل ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کامل ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں' دوام ایسے آثار کا وہاں بھی نہ تھا۔

حال: تنہائی رہے تو یہ حالت بفضلہٖ موجود رہتی ہے لیکن جس وقت اختلاط ہوا سب کا ڈھول ہو جاتا ہے اور ہنسنے بولنے کی معمولی حالت ہو جاتی ہے؟

تحقیق: یہ سب اوہام ناشی ہیں ناواقفی سے کما سبق انفاً

حال: اور جب اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو اپنے کو بالکل کورا پاتا ہوں؟

تحقیق: کورا تو نہیں پاتے کیا یہ تھوڑی نعمت ہے۔

حال: سالہا سال سے کوشش تکمیل اعمال' اختیار تقویٰ میں مصروف ہوں لیکن کامیابی مقصود' نامرادی پر قلق کرتا ہوں توبہ اور توبہ شکنی پر قلق' فکر تخلیہ قلب وحصول یکسوئی اور اس میں ناکامیابی ان ادھیڑ بن میں زمانہ گزرتا چلا جاتا ہے لیکن کوئی حالت ایسی پیدا نہیں ہوتی ہے

جس سے صاف اندازہ ہو کر یہ حالت حاصل ہو گئی؟

تحقیق: یہ تمام اوہام ہیں۔ کَمَا مَرَّ بلکہ ایک گونہ اپنے کو ایک عالی درجہ کا مستحق سمجھنا ہے جیسے کوئی بہت ادنیٰ درجہ کا شخص کہے کہ اتنے روز ہو گئے شاہی خدمت کرتے ہوئے مگر اب تک بادشاہ نے اپنا داماد نہیں بنایا' کیا یہ گستاخی نہیں؟ خوب کہا گیا ہے:

آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ　　　　بر نتابد کوہ را یک برگِ کاہ

حال: ان کیفیات کے علاوہ ایک خاص قسم کا قلق یہ پیدا ہو گیا ہے کہ جسمانی تکلیف کی حالت میں مثلاً بخار' دردِ سر وغیرہ یا ہجوم تردد و افکار کی حالت میں ذکر لسانی......اور ذکر قلبی دونوں مفقود ہو جاتے ہیں اور توجہ الی اللہ کے بجائے توجہ الی المرض اور توجہ الی المقصود ہو جاتی ہے؟

تحقیق: اختیاراً یا اضطراراً

حال: عقل تو یہ کہتی ہے کہ دُکھ درد کی حالت میں توجہ الی اللہ زیادہ ہونا چاہیے لیکن برعکس اس کے تکلیف کی حالت میں توجہ الی اللہ بالکل مفقود ہو جاتی ہے اور ہر وقت صحت اور اسباب صحت پر نظر رہتی ہے اس حالت کا کئی بار مشاہدہ کرنے کے بعد میں نے حضور والا کی خدمت میں یہ حالت پیش کی ہے اور اپنے پندار میں اس حالت کو بے حد ناقص اور قابل اصلاح سمجھ کر حضور والا سے اس کا علاج دریافت کرتا ہوں؟

تحقیق: عقل کا یہ فتویٰ خود اختراع ہے عقل کا اور حقائق سے اور طبیعت کے احکام سے اس کی ناواقفی ہے جاہل کے فتویٰ پر عمل خود گمراہی ہے۔

حال: ان حالات پر غور کرتا ہوں تو خوف ہوتا ہے کہ مرض الموت کی حالت میں اگر یہی حالت رہی تو بجائے شوق لقاء اللہ کے تمنائی دنیا کی حالت میں روح نہ پرواز ہو؟

تحقیق: قرب موت کو دنیوی زندگی کی حالت پر قیاس کرنا بھی ناواقفی ہے۔

حال: خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اعمال پر مواظبت ہے' دنیا کی حرص قلب میں نہیں ہے' طبیعت میں قناعت ہے آئندہ کی فکر نہیں ہے کہ کیا ہوگا' فکر ہے تو حسن خاتمہ اور حسن عمل کی؟

تحقیق: کیا ان ہی نعمتوں کا شکر یوں ادا کیا گیا ہے کہ اپنے محسن کے تصرفات کو ناگوار اور ناپسند کیا گیا ہے اور اپنی تجویز کو تجویز محبوب پر ترجیح دی گئی ہے خدا برا کرے جہل کا

پس زبوں وسوسہ باشی دلا گر طرب را باز دانی از بلا

نوٹ: اگر میرے سابق خطوط کا اکثر مطالعہ کیا جائے یا مواعظ کا تو اُمید ہے کہ ان سب اوہام کا قلع قمع ہو جاوے اور سب کا جواب ملے مگر کاہل مریض شکایت کو آسان سمجھتا ہے اور دوا کو مشکل مگر اس ناشکری کا انجام بہت خطرناک ہے۔ اس خط کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ مواعظ کا مطالعہ نہیں کیا جاتا' تدبر سے نہیں کیا جاتا' بس ہر وقت تخیلات کو امام بنا لیا ہے' بہت جلد اس کوتاہی کا تدارک کرنا چاہیے ورنہ کفران سے خذلان کا اندیشہ ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

صرف مجملاً دعائے عافیت دارین کرنا خلاف سنت ہے

حال: حضور والا کچھ عرصہ سے یہ خیال غالب ہے کہ مختلف قسم کے بہت سے مقاصد کے لیے خود دعا کرنا یا دوسرے سے اپنے حق میں دعا کرانا نافع نہیں ہے جتنا نافع مجملاً خود اپنے لیے صرف عافیت دارین کی دعا کرنا یا دوسرے سے دعا کرانا ہے جبکہ ہر بات سے اصل مقصود عافیت ہی ہے اور بلا عافیت ہر حال میں مقصود فوت ہوتا ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ یہ خیال یا مذاق طبیعت غلط اور بُرا تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ مذاق خلاف سنت ہے کیونکہ احادیث میں کثرت سے ایسی جزئیات کا سوال وارد ہوا ہے چنانچہ ہرم اور مغرم اور فقر اور ذلت اور صمم وبکم وجنون وجذام اور سئی الاسقام اور حزن اور شماتت الاعداء اور رفاقہ اور ہدم اور تردی ولدغ الحسیۃ وجار سوء وجوع وبرص وسیل وبعیر صول وہم وغم وسبع وحرق وغرق وضرور سے استعاذہ آیا ہے اور تمتع بالسمع والبصر وصحت ووسعت رزق و غنا ونصر علی الاعداء ونظائرہا کا سوال آیا ہے۔ نیز ملح وشع نعل کے سوال کا امر وارد ہے اگر اس مذاق کو صحیح مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ نصوص میں غیر افضل کی تعلیم دی گئی ہے۔ وھذا کما تری۔ البتہ بعض حکمتیں جوامع ادعیہ میں بھی ہیں جن کی تفتیش کی حاجت نہیں' ماثور کا اتباع کافی ہے بطور احتمال کے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جزئیات میں اگر کوئی ضروری سوال متروک ہو جاوے کلیات سے اس کا تدارک ہو جاوے اور راز جزئیات کے سوال میں یہ ہے کہ دعا سے صرف مسئول کا حصول ہی مقصود نہیں جس میں اس مذاق کی گنجائش ہو سکے بلکہ اس کے ساتھ

ایک دوسرا مقصود بھی ہے اور وہ اظہار ہے اپنے ضعف و عجز و افتقار و انکسار کا اور یہی وجہ ہے دعا کے فضائل عظیمہ کی ورنہ محض اس کا ذریعہ عطائے مسئول ہونا خصوص جب وہ مسئول حصول دنیا ہو اگرچہ مباح ہو ایسے فضیلت عظیمہ کا سبب نہیں ہو سکتا اور یہ دوسرا مقصود جزئیات کے سوال میں اوضح واقویٰ ہے۔ چنانچہ بہ نسبت اس اجمال کے کہ میرا پیٹ بھر دو اس تفصیل سے سوال کرنا کہ مجھ کو چار روٹی دے دو اور ایک پیالہ سالن کا دے دو اور ایک آبخورہ پانی کا دیدو عرفاً سائل کی زیادہ ذلت وخست و دناءت پر دال ہے اور جس قدر سائل اپنی ذلت زیادہ ظاہر کرتا ہے اسی قدر وہ ذلت جالب ترحم ہوتی ہے اور بعض حکمتوں سے جوامع ادعیہ کی محبوبیت اس تحقیق کے منافی نہیں۔ ولکل مقال مقام۔ واللہ اعلم (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ)

ہدیہ کا رد قبول نیت پر موقوف ہے

حال: فجر اور عشاء کی نماز میں گریہ بہت طاری ہوتا ہے۔ احقر جس کو بہت ضبط کرتا ہے صرف آنسو جاری ہوتا ہے ایک دفعہ گریہ دیکھ کر ایک آدمی نے ایک روپیہ ہدیہ دیا جس کو احقر نے رد کیا۔ اب ڈر لگتا ہے کہیں دل شکنی کا گناہ نہ ہوا ہو ان کو احقر پہچانتا نہیں ہے۔ احقر گنہگار ہوا یا نہیں اگر گنہگار ہوا تو کیا کرے تلاش کر کے معافی چاہے یا فقط ان کے لیے دعا کرے جواب سے سرفراز فرماویں؟ تحقیق: نیت واپسی میں کیا تھی اس کو دیکھا جاوے اسی پر حکم ہوگا۔

دوسرا خط: حال: احقر کی نیت ہدیہ کے واپس کرنے میں حضرت والا کے قاعدہ کی تابعداری تھی کہ بغیر تعارف حضور ہدیہ نہیں قبول فرماتے اس لیے احقر نے واپس کر دیا کہ اس سے تعارف نہ تھا؟

تحقیق: مگر میرے یہاں تو مستثنیات بھی ہیں جن کا خلاصہ تیقن اخلاص ہے اس کے تیقن کے وقت عدم تعارف مانع نہیں ہوتا اور اس تیقن کا ادراک وجدان غیر مشوب بالغرض سے ہوتا ہے البتہ عدم تیقن یعنی تردد کے وقت عدم تعارف مانع ہوتا ہے۔ اب اس کا فیصلہ خود آپ کا کام ہے۔

ضعف بیماری کا عذر رحمت ہے

حال: حضرت والا احقر یوں تو ۱۲ رشوال سے نزلہ زکام میں مبتلا تھا لیکن تقریباً

۱۵ ارشوال سے بخار' کھانسی' درد پسلی' درد معدہ میں مبتلا ہو گیا' غذا مدت تک بند رہی' ضعف و غفلت میں ترقی اس درجہ ہوئی کہ علاوہ معمولات کے چند نمازیں بھی فوت ہوئیں۔ حضرت اقدس کی دعا سے اب اصلی امراض سے تو افاقہ ہو گیا ہے لیکن ضعف اور کھانسی باقی ہے۔ ضعف اس درجہ ہے کہ سوا نماز کے نہ مدرسہ میں تعلیم کا کام ہو سکتا ہے نہ کوئی معمول ادا ہو سکتا ہے کل سے امتحاناً تلاوت قرآن شروع کی' تین رکوع سے زیادہ طبیعت پر گراں محسوس ہوئی مناجات مقبول کی نصف منزل پڑھی' دعائے مغفرت فرماویں کہ اللہ تعالیٰ احقر کے گناہ معاف فرمادے' بعد صحت جو ترک اعمال ہو رہا ہے یا تو ضعف طبعی کا اثر ہے یا کچھ مدت معمولات ترک ہونے سے قلب میں مرض قساوت پیدا ہو گیا ہو اس کا یہ اثر ہے' واللہ اعلم

تحقیق: تعجب ہے رحمت کو زحمت اور نعمت کو نقمت سمجھا گیا' عذر میں ناغہ پر تو بنص حدیث اجر موعود ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ)

جو چیز فرض عین نہ ہو اس کے در پے نہ ہونا چاہیے

حال: چند روز میں اوقات مقررہ سے معمولات بوجہ کاہلی یا بوجہ کار دنیا ٹل جاتا ہے' شدہ شدہ موقوفی پر نوبت آ جاتی ہے؟ تحقیق: کیا کوئی ضروری جز و دین کا فوت ہوتا ہے اور قصد سے۔

حال: اس پر خود کو قلق بھی ہوتا ہے اور ملامت بھی کرتا ہوں؟ تحقیق: کیا یہ کسی شمار میں نہیں۔

حال: مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا؟ تحقیق: وہی سوال ہے کہ کونسا جز و دین کا فوت ہوتا ہے اور قصد سے؟

جانے آنے میں کوئی وعظ پڑھ کر سنانا مناسب ہے زبانی کہنے سے

حال: احقر کا معمول ہے کہ جب کوئی عورت گھر میں آ جاتی ہے یا کہیں مجھے جانا پڑتا ہے تو بجائے اس کے کہ فضول لغویات میں وقت ضائع ہو' میں کوئی مسائل وغیرہ چھیڑ دیا کرتی ہوں' اس امر میں جو حضور انور کا ارشاد عالی ہو ہدایت فرمادیں' انشاء اللہ تعالیٰ بسر و چشم تعمیل کروں گا؟

تحقیق: زبانی مناسب نہیں البتہ کسی رسالہ یا کسی وعظ کی عبارت پڑھ کر اس کے مطلب کی تقریر کر دینے کا مضائقہ نہیں۔ (النور جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ)

تصنیفی شغل، دین کا نعمت ہے

حال: حضرت نے گزشتہ عریضہ کے قبل کے جواب میں اشارہ فرمایا کہ کچھ تصنیف و تالیف کا ایسا مشغلہ رکھوں جس سے دماغ پر زیادہ بار نہ ہو حضرت کے اس اشارہ نے ہمت تو یقیناً اور زیادہ کر دی لیکن اپنی علیت کا حال یہ ہے کہ کہنے کو تو علوم دینیہ میں فراغت حاصل کی لیکن دلچسپی زیادہ تر کیا تمام تر کہنا چاہیے کہ جدید فلسفہ سے رہی اور اسی کی نوکری ملی، کڑوا کریلا نیم چڑھا جو کچھ لکھا اسی فلسفہ کے سلسلہ میں اور اب جو کچھ لکھ سکتا ہوں اسی کے متعلق؟

تحقیق: عین مقصود ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ مضرت کو آلہ منفعت فرما دیا جس سے گزشتہ ظلمت و کدورت کا کفارہ اور آئندہ کے لیے طاعات و حسنات کا ذخیرہ ہو گیا۔ "اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ" کا ایک منظر اور عارف رومیؒ کے اس ارشاد کا کہ

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی	گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
ایں چنیں مینا گریہا کارِ تست	ایں چنیں اکسیر ہاز اسرار تست

ایک مظہر ہے۔ ضرور اس کا سلسلہ کم و بیش جاری رکھیے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

نماز میں تصور کہ حق تعالیٰ میرے سامنے ہیں کام کرنا چاہیے

حال: ادب کی حالت میں آزادی سے کام کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کے تصور کو ہٹانے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا اور ادب کی وجہ سے کام ہو نہیں سکتا ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

تحقیق: کام کرنا چاہیے اس تصور کے ساتھ کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ کام جاری رکھوں۔ اس وقت دونوں امر کا اجتماع مشاہدہ ہو جائے گا اور کوئی اُلجھن نہ ہوگی۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ)

صبر کی دُعا بلاء کی دُعا ہے

حال: حضرت عالی دُعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائیں؟

تحقیق: راحت و عافیت کی دُعا کرتا ہوں اور کرنا چاہیے پھر خواہ وہ بصورت صبر ہی عطا ہو اور خود صبر کی دُعا بلاء کی دُعا ہے۔ چنانچہ یہ مضمون ایک حدیث میں بھی آیا ہے:

رواہ الترمذی من حدیث معاذ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن سمعہٗ

يقول اللّٰهم انّى اسئلک الصبر فقال سئلت الله البلاء فسئله العافية كذا في تخريج العراقي لاحاديث الاحياء.

اور نصوص میں جو دعائے صبر آئی ہے اس کا ایک محل تو یہ ہے کہ وہاں یا صبر علی البلاء مراد نہیں ہے صبر علی الطاعت یا عن المعاصی ہے اور یا اگر صبر علی البلاء ہے تو مستقلاً و مقصوداً نہیں ہے بلکہ یا تو عافیت کی دُعا کے ساتھ اس کو جمع کیا گیا ہے پھر جو صورت اس کے لیے علم الٰہی میں مصلحت ہوگی اس کا وقوع ہو جاوے گا اور یا وہ مقدمہ ہے کسی مقصود کا خود اصل مقصود نہیں جیسے عسکر طالوت کی دُعا۔ "رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ" یا سحرہ فرعون کی دُعاء "رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ" کہ ایک جگہ ثبات فی الجہاد وغلبہ علی الکفار اور ایک جگہ ثبات علی الایمان ورضا وتفویض مقصود بالدعاء ہے اس کی تائید حدیث "لاتتمنوا لقاء العدو فاذا لقيتموهم فاصبروا" سے ہوتی ہے کہ جہاد جو کہ اعظم الطاعات ہے مگر اس کا وقوع احیاناً مستلزم ہے تضرر عن العدو کو اس لیے مقصوداً اس کی تمنا سے نہی ہوگئی کہ اس میں من وجہ تمنا ہے تضرر کی اور وقوع کے وقت صبر کا امر فرمایا گیا۔ اسی طرح صبر کی طلب بلا کی طلب ہے لیکن وقوع بلا کے وقت صبر کا امر ہے۔ البتہ جو بلا وقوع کے بعد عادۃً مرتفع نہ ہوتی ہو جیسے کسی محبوب کی موت، وہاں خود صبر مشابہ مقصود مستقل کے ہوسکتا ہے گو اصلی مقصود وہاں بھی رضاء بالقضاء ہے مگر یہ سب متقارب ہیں اس لیے ایک کی مقصودیت کو دوسرے کی مقصودیت کہہ سکتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہاں عافیت بمعنی رفع بلا مقصود نہیں اس لیے صبر کو اس مقصود کا مقدمہ نہیں کہہ سکتے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

قرآن کے یاد ہونے کی دُعا مانگنا اور سر پر روشنی ہونا حالت محمودہ ہے

حال: نماز عشاء ختم کر کے نہایت عاجزی اور خلوص کے ساتھ دعا مانگنے کے لیے سجدہ میں گر پڑی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ دعا مانگ رہی تھی کہ یا اللہ آپ کے فضل و احسان سے جو نعمتیں کہ اس وقت پہنچ رہی ہیں میں ان کا شکریہ اگر ساری عمر ادا کروں تو نہیں کر سکتی لیکن اپنی نعمت خاص قرآن کریم بھی مجھے عطا فرما۔ دوسری دفعہ بوسیلہ حضور پُر نور صلی

اللہ علیہ وسلم کے یہ دُعا مانگی۔ تیسری دفعہ حضرت (مکتوب الیہ) کے وسیلہ سے یہ دُعا مانگی' ان تینوں حالتوں میں دُعا کرتے وقت بندی کے سر پر نور چھا گیا جس کی روشنی صرف سر پر ہی تھی' میں بالکل بیداری کی حالت میں تھی' روشنی ہونے پر غور سے مشاہدہ کیا دل پر بوجھ اور خوف طاری ہو گیا اور ڈر کے مارے دوسرے کمرہ میں جانے کا ارادہ کیا تو خیال ہوا کہ وہاں بھی یہ حالت ہو جائے گی استغفار پڑھنا شروع کر دیا اور پڑھتے ہی اُٹھ کر دوسرے کمرے میں بچوں کے پاس چلی گئی۔ حضرت ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا' نیز نہ ہی اُس کو مطلوب و مقصود سمجھتی ہوں' صرف حالات حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کرتی ہوں؟

تحقیق: ایسے حالات محمود ہیں اور نیک علامات ہیں ان پر شکر کرنا چاہیے مگر چونکہ مقصود نہیں۔ لہٰذا ان کی حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ (النور' جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

بعض وقت اختیاری اور غیر اختیاری کا پتہ نہیں چلتا تو ہر ایک کا حق ادا کیا جائے

حال: نماز' تلاوت اور ذکر میں یہ حالت بڑی شرمناک معلوم ہوتی ہے۔ حدیث نفس کا مرض بھی بدستور بلکہ روز افزوں ہے وہ بھی نماز وغیرہ کسی حالت میں پیچھا نہیں چھوڑتا' اس حد تک کا فیصلہ میرے لیے مشکل ہو گیا کہ ان باتوں کو کہاں تک میں اپنے لیے اختیاری سمجھوں اور کہاں تک غیر اختیاری' بعض وقت خیال ہوتا ہے کہ بالکل اختیار سے باہر ہیں اور بعض وقت معلوم ہوتا ہے کہ نہیں عزم سے دور ہو سکتی ہے مگر یہ عزم ناکامی پر ختم ہوتا ہے؟

تحقیق: اتنی کاوش کا عبد مکلف بھی نہیں' معتدل فکر سے جو چیز اختیاری معلوم ہو مقاومت کرے جب عاجز یا کالعاجز ہو جاوے تو دونوں احتمالوں کا حق ادا کرے۔ غیر اختیاری ہونے کے احتمال پر تو صبر کرے کہ مجاہدہ ہے اور اختیاری ہونے کے احتمال پر استغفار اور دعائے ہمت و قوت کرے اور اس کی نظیر فقہیات میں ماء مشکوک سے وضو کے ساتھ تیمم جمع کرنا ہے اس میں سب احکام کی رعایت ہو جائے گی اور کاوش کے غلو سے (کہ ایک درجہ میں منہی عنہ بھی ہے۔ "کما قال علیہ السلام من شاق شاق اللہ و کان الحافظ "ترجمہ بقولہ

گفت آساں گیر بر خود کارہا کز روئے طبع ۔۔۔ سخت میگردد جہاں بر مردمان سخت کوش

اور موجب تشویش بھی (کما ھو مشاھد) محفوظ رہے گا۔ (النور' جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

عجز و عبدیت نصیب ہونا حق تعالیٰ کا بڑا انعام ہے

حال: البتہ عجز و عبدیت کا ایک سبق مسلسل ملتا رہتا ہے اور جو کچھ امید رہ گئی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کیا عجب ہے کہ دیگر معاملات کی طرح اس باب میں بھی اس کی رحمت کا ظہور حضرت کی دعا ہی کے واسطے سے ہو اس لیے اپنی سپر ڈال کر بس حضرت کی دُعا اور اس کی رحمت کا امیدوار ہوں؟

تحقیق: یہ ثمرہ کتنا بڑا انعام ہے اور اس کا سمجھ میں آ جانا انعام علیٰ انعام ہے۔ "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" کے مقتضاء پر انشاء اللہ تعالیٰ اس پر رحمت ہی کا ترتب متوقع ہے۔

(النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ)

عمداً مصلح کو اطلاع نہ دینا یہ زلات طریق سے ہے

حال: میں نے عمداً درمیان میں کوئی خط نہیں لکھا تا کہ میں دیکھ سکوں کہ میں اپنے وعدہ پر کہاں تک رہتا ہوں' خدا کا شکر ہے کہ بیماری کے سوا میں عموماً تہجد کی نماز اور بعد از مغرب چار نفل رکعات کا پابند رہا ہوں؟

تحقیق: اس مصلحت سے اطلاع حالات میں تاخیر من جملہ زلات طریق کے ہے بعض اوقات خود اطلاع کو بھی وفاء عہد میں دخل ہوتا ہے۔ کیا طبیب کو تکمیل صحت کے انتظار میں حالات کی اطلاع نہ دینا خلاف اصول علاج نہیں جبکہ طبیب نے ایسا مشورہ نہ دیا ہو' پھر معیار امتحان نوافل کے التزام و دوام کو قرار دینا یہ ذلت سے بڑھ کر عدم علم طریق کی دلیل ہے اس کا تدارک تو شرائط واجبہ سے ہے۔

جماعت کی پابندی' فرائض کا اہتمام' معاصی سے اجتناب ہونا اس کو سلطنت میں بھی میسر نہیں

حال یکے از مجازین: حضرت مدت سے خیال تھا کہ جلد فارغ ہو کر اللہ کے ذکر اور آخرت کی فکر میں مشغول ہو جاؤں مگر ہنوز کاروبار میں گھرا ہوا ہوں البتہ خدا کا فضل ہے کہ جماعت کی پابندی فرائض کا اہتمام' معاصی سے اجتناب کا خیال رہتا ہے؟

تحقیق: تو اس حالت میں کاروبار تو کیا سلطنت بھی مضر و مخل مقصود نہیں۔ کیا حضرات خلفائے راشدین نے سلطنت نہیں کی۔ (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

حضور قلب کا نہ ہونا لوازم عادیہ طریق سے ہے

حال: ایک عرصے سے دماغ پر بعض خیالات و افکار کے تسلط سے حضور قلب کی سعی میں ناکامی بہت رہتی ہے اور سفروں اور جمعیت خاطر کے ساتھ ایک جگہ نہ رہنے سے معمولات میں شوق میں خلل اور علاج غیظ میں فرق پڑ گیا' پھر اب کوشش کر رہا ہوں مگر وہ برکت معلوم نہیں ہوتی' اس لیے دعائے خاص کا طالب ہوں خصوصاً قوت ہمت کے لیے؟

تحقیق: ایسے تغیرات اکثر اسباب سے اور احیاناً بلا اسباب بھی لوازم عادیہ طریق سے ہیں۔ مگر اس کی پروانہ کی جائے۔ ملتزمات اختیاریہ کو جاری رکھا جائے' بتدریج سب حالات دل خواہ ہو جاتے ہیں جس کی مدت کی تعیین اختلاف استعداد کے سبب نہیں ہو سکتی' دعا بھی کرتا ہوں۔ (النور رجب ۱۳۵۸ھ)

عمل کے وقت قصد ضروری ہے

حال: حضور کی تعلیم کے مطابق عمل کرتا ہوں لیکن بعض اوقات استحضار نہیں رہتا؟

تحقیق: اپنی طرف سے اس کا قصد ضروری ہے پھر خواہ رہے یا نہ رہے۔ (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

مرض روحانی کا علاج ایسا ہو کہ پھر عود نہ کرے' ایسا سوال جہل ہے

حال: چند دن سے یہ ایک امر بندہ پر دشوار گزرا اور بندہ کی ساری کوشش ختم ہوئی مگر کسی طرح نجات نہیں ملتی وہ یہ کہ جس مرض کا علاج حضرت سے کرایا اور وہ مرض جاتا رہا اور اس سے مطمئن ہو گیا مگر دو چار ماہ تک اس کا کوئی اثر نہیں پایا' ناگاہ وہ مرض نمودار ہو کر بندہ کو گرفتار کر لیتا ہے اور بندہ مغلوب ہو کر گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جب گناہ صادر ہو جاتا ہے تو اس وقت اتنا خوف طاری ہوتا ہے گویا کہ مایوسی اور محرومی یقینی نظر آتی ہے؟

تحقیق: اگر کسی کو بخار آوے اور طبیب کا نسخہ استعمال کرنے سے جاتا رہے تو کیا یہ بھی علاج کے لوازم میں سے ہے کہ پھر بخار عود نہ کرے یا اگر عود کرے پھر نسخہ استعمال کر لے یا

طبیب سے بجائے استعمال نسخہ کے یہ سوال کرے کہ میں اب کیا کروں جس سے کبھی عمر بھر بھی مرض عود نہ کرے کیا ایسا سوال جہل نہ ہوگا؟ خاص کر جب وہ عود اپنی غفلت اور بد پرہیزی سے ہوتو اس وقت اپنے نفس سے سوال مناسب ہے یا طبیب سے یا طبیب سے دعا کرا کر یہ اعتقاد جائز ہے کہ اس دعا کے بعد باوجود میری بے احتیاطی کے مرض عود نہ کرے گا۔ کیا یہ اعتقاد بھی جہل نہ ہوگا۔ (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

تحصیل روزی کیلئے مطب اختیار کرنا اگر دین کیلئے مضر نہ ہوتو جائز ہے

حال: (۱) زید تحصیل رزق کے لیے مطب اختیار کرتا ہے اور صرف اپنے مقرر کردہ اوقات کی پابندی کرتا ہے اور صرف اس قدر تدبیر اپنے ذمہ واجب سمجھتا ہے اس کے بعد جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس کو قسمت پر محمول کرتا ہے؟

تحقیق: اگر یہ صورت غالب اوقات میں زید اور اس کے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے کافی ہو جاتی ہوتو ادائے واجب کے لیے کافی ہے اور افضل بھی ہے۔

حال: (۲) عمرو تحصیل رزق کے لیے مطب اختیار کرتا ہے اور علاوہ مقرر شدہ اوقات کی پابندی کے وہ اشتہار بھی دیتا ہے کہ میں فلاں مقام پر مطب کرتا ہوں اور ان امراض کا خاص طور پر علاج کرتا ہوں وہ اس قدر تدبیر کرنا اپنے ذمہ واجب سمجھتا ہے اس کے بعد جو کچھ آمدنی ہوتی ہے اس کو قسمت پر محمول کرتا ہے؟

تحقیق: اگر پہلی صورت ضروریات کے لیے کافی نہ ہوتو پھر اس صورت کو ضروری کہیں گے ورنہ غیر ضروری گو جائز ہو۔

حال: (۳) بکر تحصیل رزق کے لیے مطب اختیار کرتا ہے علاوہ مقرر کردہ اوقات کی پابندی کے اشتہار بھی دیتا ہے اور لوگوں سے اپنے مطب کے لیے اپیل بھی شائع کراتا ہے اخراجات نہ نکل سکنے پر وہ مختلف شہروں میں مطب تبدیل کرتا ہے اور پھر بھی یہ خیال کرتا ہے کہ اب بھی تدبیر پوری نہیں ہوئی شاید کسی اور شہر میں مطب کرنا اس کو راست آجائے اور آمدنی میں اضافہ ہو جائے؟

تحقیق: ظاہراً یہ غلو ہے گو اگر دین کو مضر نہ ہو جائز ہے لیکن ضرر کا اندیشہ ضرور ہے۔ البتہ اگر بدوں اس کے ضروریات مہیا نہ ہو سکیں تو معذور ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

منصوص دعاؤں کا اثر ظاہر نہ ہونا اس میں عبدیت وتفویض کا امتحان ہے

حال: منصوص دعائیں اور اوراد پڑھ رہا ہوں مگر ان کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا؟

تحقیق: اس انتشار کا منشاء یہ ہے کہ ادعیہ کے اثر کو ادویہ کے اثر پر قیاس کیا جاتا ہے اور یہی غلطی ہے سنت اللہ دونوں جدا جدا ہیں۔ دوا کی تاثیر کے شرائط وموانع کم ہیں' دعا کے زیادہ ہیں جس میں بہت حکمتیں ہیں۔ ایک بین حکمت یہ ہے کہ دعا عبادت ہے جس کی روح عبدیت ہے اگر یہ فوراً قبول ومؤثر ہو جاتی تو اس میں عبدیت وتفویض کا امتحان نہ ہوتا۔ واللہ اعلم۔ اور اگر وہ اثر آخرت میں موعود ہے تو پھر یہ سوال ہی متوجہ نہیں ہوتا۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

بعض اساتذہ یا ان کی اولاد وغیرہ کا پریشان ہونا' اس کا علاج

حال: (یکے از اہل علم واہل اجازت) احقر بہت زیادہ پریشان ہے بے نمازکو یا داڑھی منڈانے والے کو یا عام لوگ کسی کی نسبت مشہور کریں کہ یہ شخص بدمعاش' لونڈے باز یا رنڈی باز اور شرابی ہے یا سود خور ہے تو ان فساق لوگوں پر بہت سخت غصہ آتا ہے اور طبیعت بے حد پریشان ہوتی ہے مگر اسی وقت یہ خیال قصداً لاتا ہوں کہ شاید اس شخص میں کوئی ایسی خوبی بھی ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور میرے اندر کوئی عیب ہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو جس کی وجہ سے میں مردود ہوں اور وہ لوگ اس خوبی کی وجہ سے مقبول ہوں۔ باوجود اس خیال کے بوجہ غصہ ان لوگوں سے سلام وکلام نہیں کرتا ہوں' ان لوگوں میں بعضے ایسے لوگ ہیں کہ میرے استاد ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ میرے استادوں کی اولاد ہیں ان لوگوں کا میں ادب لحاظ کچھ نہیں کرتا جس سے ان لوگوں کے جو حقوق مجھ پر ہیں وہ ضائع ہوتے ہیں' حضرت اللہ تحریر فرمائیے کہ ایسی حالت میں میں کیا طریقہ اختیار کروں؟

تحقیق: فقہ واصول پڑھنے والا ایسے امور میں متحیر ومشوش ہو تعجب ہے۔ بہت سے معاملات ذو وجہین ہوتے ہیں۔ فقہاء دونوں وجہ کا حق ادا کرتے ہیں۔ اول کے حصہ میں جو دونوں وجہوں کے حق ادا کرنے کے متعلق لکھا ہے ٹھیک ہے لیکن اخیر میں تذبذب کیوں ہوا۔ یہاں بھی دونوں وجہوں کا حق ادا کرنا ممکن ہے کہ دل میں نکیر ہو مگر ظاہری برتاؤ میں ان کا ادب کیا جائے۔ حدیثوں میں اس کے نظائر مذکور ہیں۔ البتہ اگر اعراض سے ان کی

اصلاح کی امید ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

معاشرت و معاملات کے خلاف ہونے سے رنج ہونے کا علاج

حال: جب کسی کے معاملہ لین دین میں خرید و فروخت میں صفائی نہیں پاتا تو طبیعت میں بہت رنج رہتا ہے اور یہی بات گھر میں پاتا ہوں تو کہتا ہوں کہ گھر کا کام انتظام اور صفائی سے کیوں نہیں کیا جاتا یا کوئی بات اُدھوری اور فضول کیوں کہی جاتی ہے تو گھر میں اصلاح نہیں ہوتی بلکہ اہلیہ اس طرح سمجھانے کو بدخلقی سمجھ کر رنج کرتی ہے اور پھر بندہ کو دُونا رنج ہوتا ہے اور حالت افسردہ رہتی ہے کس طریقہ سے احتیاط کرنی چاہیے؟

تحقیق: کیا اس طریقے میں کوئی شبہ خلاف شرع ہونے کا ہے اگر ہے تو اس کو ظاہر کریں اور اگر نہیں ہے تو پھر دوسرا طریقہ کیوں تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر فضیلت یا راحت کے لیے دوسرے طریقہ کی تلاش ہے تو جتنے طریقوں پر عمل کر سکتے ہو سوچ کر لکھو تاکہ مجھ کو تعین میں آسانی ہو اور بدوں اس کے اگر میں نے بتلایا ممکن ہے کہ اس پر عمل مشکل ہو اور وہ واجب بھی نہ ہوگا جس کے لیے مشکل ہونا مانع نہیں کیونکہ واجب میں مشکل ہونا عذر نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

(کتاب) ''تبلیغ دین'' اقویا کیلئے ہے

حال: تعلیم الدین کا باب سلوک دیکھ رہا ہوں اس سے جو امراض اور عیوب اپنے اندر سمجھ میں آئے ہیں ان کو علیحدہ علیحدہ کاغذ پر لکھتا جاتا ہوں اس کے بعد ''تبلیغ دین'' دیکھنے کا قصد ہے اس سے سمجھ میں جو آوے گا لکھتا جاؤں گا' پھر ایک ایک کر کے حضور کی خدمت میں پیش کروں گا' انشاء اللہ تعالیٰ؟

تحقیق: مناسب مگر یہ امر پیش نظر رہے کہ تبلیغ دین میں اقویا کے مذاق پر کلام کیا گیا ہے جس کا تحمل اس وقت کے ضعفاء کو نہیں اور علاج اس مذاق میں منحصر نہیں لہٰذا اس کو مقصود بالذات نہ سمجھا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

نماز میں سہو کا علاج احضار ہے نہ حضور

حال: حضرت والا جو نمازیں اکیلے پڑھتا ہوں اس میں سہو بہت ہوتا ہے اور اس کی

وجہ یہ ہوتی ہے کہ نماز کی طرف دھیان نہیں رہتا ہے' خیال اِدھر اُدھر رہتا ہے اس میں شبہ ہو جاتا ہے کہ دو رکعتیں ہوئیں یا تین' تین ہوئیں یا چار' اس کی کوشش تو نہیں کرتا کہ خیالات اِدھر اُدھر نہ جائیں لیکن بعض اوقات دل کو بہت رنج ہوتا ہے کہ میں یہ کیسی نماز پڑھتا ہوں اور تمنا کرتا ہوں کہ یکسوئی و دلجمعی کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق نصیب ہو جاوے؟

تحقیق: گو حضور اختیاری نہیں لیکن احضار اختیاری ہے جس قدر وسع میں ہو خواہ اس پر حضور مرتب ہو یا نہ ہو اس میں دو غلطیاں ہوتی ہیں۔ ایک احضار کا قصد نہ کرنا دوسرے حضور کا قصد کرنا۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

نماز تہجد کیلئے اگر آنکھ نہ کھلتی ہو تو بعد عشاء کے پڑھ لے

حال: خادم کی یہ حالت ہے کہ سوائے نماز پنجگانہ کے اور کچھ کام نہیں ہوتا ہے۔ نماز تہجد کو بھی آنکھ نہیں کھلتی اور اگر کھلتی ہے تو وہ سستی ہے کہ اٹھا نہیں جاتا' مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوتا ہے؟

تحقیق: افسوس تو علامت ہے محبت کی جو مطلوب ہے مگر افسوس کے بھی حدود ہیں جو چیز اختیاری ہو وہاں افسوس کے ساتھ اختیار سے بھی کام لینا چاہیے۔ مثلاً تہجد اگر اخیر شب میں نہیں ہوتا تو بعد عشاء پڑھ لیا جاوے اور جو چیز اختیاری نہ ہو وہاں صبر و استغفار و دُعا کرنا چاہیے۔

حال: بعض وقت نا معلوم کس کس قسم کے وساوس پیدا ہوتے ہیں؟

تحقیق: تو اس سے دینی ضرر کیا ہے۔

حال: حضرت والا کی دُعا اگر ہو سکے تو یہ مشکل آسان ہو جائے گی؟

تحقیق: انکار کب ہے لیکن ہر امر میں صرف دُعا پر اکتفا کرنا ضعف علمی و عملی ہے۔ اوپر کی تفصیل کی ضرورت ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۹ھ)

انفعالات مقصود نہیں افعال مقصود ہیں

حال: اپنے ابتر حالات کیا عرض کروں' آج سے دو سال قبل جو کیفیت حلاوت و خشیت و معیت حق تھی افسوس کہ وہ بتدریج کم ہو کر ختم ہو گئی؟

تحقیق: تو ضرر ہی کیا ہوا یہ انفعالات ہیں جو مقصود نہیں۔ افعال کا درجہ مقصود ہے جو کہ

اختیاری ہے گو اس میں لذت نہ ہو۔ وفی مثلہ قیل

دربزمِ عیش یک دو قدح نوش کن برو — یعنی طمع مدار وصال دوام را

(النور شوال ۱۳۵۹ھ)

"رسالہ الصحیفۃ الفاضلہ فی اصلاح العاجلۃ والآجلۃ"

بعد حمد وصلوٰۃ احقر اشرف علی عرض کرتا ہے کہ یہ ایک خط ہے جو حضرت مرشدی قدس سرہ نے جناب نواب محمود علی خان صاحب مرحوم کو اس وقت تحریر فرمایا تھا جب ان کا ارادہ مکہ معظمہ ہجرت کرنے کا تھا اور اپنی ریاست کا انتظام کرنے کے لیے ہندوستان تشریف لائے تھے چونکہ یہ والا نامہ دین و دنیا دونوں کے مہمات مصالح کا جامع ہے اس کی اشاعت کو ہر طبقہ کے لیے مفید سمجھا گیا۔ ناظرین اس کے ہر ہر جزو کو علوم عجیبہ کا خزانہ پائیں گے۔ وھو ھذا

نقل والا نامہ حضرت مرشدی حاجی امداد اللہ صاحبؒ

(از مکہ معظمہ حارۃ الباب مورخہ ۲۵ رجمادی الاول ۱۳۱۱ھ)

از فقیر امداد اللہ عفی عنہ۔ بخدمت سراپا جود و سخا حامی شریعت وطریقت جناب نواب محمود علی خان صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں دل کو بہت تعلق ہے۔ امید کہ بفضلہ تعالیٰ آپ مع الخیر والعافیت اپنے وطن پہنچ کر اپنے فرزندان وعزیز واقارب کے دیدار سے سرور وشاداں ہوئے ہوں گے۔ آپ بہت جلد اپنے مزاج مبارک کی خیریت و حالات سفر و دیگر حالات سے سرفراز فرماویں۔ چونکہ فقیر کو آپ سے محبت للہ ہے اور (الدین النصیحۃ) بڑی خیر خواہی دین کی ہے اس لیے خیر خواہانہ تحریر ہے۔ آپ اپنی ریاست کا انتظام اور حقداران کی ادائے حقوق کا بندوبست اس طرح سے کر کے یہاں تشریف لاویں کہ آپ کو کچھ بھی تشویش نہ رہے کیونکہ جب تک قلب تعلقات وتشویشات دنیاوی میں مشغول رہے گا عبادت وطاعت کی لذت و حلاوت ہرگز نہ ملے گی بلکہ جب تک دل ماسوی اللہ سے پاک وصاف نہ ہوگا تب تک نہ سچی

توحید حاصل ہوگی اور نہ جمال مبارک حق کا آئینہ دل میں مشاہدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ایک ہی قلب مخصوص اپنے واسطے عطا کیا کوئی دوسرا دل نہیں کہ اس میں دوسرے تعلقات مشاغل کو جگہ ہو۔ حرمین شریفین میں رہ کر دل کو امور ومشاغل ہند میں مشغول رکھنا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہند میں رہ کر دل کو حرمین شریفین کی طرف متوجہ رکھنا کیونکہ حقیقت ہی قلب سے ہے اگر قلب ہند میں رہا اور صرف ظاہری جسم حرمین شریفین میں رہا تو یہ ہجرت حقیقی نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر عمل قلب ہے۔ (اِنَّ اللّٰہَ یَنْظُرُ الٰی قلوبکم ولاینظر الٰی صورکم) اصل ہجرت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اللہ کے سوا سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو رہے اگر یہ نہ ہو سکے تو اس قدر تو ضروری ہے کہ آپ کو اپنی اولاد و اموال وریاست سب کاموں کو اللہ تعالیٰ کی وکالت میں سپرد کر کے خود تدبیر وبندوبست سے فارغ ہو جائے۔ جب اللہ قادر ورحیم وکریم وعلیم کو اپنا وکیل وکارساز بنادیا تو بندہ عاجز ناکس کا محتاج نہ رہے گا۔ جب تک اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب چیزوں پر غالب نہ ہوگی اور امور دین اور امور دنیوی پر یعنی باقی فانی پر غالب نہ ہو جاویں گے تب تک بندہ کا ایمان پورا نہ ہو سکے گا' مسلمان کو کامل مسلمان ہونے کی کوشش وفکر تو سب پر مقدم وفرض ہے۔ بس اپنے متعلق کوئی جھگڑا وتعلق دنیاوی نہ رکھیں جب سب اللہ تعالیٰ شانہ کے سپرد کر دیئے اور دنیا پر عقبیٰ کو مقدم کر دیا تو سب کام درست وٹھیک ہو گئے' دنیا فانی بگڑے تو کیا' بنے تو کیا۔ (جب اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو ہرگز نہ بگڑے گی) جب عقبیٰ ودین کی درستی ہو گئی تو ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اس کے نزدیک بے حقیقت ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عشق بر مردہ نباشد پائیدار عشق را بر حی بر قیوم دار

اللہ تعالیٰ کے سوا سب فانی ہے اور عشق باقی باقی ہے۔ یا اللہ فانی کی محبت یعنی اولاد و اموال کی محبت اللہ حی وقیوم کی محبت سے ہم سب کو نہ روکے۔ بس مکہ ومدینہ میں رہنے کا لطف جبھی ہے کہ دل سب سے فارغ وخالی ہو' بہت علوم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں' جب تک عمل نہ ہو' نقل ہے کہ امام ابو یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم بن ادہم قدس سرہ سے کہا تھا کہ درویش کے واسطے علوم کا سیکھنا ضروری ہے تو آپ نے جواب دیا کہ

میں نے ایک حدیث سنی ہے کہ (حب الدنیا رأس کل الخطیئات) جب اس حدیث پر عمل کرلوں تو اور علوم سیکھوں۔ ہدایت کے واسطے ایک آیت ایک حدیث کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ہم کو اور آپ کو توفیق عمل عطا فرماویں اور اپنی رضا مندی پر چلادیں اور ماریں حقیقت میں حضرت اس حدیث پر عمل ہو جاوے تو انسان مقبول خدا ہو جاوے۔ صفات ذمائم جو مہلکات ہیں۔ مثل طمع و حرص و حسد و کینہ و عداوت و غضب و کبر و بخل وغیرہ سب حب دنیا سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا ہی صفات حمیدہ مثل صبر و توکل و رضا و قناعت و تواضع و سخاوت و حلم وغیرہ سب ترک حب دنیا سے حاصل ہوتے ہیں۔ اولاد کے برابر عزیز اور والدین کے برابر شفیق و مہربان کوئی نہیں مگر اس حب دنیا کی وجہ سے ان میں آپس میں مخالفت و عداوت ہو جاتی ہے اور جب حب دنیا نہ رہے۔ سارے جہان کے غیر عزیز دوست ہو جاتے ہیں۔ (اللّٰھم اجعلنا منھم) ایک بات ضروری یہ بھی ہے کہ داد و دہش کا جھگڑا بھی اپنے ساتھ نہ ہو تو بہتر ہے بلکہ کل صدقات و خیرات بھی متعلق ریاست کر دیا جاوے۔ بندہ کو اپنے آپ کو اپنے جسم و روح اللہ تعالیٰ کو دینا یہی حقیقی سعادت و جوادی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ کو دے دیا تو اب کوئی جود و سخا باقی نہ رہی اب اس کو لاکھ و کروڑ روزانہ خیرات کرنے کی حاجت باقی نہ رہی۔ اہل اللہ کے برابر کوئی جواد و سخی نہیں ہوسکتا۔ فقیر کی تو یہ بھی صلاح نہ ہوتی کہ آپ اپنے مصارف کے واسطے کچھ ریاست سے مقرر کرلیں لیکن چونکہ ساری عمر اسباب پر رہی ہے اس لیے اس بارے میں فقیر کچھ نہیں کہتا ہے آپ اپنے نفس سے زیادہ واقف ہیں کیونکہ درویشی میں یہ بڑا شرک (اصطلاحی) ہے کہ رہیں تو باب اللہ باب رسول پر اور روزی مانگیں ہندوستان سے کسی امیر کے دروازے پر کسی دوسرے سے مانگ کر کھانا امیر کی غیرت و غصہ کا سبب ہے یہ کوئی بڑے درجات و مراتب کی بات نہیں۔ کمال ایمان اور ادب کی بات ہے بس اپنے ضروری خرچ کے سوا زیادہ مقرر نہ کریں کہ لوگ آپ کے تضیع اوقات اور تشویش کے باعث نہ ہوں۔

بڑی خرابی امراء و رئیسوں کو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انہوں نے مشورہ لینے کی سنت کو اپنی کم فہمی سے ترک کر دیا ہے۔ مسلمان لوگوں کی تعلیم کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو (شاورھم فی الامر) بتاکید فرمایا ہے نصرانیوں نے اس آیت پر اس درجہ عمل کیا کہ ہزاروں قسم کی مجلسیں مقرر کیں' ہر اخبار اور ہر رعیت کو رائے دینے کا مجاز کیا۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہے آپ کو بھی معلوم ہے' مسلمانوں کو یہ خبط ہے کہ جب ہم دوسرے سے رائے لیں گے تو ہم کو لوگ کم عقل سمجھیں گے یا ہماری حکومت میں شریک ہو جاویں گے یا تکبر سے کسی کو مشورہ کے قابل نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں خبط ہیں بس اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کر کے سب کاموں کا انتظام وانصرام بخوبی کر کے تشریف لاویں۔ اگر پانچ چار مہینہ توقف بھی کرنا پڑ جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ادھورا کام چھوڑ کر آنے میں پھر وہی تشویش وتردد رہے گا۔ زمانہ میں عقل کے ساتھ دیانتدار کمیاب ہیں اگر ایسے لوگ مل جاویں تو حق تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیے اور ایسے آدمی کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ "لایشکر اللّٰہ من لایشکر الناس" خود اللہ تعالیٰ شاکر ومشکور ہے۔ ہر شخص کی استعداد کے مطابق برتاؤ فرماتا ہے نیکوں کو ہر نیکی کے بدلے دس سے کم نہیں اور زیادہ کا انتہا نہیں عنایت کرتا ہے اور برائی کا برابر صرف ایک برائی خود فرماتا ہے: "افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا" اس مسئلہ پر بھی فرنگیوں نے ایسا عمل کیا ہے جیسا چاہیے' ان کا ملازم یا ان کی رعیت کچھ اچھا کام کرتا ہے تو اس کا کیا کچھ شکر کرتے ہیں اگر ملازم ہو تو اس کی کارگزاری کی کتاب میں توصیف اور تعریف لکھتے ہیں اور اس کی خدمت کے لائق برابر ترقی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض وقت دس روپے والے کی ترقی ہزار دو ہزار تک ہو جاتی ہے ویسے بھی بذریعہ خطاب وغیرہ ملازم ورعایا کی عزت کر کے اس کی دیانت وہمت بڑھاتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ دیانتدار وغیر دیانتدار کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا تو دیانتدار کی ہمت اس کی خیر خواہی کی طرف سست ہو جاوے گی پھر سب کام خراب ہو جاویں گے' مسلمان رئیسوں کی زیادہ خرابی اس سے ہوئی کہ انہوں نے اہل ونااہل کی تمیز نہ کی' بہت رئیسوں نے جان بھی لیا کہ فلاں عاقل ودیانتدار ہے مگر تکبر یا بدعقلی کی وجہ سے اس کی قدر نہیں کرتے' بعضوں کو یہ خبط ہے کہ اگر ہم اس کی تعریف وترقی کریں گے تو یہ خراب ہو جاویں گے (نعوذ باللہ منہا) اپنی عقل کو اسرار شریعت سے بھی بڑھ کر سمجھنے لگے' فقیر نے بارہا دیکھا ہے کہ دیانتدار کو خائن خود رئیس

کر دیتے ہیں کیونکہ ملازم نے اپنے اوقات کو اپنے آقا کے ہاتھ اپنی رفع حوائج کے بدلہ بیچ ڈالا۔ جب آقا کو اپنے ملازم کی ضروریات وحوائج کا خیال نہ ہوگا مثلاً اس کی حیثیت کے موافق اس کی رفع حاجات پچاس روپیہ میں ہو اور وہ پچیس روپیہ دے تو ملازم اور حاجتوں کو کہاں سے پوری کرے، آخر وہ خیانت کی طرف مجبور ہوگا بس اس میں اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کے مطابق کارروائی ہونے سے سب امور ٹھیک ہوتے ہیں۔ فقط (النور ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ)

(تمت الصحیفۃ الفاضلہ)

ہر عمل میں خلوص نہیں، فکر معاش راجح ہے
جواب فکرِ معاش فکر معاد کے منافی نہیں

حال: میں اپنے اندر صدق وخلوص بالکل مفقود پاتا ہوں اور نفس وشیطان ہر وقت درپئے مردودیت ومطرودیت رہتے ہیں:

بے عنایات حق و خاصانِ حق گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

اگر حضرت سے نہ روؤں تو اور کس سے جا کر عرض حال کروں۔ اللہ تعالیٰ ہی میری مدد فرمائے اور مجھ کو ہر گمراہی سے محفوظ و مامون رکھے، کسی سے ملنے جلنے کے قابل اپنے آپ کو نہیں پاتا جو حسن ظن حضرت اقدس کی بدولت رکھتے ہیں ان سے نہایت درجہ شرمندہ ہوتا ہوں؟

تحقیق: بروئے حدیث توبہ الندم توبتہ یہ استحضار وندامت قلبی توبہ ہے جو ہر نقص کا تدارک ہے اگر کپڑا میلا ہو جاوے دھو ڈالنا اس کا تدارک ہے اگر پھر میلا ہو جاوے پھر دھو ڈالے، یہی سلسلہ جاری رہے تو بھی رحمت ہے۔ والسلام

حال: خدمت تعلیم بظاہر آلہ فکر معاش بنا ہوا ہے بلکہ اپنے ضعف پر نظر کرتے ہوئے فکر معاش اصل واقدم نظر آ رہا ہے اس لیے دست بستہ عرض ہے کہ غریق گرداب کو ساحل نجات پر پہنچایا جاوے؟ تحقیق: کیا فکر معاش اور فکر معاد جمع نہیں ہو سکتے؟

ان ہی صاحب کا دوسرا خط

حال: بیشک دونوں جمع ہو سکتے ہیں مگر باوجود تأمل کے مجھے ایسی صورت جمع سمجھ میں

نہیں آئی جس سے قلب کو اطمینان حاصل ہو جائے؟

تحقیق: حدیث کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ' اس میں نص ہے کہ فکر معاش بھی فرد اعظم ہے فکر معاد کی جس کا اعظم ہونا لفظ فریضہ سے ظاہر ہے اور کون نہیں جانتا کہ مقسم لوازم قسم سے ہے لزوم سے بڑھ کر جمع کی کونسی صورت ہو گی۔

ان ہی صاحب کا تیسرا خط

حال: اس میں ایک خلجان باقی ہے وہ یہ کہ دین ذریعہ دنیا نظر آ رہا ہے اور ہونا چاہیے برعکس لہٰذا ایسی ترکیب ارشاد فرمائی جاوے جس سے دنیا پر دین کو غلبہ ہو جاوے؟

تحقیق: دنیا جو نظر آ رہی ہے صورتاً دنیا ہے معناً دین ہی ہے بوجہ نیت کے ورنہ دنیائے خالص کو فریضہ نہ فرمایا جاتا جو کہ قسم ہے دین اور اطاعت کی۔ اس میں بین دلیل مشروعیت ہے صلوٰۃ حاجت کی جس کی وضع اور غایت ہی حاجت دنیویہ ہے وہاں بھی یہی توجیہ ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۱ھ)

استیذان حضرت سعدؓ آنحضرتؐ کا تین دفعہ سلام کہنا اس میں حکمت

حال: ایک حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض استیذان حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تین مرتبہ السلام علیکم کہا اور وہ ہر دفعہ آہستہ جواب دیتے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو انہوں نے بالفاظ ذیل عذر کیا۔

ولقد رددت علیک ولم اسمعک احببت ان استکثر من سلامک ومن البرکۃ

اس پر شبہ یہ ہے کہ ان کے آہستہ جواب دینے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار کرنے کی اور واپس ہونے کی تکلیف ہوئی انہوں نے اس کو کیسے گوارا کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ کیوں نہ فرمائی اس میں حکمت کیا ہے؟

تحقیق: ایذاء عادۃً جب ہوتی ہے کہ مخاطب کا موجود اور سامع کا غیر معذور ہونا معلوم ہو۔ یہاں نہ یہ معلوم تھا کہ موجود ہیں نہ یہ معلوم تھا کہ سن رہے ہیں۔ پھر بعد میں جب موجودگی اور سماع کا علم ہوا تو ساتھ ہی عذر کا بھی علم ہو گیا۔ کوئی موقع ایذاء کا پیش نہیں آیا ورنہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے حسن اخلاق سے کچھ نہ فرماتے تو حق تعالیٰ تو تنبیہ فرماتے:

کما نبّهٗ تعالیٰ علیٰ اخف من ھذا فی قولہٖ لاتدخلوا بیوت النّبی الیٰ قولہٖ ان ذالکم کان یؤذی النّبی فیستحی منکم. الخ (النور محرم ۱۳۶۰ھ)

حدیث لاخیر من لا یألف وَلا یؤلف پر شبہ اور اس کا جواب

حال: ایک خاص عرض ہے کہ احقر اپنے کو اس کا مصداق پاتا ہے "لاخیر من لا یألف ولا یؤلف" یہ مرض پاتا ہوں اور بہت روز سے ہے کہ میری طبیعت کسی سے مانوس نہیں اور غالب شبہ ہے اور لوگ بھی احقر سے مانوس نہیں، بہر حال حضرت مجھے تو اپنا فکر ہے؟

تحقیق: اُلفت کے اصل معنی اجتماع کے ہیں جو مقابل ہے تفرق کا۔ آیت قرآنی "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ" میں "لاتفرقوا" کی علت میں الفت بین قلوبکم فرمانا اس مقابلہ کا مؤید ہے تصنیف کو تالیف اسی لیے کہتے ہیں اس کے لیے انس ہونا لازم نہیں کبھی مع الانس بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات تالیف بمعنی ایناس بھی مستعمل ہوتا ہے پھر اجتماع کبھی محمود ہوتا ہے۔ جب دنیائے مباح یا دین کے لیے نافع ہو کبھی مذموم اور کلیات شرع کا مذموم کے مراد لینے سے مانع ہونا ظاہر ہے۔ پس اجتماع محمود کا مراد ہونا متعین ہوگیا۔ اب حدیث کا حاصل یہ ٹھہرا کہ مؤمن اجتماع محمود سے نفور نہیں ہوتا ورنہ صحبت ضارہ سے تحذیر خود وارد ہے اور اکابر طریق نے توحش عن الخلق کو انس باللہ کے لوازم سے فرمایا ہے اس حالت میں افادہ واستفادہ ضروریہ سے جو آبی نہ ہو وہ اس حدیث کی وعید کا مصداق نہیں ہوسکتا۔

حال: امید کہ حضرت سلمہ اس بدکردار کی اصلاح فرمائیں، درخواست عرض ہے؟

تحقیق: الحمدللہ اس کی توفیق عطا ہوگئی آپ اس استصلاح واصلاح کو الفت مطلوبہ کی مثال سمجھ لیجئے۔ (النور محرم ۱۳۶۰ھ)

کسی تدبیر کا عقل میں نہ آنا یہ بے تدبیری ہی تدبیر ہے

حال: میں تو حضرت بس مجموعی طور سے اپنے کو ایسے حال میں پارہا ہوں کہ دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے ڈوب رہا ہوں اور خود ہاتھ پاؤں مار کر نکل جانے کی بھی کوئی تدبیر عقل میں نہیں آرہی ہے، دماغ بالکل معطل ہے؟

تحقیق: بعد تفویض محض کے یہ بھی ایک نعمت اور ایک علم عظیم کا مقدمہ ہے کیونکہ اس سے مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ جب تدبیر مؤثر نہ ہو تو بے تدبیری ہی تدبیر ہے۔

حال: تھوڑا تھوڑا یا ایک ساتھ جیسی اجازت و مصلحت ہو عرض حال کروں یا اور جو صورت حضرت میرے حق میں مفید خیال فرمائیں؟

تحقیق: اپنی سہولت دیکھ لیجئے میں ہر حال میں آمادہ ہوں اور رفیق طریق کما قال الشیخ الشیرازی

دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست   تا نہ پنداری کہ تنہا میروی!

والسلام خیر الختام (النور صفر ۱۳۶۰ھ)

نفع کیلئے رغبت طبعی شرط نہیں ہے، رغبت عقلی کافی ہے

حال: حضرت للہ مجھ کو مرید کر لیجئے اور تربیت کے لیے دوسرے کے سپرد نہ کیا جاوے کیونکہ مجھ کو دوسروں سے ہرگز رغبت و اطمینان نہیں ہے مجھ کو اعتقاد و اطمینان و رغبت و انس خاص حضور ہی سے ہے اگر حضرت کو تعلیم سے تکلیف ہو تو یہ ہو سکتا ہے یا نہیں کہ حضور مجھ کو بطور اصول کے مجملاً تعلیم دیدیں، اگر ہو سکتا ہے تو میرے لیے بسا غنیمت ہے؟

تحقیق: رغبت و اطمینان طبعی شرط نفع نہیں عقلی کافی ہے اور وہ بواسطہ موثق بہ کے حاصل ہو سکتا ہے اور بطور اصول کے مجمل اور کلی تعلیم اگر کافی ہوتی تو کتب فن سے ایسی تعلیم حاصل کرنا ممکن تھا مگر اہل طریق نے کبھی کافی نہیں سمجھا۔ شیخ ہی کو ضروری سمجھا جیسے کتب طب اور طبیب کا بعینہ یہی حال اور حکم ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

والدہ کی وصیت کہ فقیری اختیار کرنا اس سے کسب حلال کا چھوڑنا جائز نہیں

حال: والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے؟ تحقیق: قلق ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی صبر و اجر عطا فرماوے۔

حال: دعائے مغفرت فرمادیں؟ تحقیق: اللّٰھم اغفر لھا وارحمھا۔

حال: بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ دنیوی کاروبار چھوڑ کر فقیری اختیار کر لینا۔ آخرت جو مقصود ہے اسی کو کوشش سے حاصل کرو، دنیا کو چھوڑو اب میں حیرانی میں ہوں کہ کیا کاروبار مطب کا چھوڑ دوں؟

تحقیق: کسب حلال کو حدیث میں فرض فرمایا ہے جو احکام دین میں سب سے اہم و اعظم قسم ہے ورنہ کیا اکل و شرب کو بھی دنیا سمجھ کر ترک کیا جاوے گا اور کیا یہ ترک معصیت نہ ہوگا؟

حال: اس پر حضور والا کی اطلاع کے بغیر تو عمل نہیں کرنا چاہتا ان کی جدائی سے پریشانی ہے، حضرت والا کی طرف سے اس وصیت پر عمل کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

تحقیق: جب عمل ہو رہا ہے تو اس کا ابقاء یہی تکمیل ہے وصیت کی۔

نوٹ: ان صاحب نے جو لفافہ جواب کے لیے بھیجا تھا اس پر ان کے نام کے پہلے یہ الفاظ تھے: ''بخدمت اقدس'' ان الفاظ پر لکیر کھینچ کر لفافہ ہی پر حسب ذیل تنبیہ لکھ دی گئی۔

تنبیہ: غالباً لفافہ کسی سے لکھا لیا ہے ورنہ اپنے قلم سے یہ عبارت نہ لکھتے جس فقیری کی وصیت مرحومہ نے کی ہے یہ سراسر اس کے خلاف ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

جیسے کامیابی نعمت ہے اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے

حال: مکرمت نامہ نے سعادت بخشی۔

تحقیق یوں تو خاکسار گرمیوں کے موسم میں مع اہل و عیال وطن آیا کرتا تھا مگر اس سال مزید تقریب یہ ہے کہ خاکسار کی بڑی لڑکی کا نکاح یہاں عزیزوں میں چچازاد بھائی سے درپیش ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت کون جان سکتا ہے کہ اس سے پہلے جب چھ ماہ قبل تاریخ مقرر ہوئی تھی تو لڑکے کے باپ نے وفات پائی اور اب جب مقرر ہوئی تو لڑکے کے چچا نے وفات پائی، یہ دونوں میرے چچازاد بھائی تھی اور اب ساری ذمہ داری اس ناتوان کے سر ہے، یہ ذاتی حالات اس لیے عرض خدمت ہوئے کہ حضرت کے کلمات میرے لیے تسکین کا باعث ہوں گے؟ انشاء اللہ تعالیٰ

تحقیق: بزرگوں سے کان میں پڑا ہے کہ جیسے مرادات میں کامیابی نعمت ہے اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے جیسے غذا کا عطا ہونا نعمت ہے اسی طرح مریض کے لیے (وَكُلُّنَا مَرِيْضٌ) (اور ہم سب مریض ہی ہیں ۱۲) دوا کا عطا ہونا نعمت ہے اگر اس نعمت میں لذت ہے اس نعمت میں صحت ہے جو خود شرطِ لذت بھی ہے۔ (النور محرم ۱۳۶۲ھ)

بعض کا چاہنا کہ نیک لوگوں میں میرا شمار ہو مذموم نہیں!

حال: حضرت والا یہ ناچیز انگریزی ماسٹر ہے بفضلہ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں

رہتا کہ لوگ مجھ سے عزت کا سلوک کریں اپنی حالت کفار سے بھی بدتر محسوس ہوتی ہے لیکن کچھ عرصہ سے اپنی حالت کو دیکھتا ہوں کہ اگر کوئی مجھے حاجی صاحب یا حضرت کہہ کر پکارتا ہے تو دل خوش ہوتا ہے اگر کوئی ماسٹر کہہ کر پکارتا ہے تو وہ خوشی نہیں ہوتی بعض دفعہ تو عقل یہ فیصلہ کرتی ہے کہ لفظ ماسٹر سے وحشت ہونا بُرا نہیں مگر غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ نفس چاہتا ہے کہ نیک اور دیندار لوگوں میں میرا شمار ہو۔ حضرت اقدس اگر یہ حالت مذموم ہو تو علاج ارشاد فرمادیں؟ حضور کے ارشاد پر دل وجان سے عمل کروں گا؟

تحقیق: جیسے سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے خاصیتیں رکھی ہیں اسی طرح الفاظ میں بھی اور ان کے وہ آثار طبعی ہیں۔ ان کا احساس ایسا ہی ہے جیسے شیریں اور تلخ چیزوں کا تو اگر کسی کو پختہ انار شیریں معلوم ہوتا ہو اگرچہ وہ حرام ہی کا ہو اور کریلا تلخ معلوم ہوتا ہو اگرچہ وہ حلال ہی کا ہو تو جیسے یہ احساس مذموم نہیں' اسی طرح خاص القاب والفاظ کے آثار کا احساس بھی' البتہ خلاف واقعہ کو اپنے قصد سے پسند کرنا اور واقعہ کو اپنے قصد سے ناپسند کرنا یہ بیشک مذموم ہے سو اس سے بچنا اختیاری امر ہے اور اس کا اسہل اور اسلم طریق یہ ہے کہ جب کوئی مدحیہ الفاظ استعمال کرے فوراً ہی ان کی نفی اور ان سے نہی سے کام لے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے ایسے اقوال کے شر سے پناہ مانگے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ھ ۱۳)

اگر نیت درست ہے تو کلام طویل کرنے میں کوئی حرج نہیں!

حال: جب کبھی کوئی دینی مضمون یا مسائل کا تذکرہ کسی خاص ملنے والے سے کرتا ہوں تو اگر کوئی پاس ہی دوسرا شخص موجود ہو تو اس کو بھی مخاطب کر لیتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ بہت سے لوگ سن لیں اور دل کو اس کلام میں مزہ آتا ہے اور کلام طویل ہو جاتا ہے گو بحمد اللہ کوئی معصیت کی بات اس میں نہیں ہوتی اور شروع کلام میں کوئی ریاء وغیرہ کی نیت نہیں ہوتی مگر دوسروں کو سنانے کے خیال سے کلام طویل ہو جانے سے مرض حب جاہ یا ریاء کا گمان غالب معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: جب ایسا گمان ہوا ز سرنو نیت درست کرلی جاوے کہ فعل اختیاری ہے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ھ ۱۳)

دنیاوی وجاہت والوں سے قصداً متوجہ نہ ہونا نیت پر موقوف ہے

حال: ایک خاص امر میں تردد ہے وہ یہ کہ بعض ایسے لوگوں سے (جو کہ دنیاوی اعتبار

سے ذی وجاہت ہیں اور ان سے کسی طرح کا سابقہ تعلق بھی نہیں) کہیں ملاقات ہو جاتی ہے تو میں ان کی طرف قصداً متوجہ نہیں ہوتا ہوں، ہاں اگر وہ پیش کرتے ہیں تو ملاقات کر لیتا ہوں۔ نیز راستہ میں چلتے ہوئے کسی سے آمنا سامنا ہو جاتا ہے تو ابتداء بالسلام کر لیتا ہوں مگر ملاقات و تعلق میں پیش قدمی نہیں کرتا، مہربانی فرما کر تحریر فرمادیں کہ یہ نفس کی شرارت تو نہیں ہے اور اس رویہ میں تبدیلی کرلوں یا قائم رہوں؟

تحقیق: نیت کیا ہوتی ہے اگر یہ نیت ہے کہ پیش قدمی کرنے میں یہ لوگ ذلیل اور صاحب غرض سمجھیں گے تو عین مصلحت اور اگر یہ نیت ہے کہ ہم ان سے بوجہ علم اور دین کے افضل ہیں تو کبر ہے مگر اس کا علاج ان سے پیش قدمی کرنے سے نہ کیا جاوے کہ ایک مانع یعنی تذلل موجود ہے بلکہ جن لوگوں کو عام طور سے حقیر سمجھا جاتا ہے ان سے پیش قدمی کرنے سے علاج کیا جاوے اور اگر اس پر مدح ہونے لگے تب بھی اس معمول کو نہ چھوڑا جاوے بلکہ مداحین کی ناواقفی کا اعتقاد رکھا جاوے۔ (النور ربیع الاول ۶۲ ۱۳ھ)

نوافل میں گرانی کا علاج

حال: نوافل پڑھنے میں طبیعت پر بہت گرانی معلوم ہوتی ہے اسی واسطے نوافل کی مقدار بہت قلیل ہے اور وہ بھی قہراً جبراً چونکہ نماز دربار الٰہی میں حاضری ہے اور اس سے اس قدر تنگی کہیں مطرودیت و مردودیت کا باعث نہ ہو اس لیے للہ اس عقبہ سے نجات کی صورت ارشاد فرمائیے؟

تحقیق: طبعی پر کیا ملامت مگر اس کی مقاومت کر کے نوافل پڑھنا اجر عظیم ہے اور اسی کی برکت سے وہ طبعی تنگی بھی کم ہو جاتی ہے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ)

باب۵

احوال کے بیان میں

قبض کے اسباب معاصی وغیر معاصی میں فرق

حال: جس قبض کے اسباب معاصی ہوں اور جس کے اسباب غیر معاصی ہوں دونوں میں امتیازی آثار کیا ہیں؟

تحقیق: معاصی سے جو قبض ہوتا ہے اس میں حزن طبعی اور خوف طرد نہیں ہوتا' جمود محض ہوتا ہے' یہی قساوت ہے اور جو غیر معاصی سے ہوتا ہے اس میں یہ حزن اور خوف ہوتا ہے بجائے جمود کے بے چینی ہوتی ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

سکرات موت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حکمت

حال: ایک روز شبہ ہوا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکرات موت کی زیادہ تکلیف کیوں ہوئی اور آپ کو بخار کی شدت دوگونہ کیوں ہوا کرتی تھی' حضرت والا کے مواعظ سے ایک دو وجہ معلوم ہو کر تسلی ہوئی' پھر خود بخود دل میں یہ بات آ گئی کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل و خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے آپؐ کے مقامات بھی خاتم المقامات ہیں' شدت بخار اور شدت سکرات موت سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام صبر کی اکملیت اور ترقی حق تعالیٰ کو منظور ہوگی اس بات کے سمجھ میں آنے سے دل میں سرور سا محسوس ہو رہا ہے' معلوم نہیں کہ یہ مفہوم کیسا ہے؟

تحقیق: شدت وعک کی حکمت تضاعف اجر یہ تو خود حدیث میں منصوص ہے۔ اس پر شدت سکرات کو قیاس کیا جا سکتا ہے آپ کی لکھی ہوئی توجیہ اور یہ حکمت منصوصہ یا مقیسہ علی المنصوص متقارب ہیں اور اس مقیسہ میں ایک اور احتمال بھی ہے مگر وہ حکمت نہیں علت ہے اور وہ علت شدت وعک کی بھی ہو سکتی ہے اور حکمت و علت میں کچھ تنافی نہیں' دونوں صدق میں

مجتمع ہوسکتی ہیں کیونکہ علت وجود میں متقدم ہوتی ہے اور حکمت متاخر پس اپنے اپنے زمانہ میں دونوں موجود ہوسکتی ہیں وہ علت قوت مزاج وشدت تعلق بالامتہ ہے قوت مزاج میں حرارت تیز ہوگی اور شدت تعلق بالامتہ سے روح کے تعلق کا انفکاک شدید ہوگا۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

بدوں مناسبت کے دل کی بندش برابر رہتی ہے

حال: حضرت مولانا کئی ایام سے یہاں تشریف فرما ہیں اکثر اوقات ان کی خدمت میں بیٹھنا ہوتا ہے وہ تواضع مزاجی سے میری رعایت بھی فرماتے ہیں مجھ کو ان سے بھی انس ہے اور دل میں قدر ہے مگر میری قلبی حالت بندش کی صحبت اور غیر صحبت میں برابر رہتی ہے؟

تحقیق: بدوں مناسبت کے ایسے آثار کا ظہور نہیں ہوتا۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

غلبہ عظمت وحیاء کا حالت رفیعہ ہے

حال: حق تعالیٰ شانہ کی عظمت کبریائی اس کا حاضر ناظر ہونا عین الیقین سا ہوتا جاتا ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت پر اگر صادر ہو بھی جائے مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہوجاتا ہوں؟

تحقیق: مبارک ہو۔ اَللّٰھُم زِدفزِد

حال: پیر پھیلا کر سونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ بیت الخلاء میں ستر کھولنا تو اور بھی زائد باعث شرم معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: یہ حیا کا غلبہ ہے حالت رفیعہ ہے پھر غلبہ کے بعد اعتدال ہوجاتا ہے جو اس سے بھی ارفع ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

رسالہ خیر الاختبار فی خبر الاختیار

(روعی فی التسمیۃ اسم الجامع ہو المولوی خیر محمد جالندھری (حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ المتوفی شعبان ۱۳۹۰ھ مہتمم خیر المدارس ملتان)

مضمون کیفیت مقصود نہیں

یسنی ملفوظ شریف حضرت مرشدی ومولائی سیدی وسندی حجۃ اللہ فی الارض

حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہم العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرحمٰنِ الرَّحیم ط نحمدہٗ و نصلّی علٰی رَسُوْلِہِ الکرِیْم٥

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعظیم۔

(۴ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ)..... (یکم جنوری ۱۹۳۳ء یوم یک شنبہ)

مجلس بعد نماز

فرمایا: ایک صاحب نے خط میں یہ شکایت لکھی ہے کہ جو جمعیت قلب حضرت والا کی خدمت بابرکت سے لے کر آیا تھا وہ یہاں آ کر رفتہ رفتہ رخصت ہوگئی' فرمایا' میں نے جواب میں لکھا ہے کہ اگر یہ کیفیت رخصت ہوگئی تو ضرر کیا ہوا کیونکہ کیفیت مقصود ہی نہیں۔ حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ضرر تو ہوا ہے' فرمایا کیا ضرر ہوا' عرض کیا گیا ایک چیز نصیب ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔ فرمایا: اس کی کیا دلیل کہ وہ چیز اس کے لیے نافع ہی تھی ممکن ہے کہ وہ مضر ہوتی۔ حق تعالیٰ ہی مفید اور مضر کو خوب جانتے ہیں اور اس کو بھی کہ بندہ کے لیے کس وقت کیا مناسب ہے' لوگ تو کیفیات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لذت کے طالب ہیں ہے تو فحش بات مگر میں تو اس لذت کی طلب پر یہ کہا کرتا ہوں کہ اگر مزے ہی کی خواہش ہے تو میاں مزہ تو مذی میں ہے بیوی کو بغل میں لے کر بیٹھ جاؤ' چومو' چاٹو' مذی نکلے گی' بہت مزہ آئے گا' اگر یہ کہا جائے کہ مزہ سے اعمال میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ سہولت ہی کی کیوں طلب ہے' کیا انسان دنیا میں سہولتوں کے لیے بھیجا گیا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ''لقد خلقنا الانسان فی کبد'' ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا اور یہ طالب ہے سہولت کا۔ الغرض اس غم میں ہی نہ پڑنا چاہیے اپنے کام میں لگے رہنا چاہیے کیونکہ اس غم میں پڑنا کہ وہ حالت نہیں رہی یہ حالت نہیں فلاں کیفیت جاتی رہی' قلب کا برباد کرنا ہے۔ آخر یہ توجہ مخلوق کی طرف نہیں تو اور کس کی طرف ہے اس میں بھی عنوان تو اچھا اختیار کیا گیا ہے مگر ہے نفس کا کید' کہ لذت وسہولت کا طالب ہے اور شیطان بھی اس طرف مشغول رکھ کر توجہ بحق سے غافل رکھنا چاہتا ہے۔

دوسرے جمعیت قلب کا ذمہ دار شیخ کس طرح ہوسکتا ہے کیونکہ وہ تو غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری چیز کی کون ذمہ داری لے۔ اچھا یہاں تو شیخ کو ذمہ دار سمجھ لیا اگر ناسور ہو جائے اور کسی طرح اچھا ہونے کی اُمید نہ ہو ہر وقت رستا رہے تب بھی جمعیت برباد ہوگی اور قلب ہر وقت مشوش رہے گا اس کا کیا علاج کرو گے وہ تو نہ پیر کے بس کی نہ مرید کے بس کی۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم مکلف کس بات کے ہیں اور مامور کس چیز کے ہیں' بڑی چیز تو حقیقت سے باخبر ہونا ہے اس کے بعد بہت سے فضول اور عبث امور سے نجات ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ تو غایت شفقت کی وجہ سے فرماتے ہیں: "**لایکلف اللّٰہ نفسًا اِلاَّ وُسْعَھَا**" یعنی اللہ تعالیٰ نہیں تکلیف دیتے مگر اس کی طاقت کی قدر ایک خادم نے عرض کیا کہ حضرت ان آثار کے مناشی سو مطلوب ہیں۔ فرمایا' مناشی تو مطلوب نہیں نواشی مطلوب ہیں' منشاء تو سب کا قوت شہویہ ہے جو فعل مباح کے ساتھ بھی متعلق ہو جاتی ہے کسی فقیہ یا کسی محقق صوفی کے کلام میں دکھاؤ کہ یہ چیزیں مطلوب ہیں البتہ اس سے جو آثار ناشی ہوتے ہیں جیسے سہولت فی العبادۃ وہ کسی درجہ میں مطلوب ہوسکتے ہیں مگر بالذات نہیں۔ ایک باریک بات کہتا ہوں اس کی طرف کم التفات ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر جمعیت قلب ہی کی طلب ہے تو اس کی فکر میں ہر وقت رہنا کہ جمعیت میسر ہو خود جمعیت کے بالکل منافی ہے جب یہ فکر رہی تو جمعیت کہاں رہی اور نہ اس صورت سے قیامت تک جمعیت میسر ہوسکتی ہے۔ جمعیت جبھی ہوسکتی ہے کہ قلب کو اس کی تحصیل سے خالی سوچ اور فکر ہی میں نہ پڑے ورنہ ہر وقت یہ فکر کہ جمعیت میسر ہو خود ایسی چیز ہے کہ اگر کچھ جمعیت نصیب بھی ہوئی ہو تو یہی فکر کر کے یہ اپنے ہاتھ سے خود اس کو برباد کر رہا ہے' ایسا کرنا بالکل اس شعر کا مصداق ہے:

یکے بر سرِ شاخ و بُن مے بُرید ۔۔۔ خداوند بُستان نگاہ کرد و دید

جس شاخ پر بیٹھا ہے اسی کو اپنے ہاتھ سے کاٹ رہا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ اپنے ہاتھوں قلب کو مشوش کر رہے ہیں اور مشوش رہنے کی وجہ یہی ہے کہ غیر اختیاری چیزوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جمعیت نہ ہونے کے سبب نماز میں بھی لوگوں کو وساوس آتے ہیں اور اکثر ان کی شکایت کیا کرتے ہیں اور دفع کی تدبیر پوچھا کرتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اس طرف خیال

ہی مت کرو التفات ہی مت کرو بلکہ ایسے موقع پر مفید صورت یہی ہے کہ اپنے کام میں لگے رہیں ان وساوس کی طرف التفات ہی نہ کریں نہ جلباً نہ سلباً کیونکہ یہ التفات ایسا ہے جیسے بجلی کے تار کو ہاتھ لگانا کہ چاہے دفع کے واسطے ہو چاہے اپنی طرف کھینچنے کے واسطے ہو' ہر صورت میں وہ پکڑ لیتا ہے اور میں کہتا ہوں وساوس کی فکر ہی کیوں ہے قلب تو مثل ایک سڑک کے ہے اگر سڑک پر بھنگی' چمار چل رہے ہیں اور آپ بھی اس پر سے گزر رہے ہیں تو آپ کا حرج ہی کیا ہے' اگر سڑک کے خالی ہونے کے انتظار میں آپ کھڑے رہیں تو کبھی بھی منزل مقصود تک نہ پہنچ سکیں گے۔ البتہ نظام دکن کے لیے تو سڑک خالی بھی ہو سکتی ہے مگر ہر شخص تو نظام نہیں۔

افسوس اب تو ہر شخص نظام بننا چاہتا ہے کہ جیسے ان کے لیے سڑک روک دی جاتی ہے ایسے ہی ہمارے لیے بھی سب گزرنے والوں سے سڑک خالی کر دی جائے۔ ارے بھائی! پہلے نظام کے درجہ کے تو ہو جاؤ پھر ہی یہ تمنا کرنا جو نظام کے درجہ کے ہو جاتے ہیں ان کے لیے سڑک بھی صاف کر دی جاتی ہے' لوگ وساوس کو حضور قلب میں مخل سمجھتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ خود حضور قلب ہی مقصود نہیں صرف احضار قلب مقصود ہے حضور ہو یا نہ ہو جب ہم اس کے شرعاً مکلف ہی نہیں پھر شرع پر زیادت چہ معنی:

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

معلوم بھی ہے جیسے عقائد و اعمال کی زیادت علی الحدود بدعت ہے ایسے ہی احوال کی زیادت بھی بدعت ہے یہ ظاہری و باطنی غیر اختیاری امور کا مطلوب نہ ہونا اور اختیاری کا مطلوب ہونا تو نص قطعی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ولاتتمنوا ما فضل اللّٰہ بہ بعضکم علٰی بعض للرجال نَصِیْبٌ مِمَّا اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن. واسئلوا اللّٰہ من فضلہ ان اللّٰہ کان بِکُلِّ شیءٍ عَلِیْمًا"

ترجمہ: اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔ تفسیروں میں اس کی شان نزول یہی لکھی ہے کہ مجاہدین کے اجر جہاد کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر حضرت اُم سلمہ نے عرض کیا کہ کاش ہم بھی مرد ہوتیں تو جہاد کرتیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "مافضل اللّٰہ بہ" چونکہ بمقابلہ اکتساب واقع ہوا ہے اس لیے اس سے مراد امور غیر اختیاریہ ہیں۔ آیت کا حاصل یہ ہوا کہ فضائل دو قسم کے ہیں موہوبہ یعنی غیر اختیاریہ مکتسبہ یعنی اختیاریہ۔ حق تعالیٰ نے "ولاتتمنوا مافضل اللّٰہ بہ" میں غیر اختیاری کی تمنا سے نہی فرمادی ہے اور للرجال نصیب مما اکتسبوا الخ میں اختیاری کے اکتساب کی ترغیب دی ہے۔ پھر واسئلو اللّٰہ من فضلہ میں اس کی اجازت دی ہے کہ اگر فضائل غیر اختیاریہ کو دل ہی چاہے تو بجائے درپے ہونے اور ہوس کرنے کے اس کی دعا کرلیا کرو۔ اس لیے ارشاد فرماتے ہیں:

واسئلوا اللّٰہ من فضلہ یعنی ثمرات وفضائل کے لیے دعا کرنے کا اذن فرمایا ہے بشرطیکہ اور کوئی امر مانع دعا نہ ہو۔ مثلاً کسی امر کا غیر عادی ہونا جیسے عورت کا مرد بن جانا پھر دعا کر کے بھی حصول کا منتظر نہ رہنا چاہیے اس سے بھی پریشانی ہوتی ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا. پس اس میں تعلیم ہے کہ حق تعالیٰ ہی کو مصلحت اور حکمت معلوم ہے۔ وہ ہر ایک کی استعداد کے موافق فضائل وثمرات خود عطا فرماتے ہیں کبھی دعا سے کبھی بدوں دعا کے تم ایسی غیر اختیاری چیزوں کی ہوس مت کرو اور نہ ان کی افراط کے ساتھ تمنا کرو اور آج کل اکثر لوگوں نے ایسی ہی چیزوں کی تمنا کو اختیار کر رکھا ہے جن کے حصول کے درپے ہونے سے منع کیا ہے۔ یہی سبب ہے زیادہ تر لوگوں کی ناکامی کا اور پریشانی کا۔ ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت بلاقصد اگر پچھلے گناہ یاد آ جائیں تو اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا! کہ توبہ خالص وکامل کر چکنے کے بعد دو امر کی ضرورت ہے ایک تو یہ کہ خود ان گناہوں کا قصداً استحضار نہ کرے جو ماضی میں گزر چکے ہیں اور جن سے توبہ کر چکا ہے اور دوسرے آئندہ کے نہ ہونے کی فکر میں نہ پڑے' ماضی کا غم اور مستقبل کی فکر یہ دونوں حجاب ہیں۔ اسی کو مولانا فرماتے ہیں:

ماضی و مستقبلت پردۂ خدا است

خلاصہ یہ کہ قصداً گناہوں کا استحضار نہ کرنا چاہیے اس سے بندے اور خدا کے درمیان حجاب ہو جاتا ہے۔ البتہ جو گناہ بلا قصد یاد آ جاوے اس پر مکرر استغفار کر کے پھر اپنے کام میں لگ جائے زیادہ کاوش نہ کرے، البتہ اگر کسی کو استحضار سے ہی کیفیت حجاب کی نہ ہوتی ہو اس کے لیے مضر نہیں مگر پھر بھی ایسا مبالغہ اور غلو نہ کرے جیسے مولانا رائے پوریؒ کے پہلے پیر شاہ عبدالرحیم صاحب ایک قصہ فرماتے تھے کہ رمی جمار کے موقع پر میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک لمبا سا جوتا لیے شیطان کو مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تو نے فلاں دن مجھ سے زنا کرایا تھا فلاں دن چوری کرائی تھی، فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کرائے تھے۔ شاہ صاحب نے ٹوکا کہ یہ کیا واہیات حرکت ہے تو بہت خفاء ہوا اور کہا کہ جو اس کا ساتھی ہو وہ بھی آ جاوے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ بھائی میرا کیا بگڑتا ہے بلکہ میری طرف سے بھی دو جوتے لگا دے مجھے بھی بہت پریشان کیا ہے۔ بعض جاہل تُرک تو وہاں بجائے کنکریوں کے بندوق سے گولیاں مارا کرتے تھے، یہ سمجھتے ہوں گے کہ کنکریوں سے شیطان پر کیا اثر ہوگا' اس خبیث پر تو گولیاں برسانی چاہئیں۔ ایسی فضولیات اور خرافات میں پڑنا حقیقت میں اپنے وقت کو برباد کرنا ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے تو بلا ضرورت شیطان پر لعنت کرنے کو بھی پسند نہیں فرمایا پھر ان ہی مولوی صاحب نے حدیث کی اس دعا کا مطلب دریافت کیا ہے:

"اللّٰھم اجعل وساوس قلبی خشیتک وَذِکْرِکَ واجعل ھمتی وھو ای فیما تحب و ترضٰی" فرمایا اس کے تین معنے ہو سکتے ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ بجائے وساوس کے خشیت و ذکر قلب میں پیدا ہو جائے اور جعل ایسا ہوگا جیسا اس حدیث میں ہے: "من جعل الھموم ھمًّا واحدا" یعنی پہلی چیز زائل ہو جاوے اور دوسری پیدا ہو جاوے۔ (۲) دوسرے یہ کہ وساوس ذریعہ خشیت و ذکر کا بن جائیں۔ جیسا حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ وساوس کو مرآۃ جمال خداوندی بنا لے اس طرح سے کہ جب وساوس بند نہ ہوں مراقبہ کرے کہ اللہ اکبر قلب کو بھی کیسا بنایا ہے کہ اس کے خیالات کی انتہا ہی نہیں۔ پس اس صنعت کے مراقبہ میں لگ جاوے۔ (۳) تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ خود وساوس ہی کو خشیت و ذکر کر دیں۔ جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں:

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی　　　　گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
ایں چنیں میناگریہا کارتست　　　　ایں چنیں اکسیر ہاز اسرارِ تست

اسی دوران گفتگو میں کسی موقع پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عارف تو اپنے کورائی کے برابر سمجھتا ہے' فرمایا جی ہاں جو رائی (مبصر) ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو رائی کے برابر سمجھتا ہے۔ پھر ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بعض مرتبہ کسی حسین کا خیال بلا قصد آتا ہے اس کا کیا علاج ہے' فرمایا کہ بہ اختیار خود نہ لائیے اور اگر وہ خود آتا ہے تو آنے دیجئے' ذرہ برابر بھی ضرر نہیں۔ مگر قصد سے اس کا ابقاء نہ کرے بلکہ اس کشمکش ہی میں تو اجر بڑھتا ہے اور اگر دفع ہی کرنا چاہے تو ایک مراقبہ مفید ہوگا کہ کسی ایسے بنیئے کا جو اندھا چوندھا بدشکل ہو جس کی ناک پچکی ہوئی' ہونٹ بڑے بڑے' توند بڑی سی نکلی ہوئی اور ناک سے رینٹ اور منہ سے رال بہہ رہی ہو تصور کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ خیال جاتا رہے گا اور اگر نہ بھی گیا تو کمی تو ضرور ہی ہو جائے گی کیونکہ یہ عقلی مسئلہ ہے کہ "النفس لاتتوجه الٰی شیئین فی اٰن واحد" نفس کو ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف پوری توجہ نہیں ہو سکتی۔ لیجئے ہم نے کافر سے بھی دین کا کام لے لیا بس تو جب وسوسہ آئے ہمت سے اپنے قلب کو بہ تکلف دوسری طرف متوجہ کر دے اور بالکل نکل جانا تو مطلوب بھی نہیں اگر آدمی بچنا چاہے اور ہمت اور قوت سے کام لے تو خدا امداد کرتا ہے رفتہ رفتہ بالکل ہی نکل جاتا ہے اور اگر نہ بھی نکلے تو کلفت برداشت کرے۔ اگر خدانخواستہ کوئی مرض عمر بھر کو لگ جائے تو وہاں کیا کرو گے' عمر بھر تکلیف کو طوعاً و کرہاً برداشت ہی کرنا پڑے گا۔ یہاں بھی یہی کرو اور اگر اس پر راضی نہیں تو کوئی دوسرا خدا تلاش کرو۔ حضرت سرمد نے خوب فیصلہ فرمایا ہے' کہتے ہیں:

سرمد گلہ اختصارے باید کرد　　　　یک کار ازیں دو کارے باید کرد
یا تن برضائے دوست مے باید داد　　　　یا قطع نظر زیارے باید کرد

میں کسی کو سعی و کوشش سے اور اپنی اصلاح کی فکر سے منع نہیں کرتا ہاں غلو سے منع کرتا ہوں نہ تو خلو ہو نہ غلو ہو بلکہ علو ہو اور اگر کسی کو ہوس ہوتی ہو کہ عارفین کو عبادات میں کیا کچھ لطف اور مزے آتے ہوں گے چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جعلت قرة عینی فی الصلوٰة" نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ تو خوب سمجھ لیجئے کہ جہاں ان

کے لیے لذت اور مزہ ہے وہاں ایک شے اور بھی تو ہوتی ہے جو سارے مزوں کو ملیا میٹ کر دیتی ہے وہ ہیبت اور خشیت ہے کہ جس سے سارا مزہ گرد ہو جاتا ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں یہ حالت ہوتی تھی "لہٗ ازیز کا زیز المرجل" یعنی نماز میں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے آپ کے سینہ مبارک کی بوجہ غلبہ خوف وخشیت کے ایسی حالت ہوتی تھی کہ جیسے کوئی ہانڈی چولہے پر چڑھی ہوئی ہو اور اس میں اُبال آ رہا ہو اور کھد بدکھد بد آواز ہو رہی ہو۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم قہقہہ نہیں فرمایا کرتے تھے اور دائم الفکر رہا کرتے تھے تو جناب آپ کو کیا خبر کہ جن کو آپ سمجھتے ہیں کہ بڑے مزے میں ہوں گے ان پر کیا کیا گزرتی رہتی ہے۔ اسی کو ایک عارف فرماتے ہیں:

اے تراخارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست　　　حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو ہیبت وخشیت ہی کا القاء کرنا ہے اور مزہ اس واسطے دے دیتے ہیں کہ ہیبت وخشیت کا تحمل ہو سکے۔ اسی کو فرماتے ہیں:

گر تو ہستی طالب حق مردِ راہ　　　درد خواہ و درد خواہ و درد خواہ

اُردو کا بھی ایک شعر اسی کو ظاہر کرتا ہے:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو　　　ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اس پر مجھے اپنے بچپن کی ایک حکایت یاد آئی۔ ایک مرتبہ مجھ کو خارش کا عارضہ ہو گیا تھا۔ والد صاحب اس زمانے میں میرٹھ میں ملازم تھے۔ اول یہاں وطن میں بہت علاج کیا کوئی نفع نہ ہوا۔ خون میں اس قدر حدت پیدا ہو گئی تھی کہ بعض اطبا نے احتراق کا اندیشہ بتلا دیا تھا۔ چنانچہ میں علاج کے لیے والد صاحب کے پاس میرٹھ چلا گیا۔ والد صاحب پر بوجہ شفقت کے بے حد اثر ہوا۔ ایک جراح کو دکھلایا اس نے ایک نہایت تلخ دوائی دی جو دہی میں کھائی جاتی تھی۔ والد صاحب یہ کرتے کہ کچھ دہی پہلے ہاتھ پر رکھتے پھر اس پر دوا رکھتے اور پھر اس پر دہی رکھ کر مجھ کو کھلا دیتے۔ اس کے کھانے سے تمام حلق کڑوا ہو جاتا اور بہت دیر تک اس کی تلخی کا اثر رہتا۔ اب ظاہر ہے کہ مقصود دہی کھلانا نہ تھا بلکہ اس تلخ دوا کا کھلانا تھا اور دہی کے ساتھ اس لیے کھلاتے تھے کہ تلخی کی ناگواری کسی قدر کم ہو جائے اور وہ دوائی کھائی جا سکے ورنہ اس میں اس قدر تلخی تھی

کہ بلا دہی کے میں کھا ہی نہیں سکتا لیکن باوجود اس کے بھی اس دوا ہی کی تلخی غالب رہتی تھی۔

اسی طرح یہاں سمجھ لیجئے کہ لذت مقصود نہیں، مقصود خوف وخشیت ہی ہے لیکن لذت اس لیے دے دی جاتی ہے کہ خشیت کی سہار ہو سکے۔ پھر بھی غلبہ خشیت ہی کا رہتا ہے اور کیوں نہ ہو، بندہ پیدا ہی اس واسطے ہوا ہے کہ وہ اس کشمکش میں رہے ورنہ عالم ارواح ہی سے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس امتحان ہی کے لیے تو یہاں بھیجے گئے ہیں اور یہی تو حکمت روح کو جسد کے ساتھ متعلق کرنے میں ہے۔ جب تک جسد کے ساتھ روح کا تعلق ہے یہی کشاکش رہے گی اس سے چھٹکارا کی تمنا ہی کرنا فضول ہے۔ انسان اس کشمکش ہی کے لیے تو پیدا کیا گیا ہے ورنہ عبادت کے لیے فرشتے کیا کچھ کم تھے۔ شاہ نیازی اسی کو کہتے ہیں؟

کیا ہی چین خواب عدم میں تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
سو جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا

مجذوب کا قول ہے:

کہاں تھا کون تھا اور اب کہاں ہوں کیا ہوں میں
اس آب و گل کے جو دلدل میں آ پھنسا ہوں میں
تجھے کہاں گردشِ تقدیر کہاں لائی ہے — بادہ پیائی تھی یا بادیہ پیائی ہے

یہ بندہ ہے مگر خدا بن کر رہنا چاہتا ہے کہ جو میرا جی چاہے وہ ہو۔ بس حقیقت یہ ہے کہ لذت مقصود ہی نہیں، مقصود نصب ووصب ہے۔ اسی واسطے حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اس سے خالی نہ رہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار میں شدت ہوئی تاکہ ثواب مضاعف ہو۔ اگر یہ کوئی چیز مقصود نہ تھی تو انبیاء علیہم السلام بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیوں بری نہ رہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

زاں بلایا کانبیاء برداشتند — سر بہ چرخ ہفت میں افراشتند

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل" دیکھئے "اشد بلاءً" فرمایا "اکثرُ راحةً" نہیں فرمایا اور وساوس کی طرف سے تو ہم کو بالکل مطمئن فرما دیا گیا ہے۔ حضرات صحابہ سے بڑھ کر تو ہم نہیں ہو سکتے۔ ان حضرات کو بھی

ایسے ایسے وسوسے آتے تھے کہ جن کے بارے میں انہوں نے اس عنوان سے حضور میں عرض کیا کہ ان کو ظاہر کرنے سے جل کر کوئلہ ہو جانا سہل ہے تو دیکھئے ان حضرات کو بھی کیسے کیسے خوفناک وسوسے آتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: "ذاک صریح الایمان" ظاہر ہے کہ کفر کے وسوسہ سے بڑا وسوسہ تو کوئی نہیں ہو سکتا اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب اس قسم کے وساوس کا قلب پر ہجوم ہو تو وہی نسخہ استعمال کرے کہ اپنے خیالات کو کسی دوسری طرف متوجہ کر دے خواہ کسی دنیا ہی کی چیز کی طرف مثلاً گاجر کا حلوا، شلجم کا اچار اور اس کے اوزان اور ترتیب میں قلب کو مشغول کر دے۔ اس طرح قلب کو متوجہ کرنے میں چند روز تو تعب ہوگا مگر پھر انشاء اللہ تعالیٰ بڑی سہولت سے وساوس کی مدافعت پر قدرت ہو جائے گی۔ آخر میں بطور تحدث بالنعمۃ کے فرمایا کہ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو تو ہر الجھن میں سیدھا راستہ نظر آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ طریق کے سمجھنے میں اب کوئی پیچیدگی نہیں رہتی۔

(احقر خیر محمد جالندھری جامع ملفوظ عرض رسا ہے کہ بہت دن سے میرا قلب غواشی میں مستور اور طرح طرح کی تشویشات میں مغمور تھا۔ حق تعالیٰ کا کروڑ شکر ہے کہ ملفوظ مذکور کی بدولت قلب تمام غواشی سے صاف اور تمام تشویشات سے خالی ہو گیا اور ایک گونہ جمعیت حاصل ہو گئی۔ حق تعالیٰ سیدی حضرت مولانا مدظلہم العالی کے فیوض و برکات کو علی الدوام جاری رکھے اور اس ناکارہ اور جملہ احباب کو استفاضہ کی توفیق دیوے اور اتباع سنت اور اپنی رضا نصیب فرماوے۔ آمین)

قبض و بسط کی حالت

حال: ایک صاحب نے ایک طویل خط میں اپنی متضاد حالتیں اولاً سخت پریشانی ناقابل تحمل جس میں خواب و خور سب اُڑ گیا اس کے بعد مبشرات رویاء سے فرح و سرور لکھی تھیں۔ اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا؟

تحقیق: وہ پہلی حالت قبض کی تھی دوسری حالت بسط کی اور قبض جتنا شدید ہوتا ہے اتنا ہی بسط قوی ہوتا ہے۔ اسی لیے آئمہ طریق نے فرمایا ہے کہ قبض سے پریشان نہ ہونا چاہیے وہ سب مقدمات ہوتے ہیں بسط کے، مبارک ہو۔ یہ حالات کس کو نصیب ہوتے ہیں مگر ایسی حالت میں غذائے لطیف اور مفرحات و مقویات کا استعمال رکھنا ضروری ہے۔ گو دل نہ چاہے۔ (النور صفحہ ۲ ۱۳۵۲ھ)

قلب کا منقبض ہونا برا نہیں

حال: مجھ میں کوئی حال نہیں جس کو عرض کروں اور کوئی حال نہیں پاتا ہوں' سینہ اور قلب بالکل تنگ بلکہ بند ہیں' قلب میں قوت انفعالیہ کا نام ونشان نہیں' معلوم ہوتا کئی ایام سے قلب میں انشراح وانبساط نہیں بلکہ انقباض ہی انقباض ہے۔ صحبت مجلس سے بھی چنداں حالت بدلی نہیں مجھ کو سخت خطرہ ہوا تھا کہ کہیں قائلین قلوبنا غلف الخ یا ارشاد لا یجاوز حناجرھم (الحدیث) کا مصداق بن گیا ہوں؟

تحقیق: جو لوگ اس کے مصداق ہوتے ہیں ان کو اس کے مصداق ہونے کا احتمال تک بلکہ التفات تک بھی نہیں ہوتا۔ یہی دلیل ہے اس کا مصداق نہ ہونے کی۔

حال: مجھ کو اس ورطہ ظلمات سے نکال کر نور کی طرف پہنچایا جاوے؟

تحقیق: ظلمات ہیں ہی نہیں ان ظلمات کی خاصیت ہے: "اذا اخرج یدہٗ لم یکد یرٰھا" اور یہاں رویت کی دولت نصیب ہے۔ بس ظلمات منتفی ہیں۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

دل میں گداز نہ ہونا اس کا علاج دُعا ہے

حال: میرے دل میں کوئی گداز محسوس نہیں ہوتا' نہ کوئی لذت وشوق کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ گو یہ مقاصد نہیں لیکن ان کے حصول کو جی چاہتا ہے کیونکہ ان کے بغیر مجھ جیسے مغلوب النفس انسان سے دوام مشکل معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: دعا کیا کیجئے پھر خواہ کسی صورت سے قبول ہو۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

فنا اصطلاحی کی ترقی بقاء سے ہوتی ہے

حال: احقر پر موت کا خیال ایسا غالب ہو رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اس عالم کا آدمی ہی نہیں ہوں' ہر چیز سے دلبرداشتہ ہو گیا ہے' ہر چیز سے خاص عبرت کا سبق مل رہا ہے اور یہ حالت یوماً فیوماً ترقی پذیر ہے؟

تحقیق: مبارک۔ یہ فنائے اصطلاحی سے بھی بڑھ کر مقام ہے پھر مبارک ہو وجہ اکملیت کی یہ ہے کہ فنائے اصطلاحی ایک حال ہے جس میں شان طبیعت کی غالب ہے اسی

لیے اس سے آگے ترقی بقاء سے کرائی جاتی ہے اور وہ بقاء کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اور یہ فناء خود ایک مقام ہے اور اس میں عقلیت کی شان ہے اور اس کے ساتھ بقاء مجتمع ہوتی ہے اور جس کیفیت میں عقلیت کا غلبہ ہوگا وہ اس سے افضل ہوگی جس میں طبیعت کا غلبہ ہوگا کیونکہ طبیعت کے غلبہ میں خطرہ رہتا ہے۔ اختلال نظام اعمال کا بخلاف غلبہ عقلیت کے اور شان عقلیت کے غلبہ کی کیفیت مشابہ ہوتی ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی کیفیات کے اس لیے لو تعلمون ما اعلم کے ساتھ دوسروں کے لیے ضحک قلیل وبکاء کثیر وعدم تلذذ بالنساء لازم فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باوجود اس علم کے "اُصلی وارقد واتزوج واصوم وافطر" کا حکم کیا گیا۔ اس سے زیادہ شرح ذوق پر محول کرتا ہوں۔ من لم یذق لم یدر. (النور جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

دنیاوی امور میں مغموم ہونا طبعی ہے

حال: بعض وقت دنیاوی امور کی وجہ سے متفکر اور مغموم ہوجاتا ہوں' طبیعت میں سخت بے چینی اور گھبراہٹ ہونے لگتی ہے' دینی امور میں بہت سی کوتاہیاں اور غلطیاں صادر ہوتی ہیں مگر ان غلطیوں پر اس قدر غم اور پریشانی نہیں ہوتی تو خیال ہوتا ہے کہ کہیں تو بد دین تو نہیں ہوگیا ہے' اس حالت کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے؟

تحقیق: طبعی تفاوت ہے یہ بد دینی نہیں ہے اگر عقلی تفاوت بھی یہی ہوتا تو غم کی بات تھی۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

مسئلہ مہمہ

ایک مہم مسئلہ کی اہم تفصیل میں ایک ملفوظ ضبط کردہ مولوی جلیل احمد صاحب

امور طبعیہ دو قسم پر ہیں' فطری اور غیر فطری

فرمایا: کل ایک بات دفعتہً سمجھ میں آئی مجھ کو بڑی خوشی ہوئی اور میں نے حق تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ وہ یہ کہ یہ جو تصوف کا ایک اہم مسئلہ ہے کہ امور طبعیہ نہ محمود ہوتے ہیں نہ مذموم یہ بالکل ہی صحیح ہے مگر اس کے اندر ایک تفصیل ہے جو کل سمجھ میں آئی وہ یہ کہ امور

طبعیہ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی عمل سے ناشی نہ ہوں بلکہ فطری ہوں، وہ تو نہ محمود ہیں نہ مذموم اور ایک قسم امور طبعیہ کی یہ ہے کہ جو فطری نہ ہوں بلکہ کسی عمل سے پیدا ہوئے ہوں تو ان کے اندر یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ کسی عمل محمود سے پیدا ہوئے ہوں تب تو محمود ہوں گے اور اگر کسی عمل مذموم سے پیدا ہوں تو مذموم ہوں گے۔ یہ مضمون ناتمام تھا' الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مکمل فرمادیا اور یہ ایک حدیث میں غور کرنے کی برکت سے سمجھ میں آیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ "اذا سرتک حسنتک وساتک سیئتک فانت مؤمن" یعنی اگر نیک کام کرکے تجھ کو مسرت ہو اور گناہ کرکے تیرا جی برا ہو تو مومن ہے تو اب یہاں مسرت جو ہے وہ ایک طبعی ہے مگر چونکہ یہ ایک عمل صالح سے پیدا ہوئی تھی اس لیے اس کو علامت ایمان کی فرمایا گیا اور جو چیز محمود نہ ہو وہ ایمان کی علامت نہیں بن سکتی تو معلوم ہوا کہ یہ محمود ہے اور گو یہ امر فی نفسہ طبعی نہیں ہے مگر حال لازم ہوجانے سے مثل امر طبعی کے ہوجاتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس مسرت کو امر طبعی بنادیا۔ اسی طرح اگر کسی کو قبض ہو تو اگر کسی گناہ کے سبب ہوا ہو تب تو وہ مذموم ہے اور اس کے علاج کی ضرورت ہے اور اگر اس کا سبب کوئی گناہ نہ ہو تو اس کی کچھ فکر نہ کرے کیونکہ وہ مذموم نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی بات فکر سے اور سوچ سے سمجھ میں آئے تو اس میں غلطی کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور اگر بلا سوچے خود بخود کوئی بات سمجھ میں آجائے تو اس میں بھی غلطی کا احتمال ہوتا تو ہے مگر کم' میں تو یہی کہوں گا کہ یہ عطا ہے۔ (۲ رجب ۱۳۵۲ھ) (النور شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

رنج طبعی مقصود نہیں رنج عقلی مقصود ہے

حال: حضور والا میری پہلے یہ حالت تھی کہ کبھی میری صبح کی نماز قضا ہوجاتی تھی تو مجھ کو بہت رونا آتا تھا اور اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ کبھی صبح کی نماز قضا ہوجاتی ہے تو کچھ رنج نہیں ہوتا' حضور والا مجھ کو دل پر سیاہی معلوم ہوتی ہے میری اصلاح ہوجائے' تعلیم کی خواستگاری ہے؟

تحقیق: رنج طبعی مقصود نہیں رنج عقلی مقصود ہے وہ حاصل ہے چنانچہ رنج نہ ہونے پر افسوس ہونا یہ رنج عقلی ہے اس کا مطلب اپنے شوہر سے سمجھ لو۔ (النور شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

ایمان کے معانی پر ایک شبہ کا ازالہ

حال: (بعض مضامین بوجہ مفید ہونے کے اس سلسلہ میں ایسے حضرات کے بھی نقل ہوجاتے ہیں جو احقر کے زیر تربیت نہیں ہیں' یہ بھی اُسی قبیل سے ہے۔۱۲ منہ) حضرت ایمان کے معنی ماننے کے سمجھ میں آتے ہیں۔ یعنی جو شے خود اپنے علم و مشاہدہ میں براہ راست نہیں آتی اس میں دوسرے کے علم کی تصدیق یا اس کے بیان پر اعتبار کر کے مان لینا۔ اللہ' ملائکہ' کتاب' رسالت' قیامت سب اسی قبیل کی غیبی باتیں ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی بناء پر مانا جاسکتا ہے بلکہ "امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ الخ" سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جبریل علیہ السلام یا (کوہ) طور کی طرح کی کسی آواز وغیرہ کا اعتبار کر کے ایمان ہی لانا پڑتا ہے؟

بظاہر ایسے ایمانی علم سے صدق و کذب کا عقلی احتمال تو مرتفع ہوتا نہیں' اب اگر کسی مومن کے دل میں اس قسم کا احتمال بطور وسوسہ کبھی کبھی خطور کرے تو کیا یہ اس کے ایمان کے منافی ہوگا یا مذبذبین والا نفاق ہوگا یا محض ضعف ایمان

تحقیق: نہ ایمان کے منافی ہے نہ یہ تذبذب ہے نہ نفاق نہ ضعف ایمان جبکہ احتمال کذب کو جزماً باطل سمجھا جاوے بلکہ بروئے حدیث صریح الایمان ہے اور قواعد طریق سے من وجہ اس اعتقاد سے اجر میں زیادہ ہے جو ایسے خطرات سے خالی ہے کیونکہ اس میں مجاہدہ نہیں۔ گو دوسری وجہ سے وہ افضل ہے کہ اقرب الی المقصود ہے کیونکہ مجاہدہ سے خود مقصود مشاہدہ ہے اور زیادت اجر اور زیادت فضیلت میں کسی جانب سے لزوم نہیں۔

کما فی جمع الفوائد عن ابی داؤد والترمذی قولہ علیہ السلام للعامل فیھن (فی ایام الفتن) مثل اجر خمسین رجلاً یعملون مثل عملکم قیل یا رسول اللہ اجر خمسین منا اومنھم قال اجر خمسین منکم الحدیث قلت فالصحابۃ افضل و العامل فی الفتنۃ اکثر اجراً۔

بہر حال جس کو جو عطا ہوجاوے اس کے لیے وہی اصلح ہے اس کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کیا جاوے۔

حال: خدا جانے فلسفہ کے تعلیم و تعلم کا اثر ہے یا کیا بات ہے کہ اس طرح کا احتمال قلب پر کبھی کبھی ضرور خطرہ کرتا ہے۔ گو الحمد للہ کہ فوراً استغفار کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے تاہم خیال ہوتا ہے کہ خدا جانے ایمان بھی ٹھیک ہے یا نہیں اور خاتمہ کیونکر ہوتا ہے؟

تحقیق: انشاء اللہ خاتمہ فاتحہ سے بھی اچھا ہوگا۔

حال: اس کے علاوہ ذاتی علم یا مشاہدہ کے جو عملی آثار ہوتے ہیں وہ اس ایمانی علم میں عشر عشیر بھی نہیں محسوس ہوتے۔ مثلاً دنیا کی آگ سے انسان جس طرح بھاگتا ہے اور بچتا ہے۔ اشد حرّاً والی آگ سے بچاؤ کا اہتمام اس کے مقابلہ میں ہم کو اپنے اندر تو بس برائے نام ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیا غیب و شہادت کے علم میں کم از کم مراتب یقین کا جو فرق رہتا ہے اور اس کی بناء پر جو عمل میں کوتاہیاں ہوتی ہیں کیا عند اللہ بھی کچھ قابل عذر ہوں گی؟

تحقیق: یہ غیب و شہادت کا تفاوت بھی وجہ فرق کی ہے مگر قوی وجہ مؤمن کے لیے یہ ہے کہ یہاں بچنے کا طریق صرف ایک ہی ہے یعنی فرار اور وہاں دو طریق ہیں ایک ترک معاصی دوسرے توبہ عن المعاصی۔ اگر مؤمن کو یہ یقین دلا دیا جاتا کہ توبہ ہرگز مقبول نہ ہوگی تو فرار عن المعاصی یقینی تھا۔ مثل فرار عن نار الدنیا۔ باقی اس میں عذر فرق کا اثر معافی تو نہیں مگر خفت ہے اسی احتمال توبہ و قبول توبہ پر۔ فقط (النور جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ)

دوام اعمال میں ہوتا ہے نہ احوال میں

حال: معمولات بحمد اللہ تعالیٰ بخوبی ادا ہو رہے ہیں؟ تحقیق: الحمد للہ

حال: مگر وہ جو اکثر خیال رہتا تھا کہ حق تعالیٰ شانہ دیکھ رہے ہیں اس میں کمی پاتا ہوں، جب خیال آ جاتا ہے، ندامت ہوتی ہے؟

تحقیق: ایسی کمی بیشی لازم عادی ہے یکساں حال رہ ہی نہیں سکتا۔ دوام تو اعمال میں ہوتا نہ کہ احوال پر، یہ تغیر مضر نہیں بلکہ اس میں مصالح ہیں جن کا مشاہدہ اہل طریق کو خود ہو جاتا ہے۔ مثلاً غیبت کے بعد حضور میں زیادہ لذت ہونا اور مثلاً غیبت میں انکسار و ندامت کا آنا اور مثلاً اپنے عجز کا مشاہدہ ہونا۔ و مثل ذالک۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

فنا سے تضاعف اجر ہوتا ہے

حال: (یکے از مجازین) ایک ماہ سے کچھ زائد مدت گزری ہے کہ لفافہ خرید کر ارادہ کیا ہوا ہے کہ آج لکھوں گا' کل لکھوں گا' جب لکھنے بیٹھتا ہوں تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا لکھوں' کچھ حال ہو تو لکھوں یہاں تو صفر ہی صفر ہے؟

تحقیق: صفر ہی تو وہ چیز ہے کہ ایک کو دس اور دس کو سو اور سو کو ہزار بنا دیتی ہے۔ صفر تعبیر ہے عدم وفنا کی' اسی سے تضاعف ہوتا ہے اور کیا چاہیے۔ (النور' شوال ۱۳۵۳ھ)

غیر اختیاری امر مضر نہیں

حال: اکثر تشہد پڑھتے وقت آپ کی صورت خیال میں آجاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شکل سامنے کھڑی کر دی گئی ہے اس وقت مجھے شبہ ہوتا ہے کہ شرک میں نہ مبتلا ہو جاؤں اس وجہ سے میری تشویش بڑھ گئی؟

تحقیق: یہ حالت حدوثاً و بقاءً اختیاری ہے یا غیر اختیاری اور شرک اختیاری یا غیر اختیاری۔ (النور' ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

یاد الٰہی میں تعلقات دنیاوی حائل ہوتے ہیں' اس شکایت کا ازالہ

حال: میں اس کو اعتقاداً سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میری دینی یا دنیوی حالت ہے وہ سب حضرت ہی کی برکت کی وجہ سے ہے ورنہ مجھ جیسے بے حس شخص سے کچھ بھی نہ ہو سکتا۔ بالکل حضرت ہی کے سہارے چل رہا ہوں اور آئندہ جو کچھ ہوگا وہ بھی حضرت ہی کی بدولت ہوگا۔ اب دنیاوی تعلقات سے دل بالکل سرد ہو گیا ہے' اب بالکل دل یہ چاہتا ہے کہ بس ایک کونہ ہو اور میں ہوں اور سوائے یاد الٰہی اور کوئی شغل نہ ہو مگر تعلقات دنیاوی پیچھا نہیں چھوڑتے جو بافراغت ایک کا ہو کر رہ سکوں' یہ دنیاوی زندگی ایک قید کی زندگی سی معلوم ہوتی ہے' الشئم پشئم جیسے ہو سکتا ہے چل رہا ہوں صرف اس امید پر

بر کریماں کارہا دشوار نیست

ورنہ اپنی حالت کسی قابل نہیں سراپا خطا و عصیاں ہوں۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ میری ظاہری

اور باطنی حالت درست فرمائے اور حضرت سے تعلق تازیست قائم رکھے کہ اس میں سب صلاح و فلاح ہے؟ تحقیق: دل سے دعا ہے اور حالات کے انقلاب کے متعلق یہ اکابر کی تحقیق ہے:

در بزمِ عیش یک دو قدح نوش کن و درد   یعنی طمع مدار وصال دوام را

(النور ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ)

غیر اختیاری پر ملامت نہیں

حال: کوئی یکا یک گر پڑتا ہے یا کوئی اور فوری تکلیف ہو جاتی ہے۔ مثلاً بھڑ نے کاٹ لیا تو بے ساختہ ہنسی آ جاتی ہے اور ہر چند روکا جائے ہنسی نہیں رُکتی' ہاں اگر گرنے والا ضعیف یا بچہ ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے یہاں تک کہ کچھ پہروں اس کا خیال رہتا ہے لیکن اگر گرنے والا جوان ہے اور کمزور نہیں ہے تو بے ساختہ ہنسی آ جاتی ہے؟

تحقیق: تو آنے والے کی خطا ہے آپ کی کیا خطا ہے یہ تو شاعرانہ لطیفہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ غیر اختیاری پر ملامت نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

رونے کا علاج

حال: حضور والا نے فقیر محمد طالب علم کے متعلق جو کہ نماز اور دعا اور مجلس میں بہت روتا تھا' فرمایا تھا کہ میں کچھ سوالات خود قائم کر کے اس سے جواب لے کر پھر اس کی اصلاح کے متعلق لکھوں گا' اب حضور والا سے بصد ادب عرض ہے کہ آپ سوالات ارشاد فرماویں تو فقیر محمد سے جواب لے کر آپ کی خدمت میں واپس کیا جاوے' اب بھی کچھ روتا ہے لیکن پہلے کی نسبت سے بہت سکون معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: سوالات (۱) یہ حالت کب سے ہے؟ (۲) دماغ اور قلب طبی تشخیص سے کیسا ہے؟ (۳) رونا کسی خاص خیال سے پیدا ہوتا ہے؟ (۴) کیا سکون کسی خیال سے ہوتا ہے؟ (۵) اب کیوں کمی ہوئی؟ اس کے بعد ذیل کا خط مع خط فقیر محمد طالب علم آیا۔

حال: حضور نے جو سوالات فرمائے ہیں فقیر محمد نے ان کا جواب عرض کیا وہ ارسال خدمت ہے:

خط فقیر محمد

حضرت والا کے سوال اول کا کہ (یعنی یہ حالت کب سے ہے) جواب یہ ہے کہ اس

سے پہلے ساڑھے چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ حضرت سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کے وقت سے رونا شروع ہوا مگر صرف آنسو جاری ہوتے تھے اور چیخ و پکار نہ تھی' دو سال کے عرصہ سے یہ چیخ پکار شروع ہے' یہ چیخ کبھی زیادہ ہے اور کبھی کم اس میں تبدل و تغیر ہوتا رہتا ہے اور حضرت کی حضوری میں اس رمضان شریف میں زیادہ ہو گیا۔ سوال نمبر۲ (دماغ اور قلب طبی تشخیص سے کیسا ہے؟) کا جواب یہ ہے کہ میں نے حکیم سے احتیاطاً دوائی لے لی ہے مگر مرض کوئی نہیں حکیم نے بھی مجھے کوئی مرض نہیں بتایا۔ سوال نمبر۳ (رونا کسی خاص خیال سے پیدا ہوتا ہے؟) اس سوال کے جواب میں دو مقدمے ہیں ایک یہ کہ ملفوظات حضرت دامت برکاتہم فرمایا کرتے تھے' اس کا یقین ایسا ہوتا تھا جیسا کسی بات کو دیکھنے سے یقین ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت دامت برکاتہم کی حضوری میں اللہ تعالیٰ کا حاضر ناظر ہونا عقیدہ سے نکل کر حال کے درجہ میں معلوم ہوتا تھا اس کے بعد پھر حضرت دامت برکاتہم عذاب کا ذکر فرماتے تھے تو میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف ہوتا تھا۔ اس وجہ سے رونا آتا تھا اور جب کبھی اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات کا ذکر فرماتے تھے تو اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات خیال میں آتے تھے۔ اس خیال سے رونا آتا تھا اور جب کبھی کسی بزرگ کے کمالات اور ادب اپنے شیخ کے ساتھ ملفوظ فرماتے تھے تو میں اپنے آپ کو اس کے مقابلہ میں لاشئی سمجھنے سے اور مجھ میں اس کمال اور ادب کے نہ ہونے سے رونا آتا تھا اور اس کے واسطے آپ استاذی اور حضرت سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ کمال و ادب عطا فرماویں۔ یہ سب کچھ حضرت کی بات پر کامل یقین ہونے کی وجہ سے تھا۔ اگر اور کوئی (شخص) اللہ تعالیٰ کے احسانات و خوف یا کسی بزرگ کے کمالات فرماتے ہیں لیکن اتنا مجھے معلوم ہوا کہ ان کا حضرت دامت برکاتہم سے تعلق ہے اور نیک ذاکر آدمی ہے تو ان کی تقریر سے بھی مجھے رونا آتا ہے۔

سوال نمبر۴ (کیا سکون کسی خیال سے ہوتا ہے؟) جواب: سکون ایک خیال سے حاصل ہوتا ہے کہ جب میں خیال کرتا ہوں کہ میرے رونے سے حضرت کو یا کسی دیگر شخص کو تکلیف ہوگی تو اس خیال سے رونا بند ہو جاتا ہے اور بعد میں خجالت و شرمندگی ہوتی ہے یا

کسی دوسرے مضمون میں اپنے خیال کو لگاتا ہوں تب رونا منقطع ہوتا ہے۔ سوال نمبر ۵ (اب کیوں کم ہوا؟) جواب اس سوال کا یہ ہے کہ رونا دو وجہ سے کم ہوا۔ ایک یہ کہ جب حضرت سے رخصت ہونے لگا تو حضرت سے احقر نے معافی اور دُعا کی درخواست کی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ میں نے معاف کر دیا اور دُعا بھی کرتا ہوں' اس وقت مجھے رونا آیا۔ بعد اس کے حضرت نے فرمایا کہ رونے والے کو معاف نہیں کیا جاتا ہے تم ہنسو تو معاف کروں گا۔ اس وقت مجھے ہنسی آ گئی۔ حضرت نے فرمایا ہاں اب معاف ہے۔ اس بات سے مجھے معلوم ہوا کہ رونا حضرت کی رائے کے خلاف ہے اس واسطے اب جتنی میری طاقت ہو میں بقدر طاقت رونے کو روکتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ جس وقت ہم آنے والے تھے اس مجلس میں حضرت نے میرے متعلق آپ کو فرمایا کہ بہت شغول کی وجہ سے مجھے وقت نہیں ملتا کہ میں اس کے ساتھ بات چیت کروں۔ یہ میری رائے ہے کہ باہر کچھ نہ ہو یعنی چیخ و پکار بلکہ سب اندر اندر ہو۔ اس سے بھی مجھے معلوم ہوا کہ حضرت کو رونا پسند نہیں۔ اس واسطے اپنے آپ کو رونے سے روکتا ہوں ورنہ مجھے رونا بہت آتا ہے۔ جب حضرت کی نماز مجھے یاد آتی ہے اور ان کی مجلس یاد آتی ہے اور ان کی چال و رفتار یاد آتی ہے اور ملفوظات یاد آتے ہیں پھر تو بہت رونا آتا ہے کبھی چیخ نکلتی ہے اور کبھی بہت مشکل سے بند کرتا ہوں؟

تحقیق: بکاء حالت رفیعہ ممدوحہ ہے خواہ خوف سے ہو یا شوق سے لیکن صیاح حالت ممدوحہ نہیں۔ گو عذر میں مذمومہ و منکرہ بھی نہیں لیکن قابل اصلاح ہے اور اصلاح کی حقیقت ہے ازالہ سبب۔ میرے نزدیک اس کا سبب دماغ و قلب کا ضعف یا حرارت بھی ہے کہ وارد کا تحمل نہیں۔ اطباء کو سبب مذکور کی تشخیص کی طرف مکرر اہتمام کے ساتھ متوجہ کیا جاوے اور تعدیل مزاج کی تدبیر طبی کی جاوے اور خارجی تدبیر بھی منظم کی جاوے۔ وہ یہ کہ رجاء کے مضامین حدیث سے یا کلام قوم سے بار بار سنائے جاویں اور ایسے مواقع پر ان کے استحضار کا بھی مشورہ دیا جاوے اور ایک ماہ کے بعد پھر اطلاع دی جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

دُعا میں رضا بالقضاء کے شبہ کا ازالہ

حال: نماز کے بعد دُعا مانگتے وقت فوراً ہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے

میرے لیے ایسا مقدر نہیں کیا ہے اور میں مانگ رہا ہوں تو رضا بالقضاء کہاں رہا ایسا مانگنے میں گستاخی نہ سمجھی جائے بہرحال میری تسکین فرما دیجئے؟

تحقیق: اس میں تنافی کیا ہوئی عین مانگنے کے وقت یہ عزم رکھا جاوے کہ اگر مطلوب نہ ملا تو نہ ملنے پر ہی راضی رہوں گا' دعا اور رضا دونوں جمع ہو گئیں۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ)

ضعف طبعی قلب کے آثار طبعی ہیں اور غیر اختیاری پر مواخذہ نہیں

حال: اوائل عمر میں مگر بلوغ کے بعد غالباً کچھ نمازیں اور روزے مجھ سے فوت ہوئے ہیں نہ تو تعداد بالکل یاد ہے اور نہ بوجہ ضعف قلبی ان کی قضا کی مطلق ہمت وقوت ہے' حج بھی غالباً مجھ پر واجب ہو چکا ہے مگر جب استطاعت تھی تو التفات نہ تھا اور اب احساس ہے تو استطاعت نہیں ہے (آگے اس عدم استطاعت کی وجوہات لکھی تھیں) اور گھر میں اور بچہ کو چھوڑ کر تنہا حج کرنے پر بوجہ ضعف قلب قادر نہیں' موت کا ہر وقت کھٹکا ہے۔ گو دنیا وحیات دنیا سے دل سخت بیزار اور متنفر ہے اور زندگی وبال جان معلوم ہوتی ہے یہاں کے آلام وافکار کی وجہ سے ہے مگر پھر بھی طبعی طور پر کچھ ایسا گہرا تعلق اس حیات دنیا سے ہے اور بیوی بچہ سے کہ اگر کفار سے جہاد وقتال واجب ہو جائے تو مجھے یقین نہیں ہے کہ میں شرکت کر سکوں گا؟

تحقیق: یہ سب آثار ضعف طبعی کے ہیں جو غیر اختیاری ہے۔ غیر اختیاری میں مواخذہ نہیں۔ پس نہ ضعف پر ملامت ہے نہ اس کے آثار غیر اختیاریہ پر البتہ ان آثار میں جو اعمال اختیاریہ ہیں وہ محل ملامت ہیں مگر بشرط قدرت اور عدم قدرت کے وقت احکام بدل جائیں گے۔ احکام کی تفصیل ہر جزئی کی جدا ہے نماز قضا شدہ کا اور حکم ہے حج کا اور حکم ہے جہاد کا اور حکم ہے۔ جدا جدا پوچھنے سے بتلایا جا سکتا ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۴ھ)

حالات مبارکہ

حال: اکثر اوقات یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے (جو بالکل بے کیف ہیں) سامنے ہوں اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں؟ تحقیق: یہ سب مبارک حالات ہیں۔

حال: لیکن یہ تمام امور خلوت اور فراغت میں رہتے ہیں اور جب کسی دوسرے کام میں مشغول ہوتا ہوں تو ان کا بالکل خیال نہیں رہتا؟ تحقیق: یہ تفاوت طبعی اور لازم ہے اور رحمت ہے کیونکہ

گر نیست غنچہ ندہد لذتے حضور

حال: بعد میں پھر خیال ہوتا ہے اور ندامت ہوتی ہے اور یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پہلی بات یونہی تھی (یعنی غیر معتد بہ تھی) یہ خیالات تو ہر وقت رہنے چاہئیں' اب اس کی تدبیر کیا ہے کہ یہ خیالات پختہ ہو جائیں؟

تحقیق: یہ تفاوت پختگی کے خلاف نہیں کسی حافظ کو اگر قرآن پختہ یاد ہو تو کیا یہ بھی لازم ہے کہ ہر وقت تمام الفاظ کا استحضار رہے۔

حال: نماز کا بھی یہی حال ہے کہ بعض ارکان میں توجہ رہتی ہے اور بعض میں غفلت؟

تحقیق: اس کا سبب خود قصد سے ذہول ہے ورنہ قصد کے بعد ذہول محال ہے اور اس ذہول عن القصد کا سبب دوسرے مشاغل کا بلاقصد سامنے آ جانا' البتہ سامنے آ جانے کے بعد ان کا بقاء یہ قصداً ہوتا ہے۔

علاج: تنبہ کے وقت تجدید توجہ فی المستقبل واستغفار عن الماضی۔ اسی کی تکرار سے رسوخ تدریجاً ہو جاتا ہے جس کی کوئی مدت معین نہیں' اہتمام توجہ واستعداد کے اختلاف سے اس میں تفاوت ہو جاتا ہے۔ (النور شوال ۱۳۵۴ھ)

عدم مناسبت کا علم دلیل مناسبت ہے

حال: حضور والا کے علوم و معارف کی فراوانی اور اپنی کم لیاقتی کو دیکھتا ہوں تو اکثر مایوسی کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے اس کا رنج اب اکثر رہتا ہے کہ حضور سے مناسبت پیدا نہیں ہوئی' کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟

تحقیق: یہ بھی مناسبت ہے کہ عدم مناسبت کا علم ہو جاوے۔ آخر عبد کو حق تعالیٰ سے نسبت ہوتی ہے یا نہیں؟ حالانکہ واجب اور ممکن میں کیا مناسبت مگر وہاں یہی مناسبت ہے کہ ان کی عظمت (اور) اپنی ذلت کا علم ہو جاوے۔ اسی عدم مناسبت لغویہ کے علم کو مناسبت اصطلاحیہ کہا جاتا ہے۔ باقی اس سے آگے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک بفتح اللام چہ جائے با عالم پاک بکسر اللام

حال: جو کچھ دل میں ہے اس کے اظہار کی پوری قدرت بھی نہیں؟

تحقیق: یہ بھی اسی عدم مناسبت مسمی بہ مناسبت کی فرع ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

دل دھڑکنا رحمت ہے مگر تعدیل کی ضرورت ہے

حال: حضرت جب مجھ کو موت یاد آتی ہے تو میرا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ نہ معلوم موت کے بعد کیا حشر ہوگا؟

تحقیق: یہ دھڑک رحمت ونعمت ہے مگر تعدیل کی ضرورت ہے وہ تعدیل یہ ہے کہ ایسے وقت عفو ومغفرت کی خوب دعا کیا کریں۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

صدمہ میں کبھی ایسے الفاظ ذہن میں آتے ہیں جو خلاف ادب ہیں

نوٹ: ایک مجاز نے ایک واقعہ سخت صدمہ کا اور اپنے صبر وتفویض کا لکھ کر ذیل کا مضمون لکھا جس کے بعد جواب منقول ہے:

حال: کبھی کبھی یہ مضمون بھی زبان پر آجاتا ہے:

اے رفیقانِ راہ ہارا بست یار   آہوئے لنگیم و اوشیر شکار
جز کہ تسلیم و رضا کو چارہ   درکف شیر نر خونخوارہ

تحقیق: ایسے اشعار جن میں ایسے الفاظ ہوں ہم جیسوں کے لیے خلاف ادب ہیں۔ بڑوں کی اور بات ہے۔ سخت احتیاط واجب ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۶ھ)

خطرات کے غلبہ کے وقت جو آواز بائیں جانب سے آئے اس کی طرف توجہ کرنا مضائقہ نہیں

حال: یہ امر قابل استفسار ہے کہ بائیں جانب سے جو آواز پانی گرنے اور ہلکی گھنٹی جیسی آتی ہے اور وہ آواز دنیوی چیز کی آواز سے علیحدہ ہے اس کی طرف توجہ رکھی جاوے یا نہیں؟ اس سے یکجہتی حاصل ہوتی ہے؟

تحقیق: جس وقت خطرات کا غلبہ ہو اس وقت توجہ کا مضائقہ نہیں۔ جب خطرات دفع ہوجاویں پھر توجہ نہیں چاہیے اور وہ آواز اکثر ناسوتی یعنی دنیوی ہوائے محبس یا سے ۔۔۔ سے ہوتی ہے اور ملکوتی شاذ ونادر ہوتی ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۲ھ)

کسی سے تکدر طبعی مرض نہیں ہے

حال: (یکے از مجازین) ایک صاحب میرے ہمسایہ ہیں ان میں فلاں فلاں عیوب تو ہیں

لیکن اور ہر طرح نیک ہیں، مفلس، عیالدار ہیں مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور خدمت بھی کرتے ہیں میں ان کی مالی خدمت حتی المقدور کرتا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کا تہہ دل سے قصد ہے مگر حضرت مجھے ان سے محبت نہیں، جب بھی پاس بیٹھتے ہیں گرانی ہوتی ہے، ظاہراً میں بھی اظہار محبت کرتا ہوں وہ تو باتیں محبت سے کرتے ہیں مگر ان کی گفتگو سے میرا انشراح قلب جاتا رہتا ہے یہ تکبر یا اور کوئی مرض تو نہیں؟ تحقیق: کوئی مرض نہیں۔ (النور، رمضان ۱۳۵۲ھ)

معذوری میں ملامت نہیں

حال: سابقہ عریضہ پر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ ذکر میں دل کی غفلت باختیار ہے یا بلا اختیار۔ عرض یہ ہے کہ اگر کوشش کروں تو دل ذکر میں حاضر ہو جاتا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ قلب کو حتی الوسع ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرونگا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس سے دماغ پر بوجھ سا پڑتا ہے اور خیالات کے روکنے اور ذکر کی طرف متوجہ رکھنے سے جلدی تھک جاتا ہے؟ تحقیق: تو معذور ہو، معذوری میں ملامت نہیں۔ (النور، شوال ۱۳۵۲ھ)

امر غیر اختیاری پر شبہ کا جواب

حال: ایک اجازت یافتہ نے خط میں اپنا واقعہ کہ کسی جگہ جانا ہوا اور احتمال تھا کہ وہ لوگ امامت یا وعظ کی درخواست کریں گے مگر ایسا نہیں ہوا جو ناگوار ہوا اور اس سے شبہ ہوا کہ یہ اشراف نفس وحب جاہ و کبر کا مجموعہ ہے اس پر استغفار کیا مگر اس کا اثر پورے طور سے زائل نہیں ہوا جو دلیل ہے حب جاہ کی، یہاں سے جواب دیا گیا کہ یہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے مذموم نہیں، اس پر ذیل کا خط آیا:

حال: ایک شبہ عرض کر کے تشفی چاہتا ہوں وہ یہ کہ حسنات غیر اختیاریہ فی ذاتہا گو مطلوب نہیں "علی ہذا سیئات غیر اختیاریہ فی نفسہا" مذموم نہیں مگر ان امور غیر اختیاریہ کے مناشی بوسائط قریبہ یا بعیدہ ضرور اختیاری ہوتے ہوں گے جن پر امور غیر اختیاریہ کا ترتب قریب یا بعید ہوا ہے وہ مناشی مطلوب یا مذموم ہوں گے تو بناء علیہ ہر غیر اختیاری کا مرجع کوئی نہ کوئی امر اختیاری ہوا جو قابل طلب یا قابل دفع ہوا اور اس کی تشخیص و

تعیین اولاً وعلاج ثانیاً رائے شیخ پر موقوف ہے۔ لہٰذا ہر غیر اختیاری کی شیخ کو اطلاع دے کر علاج طلب کرنا ضروری ہوا۔ (وھذا خلاف المتقرر عندالمحققین)

تحقیق: بالکل غلط۔ مثلاً جس انقباض کی شکایت لکھی تھی اور اس کا اثر زائل نہیں ہوا تھا اس کا مرجع کونسا امر اختیاری ہے۔ غیر اختیاری تو وہی ہے جو نہ بلا واسطہ اختیاری ہو نہ بواسطہ۔ اختیاری کی دو قسمیں ہیں ایک اختیاری بلا واسطہ وھذا قلیل اور دوسری اختیاری بواسطہ و لھذا کثیر۔ ایسا گمان ہوتا ہے کہ سوال کرتے وقت کوئی فرد اختیاری کی (جو بلا واسطہ غیر اختیاری ہے اور بواسطہ اختیاری) ذہن میں آ گئی ہے اور اس کے بالذات غیر اختیاری ہونے پر نظر کر کے اس کو غیر اختیاری قرار دیدیا گیا پھر اس کے منشاء کے اختیاری ہونے پر نظر کر کے اشکال وارد کر دیا گیا۔ سو خود یہی غلطی ہے اور بہت موٹی غلطی ہے جس کا نہ سمجھنا تعجب ہے۔

حال: ایک ضروری امر قابل دریافت یہ ہے کہ اپنی انفرادی نمازوں میں تو خیال کو یکسو کرنے کے لیے الفاظ کی طرف توجہ رکھتا ہوں جماعت کی حالت میں خصوص سری نمازوں میں حرکت فکر یہ کے قطع کرنے کے لیے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے؟

تحقیق: سورۃ فاتحہ کے خیالی الفاظ کا استحضار جس کو کلام نفسی کہا جاتا ہے اور میرے نزدیک حضرت ابوہریرہؓ کا ارشاد ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں "اقراٴبھا فی نفسک یا فارسی" اس کا ماخذ ہو سکتا ہے گو بعض علماء نے اپنے مذہب کی موافقت کے لیے قرأت سریہ پر محمول کیا ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۷ھ)

عذاب کے بیان سے رکاوٹ اور رحمت کے بیان سے رغبت یہ اختلاف استعداد وطبائع کا ہے

حال: میری ہمیشہ سے یہ کیفیت رہی ہے اور دل میں میرے یہ یقین پختہ سا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم وکرم زیادہ فرماتے ہیں اور قہاری تو کبھی کبھی ہو جاتی ہوگی اب اس کا اثر یہاں تک میرے دل پر ہو چلا ہے کہ جب کوئی بزرگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی قہاری بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر اس طرح ہوگا' قیامت میں یوں گرفت ہوگی' ذرا سی

لغزش میں پکڑ لیا جاوے گا تو مجھے ان بزرگوں سے ملتے ہوئے ایک قسم کی رکاوٹ سی ہونے لگتی ہے۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح کہ سخت مزاج استاد سے شاگرد کی' نماز وغیرہ اور ہر عبادت میں میرا دل اچاٹ سا ہونے لگتا ہے' خدانخواستہ چھوڑنے کو تو دل نہیں چاہتا ہے مگر یہ دل میں آتا رہتا ہے کہ یہ عبادت سب بیکار اس کا نتیجہ کچھ نہیں اور دل میں آتا ہے کہ ایسا کیا کام کروں کہ جو عذاب سے بچوں اور جو کوئی بزرگ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم و فضل کا حال بیان کرتے ہیں تو ان بزرگوں سے مجھے محبت ہو جاتی ہے اور نماز اور ہر عبادت میں دل لگنے لگتا ہے اور زیادہ شوق ہو جاتا ہے عبادت کرنے کو اور دل میں موت کا بھی شوق ہو جاتا ہے کہ میرے رب رحیم بخشیں گے' کریم ہیں میری خطاؤں کو معاف فرمائیں گے۔ حضور یہ حال ہے میرا' میں عجب کشمکش میں ہوں؟

تحقیق: اس میں کشمکش کی کیا بات ہے یہ اختلاف استعداد و طبائع کا ہے جو غیر اختیاری ہے اور مذموم نہیں جس کو عطا ہو جاوے اس کے لیے وہی مصلحت ہے اس کے ازالہ کی تمنا یا کوشش خلاف ادب ہے۔ البتہ عقائد اسلامیہ وہ سب پر مشترک طور پر واجب ہیں اور صحت عقائد کے بعد اختلاف طبائع کا مضر نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

بیوی کا ہمراہ آنا نفع باطن کیلئے منافی نہیں

حال: ایک صاحب کا خط آیا وہ اصلاح کے سلسلہ میں یہاں آنا چاہتے ہیں انہوں نے دریافت کیا کہ میری بی بی بھی جو کہ پہلے سے بیعت ہیں آنا چاہتی ہیں' مگر ان کے آنے سے میری یکسوئی جاتی رہے گی نیز وہ بچوں کے ساتھ بیجا سختی کرتی ہیں جس سے مجھ کو اذیت ہوگی اس کے متعلق مشورہ لیا تھا اس کے متعلق حسب ذیل جواب دیا گیا؟

تحقیق: ان میں ہزار کھوٹ سہی مگر جب وہ بلا ترغیب خود طلب کریں ان کی اعانت خود طاعت و نافع باطن ہے گو ان کو ساتھ لانے سے ایک درجہ میں تشویش بھی ہو مگر تشویش نفع باطن کے منافی نہیں البتہ وہ نفع عاجلاً محسوس نہیں ہوتا مگر بصیرت کے بعد خود محسوس ہوگا کہ نفس میں کونسا ملکہ محمودہ پیدا ہو گیا۔ (النور رمضان ۱۳۵۷ھ)

اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے سے دل کی تسلی عدم تسلی کے منافی نہیں

حال: احقر اس خط میں اپنا ایک حال لکھتا ہے بفضلہ تعالیٰ کسی ناگوار واقعہ کے موقع پر دل میں کوئی پریشانی آنے نہیں دیتا ہوں بلکہ دل میں تسلی حاصل کر لیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حاکم اور حکیم ہیں، حاکم ہونے کی حیثیت سے تو انہیں پورا اختیار حاصل ہے کہ اپنی مخلوق میں جس وقت چاہیں اور جس قسم کا چاہیں تصرف فرمائیں اور حکیم ہونے کی بناء پر یہ اطمینان ہے کہ ان کا جو بھی تصرف ہوگا وہ سراسر حکمت ہی ہوگا۔ پھر پریشانی کی کوئی وجہ نہیں مگر شبہ یہ ہوتا ہے کہ ناگوار واقعہ تو میری بے وقوفی اور نادانی کے سبب سے ہوتا ہے یا مخالف دشمن کے سبب سے ہوتا ہے تو پھر اس میں پوری تسلی کس طرح سے بلکہ اور ندامت اُٹھانی چاہیے اور غور وفکر کرنا چاہیے جس سے آئندہ ایسا نہ ہو؟

تحقیق: حاکم اور حکیم ہونے پر تسلی اس عارض کی وجہ سے عدم تسلی کے منافی نہیں۔ اس احتمال پر استغفار بھی کرنا چاہیے اور پھر بھی وہ واقعہ باقی رہے تو پھر اسی مراقبہ سے کام لیا جائے۔

حال: یا دشمن کی عداوت دور کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے جس سے وہ پھر دشمنی نہ کر سکے؟

تحقیق: اس میں بھی وہی کلام ہے سو اخیر تسلی اگر ہوگی اسی مراقبہ سے ہوگی۔

حال: اور اس سے بلاشبہ دل میں پریشانی لاحق ہوتی ہے باوجود اس عقیدہ کے کہ خالق الافعال اللہ تعالیٰ ہیں اور بندے صرف کاسب ہیں۔ خلجان اور پریشانی بالکلیہ دفع نہیں ہوتی اس لیے حضرت سے استفسار اعرض ہے کہ اس میں پوری تسلی کی صورت کیا ہے؟

تحقیق: تسلی کا کوئی ذمہ دار نہیں۔ ہر حال میں جو امر ہے وہ فرض عبودیت ہے۔ اب ایک مختصر عنوان سے دوسرا اجمالی جواب لکھتا ہوں وہ یہ کہ پریشانی کے اسباب مختلف ہیں۔ ایک سبب عدم استحضار حکومت وحکمت کا ہے مراقبہ مذکورہ سے یہ پریشانی رفع ہو جاتی ہے تو دوسرے اسباب سے پریشانی ہونا اس کے منافی نہیں، ان اسباب کا دوسرا علاج ہوگا۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

قبض بیحد نافع ہے

حال: احقر کا حال جاہ یہ ہے کہ وساوس کی وہ کثرت ہے کہ بہت خوف معلوم ہوتا ہے؟

تحقیق: یہ حالت قبض و ہیبت کی ہے اور بے حد نافع ہے اور کوئی سالک اس سے خالی نہیں ہوتا۔ اِلّا نادراً کوئی ابتداء میں کوئی انتہا میں اور یہ خود بخود متبدل ہو جاتا ہے بجز دُعاو تفویض کے اس کی کوئی تدبیر نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

طبیعت میں تعطل پیدا ہوگیا کسی چیز کو جی نہیں چاہتا یہ قبض کی حالت ہے

حال: طبیعت میں تعطل کی کیفیت پھر پیدا ہوگئی کسی کام کو جی نہیں چاہتا' یہ خط بھی بہ مشکل لکھ رہا ہوں ہر وقت دل چاہتا ہے کہ کچھ نہ کروں' اعمال میں دل نہیں لگتا' جو عمل کرتا ہوں دل کو اس کے اثرات سے خالی پاتا ہوں' یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوپر اوپر ہو رہا ہے' اب بھی تک معمولات میں فرق نہیں آیا' دل لگے نہ لگے کیے جاتا ہوں' نفسانی خواہشات بھی گاہے گاہے غلبہ کرنا چاہتی ہیں۔ حق تعالیٰ کی طرف ایک قسم کا دھیان پیدا ہوگیا تھا اب وہ بھی نہیں۔ (۱) تبلیغ دین (۲) دیوان حافظ' تربیت دیکھتا ہوں مگر کچھ اثر نہیں' دل ہے کہ اڑا جاتا ہے' دعا فرمائیں کہ یہ بدذوقی دور ہو سب اعمال ریاء معلوم ہوتے ہیں؟

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک طریق کی حقیقت کے استحضار سے ذہول ہو رہا ہے اس کی حقیقت ہے اہتمام اعمال اختیاریہ و عدم مبالات احوال غیر اختیاریہ۔ اب نقص و تنزل کی شرح کیجئے' اس کا حاصل اب دوسرے عنوان سے لکھتا ہوں' یہ حالت قبض کہلاتی ہے جو طریق کے لوازم عادیہ سے ہے اور اس میں مصالح و حکم ہوتے ہیں جن کا مشاہدہ کسی وقت میں خود ہو جاتا ہے اس کے متعلق حکماء کا ارشاد ہے:

چوں کہ قبضے آیدت اے راہرو	آں صلاح تست آئس دل مشو
چوں کہ قبضہ آمد تو دروے بسط بیں	تازہ باش و چین میفگن بر جبیں

(النور رجب ۱۳۵۸ھ)

اصلاح حال انکشاف پر موقوف نہیں

حال: افسوس تو یہ ہے کہ پہلے اپنا حال گرم و سرد' رطب و یابس دل کھول کر عرض کر دیتا تھا اب اس سے بھی مجبور ہوں' اب تو بس یہی دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے رحم و کرم سے حضرت سلمہ پر میری اس پریشانی کو انکشاف فرما دیں ورنہ میں بالکل اس کو نہیں سمجھا نہ یہ حال قابل

تحریر: اگر یہی حال رہا تو آئندہ بھی مجھے امید نہیں کہ حضرت سلمہ کو کچھ اطلاع کر سکوں؟

تحقیق: انکشاف کی ضرورت ہی نہیں نہ آپ پر نہ مجھ پر کیونکہ جو مقصود ہے انکشاف سے یعنی اصلاح حال وہ اس انکشاف پر موقوف نہیں، اس بستگی زبان کی حالت میں بھی مصلح کے قلب پر وجداناً حالت واقعہ کا ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس حالت میں دعا و اجمالی مشورہ اصلاح حال کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دُعا کے بعد اجمالی مشورہ بھی پیش کرتا ہوں۔

تا نگوید او بگو خاموش باش

بس اعمال کو مقصود سمجھا جاوے۔ قیل و قال کو مقصود نہ سمجھا جاوے۔ ونعم ماقیل

گرچہ تفسیر زبان روشن گراست لیک عشق بے زبان روشن تراست

(النور رجب ۱۳۵۸ھ)

جب کسی آدمی کی قابلیت کا اثر نہ ہو تو بے وقعت نہ سمجھا جائے اور اپنے کام میں لگے رہیں

حال: حضرت حکیم الامت کے متعلقین کے علاوہ اگر اور کسی سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے یا کسی کی کوئی تعریف سنتا ہوں کہ ایسے نیک ہیں یا اتنے بڑے عالم واعظ یا مصنف ہیں تو میری نظر میں کوئی وقعت نہیں ہوتی بلکہ ایسی تعریف سے ناگواری ہوتی ہے سننا بھی نہیں چاہتا اور ذرا بھی ان کی قابلیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ کبھی ایسے لوگوں کے پاس جانے کی مجھے خواہش ہوتی ہے نہ کبھی جاتا ہوں اور اگر اتفاق سے کبھی ملنا ہو جاتا ہے تو مجھے ذرا حجاب اور بار نہیں ہوتا، طبیعت بالکل ہلکی اور بے اثر رہتی ہے؟

تحقیق: روحانی علاج تو ہر حال میں احتیاط ہی کی بات ہے۔ مرض کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے اس سے اگر مرض موجود کا تعلق نہ ہو تو مرض محتمل فی المستقبل کا انسداد ہو جاتا ہے وہ علاج یہ ہے کہ اثر کو نہ دیکھا جاوے کہ ہوا یا نہیں، دوسرے کے کمالات کا اگر اعتقاد نہ ہو مضائقہ نہیں مگر اس کو بے وقعت بھی نہ سمجھا جاوے، اپنے کام میں لگے رہیں اور یوں سمجھیں کہ ممکن ہے کہ یہ شخص ہم سے اور ہمارے شیخ سے عنداللہ بدرجہا افضل ہوں گے مگر جب ہمارا دل نہیں جھکتا تو ہم کو اس سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بس اس میں سب احتمالات کا علاج ہو گیا۔ (النور شعبان ۱۳۵۶ھ)

غرباء کے ساتھ رہنا اچھا ہے

حال: (یکے از مجازین) دل کا یہ تقاضا بڑی شدت سے رہتا ہے کہ ایسی حالت سے رہوں جیسے مزدوری پیشہ لوگوں کی حالت ہوتی ہے یعنی بوسیدہ حالت اور ویسے غرباء مزدوروں کے ساتھ رہنا' ان سے محبت رکھنا' ان کے ساتھ ہمدردی کرنا الحمدللہ طبعی عادت ہے؟

تحقیق: ایسی وضع خلاف عادت خود اسباب شہرت سے ہے اور شہرت مضر ہے جو برتاؤ غرباء کے ساتھ لکھا ہے کافی ہے۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

تغیرات معاصی نہیں یہ عارضی احوال ہیں

حال: (یکے از مجازین) حضرت والا احقر کی حالت تو بہت ہی خراب ہوگئی۔ احقر کو جب سے بیماری سے افاقہ ہوا ہے تب ہی سے معمولات میں گڑبڑ چلی جاتی ہے کبھی تو نماز تہجد کو آنکھ کھل جاتی ہے اور کبھی نہیں کھلتی' الارم گھڑی بھی سرہانے رکھ لیتا ہوں مگر پھر بھی آنکھ نہیں کھلتی' نماز فجر کے وقت تو ضرور کھل جاتی ہے؟

تحقیق: ایسے تغیرات وحالات سب کو پیش آتے ہیں' یہ معاصی نہیں اس لیے مضر نہیں اور یہ تفاوت اصلی چیزوں میں نہیں عارضی احوال میں ہے جیسے موسمی تغیرات وفیہ قال الرومیؒ

روزہا گر رفت گو رو باک نیست　　تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

اور یہ گڑبڑ نہیں بلکہ باعتبار نتائج کے جن کا مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے' بڑ گڑ ہے یعنی کسی اچھی حالت میں بڑ یعنی داخل ہو اور گڑ یعنی اس میں راسخ ہو' بہت جلد منافع اس پریشانی کے نظر آجاویں گے جن میں ایک منفعت کا تو اس خط میں اقرار ہے یعنی "قولکم" "میں تو بالکل ہی خراب ہو گیا مجھے تو اپنے سے زیادہ کوئی خراب دیکھتا ہی نہیں۔" (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

بوقت موت عذاب کا ڈر اس میں شان عظمت باری تعالیٰ کی طرف توجہ دلانا ہے

حال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی اگر تم ان امور کو دیکھو جن کو میں دیکھتا ہوں اور تم کو ان باتوں کی خبر ہو جاوے جن کی مجھ کو خبر ہے تو عمر بھر روتے پھرو اور ہنسنا بھول جاؤ' میں اسرافیل کو دیکھ رہا ہوں جو صور کو منہ میں لیے کھڑے ہیں حکم کے منتظر ہیں

کہ اب حکم ہو اور اس میں پھونک ماروں کہ سارا عالم درہم برہم ہو جائے' ایسی حالت میں مجھ کو کیسے چین آئے اور میں کیسے بے فکر ہو بیٹھوں' سخت ہیبت قلب پر طاری ہے' موت ہر وقت سامنے ہے اس مضمون کو دیکھنے سے قبل یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔ اگر ذرا ہم اس کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کریں تو پھر ہمارے لیے موت اور برزخ و آخرت میں چین ہی چین ہے' انشاء اللہ تعالیٰ۔ مایفعل اللّٰہ بعذابکم الخ اور اس مضمون کے دیکھنے کے بعد قریب مہینہ بھر سے یہ خیال دامن گیر ہے کہ جب حضور قسم کھا کر صحابہ کو ڈرائیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ناقابل برداشت اور زبردست عذاب الیم سے بوقت موت اور برزخ و آخرت میں باوجود شرط شکر و ایمان پورا کرنے کے بھی کلفت والم سے بچ جانے کا یقین نہیں بلکہ قوی خطرہ ہے۔ "اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیاء و عذاب الآخرہ"

تحقیق: یہ معنی یہ سمجھنا غلط اور محض غلط ہیں اس میں عذاب کا ذکر ہی نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا بعید بلکہ ابعد بھی احتمال نہیں۔ اس حدیث کے امثال سے تو حق تعالیٰ کی شان عظمت کی طرف توجہ دلانا ہے جو کہ مطلوب ہے اور وہ اس توجہ کے ساتھ کہ "ان اللّٰہ لایضیع اجرالمحسنین ای العاملین المخلصین" جمع ہو سکتا ہے۔ اب کیا اشکال رہا' تقریر کی جاوے۔

حال: حضور والا اگر وجہ اندیشہ قوی اور غالب ہے تب تو اس ہیبت کا نہ رہنا بیکار ہے اور اگر وجہ اطمینان قوی اور غالب ہو تو بلا وجہ ابھی سے اس عذاب ہیبت میں کیوں مبتلا رہوں؟

تحقیق: ان میں تعارض کب ہے جو قوت وضعف سے ترجیح کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

حال: حضور والا خوف کروں یا اطمینان؟ تحقیق: دونوں

موت کا تصور غالب ہونا اس کی تعدیل مراقبہ رحمت سے ہے

حال: کچھ دنوں سے موت کا اکثر اوقات تصور و خیال رہتا ہے اور سکرات و قبر کے تصور سے بعض اوقات نہایت گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ایک دن سونے کے وقت یہ تصور اتنا قوی ہو گیا کہ کسی طرح نیند نہیں آتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بدن سے جان نکل رہی ہے لالٹین بجھا کر سونے کی کوشش کی تو معلوم ہوتا تھا کہ قبر میں پڑا ہوں اس لیے پھر لالٹین جلائی'

نزع کی تکلیف اور قبر کی تنہائی سے میں بہت زیادہ گھبراتا ہوں؟

تحقیق: منشاء اس کا خشیت حق ہے اس لیے مبارک حالت ہے البتہ اس کی تعدیل کے لیے مراقبہ رحمت وتقویت رجاء ضروری ہے اس کے بعد بھی اگر پریشانی ہو وہ طبی وطبعی مرض ہے جس کے لیے طبیب سے رجوع کیا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

ایک حال نہیں رہتا کبھی صبر وتحمل کبھی بالعکس اس کا فکر عبث ہے

حال: ایک صاحب آٹھ نو سال تقریباً احقر کو ستاتا رہا' گاہ گاہ کوئی افتراء لگا دیتا تھا مگر الحمدللہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی حفاظت میں رکھا' اتفاق سے یہ شخص ایک سنگین جرم میں ماخوذ ہوگیا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص بلاقصور تھا جس کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اسی وجہ سے احقر نے سعی کی اور الحمدللہ وہ بارآور ہوگئی۔ یہ شخص الحمدللہ بری ہوگیا ہے اور ایک اور شخص باوجود وعدہ کے ایک معاملہ میں وعدہ وفائی تو کیا کرتے اور مخالفت پر اُتر آئے' اس کی مخالفت سے نقصان کا ڈر ہوگیا مگر حق تعالیٰ شانہ نے اس میں بھی پوری دستگیری فرمائی' کچھ روز بعد یہ صاحب ایک اچانک مصیبت میں گرفتار ہوگئے' انہوں نے احقر سے اس معاملہ میں سفارش کی خواہش کی' میں نے عرض کیا' بھائی یہی غنیمت جانو کہ میں آپ کی مخالفت نہ کروں' انشاء اللہ ایسا کبھی نہ کروں گا' اتفاق سے یہ شخص اس الزام سے نہ بچ سکا جس کا احقر کو اب بہت افسوس ہے؟

تحقیق: دونوں جگہ میں تفاوت اثر کا سبب کبھی اسباب کا ضعف وقوت ہوتا ہے کبھی اوقات مختلفہ میں خود متاثر کی طبیعت کے احوال کا اختلاف ہوتا ہے جس کا احصاء عادۃً متعذر ہے لیکن اگر اسباب واحوال کا کچھ بھی اختلاف نہ ہو تب بھی عزیمت ورخصت دونوں شقوں میں گنجائش ہے اس لیے اس کی فکر عبث ہے۔

حال: دوسرے اس معاملہ میں عنداللہ مواخذہ احقر پر تو نہیں' اگر ہے تو اب کیا تدارک کروں؟

تحقیق: مواخذہ کا شبہ کا ہے ہوا البتہ دوسرے شبہ کا احتمال ہے اگر وہ ہو تو اس کا تدارک ضروری ہے اور وہ شبہ ہے اپنی بزرگی کا کہ ہماری مخالفت سبب ہوئی وبال کا۔ اس کا تدارک اپنے ذنوب وعیوب کا استحضار اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام سے زیادہ کوئی مقبول نہیں' بعض اوقات ان کے مخالف کو بھی دنیا میں عقوبت نہیں ہوئی' اگر پھر بھی اس تسبب کا غلبہ ذہن میں ہے تو یہ تسبب کچھ بزرگی ہی میں منحصر نہیں مظلومیت سے بھی تسبب ہوسکتا ہے۔

آرام کی چیزوں میں بے رغبت نہ ہونا چاہیے

حال: حضرت میں تو اکثر دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ ہمارے اعمال' حال' قال کی

حفاظت فرما' بظاہر کھانا پینا اور آرام کی چیزوں سے رغبت نہیں' یوں خیال آتا ہے کہ بس احباب پھٹے پرانے کپڑوں میں کفنا کر پرانی قبر میں اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں' اگر وہ اپنے فضل سے دیں تو بجائے اپنی مرغوبات کے بس انہی کے لیے خرچ ہو؟

تحقیق: سب حالات و خیالات محمود مطلوب ہیں البتہ رغبت کی نفی اس میں بعض اوقات غلطی ہو جاتی ہے۔ صورتاً یا حقیقتاً جب نعمت موجود ہوتی ہے بالقوہ یا بالفعل رغبت محسوس نہیں ہوتی' فقدان کے بعد اس کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا رغبت کی نفی کے دعوے سے بچنا چاہیے اور اگر ایسا احساس بھی ہو اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے بلکہ یہ دعا کرنا چاہیے کہ اے اللہ جتنی رغبت ہے وہ دین میں معین ہو' مانع نہ ہو۔ کما روی عن عمرؓ

بیٹے متوفی پر غم کے تصور میں کوئی جرح نہیں' اگر تصدیق نہ ہو

حال: اب یہ بات پیش آ گئی ہے کہ میرا لڑکا جو کہ ایک ہی تھا میری عدم موجودگی میں انتقال کر گیا تھا' اول وہلہ میں تو بالکل طبیعت کو صبر آ گیا تھا' رنج مغلوب تھا اب جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اس کی یاد تازہ ہوتی جاتی ہے' دل بیقرار ہو جاتا ہے اور خاص کر تہجد میں جب زیادہ پریشانی ہوتی ہے تو بہ استغفار کرتا ہوں اور لاحول پڑھتا ہوں اور بعض مرتبہ جناب والا کا تصور کر کے یہ سوال عرض کرتا ہوں اور جناب والا کی طرف سے یہ جواب خیال کرتا ہوں کہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کے معنی پر غور کرنا چاہیے۔ اس تصور سے مجھے شفا ہوتی ہے مگر وقتیہ اب یہ عرض ہے کہ ایسا خیال کرنے میں کچھ شرعی قباحت تو نہیں جو تجویز میرے لیے ہو ویسا ہی عمل میں لاؤں؟

تحقیق: تصور میں کچھ حرج نہیں' تصدیق و اعتقاد میں حرج ہے' سو اہل علم و فہم سے اس کا احتمال ہی نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

امر غیر اختیاری مذموم نہیں

حال: امام پر غصہ دل میں پیدا ہوا کہ باوجود میرے ایک مرتبہ پہلے تنبیہ کر چکنے کے محض مشقت سے جو ان کے کام میں شامل ہے بچنے اور تساہل کی بناء پر چٹائی کے فرش کے بغیر جماعت کر لی جس سے میرے اور مازیوں کے صاف کپڑوں پر دھبہ پڑنے کا اندیشہ ہوا؟

تحقیق: امر غیر اختیاری مذموم نہیں ہوتا' رہا دوسرا جز و کہ اس کی مخالفت جبکہ اختیاری

ہو ضروری ہے یا نہیں یہ عنقریب مذکور ہوتی ہے۔

حال نمبر۲: فرش بچھانے کے لیے ملازم کو تنبیہ صرف اپنے کپڑوں کی حفاظت کی نیت سے جائز اور میرے لیے بلحاظ نفس غیر مضر ہے یا نہیں؟

تحقیق: ہم جیسوں کے لیے اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اپنے ہی کپڑوں کے لیے ہو تو مخالفت کو ترجیح ہے اور اگر اپنی تخصیص نہیں بلکہ اگر ایسے موقع پر دوسرے کو کھڑا دیکھے تو اس کے کپڑوں کی حفاظت کے خیال سے بھی امام پر غصہ آوے تو مخالفت ضروری نہیں۔ (النور شوال ۱۳۵۹ھ)

قبض کا علاج

حال: یہ ایک پرانی عادت ہے کہ پاخانہ صاف نہ ہو تو جانے میں بڑی ناگواری ہوتی ہے چنانچہ تین چار دن سے اپنے پاخانہ میں قفل ڈلوادیا ہے مگر اب دل ہی دل میں اس کی تکلیف ہے کہ دوسروں کو تکلیف دی آئندہ سے ان دونوں قسم کی صورتوں میں کیا طرز عمل اختیار کروں؟

تحقیق: اتباع وارد بشرطیکہ بین معصیت نہ ہو یہ تو ایک جزو کا جو اخیر جزو ہے جواب ہے۔ اب مجموعی مضامین کا جواب معروض ہے۔ میں نے خط ایک ایک حرف پڑھا یہ سب جزئیات ایک ہی کلی کے افراد ہیں یعنی قبض کے۔ ان جزئیات میں بعضے واقعات اس قبض کے آثار بلا واسطہ ہیں اور زیادہ ایسے ہی ہیں اور بعض بواسطہ یعنی قبض سے شکستگی ہوئی اور شکستگی سے تالم اور تالم سے وہ واقعات جن میں دوسروں کی رعایت کے متعلق آپ کو غلط شبہ ہو گیا۔ تقدیم رضائے خلق کا اور ان کی ادنیٰ تنگی گراں معلوم ہوئی۔ سو یہ حالت طبعاً ضرور مکروہ ہے لیکن اپنے ثمرات کے اعتبار سے محبوب ہے۔ "عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم" اس سب کا علاج مفصل پہلے ایک خط میں عرض کر چکا ہوں اور مجمل وکلی علاج صرف تفویض ہے اور اس کے ساتھ اگر دعا کی بھی ہمت نہ ہو تو اس کا اہتمام بھی چھوڑ دیجئے اور اس پر عمل کیجئے:

احب مناجات الحبیب باوجہ ولکن لسان المذنبین کلیل

اب دعاء پر ختم کرتا ہوں۔ والسلام (النور ذی قعدہ ۱۳۵۹ھ)

باب ۶

ذکروشغل کے بیان میں

احکام آخرت' عامل کی نیت اور علم پر موقوف ہیں نہ کہ واقع پر

حال: اذکار وعبادات واشغال کا پورا کرنا بندہ کا کام ہے بایں طور کہ واقعی طہارت بدن یا مکان یا ثوب کا اس کو علم نہیں مثلاً دیگر شرائط ان کے مکمل طور سے (باعتبار واقع کے) ادا نہیں کرتا اور اپنے زعم میں وہ پاک ہے اور موّدی شرائط ہے؟

تحقیق: احکام آخرت کا مدار عامل کی نیت اور علم پر ہے نہ کہ واقع پر۔ پس حالت مسئولہ میں قبول موعود ہے۔ "وَاِنَّ اللّٰهَ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَادِ" معلوم نہیں شبہ کیوں ہوا۔

حال: یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص حج جیسی مشکل ترین عبادت کرے اور عنداللہ وہ بالکل مطرود ہو اور اس کی ہر حرکت وادا پر اللہ تعالیٰ زیادہ ناراض ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسری عبادات ہیں؟

تحقیق: اس امکان کے حکم کی کیا دلیل جبکہ اس کے خلاف دلیل ہونے پر دلیل قائم ہے۔ کما ذکر انفاً۔ مطرودیت اختیاری کوتاہی پر ہوتی ہے نہ کہ غیر اختیاری پر اور غیر معلوم ہونے کے لیے غیر اختیاری ہونا لازم ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۱ھ)

ذکر یا نماز میں جوش نہ ہونا محبت سے خالی نہیں

حال: بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زبان پر ذکر اللہ ہے اور اندر خاک بھی اثر نہیں بفضلہ تعالیٰ اعمال میں تو فرق نہیں آتا مگر ظاہر ہوتا ہے کہ دل محبت سے خالی ہے؟

تحقیق: کونسی محبت سے (دل خالی ہے) اعتقادی وعقلی سے یا انفعالی اور طبعی سے۔ اگر شق ثانی ہے تو مضر نہیں' اگر شق اول ہے تو اس میں خالی ہونے کا افسوس نہیں ہوا کرتا' آپ کو افسوس کیوں ہے یہ افسوس خود دلیل ہے کہ آپ اس سے خالی نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۵۱ھ)

نماز ودُعا کے وقت رونا نہ آنا کچھ حرج نہیں

حال: اور یہ تو یقینی بات ہے کہ حالت جیسی چاہیے ویسی بالکل نہیں ہے۔ حضرت

اقدس ارشاد فرمادیں کہ میری حالت کس طرح بہتر ہو؟

تحقیق: وہ دن ماتم کا ہوگا جس دن یہ سمجھو گے کہ جیسی حالت چاہیے تھی ویسی ہوگئی کیونکہ اس درگاہ میں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حالت کے متعلق یہی فیصلہ کرتے ہیں کہ جیسی حالت چاہیے تھی ویسی نہیں ہے۔ "ماعبدناک حق عبادتک" کا حال ہوتا ہے۔ (النور شوال ۱۳۵۱ھ)

شوق میں آواز نہ بڑھے

حال: (بعض اناث) ذکر آہستہ آواز سے کیا کروں یا اتنی آواز سے کرلیا کروں کہ میرے شوہر سن لیں؟ تحقیق: اتنے کا مضائقہ نہیں مگر شوق میں آواز نہ بڑھ جائے۔ (النور شوال ۱۳۵۱ھ)

نماز میں اگر کسی ضرورت سے غیر نماز کا خیال لائیگا مضائقہ نہیں

حال: اور ایک یہ گزارش ہے کہ ایسی وہ کونسی ضرورت ہے کہ جس کی وجہ سے نماز میں یہ خیال مشروع یا مباح لایا جاسکتا ہے؟

تحقیق: وہ ضرورت وہ ہے کہ اگر اس وقت اس کو مؤخر کیا جاوے تو کوئی ضرر یا حرج لاحق ہوجاوے گا یا کوئی ضروری منفعت فوت ہوجاوے گی۔ (النور محرم ۱۳۵۲ھ)

سلطان الاذکار وغیرہ یکسوئی کیلئے ہیں

حال: جو شغل اور سلطان الاذکار کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں وہ کس طرح کیے جاتے ہیں اور ہمارے مناسب ہیں یا نہیں؟ دل چاہتا ہے کہ جو طریقے معالجہ کے سلوک میں شغل مراقبہ سلطان الاذکار وغیرہ ہیں وہ سب عمل میں لاؤں اور عملاً ان سے مستفید ہوں؟

تحقیق: ہر شغل ہر شخص کے لیے نہیں یہ اشغال یکسوئی کے لیے ہیں' اگر کسی کو محض ذکر میں یکسوئی نصیب ہوجائے کافی ہے باقی اس کا طریقہ ضیاء القلوب میں لکھا ہے۔

حال: حالات و کیفیات اگرچہ مقصود نہیں مگر دل میں ایک شوق ہے کہ دیکھوں وہ کیا چیزیں ہیں اور وہ کسی خاص مراقبہ یا شغل سے حاصل ہوسکتے ہیں یا موہوب ہیں۔ اگر میرے حال کے مناسب ہو تو کچھ ارشاد فرمایا جاوے؟

تحقیق: جب مقصود نہیں تو تماشا ہی دیکھنے سے کیا فائدہ۔ باقی یہ کہ کیا چیز ہیں سو کم و بیش

سب کو پیش آتے ہیں اور سب ہی کو ان کا مشاہدہ ہوتا ہے کمی و بیشی وضعف وقوت کا فرق ہے مثلاً کسی وقت قلب میں رقت ہوتی ہے کسی وقت بیقراری ہوتی ہے کسی وقت ایسی محبت اُٹھتی ہے کہ غیر محبوب سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ یہی ہیں وہ کیفیات اور اکثر خلوت واشغال پر مرتب ہو جاتی ہیں مگر لازم نہیں' بکثرت صرف ذکر و تذکرہ اولیاء سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

ناشائستہ کلمہ نکلنے کی صورت میں جہر وضرب کو ترک کر دینا چاہیے

حال: تسبیح دوازدہ کے بعد ذکر ہر قسم مختلف طور پر تبدیل ہوتا رہتا ہے اور کئی حالتیں ذکر میں بدلتی رہتی ہیں آج کل ذکر میں ایک نئی حالت طاری ہوتی ہے یعنی ذکر شروع کرنے سے کچھ دیر کے بعد منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' (ایک امتی کا نام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' یہ کلمہ کئی دفعہ منہ سے نکلنے کے بعد منہ سے توبہ نکلتی ہے اور پھر تین دفعہ استغفار پڑھا جاتا ہے پھر صحیح کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه نکلتا ہے اور پھر ذکر زور سے ہوتا ہے اور ذکر اسم ذات یک ضربی زبان' دماغ اور کانوں اور منہ سے ہوتا ہے اور طبیعت پر جوش ہوتا ہے اس کے تھوڑی دیر بعد پورا کلمہ نکل کر ذکر ختم ہو جاتا ہے حضور کو دوبارہ اس لیے تکلیف دی گئی ہے کہ اس حالت سے طبیعت میں تشویش ہو رہی ہے اور یہ حالت بندہ کی سمجھ سے باہر ہے بندہ نے اس میں مبالغہ نہیں کیا؟

تحقیق: اوپر کا ناشائستہ کلمہ زور اور جوش کا اثر ہے۔ ضرب و جہر موقوف کر دو۔

حال: کئی باتیں ایسی ہیں کہ زبان اس سے قاصر ہے؟

تحقیق: لکھو کیا ہیں۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

کانوں میں آواز کا مسموع ہونا آثار ناسوتی ہے

حال: کانوں میں ایک آواز ہر وقت مسموع ہوتی ہے جیسے جھینگریاں بولتی ہیں اس کی جہت محسوس نہیں ہے؟

تحقیق: بعض اشغال سے یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں مگر یہ سب آثار ناسوتی ہیں جن میں مصلحت یکسوئی کی عادت ہو جانا ہے ملکوتی نہیں اس لیے اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے' اس سے یہ کام لیا جاوے کہ یکسوئی کے ساتھ ذکر میں لگ جانا چاہیے۔ (النور' شعبان' رمضان' شوال ۱۳۵۲ھ)

ذکر جہر سے متعلق ایک شبہ کا جواب

(اس مضمون کا پہلا حصہ باب اول میں گزر چکا ہے)

حال: احقر نے پہلے خط میں ذکر بالجہر کے متعلق لکھا تھا کہ شریعت کے خلاف تو نہیں اور اکثر حدیثوں سے ذکر خفی کا پتہ چلتا ہے تو حضرت نے تحریر فرمایا کہ الفاظ حدیث کے لکھے جائیں تو بخاری شریف میں ایک روایت ہے اور مسلم شریف میں بھی ہے:

عن ابی موسیٰ قال کنا مع النّبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر (وفی روایۃ فی غزوۃ) فکنا اذا علونا کبرنا فقال النّبی صلی اللہ علیہ وسلم ایھا النّاس اربعوا علیٰ انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولا غائبًا ولکن تدعون سمیعًا بصیراً

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر بالسرّ ہونا چاہیے ورنہ حضور کے حکم کے خلاف ہوگا اور ایک روایت میں ہے:

"اخذ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عقبۃ فلما علا علیھا رجل نادی فرفع صوتہٗ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ واللہ اکبر و رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ بغلتہٖ قال فانکم لاتدعون اصم ولا غائبًا۔"

تحقیق: "اربعوا علیٰ انفسکم" خود حدیث کے محمل کو بتلا رہا ہے کہ جہر مفرط تھا جس میں نفس پر تعب ہوتا تھا اور بلا ضرورت تھا نیز "فانکم لاتدعون اصم ولا غائبًا" بھی اسی محمل کی تائید کر رہا ہے کیونکہ اصم وغائب کے اسماع کے لیے جہر مفرط معتاد ہے۔

حال: اگر کوئی خلاف طبع بات ہو تو احقر معافی کا طلبگار ہے؟

تحقیق: حدیث وفقہ کی تحقیق اساتذہ سے کرنا چاہیے اگر شیخ اس کے خلاف کہے اس کو علماء کے فتویٰ سے اطلاع کرے وہ مجبور نہ کرے گا خود ایسے مسائل اس سے پوچھنا ایک قسم کا اعتراض ہے جو خلاف طریق ہے معاف تو میں نے کر دیا مگر آئندہ تم بھی تعلیم طرق اصلاح سے مجھ کو معاف کرو اس کے لیے اور کسی کو تجویز کرو پھر دل کھول کر فقہ وحدیث کی تحقیق کرو مکدر نہ ہونگا۔ دونوں چیزیں جمع نہیں ہو سکتی اور یہ مشورہ تمام مسائل کے متعلق نہیں، صرف وہاں ہے جہاں تعلیم شیخ کے متعلق شبہ کا ایہام ہو جیسا یہاں ہے کہ ذکر جہر کی تعلیم پر شبہ کیا گیا۔

تعلیم الدین کے ایک مقام پر شبہ اور اس کا جواب

ضمیمہ ثانیہ رسالہ بالا (الاعتدال فی متابعۃ الرجال)

حال: تعلیم الدین میں ایک مقام پر ہے کہ شیخ کے خلاف شرع افعال پر بھی نکتہ چینی نہ کرے اور اس کے استشہاد میں مثنوی سے حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ نقل کیا گیا ہے مگر یہ خدشہ سے خالی نہیں اول تو اس لیے کہ حضرت خضر نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ "وما فعلته عن امری" یہاں شیخ کے خلاف شریعت فعل پر شیخ کے پاس کوئی سند نہیں، دوم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض وہ افعال جو صحابہ کو قابل اعتراض معلوم ہوئے اس پر انہوں نے اعتراض کیا اور آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور بعض وقت قبول فرمالیا؟

تحقیق: تعلیم الدین کی پوری عبارت میں خود جواب ہے اور استدلال نقلی تبرع ہے جس میں وجہ جامع یہ ہے کہ اس قصہ میں ترک سوال کی شرط ٹھہر گئی تھی اور شیخ وطالب میں بھی دلالۃً یہی شرط ہوتی ہے۔ "کما سیتضح من مثال المریض والطبیب" ورنہ مسئلہ عقلی ہے۔ شیخ وطالب کا تعلق معالج ومریض کا سا ہے اس کے نسخہ پر یا اس کی بد پرہیزی پر اعتراض کا اثر طبعی دیکھ لیا جاوے، کیا ہے قطع تعلق معالجہ، اگر معالج پر شبہ ہو اس کا ترک جائز ہے، اعتراض جائز نہیں اور واقعات نبویہ پر قیاس صحیح نہیں کیونکہ وہاں ترک وتبدیل جائز نہ تھی اس لیے سب شبہات وہاں ہی پیش کیے جاتے تھے اور یہی جواب ہے نکیر علی الخلفاء کا کہ ان کا ترک بھی جائز نہ تھا اگر ان سے شبہات رفع نہ کریں تو کیا کریں۔ اتنا فرق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف استفسار ہوتا تھا گو کبھی بصورت مشورہ ہو کبھی بصورت شبہ اور خلفاء پر نکیر بھی ہوتا تھا کیونکہ اگر نکیر نہ کریں اور ان کی اصلاح نہ ہو تو فساد عظیم برپا ہو جس کا ضرر رسائل تک بھی متعدی ہوتا ہے۔ بہرحال وہاں یہ ضرورت تھی اور شیوخ کا ترک و تبدیل سب جائز ہے اس لیے ان کو مکدر کرنا ایسا ہے جیسے معالج کو مکدر کرنا۔ یہ فرق بہت ہی موٹا ہے اس سے سب سوالات کا جواب ہوگیا۔ (النور شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

قضا نماز زن والے کو قضا کرنا چاہیے اور تہجد بھی پڑھنا چاہیے

حال: (یکے از مجازین) جو لوگ مجھ سے کچھ پوچھتے ہیں میں ان سے اولاً یہ دریافت

کرتا ہوں کہ تمہارے ذمہ قضا نمازیں تو نہیں ہیں اگر ہوں تو سب سے پہلے بجائے نفل و ذکر کے ان کو ادا کرو اس کے بعد کچھ پوچھنا اور کم از کم یہ کرو کہ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز ادا کرو باقی جتنی ہمت ہو تہجد کے وقت اُٹھنے کو جی چاہے اُٹھو لیکن اس وقت بھی قضا نمازیں ادا کرو؟

تحقیق: بالکل مناسب مگر مصلحت یہ ہے کہ دو چار رکعت تہجد کا بھی مشورہ دیدیا جاوے ورنہ نفس یہ مشورہ دے گا کہ قضا تو دن میں بھی ممکن ہے نیند خراب کرنے سے کیا فائدہ تو اُٹھنے کی عادت کبھی بھی نہیں ہوگی۔ (النور ذی قعدہ ۲ ۱۳۵ھ)

امتیاز کا احتمال ہو تو استغفار کرنا چاہیے

حال: (یکے از مجازین) خدمت سے واپسی پر ایک مرض کا بھی اندیشہ ہو گیا ہے وہ یہ کہ دوسرے اہل علم اور شرکاء کار سے جب کچھ معاملات پڑتے ہیں اور وہ باتیں جو بارگاہ سامی کا خاص عطیہ ہیں ان میں نظر نہیں آتیں تو اپنا ایک امتیاز پیش نظر ہونے لگتا ہے مگر الحمدللہ قول و فعل میں اس کے مقتضا پر عمل نہیں ہوتا؟

تحقیق: مشاہدہ نعم کا کیا تدارک اور پھر بھی خشیت سے ایسے احتمال کا غلبہ ہو تو احتیاطاً استغفار۔ (النور ذی قعدہ ۲ ۱۳۵ھ)

جنبی کو ذکر و نوافل تیمّم سے کر لینا قساوت نہیں بلکہ مباح ہے

حال: کل شب کو بخلاف توقع کئی سال کے بعد دو بجے شب کے احتلام ہوا فوراً اُٹھا ہوا تیز تھی، شیطان نے وسوسہ دیا کہ سردی بہت ہے پڑا رہ، صبح کو غسل کر لینا اور نوافل و معمولات کی قضا کر دینا لیٹ گیا، اُٹھا غسل کا تیمم کر کے (جس کی ایسی حالت میں رخصت تھی) نوافل پڑھے کہ صبح کو غسل کر کے قضا کر دوں گا فوراً سکون ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کئی روز سفر میں رہا اور صحبت بابرکت سے محرومی رہی، قساوت قلب میں ہو گئی؟

تحقیق: یہ قساوت نہیں اگر قساوت ہوتی قلق نہ ہوتا یہ رخصت شرعیہ سے استفادہ ہے جو مباح ہے پھر جتنا بھی عزیمت پر عمل ہو گیا یہ خدا کا فضل ہے غرض عزیمت و رخصت دونوں کی فضیلت نصیب ہوئی، یہ مضاعف نعمت ہے البتہ ذاکر کو ضروری سامان طہارت

وغیرہ کا مہیا رکھنا ضروری ہے تاکہ تنگی نہ ہو۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ)

ذکر اور نماز میں فرق کہ ذکر میں بساطت ہے اور نماز میں ترکیب

حال: عرض یہ ہے کہ نماز میں پورا پورا نشاط حاصل نہیں ہوتا جب ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو سرور اور نشاط کی حالت ہوتی ہے نماز میں یہ کیفیت نہیں ہوتی' پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تو منافقین کی عادت تھی؟

تحقیق: منافقین کا کسل فساد اعتقاد سے تھا اور یہ کسل یا تشتت طبعی ہے۔ فاین ھذا من ذالک. باقی وجہ فرق یہ ہے کہ ذکر میں بہ نسبت نماز کے ایک شان بساطت کی ہے اور نماز میں بہ نسبت ذکر کے شان ترکب کی ہے اس لیے ذکر میں اجزاء مختلفہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لیے یکسوئی جلد حاصل ہو جاتی ہے اور نماز میں توجہ اجزاء مختلفہ کی طرف ہوتی ہے اس لیے تشتت رہتا ہے اس کا علاج یہی ہے کہ نماز میں توجہ ایک طرف رکھی جاوے جس کی صورت یہ ہے کہ قیام کے وقت اس طرف التفات نہ کرے کہ اس کے بعد رکوع کرنا ہے رکوع میں اس طرف التفات نہ کرے کہ اس کے بعد قومہ کرنا ہے۔ وعلیٰ ہذا بلکہ ہر رکن میں صرف اسی رکن کو مقصود بالاداء سمجھے اور اسی طرف متوجہ رہے اسی طرح پھر دوسرے رکن میں الیٰ آخر الصلوٰۃ۔ اگر ایسا کیا جاوے تو نماز میں اس قدر یکسوئی ہوگی کہ ذکر میں بھی نہ ہوگی کیونکہ ذکر میں گو یکسوئی ہے مگر ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ دوسرا شخص آ کر اس یکسوئی کو فوت کر سکتا ہے یا خود ہی ذکر ترک کر کے شغل میں لگ سکتے ہیں اور نماز میں اطمینان ہے کہ سلام پھیرنے تک کوئی شخص ہم کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا نہ خود کوئی کام کر سکتے ہیں۔

وھذا الذی کتبت ورد علیٰ قلبی فی فرض الظھر وجربتہٗ فیہ وفی سنتہ البعدیۃ وللہ الحمد. (النور ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

نماز اور ذکر کے متعلق یہ خیال آنا کہ زیادہ ذکر کی ضرورت نہیں' اس کا علاج

حال: نماز اور ذکر کے قبل اور بعد اکثر یہ خیال آتا رہا کہ اتنی محنت بیکار رہے میں کوئی بزرگ تو ہو ہی نہیں سکتا' رہے احکام اس کی پابندی کر لی جاوے تو اس کے لیے زیادہ فکر کی کیا

ضرورت ہے کیونکہ بخشائش تو رحمت پر منحصر ہے؟

تحقیق: ایک علاج یہ سوچنا ہے کہ اعمال صرف مغفرت ہی کے لیے نہیں بلکہ مالک کا حق ہے مملوک پر اور مغفرت مستقل تبرع اور عنایت ہے۔ (النور شعبان ۱۳۵۳ھ)

افسوس بھی مواظبت کا بدل ہے

حال: عرصہ سے ارادہ کرتا تھا کہ مفصل عریضہ لکھوں لیکن کاہلی کے ساتھ ساتھ مشاغل کی کثرت سے بھی ناک میں دم رہتا ہے خصوصاً اخیر سال میں تعلیم کا بہت زور ہو جاتا ہے۔ بہت افسوس ہے کہ معمولات پر مواظبت نہیں ہوتی ہاں خیال مواظبت اور ترک مواظبت پر افسوس ہمیشہ رہتا ہے؟

تحقیق: افسوس بھی ایک درجہ میں مواظبت کا بدل ہے جب عدم مواظبت کسی عذر سے ہو۔ (النور شعبان ۱۳۵۳ھ)

ضعیف کو دل میں استغفار کرنا چاہیے

حال: چاہیے تو یہ تھا کہ بیماری کے بعد عبرت ہوتی مگر میں تو بھول بھول جاتی ہوں؟

تحقیق: یہ غفلت مذموم نہیں۔

حال: ارشاد فرمائیں کہ مجھے یاد کس طرح رہا کرے تا کہ اکثر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرے؟ تحقیق: یاد کی تمنا اور کمی پر حسرت یہ بھی یاد کی ایک قسم ہے۔

حال: ضعف کی حالت میں جب تک ذکر باقاعدہ شروع نہ ہو اس وقت تک میں اپنے وقت کس طرح صرف کروں کہ میری توجہ اللہ کی طرف رہے؟

تحقیق: دل میں لا الہ الا اللہ یا استغفار پڑھتی رہو۔ (النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

عمر رسیدہ کو مواعظ سننے چاہئیں اور استغفار وغیرہ شغل رکھنا چاہیے

(نوٹ) ایک صاحب نے جو ستر برس کی عمر کے ہیں اپنے حالات لکھے تھے ان کو ذیل کا جواب دیا گیا ہے؟

تحقیق: سب حالات اچھے ہیں میرے مواعظ ہمیشہ سنا کیجئے' اگر نفس میں کوئی عیب معلوم ہو اس کا علاج پوچھئے ورنہ تہلیل واستغفار میں مشغول رہئے' کافی ہے۔ فرائض وسنن

میں کوتاہی نہ ہو نوافل میں کمی ہو تو مضر نہیں۔ (النور رمضان ۱۳۵۳ھ)

ذکر میں دل نہ لگنے کا علاج

حال: جو ذکر یا دعا میں شروع کرتا ہوں پہلے پہل تو ان میں خوب دل لگتا ہے اور حضور قلب ہوتا ہے مگر چند ماہ کے بعد جب ان پر دوام رہتا ہے پھر ویسا حضور قلب اور دلچسپی نہیں رہتی۔ اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں؟ تحقیق: مرض ہونے کا شبہ کاہے سے ہوا۔

حال: معلوم ہوتا ہے میرے دل میں ذکر رچا نہیں' بس حلق کے اوپر ہی اوپر ہے؟

تحقیق: تو ماشاء اللہ طبیب محقق ہو۔

حال: ذکر میں قلب کو یکسوئی نہیں ہوتی ذکر زبانی ہوتا ہے اور دل غافل اور خیالات میں لگا ہوا؟ تحقیق: یہ غفلت باختیار ہے یا بلا اختیار۔ (النور شوال ۱۳۵۳ھ)

سینہ میں لفظ اللہ کی آواز کا مسموع ہونا مذموم نہیں

حال: سینہ میں دائیں اور بائیں طرف گھڑی کی آواز کی طرح آواز محسوس ہوتی ہے سننے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ گویا لفظ اللہ کی ہمزہ کو زور دے دے کر اس کا وظیفہ کیا جاتا ہے اور رات دن ہمیشہ جاری ہے' کبھی منقطع نہیں ہوتی' اس حالت کے ظہور سے بندہ کو ایک قسم کی مسرت بھی حاصل ہوئی اور حضور قلب میں زیادتی ہوئی' بندہ کو بہت تردد ہے کہ نہیں' معلوم یہ حالت محمود ہے یا مذموم؟

تحقیق: جو امر خلاف شرع نہ ہو مذموم نہیں ہوتا' البتہ احتیاطاً طبیب کو نبض و قارورہ دکھلا کر پوچھ لو طبیعت میں کوئی طبعی بے اعتدالی تو نہیں۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

ذکر میں سُرور کم ہونا مضر نہیں

حال: پہلے ذکر کی حالت بہت اچھی تھی اور طبیعت ہر وقت مسرور رہتی تھی' اب دو تین دن سے طبیعت پر سرور کم ہے؟ تحقیق: سرور مقصود ہے یا حضور اور حضور اختیاری ہے یا غیر اختیاری۔

حال: اور جو اچھی اچھی باتیں اور کیفیات پیدا ہوتی تھیں وہ کم ہو گئیں؟

تحقیق: دینی نقصان کیا ہوا؟ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

رُسوخ کی علامت

حال: طریق رسوخ علاج مذکورہ چگونہ مے باشد بہر گونہ کہ باشد اُمید میکنم کہ بیان فرمایند؟

تحقیق: تکرار استحضار و احیاء دوائم و تدارک وقت کوتاہی بمعاقبت نفس بنوعے عبادت خاصہ مالیہ یا بدنیہ مثل انفاق چار آنہ کہ بر نفس قدرے شاق باشد یا ادائے نوافل بمقدار معتدبہ کہ بر نفس قدرے گراں باشد و علامت رسوخ آنست کہ ملکہ میسر شود کہ در صدد تکلف نباشد۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

تہجد کے وقت نوافل پڑھ کر قرآن یاد کرنا افضل حالت ہے

حال: آج کل چار بجے رات کو آنکھ کھل جاتی ہے اور تہجد کا وقت ہوتا ہے اور آج کل یہ عاجز تجوید میں قرآن شریف کا قاری صاحب سے اجراء کر رہا ہے اور اس کو مضبوط یاد کرنا ہوتا ہے اب اس وقت کون سا کام اختیار کرنا چاہیے' آیا نماز نفل پڑھی جاوے یا قرآن کا یاد کرنا کون سا کام افضل ہے؟

تحقیق: چار نفل پڑھ کر قرآن میں لگ جاؤ اور ذکر دن میں کرو گو مختصر ہو۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

نماز و تلاوت میں جبر کو مبدل بآسانی کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے

حال: نماز و تلاوت کلام میں طبیعت پر جبر کرنا پڑتا ہے کوئی شاہراہ عمل جو آپ کے نزدیک مناسب ہو ایسا تجویز فرما دیجئے کہ یہ جبر مبدل بہ مسرت و آسانی ہو جاوے؟

تحقیق: اس کی کوئی تدبیر نہیں یہ امر نہ شیخ کے اختیار میں ہے نہ طالب کے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

نماز و جماعت پر آمادہ کرنے میں سختی کا علاج

حال: پہلے تو کافی نرمی سے کام لیتا ہوں لیکن جب بار بار کی تفہیم یا دیگر تدابیر کارآمد نہیں ہوتیں تو بس سخت مزاجی کا ظہور ہوتا ہے؟

تحقیق: تو بار بار کہنا ہی ضروری نہیں حق تبلیغ ایک بار کہنے سے ادا ہوتا ہے' بہت ہی زیادہ شفقت ہو دو بار حد تین بار' اس سے زیادہ درپے ہونا تصدی ہے جس پر وما علیک ان لا یزکی فرمایا گیا ہے۔

حال: اور بعض دفعہ سخت مزاجی کا ظہور نہایت شدت سے اور اتنا ہوتا کہ مجھ کو سخت ندامت ہوتی ہے دین و دنیا تمام معمولات میں طبیعت کا یہی حالت ہے؟

تحقیق: جہاں اپنا ضرر ہوتا ہے مجبوری مگر محض دوسرے کی مصلحت کے لیے خود کو

کیوں تعب میں ڈالا جاوے۔

حال: اس چیز کو خود دور کرنا چاہتا ہوں لیکن بارہا عین وقت پر طبیعت بے قابو ہو جاتی ہے اس بارے میں دُعا و علاج دونوں کی درخواست ہے؟

تحقیق: استحضار و عمل بتکلف کا تکرار یہی علاج ہے اس سے عادت ہو جائے گی۔

جماعت میں غفلت کا علاج

حال: پابندی جماعت وتلاوت کا تہیہ کرتا ہوں مگر کبھی کبھی غفلت اور کسلمندی کی وجہ سے ترک ہو جاتی ہے؟ تحقیق: لیکن قدرت سے تو کام لیا جاسکتا ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

ذکر اسم ذات کے سوا جی نہیں لگتا' ابتداء ایسا ہی ہوتا ہے

حال: ان دنوں میری عجیب کیفیت ہے ہر وقت جی چاہتا ہے کہ صرف اللہ اللہ کرتا رہوں اور کسی کام میں مطلق جی نہیں لگتا ہے' حد یہ ہے کہ درس حدیث وتلاوت قرآن میں بھی جیسے پہلے جی لگتا تھا اب ویسا نہیں لگتا' اب صرف بس ذکر اسم ذات کے لیے جی چاہتا ہے؟

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ بچہ کو ہر وقت دودھ ہی مرغوب ہوتا ہے پھر ہر وقت پر اس کے مناسب اشیاء مرغوب ہونے لگتی ہیں۔ (النور' جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ)

قرآن ناظرہ کا مشکل ہونا اس کا علاج طبیعت کو زیادہ پر جبر کرنا ہے

حال: فدوی قرآن شریف کا ناظرہ ایک پارہ مشکل سے روزانہ پڑھ سکتا ہے بلکہ اکثر زیادہ ناغہ ہو جاتا ہے اور دیگر اذکار مثلاً دُرود شریف' استغفار زبانی قرآن شریف دن بھر پڑھا کرے تو کوئی گرانی نہیں ہوتی مگر ناظرہ قرآن شریف ایک پارہ پڑھنا مشکل ہوتا ہے سخت پریشان ہوں کیا علاج کروں؟

تحقیق: اگر قرآن حفظ نہیں تو نفس پر جبر کر کے زیادہ پڑھنا چاہیے اور برابر اس کا تصور رکھنا چاہیے کہ ایک ایک حرف پر دس نیکیاں نامہ اعمال میں ساتھ ساتھ درج ہو رہی ہیں اور ایسی دولت اور کس چیز سے نصیب ہو سکتی ہے اور یہ تصور ہے بھی امر واقعی کا کیونکہ حدیث میں یہ مضمون تصریحاً موجود ہے اس کے ساتھ ہی یہ مراقبہ بھی رکھنا چاہیے کہ حروف قرآن کی زیارت پر ثواب ملتا ہے۔ اس مجموعی تصور سے وہ گرانی کم ہو جائے گی اور شدہ شدہ

ناظرہ زیادہ تلاوت کرنا آسان ہو جائے گا اور اگر قرآن آپ کو حفظ ہے اور زبانی بھی صحیح یاد ہے تو پھر حفظ پڑھنے سے بھی ثواب جو کہ اصل مقصود ہے حاصل ہے زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

ذکر و تلاوت و درسِ حدیث میں فرق

حال: میرے اوقات الحمدللہ بدستور سابق ہیں برابر بعد نماز تہجد کے دوازدہ تسبیح و ذکر اسم ذات ایک ہزار تک کر لیتا ہوں مگر طبیعت کا میلان جو ذکر کے وقت ہوتا ہے وہ ابھی تک نہ تو قرآن شریف پڑھتے وقت ہے اور نہ درس حدیث کے وقت؟

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے بعض کو انتہا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اکثر اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ذکر میں ایک گونہ بساطت ہے اور قرآن و حدیث میں ایک گونہ ترکیب ہے اور بسیط یکسوئی سے اقرب ہے اور ترکیب بوجہ اختلاف اجزاء تشویش سے قریب ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

نماز کو لمبا کرنا بلاضرورت ملنے والوں سے جائز ہے

حال: طبعاً کسی سے ملاقات کو جی نہیں چاہتا اور نہ مجلس کرنے کو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی ملنے کو آ جاتا ہے اس کو چنداں ضروری کام بھی نہیں ہوتا تو احقر نماز کو لمبا کر دیتا ہے تا کہ وہ چلا جائے تو ایسی نماز کا کیا حکم ہے؟

تحقیق: بضرورت حفاظت دین سپر کے استعمال کی اجازت ہے۔ (قال تعالیٰ ان الصّلوٰة تنھٰی عن الفحشاء والمنکر، وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حافظ علیھا (ای علی الصّلوٰة) کانت لہٗ نوراً و بُرھاناً ونجاة یوم القیٰمة. الحدیث لاحمد والکبیر والاوسط) (جمع الفوائد) اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں واقی عن المنکر اور منجی عن النار ہونے کی شان ہے۔ پس جیسے نماز ان خواص کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح منکر و نار کے اسباب بلاواسطہ یا بواسطہ سے وقایہ و نجات کی بھی اس میں خاصیت ہے پس اسی طرح اس خاصیت کی نیت سے اس کا بھی پڑھنا جائز ہے جیسے فقہاء نے اطالت رکوع للجائی میں تفصیل کی ہے اور مصلحت دینیہ کے لیے اجازت دی

ہے حالانکہ وہاں غیر کی مصلحت ہے اور یہاں تو اپنی مصلحت ہے۔ (النور، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ)

نماز فجر میں زیادہ دل لگنے کی وجہ

حال: (یہ ایک پہلے مجمل خط کی تفصیل ہے) میری یہ حالت کہ جماعت میں جس قدر کم ہوں نماز میں زیادہ دل لگتا ہے صرف فجر کی نماز میں ہے دیگر اوقات کی نمازوں میں تو نمازیوں کا انتظار کرتا ہوں اور قدرے جماعت میں تاخیر بھی گوارا کرتا ہوں؟

تحقیق: وجہ سمجھ میں آ گئی وہ وقت طبعاً و ذوقاً حضور قلب کا ہے کیونکہ پہلے مشاغل منقطع ہو جاتے ہیں، دوسرے ابھی شروع نہیں ہوتے، اس لیے قلب قریب قریب فارغ و خالی ہوتا ہے اور جس طرح سفید کپڑے پر سیاہ دھبہ اگرچہ خفیف ہو محسوس ہوتا ہے اسی طرح ہجوم مجمع کا چونکہ طبعاً و عادۃً اسباب مشوشہ سے ہے اس لیے فراغ میں اس کا اثر محسوس ہوتا ہے بخلاف دوسرے اوقات کے کہ پہلے سے قلب مختلف تعلقات میں مشغول ہوتا ہے اس لیے شغل میں مزید شغل محسوس نہیں ہوتا جیسے سیاہ کپڑے میں سیاہی کا داغ محسوس نہیں ہوتا۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

لاتفریط فی النوم

حال: میں آج کل ایک بات سے بہت زیادہ پریشان ہوں وہ یہ کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں تہجد کے لیے اور پروردگار سے دعا بھی کرتا ہوں لیکن آنکھ نہیں کھلتی؟

تحقیق: اور یہ خیال نہیں ہوتا کہ لاتفریط فی النوم کس کا ارشاد ہے اور کیوں ہے شیخ شیرازی کا قول نہیں سنا:

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا   ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

(النور رجب ۱۳۵۴ھ)

وظیفہ کی جگہ بھی تلاوت قرآن ہی زیادہ کرنا خلاف سلف ہے

حال: حضور والا کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر تمام وظیفہ کی جگہ (جس میں زیادہ حصہ درود شریف کا ہے) کلام مجید کی تلاوت ہی کی جاوے تو کچھ مضائقہ تو نہیں؟

تحقیق: کیا یہ بھی خبر ہے کہ کسی چیز کی طرف زیادہ کشش اُسی وقت ہوتی ہے جب

دوسری چیزیں بھی ہوں ورنہ اس سے طبیعت اُکتا جاتی ہے: ع ''گر نیست غیبتے نہ دہد لذتے حضور'' اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ سلف نے ایسا نہیں کیا۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت' یہ بغض فی اللہ ہے

حال: جی نہیں چاہتا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کو مجھے حضرت والا نفس کے کید سے ڈر لگتا ہے کہیں یہ نفرت کی آڑ میں کبر نہ ہو؟

تحقیق: ایسے احتمالات کا اعتبار نہیں اگر وہ توبہ کر لے اور پھر بھی اس سے نفرت رہے یہ کبر ہے ورنہ بغض فی اللہ ہے۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

ذکر میں اطمینان نہ ہونا مقصود نہیں

حال: جب تک عافیت و راحت میسر ہے زبان پر ذکر اللہ رہتا ہے جب کوئی کلفت و خوف پیش آ جائے تو اول تو ذکر اللہ یاد ہی نہیں آتا اور اگر یاد بھی آ جائے تو اس سے قلب کو اطمینان نہیں ہوتا؟

تحقیق: مقصود ذکر ہے اگرچہ بتکلف ہو اطمینان مقصود نہیں۔ (النور شعبان ۱۳۵۴ھ)

دُعا سے رکاوٹ کا علاج

حال: حضرت کبھی کبھی جائز دُعا مانگتے وقت یہ محسوس کرتا ہوں کہ کسی نے زور سے گلے کو دبایا ہے اور دُعا مانگنے کے لیے روک رہا ہے ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ دل سے دُعا نکلے لیکن ناکامیاب رہتا ہوں اور وہ آرزو پوری نہیں ہوتی؟

تحقیق: دعا کاغذ پر لکھ کر ہاتھ میں لے کر اس میں وہ دُعا پڑھا کرو۔ (النور رمضان ۱۳۵۴ھ)

نماز پنج وقتہ نہ پڑھنے کا علاج

حال: بندہ کی عمر اس وقت بیالیس سال کے قریب ہے خدا کے فضل و کرم سے بالکل تندرست توانا ہوں' خدا نے بال بچے دیئے ہیں اور گذران بہت اچھی ہے مگر بدقسمتی سے پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے' بہت کوشش کرتا ہوں مگر کامیاب نہیں ہوتا' جب نماز کا وقت گزر جاتا ہے تو بہت شرمندہ ہوتا ہوں مگر کیا کروں عادت سے مجبور ہوں؟

تحقیق: جب نماز کا ناغہ ہو دو وقت کا فاقہ کیا جاوے۔ (النور شوال ۱۳۵۴ھ)

عصر کی جماعت فوت ہونے پر بیس رکعت نفل جرمانہ

حال: ایک روز عصر سے کچھ پہلے ایک شخص سے ملنے گیا' ایک دنیاوی غرض سے یعنی شکار کا بندوبست کرنے کے لیے' گفتگو میں عصر کی جماعت کا بھی وقت ہو گیا' دھیان تو نماز کی طرف تھا اور یہی سوچ رہا تھا کہ اب اُٹھوں' اب اُٹھوں' مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی' بہت افسوس ہوا کہ بلا شرعی عذر جماعت ترک ہوئی؟

تحقیق: بیس رکعت نفل پڑھ لی جاوے اور دل سے عزم کر لیا جاوے کہ جب کبھی ایسا اتفاق ہو گا اتنے ہی نوافل پڑھوں گا اور مالی سزا اس لیے کافی نہ ہو گی کہ بوجہ تنخواہ کافی ہونے کے تھوڑی مقدار نفس پر شاق نہ ہو گی اور زیادہ مقدار کا تحمل نہ ہو گا۔ (النور ذیقعدہ ۵۵ھ۱۳)

تلاوت قرآن کے وقت رونا آنا کبھی تلاوت بند کر لینا

اس کا علاج یہ ہے کہ جو قلب کا تقاضا ہو وہ کام کریں

حال: حضرت کئی دن سے جب بندہ قرآن شریف تلاوت کرتا ہے تو بعض وقت بعض آیت سے حضرت کے مواعظ کے بعض مضمون کی طرف خیال جاتا ہے تو اس وقت ایسی حالت پیش آتی ہے کہ سوائے رونے کے اور کچھ نہیں کر سکتا اور حضرت کی عظمت و محبت اس قدر معلوم ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کر سکتا اور ایسی حالت میں بعض وقت قرآن مجید کھلا رکھتا ہے اور بعض وقت تھوڑی دیر کے لیے بند کر دیتا ہوں پھر کھول کر تلاوت شروع کرتا ہوں؟

تحقیق: جس شق کا قلب پر زیادہ تقاضا ہو اور یہ حالت گو محمود ہے مگر مقصود نہیں' مقصود وہی عمل یعنی تلاوت ہے۔ (النور ربیع الاول ۵۶ھ۱۳)

دل میں مختلف خیال ذکر نفی و اثبات کے وقت یہ انفع ہے

حال: (یکے از مجازین) ذکر نفی و اثبات کے وقت کوئی ایک خیال قائم نہیں رہتا کبھی دل سے ماسوی اللہ کے تعلق کو نکالنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت ۔ کے داخل کرنے کا خیال آتا ہے اور کبھی لا مقصود الا اللہ اور کبھی لا موجود الا اللہ اور اکثر کچھ استحضار نہیں ہوتا خالی ذکر ہوتا ہے؟

تحقیق: آپ کی حالت کے اعتبار سے یہی اخیر انفع ہے (کیونکہ منتہی کے حال میں سنداحت (سادگی) ہوتی ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

ذکر یا نماز میں شیخ کا چہرہ سامنے آنا قصداً نہ چاہیے

حال: آج کئی روز ہوئے ہیں یہ یاد نہیں ہے کہ نماز میں تھا یا حالت ذکر میں بہرحال متوجہ بحق ہوں کہ جناب والا کا چہرہ اقدس سامنے ہوگیا' بلا قصد وارادہ کے حالانکہ اس کے قبل قصداً یہ بات حاصل نہیں ہوئی تھی اس روز سے چہرہ مبارک قصداً بھی اور بلا قصد بھی سامنے رہتا ہے نماز میں بھی اور ذکر اذکار میں بھی؟ تحقیق: یہ اثر ہے محبت کا جو کہ محمود ہے مگر مقصود نہیں۔

حال: جی چاہتا ہے کہ اسی طرف مشغول رہوں؟

تحقیق: چونکہ مقصود نہیں لہٰذا قصداً اس طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ)

استقلال حاصل ہونے کا طریقہ

حال: حضرت والا مجھ میں استقلال نہیں' انتہا درجہ کا متلون المزاج ہوں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں یا تو اس کے شروع ہی کی نوبت نہیں آتی یا اگر شروع کرتا ہوں تو انجام کو نہیں پہنچا سکتا۔ ایک دو روز میں چھوٹ جاتا ہے۔ مثلاً میرے ذمہ کچھ صلوات فائتہ ہیں ان کے ادا کرنے کا ہمیشہ ارادہ رکھتا ہوں لیکن ایک دو روز تو فوایت ادا کرتا ہوں اور پھر مہینوں نام نہیں لیتا۔ فی الحال حضرت والا اس کے لیے کوئی علاج تجویز فرماویں؟

تحقیق: العلاج بالضد۔ اور اس ضد میں اول تکلف ہوتا ہے پھر اعتیاد پھر رسوخ' بس نفس تکلف سے گھبراتا ہے۔ یہی راز ہے عدم استقلال کا ورنہ نفس اگر تکلف کی کلفت برداشت کرلے تو عدم استقلال کی کوئی وجہ نہیں اور یہی علاج ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

تعلیمی مشاغل کیساتھ تقسیم اوقات ذکر ونوافل بھی کیجئے

حال: دل چاہتا ہے کہ اپنے اخروی سہارے کے لیے کوئی مجاہدہ تکثیر تطوعات کروں یا تکثیر اذکار میں مشغول ہو جاؤں مگر مدرسہ کے تعلیمی وانتظامی مشاغل اس کی مہلت نہیں دیتے جس پر افسوس و صدمہ کی وجہ سے اکثر دل میں پژمردگی سی رہتی ہے۔ لہٰذا اس کی تلافی کی کوئی صورت ارشاد فرما دیجئے؟

تحقیق: بجز تقسیم اوقات کے کوئی صورت نہیں۔ اس تقسیم میں دوسرے مشاغل کم کر کے ذکر اور نوافل کا وقت بڑھا لیجئے۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

نماز میں نور محسوس ہونا محمود ہے مقصود نہیں

حال: حضرت اکثر اوقات ذکر کرتے وقت اور نماز پڑھتے وقت ایک نور محسوس ہوتا ہے بالخصوص نماز چاشت پڑھتے وقت وہ نور بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے اس وقت طبیعت میں بہت بشاشت ہوتی ہے فوراً خیال میں آتا ہے کہ یہ حضرت والا کے فیض و برکت سے ہے حضرت ذکر کرتے وقت اور نماز پڑھتے وقت نور محسوس ہونا یہ سب محمود ہے یا کیا؟

تحقیق: بالکل محمود ہے لیکن مقصود نہیں اس لیے شکر کرنا چاہیے مگر اس کی طرف التفات نہ چاہیے' بس ذکر کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

نجات اخروی عملوا الصالحات کی قید پر ہے' صرف ایمان پر کچھ نہیں' اس کا جواب

خط یکے از مجازین

حال: احقر کچھ عرصہ سے ایک خلجان میں پڑ گیا ہے اس کا دفعیہ کسی طرح نہیں ہوتا' لاچار بندگان والا کے حضور میں پیش کر کے دفعیہ چاہتا ہے اور اس خیال سے کہ حضرت والا کا وقت خراب نہ ہو' بہت اختصار کے ساتھ عرض کیا جائے گا' وہ خلجان یہ ہے کہ میں نے بار بار بروقت تلاوت قرآن پاک غور کیا کہ نجات اخروی یا وہ فضائل جو مسلمانوں کے لیے موعود ہیں یا رضا باری تعالیٰ۔ ایک ہی مضمون کو جس عنوان سے بھی تعبیر کیا جائے اس کے لیے قرآن میں ہر جگہ وعملوا الصلحت کی قید ضرور لگی ہوئی ہے کہیں اس کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور کہیں خشیت سے اور کہیں دیگر عنوانات سے مگر صرف ایمان پر وعدہ کچھ بھی نہیں۔ جیسے الذین آمنوا وکانوا یتقون اور ذلک لمن خشی ربہٗ اور مایلقاھا الا الصبرون (اس کو طول دینا حضرت والا کا وقت ضائع کرنا ہے) اس سے آگے اپنے خلو عن

الاعمال الصالحۃ تحریر کر کے قلق شدید ظاہر کیا ہے اسی لیے یہ مضمون تربیت میں درج کیا گیا اور جواب ذیل علیٰ تقدیر تسلیم الخلو ہے؟

تحقیق: اللّٰہ ولی الذین آمنوا میں کون سی قید ہے اور اخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملاً صالحاً آخر عسی اللّٰہ ان یتوب علیھم میں بعض اعمال کی کمی پر بھی کیا وعدہ ہے اور ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الی قولہ والذین کفروا لھم نار جھنم میں الذین اصطفینا کی تقسیم کس اعتبار سے ہے اور جنات کا وعدہ کس کے لیے ہے۔ وَالَّذِیْنَ کفروا کا مقابلہ کس سے کیا گیا ہے اور حدیث صحیح من قال لا الٰہ الا اللّٰہ میں دخل الجنۃ کا وعدہ کس کے لیے ہے اور وان زنی وان سرق کی کس عموم پر دلالت ہے اس وقت تتبع کی فرصت نہیں اس لیے فی الحال اس پر اکتفا کیا گیا۔

حال: حضرت بندہ کے امراض کی کمی سے اور تربیت السالک کے باب الذکر کو دیکھنے سے کام کرنے میں بہت ہمت ہوتی ہے اور حضرت حق کی رضا کی امید ہوتی ہے کیونکہ اس باب میں حضرت کے اکثر ارشادات پابندی اور مداومت کے بارے میں ہیں اور بندہ کے اندر یہ دونوں چیزیں بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہیں حتیٰ کہ جو کام جس دن سے شروع کیا کبھی ناغہ نہیں کیا اور بیماری کی وجہ سے اگر ناغہ ہو گیا تو تندرست ہوتے ہی قضا کر لی اور ہمیشہ خدا کے فضل سے اپنے کام میں مشغول رہتا ہوں مگر جب تبلیغ دین کا مطالعہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مریض میں اکیلا ہی ہوں اور میرے اندر سارے امراض کے ڈھیر ہیں اور کوئی مرض زائل نہیں ہوا۔ حضرت اس وقت ایسی پریشانی ہوتی ہے جو بیان سے باہر ہے اور سوائے رونے کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے اور کبھی مایوسی غالب ہوتی ہے اور کبھی خیال ہوتا ہے کہ پھر حضرت سے اصلاح کراؤں۔ حضرت سے اپنا حال ظاہر کر دیا جو ارشاد ہو بندہ راضی ہے اور پریشانی کے بارے میں ارشاد کا منتظر ہے؟

تحقیق: وہ یعنی غزالیؒ خود اعلیٰ درجہ کے کامل ہیں سب کو اسی درجہ کا کامل کہتے ہیں۔ نیز ان پر ہیبت کا شدید غلبہ ہے اس لیے اس کتاب کا دیکھنا غافلین کے لیے ہے تاکہ خذہٗ بالموت حتی یرضی بالحسنیٰ پر عمل ہو جاوے تم مت دیکھو صرف میرے رسائل و مواعظ دیکھو۔ (النور صفر ۱۳۵۶ھ)

یہ نتیجہ میرے معاصی کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسے مرتب کیا ہے۔

حال: (یکے از مجازین) عرصہ چھ سال کا ہوا احقر نے اپنی اصلاح کے متعلق ایک عریضہ میں ضمناً یہ بھی عرض کیا تھا کہ احقر کی یہ آرزو ہے کہ اگر کوئی میرا مخالف اور دشمن میری مخالفت کرے تو میں اس سے کوئی رنج نہ رکھوں بلکہ اس کی مخالفت کو اپنے ہی افعال وحرکات کا نتیجہ سمجھوں تو احقر کے ان الفاظ کے (کہ مخالف کی مخالفت کو اپنے ہی افعال وحرکات کا نتیجہ سمجھوں) جواب میں حضور والا نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ "اس کا استحضار اختیاری ہے تکرار استحضار سے اس میں رسوخ ہو جائے گا۔" سو عرض ہے کہ احقر برابر اس ارشاد پر عمل کر رہا ہے کہ جب کوئی واقعہ طبیعت کے خلاف پیش آتا ہے تو اس کو احقر اپنے ہی افعال وحرکات کا نتیجہ سمجھتا ہے مگر ایک عرصہ تک تو یہ بھی عمل رہا کہ جب اس مخالف واقعہ سے پریشانی ہوتی تھی تو یہ سوچ لیا کرتا تھا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی اس سے تسلی ہو جاتی تھی مگر اب اس مراقبہ کی (کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی) بالکل ہمت نہیں پڑتی کیونکہ فوراً یہ خیال ہوتا ہے کہ چونکہ یہ واقعہ میرے افعال وحرکات کا نتیجہ ہے تو گویا تو نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا تو پھر اس موقع پر یہ مراقبہ کرنا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہیں بے ادبی نہ ہو۔ چنانچہ احقر اب یہ نہیں سوچتا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر پریشانی بہت بڑھ جاتی ہے اور پھر کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جو موجب تسلی ہو تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا جب احقر یہ سمجھ رہا کہ یہ ناگوار واقعہ خود میرے ہی غلط افعال وحرکات کا نتیجہ ہے تو اس وقت یہ مراقبہ کرنا کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کیا یہ کچھ بے ادبی ہے تاکہ احقر ایسے موقع پر اس سوچنے سے کہ حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی۔ آئندہ بھی باز رہے باقی عقیدہ تو یہی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہی حکم سے ہوتا ہے باقی شبہ جو بے ادبی کا ہوا ہے وہ ہر بار اس کے مستحضر کرنے میں ہوا ہے؟

تحقیق: اعتقاد میں دونوں کا جمع ہونا تو محل اشکال ہی نہیں جیسا خود سوال کے اخیر میں مذکور ہے البتہ ذوقاً جمع ہونا باعتبار بعض آثار کے محل اشکال ہے جس میں اس اشکال کے علاوہ بعض اوقات ایک دوسرے محذور کا لزوم بھی محتمل ہے یعنی محبوب حقیقی سے تقلیل محبت پس جہاں اس جمع کی ضرورت نہ ہو وہاں تو اسلم جمع اول ہی پر قناعت کرنا ہے لیکن جہاں ضرورت

ہو جیسا یہاں بدوں اس استحضار کے تسلی کا فقدان سوال میں ظاہر کیا گیا ہے اس صورت میں ضعفاء کے لیے اس جمع کی صورت یہ ہے کہ تسبب عن المعاصی کا استحضار تو بلاواسطہ کیا جاوے اور تسبب عن مشیۃ الحق کا استحضار بواسطہ تسبب اول کے کرے یعنی یوں سمجھے کہ یہ نتیجہ میرے معاصی کا ہے اور اس نتیجہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس لیے مرتب فرمایا ہے کہ میرے ماضی کے گناہوں کا کفارہ ہو جاوے اور مستقبل میں مجھ کو ہدایت ہو جاوے پس اس طرح سے دونوں استحضار بلا کسی محذور کے جمع ہو جاویں گے۔ (النور رمضان ۱۳۵۶ھ)

سفر میں ضرر کی تفصیل

حال: یہ احقر اس درمیان کچھ عرصہ سفر میں رہا۔ سفر اور خصوصاً طول سفر سے ہمیشہ گھبراتا ہوں مگر بعض حوائج ضروریہ باعث ہو جاتی ہیں سفر اور سفر سے واپسی کے بعد آج تک کہ دو ہفتے ہو گئے حالت نہایت مکدر اور طبیعت بے حد منتشر ہے نہ قلب میں سابق کا سا سکون ہے نہ معمولات میں دلجمعی کے ساتھ پابندی ہے؟

تحقیق: بعض طبائع کو بلکہ اکثر کو سفر مضر ہوتا ہے گو وہ دینی ضرر نہ ہو مگر دینی ضرر کے سرحد سے مل جاتا ہے خصوص ابتداء سلوک میں لیکن اگر طلب صادق و فکر صحیح ہو تو اس ضرر کے ساتھ ایک نفع بھی مرتب ہوتا ہے وہ یہ کہ اس ضرر کا عین الیقین ہو کر بلا ضرورت شدیدہ سفر سے طبعاً گریز کرتا ہے اور عادت الٰہیہ جاری ہے کہ ضرورت شدیدہ کی حالت میں غیب سے اعانت ہوتی ہے جس سے وہ ضرر گو کسی درجہ میں صورۃً ہو مگر حقیقتاً نہیں ہوتا اور وہ صورت بھی بہت جلد بدوں کسی اہتمام کے زائل ہو جاتی ہے۔

حال: حضرت کے ارشاد کے مطابق تہجد شروع کر دی ہے مگر بعد عشاء آخر شب میں اُٹھنے کی چند مرتبہ سعی کی۔ بعض دفعہ الارم کے بجنے سے بھی آنکھ نہیں کھلی ایک آدھ مرتبہ تو کسل حارج ہو گیا حضرت نے معمولات میں بھی ایک اضافہ فرمایا تھا جو افسوس کہ مکمل نہ ہو سکا؟

تحقیق: باوجود کوشش کے ایسی ناکامی کامیابی کی مفتاح ہوتی ہے جس کا بہت جلد مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے اس کامیابی کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے کہ اس اختلال سے قلب میں قلق اور حزن اور اپنی بیچارگی و ناکارگی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ندامت طاری ہوتی ہے اور

اضطرار سے دعا کرتا ہے بعض اوقات غلبہ حیا سے دعا میں بھی زبان بستہ ہو جاتی ہے۔ یہ دعا حالی ہوتی ہے اور یہ سب امور اسباب ہیں جلب رحمت کے۔ پھر اعمال کی توفیق ہونے لگتی ہے اس وقت دوسری نعمت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ وفی مثل هذا قیل:

گر مرادت را مزاج شکراست　　　بے مرادی نے مراد دلبراست

پس ایسی حالت میں بجائے یاس کے دعا و التجا و طلب و سعی میں زیادہ اہتمام کرنا چاہیے' انشاء اللہ تعالیٰ ان مع العسر یسرا کا مشاہدہ میسر ہوگا۔

حال: بعد ظہر کا قیام مسجد گرم موسم ہو جانے کی وجہ سے ترک کر دیا' مکان ہی پر رہتا ہوں مگر خاموشی و کامل تخلیہ کے ساتھ درُود کا سلسلہ جاری رکھتا ہوں' پھر عصر سے مغرب تک مسجد ہی میں رہتا ہوں' نمازیں سب با جماعت ہو جاتی ہیں؟

تحقیق: سب محمود ہے مبارک ہو۔

حال: عبادات و معاملات میں محرمات سے اجتناب اور فرائض و واجبات و سنن مؤکدات کا التزام رکھتا ہوں سوائے اس جماعت فجر کے سب ہی بفضلہ مکمل ہو جاتی ہیں۔ بظاہر

تحقیق: یہ سب نعمتیں اور رحمتیں ہیں ان پر شکر اور منت بلا استحقاق کا مشاہدہ وظیفہ عبدیت ہے۔

حال: حضرت کچھ ایسی حالت ہے کہ باوجود تامل و تفکر کے اکثر و بیشتر اپنی مزعومہ خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں' عیوب نہیں دکھلائی دیتے' صد حسرت و تاسف کہ میرے عیوب مجھ پر منکشف نہیں۔ حالات یوم و لیل میں ادنیٰ خوبی بھی نمایاں طور پر سامنے آ جاتی ہے اور عیب کا گویا کوئی پہلو بھی واضح نہیں ہوتا' ہوتا ہے تو اضطرار و اختیار قصد و بے قصد کے لغو حیل سے نفس جلد سے جلد تاویل کر لیتا ہے' حیران ہوں کہ کیا لکھوں اور کونسا مرض حضرت حکیم الامت مد فیضہم کی خدمت میں پیش کروں؟

تحقیق: اس حالت کا نقص سمجھنا اور تاویل کو منکر جاننا یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ سیئات کا ایک درجہ میں کفارہ ہو جاتا ہے اور اس کفارہ ہونے میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کے لیے اجمالاً و ابہاماً اعتقاداً اپنے عیوب کا گو ان کی تعیین نہ ہو اور اس کے ساتھ استغفار خصوص اس صیغے کے ساتھ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا عَلِمْتُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ" اور اس اعتقاد کا

استحضار واستغفار کا تکرار ان شاء اللہ تعالیٰ امتثال مامور بہ کے لیے کافی ہوگا اور اس سے بصیرت کا فتح باب ہو جاوے گا۔ وعدہ ہے "من عمل بما علم علمه الله مالم یعلم او کما قال صلی الله علیه وسلم" (النور محرم ۱۳۵۷ھ)

اصل مامور بالتحصیل دو چیزیں ہیں' ایک غلبہ ذکر اور دوسرے دوام طاعت

حال: اس فن میں سخت مریض ہوں' آسانی کے علاج کے لیے وہ کیا چیز ہے جس کی تحصیل کا طالب مکلف ہے تا کہ ہر وقت اس کا خیال میں تصور جمار ہے؟

تحقیق: ایک غلبہ ذکر کہ غفلت میں وقت کم گزرے دوسری دوام طاعت کہ نافرمانی بالکل نہ ہو اصل مامور بالتحصیل یہی چیزیں ہیں اور اسی کے لیے سب مجاہدات و معالجات اختیار کیے جاتے ہیں جن پر حسب سنت اللہ وہ مقصود مرتب ہو جاتا ہے۔ اولاً قدرے تکلف ہوتا ہے' بعد چندے (جس کی مدت معین نہیں استعداد پر ہے) مثل امر طبعی کے ہو جاتا ہے۔ گو احیاناً ضد کا تقاضا بھی ہوتا ہے مگر ادنیٰ توجہ سے وہ ضد مغلوب ہو جاتی ہے اس رسوخ وثبات کو مقام کہتے ہیں۔ پس یہ فی نفسہ غیر اختیاری ہے اور باعتبار اسباب کے اختیاری ہے اور یہی رسوخ وثبات اس حیثیت سے کہ غلبہ ذکر و دوام طاعت کا ملزوم ہے نسبت کہلاتا ہے۔ یعنی حضرت حق سے ایسا قوی تعلق جس پر غلبہ و دوام مذکور کا ترتب لازم ہو اور اس نسبت من العباد پر ایک دوسری نسبت من الحق موعود ہے۔ یعنی رضاء وقرب۔ پس اہل طریق جب لفظ نسبت کا اطلاق کرتے ہیں' مراد ان ہی دو نسبتوں کا مجموعہ ہوتا ہے نہ کہ صرف ملکہ یادداشت جس میں بہت سے غیر محقق دھوکہ میں ہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

عذر کی وجہ سے ناغہ کا بدل مجاہدہ اضطراریہ یعنی تشویشات وغیرہ ہیں

حال: اس مرتبہ سفر میں کچھ ایسی صعوبتیں پیش آئیں کہ اکثر معمولات ناغہ ہو گئے۔ تھانہ بھون واپس آنے پر بھی پریشانیوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا' دو بچے بیمار ہیں جو وقت مدرسہ سے بچتا ہے ان کی تیمارداری میں صرف ہو جاتا ہے ابھی تک پورے معمولات جاری نہیں ہو سکے؟

تحقیق: جس طرح وضو کا بدل تیمم ہے اور اجر میں اس سے کم نہیں اسی طرح مجاہدہ اختیاریہ

یعنی اعمال و اوراد کا بدل ہی مجاہدہ اضطرار یہ یعنی تشویشات و بلیات ہیں اور اجر میں ان کے برابر بلکہ بعض منافع میں ان سے اقویٰ ہیں ان کو نعمت سمجھ کر اطمینان سے کام میں بقدر وسع مشغول رہنا چاہیے البتہ دُعا کرتے رہیں کہ وہ مبدل بہ راحت و جمعیت ہوں کہ دُعا مسنون ہے غرض جب تک وہ باقی رہیں تفویض تو فرض ہے اور دُعا مسنون ہے اور جب وہ زائل ہو جاویں شکر واجب ہے اور دونوں حالتوں میں بقدر وسع کام میں مشغول رہنا ادب طریق ہے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ)

اثنائے ذکر خلو عن الخیال ہونا نہ مذموم ہے نہ محمود

حال: اثناء ذکر مذکورہ اوقات میں ایسا خلو عن الخیال ہو جاتا ہوں کہ نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ مسمی کی طرف توجہ رہتی ہے بلکہ کوئی خیال ہی نہیں رہتا نہ طبیعت متمیز ہوتی ہے۔ تقریباً بیس منٹ آدھ گھنٹہ پھر جب توجہ ہوتی ہے تو حیران ہوتا ہوں' اب گزارش ہے کہ یہ ضعف دماغ ہے یا کوئی اور غلطی کا ثمرہ ہے؟

تحقیق: اگر مذموم حالت ہوتی تو تشخیص سبب کی ضرورت ہوتی مگر یہ حالت نہ مذموم ہے نہ محمود لہٰذا بے فکر رہیں۔

حال: حضرت والا خیالات فاسدہ کا ہجوم کسی طرح کم نہیں ہوتا' خصوصاً ذکر کے وقت' دعا فرما دیں کہ اس سے نجات ہو کر ذکر میں یکسوئی ہو؟

تحقیق: دعا تو ضروری ہے مگر تدبیر ضروری نہیں۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ)

ذاکر کو جھاڑ پھونک کا شغل مضر ہے

حال یکے از نسوان: حقیرہ کو اپنے شوہر سے چند ایک جھاڑ پھونک حاصل ہوئے ہیں جس سے تبلیغ کرنے کا ایک بہتر موقع ہاتھ آ گیا ہے جو عورت دردوں کا دم کرانے آتی ہے اس کو نماز کی تلقین اور بدعات و رسومات سے منع کرتی رہتی ہوں جس کا اثر اچھا پڑ رہا ہے؟

تحقیق: یہ دھوکا ہے اس کا انجام برا ہے' ذاکر کو جھاڑ پھونک کا شغل نہایت مضر ہے۔ اخیر میں اس سے تعظیم عوام و شہرت و عجب پیدا ہو جاتا ہے' خاص کر عورتوں کو کہ فطرۃً ناقص العقل ہیں اور تبلیغ اس پر موقوف نہیں اور ثمرہ مرتب ہونے کا مبلغ ذمہ دار نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

رسائل غیر مذاہب الاسلام کا رد طاعت ہے اس سے اوراد کی کمی کوئی حرج نہیں

حال: آج کل ایک شیعی رسالہ (رجال بخاری) کے رد میں منہمک ہوں، حضرات صحابہ کی شان میں سخت گستاخی کی گئی ہے دیکھ کر خون کھولنے لگتا ہے، اس کے رد میں اتنا انہماک ہے کہ بجز درس وفرائض شرعی وضروریات طبعی کے اور کوئی کام نہیں ہوتا؟

تحقیق: وہ بھی طاعت ہے اور وقت کی ضرورت سے مقدم ہے لہٰذا اوراد کی کمی مضر نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

معمولات کا بگڑنا، ایسے تغیرات سے اکابر بھی خالی نہیں

حال: ایک عرصہ سے بعض اسفار اور بعض مضامین ورسائل لکھنے کی وجہ سے معمولات کا نظام بگڑ رہا ہے بہت ہمت باندھ کر پوری مقدار اور پابندی کرنا چاہتا ہوں مگر سستی یا تساہل کا غلبہ ہوکر خلل ہو جاتا ہے؟

تحقیق: ایسے تغیرات واسباب تغیرات سب کو پیش آتے ہیں، اکابر بھی اس سے خالی نہیں جس کا تدارک اعادہ توجہ وعمل ہے اسی طرح قوت ضبط بڑھ جاتی ہے اور تمکین نصیب ہو جاتی ہے اس لیے بددل نہ ہونا چاہیے قلق طبعی مضر نہیں ہے بلکہ معین ہے تجدید عمل کا لیکن اختیاری قلق اور اس میں انہماک کے ساتھ اشتغال یہ مضر ہے اس سے اعراض کر کے مستقبل کا انتظام درست کرلیا جاوے۔ اگرچہ تکلف سے ہو اور اگرچہ نشاط سے خالی ہو، چند روز میں پھر اکثر تو حالت دلخواہ ہو جاتی ہے اور نہ بھی ہو تب بھی مقصود حاصل ہے یعنی طاعت عاجلاً واجر آجلاً۔

حال: آخر یہاں آکر بھی کوشش کر کے اب یہ سمجھا کہ یہ بھی تو حال ہے یہی عرض کر کے دوا پوچھوں؟ تحقیق: اصبتم واحسنتم

حال: کچھ مالی ومعاشی پریشانیاں لاینحل ہو رہی ہیں؟

تحقیق: یہ تو باطن کے لیے نافع ہے جس کا بعد میں مشاہدہ ہوتا ہے یعنی بہت سے امراض کا علاج ہے جو مانع طریق تھے۔

ذکر کے وقت حق تعالیٰ کے سامنے ہونے کا تصور، ذکر خفی ہونا چاہیے

حال: ذکر کے وقت جب یہ تصور ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سامنے ہیں اس وقت جہر اور لہجہ اور ضرب بے ادبی معلوم ہوتے ہیں اس وقت یہ جی چاہتا ہے کہ بالکل خاموش حق تعالیٰ کے سامنے بیٹھا رہوں، ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

تحقیق: ذکر خفی، لکونه جامعا بین العمل والادب. (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

دُرود شریف چھوٹا یا بڑا پڑھنا بہتر ہے جس میں دلچسپی ہو

حال: دُرود شریف بہت سے ہیں کوئی چھوٹا کوئی بڑا، کسی دُرود شریف کی بڑی بڑی فضیلتیں معلوم ہوئی ہیں، چھوٹا دُرود شریف تعداد میں زیادہ پڑھا جاتا ہے بڑا دُرود شریف تعداد میں کم پڑھا جاتا ہے، معلوم کرنا یہ ہے تعداد میں زیادہ پڑھنا بہتر ہے یا بڑا دُرود شریف پڑھنا بہتر ہے، چاہے تعداد کم ہو؟

تحقیق: اصول سے جواب یہ ہے کہ جس میں زیادہ دلچسپی ہو وہ انفع للباطن ہے۔

بهذا اجاب المولى الاعظم والشيخ الافخم استاذى مولانا محمد يعقوب رحمه الله تعالى لما سئل عن طول القيام وكثرة السجود ايهما افضل وجمع الخاطر اشد مطلوب فى الطريق كما هو كالجمع عليه عندالشيوخ وقد اعتنى به الشارع كما صرح به الشراح فى حكمة جعل البصر موضع السجود وفى حكمة نصب السترة وصح به فى النص حين خفف عليه السلام الصلوٰة لما سمع بكاء الصبى فى قوله خفت ان تفتن امه وحين قدم العشاء على العشاء ولله الحمد على ماعلمنى فى المسئلة وفهمنى وهوالحكيم الخبير. (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

ضعف کی وجہ سے کوتاہی ہو جانا کوتاہی پر قلق ہونا، یہ بھی تدارک ہے

حال: حضرت والا اب کے رمضان شریف میں ضعف کی وجہ سے حسب خواہش ذکر نہ کر سکا، ماہ مبارک ختم ہونے پر ہے اپنی مغفرت کا کوئی سامان نہیں ہے، حضرت والا دُعا

فرماویں‘ اللہ تعالیٰ محض اپنی عنایت سے روسیاہ کی مغفرت فرماویں‘ روزہ اور ختم قرآن شریف قبول فرماویں اور کوتاہیوں کو معاف فرماویں؟

تحقیق: کوتاہی پر نظر اور قلق یہ بھی کوتاہی کا ایک تدارک ہے۔ (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

شکایت الی اللہ مذموم نہیں

حال: (اپنی بعض تکالیف صعبہ لکھ کر یہ لکھا کہ) حضرت پہلے جسم کی بیماریوں میں جان کا نفع بہت محسوس کرتا تھا اور اب شکایت کا بہت غلبہ ہو جاتا ہے؟

تحقیق: کیفیت سابقہ تو محمود تھی ہی مگر یہ بھی مذموم نہیں کیونکہ ہر شکایت مذموم نہیں۔ یہ شکایت سویداء قلب میں نہیں‘ حوالی قلب میں ہے: کقول المتنبی سواء بسواء

عذل العواذل حول قلبی التائہ   وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ

اور راز اس میں یہ ہے کہ مذموم شکایت من اللہ ہے اور یہ شکایت الی اللہ ہے۔ ونعم ما قیل

ہم در تو گریزم از گریزم   وفی مثل ھذا قال الرومی

دل ہمی گوید از و رنجیدہ ام   وز نفاق ست او خندیدہ ام

سماہ نفاقاً مجازا لان القلب شاک فی السطح شاکر فی العمق

وھذا حال عجیب قل من تنبہ لہٗ۔

حال: اور ایک رات تو اب کی اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ جنگ ہی شروع کر دی اور زور زور سے کہنے لگا کہ بیشک ان بیماریوں میں بھی میرا ہی نفع ہے لیکن یہ نفع آپ بیماری کے بغیر بھی تو پہنچا سکتے ہیں۔ آپ کی قدرت میں سب کچھ ہے آپ عادت اللہ کے خلاف بھی کر سکتے ہیں‘ وہ آپ پر حاکم نہیں آپ اس پر حاکم ہیں‘ غرض اسی طرح بکواس کئی منٹ کرتا رہا‘ پھر کچھ استغفار کیا مگر اس طرح کہ گویا جنگ میں کچھ حق بجانب ہوں‘ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

تحقیق: وہ بے حجابانہ معروضات ادلال تھا جو ایک حال ہے اور مقام سے ادنیٰ۔ اس اعتبار سے اس کو اضافی نقص کہا جاوے گا جس کا تدارک استغفار سے مقام عبدیت میں ضروری ہے جو بتوفیقہ تعالیٰ واقع بھی ہوا۔

تنبیہ: اس تحریر کے وقت معلوم نہیں حال سے یا خیال سے حضرت موسیٰ علیہ السلام و

حضرت یعقوب علیہ السلام وحضرت یونس علیہ السلام کے بعض واقعات اور بعض مقالات نے ذہن میں خطور کیا۔ جیسے لو شئت اهلكتم الی قوله تعالٰی فاغفرلنا وانما اشكوبثی وحُزنی الی الله وذهب مغاضبا الی قوله تعالٰی اِنّی کُنتُ من الظّٰلمین. لیکن ایسے قیاس وتطبیق کو خطرناک سمجھ کر سکوت میں سلامتی سمجھیں اور اس معروض میں جو عطاء بلا واسطہ سبب خاص تجویز کیا گیا اس کا منشاء ذہول ہے حکمت مختصہ بالسبب الخاص سے گو وہ حکمت ہم سے مخفی ہو اور اگر اس حکمت میں بھی یہی وسوسہ ہو تو اس کا مرجع سر قدر ہے جس کی کہنہ ہماری استعداد علمی سے فوق ہے کہ وہ اس کا تحمل نہیں کر سکتی اس لیے اس کے ادراک سے طمع قطع کر دی گئی اور یہی عدم تحمل منشاء ہے نہی عن الخوض فی المسئلہ کا جیسے کوئی حکیم شفیق قرص شمس میں نظر جمانے سے منع کرے۔ لانقص فی الشمس بل لنقص فی البصر. والله اعلم (النور صفر ۱۳۵۹ھ)

دوران ذکر میں قلب کو حاضر نہ پانا قابل التفات نہیں

حال: دوران ذکر میں جب مراقبہ کرتا ہوں تو قلب کو حاضر نہیں پاتا' نہایت پریشان ہوں' تصور شیخ بھی کرتا ہوں اس کو بھی استقلال نہیں' ضربات ذکر کا بھی قلب پر کچھ اثر نہیں پاتا؟

تحقیق: ان چیزوں کو مقصود سے وہ نسبت ہے جیسے باغ کی گھاس کو پھولوں سے کہ اگر بالکل بھی نہ ہو تو باغ کی روح میں کوئی کمی نہیں بلکہ بعض اوقات جب بڑھ جاتی ہے تو کاٹنے کی ضرورت ہوتی ہے کام میں لگے رہیے اور ان زوائد کی طرف اصلاً التفات نہ کیجئے۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

ذکر میں ناغہ کو ہمت سے کام لے کر پورا کرنا چاہیے' نرے تمنا سے کام نہ ہوگا

حال: پچھلے خط کے بموجب بعد عشاء نفل کا التزام کر لیا ہے اور ایک ہزار بار اسم ذات کے ورد کا بھی التزام ہے کبھی کبھی رہ بھی جاتا ہے' یہ لکھتے ہوئے بہت شرم محسوس کرتا ہوں؟

تحقیق: ہمت سے کام لینا ضروری ہے' نرے ندم وتمنا سے کچھ نہیں ہوتا۔ (النور جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ)

ناغہ کے بعد ذکر موجب برکت ہے

حال: تھانہ بھون سے واپسی کے بعد احقر نے قصد السبیل کے دستور العمل (عالم مشغول) پر عمل شروع کر دیا تھا' درمیان میں کچھ عرصہ ناغہ رہا پھر شروع کر دیا۔ اب الحمدلله

دیر سے اُس پر عمل کر رہا ہوں؟ تحقیق: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: بعد مغرب ذکر اسم ذات کرتا ہوں یہ عرض کرتے اپنی کم ہمتی پر ندامت ہے کہ اب ہی تک پانچ ہزار سے زیادہ نہیں بڑھا سکا؟ تحقیق: ضرر ہی کیا ہے احب الاعمال ادومها وان قل

حال: بارہ سے چوبیس ہزار تک جو تعداد حضرت نے تجویز فرمائی ہے اس کا ایک ہی نشست میں پورا کرنا ضروری ہے یا متعدد میں؟

تحقیق: اجر میں دونوں مساوی ہیں لیکن نفس کے اندر اثر پیدا کرنے میں جلسہ کے اتحاد کو خاص دخل ہے اگر ملال نہ ہو جاوے ورنہ نشاط کے لیے تعدد انفع ہے۔

حال: ذکر کے وقت قلب کو قطعاً یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ لفظ اللہ ذرا بھی متجاوز نہیں' معلوم ہوتا زبان متحرک اور قلب قطعاً بیگانہ ہے؟

تحقیق: اس فکر میں نہ پڑیں' یکسوئی کی تحصیل ضروری ہے جس کا تعلق قصد سے ہے گو حصول اس پر مرتب نہ ہو۔ (النور شوال ۱۳۵۹ھ)

ذکر بلا قید میں دوام ہونا چاہیے

حال: موجودہ معمولات رمضان شریف کے بعد یہ ہیں کہ بعد صلوٰۃ تہجد ذکر جہر کے ساتھ جتنی دیر ممکن ہوتا ہے صلوٰۃ فجر تک کرتا ہوں اور حسب الارشاد والا جتنا بلا قید تعداد ممکن ہوتا ہے اسم اللہ کا ذکر خفی کرتا ہوں اب جو حضرت والا ارشاد فرمائیں؟

تحقیق: چلتے پھرتے بلا قید کے کوئی ذکر جس میں دلچسپی ہو جاری رکھا جاوے' خواہ لاالٰہ الا اللہ خواہ استغفار خواہ درود شریف' خواہ اوقات کا تجزیہ کر لیا جاوے اور ایک ایک حصہ میں ایک ایک چیز رہے۔ (النور محرم ۱۳۶۰ھ)

خود فکر' علم وعمل کی راہ کھول دیتا ہے

حال: میں اجمیر فاتحہ میں اور دولی فاتحہ میں اور کبھی کبھی پیران کلیر حاضر ہوتا ہوں' میں ان جگہوں میں گانا نہیں سنتا مگر فاتحہ میں شرکت کرتا ہوں یا اگر کبھی فاتحہ سے کچھ قبل پہنچ گیا تو تھوڑا سا گانا بھی سن لیتا ہوں؟

تحقیق: ہم لوگ چونکہ فاقد شرائط ہیں اس لیے اس کا تدارک اس وقت کے مضاعف

وقت میں تلاوت قرآن سے کرلیا جاوے۔

معمولات کا عادت کے طور پر ادا ہونا موجب اجر موعود ہے

حال: دین و دنیا کے کسی کام کی طرف دل توجہ کے ساتھ مائل نہیں ہوتا جو کچھ ہوتا ہے صرف ایک عادت کے تحت ہوتا ہے؟ تحقیق: اس سب پر اسی معروضہ کا اعادہ کرتا ہوں۔ للحافظ

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش — کہ آنچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

للاحقر

نوش ما دیدی ببیں ہم نیش ما — مرہم دیدی ببیں ہم ریش ما

لیکن ان سب پر اجر موعود ہے جو سب مقاصد سے زیادہ مقصود ہے۔

یکسوئی سے مراد

حال: جا بجا حضرت فرماتے ہیں کہ اس راہ میں یکسوئی بڑی ضروری شرط ہے اور میں اپنے کو اسی سے بالکلیہ محروم پاتا ہوں؟

تحقیق: مراد یہ ہے کہ خود اسباب تشویش کو جمع نہ کرے اور جو بلا اختیار پیش آ جاوے اس کے متعلق میرا ہی فیصلہ حافظؒ سے ماخوذ ہے:

اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال — مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

حال: گو حضرت کوئی حکم یا مشورہ دینا کچھ پسند نہیں فرماتے لیکن ادھر کئی دن سے بس یہی جی چاہ رہا ہے کہ میں اپنے تمام دینی اور دنیوی حالات ایک مرتبہ عرض کرتا اور پھر حضرت جو کچھ مناسب تصور فرماتے' حکم فرماتے؟

تحقیق: میرے لیے آپ کا ہر خطاب لذت بخش ہوگا لیکن ہر خطاب کا جو جواب ہوگا وہ وہی پرانا ہوگا جس میں باسی کھانے کی طرح لذت نہ ہوگی اس کے بعد میں ہر وقت اور ہر خطاب سننے کے لیے حاضر ہوں۔ (النور' صفر ۱۳۶۰ھ)

ذکر کے وقت زبان کا بند ہونا کہ منہ گنہگار سے اسم مبارک کا ادا کرنا' دونوں حالتیں محمود ہیں

حال: الحمدللہ کہ بفضل و توفیق الٰہی ذکر جاری ہے۔ ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ زبان

اس خیال نے بند ہوگئی کہ یہ گنہگار منہ اور اس سے یہ اسم اعظم واقدس ادا ہو پھر یہ کیفیت جاتی رہی؟ تحقیق: دونوں محمود ہیں۔ پہلی کیفیت اس حال کا غلبہ ہے:

احب مناجات الحبیب باوجه   ولکن لسان المذنبین کلیل

اور دوسری کیفیت غلبہ مقام کا ہے اور مظہر ہے اس حقیقت کا

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند   آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

والثانی افضل۔

حال: حضرت کا تصور اکثر اوقات قائم رہتا ہے حتیٰ کہ کبھی نماز میں بھی دفع کرتا ہوں مگر قادر نہیں ہوتا، کبھی یہ کیفیت زیادہ ہوتی ہے کبھی کم؟

تحقیق: جو بدوں اختیار ہو اس کی کمی اور بیشی دونوں محمود اور مظہر ہیں دو تجلیوں کے اور اسی کے متعلق یہ تعلیم ہے:

چونکہ بر میخت بہ بند و بستہ باش   چوں کشاید چابک و برجستہ باش

(النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

ذکر میں گرانی ہونا غیر اختیاری ہے مضر نہیں

حال: متعارف ذکر وشغل سے بالکل مناسبت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ۱۶۔ ۱۷ سال ہورہے ہیں پہلے پاس انفاس کی مشق کرتا رہا پھر اللہ اللہ کا ذکر قلب کیا پھر حضرت والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد نصف گھنٹہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرتا رہا جو بحمد اللہ جاری ہے لیکن کچھ ایسی وحشت و گرانی رہتی ہے کہ پہلو بدل بدل کر اور گھڑی دیکھ دیکھ کر بہ مشکل ۳۰ منٹ پورے کرتا ہوں، دل بالکل متوجہ نہیں ہوتا، زور لگا کر منٹ دو منٹ متوجہ رہتا ہوں، پھر وہی بے توجہی عود کر آتی ہے؟

تحقیق: استعداد کے اختلاف سے ایسے حالات جو غیر اختیاری ہوں مختلف ہوتے ہیں جن میں سے کوئی حالت ذرا بھی مضر نہیں بشرطیکہ مقابل کے حالات پر نکیر اور اعتراض نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ یہ ہو تو بہت خطرناک ہے یہ شرط تو اہل طریق کے کلام میں مصرح ہے اور ایک شرط قواعد سے میرے ذوق میں ہے وہ یہ کہ پیش آمدہ حالات پر شکایت و ناشکری و بیقدری نہ ہو کہ یہ بھی مضر ہے گو پہلے ضرر سے کم ہے کیونکہ اس شکایت کا منشا تواضع وانکسار ہے اور پہلے کا منشاء دعویٰ واستکبار ہے لیکن بُعد عن الحقیقت دونوں میں مشترک ہے۔ بہرحال

غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے اصلاً مضر نہیں۔ لہٰذا اس کی تدبیر کی تصدی حدود سے تعدی ہے البتہ اس کے مقابل کو نافع سمجھ کر دعاء کرنا یہ افتقار ہے جیسے مرض غیر اختیاری کے مقابل صحت کی دعاء ماذون فیہ ہے لیکن عدم اجابت پر دونوں میں راضی رہنا عبدیت ہے۔ وھٰذا من سوانح الوقت وھب لی ربّی ھٰذہ الساعۃ والحمدلِلّٰہ۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

ہر غفلت مذموم نہیں

حال: حضرت کیفیات وانفعالات کی طلب نہیں لیکن ذکر میں اگر توجہ بھی سرے سے غائب رہے تو وہ ذکر ہی کیا غفلت ہی رہی اور جیسی بے دلی اور بے توجہی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیا' اُلٹے ناراضی کا باعث ہوسکتی ہے؟

تحقیق: کیا ہر غفلت مذموم اور مانع نفع ہے اگر ایسا ہوتا تو نوم سے زیادہ غفلت کی کونسی فرد ہوگی۔ پھر قرآن مجید میں اس کو رحمت ونعمت فرما کر عباد پر اس سے منت کیسے رکھی گئی۔ یہ صاف دلیل ہے کہ جتنا تذکر اختیاری اور حدود ماموربہ میں ہے وجوباً یا استحباباً اس کے مقابل جو غفلت ہو وہ مذموم ہے تو کیا خدانہ کرے اس کا وقوع ہوتا ہے اور اگر یہ ہے تو القدرۃ تعلق بالضدین میں اس کا جواب ہے۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

ذکر لسانی کو پاس انفاس پر ترجیح ہے

حال: پاس انفاس اور ذکر قلب کو بھی چھوڑا تو نہیں ہے لیکن بیٹھنا آدھ گھنٹہ ہی مصیبت ہوجاتا ہے اس لیے ان دونوں کو ایک گھنٹہ کی مشی میں بعد فجر پورا کرتا ہوں؟

تحقیق: یہ دونوں بہت متعارف مقاصد میں سے نہیں اس لیے میں ان پر ذکر لسانی کو ترجیح دیتا ہوں۔ مع احضار القلب بقدر الطاقۃ اور اسی کی تعلیم کا معمول کر رکھا ہے الا بعارض خاص۔ اور میرے نزدیک اس عارض سے آپ کا تلبس نہیں۔ لہٰذا آپ کے لیے بھی یہی رائے دیتا ہوں مگر وقت کم نہ ہونے پاوے۔ الا ان یضطر الیٰ ذٰلک

نماز وذکر سے یکسوئی کو محروم رکھنا اس رحمت میں بھی حکمت ہے

حال: (بعض واقعات کے ذکر کے بعد) ان حالات وافکار نے ذہن کو منتشر کر رکھا

ہے معمولات میں بحمد اللہ فرق نہیں آیا مگر خطرات وخیالات کی یورش نے ذکر ونماز کی یکسوئی اور طمانیت میں فرق ڈال دیا ہے۔ الا تہجد کہ وہ ہجوم افکار سے بحمد اللہ پاک ہے؟

تحقیق: ایسے واقعات وتشویشات میں بھی رحمت وحکمت ہے کہ ان سے انکسار وافتقار پیدا ہوتا ہے۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

ناغہ اور سستی پر جرمانہ کرنا مناسب نہیں بلکہ استغفار اور آئندہ ہمت کرنی چاہیے

حال: نفس کی سستی اور کاہلی تھی کہ پابندی سے قرآن کریم اور صلوٰۃ اللیل کو ادا نہ کر سکا اور اسی کی شرمندگی کی وجہ سے حضرت کو عریضہ بھی نہیں لکھا۔ اس غلطی پر بہت متاسف ہوں استغفار کرتا رہتا ہوں مگر نفس پر کوئی جرمانہ کرنا چاہتا ہوں تا کہ آئندہ ایسی سستی نہ ہو اب حضرت سے درخواست ہے کہ اگر مناسب ہو تو کوئی جرمانہ تجویز فرماویں تا کہ گزشتہ کا تدارک ہو سکے؟

تحقیق: بعض اوقات ایسے جرمانوں سے نفس کو اور بے فکری ہو جاتی ہے اگر ناغہ ہو گیا تو جرمانہ ادا کر دیں گے۔ اس لیے اصل علاج استغفار اور آئندہ عزم وہمت ہے اور کسی خاص حالت میں مصلح کوئی خاص جرمانہ بھی تجویز کرتا ہے بہر حال وہ عارض ہے اصل معالجہ نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

تعلیم کی وجہ سے مقدار ذکر کم کر دینے میں مضائقہ نہیں

حال: اب کان پور آ کر اوراد متعینہ کی پابندی شروع کر دی ہے نیز قصد السبیل سے اخذ کر کے ذکر اللہ بھی شروع کر دیا ہے۔ یہاں کام زیادہ ہے، آج کل ۹ سبق پڑھانے پڑتے ہیں جن میں تین سبق حدیث شریف کے ہیں اور ہر سبق کے لیے مطالعہ ضروری ہے اس لیے وقت بہت کم ملتا ہے؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں بلکہ اگر اس پر بھی مداومت کی توقع غالب نہ ہو تو اس سے بھی کم معمول مقرر کر لیا جائے تا کہ اس مقدار پر مداومت رہے اور جس وقت میں نشاط ہوا زیادہ کر لیا۔ خلاصہ یہ کہ التزام قلیل کا رکھا جاوے اور بشرط امکان عمل زائد پر رکھا جاوے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

مختصر تسبیح ہاتھ میں رکھنا مذکر ہے

حال: ہر وقت یاد رکھنے کے لیے خیال تھا کہ تسبیح ہاتھ میں رکھا کروں تا کہ وہ مذکر کا

کام دے مگر اس میں ریاء کا شبہ ہوتا ہے؟

تحقیق: اگر چھوٹی سی تسبیح مٹھی میں چھپی رہے کہ اس کا لمس مذکر رہے اور عدد مقصود نہیں اور چھپے رہنے سے احتمال ریاء کا بھی نہ رہے گا تو جامع مصالح تدبیر ہے۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

فارغ اوقات میں وہ ذکر مناسب ہے جس کی طرف قلب کا میلان ہو

حال: حضرت نے تحریر فرمایا کہ "الکل سواء و یترجح احدھما علی الآخر بفتوی القلب" حضرت والا اپنے پاس نہ کافی علم نہ تقویٰ' ایسے قلب کا فتویٰ کیا قابل اعتماد' میرے تو بس جو کچھ حضرت فرما دیتے ہیں وہی قلب کا فتویٰ ہو جاتا ہے؟

تحقیق: فتویٰ سے مراد نتیجہ اجتہاد نہیں بلکہ قلب کا میلان و رغبت و کشش ہے سو اس کا ادراک تو بدیہی اور وجدانی ہے۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ ۱۳ھ)

اسماء مفردہ کا ذکر تو کہیں کسی حجت سے منقول نہیں

حال: اسماء حسنیٰ کے متعلق "من احصاھا دخل الجنة" کی روایت سے بھی اس کی تائید معلوم ہوتی ہے؟

تحقیق: ان نصوص میں ہیئت ذکر تو نہیں معلوم ہوتی اس لیے دوسرے نصوص میں اس کی تفسیر ڈھونڈی جائے گی۔ جیسے اجمالی ارشاد ہے: "واعبد ربک" اور اس کی ہیئت کے لیے دوسرے نصوص کی حاجت ہے اس کے بعد خیال آیا کہ حدیث احصاء میں تو تصریح ہے ایسی ہیئت کی جس سے اسماء مفردہ کے ذکر کا احتمال ہی نہیں رہتا۔ حیث ورد فی الصحیحین . ای بعد ذکر فضل الاحصاء ھو اللہ الذی لاالٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الخ.

جس وِرد کی مزاولت سے برکات ظاہر ہوں اس کو ترک کرنا خلاف ادب ہے

حال: اسم ذات یا اسماء مفردہ کے متعلق حضرت کی خدمت میں لکھ چکنے کے بعد ہی خود یہ بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ تسبیح و تحمید وغیرہ یا مختلف اوقات و مواقع کے اذکار مسنونہ سب دراصل ذکر اللہ ہی کے افراد ہیں۔ یوں بھی محاورہ میں اگر کوئی کہے کہ مجھ کو یاد رکھنا تو اس کا یہ مطلب لینا کہ میرا نام رٹنا عبادت ہوگی لہٰذا اب تو یہ جی چاہتا ہے کہ جمعہ کو اسماء مفردہ یا

اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ ایک مرتبہ جو پڑھ لیا کرتا تھا وہ بھی ترک کردوں؟

تحقیق: ایسا کرنا مناسب نہیں کسی وِرد کی مزاولت سے اس کے مخصوص برکات مرتب و مجتمع ہوجاتے ہیں۔ بلا ضرورت شرعیہ ترک میں ان سے اعراض کی صورت ہے جو خلاف ادب ہے، مفرد کو مرکب تام کا صیغہ بنالینا کیا مشکل ہے۔ خاص کر جب وہ صیغہ بھی منقول ہو خواہ جزئیہ کلیہ کما اشرت الیہ فی المکتوب السابق غالباً۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ھ۱۳)

ذکر لسانی کی ضرورت ہے

حال: نیز اللہ اللہ کے ساتھ پاس انفاس کی ابتداء میں مشق کی تھی اور بعض وقت متنبہ ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاری ہے تو کیا اس کو روکنے کی کوشش کروں؟

تحقیق: نہیں مگر اس کے ساتھ ذکر لسانی کو بھی منضم کردیا جاوے۔

حال: بجز کچھ لکھنے پڑھنے کے کہ اس میں تو کچھ دل لگتا ہے باقی کسی کام میں نہیں؟

تحقیق: یہ تفاوت طبعی ہے اس کو تماثل سے مبدل کرنا یہ ممتنع عادی ہے اور راز اس تفاوت کا لکھنے پڑھنے کے صدور کا طبعاً وحساً توجہ کے ساتھ مشروط ہونا اور اوراد وغیرہ کے صدور کا غیر مشروط ہونا ہے۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ھ۱۳)

سوتے میں قلب سے آواز کا نکلنا، اگر طبیب حاذق کوئی مرض تجویز نہ کرے تو یہ ذکر کا اثر ہے

حال: جب میں پلنگ پر بائیں کروٹ لیٹتا ہوں تو قلب سے ایک آواز محسوس ہوتی رہتی ہے لیکن طبیعت پریشان سی ہوجاتی ہے اور بغیر کروٹ بدلے ہوئے سکون بھی نہیں ہوتا اور یہ حرکت بھی بند نہیں ہوتی مگر یہ حالت گاہے گاہے ہوتی ہے؟

تحقیق: اگر طبیب حاذق اس کو کوئی مرض تشخیص نہ کرے تو ذکر کا اثر ہے۔ ولکن لامن حیث الذکر بل بواسطة الحرارة الناشئة من حرکات الذکر مگر اس حالت میں بھی یہ مقاصد سے نہیں۔ فلا یلتفت الیہ وفی امثال ھذا قال الجنیدؒ تلک خیالات تربی بھا اطفال الطریقة واللّٰہ اعلم۔ (النور ربیع الثانی ۶۲ھ۱۳)

باب ۷

رؤیا و کشف کے بیان میں

خواب

حال: ایک روز رات کو خواب میں معلوم ہوا کہ ایک آفتاب میرے سامنے ہے اور اس کی شعاعیں اور روشنی میرے قلب پر پڑ رہی ہے اور قلب اس کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدن سے نکلا جا رہا ہے اور کافی حرارت اور گرمی اور اس کا اثر قلب میں موجود ہے۔ اچانک خیال آیا کہ اب قلب پر کافی اثر ہو چکا ہے اپنی توجہ کو اب ادھر سے ہٹا لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ضبط نہ ہو سکے اور مر جاوے۔ اس خیال کے آنے کے بعد قلب کو اس شمس کی طرف سے ہٹا لیا اور آنکھ کھل گئی' آنکھ کھلنے کے بعد بھی معلوم ہوا کہ قلب پر اس حرارت کا اثر کافی موجود ہے؟

تحقیق: دھوکہ کا دھوکہ نہ ہونا چاہیے وہ جو کچھ بھی تھا مقصود نہ تھا طریق تھا اور اعمال اس سے زیادہ طریق ہیں۔ موت سے یہ طریق انفع منقطع ہوتا ہے اس لیے توجہ ہٹا لینا طریق مرجوح پر طریق راجح کو ترجیح دینا تھا۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ)

خواب

حال: رمضان المبارک میں زمانہ اعتکاف کا ایک واقعہ اطلاعاً پیش خدمت کرتا ہوں کہ زمانہ اعتکاف میں تین دن کے بعد احقر کو سخت مرض لاحق ہوا جس کی وجہ سے دو روزہ بھی فوت ہو گئے چونکہ اعتکاف میں نوافل و اذکار کی تکثیر مدنظر ہوتی ہے اور وہ بوجہ مرض کے فوت ہو گیا اور حالت یہ تھی کہ دل میں نہ بسط ہے نہ انشراح۔ اس لیے دل بہت پریشان تھا' آخری تاریخ شب جمعہ کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت سفید کپڑے پہنے ہوئے میری ماں کی صورت میں ظاہر ہوئی اور خوب زور سے ایک اردو شعر کو زبان پر تکرار کر رہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ہر ایک دل خوش کرنا منظور نہیں' اگر ایسا ہی خدا چاہتے ہو تو دوسرا

خدا تلاش کرو، یہ شعر سنتے ہی دل پر بہت زور سے چوٹ لگی کہ بے ساختہ روتا ہوا بیدار ہو گیا؟

تحقیق: یہ ہدایت کی گئی ہے۔ سرمد نے یہی تعلیم کی ہے اس رباعی میں:

سرمد گلہ اختصار میباید کرد
یک کار ازیں دو کار میباید کرد
یا تن بقائے دوست میباید کرد
یا قطع نظر زیار میباید کرد

اور ہدایت کبھی قہر سے ہوتی ہے کبھی لطف سے، یہ لطف سے تھی اسی لیے ماں کی شکل نظر آئی۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

ایک ایسا مراقبہ جس سے اپنے عیوب نظر آئیں

حال: گزارش یہ ہے کہ جس روز سے میں تھانہ بھون سے آیا ہوں اس روز سے برابر غور وفکر کے ساتھ ہر کام میں اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کر رہا ہوں اور جس مراقبہ کو جناب نے مجلس مبارک میں ذکر فرمایا تھا کہ یوں سوچے کہ یہ کام یا یہ بات حق تعالیٰ کے سامنے ہوں تو کرسکتا ہوں یا نہیں تو اس مراقبہ سے معلوم ہوا کہ میری جتنی باتیں اور کام ہیں سب بیکار ہیں، میری کوئی بات اور میرا کوئی کام اس قابل نہیں کہ باری تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جاوے۔ پہلے سے جو اپنی غلطیاں نظر نہیں آتی تھیں تو اس کی وجہ محض بے پروائی اور بے توجہی تھی؟

تحقیق: مبارک ہو یہ گوہ خاکساری کی خاک سے مل کر کھاد کا کام دے گا اور ایسی اجناس پیدا ہوں گی کہ روحانی غذا ہو جاویں گے۔ دعا کرتا ہوں اور عیوب پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں مگر ایک خط میں ایک بات سے زیادہ نہ ہو۔ (النور شعبان ۱۳۵۳ھ)

خواب

حال: پرسوں شب کو خاکسار نے رویا میں حضرت کے سامنے پایا۔ میں دوزانوں ہوں اور حضرت بھی اسی ہیئت سے ہیں اور یہ ناکارہ ہاتھ حضرت کے دست مبارک میں ہے، حضرت نے حلقہ ارادت میں داخل کیا؟

تحقیق۔ لایلتفت الی الرؤیا اذا رزق الرؤیۃ

دست بوی چوں رسید از دستِ شاہ
پائے بوی اندراں دم شد گناہ

(النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

باب ۸

وساوس وخیالات کے بیان میں

حدیث النفس کا علاج

حال: نماز کے اختیاری حقوق میں کمی نہیں کرتا ہوں مگر اکثر خیال یہ ہوا کرتا ہے کہ حدیث النفس تو اختیاری ہے اور اس میں معتد بہ کمی نہیں معلوم ہوتی' اس سے بعض اوقات بہت قلق ہوتا ہے' حدیث النفس کے کمی کے متعلق کوئی علاج ہو تو ارشاد فرمایا جاوے؟

تحقیق: توجہ الی المقصود ہی علاج ہے اس کے ساتھ اگر پھر حدیث النفس ہو تو آثار میں کالعدم ہے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

وساوس شیطانی کا علاج عدم التفات ہے

حال: میں ایک قلبی مرض میں عرصہ سے مبتلا ہوں۔ میری حالت یہ ہے کہ جو کوئی ایسی کتاب کہ جس میں تعریف و دلائل اثبات نبوت و اخلاق و عادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہوتے ہیں مطالعہ کرتا ہوں تو بجائے فائدہ پہنچنے کے وساوس شیطانی پیدا ہو کر عدم یقین کے درجہ تک طبیعت کو رجوع کرتے ہیں؟

تحقیق: کتابیں اس قصد سے نہ دیکھو کہ یہ وساوس دفع ہوں گے اور نہ کتابوں کا مطالعہ اس خوف سے چھوڑو کہ کبھی وساوس بڑھ نہ جائیں بلکہ محض عبادت سمجھ کر کتابیں دیکھو اور وساوس کی پرواہ مت کرو نہ ان کے آنے سے رنج کرو کیونکہ بلا اختیار آتے ہیں اور ان کو برا بھی سمجھتے ہو' اس طرح سے یہ خود بخود دفع ہو جائیں گے' قلب کی طرف متوجہ ہو کر اللہ اللہ کا خیال رکھا کرو اور دو ہفتہ کے بعد مع اس خط کے پھر اطلاع دو۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

وساوس کا علاج

حال: حضور نماز میں خیالات کا ہجوم اس قدر ہو رہا ہے کہ رکعتیں بھول جاتا ہوں' بہتیرا

چاہتا ہوں کہ معنی کی طرف توجہ کروں، الفاظ کی ترتیب کی طرف کہ اب کیا آئے گا یا اب کہوں گا، خیالات کو مبذول کرتا ہوں، ذرا سی دیر توجہ قائم ہوئی پھر غائب، چاہتا ہوں کہ یہ سمجھوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں وہ سن رہا ہے لیکن خیالات ہیں کہ اُمنڈے چلے آتے ہیں؟

تحقیق: جیسے طبیعت کو آزاد چھوڑ دینا مضر ہے اسی طرح زیادہ مقید کرنے سے بھی تنگ ہوجاتی ہے۔ بس نماز میں اتنی توجہ کافی ہے جیسے کسی کو کوئی صورت کچی یاد ہو اور سرسری طور پر سوچ کر پڑھتا ہے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ پھر اگر اس کے ساتھ بھی وساوس آویں ذرا مضر نہیں۔ (النور، شعبان، رمضان، شوال ۱۳۵۲ھ)

وساوس کا علاج

حال: جواباً عرض ہے کہ وساوس کے متعلق میرا عقیدہ تو یہی تھا اور ہے کہ ان میں معصیت نہیں ہے مگر ان کی کثرت اور ہجوم سے اس کا استحضار باقی نہ تھا؟

تحقیق: اس میں بھی حکمت تھی کہ مجاہدہ کا ثواب دینا تھا۔

حال: حضور کے متنبہ فرمانے سے بحمد اللہ استحضار ہوگیا اور جس وقت والا نامہ فیض شامہ صادر ہوا ہے ببرکت وتوجہ حضور والا الحمد للہ وساوس میں بہت کمی پاتا ہوں؟

تحقیق: بس وہی استحضار وظیفہ ہے عبد کا، گو وساوس بھی زائل نہ ہوں۔

حال: کبھی کبھی توبہ نصوح یہاں تک کہ قسم بھی حنث (ٹوٹ) جاتی ہے از روئے مہربانی خواہش نفسانی سے نجات پانے کے علاج سے مشرف فرمایئے؟

تحقیق: کل کو حرام غذا سے توبہ کر کے دعا کرانا کہ بھوک ہی سے نجات ہوجاوے۔

(یعنی جس طرح زندگی میں بھوک ہمیشہ ساتھ رہتی ہے اسی طرح خواہش نفسانی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ بھوک اور خواہش نفسانی کی ضرورت کو جائز طریق سے پورا کیا جائے اور حرام سے پرہیز کیا جائے۔ فقط محمد عبد السلام عفی عنہ ناقل مضامین) (النور، ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

وساوس کا علاج

حال: جس وقت تہجد میں تَبَّتْ یَدَا پڑھتا ہوں تو خیال گزرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے بچا کا ذکر ہے شاید حضور کو نا پسند ہو؟ تحقیق: یہ خیال طبعی ہے محبت کے درجہ میں یہی ہونا چاہیے۔

حال: اور یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے اس کی آیت کے ساتھ اس قسم کا خیال کرنا گناہ نہ ہو طبیعت لرز جاتی ہے؟ تحقیق: یہ خیال عقلی ہے اعتقاد کے درجہ میں یہی ہونا چاہیے۔

حال: نماز میں خطرات بہت ہوتے ہیں۔ دفع کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی نہ کسی رکن میں بے خبری ہو جاتی ہے اور نسیان کا بہت غلبہ رہتا ہے دُعا و تدبیر کا طالب ہوں؟

تحقیق: اپنی طرف سے کلمات واذکار کی طرف توجہ رکھنا چاہیے۔ پھر اگر آویں مضر نہیں اگر وہ توجہ ہٹ جائے تجدید کر لی جاوے اور اس توجہ کے ہٹ جانے پر افسوس نہ کرنا چاہیے۔ (النور صفر ۱۳۵۴ھ)

دل افسردہ رہنے کا علاج

حال: دل ہر وقت افسردہ سا رہتا ہے؟ تحقیق: بلکہ افسردہ رہنا چاہیے۔

حال: وہ پہلی سی حالت دعا و التجا کے وقت نہیں معلوم ہوتی، بہت کوشش کرتا ہوں مگر نہیں ہوتی؟ تحقیق: تو ضرر دینی کیا ہے؟

حال: نماز وغیرہ میں بھی بوجہ شدت گرمی خشوع وخضوع پہلا سا نہیں ہوتا؟

تحقیق: معذوری ہے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ)

تخیلات کا علاج

حال: نہ معلوم اس احقر کا کیا انجام ہوگا؟ تحقیق: جو مسلمانوں کا انجام ہوتا ہے۔

حال: بعض وقت طبیعت بالکل مغلوب الحال ہو جاتی ہے؟

تحقیق: تو منصور و شبلی بن جاتے ہیں۔

حال: مگر حضور والا کے طفیل سے ابھی تک بحمد اللہ اور کسی خاص مقتضا پر عمل نہیں، بجز اسکے کہ گزشتہ ہفتہ ذکر کی ہمت ہی نہ رہی اور یا کوئی غیر معلوم گناہ ہوتے ہونگے "وما أبرئ نفسي"

تحقیق: تو لا علاج تو نہیں استغفار سے علاج کرنا چاہیے۔ (النور ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ)

ایمان میں وسوسہ

حال: (کاتب ایک مستورہ ہے) میں ایمان اس کو سمجھتی ہوں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم کے ذریعے جو باتیں ہم تک پہنچی ہیں ان کو سچ سمجھنا یہ ایمان ہے؟ تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: بس اس بات میں کبھی شبہات آتے ہیں؟ تحقیق: کیا بلا اختیار شبہ آنا سچا سمجھنے کے منافی ہے۔

حال: اور میں یہ چاہتی ہوں کہ شبہے نہ آئیں؟

تحقیق: کل کو یہ تمنا کرنا کہ بخار نہ آئے۔ (النور رجب ۱۳۵۴ھ)

علاج الخیال

تمہید (از خواجہ عزیز الحسن صاحب غوریؒ)

جب تخیلات کا ہجوم ہو تو فوراً کسی نیک خیال کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے

طالب کا خط بحاصلہ اور حضرت والا کا جواب بلفظہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حال: احقر کی حالت اس قدر اُلجھی ہوئی اور مشتبہ ہے کہ میں اکثر پریشان ہی رہتا ہوں اور حضرت والا سے عرض کرنے کے متعلق حیران ہی رہتا ہوں۔ اس حالت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اندر جملہ رذائل پاتا ہوں اور ایسی بری قسم کے کہ مجھ کو قریب بہ یقین ہے کہ کسی انسان کے اندر نہ ہوں گے۔ مسلمان کا تو کیا ذکر ہے لیکن ساتھ ہی ملکات محمودہ کا احساس بھی الحمد للہ اپنے اندر پاتا ہوں؟

تحقیق: اس کا توسہل علاج یہ ہے کہ جب ایسے تخیلات کا ہجوم ہو اپنے قصد و اختیار سے کسی نیک خیال کی طرف فوراً متوجہ ہو جانا اور متوجہ رہنا چاہیے اس کے بعد بھی اگر تخیلات باقی رہیں یا نئے آویں ان کا رہنا یا آنا یقیناً غیر اختیاری ہے کیونکہ مختلف قسم کے دو خیال ایک وقت میں اختیاراً جمع نہیں ہو سکتے۔ بس اشتباہ رفع ہو گیا اور اگر بالاختیار اچھے خیال کی طرف توجہ کرنے میں ذہول ہو جاوے تو جب تنبہ ہو ذہول کا تدارک تو استغفار سے اور پھر اس تدبیر پر استحضار سے کام لیا جاوے۔ (النور رجب ۱۳۵۳ھ)

واہیات خیالات کا دافع تصور شیخ ہے بشرطیکہ اس کو حاضر ناظر نہ سمجھے

حال: ضعف قلب کی وجہ سے تنہائی میں عجیب عجیب واہیات خیالات کا ہجوم ہوتا ہے

جس کی وجہ سے تہجد یا ذکر وغیرہ میں کما حقہ یکسوئی نہیں ہو پاتی؟

تحقیق: ایسی حالت میں اپنے شیخ کا تصور ان پریشان خیالات کا دافع ہو جاتا ہے مگر شیخ کو حاضر ناظر نہ سمجھے۔ (النور، شوال ۱۳۵۳ھ)

خیالات فاسدہ کا علاج

حال: حضور نماز وغیرہ میں بلا قصد و بلا اختیار خیالات فاسدہ آتے ہیں؟ تحقیق: تو کیا ضرر ہے۔

حال: اور نماز وغیرہ میں وہ لذات مقصود ہے کہ روز بروز بندگی میں زیادہ سے زیادہ تر شوق و خواہش بڑھ جائے اور تسلی خاطر ہو؟

تحقیق: کیا ایسی لذت کے مطلوب ہونے کی کوئی دلیل ہے۔ (النور، صفر ۱۳۵۶ھ)

غیر مؤمن ہونے کے شبہ کا ازالہ

حال: اب تک حضور والا غفلت وانہماک فی الدنیا بہت تھا اب روز بروز نشہ غفلت کم ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت نہ میں مومن ہوں نہ مسلم ہوں؟

تحقیق: مریض کو اپنی صحت و مرض کی کیا تشخیص، یہ کام طبیب کا ہے اور مریض کا کام صرف اعتماد علی الطبیب ہے۔ اگر میں طبیب ہوں تو تشخیص کر کے کہتا ہوں کہ یہ سب علامات ہیں ایمان کامل کی مگر مع الھیبۃ جو ایک رفیع حالت ہے اور صحابہ میں سے بعض کی یہی حالت تھی ان کی مشابہت مبارک ہو اور ایسے شخص کا خاتمہ بفضلہٖ تعالیٰ مع الایمان ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ ان کیفیات پر جو کہ مصائب کی اعظم افراد ہیں اتنا ملے گا کہ آپ تمنا کریں گے کہ کاش ان کیفیات میں اور اشد ادھوتا۔ (النور، رمضان ۱۳۵۴ھ)

اوہام وتخیلات کثیرہ کا علاج التفات الی الشئی النافع ہے

حال: ایک طالب علم کو اوہام و خیالات کا ہجوم بکثرت رہتا ہے، دماغی مرض کی بھی شمولیت ہے جس کا معالجہ طبی جاری ہے۔ اختیاری و غیر اختیاری کا فرق سمجھ کر غیر اختیاری پر عقلی پریشانی بھی نہیں ہوتی مگر طبعی پریشانی کے ہر وقت قائم رہنے سے طبیعت ہر وقت مضمحل رہتی ہے؟

تحقیق: محض عدم التفات کافی نہیں بلکہ التفات الی الشئی النافع کی ضرورت ہے اس

کے لوازم میں سے عدم التفات الی المضر ہوگا یہ عدم التفات مراد ہے وہ شئی نافع خواہ کوئی ذکر ہو یا کوئی کتابی مضمون ہو یا مطالعہ یا کسی اچھی چیز کا تصور ہو مثلاً کعبہ معظمہ کا یا کسی بزرگ کا اور اس کے بعد بھی اگر کچھ اثر رہے اس کا کوئی علاج نہیں نہ اس میں کسی ضرر کا احتمال ہے۔

حال: کیونکہ اندیشہ ہے کہیں اس حالت کا انجرار انکار ذات وصفات کے مہلکہ میں مبتلا نہ کردے۔ والعیاذ باللہ

تحقیق: ہرگز اندیشہ نہیں تدبیر بالا کے ساتھ اس کا اجتماع محال ہے مگر اس تدبیر کو بہ نیت تدبیر نہ کیا جاوے نہ ثمرہ کا انتظار کیا جاوے۔ ایک مستقل محمود عمل سمجھ کر کیا جاوے، قطع نظر ثمرات سے۔ (النور شوال ۱۳۵۶ھ)

شبہ و وسوسہ میں فرق

حال: بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ شبہ ہے وسوسہ نہیں؟

تحقیق: یہ شبہ بالکل باطل ہے شبہ میں حزن نہیں ہوتا۔ لہٰذا یقیناً یہ وسوسہ ہی ہے ایک فرق تو دونوں میں یہ ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ شبہ اختیار سے ہوتا ہے اور یہ اختیار سے نہیں ہے ورنہ قصداً ازالہ سے زائل کیوں نہیں ہو جاتا۔

حال: وسوسے کے متعلق حضرت والا کے بہت سے ملفوظ یاد ہیں اور احقر نے بہت سے موسوسین کا علاج کیا اور شفا ہوئی مگر اپنے کام کچھ نہیں آتا۔ قدرت خدا نظر آتی ہے کہ وہ دل جس کو ہر چیز میں نور نظر آتا تھا اب ظلمت نظر آتی ہے؟ تحقیق: یہ ظلمت کدورت طبعیہ ہے نہ کہ ظلمت اعتقادیہ۔

حال: جس چیز میں ہدایت تھی اس میں ضلالت ہے۔

تحقیق: اس کو ضلالت سمجھنا یہی غلطی ہے غلطی کا منشاء ہر کدورت کو ظلمت سمجھنا ہے باوجود دونوں کے تباین کے۔ کما ذکرنا قبل ذالک. حال: حضرت والا دستگیری فرمائیں؟

تحقیق: میں نے حقیقت ظاہر کردی اس کا یقین کر لینا حقیقی و عینی دستگیری کا جالب ہے۔ فاستودع اللہ امانتکم وعملکم (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

تسبیح پڑھنے میں شیطانی وسوسہ کا علاج

حال: ایک بات دریافت طلب یہ ہے کہ رات کو جب تسبیح لے کر پڑھنے بیٹھتی ہوں تو

پانچ تسبیح تو آرام سے پڑھ لیتی ہوں اس کے بعد شیطان یا نفس بڑے زور سے یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اب تسبیح کو ختم کر کے سو جا' مگر مجھے ضد ہو جاتی ہے کہ میں اپنے کام کو پورا کر کے اُٹھوں گی اس کشمکش میں باقی وظیفہ پورا کرتی ہوں' حضور اس کے لیے کوئی تدبیر ارشاد فرماویں کہ یہ وسوسہ مجھ کو نہ ستائے؟ فقط

تحقیق: اگر نیند کا غلبہ نہ ہو تب تو یہ محض وسوسہ ہے جو غیر اختیاری اور غیر مضر ہے مگر اس پر عمل نہ کیا جاوے کہ وہ اختیاری ہے اور یہ ہی اس کا علاج ہے اور اگر واقعی نیند کا غلبہ ہو تو وسوسہ نہیں بلکہ تقاضائے طبعی ہے جس پر عمل مصلحت ہے یعنی سو رہنا چاہیے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ)

وساوس کا علاج

حال: نماز کا مجھے شوق بھی ہے اور برابر پڑھتا بھی ہوں لیکن جب پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں تو خیالات منتشر ہو جاتے ہیں؟ تحقیق: اختیار و قصد سے یا بلا قصد و اختیار۔

حال: اور نفس یہ چاہتا ہے کہ جلدی جلدی ختم کر دے؟

تحقیق: اس چاہنے پر عمل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو قصد و اختیار سے یا بلا قصد و اختیار۔

حال: لیکن میرا دل یہ چاہتا ہے کہ نماز میں دل لگے؟

تحقیق: دل لگنا مامور بہ ہے یا لگانا خواہ لگے یا نہ لگے۔

حال: اختیار بلا قصد۔

تحقیق: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اختیار ہو اور قصد نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے قصد و اختیار کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ قصد تو یہی ہوتا ہے کہ دل لگے۔ یہ بھی نتیجہ ہے اس نہ سمجھنے کا کیا دل لگنا اختیاری ہے جس کا قصد کیا جاتا ہے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

وساوس کا علاج

حال: اب اخیر عمر میں دل میں فتنہ پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اوقات خداوند تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک بے ادبی و سب و شتم تک کے وسوسے آتے ہیں' اس میں اختیار کا بھی کچھ دخل سمجھتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بچائے' یہ کیا شامت میرے واسطے

شیطان نے پیدا کی ہے آخر عمر میں کیا نتیجہ پیدا ہو۔ منافقت ہے یا (نعوذ باللہ) کوئی کفر کی حالت آنے والی ہے' علاج فرمایا جاوے اور دعا بھی کی جاوے کہ مجھ کو نجات ہو؟

تحقیق: دعا تو ہر حال میں مطلوب ہے مگر یہ خیال کہ یہ وساوس اختیار سے ہیں یا (نعوذ باللہ) کفر و منافقت ہیں یہ خود ہی وسوسہ ہے جس کی طرف التفات نہ کرنا کوئی معصیت نہیں مگر موجب پریشانی ہے۔ سو اگر علاج سے مراد معصیت سے بچنا ہے تو وہ اب بھی حاصل ہے اور اگر مراد ہے پریشانی سے بچنا تو اس کا طریق عدم التفات ہے۔ ایسا ہی ایک سوال مع جواب تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ ص ۱۲۹ پر منقول ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۹ھ)

خیال ہونا اور عمل نہ ہونا اس کے لیے ہمت کی ضرورت ہے

حال: ایک بڑا عیب احقر میں یہ ہے کہ خیال و فکر تو ہر وقت اس بات کا رہتا ہے کہ آخرت کا سامان کرنا چاہیے لیکن صرف خیال ہی ہوتا ہے عمل نہیں ہوتا' اسی طرح اپنے عیوب کا احساس تو بہت زیادہ ہے لیکن ان کی اصلاح کی کوشش نہیں ہوتی؟

تحقیق: خیال مقدمہ ہے عمل کا۔ مقدمہ کی توفیق بھی نعمت ہے۔ نعمت کا شکر کرنے پر مزید کا وعدہ ہے اور اس مزید میں عمل بھی داخل ہے مگر عمل چونکہ اختیاری ہے لہٰذا ضم ہمت کی بھی ضرورت ہے۔ اس شکر کا یہ اثر ہوگا کہ استعمال اختیار میں سہولت ہو جاوے گی مگر بدوں قصد اس مزید کا وعدہ نہیں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ)

وسوسہ کا علاج

حال: ذکر کے وقت جی یہ چاہتا ہے کہ سوائے لا الٰہ الا اللہ کے اور کوئی کلمہ نہ پڑھوں چنانچہ درمیان میں کبھی کبھی جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہوں تو ایک وسوسہ ہوتا ہے کہ ذات باری کی یاد و مشاہدہ میں کیوں حارج ہے اس وسوسہ سے سخت کوفت ہوتی ہے' علاج تجویز فرمایا جاوے؟

تحقیق: جس وسوسہ سے کوفت ہو وہ عفو ہے۔ علاج اس کے معین ہونے کا اعتقاد و استحضار اور اس کے اقتضاء پر عمل۔ یعنی گاہ گاہ اس کا تکرار اور معین ہونا ظاہر ہے' حضور ہی کی

بدولت توحید نصیب ہوئی۔

حال: بعد نماز صبح عادت تلاوت کلام پاک ہے مگر کچھ عرصہ سے بعد نماز گھر میں آ کر ذکر شروع ہو جاتا ہے اور پھر اس کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجبوراً وقت کے خیال سے پاؤ یا آدھ پاؤ پارہ پڑھ لیتا ہوں؟

تحقیق: کسی دوسرے وقت میں معتد بہ تلاوت کر لی جاوے۔ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ)

وساوس کا علاج

حال: کچھ زمانہ سے کبھی کبھی حق تعالیٰ کا وجود اور اس کی مشیت و ارادہ سب ہی مشکوک نظر آنے لگتا ہے عقلاً و استدلالاً نہیں بلکہ محض طبعاً و وجداناً دنیا کا نظام اور قانون بجائے ذات قدس جل مجدہٗ کے تحت امر و مشیت اور قصد و قدرت ہونے کے ایک عمومی حرکت طبعی و مادی اور محرکات اتفاقیہ سے زیادہ مہتم نہیں معلوم ہوتی۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ لیکن اس کے باوجود معصیت کی بھی جرأت نہیں؟

تحقیق: ایسے دشتِ پُر خار سے سب کو گزرنا پڑتا ہے اور جو علامت ہے قطع مسافت کی ورنہ خانہ نشین کو بجز ماموں دیواروں کے کیا نظر آوے گا مگر اس خارستان سے گزرنے والے کو یہ دیا جاتا ہے:

باغبان گر پنج روزے صحبت گل بایدش   بر جفائے خار ہجران صبر بلبل بایدش

کیا احادیث میں حضرات صحابہؓ نے اسی کی امثال خطرات کے متعلق یہ عرض نہ کیا تھا کہ جل کر کوئلہ ہو جانا ان کو زبان پر لانے سے احب ہے اور کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے ان کی تشدید کے اُن کی تہوین کے لیے یہ نہ فرمایا تھا "الحمدللہ الذی رد کیدہ الی الوسوسة" اور ذاک صریح الایمان" اور کیا یہ تعلیم دفع الوقتی تھی یا مغز تحقیق تھی اور کیا وہ تحقیق منسوخ ہوگئی یا قیامت تک باقی ہے پھر بقاء کے بعد کیا سوال رہا۔ اگر اس سے زیادہ گندے وساوس غیر اختیاری ہجوم اور تصدیق کا اختیاری درجہ باقی ہو تو یہی فیصلہ ہوگا:

"لایستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرة الخبیث مع انضمام قولہ تعالیٰ وان جندنا لھم الغالبون" بالکل بے فکر رہیں یہ سب خود ھباء منثوراً ہو جاوے گا۔

حال: ایسے تیرہ و تار حالات میں اپنی نظر صرف حضرت مدظلہ ہی پر جاتی ہے کہ حضرت

ہی مجھے اس دلدل سے نکالیں گے اور قلب کو شفا بخشیں گے ورنہ اپنا حال تو بد سے بدتر ہے؟
تحقیق: دلدل میں داخل ہی نہیں ہوئے جو نکلنے کی ضرورت ہو قلب بیماری نہیں ہوا جو شفاء کی ضرورت ہو آئینہ کے اوپر مکھی بیٹھ گئی اندر عکس نظر آنے لگا' آئینہ کی خاصیت معلوم نہ ہونے سے مکھی کو اندر سمجھ لیا۔

حال: حب دنیا اور افکار کا اس قدر غلبہ ہے کہ اس انہماک سے کوئی وقت فارغ نہیں؟
تحقیق: بضرورت یا بلاضرورت اول انہماک نہیں۔ ثانی کا ترک موجب ضرر نہیں۔

حال: اس جنگ ہی کے باعث "**اذا دخل الملوک فی قریة افسدوھا**" کا خوف و مراقبہ سوہان روح ہے؟ تحقیق: اگر یہ اضطرارا ہے تو مجاہدہ ہے۔

حال: جی یہ چاہتا ہے کہ قلب ان سب ہی سے بے نیاز اور بیگانہ ہو کر صرف ایک لگن میں مستغرق ہو جاوے؟ تحقیق: کیا ہر تمنا خیر ہی ہے۔

حال: جو اپنی حالت تھی وہ اپنے وسیلہ یوم وغد کی خدمت میں بے کم و کاست عرض کر دی جو ارشاد ہوگا ایک ایک جزو کی تعمیل کرونگا۔ دعاء فلاح دارین و عافیت کی التجا کرتا ہوں؟ تحقیق: دل و جان سے دعا کرتا ہوں مگر وہ اتباع سے مغنی نہیں۔ (النور شوال ۱۳۵۹ھ)

جنت میں وسوسہ محبت اور خشیت ہونے کا جواب

حال: دوسرا وسوسہ مجھے یہ ہوا کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق جنت میں محبت کے ساتھ اہل ایمان میں خشیت بھی ہوگی تو اس کی تطبیق آیت کریمہ "**لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون و غیرھا من الآیات الدالة علیٰ عدم الخوف**" سے کیونکر ہوگی' اس ہیچمدان کی فکر کاسد میں آتا ہے کہ عدم خوف زوال نعمت بہشت کا ہوگا اور خشیت جلال الٰہی سے ہوگی؟ تحقیق: ماشاءاللہ صحیح سمجھے۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ)

وسوسہ کا علاج

یہ تو عام حالت ہے اس کے علاوہ اکثر حضرت کی زیارت کا دل میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ اسی وقت تھانہ بھون پہنچ کر حضرت کی زیارت کروں اور اسی

کے ساتھ ساتھ بعض ایسے ایسے وساوس آتے ہیں کہ زبان پر لاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، کبھی خیال آتا ہے کہ نہ معلوم اب حضرت کی زیارت نصیب ہوگی یا نہیں؟ کبھی گمان ہوتا ہے کہ میرے جیسے گنہگار اس قابل کہاں جو ایسے بزرگوں کی زیارت کریں بلکہ مجھ ایسوں کو دیکھ کر تو ان کے نورانی قلوب تکدر محسوس کرتے ہوں گے؟

تحقیق: کلیہ ہے کہ جو حالت بلا اختیار ہو وہ محمود ہی ہے۔ خصوص غلبہ محبت کی حالت کہ اس کے بعض افراد یا بعض آثار ناقص تو ہو سکتے ہیں مگر مذموم یا مضر نہیں ہوتے اس سے بے فکر رہیں اور ناقص مقابل کامل کے ہے۔ سو کامل حالت وہ ہے کہ یہ عمل پر غالب نہ ہو۔ ''**کما کان علیها الصحابۃ**'' سو اس کے لیے تدبیر دعا ہے کہ ہر حال میں طبع پر عقل اور دین غالب رہے۔ اس دستور العمل کے بعد اس پر اجماع ہے کہ

در طریقت ہرچہ پیش سالک آمید خیر اوست   بر صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

حال: نیز اس ناکارہ کے حق میں حب الٰہی اور محبوبانِ الٰہی کی محبت پیدا ہونے کی دعا فرما دیجیے؟ تحقیق: دل سے۔ (النور صفر ۱۳۶۲ھ)

باب ۹

متفرقات کے بیان میں

جائیداد ملنے پر خوش ہونا یہ خوشی طبعی ہے

حال: جائیداد کے متعلق چند باتیں دریافت ہیں جس وقت اس کا بیعنامہ ہوگیا تو بہت خوشی ہوئی تھی کہ رفتار میں ایک قسم کا تبختر محسوس ہوتا تھا' مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشی حدود سے زائد ہے اس واسطے بالقصد اس رفتار کو بدلا اور وہاں جاکر دو نفل پڑھ کر دعا مانگی: "اللّٰھم لاتجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا غایة رغبتنا اور اللّٰھُمَّ لامانِعَ لما اعطیت ولا معطی لما منعت" پھر کئی دن تک وہاں نہیں گیا' اس میں کیا بات اصلاح طلب ہے اور کیا اصلاح ہے اور یہ خیال ہوا کہ اتنے کی زکوٰۃ اب نہ دینا پڑے گی' اس سے دل میں خوشی کا اثر محسوس ہوا' یہ حب مال ہے یا نہیں؟

تحقیق: الحمدللہ اس میں نہ کوئی مفسدہ ہے نہ گناہ ہے یہ سب آثار حب مال کے تو ہیں مگر یہ حب طبعی ہے جو کہ مذموم نہیں نہ کہ حب اعتقادی یا عقلی جو کہ مذموم ہے۔ حضرت عمرؓ نے فتح فارس ومشاہدہ غنائم کے وقت یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ آپ کا ارشاد ہے "زین للناس حب الشھوات" (الآیة) (جعلؐ المزین ھو اللہ تعالٰی وھو احد وجوہ الآیة) جب آپ نے یہ حب پیدا کی ہے تو فطری ہوئی اس لیے ہم اس کے ازالہ کی درخواست نہیں کرتے کہ جبلیات نہیں بدلا کرتے۔ البتہ اس کی درخواست کرتے ہیں کہ اس حب کو اپنی حب میں معین فرما کر یہ اسباب طاعت میں سے ہوجائے اور موانع طاعت کے لیے (جیسے ناداری کی پریشانی وغیرہ) یہ سد باب ہوجاوے کہ جبلیات کا ان کے مصرف میں صرف ہونا یہی ان کی تعدیل اور یہی مامور بہ ہے (اس میں اپنے ضعف اور حکمت تخلیق مال کی طرف بھی اشارہ فرمادیا) اور یہی امر مصرح ہے دوسری آیت میں "قل ان کان اٰباء کم وابناء کم الٰی قولہ تعالٰی احب الیکم من اللہ ورسولہ (علق الوعید بالاحبیة لا بالمحب)" البتہ اس حب طبعی کے

آ ثار بعض اوقات منجر ہو جاتے ہیں۔ بعض غوائل کی طرف سو اس کا وہی تدارک ہے جو آپ نے کرلیا۔ فهنيئاً لكم العلم والعمل والله اعلم. (النور محرم ۱۳۵۱ھ)

امور دنیا میں تلون کا علاج

حال: حضرت والا مجھ میں امور دنیا میں بھی تلون ہے لیکن احقر اپنی سمجھ ناقص میں اس کوئی ذاتہ تو مضر خیال نہیں کرتا؟ تحقیق: مثالیں لکھو۔

اس کے بعد ذیل کا خط آیا:

حال: والا نامہ حضرت والا کا صادر ہوا' آنجناب نے فرمایا ہے کہ امور دنیا کے تلون کی مثالیں لکھو چنانچہ احقر اس کی مثالیں عرض کرتا ہے:

(اول) کسی کتاب کے مطالعہ کا کوئی وقت مقرر نہیں آج اس وقت ایک کتاب کا مطالعہ دیکھا تو دوسرے دن اس وقت دوسری کتاب کا مطالعہ دیکھوں گا۔

(دوم) احقر نے سوچا تھا کہ عصر کے بعد جنگل جایا کرے گا مگر کبھی تو مدرسہ ہی میں رہتا ہے اور کبھی بازار چلا جاتا ہے غرض بالدوام جنگل نہیں جاتا جیسا کہ ارادہ تھا۔

(سوم) ارادہ کیا تھا کہ اپنی چیزوں کو آٹھویں روز صاف کرلیا کروں گا۔ مثلاً لالٹین ہے اور کتابیں وغیرہ مگر کچھ ٹھیک نہیں کبھی تو آٹھویں ہی روز اور کبھی اس سے زیادہ مدت میں اور کبھی دوسرے تیسرے دن' احقر کے ذہن میں اس وقت یہ تین مثالیں تھیں بطور نمونہ حسب ارشاد عالی عرض کردی ہیں' اب جیسا حضرت والا کا ارشاد عالی ہو عمل کرے؟

تحقیق: یہ نہ فی نفسہ مضر ہے نہ دوسرے تلون کی طرف مفضی ہے انشاء اللہ تعالیٰ للفارق بينهما بلکہ بعض اوقات ایسے امور میں انتظام کا اہتمام مفضی ہو جاتا ہے۔ قلت اہتمام کی طرف امور دینیہ میں البتہ جن امور دنیویہ کا تعلق دوسرے لوگوں سے ہے ان میں تلون سبب ہو جاتا ہے ان کی اذیت کا ان میں اہتمام انتظام کا رکھنا ضروری ہے اور در حقیقت ایسے امور امور دینیہ ہی ہیں باقی امور دینیہ کے لیے خود مستقل اہتمام کی ضرورت ہے ہی۔ (النور صفر ۱۳۵۱ھ)

تنگی رزق کے لیے عوام کو وظیفہ جائز ہے

حال: چونکہ امداد المشتاق کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مالی حالت کی تنگی کے لیے فاتحہ شریف صبح کے فرض اور سنتوں کے درمیان اپنے اکابر اس معمول کو اپنے لوگوں کو ارشاد فرماتے ہیں اور بعض مواعظ سے معلوم ہوتا ہے دنیا کے حصول کے لیے وظائف پڑھنا پسند نہیں فرماتے ہیں کیا یہ پڑھنا خلوص اور رضا کے خلاف تو نہیں ہے؟

تحقیق: رضا ہر شخص کی جدا جدا ہے عوام کی رضا کا جو درجہ ہے یہ اس کے خلاف نہیں۔

(النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

جسم قلب کیلئے من وجہ جیل خانہ ہے

حال: آج کل ذوقاً یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ جسم قلب و روح کے لیے جیل خانہ ہے کہ اس کے علائق قلب و روح کو وہاں پہنچنے سے مانع ہیں جہاں وہ پہنچنا چاہتے ہیں؟

تحقیق: ہاں من وجہ ورنہ من وجہ یہی موصل بھی ہے عبادات جسمانیہ خود شرط ہیں۔ ترقی روح کی اور وہ موقوف ہیں تعلق جسمی پر حاصل یہ ہے کہ جسم اگر متبوع ہو تو مانعیت صحیح ہے اور اگر تابع ہو تو ایصال صحیح ہے۔ (النور محرم ۱۳۵۲ھ)

لوگوں سے تکلیف پہنچنے پر چین نہ آنا معصیت نہیں

حال: خاکسار کو ایک مرض ہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کسی قسم کی تکلیف و نقصان پہنچاوے تو چین نہیں آتا ہے جب تک کہ اس سے انتقام نہ لوں؟

تحقیق: چین نہ آنا معصیت نہیں صرف کلفت ہے جس کا تحمل مجاہدہ اور موجب اجر ہے تو چین نہ آنا مضر نہ ہوا بلکہ نافع ہوا باقی کلفت کا علاج یہ معلم دین کا منصب نہیں لیکن تبرعاً وہ لکھے دیتا ہوں کہ چند روز تحمل کرنے سے یہی عادت ہو جائے گی پھر اس درجہ کلفت نہ ہوگی۔ (النور صفر ۱۳۵۲ھ)

احباب و اقارب سے تعلقات نہ ہونے کو خلاف سنت سمجھنا سنت نہیں

حال: ایک صاحب نے لکھا تھا کہ احباب و اقارب سے تعلقات و محبت جیسے پہلے تھی اب نہیں؟

تحقیق: سب حالت ٹھیک ہے یہ سنت مقصود بالذات نہیں مقصود بالذات ادائے حقوق ہے۔

وہ حاصل ہے بعض طبائع ایسے ہیں کہ اس سنت کا اہتمام کریں تو ان سے فرض ہی فوت ہو جاوے یعنی تعلق بحق اس لیے ان کے حق میں یہی انفع واصلح ہے جو پیش آ رہا ہے۔ (النور صفر۱۳۵۲ھ)

شاعری ترک کرنے کے متعلق ہدایات

حال: شاعری چھوڑنا مشکل معلوم ہو رہا ہے کیونکہ دلچسپی بھی ہے اور لوگوں کا اصرار بھی بہت ہوتا ہے اور اکثر ان کی خاطر شروع کرتا ہوں' پھر خود اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ بہت زیادتی ہو جاتی ہے۔ اگر بالکل شعر گنگنانا چھوڑ دوں تو طبیعت بالکل کند رہے؟

تحقیق: الحمدللہ اب اس کا بھی وقت آ گیا مجھ کو ایسی تفصیل سے مضرت کا علم نہ تھا۔ واقعی میں نے اس میں تسامح کیا اور جو کچھ کہا سرسری طور پر کہا اب علم ہوا تو قابل اہتمام معلوم ہوا' اس میں بھی منتظر ویسے ہی القاء کا تھا اس لیے جواب میں قدرے دیر ہوئی اب جو کچھ لکھ رہا ہوں بصیرت سے لکھ رہا ہوں۔ شاعری کے دو درجے ہیں ایک تصنیف یعنی شعر گوئی' دوسرا درجہ نقل یعنی شعر خوانی' سو شعر گوئی تو چند روز کے لیے بالکل ہی چھوڑ دی جائے اس چند روز کی کوئی مدت معین نہیں اس کی اجمالی حد یہی ہے کہ اگر کبھی بہت ہی تقاضا ہو مجھ کو اطلاع کر کے مشورہ کر لیا جاوے' اگر کسی خاص حدود و قیود سے اجازت مصلحت ہوگی تنگی نہ کی جاوے گی اور خلاف مصلحت میں توسع نہ کیا جاوے گا۔ یہ تو شعر گوئی کے متعلق ہوا' البتہ اگر کوئی غزل وغیرہ اس وقت ناتمام ہو اس کو تمام کر لیا جاوے۔ اب رہی شعر خوانی بطور مشغلہ کے اپنے حظ کے لیے سو بلا ضرورت تو اس سے بھی بعد ہی مناسب ہے اور اگر کوئی ذی اثر اصرار کرے کہ جواب دینے سے طبیعت پر ثقل ہو اس کے لیے ایک دستور العمل ٹھہرا لیا جاوے وہ یہ کہ

نمبر۱: ایک دن میں آدھے گھنٹے سے ایک گھنٹہ تک وقت دیا جاوے۔ گھڑی پاس رکھ کر بیٹھا جاوے اور صاحب فرمائش سے اول ہی کہہ دیا جاوے کہ میرے مشیر نے میرے لیے یہ تجویز کیا ہے اگر منظور ہو تو اس قید کے ساتھ حاضر ہوں۔ پھر اس میں اپنی سہولت و مصلحت دیکھ کر اختیار ہے خواہ وہ گھنٹہ کوئی خاص ہو مثلاً فلاں وقت سے فلاں وقت تک خواہ جس روز جب موقع اور ضرورت ہو۔ اگر دوسرے وقت کوئی فرمائش کرے عذر کر دیا جاوے کہ کل کو وقت دے سکتا ہوں ایک روز میں دوبار کی اجازت نہیں۔

نمبر۲: اس گھنٹہ میں سے دس منٹ اور اگر آدھا گھنٹہ ہو تو اس میں سے پانچ منٹ بچا کر کوئی وعظ ضرور پڑھ دیا جاوے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی سے اس کی شرط بھی لگا لی جاوے۔

نمبر۳: اس جلسہ کو بالالتزام دعا پر ختم کیا جاوے کہ اس میں جو کدورات وشوائب نفسانیہ ہوں اے اللہ ان کو معاف فرما۔

نمبر۴: اور جتنی دیر یہ مشغولی رہے اندازہ سے اتنی ہی دیر استغفار کا شغل رکھا جاوے۔ اس کے لیے ایک جگہ بیٹھنے کی ضرورت نہیں نہ شمار کی ضرورت، متفرق اوقات میں اتنا وقت اندازے سے پورا کر دیا جاوے۔ فی الحال یہ معمول ۱۳۵۲ھ کے ختم تک کے لیے ہے۔ رمضان میں نصف گھنٹہ سے زیادہ نہ دیا جاوے، آخر شوال یا اوائل ذیقعدہ میں پھر مشورہ کر لیا جاوے اور دیگر لسانی گناہوں کو جو لکھا ہے کہ جس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے تو اس کا علاج فی الحال یہ کافی ہے کہ ایسا ہو جانے کے بعد مخاطب کو خوش کر دیا جاوے، بڑے سے معذرت کر کے اور چھوٹے کو کوئی احسان کر کے۔ (النور جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

مبتدی کو کتاب دیکھ کر بیان کرنا چاہیے

حال: گزشتہ خط میں میں نے مغرب کے قبل بیان کے متعلق دریافت کیا تھا کہ روزانہ تقریباً ۲۰ منٹ قبل مغرب کچھ مسئلے وغیرہ بیان کیا کرتا ہوں۔ حضرت اجازت دیں تو یہ سلسلہ جاری رکھوں ورنہ بند کر دوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاری رکھو مگر جو بیان کرو بیان کے وقت کتاب دیکھ کر بیان کرو اس نسخہ کی مجھے بڑی قدر ہوئی واقعی اکسیر ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ (النور شعبان ۱۳۵۳ھ)

خلاف شرع میں مروت نہیں

حال: مروت مجھ کو بہت ہے جس سے بعض دفعہ خلاف شرع کام بھی سرزد ہو جاتے ہیں، محض اس خیال سے کہ دوسرے کا دل نہ دُکھے؟

تحقیق: دشواری ہونے سے غیر اختیاری ہونا لازم نہیں آتا جہاں مروت کرنا خلاف شرع نہ ہو اس مروت پر عمل جائز ہے اور جہاں خلاف شرع ہو وہاں جائز نہیں گو دشواری اور تکلیف ہو اس تکلیف کو برداشت کرو اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔ (النور ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

قطع تعلق نہ کرنا چاہیے

حال: جی چاہتا ہے کہ گاؤں کو بیچ کر کاشتکاری دوسروں کے سپرد کر کے اور قطع تعلق کر کے اپنے اوقات کو عمل کے لیے مقصود کروں؟ تحقیق: کیا گاؤں اور زمین اور کاشت وغیرہ عمل سے مانع ہیں۔

اپنے محسن بھائیوں سے نہ ملنا بے مروتی ہے

حال: (یکے از مجازین) میرے دو بڑے بھائی ہیں انہوں نے مثل اولاد مجھے پرورش کیا' میں بوجہ اس کے کہ سفر سے طبیعت اکتاتی ہے ان سے بہت کم ملتا ہوں جس کے وہ شاکی ہیں' یہ بے مروتی تو نہیں؟

تحقیق: بے مروتی تو ہے جبکہ ملاقات سے کوئی مانع شرعی نہیں۔ (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

میونسپلٹی کی ممبری کو قبول کرنا جب تک نسبت مع الخالق نہ ہو اچھا نہیں

حال: (یکے از مجازین) مجھ کو بلا میری خواہش کے میونسپلٹی کا ممبر تجویز کر دیا ہے مجھ کو سخت وحشت ہے حکام بضد ہیں' بالآخر یہ طے ہوا کہ اپنے پیرومرشد سے پوچھ لو' ثواب کا کام ہے' لہٰذا حضرت اقدس تحریر فرماویں تاکہ گلو خلاصی ہو؟

تحقیق: جب تک نسبت مع الخالق راسخ نہ ہو تعلق مع الخلق بلا ضرورت سراسر مضرت ہے اور جو منفعت سوچی جاتی ہے کہ ادائے حق خلق سے وہ حق خلق بھی جب ہی ادا ہوتا ہے کہ نسبت مع الخالق راسخ ہو جاوے ورنہ نہ حق خالق ادا ہوتا ہے نہ حق خلق۔ یہ تجربہ ہے اور ایک کا نہیں بلکہ ہزاروں اہل بصیرت کا۔ ہم سے اور آپ سے زیادہ اہل تمکین نے ایسے تعلقات کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم بلخیؒ حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ کے واقعات معلوم ہیں اور حضرات خلفائے راشدینؓ پر اپنے کو قیاس نہ کیا جاوے۔ ''کار پاکاں را قیاس از خود مگیر'' (النور محرم ۱۳۵۴ھ)

دنیاوی نقصان پر طبیعت کا بے قرار رہنا گناہ نہیں

حال: اگر کوئی دنیاوی نقصان ہو جاتا ہے تو اس پر طبیعت بے قرار رہنے لگتی ہے اور میرا دل یوں چاہتا ہے کہ اگر دنیاوی فائدہ ہو تو خوشی نہ ہو اور اگر نقصان ہو تو غم نہ ہو' یہ ایک مرض ہے جو مدت سے احقر میں موجود ہے؟ تحقیق: مرض باطنی گناہ باطنی کو کہتے ہیں' کیا یہ حالت گناہ ہے۔

معانی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کا پتہ نہیں لگتا

حال: (یکے از مجازین) اگر کیفیات حاصل ہوں تو نورٌ علیٰ نور ورنہ مقصود تو حاصل ہے مگر حضرت صورت ہی صورت ہے معنی کا کہیں پتہ نہیں؟

تحقیق: معانی ایسے ہی تو ہوتے ہیں جن کا پتہ نہیں لگتا اور جن کو معانی سمجھا جاتا ہے یعنی کیفیات وہ صورت ہے اسی واسطے وہ صورت کی طرح نمایاں ہوتی ہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

اصلاح تو ناپسندیدہ حق کی ہوتی ہے

حال: جس قدر قلب و دماغ کی نگہداشت و حفاظت جلوت میں ہو جاتی ہے اور نہ کسی قسم کی پریشانی ہوتی ہے اس درجہ خلوت میں اطمینان معلوم نہیں ہوتا' یہ معاملہ برعکس کیوں ہے' اصلاح کی درخواست ہے؟

تحقیق: اصلاح ہوتی ہے غیر پسندیدہ حق کی' اس میں ناپسندیدگی کیا ہے؟ (النور ربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

اقارب کی شکایت کی پروانہ ہونے سے ڈرنا یہ علامت ایمان ہے

حال: (پہلا خط ایک مجاز کا) جو اپنے متعلق ہیں اگر وہ بندہ پر اظہار غصہ کریں تو رنج ہوتا ہے اور اگر محبت کریں یا مدح کریں تو طبیعت خوش ہوتی ہے۔ لہٰذا جی یہ چاہتا ہے کہ جس طرح اجانب کی رنج اور محبت اور مدح اور شکایت کی پروا نہیں اسی طرح متعلقین سے بھی ان کی رنج اور محبت اور مدح اور شکایت کا اثر نہ ہو' عنایت فرما کر اس کا علاج تحریر فرمائیں؟

تحقیق: ام للانسان ماتمنّٰی. کیا ہر جی چاہی چیز کی تحصیل واجب ہے جو اس کا علاج پوچھا جاتا ہے۔

دوسرا خط: حال: حضور نے جو ارشاد فرمایا ہے کیا ہر چاہی ہوئی چیز کی تحصیل واجب ہے جو اس کا علاج پوچھا جاتا ہے بلاشک ہر چاہی چیز کی تحصیل واجب نہیں ہے مگر یہ ڈر لگتا ہے کہ اس چاہت کا (یعنی اوروں کی شکایت سے رنج نہ ہونا اور اپنوں کی شکایت سے رنج ہونا) منشا کوئی خبث باطنی نہ ہو جو باعث سخط الٰہی ہو ورنہ جاہ پرستی ہے؟

تحقیق: یہ ڈر علامت ایمان کی ہے مگر اس ڈر میں غلو نہ ہونا چاہیے کیونکہ احتمالات غیر ناشیہ عن الدلیل قابل التفات نہیں اگر زیادہ ڈر لگے حق تعالیٰ سے دعائے حفاظت کی جاوے خاص تدبیر کی حاجت نہیں۔ (النور ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

جب خط لکھنے بیٹھتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا تو علاج یہ ہے کہ سب برائیاں کاغذ پر لکھ لوں

حال: جب اپنی برائیوں پر نظر کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضرت والا کو لکھوں تاکہ اصلاح

ہوتو اس وقت اس خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ پہلے کس برائی کے واسطے لکھوں؟ اکثر اس میں عریضہ لکھتا رہ جاتا ہوں اور جب ایک برائی تجویز کر لیتا ہوں کہ اس کو لکھوں تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ تو خود بھی ذرا سی ہمت پر چھوڑی جاسکتی ہے پہلے خود ہی چھوڑنے کی کوشش کر لی جاوے؟

تحقیق: علاج یہ ہے کہ ایک کاغذ پر اپنی سب برائیاں لکھ لو اور جو جو یاد آتی رہیں اس میں لکھتے رہو اور ان کا علاج بھی کرتے رہو اور علاج سے جو بالکل زائل ہو جاویں ان کا نام کاٹ دو اور جو رہ جائیں پوری یا اُدھوری ان کو لکھا رہنے دو پھر جب خط لکھنے بیٹھو ان برائیوں کی تعیین کے لیے قرعہ ڈال لو جس کا نام نکل آوے خط میں وہی لکھ دو اور اگر اس کا کچھ علاج کیا ہو اس کی بھی اطلاع کر دو بس اس طرح خط لکھتے وقت تشویش نہ ہوگی باقی دعا کرتا ہوں۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ)

لباس اچھا پہننا تذلل سے بچنے کیلئے مضائقہ نہیں

حال: ہر وقت کبر سے محفوظ رہنے کی غرض سے لباس معمولی پہنتا ہوں لیکن جب دورہ پر جاتا ہوں یا حکام سے ملنا ہوتا ہے تو لباس فاخرانہ پہننے کو جی چاہتا ہے اس وقت معمولی لباس نہیں پہنتا۔ فاخرانہ لباس سے مطلب یہ ہے کہ قیمتی کپڑا ہو اچکن پاجامہ ایک ہی رنگ کا ٹوپی بھی تر کی ہو پیر میں موزہ بھی ہو غرض یہ ہے کہ ظاہر ہو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایک حیثیت والا ہے لیکن اتنا خیال رکھتا ہوں کہ غیر مشروع لباس نہ ہو لیکن نیت میری یہ نہیں ہے کہ لوگ میری تعظیم کریں اور سلام کریں بلکہ دل کی خواہش اتنی ہے کہ مجھے ذلیل نہ سمجھیں اور حکام حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں؟

تحقیق: ان مذکورہ حالتوں کے علاوہ دوسرے اوقات میں اگر یہ تکلف کا لباس پہنا جاوے تو تذلل سے بچنے کی مصلحت سے مضائقہ نہیں۔ (النور رجب ۱۳۵۶ھ)

چھٹی کی تنخواہ میں اگر تردد ہو تو ذوق سے ترجیح ہوتی ہے

حال: خدمت عالی میں یہ عرض ہے کہ وہ جو ایک ماہ ہمشیرہ کی تیمارداری میں تعلیمی کام انجام نہیں دیا اس کی تنخواہ ۲۵ روپیہ تحصیلدار صاحب نے بھیجی تھی اور احقر قاعدہ سے مستحق بھی تھا مگر حضرت لیتے ہوئے حجاب آتا تھا' اندر سے جی رُکتا تھا' آنکھ جھپتی تھی' یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ انہوں نے خود بھیجی ہے نعمت حق ہے لے لو کہیں ناشکرا بندہ نہ ٹھہروں' مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ بعض لوگ مروۃً ایسا کرتے ہیں نیز یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ

ملا لوگ دوسروں کے تو نفع نقصان کا خیال نہیں کرتے؟ غرض کہ جی نے گوارا ہی نہ کیا' اس وقت بس نہ لینے کو ہی دل نے گوارا کیا' سو احقر نے وہ تنخواہ واپس کر دی؟

تحقیق: ایسے امور میں ذوق سے ایک شق کو ترجیح ہوتی ہے اور وہ ذوق بھی مختلف اوقات میں مختلف ہو سکتا ہے۔ آپ نے ذوق حاضر پر عمل کیا اس وقت وہی مناسب تھا۔ (النور ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

حضرت' کسی وارد کے خط کا انتظار نہیں کرتے

حال: یہ احقر اس دفعہ بہت دیر کے بعد حاضر خدمت ہو رہا ہے جس کی وجہ بجز مکروہات دنیا اور اس کے علائق کے کچھ نہیں' اس درمیان میں کئی مرتبہ ارادہ ہوا کہ عریضہ ادب پیش کروں یا خود ہی حاضر ہوں مگر پے در پے حالات و موانع نے اس عزم کو فعلیت میں نہ آنے دیا؟

تحقیق: اگر میں احباب کے خط کا منتظر بھی ہوا کرتا تب بھی یہ عذر انتظار کے کافی جواب تھے مگر الحمدللہ مجھ کو اتنا احساس ہی نہیں کہ کسی محبوب سے محبوب کے خط کا بھی انتظار کروں جس کی وجہ قلت محبت نہیں بلکہ انتظار کی تکلیف سے خود بچنا اور علم انتظار کی تکلیف سے دوسروں کو بچانا۔

حال: مگر بایں ہمہ قلب حضرت والا کے تصور و تخیل سے کبھی غافل نہیں رہا' الحمدللہ کہ سابق سے زیادہ تعلق آں مخدوم کا اپنے قلب میں پاتا ہوں؟

تحقیق: ادائے حق محبت عنایتے است زدوست

حال: یہ گزارش بغرض تقریب نہیں گو تمنا کے قریب سے بھی دل فارغ نہیں کہ اہل اللہ کی تقریب باعث نجات دارین ہے مگر یہ گزارش اس غرض پر مبنی نہیں؟

تحقیق: پس میں ایسے ہی خلوص کا طالب ہوں۔

حال: اس درمیان میں متعدد مرتبہ حضرت والا کی زیارت خواب میں میسر ہوئی۔

تحقیق: میں اس پر مسرور ہوں کہ یہ آپ کی توجہ کی علامت ہے۔

حال: اور اپنی اس کوتاہی پر کہ نہ حاضری کا عزم مکمل ہو سکا نہ عریضہ ہی پیش کر سکا' ایک ندامت یہی مستقلاً حاجب رہی۔ بالآخر **صَوْتُ الذَّاکِرْ بالاسحار هیجتنی** بصد ندامت اس طویل غیر حاضری کی معافی پیش کرتے ہوئے حاضری کی جرأت کر رہا ہوں۔

تحقیق: ندامت سلامت فطرت کی دلیل ہے لیکن مجھ کو اتنا بار بھی گوارا نہیں۔ لہٰذا اس کو بھی بے تکلفی میں مدغم کر دیجئے وہ بے تکلفی یہ ہے کہ مصطلح حاضری کو برابر کر دیجئے۔

حال: حاضری خانقاہ کو بے حد دل چاہ رہا ہے ایک مرتبہ قصد بھی کیا مگر چونکہ والدہ صاحبہ محترمہ بھی حاضری کا ارادہ کر رہی ہیں سردی زیادہ ہونے کے باعث متامل ہیں کہ ذرا موسم گرما ہو تو ساتھ ہی حاضر ہوں رک گیا۔

تحقیق: والدہ صاحبہ تو اپنی ہمشیرہ سے (مراد اشرف علی کے گھر میں سے) جو چاہیں معاملہ رکھیں مگر آپ کا آنا بے معنی نہ ہونا چاہیے' کیا وہ معنی مجھ کو بتلائے جا سکتے ہیں۔

حال: حالات ہم چو سابق ہیں فرائض و واجبات و موکدات کا التزام بحمد اللہ اکثر رہتا ہے' قیام مسجد بھی بشغل درود رہتا ہے تصور ذات حق سے الحمدللہ کوئی لمحہ فارغ نہیں ہوتا؟

تحقیق: بڑی دولت ہے۔ **اللّٰھم زد فزد**

حال: مگر بایں ہمہ کوئی خوف وخشیت اور اس کی مرضیات پر کوئی اہتمام بھی محسوس نہیں ہوتا؟

تحقیق: خوف وخشیت و اہتمام بدرجہ خاص خود مقدمات ان ہی مقاصد کے ہیں جس کو میں نے دولت سے تعبیر کیا ہے مقاصد کا عطا ہونا مغنی ہوتا ہے مقدمات کی تمنا وطلب سے۔

حال: تعجب اور افسوس ہے؟

تحقیق: تعجب تو حقیقت سے غیبت کے سبب ہے اور افسوس خود مستقل مجاہدہ نافعہ ہے۔

حال: مراقبہ موت ابا جان علیہ الرحمتہ کے بعد وفات ہی سے ہے اب یہ تصور بے اختیار زیادہ معلوم ہوتا ہے؟ تحقیق: دولت والا جواب یہاں بھی ہے۔

حال: مگر اس میں رغبت وشوق بقا تو کیا ہوتا ایک کیفیت ہر بیہ (فراریہ) سی محسوس ہوتی ہے اور پہلے امر کی طرح اس میں بھی کوئی طاعات پر اہتمام نہیں؟

تحقیق: وہی مقدمہ والا جواب یہاں بھی ہے۔

حال: بلکہ فکر دنیا و متعلقین زیادہ کارفرما نظر آتی ہے؟

تحقیق: اس کا درجہ غیر مضر منافی مقصود نہیں بلکہ اگر ادائے حقوق کے لیے ہو معین مقصود ہے۔

حال: اللہ ہی جانے یہ ضعف قلب ہے یا کید نفس کہ کیفیت بظاہر محمود ترتب نتیجہ قطعاً مذموم؟

تحقیق: اپنے نفس پر بدگمانی یہ خود اسنان مفتاح طریق میں سے ہے۔

گزشتہ مصائب کا اثر ظاہر ہونے کا علاج

دُعاءِ زوالِ مصیبت کی اور استغفار ہونا چاہیے

حال: گزشتہ مصائب کے اثر ظاہر ہو رہے ہیں' کاروبار بوجہ مدید غیر جاری کے خراب ہو گیا' بچوں کو کبھی امرتسر لاتا ہوں کبھی گھر چھوڑنے جاتا ہوں' خیر خواہ احباب نے اس پریشانی کو دیکھ کر نکاح کا مشورہ دیا' اس سوال کو جب سے زیر بحث لایا گیا تب سے پریشانی اور بڑھ گئی ہے' ہر روز نئی باتیں نئے اعتراضات سننے میں آتے ہیں' دماغ ہر وقت اسی اُدھیڑ بن میں مصروف رہتا ہے کہ کن کن اعتراضات کا کیا کیا جواب دیا جاوے اور کہاں کہاں پیغام نکاح دیا جاوے اور اس پریشانی کا علاج جو نکاح تجویز ہوا ہے اس کے شافی ہونے میں بھی شبہ رہتا ہے اس سے طبیعت اور گھبراتی ہے کہ نہ معلوم کیسی صورت بنے صالح یا غیر صالح' معمولات بالکل ہی خراب حالت سے اور بے وقت ادا ہوتے ہیں؟

تحقیق: اس کا ارادہ ہی چھوڑ دیا جاوے اور موجودہ پریشانی ہی کے لیے اپنے کو آمادہ کر لیا جاوے بس دو چیزوں کا التزام کر لیا جاوے۔ دُعا زوالِ مصیبت کی اور استغفار اور ثمرات کو آخرت میں سمجھا جاوے' بس یہ علاج اُم العلاج ہے جس میں علاج ہی مقصود ہے صحت مقصود نہیں۔

گزشتہ دنیوی ناکامیابی یاد آ کر دل کا بُرا رہنا مذموم نہیں

حال: بعض اوقات گزشتہ عمر کی ناکامیابی یاد آ کر دل پر بُرا اثر پڑتا ہے مثلاً فلاں وقت فلاں ملازمت کے لیے کوشش کی دعائیں بھی کیں پوری نہ ہوئیں یا مثلاً فلاں جگہ سے نفع کی اُمید تھی مگر باوجود کوشش کرنے کے یا دُعا کرنے کے نہ حاصل ہوا اسی طرح مثلاً فلاں جگہ نکاح کی سعی کی دعائیں کیں' پوری نہ ہوئیں۔ جب یہ خیال بندھتا ہے تو یکے بعد دیگرے ساری عمر کی ناکامیاں اور تکالیف کا ایک مضمون متحضر ہو جاتا ہے اس سے دل پھیکا پڑ جاتا ہے' اعمال و معمولات کی چونکہ عادت ہے اس واسطے وہ جس طرح کے بھی ہوں ہو جاتے ہیں' بالفرض اگر عادت نہ ہو تو ان خیالات کے ہوتے ہوئے نماز و ذکر وغیرہ محال ہے ان سے پریشانی رہتی ہے؟

تحقیق: تدبیر تو ازالہ مذموم کے لیے ہوتی ہے نہ کہ ازالہ محمود کے لیے' کیا یہ حالت مذموم ہے معلوم ہوتا ہے نہ نصوص میں غور کیا نہ اقوال اہل خصوص میں ورنہ معلوم ہو جاتا کہ

دنیا کی ناکامیابی خود شعار ہے مقبولین کا اور تواتر کامیابی خصوصاً معاصی کے ساتھ شعار ہے مخذولین کا۔ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام کے واقعات قرآن مجید میں نہیں پڑھے۔ سورہ بقرہ کی آیت "ام حسبتم ان تدخلوا الجنّة الآیة" اور سورۃ احزاب کی آیت "اذ جآء کم من فوقکم و من اسفل منکم و امثالها" پڑھئے اور سمجھئے کامیابی دنیوی سے مقبولیت پر استدلال کا کفار کا طریقہ ہونا سورہ فجر میں منصوص ہے: "فاما الانسان اذا ما ابتلاه ربهٗ الخ" مولانا رومی کے ارشاد کو دیکھئے:

زاں بلاہا کانبیاء برداشتند — سر بہ چرخ ہفت میں افراشتند
گر مرادت را مذاق شکراست — بے مرادی نے مراد دلبراست

ایسی بدیہی بات میں کہاں تک تطویل کروں باقی دعا ہر حال میں کرنا سنت ہے اور وظیفہ عبدیت ہے دعا کی برکت سے فہم اور رضا وتحمل سب نصیب ہو جاتے ہیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (النور محرم ۱۳۵۸ھ)

ایک طالب علم کا خط اور اس کا جواب

حال: جناب والا کے ارشاد کے مطابق تعمیل حکم کے لیے کسی مجاز سے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہے مگر عرصہ کے استخارہ کے بعد قلب نے حضرت والا کی طرف رجوع کیا تھا اور اب بھی وہی رجوع قلب موجود ہے اور باوجود استخارہ مسنونہ کے تبدیلی نہیں ہوتی اس لیے دوبارہ تکلیف دہی کی جرأت کرتا ہوں' باعتبار فرصت جو کم از کم یا مختصر ترین ہدایت فرمائی جائے گی اس پر پابندی اور عمل کی کوشش کی جائے گی؟

تحقیق: ماشاء اللہ خوب فیصلہ کیا اگر ہر طالب استخارہ کے بعد یہی کہے تو میرا دہ عذر کس کے لیے ہوگا' کیا لغو ہوگا اور جو قواعد اس کی بناء لکھے ہیں کیا ان قواعد سے میں ناواقف ہوں اور اختصار تعلیم کے مضمون سے تو اپنے اناڑی ہونے پر پوری حجت قائم کر دی اور اگر مختصر علاج کسی مرض کے لیے کافی نہ ہو۔ (النور محرم ۱۳۵۸ھ)

قدیمی تعلقات سے وحشت کا ہونا محمود ہے بشرطیکہ کسی کا حق ضائع نہ کیا جائے

حال: ایک جدید امر پیش آ رہا ہے وہ یہ کہ احقر کے قدیم تعلقات بالکل مفقود ہو گئے

اگر چہ یہ تعلقات دینی طبقات سے تھے مگر اس رسوا کا اب دلی میلان اُدھر بھی نہیں؟

تحقیق: وحشت عن الخلق کا بدوں کسی عارض طبعی کے منشاء انس مع الحق اور محمود حالت ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ کسی کا حق ضروری ضائع نہ کیا جاوے' خواہ حق ظاہری ہو جس کو سب جانتے ہیں یا حق باطنی مثلاً کسی کو حقیر نہ سمجھا جاوے' باقی طبعی غیر اختیاری گرانی پر ملامت نہیں لیکن حتی الامکان اس کا لحاظ رہے کہ دوسرے کو محسوس نہ ہو جس سے دل شکنی کا احتمال ہو لیکن وہم غیر ناشی عن دلیل میں مشغول نہ ہونا چاہیے اگر اس قسم کا وہم ہو تو اپنے لیے اور جس کی اذیت کا شبہ ہو اس کے لیے استغفار یعنی طلب مغفرت کافی ہے۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

جہاں تعویذ گنڈے کا رواج ہو' اس کو بتدریج چھوڑا یا جاوے

حال: ایک جاہل فقیر بھاگ گیا' اب یہ بلا میرے سر آئی بخار چڑھا ہے تعویذ دو' درد ہو رہا ہے' گرہ پڑھو' میں کیا جانوں یہ کیا ہے نہ مجھے اس کی خبر نہ کبھی پرواہ ہوئی اور نہ دلچسپی مگر اب جواب دیتا ہوں تو جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دیں گے اور اگر اقرار کروں تو کیا لکھوں' اب جو حکم ہو تعمیل کی کیا جائے؟

تحقیق: اصل تو یہی ہے کہ اس علت کو بالکل حذف اور مسدود کیا جاوے اور کسی کے جمعہ چھوڑ دینے سے کسی کا کیا ضرر ہے لیکن اگر غلبہ شفقت سے کسی مصلح شفیق کو یہ گوارا نہ ہو تو تدریج سے کام لیا جاوے جس کا نظام یہ ہے کہ اس سلسلہ کو ظاہراً جاری رکھا جاوے لیکن ہر طالب سے یہ بھی ضرور کہہ دیا جاوے کہ میں اس کام کو نہیں جانتا مگر تمہاری خاطر سے کیے دیتا ہوں۔ چند روز کے بعد یہ سمجھایا جاوے کہ لوگ اس کو جس درجہ کی چیز سمجھتے ہیں' یہ اس درجہ کی چیز نہیں پھر بعد چندے ایسا کیا جاوے کہ کسی کو دیدیا کسی سے عذر کر دیا مگر نرمی سے پھر بالکل حذف کر دیا جاوے۔ (النور رمضان ۱۳۵۹ھ)

مثنوی پڑھانے میں کلید مثنوی اوفق الشروح ہے

حال: کچھ مدرسہ کے طلباء نے اور دو ایک خاندانی مریدین نے مثنوی شریف کا ترجمہ پڑھانے کی خواہش کی چونکہ کچھ سال قبل بھی پڑھاتا تھا اس لیے منظور کر لیا اور یہ بھی خیال ہوا کہ اس بہانہ سے میرا بھی ورد ہو جائے' اس کے قبل کلید مثنوی حضرت والا کی شرح میرے پاس تھی لیکن آج کل نہیں ہے؟

تحقیق: اس کو تو بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے نہ اس لیے کہ وہ افضل الشروح ہے بلکہ اس لیے کہ وہ بوجہ خاص تعلق فیما بیننا اوفق الشروح لطبعکم ہے۔

حال: دوسری بعض شرحیں ہیں اور محشی مثنوی جسے مطالعہ میں رکھتا ہوں مثلاً مولوی احمد حسن صاحب کانپوری نے شاید ایک مثنوی مطلّٰی چھپوائی تھی جس میں حضرت اقدس حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض حواشی معلوم ہوتے ہیں؟

تحقیق: اوپر عرض کرچکا ہوں کہ کلید مثنوی سے گو دوسری سب شروح وحواشی افضل ہوں مگر افضلیت مستلزم اوفقیت کو نہیں اس کا مشاہدہ دونوں کے مطالعہ سے ہوگا جیسے بادشاہوں کے نسخے دیہاتیوں کو موافق نہیں آتے۔ (النور صفر وربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

مخالفین فتنوں کے درپے رہتے ہیں' ان کا علاج ترک تعلقات یا صبر ہے

حال: گزشتہ تین سال سیاسی تحریک کی وجہ سے میرے مخالفین کو میرے خلاف موقع غلط فہمیاں پھیلانے کا بہت ملا اور انہوں نے بہت حد تک مسلمانوں کے طبقہ کو میرے خلاف غلط فہمیوں میں مبتلا کیا؟

تحقیق: آپ کی شان حسبی ونسبی کے مناسب اور بالکل متعین جواب صرف یہ ہے:

سرمد گلہ اختصاری باید کرد یک کار ازیں دو کاری باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد یا قطع نظر زیار می باید کرد

خلاصہ یہ کہ دُعا کروں ہی گا مگر آپ کی حالت کے مناسب یا ترک تعلقات ہے یا ان تعلقات کے آثار پر صبر ورضا۔

حال: میں نے تجربہ کیا ہے کہ جب بھی میں نے حضرت کو اپنی پریشانی لکھی۔ حضرت کو خط پہنچنے کے دن سے اس میں تخفیف شروع ہوگئی' حضرت کی توجہ میرے یقین کے مطابق بالکل کافی ہے اور اگر حضرت کوئی چیز اس سلسلہ میں وِرد کرنے کو فرمائیں تو وہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ حضرت والا مناسب خیال فرمائیں؟

تحقیق: وِردان اغراض کے لیے کیا کیا جاتا تو وہ محض آخرت بلاواسطہ کے لیے ہونا چاہیے۔ "فاذکروا اٰباء کم ماصنعوا فی امثال ھذہ الحوادث" البتہ اگر اس درجہ کا تحمل

وجداناً محسوس نہ ہو پھر بتکلف اس کا قصد کرنا ابوالوقت ہونے کا دعویٰ ہے اس لیے اپنے کو ابن الوقت سمجھ کر وہی تجویز کیا جاوے جو اس وقت تجویز کیا گیا۔ فقط (النور، صفر و ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

قرآن مجید سے نقشہ نعل مبارک دُور کرنا بے ادبی نہیں ہے

حال: (یکے مستورہ) ایک عرض ہے کہ کنیز کے قرآن مجید میں نقشہ نعال پاک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک عرصہ سے رکھا ہوا تھا کبھی ایسا خیال نہیں پیدا ہوا' ابھی چند روز سے ایک بار تلاوت میں اس پر نظر پڑی تو خدا معلوم کیوں ایک دم سے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اس کے رکھنے سے قرآن کریم کی بے ادبی نہ ہوتی ہو اور یہ خیال دل پر ایسا جما کہ کسی طرح دل نہ مانا لہٰذا نقشہ شریف کو کلام مجید سے نکال کر "حیات المسلمین" میں رکھ دیا؟

تحقیق: ظاہر ہے کہ نقشہ جو کہ تصویر ہے نعل شریف کی خود اصل نعل سے زیادہ متبرک و معظم نہیں تو اگر اصل نعل کو اوراق محترمہ سے ہٹا دیا جائے تو کیا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بے ادبی کا گمان ہو سکتا ہے تو اس واقعہ میں یہ شبہ کیوں ہوا مگر اس شبہ کا منشاء بھی ادب ہی ہے لیکن قرآن مجید ادب کا بہت زیادہ مستحق ہے۔ فقط (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

فاقوں کا نازل ہونا مریدوں کی عید ہے کہ اگر فاقہ بلا اختیار پیش آئے تو نافع ہے

حال: ایک جگہ فرماتے ہیں فاقوں کا نازل ہونا مریدوں کی عید ہے۔ اکثر اوقات فاقوں میں اس قدر معارف کی زیارت ہوتی ہے نماز روزہ میں وہ زیادتی حاصل نہیں ہوتی' ملتمسانہ درخواست ہے کہ احقر اس عبارت کا حاصل نہیں سمجھا (کیا احقر کثرت سے روزہ رکھا کرے) امید کہ حضرت سلمہ اس عبارت کی تعمیل فرماویں کہ یہ کیسے حاصل ہو؟

تحقیق: یہ سوال ایسا ہے جیسے موت طاعون کی فضیلت اور اس سے درجہ شہادت حاصل ہونا سن کر سوال کیا جاوے کہ یہ کیسے حاصل ہو۔ ہر ذی فہم اس فضیلت کا محمل یہی سمجھے گا کہ مقصود ہے کہ طاعون غیر اختیاری سے گھبراؤ مت' اگر اس میں موت بھی آ گئی تو یہ فضیلت ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ اپنے اختیار سے طاعون کے اسباب جمع کر کے طاعون میں

مبتلا ہو۔ اسی طرح یہاں بھی یہی مقصود ہے کہ اگر بلا اختیار فاقہ پیش آوے تو اس کے نفع کو دیکھ کر پریشان مت ہو یہ نہیں کہ قصداً فاقہ اختیار کرو۔ (النور ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ)

اگر ذلت سے بچنے کیلئے صاف کپڑے پہنے جائیں' یہ مکاری نہیں

حال: اگر کوئی بڑے گھر کی عورت یا اپنے ماں باپ کے گاؤں کی مجھ سے ملنے کے لیے آوے یا بلاوے اور میرے کپڑے زیادہ گندے ہوں تو نفس اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ اس گندی حالت میں ملوں' زیادہ بن ٹھن کر تو نہیں ملتی البتہ صاف کپڑے پہن لیتی ہوں' نفس بہانہ بناتا ہے کہ ذلت سے بچنا تو مشروع ہے؟

تحقیق: اگر زیادہ زینت کے کپڑے موجود ہوں جو مثلاً عیدین میں پہنے جاتے ہیں اور باوجود اس کے پھر معمولی مگر صاف کپڑے پہنے جاویں تو یہ مکاری نہیں اور سوال اسی حالت کا ہے۔ (النور ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

تبدیلی لباس بحدودِ شریعت جائز ہے

حال: جب سے حضرت کے یہاں سے واپسی ہوئی ہے میں نے عموماً شیروانی اور عمامہ کا عادۃً ہفتہ میں تین بار تبدیلی لباس کا اہتمام چھوڑ دیا اس سے طبیعت میں شکستگی افتقار اور تواضع پیدا ہوا مگر دوسری جانب یہ اثر پڑا کہ امراء اور ارباب مناصب کے سامنے میں اپنے آپ کو کچھ ذلیل سا سمجھنے لگا اور اس کا اثر میری ہمت وجرأت پر پڑا تو میں نے بے تکلف یہ نیت پیدا کی کہ لباس وتبدل لباس کا اہتمام اپنی ذات کے بجائے خدام علم کی عزت کی خاطر بحدود جائز کیا جائے؟

تحقیق: عَیْنُ الصَّوَابِ وَیُؤَیِّدُهٗ حَدِیْثُ مَشُوْرَةِ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُوْدِ وَعَدَمُ النَّکِیْرِ عَلَیْهِ مِنْهُ' صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. (النور ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ)

(خیر الختام)

روحانی معالج

(جدید اضافہ)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے اکابر خلفائے کرام کے خطوط اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے جوابات۔

درج ذیل خلفائے کرام کے خطوط

☆ ...... محدث کبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ

☆ ...... مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

☆ ...... مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ (پشاور)

☆ ...... حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (ملتان)

☆ ...... عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ

☆ ...... حضرت حاجی شیر محمد صاحب رحمہ اللہ (گوجرہ)

مع چند منتخب اہم خطوط

مرتب

حضرت صوفی محمد اقبال قریشی مدظلہ

اصلاحی خطوط

ازمحدث کبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمہ اللہ

بنام ..... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

مع جوابات: ملقب بہ عبادۃ الرحمٰن

حضرت مولانا کامل پوری رحمہ اللہ کا خط اور حکیم الامت رحمہ اللہ کے جواب کا عکس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سلسلہ میں داخل ہونے کی درخواست کا جواب

مضمون: بمقدس خدمت حضرت حکیم الامۃ دامت فیوضہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

احقر کا ارادہ حضرت اقدس کے سلسلہ میں داخل ہو کر ذکر اذکار کرنے کا حسب تجویز حضرت اقدس ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ بندہ کے مناسب حال جو حضرت تجویز فرماویں اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ اہتمام کے ساتھ عمل کروں گا۔ فقط بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ۔ (۳۰۔ جمادی الاخریٰ ۲۷ھ)

جواب: مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں حضرات اہل کمال کی خدمت کی اہلیت نہیں رکھتا لیکن تاہم خدمت سے عذر نہیں اور اصل خدمت مشورہ اور ایک طرف سے اطلاع حالات کا اور دوسری طرف مشورہ کا سلسلہ اگر جاری رہے یہی داخل ہونا ہے سلسلہ میں والزاید علی ھذا اولی ابالحذف اسی بناء پر اس وقت مبادی میں سے کچھ عرض کرتا ہوں۔

۱- رسالہ قصد السبیل میں سے دستور العمل عالم مشغول کا شروع فرمایا جائے۔

۲- اربعین غزالیؒ یا اس کا ترجمہ تبلیغ دین ملاحظہ فرما کر جو اعتراض نفس میں معلوم ہوں ان کی ایک فہرست تیار فرمالی جائے۔ پھر ایک ایک کے متعلق مشورہ فرمایا جائے۔

۳- ہر خط کے ساتھ خط سابق بھی رکھ دیا جائے۔ (اشرف علی)

مضمون: بحمد اللہ معمولات سب کا اکثر حصہ خشوع کے ساتھ ہوتا ہے۔

جواب: مبارک ہو

مضمون: اور حسب ارشاد حضرت اقدس اعراض نفس کی ایک فہرست تبلیغ دین سے تیار کر لی ہے۔ ان میں پہلا عرض غصہ ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ غصہ کی حالت بحمد اللہ ایسی تو

نہیں ہوتی کہ بحالت غضب نفس قابو میں نہ رہے۔ اور جنون جیسی حالت ہو جائے مگر اتنا ضرور ہوتا ہے کہ غصہ کا اثر قلب پر زیادہ دیر تک رہتا ہے اور غصہ کی زیادتی وجہ سے بسا اوقات طبیعت کھانے پینے سے رک جاتی ہے اور نیند بھی کم ہو جاتی ہے اور قلب پر اضطراراً ایک قسم کی پریشانی ہو جاتی ہے۔ قلب کو اگر اس سے دوسری جانب متوجہ کیا جائے تو متوجہ نہیں کر سکتا اور غصہ کے بعد ندامت بہت جلد ہوتی ہے اور طبیعت اس کے لئے بے قرار ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ شخص جس پر غصہ ہوا جلد از جلد راضی ہو جائے اس کے راضی ہونے کے بعد قلب کی پریشانی اضطراری میں کمی ہو جاتی ہے اس کے متعلق جو ارشاد ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

حضرت اقدس سے اصلاح نفس کی اور مرضیات الٰہیہ میں مشغول ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے فقط والسلام۔ ۱۱۔ رجب ۴۷ھ (خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از مظاہر علوم سہارنپور)

جواب: جس غصہ کے آثار معاصی ہوں وہ واجب العلاج ہے اور جو آثار یہاں تحریر فرمائے ہیں وہ معاصی نہیں لہٰذا واجب العلاج نہیں۔ البتہ چونکہ اس سے طبعی کلفت اور ضرر ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے اس کی تدبیر کرنا چاہیے۔ مگر یہ تدبیر بتلانا مصلح دین کا کام نہیں ہر تجربہ کار بتلا سکتا ہے۔ سب سے اچھی تدبیر یہ ہے کہ اس مغضوب علیہ کے پاس سے فوراً جدا ہو جائے اور فوراً کسی ایسے شغل میں لگ جائے جس سے فرحت ہو۔

مضمون: اور جس غصہ کے آثار معاصی ہوں ان آثار سے ان کے علاج سے بھی اگر متنبہ فرمایا جائے تو بوقت اتفاقاً وقوع ایسے غصہ کے اس علاج پر عمل کر کے ان معاصی سے محفوظ رہ سکوں گا۔

جواب: ایسے غصہ کے وہ آثار اختیار ہوں گے کیونکہ معصیت کوئی غیر اختیاری نہیں۔ جب اختیاری ہیں تو ان سے رکنا بھی اختیاری ہے۔ اور اصل علاج یہی کف ہے لیکن اس کف کی اعانت کیلئے امور ذیل مفید ہیں۔ نمبر ۱۔ معاصی پر جو وعید ہے اس کا استحضار۔ نمبر ۲۔ اپنے ذنوب وعیوب یاد کر کے یہ سوچنا کہ اگر ان پر اللہ تعالیٰ مواخذہ فرمانے لگے تو کیا ہو اور یہ سوچنا کہ جس طرح میں اپنے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرما دے اسی طرح مجھ کو چاہیے کہ اس شخص کو معاف کر دوں اور ایک تدبیر مشترک وہی ہے جو پہلے عرض کی گئی۔

مضمون: بجز وظیفہ اسم ذات کے کہ اس میں پورا کرتے وقت طبیعت پر گرانی ہوتی ہے اور طبیعت کو مجبور کر کے ادا کیا جاتا ہے شوق سے ادا نہیں ہوتا اس میں کچھ حرج تو نہیں اگر کچھ حرج ہو تو دعا ے تسہیل کے بعد اس کے لئے کچھ علاج تجویز فرمایا جائے۔

جواب: بجائے اسم ذات کے تہلیل کا شغل کر لیجئے۔

مضمون: حسد کے زوال کے لئے جو علاج حضرت سلمہ تجویز فرماویں اس سے مطلع فرمایا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔ حضرت سے دعائے توفیق اعمال خیر کی استدعا ہے۔ فقط والسلام۔ (بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ۔ ۱۹۔ شعبان ۴۷ھ)

جواب: جس پر حسد ہوتا ہو اس کے ساتھ احسان واکرام کا معاملہ کرنا یہ ایک مختصر اور مؤثر تدبیر ہے امید ہے کہ مفصل تدبیر کی حاجت نہ ہوگی۔

مضمون: حسد کے زوال کا علاج جو حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا اگر کسی عارض سے اکرام واحسان اس شخص سے جس پر حسد ہوتا ہو دشوار ہو مثلاً وہ شخص بالفعل پاس موجود نہ ہو بلکہ کہیں دور دراز مسافت پر ہو یا اس سے تعارف نہ ہو یا ایسا عالی قدر ہو جس سے اکرام واحسان کرنے کی ہمت نہ ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے۔

جواب: مجمع میں اس کی خوبیاں بیان کی جاویں۔

مضمون: حسد کے علاج کے متعلق حضرت والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر کاربند رہوں گا ریا کے دفع کے لئے کوئی علاج تجویز فرماویں ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرتا رہوں گا۔

جواب: مصلحت وسہولت یہ ہے کہ حسد کا علاج چند مواقع پر عمل میں آ جائے اس کے بعد دوسرے امر کی طرف توجہ فرمائی جائے تاکہ اس کے علاج میں کوئی نئی بات پیش آئے اس کا بھی فیصلہ ساتھ ساتھ ہو جائے۔

مضمون: بسا اوقات ریا کے اندیشہ سے عمل بھی چھوڑ دیتا ہوں اب کے رمضان میں اعتکاف کا ارادہ کر رہا تھا مگر ریا کے وساوس کی وجہ سے نہیں کر سکا۔

جواب: ایسا نہ کیا جائے۔ بس اتنا کافی ہے کہ قصداً ریا نہ ہو۔ اس سے زیادہ کا انسان مکلّف نہیں۔

مضمون: مگر بندہ کو جو حضرت سلمہ کی توجہات کی برکات سے تھوڑا بہت اللہ کے نام لینے اور ذکر کرنے کی توفیق ہوئی احقر صرف اس کو بھی از بس غنیمت سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا احسان سمجھتا ہے۔ اگر اتنا ہی کافی ہے تو فبہا ورنہ حضرت والا جو ارشاد فرمائیں گے۔ اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا فقط والسلام (خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور ۲۲۔ ذوالحجہ ۴۷ھ)

جواب: مواظبت علی الاعمال سے خود ترقی ہو جائے گی۔ دل سے دعا ہے (اشرف علی)

مضمون: نیز اس کے لئے بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ کے ساتھ تعلق و محبت زیادہ کرے۔ اور اس زیادتی تعلق کے لئے بھی کوئی علاج تجویز فرماویں۔

جواب: جو محبت مطلوب ہے وہ بلکہ اس سے زائد حاصل ہے اور جس کی تمنا ہے وہ مطلوب نہیں۔ یہ مسئلہ الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ کی فرع ہے۔

مضمون: چونکہ اہل اللہ کے ساتھ تعلق و محبت بھی نجات کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس لئے اس کے متعلق دعا کی درخواست حضرت سلمہ سے کی گئی۔

جواب: بقاء کی دعا کرتا ہوں۔

ریاء کی حقیقت:

مضمون: دفع ریاء کے لئے علاج تجویز فرمایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ارشاد ہوگا اس پر عمل کروں گا۔ بسا اوقات اندیشہ ریاء کی وجہ سے عمل بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ اور بہت سے اعمال میں ریاء کے وساوس پیش آتے ہیں خصوصاً جہر میں۔ اگر ریاء کی حقیقت کلیہ سے (جس کو بسہولت افراد پر منطبق کرسکوں) اور اس کے مذموم ہونے کے مواقع سے (کہ شرعاً کہاں مذموم ہے اور کہاں زیادہ مذموم) مطلع فرمایا جائے تو شاید اس قسم کے وساوس سے بچنے میں سہولت ہو فقط والسلام۔

جواب: ریاء کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی دین کا کام کرنا غرض دنیوی کے لئے گو وہ غرض مباح ہو یا دنیا کا کام کرنا غرض غیر مباح کے لئے اور غرض ہونے کے معنے یہ ہیں کہ قصد اس کام سے اسی غرض کا ہو اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ریاء فعل اختیاری ہے اور جب ہوگا قصد سے ہوگا پس اگر بلا اختیار کوئی ناجائز غرض قلب میں آجائے اور اس کو اختیار سے باقی بھی نہ رکھا جائے تو وہ وسوسہ ریاء ہے جس پر اجر ملتا ہے ریاء نہیں ہے جس پر مواخذہ ہوتا ہے۔

امید ہے کہ اب سب اشکالات رفع ہو گئے ہوں گے۔ (والسلام اشرف علی)

مضمون: البتہ ریاء کے مفہوم کے دوسرے جزو میں تردد ہے (یعنی یا دنیا کا کام کرنا غرض غیر مباح کے لئے) اس کا دخول ریا شرعی میں سمجھ میں نہیں آیا اس کو اگر کسی خاص مثال سے واضح فرمایا جائے تو شاید تردد رفع ہو جائے۔

جواب: جیسے بڑے پیمانہ پر خرچ کرنا شہرت و نمائش کے لئے

مضمون: اور تردد کا سبب یہ ہے کہ پہلے سے ذہن میں چونکہ یہ امر راسخ ہوا ہے کہ

ریاءِ شرعی یہ ہے کہ دین کا کوئی کام کسی غرض دنیوی مباح یا غیر مباح کے لئے کرنا جو شرعاً غیر مشروع ہے صرف بوجہ ریا ہونے کے سو دنیا کا کوئی کام جو فی نفسہ مباح ہو اگر غرض غیر مباح کے لئے کیا جائے تو اس کا غیر مشروع ہونا بوجہ ریاء ہونے کے نہ ہوگا بلکہ بوجہ اس غرض غیر مباح کے ہوگا جس کے ساتھ سب وہ مباحات شریک ہیں جو مفضی الی القبائح ہوں امید ہے کہ اطمینان کے لئے اس کے متعلق چند حروف حضرت سلمہ تحریر فرماویں گے فقط والسلام۔

جواب: وہ غرض غیر مباح ریاء ہی تو ہے کما فی المثال المذکور وعلی سبیل التنزل اگر وہ ریاء لغوی ہو ریاء شرعی نہ ہو تب بھی مقصود کو کچھ مضر نہیں کیونکہ مقصود تو اس کا معصیت واجبۃ التحرز ہونا ہے خواہ اس کا نام اصطلاح میں ریاء ہو یا نہ ہو۔

مضمون: حضرت کے ارشاد سے ریاء کے مفہوم میں جو شبہ تھا وہ رفع ہوگیا دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ریاء سے بچائے اور اس مرض کو زائل فرماویں۔ علاج جو حضرت سلمہ نے تجویز فرمایا ہے وہ کافی شافی ہے اس کے ساتھ اگر کچھ اور معین بھی ارشاد فرمایا جائے تو بچنے میں اور زیادہ سہولت ہوگی۔

جواب: ان اللہ ینظر الی قلوبکم کا استحضار۔ اس سے غیرت آئے گی کہ اللہ تعالیٰ قلب میں غیر مرضی خیال دیکھیں۔

اخلاق کی اصلاح:

مضمون: بندہ کے اخلاق بہت ہی ناشائستہ ہیں۔ اخلاق کی اصلاح کے لئے دعا فرماویں فقط والسلام بندہ احقر انحدام عبدالرحمٰن غفرلہ ۲۳۔ صفر ۴۸ھ)

جواب: یہی خیال انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح کی علۃ تامہ کے مثل ہے۔

مضمون: ریاء کے متعلق حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا اس کے متعلق اگر کچھ اور مزید ضروری ہدایات ہوں تو ان سے مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اکثر پوچھنے پر کچھ خیال میں آجاتا ہے ابتداءً کم سمجھ میں آتا ہے۔

تکبر کی حقیقت اور اس کا علاج:

مضمون: مرض کبر کے دفع کیلئے علاج تجویز فرمایا جائے۔ انشاء اللہ اس پر کاربند رہونگا۔

جواب: موقوف ہے اس کی حقیقت سمجھنے پر اس پر کاربند رہوں گا۔ وسوف یأتی

مضمون: نیز کبر کی حقیقت سے بھی متنبہ فرمایا جائے تاکہ انطباق علی الافراد میں سہولت ہو۔

جواب: کسی کمال میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ اس کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ علاج یہ سمجھنا اگر غیر اختیاری ہے اس پر ملامت نہیں بشرطیکہ اس کے مقتضاء پر عمل نہ ہو یعنی زبان سے اپنی تفضیل دوسرے کی تنقیص نہ کرے دوسرے کے ساتھ برتاؤ تحقیر کا نہ کرے اور اگر قصداً ایسا سمجھتا ہے یا سمجھتا تو بلا قصد ہے لیکن اس کے مقتضائے مذکور پر بقصد عمل کرتا ہے تو مرتکب کبر کا اور مستحق ملازمت و عقوبت ہے اگر زبان سے اس کی مدح و ثناء کرے اور برتاؤ میں اس کی تعظیم تو اعون فی العلاج ہے۔

نیز اس سے آگاہ فرمایا جائے کہ کبر میں اور تکبر و حب جاہ و رعونت و شہرت میں کیا فرق ہے

مضمون: اگر طبیعت میں صرف اپنے کو بڑا سمجھتا (ہو) یا صرف دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھتا (جو کسی اپنے کمال کی وجہ سے ہو) اس کو بھی شرعاً کبر کہا جائے گا یا نہیں اور اس پر مواخذہ ہوگا یا نہیں۔ فقط والسلام خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ ۳۔ ربیع ا۔ ۴۸ھ)

جواب: یہ عُجب ہے جو حرمت میں مثل کبر کے ہے۔ کبر میں اصل یہی ہے۔

مضمون: اور اس کا شرعاً کوئی خاص نام ہے یا نہیں۔

جواب: اول عجب' ثانی کبر

مضمون: نیز کبر سے اجتناب کیلئے کوئی معین ہو تو مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اپنے عیوب کا استحضار دوسرے کے کمالات کا استحضار

مضمون: رعونت و شہرت و جاہ و نخوت و تکبر کا کبر سے اگر کچھ تغایر ہے اس کو ظاہر فرمایا جائے اور یہ پانچوں اگر آپس میں متغائر ہیں تو رعونت کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے اور اس کی حقیقت سے بھی مطلع فرمایا جائے اور اگر سب متحد ہیں تو سب کے لئے مشترک علاج تجویز فرمایا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر کاربند رہوں گا۔

جواب: خواہ لغۃً کچھ فرق ہو مگر محاورات میں سب متقارب ہیں اور اگر کچھ تفاوت بھی ہو تب بھی عجب و کبر کے علاج سے ان کا بھی علاج ہو جاتا ہے۔

مضمون: وظیفہ اسم ذات کیلئے چونکہ دوسرا کوئی وقت تخلیہ اور فراغت کا نہیں ملتا اس لئے اس کے واسطے بندہ نے تہجد کے بعد نماز صبح تک کا وقت مقرر کر رکھا ہے۔ صلوٰۃ تہجد تو بحمد اللہ اطمینان سے

ادا ہو جاتی ہے مگر وظیفہ اسم ذات میں اکثر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وظیفہ با اطمینان نہیں ہوتا اس کے متعلق حضرت سلمہ کا جو ارشاد ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔ فقط والسلام۔

جواب: جس قدر با سانی ہو کافی ہے۔ (اشرف علی)

مضمون: حب مال اور بخل کیلئے علاج تحریر فرمایا جائے جس پر عمل کرنے سے بخل کا ازالہ ہو جائے ان شاء اللہ تعالیٰ حسب ارشاد حضرت سلمہ اس پر کاربند رہوں گا۔ اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ بخل اور حب مال کے جمیع افراد شرعاً مذموم ہیں یا اس میں کچھ تفصیل ہے۔

۲۶۔ جمادی الاولیٰ ۴۸ھ۔ (خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور)

جواب: حب مال اگر طبعاً ہو مگر اس کے مقتضاء پر کہ کسب حرام و امساک عن الواجب ہے عمل نہ ہو معصیت نہیں اور اگر عقلاً ہو کہ مقتضائے مذکور پر عمل ہو معصیت ہے۔ اور یہ مقتضاء پر عمل کرنا چونکہ اختیاری ہے تو اس کی ضد بھی اختیاری ہے۔ ضد پر بتکلف عمل کرنا اور بار بار عمل کرنا اس داعیہ کو ضعیف کر دیتا ہے اور یہی علاج ہے۔

مضمون: بخدمت مخدوم محترم بندگان دامت الطافکم و عمت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ معمولات فرمودۂ حضرت اقدس بحمدہ تعالیٰ حتی الوسع حضرت کی دعا سے پورا کرتا ہوں حضرت سلمہ سے دعا کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اصلاح فرمائیں اور اپنی مرضیات میں مشغول رکھیں۔ بندہ کے اخلاق بہت ہی خراب اور نادرست ہیں اخلاق کی درستگی کے لئے بھی دعا فرمادیں بخل کیلئے جو علاج حضرت اقدس نے تجویز فرمایا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا بسا اوقات عمل انفاق میں طبیعت پر انفاق گراں ہوتا ہے ایسی صورت میں اگر انفاق کیا جائے تو ثواب نہیں ہوتا کیونکہ خلوص نہیں ہوتا اور اگر انفاق نہ کیا جائے تو بخل ہے اس کے لئے حضرت سلمہ کچھ تحریر فرمائیں تاکہ اطمینان ہو جائے فقط والسلام۔ خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۱۴۔ جمادی الاخریٰ ۴۸ھ)

جواب: بشاشت و خلوص میں تلازم نہیں بشاشت نہیں ہوتی خلوص ہوتا ہے اس لئے انفاق کرنا چاہیے۔

مضمون: بخدمت گرامی مخدوم محترم بندگان حضرت اقدس دامت افضالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ معمولات فرمودہ حضرت اقدس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت سلمہ کی دعا سے بجالاتا ہوں۔ اور بحمد اللہ سب معمولات میں خوب جی لگتا ہے سب اوراد شوق سے

ہوتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور حضرت سلمہ کی توجہات کی برکت ہے۔

جواب: مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبارک ہو

مضمون: حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کی اصلاح فرمائے اور اعمال خیر کی توفیق مرحمت فرمائے اور حسن خاتمہ سے فائز فرمائے۔

جواب: دل وجان سے

مضمون: بخل کے لئے جو علاج حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرتا رہوں گا۔

جواب: اللہ تعالیٰ آسان فرماویں۔

مضمون: دنیا کی محبت کے ازالہ کے لئے حضرت سلمہ کی کچھ علاج مرحمت فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کاربند رہوں گا۔

جواب: محبت جو بدرجہ میلان ہے وہ ذمیمہ نہیں اور جو اس میلان کے مقتضاء پر عمل ہوا گر وہ عمل مباح ہے تو اس میں صرف انہماک مذموم ہے اور اگر غیر مباح ہے تو نفس عمل ہی مذموم ہے اور انہماک اور عمل دونوں اختیاری ہیں ان دونوں کی مخالفت بار بار کرنا اس میلان کو مضمحل کر دیتا ہے یہی علاج ہے۔

مضمون: نیز دفع بخل کیلئے اگر کچھ اور معین ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

جواب: مراقبہ واستحضار فنائے مال کا اور بقائے اجر انفاق کا۔

مضمون: تہلیل فرمودہ حضرت اقدس ایک ہزار تک اور کبھی کچھ زائد پڑھتا ہوں نصف کے قریب بعد نماز مغرب اور بقیہ حصہ بعد صلوٰۃ تہجد اذکار میں جی لگتا ہے مگر اذکار سے قلب کی حالت میں کچھ تغیر نہیں جس سے شوق ومحبت میں اضافہ ہو یا قلب میں کچھ رقت پیدا ہوگئی ہو اگر یہ غیر محمود ہے تو اس کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔

جواب: بالکل غیر محمود نہیں اصلی مقصود اصلی اجر ورضا ہے یہ چیزیں زائد علی المقصود ہیں ان کا فقدان ذرہ برابر موجب قلق نہیں۔

اعمال واخلاق کب درست ہوں گے:

مضمون: حضرت بندہ کی حالت بہت ہی گندی ہے۔ نہ اعمال اچھے نہ اخلاق درست۔ دعا

فرماویں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی حالت درست فرمائے اور بندہ کی حالتِ پریشان پر رحم فرمائے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ کام کرتے کرتے سب درستی ہو جائے گی۔

انہماک واعتدال:

مضمون: حب دنیا کے علاج میں جو حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر عمل مباح ہے تو اس میں انہماک مذموم ہے۔ انہماک کا مفہوم شرعی تحریر فرمایا جائے کہ کسی فعل میں اعتدال کہاں تک ہوتا ہے اور انہماک کا درجہ کہاں سے شروع ہوتا ہے۔

جواب: کسی فعل مباح کا خاص اہتمام کرنا کہ وقت کا معتدبہ حصہ اس میں صرف ہو یا ایسی رقم خرچ ہو جس کے خرچ کے بعد فرض یا حقوق واجبہ میں تنگی ہو جائے یا قلب اس میں مشغول ہو کر آخرت سے غافل ہو جائے یہ انہماک ہے۔

عمل مباح وغیر مباح:

مضمون: اور عمل مباح وغیر مباح کو اگر چند امثلہ سے واضح فرمایا جائے تو انطباق میں زیادہ سہولت ہوگی۔

جواب: مباح جیسے اکل وشرب ولبس وغیرہا غیر مباح جیسے معاصی

حُبّ دنیا کے علاج کیلئے معاون مراقبہ:

مضمون: نیز دفع حب دنیا کے علاج میں اگر اور کچھ معین ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے فقط والسلام۔ بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم۔ ۸۔ شعبان ۴۸ھ

جواب: تذکیر موت بکثرت

مضمون: حصول توکل علی اللہ کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے قلب میں مادہ توکل بالکل نہیں۔ اسباب پر نظر زیادہ رہتی ہے اسباب کے فوت ہونے سے پریشانی ہوتی ہے اور افسوس ہوتا ہے۔ قلب میں گویا اسباب ہی پر بھروسہ رہتا ہے اور کچھ ہے نہیں۔ حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو بھی حضرت کے فیوض عامہ وخاصہ سے مستفیض فرمائے۔

جواب: یہ طبعی کیفیت ہے جس کا منشاء اعتیاد بالاسباب ہے اس پر ملامت نہیں نہ انسان اس کے ازالہ کا مکلف ہے بلکہ ایسا شخص اس کا مامور ہے کہ اسباب کا تہیہ رکھے تاکہ

قلب مشوش نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سال بھر کا ذخیرہ کر کے اس کو سنت کر دیا۔

مضمون: حصول توکل کیلئے حضرت سلمہ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ اس لئے گزارش خدمت اقدس ہے کہ حصول توکل کیلئے علاج تحریر فرمائے نیز اس کے لئے بھی علاج تحریر فرمایا جائے کہ اسباب پر زیادہ نظر نہ ہو۔ فقط والسلام۔ ۲۷۔ شوال ۴۸ھ خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جواب: یہ درجہ مستحب ہے واجب نہیں اول تمام اخلاق واجبہ سے فراغت کر لی جائے پھر مستحبات کا سلسلہ شروع ہونے کا وقت ہوگا اس وقت معلوم ہوگا کہ ان کا زیادہ حصہ تو واجبات کی ساتھ ہی ساتھ حاصل ہو گیا اور بہت کم حصہ باقی رہ جائے گا جو ادنیٰ اہتمام سے راسخ ہو جائے گا اس وقت صرف اس حصہ کا طریق عرض کر دیا جائے گا۔

مضمون: خوف کی تفسیر جو احقر کے ناقص ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت وجلال کا قلب میں ایسا اثر ہو جس سے ادائے فرائض میں کوتاہی نہ ہو اور ارتکاب معاصی پر قلب کو بلا خوف لومۃ لائم کسی طرح جرأت نہ ہو۔

جواب: یہ اثر اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے یا بلفظ دیگر مامور بہ ہے یا غیر مامور بہ۔ ظاہر ہے کہ خوف مامور بہ ہے اور مامور بہ کا اختیاری ہونا لازم ہے تو کیا اس کی تفسیر مفہوم غیر اختیاری وغیر مامور بہ سے ہو سکتی ہے۔

مضمون: جو مصداق ہو اللّٰھم اقسم لنا من خشیتک ما تحول بہ بیننا و بین معاصیک

جواب: کیا اس حیلولہ کے لئے قصد واختیار شرط ہے یا نہیں

مضمون: واقعی یہ اثر جو احقر نے خوف کی تفسیر میں لکھا ہے غیر اختیاری ہے اور اس سے خوف کی تفسیر جو اختیاری ہے صحیح نہیں یہ بندہ کی غلطی ہے مگر اس کے سوا کوئی ایسا مفہوم معلوم نہیں جو خوف کی تفسیر اور جامع مانع ہو کر اختیاری بھی ہو اس لئے حضرت اقدس سلمہ سے استدعا ہے کہ حضرت ہی اس کی تفسیر بھی بتلا دیں اور علاج بھی ارشاد فرما دیں اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ خوف کے ثمرات قلب میں نہیں جس سے خوف کا سلب معلوم ہوتا ہے۔ اللّٰھم اقسم لنا من خشیتک ما تحول بہ بیننا وبین معاصیک میں حیلولہ کے لئے قصد واختیار شرط ہے۔ امید ہے کہ حضرت علاج تجویز فرمائیں گے۔ فقط والسلام۔ ۲۵۔ ذوالقعدہ ۴۸ھ احقر عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم

جواب: احتمال المکروہ من العتاب والعقاب اصل ہے خوف کا اور اس کا استحضار

اختیاری ہے اسی طرح اس کے مقتضاء پر عمل کرنا یعنی کف عن المعاصی اختیاری ہے اس کف میں اولاً تکلف ہوتا ہے مگر اس کے تکرار سے تکلف کم ہو کر عادت ہو جاتی ہے پھر اس کا ملکہ ہو جاتا ہے کہ کف عن المعصیۃ سہل ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ اس سے بقیہ سوالات کا جواب بھی حاصل ہو جائے گا۔ (اشرف علی)

مضمون: حق تعالیٰ کے خوف کے متعلق جو حضرت سلمہ نے ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آ گیا۔ خداوند تعالیٰ کا خوف چونکہ قلب میں بالکل نہیں اور قلب میں ضعف اور جبن بے حد زیادہ ہے اس لئے حضرت سلمہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت سلمہ اس کے متعلق احقر کے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کا کچھ حصہ احقر کو بھی مرحمت فرمائے اور قلب میں خوف الٰہی کے پیدا ہونے کی جو تدابیر ہوں ان سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

جواب: کیا قلب میں یہ احتمال بھی نہیں کہ شاید معاصی پر عقاب یا عتاب ہونے لگے چونکہ یہ احتمال ضرور ہر مومن کے قلب میں ہے اس لئے خوف حاصل ہے۔ اسی احتمال کا استحضار اور کف عن المعاصی بالاستمرار یہ خوف کو ملکہ بنا دیتی ہیں۔

مضمون: سفر میں تو عموماً اور حضر میں کبھی کبھی معمولات کل یا بعض ناغہ ہو جاتے ہیں ان کی قضا کیسے کروں۔ فقط والسلام۔

جواب: تھوڑی مقدار میں کر لیا کیجئے۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کے خوف کے پیدا ہونے کیلئے اگر کچھ معین ہو اس کو بھی تحریر فرمایا جائے۔

جواب: وہی استحضار وکف عن المعاصی بالاستمرار قوی معین ہے۔

مضمون: صبر کے پیدا ہونے کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے مصائب کا تحمل قلب پر بہت ہی گراں ہوتا ہے بلکہ کوئی بات خلاف طبع پیش آ جائے اس سے قلب میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور قلب میں اس کی وجہ سے طرح طرح کے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ حضرت اقدس اس کیلئے علاج مرحمت فرمائیں گے۔

جواب: نہ سبب مذموم ہے نہ مسبب دونوں غیر اختیاری ہیں ولا یذم مالا اختیار فیہ۔ اس لئے ضرورت معالجہ کی نہیں البتہ حدود شرعیہ سے بالاختیار تجاوز کرنا یہ مذموم ہے اور بے صبری اسی کا نام ہے۔

مضمون: اور بسا اوقات اس کی وجہ سے دینی امور فرائض وواجبات میں خلل واقع

ہونے لگتا ہے۔ جواب: خلل غیر اختیاری یا اختیاری

مضمون: نیز جو مصیبت قلب پر عادۃً شاق ہوتی ہے جیسے والدین یا اولاد کا انتقال اگر کسی کو بوجہ قساوت کے لئے ایسے مصائب پر کچھ گرانی قلب پر نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ اس کو تکلیف ہوگی اور نہ صبر نہ اس پر ثواب ایسی صورت میں تحصیل ثواب کی کیا صورت ہے یا یہ شخص اس مصیبت پر صبر کے ثواب سے محروم رہے گا۔

جواب: یہ عزم رکھنا کہ اگر مصیبت پر قلق ہوا تو صبر کروں گا۔ یہ بھی تحصیل ثواب صبر کے لئے کافی ہے۔

مضمون: جس کے معنی صرف یہی ہیں کہ جزع فزع اور خلاف شرع اقوال سے بچے یا کچھ اور جواب: جی ہاں مصائب کے وقت حقوق شرعیہ میں خلل کبھی تو اختیاری ہوتا ہے۔

جواب: جامع الکمالات دام فیضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس کا تدارک تو اختیاری ہے کرنا چاہیے۔

مضمون: اور کبھی غیر اختیاری کہ قلب ایسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ذہول اور غفلت کی وجہ سے دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی۔

جواب: تو اس سے کوئی ضرر دینی نہیں اور مہتم بالشان ایسے ہی ضرر سے بچنا ہے۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کے انعامات پر شکر کے لئے علاج ارشاد فرمایا جائے۔

جواب: علاج تو ازالہ کیلئے ہوتا ہے یہ تو تحصیل کی چیز ہے اور اختیاری۔ استعمال اختیار اس کی تدبیر ہے۔

مضمون: اور نیز اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ شکر کی حقیقت شریعت میں کیا ہے۔

جواب: جو حالت طبیعت کے موافق ہو خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو اس حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی لیاقت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا جوارح سے گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے۔

مضمون: قساوت کی تفسیر یہ ہے کہ طاعت کی طرف طبیعت کی رغبت نہیں۔

جواب: طبعی یا قصدی استحضار سے۔

مضمون: اور نہ معاصی سے طبیعت میں نفرت (ہے)

جواب: طبعی یا قصدی استحضار سے۔

مضمون: اور نہ نصوص وعد وعید کے دیکھنے یا سننے سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔

جواب: طبعی یا قصدی استحضار سے۔

ریاء کی ایک صورت:

مضمون: بلکہ بسا اوقات طاعات واجبہ مخلوق کے خوف سے اور ان کے طعن ولعن کے خوف سے ادا ہوتی ہیں۔ جواب: یہ تو ریاء ہے۔

مضمون: اور ایسا ہی اجتناب عن المعاصی بھی مخلوق کے خوف سے ہوتا ہے۔

جواب: یہ بھی ریاء ہے۔

مضمون: احقر کا مقصود بھی تحصیل شکر کیلئے علاج پوچھنا تھا امید ہے کہ حضرت سلمہ اس کے تحصیل کا طریقہ اور معین ارشاد فرمائیں گے۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس کی ماہیت کے اجزاء سب افعال اختیاریہ ہیں ان کو بہ تکرار صادر کرنا یہی طریقہ تحصیل اور یہی طریق تسہیل ہے۔

حالت نماز میں رونا وغیرہ:

مضمون: قساوت سے مقصود بندہ کا یہ ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ حالت صلوٰۃ میں رونے لگتے ہیں۔ قرآن شریف پڑھتے ہیں رونے لگ جاتے ہیں۔ وعظ میں وعید کے مضامین سن کر رقیق القلب ہو کر گریہ وبکاء میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ احقر کو نہ نماز میں رونا آتا ہے نہ قرآن پڑھنے سننے سے رقت قلب ہوتی ہے یہ حالت اگر غیر محمود ہے تو حضرت سلمہ اس کے لئے علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: یہ امور غیر اختیاریہ ہیں اور ایسے امور میں غیر محمود کا تحقق نہیں ہوتا۔

طاعات کی طرف اعتقادی رغبت

مضمون: اور طاعات کی طرف نہ طبعی رغبت ہوتی ہے اور نہ قصدی استحضار سے اور ایسے ہی معاصی سے نفرت۔

جواب: رغبت ونفرت طبعیہ غیر مطلوب ہے رغبت ونفرت اعتقادی کافی ہے یہی مامور بہ ہے اس کے مقتضاء پر بار بار عمل کرنے سے اکثر طبعی رغبت ونفرت بھی ہو جاتی ہے اگر نہ ہو تو بھی مضر نہیں۔

مضمون: بتحصیل زہد کے لئے حضرت والا علاج اور طریق تسہیل مرحمت فرمادیں اور اس کی ماہیت شرعیہ بھی ارشاد فرمائی جائے۔

جواب: قلت رغبت فی الدنیا اس کی ماہیت ہے طریق تحصیل مراقبہ اسکے فانی ہونے کا اور غیر ضروری کی تحصیل میں انہماک نہ ہونا اور طریق تسہیل صحبت۔ زاہدین کی اور مطالعہ حالات زاہدین کا

مضمون: صدق واخلاص کے حقائق شرعیہ اور ان کے حصول کیلئے علاج اور معین تحریر فرمایا جائے۔

جواب: جس طاعت کا ارادہ ہو اس میں کمال کا درجہ اختیار کرنا یہ صدق ہے اور اس طاعت میں غیر طاعت کا قصد نہ کرنا۔ یہ اخلاص ہے۔ اور یہ موقوف ہے مابہ الکمال کے جاننے پر اسی طرح غیر طاعت کے جاننے پر اس کے بعد صرف نیت اور عمل جز واخیر رہ جاتا ہے یہ دونوں اختیاری ہیں طریق تحصیل تو اسی سے معلوم ہو گیا آگے رہا معین وہ استحضار ہے وعدہ ووعید کا اور مراقبہ نیت کا۔

مضمون: اخلاص وصدق کے متعلق حضرت سلمہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آ گیا مگر مزید انشراح کیلئے اگر حضرت سلمہ ان کے حقائق کو امثلہ سے شرح فرمادیں تو انطباق میں زیادہ سہولت ہوگی۔

جواب: مثال صدق کی نماز کو اسی طرح پڑھنا جس کو شریعت نے صلوٰۃ کاملہ کہا ہے یعنی اس کو مع آداب ظاہرہ و باطنہ کے ادا کرنا علیٰ ہذا تمام طاعات میں جو درجہ کمال کا شریعت نے درجہ بتلایا ہے مثال اخلاص کی نماز میں ریاء کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے رضائے غیر حق کا قصد نہ ہو جو کہ غیر طاعت ہے اور اس کے متعلقات ظاہر ہیں۔

البتہ اخلاص وخشوع کے فرق کے بیان میں جو حضرت اقدس کا ارشاد ہے (اگر چہ ان حرکات میں نیت غیر طاعت کی نہ ہو) اس میں اتنا شبہ ہے کہ جب وہ حرکات منکرہ ہیں تو ان میں نیت طاعت کی نہیں ہو سکے گی ان میں بہر صورت نیت غیر طاعت ہی کی ہوگی۔

جواب: لازم نہیں بلکہ ممکن ہے کہ کسی چیز کی بھی نیت نہ ہو عبث حرکات ہوں جو بے

پروائی یا عادت کے سبب صادر ہوں خواہ جوارح کی حرکات ہوں یا قلب کی

مضمون: کسی طاعت میں غیر طاعت کا تو قصد نہ ہو مگر دوسری طاعت کا قصد ہو جیسے نماز کی حالت میں ریاء کا قصد تو نہیں اور نہ کسی اور فعل غیر طاعت کا قصد ہے مگر نماز کی حالت میں قصداً کسی شرعی مسئلہ کا مطالعہ کرتا ہے یا کسی اور سفر طاعت کا نظام اس حالت میں قصداً سوچتا ہے۔

جواب: یہ مسئلہ دقیق ہے قواعد سے اس کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اس وقت دو حدیثیں میری نظر میں ہیں ایک مرفوع جس میں یہ جزو ہے صلی رکعتین مقبلاً علیھما بقلبہ۔ دوسری موقوف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول جس میں یہ جزو ہے انی لاجھز جیشی وانا فی الصلٰوۃ۔ مجموعہ روایتین سے اخلاص کے دو درجے مفہوم ہوئے ایک یہ کہ جس طاعت میں مشغول ہے اس کے غیر کا قصداً استحضار بھی نہ ہو اگرچہ وہ بھی طاعت ہی ہو۔ دوسرا درجہ یہ کہ دوسری طاعت کا استحضار ہو جائے اور ان دونوں میں یہ امر مشترک ہے کہ اس دوسری طاعت کا اس طاعت سے قصد نہیں ہے مثلاً نماز پڑھنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نماز میں یکسوئی کے ساتھ تجہیز جیش کریں گے پس حقیقت اخلاص تو دونوں میں یکساں ہے اس میں تشکیک نہیں عوارض کے سبب ان میں تفاوت ہو گیا۔ اور درجہ اول اکمل ہے اور دوسرا درجہ اگر بلا عذر ہے تو غیر اکمل ہے اور اگر عذر سے ہے تو وہ بھی اکمل ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ضرورت تھی اور اس کا معیار اجتہاد ہے لیکن ہر حال میں اخلاص کے بالکل خلاف نہیں البتہ خشوع کے خلاف ہونا نہ ہونا نظری ہے میرے ذوق میں بصورت عذر یہ خلاف خشوع بھی نہیں اگر ضرورت ہو (اسی کو اوپر عذر کہا گیا ہے ۱۲) اب اس پر سوال کو منطبق کر لیجئے۔

مضمون: کئی دفعہ طبیعت کا تقاضا ہوا کہ حضرت سلمہ کے لئے کوئی تھوڑی سی چیز بطور ہدیہ حاضر خدمت اقدس کروں مگر چونکہ حضرت کی طبیعت مبارک کے خلاف ہے اس لئے نہ پیش کرنے کی جرأت ہوئی اور نہ عرض کرنے کی ہمت اس لئے درخواست ہے کہ اگر حضرت والا اجازت فرما دیں تو صرف دو روپیہ کی کوئی چیز (جو حضرت سلمہ پسند فرما دیں) اپنے ساتھ لا کر حاضر خدمت کروں۔ یا اگر احقر کا حاضر ہونا کسی عذر سے ملتوی ہو گیا تو کسی ایسے شخص کے ہاتھ بھیج دوں جو حضرت سلمہ کا خادم ہو فقط والسلام۔ خادم بندہ عبدالرحمٰن از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم۔ ۱۵۔ جمادی الاخریٰ ۴۹ھ

جواب: حجاب بھی ہوتا ہے مگر آپ کے تبرک سے محرومی بھی گوارا نہیں۔ کوئی خاص چیز ذہن میں نہیں بے تکلف عرض ہے کہ نقد انفع ہے مگر اس سے نصف یعنی ایک روپیہ

مضمون: رضا بر قضا کے حصول کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے اور اس کا معیار اور مقدار بھی ارقام فرمایا جائے کہ انسان اس کے متعلق کس قدر کا مکلف ہے اور اس کا شرعی مفہوم مصطلح کیا ہے۔

جواب: رضا بالقضاء کی حقیقت ترک اعتراض علی القضا ہے اگر الم کا احساس ہی نہ ہو تو رضا طبعی ہے اور اگر الم کا احساس باقی رہے تو رضا عقلی ہے اور اول حال ہے جس کا عبد مکلف نہیں اور ثانی مقام ہے جس کا عبد مکلف ہے۔ تدبیر اس کی تحصیل کی استحضار رحمت و حکمت الٰہیہ کا واقعات خلاف طبع ہیں۔ (اشرف علی)

مضمون: ثم الحمد للہ کہ اعراض نفس جس قدر تھے (جن کی فہرست حسب ارشاد تبلیغ دین سے مرتب کی تھی) ان کے متعلق حضرت سلمہ کی خدمت بابرکت میں جو کچھ عرض معروض کرنا تھا اس کا ضروری حصہ ختم ہو چکا۔

جواب: آپ سے زیادہ مجھ کو مسرت ہے اللہ تعالیٰ یوما فیوما برکت واستقامت عطا فرماوے۔

مضمون: اس وقت ایک پرانا عریضہ بھی ارسال خدمت ہے جس میں حضرت سلمہ نے درجات مستحبہ کے طریق تعلیم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ امید ہے کہ حضرت اقدس اس کے متعلق بھی کچھ ارشادات فرمائیں گے۔ جس سے فرائض پر عمل کرنا سہل ہو جائے۔ ۶۔ رجب ۴۹ھ

توکل مستحب کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے فطرۃً قوت قلب۔ اور حقوق واجبہ کا ذمہ نہ ہونا یا اہل حقوق کا بھی ایسا ہی ہونا۔ کیا یہ شرائط محقق ہیں۔

حضرت سلمہ کے ارشاد پر معروض ہے کہ شرائط توکل مستحب کے محقق نہیں نہ تو قوت قلب ہے نہ اہل حقوق ایسے ہیں۔

جواب: پس واجب پر اکتفا فرمائے اور اس سے زائد کی دعا کیا کیجئے خود قصد نہ کیجئے۔

اصلاحی خطوط

مفتی اعظم حضرت مولانا
مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے مکاتیب
بنام
حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکاتیب حکیم الامت

مکتوب: یہ مکتوب چونکہ جوابی کارڈ کے جواب میں تھا اس لئے اصل خط تو واپس نہ آیا صرف حضرت اقدس والا نامہ جو جواب میں صادر ہوا وہ لکھا جاتا ہے اسی سے اصل خط کے مضمون کا بھی کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

جواب: عزیزم۔ السلام علیکم! معلوم ہوتا ہے کہ ضعف ہے تقویت کی تدبیر کیجئے۔ دلجمعی مقصود نہیں کام مقصود ہے بعد مغرب بھی مضائقہ نہیں تلاوت قرآن کا امتحان تک ناغہ کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا یوں تو کچھ نہ کچھ مقتضیات پیش آتے ہی رہتے ہیں باقی دعا خیر کرتا ہوں اشرف علی۔

مکتوب: رسالہ ہذا یعنی ''اوجز السیر لخیر البشر'' (یعنی سیرت خاتم الانبیاء ناشر) جو حال میں احقر نے سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختصر انداز میں لکھا ہے کہ ارسال خدمت ہے امید کہ ملاحظہ فرما کر قابل اصلاح امور سے احقر کو مطلع فرمائیں گے تا کہ آئندہ طباعت میں تصحیح کر دی جائے نیز اگر حضرت مناسب خیال فرمائیں تو چند سطریں بطور تقریظ تحریر فرمادیں۔

جواب: (یہ جواب تو اصل خط پر حسب عادت تحریر فرمایا ہے اور دوسرا جواب جو اس کے بعد منقول ہے مستقل بطور تقریظ تحریر فرمایا گیا ہے ۱۲ منہ) از احقر ارد الخلق اشرف علی عفی عنہ۔

السلام علیکم، جواب میں دیر اس لئے ہوئی کہ شروع کر کے چھوڑنے کو جی نہ چاہا اور فرصت ہوتی نہیں اس لئے جب سب دیکھ لیا اس وقت جواب لکھا آپ کے جواب کیلئے ٹکٹ کا مطلق انتظار نہ تھا رسالہ دیکھ کر جیسی خوشی ہوئی ہے اسکی حد تو کیا بیان کروں بجائے حد بیان کرنے کے یہ دعا دیتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ ایسی ہی خوشی اس کی جزاء سے آپ کو

دے' میں نے جو کچھ اس کے متعلق لکھا ہے اس میں ایک حرف تکلف سے نہیں لکھا گیا اس سے زائد میرے مذاق کے خلاف ہے' اگر پسند ہو شائع کرنے کی اجازت ہے' اشرف علی'

از اشرف علی عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ القاب اس لئے نہیں لکھا کہ سمجھ میں نہیں آیا آپ کے والد ماجد صاحب دام فیضہم کے تعلق اخوۃ پر نظر کر کے عزیزم لکھنے کو دل چاہتا تھا مگر آپ کے کمالات کو دیکھ کر اس لکھنے کو بے ادبی سمجھا اور اگر کمالات پر نظر کر کے اس سے بڑھا کر لکھوں تو حضرت استاد جی مولانا محمد یعقوب صاحب کا ملفوظ مبارک اس سے روکتا تھا ارشاد فرمایا کہ زیادہ تعظیمی الفاظ اپنے مخصوصین کو لکھنا موہم اجنبیت ہے اس کو بھی دل گوارا نہ کرتا تھا آخر سلام ہی کو القاب سے مغنی سمجھا اب اصل مدعا عرض کرتا ہوں آپ کا رسالہ مع محبت نامہ کے پہنچا جس میں کئی درخواستیں ہیں ایک اصلاح یہ درخواست تو ایسی ہے جیسے اعرج سے مشی کو کہا جائے۔ (جیسے لنگڑے کو پیدل چلنے کو کہا جائے) نظر و حافظہ پہلے بھی برائے نام تھا اور اب تو وہ بھی رخصت ہوا البتہ بعض جگہ تو سہو کاتب نظر آیا جو آپ کی نظر ثانی سے درست ہو سکتا ہے مثلاً ایک جگہ ابوطلحہ ہی باپ کا نام اور ابوطلحہ ہی بیٹے کا نام نظر آیا بعض جگہ روایات میں ایسا کرنا پڑتا ہے کہ راجح کو کسی اتفاق سے چھوڑ دیا گیا ہے مگر یہ احکام نہیں ہیں جنہیں ایسا کرنا مضر ہو پھر آپ کی ادنیٰ توجہ سے اس کا تدارک ہو سکتا ہے دوسری درخواست تقریظ کی علی سبیل التنجیر ہے میں دیکھتا ہوں کہ حقیقی تقریظ میں تو خود مقرظ کی مہارت فی الفن شرط ہے جس کا فقدان مجھ میں بین ہے اور عرفی تقریظ رسم پرستی اور محض دلجوئی ہے مستدعی کی جو طبعاً پسند نہیں اس لئے بجائے تقریظ کے ان واقعات کا ذکر کر دوں جو رسالہ کے مطالعہ تفصیلہ کے وقت پیش آئے جو بالکل سچے اور سادھے ہیں اشتراک اشیا غرض کے اعتبار سے خواہ اس کو تقریظ خیال فرمالیا جائے ورنہ ان پریشان خیالات کو کالائے بد بریش خاوند کی فہرست میں داخل کر کے نظر انداز کر دیا جائے وہی ہذا'

۱- مضامین پڑھنے کے وقت بے تکلف ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہر واقعہ میں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور واقعات کا معائنہ کر رہا ہوں اس کا سبب بیان کی بلاغت ہے۔

۲- جب رسالہ ختم کر چکا ہوں واقعات کا مرتب نقشہ ایسا مجتمع معلوم ہوتا تھا کہ میں

خود اگر اس کی کوشش کرتا تو اس درجہ کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔

۳-اجازت کے ساتھ جامع اس قدر معلوم ہو جاتا کہ گویا کوئی ضروری واقعہ نظر سے اوجھل نہیں ہوا۔

۴-ہر واقعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان نظروں میں پھر جاتی کہ پہلے سے بہت زیادہ حضور کی محبت و عظمت قلب میں بڑھ گئی "زادھا اللہ تعالیٰ زیادات تتناھی وھذا کلہ ببرکۃ ھذا التالیف. (اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں غیر متناہی اضافے فرمائے اور یہ سب اس تالیف کی برکت سے ہوا)

۵-جو واقعات اسباب یا آثار کس قدر محل توجہ سمجھے جاتے تھے وہ نہایت صفائی سے محقق اور بغایت قریب اور واجب الوقوع نظر آنے لگے۔

اور بھی بہت سے وجدانی امور ذوقاً مطالعہ سے پیدا ہوئے جن میں سے بعض اس وقت مستحضر نہیں رہے اور بعض کی تعبیر میں تکلف ہوتا ہے۔

ہاں ایک اور یاد آ گئی کہ مولف سلمہ سے محبت بڑھ گئی اور ایسے نظر آنے لگے کہ پہلے سے ایسا نہیں سمجھتا تھا خصوصی عبادت کا انداز جس سے واقعات اصلی حالت پر جاندار نظر آتے تھے اور نہ ایسا پرانا جس کو اس وقت چھوڑ دینے کی رائے دی جاتی ہے نہ ایسا نیا جو حقیقت کو ملتبس کر دیتا ہے بہر حال رسالہ ہر پہلو سے محبوب و دلکش اور اپنے مولف کے کمالات کا روشن آئینہ ہے اب اس کو ختم کر کے جازم رائے دیتا ہوں کہ اس کے درس سے کسی کو خالی نہ چھوڑا جائے اور میرے مشورہ سے جو اس رائے کو قبول کریں گے ان سب سے پہلے میں اپنے مولف سلمہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کر دیں جن میں ایک تو آ چکا ہے نو اور بھیج دیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کیلئے دوں۔ والسلام از تھانہ بھون ۲۰/ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ

تعمیل حکم اور حضرت کا دوسرا والا نامہ

کتاب کے دس نسخے حسب الحکم احقر نے روانہ کئے تو سخت فکر میں پڑا کہ امر ویلو کرنے کا ہے دل یہ چاہتا ہے کہ بطور ہدیہ پیش کروں جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو بغیر ویلو کے کتابوں کا پارسل بھیج دیا اور اپنی حیرانی علیحدہ خط میں لکھ دیں جب کے جواب میں حضرت

اقدس نے کتابوں کی نصف قیمت کا منی آرڈر فرمایا کوپن میں یہ مضمون تحریر فرمایا۔

مشفقم جامع الکمالات زید فضلہ۔ السلام علیکم!

پارسل دس نسخے کا مع محبت نامہ پہنچا جس پہ آپ فکر میں رہے کہ قیمت لوں یا نہ لوں میں بھی آپ کی تحریر دیکھ کر فکر میں پڑ گیا کہ قیمت دوں یا نہ دوں اور کئی روز اسی سوچ میں لگ گئے بالآخر دونوں جہت یعنی ہدیہ و بیع کا لحاظ کر کے نصف قیمت بھیجنا عدل الطرق معلوم ہوا امید ہے کہ بے تکلف قبول فرمائیں گے جیسا میں نے نصف بے تکلف لے لیا۔ اشرف علی تھانہ بھون۔

مکتوب: اسباق شروع کرنے سے پہلے حضرت سے استدعا ہے کہ برکت فی العلم و العمل اور حقوق کتاب وطلباء کے کما حقہ ادا ہونے کے لئے دعا سے سرفراز فرمائیں گے۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں اور کیوں نہ کرتا جب دل اندر سے خوش ہے اللہ تعالیٰ برکات اضعافا مضاعفہ فرمائیں۔

مکتوب: اب اس سال میں نظام الاوقات اس طرح رکھنے کا خیال ہے یا جس طرح حضرت فرمائیں اس کی تعمیل کروں ہدایہ چونکہ عموماً گھنٹہ کے سبق میں ناتمام رہ جاتی ہے اس لئے خیال ہے کہ بعد نماز صبح گھنٹہ سے پہلے ہدایہ کتاب النکاح سے اور گھنٹہ میں ابتداء سے پڑھاؤں پھر پہلے گھنٹہ میں ہدایہ دوسرے میں مطالعہ ہدایہ اور تیسرے میں مشق تحریر عربی اور چوتھے میں مقامات اس کے بعد دوپہر کو ڈیڑھ دو گھنٹہ اپنا تجارتی کام اور ایک گھنٹہ قیلولہ اور بعد نماز ظہر تلاوت ایک پارہ قرآن مجید اس کے بعد ایک گھنٹہ تک کوئی رسالہ یا مضمون لکھنا پھر ایک گھنٹہ سبق حماسہ نماز عصر کے بعد بطور تفریح باہر جانا بعد المغرب حسب الارشاد ذکر اسم ذات جواب بارہ تسبیح تک التزاما ہوجاتا ہے اور کبھی کچھ زائد بھی بعد نماز عشاء مطالعہ کتب اس میں جو حذف واز دیاد حضرت مناسب سمجھیں ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی تعمیل کروں گا۔

جواب: ان امور میں حسب اصل امام ہمام رای مبتلی بہ کی اصل ہے کہ چار روز میں تجربہ سے بقاء یا تغیر کا فیصلہ ہوجائے گا۔

مکتوب: طبیعت چاہتی ہے کہ (تھوڑا سا وقت آخر شب کا ۱۲ منہ) شئی من الدلجتہ بھی نصیب ہو لیکن آنکھ نہیں کھلتی اگر کبھی کھل بھی جاتی ہے تو کسل ایسا غالب کہ اٹھنا بھی بے سود سا معلوم ہوتا ہے اس لئے اس وقت تک چار رکعت بہ نیت تہجد مابین سنت عشاء

اور وتر کے پڑھ لیتا ہوں لیکن طبیعت یہی چاہتی ہے کہ آخر رات کا کوئی حصہ مل جائے۔

جواب: تہجد تو بعد عشاء ہی پڑھ لیا کیجئے لیکن اگر آخر میں آنکھ کھل جائے تو بستر پر بیٹھ کر کچھ اسم ذات جب تک بیٹھنے کی ہمت ہو پڑھ لیا کیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے راہ نکلے گی۔

مکتوب: گزارش یہ ہے کہ غلبہ نوم کی وجہ سے پریشانی تھی اور ارادہ تھا کہ حضرت سے اس کی شکایت کروں گا جس کا دفع دخل حضرت نے پرسوں فرما دیا تھا جس سے بحمد اللہ پریشانی رفع ہوئی لیکن تراویح میں بھی جب غلبہ نوم ستاتا ہے تو بہت تکدر ہوتا ہے امید کہ اس کے لئے دعا و علاج سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

جواب: دعا کرتا ہوں اور میں نے اکثر احباب کو یہ تدبیر بتلائی ہے کہ سیاہ مرچیں پاس رکھیں جب غلبہ ہو ایک دو دانہ منہ میں ڈال کر چبا لیں بہت دیر تک کے لئے علاج ہو جاوے گا اور دماغ کے لئے نافع بھی ہے۔

مکتوب: دوسری گزارش یہ ہے کہ حضرت احقر کو ذکر اسم ذات کی تلقین فرمائی تھی لیکن بوجہ طالب علمی مفرد اسم ذات پر طبیعت قناعت نہیں کرتی تھی اس لئے اکثر تصور میں کوئی نہ کوئی صفت آجاتی ہے مثلاً **الله هو الموجود. يا هو الوكيل في الامور. يا هو الملك المتصرف. الى. غير ذلك**۔ لیکن یہ سب محض تصور میں ہوتا ہے آج جو حضرت نے مفرد اسم ذات کے ذکر کی تحقیق ذکر فرمائی اس کے بعد طبیعت میں صرف مفرد پر قناعت ہو گئی اب اگر یہ تصور یا اس کے امثال کچھ مفید ہو تو باقی رکھا جائے ورنہ ترک کیا جائے۔

تحقیق: جی ہاں مفید ہے۔

مکتوب: نیز یہ کہ ذکر کے وقت کسی قسم کا کوئی تصور ذہن میں ہونا مناسب ہے یا نہیں؟

تحقیق: جس سے زیادہ دلچسپی ہو خواہ عدم تصور یا تصور، پھر تصور میں خواہ ذات کا تصور یا الفاظ ذکر کا تصور، یا یہ تصور کہ زبان کے ساتھ قلب بھی ذکر میں مشغول ہے۔

مکتوب: بالفعل احقر کا وظیفہ حسب ذیل ہے اخیر شب میں چار یا آٹھ رکعتیں تہجد اور اس کے بعد ذکر اسم ذات بضرب و جہر خفیف بارہ سو مرتبہ پھر بعد نماز صبح تسبیح، تحمید، تکبیر، تحلیل، استغفار، صلوٰۃ ہر ایک سو بار طلوع آفتاب تک پڑھنے کے بعد چار رکعت ضحیٰ اور پھر ایک پارہ

تلاوت قرآن مجید' اس کے بعد تحیۃ تحیۃ الیمن اس کے بعد قیلولہ اور پھر نماز ظہر اور تا عصر حاضری خدمت عالی۔ عصر کے بعد الحزب الاعظم' پھر مغرب کے بعد ایک ہزار مرتبہ ذکر اسم ذات بضرب و جہر خفیف' پھر نماز عشاء اور اس کے بعد سونا اس میں حضرت جو ترمیم فرمائیں اسکی تعمیل ان شاء اللہ تعالیٰ بدل و جان کروں گا و بیدہ التوفیق و علیہ التکلان۔

جواب: سب کافی وافی ہے صرف دو امر قابل توجہ ہیں ایک چلتے پھر کوئی ذکر وافضلہ لاالہ الا اللہ' دوسرے تلاوت میں بقدر امکان کچھ بیشی کہ رمضان میں خصوصا زیادہ موجب برکت ہے۔

مکتوب: گزارش ہے کہ میرا حال زار یہ ہے کہ

شعبان بگوشت وایں دل زار ہماں ‏ ‏ ‏ رمضان بگذشت وایں دل زار ہماں

(شعبان گزر گیا اس بے چارہ دل کا وہی حال رہا' پھر رمضان بھی گزر گیا اور اس دل کا وہی حال ہے)

نہ گلم نہ یاسمینم نہ درخت سایہ دارم ‏ ‏ ‏ درحیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

(نہ پھول ہوں نہ چنبیلی نہ سایہ دار درخت ہوں' حیران ہوں کہ مالی نے اس گلشن میں مجھے کس کام کیلئے اگایا ہے)

البتہ حضرت کی عنایات سے اتنی بات محسوس ہوتی ہے کہ روز بروز دنیوی جھگڑوں سے طبیعت متنفر ہو جاتی ہے اور اکثر خلوت میں طبیعت لگتی ہے اور میں بیقین جانتا ہوں کہ یہ محض حضرت کی توجہ و ہمت کا ثمرہ ہے۔

جواب: یہ تو جز ہے تمام دولتوں کی' ان شاء اللہ تعالیٰ حرمان نہ ہوگا۔

مکتوب: حضرت کہ امروزہ وعظ سے الحمدللہ بہت سے خطرات کا تو اطمینان ہو گیا اور خوب مستحضر ہو گیا کہ اصل مطلوب ذکر ہے۔ لذت وغیرہ مطلوب نہیں لیکن نماز وغیرہ میں دلجمعی اور استحضار نہ ہونے سے تکدر رہتا ہے امید کہ اس غریق فی المعاصی کے حال پر خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔

جواب: احضار قلب جتنا قدرت میں ہے اس کا اہتمام کافی ہے بتدریج اس میں ترقی ہو جاتی ہے پریشان نہ ہوئے حالات سے اطلاع ضرور ہوتی رہنا چاہئے میں دل سے دعا کرتا ہوں کیونکہ میرے دل میں خاصی محبت ہے۔

مکتوب: انہیں ایام میں احقر کا بڑا لڑکا محمد مشفع نامی جو عرصہ سے بیمار تھا انتقال کر گیا'

میرے ساتھ خصوصاً زیادہ مانوس تھا اس لئے زیادہ پریشانی کا باعث ہوا۔

جواب: انا اللہ اللہ تعالیٰ صبر و اجر و نعم البدل عطا فرمائے۔

خواب: انہیں ایام میں احقر نے دو خواب دیکھے تھے امید کہ ان کی تعبیر سے مطلع فرمایا جائیگا ایک رات میں نے دیکھا کہ میں کسی باغ میں ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی جہاد سے واپسی ہوئی ہے اور میں ایک طرف جا کر باغ کے کنارہ پر دم لینے کیلئے بیٹھ گیا ہوں اس عرصہ میں سامنے سے ایک شخص پہنچتا ہے جو ارباب مدرسہ اور بالخصوص مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا بھیجا ہوا ہے کہ چلو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو اس میدان میں تشریف فرما ہیں تمہیں طلب فرماتے ہیں' میں فوراً خوش خوش ان کے ساتھ ہولیا۔ سامنے ڈیرے پڑے ہوئے نظر آئے' مجھے بتلایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہیں تشریف فرما ہیں اور راستہ ہی میں یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی اور جہاد کی تیاری ہے اور مجھے بھی اسی لئے طلب فرمایا گیا ہے اور کچھ لوگ میرے عمل کی تحسین بھی کر رہے ہیں کہ ابھی تو ایک جہاد سے فارغ ہوا تھا اور ابھی دوسرے کیلئے مستعد ہو گیا میں راستہ ہی میں تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور زیارت سے مشرف نہ ہونے کا سخت افسوس ہوا۔

تعبیر: ان شاء اللہ آپ کو دینی خدمات کی توفیق عطا ہو گی اور وہ نافع بھی ہو گی۔

خواب: دوسرا خواب اس کے چند روز بعد دیکھا اور میں اس وقت بحالت جنابت تھا کہ حجر اسود مکہ معظمہ سے ہمارے گھر میں کچھ لوگ اپنے سر پر لائے ہیں جب گھر میں پہنچے تو میری اہلیہ آگے بڑھی کہ اس کو لے لے مگر بوجھل ہونے کی وجہ سے ان سے سنبھل نہ سکا اور زمین پر گر گیا' میں یہ سارا واقعہ اپنے کوٹھے پر سے دیکھ رہا تھا رکن کو گرتے دیکھ کر دوڑا اور ٹوٹنے کا اندیشہ ہوا مگر جب پاس آیا تو دیکھا کہ بحمد اللہ اس میں کوئی شکست نہیں آئی البتہ جیسا کہ سنا گیا ہے۔ (اس وقت تک احقر کو زیارت نصیب نہ ہوئی تھی ۷۶ھ میں حاضری ہوئی ۱۲ اش) کہ تتار کے فتنہ میں اس میں کوئی حصہ ٹوٹ گیا تھا اور اس کو پتھروں کے ذریعے جوڑا گیا ہے ویسا ہی چاروں طرف سے ایک تہرے کا احاطہ اس میں ہے رنگ سیاہ چمکدار ہے میں یہ دیکھ کر خوش بھی ہوں اور متحیر بھی کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں حجر اسود یہاں کیسے پہنچا' اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

تعبیر: کسی وقت آپ کو ایک گونہ مرکزیت خدمات دینیہ کی عطا ہو گی۔

مکتوب: میری سیہ کاری اور تباہ کاری اس وقت حضرت کی بہت توجہ کی محتاج ہے یہ تو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وظیفہ مقررہ بلا کسی خاص مجبوری کے قضا نہیں ہوتا مگر ذکر و عبادت میں حلاوت کا کوئی حصہ نصیب نہیں ہے امید کہ مزید نظر کرم اور دعا سے سرفراز فرمایا جائے گا کیونکہ اس عالم اسباب میں فتن اور نفس و شیطان کے مکائد سے حضرت کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

جواب: ماجعل الله داء الا وقد جعل له دواء

(اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے دوا بنائی ہے) اظہار داء آپ کا کام ہے اخبار عن الدواء میرے ذمہ اس کے سوا کوئی تدبیر میرے ذہن میں نہیں۔

مکتوب: بحضرت سیدی شیخی و معتمدی دامت برکاتہم الشاملۃ الکاملۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

جواب: (رسالہ نزول مسیح علیہ السلام) بہت دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو عام و تام فرماوے۔

مکتوب: اگر ملاحظہ فرما کر چند سطریں بھی تحریر فرمادیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کتاب کے افادہ میں بہت بڑی زیادتی ہو جائے گی اور احقر کے لئے بھی ایک گراں بہا نعمت ہوگی۔

جواب: باوجود اپنی عدم صلاحیت کے کچھ لکھ دیا ہے اسکو درست کر لیجئے مجھ کو مہارت نہیں۔

وبعدفقد نظرت فی رسالة التصريح فوجدتها ممتازة عن سائر الرسائل فی هذاالباب' لكونهاميزة ای تميز للمسيح عليه السلام عن غيره بحيث يزول عنه كل ارتياب' كماقدوقعت من المصنف اليه الاشارة' فی هذاالعبارة' فانظر هل غادر: الی قوله : ان لايسمعها مسلم ص ١٠ وص ١١ : وهذا التميزهوالروح لجميع المباحث' لكل منقر وباحث' والعمری لقد اغنت عن سائر الصحف' فليطف'حولها من لم يطف'وادعو الله عزوجل ان ينفع به الطالبين للصواب' من اهل العلم واولی الالباب' كتبه العبد المفتقر الی رحمته ربه الولی' محمدن المدعوباشرف علی' عفی عنه ذنبه الخفی والجلی' للاول اسبوع من جمادی الاولی ١٣٤٥ھ

مکتوب: اکثر طبیعت چاہتی ہے کہ کوئی عریضہ ارسال خدمت کروں لیکن پھر یہ سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں کیونکہ کوئی حال ہو تو لکھا جائے لیکن بالآخر یہ خیال ہوتا ہے کہ اس

بجالی ہی کی اطلاع دوں۔

جواب: یہی چاہیے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع سے خالی نہیں۔

مکتوب: احقر کے رسالہ ختم نبوت کا تیسرا حصہ چھپنے سے باقی تھا حال میں تیار ہو کر آیا ہے جس کا ایک نسخہ بذریعہ ڈاک ارسال خدمت کیا ہے امید ہے کہ ملاحظہ سے مشرف فرمایا جائے گا نیز جو بات قابل اصلاح نظر آئے اس پر نشان فرمایا جائے گا۔

جواب: دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر۔ (دوست کو تو بجز اس ایک ہنر کے کچھ نظر نہیں آتا) مجھ کو تو سب خوبیاں ہی نظر آئیں۔

مکتوب: نیز اگر بار خاطر عاطر نہ ہو اور وقت میں گنجائش ہو تو چند سطریں بطور تقریظ بھی تحریر فرمادی جائیں تو میرے لئے تبرک اور رسالہ کے فوائد میں تضاعف کا سبب ہوگا۔

جواب: بلا شائبہ تکلیف کہتا ہوں کہ ارادہ یہ تھا کہ اول سے تھوڑا سا حصہ دیکھ کر باقی کو اس پر قیاس کر کے کچھ لکھ دوں گا مگر دیکھنا جو شروع کیا تو حظ پر حظ بڑھتا گیا جس نے رسالہ ختم ہی کرا کر چھوڑا۔ ماشاء اللہ ہر پہلو سے کافی ہے خصوص جہاد مسیلمہ سے جو استدلال کی تقریر کی ہے عجیب اور بے نظیر ہے کہ طالب حق کے لئے تو سب دلائل سے مغنی ہیں پھر مرزا کے شبہات کا جواب دیکھ کر تو علوم سلف کا لطف آ گیا کہ قوت کے ساتھ سادگی اور بے تکلفی کو جمع کر دیا جزاکم اللہ تعالیٰ اس طرز کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر کرے آپ سے مسلمانوں کو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوگا اشرف علی ۱۵/محرم ۴۶ھ۔

یہی سچی عبارت کافی تقریظ ہے۔

مکتوب: اذکار واشغال ونماز وغیرہ میں دل نہ لگنے کی جو شکایت بوقت حاضری حضرت سے کی تھی وہ الحمد للہ کہ حضرت کے فیض صحبت سے تقریباً رفع ہو گئی۔

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار | کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

(اے ابر بہار چمن تیرے فیض کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے کانٹے ہوں یا پھول سب تیرے پروردہ ہیں)

بحمد اللہ! اب نماز و ذکر میں طبیعت لگتی ہے آخر شب میں بھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ طمانیت نصیب ہو جاتی ہے۔ جواب: مبارک ہو۔

مکتوب: لیکن دن بھر ایک کیفیت مسرت کی سی رہتی ہے جس میں مجھے تمیز نہیں ہوتی

کہ یہ اعجاب بالعبادہ ہے یا طاعت کے لازمی آثار میں سے ہے۔

جواب: تلک عاجل بشری المومن. (یہ مومن کے لئے نقد خوش خبری ہے) اعجاب امر اختیاری ہے اور یہ غیر اختیاری ہے سو اعجاب ہونے کا احتمال بھی نہیں۔

مکتوب: نیز آثار عبادت کے ظہور سے دل خوش ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاء ہے۔

جواب: اس میں بھی وہی فیصلہ ہے۔

مکتوب: کل بروز بدھ ۱۹/شوال ۴۶ھ ان شاء اللہ آٹھ بجے صبح کو جہاز بمبئی سے روانہ ہو جائے گا جہاز کا نام دارا ہے مگر ہمارے لئے تو عالم اسباب میں صرف حضرت کی ہمت و دعا کا سہارا ہے یہی ہمارا دارا ہے یہی سکندر

ازما بجز حکایت مہرو وفا مپرس ماقصہ سکندرو دارا نخواندہ ایم

(ہم سے محبت اور وفا کے قصوں کے علاوہ کچھ مت پوچھو ہم نے سکندر و دارا کے قصے نہیں پڑھے)

اس وقت ہندوستان سے ناکارہ خادم کا یہ آخری عریضہ ہے اگر حق تعالیٰ نے خیریت سے پہنچا دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد مکہ معظمہ سے یہ شرف حاصل کرسکوں گا دعا کی ضرورت تو ہر وقت ہے اور اس وقت بہت زیادہ ہے وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ (میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک وہ بندوں کو دیکھ رہا ہے) بدنام کنندہ چند نکونامے احقر محمد شفیع از بمبئی ۱۸/شوال ۴۶ھ

جواب: مشفقم السلام علیکم بسفر رفتنت مبارک باد سلامت روی و باز آئی۔ (آپ کا سفر میں جانا مبارک، سلامتی سے جائیں اور واپس آئیں) ان شاء اللہ تعالیٰ دعا سے نہ بھولوں گا اپنے لئے بھی ایک درخواست ہے جو عزیز محترم صاحبزادہ سے آپ کو معلوم ہوگی۔ اشرف علی۔

مکتوب: اگر کوئی ورد بھی فتن سے محفوظ رہنے کے لئے تحریر فرما دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔

جواب: اللھم انا نعوذ بک من الفتن ما ظھر منھا و ما بطن. ا(اے اللہ میں ہر قسم کے فتنوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں چاہے ظاہر ہوں یا باطن)

مکتوب: نیز موجودہ فتنہ روزانہ ترقی پر نظر آ رہا ہے، طلباء بھی اکثر اسٹرائیک میں شریک ہوگئے ہیں اور جو باقی ہیں وہ برابر ٹوٹ کر اس طرف جا رہے ہیں سخت پریشانی ہے

امید ہے کہ جناب کے ارشادات باعث طمانیت ہوں گے۔

جواب: مولانا دوسرے کے افعال پر نظر ہی نہ چاہئے۔

القادر بقدرة الغیر لیس بقادر۔ (دوسرے کی قدرت کے سہارے قادر ہونے والا خود قادر نہیں سمجھا جاتا) اپنے افعال درست کرکے بےفکر ہو جانا چاہئے۔

مکتوب: گراموفون کے متعلق حضرت کا نہایت کافی وشافی مفصل والا نامہ باعث شفاء صدر و اعزاز ہوا لیکن ایک دو جگہ کچھ خلجان باقی رہ گیا ہے۔ حضرت کی عنایات کی وجہ سے عرض کرتا ہوں۔

جواب: عنایت کی کیا بات ہے یہ تو دین کی خدمت ہے' خدمت لینے والے کا میں خود ممنون ہوتا ہوں' خصوصاً جبکہ مقصود تحقیق ہی ہو کما رزقتم۔

خواب: تقریباً پندرہ روز گزرتے ہیں کہ احقر نے خواب میں دیکھا کہ میں آخر شب میں اٹھا ہوں آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو جانب شمال میں آسمان پر یا آسمان کے نیچے فضاء میں (اس میں شبہ ہے) نہایت خوشخط اور جلی قلم سے نور کی روشنائی سے ایک سطر میں یہ عبارت لکھی ہے محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ اس سے پہلے بھی کوئی لفظ جیسے مولوی یا اس کے مثل تھا جو مجھے یاد نہیں رہا اور بعد میں بھی دو لفظ کچھ اور تھے وہ بھی یاد نہیں رہے اُمید ہے کہ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے گا۔

تعبیر: مبارک ہو ان شاء اللہ تعالیٰ بشارت عفو ظاہر ہے۔

مکتوب: گزارش یہ ہے کہ حضرت کی توجہ کی برکت سے بفضلہٖ تعالیٰ اب ذکر میں اور خلوت میں دل لگتا ہے ہر وقت قلب کا یہی تقاضا رہتا ہے کہ کہیں علیحدہ بیٹھوں اور ذکر کروں نماز میں بھی الحمدللہ خطرات بہت کم ہو گئے ذکر سے اٹھنے کے بعد تو بالکل یہی جی چاہتا ہے کہ کسی سے نہ ملوں نہ کلام کروں۔

جواب: سب خیر ہے کہ مبارک ہو' دعائے برکت کرتا ہوں۔

مکتوب: آخر شب میں نوافل پڑھتے ہوئے جہاں کہیں قرآن کریم میں اس قسم کا مضمون آتا ہے **هذا تذكرة فمن شاء ذكره**. یہ نصیحت ہے جو چاہے اس نصیحت کو یاد کرلے (تو بےساختہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے اللھم لا نشاء الا ان شاء۔ (اے اللہ آپ کے چاہے بغیر ہمارے چاہنے کی کیا حقیقت ہے؟) اسی طرح دوسرے مواقع ترغیب وترہیب میں دعا کرنے کو جی چاہتا ہے ایسی حالت میں دل دل میں دعا کی جائے یا لفظ بھی کہہ سکتے ہیں۔

تحقیق: جس کا تقاضا ہو۔

مکتوب: بعض محض وساوس اور بے ضرورت خیالات ہوتے ہیں بالخصوص جب کبھی کچھ قرض ہو جاتا ہے یا کوئی معاملہ الجھتا ہے تو اس کی اور زیادتی ہوتی ہے پرسوں سے گھر کے آئے ہوئے چند خطوط کی بناء پر یہی صورت درپیش ہے قرض کے تقاضا کے چند خطوط پہنچے جن کی وجہ سے تشویش ہوئی اب گزارش یہ ہے کہ اس تشویش کی وجہ سے کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ اس تجارت ہی کو چھوڑ دوں لیکن میری تنخواہ معاش کے لئے کافی نہیں (یعنی جس طرح اب گزر کرتے ہیں اس طرح کافی نہیں اگر مصارف میں کچھ تنگی کی جائے تو ہو سکتی ہے) اس کے متعلق حضرت کا جو ارشاد ہو اس پر عمل کروں)

تحقیق: چھوڑنا مناسب نہیں اور جس تعلق سے الجھن ہو وہ زیادہ مضر نہیں اگر کسی قدر انضباط کام کا ممکن ہو تو مصلحت ہے اور عارضی تشویش ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی رفع ہو جائیگی۔

خواب: نیز خواب میں ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت والا کے ساتھ دیکھتا ہوں کل دیکھا کہ حضرت احقر کے مکان میں ہیں اور کچھ ضعیف سے ہیں استنجا کے لئے جانا چاہتے ہیں کہ دفعتاً ایک غشی سے طاری ہوئی جس کے متعلق مجھے اس وقت یہ یقین نہیں کہ یہ کوئی حالت باطن ہے یا کسی مرض کے سبب سے ہے میں نے یہ حالت دیکھی تو بے ساختہ میری زبان سے آہ نکل گئی اور رونے لگا اور پھر حضرت کو اپنے سینے سے لگا کر اٹھا اور جائے قیام پر لے آیا یہ عجیب ہے کہ اس اٹھانے اور لانے میں ذرا ثقل مجھے معلوم نہیں ہوا پھر دیکھتا ہوں کہ بفضلہ تعالیٰ حضرت کی طرف آئے اور بالکل تندرست ہیں کوئی مضمون شائع کرنے کیلئے دے رہے ہیں۔

تعبیر: مبارک خواب ہے خصوصیات سے قطع نظر خود معیت کا مشاہدہ فال نیک ہے۔

خواب: نیز تین چار روز ہوئے احقر کی اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت گنگوہیؒ اور حضرت والا تینوں حضرات ہمارے مکان میں جمع ہیں اور کچھ مشورہ فرما رہے ہیں۔ تعبیر: ان کو مبارکباد دیجئے اس کی تعبیر کا کیا پوچھنا۔

مکتوب: وہ تشویش جو قرض اور معاملات تجارت کے متعلق قلب میں تھی الحمد للہ اب ایک گونہ رفع ہو گئی۔ جواب: اللہ تعالیٰ بقیہ کو بھی رفع فرما دے۔

مکتوب: کل آخر شب میں کچھ کسل غالب تھا لالٹین روشن کرنے کے بعد پھر لیٹ

گیا تو دفعتاً دیکھتا ہوں کہ حضرت والا کسی دوسرے شخص کو کوئی تنبیہ فرما رہے ہیں کہ کام نہیں کرتے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مجھے بھی سنانا منظور ہے یہ دیکھتے ہی گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور سارا کسل وغفلت کافور ہو گیا وللہ الحمد' بندہ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است۔ (میں اس پیر میخانہ کا غلام ہوں جس کی مہربانی ہمیشہ رہتی ہے) تحقیق: مبارک ہو

مکتوب: آج عشاء کے وقت اہلیہ کے مکان میں تنہا ہونے کی وجہ اس انتظام میں دیر لگی کہ محلہ میں سے کسی عورت کو یہاں بلا لیا جائے جماعت عشاء میں سے صرف قعدہ اخیرہ ملا اور پھر انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے تراویح بھی گھر میں پڑھنا پڑی جس سے سخت رنج ہوا۔

جواب: اس رنج میں بھی حکمت ہے طالبین کے اس سے درجے بڑھتے ہیں۔

مکتوب: آخر شب میں اٹھا تو گریہ طاری تھا' نوافل پڑھنا بھی دشوار ہو گیا۔

جواب: یہ بھی منجملہ اس کی حکمتوں کے ہے۔

مکتوب: احقر کا خیال مدت سے یہ تھا کہ اس وقت ایک اربعین۔ (ایک چلہ) خدمت اقدس میں گزارے اور اسی لئے قبل رمضان المبارک اس کی کوشش بھی کی کہ کسی طرح ۱۹ یا ۲۰ تاریخ شعبان تک پہنچ جائے لیکن کامیاب نہ ہوا۔ بالآخر ۲۱ شعبان کو پہنچا اب والدہ صاحبہ کا تقاضا ہے کہ عید دیوبند کر' مجھے یہاں پر صبح وشام کی عید چھوڑ کر جانا ایک تو خود ہی گراں معلوم ہوتا ہے پھر یہ دیکھتا ہوں کہ ۲۹ رمضان المبارک کی شام کو بھی گیا تو یہ دن یہاں پہنچے ہوئے انتالیسواں دن ہے اگرچہ گھر سے نکلے ہوئے چالیسواں ہو جاتا ہے اس لئے بھی دل نہیں چاہتا۔

جواب: ان شاء اللہ اس میں بھی اربعین کی برکت میسر ہو گی گھر سے نکلنا انتظار صلوٰۃ صلوٰۃ اربعین میں داخل ہے۔

مکتوب: لیکن ہر حال میں حضرت کا فیصلہ واجب العمل ہے اس سے مطلع فرمایا جائے۔

جواب: والدہ کی خوشی اربعین سے بڑھ کر ہے پھر یہاں تو دونوں جمع ہو گئے کما ذکر۔

مکتوب: والدین کے اصرار پر گھر جانے کا ارادہ کر لیا مگر جوں جوں وقت قریب آتا ہے حسرت بڑھتی جاتی ہے۔

جواب: یہ بھی نافع ہے گر نیست غیبتے ندھد لذتے حضور۔ (اگر دوری نہ ہوتی تو

حضوری کی لذت کا کیا احساس ہوتا؟)

مکتوب: نماز میں بالخصوص آخر شب میں ایک حظ عجیب ہوتا ہے اور کبھی کبھی گریہ جاری ہوتا ہے جو رکن صلوٰۃ شروع کرتا ہوں اس کو چھوڑنے کو اس وقت تک دل نہیں چاہتا جب تک بدن تھک نہ جائے بالخصوص سجدہ میں زیادہ ٹھہرنے کو دل چاہتا ہے۔

جواب: یہ تو بعض دفعہ بڑوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا اور کیا چاہئے۔

خواب: کل شب آخر شب میں جو بیدار ہوا تو ایک خواب دیکھ رہا تھا کہ میں اپنے مکان کی چھت پر ہوں اور وقت بین العشائین کا سا معلوم ہوتا ہے میں نماز عشاء کے لئے اٹھا تو دیکھتا ہوں کہ ہمارے مکان سے مشرق کی جانب میں آسمان پر نہایت جلی قلم سنہری حرفوں میں (یا اللہ) لکھا ہوا ہے اس کے قریب دو تختیاں سنہری معلق ہیں جن پر کچھ تحریر لکھی ہے مگر دور سے پڑھی نہیں جاتی اور کچھ اور کلمات تختیوں سے علیحدہ بھی بخط طغری مختلف شکلوں میں لکھے ہوئے ہیں میں یہ تماشا دیکھ ہی رہا تھا کہ ان تختیوں میں سے ایک اپنی جگہ سے علیحدہ ہوئی اور میرے پاس مکان کی چھت پر آ کر رکھی گئی، میں دوڑا کہ اٹھاؤں لیکن دل میں یہ یقین ہے کہ اس لوح کا احترام ایسا ہی فرض ہے جیسے قرآن مجید کا اور یہ بھی خیال ہے کہ مجھے اس وقت وضو نہیں اس لئے ایک رومال سے پکڑ کر میں نے اس سنہری لوح کو اٹھایا اول نظر میں چند کلمات نظر پڑے جن میں سے (اللوح المحفوظ) بھی ہیں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ دولت تو حق تعالیٰ نے عطا فرما ہی دی ہے میں اس کو اطمینان سے بعد نماز پڑھوں گا تا کہ جماعت عشاء نہ جاتی رہے اس لئے اس لوح کو اپنے نماز کے تخت پر احتیاط سے رکھ کر نماز عشاء کو چلا گیا پھر آنکھ کھل گئی اگر تعبیر بیان فرما دی جائے تو قضا تعجب ہو کر باعث طمانیت ہوگا اور اگر حضرت کے مذاق کے خلاف ہو تو اتباع مذاق حضرت والا سب سے مقدم ہے۔

تعبیر: میرے خیال میں تو یہ قلب ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت کا نقش ثبت کر دیا گیا۔ مبارک ہو۔

مکتوب: کئی روز سے بطفیل حضرت والا یہ بات محسوس کر رہا ہوں کہ اپنے عیوب پر نظر ہونے لگی قدم قدم پر جو گناہ اور غیر مرضی افعال صادر ہوتے رہتے ہیں کرنے کے وقت معاً متنبہ ہو جاتا ہے جیسے کوئی بیدار کر دے اور الحمد للہ باز رہتا ہوں۔ جواب۔ مبارک ہو۔

مکتوب۔ احقر اپنے اندر عیوب وامراض محسوس کر رہا ہے (نتواں نہفتن درد از طبیباں)۔ (طبیب سے اپنی بیماری نہیں چھپائی جاسکتی) اس لئے دل چاہتا ہے کہ حضرت والا سے بتدریج عرض کر دوں لعل الله یرزقنی صلاحاً۔ (شاید اللہ تعالیٰ مجھے نیکی نصیب فرمادیں) ان میں ایک یہ ہے کہ اپنے اندر امراء کی طرف میلان معلوم ہوتا ہے اور جب کوئی بڑا آدمی اپنی طرف ذرا مائل نظر آتا ہے تو مسرت ہوتی ہے یہاں تک تو صرف قلبی مرض تھا بعض اوقات اس کا اثر جوارح پر بھی اسطرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ کوئی اچھا کام کرتے ہوئے اگر وہ سامنے ہے تو خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیکھ لے۔

جواب: ایسے وقت اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا اہتمام کے ساتھ استغفار کیا جاوے کہ وہ میرے اس میلان اور رعایت میلان کو دیکھ رہے ہیں اور یہ بڑی غیرت کی بات ہے کہ وہ اس حالت میں مجھ کو دیکھیں اور اگر پوچھنے لگیں تو کیا جواب دوں گا اس سے خود بخود طبیعت ہٹ جاوے گی۔

مکتوب۔ احقر نے حضرت والا کی مجلس میں ملفوظات لکھنے شروع کئے لیکن اب یہ محسوس کرتا ہے کہ لکھنے کی طرف توجہ کرنے میں وہ حظ باقی نہیں رہتا جو محض سننے کی طرف توجہ کرنے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ خیال گزرتا ہے کہ لکھنے سے دوسروں کا فائدہ متصور ہے مگر اپنا ضرر نظر آتا ہے۔

جواب: حظ مقصود بھی نہیں پھر جب بعد ضبط دوبارہ اسکا مطالعہ ہوگا اس سے زیادہ حظ مل جائیگا۔

مکتوب: احقر آج کل تربیت السالک کا مطالعہ کر رہا ہے ایک طرف خدام حضرت والا کے عجیب وغریب حالات وارادات دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اپنے جمود وخمود پر نظر پڑتی ہے تو حسرت ہوتی ہے ہر چند کہ یہ حالات مقصود نہیں لیکن امارات مقصود ہونے کی وجہ سے باعث تسکین ہیں اور فقدان کی صورت میں طبعاً تحسر وافسوس ہوتا ہے۔

جواب: نصوص سے بڑھ کر کوئی امارت نہیں جب نصوص شاہد ہوں قرب یا حصول مقصود کے تو دوسرے امارات کو جن میں التباس بھی ہو جاتا ہے لیکن کیا کریں گے راستہ یہی ہے جس پر سفر ہو رہا ہے اسی سے سب ہو رہے گا۔

مکتوب: مگر حضرت والا نے سابقہ پرچہ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ (چندے انتظار کیا جائے اگر یہ خمود رفع نہ ہو تو پھر مشورہ دیا جائے گا)

جواب: میں نے جو چندے انتظار کو کہا تھا مقصود یہی تھا کہ اگر طبیعت حسب خواہش متاثر ہوگئی طبعی سکون ہو جاوے گا ورنہ عقلی سکون کا طریقہ بتلا دیا جاوے گا چنانچہ بتلا دیا کہ راستہ یہی ہے الخ نیز گاہے جمود وخمود ہی علاج ہوتا ہے بہت سے امراض کا اور خصوصیت کے ساتھ عجب ودعوے کا۔

مکتوب: آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ تھانہ بھون کی حاضری کے بعد سے بطفیل نظر کیمیا اثر یہ بات غیر معمولی طور پر محسوس کر رہا ہوں کہ اپنی حقیقت کا انکشاف اور اپنے عیوب کا استحضار بڑھ رہا ہے اور اب یہ حال ہے کہ خانقاہ میں داخل ہو کر جس پر نظر ڈالتا ہوں اپنے سے افضل پاتا ہوں اگرچہ یہ یقین ہے کہ یہ محض (تواضع گدا) ہے لیکن جہل مرکب سے نجات ہونا بھی غنیمت معلوم ہوتا ہے۔

جواب: صرف غنیمت ہی نہیں بلکہ مستقل نعمت۔

مکتوب: یہ ناکارہ بدنام کنندہ چندنکونامے اکثر جب اپنا کوئی حال لکھنے بیٹھتا ہے تو نفس پر اعتماد نہیں ہوتا کہ جس حال کو میں اس وقت محسوس کر رہا ہوں یہ واقعی میرا حال ہے یا کسی سنی یا دیکھی ہوئی بات کا تخیل اس لئے ڈرتا ہوں کہ خلاف واقع بیان نہ ہو جائے۔

جواب: الحمدللہ بہت مدتوں میں اپنے ایک دوست کی یہ حالت دریافت ہوئی جو بعینہ میری بھی حالت ہے خواہ کیسی ہی ہو مگر میرے ساتھ توافق کی ضرور دلیل ہے خیر دو تو ایک حالت میں شریک ہوئے۔

مکتوب: اور اسی بنا پر اکثر بہت سے وقتی احوال پیش کرنے میں کھٹک رہتی ہے جب تک کہ اس پر کسی حد تک استمرار نہ ہو اب معلوم نہیں کہ میرا یہ طرز عمل صحیح ہے یا غلط۔

جواب: اگر میری بھی یہ حالت نہ ہوتی تو شاید جواب دے سکتا اب بجز اس کے کیا کہوں کہ اس کو میری سی حالت سمجھ کر صحیح سمجھئے اور میں آپ کی سی حالت سمجھ کر صحیح سمجھوں اگر صحیح بھی نہ ہو اے اللہ اس کو صحیح کر دیجیے۔

مکتوب: آخر شب کے نوافل میں الحمدللہ اکثر شوق ورغبت اور سکون وطمانیت نصیب ہوتا ہے اور بعض اوقات کیفیت گریہ حالت اضطرار کو پہنچ جاتی تھی لیکن چونکہ یہ حالت مستمر نہ رہتی اس لئے میں اس کو خمود ہی سے تعبیر کرتا تھا آج دفعتاً خیال ہوا کہ مبادا یہ ناشکری میں داخل ہو اس لئے

اصل حقیقت عرض کروں آخر شب میں طول قیام اور طول سجدہ میں ایک خاص لذت پاتا ہوں اور جس رکن کو شروع کرتا ہوں جب تک تھک نہ جاؤں اس سے منتقل ہونے کو جی نہیں چاہتا۔

جواب: مبارک ہو میرے لئے بھی اس کی دعا کیجئے۔

مکتوب: حضرت والا کی مجلس میں بھی دل طبعاً اسی طرف مائل ہوتا ہے کہ گم صم بیٹھا رہوں مگر لذت خطاب اس پر غالب آجاتی ہے نیز یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ حضرت والا سے جتنا قریب ہوتا ہوں اتنا ہی انوار و برکات قلب میں سکون وطمانیت کے رنگ میں پائے جاتے ہیں گھر سے زیادہ خانقاہ میں اور پھر خانقاہ کے اور اطراف سے حضرت کی مجلس میں اور پھر اطراف مجلس میں سے حضرت کے قریب میں بتفاوت درجات متفاوت معلوم ہوتے ہیں یہ تو وہ الطاف ہیں جو یقیناً اس ناکارہ کے کسی عمل کا ثمرہ نہیں بلکہ صرف حضرت والا کی عنایات کے نتائج ہیں۔

جواب: مطمئن رہئے کہ یہ بھی اسی کلی کی ایک جزئی ہے جس کو آپ نے اوپر کی سطروں میں الطاف ونتائج کی تعبیر کیا ہے بلکہ اس کے افراد میں سب سے اولیٰ اور اول ہے اللھم زدفیہ۔ جس کی حقیقت انکسار وافتقار واضطرار وفیہ قیل۔

جز خضوع وبندگی واضطرار اندریں حضرت ندارد اعتبار۔ (خشوع وخضوع اور بندگی وبے چارگی کے سوا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی چیز کا اعتبار نہیں)

مکتوب: حال اس ناکارہ آوارہ کا یہ ہے کہ اگر کبھی کسی وقت خواب غفلت اور خمود سے نجات ملتی ہے اور اپنی حقیقت پر نظر پڑتی ہے اور پھر حضرت حق جل وعلا کی عظمت کا تصور ہوتا ہے تو ایک عجیب حیرت کا عالم سامنے آجاتا ہے اور اپنے نفس کو محض مجبور پاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا سمندر کی موجوں میں ایک تنکا ہے جو می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست۔ (جہاں اس کا دل چاہتا ہے لے جاتا ہے) کا مظہر بنا ہوا ہے اپنا کوئی قول وفعل اپنا نظر نہیں آتا اس حالت میں اگر قرآن مجید پڑھتا ہوں تو فضائل کی ترغیب اور رزائل کی ترہیب پر یہ سوچتا ہوں کہ یا اللہ کچھ بھی میرے بس میں نہیں الا ان یشاء اللہ اور ایسے وقت اکثر یہ دعا کرتا ہوں:

اللھم ان قلوبنا ونو اصینا بیدک لم تملکنا منھا شیئا فاذا انت فعلت ھذا فکن انت ولینا۔ (اے اللہ یقیناً ہمارے دل اور ہماری پیشانیاں آپ ہی کے قبضہ میں ہیں آپ نے ہمیں ان میں سے کسی چیز کا مالک نہیں بنایا اے اللہ جب آپ نے ایسا کیا ہے تو آپ ہی

ہمارے مددگار بن جایئے) اور کبھی اللھم واقیۃ کو اقیۃ الولید. (اے اللہ ویسی حفاظت فرما جیسے نومولود کی حفاظت کی جاتی ہے) زبان پر آتا ہے البتہ یہ عجیب تر ہے کہ عین اس حالت میں جبر محض کا عقیدہ نہیں ہوتا اس انکشاف مجبوریت ومقہوریت کو وجدانی طور پر مسئلہ اختیار کا مزاحم نہیں سمجھتا ایک روز غلبہ مجبوریت وہیبت میں اپنے کو "بلبل ہوں پھر شکستہ فتادہ چمن سے دور" کا مصداق پاتا تھا اور بار بار یہ شعر زبان پر آتا تھا۔

کیف الوصول الی سعاد و دونہا　　　　قلل الجبال ودونہن خیوف

(شعار (محبوب) تک کیسے پہنچوں درمیان میں اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں اور ان سے پہلے خوفناک گھاٹیاں) یہاں تک غلبہ یاس ہونے لگا مگر الحمد للہ معاً رحمت الٰہیہ کی وسعت سامنے آ گئی اور ذہن اس طرح متوجہ ہو گیا کہ اپنی طاقت وقوت نے نہ اس حد تک پہنچایا ہے اور نہ آگے اس کی رسائی کی توقع ہے جس رحمت نے یہاں دروازے پر لا ڈالا ہے وہی کسی روز مدد کرے گی تو سب کچھ ہو رہے گا۔

طاعت وتوفیق طاعت ہم زتو: ہم دعا زتو اجابت ہم زتو۔ (اطاعت ہو یا اطاعت کی توفیق سب تیری طرف سے ہے دعا (کی توفیق) بھی آپ کی طرف سے ہے اور اس کی قبولیت بھی آپ کی طرف سے)

جواب: الحمد للہ دریا میں حوض عطا ہوا یہ اسی کی موجیں ہیں جو زیروزبر کر رہی ہیں اگر اس میں غرق ہو گئے یونس کی سنت نصیب ہوئی اور اگر پار ہو گئے موسیٰؑ کی سنت نصیب ہو گئی دونوں حالتیں مبارک ہیں میں تو بہت خوش ہوا اپنے احباب کے لئے ان ہی حالتوں کے معلوم کرنے کا مشتاق رہتا ہوں۔

مکتوب: کئی روز سے ارادہ کرتا ہوں کہ اپنا کوئی حال لکھوں تو حال بیحالی کے سوا کوئی سرمایہ پیش کرنے کے قابل نظر نہ آتا کیونکہ خانقاہ میں پہنچ کر جس پر نظر ڈالتا ہوں کام میں لگا ہوا دیکھ کر اپنی بیکاری وبیماری کا استحضار ہو کر بعض اوقات تو رونے کو جی چاہتا ہے مگر پھر حضرت کے الطاف وعنایات کی طرف نظر ہوتی ہے تو کچھ دل بڑھتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی ڈر لگتا ہے کہ میری اس سیہ کاری کے ساتھ حضرت کے الطاف کہیں مجھ پر حجت ہو کر نہ قائم ہوں الغرض اب حال یہ ہے کہ کچھ حال نہیں اور کام یہ ہے کہ کچھ کام نہیں۔

دوسرا عرض حال یہ ہے کہ احقر بعد التہجد یا بعد نماز فجر جب کسی ذکر وتلاوت میں مشغول ہوتا ہے تو اکثر بین النوم والیقظہ مختلف صورتیں اور خواب کے طرز پر واقعات دیکھتا ہے بارہا حضرت والا کو بھی خطاب کرتے ہوئے دیکھا جو اس وقت یاد نہیں رہا پرسوں دیکھا کہ مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی میرے پاس کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہمت وتوفیق کا نسخہ لینا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ ضرور میں اسی کا خواستگار ہوں میں متنبہ ہوگیا غالباً کل دیکھا کہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے غلبہ نوم ہونے لگا تو حضرت والا کسی قدر عتاب کی صورت میں سامنے تشریف فرما ہیں فوراً چونک کر کام میں مشغول ہوگیا۔

جواب: اول حال سے آخر تک یہی امارات ہیں قطع مسافت کے جس پر وصول مرجو ہے ان شاءاللہ تعالیٰ بجوشید و نوشید و مستی کنید۔ (اُبلتے رہئے پیتے رہئے اور مست ہوتے رہئے)

مکتوب: تہجد کے بارہ میں احقر کی عادت یہ تھی کہ کم از کم نصف پارہ اور زیادہ سے زیادہ ایک پارہ آٹھ رکعتوں میں روزانہ پڑھتا تھا پھر اکثر نشاط نصیب ہوتا تو سجود و رکوع میں بھی دیر لگتی اسی لئے اکثر وقت اسی میں خرچ ہو جاتا تھا اور ذکر کی مقدار اس لئے بہت کم ہوتی تھی پرسوں ترسوں حضرت والا سے یہ سنا کہ مبتدی کے لئے کثرت ذکر زیادہ نافع ہے اسی لئے بعض مشائخ نے تہجد میں صرف سورۃ اخلاص پر اکتفا کرنے کا مشورہ دیا ہے اس وقت سے یہ خیال ہے کہ اس کا پابند ہو جاؤں کیونکہ ذکر اسم ذات جو قصد السبیل میں عالم مشغول کے لئے بارہ ہزار مرتبہ تجویز فرمایا گیا ہے احقر سے ایک دن بھی بارہ ہزار پورا نہیں ہوسکا۔

جواب: اس احتمال کا خطور نہایت نافع اور ضروری تھا چنانچہ واقعی وہ عام قاعدہ آپ کی حالت کے مناسب نہیں آپ تہجد میں اختصار نہ کریں ذکر میں اختصار ہو جاوے اکثار ذکر سے جو مقصود ہے وہ بفضلہ تعالیٰ آپ کو تقلیل میں بھی حاصل ہے۔

عرض: ایک عرض یہ ہے کہ اگر بلا تکلیف وتامل ممکن ہو تو احقر کے لئے کوئی مختصر جامع نصیحت کا جملہ تحریر فرما دیا جائے جو اس طریق میں احقر کی مدد کردے۔

جواب: میرے تجربہ سے جو چیز سب سے زیادہ نافع ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں ایک گھڑی رہنے کا بھی بھروسہ نہیں وہاں کے لئے تیار رہنا چاہئے وھو الذی امر بہ فی الحدیث اذا اصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء واذا امسیت فلا تحدث

نفسک بالصباح وعدنفسک من اصحاب القبور۔ (یہ وہی بات ہے جس کا حدیث میں حکم دیا گیا کہ "جب صبح ہو تو شام کا غالب گمان نہ رکھو اور جب شام ہو تو صبح کا غالب گمان نہ رکھو اور اپنے آپ کو اصحاب القبور (مردوں) میں شمار کرو)

مکتوب: اس ناکارہ وآوارہ غریق فی المعاصی والغفلۃ کا حال یہ ہے کہ آخر شب میں تین بجے اُٹھنے کا معمول ہے مگر کسل کی وجہ سے اکثر دیر ہو جاتی ہے اور اسی وقت سے انضباط اوقات میں خلل پڑنا شروع ہو جاتا ہے ذکر جہر جو بعد التہجد معمول ہے وہ اکثر بالکل یا نصف رہ جاتا ہے پھر صبح کی نماز کے بعد نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو سو رہنے کے سوا چارہ نہیں ہوتا اُٹھ کر اگر تلاوت قرآن کا معمول جو تین پارے ہے اگر پورا کرتا ہوں تو ذکر باقی ماندہ رہ جاتا ہے اور اگر ذکر میں مشغول ہوں تو اکثر تلاوت کم ہوتی ہے غرض یہ کہ مبتلائے غفلات ولذات یہاں آکر بھی الان کما کان۔ (جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب بھی ہے) کا مصداق ہے۔

جواب: ایسے حالت وانقلابات اکثر پیش آتے ہیں کام میں لستم پستم لگا رہنا چاہئے۔

مکتوب: حضرت والا نے احقر کو ذکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی ہے اور یہی جاری ہے لیکن ذکر کے وقت اکثر ذہن اس مفرد نام پر اکتفا نہیں کرتا تصور میں اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی اللہ حسبی۔ (اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اللہ میرے ساتھ ہے اللہ مجھے کافی ہے) وغیرہ جملے کبھی اختیار سے اور کبھی بے اختیار پیدا ہو جاتے ہیں۔

جواب: یہ زیادہ مطلوب ہے۔

مکتوب: پرسوں ترسوں یہ صورت پیش آئی کہ لفظ اللہ کے ساتھ حسبی وغیرہ کا تصور ذہن میں تھا دفعۃً قلب میں یہ آیت وارد ہوئی ومامسنا من لغوب۔ (سورۃ "ق" کی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے "اور ہمیں کچھ تکان نہیں ہوئی") پھر معلوم نہیں کہ یہ محض تخیل تھا یا کچھ اور اسی طرح ایک روز ذکر کرتے ہوئے ہلال نو کی صورت سامنے آئی مگر اس کی روشنی نہایت قوی اور دل خوش کن تھی جو ابتدائی تاریخوں کے ہلال میں عادتاً نہیں ہوتی۔

جواب: ایسے حالات اہل طریق کو پیش آتے اور محمود ہیں گو مقصود نہیں۔

مکتوب: ان دنوں غلام زادہ کی علالت (محمد زکی سلمہ مراد ہیں) اس قدر طویل اور شدید ہوئی کہ دن رات میں کوئی گھنٹہ بھی اطمینان نہ ملا مجھے اس بچہ سے زیادہ انس ہے

طبیعت نہایت بے چین رہی۔

جواب: یہ بھی مجاہدہ تھا جو باطن کو نافع ہوتا ہے۔

مکتوب: حق تعالیٰ کا ہزاران ہزار شکر ہے کہ اس نے حضرت کی دعا سے ان مختلف شدید امراض کی الجھنوں سے نکال دیا۔

جواب: یہ مشاہدہ ہے نعمت کا جو صحت اصل کے زمانہ میں نظر سے غائب تھا اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہے۔

درد از یارست ودرماں نیز ھم　　　　دل فدائے اوشد وجاں نیز ھم

(درد بھی دوست کی طرف سے ہے اور دوا بھی اسی کی طرف سے دل بھی اس پر قربان جائے اور جان بھی)

مکتوب: اس کے بعد تعطیل عیدالاضحیٰ پر ارادہ حاضری کو محول کیا تھا جس کا ہر روز اسی خیال میں گزر گیا کہ آج چلا جاؤں لیکن آج تعطیل کا صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے۔

جواب: بعد صوری بعض اوقات قرب معنوی کو زائد کر دیتا ہے

فان اصل القرب المحبة وقد تزید المحبه فی البعد الظاهری.

مکتوب: قوت وصحت کے کم ہو جانے سے اکثر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آ کر حسرت ہوتی ہے کہ نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ. (دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں پڑے رہتے ہیں ایک صحت اور دوسرے فراغت (فرصت) اب جی چاہتا ہے کہ کوئی دین کا کام کروں مگر ضعف اور کسل سے مجبور ہونا پڑتا ہے۔

جواب: غالباً اس حدیث کی تفسیر میں ذہن کو کچھ ذھول ہوا اگر اس کی تقریر لکھ کر مع اس خط کے بھیجئے تو پھر میں کچھ عرض کروں اور آپ کے تردد کا جواب اسی پر موقوف ہے۔

مکتوب: ادھر مدرسہ کے حوادث وفتن بھی باوجود انتظامی امور سے بالکل یکسو ہونے کے طبعی طور پر رنج دہ ہو رہے ہیں۔　　　　جواب: طبعی امر ہے۔

مکتوب: اس وقت دہلی سے آ کر یہ معلوم ہوا کہ حضرت والا نے (دارالعلوم کی سرپرستی سے استعفاء دے دیا ہے تو اس رنج وتکلیف کی حد نہ رہی۔

جواب: ہرگز عقلاً رنج نہ ہونا چاہئے کیونکہ اس میں خود مدرسہ کی مصلحت ہے کسی

موقع پر عرض کردوں گا یا اس کے قبل مشاہدہ ہو جائے گا۔

مکتوب: اب تو یہی جی چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ میرے لئے بھی کوئی ایسی صورت فرما دیں کہ اس بند سے خلاصی ہو۔

جواب: اس کو "بند" کیوں سمجھا جائے اگر خلاف طبع بھی کوئی امر ہو تو اس کو "پند" سمجھئے۔

مکتوب: اسکی تفصیل معلوم نہیں ہوئی کہ حضرت والا کے استعفا کے جدید اسباب کیا ہوئے۔

جواب: ابھی میں نے بجز مولوی طیب کے کسی پر ظاہر نہیں کیا مصلحت مدرسہ کے خلاف ہے چندے اور دیکھ لوں پھر آپ سے بھی ظاہر کردوں گا۔

مکتوب: لیکن ملازمت مدرسہ سے سخت دل برداشتہ ہے۔

جواب: ہرگز ہرگز ایسا خیال نہ کیا جائے مدرسین کا ان قصوں سے کیا تعلق۔

اجازت بیعت و تلقین

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

مشفقی مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دار العلوم دیوبند سلمہ اللہ السلام علیکم

بے ساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو مع دوسرے بعض احباب کے بیعت و تلقین کی اجازت ہو پس توکلا علی اللہ اس وارد پر عمل کرنے کے لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق آپ سے اس کی درخواست کرے تو قبول کرلیں اس سے متعلم کے ساتھ معلم کو بھی نفع ہوتا ہے میں بھی دعا کرتا ہوں اور اپنے خاص محبین پر اس کو ظاہر بھی کردیجئے بنظر احتیاط بیرنگ لفافہ بھیجتا ہوں۔ والسلام۔ بندہ اشرف علی از تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

مکتوب: والا نامہ گرامی صادر ہوا دیکھ کر حیرت میں رہ گیا کہ ناکارہ و آوارہ شفیع اور بیعت و تلقین کی اجازت "صلاح کار کجا و من خراب کجا" (اصلاح حال کہاں، اور مجھ جیسا تباہ حال کہاں) میں تو واللہ باللہ کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا بھی سلیقہ نہیں رکھتا سلوک کے ابتدائی مراحل سے بھی روشناس نہیں کسی دوسرے کو کیا تلقین کروں گا اور پھر ایسا کون بے وقوف ہوگا جو مجھ سے درخواست بیعت کرے گا بار بار والا نامہ کو دیکھتا اور اپنی سیہ کاری پر نظر کرتا ہوں تو حیرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور یوں معلوم کہ مجھ جیسے غفلت شعار سیہ کار کو

اتنے بڑے منصب سے نوازتا کہیں اس منصب کی بدنامی کا سبب نہ ہو اسی خیال سے یوں جی چاہتا ہے کہ اس کی اشاعت نہ ہو تو اچھا ہے۔

جواب: یہی تو بنا ہے اس اجازت کی کہ آپ اپنے کو ایسا سمجھتے ہیں۔

مکتوب: اس والا نامہ کے بعد سے ہر قدم پر اپنی ناکارگی کا مزید احساس ہونے لگا۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوگا۔

مکتوب: جب سے حضرت والا نے خطاب خاص سے معزز فرمایا ہے میری سست اور کمزور طبیعت کے لئے ایک تازیانہ ہو گیا ہے کسی وقت اس کا تصور ذہن سے نہیں جاتا کہ مجھ جیسا ناکارہ و آوارہ طریق سے قطعاً ناآشنا اور بزرگوں کی یہ عنایات کہیں مجھ پر حجت نہ ہوں بالخصوص جب سے دیوبند میں غیر اختیاری طور پر اس کا چرچا ہوا ہے ہر وقت اس سے ڈرتا ہوں کہ لوگ مجھے دیکھ کر میرے بزرگوں کو بدنام کریں گے اس کا الحمدللہ اتنا فائدہ بھی ہوا کہ گناہوں سے بچنے کی کچھ ہمت بڑھ گئی اور نماز میں کچھ منجانب اللہ تعالیٰ حضور کی ایک کیفیت پیدا ہونے لگی جو پہلے نہیں تھی بلکہ پہلے یہ کیفیت گاہ گاہ ہوتی تھی اور اب الحمدللہ اکثر رہنے لگی۔ جواب: مجھ کو یہی امید تھی۔

مکتوب: احقر نے اپنے ایک سابق عریضہ میں حدیث **مغبون فیھما کثیر من الناس الصحة والفراغ** الحدیث لکھ کر اپنی کمزوری و بیماری کی وجہ سے اظہار حسرت کیا تھا میرا یہ خیال چونکہ حدیث کے معنی غلط سمجھنے پر مبنی تھا حضرت والا نے تنبیہ فرمائی تھی اور دریافت کیا تھا کہ اس کی تفسیر تیرے ذہن میں کیا ہے سو عرض ہے کہ اس حدیث کی تفسیر احقر کے خیال میں یہ تھی کہ بہت لوگ ان دونوں گرانقدر نعمتوں کی وقت پر قدر نہیں کرتے اور بیکار کھو دیتے ہیں بعد میں افسوس و ندامت کا شکار ہوتے ہیں جو غیر نافع ہے حضرت والا کی اس تنبیہ سے کچھ تنبہ ہوا اور خیال ہوا کہ غالباً اس کا جزو ثانی یعنی تعقیب حسرت و ندامت حدیث کا مدلول نہیں بلکہ مقصود حدیث صرف یہ ہے کہ ان دونوں نعمتوں کی ان کے وقت میں قدر کرنی چاہئے اور ان سے کام لینا چاہئے۔ جواب: یہی مقصود ہے اور مدلول

مکتوب: نہ یہ کہ بعد الفوت اس کے فوات پر حسرت و غم میں مبتلا ہوں۔

جواب۔ یہ حدیث کا مدلول نہیں ہے مستقل مسئلہ ہے۔

مکتوب: دعا و ہمت سے دستگیری کی احتیاج بھی اور زیادہ محسوس ہونے لگی۔
جواب: میں حاضر ہوں۔
مکتوب: یہاں تو ہنوز روز اول ہے۔
جواب: نہایت کی تفسیر عود الی البدایۃ (کمال کا مطلب ہی ابتداء کی طرف لوٹنا ہے) ان شاء اللہ تعالیٰ یہ روز اول وہی ہدایت ہے۔
مکتوب: مگر الحمد للہ حضرت والا کی عنایات قدیمہ اور مَن جسیمہ کے طفیل سے حضرت اقدس کا تصور کبھی قلب سے نہیں جاتا اور اسی کو سرمایہ سعادت سمجھتا ہوں اور اس کو بھی محض حضرت والا کی عنایات کا فیض سمجھتا ہوں ورنہ اپنے اعمال و احوال تو اس قابل کہاں ہیں۔
من کہ باشم کہ بران خاطر عاطر گذرم (میں اس قابل کہاں کہ اس معطر دل میں میرا گذر ہو)
جواب: یہی احوال ہیں جن کے لئے بے ساختہ دل سے نکلتا ہے۔
احوال یہ اللہ کرے اور زیادہ
مکتوب: الحمد للہ تعالیٰ نماز میں بہ نسبت سابق حضور اور دلجمعی کی کیفیت اکثر پیدا ہو جاتی ہے اور ہر کام میں اور ہر حال میں یہ دھیان اکثر رہنے لگا ہے کہ یہ سب حق تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہیں اسی لئے لوگوں کی دوستی و دشمنی کی طرف زیادہ التفات نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے بڑی راحت میں ہوں۔
جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ استقامت بھی ہوگی اور ترقی و برکت بھی ہوگی۔
مکتوب: ایک گزارش ہے کہ عرصہ سے پابندی جماعت میں اکثر قصور ہو رہا ہے ہر نماز کے لئے مستقل ارادہ کرتا ہوں کہ وقت سے پہلے مسجد میں پہنچوں لیکن کچھ مشاغل کی کثرت سے اور کچھ غفلت اور شرارت نفس سے اکثر دیر ہی ہو جاتی ہے۔
جواب: خاص طور پر ہمت کی حاجت ہے' سہل یہ ہے کہ بہت پہلے سے تیار ہو جانا چاہئے اور پھر چاہے اسی کام میں لگ جائیں اگر اس قابل کام ہو مسجد میں بیٹھ کر کر لیں۔
مکتوب: بہ نسبت مفرد اسم ذات کے کلمہ طیبہ کا ذکر زیادہ پسند ہے۔
جواب: یہی میرا مذاق ہے خود بھی اس پر عمل ہے۔
مکتوب: اس کے علاوہ جب بھی کچھ فراغت ملتی ہے بارہ تسبیح معمول مشائخ کو جی

چاہتا ہے اور تمام عبادات میں نوافل کی طرف طبعاً زیادہ رغبت ہے۔

جواب: وہ بھی ذکر ہی ہے۔

خواب: کل شب جمعہ میں سحر کے بعد احقر لیٹا ہوا تھا اور اذان کی آواز سن رہا تھا کہ بین النوم والیقظہ (سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں) دیکھا کہ مرشد المرشدین سید الواصلین حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ کی قبر شریف کسی مکان میں ہے جس کے متعلق یہ خیال ہوا کہ یہ تھانہ بھون ہی میں ہے قبر شریف خام مٹی کی بنی ہوئی ہے (علی خلاف مازرتہ فی مکۃ المکرمہ) (مکہ مکرمہ میں قبر کی جیسی زیارت کی تھی اس کے برخلاف) اور دیکھا کہ قبر شریف سرہانے کے جانب سے کچھ شکستہ ہے میرے مرشد حضرت والا دامت برکاتہم اپنے دست مبارک سے اس کی اصلاح درمت فرما رہے ہیں اور یہ ناکارہ خادم حضرت کے ساتھ مٹی جمانے میں شریک ہے۔

تعبیر: سر اصول میں سے ہے حضرت کے اصول کو بعض نافہم شکستہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کی توفیق بخشیں۔

مکتوب: عرض حال اس بے احوال واعمال کا یہ ہے کہ خانقاہ میں حاضر ہو کر بھی باوجود یہ کہ ہر وقت کام کرتے والوں کو دیکھتا ہوں کچھ کام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی البتہ حسرت ہے اور اس کی امید کہ "لعل اللہ یرزقنی صلاحا" (شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیکی عطا کردیں) دیوبند سے مع اہل وعیال شد رحال کرنے کی وجہ سے ایک حجم چاہوتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ عبادت وریاضت کے لئے جارہا ہے اور یہاں دونوں کا صفر ہے ڈرتا ہوں کہ "یحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا" (جو کام نہیں کیا اس کی تعریف کے خواہشمند ہیں) کی فہرست میں نہ آجاؤں اور یہ میری حاضری مجھ پر حجت نہ ہو جائے۔

جواب: کس دھندے میں پڑ گئے بقدر وسع کام کئے جائیں جو کوتاہی ہو جائے استغفار سے تدارک کیجئے جب مربی دیکھتا ہے کہ بچہ دوڑ کر آنا چاہتا ہے مگر گر گر پڑتا ہے اس وقت وہ اس کو آغوش میں اٹھا کر مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

"گرچہ رخنہ نیست عالم راپدید خیرہ یوسف داری باید دوید (اگرچہ بظاہر (بچ نکلنے کا) عالم میں کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا لیکن حضرت یوسفؑ کی طرح دوڑ لگا دینی چاہئے (راستہ خود کھل جائے گا)

مابدان مقصد عالی نتوانیم رسید ہاں مگر پیش نہد لطف شما گامے چند

(ہم اس بلند منزل تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اگر آپ کا لطف چند قدم ہمارا ساتھ دے (تو منزل کچھ دور نہیں)

مکتوب: احقر حضرت گنگوہیؒ کے مزار پر دو مرتبہ حاضر ہوا اور اسی طرح حضرت شیخ کے مزار پر بھی، پہلی مرتبہ میں کوئی خاص اثر محسوس نہ تھا مگر دوسری مرتبہ حضرت گنگوہیؒ کے مزار پر یوں محسوس ہوتا تھا کہ غایت شفقت سے متوجہ ہیں۔ جواب: تعجب ہی کیا ہے۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن

من آیم بجان گرتو آئی بہ تن، (مجھے اپنی طرح ہی زندہ سمجھو، تم اگر جسم کے ساتھ آؤ گے تو میں روح کے ساتھ آؤں گا)

مکتوب: اور وہ کیفیت جس کی شکایت حضرت والا سے کی تھی الحمد للہ اسی وقت سے رفع ہو کر رقت وانبساط کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ جواب: مبارک ہو۔

مکتوب: یہاں آکر جس دم بھی کرنا شروع کیا کئی روز سے کرتا ہوں مگر ہنوز تین منٹ سے زائد کی طاقت نہیں ہوتی جس میں تقریباً سو مرتبہ اسم ذات ہو جاتا ہے حسب ارشاد تین مرتبہ کرتا ہوں مگر زیادہ کرنے پر بھی قدرت پاتا ہوں۔

جواب: کچھ سانس زیادہ کر لیجئے مثلاً دو

مکتوب: اور اس کے بعد دیر تک یہ اثر محسوس کرتا ہوں کہ ذکر کی رغبت اور اختلاط و مکالمہ سے نفرت تقریباً بدرجہ اضطراب ہو جاتی ہے۔

جواب: الحمد للہ علی النفع (الحمد للہ کہ نفع ہوا)

مکتوب: صبح کو ذکر بارہ تسبیح میں اکثر ایک نعاس کی سی کیفیت پیدا ہو کر مختلف آوازیں اور مختلف اشکال نظر پڑتی ہیں نعاس بھی اس درجہ کی کہ ذکر بند نہیں ہوتا بلکہ آواز کا نغمہ بھی نہیں بدلتا۔

جواب: خیر تربیت کا یہ بھی ایک طریقہ ہے جس کا سامان غیب سے ہو گیا۔

مکتوب: گنگوہ میں خانقاہ کی مسجد میں بعد نماز صبح ذکر میں مشغول تھا تو دیکھا کہ کوئی بزرگ معاملات مدرسہ کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی فکر کی چیز نہیں صرف بیس دن کی بات ہے (ہذا او مثلہ تقریباً) پرسوں ترسوں ایسے ہی حال میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو دیکھا کہ نہایت شاداں وفرحاں آرہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ معاملات مدرسہ کے

متعلق بشارت دے رہے ہیں۔ جواب: اللہ صادق کرے۔

مکتوب: کل اسی صورت میں ایک اور عجیب سی صورت نظر آئی دیکھا کہ کسی ہندو کا سر کٹا ہوا میرے سامنے رکھا ہے (اگر یہ محض متخیلہ کے مخترعات نہیں اور اس کی حقیقت پر احقر کو مطلع کرنا خلاف مصلحت بھی نہ ہو تو اس عجوبہ کی تعبیر معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے۔

جواب: زیادہ تر اثر ہے ہندوؤں کا نیا رنگ اس کا سر کٹنا اس رنگ کا فنا ہونا ہے ان شاءاللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔

مکتوب: الحمدللہ کہ احقر کو ان چیزوں کی طرف التفات نہیں ہوتا بلکہ اندیشہ ہوتا ہے کہ حاجب مقصود نہ ہوں اور اس لئے عرض بھی کیا ہے کہ اگر یہ کوئی مضر صورت ہے تو اس کا علاج ارشاد فرمایا جائے۔

جواب: هو ترک الالتفات فحسب (بس ترک التفات ہی چاہئے)

مکتوب: ایک حال کچھ دنوں سے یہ ہے کہ میرے سامنے میری کوئی کتنی ہی مدح کرے اس کا ذرا اثر نہیں ہوتا بلکہ (خجل از پائے زشت خویش) (اور وہ (مور) خود اپنے بدصورت پاؤں سے شرمندہ ہے) کی کیفیت ہو جاتی اور یہ خیال ہوتا ہے کہ۔

وکیف تنام العین وهی قریرة　　　ولم تدرفی ای المحلین تنزل

(آنکھ پرسکون ہو کر کیسے سو جائے؟ جبکہ یہی پتہ نہیں کہ جنت اور دوزخ میں سے کہاں جا کر ٹھہرنا ہے)

مدح کے متعلق تو الحمدللہ یہ کیفیت ہے مگر مذمت و تقبیح کا اثر طبیعت پر اب بھی کافی ہوتا ہے گو جذبہ انتقام کو مغلوم صبر کر دینے پر الحمدللہ قدرت ہو جاتی ہے وما ذالک الا بفضل عنایاتکم السامیة۔ (یہ سب کچھ آپ کی بلند و بالا توجہات وعنایات کی بدولت ہے) (وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم) (ورنہ میں تو وہی خاک (مٹی) ہوں جو کہ تھی)

جواب: یہ سلامت فطرت کی دلیل ہے۔

مکتوب: ایک اور حال یہ ہے کہ ایک مدت سے حضرت والا کی توجہات کو ایک شعاع نوری کی شکل میں متشکل اس طرح کا محسوس پاتا ہوں کہ حضرت کی سمت سے نکلتی ہے اور اس نالائق خادم کے قلب پر پہنچتی ہے اور اس رشتہ کی وجہ سے میں کسی شہر میں کسی جگہ ہوں

حضرت کی جائے اقامت کی سمت کو بغیر کسی غور وفکر کے محسوس کرتا ہوں اور ایک ایسا جاذبہ پاتا ہوں جیسے قطب نما کو جانب قطب' اور بعض اوقات تو اس کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ شام کو جنگل کی طرف نکلتا ہوں تو یوں جی چاہتا ہے کہ تھانہ بھون کی سمت اختیار کروں تاکہ جس قدر بھی قرب ہو اور بعد کم ہو غنیمت سمجھوں۔ جواب: یہ مناسبت تامہ کا اثر ہے۔

مکتوب: جس وقت زائد از حاجب مکالمہ ومخالطت سرزد ہو جاتی ہے اسی وقت سے ان سب حالات میں کمی محسوس ہونے لگتی چنانچہ آج شب سے بھی یہی صورت ہو رہی ہیں رات کو دیر سے سوتا ہوا آخر شب کی نفلیں ناغہ ہو گئیں وقت ضحیٰ میں قضا کی۔

جواب: ایسے امور سب کو پیش آتے ہیں۔ ان شاء اللہ سب خیر ہے دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: جب سے تعلیم کا کام شروع ہوا ہے بارہ تسبیح کا ورد مکمل نہیں ہوتا آخری دو چار تسبیحات باقی رہ جاتی ہیں اور چونکہ خلوت بھی کم ملتی ہے قلب کی وہ اگلی سی کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔

جواب: ایسے تقلبات واسباب تقلبات سب کو پیش آتے ہیں جس سے اصل مقصود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

مکتوب: حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے مدینہ طیبہ کو قاصد برائے ابلاغ اسلام بھیجنے کی روایت اب تک متداولہ میں تو نظر نہیں آئی لیکن خلاصہ الوفا باخبار دار المصطفیٰ جو جلیل القدر محدث سمھودی کی تصنیف ہے اس میں اس روایت کو نقل کیا ہے جن کے الفاظ علیحدہ پرچے پر لکھ کر ملفوف ہیں تاکہ اگر ضرورت ہو تو اپنے پاس رہنے دیا جائے۔

جواب: رکھ لیا اور غنیمت سمجھا ابن تیمیہ کو خیالی خطاب ہے۔

مکتوب: نیز آداب الاخبار میں جو حضرت نے ایک کلیہ تحریر فرمایا ہے کہ ہر کلام کے قلم سے لکھنے کا وہی حکم ہے جو زبان سے کہنے کا بل ہوا شد' اس کے متعلق عمدہ القاری شرح صحیح میں نیز شرح فارسی للمشکوٰۃ شیخ عبدالحق دھلوی میں حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہ الحدیث کے تحت میں نقل صریح نظر پڑی اس کے الفاظ بھی اسی پرچہ پر نقل کر کے مرسل ہیں۔ جواب: وہ بھی ذخائر میں رکھ لیا۔

مکتوب: یہ ناکارہ خدام بدنام کنندہ چند نکونام کسی وقت بھی کثرت ذکر وحلاوت فکر سے کسی معتد بہ وقت کے لئے بہرہ اندوز نہیں ہوا جس کا سبب یہی ہے کہ۔

ماندار یم مشامے کہ توانست شنید ورنہ ہردم وزداز گلشن وصلت نفحات

(ہم وہ حواس نہیں رکھتے کہ سونگھ سکیں ورنہ آپ کے گلشن وصل سے تو ہر وقت خوشبودار ہوائیں چلتی ہی رہتی ہیں)

لیکن جس طرح تھا افتاں خیزاں چل رہا تھا مگر ایک عرصہ سے یہ کیفیت ہے کہ اول تو علائق ومشاغل سے فرصت نہیں ہوتی اور جو کوئی مختصر سا وقت قبل از نماز صبح ذکر کے لئے رکھا ہے اس میں بھی نیز بعد نماز صبح بھی جب ذکر کے لئے بیٹھتا ہوں اس قدر غلبہ نوم ہوتا ہے کہ معمول پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اس میں ضعف قوی اور طاقت سے زائد کام دن میں کرنے کو بھی شاید دخل ہو مگر زیادہ تر محض کسل وغفلت معلوم ہوتی ہے امید کہ دعاء سے دستگیری فرمائی جائے گی اور اگر کوئی علاج بھی ارشاد ہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جواب: دعا بھی کرتا ہوں اگر وقت یا مقدار ذکر کی بدل دی جائے نفس مقصود حاصل رہے گا لیٹے رہنے سے حرمان نہیں رہتا پھر بھی کسل کا شائبہ یا شبہ ہو متفرق اوقات میں استغفار سے تدارک کرتے رہنا چاہئے اور یاس وپریشانی کو نہ آنے دینا چاہئے۔

مکتوب: ایک ضروری عرض اس وقت یہ ہے کہ مدرسہ میں موجودہ مفتی صاحب کے متعلق ارباب حل وعقد کو عام شکایت ہے اس لئے وہ تبدیل کرنا چاہتے ہیں پہلے بھی اس سلسلہ میں ایک مرتبہ میرا نام لیا گیا تھا مگر نامکمل بات ہو کر رہ گئی تھی اس مرتبہ پھر یہ سلسلہ اٹھا ہے اور یہاں اکثر حضرات مجھے اس کام کے لئے مقرر کرنا چاہتے ہیں۔

جواب: قبول کر لینا چاہئے حدیث ان اکرھت علیھا اعنت علیھا (اگر تمہیں زبردستی یہ کام سپرد کر دیا گیا تو منجانب اللہ تمہاری مدد ہوگی (اصل حدیث کے لئے دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح باب الندور والایمان الفصل الاول اور کتاب الامارۃ کی الفصل الاول) او کما قال میں وعدہ ہے۔

مکتوب: ترجمہ قرآن مجید شروع کرانے کے بعد سے یہ عجیب بات محسوس کرتا ہوں کہ جو تکلیف ومحنت مجھے مدرسہ کے چھ سبق میں ہوتی تھی اب ایک اور سبق اضافہ ہو جانے کے باوجود اتنا تعب محسوس نہیں ہوا اور قوت وغفلت کی بھی جو کیفیت پہلے تھی اب اتنی نہیں معلوم ہوتی۔

جواب: ہذا من برکات القرآن ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (یہ قرآن کی برکات میں سے ہے ان شاء اللہ تعالیٰ)

حضرت قدس سرہ نے زوجہ مفقود کے متعلق اپنا ایک فتویٰ دار العلوم دیوبند میں تصدیق کے لئے احقر کی معرفت بھیجا تھا اس پر یہاں کے حضرات کے دستخط کرا کر واپس کیا بعض مواقع میں کچھ شبہات تھے ان کی نشاندہی کے لئے احقر نے عریضہ لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

مکتوب: یہ معمولی شبہات تھے جو اس لئے عرض کردیئے کہ حضرت والا کی عادت شریفہ معلوم ہے کہ بار خاطر نہ ہوگا۔ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

اور دوسری ضروری گذارش یہ ہے کہ آخر شب کی نفلیں بالکل ناغہ ہو رہی ہیں گھڑی میں الارم لگا کر رکھتا ہوں آنکھ بھی کھل جاتی ہے مگر غلبہ نوم وکسل کے باعث اٹھنے پر قدرت نہیں ہوتی امید ہے کہ دعا وہمت سے دستگیری فرمائی جائے گی۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' فتویٰ مسجل ہو کر پہنچا سب حضرات کے لئے دل سے دعا کی شبہات کی یادداشت رکھ لی سب مشورے کام کے ہیں اجمالاً دیکھ لیا اطمینان سے سب مواقع کو ان ہی مشوروں کے موافق درست کرلوں گا اسی لئے وہ حصہ خط کا اپنے پاس رکھ لیا ہے خدا نہ کرے بار کیوں ہوتا بے حد مسرت ہوئی طبعاً بھی جس کی وجہ خصوصیت مذاق ہے اور عقلاً بھی جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علامت ہے بغور دیکھنے کی بھی اور دینی مصالح پر نظر کرنے کی بھی اور میری خیر خواہی پر بھی۔ آپ کے دستخط کو تاثر کا نتیجہ سمجھ سکتا تھا قیام لیل حسب تمنا کے لئے بجز ہمت کوئی تدبیر نہیں اگر ہمت کام نہ دے تو حسرت سے بھی اس کی ایک گونہ تلافی ہو جاتی ہے۔ از اشرف علی ۲۴/ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

مکتوب: حضرت کا یہ ناکارہ خادم بفضلہٖ تعالیٰ عافیت وراحت سے بسر کرتا ہے اگرچہ حقیقی عافیت وراحت سے محروم ہے۔

جواب: محرومی کا علم مقدمہ ہے عدم حرمان کا' کیونکہ یہ علم تنبیہ ہے اور تنبیہ سے توجہ ہوتی ہے اور عدم کی توجہ سے حضرت حق کی توجہ ہوتی ہے اور حق کی توجہ کے بعد محرومی کہاں؟

مکتوب: **وماعافیته من عمره ینقص وذنوبه تزید** (اس شخص کی کیا عافیت جس کی عمر کم ہوتی جارہی ہے اور گناہ بڑھتے جارہے ہیں (امام مالکؒ کے مقولہ کی طرف اشارہ ہے جسے شرح موطا میں علامہ زرقانی نے ج اص ۳ پر نقل کیا ہے) (**قال مالک رحمه الله زرقانی**) حال وقال سب ابتر ہیں بحیرتم کہ سرانجام من چہ خواہد بود۔ (حیرانی اور

پریشانی میں ہوں کہ میرا انجام کیا ہوگا) بزرگوں کے انتساب نے اور بھی (بزمینم درکرد (اور بھی زمین میں دھنسادیا ہے) کا حال کردیا ہے خداوند عالم اپنے ہی فضل سے رحم فرمادیں تو نجات کی صورت نکل سکتی ہے ورنہ اپنے عمل سے تو غرق وہلاک ہونے میں کسر نہیں۔ تو مگراز طرف رحمت خود نزدیکی' ورنہ من ازعمل خویش بغایت دورم (اگرچہ آپ اپنی رحمت کے لحاظ سے مجھے بہت قریب ہیں مگر اپنے عمل کی بدولت آپ سے بہت دور ہیں) حضرت والا کی عنایات وتوجہات کی دستگیری کے سوا عالم اسباب میں کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا اسی نے پہلے تاریکیوں سے نکالا تھا یہی ان شاء اللہ اب بھی میری غفلت وقسوت کا خاتمہ کرے گی بار دیگر ما غلط کردیم راہ۔ (پھر ہم سے راستہ میں چوک ہوگئی)

جواب: یہ سب امارات ہیں کامیابی کے ان شاء اللہ۔

مکتوب: آخر شب کی نوافل عرصہ دو ماہ سے تقریباً نصیب نہیں ہوتی اگرچہ ان کو قضاء کرلیتا ہوں مگر وظیفہ وقت تو فوت ہوا۔

جواب: فان ذلک وقتھا (اشارہ ہے حدیث شریف کی طرف کہ "جو آدمی کسی نماز سے سوگیا یا بھول گیا تو جب اسے یاد آئے تو اسی وقت وہ نماز پڑھ لے کیونکہ (اب) یہی اس کا وقت ہے") تو اس کو بھی وقت ہی بتلا رہا ہے۔

مکتوب: کچھ دنوں سے کاموں میں مشغول ہوکر جماعت نماز کے بھی اجزاء تو اکثر اور بعض اوقات کل بھی فوت ہوجاتی ہے۔ جواب: یہ امر قابل اہتمام ہے۔

مکتوب: زمانہ فتنہ اختلاف کا ہے لوگوں کی حکایت وشکایت سے قلب وزبان بھی سالم نہیں رہتی۔

جواب: ایسا ہوجائے تو استغفار واصلاح سے تدارک کرلیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعائے حفاظت۔

مکتوب: انجکشن کے متعلق حضرت کے ارشاد کے موافق کتب فن کی طرف مراجعت کی اور ایک تحریر لکھ لی ہے جو بغرض ملاحظہ ارسال خدمت ہے اگر صحیح ہے تو دستخط فرمادیئے جائیں ورنہ غلطی پر متنبہ فرماکر ممنون فرمایا جائے۔

جواب: میرے نزدیک تو صحیح ہے ہی اتفاق سے کئی علماء اس وقت جمع تھے سب نے دیکھ کر اتفاق کیا دستخط کردیئے گئے۔

مکتوب: اگر صحیح اور قابل اشاعت سمجھا جائے اور مولوی شبیر علی صاحب کی رائے ہو

توالنور کے لئے اس کی نقل کرالی جائے۔

جواب: مولوی شبیر علی سے نقل کے واسطے کہہ دیا بعد نقل مرسل ہے اس وقت نقل دیکھ لی اور تصحیح ومقابلہ بھی کرلیا۔

مکتوب: یہ ناکارہ ونالائق غلام بدنام کنندہ چندنکونامان مدت سے ایک ایسی بے حسی وجمود وخمود کی حالت میں ہے کہ معمولات اول تو کچھ ہیں ہی نہیں اور جو ہیں وہ بھی دقت و تکلف کے ساتھ پورے ہوتے ہیں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوکر ارادہ ہوا کہ کوئی پرچہ لکھوں۔ لیکن شرم آتی ہے کہ کیا لکھوں پھر آج یہ خیال کیا کہ حال بے حالی بھی کی اطلاع دوں کہ نتواں نہفتن درد از طبیبان (طبیب سے درد نہیں چھپانا چاہئے) حضرت کے افادات وعنایات اور نظر کیمیا اثر کی تاثیرات تو مشاہد ہیں کہ تمام اہل خانقاہ ان سے بہرہ اندوز ہیں لیکن اپنے اندر مادہ قابل ہی نہ ہو تو اس کا کیا علاج۔

ماندا ریم مشامے کہ توانست شنید ورد ہر دم وزد از گلشن وصلت نفحات

(ہم وہ حواس ہی نہیں رکھتے کہ جس سے سونگھ سکیں' ورنہ آپ کے گلشن وصل سے تو کرم کی ہوائیں چلتی ہی رہتی ہیں) لیکن ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی ہے کہ۔

داد حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داد او ست

(اللہ تعالیٰ کی عطا کیلئے انسان کی قابلیت شرط نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء انسان کی قابلیت کیلئے شرط ہے) اس لئے اپنے آقائے کریم اور طبیب مہربان کی خدمت میں عرض ہے۔

تو دستگیر شوای خضر پے خجستہ کہ من پیادہ میروم وہمرہان سوار انند

(اے مبارک قدم والے خضر! میری دستگیر کر' کیونکہ میں پیدل چل رہا ہوں اور میرے ہمراہی سوار ہیں)

ساقیا یک جرعہ دہ زاں آب آتش گوں کہ من درمیان پختگان عشق او خام ہنوز

(اے ساقی مجھے اس آتشی رنگ والی شراب عشق کا ایک گھونٹ پلادے کیونکہ عشق میں تمام پختہ کاروں کے درمیان ایک میں ہی اب تک خام ہوں)

اس وقت تک اپنا کوئی نظام الاوقات بھی صحیح طور پر مرتب نہ ہوا تھا اب رمضان المبارک شروع ہوگیا اب یہ ارادہ ہے کہ نظام الاوقات اور معمولات حسب تفصیل ذیل رکھوں یا اگر حضرت کی رائے

مبارک میں کوئی ترمیم مناسب ہو تو اس کی تعمیل کروں آخر شب میں کچھ نوافل اور پھر ذکر۔

ذکر کے متعلق حضرت والا نے بارہ تسبیح معمول مشائخ کی تلقین فرمائی تھی اور پھر بوجہ قلت فرصت وکمزوری دماغ اس میں اختصار کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اس لئے مدت سے یہ معمول ہے کہ لا الہ الا اللہ دوصد بار اور الا اللہ دوصد بار اسم ذات دوضربی دوصد بار یک ضربی یک صد بار یہ دائمی معمول ہے اور زیادہ فرصت ونشاط کے وقت زیادہ کر لیتا ہوں اس وقت یہ دریافت کرنا ہے کہ یہی معمول یہاں بھی رکھا جائے یا کچھ ترمیم وتغیر مناسب ہے۔

جواب: کافی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: نماز صبح کے بعد اکثر رمضان المبارک میں غلبہ نوم ستاتا ہے اس لئے غالبًا ایک گھنٹہ اس میں بھی صرف ہوگا سو کر اٹھنے اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر کا کوئی ضروری کام ہوا تو کر دیا ورنہ تحریر فتاوی میں کتب خانہ میں حاضر ہو کر مشغول ہو گیا اور قبل فتاوی کے ایک پارہ قرآن شریف تلاوت کرنا بھی معمول رکھنے کا ارادہ ہے اور پھر اگر شرف حاضری مجلس نصیب ہوا تو دوپہر تک اس میں ورنہ فتاوی ہی میں وقت خرچ ہوگا بعد ظہر حاضری مجلس اور بعد مناجات مقبول کا وظیفہ اور پھر گھر کے متفرق کام یا جنگل کی طرف چلا جانا بعد مغرب مولوی محمد طیب کے ساتھ ایک پارہ قرآن شریف صلوٰۃ الاوبین میں سننا۔ اور ہر نماز فرض حضرت کے اقتداء میں پڑھنے کے بعد عدالت والی مسجد میں مولوی طیب صاحب کے ساتھ دوبارہ قرآن شریف تراویح میں سننا۔ پھر بعد تراویح بقیہ فتاویٰ کی تحریر یہاں تک کہ غلبہ نوم پیدا ہو اس نظام الاوقات میں اگر کچھ ترمیم کی ضرورت ہو تو مطلع فرمایا جائے اور اگر یہی مناسب ہو تو برکت اور مداومت کی دعا سے سرفراز فرمایا جائے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔

مکتوب: بارگاہ سامی میں حاضر ہو کر حضرت کی جوتیوں کی طفیل سے الحمد للہ یہ تو ہوا کہ غرور سے ایک گونہ نجات ہوئی اور اپنے کچھ مصائب گویا متمثل ہو کر کے شرمندہ مثل زنگی آئینہ دیدہ ہوں۔ (اس حبشی کی طرح جس نے پہلے پہل آئینہ دیکھا تھا) کی کیفیت پیدا ہوگئی۔

جواب: یہ استدلال متکلم فیہ ہے یہ ایسا استدلال ہے کہ ستارہ کہے کہ جب آفتاب کے سامنے بے نور ہوں تو شب کو کس قدر بے نور ہوں گا بعض اوقات بعض احوال کا ظہور

قرب میں نہیں ہوتا بعد میں ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ان فکروں میں نہ پڑنا چاہئے جو ہو سکے کرتا رہے نہ ہو سکے نادم رہے۔

مکتوب:

ازاں رحمت کہ وقف عام کر دی　　جہاں را دعوت انعام کر دی

نمی دانم چرا محروم ماندم　　رہیں ایں چنیں مقسوم ماندم

(جس رحمت کو آپ نے وقف عام کر دیا ہے تمام جہاں والوں کے لئے دعوت انعام کر دی میں نہیں جانتا کہ اس دعوت سے میں کیسے محروم رہوں اور ایسا بدقسمت کیسے رہوں؟)

جواب: جب نمی دانم ہے پھر فکر ہی نہیں مصیبت تو میدانم میں ہے۔ (یعنی جب آپ کی طرف سے ''میں نہیں جانتا'' ہے تو پھر کیا فکر ہے؟ مصیبت یہ سمجھنے میں ہے کہ ''میں جانتا ہوں'')

مکتوب: امید ہے کہ اس نالائق خادم کی خاص طور پر دستگیری فرمائی جائے گی کہ مستحق کرامت گناہ گارانند (گناہگار ہی نگاہ کرم کے مستحق ہیں)

جواب: مطمئن رہنا چاہئے کہ بعض ترقی اطمینان ہی پر موقوف ہے۔

مکتوب: عریضہ منسلکہ کل احقر نے بکس میں ڈالا تھا اور صبح کی نماز کے وقت جبکہ غالباً حضرت والا نے اس کو ملاحظہ فرمایا تقریباً اسی وقت میں احقر مسجد میں بیٹھا ہوا ذکر بارہ تسبیح میں مشغول تھا آخری تسبیح پڑھتے ہوئے بغیر کسی قسم کے نوم کے آنکھیں بند تھیں ایک عبارت دوھرے حرفوں میں لکھی ہوئی سامنے آئی جس میں سے صرف یہ لفظ احقر نے پڑھا اور اس کی ہیئت بھی پوری طرح یاد رہی (کنت) اس کے بعد پھر ایک عبارت سامنے آئی جو پڑھی نہیں گئی اس سے فارغ ہو کر حضرت والا کا جواب منبر پر سے اٹھا کر پڑھا تو گویا ثلج صدر ہو گیا اور حضرت نے جو امر اطمینان فرمایا تھا گویا عین اطمینان ہو گیا اللہ تعالیٰ اس دولت کو تادیر خیر و عافیت کے ساتھ ہمارے لئے قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

جواب: آپ کی خوشی سے خوشی ہوئی ادامہا اللہ تعالیٰ بکلینا (ہم دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ یہ خوشی باقی رکھیں) اور گو اس ''کنت'' کا سیاق و سباق معلوم نہیں لیکن کنت کا مدلول اکثر وہ حالت ہے جو پہلے تھی اب بدل گئی اور آپ کا حاصل مضمون یہ تھا کہ تاریکی نہیں گئی اور میرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ جاتی رہی گو ظہور موخر ہو تو ان قرائن سے ظاہراً ''کنت''

اپنے مدلول مذکور کے اعتبار سے میرے جواب کی تائید ہے کہ **کنت مظلما فیما سبق ولم تبق کذالک الان** (یعنی تم پہلے تاریکی میں تھے مگر اب ایسے نہیں رہے) واللہ اعلم

مکتوب: حضرت کے ارشادات ملفوظ ومکتوب کے بار بار استحضار سے پریشانی الحمدللہ بالکل رفع ہوگئی اور اب حال یہ ہے کہ اس کا گویا مشاہدہ کرتا ہوں کہ سارے اہل خانقاہ مجھ سے افضل ہیں اور اکثر (بلکہ اگر کل بھی کہوں تو شاید غلط نہ ہو) کے متعلق یہ احساس ہوتا ہے کہ افضیلت کے ساتھ مجھ سے اکمل بھی ہیں اور ان سب کے مجمع میں اپنا وجود ننگ وعیب معلوم ہوتا ہے۔

الحمدللہ کہ جہل مرکب سے جہل بسیط کی طرف آ گیا اور اب کسی کام کی اہلیت اپنے اندر نہیں پاتا اور اس کی وجہ سے پریشانی تھی لیکن حضرت کے ارشاد کے بعد وہ تو رفع ہوگئی اور یہ کہہ کر دل بہلاتا ہوں کہ مدارج علیا کی طلب اس کم ہمتی وضعف کے ساتھ محض طلب عبث ہے تیرے لئے تو یہی کافی ہے کہ طالبین کی فہرست میں تیرا نام ہو اور ان کے طفیل میں جان بخشی ہو جائے۔ **جواب:** مبارک مبارک۔

مکتوب: لیکن اس کا یہ اثر ضروری ہے کہ اس وقت فتویٰ لکھنا ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام میرے بس کا نہیں۔

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے خشیت کا یہ غلبہ دیا ہے تو اعانت بھی ہوگی جیسا احادیث میں وعدہ ہے اگر مدت معتد بہا کے بعد اس کی ضرورت محسوس ہوگی بعد میں مشورہ ہر وقت ممکن ہے۔

مکتوب: حضرت والا نے احقر کو ذکر لا الہ الا اللہ کی تلقین فرمائی تھی اور تعداد کو اس پر محمول کیا تھا کہ جس قدر آسانی بمداومت ہو سکے چند روز تک کیا تو چھ سو مرتبہ ہو سکا نیز ذکر بارہ تسبیح معمول مشائخ کو کبھی کبھی چاہتا تھا ان دونوں میں کر کے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ اس پر بھی مداومت کر سکتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ اس لئے عرض ہے کہ ذکر بارہ تسبیح یا صرف کلمہ طیبہ چھ سو مرتبہ ان دونوں میں سے کس کی مداومت احقر کے لئے انفع ہے تا کہ ہمیشہ کے لئے اس کو معمول بنالوں۔ **جواب:** سال بھر تک بارہ تسبیح پھر تہلیل۔

مکتوب: یہ نالائق غلام بدنام کنندہ خانقاہ اس کی توقع نہیں رکھتا کہ اپنے سے کبھی بھی کوئی عمل ایسا ہو سکے گا جو ذریعہ وصول ہو کیونکہ کمند کوتہ وبازوی سست وبام بلند۔ (کمند چھوٹی' بازو کمزور اور چھت اونچی) سارے ہی اسباب ناکامی جمع ہیں اس لئے اکثر یہ شعر پڑھا کرتا ہوں۔

کیف الوصول الی سعادودنہا. قلل الجبال ودونہن خیوف (سعاد (محبوب) تک کیسے پہنچوں جبکہ درمیان میں پہاڑوں کی چوٹیاں اوران سے پہلے خوفناک گھاٹیاں ہیں) لیکن حضرت والا کی عنایات وفیوض وبرکات کاشکریہ کس زبان سے ادا کروں کہ بایں ہمہ پریشانی نہیں اوراس کادل میں تقریباً یقین ہے کہ ان شاءاللہ محروم نہ رہوں گا۔

جواب: ان شاءاللہ تعالیٰ۔

مکتوب: اور یہ سمجھتا ہوں کہ اگر محروم رکھنا ہوتا تو یہاں آنے ہی کی توفیق نہ ہوتی۔

جواب: بیشک۔

مکتوب: اب حال یہ ہے کہ جو کچھ لکھا پڑھا تھا تقریباً سب سے ایک ذہول سا معلوم ہوتا ہے سوائے اس کے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہوں یا تنہائی میں پڑا رہوں کسی کام میں جی نہیں لگتا تمام متعلقہ کاروبار ایک آفت نظر آتے ہیں۔

جواب: اسی حالت میں کام کرنا مجاہدہ کا کام دے گا۔

مکتوب: اب گھر جانے کا وقت قریب آ گیا لیکن جب اس کا تصور بھی آتا ہے جو سخت اذیت ہوتی ہے اس کو کسی طرح جی نہیں چاہتا کہ یہ حالت کم بھی ہو اور پھر یہ سوچ ہے کہ اگر یہی حال رہا تو کام فتاویٰ وغیرہ کا کیسے چلے گا۔ جواب: خوب چلے گا۔

مکتوب: آج مدت کے بعد آخر شب کی نماز میں حضرت کی برکت سے وہ کیف محسوس ہوا کہ جو شاید لجادلوھم بالسیوف (اشارہ ہے حضرت ابراہیم ابن ادھم کے مشہور مقولہ کی طرف واللہ انالفی لذۃ الوعلمھا الملوک لجادلوناعلیھا بالسیوف" خدا کی قسم ہم ایسی لذت میں ہیں کہ اگر بادشاہوں کو اس لذت کا پتہ چل جائے تو وہ اس کی خاطر تلواریں سونت کر ہم پر چڑھ دوڑیں (فتح الملہم ص ۶۳۲ ج ۱) کہنے والوں کے حال کا کوئی حصہ تھا۔ قربان نگاہ تو شوم بازنگاہ ہے۔ (میں تیری نگاہ کے قربان ایک نگاہ اور)

جواب: ایک باز کیا بہت سے باز ان شاءاللہ تعالیٰ۔

مکتوب: امید کہ بقاء ورسوخ کی دعا فرمائی جائے گی۔ جواب: دل سے۔

مکتوب: کئی روز سے دفعتاً خیال آیا کہ میں نے اس کی طرف کبھی ہمت ہی صرف نہیں کی اور نہ تفصیلاً اعمال باطنہ میں غور کیا کہ کس کس کی اصلاح میرے لئے زیادہ ضروری تا بصحیح

مقامات چہ رسد (کیونکہ مقامات کی تصحیح تک تو کہاں پہنچوں گا) اس لئے عرض ہے کہ مجھے اس معاملہ میں کیا کرنا چاہئے ان اعمال کی تفصیل میں اب غور کروں یا نہیں اور اگر کروں تو اس کی کیا صورت ہے اگر کوئی کتاب دیکھنے کی ضرورت ہو تو حضرت ہی تجویز فرمادیں۔

جواب: کسی مستقل اہتمام کی حاجت نہیں میرے مواعظ کا مطالعہ میں رکھنا کافی ہوگا ان شاءاللہ۔

مکتوب: احقر نے عرصہ ہوا کہ خطبہ جمعہ کے بارہ میں ایک رسالہ بجواب استفتاء لکھا تھا جی چاہتا تھا کہ حضرت کی نظر فیض اثر سے گزارنے کا شرف حاصل کروں۔

جواب: الاعجوبه فی عربیة خطبة العروب۔ گو بہت سلیس تو نہیں مگر زیادہ عویص (مشکل) بھی نہیں اور موضوع پر کافی دال ہے اور عربیہ وعروبہ میں صنعت تجنیس بھی ہے عروبہ بمعنی جمعہ مشہور ہے منکر ومعروف دونوں طرح مستعمل ہے۔

مکتوب: اور اگر کہیں کہیں سے ملاحظہ بھی فرمالیا جائے اور تصدیقی دستخط ہوجائیں تو زہے شرف۔

جواب: میں ان دونوں امر کے لئے خود بے چین ہوں ضرور کروں گا۔

خواب: جناب مولوی محمود صاحب رامپوری دیوبند تشریف لائے تھے انہوں نے دو خوابیں احقر کے متعلق بیان فرمائے ایک یہ کہ دارالافتاء میں جس جگہ احقر بیٹھتا ہے وہاں پر حضرت گنگوہیؒ کو آرام فرما دیکھا۔

دوسرا یہ کہ احقر ایک جگہ کھڑا ہے اور مولوی صاحب بھی ہیں اور پاس ایک مٹکا رکھا ہے جس میں شراب ہے مولوی محمود صاحب نے فرمایا کہ یہ تو حرام ہے میں نے کہا ہاں حرام کیا بلکہ نجس بھی ہے اس کے بعد ہی میں نے ایک گلاس بھر کر اس میں سے پی لیا۔

تعبیر: حرام اس وقت مومن کے پینے کے لائق ہوتا ہے جب وہ متبدل بہ حال ہو جائے اشارہ ہے کہ رذائل متبدل بفضائل ہونے والے ہیں۔

بقیہ خواب: اور پھر مولوی محمود صاحب نے بھی پیا کہ جب مفتی پی رہا ہے تو ہمیں کیا عذر ہے اور پھر وہ اس اندیشہ میں رہے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے نشہ ہوگا اور کیا کیا حلال ہوگا۔ لیکن کچھ نہ ہوا۔ انتہی۔

تعبیر: کچھ نہ ہونا موید ہے اسی تعبیر کا کہ وہ شراب نہ رہی تھی۔

مکتوب: یہ ناکارہ ونالائق بدنام کنندہ چند نکوناں نے اپنے اسی حال بے حالی میں ہے زیادہ حسرت

اس کی ہے کہ جب بھی غور کرتا ہوں تو خود طلب ہی کا فقدان محسوس ہوتا ہے تا مطلوب چہ رسد۔

جواب: احساس فقدان یہ بھی ایک قسم ہے طلب بلکہ وجدان کی۔

بلا بودے اگر این ہم نبودے۔ (اگر یہ بھی نہ ہوتا تو مصیبت ہوتی)

مکتوب: لیکن حضرت کا ایک ملفوظ مبارک یاد ہے جس سے کچھ دل کو تسلی سی ہو جاتی ہے اور پھر اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ تسلی خود محمود نہیں ملفوظ یہ ہے کہ یہ وہ دربار ہے جہاں بھیک ملنے کے لئے زنبیل لانا اگرچہ شرط ہے مگر زنبیل بھی خود اس دربار سے تقسیم ہوتی ہے اس لئے اہل طلب کو تو مطلوب کی تلاش ہو گی اور میرا مرض چونکہ عدم مرض ہے اس لئے مجھے تو خود طلب کی تمنا ہے اور اس کا بھی کوئی سامان بغیر حضرت کی دعا و ہمت کے نظر نہیں آتا۔

جواب: سب ہو رہے گا لگا لپٹا رہنا چاہئے۔

مکتوب: اپنی محرومی پر اس لئے اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ بڑوں کا نام بدنام ہونا ہے۔

جواب: اور اگر انہیں بدنامی ہی میں مزا آئے۔

مکتوب: آخر شب کی نوافل تو مدت سے وقت پر نہیں ہوتیں صبح کو صلوٰۃ ضحیٰ کے ساتھ قضاء کرتا ہوں نتوان نھفتن درد از طبیبان' میرا وجود اگر میرے ہی لئے باعث تنگ ہوتا تو اتنا فکر نہ ہوتا مگر شرم اس کی آتی ہے کہ حضرت والا کی غلامی کی نسبت لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ جی چاہتا ہے کہ کوئی اس نسبت کو نہ سنتا تو اچھا ہوتا اس لئے دعا و ہمت کا بہت زیادہ محتاج ہوں۔

جواب: اس کا سبب ضعف جسمانی ہے جس کا اثر عزم پر طبعاً ہوتا ہے جس میں ایک گونہ غیر اختیاریت کا بھی درجہ ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس کا احساس ہے اور اس کا قلق ہے اسی میں لگا رہنا چاہئے ان شاء اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے درجہ مطلوبہ بھی میسر ہو جائے گا حقیقتاً یعنی وقوعاً یا حکماً یعنی لیکن چھوڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی چلنے سے نہ رکیں۔

خواب: شب گزشتہ میں احقر گھر والی میں میں آکر لیٹ گیا تھا لیٹنے کے متصل ہی اول توجہ دیکھا کہ والد صاحب مجھے یکا یک فرماتے ہیں کہ تیری ترقی ہو گئی۔

تعبیر: حضرت معاویہؓ کو شیطان نے تہجد سے سلا دیا پھر اگلی شب جگانے کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ روئے پیٹے بہت اور درجہ بڑھ گیا شاید اسی حسرت مذکورہ بالا پر اجر بڑھا ہو۔

مکتوب: میں سمجھتا ہوں کہ حضرت کے خدام میں سب سے زیادہ ضعیف الھمۃ والقوۃ اور سخیف الحال یہی ناکارہ ہے۔

جواب: یہ سمجھنا ہی تو بڑی نعمت ہے۔

مکتوب: بہاولپور ریاست میں قادیانی سے مسلمان عورت کا نکاح فسخ ہو جانے کا مقدمہ عدالت میں چلا اس کی پیروی کے لئے استاذ محترم حضرت شاہ صاحب کافی روز پہلے بہاولپور پہنچے دوسرے علماء کو بھی بلایا گیا جن میں میرا بھی نام تھا' میں حاضر ہوا اور بحمد اللہ بیان بھی دیا حضرت شاہ صاحب کی بیان کی بھی ترتیب تھی واپسی پر طبیعت علیل تھی حضرت کو اطلاع دی حسب ذیل جواب آیا۔

جواب: از اشرف علی' السلام علیکم' سعی بہاولپور مبارک ہو حق تعالیٰ کے نزدیک تو ان شاءاللہ مشکور ہی ہے خلق میں بھی مشکور ہو اور جماعت حقہ منصور ہو اور اس کی موافق قانون منظور ہو آمین۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ صحت ہوئی اللہ تعالیٰ قوت بھی بخشے یہاں ان شاءاللہ تعالیٰ کوئی تعب نہ ہوگا آزادی و بشاشت سے جتنا کام ہو سکے کیا جائے گا اگر رہ جائے گا کسی دوسرے وقت میں مکمل کر دیا جائے گا اب کی بار جی چاہتا ہے کہ سفر کا کرایہ بھی قبول کیجئے اور مدت قیام میں کھانا بھی' خواہ گھر کا پکا ہو خواہ ملاجی کے کھانے کی قیمت اور وہاں کسی طبیب سے اپنے مزاج کے موافق کوئی حریرہ یا کسی چیز کا شیرہ' خواہ کوئی غذا وغیرہ جس سے قلب و دماغ کو قوت پہنچے تجویز کرا لیجئے یہاں اس کا انتظام کیا جائے گا اس میں تکلف نہ کیا جائے اور اگر مدرسہ تنخواہ وضع کرے اتنی مقدار بھی پیش کی جائے گی بخدمت والد صاحب و جمیع اہلبیت سلام و دعا' اشرف علی۔

مکتوب: مکان کے متعلق اس دعا کی بھی سخت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ مبارک فرما دے اور اس وسعت مکان کو مکان حقیقی کی وسعت کا ذریعہ بنائے اور اپنی مرضیات میں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب: سب دعائیں کرتا ہوں۔

(ضروری تکلیف) صوفی محمود نے اپنے دواخانہ کی فہرست بھیجی ہے بعض ادویہ میری ضرورت کی ہیں کیا کسی موثوق بہ ذریعہ سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے یہ مبالغہ نہیں اگر اطمینان ہو جائے تو پھر منگا لوں میری ضرورت کا حال تقویت اعضاء و ہضم

طعام وتقویت اعصاب ہے خواہ ان ہی سے رائے لے لی جائے۔

مکتوب: اکثر یہی ہوتا ہے کہ جہاں آستانہ عالیہ سے جدائی ہوئی اس قسم کی کیفیات بھی آہستہ آہستہ رخصت ہو جاتی ہیں اور طبیعت ادب پر غالب آکر پھر وہی قدیم حالت قائم کر دیتی ہے۔

جواب: یوں ہی رسائی ہو جاتی ہے بچہ کی اگر صحت بھی مختلف رہتی ہو تب بھی ایک دن بالغ ہو جاتا ہے۔

مکتوب: کئی روز ہوئے معلوم ہوا کہ حضرت والا کے سر مبارک میں محراب کی ٹکر سے چوٹ آ گئی سخت پریشانی ہوئی لیکن ساتھ ہی زخم کے اندمال اور شفا کی خبر بھی سن لی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جواب: اخیر کی حالت تو قابل شکر ہے ہی اول کی حالت بھی اس لئے قابل شکر ہے دیر تک خون جاری رہنے سے تو معلوم ہوتا تھا چوٹ ہے لیکن الم ذرہ برابر نہ تھا۔

مکتوب: زیادہ افسوس اس کا ہے کہ جس راستہ میں حضرت کے زیر نظر قدم رکھا تھا اس میں کوئی قدم نہ چل سکا کچھ تو مشاغل ایسے ہیں کہ فرصت نہیں ملتی کچھ ضعف طبیعت اور مزید اس پر غفلت' غرض کچھ کام نہ کبھی ہوا اور نہ ہوتا نظر آتا ہے اس لئے ناکارہ غلام زیادہ محتاج' دعا و توجہ ہے کہ ایسی حالت میں یہی سرمایہ نجات نظر آتا ہے۔

جواب: ان شاء اللہ حرمان نہ ہوگا اگر سیر سے قطع نہ ہوگا اللہ تعالیٰ طیر سے قطع فرما دیں گے۔

(یعنی اگر راستہ چلنے سے قطع نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ آپ کو اڑا کر راستہ پورا فرما دیں گے)

مکتوب: شرح فقہ اکبری میں مضمون استواء علی العرش وغیرہ مفصل ہے احقر کے پاس یہ کتاب اپنی ذاتی بلا جلد کے موجود ہے اس کے اوراق بھیجنے میں کسی قسم کا ضرر نہ تھا بہتر معلوم ہوا کہ مع سیاق وسباق کے مطالعہ فرمانا زیادہ باعث اطمینان ہوگا۔

جواب: بہت کام چلا جزاکم اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: دارالعلوم میں جدید انتظامات کا شباب ہے سکوت وصموت کے سوا کوئی چیز مفید نظر نہیں آتی اگر یہی صورت قائم رہے تو بھی غنیمت معلوم ہوتی ہے کہ یکسوئی سے زندگی بسر ہو خطرہ اس کا ہے کہ کہیں اس طرح بسر کرنا بھی مشکل نہ ہو جائے دعا کی سخت احتیاج ہے۔

جواب: ضرورت تو دو چیزوں کی تھی دوا اور دعا' لا سبیل الی الاول فتعین الثانی

مکتوب: احقر کے گھر میں چند روز سے شدید درد سر کا دورہ ہوتا ہے بعض اوقات تمام

شب نیند نہیں آتی۔

جواب: اگر طبیب رائے دیں تو روغن کدو و روغن خشخاش کی مالش کی جائے۔

مکتوب: اپنی حالت تباہ کو بار بار لکھتے ہوئے شرم بھی آتی ہے اور اس سے چارہ بھی نہیں کہ کوئی کام نہیں ہوتا ہمت اور ارادہ پر ضعف وکسل کا غلبہ ہے دنیا کے کام تو دوسروں کے تقاضوں سے ہو بھی جاتے ہیں اور مدرسہ کا کام بھی فی الجملہ اسی سلسلہ میں داخل ہے مگر اپنا ذاتی کام اور معمولات بالکل مختل ہیں دعا کی سخت ضرورت ہے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سب سے اچھے بن جائیں گے بقول مولانا۔

طفل تا گیرا وتا پویا نبود: مرکبش جز گردن بابا نبود۔ بچہ جب تک بولنے کے قابل نہیں ہوتا تو باپ کی گردن ہی اس کی سواری رہتی ہے۔

تدبیر کا تو اثر دیکھ لیا اب تفویض کو دیکھنا چاہئے

مکتوب: ایسے وقت میں کہ تمام پیشہ ور قومیں تو الگ منظم طور پر مقابلہ پر کھڑی تھیں اور اپنی جماعت کی کمزوری اور افتراق جدا رنگ رکھا رہا تھا صرف حضرت والا کے مبارک والا نامہ احقر کے مدار اطمینان وتسلی ہوئے جب تشویش ہوتی ان کو بار بار پڑھ لیتا۔ الحمدللہ مختلف طلباء نے حضرت گنگوہیؒ اور حضرات نانوتویؒ کو اس قصہ میں بعبارات مختلفہ احقر کی تائید کرتے ہوئے دیکھا۔ جواب: تو یہ بلا بمعنی نعمت تھی۔

مکتوب: بالخصوص حضرت نانوتویؒ کو مع ایک جماعت علماء کے یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اسکا بھی وقت تھا اور اسی طرح کرنا چاہئے تھا اور یہ تو جب کوئی جس وقت بھی اس مسئلہ کو شائع کرتا شور وشغب ہونا ضروری تھا۔ جواب: بڑی تسلی کی بات تھی۔

مکتوب: یہ احقر تقریباً ایک عشرہ سے بیمار ہے ایک ہفتہ سے مدرسہ بھی نہیں جاسکا خفیف حرارت روزانہ ہو جاتی ہے اور نزلہ کی شکایت شدید ہے اور ضعف ونقاہت کچھ ایسا غیر معمولی ہے کہ ایک خط لکھنے سے بھی عاجز ہو رہا ہوں ذرا سا دماغی کام کرتا ہوں تو سر کو چکر آتا ہے چلنا پھرنا بھی دشوار ہے کسی کسی وقت بمشکل مسجد میں پہنچتا ہوں حضرت سے دعاء صحت کی درخواست ہے ضعف واضمحلال تو اول سے بھی کچھ طبعی ہو گیا ہے اور اب تو روز بروز بڑھتا جاتا ہے حوادث ونوازل کی پریشانیوں نے الگ ضعیف کر دیا ہے بڑی فکر اس کی

ہے کہ قویٰ کا خاتمہ ہو گیا اور زاد آخرت سے بالکل صفر الیدین ہوں۔

جواب: کیا قویٰ کا خاتمہ ہو جانا زاد آخرت میں داخل نہیں کیا اجر اعمال ہی پر موقوف ہے حوادث اضطراریہ پر اجر نہیں ملتا؟ اس سے تو اطمینان رکھئے اب صحت کی دعا کیجئے تا کہ دوسرا اجر بھی ملے۔

مکتوب: حضرت کی دعا وعنایت کے سوا کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔

جواب: دل سے دعاء فلاح وصلاح مادی وروحانی کی کرتا ہوں۔

دار العلوم دیوبند کے ارباب حل وعقد میں باہمی اختلاف کے ایک موقع پر حضرت کی خدمت میں دعا اور مشورہ کی درخواست پر مشتمل عریضہ بھیجا تھا جس کا تفصیل جواب آیا اس کے چند جملے ذیل میں درج ہیں؟

از اشرف علی بخدمت مولوی محمد شفیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دو فرمائشیں کی گئی ہیں ایک دعاء اس کے لئے تو ہر وقت بال بال مشغول دعا ہے قبول ہو جانا بھی محتمل ہے مگر عادۃ اللہ یوں ہے کہ محل دعا اگر فعل اختیاری ہو اور اختیار سے کام نہ لیا جائے تو دعا بھی قبول نہیں ہوتی جامع صغیر میں ایک حدیث کا ٹکڑا ہے کہ اگر متاع واسباب قصداً غیر محفوظ جگہ میں رکھ دیا جائے تو من جانب اللہ اس کی حفاظت نہیں فرمائی جاتی یعنی اگر چہ حفاظت کی دعا کرے اوکما قال اس لئے اس کی دعا کی اجابت میں بھی شبہ ہے مگر پھر بھی کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ میری تو اختیار سے باہر ہے شاید اس لئے قبول ہو جائے دوسری فرمائش مشورہ کی ہے اس کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است

(عقل حیرت سے جل اٹھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟)

اور قدرے تفصیل یہ ہے کہ یہاں کوئی مشورہ متعین نہیں کیونکہ دو حالیں ہیں عجز اور قدرت، بہر حالت کے متعلق جدا مشورہ ہے۔

دار العلوم کی سرپرستی سے استعفاء بمعرفت احقر

از اشرف علی، بعد تحریر خط ہذا مولوی محمد طیب کا خط باطلاع تجویز انعقاد جلسہ شوریٰ پہنچا جس میں تجویز طے شدہ متعلق التواء جلسہ کے خلاف کیا گیا اور اس خلاف کے متعلق نہ اجازت لی گئی نہ اطلاع کی گئی میں شکایت سے نہیں کہتا کیونکہ بعض مقامی مجبوریاں مقتضی

خلاف کو ہوتی ہیں اسی طرح مدت سے تجاویز کے خلاف کا سلسلہ جاری ہے اور چونکہ آئندہ بھی مجبوریوں کے سبب اس سلسلہ کا اجراء محتمل ہے اس لئے کوئی مشورہ تجویز کرنا عبث ہے اور مقصود سرپرستی سے یہی تھا پس سرپرستی محض بیکار بلکہ موجب مضار ہے اس لئے بدون کسی رنج کے من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه پر نظر وعمل کر کے استعفاء کا مسودہ بھیجتا ہوں جس سے مقصود استشارہ نہیں کیونکہ مدت متطاولہ کے تجربہ کے بعد اب اس کی گنجائش نہیں مقصود محض اطلاع اور استدعاء دعائے برکت ہے اگر کوئی صاحب وعدہ کریں کہ ہم جلسہ شوریٰ میں پیش کر دیں گے فبہا ورنہ جلسہ سے پہلے اس کو شائع کر دوں گا اور جلسہ میں اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دوں گا میرا اصلی مذاق یہ ہے کہ۔

خود چہ جائے جنگ وجدل نیک وبد   کیں دلم از صلحہا ہم میرمد

(اچھے اور برے میں جھگڑا کرنے کی مجھے کہاں فرصت' میرا دل تو مصالحتوں سے بھی بھاگتا ہے) مہتمم صاحب کو دکھلا دیجئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون. الایۃ

حامداً مصلیاً احقر اشرف علی عرض رسا ہے چونکہ آج کل مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے ارکان میں بعض مسائل انتظامیہ میں غیر معمولی اختلاف ہے جس کو بنا بر حسن ظن اختلاف اجتہادی کہنا احوط ہے اور منجملہ ان مسائل کے احقر کی سرپرستی کی نوعیت کا مسئلہ بھی ہے جو میری آزادی پسند طبیعت پر سب سے زیادہ گراں بھی ہے اور آئندہ ناگوار آثار کے ترتب کا بھی احتمال ہے اس لئے احتیاطاً واخذاً بالعزیمۃ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سنت کی اتباع میں نفس سرپرستی ہی سے اپنے کو معزول کرتا ہوں جو حقیقت میں تجدید واعادہ استعفاء سابق ہے امید ہے کہ اس کے بعد بقیہ مسائل جلدی سہولت سے طے ہو جائیں گے لیکن مدرسہ کی ہر خدمت مقدورہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ تباعد نہ ہوگا واللہ الموفق ۴ رجب ۱۳۵۴ھ یوم جمعہ مقام تھانہ بھون۔

نوٹ: اس کی نقل میرے پاس ہے اشرف علی۔

اطلاع۔ یہ جو کچھ میں نے کیا ہے مدتوں کے تامل اور دعائے استخارہ کے بعد اور متعدد احباب کے استشارہ کے بعد جو مجھ سے زیادہ مدرسہ کے بھی خیر خواہ اور آپ حضرات کے محب ہیں۔

مکتوب: اس وقت ہم خدام اور بالخصوص یہ ناکارہ ایسے حالات میں گزر رہے ہیں کہ کوئی راہ عمل ہی سمجھ میں نہیں آتی۔

جواب: اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت خفیہ ہے ضیق ہی کے بعد انفراج ہوتا ہے اذا ضاقت بکم البلوی ففکر فی الم نشرح (جب کوئی مصیبت تمہیں گھیر لے تو سورہ الم نشرح میں غور وفکر کیا کرو) بزرگوں کا قصیدہ معمولہ اس طرح شروع ہوا اشتدی ازمة (منادی) تنفرجی (اے مصیبت تو سخت ہو جا' جلد دور ہو جائے گی) اس میں اشتداد کو طلب کیا ہے انفراج کے ترتب کے لئے۔

مکتوب: پرسوں اہل شہر کے بعض حضرات نے حاضری آستانہ کا مقصد اس غرض کے لئے کیا کہ حضرت سے واپسی استعفاء کے لئے عرض کریں اور حضرت کو دیوبند لانے کی دعوت دیں احقر اور حضرت میاں صاحب مدظلہم کی رائے اس جزو کے خلاف تھی کہ حضرت والا کو ایسے ہڑبونگ کی حالت میں یہاں تشریف لانے کی تکلیف دیں اس لئے حضرات اہل شہر سے اس کی معذرت کردی کہ ہم اسے مناسب نہیں سمجھتے۔

جواب: میرا متاثر نہ ہونا آپ کے اور حضرت میاں صاحب کے مافی الضمیر کا فیض تھا ورنہ بہت زور لگایا ضابطہ کا عذر بھی کرتا رہا کہ جب کوئی کام کرنے والا نہیں تو واپسی استعفاء وحاضری سے فائدہ بھی کیا۔

مکتوب: بعد مغرب چھ رکعت صلوٰۃ الاوابین کا معمول زمانہ طالب علمی سے ہے اور الحمد للہ کہ اس پر دوام نصیب ہے نماز عشاء کے ساتھ وتر سے پہلے چار رکعت بہ نیت قیام اللیل کا معمول بھی مدت سے ہے اور الحمد للہ یہ بھی اکثر ناغہ نہیں ہوتی بعد العشاء حسب ضرورت کتب بینی یا کسی تحریر کے لکھنے کی گھنٹہ ڈیڑھ تک عادت ہے آخر شب میں صبح سے ایک گھنٹہ قبل اٹھنے کا معمول ہمیشہ رکھنا چاہتا ہوں مگر اس پر قابو نہیں ہوتا کبھی آنکھ کھل جاتی ہے کبھی نہیں۔ گرمی کے موسم میں تو اکثر نہیں کھلتی جاڑے کے ایام میں کھل جاتی ہے تو چار چھ رکعات تہجد نصیب ہو جاتی ہے ذکر کا وقت بھی بعد نماز تہجد مقرر کر رکھا ہے جب اس میں خلل آتا ہے تو ذکر بھی چھوٹ جاتا ہے جس کو آدھا تہائی بعد نماز صبح بقدر فرصت کرتا ہوں ذکر میں حسب تلقین حضرت والا بارہ تسبیح کا ذکر معمول ہے لیکن اس گڑبڑ میں اکثر چھ تسبیحات سے زائد کبھی نہیں

ہوتا الا قادراً۔ الغرض نماز تہجد اور ذکر پر نہ مداومت نصیب ہے اور نہ ذکر پورا ہوتا ہے۔

جواب: جس موسم میں کامیابی ہو جاتی ہو اس میں تو اصل معمول پر عمل رہے اور جس میں کامیابی اکثر نہ ہو تہجد بعد عشاء اور ذکر خواہ بعد العشاء یا بعد المغرب وھذا اولی ان لم یمنع مانع ولیکن التعشی بعدالذکر (اور مغرب کے بعد زیادہ بہتر ہے اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو اور بہتر ہے کہ کھانا ذکر کے بعد کھائیں)

مکتوب: بعد نماز صبح طلوع آفتاب تک ذکر جس قدر ہو سکے کرنے کے بعد چار رکعت صلوٰۃ ضحیٰ کا معمول ہے اور اس پر الحمدللہ مداومت نصیب ہے اس کے بعد دن بھر سوائے فرائض وسنن کے اور کوئی ذکر یا نفل معمول میں نہیں ہے صرف تلاوت قرآن مجید نصف پارہ بعد ظہر کا معمول ہے وہ بھی ہجوم مشاغل کے وقت اکثر رہ جاتا ہے۔

جواب: اتنا ہی چلتے پھرتے پڑھ لیا جائے خواہ ترتیب سے خواہ دو حزب بنا لئے جائیں۔

مکتوب: ذکر میں طبعاً تو ذکر بارہ تسبیح سے دلچسپی ہے او چلتے پھرتے بھی ذکر لا الہ الا اللہ سے دلچسپی بہ نسبت مجرد اسم ذات کے زیادہ ہے۔

جواب: الحمدللہ طبیعت اصل کے موافق ہے۔

مکتوب: لیکن بارہ تسبیح میں تکان اکثر ہو جاتا ہے یہ وجہ بھی بعض اوقات ذکر پورا نہ ہونے کی ہو جاتی ہے۔ جواب: جہر وضرب کا التزام چھوڑ دیں۔

مکتوب: اب درخواست یہ ہے کہ آج کل تو وقت خالی ہے ذکر بارہ تسبیح بھی آسانی سے پورا ہو سکتا ہے اور دوسرے اذکار بھی ان میں جو اور جس قدر اس ناکارہ کے لئے انسب ہو وہ تجویز فرما دیا جائے اور اوقات تغیر تبدل کی ضرورت ہو تو وہ بھی اور ہر حال میں دعا توفیق کی سخت حاجت ہے۔

جواب: ان سب میں اپنا فراغ اور تحمل دیکھ لیا جائے جدید ذکر سے معمول قدیم میں اضافہ انفع ہے جس جزو میں دلچسپی زیادہ ہو اور خصوصی رمضان میں تلاوت قدرے زیادہ کی جائے۔

مکتوب: ملفوف گرامی اور ترجمہ التعرف کے اوراق وصول ہوئے ترجمہ میں جو لفظی ومعنوی اصلاحات تحریر فرمائی تھیں ان میں سے ایک ایک کو پڑھتا جاتا تھا اور اس کے لطف لفظی ومعنوی سے اس قدر محظوظ ہوتا تھا کہ بیان مشکل ہے میں اب تک اس غلط فہمی میں تھا کہ حضرت کے معانی کو ہم اپنے الفاظ میں ڈھال سکتے ہیں مگر اب روز بروز یہ حقیقت کھلتی جاتی

ہے کہ تصنیف میں بلکہ عام گفتگو میں بھی جو الفاظ حضرت کی زبان و قلم سے نکلتے ہیں کچھ ایسے جامع مانع ہوتے ہیں کہ ان کی جگہ کیسے ہی بہتر الفاظ لائیں وہ جامعیت پیدا نہیں ہوتی۔

جواب: یہ آپ کی محبت اور قدر دانی ہے ورنہ بے تکلف میری تو یہ حالت ہے کہ۔

نہ بنقش بستہ مشوشم نہ بحرف ساختہ سرخوشم　　نفسے بہ یاد تو میزنم چہ عبارت و چہ معانیم

(نہ نقش و نگار بنا کر مجھے کچھ تشویش ہے نہ حرف جوڑ کر خوش ہوں، بس آپ کی یاد میں سانس لے رہا ہوں کیا میری عبارت اور کیا اس کے معانی؟)

مکتوب: حضرت نے اصلاحات کے بیان میں اپنے اوپر تعب برداشت فرما کر بیان اس قدر سہل فرمادیا تھا کہ مجھے اس کی درستی میں ذرا سوچنے کی ضرورت باقی نہ چھوڑی تھی۔

جواب: کچھ تعب نہیں ہوا بس اتنا ہوا جیسے کھانا کھانے میں لقمہ توڑنے سالن لگانے منہ میں رکھنے سے ہوتا ہے۔

مکتوب: پہلے عریضہ میں یہ شکایت لکھی تھی کہ قلب پر ایک حجاب سا معلوم ہوتا ہے الحمدللہ کہ اگلے ہی روز سے یہ حجابات رفع ہو کر ایک نشاط عمل پیدا ہوگیا۔

جواب: بارک اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: جس سے مجھے یقین ہوا کہ آج حضرت کی خدمت میں عریضہ پہنچا ہے اور ابھی حضرت والا کی توجہ اس طرف ہوئی ہے اسی وقت یہ اثر زائل ہوگیا اور الحمدللہ کہ یہ ناکارہ غلام ذرا قلب کی طرف توجہ کرتا ہے تو سمت تھانہ بھون سے اپنے قلب تک نورانی شعاعوں کی مثل ایک تار سا لگا ہوا پاتا ہے۔　　جواب: حسن ظن کے ثمرات ہیں۔

مکتوب: پہلے بھی ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں چند روز حاضری کے بعد کچھ عرصہ تک یہ کیفیت رہی تھی پھر انہماک مشاغل و ذواہل سے زائل ہوگئی تھی اب بھی جب اس کے زوال کا احتمال پیدا ہوتا ہے تو جی گھبراتا ہے حضرت اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب: دعا کرتا ہوں مگر بسط کی طرح قبض بھی نافع ہے۔

مکتوب: ناکارہ خادم بفضلہ تعالیٰ اب بعافیت ہے مگر علالت کی وجہ سے جو معمولات چھوٹ گئے تھے اب تک ان کی پابندی نصیب نہیں ہوئی کوشش کرتا ہوں مگر کبھی ضعف کی وجہ سے اور کبھی غفلت و کسل کے سبب رہ جاتے ہیں۔

جواب: تعجیل مناسب نہیں تدریجاً التزام ہو جائے گا۔

مکتوب: جماعتیں ڈیڑھ سو دو سو آدمیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے آواز پہنچانے میں تکلیف ہوتی ہے بمشکل وقت پورا کرتا ہوں۔

جواب: ذمہ دار سے اطلاع ضروری ہے۔

مکتوب: حضرت میاں صاحب مدظلہم نے طویل رخصت لے لی ہے اور امسال کام کرنے کا قصد نہیں معلوم ہوتا ان کی رائے میری مصلحت سے یہ ہے کہ ان کو ابوداؤد میں پڑھاؤں میرا بھی دل چاہتا ہے کہ حدیث کا مشغلہ حاصل ہو جائے اس لئے بنام خدا تعالیٰ ان کی کتاب کا بھی سبق شروع کر دیا ہے حضرت بھی دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ ظاہری اور باطنی امداد فرمائیں۔

جواب: دل سے دعا ہے کہ لحن داؤدی و اخلاص داؤدی عطا ہو۔

مکتوب: دلائل القرآن کے لئے بھی ایک وقت مقرر کر رکھا ہے الحمد للہ تھوڑا تھوڑا روزانہ ہو جاتا ہے۔ جواب: اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور تکمیل فرمائے۔

مکتوب: ایک باب سجود لغیر اللہ کے متعلق کسی قدر مفصل ہو گیا ہے اس کو ملاحظہ کے لئے علیحدہ بھیجتا ہوں برائے کرم اصلاح فرما کر واپس فرما دیا جائے۔

جواب: دیکھا دل خوش ہوا کہیں کہیں پنسل سے نشان بنایا ہے وہاں نظر ثانی کر لیجئے۔

مکتوب: اگر حضرت کے نزدیک مناسب و مفید ہو تو اس کو علیحدہ بھی بشکل رسالہ مع ترجمہ شائع کر دیا جائے۔ جواب: واقعی ضرورت ہے۔

مکتوب: اس صورت میں کوئی نام بھی تجویز فرما دیا جائے۔

جواب: پیشانی خط پر لکھ دیا (المقالۃ المرضیۃ فی حکم سجدۃ التحیۃ)

مکتوب: ان کاموں کے مشغلہ اور پھر ضعف کی وجہ سے تہجد اور ذکر تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بالکل متروک ہو رہا ہے۔

جواب: اگر حضرت محبوب مسکین محب کے نقص ہی میں حکمت و مصلحت رکھ دیں تو وہ نقص بحکم کمال ہی ہے۔

مکتوب: شروع سال سے احقر نے اپنا طرز عمل یہ کر رکھا ہے کہ نہ کسی مجلس میں جاتا ہوں نہ کسی سے بلا ضرورت شدیدہ ملتا ہوں یہاں تک کہ مولوی طیب صاحب اور مولوی

طاہر صاحب کے یہاں کا جانا بھی متروک ہے۔

جواب: بس امن وعافیت ان شاء اللہ تعالیٰ اسی میں ہے اگر خواہی سلامت بر کنا راست۔ (اگر سلامتی چاہتے ہو تو وہ کنارہ پر ہے)

مکتوب: اس میں دشمنوں کی سازشوں اور افترات کے لئے تو یدان وسیع ہوتا ہے مگر اپنے قلب میں ایک سکون محسوس ہوتا ہے۔

جواب: معیت حق کی ساتھ کوئی چیز مضر نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مکتوب: اگر حضرت کے نزدیک یہی مناسب ہو تو اس پر قائم رہوں ورنہ جیسا ارشاد ہو اس کی تعمیل کروں۔

جواب: مناسب کیا میں تو واجب سمجھتا ہوں۔

مکتوب: ناکارہ غلام کو خدمت اقدس سے واپس آنے کے بعد پھر مرض سابق کی زیادتی اور بیحد ضعف ہو گیا تھا اب الحمد للہ تین چار روز سے عافیت ہے ضعف بھی کم ہے حضرت کی دعا سے توقع ہے کہ اب مرض وضعف جلد ختم ہو جائے گا لیکن میری عملی حالت ایک مدت سے بہت خراب ہوتی جارہی ہے مولوی کہلاتا ہوں اور خدمت اقدس کی حاضری کی وجہ سے لوگ کچھ اور بھی سمجھتے ہیں لیکن میری عملی حالت ایسی سقیم ہے کہ ہر عامی سے عامی آدمی مجھ سے بہتر ہے نماز اور جماعت تک ٹھکانے سے ادا نہیں ہوتی اور اوراد واشغال اور قیام لیل کا تو پوچھنا کیا تمنا ہوتی ہے کہ کاش حضرت کی طرف احقر کی نسبت مشہور نہ ہوتی اور بالکل عامیانہ حالت میں بسر ہوتی کہ تلبیس کے گناہ سے تو محفوظ رہتا۔

جواب: السلام علیکم۔ طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق (اللہ تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے ہیں جتنے مخلوق کے سانس) ان طرق میں ایک طریق بلکہ اقرب۔ (قریب ترین راستہ) طریق یہ ناکارگی بیچارگی پریشانی پشیمانی بھی ہے مگر طبعی اثر کے اعتبار سے عقرب (بچھو یعنی تکلیف دہ ہے) ہے مریض کو رائے قائم کرنے کا حق نہیں جس شخص کو طبیب سمجھا جائے اس کی تشخیص پر اعتماد ضروری ہے بس بالکل بے فکر رہے قطع مسافت ہو رہی ہے اس کو قطع طریق نہ سمجھا جائے واللہ الہادی۔

مکتوب: البتہ محض حضرت کے فیض صحبت اور حق تعالیٰ کی رحمت سے باطنی حالت

میں ایک شگفتگی ضرور محسوس ہوتی ہے۔

جواب: اوپر کافی شافی وافی فیصلہ گزر چکا بقیہ کا جواب فلرحمن الطاف خفیہ (رحمان کی چھپی ہوئی مہربانیاں ہیں)

مکتوب: حضرت کی زیارت کے لئے طبیعت بے چین ہے ہجوم مشاغل کی وجہ سے عریضہ بھی لکھنے کی فرصت کم ملتی ہے مگر حضرت کے الطاف کریمانہ سے توقع ہے کہ یہ ناکارہ غلام اور اس کے حوادث فراموش نہ ہوئے ہوں گے کہ دنیا و آخرت میں یہی سہارا ہے۔

جواب: مجھ کو تو فخر ہے کہ میں اہل اللہ کو ہر حالت میں دل میں رکھتا ہوں۔

مکتوب: والد صاحب مدظلہم بھی سلام عرض فرماتے ہیں اور حسن خاتمہ کی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

جواب: میرا بھی سلام کہیےاور عرض کیجئے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ معمول سے زیادہ دعا کرونگا۔

مکتوب: والد ماجدؒ کی حالت تو کئی روز سے نازک تھی آج بروز جمعہ صبح ساڑھے سات بجے رحلت فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون.

جواب: انا للہ و انا الیہ راجعون.

مکتوب: یہ دن شدنی تھا ہو گیا والد کی جو شفقت اولاد پر ہوتی ہے وہ معلوم مگر والد مرحوم کی میری ساتھ کچھ ایسی خصوصیت تھی کہ ان کی شفقت مجھ پر والدہ کی طرح تھی ہر وقت ان کی خدمت میں رہنے کا عادی تھا طبیعت بے چین ہے۔

جواب: ہونا چاہیے۔

مکتوب: مگر الحمد للہ صبر کرتا ہوں۔

جواب: وفقکم اللہ تعالیٰ.

مکتوب: لیکن والد مرحوم کی طرف سے اسکی بے چینی ہے کہ دیکھئے ان سے کیا معاملہ ہو۔

جواب: یہ بے چینی تو ان کے اور آپ کے حق میں رحمت ہے ورنہ دعائے مغفرت وایصال ثواب کا اہتمام کیسے ہوتا جب اہتمام نہ ہوتا تو اس اہتمام کا ثواب کیسے ملتا۔

مکتوب: الحمد للہ ظاہری حالات نہایت امید افزا ہیں کہ خالص ذکر اللہ پر خاتمہ ہوا۔

جواب: سبحان اللہ۔

مکتوب: صبح کی نماز کے لئے وضو کو بیٹھانے کے لئے فرمایا احقر نے بیٹھایا تو طاقت نہ تھی نزع کی کیفیت طاری ہوگئی لٹادیا گیا پر کچھ دیر کے لئے ہوش سا آ گیا مگر تمام اس حالت میں توبہ استغفار کرتے رہے پھر بالکل آخری کلام اللہ اللہ تھا کہ ختم ہوگئے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ امید قریب یقین ہے کہ ہونا چاہئے کہ فضل ورحمت ہوگا۔

مکتوب: حضرت سے بصد نیاز التجاء ہے کہ والد مرحوم کی مغفرت اور معاملہ رحمت کے لئے خاص طور پر دعا فرمادیں۔

جواب: دعا کی بھی ہے اور کروں گا بھی ان کا تعلق میرے ساتھ من وجہ آپ سے بھی زیادہ ہے۔

مکتوب: میرا قلب زیادہ تر اس طرف لگا ہوا ہے کہ کسی طرح حق تعالیٰ اس سے اطمینان فرمادیں۔

جواب: بھی ہورہے گا باقی اس میں جتنی دیر ہوگی وہ بھی رحمت ہے کما سبق.

مکتوب: حق تعالیٰ حضرت والا کے سایہ کو عافیت وخیر کے ساتھ احقر کے سر پر سلامت رکھے کہ میں بالکل اب بھی ایسا ہی اپنے کو پاتا ہوں جیسے والد کے زیر سایہ۔

جواب: مجھ کو بھی کچھ تعلق بڑھ گیا والسلام اشرف علی۔

مکتوب: اس وقت سب سے بڑی پریشانی تو یہ ہے کہ سراسر گناہوں میں غرق ہوں اعمال کی تو کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی۔ ضعف کے ساتھ کسل بھی مل گیا ہے کہ جس قدر عمل کی قوت ہے وہ بھی پورا نہیں ہوتا۔

جواب: کیا ان فوات کا کوئی بدل نہیں، یہی پریشانی اور شکستگی بدل اور نعم البدل ہے بالکل اس کا یقین رکھیں۔

مکتوب: ادھر سب بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کا خیال بار بار آتا ہے۔

جواب: یہ بھی ایک عمل فاضل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود ازواج مطہرات ؓ سے فرمایا کہ اپنے بعد مجھ کو تمہاری فکر ہے۔

مکتوب: کبھی کبھی اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں ایسے خیالات نہیں آنے چاہئیں مگر یہ خیالات پیچھا نہیں چھوڑتے۔

جواب: عبادت کا پیچھا نہ چھوڑنا تو رحمت ہے جب طاعت ہے تو کیا اس کو اہتمام

آخرت کی فردنہ کہیں گے؟

مکتوب: افسوس ہوتا ہے کہ ساری عمر تو دنیا کے جھگڑوں میں گزار دی اب یہ وقت جو عمر کا آخری حصہ معلوم ہوتا ہے یہ بھی انہی جھگڑوں میں گزرتا ہے آخرت کا اہتمام جتنا ہونا چاہئے اس کا کوئی حصہ بھی نصیب نہیں۔

جواب: دل سے دعا ہے اور تنبیہ بالا بھی دستگیری ہے۔

مکتوب: تمنا ہے کہ ایک مرتبہ پھر حضرت کی زیارت نصیب ہو جائے۔

جواب: ایک کیا معنی؟ ہاں اگر ایک اعتباری ہو تو متعدد بھی واحد میں ہے۔

مکتوب: اس ہفتہ میں اگر کچھ بھی اطمینان نصیب ہوا تو حاضری کا قصد ہے۔

جواب: بشرطیکہ سہولت سے تحمل ہو اور کوئی ساتھ ہو اگر سید آسکیں تو ان کا کرایہ میں پیش کر دوں گا۔

مکتوب: مرض بظاہر کوئی ایسا شدید نہیں ہے جس کو دیکھ کر طبیب نا اُمید ہو۔

جواب: بس معلوم ہوا کہ وہم ہے۔

مکتوب: مگر ضعف و اضمحلال اس قدر بڑھتا جا رہا ہے کہ یہی ایک مستقل مرض ہے۔

جواب: صحیح ہے مگر قلیل العمر۔

مکتوب: صحت ظاہری و باطنی کی دعا کے لئے بالفعل ایک روپیہ ارسال خدمت کرتا ہوں وظیفہ کے بعد دعاؤں میں احقر کا نام بھی شامل کر دیا جائے اس کے ختم ہونے کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ اور روپیہ بھیج دوں گا۔ جواب: بہتر و قد فعل۔

خواب: ۱۳/ شعبان روز شنبہ کی شب میں ایک خواب احقر نے دیکھا مجھے کبھی خواب یاد نہیں رہتا مگر یہ مثل رویا عین کے یاد ہے اور بظاہر عجیب سا ہے اگر کوئی تعبیر ذہن سامی میں وارد ہو تو مطلع فرمایا جائے واقعہ یہ ہے کہ آخر شب میں گھڑی نے الارم بجایا تو احقر اُٹھ کر بیٹھ گیا مگر آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے یہ آواز کان میں پڑی اذھب بقراب سلف (یعنی سلف صالحین کا بڑا تھیلا لے جاؤ (جس میں مسافر اپنا زاد راہ اور اسلحہ رکھتا ہے) اور دل میں یہ واقع ہوا کہ یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں مگر زیارت تام نہیں ہوئی کوئی حلیہ وغیرہ کچھ ذہن میں نہیں اسی آواز کے ساتھ ساتھ دیکھتا

ہوں کہ ایک چھوٹی سی سیدھی تلوار جو میان میں مستور ہے میرے ہاتھ میں دے دی گئی اور میں نے اس کو کرتہ کی داہنی آستینوں کے اندر لے لیا اسی وقت مخدومی حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دام مجدہم کو دیکھا کہ وہیں تشریف رکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں یہ کیا ہے میں نے میان سے تلوار نکال کر دیکھی تو ایسی ہے جیسے کچھ مستعمل ہو مگر بہت تیز اور پھر میان میں رکھ لی اتنا واقعہ دیکھ کر نیند کا غلبہ جاتا رہا اور آنکھ کھول دی اور بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیا خواب ہے اور کیا اس کی مراد ہے اور یہ تلوار مجھے کس غرض کے لئے عطا ہوئی تو معاً بلا کسی غور وفکر کے یہ آیت ذہن میں آئی۔ **ترهبون به عدو الله وعدوكم** (جس سے اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمنوں پر دھاک بیٹھے) فقط۔

تعبیر: کوئی دینی خدمت اللہ تعالیٰ کو لینا منظور ہے جس سے اسلام کو قوت اور کفر کا اضمحلال ہو مگر ابھی اس کے اعلان کا وقت نہیں اسی لئے قولاً بھی لفظ قراب فرمایا گیا اور فعلاً تلوار مع نیام عطا ہوئی اور مستعمل سے مراد معمول ومسلوک ہے خوخاصہ ہے سنت کا اور تیز ہونا حق کا ظاہر ہے واللہ اعلم۔

مکتوب: احقر کی عادت خط لکھنے میں عام طور پر یہی ہے کہ اوپر اپنا نام لکھ کر نیچے مکتوب الیہ کے القاب وغیرہ لکھتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ طریق سنت یہی ہے مگر بڑوں کو اور بالخصوص حضرت والا کی خدمت میں اس طرح لکھنے سے طبیعت ہمیشہ رکتی ہے آج بے ساختہ اس طرح لکھا گیا خیال آیا تو کاٹ دینے کا ارادہ ہوا پھر یہ سمجھ میں آیا کہ حضرت والا سے دریافت ہی کرلوں کہ یہ طبیعت کا رکنا محض رسم ورواج کی بنا پر اور غیر محمود ہے یا منشاء ادب ہونے کی وجہ سے محمود ہے امید ہے کہ حضرت والا اس پر متنبہ فرمائیں گے۔

جواب: یہ ادب کے خیال سے محمود ہے مگر بالغیر یعنی ادب اور عمل بسنت محمود بالذات ہے اور محمود بالذات کو ترجیح ہوگی محمود بالغیر پر تو اصول شرعیہ کے اعتبار سے جواب ہے اور اس میں ایک عقلی مصلحت بھی ہے کہ اپنا نام اخیر میں لکھنے میں بعض اوقات کسی عارض سے ذھول بھی ہو جاتا ہے وقد وقع غير مرة (اور ایسا کئی مرتبہ ہوا) اور ایک طبعی عذر سے کاتب نے کسی دوسرے سے لکھوایا ہو تو پہچاننے سے مضمون کے ہر جزو سے خاص اثر لیتا رہے گا اور ابہام کی صورت میں اس میں غلطی ہو سکتی ہے پھر اخیر میں نام دیکھ کر تبدیل خیال کی کلفت ہو

گی بہر حال شرعاً وعقلاً وطبعاً ہر طرح یہی طریقہ محمود ہے لیکن اگر کسی کو ان مقتضیات پر نظر نہ جائے اور وہ اس تقدیم سے بہ خیال ادب بچے تو اس کو تارک سنت بھی نہ کہیں گے کیونکہ یہ سنت عادت ہے سنت عبادت نہیں جس پر بالذات وعدہ اجر اور ترک میں کراہت ہو واللہ اعلم۔

مکتوب: حضرت والا سے درخواست ہے کہ کوئی تدبیر حصول طلب وشوق کی ارشاد فرمائی جائے۔

جواب: بشارات اور وعیدوں کا استحضار اور کچھ مناسب جرمانہ کا اعتیاد اور حق تعالیٰ سے دعا وابتہال یہ مجموعہ ان شاء اللہ کافی ہوگا بقدر ضرورت التزام کی توفیق ہو جائے گی گو تقاضائے شدید نہ ہو کیونکہ غائب وحاضر کا برابر ہو جانا عادت وطبیعت کے خلاف ہے الا بجاذب من الحق۔

مکتوب: ہر چند اس کا التزام کرتا ہوں کہ عشاء کے بعد کوئی کام نہیں کرتا فوراً سو جاتا ہوں ادعیہ منقولہ مثل اواخر سورہ کہف وغیرہ بھی پڑھتا ہوں الارم لگا کر رکھتا ہوں مگر الارم کی بھی خبر نہیں ہوتی اب بجز حضرت والا کی دعا وتوجہ کے کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

جواب: اصل تدبیر ازالہ ہے ضعف کا' دعا بھی معین ہو جاتی ہے۔

مکتوب: بعد مغرب ذکر بارہ تسبیح کرتا ہوں مگر اس وقت بھی صرف چھ تسبیح ذکر کرنے کے بعد دل ودماغ جواب دے دیتے ہیں حالانکہ ضرب وجہر خفیف ہی کا التزام کرتا ہوں الا احیاناً۔ اب ایک صورت تو یہ ہے کہ کوئی دوسرا وقت نکال کر بقیہ چھ تسبیحات اس وقت پوری کرلوں یا اسی قدر پر اکتفا کروں حضرت کے ارشاد کے مطابق ان شاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا۔

جواب:

گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روئے طبع   سخت می گیرد جہاں بر مردمان سخت کوش

(اس نے کہا کہ اپنے اوپر ان کاموں کو اختیار کرو جو آسان ہوں کیونکہ قانون قدرت یہ ہے کہ سختی اختیار کرنے والے پر جہان بھی سختی کرتا ہے)

خواب: دوسری عرض ایک خواب کے متعلق ہے کہ تقریباً ایک ہفتہ ہوا نصف شب کے وقت' حضرت والا کی زیارت سے مشرف ہوا گویا حضرت احقر کے مکان پر تشریف لائے ہیں اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تقبیل کے متعلق تم نے کتاب دیکھی ہے یا نہیں (ایسا محسوس کرتا تھا کہ حضرت نے اس سے پہلے کسی اشکال کی وجہ سے اس مسئلہ پر کتابیں دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا اس کی تاکید کے لئے اس وقت یہ جملہ فرمایا) میں نے عرض کیا کہ اب تک

دیکھنے کا وقت نہیں ملا اب دیکھوں گا اور غالباً طریقہ محمدیہ میں یہ مسئلہ مل جائے گا یہ تو حضرت سے عرض کیا اور اپنے دل دل میں یہ بھی سوچ رہا ہوں کہ عالمگیری کتاب الحضر والا باحتہ میں یہ مسئلہ ہے اب اس کو بھی دیکھوں گا اس اثناء میں آنکھ کھل گئی مطلب سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے حیرت سی ہوئی کہ تقبیل سے کیا مراد ہے اور اس پر کیا اشکال ہے جس کے دیکھنے کا ارشاد فرمایا گیا اگر کوئی مطلب ذہن سامی میں وارد ہو تو مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اول بار میں تو شرح صدر کے ساتھ کچھ سمجھ میں نہیں آیا گو تکلف سے کچھ حل ہوا مگر خود تکلف ہی پسند نہیں دوسری بار جو خط پڑھا بے ساختہ خیال آیا کہ اس وقت جو تقبیل ایدی کی جو اہتمام کے ساتھ عادت ہوگئی ہے میں اس کے محذورات بھی بیان کیا کرتا ہوں شاید خواب میں اس کی طرف متوجہ کیا گیا ہوگا خواہ عمل کے لئے خواہ ضبط کے لئے تاکہ دوسروں کو بھی معلوم ہو جائے واللہ اعلم اگر کسی وقت اس کے متعلق کچھ لکھا جائے اس کا نام یہ مناسب ہے تقبیل (بمعنی اصلاح) الھادی یا تعدیل الھادی (لانہ لم ینہ عن نفس التقبیل بل عن المحذورات المنضمہ الیہ) فی تقبیل الایادی

(عجائب اتفاق سے ہے کہ بار بار خیال آنے کے باوجود اس رسالہ کی تصنیف تعویق میں پڑی رہی تا آنکہ آخر عمر میں جب کہ امراض بھی لگے ہوئے ہیں اس کے لکھنے کا اتفاق ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ میں ہوا لکھا گیا اور بالفعل ماہنامہ البلاغ میں اشاعت کے لئے دیا گیا۔ ۱۲ محمد شفیع)

مکتوب: محمد زکی سلمہ کیلئے الحمدللہ مرید ہونے کی کھلی ہوئی برکت ظاہر ہوئی کہ نماز کا بہت ہی شوق ہو گیا عشاء کی نماز کے وقت پہلے سو جاتا تھا اب بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہتا ہے۔

جواب: ماشاء اللہ دعا کیجئے مجھ کو بھی اس بے گناہ بچہ کی برکت نصیب ہو اور ہمت عمل واستقامت واخلاص عطا ہو۔

مکتوب: آج ماہ مبارک شروع ہو گیا اور مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کس طرح اور کہاں گزرے گا۔

جواب: ہرچہ پیش سالک آید خیر است (راہ خدا پر چلنے والے کو جو حالت پیش آتی ہے وہ خیر ہی خیر ہے)

مکتوب: احقر نے اپنے عجز اور فسخ عزائم کا پیہم مشاہدہ کرنے کی وجہ سے قبل از وقت کسی کام کا قصد کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔

جواب: ایسا نہ کیجئے قصد کیجئے اور ٹوٹنے دیجئے، گو بعض کی حالت کے مناسب وہ بھی ہے جو آپ نے تجویز کیا ہے

(حضرت مفتی محمد حسن صاحب اپنے معمول کے مطابق رمضان میں تھانہ بھون حاضر تھے جب میرا یہ خط پہنچا اور حضرت نے جواب لکھا ان کا بیان ہے کہ حضرت نے میرا خط اور اپنا جواب مجلس میں سنایا اور کچھ ایسا فرمایا کہ دیکھو مولوی صاحب اس سے کیا سمجھتے ہیں؟ الحمد للہ احقر نے اس کا مفہوم سمجھ لیا تھا کہ بعض بزرگوں کے قول کی طرف اشارہ ہے کہ "ارید ان لا ارید" ۱۲ محمد شفیع)

مکتوب: حسب دستور حضرت والا ایک مرض پیش کر کے اس کی اصلاح طلب کروں تمنا کا لفظ اس لئے عرض کیا ہے کہ ارادہ کے لئے قوت ارادہ وعزم واستقلال کی ضرورت ہے جس کے فقدان ہی کی وجہ سے یہ ساری آفت ہے البتہ یہ اُمید ہے کہ آنحضرت کی دعاء وتوجہ کی برکت سے حق تعالیٰ عزم وارادہ بھی عطا فرمادے اس لئے درخواست ہے کہ اگر حضرت والا کے نزدیک یہ خیال مناسب وصحیح ہے تو بنام اللہ تعالیٰ تفصیلی مجاہدہ شروع کروں اور ایک ایک مرض پیش کر کے اصلاح کی کوشش کروں۔

جواب: اگر وہ معاصی ہیں اور خود ان کے ترک پر قدرت میسر نہیں ہے تو اس کی ضرورت ہے والا فلا۔ میری رائے میں راس وساوس کا ضعف ہے اور ضعف میں قلیل بھی ضعف ہے (میری رائے میں ان سب کی بنیاد کمزوری ہے اور ضعف وکمزوری میں تھوڑے کا بھی دگنا ثواب ملتا ہے)

مکتوب: میرا یقین ہے اگر کوئی معتد بہ فرصت قیام آستانہ عالیہ کے لئے مل جاتی تو یہ مشکل بہت آسان ہو جاتی مگر اس وقت تک کوئی صورت نظر نہیں آتی و للرحمن الطاف خفیه.

جواب: کیا فاقد الفرصة (جسے فرصت نہ ہو) یا فاقد القوة (جسے قوت نہ ہو) کی رسائی اس دربار تک نہیں۔

مکتوب: بعد تمنائے آستانہ بوسی عرض ہے کہ اس ہفتہ میں جو عریضہ اس بدنام کنندہ غلام نے ارسال خدمت کیا تھا وہ کل واپس آیا اس میں ایک پرچہ بندہ زادہ محمد زکی سلمہ کا تھا اس پر تو حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا اور احقر کا عریضہ بالکل خالی ہے اس پر کوئی لفظ جواب کا نہیں ہے ہر چند کہ اس میں کوئی جواب امر طلب نہ تھا لیکن حضرت والا کی عادت سامیہ معلوم ہے کہ ایسے خط بھی جواب سلام اور یہ کہ (کوئی بات جواب کی نہیں) تحریر فرمادیا

کرتے ہیں اس عریضہ کو بالکل خالی دیکھ کر میرے ہوش وحواس بجانہیں کیونکہ اس سے یہ خطرہ ہوا کہ خدانکردہ آنمخدوم ومربی کو اس ناکارہ ونالائق غلام سے کوئی تکدر پیش آیا ہے جو بلاریب اس کے لئے خسران دنیا وآخرت ہے (اعاذنی اللہ و کل مسلم منہ)

جواب: توبہ مجھ کو اپنے بھول پر افسوس ہوا بجز غفلت کے جس کی وجہ ہجوم اشغال واضیاف ہے اور کوئی وجہ نہ تھی اطمینان رکھیں۔

مکتوب: ایک عشرہ ہوا کہ احقر حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم کے ارشاد پر امرتسر گیا تھا وہاں حضرت کے بہت سے خدام کا اجتماع تھا احقر ایک ایک کر کے سب کو دیکھتا تھا کہ علماً عملاً اخلاقاً سب ہی حضرت والا کے فیض سے بہرہ اندوز ہیں شاید میرے برابر کوئی اس بارگاہ میں آنے والوں میں سے محروم نہیں ہے۔ ہر عامی آدمی کی حالت یقیناً مجھ سے اچھی ہے۔

جواب: کیا یہ دولت نہیں ہے کہ اپنے کو بے دولت سمجھا جائے اس طریق میں یہی کلید ہے دولت کی۔

مکتوب: بڑی ضیق کے ساتھ ہموم متفرقہ میں گویا بہ رہا ہوں اور کوئی صورت اس کے سوا نظر نہیں آتی کہ حضرت والا کی دعا وہمت دستگیری فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

جواب: یہ سب رحمتیں ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ایک وقت وہ بھی آئے گا اور قریب آئے گا کہ بے ساختہ اس کا منظر نظر میں آئے گا۔

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور　　　کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

(گم شدہ یوسف ایک دن کنعان میں واپس آئے گا غم نہ کر، یہ غم کدہ ایک دن گلستان بن جائے گا غم نہ کر)

مکتوب: دن بھر دنیا کے دھندوں میں گرفتار اور رات کو تھک کر خواب غفلت میں؛ کوئی مخلص نظر نہیں آتا کہ ہجوم مشاغل میں تخفیف ہو کہ کچھ کام آخرت کے لئے کر سکوں جب تخفیف کا قصد کرتا ہوں اور اس کی کوئی تدبیر کرتا ہوں اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ مخدومی یہ ناکارہ غلام بہت ہی محتاج دعا وتوجہ ہے۔

جواب: دعا سے کیا عذر ہے مگر طلب دعاء کے علاوہ یہ بھی وظیفہ عبودیت ہی ہے کہ

چونکہ برمیخت بہ بندد بستہ باش　　　چوں کشاید چابک وبرجستہ باش

(جب تجھے کھونٹے سے باندھ دیں تو بندھ جا اور جب تجھے کھول دیں تو چست اور چاق وچوبند ہو جا)

کیا احادیث میں خفیف فکر وتشویش پر وعدہ اجر نہیں ایسی تشویش منقص لطف تو بیشک ہے مگر منقص اجر تو نہیں (یعنی لطف ولذت میں تو کمی آتی ہے مگر ثواب میں کمی نہیں ہوتی) اب خود فیصلہ کر لیجئے کہ مقصود اجر ہے یا لطف۔

مکتوب: یہ ناکارہ ہجوم مشاغل وافکار میں تو مبتلا رہتا ہے چند روز سے کچھ طلباء اصرار کر رہے تھے کہ ترجمہ قرآن مجید بعد مغرب پڑھا دیا کرو۔ مگر اتفاق یہ ہوا کہ یہ خبر سن کر طلباء کا ہجوم بہت بڑھ گیا اپنی مسجد میں شروع کیا تھا وہ تنگ ہوگئی تو جامع مسجد میں منتقل ہونا پڑا وہاں اہل شہر میں بھی چرچا ہوا تو شہر کے بھی کچھ لوگ آنے لگے۔ اگر چہ اس وقت تک بالکل ظاہری حالات سے الحمد للہ کوئی زیادہ ضعف وتکان معلوم نہیں ہوتا بیان القرآن وغیرہ مطالعہ میں ہے اور کچھ کلمات حضرت سے سنے ہوئے یاد ہیں انہی سے بفضلہ تعالیٰ کام چلتا ہے۔

جواب: بیحد خوشی ہوئی خدمت کلام اللہ سے بھی اور اس سے بھی کہ مدعیان استغناء حاجت لیکر دروازہ پر آئے۔

مکتوب: چھوٹی ہمشیرہ جس کی علالت کی وجہ سے پریشان تھا اور پہلے عریضہ میں اطلاع دی تھی کل بروز دوشنبہ دفعتاً اسکی حالت کچھ متغیر ہوئی اور تھوڑی دیر میں انتقال کر گئی مجھے بلا کر نماز روزہ کی وصیت کی اور کہا کہ بس اب میں کلمہ پڑھتی ہوں اور بہت صاف کلمہ طیبہ پڑھا اور برابر اللہ اللہ کہتی ہوئی ختم ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جواب: اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کریں اور متعلقین کو صبر وسکون عطا فرمائے آپ کی سب پریشانیوں کو رفع کرے بقلم شبیر علی میری انگلیوں میں ریح کا اثر ہے اس لئے خود نہیں لکھا۔ بقلم شبیر علی۔

مکتوب: بعد تمنائے قدمبوسی عرض ہے کہ عرصہ دراز سے اس خیال میں تھا کہ رمضان المبارک میں حاضری آستانہ عالیہ نصیب ہوگی لیکن امسال چونکہ فتویٰ کی خدمت احقر کے سپرد کر دی گئی ہے اور اس کام میں رمضان کی تعطیل نہیں ہوتی۔ سب حضرات سے بار بار کر چکا ہوں اسی لئے وہ حضرات بھی بجائے میری مصلحت کے مصالح مدرسہ کو پیش کرتے ہیں الغرض حاضری رمضان سے محروم ہو گیا عمل کی تو ہمت تھی ہی نہیں صرف زیارت کی برکات حسب حوصلہ حاصل

ہو جاتی تھی اس سے بھی محرومی ہوئی ادھر ضعف کی شدت کی وجہ سے روزہ رکھنا بھی سخت دشوار ہو رہا ہے تمام دن کوئی کام نہیں ہوتا پھر شب کو غذا کے بعد بھی حرکت دشوار معلوم ہونے لگی غرض بالکل بیکار ہو گیا اس وقت حضرت والا کی دعاء توجہ کا سخت محتاج ہوں وسط رمضان میں چار پانچ روز کے لئے رخصت لیکر حاضری کا ارادہ ہے حق تعالیٰ اسے پورا فرمائے۔

جواب: معلوم نہیں کیسے درد سے خط لکھا ہے میرے اندر درد پیدا کر دیا اللہ تعالیٰ درمان کی صورت پیدا فرمائے میرے خیال میں خط کا جواب ہو گیا۔

مکتوب: بعد سلام مسنون نیاز مشحون عرض ہے کہ عرصہ دراز سے متنبی کی نصیحت اقل سلامی حب ماخف عنکم۔ (سلام بھی کم کرتا ہوں اس خیال سے کہ آپ کی طبیعت ہلکی رہے) کا کچھ ایسا غلبہ ہوا کہ حضرت والا کے شرف خطاب و کتاب ہی سے محروم ہو گئی، حضرت کی خیریت دوسرے حضرات کو لکھ کر معلوم کرتا رہتا ہوں۔

جواب: آپ کی رعایت پر دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: کئی روز سے شرف مکاتبت سے محرومی کا افسوس غالب ہوا اور یہ کہ اپنی حالت کی اطلاع دینا نفع سے خالی نہیں تو یہ عریضہ لکھنے کی جرات کی۔

جواب: تقاضا کے بعد رکنا نہ چاہئے کیونکہ وارد کا اتباع سنت طریق ہے۔

مکتوب: میرے کہیں نہ جانے اور کسی سے نہ ملنے کی بنا پر کچھ آدمی یہ کہتے ہیں کہ متکبر ہے مگر میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ یہ بات معلوم نہیں ہوتی تاہم کید نفس (یعنی نفس کا دھوکہ) کا خوف دامنگیر ہے۔

جواب: کید نفس کا احتمال غیر ناشی عن دلیل ہے فلا یعباء بہ (یعنی نفس کے دھوکے کے احتمال کسی دلیل پر مبنی نہیں لہٰذا اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔

مکتوب: اب خلاصہ میری حالت کا یہ ہے کہ تعلق غیر سے تو ایک حد تک قلب فارغ معلوم ہوتا ہے مگر تعلق مع اللہ بہت ہی کم ہے۔

جواب: ہم لوگ اتنے بھی مستحق نہیں پھر شکر کیا جائے اور کوتاہی پر دعائے توفیق۔

مکتوب: میرے پاؤں میں نقرس کا درد کل سے پھر شروع ہو گیا طبیب کی رائے مسہل دینے کی ہے اس سے فارغ ہو کر ان شاء اللہ تعالیٰ تھانہ بھون حاضر ہوں گا حضرت کی جوتیوں کے

طفیل سے بحمد اللہ استعفاء دارالعلوم دیوبند دینے کے بعد سے قلب کو بالکل مطمئن پاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے میرے دیرینہ تمنا پوری فرمادی کہ کچھ عرصہ آستانہ عالیہ پر رہنے کی توفیق ہو جائے احقر کے گھر میں اور سب بچے سلام عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

جواب: ہر خیر ظاہری و باطنی کی دعا کرتا ہوں جتنا حصہ خیر کا ظاہر ہو چکا ہے اس پر مبارک باد لکھتا ہوں سب کو دعا و سلام۔

مکتوب: کئی ماہ سے ایک خاص صورت خواب میں واقع ہوتی ہے کبھی بین النوم والیقظہ بھی وہ یہ کہ سوتے سوتے کوئی آیت زبان پر خود بخود جاری ہو جاتی ہے اس میں آنکھ کھل جاتی ہے اور بیداری کے بعد بھی وہ آیت جاری رہتی ہے سب سے پہلے دیوبند میں جب جھگڑا چل رہا تھا تو ولقد کتبنا فی الزبور من بعدالذکران الارض یرثھاعبادی الصالحون (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۵ ترجمہ: اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یاہ لکھ دیا کہ میرے نیک بندے زمین کے مالک ہونگے'') اس طرح زبان پر جاری ہوئی تھی پھر ایک شب اسی طرح آیت (اس وقت آیت یاد نہ آئی) اب اس سفر میں مراد آباد میں ایک شب اس طرح آیت ''انامن المجرمین منتقمون'' (سورۃ الم السجدہ آیت ۲۲ ترجمہ: اور بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں) بین النوم والیقظہ زبان پر جاری ہوئی اور دیر تک جاری رہی۔ وجدانی طور پر یہ محسوس کرتا تھا کہ یہ آیت میرے تسلی کے لئے جاری فرمائی گئی ہے لیکن الفاظ کے عموم کی وجہ سے بیداری ہونے کے بعد خوف بھی ہوا اور جب کبھی اسطرح دھیان جاتا ہے تو ایک قسم کی تشویش پیدا ہو جاتی ہے اگر اس کے متعلق ذہن سامی میں کچھ وارد ہو تو مطلع فرمایا جائے۔

جواب: کلام الٰہی کا قلب پر عبور اور ورود ہر حال میں رحمت ہے خواہ وہ انداز تخویف ہی ہوتا ہو کیونکہ وہ بھی ہدایت کا ایک شعبہ ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر شکر ادا کرنا چاہئے اور اس میں جو پہلو ہدایت کا سمجھ میں آئے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

مکتوب۔ بعد سلام مسنون نیاز مشحون عرض ہے کہ بعض خانگی (۱۵ جمادی الاولی ۱۳۶۲ھ سے اوائل رجب ۱۳۶۲ھ تک قیام تھانہ بھون میں رہا' اتفاقاً دیوبند میں ایک شخص نے میرے خلاف ایک دعویٰ شفعہ کا دائر کر دیا اس کی وجہ سے رجب کی ۶ تاریخ کو دیوبند

واپس آنا پڑا پھر احقر نے اپنا حق چھوڑ کر جلد اس مقدمہ کو ختم کیا تا کہ تھانہ بھون جلد واپس جاسکوں مگر مقدر نہ تھا وفات سے پہلے نہ پہنچ سکا رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد انا للہ وانا الیہ راجعون ثم انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۲ ش) ضروریات کی وجہ سے دیوبند آ تو گیا مگر حضرت والا کی علالت کی وجہ سے ہر وقت دل بے چین رہتا ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ پریشانی کی ضرورت نہیں، دعا کافی ہے۔

مکتوب: حق تعالیٰ اس سایہ رحمت کو تا دیر ہمارے سر پر بعافیت قائم رکھے۔ آمین۔ اگر مختصر کیفیت مزاج سے مطلع فرمایا جائے تو عین کرم ہوگا۔ اس وقت دیوبند آنے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ احقر نے اپنے باغ کے ملحق ایک مختصر سی زمین خریدی تھی جس کے سب شرکاء نے بیع نامہ کر دیا تھا اور ایک جزوی شریک نے مجھے بمرات وکرات اس خریداری کی اجازت علانیہ دے دی تھی مگر اب اس نے شفعہ کا دعویٰ کر دیا۔ میں اس فکر میں ہوں کہ کسی طرح باہمی تصفیہ ہو جائے مگر ہنوز کوئی امید نہیں اور مقدمہ کی تاریخ ۱۶ جولائی جمعہ کا دن ہے احقر حضرت والا سے ایک ہفتہ کی اجازت لے کر حاضر ہوا تھا بدھ کے روز واپس ہونا چاہئے تھا لیکن اگر باہمی تصفیہ نہ ہو تو جمعہ تک یہاں ٹھہرنا ضروری ہوگا۔ حضرت کی اس علالت کے وقت یہ تاخیر خود ہی سخت تکلیف دہ ہے مگر غیر اختیاری طور پر مبتلا ہو گیا ہوں۔ حق تعالیٰ ضرر اور ذلت سے محفوظ رکھے اور جلد اس سے نجات عطا فرمائیں۔ والسلام۔

جواب: مقدمہ کے لئے دعا کرتا ہوں

(یہ حضرت والا کا آخری گرامی نامہ ہے جو مجھے دیوبند میں ۱۰ رجب ۱۳۶۲ھ کو وصول ہوا اور ۱۶ کو حضرت کی وفات ہوگئی۔

علیہ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعةً

اصلاحی خطوط

مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے مکاتیب بنام...... حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

عکس تحریر: حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقل خط مولوی سید سلیمان صاحب ندوی
بسلسلہ رسالہ کشف الدجی

از مدرسہ دارالعلوم حضرۃ العلامۃ المفضال متع اللہ المسلمین بطول بقائکم' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسالہ النور متضمن رسالہ کشف الدجی مع ہدایت نامہ سرفرازی کا باعث ہوا' میں اپنے لئے اس کو سعادت کا طغری سمجھتا ہوں کہ آپ اس ظلوم وجہول سے تقریظ لکھنے کو فرمائیں خدا گواہ ہے کہ میں اپنے کو اس سے کمتر سمجھتا ہوں کہ آپ کی کسی تحریر پر تقریظ لکھوں مجھے یہ بھی شک ہے کہ میرا طریقہ تحریر اور طرز استدلال پسند خاطر اشرف ہو مگر بحکم "الامر فوق الادب" تعمیل کروں گا اگر میرا یہ عذر قابل پذیرائی نہ ٹھہرا ساتھ زبان کے متعلق فیصلہ ہو کہ عربی ہو یا اردو' جواب کے لئے لفافہ وٹکٹ کی حاجت نہیں حضرت مستفتی میرے استاد و شیخ ہیں یہ رسالہ انہوں نے مجھے حیدر آباد میں خود دیکھنے کے لئے دیا تھا اور میں اس کو بغور پڑھنے کے لئے اپنی ساتھ لایا تھا پڑھ کر میں نے الفاظ کے ساتھ اس کو واپس کیا کہ آپ جس کو مکروہ سمجھتے ہیں تو میں اس کو عین ربوا کہتا ہوں اور میرے نزدیک تو قیل وقال' و روایت کشی سے زیادہ مضبوط و مستحکم دلیل عمل سلف کرام ہے کہ یہ ایک ایسا کھلا اور شدید الاحتیاج مسئلہ ہونے کے باوجود کسی نے اس کو جائز نہیں بتایا اور نہ اس پر بہرہ مند ہوا طرز عبارت اور انشاء کی سلاست اور ادبیت نور علی نور ہے۔

بار بار میرا دل جب زمانہ کے فتن وحوادث سے گھبرا اٹھتا ہے اور بے اختیار کسی طمانیت کے مامن کی تلاش ہوتی ہے تو خانقاہ امدادیہ کی یاد آتی ہے لیکن ڈرتا کہ معلوم نہیں اجنبیت وبیگانگی سے میرے متعلق کیا کیا اب تک پہنچا ہو اور آپ مجھے تخاطب کا اہل بھی

سمجھیں یا نہیں میں تو اس رسالہ استفتاء کا ممنون ہوں کہ اس اجنبیت و بیگانگی کی جگہ اس کی بدولت موانست و یکجہتی کی صورت پیدا ہوئی اب میں اس کشمکش کی منزل میں ہوں جس میں علوم ظاہری تسکین کے باعث نہیں بنتے دعا کا طالب و ہمت کا خواستگار ہوں۔ والسلام

نقل جواب از حضرت رحمہ اللہ

مولانا المحترم دامت فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عجیب بات ہے کہ انبساط کا قصد نہ میرا تھا نہ جناب کا' دونوں طرف اتفاقاً ہی اس کے اسباب پیش آ گئے اس طرف کا واقعہ تو جناب نے تحریر ہی فرمادیا اس طرف یہ واقعہ ہوا کہ میں نے بالیقین کسی بزرگ کے پاس رسالہ بھیجنے کو نہ کہا تھا دو وجہ سے ایک یہ کہ مجھے بزرگوں کی فہرست ہی غیر مکمل معلوم ہے دوسرے کسی کو ایسی تکلیف دیتے ہوئے ہمت نہیں ہوتی خصوصاً اگر میرا کلام ہو تو بے حد حجاب ہوتا ہے یہ رسالہ میرے ہمشیرہ زادہ نے لکھا ہے اگرچہ میرے ہی کہنے سے لکھا چونکہ آج کل عام طبائع کی حالت پر نظر کر کے اس استفتاء کی مضرت عامہ کا قوی اندیشہ تھا اس کے انسداد کی سبب سے انفع تدبیر علماء کی موافقت کا حاصل کرنا ذہن میں آیا کہ عوام پر اس کا خاص اثر ہوتا ہے اس لئے میں نے عزیز موصوف کو مصارف دیکر مشورہ دیا کہ جہاں جہاں مناسب ہو بھیج دیا جائے میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے جناب کو بھی تکلیف دیکر اس کا موقع دیا کہ میں جناب کا مخاطب بن سکا۔

(لفافہ واپسی پر بھی عبارت انہی کی ہے کہ جس کی نہ مجھ کو خبر نہ میں اپنا معتقد اور اب تو کیا جب کے سب لکھا پڑھا بھی تقریباً غائب ہو گیا' جب برائے نام علمی خدمت میں مشغول تھا تب بھی ایسے وساوس سے اللہ تعالیٰ نے بچایا) غرض یہ واقعہ ادھر سے۔ بہرحال حجابات مرتفع ہونے کے بعد اب مضامین محبت کا جواب عرض کرتا ہوں جناب کی تواضع نے ضرور مجھ کو ایک معتدبہ درجہ میں معتقد بنا دیا اور غالب یہ ہے کہ آئندہ اس میں اضافہ اور قوت ہو باقی طرز عبارت یا استدلال کی پسندیدگی و عدم پسندیدگی اس کے متعلق اعتقاد دلی سے ایک نظیر عرض کرتا ہوں کہ سادے کپڑے پہننے والے کو میری رائے میں کسی طرح یہ حق نہیں کہ رنگین کپڑے پہننے والے کو ایک عذر مانع ہے اردو زبان تو جناب کی شان سے گری ہوئی ہے اور عربی سے میری شان گری ہوئی ہے کیونکہ میں عربی میں لکھنے پر قادر نہیں اس لئے اس کو

جناب ہی کی رائے پر چھوڑتا ہوں مسئلہ کے متعلق جس عنوان سے رائے سابق ظاہر فرمائی ہے غالباً اس سے سہل اور دل میں اتر جانے والا عنوان کم ذہن میں آتا ہے۔ بارک اللہ فی معارفکم' عبارت کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے اس سے میں کاتب عبارت کا زیادہ معتقد ہو گیا کہ ماہر کی شہادت ہے باقی اپنی حالت قصور باغ فی الحربتہ کو اوپر عرض کر چکا ہوں اس لئے کاتب کے متعلق اپنے اعتقاد کو غیر ماہر کی شہادت ہونے سے شہادت ناقصہ سمجھتا تھا آخر میں جو خانقاہ کے متعلق اپنا انجذاب اور اس کے ساتھ کچھ مواقع مجملہ کا ذکر فرمایا ہے اگر خانقاہ میں حضرت شیخ قدس اللہ سرہ رونق افروز ہوتے تو یہ سب مضامین حقیقت پر منطبق ہوتے' لیکن اب محض حسن ظن پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آگے ہیچ' البتہ زیادہ تکلف کرنے کو بھی اعادہ حجات مسابق اور موھن انبساط لاحق سمجھ کر پسند نہیں کرتا اس لئے بلا تکلف معاملہ کی سچی بات عرض کرتا ہوں کہ جناب کا یہ حسن ظن اگر کسی روایت پر مبنی ہے تو لا یوثق بہ' اور اگر ذوقی و وجدانی ہے تو دوستی کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مجھ کو علوم میں مخاطب نہ بنایا جائے کہ ان سے معری ہونے کو اوپر ظاہر کر چکا ہوں و الصدق ینجی۔ والسلام

التماس: جناب کا الطاف نامہ رکھ لیا ہے اگر اجازت ہو گی اس کے بعض جملے جن کا تعلق مسئلہ سے ہے تقریظ کے ساتھ منضم کر دیئے جائیں گے یہ کاتب کی درخواست ہے جس کے قبول فرمانے میں جناب بالکل آزاد ہیں اگر مصلحت یا طبیعت کا ذرا بھی خلاف ہو ممانعت پر بھی وہی مسرت ہو گی جو اجازت پر ہو گی۔ فقط

ناکارہ آوارہ ننگ انام' اشرف برائے نام از تھانہ بھون

اعظم گڑھ. نقل خط سید سلیمان صاحب ندویؒ

حضرت اقدس دام فضلکم' السلام علیکم ورحمتہ اللہ (۱) نادم ہوں کہ دیر کے بعد حاضر ہو رہا ہوں رمضان المبارک سے کچھ دن پہلے والا نامہ مع رسالہ تسہیل قصد السبیل شرف افزا ہوا تھا رسالہ تو اسی زمانہ میں ایک روز میں پڑھ لیا اور اس کے مطالب کو سمجھ لیا (۲) رمضان المبارک کے ایام مبارکہ میں تکلیف دینے سے احتراز کیا اور مولوی ظفر احمد صاحب کو اس کی اطلاع اور رسالہ کی رسید بھیج دی شوال میں خط لکھنے کا ارادہ تھا مگر اوائل شوال سے آج سے

چند از پیشتر تک سفر میں گذرا اور موقع نہ ملا (۳) رسالہ تسہیل کو پڑھ کر سب سے پہلا اثر جو دل پر ہوا یہ تھا کہ یہ راہ سخت مشکل ہے۔ (۴) دوسری چیز یہ معلوم ہوئی کہ ان جزئیات فقہ کا جن کا اس میں ذکر ہے میرے لئے تحقیق طلب تھا میں نے بات صفائی سے لکھ دی ان اللہ لایستحی من الحق (۵) رمضان المبارک کے عشرہ اواخر میں بعد سحر و نماز صبح میں کچھ دیر کے لئے سوتا تھا میں نے اس میں دو دن خواب دیکھا اپنے کو دیکھا کہ میں مدراس میں ہوں حضرت والا بھی مع اپنے ہمراہیوں کے ایک مکان میں فروکش ہیں آپ کے ہاتھ میں بہت بڑی تسبیح ہے آپ کے ایک ہمراہی مولوی ظفر احمد صاحب ہیں جو الگ بیٹھے ہیں جن کی وضع قطع داڑھی کی تراش خراش اہل پنجاب کی سی ہے انہوں نے مجھ سے کچھ اردو ادبیات پر گفتگو کی مگر آپ کے دوسرے ہمراہی جو ضعیف العمر معلوم ہوئے وہ مصلیٰ بچھائے نہایت خضوع کے ساتھ مصروف نماز ہیں ان کی نسبت معلوم ہوا کہ یہ آپ کے خادم خاص ہیں اس کے دو دن کے بعد ۲۳ کو پھر اسی وقت خواب دیکھا کہ میں ریل میں سوار کہیں جا رہا ہوں کہ ایک جگہ گاڑی کھڑی ہوئی معلوم ہوا کہ یہ تھانہ بھون ہے جی میں آئی کہ اتر جاؤں چنانچہ اتر گیا اور سامان لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ یہاں تو جگہ بہت کم ہے یہاں نہیں ٹھہر سکتے میں نے عرض کیا کہ اس کی فکر نہ فرمایئے میں نے راستہ میں ایک مسجد دیکھی ہے میں اس میں ٹھہر جاؤں گا۔ (۶) میری حالت میں استقامت نہیں ہے اور اسی کی مجھے فکر رہتی ہے میری حالت یہ ہے کہ گھے برطارم اعلیٰ نشیم گھے بہ پشت پائے خود نہ بینم (۷) اس کے لئے دعا فرمایئے (۸) اور کسی مناسب دعا یا ورد کی تلقین فرمایئے (۹) مولوی عبدالحئی صاحب سہارنپوریؒ نے دم آخر ایک آپ کا رسالہ بھیجا آئینہ تربیت اور ساتھ دوسرے تیسرے دن وفات کی اطلاع ملی غفرہ الاحدُ والسلام سلیمان ۲۶ شوال ۱۳۴۸ھ

جواب: از اشرف علی بخدمت مولانا دام مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ (۱) دیر پر ندامت کا مبنیٰ غالباً احتمال ہے میری کلفت انتظار کا (۲) اسی طرح رمضان المبارک میں خطاب سے سبکدوش رکھنے کا مبنیٰ بھی وہی احتمال ہے میری تکلیف کا اور ان احتمالوں کا سبب غالباً محض محبت اور اسی محبت کا حق اپنے ذمہ یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو یہ اطلاع دیکر بے فکر کر دوں

کہ مجھ کو بے حسی کے سبب ایسا انتظار ہی نہیں ہوتا اور قلت اوراد کے سبب رمضان میں بھی مکاتیب سے تکلیف نہیں ہوتی۔ (۴) تسہیل کا سبب تعسیر ہونا اور جزئیات فقہیہ کا قابل تحقیق ہونا جو تحریر فرمایا ہے اگر یہ اطلاع مکاتبت فی الباب کا خاتمہ ہے تو صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست اور اگر اس سے کسی مانعیت کی اطلاع اور اس کی مانعیت کا رفع مقصود ہے تو کسی قدر واضح تقریر کی حاجت ہے یعنی یہ کہ طریق میں کون سا امر دشوار معلوم ہوا اور کون سا مسئلہ سبب تباعد ہوا تا کہ ان کا جواب امتثال کرسکوں (۵) دونوں منقول خواب ذوقار متبرات ہیں مگر علمی کم مائگی کے سبب با قاعدہ تعبیر سے قاصر ہوں۔ (۶) استقامت کے نسبت جو تحریر فرمایا ہے اس کے اور اس کے امثال کے متعلق رقیمہ سابقہ میں عرض کر چکا ہوں (اگر وہ میرے روبرو ہوتا تو زیادہ مکمل حوالہ دے سکتا اسی لئے میں ہر خط کے ساتھ پہلے خط کا آنا مصلحت سمجھتا ہوں اور شاید اسی خط میں یہ مشورہ بھی عرض کیا ہے کہ مقصود اور مامور بہ افعال ہیں انفعالات نہیں اگر یہ معروضہ رائے سامی میں مجمل ہو تو کچھ مفصل بھی عرض کرسکتا ہوں (۷) دعا للاخوان کو سعادت سمجھتا ہوں (۸) باقی ورد کی تجویز میرے نزدیک اس کا درجہ تربیت میں مسائل پر کلام کے بعد ہے آگے جیسے ارشاد ہو حاضر ہوں (۹) آئینہ تربیت مولانا کی یادگار ہے مگر یہ صرف ایک مختصر فہرست ہے جو کہ مفصل مضامین دیکھنے کے بعد یادداشت کے لئے اشارات ہیں وہ مفصل مضامین تربیت السالک میں ہے اطلاعا عرض کیا گیا۔

والسلام از تھانہ بھون ۲۹/شوال ۱۳۴۸ھ

نوٹ: پھر جواب نہیں آیا۔

مضمون خط

حضرت ھادی طریقت متع اللہ المسلمین بطول بقائکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والا نامہ جو لطف وعنایت سے بھرا ہوا تھا وارد فرما ہوا۔ اس سے ایک پریشان ومتشت البال کی سکینت ہوئی مولانا میں آپ کی دعا ودعوت کا بہترین مستحق ہوں مسائل علمی کے الجھن سے نجات کا خواستگار نہیں بلکہ روح کی الجھن سے نجات کے لئے دعا وہمت کا طالب ہوں میں نے اعتزال سے لیکر سلفیت تک بمدارج ترقی کی ہے عقائد میں امام

مالکؒ کے اسی اصول کا پیرو ہوں الاستواء معلوم والکیف مجھول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ کی تالیف وتدوین میں خواہ مجھ سے غلطیاں ہوئی ہوں مگر اس مصروفیت نے ذات نبوی کے ساتھ ایک جذبہ محبت پیدا کر دیا وللہ الحمد' فقہ میں متاخرین کا متبع نہیں مگر اہل حدیث بالمعنی المتعارف نہیں' آئمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے ادب کرتا ہوں اور کسی رائے میں ان سے کلیۃ عدول حق نہیں سمجھتا' میرا خاندان صوبہ بہار میں علم ظاہر وباطن کا جامع رہا پھر والد مرحوم ابوالعلائی المشرب تھے بھائی صاحب مرحوم مجددی تھے اور دونوں صاحب حال وسنت تھے بچپن ان بزرگوں کے آغوش میں بسر ہوا ذکر ومراقبہ اسی سن سے شروع کر دیا مگر برا ہو علم باطل کا جس نے مدتوں کے لئے اس راہ سے ہٹا دیا اور خدا جانے کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھائیں اور اب جب مرحلہ اربعین سے گذر کر ہوش آیا ہے تو ان بزرگوں کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے میں نے یہ کیفیت اس لئے لکھ دی تا کہ جناب میرے مستقبل کی اصلاح میں میرے ماضی سے باخبر رہیں میرے لئے کوئی ایسا نسخہ تجویز فرمائیں کہ مجھ میں استقامت وتثبت ورغبت الی الطاعات پیدا ہو۔

فرائض کا پابند ہوں' بدعات سے نفور ہوں کبھی کبھی ذوق سجود کی لذت بھی پاتا ہوں' امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ اور ان کے سلسلہ سے عقیدت تامہ ہے خرافات وطامات صوفیہ کا منکر ہوں صالح نہیں لیکن اصلاح حال کا دل سے خواستگار ہوں یورپ کے مذہبی وعلمی حملوں کے مقابلہ میں اسلام کی خدمت کا ولولہ ہے اب تک پچیس برس کا زمانہ انہی مشاغل میں گزرا اب آپ سے دعا کا طالب ہمت کا خواستگار اور حصول اخلاص اور صلاح قلب کے لئے کسی نسخہ کا سائل ہوں۔

جواب اشرف

از خاکسار اشرف علی عفی عنہ' بخدمت مکرمی محترمی دام فیضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' الطاف نامہ نے مع تقریظ مسرور فرمایا اور تقریظ نے علوم مفیدہ میں اضافہ فرمایا اللہ ہمیشہ آپ کو مسرور رکھے مسرت ظاہرہ وباطنہ۔

سب سے اول اس عنوان کے تبدیل کے متعلق درخواست کرتا ہوں کہ جس سے مجھ کو

خطاب فرمایا ہے یعنی ہادی طریقت اس کو دیکھتے ہی یہ ذہن پر وارد وا۔

او خویشتن گم است کہ مرا راہبری کند   صلاح کار کجا و من خراب کجا

بیا جامی رہا کن شرمساری   زصاف و دور پیش آر آنچہ داری

اگر جامی کا یہ شعر فوراً ذہن میں نہ آجاتا تو عجب نہیں کہ یہی عنوان خطابت غایت درجہ کے خجلت زا ہونے سے عرض جواب سے عذر مانع ہو جاتا مگر اب صرف اس درخواست پر اکتفا کرتا ہوں کہ جو عنوان خود میں نے آپ کے لئے اختیار کیا ہے اس سے تجاوز نہ کیا جائے گو میں اس کے بھی اہل نہیں اس کے بعد الطاف نامہ کا جواب عرض کرتا ہوں مگر اس کے ساتھ یہ شرط یا درخواست ہے کہ میرے معروضات کو قول فیصل نہ خیال فرمایا جائے بلکہ خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل رہے اور اس انتخاب سے مجھ کو مطلع فرمانا بھی ضروری نہیں اب بے تکلفی سے جواب عرض کرتا ہوں۔

مجھ کو اس بات سے خاص مسرت ہوئی کہ میرا معروضہ کسی درجہ میں موجب سکینت ہوا اور بالیقین یہ اثر میرے عریضہ کا نہیں بلکہ جناب کے حسن ظن کا ہے اور عادۃ اللہ یونہی جاری ہے کہ حسن ظن کے محل سے عطایا تقسیم فرماتے ہیں اس حسن ظن سے مجھ کو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے نفع کی امید ہے۔

جناب نے جو بے تکلف اپنا مسلک تحریر فرما دیا اس سے میری عقیدت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو گیا دو وجہ سے ایک صدق و خلوص پر دال ہونے سے اور دوسرے خود مسلک کے پاکیزہ ہونے سے تمام اہل حق کا یہی مسلک ہے کسی جزئی تفاوت سے حقیقت نہیں بدلتی صرف رنگ بدلتا ہے چنانچہ احقر پر دو جگہ دوسرا رنگ ہے ایک یہ کہ میں بوجہ اپنی قلت روایت و درایت کے متاخرین کا بھی متبع ہوں دوسرے یہ کہ صوفیہ کے اقوال و احوال کو محتمل تاویل سمجھتا ہوں۔

شرف و برکات خاندانی سے حقیقۃ الحقیقت تک وصول کی بہت جلدی اور قوی امید ہو کر خاص طمانیت و مسرت حاصل ہوئی اس ضمن میں میں نے بھی اپنا کچا چٹھا اس لئے عرض کر دیا کہ آپ کو خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل فرمانے میں سہولت ہو دوسرے یہ طبعاً چاہتا ہوں کہ اپنے احباب سے اپنا کوئی راز مکتوم نہ رہے میری رائے میں اس سے تعلق بڑھتا ہے اور یہ خاص نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی کہ دو مسلمانوں میں خاص اور خالص تعلق رہے اور اس مصلحت سے آج ہی ایک رسالہ جو میرے رسالہ کی تسہیل ہے روانہ خدمت کر رہا ہوں اس سے میرا مسلک جو طریق کے متعلق ہے ضروری درجہ میں واضح ہو گا۔

اصلاحی خطوط

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ

بنام.... حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مکتوب: بندہ جب ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اکثر اپنی غربت و مسکنت کے خیالات آتے ہیں کہ جب یہاں سے فارغ ہوں گا تو اپنے استاذ المکرم کو عرض کروں گا کہ مجھے کہیں ملازمت یا امامت پر مقرر فرما دیں یا کسی ذریعے سے روپیہ مہیا کر دیویں جس سے ایسے خیالات پریشان کرتے ہیں۔

کیا اب تک معلوم نہیں کہ غیر اختیاری خیالات مضر نہیں؟ باقی دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: اس پر ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ کو پھر عرض کیا۔ اس وقت حال یہ ہے کہ جس وقت نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ابھی آواز آنے کو ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ او مردود او نالائق میرے سامنے کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہے دور ہو جا اور جب سجدے میں سر رکھتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ آسمان سے کڑک بجلی کی مجھ پر گرنے کو ہے اس حالت میں دل چاہتا ہے کہ چیخ نکل جائے پھر فوراً خیال کرتا ہوں کہ حضرت کے طفیل و برکت سے بچ جاؤں بس آنسو جاری ہوتے ہیں کبھی چیخ مارنے سے یہ خیال مانع ہوتا ہے کہ کہیں حضرت والا کو تکلیف نہ ہو ذکر کے وقت زمین یا پہاڑ وغیرہ جو چیز خیال میں آتی ہے ایک ریگ اور پانی سی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حضرت اس ناکارہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ایسے حالات و تغیرات سب اہل طریق کو پیش آتے ہیں نہ مقصود ہیں نہ مضر کام کئے جاؤ دعا کرتا ہوں۔

مکتوب: ۴ محرم ۱۳۵۷ھ کو ایک عریضے میں وہ اپنی حالت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں احقر بفضل ایزد متعال و برکات حضرت والا اپنے معمولات بدستور اپنے اپنے وقت پر ادا کرتا ہے دل چاہتا ہے کہ معمولات میں بوقت شوق اضافہ کرلوں۔ جواب: مبارک

مکتوب: آگے دعائے طویل مانگا کرتا تھا اب دل چاہتا ہے کہ دعائے مختصر مثل رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً کے مانگ کر بجائے دعا کے ذکر لا الہ الا اللہ کرلوں

مناسب ہے یا نہیں۔ جواب: افضل ہے۔

مکتوب: اکثر جی میں آتا ہے کہ کاش میں موجود نہ ہوتا یا کوئی غیر مکلف چیز ہوتا تا کہ بار امانت سے بچ جاتا کبھی کبھی دعا کرتا ہوں خدائے قدوس مجھے مارے اور خاتمہ ایمان سے ہو جاوے اگر زیارت مدت حیات ہوئی تو خطرہ ہے کہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جاوے جس سے حق سبحانہ تعالیٰ زیادہ ناراض ہو جاویں ایسی دعا کرنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

جواب: اس تکلف خلاف سنت کی ضرورت نہیں خطرہ تو ایک ساعت کا بھی ہے عمر طویل پر موقوف نہیں حفاظت از معصیت و خاتمہ بالخیر کی دعا کافی ہے خواہ عمر قصیر ہو یا طویل۔

حضرت والا! بندہ گندہ کیلئے دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔

خواب: ۱۱ محرم ۱۳۵۷ھ کو ایک خواب کی حالت اس طرح بذریعہ تحریر پیش کی بندہ نے ایک خواب شب گزشتہ دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ وکیل صاحب پٹنہ والے جو حال میں خانقاہ شریف میں مقیم ہیں انہوں نے ایک لباس جو اعلیٰ قسم کا سفید ہے اس میں بنیان بہت عمدہ اور ایک قمیض بہت سفید اور طویل پائجامہ اس سے زیادہ گھٹیا سفید دیا ہے میں اس کو پہن رہا ہوں اور خواجہ صاحب اور وکیل صاحب مذکور تشریف فرما ہیں میں نے لے لئے اس لینے پر حضرت ناراض ہو گئے میں نے ناراضی معلوم کر لی دوسرے لوگ اس کو نہ جان سکے میں معافی چاہنے کو حاضر ہوا اور معذرت اور زاری کی حضرت نے معاف کر دیا میں نے پھر واپس وطن جانے کا ارادہ کیا میرے پاس ایک بہت اعلیٰ قسم کا گھوڑا ہے اس پر زین کسا ہوا ہے اور باگ میرے ہاتھ میں ہے پھر خواجہ صاحب نے ایک عمدہ دری دی اور کوئی مسئلہ مجھے بتلایا میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے یاد نہیں رہتا انہوں نے فرمایا کہ اچھا مسئلہ بہشتی زیور میں ہے میں تم کو بہشتی زیور ہدیہ دیتا ہوں انہوں نے ایک نسخہ بہشتی زیور مجھے دیا حضرت والا کو معلوم ہو گیا اس پر حضرت والا بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ بہشتی زیور اور دری کیوں لیا اس پر بندہ نے بہت عاجزی اور زاری سے معافی طلب کی مگر حضرت نے معاف نہیں فرمایا اور پھر فرمایا کہ جاؤ تمہارے سب اعمال ضبط ہو گئے تم کو کوئی نفع نہیں ہوگا میں بہت رویا اور اسی رونے کی حالت میں بیدار ہو گیا۔ طبع پریشان ہے

جواب: اول تو ہم جیسوں کے خواب ہی کیا اور اگر بالفرض خواب ہی ہو تو تعبیر میں بہت سے احتمالات ہو سکتے ہیں پھر پریشانی بے بنیاد اور ظنی تعبیر پر قناعت ہو تو اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ بجز اپنے مصلح کے کسی سے نفع کی توقع یا طمع نہ رکھنا چاہئے ممکن ہے ایسا کوئی وسوسہ ہو کہ صلحا سے کوئی ظاہری یا باطنی نفع حاصل ہو ایسے خواب کے بعد استعاذہ و استغفار کافی ہے پھر مضر خواب کا بھی ضرر نہیں ہوتا۔

بقیہ حصہ خواب والے خط کی تحریر کا یہ ہے:

اور رات اور دن اسی میں گزر گئے باقی عریضہ سابق میں حضرت والا نے فرمایا تھا کہ اس تکلف خلاف سنت کی ضرورت نہیں اس تنبیہ اور ہدایت سے بندہ نے اس تکلف کو چھوڑ دیا ہے بوقت فرصت دعا خاتمہ ایمان کی مانگتا ہوں حضرت بھی دعا فرمادیں۔ جواب: کافی ہے۔

مکتوب: (۱۷ محرم ۱۳۵۷ھ کو پھر ایک تحریر پیش کی وہ یہ ہے)

حضرت اقدس کی قدر وہ جان سکتا ہے جس پر الم و مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور حضرت والا اس کو رفع فرمادیں بندہ سے پریشانی بالکل رفع ہوگئی۔ جواب: الحمد للہ

مکتوب: اب اس کہنے پر مجبور ہوں کہ حضرت والا نے جو تعبیر خواب فرمائی دیدہ فرمائی ایک صاحب سے ظاہری اور ایک صاحب سے باطنی نفع کی توقع و طمع ہوگئی تھی اب عاجز نے بالکل طمع و توقع دیگر حضرات صالحین سے بجز ذات اقدس حضرۃ والا کے قطع کردی ہے۔

جواب: بارک اللہ

مکتوب: ویسے دیگر حضرات صالحین سے گونہ محبت رکھتا ہوں۔

جواب: ضروری ہے۔

مکتوب: دیگر حال یہ ہے کہ جب حضرت والا کسی پر توجہ فرماتے ہیں تو بندہ کو بہت خوف طاری ہوتا ہے اور ہمہ تن حضرت حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

جواب: تو خوف بھی رحمت ہوگیا۔

عرض: دل میں خیال ہوتا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ حضرت شیخ کے تکدر سے بچادیں پھر منجانب حق خیال آتا ہے کہ مت ڈرو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہتا۔

جواب: یہ بشارت مبارک ہے۔

عرض: جب تلاوت قرآن کرتا ہوں یا حضرت والا نماز میں کلام اللہ پڑھتے ہیں تو مضمون وعید پر خوف آتا ہے تو معاً حضرت والا کی طرف توجہ ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں ڈرو نہیں یہ مضمون فساق وکفار کے لئے ہے پھر سکون ہو جاتا ہے۔

جواب: سکون طبعی راحت ہے مگر خوف عقلی یعنی احتمال گو ضعیف ہو ضروری ہے۔

عرض: حضرت احقر کے لئے دعا فرمادیں کہ جہنم سے نجات ہو اور جنت میں صلحاء کی جوتیوں میں جگہ نصیب ہو۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو جاوے گا۔

مکتوب: (۲۴ محرم ۱۳۵۷ھ کو اس طرح عرض کیا)

حضرت والا کی تحریرات قدر دانوں کے لئے سونے کے ٹکڑے بلکہ اس سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں جب میں اپنی بداعمالیوں اور سستی پر نظر کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ حضرت والا کی علو شان ورحمت وشفقت کا خیال کرتا ہوں تو پانی پانی ہو جاتا ہوں۔

حضرت والا نے عریضہ سابقہ احقر میں تحریر فرمایا ہے کہ سکون طبعی راحت ہے مگر خوف عقلی یعنی احتمال گو ضعیف ہو ضروری ہے اس تحریر بے بدل کی بدولت یہ ہیچ مدان گمراہی سے نکل گیا میں اس سے پہلے نہایت افراط وتفریط میں مبتلا تھا بحمد اللہ تعالیٰ تحریر حضرت والا سے اعتدال ہو گیا ہے اور صراط مستقیم پر آ گیا ہوں جب اللہ تعالیٰ کے احکام مامور بہ کو ادا کرتا ہوں جو کہ محض ایک صورت ہوتی ہے جس میں روح رواں کا نام ونشان نہیں ہوتا تو نہایت خوف زدہ ہوتا ہوں کہ تم نے مامور بہ کو جیسا مطالبہ باری تعالیٰ عز اسمہٗ ہے ادا نہیں کیا مغفرت کیسے ہوگی جبکہ مامور بہ کو پورے طور سے ادا نہیں کیا جاتا مگر ساتھ ہی پھر خیال آتا ہے کہ مغفرت محض رحمت سے ہوگی عمل سے نہ ہوگی پھر خیال ہوتا ہے کہ مورد رحمت باری وہ شخص ہوتا ہے جو کہ مامور بہ کی تعمیل جیسا کہ مطالبہ ہے ادا کرے جب وہ تم میں نہیں ہے تو رحمت کا امیدوار ہونا سراسر خامی ہے پھر سخت خوف ہوتا ہے حضرت دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ اہوال قیامت سے محفوظ فرمادیں۔

جواب: ماشاء اللہ تعالیٰ سب حالات محمود ہیں اللہ تعالیٰ ترقی واستقامت بخشے بالکل آخری مضمون کے متعلق لکھتا ہوں کہ رحمت بے علت بھی ہو جاتی ہے بس سرکشی نہ ہو استغفار وانکسار رہے۔

مکتوب: (یکم صفر المظفر ۱۳۵۷ھ کو اپنی حالت کا اس طرح اظہار کیا)

اس سے پہلے ذکر بڑے ذوق وشوق سے کرتا تھا وہ معمولات سے زیادہ ہو جاتا تھا پھر بھی سیری نہیں ہوتی تھی مگر اب دو دن سے ذکر کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ دل مردہ ہو گیا ہے واللہ اعلم اس بندہ گندہ سے کوئی حضرت والا کو تکلیف پہنچ کر تکدر اس کا باعث ہے۔

جواب: بالکل وہم باطل..... یا کیا وجہ ہے۔

یہ حالت قبض کہلاتی ہے یہ کبھی معاصی کے اثر سے ہوتا ہے اور ایسا کم ہوتا ہے مگر احتمال پر استغفار ضروری ہے اور اکثر ملال طبعی یعنی ایک کام کرتے کرتے طبیعت اکتا جاتی ہے یہ نہ محمود ہے نہ مذموم اور یہ از خود رفع ہو جاتا ہے اور کبھی امتحان محبت ہوتا ہے کہ یہ سخت عمل لذت کے لئے کرتا تھا یا ہمارے حکم سے اور یہ حالت رفیعہ ہے اس پر صبر وشکر کرنا چاہئے یہ ذرا دیر میں مرتفع ہوتا ہے مگر ہو جاتا ہے۔

عرض: میں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

جواب: یہ تو ہر حال میں ضروری ہے۔

حضرت والا دعا فرما دیں کہ حق تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرما دیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں

مکتوب: (۸ صفر المظفر ۱۳۵۷ھ کو پھر اس طرح عریضہ پیش کیا)

حضرت والا کی دعا کی برکت سے اب میلان الی المعصیت جو کہ پہلے تھا نہیں رہا الحمد باقی اب تک ذکر میں لذت وشوق جو پہلے تھا اس نے عود نہیں کیا مگر حضرت والا کی صحبت کی برکت سے یہ معلوم ہو گیا کہ لذت وشوق بوجہ غیر اختیاری ہونے کے خود مقصود نہیں ہے باقی ذکر کرنا جو کہ اختیاری امر ہے وہ بفضلہ تعالیٰ اگرچہ طبیعت پر جبر کرنا پڑے ادا کر لیتا ہوں۔

جواب: الحمد للہ

عرض: یہ سب حضرت والا کی دعا کی برکت ہے ورنہ از دست ہیچ مدان چہ آید۔

حضرت! جب فرشتے نار کے جو کہ یفعلون مایؤمرون کا مصداق ہیں خیال ہوتا ہے کہ وہ بہرے ہیں کبھی پکارنے والے کی پکار نہیں سنتے اور جب دوزخ کے عذاب کی چیزیں مثلاً سانپ اور بچھو جو کہ خچر کے برابر ہیں اور دوزخ کی گہرائی جو کہ چالیس سال کی راہ پتھر گرانے کی ہے قرآن کریم میں جب جہنم کا لفظ آتا ہے تو یہ سارا نقشہ دوزخ کا پیش

ہوجاتا ہے بلا سوچنے کے تو اس قدر خوف طاری ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے گرنے کے قریب ہوجاتا ہوں کبھی کبھی یہ حالت ہوتی ہے ایسے وقت میں کیا کروں۔

جواب: اللهم اغفرلی اللهم ارحمنی کا تکرار کیا جائے اور مغفرت ورحمت کی اُمید رکھی جاوے پھر جہنم سے نجات لوازم مغفرت ورحمت سے ہے۔

مکتوب: مرقومۂ بالا عریضہ کے جواب کے بعد اپنی حالت اس طرح بیان کی حضرت والا نے جو علاج اور تدبیر برائے ازالہ خوف مفرط تحریر فرمایا اس سے بحمد اللہ فائدہ حاصل ہو رہا ہے احقر اس پر عمل کر رہا ہے اب عرض یہ ہے کہ نماز کی حالت میں جب غلبہ خوف ہوتا ہے تو اللهم اغفرلی وارحمنی کا تصور باندھتا ہوں۔

جواب: کافی ہے۔

عرض: دوسری حالت یہ ہے کہ حضرت والا کا تصور ذکر میں اور غیر ذکر میں دونوں حالتوں میں اکثر رہتا ہے بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ تنہائی میں حضرت کے تصور میں پاؤں تک نہیں پھیلا سکتا۔ بس وہی حالت ہوتی ہے جو مجلس شریف میں ہوتی ہے۔ اس میں کچھ شرعی حرج تو نہیں۔

جواب: نہیں مگر قصد نہ کیا جاوے اور کسی پر ظاہر نہ کیا جاوے۔

عرض: تیسری حالت یہ ہے کہ حضرت والا کا خوف اتنا ہے کہ گویا حق تعالیٰ کا خوف اتنا اپنے اندر نہیں پاتا اگر حضرت والا کے مزاج کے خلاف کوئی کام ہوجاوے تو اتنی خشیت ہوتی ہے کہ زمین پھٹ جاوے اور اس میں سما جاؤں اور امر حق کی مخالفت سے اتنا خوف نہیں ہوتا۔ اس سے ڈرتا ہوں کہ گناہ تو نہیں۔

جواب: نہیں کیونکہ یہ غیر اختیاری ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ غائب کا خوف عقلی ہے اور حاضر کا طبعی اور تفاوت خاصیتوں کا ہے۔

مکتوب: الحمد للہ والمنۃ۔ حضرت والا کا ارشاد فرمودہ علاج خوف اور تجویز فرمودہ تدبیر سے خوف کا حال بالکل اعتدال پر آ گیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ احقر کی اس بات کے جواب میں کہ شیخ سے اتنا خوف جتنا اللہ سے نہیں ہے جو تحریر فرمایا۔ اس سے اس قدر مسرت اور تسلی ہوئی کہ حد تحریر سے خارج ہے۔ فجزاکم اللہ عنی خیر الجزاء)

جواب: "هنيئا لكم العلم"

عرض: اب حضرت والا سے ایک جدید حال عرض کر کے علاج کا خواستگار ہوں۔ حضرت والا اگر دستگیری نہ فرمائیں گے تو یہ احقر ہلاک ہو جائے گا۔ عرض یہ ہے کہ مجھ کو ایک جدید وسوسہ پیدا ہو گیا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ جب اعمال صالحہ کا پابند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل کو حکم فرماتے ہیں کہ اس میرے بندے سے تم بھی محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور آسمانوں میں منادی کرو کہ اہل آسمان اس میرے بندے سے محبت کریں اور علیٰ ہذا زمین والوں سے بھی کہہ دو حتی یوضع القبول فی الارض او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں "ان الذین آمنو وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمان ودا" یہ حدیث وارد ہوئی اور حضرت والا کے مصنفہ ایقہ جزاء الاعمال میں بھی ایسا ہی ہے اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

"من تقرب الی شبرا الحدیث" اب دونوں حدیثوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں جواپنے کو مقبولین میں نہیں پاتا ہوں یعنی جب یہ علامتیں موجود نہیں پاتا ہوں تو وسوسہ ہوتا ہے کہ تیرا کوئی عمل مقبول نہیں ورنہ مطابق حدیثین شریفین کے کچھ تو آثار ظاہر ہوتے۔ واذلیس فلیس۔ حضرت یہ وسوسہ مجھ کو بہت ستا رہا ہے اور تنگ کر رہا ہے۔ اللہ رحم میرے اوپر۔ میں نفس کو جواب دیتا ہوں یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ تیرے اختیار سے خارج ہے تو کیوں پریشان ہوتا ہے مگر اس سے بھی پوری تسلی نہیں ہوتی ہے یہ بھی سمجھاتا ہوں کہ بندے کو بندگی سے مطلب، تجھے ان باتوں کی فکر ہی کیوں پڑی۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتے ہوں اور تجھے اس کی خبر نہ ہو۔ اب حضرت والا اس نحیف وزار کے حال زار پر رحم فرمائیں اور کوئی تدبیر ایسی ارشاد فرمائیں کہ یہ خبیث وسوسہ جس سے زائل ہو جاوے اور نیز احقر کے لئے دعا فرمائیں۔

جواب: حدیث میں یہ لفظ ہے حتی یوضع لہ القبول فی الارض جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ فی نفسہ خاصیت ہے محبوبیت کی لیکن ہر خاصیت کا ظہور مشروط ہوتا ہے۔ شرائط خاصہ سے اور اس میں بڑی شرط یہ ہے کہ وہ اہل ارض خالی الذہن ہوں۔ ان میں نہ اسباب عداوت ہوں نہ اسباب مودت۔ پھر خود لفظ قبول مرادف نہیں محبوبیت کا تو حاصل یہ ہوا کہ ایسے خالی الذہن لوگ اس کے مخالف نہ ہوں اور اس کو مردود نہ سمجھیں گو محبت نہ ہو۔ اب یہ بات ہر صالح کو نصیب ہو جاتی ہے گو اعلیٰ درجہ کا متقی نہ ہو اور تم میں بھی اس کا تخلف نہیں۔ پریشانی بے بنیاد ہے۔

مکتوب: (۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ کو اس طرح عرض پیرا ہوئے)

فی الحال بحمد اللہ معمول بدستور جاری ہے اور کیفیت جدیدہ یہ ہے کہ آج کل حضرت والا کی توجہ کی برکت سے ذکر میں اس قدر لذت اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ خارج از بیان ہے۔ دل یہی چاہتا ہے کہ ہر رگ و ریشہ اور ہر اعضا بلکہ ہر سر مو میں ایک ایک زبان ہو اور ان زبانوں سے محبوب حقیقی کی یاد اور ذکر لگا کرے گو یہ کیفیت وغیرہ مقصود نہیں مگر تاہم محمود ہونے کی حیثیت سے آنحضرت کو اطلاع کردی۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کرتا ہوں۔

جواب: زادکم اللہ تعالیٰ۔

عرض: دوسری حالت یہ کہ فی الحال برخلاف سابق کے (کہ خوف جہنم اور رغبت جنت سے رونا آتا تھا) ابتغائے رضائے مولیٰ میں رونا آتا ہے کہ مالک راضی ہو جاوے مجھ پر اور طلب رضا میں دل تڑپتا ہے بے چین رہتا ہے اور ہر وقت اسی دھن اور اسی دھیان میں لگا رہتا ہوں بلکہ بعض اوقات ایسا خیال ہوتا ہے کہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گر جاؤں اور یہ عرض کروں کہ حضرت اب مجھ سے صبر نہیں ہوتا ہے۔ ذرا سی رضا اللہ میاں کی مل جاوے تو میں بادشاہ ہو جاؤں۔

جواب: یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

عرض: یا سیدی و مرشدی فداک ابی و امی و روحی و مالی۔ مجھے تو حضرت والا اپنے سینہ مبارک میں سے باطنی دولت میں سے تھوڑی سی عنایت فرمایئے میں نہال ہو جاؤں گا۔

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابنائے جنس الخ

جواب: جو طریق افادہ کا جاری ہے کیا اس کے سوا کوئی دوسرا طریق دولت دینے کا ہے؟

مکتوب: فی الحال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں قلب مضطرب اور بے چین ہے اور قلب میں حرارت سی محسوس ہونے لگتی ہے اور آنکھوں میں اکثر آنسو بھی رہتی ہے۔ سوزش سی ہونے لگتی ہے بس ابتغائے رضائے مولیٰ کا منتظر رہتا ہوں اور آج کل تدبیر اور تفکر مصنوعات باری تعالیٰ میں خود بخود استغراق رہتا ہے یہاں تک کہ نیند کم ہونے لگی ہے اور بس حیران ہو کر گویا یہ کہنے لگتا ہوں چہ باشد آں نگار خود کہ بندد ایں نگار ہا۔ دل یہی چاہتا ہے کہ بجائے ذکر کے فکر تدبر مصنوعات کرتا رہوں۔

جواب: تدبر مصنوعات کی مثال جزئی لکھو۔

عرض: احقر کے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا حاصل ہوجائے۔

جواب: یہ بے ادبی اور استغنا ہے۔ رضائے الٰہی کامل مطلوب ہے۔ البتہ اپنے اعمال میں اگر قلت ہو مثلاً کہا جاوے کہ محبت اگر قلیل بھی نصیب ہوجاوے تو غنیمت ہے اس کا مضائقہ نہیں غرض قلت اپنی صفت میں ہو ان کی صفت میں نہ ہو۔

مکتوب: اس کے بعد اس طرح تحریر کے ذریعے سے عرض کیا۔

بندہ نے لکھا تھا کہ تھوڑی سی رضامندی حاصل ہوجائے یہ بوجہ عدم علم و جہل کے تحریر میں آیا تھا۔ الحمدللہ جناب کے طفیل سے بہت بڑا عظیم الشان سر معلوم ہوا اور ایک بڑا قانون معلوم ہوگیا جسکے مقابل میں ہفت اقلیم کی بادشاہت ہیچ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہر صفت پر غور کروں گا اور اس غلطی سے توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ معاف کریں۔

جواب: ''ھنیئاً لکم العلم''

عرض: اور تدبر مصنوعات کی جزئی مثال یہ ہے کہ جیسے انسان اس کی حقیقت کو جب میں سوچتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی کتنی بڑی قدرت و علم کمال ہے کہ ایک قطرے سے کیسے پری رو انسان شکل میں پیدا کیا جس کی ہر شے عجیب ہے اگر فقط ایک چہرا کو غور و فکر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کیا کیا قدرت کاملہ ہے۔ آنکھوں کو نور بینائی کی اور کان کو شنوائی کی اور ناک کو قوت شامہ کی اور زبان کو بولنے کی توفیق بخشی اور ہر ایک میں اس قدر خوبیاں ہیں جو انسان کی قدرت سے باہر ہے کہ اس کی خوبیاں بیان کرے اور ایسے ہی جب ایک شجر عظیم کو فکر کرتا ہوں تو اس کی حقیقت ایک چھوٹا سا دانہ ہے جو خدا کی قدرت کاملہ سے اتنا بڑا عظیم الشان شجر ہے کہ لاکھوں ثمر کے ساتھ موجود ہے اور ایسے ہی آسمان کو بے ستون کس قدر بلندی میں کھڑا کیا ہے مدت گزر گیا کہ اب تک پیوند در کنار پرانا بھی نہیں ہوا اور اس چھت کو ستاروں سے مزین و منور کیا جس سے حضرت انسان بھی ہدایت پاتا ہے۔ الغرض ان اشیاء میں اکثر اوقات سوچنے کو دل چاہتا ہے۔ ذکر کو چھوڑ کر۔

جواب: اگر یہ فکر ذکر کے ساتھ جمع ہوسکے۔ مضائقہ نہیں ورنہ ذکر اس فکر سے زیادہ نافع ہے۔

اس فکر میں خدائے تعالیٰ کے حسن و جمال و قدرت کاملہ و علم و حکمت معلوم ہو کر لطف حاصل ہوتا ہے۔

مکتوب: (اس جواب کے بعد یہ عریضہ پیش کیا)

حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا جمع بین الذکر والفکر کر سکو تو مضائقہ نہیں ورنہ ذکر انفع ہے فکر سے مگر احقر کا آج کل حال یہ ہے کہ عین ذکر میں کچھ ایسی محویت اور بے خودی سی ہوتی ہے کہ ماسوائے مذکور کے اس وقت اپنی جان کا ہوش بلکہ اپنی ہستی اور وجود کی خبر تک نہیں رہتی ہے بس مذکور ہی باقی رہتا ہے۔

مرحبا اے عشق شرکت سوز رخت　　　　ماند الا اللہ باقی جملہ رفت

ہاں البتہ دیگر خالی اوقات میں بغیر ذکر کے تفکر کرتا ہوں۔ پیشتر اس سے البتہ جمع بھی کر سکتا تھا لیکن آج کل ذکر کے ساتھ جمع نہیں کر سکتا ہوں اس میں جو حضرت والا کا ارشاد ہو گا۔ بجان ودل تعمیل کروں گا۔

جواب: اب فکر کی مستقلاً ضرورت نہیں۔ صرف استدلال علی الصانع کے لئے فکر فی المصنوع مطلوب ہے ورنہ اصل مقصود ذکر ہی ہے۔

عرض: آج کل حال یہ ہے کہ عظمت شان باری تعالیٰ کا تصور ہوتا ہے چنانچہ نماز کی حالت میں یہ تصور بندھ جاتا ہے کہ ماقدروا اللہ حق قدرہ اور عظمت سے دل گھبرا کر کانپ جاتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی عظمت والی ذات کی مخالفت میں عمر صرف کی اور ہمارے جو نیک اعمال ہیں وہ بھی ان کی شان عظمت کے لائق نہیں بلکہ جو مطلوب علیٰ وجہ الکمال ہے اس کے بھی عشر عشیر نہیں ہے بس اس وقت رحمت کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں رونا آجاتا ہے ایسی حالت میں مرشدی ومولائی دستگیری فرمایئے اور میری رہنمائی فرمایئے۔

جواب: اس میں کوئی چیز قابل تغیر نہیں۔

عرض: مجھ کو سب سے بڑا غم یہ ہے جو کہ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ سے بھی مانگتا ہوں کہ یا اللہ میرے پیر ومرشد مدظلہ العالی مجھ سے ناراض نہ ہوں۔

جواب: بس دعا کے بعد غم کو دور کر دیا جائے۔

عرض: اور احقر کے لئے فلاح دارین کی دعا فرمادیں۔

جواب: دل سے۔

ضروری اطلاع (خلافت نامہ)

خود بخود قلب میں وارد ہوا کہ میں تم کو تلقین وبیعت دونوں کی اجازت دے دوں

چنانچہ توکلاً علی اللہ تعالیٰ اجازت دینا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی طالب حق درخواست کرے انکار نہ کریں اور اپنے خاص دوستوں کو اس کی اطلاع کر دیں اور مجھ کو اپنا پتہ جس سے ڈاک پہنچ سکے لکھ بھیجیں۔ میں اپنی یادداشت میں اس کو درج کروں گا۔

فقط: اشرف علی

اس پر اکتفا نہیں فرمائی بلکہ جناب مولوی شبیر علی صاحب کے ذریعے سے دوسری اطلاع ارسال فرمائی اور تحریر فرمایا کہ "یہ پرچہ مولوی فقیر محمد سرحدی کو دے دیا جاوے اگر موجود ہوں ورنہ تلف کر دیا جائے"۔ (وھو ہذا)

از اشرف علی مشفقم مولوی فقیر محمد سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بے ساختہ میرے قلب میں وارد ہوتا ہے کہ تم کو بیعت اور تلقین کی اجازت توکلاً علی اللہ تعالیٰ دے دوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم سے نفع پہنچاوے۔ سو اگر تم سے کوئی طالب بیعت اور تلقین کی درخواست کرے تو تم انکار نہ کرنا انشاء اللہ تعالیٰ جانبین میں برکت ہوگی اور اپنے خاص خیر خواہوں کو اس اجازت کی اطلاع کر دینا اور اپنا پتہ جس سے ڈاک کا خط پہنچ سکے لکھ کر میرے پاس بھیج دینا میں اہل اجازت کے پتے اپنے پاس منضبط رکھتا ہوں اور موقع پر شائع کر دیتا ہوں۔ والسلام۔

از لکھنؤ امین آباد پارک نمبر ۳۷ معرفت شیخ محمد حسن صاحب۔

باقی خیریت ہے الحمد للہ صحت ہوگئی صرف ضعف کسی قدر ہے۔

اللہ تعالیٰ دوستوں سے جلد ملا دے۔ ۹ رجب ۵۷ھ

اصلاحی خطوط

(اصلاح دل مکتوبات وملفوظات اشرفیہ)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ جو تقسیم کے بعد ملتان میں رونق افروز ہوئے آپ کی خودنوشت سوانح جو آج کل ''اصلاح دل'' کے نام سے مطبوعہ ہے الحمدللہ یہ کتاب ہزاروں افراد کی اصلاح کا ذریعہ بنی اور وقت کے اکابر مشائخ نے اس سے خوب استفادہ کیا اس مبارک کتاب سے چند اصلاحی خطوط پیش خدمت ہیں جس میں حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اور ان کی اہلیہ کے خطوط اور حکیم الامت رحمہ اللہ کے حکیمانہ جوابات ہیں تفصیلی خطوط اور حالات کیلئے آپ بھی اصلاح دل کا مکمل مطالعہ کر کے اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کر سکتے ہیں (مرتب)

حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اجازت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیعت کی درخواست

۸ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ کی شب تھی۔ میرا یہ چھٹا خط تھا جس کا مضمون یہ تھا ''حضرت والا! اس ناچیز کی زندگی کا بہترین حصہ دنیوی اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں گذر گیا تقریباً چھ سال تک ایک آریہ سکول میں بھی پڑھتا پڑھاتا رہا۔ دینی تعلیم سے محروم رہا۔ تھوڑے عرصہ سے ایک نیک بندے کی صحبت میسر ہوئی ہے۔ اسی وقت سے حضرت والا کی مختلف تصانیف اور مواعظ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے روز بروز دینی شوق بڑھتا گیا، حرام اور حلال میں تمیز ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی دھن لگی۔ یوں تو یہ ناچیز عرصہ سے حضرت والا سے تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ایک ہفتہ حضرت والا کی صحبت میں بھی رہ چکا ہے اور خطوط کے ذریعے حضرت والا سے ضروری مسائل بھی دریافت کرتا رہا ہے اور حضرت والا رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔ لیکن باقاعدہ تعلیم کے لئے درخواست نہ کر سکا اور حضرت والا کی توجہ خاص سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج عرض کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ یہ ناچیز بیعت کے لئے درخواست کرتا لیکن چونکہ شروع ہی میں حضرت والا اس چیز کو پسند نہیں فرماتے اس لئے یہ عرض کرنا خلاف ادب سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ادب وہی ہے جو حضرت پسند فرمائیں حضرت والا یہ ناچیز نہایت ہی نکما ہے۔ مگر توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرت والا کی دعاؤں کی برکت سے یہ ناچیز رضائے مولا حاصل کرنے سے محروم نہ رہے گا۔ حضرت والا! اس ناچیز کو تعلیم فرمائیں۔ میرا مقصود اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ اور حضرت والا سے اللہ تعالیٰ کے احکام دریافت کرنا ہے جن سے رضائے مولا حاصل ہوتی ہے۔

اتفاق یہ کہ چوتھے ہی روز عین اسی وقت جب میں داڑھی منڈوا رہا تھا حضرت اقدسؒ کی طرف سے جواب آ گیا۔ داڑھی منڈوا کر لفافہ کھولا اور حضرت اقدسؒ کا جواب پڑھا۔ عقل دنگ رہ

گئی حیرانی ہوئی۔بے پایاں محبت کے جذبات موجزن تھے۔حضرت اقدسؒ نے قبول فرمالیا تھا اور تحریر فرمایا"جزاک اللہ، میں حاضر ہوں۔رسالہ تبلیغ دین کا مطالعہ کر کے اس میں جو عیوب نفس کے لکھے ہیں، ان میں سے ایک ایک کا علاج پوچھتے رہو اور مواعظ کے مطالعہ کی پابندی رکھو"۔

ایک دفعہ اپنے حال زار کے بارے میں میں نے عریضہ لکھا"حضرت! میں اپنی حالت کو کتوں سے بدتر سمجھتا ہوں، اس عبادت پر سزا نہ ہو تو غنیمت ہے۔ چہ جائیکہ اجر کی امید رکھوں"

حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا"عبدیت یہی ہے کہ لیکن اس عبدیت کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ اعتقاد رکھے کہ وہ مانگنے والے کو محروم نہیں فرماتے"

آگے میں نے لکھا"افسوس کہ مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا"

جواب تحریر فرمایا"ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ اس سمجھنے پر فضل ہو جاتا ہے اور اس فضل سے تھوڑا سا حق ادا کرنے کو بھی قبول فرما لیتے ہیں"

ایک اور خط پر تحریر فرمایا"سب ٹھیک ہو رہا ہے۔ دو امر ملحوظ رکھنا چاہئیں۔ ایک یہ کہ امکان بھر سعی اصلاح کی رکھی جاوے۔ دوسرے یہ کہ جیسے بھی اعمال ناقصہ کی توفیق ہو اس کو اللہ کی نعمت سمجھا جاوے کہ ہم تو اس کے بھی قابل نہ تھے"۔

حضرت کا تحریر فرمودہ آخری خط

حضرت ان دنوں صاحب فراش اور بہت علیل تھے۔ یہ خط چونکہ میرے ہونہار بیٹے کی وفات پر سخت صدمہ کا تھا حضرتؒ نے تسلی دینے کے لئے خط ملتے ہی جواب لکھ کر خادم کو دیا کہ ڈاک خانہ میں دے آئے۔ ان دنوں خطوط کا جواب حضرت اقدسؒ کے لکھوانے پر مفتی جمیل احمد صاحب مدظلہ لکھا کرتے تھے مگر یہ خود دست مبارک سے لکھا اور ایک دن پہلے پہنچ گیا۔ اس سے حضرتؒ کی نوازشات اور شفقتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ میں اپنی ان حاضریوں اور خطوط کے جوابات کی کچھ تفصیل آئندہ چل کر عرض کروں گا اس جگہ یہ آخری خط اور حضرت کا جواب نقل کرتا ہوں جو میرے نزدیک بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

میرے خط کا مضمون: حضرت اقدس! میرا لڑکا دفعۃً صرف دو تین دن بعارضہ سخت بخار سرسام بیمار رہ کر فوت ہو گیا ہے۔ لڑکا بہت ہونہار اور ہمیں بہت محبوب تھا۔ حضرت اقدس، طبیعت کا قرار اٹھ گیا ہے خصوصاً اہلیہ کو کسی پہلو قرار نہیں آتا حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر دیں۔

حضرت اقدس کا جواب باصواب

"اللہ تعالیٰ صبر واجر ونعم البدل دے اور اس کو ذخیرہ آخرت بنا دے"

خط کا بقیہ مضمون: حضرت اقدسؒ کوئی علاج ارشاد فرمائیں جس سے ہمارے دلوں کو قرار آئے۔

جواب حضرت اقدس: قرار طبعی کی کوئی تدبیر نہیں تدریجاً وہ خود ہو جاتا ہے۔ اور قرار عقلی کا علاج اللہ تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کا مراقبہ ہے۔

بشارت

اس جواب کو پڑھ کر حضرت مولانا شیر محمد صاحب (مرحوم) نے فرمایا تھا کہ یہ تو نیک بیٹا عطاء ہونے کی دعا ہے اور یہی بات میرے دل میں آئی تھی۔ چنانچہ حسب بشارت حضرت والا اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرزند ارجمند عطاء فرمایا جس کا حضرت ہی کا تجویز کردہ نام محمد عفیف رکھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے واقعی بہت نیک ہے۔

اہلیہ کے خطوط

حضرت کی طرف سے جواب آنے کے بعد اہلیہ نے حضرت کی خدمت میں عریضہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

مضمون: حسب ارشاد میں اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤں گی۔

جواب حضرت اقدس: شاباش

مضمون اہلیہ: حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ جہیز کا اکثر حصہ محفوظ ہے۔ صرف ایک زیور کی قیمت کے برابر خرچ ہوا ہے۔ اس کے بدلے اپنا زیور دے دوں گی۔ یہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا کہ تھوڑا ہی دینا پڑا۔

جواب حضرت اقدس: خدا تعالیٰ کی نعمت ہے خوش ہونا ہی چاہیے کہ دنیا و آخرت کے خسارے سے بچالیا۔

مضمون اہلیہ: اگر زیادہ دینا پڑتا تو نفس کو بہت دکھ ہوتا۔ (اور نفس پر شاق گذرتا) دنیا کے مال کی محبت بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: یہ مرض نہیں بلکہ اس میں حکمتیں ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ ایک

حکمت یہ بھی ہے کہ اگر رنج طبعی بھی نہ ہو تو عمل کرنے میں مجاہدہ نہ ہو۔ مجاہدہ سے اجر بڑھتا ہے۔ محبت مال وہ مذموم ہے کہ وہ محبت عمل سے روک دیتی اور چونکہ نیت کرلی تھی کہ باوجود زیادت مقدار کے بھی عمل کریں گے اس نیت کے سبب مجاہدہ کا ثواب بھی ملے گا۔

مضمون اہلیہ: اگر مقدار زیادہ ہوتی دل ضرور خراب ہوتا۔

جواب حضرت اقدس: وہ خرابی رنج طبعی ہوتا۔ جس پر ملامت نہیں امر فطری ہے جس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

حضرتؒ کے جوابات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ آپ مسائل کے حل فرمانے کے ساتھ ساتھ شریعت اور طبیعت دونوں کی کس طرح رعایت فرمارہے ہیں۔ یہ اتنی باریک بینی حکیم الامت ہی کا حصہ ہوسکتی ہے۔

(۲) بہت روز بعد اہلیہ نے حضرتؒ کی خدمت عالیہ میں عریضہ لکھا جس میں تعمیل ارشاد کا بھی تذکرہ تھا اور حضرت والا کے ارشاد کی بجا آوری پر جو نعمت ملی تھی اس کا بھی ذکر تھا (اہلیہ کا خط نمبر ۴۵، ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)

مضمون: میرے شوہر صاحب مستعمل جہیز کے بدلے میرا زیور لے کر بھائی کی اہلیہ کے پاس گئے اور ساری بات سمجھا کر زیور پیش کردیا اور یہ بتایا کہ باقی سارا جہیز محفوظ پڑا ہے۔ جلد واپس پہنچا دیا جائے گا۔ میرے بھائی کی بی بی نے کہا، مجھے سلطان بی بی (میری اہلیہ سلمہا کا نام) سے بہت محبت ہے۔ اب میں کچھ بھی واپس نہ لوں گی۔ سارا جہیز میرے ماں باپ نے مجھے دیا تھا، اب میں نے دل سے معاف کردیا۔ بہت کچھ کہا لیکن اس نے زیور نہیں لیا اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے خوشی سے معاف کردیا۔ میرے شوہر صاحب اس معاملہ میں مجھ سے ایسے خوش ہوئے کہ ایک اور زیور مجھے انعام میں دیا۔ میں نے اللہ کا شکر کرتے ہوئے قبول کرلیا۔

جواب: حضرت والا: دونوں نعمتیں نصیب ہوئیں، دنیا کی بھی، دین کی بھی، مبارک ہو۔

مضمون خط اہلیہ: دل بہت خوش ہوا کہ میرا زیور بچ گیا اور انعام بھی ملا۔ اس سے مال کی محبت کا شبہ ہوا۔ جواب: حضرت والا: یہ محبت مضر نہیں، کیونکہ نعمت کا شکر ہے۔

(۳) جیسا کہ عرض کرچکا ہوں، میری اہلیہ اپنی طبع نیک کی بناء پر میرے لئے بہت

مدد و معاون ثابت ہوئی۔ اس کی دینداری اس کے خطوط سے معلوم ہو رہی ہے میری اہلیہ نے اپنے خط نمبر ۲۵ میں ہدیہ بھیجنے کی (میری معرفت) اجازت چاہی۔

جواب: حضرت اقدس: خوشی سے لے لوں گا، تمہارے خلوص پر قلب شہادت دیتا ہے۔ ہدیہ میں اصل انتظار اسی کا ہوتا ہے سب قواعد اسی انتظار کی تحقیق کے لئے ہیں۔

(۴) اہلیہ کا خط نمبر ۳۶ ملاحظہ فرمایئے: اگر میرے شوہر صاحب کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو جائیں تو میں منت سماجت کر کے منا لیتی ہوں، تب آرام آتا ہے لیکن بعض اوقات جب اپنی غلطی دل کو نہیں لگتی تو معافی مانگنے کو جی نہیں چاہتا، حضرت ارشاد فرمائیں ایسے وقت کیا کروں؟

جواب: حضرت والا: خواہ غلطی سمجھو یا نہ سمجھو، اقرار کر کے شوہر سے پوچھ لیا کرو کہ غلطی ہے یا نہیں اگر وہ غلطی بتلا دیں عذر کر لیا کرو۔

حضرت کے اس ارشاد سے بس پھر کیا تھا، مجھے ایک جادو ہاتھ لگ گیا اور اہلیہ نے اس ارشاد پر عمر بھر پوری طرح عمل کیا اور میری جنت بن گئی۔ اگر میرا اپنا قصور بھی ہوتا تو اہلیہ کو پیار محبت سے بٹھاتا اور کہتا کہ حضرتؒ کا ارشاد یاد کرو، معافی مانگ لو وہ فوراً معافی مانگ لیتی محبت پہلے سے کہیں بڑھ جاتی۔

اہلیہ پر بیعت کے اثرات

میری پہلی اہلیہ مرحومہ سے دو بچیاں تھیں۔ موجودہ اہلیہ کے دل میں خوف خدا سرایت کر چکا تھا۔ جس کے باعث ہر وقت گھر میں دین کا چرچا رہتا تھا اس زمانہ میں شاید میں اکیلا ہی ایسا شخص ہوں گا کہ سوتیلی ماں کے ہاتھوں سوتیلی بیٹیوں سے ذرہ بھر بے مروتی و بے رخی نہ دیکھی۔ بچیوں کو احساس تک نہ ہونے دیا کہ حقیقی ماں کا سایہ ان کے سر سے اٹھ چکا ہے۔ واقعی خوف خدا انسان کو نہ صرف ظلم و زیادتی سے باز رکھتا ہے بلکہ دل میں رحمت و رافت کا مادہ بھی پیدا کر دیتا ہے۔ اہلیہ کے دل میں اللہ نے یہ ڈال دیا کہ ان بچیوں کی ماں نہیں ہے تو کیوں نہ میں ان کی خدمت کر کے ثواب لوٹوں۔

میں نے کہا، معاملہ بڑا آسان ہے کیوں نہ ساری بات حضرت اقدسؒ سے پوچھ لیں۔ اس دربار عالی سے جو جواب آئے۔ دونوں کے سر آنکھوں پر۔ تو

اہلیہ نے حضرت کو خط لکھا کہ بچیوں کو بغرض اصلاح ڈانٹتی ہوں، اس میں مجھے اپنی

غلطی سمجھ میں نہیں آتی حضرت ارشاد فرماویں کہ کیا کروں؟

خط کا جواب آ گیا تحریر فرمایا تھا۔

''رائے موقوف ہے خبر پر اور خبر پاس والے کو زیادہ ہوگی یا دور والے کو؟''

اب اہلیہ نے حضرتؒ کے جواب آنے پر پھر دوبارہ خط لکھ کر اور اپنی حالت بتائی کہ حضرت اقدسؒ سابقہ خط لکھنے کے بعد پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ میری حماقت کو دیکھو، اگر حضرت ناراض ہو گئے تو ٹھکانا کہاں ہوگا؟ کانپ کر دن گذارے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بڑا قیمتی سبق ملا کہ جب حضرتؒ کی ناراضی کا اتنا خوف ہوا تو اللہ کی ناراضی سے بہت بچنا چاہیے کیونکہ ان کو تو میری ہر بات کی خبر ہے۔ توبہ پہلے ہی کر چکی تھی اب شکرانے کے نفل پڑھے والا نامہ کو سر پر رکھا۔ دست مبارک کے لکھے ہوئے الفاظ کو آنکھوں سے لگایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو سلامت رکھیں۔ حضرت والا، آئندہ خواہ اپنی غلطی سمجھوں یا نہ سمجھوں، شوہر صاحب کی تنبیہ پر اقرار کر کے معافی مانگا کروں گی۔ حضرت اقدس دعاء فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میری اصلاح فرمادیں، دین ودنیا میں میری حفاظت فرماویں۔ حسن اعتقاد، حسن عمل اور حسن خاتمہ عطا، فرماویں۔

جواب: حضرت اقدس: تمہاری خوش فہمی سے دل خوش ہوا دعاء کرتا ہوں۔

میرے خط کا مضمون: میرے قلب میں اہلیہ کی محبت بہت زیادہ ہے۔ بعض دفعہ حضرت کے پاس ہوتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ حضرت کو چھوڑ کر اہلیہ کے پاس جلد چلا جاؤں، ارشاد فرمائیں کہ اس قدر محبت مذموم تو نہیں؟

جواب: حضرت: نہیں لیکن کسی موقعہ پر اس کی رعایت کرنے میں دین کا ضرر ہو تو اس وقت کس کو ترجیح دیں گے۔ دین کو یا اہلیہ کو:؟

میرے خط کا مضمون: حضرت ایسے موقع پر تو یہ ناچیز یقیناً دین کو اہلیہ پر ترجیح دیتا ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ ایسے مواقع ہی کم آتے ہیں اہلیہ نہایت سلیم طبع رکھتی ہے۔ دین کا شوق ہے۔ غلطی ہو جانے پر فوراً توبہ کر لیتی ہے اور مجھے بھی جب تک راضی نہ کرے چین نہیں آتا۔

جواب حضرت اقدس: بس تو وہ محبت مذموم نہیں۔ اس طرح میری دنیا بھی جنت بن گئی۔

حقوق العباد کے بارے میں

وظیفہ کے متعلق پوچھنے پر ارشاد فرمایا ''معتدل آواز سے ذکر کیا کریں اور وہ بھی اس

طرح کہ کسی نائم (سونے والے) یا مصلی (نماز پڑھنے والے) کو تشویش نہ ہو"۔

میانی افغاناں سکول میں ریڈ کراس سوسائٹی ڈسپنسری کا انچارج تھا۔ ہیڈ ماسٹر اور دیگر اساتذہ خاص ادویہ مجھ سے ناجائز طور پر گھر لے جاتے تھے یا کان، آنکھ وغیرہ میں بلا معاوضہ ڈلواتے تھے۔ انکار کرتا تو اندیشہ فساد تھا "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" میں عجیب کشمکش سے دوچار تھا۔ میں نے حضرتؒ سے اس بارہ میں عرض کیا تو تحریر فرمایا "اگر کوئی معین اور ارزاں دواء ہو تو خود خرید کر رکھ لیجئے اور ڈال دیا کیجئے اگر گراں ہو تو میری طرف سے خرید لیجئے میں اس کی قیمت بخوشی پیش کر دوں گا"

میں نے لکھا کہ حضرتؒ کی شفقت پر قربان جاؤں تحریر فرمایا "شفقت کیا، ہر مسلمان کا ہر مسلمان پر حق ہے"

اس سے آگے میں نے لکھا، دواء معین اور بالکل ارزاں ہے میں خود خرید کر رکھ لوں گا اور ڈال دیا کروں گا؟ تو تحریر فرمایا "سب سے بہتر"

میں نے لکھا کہ طلباء سے کام لیتا ہوں، اگرچہ باضابطہ معاوضہ ادا نہیں کرتا۔ تاہم کچھ دے دلا کر انہیں خوش کر دیتا ہوں۔ اس پر حضرتؒ نے تحریر فرمایا "کیا ان لڑکوں کے والدین کو خبر اور ان کی اجازت ہے۔ کیا معتمد مزدور نہیں مل سکتے؟ کیا ان کو اتنے ہی پیسے دیئے جاتے ہیں جتنے دوسرے مزدوروں کو؟

اس کے بعد میں نے چند نادار اور مفلس طلباء کے والدین سے اجازت لی اور حضرتؒ کی خدمت میں لکھا کہ آئندہ ان کو اتنا ہی معاوضہ ادا کیا کروں گا جتنا دوسرے مزدوروں کو حضرت نے تحریر فرمایا "جزاکم اللہ وبارک اللہ"

اسی طرح نا معلوم شدگان کی ادائیگی کا طریق معلوم کیا: دھوبی سے کپڑے جو دھلوائے تو اس نے ایک دھوتی اور پگڑی بدل دیئے حضرت سے پوچھا کہ ان کا رکھنا اور استعمال جائز ہے یا نہیں؟

حضرت نے فرمایا: بالکل نہیں، کیونکہ وہ دھوبی کی نہیں، غیر کا مال بدوں اس کے اذن کے کیسے جائز ہوگا؟ جس سے وصول ہوئی ہیں اسی کو واپس کی جاویں پھر یہ اس کے ذمہ ہے کہ مالک کو پہنچاوے۔

پھر میں نے لکھا کہ وہ چیزیں کچھ استعمال کر چکا ہوں کیا بطور جرمانہ کچھ اپنے پاس سے ادا کروں؟ تحریر فرمایا "ہاں مساکین کو"۔

اس طرح ایک اور خط لکھا کہ میں جب لاہور میں زیر تعلیم تھا تو ایک ماہ تمام طلباء کے روپوں میں (جو مال مشترک تھا) سے کسی قدر بچالیا اور ایک قمیض اور شلوار بنالی: یہ بھی "حق العبد" تھا۔ حضرتؒ سے رہنمائی چاہی کہ مجھے بالکل علم نہیں کہ وہ کون کون تھے اور کہاں کہاں ہیں:؟ اور نہ ہی پتہ لگ سکتا ہے ارشاد فرمادیں کہ یہ حقوق کس طرح ادا کروں؟ حضرت نے تحریر فرمایا "اس کے اندازے سے مساکین کو دام ویدو اور لڑکوں کی طرف سے دینے کی نیت کرلو"۔

حضرتؒ سے پوچھا کہ آیا کافر و مسلمان کے حقوق اداء کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا "ہاں" آگے پوچھا: وہ طریقہ کیا ہے؟ تحریر فرمایا "اندازہ کر کے مالکوں کی طرف سے خیرات کردیا جائے"

اسی پہاڑ پر ایک سرکاری جنگل تھا۔ لوگ وہاں سے چوری لکڑیاں کاٹ کر بیچتے تھے اور دو سال میں نے خرید کر جلائیں۔ حضرتؒ سے پوچھا اگر ناجائز تھا تو کیا تدارک کروں؟ تحریر فرمایا "ناجائز تھا قیمت کا اندازہ کر کے اس محکمہ میں کسی ترکیب سے داخل کریں جس محکمہ کا تعلق اس جنگل سے ہو"

زندگی بھر جتنے ریل کے سفر بغیر ٹکٹ کئے تھے اس کے تدارک کے بارے میں پوچھا تو حضرتؒ نے فرمایا "اتنی قیمت کے ٹکٹ لے کر پھاڑ دو"

میں نے اپنا فرض محنت سے ادا کرتا ہوں لیکن پھر بھی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں اس لئے میں نے اپنے دینوی اور انگریزی کتابیں سکول لائبریری میں دے دی ہیں تا کہ کوتاہیوں کا تدارک ہو جائے، تحریر فرمایا "یہ خیانت کا تدارک نہیں ہو سکتا"

ایک دفعہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم نے دریافت کیا کہ جماعت میں میں اپنے لڑکے سے بعض اوقات سوال زیادہ پوچھتا ہوں حضرتؒ نے تحریر فرمایا "یہ خیانت ہے"

عجب وخود پسندی کا علاج

مضمون: والدین کے گھر گئی۔ اکثر مردوں اور عورتوں کو بے نماز پایا۔ میں باقاعدہ نمازیں پڑھتی تھی، تہجد بھی پڑھتی تھی۔ بہت دفعہ خیال آتا تھا کہ میں ان بے نماز مرد عورتوں

سے اچھی ہوں۔ یہ فضول وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں عبادت کر لیتی ہوں۔ حضرت اقدس! ارشاد فرمائیں کہ ناچیز کیا کرے کہ دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا عیب دور ہو۔

جواب: حضرت والا: اس میں تو انسان مجبور ہے کہ اپنے نمازی ہونے کا اور ان کے بے نمازی ہونے کا خیال آوے۔ لیکن اس میں مجبور نہیں بلکہ اختیاری بات ہے اور اس اختیار سے کام لینا چاہیے اور یوں سوچے کہ گو میں نمازی ہوں اور یہ بے نماز ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر نمازی ہر بے نمازی سے اچھا ہوا کرے۔ ممکن ہے کہ بے نمازی کے پاس کوئی ایسا عمل نیک ہو اور نمازی کے پاس کوئی ایسا عمل بد ہو جس سے مجموعی طور پر وہ بے نمازی اس نمازی سے افضل ہو۔ دوسرے ممکن ہے کہ انجام میں یہ نمازی بے نماز ہو جاوے اور بے نماز نمازی ہو جاوے۔ بہر حال حالاً بھی اس بے نماز کے افضل عند اللہ ہونے کا احتمال ہے اور مآلاً بھی پھر حق کیا ہے اپنے کو افضل سمجھنے کا:؟ البتہ نماز ایک نعمت ہے جو حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھ کو عطاء فرمائی ہے اور بے نماز ہونا ایک مرض ہے جس میں یہ بے نماز مبتلا ہے تو جس طرح صحت والے کو شکر کرنا واجب ہے اور مریض کو حقیر سمجھنا جائز نہیں بلکہ اس پر رحم کرے اور اس کے لئے صحت کی دعاء کرے اسی طرح مجھ کو بھی چاہئے گو وہ مریض اپنی بے احتیاطی سے مریض بنا ہوا مگر خود مرض کی حالت قابل ترحم کے ہے اس طرح بار بار خیال کرنے سے یہ مرض جاتا رہے گا۔

زینت کے درجات میں اعتدال محمود ہے

مضمون خط اہلیہ: جب کسی عورت کو عمدہ کپڑا پہنے دیکھتی ہوں تو دل بہت چاہتا کہ اس قسم کا بھی لے لوں کبھی فرمائش کر بھی دیتی ہوں۔ حضرت والا! یہ مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت والا: زینت کے درجات میں افراط وتفریط مذموم ہے اور اعتدال محمود ہے اس میں اعتدال یہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر اس وقت مت بناؤ۔ اگر توقف کرنے سے ذہن سے نکل جائے تو فبہا اور اگر نہ نکلے تو جس وقت نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرورت ہو اس وقت وہی پسند کیا ہوا کپڑا بنالو۔ اگر اتفاقاً وہ اس وقت نہ مل سکے تو جانے دو اور اگر دیکھو کہ اس مدت تک طبیعت مشغول رہے گی تو پسند کے وقت خرید کر رکھ لو مگر بناؤ مت۔ بناؤ اس وقت جب نئے کپڑوں کے بنانے کی ضرروت ہو۔

تا کہ اس کے عوض کا کپڑا بچ جاوے کہ شوق بھی پورا ہو جاوے اور اقتصاد بھی فوت نہ ہو اور اگر تمہارے شوہر تم کو علاوہ ضروری نان ونفقہ کے جیب خرچ کے طور پر کچھ دیتے ہیں تو پھر اس انتظام میں اتنا اور اضافہ کیا جاوے کہ ایسا کپڑا اپنے جیب خرچ کی رقم سے خریدو تا کہ نفس حدود میں محصور رہے۔

حقوق و حظوظ میں اعتدال

مضمون خط اہلیہ: حضرت اقدس! ہمارے گھر میں کھانے پینے کی فراغت رہتی ہے کئی عورتوں نے مجھے کہا ہے کہ تم فضول خرچ ہو حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ کس حد سے تجاوز اسراف کہلاتا ہے اور انسان فضول خرچ بن جاتا ہے نیز اس فضول خرچی کا علاج کیا ہے؟

جواب: حضرت: جزئیات کو تو صاحب معاملہ ہی سمجھ سکتا ہے مگر کلی طور پر اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ابتداء میں ضروری خرچ پر اکتفاء کرنے کی عادت ڈالنا چاہیے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ ضروری کس کو کہتے ہیں۔ سو ضروری کا مفہوم یہ ہے کہ اگر موقع پر خرچ نہ کریں تو کوئی ضرر لاحق ہو جاوے۔ مثلاً فی الحال کوئی تکلیف ہونے لگے جیسے بھوک سے کم کھانے میں یا کپڑے کی کمی سے سردی کی تکلیف ہو یا بہت موٹا کپڑا پہننے سے گرمی کی تکلیف ہو یا فی الحال تو نہ ہو مگر آئندہ تکلیف ہو وعلیٰ ہذا یہ تو ضرورت کا درجہ ہے ابتداء میں اس کی عادت ڈالی جاوے۔ یہ ضرور ہے کہ اس میں نفس کو مارنا پڑے گا سو بدوں اس کے علاج نہیں ہوتا البتہ بدن کو مارنا نہ چاہیے کہ وہ حق ہے اور نفس کو خوش کرنا یہ حظ ہے۔ سو حظوظ قابل تقلیل ہیں اور حقوق قابل تحصیل اور تقلیل کا مطلب یہ ہے کہ ان حظوظ کو بالکل حذف نہ کرے نفس گھبرا جاتا ہے۔ کمی کر دے۔ یعنی اپنی آمدنی میں سے ایک مناسب حصہ الگ کر کے اس میں قدرے حظوظ کو پورا کرے جیسے مثلاً موسمی چیزیں کھانا۔ بس اس سے تجاوز نہ کرے یہ تو حظوظ کی حد ہے اور حقوق کی حد پہلے لکھ چکا ہوں کہ ضرورت پر اکتفاء کرے اور طریق اس پر عمل کرنے کی سہولت کا یہ ہے کہ جب کچھ خرچ کرنا ہو تو خرچ سے قبل قریب قریب اوقات میں سوچے کہ اگر ہم خرچ نہ کریں تو ہم کو کیا ضرر پہنچے۔ اگر سمجھ میں آجائے کہ فلاں ضرر پہنچے تو خرچ کرے ورنہ نہ کرے اور اسی صورت میں امید ہے کہ کچھ پس انداز ہوتا رہے گا سو اس کو محفوظ کر کے اہل اسباب کے لئے قدرے ذخیرہ رکھنا مصلحت ہے جب معتدبہ ذخیرہ ہو جاوے اہل تجربہ کے

مشورہ سے اس سے آمدنی کی کوئی صورت نکال لینا مناسب ہے۔ تا کہ قلب غنی رہے۔ فقط۔

یاد کی تمنا بھی یاد ہی کی قسم ہے

مضمون خط اہلیہ: حضرت اقدس! میں بعارضہ سرسام سخت بیمار ہوگئی تھی چاہئے تو یہ تھا کہ بیماری کے بعد عبرت ہوتی مگر میں تو بھول بھول جاتی ہوں اور اکثر وقت غفلت میں گذرتا ہے۔ جواب: حضرت اقدس: یہ غفلت مذموم نہیں۔

بقیہ مضمون: حضرت ارشاد فرمادیں کہ مجھے کس طرح یاد رہا کرے تاکہ اکثر وقت اللہ کی یاد میں گذرے میرے پاس تو سوائے حسرت کے کچھ نہیں۔

جواب: حضرت اقدس: یاد کی تمنا اور کمی پر حسرت، یہ بھی یاد کی ایک قسم ہے۔

میں نے لکھا حضرت کی عمر زیادہ ہوگئی، اس لئے دل کو چین نہیں آتا، ارشاد فرمائیں کہ طبیعت میں قرار کیسے ہو؟ جواب: حضرت اقدسؒ: میں معصیت کا علاج بتلاتا ہوں نہ کہ مصیبت کا!

مخالفین کی کتب دیکھنے سے شک وتردّد پیدا ہو تو ترک کردیں

مضمون: مخالفین کے اعتراضات سن کر یا ان کی کتب دیکھ کر طبیعت متردد ہو جاتی ہے سمجھتا ہوں کہ گویا منافق ہو گیا ہوں۔ ارشاد فرمائیں کہ یہ مرض کس طرح دور ہو؟

جواب: حضرت: ایسی چیز مت دیکھو جس سے شک یا تردد پیدا ہو اور جو بلا قصد ایسی بات کان میں پڑ جائے اور یہی حالت پیدا ہو جاوے تو اس کو کسی خاص تدبیر سے زائل کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس اہتمام سے پریشانی بڑھے گی اور ہمیشہ کے لئے ایک مستقل شغل ہو جائے گا بلکہ بجائے تدبیر کے اس سے بے التفاتی اختیار کرو اور کتنا ہی وسوسہ ستاوے بالکل پرواہ مت کرو۔ البتہ دعاء اور تضرع کرتے رہو اور اس کو کافی سمجھو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد طبیعت صاف ہو جاوے گی اور جب یہی عادت ہو جاوے گی تو وہ ایسی چیزوں سے متاثر نہ ہوگا۔ یہ ہے وہ حکمی نسخہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی دو چار ہی دن ہوئے عطاء ہوا ہے جو بہت بڑا اعلم ہے۔ بحمد اللہ!

جو کھانے سبب غفلت ہوں وہ باعث وبال ہیں

مضمون: رسالہ ''تبلیغ دین'' پڑھ کر ہر وقت دل میں کھٹک رہتی ہے کہ اچھے کھانے

قیامت کے دن مصیبت ہی ثابت نہ ہوں؟

جواب: حضرت اقدسؒ: اس رسالہ میں غلبہ حال کے سبب سختی زیادہ کی گئی ہے مگر مراد اس سے وہ ہے جو کھا کر معاصی یا غفلت میں مبتلا رہے۔

ذکر اللہ سے حجاب دور کرنا چاہیئے

مضمون: بعض اہل بدعت کو دیکھ کر بہت غصہ آتا ہے البتہ جن کے عقائد اچھے ہیں ان کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔

جواب: حضرت: یہ خوشی اور رنج گو معصیت نہ ہو مگر حجاب ہے ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا چاہیئے تا کہ حجب مرتفع ہوں۔

دل کہ او بستہ غم و خندیدن است　　　　تو بگو کے لائق ایں دیدن است

محبت عقلی و اعتقادی

مضمون: معلوم ہوتا ہے دل محبت سے خالی ہے۔

جواب: کونسی محبت سے، اعتقادی و عقلی سے یا انفعالی اور طبعی سے۔ اگر شق ثانی ہے تو مضر نہیں اگر شق اول ہے تو اس میں خالی ہونے کا افسوس نہیں ہوتا۔ یہ افسوس خود دلیل ہے کہ آپ اس سے خالی نہیں۔

ماتم کا دن

مضمون: جیسی حالت ہونی چاہیئے ویسی بالکل نہیں ہے

جواب: حضرتؒ: وہ دن ماتم کا ہوگا جس دن یہ سمجھو گے کہ جیسی حالت چاہیئے تھی ویسی ہوگئی۔ کیونکہ اس درگاہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حالت کے متعلق یہی فیصلہ کرتے ہیں کہ جیسی حالت چاہیئے ویسی نہیں ہے۔

مضمون: دل چاہتا ہے کہ کوئی بڑا بے شک نہ سمجھے لیکن ایسی بات نہ کرے جس سے ذلت ہو۔

جواب: حضرت: یہ شریعت میں بھی حکم ہے "لاینبغی للمومن ان یذل نفسہ" جب تک حالت غالب نہ ہو یہی طریق ہے مگر جب حال غالب ہو جاتا ہے تو ذلت کو عزت

سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے مگر وہ غیر اختیاری ہے اگر نہ ہو تمنا نہ کرے اگر ہو جائے ازالہ نہ کرے۔

مضمون: حضرت کو کھانسی کی شکایت تھی، اب کیا حال ہے؟

جواب: حضرت: اس کو پھانسی بھیج دیا۔

مضمون: دو ماہ قیام کے ارادہ سے جب تھانہ بھون حاضر ہوا تو حضرت سے پوچھا کہ اب کیا دستور العمل رکھوں؟

جواب: حضرت: اب مدت قیام کے لئے ''قصد السبیل'' سے دستور العمل عالم فارغ کا شروع کر دیا جاوے۔ پھر جو وقت بچے اطلاع کر کے مشورہ کیا جاوے۔

مناسب الفاظ کب نکلتے ہیں

مضمون: حضرت! میں اپنے آپ کو برا بھلا کہتا رہتا ہوں لیکن حضرت کا تعلق کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ اب تو اس دولت نے بادشاہ بنا دیا ہے لیکن اپنے آپ کو اکثر یہ خطاب کر کے کہتا ہوں کہ تو ڈوب کر مر جا تجھے شرم وحیا کچھ بھی نہیں۔ کس حوصلہ سے اللہ کی زمین پر پھرتا ہے۔ ایک دن روٹی نہ ملے تو تجھے ہوش آ جائے۔

جواب: حضرت: جب معنی مناسب ہوتے ہیں تو الفاظ بھی خود بخود مناسب ہی نکلتے ہیں اور معانی بفضلہ تعالیٰ سب مناسب ہیں۔ یہی معانی تو مطلوب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ برکت اور استقامت بخشیں۔

تربیت السالک کا مطالعہ

مضمون: حضرت میں ان دنوں کس کتاب کو زیادہ زیر مطالعہ رکھوں؟

جواب: حضرت: تبویب تربیت السالک جو حال ہی میں چھپی ہے جس قدر آسانی سے ہو سکے توجہ سے دیکھ لی جاوے اس کے بعد پھر مشورہ کیا جاوے۔ غالباً مدرسہ سے عاریۃً مل سکے گی۔ اگر وہاں موجود نہ ہو، میں دے دوں گا۔

مضمون: دستور العمل عالم فارغ شروع کر دیا ہے تلاوۃ کلام مجید منزل مناجات مقبول اور پچیس ہزار روزانہ اسم ذات کا ورد رکھتا ہوں: تبویب تربیت السالک اور احیاء العلوم کے چند صفحے دیکھتا ہوں رات تین بجے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔

جواب: حضرت: ماشاء اللہ سب کافی وافی ہے۔

قبض وبسط دونوں غیر اختیاری ہیں

مضمون: کبھی تو ذوق شوق معلوم ہوتا ہے اور کبھی شدید بے قراری، حضرت ارشاد فرمائیں کہ دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت بہتر ہے اور اس کو قائم رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: حضرت: دونوں غیر اختیاری حالتیں ہیں اور دونوں محمود اور مقدمات مقصود ہیں ایک بسط اور ایک قبض ہے۔ان کے نہ باقی رکھنے کی کوئی تدبیر ہے نہ زائل کرنے کی۔

مضمون: حضرت اقدس! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سا نالائق دنیا میں کوئی نہیں صاف نظر آتا ہے کہ میں کتے سے بھی بدتر ہوں مگر پھر بھی ذلت کی برداشت نہیں۔

جواب: حضرت: یہی ہے اعتدال مطلوب۔

مضمون: حضرت اقدس! قبض اور بسط جاری ہیں۔ کسی وقت ذکر میں خوب دل لگتا ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا کوئی حال بھی قابل قبول نہیں لیکن حضرت والا کے ارشادات کو پڑھ کر کبھی امید بھی ہو جاتی ہے۔

جواب: حضرتؒ: یہی اعتقاد مطلوب اور کلید مطلوب ہے۔

مضمون: جب غفلت ہوتی ہے تو طبیعت پر ایک چوٹ سی لگتی ہے۔سو کر اٹھتا ہوں تو دل خالی معلوم ہوتا ہے مستقل حالت کوئی نہیں جلد جلد حالت بدلتی ہے۔توجہ بھی پوری قائم نہیں رہتی۔جواب: حضرت: یہ سب حالات رحمت حق ہیں سب اسی طرح کام بن جاتا ہے۔

مضمون: حضرت اقدس! میں نے آج تک بیعت کی درخواست ہی نہ کی تھی تعلیم کی درخواست کی تھی حضور والا نے منظور فرمائی تھی۔اب حضور والا کی "بشارت مناسبت" کے بعد دل چاہا کہ بیعت کی دولت سے بھی محروم نہ رہوں۔اگر حضرت والا مناسب خیال فرماویں تو بیعت فرمالیں۔

چنانچہ اسی روز بعد مغرب حضرت نے نہایت شفقت بھرے الفاظ سے بیعت فرمالیا۔

مضمون: حضرت نے مجھے بیعت فرمالیا۔ مجھے یہ بے بہا دولت نصیب ہوئی ہے واللہ حضرت اقدس سے تعلق ہوتے ہی قلب کی حالت تبدیل ہونے لگتی ہے۔حضور کی یہ ایسی کرامت ہے جو اظہر من الشمس ہے۔

جواب: حضرت: یہ سب حسن ظن ہے ورنہ مجھ کو اپنی حقیقت معلوم ہے۔

بقیہ مضمون: میں کھلی آنکھوں حضرت کی برکات دیکھتا ہوں۔ اب کسی ناجائز چیز کی طرف نظر نہیں اٹھتی۔ جواب: حضرت: سب حالات محمود ہیں مبارک ہو۔

بقیہ مضمون: حضرت مجھ میں صبر کی بالکل ہمت نہیں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے ورنہ مجھے اپنا کوئی اعتبار نہیں۔

جواب: حضرت: خدا تعالیٰ سے دعاء کرنا چاہیئے کہ امتحان سے بچادیں اور ایسا وقت ہی نہ آوے اور اگر ایسا وقت آ بھی گیا وہ خود مدد فرماتے ہیں اور صبر کی توفیق عطاء فرمادیتے ہیں۔ کسی خاص تدبیر کی ضرورت نہیں ان کے ساتھ جب تعلق درست رہتا ہے وہ ہر حال میں دستگیری فرماتے ہیں۔

خوف ورجاء

مضمون: احیاء العلوم میں پڑھا ہے کہ جوانی میں خوف غالب ہونا چاہیئے مگر حضرت کے ارشادات سے کچھ ایسی تسلی ہوتی ہے کہ اپنے میں رجاء غالب پاتا ہوں۔

جواب: حضرت: حضرت امام کا ارشاد باعتبار غالب طبائع کے ہے کہ رجاء میں کام نہیں کرتے وہ ان کا علاج ہے اور جو رجاء میں زیادہ کام کرتے ہوں ان کے لئے نہیں۔

اس کے بعد میں ایک ہفتہ کے لئے واپس سکول چلا گیا۔ اہلیہ تھانہ بھون ہی میں رہیں۔ وطن سے میں نے ایک خط لکھا جس پر ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ کی تاریخ درج ہے۔

بیعت وتلقین کی اجازت

اس پر حضرت نے ''بشارت'' کا لفظ تحریر فرما کر تحریر فرمایا بے اختیار قلب پر تقاضا ہوا کہ توکلاً علی اللہ تعالیٰ آپ کو اجازت دوں کہ اگر کوئی طالب حق آپ سے بیعت وتلقین کی درخواست کرے منظور کرلیں۔ اس میں آپ کی بھی اصلاح میں مدد ملے گی۔ اشرف علی۔ آپ کے گھر میں بھی خیریت ہے (اس خط پر حضرت کے تین جگہ دستخط ہیں)

جواب: حضرت: بس میں اپنے دوستوں کے لئے اسی حالت کا انتظار کیا کرتا ہوں اور وقوع سے مسرور ہوتا ہوں مبارک ہو۔

بقیہ مضمون خط: حضرت! مجھے تو خود ہی کچھ نہیں آتا میں کسی کو کیا بتلاؤں گا۔ اگر وہ بات آتی ہوئی بتادوں گا ورنہ یہ کہہ دوں گا کہ مجھے نہیں آتی۔

جواب حضرت: بلکہ یہ کہہ دیا جائے کہ پوچھ کر بتلا دوں گا۔ پھر مجھ سے پوچھ لیا۔

بقیہ مضمون: حضرت دعاء فرمائیں کہ میری زندگی اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں کٹ جائے۔ جواب: حضرت: دل سے دعاء ہے۔

اس کے بعد حضرت نے خط کے نچلے حصے میں تحریر فرمایا: پرچہ سابق میں ایک بات لکھنے سے رہ گئی تھی وہ یہ کہ اس کی اطلاع اپنے خالص مخلص دوستوں سے کردی جائے۔

مضمون: حضرت اقدس! میں خود ہی گم کردہ راہ ہوں کسی کو کیا خاک رہنمائی کروں گا؟ حضرت کوئی طریقہ ارشاد فرمائیں جس سے پریشانی دور ہو۔

جواب: حضرت: یہی پریشانی کلید جمعیت ہے۔

مضمون: بعض اوقات ذکر کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کا ان الفاظ میں شکر کرنے لگتا ہوں اے اللہ تیرا بڑا اکرم ہے کہ تو نے ہمیں دامن اشرف عطاء فرمایا۔ پھر بار بار انہیں کلمات کو دھراتا ہوں کہ اے اللہ تیرا بڑا کرم ہے کہ تو نے ہمیں دامن اشرف عطا فرمایا۔ حضرت دل کانپتا ہے کہ میرے اس خط سے حضرت کو کوفت نہ ہو کہ یہ سب جوش کی باتیں ہیں ہوش کی نہیں ہیں۔

جواب: حضرت: اور جو اس وقت مجھ کو بھی ہوش نہ رہتا ہو؟

بقیہ مضمون: حضرت اقدس معافی کی التجاء ہے

جواب: حضرت: معافی کی جگہ فرمائش کی درخواست کرتے۔

بقیہ مضمون: بعض دفعہ ذکر چھوڑ کر دعاء مانگنے لگتا ہوں۔

جواب: حضرت: دعاء تو افضل الاذکار ہے۔

مضمون خط: حضرت، سخت بیماری کی وجہ سے سب وظائف گڑبڑ ہو گئے۔

جواب: حضرت: بلکہ بڑھ چڑھ گئے کیونکہ وظائف کا اجر گھٹتا نہیں اور بیماری کا بڑھ گیا۔

مضمون خط: ۹۱ (یکم محرم الحرام ۱۳۵۲ھ) حضرت ارشاد فرماویں کہ حضرت کی محبت کے ساتھ اتنی ہیبت کیوں ہے؟ جواب: حضرت: اس عنوان سے سوال مناسب نہیں۔

بقیہ مضمون: یہ بھی ارشاد فرماویں کہ یہ ہیبت میرے لئے مضر تو نہیں؟

جواب: حضرت: یہ سوال البتہ مناسب ہے۔ اس کا جواب دیتا ہوں مضر کیا بلکہ نافع ہے اور یہ ہیبت غایت محبت سے ناشی ہوتی ہے۔ دراصل ہیبت وہی ہے جو محبت سے ہو جس

کا سبب ایک امر عقلی ہوتا ہے کہ کہیں محبوب ناراض نہ ہو جاوے اس کی ہیبت ہوتی ہے اور ایک امر طبعی ہوتا ہے یعنی غایت محبت سے محب فنا ہو جاتا ہے اور غایت فنا سے محبوب کی غایت عظمت پیدا ہوتی ہے اور غایت عظمت سے ہیبت کہ اگر مجھ پر کوئی تکلیف آ گئی تو کیا ہو گا؟ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ یہ پریشانی مذموم تو نہیں؟

جواب: حضرت: بلکہ بعض اوقات اس سے بہت پرے کی شان مل جاتی ہے۔

مضمون: حضرت مجھ میں امتحان کی طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ کوئی مصیبت آ جائے تو صبر کی طاقت معلوم نہیں ہوتی۔ حضرت والا! علاج ارشاد فرما دیں۔

جواب: حضرت: اس کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ بشر نہ رہوں۔

مضمون خط: پہلے تو علماء کرام کے مواعظ سن کر دل میں جوش اور ولولہ اٹھا کرتا تھا۔ اب اس حالت میں بھی تغیر ہے بلکہ یہ کیفیت ہے کہ نہ بری بات کو دیکھ کر زیادہ رنج ہوتا ہے نہ اچھی بات کو دیکھ کر خوشی ہی ہوتی ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ میری مذکورہ حالت کیسی ہے؟ قابل اصلاح ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: اس طرح پوچھنا خلاف ادب ہے۔ اس میں تمام تر بار مخاطب پر ڈال دیا گیا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جس حالت کے متعلق پوچھنا ہو وہ حالت لکھ کر پھر اس میں جو شبہ ہو اس کو لکھنا چاہئے کہ اس حالت میں فلاں برائی کا شبہ ہے تاکہ مخاطب اس شبہ میں غور کر کے جواب دے۔ تم میں ادب کم ہے خلوص ہے، محبت ہے مگر قدرے بے ادب ہو گئے ہو تمہارا لہجہ ایسا ہے جیسے بالکل دل میں جھجک نہ رہی ہو۔ جیسے برابر کے دوست سے بات چیت کرتے ہوں اور میں تو ادب کے قابل نہیں مگر یہ طرز اس طریق میں مضر ہے۔ اگلے خط میں میں نے ندامت سے معافی مانگی۔ تحریر فرمایا: بہتر معاف کر دیا۔

اس سے اگلے خط میں میں نے پوچھا کہ قلب مبارک پر میری بدتمیزی کا کوئی اثر تو نہیں؟

جواب: حضرت: اثر تھا مگر کم ہو رہا ہے ممکن ہے کہ جانے کے وقت تک صاف ہو جائے، ورنہ جانے کے بعد دو چار خط تک یقیناً صاف ہو جاوے گا۔ میں نے وطن پہنچ کر خط لکھا کہ اب دل گواہی دیتا ہے کہ میرے حضرت مجھ سے خوش ہو گئے ہوں گے۔

جواب: حضرت: اللہ اللہ اپنے دل کو ایسا پاک صاف سمجھ گئے کہ اس کی شہادت غلط

نہیں ہوسکتی۔تم میں واقعی ادب نہیں۔اپنی عقل وتقویٰ پرناز ہے جومہلک ہے تواضع سیکھو۔

مضمون: حضرت والا! اگر کوئی شخص مجھ پر ظلم وتعدی کرتا ہے تو میں اپنے دوست احباب سے اس کی شکایت کرتا ہوں۔اس سے طبیعت کی گرانی جاتی رہتی ہے۔ورنہ طبیعت پر بوجھ رہتا ہے۔اگر یہ غیبت میں داخل ہوتو۔حضرت والا علاج فرماویں۔

جواب: حضرت: دقیق مسئلہ ہے مگر احتیاط ہی اسلم ہے بجائے شکایت کے دعاء دیا کریں تذکرہ بھی ہو جاوے گا اور غیبت بھی نہ ہوگی۔

اسباب منافی توکّل نہیں

مضمون: حضرت میری نظر اسباب پر زیادہ ہے مسبب پرنہیں ذراسی بات پر پریشان ہوجاتا ہوں۔اللہ تعالیٰ پر توکل معلوم نہیں ہوتا۔

جواب: حضرت: ایمان تقدیر پر اور توکل مامور بہ ہیں اور مامور بہا سب اختیاری و عقلی ہیں اور پریشانی یانظر سب اسباب امور طبعیہ اور فطریہ ہیں۔امور اختیاریہ وامور طبعیہ جمع ہوسکتے ہیں۔ان میں تنافی اور تضادنہیں یعنی باوجود توکل کے پریشانی ہوسکتی ہے۔

مضمون: جب کسی کو کوئی ہدیہ بھیجتا ہوں تو خلوص سے بھیجتا ہوں لیکن جب غور کرتا ہوں تو اپنی نیت میں اس قسم کی کچھ آمیزش ضرور پاتا ہوں کہ وہ ہدیہ سے میری طرف زیادہ متوجہ ہوں گے اس سے دل میں خوشی بھی ہوتی ہے حضرت والا،ارشاد فرماویں کہ یہ خودغرضی اور خلاف اصول شرع تونہیں؟

جواب: حضرت:نہیں کیونکہ حدیث ''تھادوا تحابوا'' میں زیادۃ حب کا غایت مطلوب شرعیہ ہونا خود مصرح ہے۔پس غایت مطلوب شرعیہ کا قصد کرنا خلاف خلوص نہیں ہو سکتا اور راز اس میں یہ ہے کہ ''حب فی اللہ'' دین ہے تو اس کا قصد کرنا دین کا قصد ہے دنیا کا قصد نہیں ہے اور ریاء وعدم خلوص کی حقیقت طاعت سے دنیا کا قصد کرنا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر ہدیہ بطور طاعت نہ ہو بلکہ کسی غرض کی تدبیر ہو تو مثل دوسری دنیوی تدابیر کے ہے۔کبھی مباح جیسے دنیوی ہبہ بالعوض کبھی غیر مباح جیسے رشوت فقط۔

مضمون خط: دوسرے کی تکلیف کو دیکھ کر پریشان ہوجاتا ہوں اور اس خیال سے پریشانی اور بڑھ جاتی ہے کہ اگر مجھ پر کوئی تکلیف آگئی تو کیا ہوگا؟ حضرت اقدس ارشاد

فرمائیں کہ یہ پریشانی مذموم تو نہیں۔

جواب: حضرت: بلکہ بعض اوقات اس سے بہت پرے کی شان مل جاتی ہے۔

مضمون: حضرت مجھ میں امتحان کی طاقت نہیں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے کوئی مصیبت آجائے تو صبر کی طاقت معلوم نہیں ہوتی، حضرت والا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب حضرت: اس کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ بشر نہ ہوں۔

مضر اور غیر مضر کی حس:

مضمون: اب رشتہ داروں کو ملنے سے وحشت ہوتی ہے۔ کبھی دل میں آتا ہے کہ رشتہ داروں سے ملنا چاہئے تاکہ ان کو نفع ہو۔ حضرت اس کے متعلق کوئی معیار بتلائیں کہ کہاں جانا چاہیے اور کہاں نہیں؟

جواب حضرت: کل کو پوچھنا کہ پہلے پاخانہ کھل کر ہوتا تھا اب رک کر ہوتا ہے اب کیا کروں؟ کیا تم کو مضر غیر مضر کی حس نہیں۔ جب تک عقل نہ آوے خط بند اٹھارہ روز بعد میں نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ حضرت والا کے ارشاد کو پڑھ کر میرے ہوش ہی ٹھکانے نہ رہے۔

جواب: حضرت: پہلے ہی ٹھکانے نہ تھے۔ اسکے بعد ندامت سے معافی مانگی تو معاف فرمادیا۔ ایک دفعہ مجھ سے مخاطبت میں غلطی ہوگئی تھی۔ حاضری کے وقت مخاطبت و مکاتبت کی اجازت چاہی تو تحریر فرمایا ایک بار تجربہ ہو چکا، بس معاف کیجئے ایک اور خط میں تحریر فرمایا اگر خواہی سلامت بر کنار ست۔

علاج اختیاری کا استعمال اختیار ہے

مضمون: حضرت والا میری طبیعت میں اعتدال نہیں ہے حضرت اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: علاج اختیاری کا استعمال اختیار ہے۔ بار بار اس کا استعمال کیا جاوے اسی سے عادت ہو جاتی ہے اور کوئی مستقل علاج نہیں افسوس کیا اب تک ایسی موٹی باتیں بھی معلوم نہیں؟ خواہ مخواہ دوسرے شخص کو پریشان کرتے ہو۔ اگر ایسے ہی سوالات رہے تو عجب نہیں مکاتبت بالکل بند کر دی جائے۔

مضمون: اگر گھر میں کوئی صاحب ثروت عورت آئے تو دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اہلیہ دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے ایک دو موقعوں پر تو فرمائش کر کے اہلیہ کو میں

نے صاف اور اجلے کپڑے پہننے کو بھی کہا غور کرتا ہوں تو حقارت سے بچنے اور اہلیہ کو عام عورتوں سے امتیازی حالت میں دیکھنے کی خواہش غالب معلوم ہوتی ہے۔ اس خواہش میں حب جاہ کی آمیزش بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت والا، اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: یہ فرق منتہی کو تو مضر نہیں۔ وہ علماً وعملاً حفظ حدود پر قادر ہے مگر مبتدی کو اس میں دھوکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اسلم یہی ہے کہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دے اگر کوئی حقیر سمجھے اس کو گوارا کرے۔

مضمون: حضرت اقدس! یہ ناچیز انگریزی کا ماسٹر ہے۔ اگر کوئی مجھے "حاجی صاحب" یا حضرت کہہ کر پکارتا ہے تو دل خوش ہوتا ہے۔ اگر کوئی "ماسٹر" کہہ کر پکارتا ہے تو وہ خوشی حاصل نہیں ہوتی حضرت اقدس اگر یہ حالت مذموم ہو تو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: جیسے سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے خاصیتیں رکھی ہیں، اسی طرح الفاظ میں بھی اور ان کے وہ آثار طبعی ہیں اور ان کا احساس ایسا ہی ہے جیسے شیریں اور تلخ چیزوں کا۔ تو اگر کسی کو پختہ انار شیریں معلوم ہوتا ہے اگرچہ وہ حرام ہی کا ہو اور کریلا تلخ معلوم ہوتا ہے اگرچہ وہ حلال ہی کا ہو تو جیسے یہ احساس مذموم نہیں اسی طرح خاص الفاظ میں القاب کے آثار کا احساس بھی۔ البتہ خلاف واقع کو اپنے قصد سے پسند کرنا اور واقع کو اپنے قصد سے ناپسند کرنا یہ مذموم ہے۔ سو اس سے بچنا اختیاری امر ہے اور اس کا اسہل اور اسلم طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مدحیہ الفاظ استعمال کرے فوراً ہی ان کی نفی اور ان سے نہی سے کام لے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے ایسے اقوال کے شر سے پناہ مانگے۔

مضمون: حضرت والا نے دنیا ہی میں جنت کیسی خوشیاں دکھلا دیں۔

جواب: حضرت: خوش فہمی مبارک ہو۔

دوسرے خطوط

مضمون: مصیبت کے موقعوں پر بہت پریشانی ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ناچیز میں صبر اور رضا بر قضا نہیں ہے۔

جواب: حضرت اقدس: جس پریشانی میں حدود شرع سے تجاوز نہ ہو وہ صبر اور رضا

برقضا کے خلاف نہیں۔ جواب: مرض کہتے ہیں معصیت کو کیا یہ معصیت ہے؟

مضمون: پریشانی کے وقت طبیعت ذکر کی طرف نہیں آتی۔

جواب: خود نہیں آتی یا لانے سے بھی نہیں لاتے۔

مضمون: پریشانی حجاب معلوم ہوتا ہے حضرت اقدس یہ حجب کس طرح مرتفع ہو؟

جواب: اس کو حجاب کس اعتبار سے کہا جاتا ہے اور اگر کسی تاویل سے حجاب ہے تو اس میں دینی ضرر کیا ہے؟

مضمون: اکثر توبہ ٹوٹ جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ زبان کو نہ چلانا اختیار میں ہے۔ لیکن چلا دیتا ہوں؟ حضرت اس مرض کا ازالہ کس طرح ہو؟ جواب: استحضار و ہمت

مضمون: معلوم ہوتا ہے صرف اسباب پر ہی نظر ہے۔ مسبب پر نہیں ہے تقدیر پر ایمان ہے مگر ذرا سی تکلیف پر پریشان ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل معلوم نہیں ہوتا۔

جواب: ایمان تقدیر پر اور توکل مامور بہ ہیں اور امور مامور بہا سب اختیاری و عقلی ہیں اور پریشانی یا نظر بر اسباب امور طبعیہ وفطریہ ہیں۔ امور اختیاریہ و امور طبعیہ جمع ہو سکتے ہیں ان میں تنافی و تضاد نہیں یعنی باوجود توکل کے پریشانی ہو سکتی ہے۔

مضمون: میں سب کو سلام کہتا ہوں۔ بدعتیوں تک کو لیکن بدعتیوں کے مقتداؤں کو سلام کرنے کو دل نہیں چاہتا کہ لوگ سند پکڑیں گے۔ ان کے متعلق طبیعت میں انقباض ہوتا ہے۔ اپنی بڑائی کا شبہ بھی ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر کیا طریقہ اختیار کروں؟

جواب: ایسوں سے ترک سلام ہی مناسب ہے اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

مضمون: حضرت اقدس دعا فرمائیں حق تعالیٰ اس نالائق کو کسی ٹھکانے لگائیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ پر توکل چاہیے۔

مضمون: اپنی حالت پر اطمینان سا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں یہ عجب تو نہیں۔ جواب: یہ امید ہے عجب نہیں مگر ساتھ ہی خوف کا بھی استحضار ضروری ہے۔

مضمون: میں لوگوں سے اپنے عیوب کا اظہار نہیں کرتا۔ صرف حضرت والا کو بتاتا ہوں۔ حضرت ارشاد فرمائیں یہ تکبر تو نہیں۔ اگر تکبر ہو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: نہیں، دوسروں کے سامنے تو اظہار برا بھی ہے کہ بلا ضرورت معصیت کا

اظہار ہے اور مصلح کے سامنے ضرورت ہے معالجہ کی۔

مضمون: میں نے چوبیس گھنٹے کا بھرپور نظام الاوقات حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا اور منظوری چاہی۔

جواب: حضرت والا: بالکل کافی ہے کیا کوئی راحت اور تفریح کا وقت رکھنے کا ارادہ نہیں؟

آگے میں نے لکھا وقت تھوڑا ہے کتابیں مطالعہ کے لئے زیادہ ہیں کیا کروں،

جواب: حضرت والا: ایک روز ایک کتاب ایک روز ایک کتاب۔

مضمون: حضرت اقدس سخت حماقت ہوئی حضور سے عہد کیا تھا کہ کبھی جھگڑا نہ کروں گا عہد شکنی ہوئی سخت ندامت سے تجدید توبہ اور عہد کرتا ہوں۔ جواب: حضرت: اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

مضمون: واقعہ یوں ہوا ایک مسلمان دکاندار نے سخت بے دینی بے ادبی کے کلمات کہے مجھے جوش آ گیا کہ اسے ہوش میں لانا چاہیے میں بھی خوب لڑا۔ وہ جہل کا اقرار بھی کرتا تھا مگر اسے حق مطلوب نہ تھا اسلام پر اعتراضات کئے جاتا تھا۔ آخر لڑنا فضول سمجھ کر میں چل دیا۔

جواب: حضرت: ایسا بھی ہو جاتا ہے مگر اس کا علاج یہی استحضار و تجدید استغفار و اصلاح ہے۔

بقیہ مضمون: اب چاہیے تھا کہ ایسے شخص سے اللہ کے واسطے بغض رکھا جاتا مگر مجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا۔ پھر میں جھوٹ موٹ ایک چیز اس سے خریدنے گیا کہ دلوں میں کدورت نہ رہے۔ سلام بھی کہا۔ یہ بھی برا کیا اس سے جھوٹ کو تقویت ہوئی۔ حضرت میں نے بہت غلطیاں کیں۔ کس طرح تدارک کروں؟ اس بات سے بھی ڈرتا ہوں کہ یہ واقعہ ذریعہ فساد اور مسلمانوں میں تفریق کا باعث نہ بن جائے۔

جواب: حضرت: جس غلطی میں اچھی نیت ہو۔ اس کی تحقیق کی زیادہ ضرورت نہیں اجمالاً استغفار اور آئندہ کے لئے عدم عود کافی ہے۔

بدعتیوں سے مدارات

بقیہ مضمون: ہمارے گاؤں میں کئی لوگ فرقہ ''زیداوست، بکراوست'' والے ہیں کبھی کبھی وہاں جانا ہوتا ہے۔ ان کو سلام کہنا۔ سلام کا جواب دینا خیریت مزاج پوچھنا سب کچھ ہوتا ہے چونکہ پیدا ان ہی میں ہوا کچھ تعلق سا معلوم ہوتا ہے اور ترک سلام سے تکبر معلوم ہوتا ہے۔ ایک دن ان کے مقتداؤں میں ایک سخت بیمار خطرناک حالت میں تھا۔ میں

عیادت کے لئے گیا اسے پنکھا کرنے لگا۔ پاؤں دبانے کو دل چاہتا تھا۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ بدعتیوں معاندین اسلام کو سلام کرنا پنکھا کرنا سخت بیماری میں ان کے پاؤں دبانے کو تیار ہوجانا گناہ گمراہی اور نافرمانی کی مدد تو نہیں اگر یہ باتیں میرے لئے مضر ہوں تو آئندہ کیا طریقہ اختیار کروں؟

جواب: حضرت والا: وہی اوپر والا جواب ہے اور معالجہ نفس کے لئے ایسے امور کہ ضابطہ سے کچھ نکلے ہوئے ہوں مضائقہ نہیں مگر صریح خلاف شرع نہ ہوں۔

وساوس

مضمون: حضرت اقدس اطمینان قلبی پھر مفقود ہے۔ وساوس پھر موجود ہیں۔ عدم التفات کی کوشش کی لیکن بے سود، بدترین حالت ہے مستحق عذاب ہی کا معلوم ہوتا ہوں شاید حق تعالیٰ کیا معاملہ فرمائیں کانٹے کی برداشت نہیں عذاب کی کیسے برداشت ہوگی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منافق ہوں یہ موجودہ عبادت بھی اسی وقت تک ہے جب تک عمدہ سے عمدہ کھانے پیٹ میں جارہے ہیں اگر چند دن بھی نہ ملیں تو شاید کیا حالت ہو مجھے اپنی عبادت کسی کام کی نظر نہیں آتی حضرت ارشاد فرمائیں میں کیا کروں؟

جواب: حضرت والا: اس بحر طویل میں یہ کہیں نہیں بتلایا کہ معصیت کون سی صادر ہوئی۔

مضمون: حضرت اقدس مجھ میں اسراف کا مرض ہے۔ احباب بھی یہی کہتے ہیں خرچ بہت کرتا ہوں پھر پریشان ہوتا ہوں۔ مقروض تو نہیں۔ لیکن پس انداز کچھ نہیں ہوتا تنگی سے گزر ہوتی ہے حضرت میں کیا کروں؟

مضمون: حضرت اقدس اسراف سے شفا نہیں ہوئی۔ جب سوچتا ہوں تو اندر سے جواب ملتا ہے کہ یہاں خرچ کرنا کوئی گناہ نہیں پھر خرچ کر لیتا ہوں۔ حالت وہی ہے جو پہلے تھی حضرت میں کیا کروں؟

جواب: حضرت: سوچنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا معصیت نہ ہونا سوچ لیا کرے بلکہ یہ سوچا جائے اور ہر خرچ سے پہلے تین بار سوچا جاوے کہ اگر یہاں نہ خرچ کریں تو کوئی ضرر دنیوی یا اخروی تو لاحق نہ ہوگا۔

مضمون: آشنا ملتے ہیں بعض کو دیکھ کر اور مل کر خوشی ہوتی ہے بعض کو دیکھتے ہی قلب میں تکدر محسوس ہوتا ہے اور آنکھ بچانے کی کوشش کرتا ہوں بلالیں تو بتکلف بات کرتا ہوں۔ دل میں کوئی خوشی نہیں پاتا۔ ان کو اپنے سے بہتر جانتا ہوں لیکن دل چاہتا ہے کہ چلے جائیں حضرت اقدس اللہ کے بندوں سے یہ نفرت کیسی! اگر یہ تکبر یا کوئی مرض ہو تو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: جن حالات کا منشاء اپنی بڑائی نہ ہو وہ کبر نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس میرے دل پر ہر اچھی بری بات اثر کرتی ہے۔ کسی امیر سے ملتا ہوں تو امیر بننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ غریب تنگ دست سے ملتا ہوں تو وہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کھیل تماشہ دیکھ کر بھی طبیعت الجھتی ہے حضرت اقدس اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔ جواب: ہر تغیر مرض نہیں جیسے ہر حرارت بخار نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس بعض دفعہ کچھ وقت اسی سوچ میں گزر جاتا ہے کہ ہائے میں کیا کروں کس برتے پر بڑی بڑی امیدیں رکھوں۔ اگر کوئی دفعتاً حادثہ پیش آئے۔ کوئی سانپ آجائے، کتا حملہ کرے یا مکان گر پڑے یا دفعتاً پیٹ میں درد اٹھے تو تھوڑی دیر صرف گھبراہٹ ہوتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ بھی یاد نہیں ہوتے اگر چہ جلدی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ موت کا وقت تو سخت امتحان کا ہوگا۔ خاتمہ کا بہت خطرہ ہے حضرت اقدس مذکورہ حالتیں اگر قابل اصلاح ہوں تو علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: سب کو پیش آتی ہیں ان کا درجہ سیدھی سڑک کے ٹیلوں اور کھڈ سے زیادہ نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس میری طبیعت میں انہماک بہت زیادہ ہے جو اطمینان قلبی کو مکدر کر دیتا ہے طبیعت کسی سوچ میں پڑ جاتی ہے تو اس میں کچھ ایسا تکلف ہوتا ہے کہ انقباض پیدا ہو جاتا ہے بشاشت ختم ہو جاتی ہے۔ عجیب پریشانی ہوتی ہے۔ حضرت میں کیا کروں؟

جواب: طبعی خاصیت ہے، جو معصیت نہیں۔ اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے تو مضر نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس جب ایک مسلمان اور کافر میں مقابلہ ہو اور کافر سچا ہو تو مسلمان پر غصہ آتا ہے کہ یہ ظالم کیوں ہے اور کافر کی حمایت کرتا ہوں۔ حضرت اقدس میری یہ حالت مذموم تو نہیں؟ جواب: حضرت والا: نہیں۔

مضمون: کیونکہ اس میں مسلمان کی مخالفت اور کافر کی اعانت ہے۔

جواب: حضرت والا: حق پر یا ناحق پر۔

مضمون: حضرت عجیب بات ہے کہ میرے نااہل ہونے کے باوجود غیر مسلم ہندو، سکھ حتی کہ مرزائی بھی عزت سے پیش آتے ہیں اور سلام بندگی آداب عرض وغیرہ کہتے ہیں میں جواب میں یہ الفاظ کہتا ہوں۔ سلام، جناب، یا صرف ہاتھ اٹھا دیتا ہوں۔ کبھی آہستہ سے ''ہداک اللہ'' کبھی صرف یہ کہتا ہوں جناب کے مزاج تو اچھے ہیں۔ ''مزاج شریف'' لیکن مروت سے پیش آتا ہوں۔ ان کو اپنے سے بہتر جانتا ہوں۔ حضرت اگر کوئی بات قابل اصلاح ہو تو ارشاد فرمائیں۔ جواب: سب ٹھیک ہے۔

مضمون: میں نے حضرت اقدس کو لکھا تھا کہ میں بہت ہی لالچی ہوں۔ حریصوں کی طرح کھاتا ہوں۔ ایک ایک لقمہ میں لذت چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا تھا۔

جواب: مذموم ہونے کا احتمال کیوں ہوا؟

مضمون: حضور کے اس ارشاد پر میں نے تمام پہلوؤں پر غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ یہ تمام طبعی امور ہیں اور ایک ایک لقمہ گھونٹ سانس بے بہا نعمتیں ہیں نہ ملیں تو آنکھیں کھلیں اپنے آپ کو ان نعمتوں کے لائق نہ سمجھ کر ان نعمتوں کو لینا مرض نہیں بلکہ نعمتوں کا شکر ہے۔ بشریت کے ساتھ نفس کے تقاضے مذموم نہیں اگر حرام یا مشتبہ مال سے پورے نہ کئے جائیں۔ حضرت اگر سمجھنے میں کوئی غلطی ہو تو حضور سمجھا دیں۔ جواب: ٹھیک سمجھے۔

مضمون: اب صرف ایک بات پوچھنے کی رہ گئی۔ حضرت کی اجازت پیٹ بھر کھانے کی ہے نیت بھر کر کھانے کی نہیں ہے اور میں تو نیت بھر بھر کھاتا ہوں۔ حضرت میں کیا کروں؟

جواب: اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زیادہ ہونے سے کوئی ضرر یعنی مرض ہو جاوے وہ حرام ہے ورنہ حلال۔

مضمون: حضرت اقدس جب میں طلباء کو پڑھاتا ہوں تو تمام تر توجہ ادھر ہی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ بھولے ہوئے معلوم ہوتے ہیں یاد بھی آتے ہیں لیکن انہماک میں پھر وہی پہلا حال ہو جاتا ہے۔ حضور ارشاد فرمائیں کہ یہ ذہول تو نہیں؟

جواب: ہے تو: مگر عذر کے سبب مذموم نہیں معاف ہے۔

مضمون: حضرت اقدس طریقہ بتلائیں کہ جتنی محبت حضرت سے مجھے اب ہے اس سے زیادہ محبت کس طرح حاصل ہو؟ جواب: بلا قصد ہو جاتی ہے۔

مضمون: حضرت اقدس میں آرام طلب بہت ہو گیا ہوں۔ کام کرنا تو چاہتا ہوں لیکن اگر ایک رات بھی کم سوؤں تو اگلا سارا دن بے لطفی میں گزر جاتا ہے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ بالکل آرام سے رہوں۔ کھاؤں، پیئوں، پہنوں، سوؤں اور پھر جتنا ہو سکے کام کروں۔ حضرت اگر میری حالت قابل اصلاح ہو تو علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: نہ محمود نہ مذموم۔ امر طبعی ہے جس کے ازالہ کا انسان مکلف نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس میں سخت دل ہو گیا ہوں۔ ذوق شوق مدھم پڑ گئے۔ علماء کی تقریروں میں وہ اثر نہیں جو پہلے تھا۔ دین فروش واعظوں پر وہ پہلا سا غصہ نہیں بے حس سا ہو گیا ہوں: ارشاد فرمائیں یہ حالت مذموم تو نہیں؟

جواب: نہیں: مگر واجب ترک نہ ہونے پاوے۔

مضمون: بعض حضرات سے دل ملنے کو نہیں چاہتا۔ طبیعت میں رکاوٹ سی پیدا ہو جاتی ہے۔ ظاہراً مروت سے پیش آتا ہوں۔ جائز کام کیلئے کہیں تو کر دیتا ہوں لیکن بشاشت نہیں ہوتی حضرت مجھے اپنی حقیقت معلوم، پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں سے یہ انقباض کیوں۔ اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں ویسے اپنے آپ کو ان سے کمتر جانتا ہوں۔ جواب: مرض نہیں جب ان کی تحقیر نہ ہو نہ اعتقاد سے نہ برتاؤ سے۔

مضمون: حضرت اقدس اس دفعہ میرا قیام صرف بارہ دن ہوگا۔ اس وقت یہ ناچیز ذکر دوازدہ تسبیح اور ذکر اسم ذات بلا تعداد کر رہا ہے۔ یہ دن فرصت کے ہیں۔ اگر حضرت اقدس مناسب خیال فرماویں اور جس قدر مناسب خیال فرماویں اسی قدر یہ ناچیز ذکر زیادہ کیا کرے۔

جواب: لا الہ الا اللہ کا کوئی بڑا عدد بقدر تحمل و بقدر فرصت مقرر کر لیا جاوے۔

مضمون: حضرت اقدس میری طبیعت میں اعتدال نہیں، عجلت میں کئی غلطیاں کرتا ہوں۔ جلدی میں کسی کو کوئی مشورہ دے دیا یا معمولی سمجھ کر کوئی اخفاء کی بات ظاہر کر دی بعد

ازاں نتیجہ اچھا نہ نکلا اور ندامت ہوئی کسی نے کوئی روایت کی بلا تحقیق یقین کر کے کسی پر بدظنی کی۔ بعد میں وہ روایت غلط ثابت ہوئی اور ندامت ہوئی۔

جواب: یہ معصیت ہے اس کو بالکل چھوڑ دو اور چھوڑ دینا بہت سہل ہے۔

مضمون: حضرت اقدس اس بے اعتدالی کا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: العلاج بالضد و الضد بااختیار کم.

مضمون: یہ ناچیز سب علماء کے وعظ سنتا تھا۔ مفید غیر مفید سب طرح کے مضامین کان میں پڑتے تھے اب دلچسپی نہیں رہی۔ حضرت کی کتابوں ہی کو کافی سمجھ لیا ہے۔ جلسوں وعظوں میں جانے کا کوئی اہتمام نہیں نہ ہی علماء سے ملنے کی زیادہ خواہش۔ یہی سمجھ لیا ہے کہ بس حضرت کافی ہیں۔ علماء کی بڑی شان اور یہ ناچیز نکما جاہل: پھر علماء کی اتنی بے قدری کیوں؟

جواب: یہ علماء سے استغناء نہیں بلکہ بعض کے غیر مفید مضامین سے بُعد وانقباض ہے جو مذموم نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس پہلے میں ترکی ٹوپی، نکٹائی بوٹ پہنا کرتا تھا پھر حضور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو چھوڑنے کی توفیق عطا فرمادی اور فیشن پسند دوستوں اور رئیسوں سے ملنا چھوٹ گیا۔ مگر اب بھی ان میں سے کوئی پرانا دوست یا قصبہ کا رئیس سامنے آجاتا ہے تو میری نظر فوراً اپنے لباس پر جاتی ہے کہ صاف ستھرا بھی ہے یا نہیں پگڑی کی بندش ٹھیک ہے یا نہیں اور جب پہلے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں صاحب کو ملنا ہوگا تو اپنے آپ کو کسی قدر سنوار لیتا ہوں۔ خیال آتا ہے یہ لوگ ہماری وضع کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے سامنے اچھی حالت میں آنا چاہیے۔ حضرت حُبّ جاہ کا شبہ ہوا اگر یہ واقعی مرض ہو حضرت والا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: جب مریض کو واقعی کا علم نہیں تو مجھ کو کیسے ہو سکتا ہے مگر شبہ کی حالت میں احتیاط علاج ہی میں ہے اور وہ علاج مخالفت کرنا ہے تقاضائے نفس کی۔

مضمون: حضرت اقدس ایک بیمار دوست کو دیکھنے کے لئے باہر جانا تھا۔ کچھ اور احباب اور پرانے انگریزی دان دوست بھی وہاں موجود تھے۔ میری قمیض پر چکنائی کے داغ تھے پگڑی بھی میلی تھی۔ نفس اس بات کو تو برداشت کرتا تھا کہ جانے کا ارادہ ترک کر دوں لیکن اس گندی حالت میں جانا ناگوار تھا۔ چنانچہ پگڑی کو تو اس طرح باندھا کہ میلا حصہ

پیچوں میں چھپ گیا۔ قمیض اور پاجامہ بدل لیے۔ نفس نے تاویل کی کہ جب تیرے دل کو لوگوں کے بدبودار گندے کپڑوں سے تکلیف ہوتی ہے تو اوروں کو بھی تیری گندی حالت سے اذیت ہوگی۔ لیکن جب غور کرتا ہوں تو ذلت سے بچنے، بلکہ اوروں کو اچھا لگنے کی خواہش اس میں موجود پاتا ہوں اور شبہ اس لئے بھی ہوا کہ آئندہ تنگی سے بچنے کی غرض سے نفس چاہتا ہے کہ حضرت والا کو بعض سخت ضرورت کے مواقع عرض کروں مثلاً افسروں کی آمد پر اگر مدرسین میلے کپڑوں میں جائیں تو وہ افسر سختی کرتے ہیں۔ نفس چاہتا ہے کہ ایسے موقعوں پر لباس بدلنے کی اجازت مل جائے اگر چہ وہ دن جمعہ کا نہ ہو۔ حضرت اقدس اگر یہ حال میرے لئے مضر ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت اقدس: یہ محض (۱) تاویل ہے، یہ (۲) مطلوب ہے، یہ (۳) مذموم ہے اس کی نیت نمبر ا سے بدل دی جاوے۔

مضمون: حضرت اقدس کئی روز سے دل چاہتا ہے کہ ایک کرتہ ایک پاجامہ اور ایک دستار حضور میں ہدیہ گزاروں دل چاہتا ہے کہ جوڑا قیمتی اور عمدہ ہو۔ آسانی اس میں ہوگی کہ تینوں کی قیمت ارسال خدمت کروں اور حضور حسب منشاء سلوالیں اگر زیادہ ہونے کا طبیعت مبارک پر بار ہو تو دستار کی جگہ ٹوپی سہی۔ مقصود صرف تطیب قلب مبارک ہے اور کوئی غرض نہیں۔ اگر طبیعت مبارک پر بار نہ ہو تو اندازہ فرما کر تحریر فرماویں کہ کتنے روپے ارسال خدمت اقدس کروں۔ دل تو یہ چاہتا ہے کہ دستار کی قیمت لگائیں۔ اگر پسند نہ ہو تو ٹوپی کی۔ منی آرڈر کے کوپن میں بات صاف کر کے لکھ دوں گا۔

جواب: حضرت: ٹوپی پر خط کشیدہ فرما کر حضرت نے تحریر فرمایا۔ میرا مذاق یہی ہے آگے تحریر فرمایا ۸/ میں عمدہ جوڑا بنے گا۔ گھر میں اندازہ لگوالیا۔ میں نے دو روپے آٹھ آنے بھیج دیئے۔

میں نے اپنے ایک خط میں حضرت والا کو لکھا کہ تمام دینوی کتب سے مستغنی ہو گیا ہوں۔ حضرت کی کتب پڑھنے کو دل چاہتا ہے دل میں یہ آتا ہے کہ جو وقت گذرے حضرت ہی کی خدمت وصحبت میں گذرے۔ دوسرے علماء کرام اور بزرگان دین کو باوجود بہت افضل جاننے کے کسی کی طرف رجوع کی ضرورت مطلقاً محسوس نہیں ہوتی۔

جواب: حضرت: آثار عشق ہیں اور محمود ہیں گو مقصود نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس یہ ناچیز ترکی ٹوپی پہنتا ہے ارشاد فرمائیں کہ اس کا پہننا میرے لئے مضر تو نہیں؟ جواب: حضرت: کھٹک کیوں ہوئی اس کی وجہ لکھو۔

مضمون: حضرت نے ایک دفعہ مجلس میں فرمایا تھا کہ '' کانپور میں ایک وعظ کے دوران مسلمان نوجوانوں کی ترکی ٹوپیاں دیکھ کر میں نے کہا تھا کہ آج کل بعض اشخاص کے سروں پر دم نکل آئی ہے۔ اس پر ترکی ٹوپیوں والے ٹوپی سر سے اتار کر چھپانے لگے'' اس سے طبیعت میں کھٹک پیدا ہوئی بعد ازاں حضرت والا کے خلفائے کرام میں سے ایک صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ اس کا استعمال مسلمانوں میں عام ہوگیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی پہن بھی لے تو حضرت چنداں خیال نہیں فرمائیں گے۔

جواب: حضرت: جبکہ وہ شخص مجھ سے تعلق خاص نہ رکھتا ہو۔

بقیہ مضمون: بعد ازاں حضرت کے ایک مرید سے جو عالم تھے، پوچھا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ حضرت اقدس علمائے کرام کو اجازت نہیں دیتے۔ مگر عوام الناس اور مجھ جیسے نالائقوں کو اجازت دے دیتے ہیں۔ جواب: حضرت: اوپر کی قید سے۔

نیچے میں نے لکھا: اس لئے پہن لینے کی جرات ہوتی رہی۔

جواب: حضرت: تو تعلق کا کیا انتظام کیا۔

نیچے میں نے لکھا: حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ میرے لئے اس کا پہننا مضر تو نہیں۔

جواب: حضرت: اوپر لکھ چکا ہوں۔

میں نے ترکی ٹوپی اتار دی اور پگڑی باندھنا شروع کر دیا۔ خوش ہوگیا کہ تعلق خاص ہوگیا حضرت کو اطلاع کی تو حضرت نے تحریر فرمایا۔ مبارک ہو۔

دیکھئے ذرا سی بات پر حضرت سے تعلق خاص ہوگیا، حضرت خوش ہوگئے اور مبارکبادی مل گئی۔

مضمون: حضرت اقدس اہلیہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ سرسام و بخار اور نمونیہ بہت علیل ہے۔ جواب: حضرت: بہت دل دکھا میرا بھی، گھر میں کا بھی۔

بقیہ مضمون: حضرت اقدس دعائے صحت وعافیت فرمائیں۔

جواب: حضرت: دل سے دعائے صحت کرتا ہوں۔

مضمون: اہلیہ نے سلام بھی عرض کیا ہے۔ جواب: حضرت: میری طرف سے بھی سلام۔

مضمون: حضرت اقدس ڈیڑھ ماہ سے زیادہ اہلیہ بالکل بے ہوش رہی اب حضرت والا کی دعاؤں کی برکت سے ہوش میں ہے۔ ہوش میں آتے ہی نماز شروع کردی۔

جواب: حضرت: ماشاءاللہ۔

مضمون: اب پنج وقتہ نماز اشارہ سے ادا کرلیتی ہے۔ جواب حضرت: الحمدللہ۔

مضمون: بے ہوشی میں ''پیارے حضرت'' ''میرے ابا جی'' زبان پر رہے۔

جواب: حضرت: اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں اپنی محبت کاملہ عطاء فرمائے۔

مضمون: ان شاءاللہ تین چار ہفتہ تک حضرت والا کو اپنے ہاتھ سے خط لکھنے کے قابل ہو جائیگی۔

جواب: حضرت: خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔

مضمون: حضرت والا کو اہلیہ کی شدید علالت کی اطلاع کی تھی۔ دل چاہا صحت یابی کی بھی اطلاع دوں۔ جواب: حضرت: جزاکم اللّٰہ تعالیٰ دل تو لگا تھا۔

مضمون: حضرت اقدس اپنی خیریت وعافیت سے بھی مطلع کریں۔

جواب: حضرت: بحمداللہ بعافیت ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں نعمت عظمیٰ ملی۔ حضرت والا کا دامن کوئی چھوٹی چیز ہے؟

مضمون: حضرت اقدس اللہ تعالیٰ امتحان میں نہ ڈالے معاملہ ایسا ہے کہ دس روپے جائز کے مقابلے میں دس ہزار ناجائز ملیں تو ناجائز کی طرف بفضلہٖ تعالیٰ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔ گو میری حالت ناگفتہ بہ ہے مگر حضرت والا کی برکت تو ہر کام میں اس ناچیز کو ظاہر و باہر نظر آتی ہے۔ جہاں شریعت، عقل اور مروت تقاضا کریں وہاں خوشی خوشی خرچ کرتا ہوں۔ ہر ایک کی حق تلفی سے بچتا ہوں اور اگر کوئی کچھ ادھار لے لے اور واپس ملنے کی امید نہ ہو تو سچے دل سے معاف کر دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدایا اس پر رحم فرمائیو اور قیامت میں میری وجہ سے مواخذہ نہ فرمائیو۔ مگر چند باتوں سے مال کی محبت کا شبہ ہوتا ہے مثلاً ایک دکان سے کوئی چیز خریدوں اور دوسری دکان میں وہی چیز ارزاں نرخ پر ملے یا کوئی دھوکہ دہی سے پیسے

زیادہ لے لے تو اگر چہ واپس تو نہیں کرتا مگر رنج کافی ہوتا ہے۔ یا جس وقت تنخواہ آئے یا کسی ماہ خرچ کرنے کے بعد بچت ہو جائے یا کوئی چیز سستی مل جائے تو دل میں خوشی ہوتی ہے حضرت اقدس! ارشاد فرمائیں کہ اس ناچیز کو محبتِ مال کا مرض تو نہیں؟ اگر ہو تو اصلاح کس طرح ہو۔ جواب: حضرتؒ: یہ محبت مذموم نہیں، اتنی محبت طبعی ہے اور اس میں حکمتیں ہیں۔

حُبِّ جاہ کا علاج

مضمون: حضرت اقدس عام طور پر تو اس ناچیز کے دل میں امراء و روسا سے ملنے کی خواہش معلوم نہیں ہوتی۔ حتی الوسع علیحدہ ہی رہتا ہوں اور نہ ہی بحمد اللہ اس بات کا انتظار رہتا ہے کہ وہ عزت کا سلوک کریں مگر بعض اوقات کچھ بیان کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو عوام کے مجمع میں اور حال ہوتا ہے اور اگر روسان شہر موجود ہوں تو اور حال ہوتا ہے۔ رئیسوں کی موجودگی میں طبیعت میں زیادہ جوش ہوتا ہے اور بات کو زیادہ قوت سے ادا کرتا ہوں مگر بات سچی ہی بیان کرتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ وہ متاثر ہوں۔ اگر اپنے حامی رئیس بیٹھے ہوں تو نفس یہ بہانہ بناتا ہے کہ آئندہ اہل بدعت کے مقابلہ میں زیادہ حمایت کریں گے اور مخالف ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ شاید مخالفت کم کردیں۔ دل میں اس وقت خواہش ہوتی ہے کہ کوئی خاص ہی بات یاد آوے جو بیان کروں۔ خطبہ کا ترجمہ یا چھپا ہوا وعظ دیکھ کر پڑھنے میں طبیعت نہیں رکتی البتہ پرچہ پر کچھ نوٹ لئے ہوئے ہوں تو وہ کاغذ دکھانا نفس کو ناگوار گذرتا ہے۔ بہ تکلف دکھاتا ہوں۔ ایک دو دفعہ اس کے خلاف بھی ہوا کہ پرچہ نہیں دکھایا۔ ان حالات سے حب عزت اور اپنی لیاقت جتلانے کا شبہ ہوا۔ حضرت عالی! اگر یہ واقعی مرض ہو تو اس کا اعلاج ارشاد فرماویں۔ جس طرح حضور والا ارشاد فرماویں گے دل و جان سے اس پر عمل کروں گا۔

جواب: حضرت: نیت نیک ہوتے ہوئے مرض تو نہیں مگر مقدمہ آئندہ کے مرض کا ہوسکتا ہے۔ غیر ماہر سے حدود کی رعایت دشوار ہے اس طرح سے وہ مضر ہو جاتا ہے۔ جیسے عمدہ غذاء اصول و حدود کے خلاف تناول کرنے سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔ لہذا امراء کے سامنے ایسے علوم ہی نہ بیان کئے جائیں۔ البتہ مفید رسالوں کا پتہ ان کو بتلا دینا مضائقہ نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس! عام طور پر تو اس ناچیز کو اپنے عیوب ہی پیش نظر رہتے

ہیں۔کوئی تعریف بھی کرتا ہے تو اپنی نالائقیاں یاد کر کے شرمندہ ہوتا ہوں۔لوگوں سے حتی الوسع علیحدہ رہتا ہوں مگر بعض اوقات ضرورۃً کہیں جانا ہوتا ہے یا بعض دوست بھی ملنے آجاتے ہیں تو دوران گفتگو میں کوشش کرتا ہوں کہ بات اس طرح قوت سے ادا ہو کہ مخاطب متاثر ہوں۔اس وقت اگر کوئی تعریف کرتا ہے یا ان میں کوئی خاص اثر معلوم ہوتا ہے تو نفس خوش ہوتا ہے اور جب بیان کرنے سے رک جاتا ہوں تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اگر کوئی بات مناسب مقام یاد آجاوے تو بیان کروں۔جلسہ کے برخاست کے ساتھ طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔بہت ڈر لگتا ہے اور گھبرایا ہوا پھرتا ہوں کہ ملنے والوں کا تو کچھ نفع ہو گیا مگر اپنا نقصان ہو گیا اگر یہ حب جاہ یا کوئی اور مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: شبہ سے بھی بچنا چاہیئے اس عادت کو چھوڑ دیں۔

مضمون: حضرت اقدس! یہاں سکول میں یہ ناچیز اپنے فرائض تندہی اور دیانتداری سے پورے کرتا ہے مگر سزا دیئے بغیر بعض طلباء کام نہیں کرتے۔آموختہ یاد نہیں کرتے اور طلباء کا نتیجہ اچھا نہ نکلے تو افسران بالا تنگ کرتے ہیں۔اس ناچیز نے طلباء کو سزا دینے کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے اس کے مطابق چلتا ہوں۔اصول یہ ہے کہ سزا صرف اس سبق پر دیتا ہوں جو اچھی طرح پڑھا دوں اور طلباء کو ایک دن پہلے بتا دوں کہ یہ سبق میں کل سنوں گا۔یاد کر کے آنا۔پھر بھی سنتے وقت طلباء کو بہت مواقع دیتا ہوں۔جس لڑکے کی نسبت ظاہر ہو جاتا ہے کہ یاد کرنے کی کوشش خوب کی مگر یاد ہوا نہیں' اسے سزا نہیں دیتا۔بعض طلباء اس قدر لاپرواہ اور ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں کہ جب تک خوب تسلی بخش مرمت نہ ہو کام ہی نہیں کرتے' تو ان کو سزا دیتا ہوں۔شرارتوں پر بھی سزا دیتا ہوں۔اکثر ہاتھوں پر لکڑی سے مطابق موقع ایک سے لے کر چھ تک مارتا ہوں کبھی کبھار زیادہ کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔(کسی نہایت سخت شرارت پر) مارتے وقت سوچ کر مارتا ہوں۔اکثر غصہ نہیں ہوتا۔کبھی کبھی ہوتا بھی ہے لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ غلطی دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے کیونکہ شک سا رہتا ہے کہ قدر حق سے زیادہ نہ مارا گیا ہو اور ظلم و ناانصافی نہ ہو گئی ہو۔پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر سزا دے چکنے کے بعد طبیعت پر بوجھ سا رہتا ہے۔حضرت اقدس! کوئی ایسا اصول ارشاد فرماویں کہ جس پر کاربند ہو کر گناہ سے بھی بچ جاؤں اور طلباء کام بھی کرتے

رہیں۔ جواب: حضرت: جب غصہ نہ رہے اس وقت غور کیا جاوے کہ کتنی سزا کا مستحق ہے۔ اس سے زیادہ سزا نہ دی جائے اگرچہ درمیان میں غصہ آ جاوے۔

مضمون: حضرت اقدس! حضور کی تعلیم کی برکت سے اس ناچیز کی اہلیہ بہت نیک اور میری بے حد فرمانبردار ہے۔ میں بھی اسے بہت خوش رکھتا ہوں۔ عام طور پر تو بفضلہ تعالیٰ یہ ناچیز اس بات کا منتظر نہیں رہتا کہ تمام عورتیں میری اہلیہ سے عزت کا سلوک کریں۔ مگر دل یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی اہلیہ کو دنیوی لحاظ سے بھی باقی عورتوں سے ممتاز دیکھوں۔ اگر کسی رئیس کے گھر سے یا اہلیہ کے گاؤں کی کوئی امیر عورت ہمارے گھر میں آنے والی ہو تو دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اہلیہ دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے اس وقت دو خیال دل میں ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ میری اہلیہ کو نظر حقارت سے نہ دیکھیں دوسرے یہ کہ اہلیہ کو اچھی حالت میں دیکھ کر ان کے دل میں دین کی وقعت ہوگی۔ چنانچہ ایک دو موقعوں پر فرمائش کر کے اہلیہ کو میں نے صاف ستھرے کپڑے پہنائے ہیں مگر جب غور کرتا ہوں تو حقارت سے بچنے اور اہلیہ کو عام عورتوں سے ممتاز حالت میں دیکھنے کی خواہش معلوم ہوتی ہے۔ دل میں کئی دفعہ کھٹک ہوئی کہ اس خواہش میں حب جاہ کی آمیزش ہے حضرت عالی! اگر یہ واقعی یہ مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمائیں جس طرح حضور ارشاد فرمادیں گے دل وجان سے اس پر عمل کروں گا۔

جواب: حضرت: یہ فرق منتہی کو تو مضر نہیں وہ علماً وعملاً حفظ حدود پر قادر ہے مگر مبتدی کو اس میں دھوکا ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے اسلم یہی ہے کہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دے۔ اگر کوئی حقیر سمجھے تو اس کو گوارا کرے۔

مضمون: ایک صاحب میرے ہمسایہ ہیں ان میں فلاں فلاں عیوب تو ہیں لیکن اور ہر طرح نیک ہیں۔ مفلس اور عیالدار ہیں۔ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور خدمت بھی کرتے رہتے ہیں۔ میں حتی المقدور ان کی مالی خدمت کرتا ہوں اور آئندہ بھی خدمت کرنے کا ارادہ وقصد ہے۔ مگر حضرت مجھے ان سے محبت نہیں۔ جب بھی پاس بیٹھتے ہیں گرانی ہوتی ہے۔ ظاہراً میں بھی اظہار محبت کرتا ہوں۔ وہ تو محبت سے باتیں کرتے ہیں مگر ان کی گفتگو سے میرا انشراح قلب جاتا رہتا ہے۔ یہ تکبر یا اور کوئی مرض تو نہیں۔۔۔؟

جواب: حضرت: کوئی مرض نہیں۔

مضمون: میرے دو بڑے بھائی ہیں۔انہوں نے اولاد کی طرح میری پرورش بھی کی۔میں اس بناء پر کہ طبیعت سفر سے اکتاتی ہے ان سے بہت کم ملتا ہوں۔جس کی وجہ سے وہ شاکی ہیں۔کیا یہ بے مروتی تو نہیں؟ جواب: حضرت: بے مروتی تو ہے جبکہ ملاقات سے کوئی مانع شرعی نہیں۔

اہلیہ نے حضرت والا کی خدمت میں لکھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ عام عورتوں کے نزدیک میری عزت ہو۔جواب: حضرت: "یہ تو برا ہے"

اس سے آگے لکھا: یہ بھی دل چاہتا ہے کہ وہ مجھے برا نہ جانیں۔

جواب: حضرت: عزت ہونے میں اور برا نہ جاننے میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

آگے لکھا کہ اگر عزت چاہنا مرض ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: اپنے عیوب سوچا کرو تو یہ مرض جاتا رہے گا۔

اس سے اگلے خط میں پوچھا کہ میرا ذہن کام نہیں کرتا۔حضرت بتلادیں اپنے عیوب کس طرح سوچا کروں۔جواب: حضرت: تبلیغ دین میں عیوب کی فہرست ہے اس کو سن کر سوچو!

آگے اہلیہ نے لکھا: حضرت مجھ میں خودرائی کا مرض ہے۔حضرت علاج ارشاد فرماویں۔

جواب: حضرت: صرف خودرائی ہی نہیں، ناعاقبت اندیشی بھی، بے رحمی اور سنگدلی بھی، ان سب کا علاج کرو۔ایک ایک کر کے۔جو نہ معلوم ہو پوچھو۔

مضمون: حضرت اقدس، میں آئندہ ایسی حماقت کبھی نہ کروں گی۔کسی بچہ کو اکیلا سوتا چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔اللہ تعالیٰ کے سب حکم بجا لاؤں گی ان کی ناراضگی کی برداشت نہ کروں گی۔لیکن حضرت کی ناراضگی کے خیال سے دل بے چین ہے۔کسی پہلو قرار نہیں۔حضرت معاف فرمادیویں۔

جواب: حضرت: دل خوش ہوا کہ تم کو دین کا خیال ہے۔میں بالکل ناراض نہیں۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

آگے اہلیہ نے لکھا: اب میں حسب ارشاد ایک ایک کر کے اپنے تینوں مرضوں کا علاج کراؤں گی۔حضرت اقدس! مجھ میں خودرائی کا مرض ہے۔اپنی مرضی کے مطابق چلنا چاہتی ہوں، حضرت اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: چند روز تک ایسی عادت اختیار کرو کہ جو کام کرنا چاہو فوراً مت کرو

کم از کم ماسٹر صاحب ہی سے مشورہ کرلیا کرو۔ مگر جو بالکل معمولی کام ہوں یا فوری کرنے کے ہوں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مجھ سے خوش ہوگئے۔ آئندہ حسب ارشاد سوچ سمجھ کر کام کیا کروں گی اور جس طرح میرے شوہر کہا کریں گے اسی طرح کیا کروں گی۔ صرف اپنی ہی رائے سے نہ کروں گی۔ جواب: حضرت: جزاک اللہ تعالیٰ۔

بقیہ مضمون: حضرت اقدس، ایک مرض مجھ میں ''ناعاقبت اندیشی'' ہے۔ کام کرتے وقت سوچتی نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ بعض اوقات کام خراب ہوجاتے ہیں۔ حضرت اقدس! اس مرض کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضرت: جب ایسی غلطی ہوجاوے ۲ رکعت نفل فوراً وضو کرکے پڑھو۔ ان شاء اللہ نفس ٹھیک ہوجائے گا۔

بقیہ مضمون: کل میں نے اپنے شوہر صاحب کی معرفت چھوٹی پیرانی صاحبہ کے ساتھ کیرانہ جانے کی اجازت لی تھی۔ پیرانی صاحبہ فرماتی ہیں کہ تمہارے شوہر کو تکلیف ہوگی اور بڑی لڑکی جس کو گھر میں چھوڑ جانے کا ارادہ ہے، اداس ہوگی، میں سمجھ گئی ہوں کہ پیرانی صاحبہ کا فرمانا ٹھیک ہے۔ اس لیے اب دوبارہ حضرت کو اطلاع کرتی ہوں کہ میں حضرت پیرانی صاحبہ کے ساتھ کیرانہ نہیں جاؤں گی۔

جواب: حضرت: الحمدللہ! عاقبت اندیشی کے آثار شروع ہوگئے۔ مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ بڑی لڑکی یہاں رہے گی ورنہ میں اس کو گوارا نہ کرتا۔ اب جو کچھ رائے قائم کی ہے، ٹھیک ہے۔

مضمون: حضرت اقدس، میرا تیسرا مرض ''بے رحمی'' ابھی باقی ہے اس کا علاج ارشاد فرمادیں۔

جواب: حضرت: سب بچوں کے ساتھ قصداً برتاؤ رحم دلی کا کیا کرو۔ گو دل میں رحم نہ ہو۔ اس برتاؤ سے خود بخود مادہ رحم کا پیدا ہوجاوے گا۔

بقیہ مضمون: حضرت اقدس دل چاہتا ہے کہ کبھی کبھی حضرات پیرانی صاحبہ کو خط لکھ کر خیریت کا پتہ منگوالیا کروں۔ حضرت مناسب خیال فرمادیں تو اجازت فرمادیں۔

جواب حضرت: کچھ حرج نہیں۔

بقیہ مضمون: اگر اجازت ہوجاوے تو میں جو بھی خط پیرانی صاحبہ کو لکھوں گی اپنے شوہر

کی اجازت سے لکھوں گی لیکن اس پر میرے شوہر کے دستخط نہ ہوں گے البتہ واپس آنے والے لفافہ پر پتہ میرے شوہر کا ہوگا۔ حضرت ارشاد فرماویں کہ آیا یہ دونوں باتیں مناسب ہیں؟

جواب: حضرت: بالکل مناسب۔ میں تمہاری تہذیب سے بہت خوش ہوا ہوں۔

بقیہ مضمون: تھانہ بھون جانے والے لفافہ پر پتہ "بخدمت چھوٹی پیرانی صاحبہ معرفت حضرت اقدس ہوگا"۔ جواب: حضرت: یہی صورت ہو۔

مضمون: حضرت اقدس! میں اور میرے شوہر اپنے گھر میں بہت خوش رہتے ہیں۔ شاید ہی کبھی غمی آئے۔ حضرت اقدس ارشاد فرماویں کہ زیادہ خوش رہنا مرض تو نہیں؟

جواب: حضرت: نہیں۔ بلکہ شکر ہے مگر اس شرط سے کہ اپنے کو اس نعمت کا مستحق نہ سمجھیں۔

مضمون: حضرت اقدس! مجھے آج تک حضور ﷺ کی خواب میں زیارت نہیں ہوئی۔ حضرت کی جوتیوں کے صدقہ سے اتنی بات سمجھتی ہوں کہ یہ غیر اختیاری بات ہے اس پر رنج نہ چاہئے مگر دل میں رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے جس چیز کی محبت غالب ہوتی ہے خواب میں کبھی نہ کبھی وہ چیز نظر آ ہی جاتی ہے۔ جواب: حضرت: اس دعوے کی کیا دلیل ہے۔

بقیہ مضمون: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہونے سے اپنی محبت کی کمی کا بہت شبہ رہتا ہے۔ جواب: حضرت: اس کی کیا دلیل؟

بقیہ مضمون: اس لئے دل پر بہت بوجھ رہتا ہے کہ زیارت سے محرومی کیوں ہے؟

جواب: حضرت والا: اس کا کون ذمہ دار ہوسکتا ہے اور کیا اس سے کوئی معصیت لازم آئی؟ اس کا بھی وہی جواب جو پہلی حالت کے متعلق لکھا گیا ہے۔ آئندہ اگر ایسی جہالت کا خط آیا، جواب نہ ملے گا۔

خط اہلیہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت بڑی پیرانی صاحبہ کے بھتیجے کا نکاح ہے دل چاہتا ہے کہ حضرت پیرانی صاحب کو کچھ ہدیہ دوں تا کہ اپنے بھتیجے کو کوئی چیز رومال وغیرہ لے دیں۔

جواب: حضرت: میری طرف سے ممانعت نہیں لیکن انہوں نے دینی تعلق سے کسی سے نہیں لیا۔ اس لئے میں دخل نہیں دیتا۔ اگر تمہارا دل چاہے تو خود ان کے نام خط بھیج کر پوچھ لو۔ میں ہر طرح راضی ہوں۔ اس کے بعد اہلیہ نے حضرت بڑی پیرانی صاحبہ کی خدمت میں ہدیہ بھیجنے کی اجازت کا خط لکھا۔

جواب: حضرت بڑی پیرانی صاحبہ: بیٹی! ایسے موقع پر میں لیا نہیں کرتی، دیا کرتی ہوں۔
خط اہلیہ: ذکر آہستہ آواز سے کروں یا اتنی آواز سے کرلیا کروں کہ میرے شوہر سن لیں۔
جواب: حضرت: اتنے کا مضائقہ نہیں مگر شوق میں آواز نہ بڑھ جائے۔
جواب: چاہئے تو یہ تھا کہ بیماری کے بعد عبرت ہوتی مگر میں تو بھول بھول جاتی ہوں۔
جواب: حضرت: یہ غفلت مذموم نہیں۔
مضمون: ارشاد فرمائیں کہ مجھے کس طرح یاد رہا کرے تاکہ اکثر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرے۔ جواب: حضرت: یاد کی تمنا اور کمی پر حسرت یہ بھی یاد کی ایک قسم ہے۔
مضمون: ضعف کی حالت میں جب تک ذکر باقاعدہ شروع نہ ہو اس وقت تک میں اپنا وقت کس طرح صرف کروں کہ میری توجہ اللہ کی طرف رہے۔
جواب: حضرت: دل میں لا الہ الا اللہ یا استغفار پڑھتی رہو۔
مضمون: اگر کوئی بڑے گھر کی عورت یا اپنے ماں باپ کے گاؤں کی مجھ سے ملنے کے لئے آوے یا مجھے بلاوے اور میرے کپڑے زیادہ میلے ہوں تو نفس اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ اس پراگندہ حالت میں ملوں۔ زیادہ بن ٹھن کر تو نہیں ملتی البتہ صاف کپڑے پہن لیتی ہوں۔ نفس بہانہ بناتا ہے کہ ذلت سے بچنا تو مشروع ہے اور نیت بھی ذلت سے بچنے ہی کی کرتی ہوں۔ لیکن نیت میں کھوٹ کی آمیزش نظر آتی ہے۔ عام حالات میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ عزت کی خواہش نہیں لیکن جب کوئی ایسا موقع ملنے کا آتا ہے تو نفس ذلت سے بچنے کی مکاری کر کے دھلے ہوئے کپڑے پہنا دیتا ہے۔ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ یہ ذلت سے بچنا ہے یا عزت کی خواہش ہے۔ حضرت اقدس! اگر میری یہ حالت بری ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔ حضرت کے ارشاد پر دل و جان سے عمل کروں گی۔
جواب: حضرت: اگر زیاد زینت کے کپڑے موجود ہوں جو مثلاً عیدین میں پہنے جاتے۔ اور باوجود اس کے پھر معمولی مگر صاف کپڑے پہنے جاویں تو یہ مکاری نہیں اور سوال اسی حالت کا ہے۔
مضمون: حضرت اقدس کئی عورتیں گھر میں ایسی آجاتی ہیں جو اپنے آپ ہی دوسروں کی غیبت اور چغلی کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ میں غیبت سے بچتی ہوں مگر ان کو روکنے کا حوصلہ نہیں ہوتا کہ یہ ناراض ہو جائیں گی۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ اس گناہ سے کس طرح بچوں؟

جواب: حضرت والا: کسی بہانہ سے اٹھ جایا کرو اور اگر کبھی اس کا بھی موقع نہ ہو تو دل سے برا سمجھا کرو۔

مضمون: فی الحال میں نے قصد السبیل سے مشغول عامی کا دستور العمل شروع کر دیا ہے اطلاعاً عرض ہے۔

جواب: یہ تو وظائف ہیں تھوڑے بھی کافی ہیں بڑی چیز احکام کا اتباع اور اعمال کی اصلاح ہے۔

مضمون: حضرت اقدس مجھ میں غصہ زیادہ ہے بچوں کو غصہ میں مارتی ہوں۔ حضرت اقدس علاج ارشاد فرمائیں؟

جواب: غصہ حق پر آتا ہے یا ناحق اور شق اول پر بقدر حق آتا ہے یا زیادہ اور صرف غصہ ہی آتا ہے یا غصہ پر عمل بھی ہوتا ہے اس عمل کی مثال بھی لکھو؟

مضمون: حضرت اقدس اللہ کے فضل سے ناحق غصہ تو نہیں آتا حق پر آتا ہے مثلاً چھوٹی لڑکی نے مٹی کھالی یا کسی بچہ نے جھوٹ بولا یا کسی کی چیز اٹھالی یا کوئی لڑکی ننگے سر باہر چلی گئی یا کوئی لڑکی شرارت کرے یا سبق یاد نہ کرے تب مارتی ہوں۔ مارتے وقت کمر پر تین چار تھپڑ کبھی پانچ مارتی ہوں۔ مارتے وقت غصہ بہت ہوتا ہے بعد میں رنج ہوتا ہے کہ زیادہ مارا گیا۔

جواب: دو سے زیادہ مت مارو، باقی سب ٹھیک ہے اور صرف کمر پر مارو اور گھونسہ اور لکڑی مت مارو۔

مضمون: حضرت اقدس نماز میں اور قرآن شریف پڑھتے وقت کئی طرح کے خیالات دل میں آجاتے ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش پر بھی آتے رہتے ہیں۔ حضرت اقدس یہ خیالات کس طرح دور ہوں؟ جواب: جو خیال بلا ارادہ آوے وہ مضر نہیں۔ کچھ پروانہ کرو۔

مضمون: یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ یہ گنہگار کیا کرے۔ جس سے نماز اور قرآن پڑھتے وقت خوب دل لگے؟ جواب: اپنی طرف سے لگاؤ۔ پھر خواہ لگے یا نہ لگے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

مضمون: حضرت اقدس میری حالت بڑی ردی ہے۔ اندھیرے کمرے یا کوٹھڑی میں جانے سے بھی بہت ڈر لگتا ہے۔ شوہر گھر میں نہ ہوں تو اکیلی رہنے میں سخت ڈر لگتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر پر پورا ایمان اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں ہے۔ حضرت اقدس ارشاد فرمائیں کہ یہ دونوں باتیں کس طرح حاصل ہوں؟

جواب: تعجب ہے ایسی موٹی بات میں غلطی۔ کیا طبعی خوف دلیل ہے تقدیر پر ایمان ضعیف ہونے کی؟ اپنے شوہر سے سمجھ لینا۔

مضمون: حضرت اقدس مجھے دین کا شوق بہت کم ہے۔ عورتوں کا دل تو بہت نرم ہوتا ہے مگر مجھے رونا بھی نہیں آتا۔ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں جاہل ہوں۔ جائز ناجائز تو دیکھ لیتی ہوں مگر جوش اور زیادہ شوق نہیں ہے۔ حضرت اقدس مجھے دین کا شوق کس طرح زیادہ ہو؟

جواب: شوق عقلی مقصود ہے شوق طبعی مقصود ہی نہیں اور جوش تو بعض اوقات صحت کو یا عمل کو مضر ہو جاتا ہے خاص کر عورتوں میں بوجہ ضعیف قلب کے۔ بس یہ دعا کیا کرو کہ اتنا شوق عطا ہو جائے جس سے عمل دین ہوتا رہے۔

مضمون: حضرت اقدس اب میں ذکر بارہ تسبیح اور عامی مشغول کا دستور العمل کر رہی ہوں۔ جواب: مگر ضرب نہ لگانا۔

مضمون: حضرت اقدس! میں ذکر بارہ تسبیح کیا کرتی ہوں۔ آج کل تھانہ بھون کے قیام میں فرصت کچھ زیادہ ہے۔ اگر حضرت اقدس مناسب خیال فرمائیں تو کوئی وظیفہ مدت قیام کے لئے بڑھا دیں۔ جواب: بارہ تسبیح کے اجزاء میں سے جس جزو سے زیادہ دلچسپی ہو اس کی مقدار بوقت فرصت بڑھا لیں۔ نئے وظیفہ سے یہ زیادہ نافع ہوتا ہے۔

مضمون: حضرت مدت سے دل چاہتا ہے کہ حضور میں کچھ ہدیہ پیش کروں مگر ڈرتی تھی کہ حضرت عذر نہ فرماویں۔ ان دنوں تقاضہ بہت ہے۔ میں نے اپنے جہیز کی کڑاہی ڈیڑھ روپے کو بیچی ہے۔ مقصود صرف یہ ہے کہ حضرت کا دل خوش ہو اور کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر حضرت اقدس مناسب خیال فرمائیں تو اجازت فرماویں تاکہ میں ڈیڑھ روپیہ اپنے شوہر کے ہاتھ حضرت اقدس کو بھیج دوں۔

جواب: خوشی سے لے لوں گا۔ تمہارے خلوص پر قلب شہادت دیتا ہے۔ ہدیہ میں اصل انتظار اسی کا ہوتا ہے۔ سب قواعد اس انتظار کی تحقیق کے لئے ہیں۔

مضمون: ایک مرض یہ ہے کہ جب کوئی مجھے بغیر میرے قصور کے برا کہتی ہے تو وہ مجھے اچھی نہیں لگتی۔ نقصان تو کوئی نہیں پہنچاتی اور کچھ دن بعد بلا بھی لیتی ہوں۔ لیکن دل کڑھتا رہتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔

جواب: یہ مرض نہیں اقتضائے طبع ہے لیکن اس کی بھی ایک حد ہے سو وہ حد و دتم خود ادا کردیتی ہو اتنا اور خیال رکھو کہ یہ مدت ناراضگی کی تین دن سے بڑھنے نہ پائے۔

مضمون: حضرت نے دریافت فرمایا ہے کہ اپنی عبادات یا کسی خوبی کے کسی پر ظاہر ہونے کے وقت جو دل پھولتا ہے اس کا اثر کسی اعتقاد یا عمل میں ہوتا ہے یا نہیں۔

حضرت اقدس اور تو کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا البتہ ایک ہوتا ہے وہ یہ کہ جب کوئی عورت مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھے اگر بالکل نہ آتا ہو تو کہہ دیتی ہوں کہ اپنے شوہر سے پوچھ کر بتلاؤں گی مگر اس وقت اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

جواب: مگر اس شرم پر عمل تو نہیں ہوتا یعنی یہ تو نہیں ہوتا کہ شرم کے مارے اپنے جہل کو پوشیدہ کرلیں یا مسئلہ غلط بتلادیں۔

مضمون: اگر آتا ہو تو بتاتی ہوں اور بتانے کے وقت دل میں شیخی سی ہوتی ہے کہ میں جانتی ہوں اور اسے بتارہی ہوں۔

جواب: جب دل میں شیخی پیدا ہو اپنے عیوب کو مستحضر کرلو اور یہ بھی پیش نظر کر رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ سلب کرلے تو میں کیا کرسکتی ہوں۔ پس یہ علم میرا کمال نہیں محض عطائے حق ہے۔

مضمون: حضرت کسی کے مسئلہ پوچھنے پر شرم کے مارے اپنے جہل کو پوشیدہ نہیں کرتی۔ اور مسئلہ غلط نہیں بتاتی۔ کہہ دیتی ہوں کہ اپنے شوہر سے پوچھ کر بتلاؤں گی۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ مسئلہ آجانے پر دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور نہ آنے کی صورت میں شرمساری ہوتی ہے۔ جواب: یہ مرض نہیں تغیر طبعی ہے جس پر ملامت نہیں۔

مضمون: حضرت اقدس عام حالتوں میں تو میں اپنے آپ میں دین کا شوق اور بہت جوش نہیں پاتی مگر جب کسی سے باتیں کرتی ہوں تو زیادہ جوش معلوم ہوتا ہے اس سے یہ ریا کا ہوتا ہے اور اگر نماز میں یہ معلوم ہو جاوے کہ حضرت اقدس مجھے دیکھ رہے ہیں تو ایسے وقت یقیناً ہمیشہ کی نسبت زیادہ بن ٹھن کے نماز پڑھوں کہ حضرت مجھ سے خوش ہوں کیونکہ حضرت کی خوشی بڑی نعمت ہے۔ اس سے بھی شبہ ریاء کا ہوتا ہے۔ حضرت اقدس اگر یہ صورتیں ریاء ہوں تو علاج ارشاد فرماویں۔ حضرت آج وطن جانے کا ارادہ بھی ہے۔ ہمارے لئے دعاء بھی فرماویں۔

جواب: ریاء ایسی سستی نہیں ریاء موقوف ہے قصد پر اور یہ حال اور خیال بلا قصد

ہے اس لئے ریاء نہیں البتہ دوسری صورت میں فوراً یہ خیال کرلیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں پھر اگر پہلا خیال بھی آوے تو مضر نہیں۔ باقی دعاء کرتا ہوں۔

مضمون: حضرت اقدس نماز میں اچھی طرح دل نہیں لگتا یہی جی چاہتا ہے کہ جلد فارغ ہوجاؤں اسی طرح دعا میں بھی ہوتا ہے جلدی سے دعا ختم کردیتی ہوں۔ دیر تک دعاء مانگنے میں طبیعت گھبراتی ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ نماز اور دعاء میں دل کس طرح لگاؤں۔ جواب: بتکلف لگاؤ خواہ لگے یا نہ لگے۔ بتکرار ایسا کرنے سے لگنے لگے گا۔

مضمون: میری ہمسایہ نیک بیبیاں ہیں۔ حضرت نے ان کے گھر جانے کی مجھے اجازت فرمائی تھی چنانچہ جاتی رہی۔ اب ایک بات یہ پیش آئی کہ جب ان گھروں میں کوئی نئی عورت مہمان آتی ہے تو دل میں بہت تقاضا ہوتا ہے کہ اس کو دیکھوں اور جب پتہ لگ جائے کہ گھر میں کوئی مرد نہیں تو کوٹھے پر چڑھ کر یا کسی اور طریقہ سے اسے دیکھ ہی لیتی ہوں۔ اس طرح دس بیس منٹ باتیں کرنے میں بھی لگ جاتے ہیں۔ اگر حضرت اقدس اجازت فرمادیں تو دیکھ لیا کروں ورنہ چھوڑ دوں۔

جواب: ایک بار نفس کی موافقت کرو، ایک بار مخالفت اور باتیں گناہ کی یا فضول مت کرو اور ملنے کے وقت اچھے کپڑے مت پہنو۔

مضمون: میں نے حضرت والا کو لکھا تھا کہ بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل میں ایمان ہی نہیں دل میں کئی شک معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ "اس شک کو برا سمجھتی ہو یا نہیں"۔

مضمون: حضرت برا تو سمجھتی ہوں لیکن پھر بھی یہ خیالات دور نہیں ہوتے اور دل کڑھتا رہتا ہے۔ حضرت اقدس ان وسوسوں کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: یہی علاج ہے کہ اس کی پرواہ نہ کرو نہ ادھر توجہ کرو نہ جلباً نہ سلباً۔

مضمون: حضرت اقدس اس قصبہ میں دروازوں پر سوالی بہت آتے ہیں کئی ڈھول بجاتے آتے ہیں کوئی ریچھ نچاتے آتے ہیں اور مانگتے پھرتے ہیں اکثر ان میں طاقتور نوجوان ہوتے ہیں اور بعض کمزور اور معذور بھی ہوتے ہیں۔ پھر بعض تھوڑی چیز لیتے نہیں اصرار کرتے ہیں زیادہ چاہتے ہیں۔ میں بچوں کے ہاتھ خیرات بھیجتی ہوں لیکن بعض کو دیتے ہوئے طبیعت رکتی ہے اور انکار کرنے سے بھی رکتی ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں میں کس کو

خیرات دوں اور کس کو نہ دوں؟ اور اگر عذر کرنا ہو تو کیا کروں ان کو انکار کی اطلاع کروں یا خاموش بیٹھی رہوں کہ مایوس ہو کر چلے جائیں۔

جواب: جو قرائن سے ہٹے کٹے معلوم ہوں اور پیشہ کے طور پر سوال کرتے ہوں ان کو مت دو مگر جواب بھی سخت مت دو نرمی سے کہہ دو کہ میں چیزوں کی مالک نہیں میں نہیں دے سکتی۔

مضمون: حضرت اقدس میری ایک سوتیلی لڑکی ہے۔ کوتاہیوں پر بعض دفعہ اسے مارتی ہوں۔ ایک دو دفعہ اسے چوٹ آ گئی۔ میں نے لکڑی سے مارا۔ پھر ندامت ہوئی۔ توبہ کر لی۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی دل پر تقاضا تھا کہ لڑکی سے بھی معافی مانگوں لیکن یہ خیال آیا کہ اس سے وہ اور زیادہ بگڑے گی۔ اثر اچھا نہ ہوگا حضرت ارشاد فرمائیں کہ اس کا تدارک کس طرح کروں؟ جواب: اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو کہ وہ خوش ہو جائے۔

مضمون: حضرت اقدس تھانہ بھون میں بیبیاں تنگ پائنچہ کا پاجامہ پہنتی ہیں۔ مگر پنجاب میں بڑے پائنچہ کا پاجامہ پہننے کا عام رواج ہے۔ کوئی اس کو برا نہیں سمجھتا۔ حضرت ارشاد فرمائیں کیا بڑے پائنچہ کا پاجامہ پہن لیا کروں؟

جواب: جب عام عادت ہو گئی ہو کہ دیکھنے والوں کو کھٹک نہ ہوتی ہو کہ یہ بددین لوگوں کی وضع ہے ایسی حالت میں جائز ہے۔

مضمون: حضرت اقدس ارشاد فرماویں کہ دل پر بوجھ ڈال کر اور طبیعت کو مجبور کر کے کسی ایسی عورت کی خدمت کرنا جس کی بدتمیزیوں کی وجہ سے تکلیفیں پہنچی ہوں۔ خلاف خلوص تو نہیں؟ جواب: نہیں بلکہ مجاہدہ ہے جس میں زیادہ اجر ہے۔

مضمون: حضرت اقدس ہمارے قصبہ میں طاعون کا زور ہے۔ ڈاکٹر، سپاہی، چوکیدار نہ قصبہ کے لوگوں کو کسی اور گاؤں میں جانے دیتے ہیں نہ باہر سے لوگوں کو قصبہ میں آنے دیتے ہیں۔ البتہ قصبہ کے لوگ باہر کھیتوں اور باغوں میں جا جا کر رہنے لگے ہیں۔ ہم سب اپنے گھر ہی میں ہیں اور اللہ کے فضل سے دل میں ہر طرح قرار ہے لیکن پھر بھی کسی وقت طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ حضرت اقدس دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قصبہ سے بیماری کو دور فرماویں۔ اور ہمارے گھر کے سب آدمیوں کو بھی طاعون سے محفوظ رکھیں۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں مگر دعا کے لئے اس طویل قصہ کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ اپنا اور میرا وقت برباد کیا۔

مضمون: حضرت اقدس میں نے بلاضرورت دعا کے لئے طویل قصہ لکھا اور حضرت کا وقت برباد کیا میں بہت ہی بے وقوف ہوں۔ جواب: واقعی

حضرت دعاء فرمائیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوجائے۔ جواب: دُعاء کرتا ہوں۔

مضمون: حضرت اقدس میرے ابا جان کا اچانک انتقال ہوگیا۔ صدمہ کی شدت کی وجہ سے میرے ہوش ٹھکانے نہ رہے۔ میں آواز سے روئی، نماز میں کچھ دیر ہوگئی، اونچی آواز سے روئی عجیب بے صبری تھی بعد میں اپنی حرکت پر ندامت ہوئی، حضرت والا دعا فرماویں اللہ تعالیٰ مجھے صبر کی توفیق دیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ صبر دے۔ لیکن بلااختیار آواز نکل جانا خلاف صبر نہیں۔

مضمون: حضرت والا میرے والد صاحب کے لئے مغفرت کی دعا فرماویں۔

جواب: اللهم اغفر له اللهم ارحمه

مضمون: حضرت دُعاء فرمائیں پوری طرح دین پر چلنے کی اللہ تعالیٰ ہمت دیں۔ جواب: آمین۔

مضمون: اور میرے گناہوں کو معاف فرمادیویں۔ جواب: آمین۔

مضمون: میں اللہ کے فضل سے تہجد پڑھتی ہوں۔ لیکن چھوٹا بچہ اس وقت جاگ پڑتا ہے اور روتا ہے۔ ایک خط میں حضرت نے بچے کو روتا ہوا چھوڑ کر تہجد پڑھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ بچے کے رونے کی وجہ سے کثرت سے ناغے ہونے لگے ہیں۔ جب بچہ نہیں روتا پڑھ لیتی ہوں۔ لیکن موقع کم ملتا ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ اسی طرح کرتی رہوں یا عشاء کے ساتھ تہجد کے نفل پڑھ لیا کروں۔

جواب: ضرور ایسا ہی کیا جاوے۔ اور اگر کسی روز موقع مل جاوے آخیر رات میں بھی پڑھ لیں۔

ایک اور اجازت یافتہ کا خط حضرت کی خدمت میں آیا، لکھا تھا۔ حضرت میری اہلیہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ میری اہلیہ مجھے اس قدر محبوب تھی کہ مجھے اس کی جدائی کا تحمل نہیں۔ مجھے کسی پہلو قرار نہیں اب میرے لئے دنیا اندھیر ہے حضرت کوئی علاج ارشاد فرمائیں جس

سے میرے دل کو قرار ہو، مجھے آرام نہیں آتا۔

حضرت نے تحریر فرمایا: دنیا آرام کا گھر ہی نہیں۔ ہمارا اصل گھر آخرت ہے اصل آرام وہیں ملے گا۔ یہاں ہر تکلیف کے لئے تیار رہنا چاہئے اور جس تکلیف سے آخرت بنتی ہو اس کا تحمل کرنا چاہئے۔

جب یہ خط ان صاحب کو پہنچا تو حضرت کی خدمت میں لکھا کہ خط حضرت کا مل گیا۔ حضرت کے تجویز فرمودہ علاج کو پڑھا ایک جادو اور شو منتر ہاتھ آ گیا۔ غم کے سب بادل چھٹ گئے دل کو قرار آ گیا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ خط پڑھا تو فرمایا حکیم صاحب کے اس خط سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔

ایک معاند اور مخالف کا حضرت کی خدمت میں خط آیا لکھا تھا۔۔۔۔ حضرت میں نے گستاخیاں کیں، حضرت کو برا بھلا کہا اب وبال دیکھ رہا ہوں دل کا چین رخصت ہو گیا، میں تباہ ہو گیا۔ حضرت میں توبہ کرتا ہوں۔ اللہ مجھے معاف فرما دیویں اور مجھے بیعت فرما لیں۔

حضرت نے مجلس میں جواب سنایا۔۔۔۔ تحریر فرمایا تھا۔

اگر معافی کے یہ معنی ہیں کہ میں بددعا نہ کروں دنیا یا آخرت میں انتقام نہ لوں تو سب معاف ہے اور اگر یہ معنی ہیں کہ میں تعلق خاص پیدا کروں تو معاف نہیں تاکہ آئندہ کسی کو تکلیف نہ دو اور زبانی ارشاد فرمایا۔

جب کوئی شخص مجھے برا بھلا کہتا ہے میں اسی وقت معاف کر دیتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں اے اللہ میری وجہ سے کسی کو سزا نہ دیجو، میں نے سب معاف کر دیا اور اگر معاف بھی نہ کروں تو حاصل کیا ہے مان لو کہ اسے سزا ہو گئی تو مجھے کیا ملا اور معاف کر دینے میں اجر کی امید ہے اپنی کوتاہیوں کی معافی ملنے کی امید ہے اور کیا میں کسی دشمن کو بھی آگ میں جلتا ہوا دیکھ سکوں گا اور تعلق خاص سے انکار کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس شخص کو مجھ سے نفع نہیں ہو سکتا جب بھی توجہ کروں گا اور اس کی گالیاں یاد آ کر قلب میں تکدر پیدا ہو گا اور تکدر کی صورت میں مرید کو نفع نہیں ہوتا میں چاہتا ہوں کہ یہ تعلق بیعت ایسے مصلح سے ہو جن کا قلب ان کے بارے میں صاف ہو تاکہ ان کو نفع ہو اس قطع تعلق میں بھی ان ہی کا نفع مقصود ہے۔

فضول سوال

ایک خط میں کاتب نے بعض لوگوں کی نسبت تعریضاً یہ لکھا تھا کہ جو لوگ حرام کھاتے ہیں ان کا حشر کیا ہوگا۔ فرمایا مجھ کو فضول سوال سے گرانی ہوتی ہے۔ انسان پہلے اپنی فکر کرے میں نے جواب دیا۔ ''تجھ کو کسی کی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو'' بعض لوگوں کی عادت ہے کہ ایسے مضمون سے نصیحت کرنا منظور نہیں ہوتا بلکہ محض دوسرے کو چڑانا تو کہیں قیامت میں ان کا معاملہ یہ نہ ہو۔

گنہ آمرز رندان قدح خوار   بطاعت گیر پیران ریا کار

آوارہ لوگوں میں ہزاروں عیب ہیں مگر اس کے ساتھ اعتراف بھی ہے اور آج کل کے عابدوں میں عجب اور پندار بہت کچھ ہیں۔

موقعِ امتحان

ایک مرید کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ مجھ کو بخار آیا جس میں لذت و تکلیف ملی ہوئی تھی۔
ارشاد فرمایا: لذت اور تکلیف ملی ہوئی تھی یعنی طبعی تکلیف تھی اور روحانی لذت جب یہ حالات پیدا ہونے لگیں تو معلوم ہوگا کہ اب دروازہ میں داخل ہوئے لوگ کشف و کرامت کو دیکھتے ہیں مگر یہ موقع ہیں امتحان کے موقع پر کیا کیا باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

تین چار ماہ تک دو ماہ قیام کی نیت سے معہ اہلیہ حاضر خدمت اقدس ہونا چاہتا ہوں۔ اجازت فرماویں تاکہ حصول رخصت اور دیگر انتظامات کی کوشش شروع کروں۔

جواب: حضرت والا: مہینہ کا نام لکھنا چاہئے تھا اور اس مدت کی آغاز کی تاریخ۔ تیسرے چوتھے مہینے کا میں کہاں حساب کرتا پھروں اور نام اور تاریخ بھی اسلامی ماہ کے مطابق اور ایک یہ لکھنا ضروری ہے کہ کوئی بچہ بھی ہمراہ ہوگا یا نہیں اور کتنا بڑا۔

مضمون: حضرت اقدس یہ ناچیز انشاء اللہ تعالیٰ ایک ماہ کی رخصت لے کر شروع شروع ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ میں مع اہلیہ حاضر خدمت ہوگا۔ دو بچیاں ایک ساڑھے سات سالہ اور ایک صرف ایک سالہ ہمراہ ہونگی اور ذیعقدہ کا مہینہ تھانہ بھون رہ کر شروع ذی الحجہ میں ایک ہفتہ کے لئے تنہا اسکول واپس آجائے گا اور اہلیہ تھانہ بھون ہی رہیں گی۔ پھر ایک ماہ کی سرکاری تعطیلات میں واپس حاضر خدمت ہو جائے گا۔ اگر حضرت والا اہلیہ اور بچوں کو اکیلا

چھوڑنا پسند نہ فرمائیں تو ان کو ساتھ ہی وطن لیتا آؤں گا اور ساتھ ہی دوبارہ تھانہ بھون لے آؤں گا حضرت اقدس اجازت فرماویں تاکہ رخصت حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

جواب: حضرت والا: اب ہوا مکمل مضمون۔ اس وقت تو سب اجزاء منظور ہیں۔ ایک ہفتہ کے لئے وہ بیچاری کہاں جائے گی اگر ان کو پسند ہو ہمارے گھر رہیں۔ باقی بہتر یہ ہے کہ نصف شوال پر پھر معہ اس خط کے دوبارہ بھی تحقیق کر لیا جاوے۔

مضمون: حسب اجازت حضرت اقدس یہ ناچیز مع اہلیہ اور دو بچیوں ساڑھے سات سالہ دوسری ایک سالہ کے انشاء اللہ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ کو پونے گیارہ بجے تھانہ بھون اترے گا۔ دو ماہ قیام ہوگا۔ ایک ماہ بعد ایک ہفتہ کے لئے وطن واپس آئے گا اور بچے وہیں رہیں گے کرایہ کے مکان کا حضرت انتظام فرمادیویں۔

جواب: حضرت والا: بہتر، یہاں آ کر اول ہمارے چھوٹے مکان میں زنانہ سواری اتاریں پھر اطمینان سے مکان کرایہ کا تجویز کر لیا جائے گا اور جب آپ ایک ہفتہ کے لئے وطن جاویں گے اس ہفتہ میں اگر آپ دونوں آدمی کی مرضی ہوگی وہ ہمارے گھر میں مقیم رہیں گی۔

مضمون: حضرت اقدس اگر مناسب خیال فرماویں۔ دوران قیام مکاتبت اور مخاطبت کی اجازت فرماویں۔

جواب: حضرت والا: اجازت ہے یہ پرچہ دکھلا دیا جائے۔

مضمون: حضرت اقدس! اہلیہ بھی مکاتبت کی اجازت چاہتی ہے۔

جواب: حضرت والا: اجازت ہے مگر دونوں آدمی ایک پرچہ میں نہ لکھیں۔

مضمون: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج وہ دن نصیب ہوا جس کے لئے دل ترس رہا تھا۔ آج ہم اپنے آپ کو حضور کے دولت خانہ میں پاتے ہیں حضور کی جوتیوں میں پڑے رہنا بہت ہی بڑی سعادت ہے اور یہ اتنی بڑی دولت مل گئی۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جزائے خیر دیں۔

جواب: حضرت والا: یہ آپ کی محبت ہے یہ رقعہ جس وقت ملے اسی وقت دس منٹ کے لئے مجھے ملیں۔ مکان کے متعلق ضروری مشورہ دوں گا۔

میں حاضر خدمت اقدس ہو گیا۔

اصلاحی خطوط

عارف باللہ

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کے مکاتیب

بنام

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حال: ابتدائے عمر سے چونکہ میں نے دینی تعلیم پائی ہے۔ میرے جدامجد مولوی کاظم حسین صاحب مرحوم نے مجھے فقہ وغیرہ شروع ہی میں کچھ پڑھائی تھی اور فارسی کی اکثر کتابیں اور ایک آدھ عربی کی کتاب بھی میں نے ان سے پڑھی ہے اس لئے شروع ہی سے طبیعت کچھ دین کی طرف مائل ہے اور علماء اور اکابرین کی صحبت اور خدمت کا ازحد شوق ہے ہمیشہ اس کا آرزومند رہا ہوں کہ بزرگوں کی توجہ مجھ پر ہو جائے تاکہ میری زندگی سنور جائے۔
حضور کا ایک مدت سے ارادت کیش ہوں اب مجھے پوری طرح یقین ہے کہ حضور سے بڑھ کر مجھے کہیں کوئی اور ایسا شفیق اور کامل بزرگ نہیں مل سکتا مجھے حضور کی تصانیف کے مطالعہ سے روشن ہو گیا ہے کہ جس فیض کا میں طالب ہوں وہ حضور ہی کی بارگاہ سے مل سکتا ہے اگر حضور اپنی توجہ گرامی مجھ پر مبذول فرمادیں۔

آنہا کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

ہر چند کہ نماز کا ایک عرصے سے پابند ہوں اور تلاوت قرآن مجید بھی کرتا رہتا ہوں علی گڑھ میں کچھ عرصہ تک تفسیر شریف بھی پڑھتا رہا مگر اکثر طبیعت نماز میں اور تلاوت میں تساہل کرنے لگتی ہے اور ذوق وشوق پیدا نہیں ہوتا جسمانی صحت بھی بہت خراب ہو گئی ہے علاج کرا رہا ہوں مگر خاطر خواہ فائدہ اب تک نہیں ہوا اکثر یہ جسمانی بیماریاں تساہل اور کاہلی کا سبب ہوتی ہے۔ مجھے اب امید ہے کہ حضور کی دعا سے مجھے صحت جسمانی اور صحت روحانی دونوں نصیب ہو جائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جواب: السلام علیکم۔ دل بہت خوش ہوا کامیابی کی دعا کرتا ہوں اس وقت تو بہشتی زیور و گوہر وقصد السبیل اور تبلیغ دین اور مواعظ کا مطالعہ اور عمل کافی ہے پھر جب یکسوئی ہو جائے گی اس وقت کچھ اور عرض کروں گا کیا اس درمیان میں کہیں دو چار روز پاس رہنے

کا موقع مل سکتا ہے اشرف علی۔

حال: میں اوائل ماہ میں امتحان بی اے سے فارغ ہوا ہوں اس مرتبہ امتحان کے پرچے معمولی ہوئے ہیں حضور خاص طور پر از راہ شفقت دعا فرمادیں۔

جواب: دل و جان سے دعائے کامیابی کرتا ہوں۔

حال: حضور نے جواباً ارشاد فرمایا تھا کہ ان امور کے بابت بعد فراغت مشاغل تعلیم عرض کروں چنانچہ آج کل میں امتحان سے فارغ ہو کر آزاد ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان ایام میں حضور سے کچھ فیض حاصل ہو جائے۔

جواب: پاکیزہ خیالات سے مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ برکت واستقامت بخشے قصد السبیل سے اوراد وہدایات لیکر عمل شروع کیجئے اور مع اس پرچہ کے مجھ کو اطلاع دیجئے۔

حال: خداوند کارساز کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور حضور کی دعاؤں کے تصدق میں مجھے اس سال بی اے میں کامیابی عطا فرمائی۔

جواب: بہت مسرت ہوئی مبارک ہو۔

حال: اب دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ اس کامیابی کو میرے مستقبل کیلئے باعث فلاح وبرکت کرے۔ جواب: آمین۔

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق میں نے قصد السبیل کی ہدایات ورا وراد پر عمل شروع کردیا ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ برکت فرمادے۔

حال: نمازیں جو پچھلی قضا ہوگئی ہیں ان کو سلسلہ وار بقید وقت بعد نماز پنجگانہ کے ساتھ ادا کرنا شروع کردیا ہے۔ جواب: اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حال: بہشتی زیور میں مسائل فقہ کبھی کبھی دیکھ لیا کرتا ہوں مفتاح الجنۃ کا تیسرا باب پڑھنا شروع کیا ہے۔ جواب: میرے مواعظ بھی مطالعہ میں رکھئے۔

حال: اب میرے لئے ایک سوال درپیش ہے کہ اب میں بی اے پاس ہو چکا ہوں اب مجھے کیا کرنا چاہئے میرا رجحان طبیعت تو سررشتہ تعلیم کی طرف ہے کیونکہ اس میں عافیت نظر آتی ہے۔

جواب: میں بالکل آپ کے موافق ہوں۔

حال: حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ سچی ایمانی طاقت واتباع سنت تعلیم قانون کے ساتھ مجتمع نہیں ہوسکتیں مجھے یہ معلوم ہو کر بہت ملال ہوا کہ تعلیم قانون کے حاصل کرنے سے میں اتنی عظیم

سعادت سے محروم ہو جاؤں گا مجھے سخت افسوس ہے کہ میری عمر کا ایک گرانقدر حصہ محض بے سود صرف ہوا۔ بی اے پاس کرنے کے بعد میرا ارادہ ملازمت کرنے کا تھا مگر کسی معقول ملازمت کی کوئی صورت نظر نہ آئی سب سے زیادہ میری طبیعت کا رجحان صیغہ تعلیم میں ملازمت کا تھا۔

جواب: بہت اسلم خیال تھا۔

حال: اور مجھے قانون پڑھنا پڑا مجھے بتایا گیا کہ ہر چند قانون کا پیشہ ناجائز مشہور ہے مگر فی زمانہ بہ نسبت دیگر ملازمتوں کے اس میں پھر بھی عافیت ہے۔

جواب: یہ بتانے والے کوئی عالم تھے۔

حال: کوئی صیغہ ملازمت ایسا نہیں جس میں ضمیر کے خلاف زندگی بسر نہ کرنا پڑتی ہو بحیثیت ماتحت ہونے کے ہر ملازمت میں غیر مستحسن زندگی بسر کرنے کے لئے ہر شخص مجبور ہے الا ماشاء اللہ لوگوں کا خیال ہے کہ قانون کے پیشے میں پھر بھی آزادی ہے۔

جواب: صرف آزادی کے پہلو پر لوگوں نے نظر کی جائز و ناجائز سے کچھ بحث نہیں۔

حال: انسان اگر چاہے تو ناجائز مکاسب سے اپنے کو بچا سکتا ہے اگر قناعت واستقلال سے کام لیا جائے تو سچے مقدمات اور سچے معاملات سے سروکار رکھ کر ایک حد تک غیر مذموم زندگی بسر ہو سکتی ہے۔

جواب: سچا بھی معاملہ ہو مگر کوشش تو قانون کے مطابق کی جاتی ہے جو شرع کے خلاف ہے۔

حال: قانون کے پیشہ میں خواہ مخواہ اپنے ضمیر کے خلاف کرنے پر انسان مجبور نہیں ہے جیسا کہ دوسری ملازمتوں میں ہے۔

جواب: یہ تو وکالت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

حال: قانون سے مجھے کبھی دلچسپی نہیں تھی میری خاص دلچسپی صیغہ تعلیم سے ہمیشہ سے تھی۔

جواب: یہ بالکل سچ ہے۔

حال: حکومت وقت کا کچھ ایسا اثر غالب ہے کہ موجودہ تعلیم مذہب سے بالکل بیگانہ کر دیتی ہے ہمارے والدین کو اس کا احساس نہیں ہوتا اور ہم جب تعلیم پا چکتے ہیں تو ہم کو اس کا احساس ہوتا ہے لیکن یہ احساس عمر کا بیش قیمت حصہ رایگاں کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے تعلیم حاصل کرنے کے بعد پھر دنیا میں کسی کام کے نہیں رہتے اور جس مقصد کے لئے تعلیم حاصل کی جاتی ہے اس میں بھی شاذونادر کامیابی ہوتی ہے تقاضائے ضروریات زندگی اکتساب معاش

کے لئے مجبور کر دیتا ہے پھر جو کچھ قسمت میں ہوتا ہے ویسی ہی زندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔

جواب: بالکل سچے جملے ہیں ان جملوں نے آپ کی ایک خاص درجہ کی محبت میرے قلب میں پیدا کر دی ہے۔

حال: حضور کو اپنی واقعی حالت سے مطلع کرنا مقصود تھا انہیں خیالات سے پریشان ہو کر میں نے حضور سے استدعا کی تھی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں تا کہ میری زندگی سنور جائے اور میری عاقبت درست ہو جائے۔

جواب: سچے دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی فلاح عطا فرمادے اور اس کے اسباب غیب سے پیدا فرمادے۔

حال: امید ہے کہ حضور اپنی دعاؤں سے مجھے محروم نہ کریں گے اور جو استدعا میں نے پہلے عریضہ میں کی تھی یعنی حضور اپنی غلامی میں مجھے داخل کرلیں امید ہے کہ وہ بھی منظور ہو گی۔

جواب: میں بدون بیعت بھی ہر ممکن خدمت کے لئے حاضر ہوں اور بیعت کے بعد پھر مجھ پر حق ہو جائے گا کہ آپ کو اپنے مسلک پر مجبور کروں اور آپ حالت موجودہ میں اس کا تحمل نہیں فرما سکتے۔

حال: حضور کا شفقت نامہ میری انتہائی تسکین اور تقویت کا باعث ہوا۔ حضور نے میرے عریضہ کے جواب میں وکالت کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے نہایت انسب اور بجا ہے تعلیم قانون کے متعلق شرعی مسائل معلوم ہو کر میرے خیالات میں اصلاح ہو گئی گو میں پہلے بھی وکالت کی طرف میلان طبعی نہیں رکھتا تھا مگر مجھے یہ علم نہیں تھا کہ شریعت اس پیشہ کو کسی صورت میں جائز ہی نہیں رکھتی۔

جواب: میں فتویٰ تو نہیں دیتا جس کو عام طور پر حجت بنایا جائے لیکن مجموعی حالت کو پیش نظر رکھ کر اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں کہ جس چیز کو شروع کیا ہے عملاً تو اس کی تکمیل کر ہی لی جائے باقی عمل تو اپنا اختیاری فعل ہے اس کے لئے پھر مستقل مشورہ ہو سکتا ہے۔

حال: لیکن حضور نے میرے لئے دعا فرمائی ہے یقین ہے کہ خداوند تعالیٰ میرے لئے کوئی بہتری کی صورت پیدا کر دے گا۔

میں نے حضور سے اپنے حلقہ غلامی میں داخل کرنے کے لئے استدعا کی تھی جس پر حضور نے تحریر فرمایا کہ موجودہ حالت میں تم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

جواب: توجہ بیعت پر موقوف نہیں اگر حالات کی اطلاع اور مشوروں کا اتباع جاری رہے تو سب سے بڑھ کر طریق توجہ کا یہ ہے۔

حال: اور میں حضور کے فیوض سے بہرہ اندوز ہوں میں علویت نفس اور تزکیہ روح کے متعلق پڑھا کرتا ہوں اور سنا کرتا ہوں بہت جی چاہتا ہے کہ اس کا احساس میری طبیعت میں بھی پیدا ہو جائے میں بھی ان نعمتوں سے مستفید ہونے کی تمنا رکھتا ہوں۔

جواب: میں یہ سننا چاہتا ہوں کہ آپ کے ذہن میں علویت اور تزکیہ اور اس کے احساس کے کیا معنی ہیں کیونکہ مطلب کی حقیقت معلوم ہونا اول قدم ہے۔

حال: میں اسی غرض سے بزرگان دین کی خدمت میں جہاں موقع نصیب ہوتا ہے حاضر ہوتا ہوں گو مجھے ایسے مواقع بہت کم اور قلیل وقت کے لئے ملتے ہیں مجھے ایک مدت سے حضور کے مواعظ پڑھ کر اور اکثر سن کر ایک خاص ارادت وعقیدت پیدا ہو گئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ حضور سے ہر ممکن فیض اپنی استعداد کے موافق حاصل کروں۔

جواب: میں نے بالکل سچائی اور خیر خواہی سے بلا کسی تکلف اور کسر نفسی کے اس کا طریق عرض کر دیا ہے یعنی حالات کی اطلاع اور مشوروں کا اتباع اور یہ بھی ضرور ہوگا کہ ہر خط کے ساتھ اس سے پہلا خط ہمراہ رکھ دیا جایا کرے۔

حال: فی الحال میرے لئے جو حضور مناسب سمجھیں وہ تعلیم تجویز فرمادیں تا کہ اس کا شغل جاری رکھوں۔

جواب: قصد السبیل سے دستور العمل مناسب اور مطالعہ مواعظ اور اطلاع حالات کی پابندی یہ ابتدائی طریق ہے۔

حال: گذشتہ شنبہ کو جب پھوپھا علی سجاد صاحب کے ہمراہ حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تھا تو حضور نے انتہائی محبت ومشفقت کے ساتھ مجھ کو اپنے حلقہ غلامی میں داخل کر لیا تھا میرا دل ایک مدت سے اس شرف نسبت کے لئے بیتاب تھا خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور کی چشم کرم میرے اوپر ہو گئی اب ان شاء اللہ حضور کی توجہ و تعلیم سے میری زندگی سنور جائے گی۔

جواب: بسم اللہ سے شروع کرتا ہوں قصد السبیل کو دوبارہ بنظر غائر مطالعہ فرمالیں

اور اس کی سب ہدایات پر علماً و عملاً کاربند ہوں مگر اوراد میں صرف ایک دستور العمل اپنے حالات کے مناسب اختیار فرمالیں اور بلاناغہ میرے مواعظ کا مطالعہ جاری رکھا جائے اور اس کے مطالعہ سے جو عیوب نفس کے اندر معلوم ہوں ان کا علاج کیا جائے جس کا علاج معلوم نہ ہو دریافت فرمالیں یہی طریقہ ہے تعلیم کا اگر یہ جاری رہا ان شاء اللہ بے حد نفع ہوگا۔ آئندہ ہر خط کے ساتھ اس سے پہلا ایک خط بھیج دینا کافی ہوا کرے گا۔

حال: حضور کے ارشاد کے مطابق میں نے قصد السبیل کا دو تین بار غائر نظر سے مطالعہ کیا اور عزم بالجزم کرلیا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تمام ہدایات پر علماً و عملاً کاربند ہوں۔ چند باتیں حضور سے دریافت طلب ہیں وہ یہ ہیں کہ نمازیں جس قدر قضا ہوئی ہیں ان کی ادائیگی کے لئے میں نے ہر نماز کے ساتھ اس وقت کی قضا پڑھنے کا التزام کرلیا ہے لیکن جس قدر روزے قضا ہوئے ہیں ان کے ادا کرنے کی کیا صورت کی جائے؟

جواب: یاد کرکے اسی عدد کے موافق قضا کرلئے جائیں۔

حال: حقوق العباد جو لاعلمی میں نہ ادا کئے گئے ہوں یا جن کا علم نہ ہو اور جن کی یاد بھی نہ رہی ہو ان کے ادا کرنے کی کیا تدبیر کی جائے؟

جواب: رسالہ مطبوعہ سے اس کا طریقہ معلوم ہوگا۔

حال: میں نے کئی سال ہوئے مختلف مواقع پر منتیں مانی تھیں کہ یہ کام ہوجائے تو اس قدر روپیہ اللہ کی راہ میں کسی حاجت مند کو دوں گا اس کے بعد روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ منتیں پوری نہیں ہوئیں اب ان میں سے اکثر ذہن میں نہیں ہیں اور نہ رقم یاد ہے کہ اس کے لئے کیا کیا جائے؟

جواب: تخمینہ کرکے اس سے دو چار روپیہ زائد دے دیئے جائیں۔

حال: میں نے اب تہیہ کرلیا ہے کہ ایک مہینہ میں جس قدر آمدنی ہوگی اس میں سے فی روپیہ دو پیسہ کے حساب سے نکال کر خیرات کردوں گا تو کیا یہ رقم خیرات کی سابق منتوں کے ادا کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے۔

جواب: جی ہاں مگر ثواب اس نئے تہیہ کا نہ ملے گا۔

حال: اور کیا یہ خیرات اپنے غریب عزیزوں کو دی جاسکتی ہے۔

جواب: جی ہاں

حال: ایک عزیز غریب ہیں اور سید ہیں کیا ان کو دے سکتا ہوں۔

جواب: جی ہاں

حال: کیا یہ رقم ملازموں کو دی جا سکتی ہے۔

جواب: جی ہاں

نوٹ: یہ سب جواب اس حالت میں ہیں جب یہ تہیہ کر کے زبان سے کچھ نہ کہا ہو ورنہ ان الفاظ کو ظاہر کر کے سوال کیا جائے۔

حال: حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر حالات کی اطلاع اور مشوروں کی اتباع پر عمل جاری رکھا جائے تو ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا میں بہت سوچتا ہوں کہ اپنے حالات حضور سے عرض کروں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ بہت سوچنے پر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ حضور سے عرض کروں کہ میرے لئے خداوند تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ مجھ کو توفیق عطا فرما دے ممکن ہے کہ حضور کی توجہ سے مجھے بھی کچھ فیض پہنچ جائے ہر چند کہ اپنے میں اس کی بھی صلاحیت نہیں پاتا مگر حضور کا خادم ہوں کچھ نہ کچھ ہو ہی جاؤں گا۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اگر نری دعا پر رہا جائے تو پھر قصد واختیار وسعی سب بیکار ہے کیا یہ امور اختیاری نہیں۔ اگر اختیاری ہیں تو امور اختیاریہ کی تدبیر بجز استعمال اختیار کے اور کچھ بھی ہو سکتی ہے؟ کیا دنیا کے لئے تیاری کرنے میں ایسے عوارض پیش نہیں آتے پھر ان کا اثر کیوں نہیں لیا جاتا۔

حال: حضور نے بیعت کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ قصد السبیل میں سے اپنے موافق دستور العمل منتخب کر لوں یہ میں نے عامی مشغول کا دستور العمل منتخب کر کے اس پر عمل شروع کر دیا حضور کے مواعظ اور دیگر تصانیف کا بھی مطالعہ رکھتا ہوں تلاوت کے علاوہ صبح یا کسی اور وقت مناجات مقبول بھی پڑھ لیتا ہوں ہر نماز کے بعد جیسا کہ قصد السبیل میں درج ہے سو سو مرتبہ سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ پڑھ لیتا ہوں اکثر دن اور رات میں استغفار اور درود شریف بھی پڑھ لیتا ہوں۔

جواب: السلام علیکم۔ میں نے حرفاً حرفاً خط پڑھا اللہ تعالیٰ ہر پہلو سے اطمینان واجتماع خاطر عطا فرمادے اس وقت تو جس قدر آسانی سے معمولات کی پابندی ہوسکے کافی ہے پھر خدا تعالیٰ کبھی وقت کی کچھ گنجائش دیں گے تو کم از کم ایک مہینہ پاس رہنا ضروری ہے باطن سے مناسبت اس وقت ہوگی اس وقت اعمال ظاہرہ کی اصلاح اور معاصی کا ترک کافی ہے میں دعا کرتا ہوں۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہم العالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ پچھلے مہینوں میں جو مختلف پریشانیاں اور معاش کی متواتر فکریں مجھے لاحق تھیں وہ حضور کی دعا کی برکت سے اور خداوند تعالیٰ کے فضل واحسان سے بہت کچھ رفع ہوگئی ہیں اسی وکالت کے سلسلے میں مجھے حضور کی دعا سے ایک علاقہ (علاقہ کجرارہ) کی منیجری مل گئی ہے اس علاقہ پر بہت قرض ہے قرض خواہوں کی ڈگریاں ادا کرنے کے واسطے عدالت دیوانی نے مجھے اس علاقہ کا منیجر مقرر کردیا ہے میرا کام صرف تحصیل وصول کرکے روپیہ عدالت میں جمع کردینا ہوگا اس صورت میں مجھے معقول حق السعی ملنے کی امید ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ اطمینان ہوا۔ دعائے ترقی ظاہری وباطنی کرتا ہوں۔

حال: اور خداوند تعالیٰ کے فضل واحسان سے میرے لئے ایک دوسری صورت آمدنی پیدا ہوگئی ہے یعنی علاقہ کی منیجری۔ اس میں لگان کی وصولیابی پر مجھے حق السعی ملتا ہے کل پہلی مرتبہ جو رقم مجھے ملی اس میں سے جی چاہا کہ کچھ حضور کی خدمت میں پیش کروں آج مبلغ دس روپے کا منی آرڈر حضور کی خدمت بابرکت میں ارسال ہے حضور اس کو قبول فرمالیں کیونکہ یہ امر میرے لئے باعث فلاح دارین ہوگا۔

جواب: دل وجان سے قبول کرکے دعائے برکت کی۔

حال: حضور نے ازراہ شفقت نذرانہ قبول فرمایا جس سے دل کو حد درجہ مسرت حاصل ہوئی۔

جواب: اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسرور ہی رکھے۔

حال: اس بار حضور کی خدمت میں آٹھ دس روز حاضر رہنے کا اتفاق ہوا جب تک وہاں قیام رہا کسی قسم کی دنیا کی کوئی فکر نہ تھی۔

جواب: مبارک ہو۔

حال: حضور کے ارشاد کردہ معمول پر حتی الوسع پابند ہوں امیدوار ہوں کہ حضور میرے

واسطے دعائے خیر فرماتے رہیں گے۔ جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: حضور سے میں نے شجرہ پڑھنے کی اجازت حاصل نہیں کی یوں ہی شوقیہ پڑھنا شروع کردیا تھا اب جیسا حضور کا ارشاد ہو۔ جواب: پڑھئے۔

حال: بچپن میں میں نے یٰسین شریف کی برکتیں اور فضیلتیں سنی تھیں اس وقت سے برسوں ہوگئے کہ تلاوت شریف کے بعد روزانہ التزام کے ساتھ اس کے پڑھنے کا بھی معمول ہے اس معمول میں کچھ حرج تو نہیں۔ جواب: نہیں۔

حال: اس کے ساتھ ایک مدت سے اس کا بھی معمول ہے کہ ہر جمعہ کو سورۃ کہف التزام کے ساتھ پڑھا کرتا ہوں اس التزام کے متعلق بھی حضور سے استفسار مقصود ہے۔

جواب: پڑھئے۔

حال: قرآن شریف مترجم پڑھنے کا ایک مدت سے شوق ہے مگر اب تک مسلسل کبھی نہیں پڑھا دو سال تک دوران تعلیم علی گڑھ درس تفسیر شریف میں شریک ہوتا رہا حضور سے جب یہ سنا کہ ہر شخص مترجم قرآن شریف پڑھنے کا اہل نہیں تو اب ترجمہ پڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی کیا میرے لئے عربی قرآن شریف ہی پڑھتے رہنا کافی ہے۔

جواب: ثواب کے لئے کافی ہے۔

حال: یا اس کے معانی و مطالب بھی کسی سے باقاعدہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔

جواب: اگر کوئی محقق خوش عقیدہ مل جائے تو بہت نافع ہے۔

حال: حضور کے مترجم قرآن شریف سے ترجمہ پڑھ لیا کروں۔

جواب: کیا حرج ہے مگر اس کے لئے جدا وقت معین کیا جائے سادہ تلاوت کے ساتھ اس کو نہ ملایا جائے۔

حال: اور جہاں کوئی اشکال ہو حضور سے استفسار کرلوں۔

جواب: بس اس کو چھوڑ دیا جائے یہی بہتر ہے۔

حال: قضا نمازوں سے پہلے تکبیر کہہ لیا کرتا ہوں مگر ایک صاحب نے کہا تکبیر ضروری نہیں ہے۔ جواب: ضروری نہیں ہے۔

حال: ایک مدت سے نماز میں یہ حالت رہتی ہے کہ جی چاہتا ہے جلدی سے پڑھ کر ختم کر دی جائے بعض وقت بلکہ اکثر نفلیں پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔

جواب: عملاً اس کی مخالفت کی جائے اگر چہ تکلیف ہو۔

حال: ظہر کے وقت نماز فرض سے پہلے چار رکعتیں سنتیں بعض وقت جماعت میں شرکت کی وجہ سے رہ جاتی ہیں تو کیا بعد نماز فرض ان کا پڑھنا لازمی ہے۔ جواب: جی ہاں

حال: امید ہے کہ حضور کا مزاج بھی بخیر و عافیت ہوگا۔

جواب: جی ہاں بحمد اللہ

حال: جی میں آتا ہے کہ حضور کی خدمت میں جلد جلد عریضے ارسال کرتا رہوں لیکن لکھتے وقت کوئی بات عرض حال کے لئے سمجھ میں نہیں آتی۔

جواب: کاغذ اور پنسل پاس رکھئے۔ اور جس وقت جو بات یاد آئے نوٹ کر لیجئے۔ ان ہی نوٹوں کو خط میں لکھ دیا کیجئے۔ خود ان میں کسی سلسلہ یا ترتیب یا ربط کی ضرورت نہیں۔

حال: اپنی زندگی اس قدر نا کارہ اور گندی نظر آنے لگتی ہے کہ دل پریشان ہو جاتا ہے۔

جواب: یہ پریشانی بھی کلید کامیابی ہے مگر اس شرط سے کہ آگے سلسلہ چلے۔

حال: چند مقررہ اوقات کے سوا صبح سے شام تک کوئی مقصد ہی نظر نہیں آتا۔

جواب: مایوسی ناواقفی سے ہے اور ناواقفی اطلاع و حالات کا سلسلہ نہ چلانے سے ہے۔

حال: حضور کے سامنے ایسے فضول اور مہمل خیالات۔ کے اظہار کی ہمت نہیں ہوتی تھی مگر اس خیال سے کہ حضور کی توجہ سے دل کی یہ کمزوری رفع ہو سکتی ہے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کی۔

جواب: اس جرأت کی سخت ضرورت ہے۔

حال: حضور میرے واسطے دعائے فلاح دارین فرماتے رہیں۔

جواب: دعا تو کرتا ہی ہوں مگر ضرورت عمل کی بھی ہے۔

حال: ایک صاحب نے مجھے یا حی یا قیوم ایک سو ایک مرتبہ مابین سنت و فرض نماز فجر پڑھنے کو بتلا دیا تھا وہ بھی اکثر پڑھ لیتا ہوں کیا بغیر اپنے شیخ کی اجازت کے دوسروں کے بتلائے ہوئے وظیفے یا دعائیں پڑھنا یا کسی کتاب سے دیکھ کر پڑھنا شروع کر دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مقصود دنیوی کے لئے پڑھے تو اجازت شیخ کی ضرورت نہیں۔

حال: اپنی دنیاوی افکار اور پریشانیوں کی اطلاع دینا یا اپنے دوسرے معاملات کے متعلق عرض کرنا نامناسب اور بے جا تو نہیں۔

جواب: نہیں جبکہ دعا مطلوب ہو تدبیر پوچھنا مقصود نہ ہو۔

حال: لیکن اس کی بھی جرأت نہیں ہوتی کہ اپنی زندگیوں کی فضول باتیں جس کا تعلق دین سے نہیں حضور کو لکھی جائیں جو موجب تصدیعہ ہوں۔

جواب: دعا میں تصدیع نہیں۔

حال: نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی گو صورت نماز تو ادا ہو جاتی ہے لیکن نماز کا مقصد حاصل نہیں ہوتا یہ یکسوئی کا فقدان دوسرے معاملات میں بھی رہتا ہے۔

جواب: یوں ہی اہتمام رکھئے ان شاء اللہ مقصود حاصل ہو جائے گا۔

حال: اور جو کام کیا جائے اس سے نفع حاصل ہو۔

جواب: نفع اصل تو ثواب ہے وہ اب بھی حاصل ہے۔

حال: اپنے معمولات پر حتی الامکان کاربند ہوں صبح ایک پارہ قرآن شریف کا پڑھتا ہوں۔ ہر پنجگانہ نماز کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر پڑھتا ہوں۔ رمضان شریف شروع ہونے والے ہیں چونکہ یہ بڑی خیر و برکت کے دن ہیں اس لئے جی چاہتا ہے کہ حضور اگر کچھ پڑھنے کو بتلا دیں تو وہ بھی پڑھ لیا کروں۔

جواب: ان ہی چیزوں میں سے جس سے دلچسپی ہو اس کا عدد بڑھا دیا جائے۔

حال: جی چاہتا ہے کہ جس وقت بھی فرصت ہو بلکہ بیشتر اوقات ذکر یا تلاوت شریف یا مطالعہ کتب کا شغل رکھوں لیکن با ایں ہمہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب ظاہری باتیں ہیں دل پر اور اعمال پر ان کا کچھ بھی اثر نہیں۔

جواب: آپ میرا رسالہ تربیت السالک بغور پڑھیں سب شبہات دور ہو جائیں گے۔

حال: حضور کو اکثر اپنے ظاہری حالات کی اطلاع دے دیا کرتا ہوں طبیعت میں اندر سے سکون پیدا نہیں ہوتا ہمیشہ ایک غیر مطمئن حالت رہتی ہے۔

جواب: ابتداء یوں ہی ہوتی ہے لگنے رہنے سے دروازہ کھلتا چلا جاتا ہے۔

حال: میں اپنے معمولات پر حتی الامکان کاربند ہوں لیکن مدتیں ہوگئیں اپنی حالت میں تغیر محسوس نہیں کرتا۔

جواب: حالت اگر غیر اختیاری ہے تو اس میں تغیر محسوس نہ ہونا کچھ نقص نہیں اور اگر اختیاری ہے تو اس میں تغیر بھی اختیاری ہے شکوہ کی ضرورت نہیں۔ ہمت کی ضرورت ہے۔

حال: ان باتوں پر نظر کرتے ہوئے بعض وقت طبیعت سخت پریشان ہو جاتی ہے۔

جواب: پریشانی کا اوپر جواب ہے کہ غیر اختیاری پریشانی مضر نہیں اور اپنی اختیاری کوتاہی سے پریشانی ہو تو اس کا رفع بھی اختیاری ہے۔

مکتوب: ایک صاحب سے معلوم ہوا کہ میں نے جو عامی مشغول کا دستور العمل اختیار کیا گیا ہے وہ میرے لئے موزوں نہیں ہے بلکہ عالم مشغول کا ہونا چاہئے اس میں بھی اشکال پڑ گیا ہے اب جو حضور ارشاد فرمادیں اختیار کرلوں۔

جواب: عالم سے مراد اصطلاحی عالم نہیں خوش فہم مراد ہے سو آپ بفضلہ تعالیٰ خوش فہم ہیں۔

حال: چونکہ پیشہ وکالت کوئی محمود پیشہ نہیں ہے اس لئے اب تک اس کوشش میں ہوں کہ کوئی دوسری سبیل نکل آئے تو زیادہ بہتر ہے اللہ تعالیٰ پر نظر ہے وہی مسبب الاسباب ہیں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سردست مجھے ایک علاقہ کی منیجری مل گئی ہے اس سے کافی آمدنی ہو جاتی ہے امیدوار ہوں کہ حضور اس کے برقرار رہنے کے واسطے خاص طور پر دعا فرمادیں۔

جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: جس قسم کے احوال حضور کی اطلاع کے لئے ضروری ہوں وہ بھی مجملاً بتلا دیجئے جائیں تاکہ میری زندگی کے لئے ایک مستقل مسلک اور انضباط پیدا ہو جائے۔

جواب: آپ نے بلاوجہ اپنے اوپر فکر و تشویش کا اتنا بڑا بوجھ ڈال لیا اس کی ضرورت نہیں نہ اصلاح کا کام کوئی لانبا چوڑا ہے قصد السبیل سے معمول مناسب مقرر کرلیا جائے اگر اس سے زائد کے ورد سے دلچسپی ہو مجھ سے پوچھ لیا جائے یہ تو اوراد کا ضابطہ ہے اب رہ گئے اعمال اس کا نظام یہ رہنا چاہئے کہ مسائل میں بہشتی زیور و بہشتی گوہر پر عمل رہے اور اخلاق میں مواعظ کے

مضامین پر عمل رہے اس مطالعہ میں نفس کے اندر جو عیب معلوم ہوں ایک ایک کا علاج پوچھا جائے اس کے استعمال میں جو حالت پیش آوے کامیابی یا کوئی خلجان یا کوئی سوال اس کی اطلاع کی جائے بس اس سے دروازہ استفادہ کا کھل جائے گا مایوسی اور پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

حال: اگر حضور فرمادیں تو ذکر شریف بہت ہی قلیل تعداد میں ہر نماز پنجگانہ کے بعد پڑھ لیا کروں یا بعد عشاء کے جس قدر ہوسکے وہ کافی ہے اس کے لئے بھی حضور حد قائم کر دیں کہ کم از کم اس قدر ضرور ہونا چاہیے تا کہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں۔

جواب: اپنے تحمل کے قدر ایک قلیل مقدار مقرر کرلیں جس پر دوام ہوسکے اور مجھ کو اطلاع دیجئے میرے اتفاق رائے کے بعد وہ مثل میرے مقرر کرنے کے ہو جائے گا جس روز طبیعت میں نشاط ہو اس مقدار سے زیادہ کرلیا مگر اس کو لازم نہ سمجھا جائے لازمی صرف اس قلیل کو سمجھا جائے۔

حال: کیا ان شکوک اور امراض باطنی کے علاج کے متعلق حضور کو لکھنا ضروری ہے جو اپنے میں پاتا ہوں لیکن ان کے متعلق تشفی حضور کے مواعظ اور تربیت السالک سے ہو جاتی ہے۔

جواب: اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرض بھی لکھ دیا اور تشفی کی وجہ بھی لکھ دی تا کہ اس میں اگر کچھ ترمیم کرنا ہو۔ کرسکوں۔

حال: والد قبلہ صاحب بھی اس تعطیل میں حضور کی خدمت میں حاضری کے متمنی تھے لیکن سردی کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا مجھے بھی شرف قدم بوسی سے محرومی پر سخت افسوس ہے۔

جواب: لکیلا تاسوا علی مافاتکم۔ میں ایسے افسوس سے ممانعت ہے اس میں بھی خیر ہوتی ہے۔

حال: سوچتا ہوں کہ اپنی کسی حالت کا خود سمجھ میں نہیں آتا یا تو بے حسی ہے یا یہ ہے کہ جو حالت ہے اس کی ترجمانی نہیں بن پڑتی اس لئے نہ اپنی حالت کی جو تمام تر بگڑی ہوئی ہے حضور کو اطلاع دے پاتا ہوں اور نہ حضور سے کچھ فیض حاصل کر پاتا ہوں اس خیال پر بعض وقت تاسف معلوم ہوتا ہے۔

جواب: اگر معمولات کی پابندی رہے اور معاصی سے اجتناب اور مواعظ کا مطالعہ رہے تو حالت ان شاء اللہ درست ہو جائے گی گو جزئیات کی اطلاع نہ کی جائے کیونکہ

اطلاع کے بعد بھی یہی تدبیرات بتلائی جاتیں۔

حال: حضور کے مواعظ کے علاوہ دوسری تصانیف جو میرے مطالعہ کے لئے سودمند ہوں حضور بتلادیں تا کہ ان کے مطالعہ سے خاص طور پر بہرہ اندوز ہوسکوں۔

جواب: تربیت السالک واکمال الشیم

حال: تصوف کے کورس کے متعلق حضور نے کسی کونقل کرنے کے واسطے ارشادفرمایا تھا اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ وہاں اگر کوئی طالب علم نقل کردے تو اس کو میں اجرت دے دوں گا۔

جواب: مجھ کو فرصت مل گئی میں نے ہی پشت پر نقل کردی اسی ترتیب سے مطالعہ ہو گا دل سے دعا کرتا ہوں۔ (نصاب تصوف)

آداب المعاشرت۔ معمولات خانقاہ۔ حصہ اول رحمۃ المتعلمین۔ حصہ اول ودوم تعلیم الدین۔ تکشف حصہ اول۔ فروع الایمان۔ نزہۃ البساتین۔ وعظ راحۃ القلوب۔ تبلیغ دین۔ جہاد اکبر۔ قصد السبیل۔ بقیہ تعلیم الدین۔ تکشف حصہ دوم وسوم۔ مسائل السلوک۔ کلید مثنوی حصہ ششم۔ تربیت السالک تمام۔ عوارف یا اس کا ترجمہ۔ الدر المنضود۔ ترجمہ آداب العبودیۃ۔ ترجمہ تنبیہ المغترین۔ اکمال الشیم۔ رفع الضیق۔ اصول الوصول۔ الابتلا لاہل الاصطفاء

حال: میرا قلب فکر معاش میں بہت مشوش رہا کرتا ہے حالانکہ میرا عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا اور جس قدر قسمت میں ہے اور جس طریقہ سے ہے اس قدر ملے گا لیکن گردوپیش کے اثرات اور اپنی ذمہ داریوں پر نظر کرتے ہوئے طبیعت میں ہروقت یک گونہ انتشار رہتا ہے وکالت کی آمدنی نہایت ہی غیر مستقل اور بہت ہی قلیل ہے اسکے علاوہ دن بہ دن مجھے اس پیشہ سے تنفر پیدا ہوتا جاتا ہے اور اس کا احساس غالب ہوتا جاتا ہے کہ مجھ میں اس پیشہ کا کام چلانے کی صلاحیت ہی نہیں۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں دوسرے ذریعہ کے حصول تک تو چھوڑنا مناسب نہیں لیکن دوسرے ذریعہ کے فکر میں لگا رہنا ضروری ہے محکمہ تعلیم کے افسران سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تحریک شروع کرنا ضروری ہے۔

حال: حضور کی تصنیف کتاب فروع الایمان میں جہاں شیخ کے حقوق ہیں اس کے

پڑھنے سے معلوم ہوا کہ جو ورد وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتائے ہوں یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے اس بناء پر میں نے وہ تمام اوراد ترک کر دیئے جن کی اجازت حضور سے حاصل نہیں کی ہے۔

جواب: جب اجازت حاصل کرنا ممکن تھا ناحق ترک کیا میں اب لکھتا ہوں کہ اگر ان کا تحمل ہو پڑھا کیجئے۔

حال: اب جی چاہتا ہے کہ حضور میرے حسب حال جو مناسب سمجھیں وہ اوراد تجویز فرما دیں تاکہ میری زندگی کا ایک دستور العمل مقرر ہو جائے۔

جواب: ناواقف کے لئے ضرورت ہوتی ہے آپ کو سب انداز ہو گیا جو دستور العمل سہولت ودلچسپی سے مقرر کر لیں اس کی اجازت ہے۔

حال: میں نے جو اوراد پچھلے عریضے میں لکھے تھے کہ ترک کر دیئے ہیں ان کو پھر جاری کر دیا ہے۔ جواب: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: ان کے علاوہ دلائل الخیرات کی ایک منزل بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔

جواب: اگر دوام ہو سکے پڑھئے مگر اس میں جہاں جہاں یہ عبارت ہے کہ قال رسول اللہ یا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ پڑھئے۔

حال: مناجات مقبول میں حزب البحر کے فضائل وبرکتیں درج ہیں اور اس کے پڑھنے کے طریقے بھی درج ہیں جی چاہتا ہے کہ حضور اس کے پڑھنے کی بھی اجازت عطا فرما دیں۔

جواب: اس سے بھی اچھی چیزیں ہیں لیکن اگر اسی کو جی چاہتا ہے تو اجازت ہے۔

حال: حزب البحر کے پڑھنے سے پہلے جوز کوۃ کا طریقہ درج ہے اس میں اعتکاف کی بھی شرط ہے کیا اعتکاف لازمی ہے؟

جواب: اعتکاف لازم ہے لیکن خود فی نفسہ حزب البحر ہی ضروری نہیں۔

حال: میں نے حضور سے پہلے عریضہ میں حزب البحر پڑھنے کی اجازت چاہی تھی۔ حضور نے اس کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ اس سے بھی اچھی

چیزیں ہیں مجھے ان کے جاننے اور ان پر عمل کرنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔

جواب: قرآن و حدیث

حال: اب حضور حدیث شریف کی تلاوت کیلئے ارشاد فرمادیں کہ کون سی کتابیں پڑھوں۔

جواب: حدیث کی دعائیں جو مناجات میں جمع ہیں۔

حال: اکثر آہستہ آہستہ خفیف تلفظ کے ساتھ ذکر (اسم ذات) کر لیتا ہوں اس میں کوئی حرج تو نہیں یا ذکر ہلکی ضرب کے ساتھ خفیف آواز سے ضروری ہے۔

جواب: جس میں دلچسپی ہو۔

حال: اپنی حالت اسی طرح بدستور خراب پاتا ہوں نفس میں کسی طرح کی اصلاح محسوس نہیں ہوتی جس میں فراموش کاری بے حسی زیادہ نمایاں ہیں۔

جواب: امور اختیاریہ کی اصلاح یا امور غیر اختیاریہ کی؟

حال: عدالت کا ایک اہلمد نہایت شریر اور بدباطن شخص ہے خواہ مخواہ لوگوں کو پریشان کرتا ہے حضور میرے لئے دعا فرمادیں کہ وہ اہلمد اپنے شر سے مجھے کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں یا حفیظ کی کثرت رکھئے۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عریضہ سابق میں جو حالت نفس کی خرابی کے متعلق عرض تھا وہ سب اپنے امور اختیاری ہی کے باعث ہے لیکن شرمندگی یہ ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا۔

جواب: تو اس کا علاج تو آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حال: میرا بچہ جس کی عمر نو مہینہ کی تھی اور جو عرصہ سے امراض میں مبتلا تھا پرسوں فوت ہو گیا۔

جواب: بہت افسوس ہوا اللہ تعالیٰ صبر و اجر و نعم البدل عطا فرماوے۔

حال: مجھے کسی طرح یکسوئی قلب نصیب نہیں ہوتی اس کے حصول کا طریقہ حضور سے مطلوب ہے۔

جواب: جب تک مشاغل دنیویہ باقی ہیں یکسوئی طبعاً مشکل ہے مگر دین میں مضر نہیں۔

حال: اس بار تھانہ بھون سے واپسی کو میرا دل نہ چاہتا تھا جی چاہتا ہے کہ ہمہ وقت حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر رہوں۔

جواب: آپ کی محبت ہے۔

حال: اس معمول مذکورہ بالا (یعنی ہر پنجگانہ نماز کے بعد اوراد و وظائف) پر مجھے عمل کرتے ہوئے ایک عرصہ ہوگیا ہے اگر حضور مناسب سمجھیں تو اس میں ترمیم اور اضافہ فرمادیں۔

جواب: کیوں

حال: ورنہ جیسی رائے عالی ہو۔

جواب: یہ دوا تھوڑی ہے کہ اتنے روز تک اس سے نفع نہیں ہوا بدل دو اس کا جو نفع ہے وہ حاصل ہے یعنی اجر و رضائے حق۔

حال: میری حالت بدستور ہے کسی قسم کی اصلاح نفس میں نہیں پاتا ہوں اپنے اعمال و خیالات میں طرح طرح کی خرابیاں محسوس کرتا ہوں لیکن جب حضور کو عریضہ تحریر کرنے بیٹھتا ہوں تو مطلق کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا تحریر کروں بہت کوشش کرتا ہوں مگر اپنے میں قوت اظہار بالکل نہیں پاتا۔

جواب: عادتاً ناممکن ہے کہ کوئی عملی معین حالت ہو اور اس کے اظہار پر قدرت نہ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عملی حالت قابل شکایت نہیں ایسی کوئی دقیق حالت ہے کہ سمجھ میں نہیں آتی تو انسان ایسی دقیق حالت کا مکلف نہیں۔

حال: اس عریضہ میں اپنی ظاہری نجی معاش وغیرہ کی پریشانی کچھ اپنی کچھ والدہ حسن کی اور کچھ احمد بچہ مرحوم کی بیماری کچھ عبدالقیوم کی طویل بیماری اور پریشانیاں اور کچھ باطنی تشویش و اضطراب کا حال مفصل لکھا تھا آخر میں یہ جملے ہیں "میرے مولا میری دستگیری فرمایئے میں نے تو حضور ہی کا دامن تھاما ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی پریشانیاں میرا دین بھی خراب کردیں اللہ ان تفکرات کی کھائیوں سے نکال کر مجھے صلاح و فلاح کی شاہراہ پر لگا دیجئے۔

جواب: دل بہت کڑھا مگر بجز دعا کے کیا ہوسکتا ہے اخراجات البتہ کم کیجئے گو بے مروتی بھی جائے۔

حال: سفر میں اکثر اور ذرا سی بیماری میں بھی اوراد وغیرہ کو ناغہ کردینے اور نماز میں تخفیف کردینے کے لئے آسانی سے عذر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ یہ خیال کرتا ہوں کہ آج یوں ہی پڑھ لوں اطمینان میسر ہونے پر دل لگا کر پڑھوں گا مگر مدتیں ہوگئی ہیں یہی

حالت ہے جن معائب کو احتیاط کے ساتھ ترک کرتا ہوں تھوڑے دنوں کے بعد پھر انہیں میں مبتلا ہو جاتا ہوں بار بار طبیعت بے پرواہی اور غفلت کی طرف عود کر آتی ہے۔

جواب: ان سب حالات میں انتخاب کی ضرورت ہے کہ کون حالت اختیاری ہے اور کون غیر اختیاری۔ غیر اختیاری قابل فکر نہیں اس کے لئے صرف دعا ہے اور اختیاری میں اختیار سے کام لینا چاہئے جو کوتاہی ہو جائے باقاعدہ توبہ کرنا چاہئے بس اصل طریق کار یہی ہے اس سے زیادہ کسی کے اختیار میں نہیں جو حالت پیش آئے اسی معیار پر منطبق کر لی جائے اگر منطبق نہ ہو سکے مع اس پرچہ کے اس کی اطلاع کی جائے۔

حال: میرے واسطے اگر کسی کتاب کا مطالعہ مفید ہو یا جو حضور مناسب سمجھیں فرما دیں تاکہ یہاں کے قیام میں مطالعہ کر ڈالوں۔

جواب: نزہۃ البساتین۔ اگر مدرسہ میں موجود ہو عاریتاً لے لیجئے مولوی مصباح حسین صاحب محافظ کتب خانہ سے معلوم ہو جائے گا ورنہ مولوی شبیر علی سے خرید لیجئے۔

حال: کمزوری کے سبب سے اور چند تفکرات کی وجہ سے دماغ پریشان ہو گیا ہے اور ہمت پست ہو گئی ہے۔ جواب: اس میں بھی اجر ملتا ہے۔

حال: ان دنوں پھر وجہ پریشانی یہ ہے کہ میری رسیوری (منیجری علاقہ زمینداری) پر حاکم نے حملہ کیا ہے میرا حق السعی کم کرنے کا حکم دیا ہے آئندہ کے لئے میرے طرز عمل کے واسطے نہایت سخت اور ناقابل عمل احکامات صادر کئے ہیں بے بنیاد اعتراضات کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور کی توجہ کی بدولت میں اپنا کار منصبی نہایت دیانت داری، جفاکشی اور سلامت روی کے ساتھ انجام دے رہا ہوں اس لئے اس کو کوئی خاص گرفت کا موقع نہیں ملتا سال بھر سے وہ برابر اس کوشش میں ہے کہ کوئی گرفت مل جائے مگر اللہ کے فضل سے کوئی ایسی بات نہیں چاہتا ہے کہ میں پریشان ہو کر اور تنگ آ کر خود چھوڑ دوں تاکہ وہ میری جگہ کسی شیعی کو مقرر کر دے۔

جواب: پریشان نہ ہونا چاہئے جب آپ چھوڑنے کے لئے آمادہ ہیں پھر اس سے زیادہ تو اور کچھ نہیں سمجھ لیا جائے کہ اگر خدانخواستہ علیحدگی بھی ہو گئی تو یہی سمجھ لیں گے کہ خود

علیحدہ ہو گئے باقی دعا کرتا ہوں۔

حال: آیت کریمہ لاالہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین کے بہت فضائل مذکور ہیں اس کا ورد کس طرح کیا جاتا ہے اگر میرے لئے مناسب ہو تو مطلع فرمادیں۔

جواب: دعا کے درجہ میں کوئی خاص طریق نہیں جس قدر آسان ہو پڑھ لیا جائے۔

حال: ذکر کرتے وقت اب تک یکسوئی نصیب نہیں ہوتی۔

جواب: کچھ مضر نہیں جب کپڑا سل جائے پھر اگر ایک سوئی بھی نہ رہے کیا حرج ہے۔

حال: حضور والا ابتداء میں مجھے ذرا ذرا سی بات میں بہت پریشانی لاحق ہو جاتی تھی اور اس کے لئے فکر ہوتی تھی کہ کسی کی خوشامد یا سفارش سے کام لے کر معاملہ رفع دفع کرالیا جائے اس کے لئے بہت پریشانیاں اٹھانا پڑتی تھیں اور طبیعت پر مستقل طور پر بہت اثر پڑتا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ اگر ایک بات ختم ہوئی تو دوسری پیدا ہو گئی جو بالکل میرے قابو سے باہر ہے کہ ہر ایک کا تدارک کرسکوں اعتقاداً تو بحمد اللہ ہمیشہ ہی سمجھا کہ جو کچھ ہے منجانب اللہ ہے اور میری بہتری کے لئے ہے لیکن فطرتاً دل مشوش رہتا تھا اب حضور کی دعاؤں کی برکت سے یہ حالت پیدا ہو گئی ہے کہ ان امور کو قطعی غیر اختیاری سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر متوکل ہو جاتا ہوں اور پھر قلب میں کسی طرح کی تشویش پیدا نہیں ہوتی اس پر پورا یقین ہوتا ہے کہ جس طرح اب تک مختلف قسم کی بظاہر سخت سے سخت پریشانیاں لاحق ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو ایک خاص وقت کے بعد رفع فرمادیا اس لئے اب جو حالت پریشانی پیدا ہے ان شاء اللہ وہ بھی رفع ہو جائے گی اس لئے اب نہ کسی سے سفارش کرانے کو جی چاہتا ہے اور نہ کسی کی خوشامد کرنے کو دل گوارا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے خود تضرع کے ساتھ دعا کرتا ہوں اور حضور والا کو دعا کے لئے تحریر کر کے بالکل مطمئن ہو جاتا ہوں۔

جواب: سبحان اللہ مبارک حالت ہے۔

حال: دوسری بات ابتداء میں یہ تھی کہ جو پریشانی لاحق ہوتی تھی اس کا ذکر ہر شخص سے کرتا تھا اور اپنی پریشانی اور حاکم کی زیادتی اور تعصب کا حال بیان کیا کرتا تھا حاکم کو بہت برا کہنے کو جی چاہتا تھا اور ہر شخص سے اس کی شکایت کرتا تھا حالانکہ دل اندر سے ان کو پسند نہ

کرتا تھا اور برابر اس کا خیال رہتا تھا کہ اپنی پریشانیوں کا حال ہر ایک سے کہنا گویا اللہ تعالیٰ کی شکایت اور دوسری نعمتوں کی ناشکری ہے مگر پھر بھی شکایتوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا یہ بھی سمجھتا تھا کہ حاکم کو برا بھلا کہنا بھی ٹھیک نہیں اس لئے کہ اس کے اختیار میں کیا ہے جو ہو رہا ہے وہ منجانب اللہ ہے مگر پھر بھی جی چاہتا تھا کہ ہر ایک سے اس کے تعصب کی شکایت کروں اور اس کو زبان سے برا کہوں لیکن اب ان دونوں حالتوں میں بھی نمایاں انقلاب محسوس کرتا ہوں اب اپنی پریشانی ہر ایک سے کہتے ہوئے زبان رکتی ہے کہ کس منہ سے اس پریشانی کا ذکر کروں یہ تو ایک نہ ایک وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفع ہو ہی جاتی ہے مگر اس کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوتی ہے اس نے دوسری جو بیشمار نعمتیں دے رکھی ہیں وہی میری حیثیت سے بہت زیادہ ہیں اور جو کچھ پریشانی ہے وہ میرے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اس میں کسی حاکم کو کیوں مطعون کروں اللہ تعالیٰ ہی سے کیوں نہ استغفار کروں اور انہیں سے کیوں نہ رحم و کرم کی استدعا کروں ہر وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ جس حالت میں ہوں لاکھوں سے بہت بہتر حالت میں ہوں اس لئے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیئے ہیں اور سبب اختیار کرنے کو جی نہیں چاہتا اس لئے کہ اس کا سلسلہ لامتناہی ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں چلتے پھرتے ہر وقت درود شریف یا لا الہ الا اللہ پڑھا کرتا ہوں۔

جواب: ماشاء الله اللهم زد فزد

حال: مجھ کو رسیوری سے برطرف کرنے کے لئے جب کوئی تدبیر سب جج کی کارگر نہ ہوئی تو جس قدر روپیہ میں نے وصول کیا تھا وہ دوسری جگہ صرف کر دیا اور سرکاری مال گزاری میں بقایا چھوڑ دیا۔

جواب: کیا آپ نے روپیہ داخل کر کے رسید نہیں لی اور کیا رسید میں یہ تصریح نہیں ہوتی کہ بابت مال گزاری وصول ہوا۔

حال: چنانچہ سرکاری مال گزاری کا مطالبہ ہوا تو سب جج نے مجھے معطل کر دیا اور علاقہ تحصیل دار کے سپرد کر دیا سرکاری مال گزاری خود وصول کر لیں میرے عملے کو برخاست کر دیا اور مجھ سے سب کاغذات داخل کرائے گو ابھی معطل کیا ہے مگر قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اب دوسرا انتظام کرے گا بہرکیف جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں میرے

لئے بہتری ضرور ہے تخمیناً سو روپیہ ماہوار کی آمدنی کا ذریعہ تھا اور وکالت میں آج کل اس قدر آمدنی بہت مشکل ہے طبعاً اس واقعہ سے طبیعت پر اثر ضرور پڑا اور مقروض ہونے کی حیثیت سے ادائے قرض کے لئے پریشانی نظر آنے لگی لیکن بحمد اللہ جس دن سے حکم سنا ہے طبیعت میں سکون ہے ورنہ ہر وقت سب جج کی زیادتی سے قلب میں ملال اور ہیجان رہا کرتا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا امیدوار ہوں اور خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی نہ کوئی صورت اس سے بہتر پیدا ہو جائے گی حضور والا دعا فرمادیں کہ اللہ جل شانہ میرے لئے عزت و عافیت والا ذریعہ معاش پیدا کر دیں اور مجھے قرض سے سبکدوش فرمادیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔

جواب: السلام علیکم رنج بھی ہو اور حکمت الٰہیہ پر نظر کر کے رنج کو کم بھی کیا دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمادے۔

حال: کل سب جج نے مجھے بالآخر رسیوری سے علیحدہ کرہی دیا۔

جواب: السلام علیکم۔ ایک طرح کا رنج تو ہوا مگر طرح طرح کے رنجوں سے نجات ہوئی اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمادے۔

حال: ایک عریضہ پرسوں رسیوری کے ختم ہو جانے کے متعلق ارسال کر چکا ہوں کل دفعتاً ایک حکم کے ذریعے سب جج کا تبادلہ یہاں سے ہو گیا اس کی جگہ ایک کشمیری سب جج مقرر ہوا ہے سابق سب جج نے میری برطرفی کا اعلان زبانی کر دیا تھا اور تحریراً ایک دوسرے وکیل کو مقرر کر کے رائے طلب کی تھی کہ رسیوری کے قیام سے فریقین مقدمہ کو کوئی نفع ہے یا نہیں وکلائے فریقین میرے موافق تھے اور رسیوری کو قائم رکھنے چاہتے تھے مگر دفعتاً سب جج کا تبادلہ ہو گیا عام طور پر زبان زد ہے کہ عبدالحی کا صبر کام آیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور کی توجہ کا بین کرشمہ ظہور میں آیا یہ سب جج بہت بدنام ہو کر یہاں سے گیا ہے اور عام لوگوں کو میرے ساتھ ہمدردی ہے۔

جواب: السلام علیکم دل سے دعا کرتا ہوں اسکی تبدیلی مبارک ہو خدا کرے جلدی دوسری مبارکباد یعنی آپ کے تقرر کی جلد ہی پیش کرسکوں۔

حال: اب جو نئے سب جج آئے ہیں انہوں نے مجھ سے چند امور کے متعلق جواب

طلب کیا ہے کہ سابق جج نے جو الزامات عائد کئے ہیں ان کا تمہارے پاس کیا جواب ہے مجھ پر جو الزامات عائد کئے گئے ہیں ان کے متعلق ان شاء اللہ شافی جوابات پیش کروں گا جس سے حقیقت الامر بالکل منکشف ہو جائے گی اور میری برأت ثابت ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں میری مدد فرماوے۔

جواب: آمین۔ دل سے دعا ہے۔

حال: یہ سب جج کشمیری ہیں بظاہر ان کا اخلاق بہت اچھا ہے اور مجھ سے مہربانی سے پیش آتے ہیں مگر ہر حال میں میری نظر اللہ جل شانہ پر ہے۔

جواب: بے شک ایسا ہی چاہئے اور اس کی برکت ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: حضور والا میرے لئے جملہ امور کے واسطے دعا فرمادیں۔

جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: آج کل خواجہ عزیز الحسن صاحب یہاں دورے پر تشریف رکھتے ہیں۔

جواب: خوشی کی بات ہے۔

حال: اور اس ماہ مبارک رمضان شریف میں جو کچھ میرے لئے مناسب ہو حضور والا تجویز فرمادیں اس پر عمل کر کے سعادت دارین حاصل کروں۔

جواب: تلاوت قرآن اور جب اس سے تھکان ہو جائے پس تہلیل سب سے افضل ہے۔

اس خط کے حاشیہ پر حضرت خواجہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا: ''از حاضر الوقت عزیز الحسن سلام مسنون و دعائے خیر مقدمات کامیابی کے مبارک ہوں تہلیل کے معنی شاید نہ معلوم ہوں اس لئے لکھتا ہوں لا الہ الا اللہ'' حضرت آپ کی فہم اور قوت قلب کی تعریف فرماتے تھے مبارک ہو اللہ تعالیٰ جلد آپ کو دینی و دنیوی کامیابی عطا فرمائے۔

حال: چند اسباب ایسے جمع ہو گئے ہیں کہ اب ہر دوئی چھوڑنے پر مجبور ہوں وکالت یہاں بالکل نہیں چلتی ملازمت کی کوشش میں متعدد جگہ ناکام رہا تجارت کے لئے نہ سرمایہ ہے نہ تجربہ مجبوراً وکالت ہی کرنا پڑے گی مگر اس سے کوئی مناسبت نہیں ہے فی الحال جونپور جانے کا ارادہ ہے استخارہ کر رہا ہوں حضور والا دعا فرمادیں جو صورت اور جس مقام پر

میرے واسطے جو ذریعہ معاش مناسب ہو وہ اللہ تعالیٰ مقرر فرما دیں۔

جواب: دل سے دعا ہے۔

حال: چونکہ زندگی میں ایک تغیر وانقلاب ہو رہا ہے اس لئے حضور والا کی دعاؤں کا خاص طور پر محتاج ہوں تا کہ میرا مستقبل عافیت بخش ہو اور دینداری کے ساتھ زندگی بسر کر سکوں۔

جواب: آمین۔

حال: میرا دل چاہتا تھا کہ قبل اس کے کہیں اور کام شروع کروں چند روز آستانہ حضور پر حاضر رہ کر طمانیت قلب حاصل کروں مگر سردست چند وجوہ سے یہ آرزو پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی مگر یقین ہے کہ جب حضور والا کی توجہ شامل حال ہوگی تو ان شاء اللہ میرے سب کام ہو جائیں گے اور ہمیشہ میں کامیاب رہوں گا۔

جواب: وقت پر یہ بھی ہو رہے گا۔

حال: ہر وقت دل میں یہی تقاضا رہتا ہے کہ جو بات ہو حضور والا کو لکھ بھیجوں کیونکہ میرا عقیدہ کامل یہ ہے کہ حضور والا کی توجہ اور دعا ہی ہر حالت میں میرے لئے بہت ہی بڑی دولت ہے اور اس خوش نصیبی پر مجھے ہر دم بہت ہی ناز ہے کہ حضور والا خاص طور پر نظر محبت وشفقت فرماتے ہیں کام نہ چلنے کے سبب سے میں نے مجبوراً ہردوئی چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا تھا چنانچہ تمام سامان جونپور روانہ کر دیا تھا دوسری گاڑی سے صبح روانہ ہونے والا تھا کہ ہردوئی کے اکثر معززین میرے پاس آئے اور مجھے ہردوئی چندے اور قیام کرنے پر مجبور کیا اور ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا کام کی حالت ہر جگہ خراب ہے اس لئے سب کا خیال تھا کہ دوسری جگہ منتقل ہو کر وہاں اور بھی زیادہ ناامیدی اور پریشانی ہوگی۔ اب پھر سب کے اصرار سے یہاں رک گیا ہوں کام کی حالت کچھ امید افزا نہیں ہے عجب کشمکش میں مبتلا ہوں سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں آج کل ہردوئی میں بالکل تنہا ہوں اہل وعیال کو جونپور بھیج دیا ہے سامان بھی جونپور بھیج چکا ہوں میرے بھائی جو یہاں بیمار تھے ان کو والد صاحب کے پاس کانپور بھیج دیا ہے اپنی ذات پر جس قدر کم اخراجات ممکن ہو سکتے ہیں وہ کر رہا ہوں قرض کا بار بہت زیادہ ہے وکالت کا کام بہت خراب ہے اور نہ مجھے ابتداء سے اس پیشہ سے کوئی مناسبت ہے بلکہ ہمیشہ متنفر

سارہا اگر یہی کام کیا جائے تو نہ یہاں اس میں کوئی فلاح نظر آتی ہے اور نہ کسی دوسری جگہ منتقل ہونے میں کوئی خاص امید افزا صورت پیدا ہو سکتی ہے کوئی دوسری صورت فی الحال اکتساب معاش کی نظر نہیں آتی ملازمت نہ ملتی ہے اور نہ اس کے ملنے کا کوئی امکان نظر آتا ہے آج کل کی حالت میں تجارت بھی ممکن نہیں اس کے لئے سر دست نہ سرمایہ پاس ہے اور نہ تجربہ اس لئے جس طرح نظر ڈالتا ہوں ہمت شکن ماحول نظر آتا ہے ایک عرصہ سے میری صحت بھی خراب ہو رہی ہے مذکورہ بالا حالت پر جب خود غور و فکر کرتا ہوں تو مختلف قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں جو اکثر تکلیف دہ اور پریشان کن ہو جاتے ہیں اور بعض وقت قلب ایک قسم کا اطمینان محسوس کرنے لگتا ہے وہ خیالات حسب ذیل ہیں۔

اپنی حالت و ماحول کو دیکھ کر خیال کرتا ہوں کہ میرے سامنے کچھ امور اختیاری ہیں اور کچھ غیر اختیاری، غیر اختیاری پر مجھے صبر و شکر سے کام لینا چاہئے اور ان کے دفعیہ کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے اور اختیاری امور حدود شرع کے اندر مجھے اختیار کرنا چاہئے اور نتائج کے لئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

غیر اختیاری امور پر عقلاً خیال کرتا ہوں کہ مجھے پریشان کیوں ہونا چاہئے جو حالت ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ بہت لوگوں سے پھر بھی اچھی حالت میں ہوں لیکن طبعاً پھر ماحول سے متاثر ہو کر پریشان ہو جاتا ہوں پھر اسی بات کا استحضار کرتا ہوں کچھ سکون ہو جاتا ہے مگر پھر وہ پرانی کیفیت غالب آ جاتی ہے۔

صبر کی یہ حالت ہے کہ عقلاً یہ سمجھتا ہوں کہ پریشانی و تکلیف کے وقت راضی برضا رہنے سے اور صبر کرنے سے بڑا اجر ملتا ہے اور انسان کا بھرم اسی میں ہے اور خاموش رہ کر استقلال سے کام لینا چاہئے مگر طبعاً یہ حال ہے کہ جہاں کسی نے دریافت حال کیا بس میں اپنے واقعات تفصیل سے بیان کرنے لگتا ہوں اپنی پریشانیوں، مجبوریوں کا اظہار کرنے لگتا ہوں حالانکہ اس کے بعد بہت برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لغو حرکت کیوں کی۔

جواب: السلام علیکم! در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔ بلا کسب و بلا قصد جو صورت پیش آئی کیا عجب اس میں کچھ مصلحت مضمر ہو چندے انتظار مناسب ہے اگر سمجھ میں نہ آئے تو نقل

مکانی پھر ممکن ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ غیب سے کوئی صورت اطمینان کی پیدا ہو۔

حال: بڑی پریشانی مجھے قرض کی ہے بعض قرض خواہوں نے توقع کے بالکل خلاف یکبارگی چشم مروت پھیر لی ہے اور سخت تقاضے شروع کر دیئے ہیں یہ میرے لئے سخت ابتلا کا زمانہ ہے حضور والا سے خاص طور پر ملتجی ہوں کہ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دینداری کے ساتھ استقلال اور ایسے نازک وقت میں ثابت قدمی عطا فرما دیں: ان شاء اللہ تعالیٰ حضور والا کی دعاؤں کی برکت سے میرے دین و دنیا کے سب کام بنتے چلے جائیں گے میرے قلب کو تقویت ہے اور اپنے ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر نظر ہے استغفار کرتا رہتا ہوں اور اپنی نفس کی درستی کے لئے ہر وقت اہتمام ومحاسبہ کرتا رہتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے سلامتی کی توفیق عطا فرما دیں۔

جواب: دل سے جمیع مقاصد کے لئے دعا کرتا ہوں شرعاً بھی عرفاً بھی قانوناً بھی نادار مقروض کو مہلت ہوتی ہے پھر آپ ان بے مروتوں سے کیوں متاثر ہوتے ہیں کہہ دیجئے کہ جب ہوگا دوں گا باقی نیت درست رکھئے کہ جتنا جتنا ممکن ہوتا رہے گا ادا کیا جائے گا۔

حال: اب ہردوئی میں ایک نئے سب جج مسلمان احمد کریم صاحب تبدیل ہو کر آئے ہیں ان کے اجلاس میں ۱۵ مئی ۱۹۳۳ء کو ایک بڑی ریاست کی رسیوری قائم ہونے والی ہے میرے لئے چند لوگوں نے ان سے سفارش کی ہے کیا عجب کامیابی ہو جائے مجھے اپنی ہر کامیابی کے لئے حضور والا کی دعاؤں کی حاجت ہے اور ان شاء اللہ حضور والا کی توجہ سے میرے سب کام بن جائیں گے۔

جواب: امید ہی سے خوشی ہوئی کامیابی سن کر زیادہ خوشی ہوگی اللہ تعالیٰ خوشی ہی سنا دے۔

حال: الحمد للہ کہ حضور کی دعاؤں کی برکت سے اللہ جل شانہ نے مجھ پر فضل فرمایا جس رسیوری کے متعلق میں نے عریضہ سابق میں ذکر کیا تھا وہ مجھ کو مل گئی میرے پاس نہ لفظ ہیں نہ قدرت اظہار کہ میں اس ذرہ نوازی پر اللہ جل شانہ کا شکر ادا کر سکوں: دعاؤں کا مستدعی ہوں۔

جواب: بے حد مسرت ہوئی مبارک ہو۔ دل سے جمیع مقاصد کیلئے دعا کرتا ہوں۔

حال: جس صورت سے معمولات ادا ہوتے ہیں اس کے اظہار میں شرم معلوم ہوتی ہے نہ یکسوئی ہے نہ ترقی ایک ضابطہ کی خانہ پری ہو جاتی ہے مگر میں اس کو بھی بہت ہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق عطا فرمائی ہے حضور والا کی توجہ سے ان شاء اللہ

کبھی حالت درست بھی ہو جائے گی۔ جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: اعمال کی درستی کی ہر وقت فکر ہے: برائیوں سے جس قدر ممکن ہوسکتا ہے احتراز کرتا ہوں مگر زندگی کے مطالعہ سے اپنے کو نہایت کوتاہ عمل پاتا ہوں جن گندگیوں میں مبتلا ہوں ان سے نجات بظاہر دشوار نظر آتی ہے مگر بڑی تقویت دل میں اس کی ہے کہ حضور والا کی دعائیں میرے شامل حال ہیں۔ جواب: کوشش بے کار نہ جائے گی۔

حال: جب ہردوئی میں کوئی صورت مستقل قیام کی نظر نہ آئی تو بالآخر ۲۰ جولائی ۱۹۳۳ء کو وہاں سے جونپور چلا آیا رسیوری سے استعفیٰ دے دیا حضور والا سے ہر بہتری کی دعا کا طالب ہوں۔

جواب: السلام علیکم! الخیر فی ما وقع۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ فلاح کی صورت پیدا ہو۔

حال: جب سے میں جونپور آیا ہوں اور سب معمولات وقت مقررہ پر ہو جاتے ہیں لیکن کچھ دنوں سے ذکر چھوٹ گیا ہے ابھی تک یہاں انضباط اوقات ممکن نہیں ہوسکا ان شاء اللہ تعالیٰ اب پابندی کے ساتھ شروع کروں گا۔

جواب: ایسے حالات و تغیرات سب کو پیش آتے ہیں۔

حال: میں نے یہاں کام وکالت شروع کرنے کے لئے آلہ آباد ہائیکورٹ میں منظوری کے لئے درخواست دی ہے۔ جواب: دعائے خیر کرتا ہوں۔

حال: اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔ جواب: بارک اللہ تعالیٰ۔

حال: کچھ دنوں سے یہ حالت ہے کہ جب تک حضور کو عریضہ تحریر نہیں کرتا برابر طبیعت الجھا کرتی ہے لیکن جب عریضہ لکھنے بیٹھتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا کیا لکھوں۔

جواب: بس یہی لکھ دیا جائے جو اس وقت لکھا ہے۔

از عاضر الوقت عزیز الحسن عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نہایت محجوب ہوں کہ آپ کس قدر محبت کے ساتھ اس نالائق کو یاد کرتے رہتے ہیں اور میں اس قدر نامعقول ہوں کہ جواب تک کی توفیق نہیں ہوتی گو یقین جانئے کہ ارادہ ہمیشہ کرتا ہوں مگر سخت بدانتظام ہوں اس وقت بہت خوشی ہوئی کہ آپ کا خط حضرت کے پاس آیا ہے اس سے بھی کہ الحمد للہ کہ آپ خط وکتابت حضرت سے جاری رکھتے ہیں جو کلید کامیابی ہے

دوسرے مجھ کو موقع مل گیا کہ آپ کو یہ چند سطور لکھ سکا بھائی علی سجاد صاحب سے بہت بہت سلام کہیے مگر ان سے شکایت ہے کہ جیسی توجہ اخذ فیض کی چاہیے نہیں ہے حضرت کی قدر کرنا چاہیے اب جگہ نہیں لہٰذا ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو جمعیت ظاہری و باطنی عطا فرمائے آمین۔

حال: پہلے یہ حالت تھی کہ پریشانی و مجبوری پر طبیعت میں اضطراب رہتا تھا اور خواہ مخواہ ہر ایک سے اپنی پریشانی کا ذکر کر دیا کرتا تھا اب کچھ دنوں سے یہ حالت ہے کہ یہ سمجھ کر کہ جو واقعات اپنے اختیار کے نہ ہوں ان پر صبر کرنا چاہیے قلب میں کسی قسم کی تشویش نہیں رہتی اور نہ کسی سے اپنی پریشانی کا ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ جس کشمکش میں مبتلا ہوں اس سے طبیعت میں ایک طرح کا انقباض ضرور ہے یعنی طبیعت میں ہر وقت فرحت و تازگی نہیں ہے مگر دل میں ہر وقت اس کا یقین سا محسوس ہوتا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد میری حالت اچھی ہونے والی ہے ہر وقت اپنے اعمال کو درست رکھنے کی فکر رکھتا ہوں اور استغفار کی کثرت رکھتا ہوں۔

جواب: مبارک حالت ہے اور علامت ہے تعلق مع اللہ کی۔

حال: آج کل بھی حالت عریضہ تحریر کرتے وقت بھی عارض ہوتی ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ لکھ جاؤں کہ حضور والا کو وجہ ناگواری ہو حضور والا سے اپنی اس حالت اور اس حالت کی درستی کے لئے نہایت ادب کے ساتھ خاص دعاؤں کی دستگیری کا محتاج ہوں میری حالت ناگفتہ بہ کو اپنی توجہ خاص سے سنبھال لیجئے۔

جواب: اللہ تعالیٰ سنبھالنے والے ہیں آپ کو بھی مجھ کو بھی۔

حال: اور بعض وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تو بڑی بے ادبی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں لیکن نہ اس کے مطلب پر نظر ہے نہ معنی سمجھ میں آتے ہیں اس لئے جب طبیعت حاضر نہ ہو تو نہ پڑھنا چاہیے جب خضوع و خشوع کی کیفیت ہو اس وقت پڑھنا چاہیے مگر اس کا جواب یہ دے لیتا ہوں کہ یہ کیفیت اختیاری نہیں ہے یہ دعائیں کلام پاک احادیث نبوی کی ہیں اس لئے ان کو خواہ آموختہ ہی کی طرح کیوں نہ پڑھا جائے لیکن ضرور پڑھنا چاہیے کم از کم الفاظوں کا ثواب مل جائے گا اور جو ایک معمول مقرر ہے اسکا التزام نہ ٹوٹے گا اس طرح نماز کے بعد دعا مانگنے کی کیفیت ہوتی ہے حضور والا میرے ان خیالات کی اصلاح فرما کر تسکین بخشیں۔

جواب: آخر کا خیال صحیح ہے۔

حال: میری پریشانیاں بدستور قائم ہیں لیکن بفضلہ تعالیٰ حضور کی دعا کی برکت سے قلب مشوش نہیں رہتا ہر غیر اختیاری امر پر یہ اطمینان محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ ہے منجانب اللہ ہے میرا کام صرف اپنے گناہوں اور تقصیروں پر توبہ واستغفار ہے میرے بھائی عبدالقیوم عرصہ سے بیمار ہیں آج کل مرض میں زیادتی ہے چھوٹی ہمشیرہ بہت سخت کنٹھ مالے کے مرض میں مبتلا ہے۔والد صاحب بھی درد کمر کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور قلیل تنخواہ کے باعث ان سب کا بار اٹھانے سے قاصر ہیں میرے پاس جب تک فراغت رہی برابران سب کی کچھ نہ کچھ ممکن ہوا خدمت کرتا رہا اب خود بالکل مجبور ہوں مہینوں سے بلکہ سال بھر سے کوئی آمدنی نہیں اس لئے خدمت سے معذور ہوں ان کی حالت اور پریشانیوں سے قلب پر سخت صدمہ پہنچتا ہے مگر سمجھتا ہوں کہ اب جو کچھ اپنا اختیار ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کا ہے وہی سب کا پروردگار ہے ہم سب انہیں کے بندے ہیں جس کو جس حال میں رکھے اس کے لئے وہی بہتر ہے۔حضور والا سے بصدادب نہایت عاجزی کے ساتھ کہ حضور والا اللہ جل شانہ سے میرے والد صاحب کی پریشانیوں کے رفع ہونے کیلئے اور عبدالقیوم وہمشیرہ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمادیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ میاں ناظر حسن (برادر چھوٹی پیرانی صاحبہ) نے کیرانہ (ضلع مظفرنگر) وکالت کرنے کی رائے دی تھی کیا اس پر کبھی غور کیا ہے۔

حال: کیرانہ میں وکالت کرنے کے متعلق غور کیا گیا: پھوپھا علی سجاد صاحب نے بھی ترغیب دی اور مجھے بھی ان اضلاع میں قرب آستانہ عالی ہونے کے سبب سے جی چاہتا ہے مگر فی الحال ذرائع واسباب اجازت نہیں دیتے ایسی جگہ جہاں اخراجات نہ ہوں اور ہونے تک گزر ہو سکے رہنا ضروری ہے اس لئے حضور والا سے جو صورت بہتر ہو اس کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔

حال: یہاں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو دو بجے دن کو سخت زلزلہ آیا جو تین چار منٹ تک رہا جس کے ساتھ ریل کے انجن کی طرح آواز بھی تھی جان کا نقصان کوئی نہیں ہوا البتہ عمارات کو بہت صدمہ پہنچا خصوصاً شاہی جامع مسجد کو جس کی بڑی محراب کئی جگہ شق ہوگئی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سب لوگ محفوظ رہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ حفاظت میں رکھے۔

از احقر حاضر الوقت عزیز الحسن ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

محبت نامہ پہنچا۔ دعائیں تو کیں لیکن جواب کی توفیق نہ ہوئی حضرت سے اجازت لے کر اس خط میں جواب لکھتا ہوں ورنہ پھر نوبت بھی آئے یا نہ آئے عبدالقیوم صاحب کی علالت سے بے حد قلق ہے اللہ تعالیٰ ہی فضل فرمائے بڑا ہی رنج ہوتا ہے مجھے تعجب ہے آپ نے حضرت سے انکے لئے دعائے صحت نہ کرائی اکثر دعا کراتے رہے اللہ تعالیٰ ان کی اس ممتد تکلیف کو دور فرمائے۔ آمین۔

حال: مجھے اکثر اس خیال سے تکلیف رہتی ہے کہ میں اپنی خرابی صحت وطرز زندگی کی وجہ سے بہت ہی محروم قسمت ہوں مجھے وہ ثمرات کیسے نصیب ہوں گے جو ریاضیات ومجاہدات پر منحصر ہیں۔

جواب: منحصر کون کہتا ہے اصل علت فضل ہے وہ کس چیز پر موقوف نہیں۔

حال: آج کل ہر وقت دل میں ایک اضطراب سا رہتا ہے اور کسی بات میں دلچسپی محسوس نہیں ہوتی ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ خدا جانے میرا انجام کار کیا ہوگا۔

جواب: بجز توکل کے کوئی اس کا علاج نہیں۔

از جانب والدہ رشیدہ بمطالعہ والدہ زاہدہ۔ السلام علیکم!

ان شاء اللہ تعالیٰ رشیدہ کے آنے کا زمانہ بہت قریب ہے خطوط سے معلوم ہوا اگر ممکن ہو ملنے کے لئے آجاؤ۔

از حاضر الوقت عزیز الحسن عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آمدنی اور باطنی کشائش مبارک ہو جو بصورت فکر آخرت ظہور میں آرہی ہے۔

حال: آج کل تربیت السالک کا مطالعہ کر رہا ہوں اور جو باتیں اپنے حال کے مطابق پاتا ہوں اس کو الگ نوٹ کرتا ہوں تاکہ حضور والا کو اس کی اطلاع کروں۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔

حال: علی عباد سلمہ کو بغرض تبدیل آب وہوا ومعالجہ بریلی لے کر گیا تھا۔

جواب: دل سے دعائے صحت کاملہ کرتا ہوں۔

از حاضر الوقت احقر عزیز الحسن عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

علی عباد کی سقیم حالت سے دلی صدمہ ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور صحت کاملہ

بخشے۔آپ کے پیشہ وکالت میں تو بڑا حرج واقع ہو رہا ہے مگر یہ خدمت اس سے بھی اہم ہے دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ جبر نقصان فرمادے اور نعم البدل عطا فرمائے پچھلے خط میں آپ نے لکھا ہے کہ بوجہ بے اطمینانی معمولات قضا ہو جاتے ہیں اگر بوجہ خدمت تیمارداری وقت نہیں ملتا تب تو معقول عذر ہے ایسی حالت میں چلتے پھرتے بلا تعداد ذکر کی کثرت رکھی جاسکتی ہے اور اگر بے اطمینانی طبعی مانع ہے تو یہ مانع قوی نہیں بلکہ ذکر سے تو ان شاء اللہ تعالیٰ طبیعت میں سکون پیدا ہوگا بہ تکلف کیا جائے یہ محض اس لئے لکھ دیا ہے کہ آپ حضرت والا کے ملفوظات کے مشتاق رہتے ہیں۔

حال: علی عباد کا بمقام بھوالی (نینی تال) ۲۵ مارچ ۱۹۳۵ء کو بوقت مغرب انتقال ہو گیا اور ہم لوگ دوسرے روز وہاں سے واپس جونپور چلے آئے بھوالی پہنچ کر صرف چار روزہ زندہ رہے ایک ہفتہ کے اندر اس قدر سرعت کے ساتھ انحطاط شروع ہوا کہ کسی طرح نہ سنبھلا رضائے الٰہی پر ہم لوگوں نے راضی رہ کر صبر کیا اور اسی میں مرحوم اور اپنے لئے بہتری سمجھی۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو استقامت وتوفیق صبر عطا فرمائے حضور والا سے استدعا ہے کہ ہمارے واسطے صبر واستقلال وفلاح دارین اور مرحوم کی مغفرت کے واسطے دعا فرمادیں۔

جواب: السلام علیکم!

ڈپٹی صاحب نے بھی اس وقت اطلاع دی تھی اور جواب جونپور منگایا تھا۔ جواب فوراً روانہ کیا گیا مگر اب شبہ ہو گیا کہ شاید نہیں پہنچا بہر حال اس واقعہ سے سب کو اس قدر صدمہ ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا مگر بجز صبر اور دعائے صبر اور مرحوم کے لئے دعائے رحمت وجنت اور کیا ہو سکتا ہے میں نے ڈپٹی صاحب سے یہ بھی پوچھا تھا کہ چند روز کی رخصت مل سکتی ہے امید ہے کہ جلد ہی صبر وسکون حاصل ہو جاتا میاں سعید اور ان کی والدہ یعنی آپا صاحبہ اور دوسرے سعید یعنی بھوندو کی والدہ بھی سنا ہے کہ وہاں آنے والے ہیں باقی پختہ ارادہ یا روانگی کا وقت معلوم نہیں احتیاطاً اس احتمال کی اطلاع کر دی گئی ڈپٹی صاحب کو بھی یہ خط دکھلا دیا جائے۔

حال: بعض زمانہ پریشانیوں کا ایسا ہوتا ہے کہ یکے بعد دیگرے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے مگر حضور والا کے صدقے وطفیل میں ایک حد تک یہ بات نصیب ہو گئی ہے کہ ان کو غیر اختیاری امور سمجھ کر راضی برضائے الٰہی رہنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر فطرتاً قلب پر جو اثر ہوتا ہے وہ بہت

زیادہ وجہ تکلیف ہوجاتا ہے ہردوئی میں جب میں ایک علاقہ کا رسیور تھا اس کے دوران میں جو روپیہ تحصیل وصول کا میں نے عدالت میں جمع کیا تھا وہ سب جج نے دیگر ضروریات میں صرف کر دیا اور سرکاری مطالبہ آبپاشی باقی رہ گیا اس کے بعد علاقہ واگزار کر دیا گیا گورنمنٹ نے اپنی رقم آبپاشی کا مطالبہ عدالت سب جج سے کیا چونکہ عدالت کے پاس رقم موجود نہ تھی اس لئے آخر میں یہ طے پایا کہ جتنی رقم سرکاری مطالبہ کی باقی ہے وہ منیجر (مجھ) سے وصول کیا جائے چنانچہ مجھ کو لکھا گیا کہ دوران منیجری (رسیوری) جو دس فیصدی حق السعی تم کو ملتا تھا وہ زیادہ تھا صرف پانچ فیصدی ملنا چاہئے تھا اس لئے اس حساب سے ۳۵۰ روپے داخل عدالت کرو یہ ایک ایسا ظلم ہے جس کی داد نہ فریاد۔ یہ دس فیصدی حق المحنت خود عدالت نے مقرر کیا تھا اور میں برابر تین سال تک وصول کرتا رہا اب آج کل میرے پاس کوئی آمدنی نہیں ہے جو ادا کروں اللہ مالک ہے ان شاء اللہ اس حکم پر عذرداری کروں گا حضور والا سے بصد ادب دعا کا مستدعی ہوں کہ روپیہ مجھ کو نہ دینا پڑے۔ معاف ہوجائے اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرمادیں۔

جواب: بہت غصہ آیا کیا حد ہے اس ظلم کی جس حاکم نے یہ مقدار مقرر کی تھی اگر خلاف اصول تھی اس سے وصول کرنا چاہئے آپ نے تو ایک ذمہ دار کے دینے سے لی کسی سے غصب نہیں کی کسی کو دھوکہ نہیں دیا آپ سے کیا واسطہ ضرور عذر کیجئے۔ دوسرے وکلاء سے بھی مشورہ کر کے جوابدہی کیجئے میں بھی دعا کرتا ہوں۔

مکرر آنکہ جناب ڈپٹی صاحب سے کہہ دیا جائے کہ پیر جی صاحب چلتے وقت کہہ گئے تھے کہ ڈپٹی صاحب کو لکھ دیں کہ چونکہ یہاں بچے بیمار ہیں میرا دل ان میں اٹکا رہے گا اس لئے میں جب واپس آنے لگوں تو میرے قیام پر اصرار نہ کریں سو آپ یہ مضمون ان کو دکھا دیں۔

حال: مجھ سے ترددات و ناسازئی طبیعت کے زمانہ میں اکثر معمولات ترک ہوجاتے ہیں لیکن جب سکون وصحت ہوتی ہے پھر پابندی کے ساتھ شروع کر دیتا ہوں۔

عطائے نعمت

جواب: محض آپ کے اور آپ سے انس رکھنے والوں کے نفع کی امید پر بیساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو اس کی اجازت دوں کہ اگر کوئی آپ سے طالب اصلاح ہو اس کو بقدر اپنی معلومات کے ضروریات دینیہ کی تعلیم کر دیا کریں میں نے اپنے دوستوں میں ایک

ایسی جماعت بھی تجویز کی ہے اس جماعت کا نام "مجاز صحبت" رکھا ہے ایسی جماعت کو ابھی بیعت کی اجازت نہیں اس کے لئے بعض خاص حالات کا انتظار ہے مگر آپ کو اس کی توقع رکھنا خلاف اخلاص ہے اس کا موقع میں خود سمجھ لوں گا اپنے خاص دوستوں کو بھی اس کی اطلاع کر دیجئے دعائے برکت کرتا ہوں اشرف علی۔

حال: ہفتہ گذشتہ میں میں نے ایک عریضہ مع اس عریضہ کے جس پر حضور والا نے اپنے دست مبارک سے عطائے نعمت کی عبارت تحریر فرمائی تھی ارسال خدمت کیا تھا لیکن جواب آنے کی معمولی وقت گزر جانے پر یقین ہوتا ہے کہ وہ عریضہ ڈاک میں یا تو یہاں سے لے جاتے وقت یا وہاں سے واپسی پر کہیں تلف ہو گیا اس نقصان پر دل و دماغ پر اس قدر تکلیف دہ اثر ہے کہ دو چار روز سے زندگی بالکل بے کیف سی ہو کر رہ گئی ہے اور طبیعت ہر وقت مضطرب رہتی ہے۔

جواب: مکرر لکھ کر بھیجتا ہوں۔

بعد حمد و صلوٰۃ بیساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو طریق سے مناسبت کی بناء پر توکلا علی اللہ تعالیٰ تعلیم بلا بیعت کی اجازت دوں پس اگر کوئی شخص آپ سے اصلاح کا طالب ہو اس کو بقدر اپنی معلومات کے ضروریات دینیہ کی تعلیم کر دیا کریں اللہ تعالیٰ برکت فرماویگا اور ایسے مجاز کا لقب مجاز صحبت مناسب ہے اپنے خاص محبین سے بھی اس کی اطلاع کر دیجئے باقی اجازت بیعت کیلئے بعض خاص حالات کا انتظار ہے لیکن آپ کو اس کا منتظر رہنا خلاف اخلاص ہے والسلام۔ اشرف علی۔

حال: عمومی علی اوسط صاحب آج کل تحصیل مڈیاہوں ضلع جونپور میں سب رجسٹرار ہیں یہ سولہ سترہ سال سے ہومیو پیتھک طریقہ علاج سے غریبوں کو مفت دوائیں دیا کرتے ہیں اس علاج میں ان کو کافی مہارت ہے۔ اس وجہ سے میرا ارادہ ہوتا ہے کہ عمومی علی اوسط صاحب کے ساتھ رہ کر اس میں تجربہ حاصل کروں اس طریقہ سے اکل حلال بھی حاصل ہوگا وکالت کو جس سے ابتداء ہی سے مجھے نفرت ہے ترک کر دینے کو جی چاہتا ہے اب اس کے متعلق جیسا بھی حضور والا کا حکم ہو اس پر عمل کروں دعا کا بھی طالب ہوں۔

جواب: حالات موجودہ میں بہت مناسب رائے ہے دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: میرے لئے اب پھر روز اول ہے آج کل غور طلب امور یہ ہیں کہ کہاں اب مستقل طور پر رہوں وکالت ترک کروں یا فی الحال جاری رکھوں ڈاکٹری اختیار کروں تو کہاں شروع کروں آج کل یہاں مفت دوا تقسیم کرنے کے سلسلے میں تقریباً سو مریض روز آجاتے ہیں اس لئے کچھ مہارت فن میں ہوگئی ہے حضور والا میرے لئے دعا فرمائیں کہ جہاں کہیں بھی اور جو بھی صورت میں میری زندگی کے لئے بہتر ہو اسکا سامان جلد از جلد غیب سے پیدا فرمادیں اور مجھے فراغت وعافیت وکامیابی عطا فرمادیں میں آج سے ان شاءاللہ استخارہ مسنونہ بھی شروع کروں گا۔

جواب: دل سے دعا ہے کہ کیا بدون ڈپٹی صاحب کے آپ جونپور رہ سکتے ہیں اور کیا ہومیو پیتھک کی دوائیں سنا ہے کہ ارزاں ہوتی ہیں خرید کر کام چلا سکتے ہیں۔

حال: ایک عرصہ سے دل بے تاب رہتا ہے کہ کاش کچھ دن حضور والا کی خدمت میں حاضری نصیب ہوجائے تو مجھے دولت یکسوئی حاصل ہوجاتی مگر چند در چند مجبوریوں میں مبتلا ہوں اور محروم قدم بوسی ہوں اللہ تعالیٰ میری مجبوری کو مرتفع فرمادیں۔

جواب: انتشار تعلقات کے ہوتے ہوئے یکسوئی نہیں ہوتی ہاں دوسوئی میں کمی ہوجاتی ہے۔

حال: میں نے فی الحال سب کے مشورے سے یہی طے کرلیا ہے کہ جونپور میں قیام رکھوں اور ہومیو پیتھی کی دوائیں کچھ عرصہ تک اور مفت تقسیم کروں۔ پھر جب مرجوعہ زیادہ ہونے لگے تو صاحب استطاعت لوگوں سے معمولی قیمت وصول کرنے لگوں یا مکان پر جاکر دیکھنے کی فیس لینا شروع کردوں میں نے وکالت قریب قریب ترک کردی ہے روز بروز اس طرف سے کچھ مغائرت بڑھتی جاتی ہے اور ڈاکٹری میں مجھے دلچسپی پیدا ہونے لگی ہے اور دل غور وفکر میں بہت لگتا ہے۔

جواب: دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: میں نے وکالت کا کام اب بالکل بند کردیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وکالت بھی توکل پر تھی اور ڈاکٹری بھی توکل پر ہے مگر وکالت میں خلاف شرع اور خلاف ضمیر بہت سی باتیں درپیش رہتی تھی ڈاکٹری میں یہ باتیں نہیں ہیں بہرکیف میں نے اکتساب معاش کے لئے ایک مستحسن تدبیر اختیار کرلی ہے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جس قدر رزق وآمدنی مقدر فرمائی ہے وہ بہرحال مجھ کو ملے گی۔ مگر بعض لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں نے

قانون کی تعلیم حاصل کر کے ڈگری حاصل کی اور نو برس تک اپنی عمر اس میں صرف کی اس کا ترک کر دینا میری پست ہمتی ہے۔

جواب: آپکی رائے تمام اجزاء میں صحیح ہے لوگوں کو کہنے دیجئے میں بھی دعا کرتا ہوں۔

حال: رسیوری کے متعلق جو عذرداری میں نے چیف کورٹ لکھنؤ میں کی تھی بحمد اللہ وہ منظور ہوگئی۔

جواب: مبارک باد۔

حال: رسیوری کے دوران میں اور اس کے بعد تک مجھے مسلسل پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا جس سے میرے دل ودماغ پر کافی اثر پڑا مگر میں نے محسوس کرتا ہوں کہ مجھے حقیقتاً بہت سے فوائد اور تجربے بھی حاصل ہوئے حضور والا اور دیگر مخلصوں کی دعائیں برابر میرے شامل حال رہیں۔

جواب: کیا یہ پریشانی مصیبت نہیں اور کیا مصیبت پر اجر ملنے میں شبہ ہے اور اگر نہ بھی ملتا تو اصلاح ہو جانا کیا تھوڑی بات ہے۔

حال: حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ میری عاقبت وعافیت وصلاح وفلاح دارین کے لئے دعا فرمادیں اور ایسی زندگی کی توفیق عطا فرمادیں جس سے نہ دنیا میں مواخذہ ہو اور نہ آخرت میں کیونکہ ہر وقت اسی کا خوف لگا رہتا ہے۔ جواب: دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: میں نے اس سال کی ابتداء سے وکالت کو باضابطہ ختم کر دیا ہے اور اس امر کی اطلاع ہائیکورٹ آلہ آباد کو کر کے کہ میں بوجوہات چند وکالت ترک کر رہا ہوں اپنا سرٹیفکیٹ وکالت واپس کر دیا ڈاکٹری اختیار کرنے پر مجھ کو قانوناً ایسا کرنا چاہئے تھا اللہ کا نام لے کر آج سے محض ہومیو پیتھک ڈاکٹری کو اپنے مستقبل کے لئے اختیار کر لیا ہے اور آج سے برائے نام دواؤں کی قیمت بھی لینا شروع کر دی ہے اور گھر پر جانے کی فیس بھی لینے لگا ہوں غریبوں کو بالکل مفت دوا دیتا رہوں گا اور ان سے فیس بھی نہیں لوں گا۔ اس وقت مریضوں کی تعداد ساٹھ ستر روزانہ ہے۔ حضور والا کے ارشاد کے مطابق یا ودود بائیس بار ہر نماز پنجگانہ کے بعد پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مریضوں کے مرجوعہ کے لئے دعا کر لیا کرتا ہوں۔

جواب: مجموعی حالت سے مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ ظاہری وباطنی برکت عطا فرمادے۔

بشارت: میں نے سابعہ التابعہ میں مجازین صحبت کے ذکر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ مجھ کو ان صاحبوں کے متعلق بعض حالات کا انتظار ہے کہ اگر وہ حالات رونما ہو گئے تو ان کو مجازین بیعت میں داخل کر دوں گا اور یہ حالات ہر ایک میں جدا جدا ہیں آپ کے لئے ترک وکالت کا انتظار تھا جو بحمد اللہ واقع ہو گیا اس لئے آپ کو مجازین بیعت میں داخل کر کے توکلا علی اللہ اجازت دیتا ہوں کہ آپ بیعت طالبین کی کرلیا کریں اشرف علی۔

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور والا نے جس نعمت غیر مترقبہ ودولت عظیمہ کے عطیہ کی بشارت سے اس ناکارہ کو سرفراز فرمایا ہے اس کے لئے بے انتہا تشکر وامتنان کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں سربسجود ہوں مجھے ایک مدت سے ہر وقت یہ خیال بیتاب رکھتا تھا کہ میں نے ایسے قطب العالم ومجدد العصر شیخ کے قدم پکڑے ہیں مگر افسوس اپنی کوتاہی عمل اور کم مائیگی علم کے باعث شایان شان استفادہ کی نہ مجھ میں قابلیت ہے اور نہ صلاحیت۔ اپنی تنگ ظرفی کے سبب فیوض وبرکات سے بہرہ اندوز ہونے کی کوئی امید معلوم نہ ہوتی تھی مگر الحمداللہ علی احسانہ کہ میری آنکھیں کھل گئیں کہ حضور والا تو اپنے اس ادنیٰ ترین خادم پر بھی اس قدر شفقت ومحبت فرماتے ہیں اور اپنے الطاف وکرم سے بدرجہا اس ناکارہ کی دین ودنیا کی بہبودی واصلاح اعمال ظاہری وباطنی توجہ گرامی کو منظور ہے مجھے اب بین طور پر محسوس ہوتا ہے کہ میں غلط راستہ سے ہٹا کر راہ راست پر ڈال دیا گیا ہوں کیونکہ وکالت کا اختیار کرنا پھر ترک کرنا اور فہم سلیم کا پیدا ہونا اور اس حالت کا نصیب ہونا میرے امکان کی بات نہ تھی یہ محض حضور والا کی دعا وتوجہ سے حق تعالیٰ کی تائید وعطائے توفیق کا کرشمہ ہے جس کے لئے جس قدر بھی شکر بجالاؤں کم ہے۔

اپنی حقیقت وہستی پر نظر کرتے ہوئے اس خیال سے ایک قسم کا تحیر اور بے حد شرم وخجالت محسوس ہوتی ہے کہ مجھے تو خود کچھ آتا جاتا نہیں میں خود ہی محتاج اصلاح ہوں بھلا مجھ سے کون طالب اصلاح ہو سکتا ہے لیکن چونکہ حضور والا کا حکم اور ارشاد یوں ہی ہے اسلئے مجال دم زدن نہیں۔

جواب: السلام علیکم! بہت خوش ہوا اور بہت دعا کی فلاح ظاہری کی بھی اور فلاح باطنی کی بھی۔ (اسی والا نامہ پر ایک جانب حضرت خواجہ صاحب نے حسب ذیل عبارت تحریر فرمائی)

از احقر عزیز الحسن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محبت نامہ نے بہت بہت ممنون یاد آوری فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں آپ کو اپنا محبّ اور محبوب بنالے اور اس ناکارہ خلائق کی بھی اصلاح اعمال فرمادے اور سب خرافات سے ہٹا کر اپنی مرضیات میں ہمہ تن مشغول فرمادیں اب تو ماشاء اللہ آپ کو بڑا درجہ حاصل ہو گیا ہے اس احقر کو بھی کم از کم ایک بار دعائے اصلاح اعمال سے یاد فرمادیں میں دل سے آپ کو اس نعمت عظمیٰ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ روز افزوں مدارج میں ترقی نصیب فرمائے اور ترک وکالت موجب صلاح وفلاح دارین ہو جائے آمین ثم آمین۔

اس بشارت کی اطلاع پر حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری مدظلہ العالی خلیفہ ارشد حضرت مرشدی مولانا شاہ محمد اشرف علی قدس سرہ العزیز نے حسب ذیل تحریر فرمایا۔

برادرم عزیزم سلمک اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ تعالیٰ احقر مع متعلقین بعافیت ہے اور آپ کی عافیت کا خواہاں اللہ تعالیٰ نے آپ پر بحمد اللہ اپنے فضل وکرم کی موسلا دھار بارش کا نزول فرمایا آپ کا مسرت نامہ بار بار دیکھتا رہا اور لطف اٹھاتا رہا اللہ تعالیٰ آپ کو اس بار امانت کا سچا امین فرمادیں اور مجھ ناکارہ کو بھی ساحل مقصود پر بامن وعافیت پار اتار دیں میں اپنی اس مجمل خوشی کو بوقت ملاقات مفصل عرض کروں گا اللہ تعالیٰ آپ کو سچا وکیل بنادیں اور سچ ہے کہ۔

نیم جان بستاند وصد جان دہد　　　آنچہ در وہمت مگنجد آن دہد

آپ نے مردار کو چھوڑا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے عوض میں کیا عطا فرمایا حیات طیبہ۔ اپنا تعلق خاص جس کو نسبت مع اللہ کہتے ہیں مبارک باد۔ مبارک باد۔ مبارک باد۔ مبارک باد مبارک باد۔ الحمد للہ کہ ہر دوئی کا معاملہ آپ کے موافق ہو گیا والسلام۔ عبدالغنی۔

احقر عبدالغنی از پھولپور مدرسہ روضۃ العلوم۔ مورخہ ۱۵ شوال

حال: آج کل کچھ دنوں سے اپنے تمام عیوب پیش نظر ہر وقت مستحضر رہنے لگے ہیں اپنے تمام ظاہری عادات واطوار واعمال میں اور باطنی اعمال میں ہزاروں طرح کی برائیاں نظر آتی ہیں سوچتا ہوں تو جی گھبرا جاتا ہے کہ آخر کس طرح ان کی اصلاح ہوگی مجھ پر تو بڑی بے حسی طاری ہے امور اختیاری میں حتی الامکان اہتمام رکھتا ہوں مگر کچھ بنائے نہیں بنتا بڑا خوف

معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتاً میری تو یہ حالت ہے اور لوگ مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں اکثر اوقات اپنی تعریف بھی لوگوں کی زبانی سنتا ہوں جس سے بڑی وحشت ہوتی ہے کہ یا اللہ میرا انجام کیا ہوگا یہ تو بڑا دھوکا ہے اور خالص ریا کاری ہے لوگ میری طرف سے کس قدر دھوکے میں ہیں حضور والا مجھے اپنی اس حالت پر طرح طرح کے وساوس پیدا ہوتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس وشیطان کی آمیزش سے میں بالکل تباہ ہو جاؤں میں لوگوں سے حتی الامکان بہت ہی کم ملتا ہوں اور نہ کسی سے ملنے کو جی چاہتا ہے مجھے کسی بات میں کوئی دلچسپی معلوم نہیں ہوتی زندگی بالکل بے کیف سی معلوم ہوتی ہے جب کبھی کسی تردد خاطر کی وجہ سے معمولات ترک ہو جاتے ہیں تو بہت دل گھبراتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ میں خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہو جاؤں حالانکہ عقلاً یہ سب امور قابل توجہ معلوم نہیں ہوتے مگر چونکہ آج کل طبیعت پر ان کے اثرات کا غلبہ ہے اس لئے حضور والا سے عرض حال کر کے نہایت مودبانہ التماس ہے کہ میری تسکین قلب واصلاح حال کے لئے دعا فرمادیں۔

جواب: دعا بھی کرتا ہوں اور بشارت بھی دیتا ہوں کہ یہ سب آثار فنا کے ہیں (یہ خط النور میں شائع ہوا ہے)

حال: ایک مدت سے دل میں یہ تقاضا رہتا ہے کہ حضور والا کی خدمت میں جلد جلد عریضے ارسال کروں اور ہفتہ کا انتظار نہ کروں عریضہ تحریر کرنے کے بعد جواب کے آنے تک کا زمانہ انتظار قلب پر نہایت شاق رہتا ہے لیکن جب عریضہ لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں بلکہ اپنی حقیقت پر نظر جاتی ہے اور سخت ندامت ہوتی ہے کہ سوائے چند معمولی سے معمولات کے صبح سے شام تک مجھ سے کوئی بھی تو مفید کام بن نہیں پڑتا اور معمولات بھی کچھ اس طرح ادا ہوتے ہیں جن میں نہ حضور قلب ہوتا ہے اور نہ یکسوئی خیال۔ گو اس کی توفیق بھی موجب ہزار شکر ہے۔ میں جب ان لوگوں کی حالت پر نظر کرتا ہوں تو مجھے سخت غیرت آتی ہے اور بڑا رشک پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے مختلف قسم کے حالات کی حضور والا کو اطلاع کر رہے ہیں اور حضور والا کے ارشادات پر اتباع کرتے ہوئے اپنے دامان مقصود برکتوں اور سعادتوں سے بھر رہے ہیں۔ پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ جو لوگ

کام میں لگے ہوئے ہیں وہی کچھ حاصل کر رہے ہیں۔ میری تمنائیں اور میرا رشک کہ مجھے بھی باطنی دولت نصیب ہو میری حالت بھی ارفع و اعلیٰ ہو جائے محض میری ہوس خام ہے اور یقیناً اس میں نفس کا کید ہے۔ بغیر عمل کئے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا' اور عمل اختیاری ہے اور باوجود اس علم کے بھی عمل اختیار نہ کرنا یا تو شقاوت قلبی ہے یا محرومی قسمت ہے۔ ان خیالات سے اکثر بڑا توحش اور اضطراب رہتا ہے۔ ہر وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ہر شخص کہیں اچھا ہے کیونکہ مجھے اپنے ظاہر و باطن میں بین فرق معلوم ہوتا ہے اور اپنی زندگی سراسر ریاکاری معلوم ہوتی ہے۔ اپنی ناکامیوں اور حالت کی خرابی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً دو سال ہو گئے کہ حضور والا کی قدم بوسی سے محرومی ہے۔ اس خیال سے کہ کتنی بڑی نعمت سے محرومی ہے ہر وقت دل میں ایک اضطراب سا رہتا ہے اور زندگی بالکل بے کیف معلوم ہوتی ہے۔ میرے دل و دماغ سے ہر طرح کی دلچسپیاں اور لطف و تفریح مفقود ہو چکی ہیں۔ نہ کسی سے ملنے جلنے کو جی چاہتا ہے اور نہ اپنے میں اس کی اہلیت ہی پاتا ہوں۔ صبح سے شام تک اپنا فرض منصبی ادا کر چکنے کے بعد گھر ہی پر پڑا رہتا ہوں اور کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا ہوں کہ میری ان مجبوریوں کو مرتفع فرما دیں اور مجھے موقع نصیب ہو کہ کچھ دنوں آستانہ حضور پر حاضر رہ کر برکات و سعادت حاصل کروں۔ کیونکہ بغیر اس کے میری حالت کی اصلاح اور حصول مقصد ناممکن اور محال نظر آتا ہے۔ حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ میرے واسطے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ میری صحت درست فرما دیں اور توانائی عطا فرما دیں۔ کیونکہ بہت سے عمل جو مجھے کرنا چاہئے اور جن کے کرنے کو جی چاہتا ہے کمزوری صحت ہی کی وجہ سے بن نہیں پڑتے۔ اور نیز اس کے لئے اللہ تعالیٰ میری مجبوریوں کو رفع فرما دیں کیونکہ اس کے سبب سے بھی بہت سی تمنائیں ہیں کہ دل ہی دل میں گھٹ کر رہ جاتی ہیں اور سب سے بڑی بات جس کی مجھے ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مجھے اپنے رضا و قدر پر راضی رہنے کی توفیق مرحمت فرما دیں کہ خواہ بظاہر بے مراد ہوں یا بامراد ہر حال میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے دولت صبر و شکر ارزانی فرما دیں اور مجھے دین و دنیا میں فلاح نصیب فرما دیں اور خسارہ آخرت سے محفوظ رکھیں۔ آمین

جواب: کیا اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ظاہری و باطنی عطا ہوئی ہیں وہ استحقاق سے زیادہ نہیں ہیں۔ کیا ان کا شکر واجب نہیں ہے جس کے متعلق خط میں ایک حرف بھی نہیں۔ کیا وہ ان کے سلب پر قادر نہیں اور کیا وہ سلب مصیبت نہیں اور کیا اس مصیبت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی بچائے ہوئے نہیں۔

(تاثرات حضرت عارفیؒ! اس تنبیہ فرمانے سے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا رخ ہی بدل دیا اور ہلاکت باطنی سے بچالیا۔ مایوسیوں کا خاتمہ فرمادیا اور مقامات صبر و شکر کے حجابات کو مرتفع فرما کر تعلق مع اللہ کی طرف متوجہ فرمادیا۔)

حال: حضور والا کے ارشادات سے مجھے اپنی بے حسی اور غفلت پر تنبہ ہوا جس سے دل لرز گیا۔ یقیناً یہ شیطانی وسواس تھے جن میں مبتلا تھا جن کے سبب سے غیر اختیاری امور کے درپے ہو کر کفران نعمت کا مرتکب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے کفران نعمت اور اس کے وبال سے ہمیشہ محفوظ رکھیں۔

جواب: تمام مقاصد ظاہرہ و باطنہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس وقت آپ کا ہدیہ پانچ عدد خربوزہ پہنچے۔ دعا و شکریہ کے ساتھ قبول کئے۔

حال: ڈاکٹری کے سلسلے میں بعض وقت ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرنا چاہئے۔ ایک طوائف بیمار پڑتی ہے اور میرا علاج کرانا چاہتی ہے اور دیکھنے کے لئے اپنے مکان پر بلاتی ہے۔ اگر میں نہیں جاتا ہوں تو کوئی عذر سمجھ میں نہیں آتا اور اگر جاتا ہوں تو طبیعت اندر سے مکدر ہوتی ہے اور سخت گرانی اور حجاب معلوم ہوتا ہے۔ بعض وقت محض حال دریافت کر کے دوا دے دیتا ہوں۔ بعض وقت اپنے مطب میں یکہ وغیرہ پر لانے کے لئے کہہ دیتا ہوں لیکن اگر کوئی آنے کے قابل نہ ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے اور اگر وہ مجھ کو فیس دیں تو لی جائے یا نہ لی جائے۔ سخت تردد میں پڑ گیا ہوں۔ حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ کوئی صورت تجویز فرمادیں تاکہ اس پر عمل کروں۔

جواب: جا کر دیکھ لیا جائے اور اپنے نفس اور آنکھ کی حفاظت کی جائے اور ایک بار دیکھ کر کہہ دیا جائے کہ مرض میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کسی اور کا علاج کیا جائے اور فیس نہ لینے کا یہ کافی عذر ہوگا کہ جب علاج ہی سے معذور ہوں تو فیس کیسے لوں۔

حال: نہایت ادب سے ایک بات عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ حضور والا اس امر میں اس ناکارہ کی تسکین فرمادیں گے۔

میں ایک عرصہ سے اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔ مگر مجھے حضور قلب، خشوع وخضوع کی طبیعت بہت ہی کم نصیب ہوتی ہے۔

جواب: خشوع وخضوع وحضور قلب کا کون سا درجہ۔ اختیاری یا غیر اختیاری۔

حال: اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ میں کسی قسم کی کوئی باطنی ترقی محسوس نہیں کرتا۔

جواب: کون سی ترقی۔ مامور بہ یا غیر مامور۔

حال: میں خوب جانتا ہوں کہ یہ سب غیر اختیاری امور ہیں اور قطعاً ناقابل التفات مگر طبعاً ایک خلش اس خیال کی اکثر پیدا ہو جاتی ہے۔

جواب: پھر ضرر کیا۔

حال: اور ہر وقت آستانہ اقدس سے دوری اور محرومی پر سخت قلق رہتا ہے۔

جواب: پھر ضرر کیا۔

حال: ارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو اس ماہ میں کسی وقت دولت قدم بوسی سے مشرف ہوں گا۔

جواب: بشرط عدم قرض وعدم حرج۔

حال: اللہ تعالیٰ حضور والا کے ظل عاطفت کو تا مدت دراز ہم لوگوں کے سروں پر قائم وبرقرار رکھے۔

جواب: تازہ اطلاع و استفسار: میرے پاس ایک پرانی رضائی ہے جو میری ضرورت سے زائد ہے اور میرا ارادہ تھا کہ کسی کو دے دوں۔ گھر میں مشورہ ہوا کہ میاں عبدالحئی صاحب ایسی چیزوں کے شائق ہیں ان سے پوچھ لوں اگر وہ لیں تو ان کے پاس بھیج دی جائے۔ میں نے وزن کرایا۔ دو سیر اتری جس کا محصول ایک روپیہ ہوتا ہے اس لئے بے تکلف اطلاع دے کر استفسار کرتا ہوں کہ اگر دل چاہے ایک روپیہ محصول کا بھیج دیا جائے۔ میں پارسل کر کے بلا کسی معاوضہ کے بھیج دوں۔ ورنہ یہاں کسی کو دے دی جائے گی۔ گوٹ کے پاس سے کہیں کہیں نکل گئی ہے اگر دل چاہے تو اس پر حاشیہ لگا دیا جائے۔

حال: آج میں نے بذریعہ منی آرڈر ایک روپیہ اضافی کے محصول کے واسطے ارسال

خدمت عالی کر دیا ہے۔ کوپن میں بھی اس کا حوالہ دے دیا ہے۔ مجھے اپنی اس خوش قسمتی پر ناز ہے کہ حضور والا نے انتہائی محبت وشفقت بزرگانہ سے اور حضور پیرانی صاحبہ نے انتہائی خیال فرمائی سے مجھے اس عطیہ گرامی کا اہل سمجھا جس کو میں نے اپنے لئے موجب سعادت بزرگوانہ اور باعث ہزار فخر ومباہات متصور کرتا ہوں۔ یہ رضائی یقیناً میرے واسطے شاہانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی برکتوں سے دین ودنیا میں معزز ومشرف فرمادیں اور میرے ظاہر وباطن کو حضور والا کے توجہات وفیوض سے مالا مال فرمادیں۔ حضور والا سے اپنے جمیع مقاصد کے واسطے دعائے خاص کا مستدعی ہوں۔

جواب: السلام علیکم۔ یہ سب آپ کی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا گمان سچا کرے۔ دل سے دعا کرتا ہوں۔

حال: آج کی ڈاک سے رضائی کا پارسل موصول ہوگیا۔ اس عطیہ گرانقدر کو میں نے سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا اور عطائے نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جواب: اللہ تعالیٰ اس محبت کا صلہ فرمائے۔

حال: میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے دواخانہ کو حضور والا کے اسم گرامی کے ساتھ منسوب کر دوں تا کہ اس کو ہر طرح کی برکت وعزت حاصل ہو۔ اس کا نام ''اشرف ہومیو دواخانہ'' اس وقت تجویز میں ہے۔ اگر یہ امر کسی طرح نامناسب نہ ہو اور حضور والا کے مزاج کے خلاف نہ ہو تو اس کی اجازت عطا فرمائی جائے اور دواخانہ کے لئے ہر طرح کی ظاہری اور باطنی فروغ ونیک نامی کے واسطے دعائے فرمادیں۔

جواب: چونکہ بہت دور کی بات ہے اس لئے میری کسی مصلحت کے خلاف نہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: حضور والا کی مجلس میں اکثر بہ سبیل تذکرہ اس کا ذکر ہوا ہے۔ حضور والا نے چند اطباء کے لئے فرمایا ہے کہ بزرگان دین نے ان کے لئے خاص دعا فرمادی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ان کے ساتھ شامل حال ہے اور ان کو ہر طرح کی عزت ونیک نامی حاصل ہے۔ میں بھی اس کی تمنا رکھتا ہوں اور نہایت مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ میرے حق میں بھی حضور والا ایسی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہر طرح کا فروغ ونیک نامی ودست شفاء عطا فرمادیں اور استقامت دیں اور وسعت رزق کی دولت وتوفیق عطا فرمادیں۔

جواب: کجا میں، کجا بزرگان دین۔ مگر دعا سے انکار نہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے چار لڑکے ہیں۔ ان میں سے دو اب ماشاء اللہ سن شعور کو پہنچ رہے ہیں۔ ان کی تعلیم کے لئے انگریزی پڑھانے کا تو ابتدا ہی سے خیال تک نہیں ہے۔ قرآن شریف، بہشتی زیور اور معمولی حساب وغیرہ گھر پر ایک مولوی صاحب پڑھاتے ہیں مگر جیسا کہ چاہئے ویسی خاطر خواہ تعلیم نہیں ہو رہی ہے۔ مجھ میں سردست اس قدر استطاعت نہیں ہے کہ کسی قابل معلم کو رکھ کر ان کی تعلیم کا انتظام و تربیت کا انتظام کر سکوں۔ دن رات اس کی فکر اور تردد رہتا ہے کہ کیونکر ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کروں۔ کچھ ان کی صحت بھی کمزور ہے۔ حضور والا سے بصد ادب ملتجی ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ بچوں کی تعلیم و صحت کے لئے کوئی بہتر سے بہتر صورت نکل آئے اور سب بچے علم دین حاصل کریں اور خوش اقبال اور خوش حال رہیں۔

جواب: دعا کرتا ہوں۔ (اس خط کے جواب کی تحریر حاشیہ پر مٹ سی گئی جو پڑھی نہ گئی)

حال: حضور والا میری حالت ابتدا سے اب تک ایک ہی سی ہے یعنی معمولات کو بطور معمولات کے ادا کرتا ہوں۔ ان میں یکسوئی و دلجمعی آج تک نصیب نہ ہوئی۔

جواب: کیا اس کا جواب کسی خط میں نہیں دیا گیا یا وہ جواب صحیح نہیں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: رسیوری کی پریشانیوں کے زمانہ میں حضور والا نے حزب البحر پڑھنے کو بتلایا تھا وہ میں تقریباً چھ برس سے برابر بعد نماز عصر پڑھا کرتا ہوں۔ بعض وقت کمی و تنگی وقت کے سبب خیال پیدا ہوتا ہے کہ کبھی ترک کر دیا کروں۔ مگر ایک عرصہ تک پابندی کے ساتھ پڑھنے کا عادی ہو گیا ہوں۔ ترک کرنے میں تذبذب پیدا ہوتا ہے اس لئے عرض ہے کہ اس کو اس طرح پڑھتا رہوں یا کبھی ترک کر دوں اور جب اطمینان ہو پڑھتا رہوں یا اب بالکل ترک کر دوں۔

جواب: نہیں۔ برابر۔ اس میں برکت ہے

حال: سخت تردد و تشویش لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وبا کو وہاں سے دفع فرمائیں۔

جواب: آمین۔

حال: ہومیو پیتھی میں طاعون وبا کے زمانہ میں تجربے سے ایک دوا حفظ ماتقدم کے طور پر بہت نافع ثابت ہوئی ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے اپنے تجربہ سے اس کو مفید پایا ہے۔ اس کی

کچھ گولیاں ملفوف ہیں۔ اگر مناسب خیال فرمایا جائے تو بطور حفظ ماتقدم کے استعمال کرلیا جائے۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور استعمال کی جائیں گی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

حال: میں کچھ خوشبودار تیل یہاں سے حضور والا کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں اور چھوٹی پیرانی صاحبہ کی خدمت میں بھی۔ اس کے لئے اجازت کا خواستگار ہوں۔

جواب: دو شرط سے بخوشی اجازت ہے۔ مقدار زیادہ نہ ہو اور قیمت زیادہ نہ ہو۔ ایک صاحب ایک بار ۱۸ روپیہ سیر کا ایک بار ۱۲ روپیہ سیر کا تیل لے آئے۔ اچھا نہیں معلوم ہوا۔

حال: پیرانی صاحب چنبیلی کا تیل پسند فرمائیں گے یا مولسری وغیرہ کا۔

جواب: پوچھا گیا۔ وہ بیلہ کا پسند کرتی ہیں اور سب کو دعا و سلام کہتی ہیں۔ مجھ کو دونوں یکساں ہے۔ بیلہ کا یا چنبیلی کا۔ آپ کو جو پسند ہو اور سہل ہو۔

حال: کچھ خوشبودار تیل بذریعہ پارسل ارسال خدمت کیا گیا ہے اور بلٹی ایک لفافہ میں رجسٹری شدہ بھیجی گئی ہے باوجود اہتمام اور تاکید کے بھی ایک غلطی سرزد ہوگئی ہے اس خیال سے کہ حضور والا کی طبیعت پر اس کوتاہی سے گرانی ہوگی مجھے بہت قلق ہے خواستگار معافی ہوں۔

جواب: السلام علیکم! اب تو تجربہ ہوگیا کہ کسی کو کام سپرد کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے ایک اذیت یہ ہوئی کہ بلٹی میں صرف تھانہ بھون لکھ دیا ٹاؤن نہیں لکھا جس کی وجہ سے یہ پرانے اسٹیشن پر چلا گیا وہاں آدمی جاکر لایا جس کو بعد مسافت اور دھوپ سے تکلیف ہوتی تیل بہت پسند آئے جزاکم اللہ تعالیٰ۔ تیل دے دیا گیا اس کی طرف سے بھی دعا و سلام۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مطب کا حال بہت اچھا ہے بڑے بڑے سنگین امراض والے مریض آتے رہتے ہیں اس وقت بڑا اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ایسے ناکارہ شخص کی ایسی شہرت ہوگئی ہے حضرت والا سے دست بستہ ملتجی ہوں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ دنیا و آخرت سے محفوظ رکھیں اور قابلیت و اہلیت عطا فرمائیں۔

جواب: اللہم زد فزد دعا و التجاء توجہ و اہتمام اور کوشش و مطالعہ کتب فن کرتے رہئے دل سے دعا ہے۔

حال: میرے والد صاحب مولوی علی عباس صاحب کا آج صبح دو روز کی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جواب: السلام علیکم۔ سخت رنج ہوا۔

حال: میں علالت کی خبر سن کر کانپور آگیا تھا والد صاحب مرحوم حضرت سے بیعت

تھے اور گاہ گاہ عریضے بھی ارسال خدمت کرتے رہتے تھے۔ نزع کی حالت میں سخت کرب و بحرانی وہذیانی کیفیت تھی (لو لگ گئی تھی جس کی وجہ سے شدید بخار تھا) مگر با آواز بلند کئی بار رات میں نماز پڑھی سورۃ فاتحہ اور مختلف سورتیں پڑھتے رہے حالانکہ (بات نہ کرسکتے تھے اور) حواس بجا نہ تھے۔ جواب: سبحان اللہ۔

حال: حضور والا ان کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں۔

جواب: اللهم اغفر له اللهم ارحمه

حال: خدا جانے یہ کیا بات ہے کہ قلب پر اب خوشی ورنج کا بہت کم اثر ہوتا ہے حالانکہ میں اپنے آپ کو رقیق القلب محسوس کرتا ہوں میں خیال کیا کرتا ہوں کہ شاید مسلسل میری متفکر و پریشان زندگی کے اثر سے دل میں کوئی ذوق وشوق باقی نہیں رہا اور کسی بات میں دلچسپی نہیں رہی۔

جواب: مجھ کو تعجب ہے کہ امور غیر اختیاریہ کی فکر میں کیوں پڑا جاتا ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور والا کے مواعظ اور تربیت السالک میں اکثر و بیشتر سالکین کے احوال میں مختلف قسم کے مراقبات اور ان کی تعلیمات کا ذکر ہے اور مختلف قسم کے مجاہدات مثلاً پاس انفاس اور سلطان الذکر وغیرہ کا ذکر ہے مگر میں نے آج تک کبھی حضور والا سے ان کے متعلق کچھ دریافت نہیں کیا۔ مجھے ان چیزوں کے اختیار کرنے کی نہ فرصت ہے اور نہ اہلیت وقابلیت۔ مجھے اپنی اس محرومی پر سخت افسوس وقلق محسوس ہوتا ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ بالکل غلط خیال۔ جب مقصود حاصل ہو تو خاص طریق کا حاصل نہ کرنا مضر نہیں۔

حال: اس کے علاوہ میں بہت سی اصطلاحات تصوف سے بھی بالکل ناواقف ہوں اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو میں اپنی فہم وادراک سے بھی بالاتر پاتا ہوں۔

جواب: اصطلاحات ہی مقصود نہیں اس لئے وہ بھی قابل اہتمام نہیں جس طرح مریض کو صحت مقصود ہے اور طبیب کو علاج کا طریق۔ خواہ وہ طریق کو صحبت سے جانتا ہو یا کتاب سے۔ خواہ اردو میں یا فارسی میں۔ دعا کرتا ہوں۔

حال: ایک عرصہ سے مطب میں آمدنی کم ہوگئی ہے وہم ہوتا ہے شاید لوگ مجھ سے بدظن ہوگئے ہیں یا میری بڑھتی ہوئی ترقی دیکھ کر لوگوں کو حسد ہوا اور ان کی نظر لگ گئی۔

جواب: مہمل خیالات۔ رزق کی کمی بیشی تقدیر سے ہے۔

حال: اپنے معمولات پر کاربند ہوں۔ جواب: بارک اللہ تعالیٰ

حال: آج کل میرے مطب میں مرجوعہ بہت کم ہے آمدنی بھی کم ہے۔ میرے دماغ میں ہمیشہ یہ بات رہتی ہے کہ مطب میں مرجوعہ زیادہ رہے اور جو مریض آئے وہ ضرور صحت یاب ہو جائے اگر کوئی مریض افاقہ نہ دیکھ کر علاج ترک کر دیتا ہے تو مجھے ناگوار ہوتا ہے اور برابر اس کا خیال لگا رہتا ہے اس طرح اگر کوئی میرے علاج کی ناکامی کا ذکر کرتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے۔

جواب: طبیعت کا ضعف ہے نہ جاہ ہے نہ حرص اور اگر ہے تو غیر اختیاری اور غیر اختیاری پر مواخذہ نہیں ہوتا ہمارے طریق کی اول تعلیم ہے پھر کیا تردد۔

حال: اختیاری وغیر اختیاری کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا شمع ہدایت ہے کہ اس کے استحضار سے بعون اللہ تعالیٰ بہت سے خطرات و وساوس خود بخود درفع ہو جاتے ہیں۔

جواب: بے شک

حال: گو میرے لئے اور میرے پیشہ کے لئے یہاں آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں لیکن لڑکوں کا مستقبل بالکل تاریک نظر آتا ہے اس لئے ارادہ ہوتا ہے کہ توکلاً علی اللہ ان شہروں میں جہاں مسلمانی آبادی زیادہ ہے جلد از جلد منتقل ہو جاؤں اس وقت خیال دہلی یا میرٹھ کے لئے ہو رہا ہے اس کے علاوہ جو اللہ کو منظور ہو۔

جواب: السلام علیکم۔ چونکہ بہت اہم تغیر ہے اس لئے تجربہ کاروں سے مشورہ بہت ضروری ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ایک عرصہ سے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے معاملہ میں پریشان ہوں دو بچوں کی عمر اب کافی بڑی ہو رہی ہے باوجود احباب واعزہ کے اصرار کے میں نے ان کو انگریزی اسکول میں داخل نہیں کیا بلکہ مکان ہی پر ابتدائی دینی تعلیم دلاتا رہا۔ مگر اب وہ بھی مشکل نظر آ رہی ہے۔

جواب: السلام علیکم! دعا اور دل سے دعا کرتا ہوں مگر کوئی عملی نظام بھی تو تجویز کرنا ضروری ہے خواہ کسی معتمد کی نگرانی میں کسی مدرسہ کا داخلہ خواہ کوئی متقی معلم کا گھر پر تقرر اور دونوں صورتوں میں مصلحت سے مجھ سے بھی مشورہ کر لیا جائے کہ کون مدرسہ اور کون معلم۔

حال: اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔
اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر کہ کسی بد بخت نے حضور والا کی خدمت میں کوئی خط لکھا ہے جس میں بزدلانہ دھمکی دی ہے طبیعت میں سخت ناگواری اور غصہ ہے آج لوگوں کی عقلیں اس قدر مسخ ہوگئی ہیں کہ ہزاروں قسم کے فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے کہ ان شاء اللہ کوئی بد بخت ہرگز ایسی ہمت و جرأت نہیں کرسکتا۔ غلامان حضور والا بارگاہ خداوندی میں ہر وقت دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں حضور والا کو ہر طرح کی سلامتی اور حفاظت میں رکھیں اور صحت و توانائی مرحمت فرمادیں اور تامدت دراز حضور والا کا سایہ ہم لوگوں کے سروں پر قائم رکھیں۔ آمین۔
جواب: السلام علیکم۔ بس صلحاء کی دعا ان شاء اللہ کافی ہے۔
حال: تھوڑا سا خوشبودار تیل بذریعہ ریلوے پارسل ارسال خدمت کیا ہے اُمید ہے کہ حضور والا قبول فرمائیں گے روغن مغزیات خوشبودار تو حضور والا کے واسطے ہے اور روغن چنبیلی حضور والا کے لئے اور چھوٹی پیرانی صاحبہ کے لئے ہے۔
جواب: بسر وچشم دعا اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا بے حد پسند کیا گیا اور اسی طرح تقسیم کرلیا نہایت ضرورت کے وقت پہنچا۔
حال: میری تمنا ہے کہ حضور والا از راہ شفقت بزرگانہ میرے بچوں کی دینی تعلیم کا مکمل نصاب تجویز فرمادیں گے تاکہ ان کے لئے ہمیشہ باعث سعادت و برکت ہو۔
جواب: جو نصاب مدارس عربیہ میں رائج ہے کافی وافی ہے کسی نئے نصاب کی ضرورت نہیں البتہ اگر پورا عالم بنانا مقصود نہ ہو صرف سب علوم وفنون سے تھوڑی تھوڑی مناسبت ہوجانا مقصود ہو تو نیا نصاب بن سکتا ہے۔ اڑھائی سال کا ایک نصاب میں نے تجویز کیا تھا اور کئی طالب علموں پر اس کا تجربہ بھی کیا مگر اس میں دو باتیں ہیں ایک یہ کہ اس سے باقاعدہ پورا عالم نہیں ہوتا تھوڑی تھوڑی مناسبت سب علوم سے ہوجاتی ہے دوسرے اس نصاب سے ایسا شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ جس کی عمر پختہ ہو اور پہلے سے کسی زبان مثلاً انگریزی وغیرہ میں کافی استعداد۔
حال: پس غلامانہ التماس ہے ارادہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ کہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ۲۴۔۲۵ تاریخ تک حاضر خدمت والا ہو کر سعادت قدم بوسی حاصل کروں اطلاعاً عرض ہے

اور مستدعی ہوں کہ حضور والا اس مقاصد کی کامیابی کے واسطے دعا فرمائیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ بخیر ملادے۔ دعا کرتا ہوں۔

والدہ رشیدہ لکھواتی ہیں کہ رشیدہ کے بچوں کے لئے دست وکھانسی کی گولیاں لیتے آویں نیز کوئی سفوف یا گولی ایام کھل کر ہونے کی بھی ضرورت ہے بلا تکلف یہ بھی لکھا جائے کہ اگر ان چیزوں کی قیمت معمول سے زیادہ ہو تو دام بتلا کر لے لئے جائیں۔

حال: رشیدہ سلمہا کے بچوں کے لئے دوا بھیجنے کا وعدہ کر آیا تھا وہ ارسال ہیں پرچہ ترکیب استعمال ملفوف ہے۔

جواب: سب مل گئیں حوالہ کر دیں شکریہ کے ساتھ دعا کی۔

حال: یہ معلوم ہو کر حضور والا کی انگلیوں میں خدانخواستہ کچھ تکلیف پیدا ہوگئی ہے تعلق خاطر ہے۔

جواب: کسی نے معالجہ کر دیا تکلیف کچھ نہ تھی صرف سردی کے اثر سے انگلیاں دائیں ہاتھ کی کام نہ دیتی تھیں بفضلہ تعالیٰ علاج سے بالکل بحال ہوگئیں۔

حال: جن لوگوں کو یہ علم ہوتا ہے کہ مجھے شرف ونسبت خادمیت حضور والا کے ساتھ حاصل ہے تو ان لوگوں کی طرف سے حسن ظن اور عزت افزائی کا اظہار ہوتا ہے اس پر اپنی ظاہری و باطنی حالت دیکھ کر مجھے بے انتہا خجالت و شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور اپنی حالت بالکل منافقانہ معلوم ہونے لگتی ہے۔

جواب: جو شرمندگی پیدا ہوتی ہے یہی مقدمہ ہے اصلاح حال کا۔ ان شاء اللہ دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: حضور والا نے جو بچہ کا نام تجویز فرمایا ہے وہ ہم سب کو پسند آیا: اب ان کی والدہ کی استدعا ہے کہ حضور والا سے عرض کیا جائے کہ یہ نام مفرد ہیں ان کے اول یا آخر کوئی اور متبرک نام کا اضافہ اگر مناسب ہو تو کر دیا جائے۔

جواب: محمد احسان۔ احسان الحق۔

حال: اپنا کوئی عمل بھی قابل اعتبار معلوم نہیں ہوتا اس لئے اپنی غفلت و بے حسی اور مواخذہ آخرت کے اندیشہ پر دل لرزتا ہے ایسی حالت میں اگر تقویت محسوس ہوتی ہے تو صرف اس خیال سے کہ حضور والا کی بزرگانہ دعائیں میرے شامل حال ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ میرا کام ضرور بن جائے گا۔

جواب: امید و بیم کا جمع ہونا ایمان ہے۔

حال: جنگ جاپان میں کلکتہ پر بھی بم گرائے جا رہے تھے چونکہ جونپور قریب ہے اس لئے جونپور میں لوگ ہراساں ہو کر دوسری جگہ منتقل ہو رہے تھے میں نے حضرت کو اس امر کی اطلاع کی کہ میرے لئے تو کہیں منتقل ہونا آسان نہیں ہے اس پر ارقام فرمایا۔

جواب: جونپور اور خارج جونپور میں ایک ہی خدا ہے۔

حال: اپنی ظاہری و باطنی حالات میں سراسر حضور والا ہی کے فیوض و برکات محسوس کرتا ہوں جو بھی اشکال ظاہری و باطنی در پیش ہوتا ہے حضور والا کے تصور کے ساتھ اس پر غور کرتا ہوں الحمد للہ خود بخود دفع ہو جاتا ہے اور دل کو سکون ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہر وقت اپنی عاجزی اور شکستگی کا ہر معاملہ میں استحضار رہتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت میں خلجان اور عقلی تشویش پیدا نہیں ہوتی۔

جواب: السلام علیکم۔ ہمچناں میرو کہ زیبا میروی۔

حال: بعض وقت اپنی محرومی و مجبوری سے دل میں یہ بات محسوس ہونے لگتی ہے کہ میں تو حضور والا سے کچھ بھی حاصل نہ کر پایا میں تو بہت ہی گھاٹے میں رہا اور مجھے اپنے اطمینان سے بڑا دھوکا رہا بہت لوگوں نے تو اپنی علمیت و قابلیت کی وجہ سے حضور والا سے فیوض حاصل کئے بہت لوگوں نے مجاہدات و ریاضیات سے حضور والا سے باطنی ترقیاں حاصل کیں بہت لوگوں نے حضور والا کی خدمت بابرکت میں حاضر اور مسلسل خدمات سے سعادت و برکات حاصل کئے اور میں تو ان تینوں باتوں سے محروم ہی رہا کیونکہ میں نے تو جو کچھ بھی حاصل کیا وہ حضور والا کی دعاؤں اور توجہات سے حاصل کیا میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی سرمایہ نہیں اس لئے دلی تمنا اور آرزو ہے کہ حضور والا اس ناکارہ نامراد کو اپنی دعاؤں اور توجہات اور نسبت روحانی سے اس قدر بہرہ اندوز فرمادیں کہ مجھ کو مقصود زندگی اور مقصود آخرہ دونوں باتمام وکمال حاصل ہو جائیں اور اللہ جل شانہ کے ساتھ تعلق قوی پیدا ہو جائے۔ آمین۔

جواب: ''یہی اعتقادات علامت ہیں حصول مقصود کی امید کی۔ دعا بھی کرتا ہوں''۔

اصلاحی خطوط

حضرت حاجی شیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے مکاتیب
بنام
حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایمان کی پختگی

عرض: طبیعت شکی سی ہوگئی اس کے سوا دیگر تشویش ناک امور میں طبیعت پر شک سا ہو کر پریشان وغمگین زیادہ ہو جاتا ہوں ایمان کی پختگی واطمینان قلب کا علاج چاہتا ہوں اور غم وفکر وغیرہ کے مواقع پر طبیعت کی پریشانی اور بے قراری سے تسکین خاطر کا طلب گار ہوں۔

ارشاد:: ایمان کی پختگی کس کو کہتے ہیں؟ کیا ایسے بے قراری و پریشانی گناہ ہے؟

ضعیف الاعتقادی

عرض: میری طبیعت ایسی شکی واقع ہوئی ہے کہ جب بلا اختیار کسی مخالف اسلام کا کوئی اعتراض کسی کی زبان سن پاتا ہوں تو فوراً متردد ہو جاتا ہوں مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسری ضروریات دین میں سے کسی پر اعتراض سن لوں تو نبوت میں یا جس بات پر اعتراض ہو فوراً شک پڑ جاتا ہے اسی لئے اپنے اختیار سے کسی مخالف آدمی کے پاس نہیں بیٹھتا یا کتاب وغیرہ کا مطالعہ نہیں کرتا ہوں سوائے حضرت والا کی تصنیفات یا مواعظ کے۔

ارشاد:: وہ شک اگر بلا اختیار پیدا ہوتا ہے اور اس کو اعتقاداً باطل اور قبیح سمجھتے ہو تو کچھ مواخذہ نہیں اور اس کے دفع کی زیادہ کوشش مت کرو اپنے ضروری دنیا و دین کے کام میں لگے رہو شک از خود دفع ہو جائے گا اور اگر دفع بھی نہ ہو تب بھی دینی کوئی ضرر نہیں۔

خوف علامت ایمان ہے

عرض: حضرت والا! بندہ موت سے بوجہ تکلیف نزع وسوال قبر وحساب وعذاب قبر وحشر وغیرہ بہت ہی ڈرتا ہے ہاں مگر جب سے حضرت والا کا دامن مبارک پکڑا ہے تب سے کچھ ڈھارس بندھ جاتی ہے ورنہ پہلے تو کسی میت کے پاس یا جنازہ وقبر وغیرہ کے پاس جانے سے حساب وعذاب آخرت وغیرہ کے خیال آنے سے بہت ہی غمگین ہوتا اور اب

بھی تقریباً ویسا ہی حال ہو جاتا ہے اور مایوسی سی ہو جاتی ہے بلکہ ایمان میں شبہ ہونے لگتا ہے کہ شاید کیا ہوگا اگر یہ حالت اچھی نہ ہو تو حضرت والا علاج ارشاد فرمادیں جس سے ڈھارس بندھ جائے بحمد اللہ اپنی طرف سے اعمال میں تو حتی الوسع کمی نہیں کرتا ہوں اور اگر کوئی خطا ہو جاوے تو بہت پریشان و غمگین ہو جاتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں۔

ارشاد: ایسا خوف دیکھئے کیا علامات ایمان سے ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ حسن ظن

عرض: ایک دن دوران مرض میں درد گردہ نہایت سخت ہوئی جس سے پاؤں گھٹنے تک اور ہاتھ و بازو ٹھنڈے ہونے شروع ہو گئے جس پر ظن غالب ہوا کہ عنقریب مرجاؤں گا تو بہت گھبرایا اور موت سے بایں خیال کہ شاید مرنے کے بعد کیا معاملہ ہو بہت خوف غالب ہوا جس سے معلوم ہوا کہ رجا اور حق تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان بہت کم ہے ساری حالت عرض کر کے اصلاح کا طالب ہوں اگر مرض ہو تو علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: کیا یہ اچھا گمان نہیں۔

اختیاری خیالات قصد سے بند کئے جائیں

عرض: حضرت والا دوسرے کا دینی کمال (علم و عمل) وغیرہ جب سنتا ہوں تو اس کو اپنے میں بھی قیاس کر کے دل میں عجب پیدا ہوتا ہے کہ میں بھی ایسا ہوں مگر بعد میں اس کو برا سمجھتا اور اس پر پچھتاتا اور لاحول پڑھتا ہوں اسی طرح جب کسی کام پر کامیابی سے فراغت ہوتی ہے تو دل میں عجب معلوم ہوتا ہے بعد اس سے بہت افسوس ہوتا ہے اور اس کو برا سمجھتا ہوں اگر یہ مرض ہو تو حضور اس کا علاج فرمائیں۔

ارشاد: غیر اختیاری مذموم نہیں خصوصی جب اس کا تدارک بھی اصلاح خیر اور استغفار کر لیا جاوے اختیاری خیالات قصد سے بند کئے جاویں۔

رسوخ مامور بہ نہیں

عرض: اکثر دیکھا گیا ہے کہ بیماری و پریشانی میں دل ذکر کی طرف مائل نہیں ہوتا پریشانی و تکلیف کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر میں رسوخ نہیں۔

ارشاد:: نہ سہی بے رسوخ ہی کیا کرو کیا رسوخ امور بہ ہے یا عمل

نفس کی خوشی کا علاج

عرض: ایسا ہی اگر کوئی شخص میرے عبادت کرنے پر (نوافل یا ذکر وغیرہ پر) مطلع ہو تو اس سے بھی بعض دفعہ نفس خوش ہوتا ہے ہاں میں اس کے دیکھنے پر عبادت میں معمول سے زیادتی نہیں کرتا اگر یہ نفس کا خوش ہونا معصیت ہے تو علاج تحریر فرماویں۔

ارشاد: نہیں مگر ساتھ ہی ساتھ یہ استحضار ہونا چاہئے کہ ان محاسن سے زیادہ میرے عیوب وذنوب ہیں جن پر حق تعالیٰ مطلع ہیں سو اس شخص کے اطلاع علی الطاعات پر خطرہ حق تعالیٰ کے اطلاع علی الذنوب والعیوب تھوڑا ہی جا تا رہا۔

کثیر طلباء کی ادائیگی حقوق کا طریق

عرض:: حسب ارشاد حضرت اقدس جن طلبہ کا تیل میں ناجائز طور پر استعمال کر چکا ہوں ان کے ملنے پر (کیونکہ وہ گاہے ملتے ہیں) ان سے جلدی معاف کرالوں گا اور اگر نہ ہوسکا تو تخمیناً اندازہ کر کے قیمت تیل خیرات کردوں گا حضور ارشاد فرمادیں کہ مدرسہ عربیہ دینیہ میں مہتمم مدرسہ کو چندہ میں ایسے پیسوں کا دینا جائز ہے یا طلبہ مساکین کو جوان مدارس میں تعلیم دینیات حاصل کرتے ہیں دے سکتا ہوں جس طرح ارشاد ہوگا عمل کروں گا۔

ارشاد: یہ زیادہ بہتر ہے (اس سے پہلے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ جن سے معاف کرانا ممکن ہو معاف کرالیں ورنہ تخمینہ سے اس کی قیمت تجویز کر کے کسی کو دے دو)

مسجد میں کھیس تبدیل ہونے کا حکم

عرض: میرے نابالغ لڑکے کی کھیسی (موٹی چادر) مسجد میں کسی سے بٹ گئی ہر چند کوشش کی اور اعلان کیا مگر اس تبدیل شدہ کھیسی کا مالک معلوم نہ ہوا حضرت والا ارشاد فرماویں کہ اب اس کھیسی کو کیا کروں جس سے معصیت نہ ہو۔

ارشاد:: جب باوجود تلاش کے مالک کے ملنے سے مایوس ہو جاؤ کسی غریب کو مالک کی طرف سے دے دو۔

ذکر میں احضار کافی ہے

عرض: ذکر میں دل حاضر نہ رہنے سے بہت پریشانی ہوتی ہے حضرت والا علاج ارشاد فرماویں کہ جس سے تلاوت وذکر میں حضوری قلب ویکسوئی رہے۔

ارشاد: کیا کوئی ضرر ہے حضور ضروری ہے یا احضار۔

ماہ رمضان المبارک میں کثرت تلاوت اور کثرت نوافل کا معمول مناسب ہے

عرض: لہٰذا حضور ارشاد فرماویں کہ ان ایام میں کیا معمول رکھوں اور مطالعہ کس کتاب کا کیا کروں؟

ارشاد: میں تو رمضان کیلئے ہمیشہ کثرت تلاوت وکثرت نوافل کی رائے دیتا ہوں۔

ذکر میں توجہیہ سے معذوری عذر ہے

عرض: حضرت اقدس جہاں تک میری قاصر نظر پہنچتی ہے یہ ذکر میں توجہ رکھنا اختیاری معلوم ہوتا ہے مگر توجہ رکھنے سے دماغ ودل پر بوجھ ضرور پڑتا ہے اور مشقت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

ارشاد: بس تو معذور ہو بے فکر رہو۔

ذکر میں کون سی توجہیہ مطلوب ہے

عرض: ذکر میں توجہ الی الذات رکھی جاوے یا الفاظ کو ارادہ سے نکالا جاوے کون سا طریقہ بہتر ہے۔

ارشاد: جس میں جی لگے۔

سہولت کے مطالبہ کا طالب کو حق نہیں

عرض: دینوی کاروبار میں لگ جانے سے انہی خیالات میں مشغول ہوجاتا ہوں۔ حضرت والا دعا فرمادیں اور کوئی علاج بھی تجویز فرمادیں جس سے اختیار میں سہولت ہوجاوے۔

ارشاد: سہولت کے مطالبہ کا طالب کو حق نہیں۔

واقعہ مضر نہیں

عرض: شب جمعہ کو بعد تہجد دوازدہ تسبیح میں اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے تین دفعہ غنودگی سی آگئی اس غنودگی میں پہلی دفعہ کسی نے انا اعلم بمن التقی کہا اور دوسری دفعہ اخلاق رذیلہ کا علاج سراج الحق ہے اور تیسری دفعہ ہر وقت ذکر میں رہا کرو کہا مگر میں نے

پھر ذکر شروع کر دیا ارشاد فرمادیں کہ یہ کیا بات تھی۔

ارشاد: اس کی فکر مضر ہے واقعہ لکھ کر یوں پوچھنا چاہئے تھا کہ اگر یہ مضر ہو تو علاج بتلایا جاوے اگر یہ سوال ہوتا تو میں یہ جواب دیتا کہ واقعہ مضر نہیں بلکہ محمود اور معین طریق ہے لیکن اس کی فکر یا کمال کہنا آفت و فتنہ عظیم ہے اللہ تعالیٰ استقامت دیں۔

رشتہ داروں کو ایذا پہنچانا صلہ رحمی کے خلاف ہے

عرض: بہت خائف رہتا ہوں اور لوگوں کو ملنے سے بہت بچتا ہوں حتیٰ کہ اگر شناسا لوگ ایک رستہ سے آویں تو حتیٰ الامکان وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا اختیار کرتا ہوں بحمد اللہ کسی سے کوئی حرص نہیں رکھتا حتی کہ رشتہ داروں سے بوجہ ان کی بددینی کے بہت اعراض رکھتا ہوں چنانچہ بعض سے بہت بہت عرصہ کے بعد ضرورتاً ہی ملتا ہوں ورنہ نہیں چنانچہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ صلہ رحمی کے خلاف ہے اگر یہ عیب ہو تو اصلاح فرمادیویں۔

ارشاد: غلط کہا اور ان کو ایذاء پہنچانا یہ خلاف ہے صلہ رحمی کے۔

سزا غصہ اترنے کے بعد دی جائے

عرض: حضرت والا! میرا لڑکا میرے پاس ہی پڑھتا ہے جب اس سے سابقہ پڑھے ہوئے سبق میں سے کچھ امتحاناً پوچھتا ہوں اور وہ نہ بتائے تو مجھ کو بہت رنج ہوتا ہے اور اس پر بہت غصہ ہوتا ہوں اور غصہ میں بے شرم' پتھر' شریر' نواب کا بچہ' پتھر کا بچہ وغیرہ الفاظ کہہ دیتا ہوں اور بعض دفعہ غصہ میں سزا بھی دیتا ہوں کبھی لکڑی سے کندھے و کمر پر اور کبھی گردن پر تھپڑ مارتا ہوں حضرت والا ارشاد فرمادیں کہ ایسے الفاظ کہنا اور اس طرح غصہ میں سزا دینا معصیت تو نہیں اگر معصیت ہو تو اصلاح فرمادیویں۔

ارشاد: غصہ اُتر جانے کے بعد قولاً یا عملاً سزا دی جائے۔

حقوق اولاد میں کوتاہی کے بارے کا طریق کار

عرض: حضرت اقدس اس سے پہلے میں خود ہی اس کو پڑھاتا تھا ڈانٹ ڈپٹ اور سزا بھی دیتا رہا کبھی غصہ میں سزا میں حد سے تجاوز بھی ہوتا رہا لڑکا بہت شریف' دیندار اور بھولا ہے آج تک مرض کی حالت میں بھی کوئی نماز قضا نہیں کی مجھے اس کی سزا دینے میں حد سے تجاوز

کرنے پر بہت صدمہ ہے حضرت ارشاد فرمادیں کہ اب اس کا کیا تدارک کروں۔

ارشاد: اور اس کو خوب راحت پہنچاؤ۔ خوب خدمت کرو خوب خوش رکھو زیادہ سختی مت کرو یہی تدارک ہے۔

کار خود کن کار بیگانہ مکن

عرض: حضرت اقدس میرا لڑکا بعمر ۱۹ سال مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر میں کافیہ قدوری وغیرہ کتب پڑھتا ہے اس سے پہلے کئی سال تک میرے پاس ہی ابتدائی کتب پڑھتا رہا جن میں حضرت والا کے مواعظ ورسائل اور بہشتی زیور وغیرہ کتب بھی پڑھیں بحمد اللہ صوم وصلوٰۃ کا تو پورا پابند ہے مگر اس کی طبیعت میں بے حد جہالت اور خودرائی ہے اگر اس کو اس کی غلطی وعیوب پر متنبہ کرتا ہوں تو بے حد غصہ کرتا ہے غلطی کا اعتراف تو درکنار خاموش ہو کر جواب تک نہیں دیتا غلطی بتلانے پر گھر سے نکل جانے کو تیار ہو جاتا ہے اس کے اساتذہ اور ساتھی طلبہ بھی اس کی اس عادت کے شاکی ہیں حضرت والا میں اس کی اس عادت سے بہت تنگ ہوں۔

ارشاد: تدارک کی ضرورت ہی کیا ہے لنا اعمالنا ولکم کار خود کن کار بیگانہ مکن۔

سزا میں حد سے تجاوز پر مؤاخذہ ہوگا۔

عرض: طلبہ اکثر تعلیمی کام اچھی طرح نہیں کرتے اور بعض غیر حاضری کے عادی ہیں حالانکہ میں اپنا کام تعلیم دینے کا پوری تن دہی سے کرتا ہوں مگر بعض طلبہ چنداں پرواہ نہیں کرتے جس سے مجبوراً تنگ آ کر بندہ ان کو بدنی سزا دیتا ہے۔

ارشاد: جب حد سے تجاوز ہوگا مواخذہ ہوگا۔

غصہ میں سزا دینا مناسب نہیں

عرض: اور اگر معصیت ہے تو حضرت اقدس علاج ارشاد فرمادیں تاکہ بندہ تعمیل کرے۔

ارشاد: غصہ کے وقت نہ مارو جب غصہ فرو ہو جائے اس وقت خوب سوچو اس کا جرم کتنی کے لائق ہے اتنا مارو۔

احسان جتلانا مناسب نہیں

عرض: جب کبھی اپنے خاص عزیز رشتہ داروں سے کرتا ہوں تو ضمناً اپنے سلوک واحسان کا

جورد پیہ پیسہ وغیرہ ان سے کرتا ہوں باتوں میں ذکر کردیتا ہوں حضور ارشاد فرمائیں کہ اپنے سلوک واحسان کا اس طرح ذکر کرنا مضر اور مزیل اجر تو نہیں ورنہ اگر مضر ہو تو آئندہ ایسا نہ کیا کروں۔

ارشاد: کیوں ایسا کرتے ہو جب یہ فعل اختیاری ہے۔

ہڑتال کے ایام کی تنخواہ کا حکم

عرض: اور ان بے کاری کے ایام کی تنخواہ وصول کرنا جب کہ محکمہ ادا کرے جائز ہے۔

ارشاد: محکمہ خود دے دے تو جائز ہے۔

لائبریری کی کتاب گم ہو جائے تو کیا کرے

عرض: حضرت والا! لغات فارسی کی ایک کتاب کتب خانہ سرکاری کی میرے ذمہ تھی جو مجھ سے گم ہو گئی تھی جس پر عریضہ سابقہ میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ کتاب خرید کر داخل کر دی جاوے احقر نے چند جگہوں سے تلاش کی نہیں ملی اب لاہور سے دریافت کروں گا اگر مل گئی تو خیر ورنہ ارشاد فرمائیں کہ اگر وہ کتاب نہ مل سکے تو اسی قیمت کی کوئی اور کتاب خرید کر داخل کتب خانہ کر دوں۔ ارشاد: ہاں۔

ختنہ کی دعوت کھانے کا حکم

عرض: حضرت اقدس میرے پڑوس میں ایک مقامی شخص نے اپنے بچوں کے ختنہ پر بڑے دھوم دھام سے دعوتیں کیں اور کئی دن تک راگ باجا اور تماشے ہوتے رہے بحمد اللہ احقر کو اس نے دعوت نہ دی ورنہ بندہ عذر کر دیتا مگر اخیر میں کچھ کھانا میرے گھر بھیجا بندہ نے صرف اس خیال سے کہ یہ مقامی لوگ ہیں اور میں مہاجر اور اکیلا ہوں کھانا نہ لینے سے مخالفت کریں گے اس لئے کھانا لے لیا مگر لے کر چھت پر ڈال دیا جس کو جانور کھا گئے حضرت ارشاد فرمادیں کہ یہ کھانا لے لینا جائز تھا یا نہیں اور آئندہ ایسے موقع پر کیا عمل کروں۔

ارشاد: کھانا حرام نہ تھا کھا لینا چاہئے تھا۔

مقتدا کیلئے عوامی دعوت سے پرہیز کا حکم

عرض: ایسے ہی احقر ایک دن ملتان میں ایک دوست کو ملنے گیا ان کے پڑوس

میں ایک شخص حج کو جانے والے تھے انہوں نے میلاد شریف کرایا جس میں رات بھر نعت خوان بلند آواز سے پڑھتے رہے کہ لوگوں کو ارد گرد میں سونے بھی نہ دیا انہوں نے دعوت میلاد سے کچھ کھانا میرے دوست کے گھر بھیج دیا جن پر احقر سے انہوں نے دریافت کیا کہ اس کھانا لینے کے متعلق شرعی کیا حکم ہے۔

حضرت ارشاد فرمادیں کہ ایسا کھانا لینا اور کھانا جائز ہے یا نہیں۔میرے لئے اور متعلقین کے واسطے حسن عمل، حسن خاتمہ و پختگی ایمان کی دعا فرمادیں۔

احقر صاحب حج ہے۔

ارشاد: کھانا جائز ہے جو مقتداہو وہ پرہیز کرے تو لوگوں کو عبرت ہوگی اس طرح وہ نہ لے۔

کثرت کلام کا علاج

عرض: حضرت والا! بندہ کو زیادہ کلام کرنے کی عادت ہے خصوصاً مسائل بیان کرتے وقت اور سکول میں مضامین پڑھانے کے دوران میں بلاضرورت یا کلام طویل بھی ہو جاتا ہے بعد میں سوچتا ہوں کہ اتنے مضمون کو مختصر الفاظ میں بھی ادا کر سکتا تھا جس سے رنج ہوتا ہے اس طرح خط لکھتے وقت مضمون طویل ہو جاتا ہے۔

ارشاد: فکر اور کثرت کلام کے عوامل دیکھو اور بار بار دیکھو۔

طویل کلام سے احتراز کا اہتمام لازم ہے

عرض: حضرت عالی! بعض دفعہ بات کرتے وقت اس کو بڑھا کر بیان کرتا ہوں جس میں اس وقت لذت آتی ہے اور بات طویل ہو جاتی ہے بعد میں اس پر پچھتاتا ہوں خصوصاً اگر کوئی آدمی اس علاقہ کا حضرت والا یا دیگر اکابر بزرگان دین (اپنے سلسلہ کے) کے حالات پوچھتا ہے یا کسی اور واسطہ سے ذکر چھڑ جاتا ہے تو آپ کے اور دیگر حضرات کے کمالات زیادہ عرصہ تک بیان کرتا رہتا ہوں مگر ٹھیک ٹھیک جھوٹ بالکل نہیں حالانکہ میں اختلاط مع الانام سے بہت ہی بچتا ہوں اگر یہ مرض ہو تو علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: جس طرح مضر سے بچنا ضروری ہے ایسے ہی طویل کلام سے بچنا ضروری ہے۔کف لسان جب خیال آجائے فوراً رک جانا چاہئے۔

عرض: اپنے کو کثرت کلام سے روکتا ہوں مگر خاص دوست یا کوئی محبت رکھنے والا آ بیٹھتا ہے تو دنیوی باتیں تو ان سے نہیں کرتا مگر شاذ و نادر ہاں دینی تذکرہ شروع ہو جاتا ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ باتیں تو باہمی کرنی ہی پڑتی ہیں۔ جن میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارکہ یا حضرت والا یا دیگر اپنے سلسلہ کے حضرات کا ذکر خیر دیر تک طول پکڑ جاتا ہے جس میں بہت دلچسپی ہوتی ہے۔ اگر یہ حالت مضر ہو اور ایسا طول کلام مرض یا معصیت ہو تو علاج ارشاد فرمادیں۔ ارشاد: نہیں مگر مقصد ایسا نہ ہو۔

تبلیغ میں اعتدال

عرض: حضرت اقدس یوں تو یہ ناچیز لوگوں سے حتی الوسع علیحدہ رہتا ہے مگر کبھی کبھی احباب و دیگر شناسا لوگ خود بخود محبت سے ملنے آ جاتے ہیں اور ان کے ساتھ عموماً دینی مسائل میں گفتگو میں مشغول ہو جاتا ہوں اور اکثر یہ گفتگو دینی مسائل اور اپنے سلسلہ کے حضرات مشائخ رحمہم اللہ اجمعین کے متعلق ہوتی ہے یا اپنی اصلاح اعمال و ترک رسوم جہالت و حضرت کے طفیل سے تھوڑی بہت ہوئی ہے کے متعلق ہوتی ہے اور جو بات معلوم ہوتی ہے حتی الوسع کھول کر بیان کرتا ہوں اور اس سے نفس کو مزا آتا ہے اور بات کو جلدی جلدی کرنے کی عادت ہے۔ بعد گفتگو جب نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو رنج ہوتا ہے اور بہت ڈر لگتا ہے کہ مجھے گفتگو زیادہ کرنے کی عادت ہے جس پر مؤاخذہ ہوگا اور استغفار بھی کرتا ہوں۔

ارشاد: مرض یقینی تو نہیں مگر احتمال اس کا ضرور ہے۔ حال میں یا مال میں۔ علاج یہ ہے کہ گفتگو کا وقت منضبط رکھو۔ جتنا وقت اس میں صرف ہو اور اتنا ہی وقت نکال کر خلوت میں بیٹھ کر استغفار میں مشغول ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کلام میں اعتدال آ جائے گا۔

دوران تبلیغ کبر سے بچنے کا طریق

عرض: میرے دل میں یہ خیال بلا اختیار آتا رہتا ہے کہ یہ احکام اوروں کو بتلاؤں اور بعض دفعہ جو دوسروں کو کوئی احکام بتلاتا ہوں۔ اس سے کبھی دل خوش ہوتا اور نفس پھولتا ہے مگر اس کو برا سمجھتا ہوں۔ حضرت والا ارشاد فرمادیں کہ اس داعیہ کا پیدا ہونا کیسا ہے۔ (معصیت تو نہیں) اور آئندہ کیا عمل کروں۔

ارشاد: بتاؤ اور ہر وقت اس کا استحضار رکھو کہ حق تعالیٰ کے ہاں قدر عمل کی ہے یہ بتانا ایسا ہے جیسا طبیب دوا بتلا دیتا ہے مگر بتلانے سے تو اس کو صحت نہیں ہوتی۔ اور اصل چیز صحت ہے اس خیال کے رکھنے سے کبر پیدا نہیں ہوگا۔

تکبر اور ندامت

عرض: اپنے وطن کے شناسا لوگوں کے سامنے کوئی بوجھ مثلاً پانی کا گھڑا یا اور کوئی بوجھ اٹھانے سے شرمندگی سی آتی ہے اور غیر شناساؤں کے سامنے یہ خیال نہیں آتا چنانچہ بندہ ایک دن کچھ بوجھ اپنے لڑکے کے ہمراہ شہر سے اپنے گاؤں کو لئے آ رہا تھا تو راستہ میں جہاں شناسا لوگوں کا گاؤں آتا تو خجلت کے خیال سے اپنا بوجھ لڑکے کے سر پر رکھ دیتا ورنہ خود اٹھائے رہتا اور اپنے گاؤں کے قریب پہنچ کر پھر بوجھ ندامت کے باعث اپنے لڑکے کو دے دیا۔ حضرت والا اس مرض کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: اس کے خلاف کیا جائے گا گو بتکلف سہی۔

بے جا اعتراض سے رنج طبعی

عرض: حضرت والا سرکاری سکول میں مدرس ہے۔ فرض منصبی کو تو بفضل خدا تعالیٰ تندہی سے ادا کرنے میں کوشاں رہتا ہوں ہاں اگر کبھی تغافل ہو جاتا ہے تو دوسرے وقت کوشش کر کے اس کی تلافی کر دیتا ہوں۔ اپنے اختیاری کام میں تو حتی الوسع کمی نہیں کرتا مگر باوجود اس کارکردگی کے افسران بالا اگر کبھی بے جا اعتراض کرتے ہیں تو دل کو بہت رنج ہوتا ہے اور غصہ آتا ہے مگر اپنی طبیعت پر قابو پا کر روکتا ہوں کیونکہ اس میں دنیوی نقصان ہے یا اگر کوئی تعریف کرے تو نفس پھولتا ہے مگر میں اس کو بھی بعد میں برا سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی تعریف سے خوش ہونا اور برائی سے رنج کرنا یہ ایک مرض ہے۔ حضرت اقدس اس کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: علاج ہوتا ہے معصیت کا اور معصیت اختیاری ہوتی ہے اور یہ رنج وخوشی غیر اختیاری ہے تو معصیت نہ ہوئی پھر اس کا علاج بھی ضروری نہیں البتہ اگر اس پر کوئی ایسا امر مرتب ہو جاتا ہو کہ اختیاری ہو اور معصیت ہو تو اس کو لکھنا چاہئے اس کا علاج ضروری ہے۔

حسد کا علاج

عرض: جن لوگوں کے ساتھ حسد ہے ان سے اپنے علم وعمل کو بہت چھپاتا ہوں جو دینی کتب مطالعہ کرتا ہوں اور جس قدر ان پر محنت کرتا ہوں اور جس قدر علماء کرام سے سنتا ہوں ان کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ظاہر ہو جاوے تو دل کو رنج ہوتا ہے اور دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کوشش کر کے اس طرح محنت نہ کرنے لگ جاویں۔

ارشاد: یہ چھپانا اور ظاہر نہ کرنا فعل اختیاری ایسا تو اس کے خلاف بھی فعل اختیاری ہے یعنی نہ چھپانا اور ظاہر کر دینا تو اس کو اختیار کرو یہی علاج ہے۔

محسود کی ترقی پر خوشی کا اظہار واجب نہیں

عرض: حضرت والا۔ ایسی حالات میں اگر قدرت ہو تو جس شخص پر حسد ہو۔ اس کو ضرر پہنچاتا نہیں ہوں۔ ہاں اگر خود بخود کوئی ضرر پہنچ جاوے تو دل ہی دل میں معمولی سا خوش ہوتا ہوں مگر اس خوشی کو برا سمجھتا ہوں۔ زبان سے تو خوشی کا بالکل اظہار نہیں کرتا ہوں اور اپنی ناگواری میں اپنی رائے کو غلط سمجھتا ہوں اور اس کے عیوب کا بحمد اللہ کبھی تذکرہ ہی نہیں کرتا۔

ارشاد: یہ اجزاء معصیت نہیں۔

عرض: یہ تو حضرت اقدس کے ارشاد پر عرض کیا گیا۔ باقی اس شخص سے ملنا اور اس کی ترقی کا تذکرہ اپنے سامنے ہونا پسند نہیں کرتا ہوں اور اس سے علیحدگی بایں خیال کرتا ہوں کہ اس کے ملنے اور ترقی کے تذکرہ سے مجھ کو دلی ناگواری نہ ہو۔ ایسے ہی دیگر کسی قسم کا معاملہ کرنا بھی پسند نہیں کرتا جو کچھ ناقص عقل میں آیا عرض کر دیا ہے اگر معصیت ہو تو حضرت علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: اس کا مضائقہ نہیں۔ ملنا واجب نہیں لیکن اتفاقاً ہو جاوے تو سلام ضروری ہے۔

اپنی تعریف سننے کا اثر

عرض: اور اگر کوئی شخص میری ظاہری حالت دیکھ کر میری دینی تعریف کرتا ہے تو نفس

پھولتا ہے مگر میں اس خیال کو روکتا ہوں اور دل سے کہتا ہوں کہ مجھے تو عند اللہ اچھا بننا چاہئے لوگوں کی تعریف یا مذمت کا خیال ہی نہیں لانا چاہئے مگر اس تعریف کا اثر بہت عرصہ تک رہتا ہے مگر پھر آہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہے اس واسطے لوگوں سے حتی الوسع نہیں ملتا ساری حالت عرض کر کے حضرت اقدس سے علاج چاہتا ہوں تاکہ عمل کر کے شفا پا سکوں۔

ارشاد: کیا اثر پر کوئی عمل بھی مرتب ہوتا ہے۔

غلطیوں کا تدارک ہی علاج ہے

عرض: بعض دفعہ ساری رات نیند نہیں آتی دینی و دنیوی کام سب پریشانی اور گھبراہٹ سے ادا کرتا ہوں طبیعت میں سکون نہیں تنہائی میں وحشت ہوتی ہے کئی دن سے یہی حالت ہے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا کروں حضرت والا اس کا کیا علاج کروں اور حضرت اقدس دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اس مصیبت سے نجات بخشیں۔

ارشاد: جو غلطیاں اس کدورت کا سبب ہیں ان کا تدارک یہی علاج ہے میری دعا سے کیا ہوتا ہے باقی دعا کرتا ہوں۔

دل شکنی سے بچنے کا طریق

عرض: بندہ حتی الوسع دوسرے کی دل شکنی گوارا نہیں کرتا حتی کہ دوسرے کی دل شکنی کے خیال سے بعض دفعہ ناجائز کام بھی ہو جاتا ہے مثلاً میرے ہمسایہ کے ہاں اس وقت بھینس دودھ دیتی ہے اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس ہمسایہ نے یہ بھینس ادھار خریدی تھی مگر مالک کو قیمت نہیں دی بھینس کے مالک نے عدالت میں چارہ جوئی بھی کی مگر کچھ نہ ہو سکا اس ہمسایہ نے اس بھینس کا دودھ ایک دن مجھے ہدیتاً بھیجا تو میں نے کوئی عذر کر کے واپس کر دیا اس نے پھر اصرار کیا کہ دودھ لے لو تو میں نے اس خیال سے کہ اس کی دل شکنی نہ ہو لے کر پی لیا مگر دل کو بہت رنج ہوا اور بعد میں استغفار کیا۔

حضرت والا! اگر یہ مرض ہو تو اس کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: مرض ہونے میں شک نہیں علاج ظاہر ہے نرمی سے عذر کر دو اس پر دل شکنی ہو تو ہوا کرے ہاں لہجہ سخت نہ ہو اس دل شکنی سے بچو۔ نرمی سے عذر کیا جائے تو دل شکنی نہ ہوگی۔

مکتوبات اہلیہ حضرت حاجی شیر محمد صاحب قدس سرہٗ

عرض: حضرت عالی! میں لڑکیوں کو قرآن پڑھاتی ہوں اور مسائل نماز و روزہ وغیرہ بتلاتی ہوں اور خود بھی بہشتی زیور پڑھتی و دیگر مواعظ حضرت اقدس شوہر سے سنتی رہتی ہوں میرے شوہر نے پڑھنے والی لڑکیوں اور عورتوں سے ہدیہ وغیرہ لینے سے منع کر رکھا ہے امسال عیدالفطر کے دن دو لڑکیوں نے ہدیہ کچھ کپڑے اور سویاں وغیرہ مجھے بھیجیں مگر میں نے واپس کر دیا بحمداللہ گھر میں گزارہ اچھا ہو رہا ہے کسی کے دست نگر نہیں مگر بعدہ خیال آیا کہ یہ تکبر اور فخر یا ناشکری نعمت حق تعالیٰ نہ ہوا اور شاید کہ ان لڑکیوں کے والدین کا دل بھی برا ہوا ہو مگر میں نے شوہر کے کہنے اور نیز اس خیال سے کہ شاید ان کی پیروی میں دوسری لڑکیاں اپنے والدین کو ہدیہ کے لئے تنگ کریں میں نے روک دیا حضرت والا! ارشاد فرماویں کہ یہ ان کی دل شکنی اور معصیت تو نہیں اور آئندہ کیا عمل ایسے موقع پر اختیار کیا جاوے۔

ارشاد: بہتر تو یہی ہے کہ نہ لیا جاوے مگر نرمی سے سب مصلحتیں سمجھا دی جاویں پھر دل شکنی نہ ہوگی۔

سزا کے بارے میں چند ہدایات

عرض: اپنے بچوں پر ان کی معمولی حرکات پر مثلاً کسی کام میں دانستہ لاپرواہی کریں تو جوش غصہ میں پانچ مکے کمر پر یا سر پر دھپے مار دیتی ہوں مگر منہ پر نہیں مارتی ہوں اس حالت کی اصلاح فرماویں۔

ارشاد: گھونسہ نہ مارو تین سے زیادہ نہ مارو سر پر بھی ایسا ہی ہے جیسا منہ پر، کمر پر تھپڑ مار دو۔

عرض: ایک دن میرے شوہر نے گھر کے صحن میں قرآن شریف سنانے کے لئے مجھ کو چھوٹا لڑکا بھیج کر بلایا کیونکہ میں گھر کے اندر خاص رشتہ دار عورت سے کسی معاملہ میں کچھ جھگڑ رہی تھی خاوند نے مصلحتاً بلایا تھا کہ بات بڑھنے نہ پائے اور کہلا بھیجا کہ جلدی آؤ اور قرآن شریف سناؤ میں نے کہا کہ میں آج قرآن پاک نہیں پڑھوں گی (کیونکہ میں اس دن پڑھنے سے معذور تھی) مگر خاوند کو یہ حالت معلوم نہ تھی پھر اس عورت سے باتوں میں مشغول ہوگئی اور چھوٹے لڑکے نے شوہر سے باہر آ کر یہی جواب کہہ دیا بعدہٗ جب شوہر کے پاس گھر سے باہر پہنچی تو اس نے جلدی نہ آنے اور لاپرواہی سے جواب دینے کی وجہ پوچھ کر ڈانٹا میں نے اصل وجہ بتلائی تو شوہر خاموش ہوگئے اور مجھے کچھ نہ کہا مگر میں نے غصہ میں

لڑکے کی کمر پر دو چار دھپے مار دیئے کہ تم نے شوہر سے میری بات اس طرح کیوں کہہ دی کہ میں نہیں پڑھوں گی اس حالت غصہ کا علاج ارشاد فرمادیں۔

ارشاد: توبہ کرو اس نے کیا کیا جو بات شوہر سے کہلوانا نہ چاہتی تھیں لڑکے سے کیوں کہی۔

غصہ کا علاج

عرض: اسی طرح اگر کوئی عورت یا آدمی میرے کسی کام میں نقص نکالے یا معمولی طعنہ دے تو جوش غصہ میں آگ بگولا ہو جاتی ہوں اور دل میں بہت جلتی ہوں اگر کہنے والا میرے سامنے ہو تو اس حالت میں کچھ نہ کچھ سخت جواب بھی دیتی ہوں اور کبھی زبان سے کچھ نہیں کہتی تو دل میں کینہ سا پیدا ہو جاتا ہے اس مرض کا علاج ارشاد فرمادیں یہ مرض غصہ مجھ میں بہت پرانا ہے حضرت والا دعا و توجہ فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے شفا بخشے آمین۔

ارشاد: وہاں سے فوراً ہٹ جاؤ اور اپنا قصوروار ہونا اور اللہ تعالیٰ کے انتقام کا شدید ہونا یاد کرو

دل کی تنگی کا علاج

عرض: حسب ارشاد حضرت اقدس عرض ہے کہ میرے شوہر جو چیزیں وغیرہ ہدیۃً رشتہ داروں کو گھر سے بھجواتے ہیں تو اس سے مجھے دل کی تنگی ہوتی ہے اور کسی چیز کی نہیں اور دل کی تنگی اختیاری معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد: کوشش ہی علاج ہے اور ساتھ ساتھ ثواب کا قصد کر لیا کہ نفع پہنچانے سے ثواب ملتا ہے۔

غصہ کا علاج

عرض: آئندہ ان شاء اللہ خاموش رہنے کی کوشش کروں گی اور غصہ کا ضبط کرنا بھی بے شک اختیاری ہے مگر بعض موقع پر میں رکنا یاد نہ رہ کر کوئی بات ناشائستہ یا کام تیزی سے سرزد ہو جاتا ہے یہ غصہ کی عادت مجھ میں بہت پرانی ہے حضرت والا! دعا اور علاج فرمادیں جس سے یہ معصیت کرنے سے رک جاؤں۔

ارشاد: یہ بھی یاد کر لیا جاوے کہ ہم بھی قصوروار ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس طرح ہم پر غضب فرماویں تو کیا ہوگا۔

مضمون خط حضرت حاجی صاحب

خرچ کرنے میں احتیاط

عرض: خرچ کرنے کے موقع پر بہت سوچ بچار کر خرچ کرتا ہوں غیر ضروری موقعوں پر خرچ کرنے سے دل کو بہت تنگی ہوتی ہے ضروری موقعوں پر بھی بہت آہستہ آہستہ خرچ کرتا ہوں دل میں یہ خوف لگا رہتا ہے کہ کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے یا قرض نہ اٹھانا پڑے اور بحمد اللہ اس وقت مقروض نہیں ہوں کسی کا میری طبیعت بھی کمزور ہے معمولی باتوں سے پریشان ہو جاتا ہوں اس لئے پیسے پاس رہیں تو دل مطمئن رہتا ہے ہاں زکوۃ و دیگر صدقات واجبہ و مروت کے ضروری موقوں پر خرچ کر دیتا ہوں چنانچہ اپنے والد صاحب و بھائی صاحب کا جو مجھ سے علیحدہ ہیں بہت سا قرض حسب توفیق ادا کرتا رہا ہوں اور طبیعت پہلے ہی سے بحمد اللہ حرام و مشتبہ مال سے بہت متنفر ہے اور اب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور آپ کی دعا و برکت سے ایسے مال سے بچاتے رہتے ہیں اور سادہ لباس اور سادہ خوراک پر قناعت کا عادی ہوں سارا حال عرض کر کے طالب ارشاد ہوں کہ مجھ میں حب مال و بخل کا مرض تو نہیں اگر ہو تو علاج ارشاد فرماویں۔

ارشاد: یہ تو خطرہ عقل کا اقتضاء ہے اللہ تعالیٰ اور عقل زیادہ کرے مگر اس کو اپنی محبت کا تابع رکھے۔

بھیک مانگنے والا معذور نہ ہو تو بھیک نہ دے

عرض: اور بہت سوں نے تو مانگنے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور بعض تیسرے چوتھے دن پھر آ موجود ہوتے ہیں اور گھر والوں کو مانگ مانگ کر تنگ کر دیتے ہیں۔

ارشاد: اگر قرآئن سے معلوم ہو کہ یہ معذور نہیں تو دینا نہ چاہئے ناجائز ہے۔

مضمون خط اہلیہ حضرت حاجی صاحب

غصہ کا علاج

مرض: حضرت والا! میرے دلی امراض میں سب سے بڑا عیب غصہ کا ہے اگر کوئی مجھے تھوڑی سی بات بھی کہہ دے یا میری خلاف مرضی بات کرے تو از حد غصہ آتا ہے جس سے بچوں کو تو بہت پیٹتی ہوں اور اگر کوئی اور ہو جس پر بس نہ چل سکے تو اس سے بولنا چھوڑ دیتی ہوں اور دل میں اس کے متعلق بہت عرصہ تک کینہ رہتا ہے۔

ارشاد: جب غصہ آوے فوراً اس جگہ سے ہٹ کر تنہائی کی جگہ چلی جاؤ اور کسی کام میں لگ جاؤ کوئی شخص بات کرے تو کہہ دو میں اس وقت نہیں بولتی پھر کہہ لینا۔

کل بلا استثناء غیبت میں شامل نہیں

عرض: حضرت والا کے ارشاد سے یہ ناچیز سمجھ گئی کہ کسی معین شخص کا ذکر کر کے یا دل میں اس کا خیال کر کے اس شخص سے اپنے کو اچھا سمجھنا یا اچھا ظاہر کرنا معصیت ہے سو بحمد اللہ یہ خیال تو مجھ میں نہیں ہے کسی کو حقیر نہیں سمجھتی اپنے دل میں اپنی قوم کو عام طور پر دین سے بے پرواہ سمجھ کر ایک رشتہ دار عورت سے کہا تھا کہ کیا ہماری لڑکیوں کے رشتہ کے لئے قوم کے یہی لوگ (بددین) رہ گئے ہیں؟ اور دل میں تھا کہ کسی دیندار سے رشتہ کروں گی حضرت والا! اگر عام طور پر قوم کو ایسا سمجھنا اور کہنا مرض یا معصیت ہو تو اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

ارشاد: عام کے دو معنی ہیں ایک تو کل کے کل بلا استثناء اور ایک اکثر کے اعتبار سے اول غیبت ہے ثانی نہیں۔

معالجہ کے لئے ٹیکہ لگانا جائز ہے

عرض: سرکاری ڈاکٹر گاؤں میں لوگوں کو ٹیکہ کرتے ہیں بچوں کو خصوصاً اور بڑوں کو بھی اس سے تکلیف بہت ہوتی ہے ارشاد فرماویں کہ ٹیکہ کا لگانا مناسب ہے یا کہ نہیں جیسا ارشاد ہوگا عمل کروں گی۔

ارشاد: معالجہ کے لئے ٹیکہ بھی لگانا جائز ہے اور رفع وحشت کے لیے نقل مکان بھی جائز ہے یہ اعتقاد نہ ہونا چاہئے کہ جانے سے بچ جاوے گا اور وعظ مسمی خیرالحیات وخیرالممات اس بارے میں بہت نافع ہے۔

حقوق العباد کی اہمیت

عرض: حضرت والا! میں ایک دفعہ (عرصہ ہوا) اپنے حقیقی بھائی کے ہاں مہمان گئی تھی اس نے چند روپے مجھے اپنی گھر میں خرچ وغیرہ کے لئے دیئے جن میں ایک روپیہ میں نے بلا اجازت اس کے اپنے کسی کام میں خرچ کر لیا تھا گویا میرے ذمہ اس کا ایک روپیہ ہے مگر اس بھائی نے میرے شوہر سے عرصہ ہوا کہ ساڑھے سترہ روپے ادھار لئے تھے اور تا حال ادا نہیں کئے میں نے اسے کہا بھی تھا کہ روپے ادا کر دو مگر اس کی نیت ادا کرنے کی معلوم نہیں ہوتی تو کیا وہ روپیہ شوہر کے روپوں میں کاٹا جا سکتا ہے اور جب کبھی وہ میرا بھائی شوہر کے روپے ادا کرے تو ایک روپیہ اس سے کم وصول کر لیں یہ ٹھیک ہے کہ اگر یہ ٹھیک نہ ہو تو بطور ہدیہ وغیرہ اس کو یہ ایک روپیہ یا کوئی اور چیز ایک روپیہ کی پہنچادیں جس طرح حضرت اقدس ارشاد فرماویں تعمیل کروں۔

ارشاد: ہاں بشرطیکہ تم کو ان کے سترہ روپے کا علم دلیل شرعی سے معلوم ہو محض شوہر کا کہنا کافی نہیں۔

جوش غصہ میں سزا نہ دی جائے

عرض: غصہ کی حالت میں بعض دفعہ اپنے بچوں کو زیادہ مار دیتی ہوں وہ بھی ان کے قصور پر ایسے موقع پر کیا طریقہ استعمال کروں جس سے مجھے مواخذہ نہ ہو اور یہ معصیت دور ہو جاوے ارشاد فرماویں۔

ارشاد: جوش غصہ کے وقت مت مارو جب غصہ کم ہو جاوے یہ سوچ کر کہ کتنی سزا مناسب ہے سزا دے دو۔

بچوں کو بیل وغیرہ کے کہنے کا حکم

عرض: اپنے بچوں کو کام میں کوتاہی کرنے یا کسی بات کے نہ ماننے پر جوش غصہ میں

نامناسب الفاظ ڈوم، بیل، بھینسا وغیرہ کہہ دیتی ہوں۔

ارشاد: کچھ ڈر نہیں مگر اس سے آگے نہ بڑھیں۔

غصہ کا علاج

مرض: اگر کوئی مجھ کو معمولی بات کہے اور میری کسی غلطی سے متنبہ کرے تو اس سے بہت غصہ آتا ہے اور کسی کی معمولی بات کا تحمل نہیں کرتی ہوں اور گھر والوں میں سے جو کوئی مجھ کو بھی غصہ سے کچھ کہے تو اس کو بھی ویسا ہی جواب دیتی ہوں جس سے دوسرے کی دل شکنی ہوتی ہے اور غصہ کا اثر میرے دل میں دیر تک رہتا ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور جس سے غصہ ہوتا ہے میں اس سے بولنا نہیں چاہتی حضرت والا! یہ مرض مجھ میں بہت پرانا ہے اس کا علاج ارشاد فرماویں۔

ارشاد: اس وقت بالکل سکوت کرو اور وہاں سے جدا ہو جاؤ کہ مغضوب علیہ کا سامنا رہے اگر اس سے سکون ہو جاوے کافی ہے ورنہ بتکلف اس سے شفقت و نرمی کی بات کرو اگر ممکن ہو سکے اس کو کچھ ہدیہ دے دو۔

بہشتی زیور کے مطالعہ کی ترغیب

عرض: میں بعد تہجد کے نماز فجر تک بہشتی زیور یا شرح وقایہ وغیرہ کتب فقہ وغیرہ کا مطالعہ کرتا رہتا تھا مگر اب وقت مطالعہ کتب فقہ وغیرہ کا ان تسبیحوں کی وجہ سے نہیں ملتا اور دن کے وقت (بعد نماز فجر) دس بجے سے پہلے پہلے مناجات مقبول و قرآن شریف و مواعظ وغیرہ کا مطالعہ کرتا ہوں بعدہٗ چونکہ سکول میں شام تک سرکاری کام میں لگا رہتا ہوں۔

ارشاد: کیا اتنا وقت بھی نہیں مل سکتا کہ بہشتی زیور کے تین ورق روزانہ دیکھ لئے جایا کریں۔

اصلاحی خطوط

مکتوبات حسن العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون: سادات غربا، سادات اغنیاء اور احباب اغنیاء اور ان تینوں قسم کے اصحاب کے اطفال صغار جو اس ایصال ثواب کا کھانا کھائے اور ان کو بھی بہ نیت حصول ثواب کھانا کھلایا گیا۔ پس شرعاً ان چاروں قسم کے لوگوں کو ایصال ثواب کا کھانا کھلانا اور اس کا ثواب ایصال کرنا جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب: فی نفسہ تو جائز تھا مگر ان لوگوں کے کھانے کھلانے سے رسوم جاہلیت کی تقویت ہوتی ہے اور مساکین کے نفع میں کمی ہوتی ہے اس لئے انتظام دین مقتضی اس کو ہے کہ اس کو منع کیا جاوے۔

مضمون: مہر مرحومہ کسی صدقہ جاریہ میں صرف کروں تو اس سے مرحومہ کے ذمہ کے حج، زکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ ادا ہو جائیں گے۔

جواب: نہیں دوسرے ورثہ کا حصہ آپ اپنی رائے سے صرف نہیں کر سکتے۔

مضمون: مرحومہ کے والد کا حصہ بھی کسی صدقہ جاریہ میں صرف کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ وہ پابند شرع نہیں فضولیات میں صرف کریں گے پھر اس سے شاید مجھ کو بھی گناہ ہوا اور مرحومہ کی روح کو بھی صدمہ ہو۔

جواب: آپ پر واجب ہے کہ ان کا حصہ ان کو دے دیں وہ اگر خلاف شرع صرف کریں گے خود ان پر وبال ہوگا نہ تو آپ کو گناہ ہوگا اور نہ مرحومہ کی روح کو صدمہ ہوگا کیونکہ وہ شرعاً ان ورثہ کی ملک ہے۔

مضمون: ایک خط میں کاتب نے اپنے نام کے آگے الفاظ "خریدار الامداد" بھی لکھ دیئے ان الفاظ پر نشان کر کے یہ جواب تحریر فرمایا" اس پتہ سے کیا فائدہ ہوا کیا اس کے دباؤ میں کام نکالنا چاہتے ہیں کیا اس پرچہ کا مالک یا منتظم مجھ کو سمجھتے ہیں۔ اگر یہ پتہ نہ ہوتا تو اس خط کا جواب دیتا اب جواب دینے سے قاصر رہا۔

مضمون: ایک وکیل صاحب نے قلت آمدنی کی شکایت کر کے کوئی وظیفہ چاہا۔ جواب: کہ دعائے خیر کرتا ہوں حزب البحر روزانہ ایک بار بعد نماز فجر یا مغرب معمول رکھا جاوے تو امید فلاح ہے۔

مضمون: ایک خط میں نام لڑکی کا پوچھا گیا اور ذہن کے لئے کوئی دعا بھی۔ جواب: آمنہ نام اچھا معلوم ہوتا ہے بعد ہر نماز کے یاعلیم اکیس بار پڑھ لیا کریں ذہن کیلئے۔

ایک کارڈ کا جواب: بیعت تو وطن سے بھی ممکن ہے جبکہ میں اپنی شرائط کو مجتمع معلوم کر لوں باقی ہفتہ عشرہ میں کیا اصلاح اور کیا تربیت ہو سکتی ہے۔

ایک کارڈ کا جواب: اگر آپ کا خط مع ٹکٹ پہنچا ہوگا تو ضرور جواب گیا ہے باقی یاد رہنا یا پہنچنا میرے اختیار سے خارج ہے۔

ایک خط کا جواب: جس کی عادت (داڑھی منڈانے یا کتروانے کی ہو) اس کے پیچھے (نماز) مکروہ تحریمی ہے (اگر پڑھ لی ہو) اعادہ نہیں ہے"

ایک کارڈ کا جواب: حق العباد جب صاحب حق کے ورثہ سے معاف کرالے معاف ہو جاوے گا اور اگر بامید کسی چیز کے ملنے کے صاحب حق نے معاف کیا تھا اور یہ امید اس مدیوں نے دلائی تھی اور وہ چیز پھر اس کو نہ دے تو معاف نہ ہوگا۔

ایک معلم نے بذریعہ کارڈ اطلاع دی کہ گرمیوں کی وجہ سے رات چھوٹی ہوگئی بارہ تسبیح اور کلام مجید کی ایک منزل پڑھنی پڑتی ہے نیند میں خلل ہونے سے پڑھائی میں نقصان واقع ہوتا ہے جواب تحریر فرمایا۔ بارہ تسبیح میں کمی کردی جائے جس قدر آسانی سے ہو سکے اتنا کیا جاوے۔

مضمون: ایک صاحب نے یہ لکھا کہ فلاں فلاں چیز جو قصد سبیل میں ہے تجویز فرما دی جاوے جواب: طبیب تجویز نسخہ میں مریض کی رائے کا اتباع نہیں کر سکتا۔

ایک خط کا جواب: معمولات کافی ہیں میرے وعظ جتنے مل جاویں سنا کرو اور آنکھوں کو نیچے رکھو اور اس گناہ کے کفارہ کے لئے پچاس نفلیں روزانہ پڑھا کرو اور مجھکو حالات سے اطلاع دیتے رہا کرو۔

ایک خط میں اولاد کے لئے تعویذ طلب کیا گیا تھا۔ جواب دیا عزیز من میں خود بے اولاد ہوں اگر ایسا تعویذ جانتا تو اپنا حق مقدم تھا۔

ایک صاحب نے بلا اطلاع معمولات مجوزہ سابق کچھ اور پڑھنے پڑھانے کے لئے پوچھا تھا تحریر فرمایا کہ مجھ کو پہلے ہی معلوم نہیں۔ بچہ کے لئے بھی حفظ کا تعویذ مانگا تھا تحریر فرمایا

کہ معوذتین لکھوا کر گلے میں ڈال دیں ایک مسئلہ بھی پوچھا تھا تحریر فرمایا کہ مسائل کے لئے جو خط بھیجا جاوے اس میں اور مضمون نہ ہو۔

ایک خط میں بیوی کی عدم پابندی نماز کی شکایت درج تھی۔ تحریر فرمایا کہ ہمیشہ نصیحت کرتے رہیں میری کتابیں سنایا کریں ناامید نہ ہوں۔ بلاضرورت سختی نہ کریں۔ دوسری شادی کو بھی پوچھا تھا۔ منجملہ اور مصلحتوں کے موجودہ بیوی کے دیندار ہو جانے کی بھی مصلحت درج تھی۔ تحریر فرمایا کہ اپنی گنجائش اور یہ کہ فساد تو نہ بڑھے گا۔ دونوں باتیں دیکھ لیں اور یہ امید نہیں کہ سوت کو دیکھ کر دوسری سوت دیندار ہو جاوے۔

ایف اے کے امتحان کی کامیابی کے لئے کوئی وظیفہ یا تعویذ ایک صاحب نے مانگا تھا۔ تحریر فرمایا کہ ''روزانہ یاعلیم (۱۵۰) بار بعد نماز فجر پڑھ کر دعا کیا کریں۔ امتحان کے روز اس کی کثرت بلاتعداد رکھیں''

۸ جمادی الاول ۳۴ھ مقدمہ میں ایک ماخوذ اہلکار پولیس کا جواب۔ اگر روزانہ ایک بار حزب البحر پڑھ لیا کیجئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔

ایک صاحب نے لکھا کہ پہلے اچھی اچھی کیفیات طاری ہوتی تھیں۔ اب بجائے ان کے دنیوی قصہ وغیرہ کی طرف خیال منتشر رہتا ہے۔

جواب: اس کی طرف اصلا التفات نہ فرمایئے۔ ایسے تغیرات ہر شخص کو پیش آتے ہیں کام میں لگے رہنے سے تدریجاً سب حالتیں درست ہو جاتی ہیں۔ بڑی بات کام پر عداوت کرنا ہے جس طرح ہو دل سے یا بددلی سے۔

۹ جمادی الاول ۳۴ھ (مضمون) میں ہمیشہ دل رنجیدہ رہتا ہوں کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جس سے خوشی حاصل ہو اور دہشت جاتی رہے۔

جواب: سوتے وقت آیت الکرسی اور قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس پڑھ کر سو رہا کریں اور جب کوئی برا خیال آیا کرے میرا خیال کر لیا کریں ضمیمہ۔ یہ مخاطب فہیم تھے کہ حقیقت اس تدبیر کی سمجھتے تھے کہ ایک خیال دوسرے خیال کا دافع ہوتا ہے اور محبوب کا خیال زیادہ دافع ہوتا ہے وہ اس سے متعارف تصور شیخ نہیں سمجھے۔

بواسیر کی شکایت پر تحریر فرمایا۔ بعد نماز فجر (۴۱ بار) الحمد شریف پانی پر دم کر کے پیا کیجئے۔

۱۱ جمادی الاول ۳۴ھ ایک صاحب نے محض مسئلہ پوچھنے کی غرض سے خط لکھا اس میں خیریت بھی دریافت کی حالانکہ یہ بھی لکھا تھا کہ خیریت فلاں صاحب کے خط سے معلوم ہوتی رہتی ہے۔ اس کا جواب یہ لکھا خیریت سے ہوں۔ ایک مسئلہ خلوص کا بتلاتا ہوں اس خط میں جب مسئلہ پوچھنا تھا تو خیریت دریافت کرنا نہ چاہئے تھا۔ نہ اس میں خلوص رہا نہ اس میں۔ اس خط میں مسئلہ یہ دریافت کیا گیا تھا کہ محکمہ رجسٹری میں محرر رجسٹری کی جگہ جائز ہے یا نہیں اور اس کو ترک کر دینا چاہئے یا نہیں اس کے جواب میں استفسار فرمایا کہ "اگر ناجائز ہوتی تو ترک کر کے کیا سبیل معاش اختیار کریں گے"

اسی خط میں آخر میں ان صاحب نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر میری منشاء کے مطابق جواب باصواب موصول ہوا تو آئندہ اپنے سوالات متعلق بہ دین یا مشتمل بر دین پیش کرتا رہوں اس کا جواب تحریر فرمایا کہ میں اسی خدمت کے لئے ہر مسلمان کے واسطے حاضر ہوں اس میں کسی شرط کی ضرورت نہیں۔

ایک خط میں تین فتوے ایک ہی عبارت میں لفظ یا کے ساتھ دریافت کیے گئے تھے کہ اگر ایسا ہو یا ایسا ہو تو کیا حکم ہے۔ تحریر فرمایا "یہ تینوں سوال الگ الگ لکھ کر سوال کریں تا کہ جواب میں آسانی ہو" ضمیمہ۔ وجہ یہ کہ کبھی ہر صورت کا حکم الگ ہوتا ہے تو ہر سوال کا اعادہ کرنا پڑتا ہے تو سائل مجیب کے ذمہ بلا ضرورت یہ کام کیوں ڈالے خود ہی ہر صورت کا سوال جدا کیوں نہ قائم کرے۔

ایک خط کا جواب: جو امور اختیاری ہیں ان میں بجز استعمال اختیار کے اور کیا ہو سکتا ہے اصل چیز تو یہی ہے اور اختیار میں ہے اور دعا اس کی معین ہے نہ کہ صرف دعا پر اکتفا کیا جاوے رہا توجہ باطنی اس کی درخواست نفس کا حیلہ ہے کہ نفس مشقت سے بھاگتا ہے اس لئے اس نے یہ حیلہ نکالا ہے جس میں اس کو کچھ کرنا نہ پڑے اور جو امور غیر اختیاری ہیں وہ مضر نہیں اس کی فکر میں نہ پڑیں اور دعا کے قبول نہ ہونے کی نسبت جو لکھا ہے (کہ معلوم نہیں کیوں نہیں قبول ہوتی) سخت بے ادبی ہے کیا وہ دعائیں تمام شرائط کے جامع ہونے کے سبب مستحق قبول ہیں۔ اگر آپ کے نزدیک ایسی ہی ہیں تو کھلا دعویٰ ہے اپنے عمل کے کمال

کا باوجود قیام معارض کے اور اگر نہیں ہیں پھر قبول کا انتظار اور عدم قبول کا اظہار چہ معنی جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنا تبریہ اور حق تعالیٰ پر الزام۔ الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔

۱۶ جمادی الاول ۳۴ھ یوم سہ شنبہ۔ ایک ضعیف العمر صاحب نے جو مرض میں مبتلا تھے ایک خط میں شکایت ہجوم وساوس کی تحریر کی تھی جواب تحریر فرمایا کہ آپ کو ایسی جگہ چند روز رہنا ضروری ہے جہاں طبیب ظاہری بھی ہو اور کوئی شیخ کامل بھی ہو جس سے آپ کو اعتقاد ہو۔ بعد کو دوسرا خط آیا کہ حالت یاس کی ہے زندگی کی امید نہیں حاضری سے قاصر ہوں ایسے خیالات فاسد آتے ہیں کہ اس کا ظاہر کرنا شرک کفر ہے۔ اس پر تحریر فرمایا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حق تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرماوے اور مغفرت کرے بالکل اطمینان رکھیں کہ ان وسوسوں سے ذرا بھی گناہ نہیں ہوتا اور نہ ان کے علاج کی ضرورت ہے بلکہ بالعکس ان پر ثواب ملتا ہے اور علامات ایمان کامل سے ہے البتہ رضائے حق وذخیرہ آخرت کے لئے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت رکھیں اور وساوس کا ذرا غم نہ کریں آپ دیکھیں گے کہ ان کے عوض آپ کے نامہ اعمال میں حسنات درج ہوں گے۔

ایک مریضہ کے لئے تحریر فرمایا کہ آیات شفا لکھ کر اس کو پلایئے۔

کامیابی امتحان انگریزی کے لئے یہ تعویذ تحریر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم. **اللهم يسرلنا امورنا مع الراحة لقلوبنا و ابداننا والسلامة والعافية في ديننا و دنيانا وكن صاحبنا في سفرنا وخليفة في اهلنا**" اور تحریر فرمایا کہ پڑھنے کے لئے روزانہ قبل شروع کرنے کام کے (۱۵۰ بار) یاعلیم پڑھ کر قلب پر دم کر لیا کریں۔

احقر نے ملفوظات ومواعظ قلم بند کرنے کی سہولت کے لئے کوئی وظیفہ طلب کیا تو فرمایا کہ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ (۲۱ بار) بعد فجر پڑھ لیا کیجئے۔

امتحان کے کمرہ میں داخل ہونے سے قبل کچھ پڑھنے کو پوچھا گیا تحریر فرمایا کہ اس وقت یاعلیم کی کثرت رکھنا بہتر ہے۔

محکمہ رجسٹری کی ملازمت کی بابت پیشتر ایک صاحب نے فتوے دریافت کیا تھا اس کی بابت دریافت فرمایا کہ اگر ناجائز ہوئی تو ترک کر کے کیا سبیل معاش اختیار کریں گے

اس کے جواب میں ان صاحب نے لکھا کہ کوئی صورت معاش نہیں اس پر تحریر فرمایا کہ پھر مجبوری میں کیا ہوسکتا ہے اور نہ جواز کا فتویٰ دے سکتا ہوں جب تک نہ چھوڑ سکیں حرام سمجھیں اور دعا کرتے رہیں کہ اس سے بوجہ احسن نجات ہو پہلے خط میں جس کا خلاصہ نمبر ۳۰ میں درج ہے محض مسئلہ پوچھنے کی غرض سے جو خط بھیجا جاوے اس میں خیریت بھی دریافت کرنے کو خلاف خلوص تحریر فرمایا تھا۔ دوسرے خط میں انہوں نے خیریت نہیں دریافت کی لیکن حضرت نے از خود تحریر فرمایا کہ میں خیریت سے ہوں انہیں صاحب نے اب کی مرتبہ مسئلہ کی بابت علیحدہ خط بھیجا اور اس غلطی کی معافی علیحدہ جوابی کارڈ میں مانگی کہ مسئلہ پوچھنے کے خط میں خیریت دریافت کی مجھے سخت غلطی ہوئی۔

ایک صاحب کو تحریر فرمایا "ایک بے تکلف عرض ہے۔ میرا دل خوش ہوتا اگر خود آپ کا لکھا ہوا خط آتا دوسروں کے ہاتھ کا لکھا ہوا آنا اچھا نہیں معلوم ہوا خصوص ایسے صاحب کے ہاتھ کا جن کے معاملات صاف نہیں۔ ضمیمہ وہ خط دوسرے ایسے شخص سے مرسل خط نے لکھوا کر بھیجا تھا جن کی بدمعاملگی سے ایک مسلمان کو رنج اور ضرر پہنچ چکا تھا۔

۱۹ جمادی الاول ۴۲ھ سوال (۱) بعض لوگ اپنا کنگھا کسی دوسرے شخص کو بالوں میں نہیں پھیرنے دیتے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے باہم فریقین میں نزاع ہوجاتی ہے اور اپنے دعوے کے ساتھ شیخ عطار رحمہ اللہ علیہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں اس کے متعلق تحقیق مطلوب ہے۔ (۲) ایک عورت نے تمام عمر رمضان کے روزے نہیں رکھے اب بڑھاپے میں ہوش ہوا اب رمضان میں تو بمشکل ادا کرتی ہے مگر قضا رکھنے کی ہمت اور طاقت نہیں بتلاتی چاہتی ہے کہ فدیہ سے ادائیگی ہوجاوے کیا کوئی صورت ہوسکتی ہے۔

جواب: (۱) اس کی کوئی اصل نہیں اور حضرت شیخؒ کا مقولہ اگر ثابت بھی ہوجاوے تو اس پر محمول ہوگا کہ ان حضرات کو حسن ظن بڑھا ہوا تھا ہر روایت کو جبکہ اس کو کوئی صریح صحیح روایت رد نہ کرے صحیح مان کر عمل اور تعلیم فرمانے لگتے تھے۔ جس کا سبب غایت محبت رسول ہے۔ (۲) ایسی حالت میں فدیہ دیدینا جائز ہے۔

جواب ایک خادمہ کے خط کا: "ہمشیرہ عزیزہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جو تعلقات ضروری

ہوں وہ تو باطن کو مضر نہیں ہوتے اگر چہ سر دست ذکر کا اثر محسوس نہ ہو مگر نفع برابر ہوتا ہے اور وقت خاص پر معلوم بھی ہو جاتا ہے اور جو تعلقات فضول ہیں ان کو ترک کر دیا جاوے"

ایک صاحب کو جو کسی مقدمہ میں ماخوذ ہیں تحریر فرمایا کہ یا حفیظ بکثرت پڑھیں۔

ایک خادمہ مسماۃ نے نہایت اشتیاق و آرزو کے ساتھ حاضری کی اجازت چاہی اور کوئی نیا کام رکھنے کی درخواست کی کیونکہ پہلا نام اور پہلا کام اچھا نہ تھا توبہ کر کے نام بدلنے کی بھی درخواست کی تھی۔ جواب یہ تحریر فرمایا "اگر کبھی شوہر تمہارے اپنی خوشی سے ہمراہ لے آویں بشرطیکہ قرض نہ کرنا پڑے اور کوئی حرج بھی کسی قسم کا نہ ہو اور تم ان پر تقاضا کر کے تنگ بھی نہ کرو اور پردہ میں اور نماز میں بھی سفر میں خلل نہ پڑے تو اجازت ہے اور اپنا نام امت اللہ رکھ لو یعنی اللہ کی بندی جیسے عبداللہ (نام شوہر مسماۃ) کے معنی ہیں اللہ کا بندہ"۔

ایک لڑکا جس کی عورت جوان ہے گم ہو گیا ہے کسی نقش کی درخواست پر تحریر فرمایا "اس تعویذ کو ایک نیلے یا کالے کپڑے میں لپیٹ کر دو پتھروں کے درمیان میں دبا کر اندھیری کوٹھڑی کے اندر رکھ دیں اور رکھتے وقت یہ کہہ دیں کہ اے اللہ فلاں شخص کو لے آ نقل تعویذ

"بسم اللہ الرحمن الرحیم انا رادوہ الیک یبنی انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ اوفی السموٰت او فی الارض یات بھا اللہ ان اللہ لطیف خبیر او کظلمت فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمت بعضھا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکدیرٰیھا ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور حتیٰ اذا ضاقت علیھم الارض بمارحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لاملجاء من اللہ الاالیہ اللھم ات بالمراد بالخیر"۔

ایک صاحب کے سپرد کسی مسجد کی امامت ہے انہوں نے دریافت کیا کہ بعض مرتبہ کوئی شخص جماعت کے واسطے نہیں ہوتا تو اس صورت میں بندہ پر جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اگر ضروری ہے تو اذان کہہ کر دوسری مسجد میں جماعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: نہیں بلکہ اسی مسجد میں منفرد پڑھنا افضل ہے۔

کسی نے اختلاج اور تبخیر کے لئے تعویذ مانگا۔ تحریر فرمایا کہ "یہ تعویذ گلے میں اس طرح

لٹکا دیں کہ قلب پر پڑا رہے" نقل تعویذ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الذین آمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب وربطنا علی قلوبھم لولا ان ربطنا علی قلبھا لتکون من المؤمنین ولیربط علی قلوبکم"۔

مضمون: اور تھوڑی دیر تک تو حضور کا تصور رہتا ہے بعد اس کے حضور کا تصور تو مٹ جاتا ہے اور یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ ایک اونچا تخت جس کے خاص حصہ پر نور جلوہ گر ہوتا ہے میرے سامنے ہوتا ہے اور یہ تخت تختِ خداوندی معلوم ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نور میں بڑی زبردست کشش ہے جو کہ زبردستی مجھ کو اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے۔ شعر ورد زبان رہتا ہے اور اس نور کے قریب ہوتا جاتا ہوں۔ جب یہ نور گز سوا گز کے فاصلہ پر رہ جاتا ہے یکایک چونک اٹھتا ہوں اور سب کچھ غائب ہوجاتا ہے۔

جواب: سبحان اللہ یہ توجہ الی اللہ تو اصل مقصود ہے اور شیخ کی محبت اسی مقصود کا ذریعہ ہے پس اگر کسی کو خدا تعالیٰ یہ مقصود نصیب کردے اور شیخ سے ذرا بھی محبت نہ ہو مگر اطاعت واتباع ہو تو وہ شخص سرتاسر حق پر فائز ہے۔ ۲۱ جمادی الاول ۳۴ھ۔

جواب ایک خط کا۔ بیعت میں جلدی مناسب نہیں پہلے کام شروع کردیا جاوے قصد السبیل سے کام شروع کردیجئے اور حالات سے اطلاع دیتے رہئے تاکہ سلسلہ تعلیم کا جاری رہے پھر جب باہم مناسبت ہوجاوے گی اس وقت بیعت کی درخواست کا مضائقہ نہیں۔

مضمون: آنکھ تو رات کو ضرور کھلتی ہے مگر یہ خیال کرتا رہتا ہوں کہ ابھی وقت بہت ہے پڑھ لوں گا اسی خیال میں پھر نیند آجاتی ہے۔ جواب: ہمت کی ضرورت ہے۔

جواب ایک خط کا۔ اصل یہ ہے کہ طالب علمی کے ساتھ ذکر وشغل جمع ہونا دشوار ہے ایسی حالت میں جس قدر اور جس طرح ہوسکے غنیمت ہے۔ اس لئے اضافہ مناسب نہیں اور اسباق کا حرج کرکے آنا بھی خلاف مصلحت ہے۔ ۲۲ جمادی الاول ۳۴ھ۔

مضمون: اس وقت خادم کے دماغ کی یہ حالت ہے کہ جو کچھ حضور کے مواعظ وغیرہ میں پڑھتا ہوں ہر وقت خیال بندھا رہتا ہے یہاں تک کے نماز میں بھی۔

جواب: ان مضامین کا دماغ وخیال میں رہنا مطلوب ہے نماز میں بھی مضر نہیں

اطمینان رکھیں۔ مضمون: عورت پر جن کے اثر کیلئے تعویذ طلب کیا گیا ہے۔

جواب: میں عامل نہیں لیکن توکلا علی اللہ کچھ لکھ دیا ہے گلے میں ڈال دیجئے (نقل تعویذ) بسم اللہ الرحمن الرحیم. هذا کتاب من محمد رسول اللہ رب العالمین الی من طرق الدار من العمار والزوار ولاالسائحین الاطارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعة فان تک عاشقاً مولعاً او فاجراً مقتحماً او داعیاً حقاً مبطلا هذا کتاب اللہ ینطق علینا وعلیکم بالحق انا کنا نستنخ ما کنتم تعلمون ورسلنا یکتبون ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی هذا وانطلقوا الی عبده الاصنام والاوثان والی من یزعم ان مع اللہ الهاً اخرلا اله الا هو کل شیء هالک الا وجهه له الحکم والیه ترجعون تقلبون حٓم لاتنصرون حمعسق یفرق اعداء اللہ وبلغت حجة اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم فسیکفیکهم اللہ وهوالسمیع العلیم.

مضمون: ۲۳ جمادی الاول ۳۴ھ۔ درخواست اجازت اعمال قرآنی و درخواست درود شریف بغرض حصول زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

جواب: دونوں درخواستوں کا جواب زبانی سمجھ میں آ سکتا ہے تحریر سے سمجھ میں نہ آویگا مگراس وقت مجملاً اتنا سمجھ لیں کہ دونوں امر غیر ضروری ہیں۔

مضمون: بروز واپسی جلسہ سہارنپور بغرض بیعت حاضر خدمت بابرکت ہوا تھا لیکن حضور نے حالت طالب علمی میں مناسب نہ سمجھا واللہ مجھے بجائے مایوسی کے فرحت اور خوشی حاصل ہوئی اور عقیدت مندی زیادہ ہوئی اس لئے کہ حکیم کی رائے اور تجویز سے علاج مفید اور مناسب ہوتا ہے چند احباب نے حضور کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرنے کو کہا تھا لیکن بموجب اس تعلیم ضوابط کے کہ آنجناب نے وعظ میں ارشاد فرمائے تھے میں عرض نہ کرسکا۔

جواب: آپ کی خوش فہمی اور سعادت مندی سے بہت دل خوش ہوا۔ تحصیل علم اور اصلاح عمل میں لگے رہئے اور ضروری بات مجھ سے پوچھی جاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ جواب میں دریغ نہ ہوگا۔

مضمون: دورہ میں اہل مدد ہیڈ گھڑے اور لکڑی مفت کی استعمال کرتے ہیں میں احتیاط کرتا ہوں۔ کمہار سے گھڑے قیمتاً خریدتا ہوں اور کوئلہ ساتھ رکھتا ہوں۔ اس پر سالن پک جاتا ہے اور ہر گانوں میں پہنچ کر کنڈے خرید کر روٹی پکوا لیتا ہوں اس وجہ سے میں اہل مدد ہیڈ سے علیحدہ ہو گیا اور اب میرا کھانا بالکل علیحدہ پکتا ہے مگر رواجاً یہ بات کہ تین مسلمان ایک جگہ رہتے ہیں اور میں تنہا بیٹھ کر کھانا کھا لیتا ہوں کچھ برا معلوم ہوتا ہے آیا اس میں کسی اصلاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔

جواب: اس میں ایک تو مسئلہ کی تحقیق ہے وہ یہ کہ اگر ان کے طعام کی جنس حلال ہو تو صرف گھڑے یا لکڑی کے غیر حلال ہونے سے طعام حرام نہ ہوگا ان لوگوں کے ساتھ اپنا طعام شامل کر کے کھا لینے کی اجازت ہے ان کے اس فعل کا کہ گھڑے و لکڑی ناجائز طریق سے حاصل کیا وبال خود ان پر رہے گا اور ایک مشورہ کی تحقیق ہے وہ یہ کہ اگر اس طرح جدا ہو کر کھانے سے کوئی زیادہ تنگی ظاہری یا قلبی نہ ہو تو زیادہ بہتر یہی ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو اس کا احساس ہو کر اپنے فعل کے بے جا ہونے پر ان کو متنبہ ہو اور وہ بھی تائب ہو جاویں۔ خصوص جبکہ یہ احتمال ہو کہ اگر ہم ان کے شامل ہو کر کھاوینگے تو ہماری یہ احتیاط بھی بے اثر و بے وقعت ہو جاوے گی تب تو علیحدہ کھانا زیادہ ضروری ہے۔ اور اگر حالت اس کے خلاف ہو یا ساتھ کھانے میں امید ہو کہ تالیف قلب سے متاثر ہو کر ان کو ہدایت ہو جاوے گی تو شامل ہو کر کھالیں۔

مضمون: یہاں دو شخصوں میں بحث ہے پہلا شخص کہتا ہے کہ انسان خود فاعل مختار ہے اور اللہ پاک نے اس کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے نیکی کرے یا بدی کرے اور اس کا قبول کرنا نہ کرنا اللہ پاک کے اختیار ہے اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ نہیں جو کام کراتا ہے اللہ پاک کراتا ہے انسان کچھ نہیں کرتا فقط بدی کر سکتا ہے نیکی اللہ پاک کراتا ہے۔

جواب: ایسی باریک باتوں کی تحقیق میں مت پڑو پھر طرح طرح کے شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بس مجملاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ توفیق نیکیوں کی اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور جس طرح توفیق دی ہے اسی طرح بندہ کو اختیار بھی دیا ہے اور ایسا ہی اختیار انسان کو بدی کرنے کا بھی ہے پتھر کی طرح وہ مجبور نہیں ہے۔

جواب ایک خط کا۔ عزیزہ سلمہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دینی اعتبار سے تمہاری حالت بفضلہ تعالیٰ بالکل قابل اطمینان ہے۔ ایسے تغیرات وتبدلات جو کہ اکثر ضعف مزاج وغلبہ خلط سودا یا کمی خون کی ہے۔ باطن کو ذرا بھی مضر نہیں جس حالت کو تم محمود سمجھتی تھیں نہ وہ کمال تھا اور نہ یہ نقص ہے۔ دونوں عارضی ہیں۔ وساوس کسی شمار میں نہیں نہ اس سے کفر ہوتا ہے بلکہ الٹا اجر ملتا ہے۔ اصلی حالت عقائد اختیاریہ کی صحت اور اعمال ضروریہ کی پابندی اور معاصی سے اجتناب اور دنیا سے محبت نہ ہونا ہے جس کو یہ میسر ہے اور الحمد للہ تم کو میسر ہے وہ عند اللہ مقبول ہے اور جو پریشانی ہے وہ طبعی ہے روحانی نہیں۔ تم اپنے معمولات کو جس قدر بھی آسانی سے ہوسکے کئے جاؤ اور ایسی پریشانیوں کو باطن کے لئے مضرمت سمجھو۔ گو بیماری کے اثر سے جسم کو ضرر ہوتا ہو جس کی تدبیر طبیب کا کام ہے۔ جب تم یہاں تھیں تم نے یہ حالات بلکہ کوئی حالت بھی مفصل ظاہر نہیں کی یہ غلطی تھی ورنہ مشافہ میں زیادہ سکون ہوسکتا ہے خیر اب میں نے جو دستور العمل تحریر کیا ہے اس کو قطعی سمجھو اور مضبوط پکڑو اور حالات سے ذرا جلدی جلدی اطلاع دیا کرو۔

جن صاحب کے ذریعہ سے ان بی بی صاحبہ نے عریضہ لکھوایا تھا انہوں نے طوالت عریضہ کی معذرت چاہی تھی جو بضرورت واقع ہوئی تحریر فرمایا ”میں نے مفید دستور العمل لکھ دیا ہے۔ طول ضروری کا کیا مضائقہ اور یہ ضروری تھا بدوں اس کے حال نہ معلوم ہوتا“

مضمون: نماز وظیفہ میں اس قدر فضول خیال آتے ہیں جس سے طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے۔

جواب: کچھ حرج نہیں خود تو خیالات جمع کیجئے نہیں اور جو بلا قصد آویں ان کا ذرا بھی غم نہ کیجئے۔ جب ذکر کا غلبہ ہوگا ان شاء اللہ یہ سب مضمحل ومغلوب ہوجائیں گے۔

۲۵ جمادی الاول ۳۴ھ یوم پنجشنبہ

مضمون: پوڑیا کے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

جواب: پوڑیہ میں اسپرٹ کا احتمال ہے اور وہ روح ہے بعض شرابوں کی جو قواعد فقہیہ سے مختلف فیہ ہے جو احتیاط کرسکے احتیاط کرے اور جو نہ کرسکے اس کو گنجائش ہے۔

ایک خط کا جواب: کسی مسجد کو آباد کرنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

مضمون: معمولات علی التواتر حسب دلخواہ پورے طور پر وقت پر ادا نہیں ہوتے سخت پریشانی اور ندامت ہوتی ہے۔ جواب: یہ پریشانی اور ندامت بھی نفع میں معمولات سے کم نہیں۔

جواب ایک خط کا۔ بعد نماز فجر ۴۱ بار سورۂ فاتحہ پانی پر دم کر کے مریضہ کو دن بھر پلایا جاوے، اور آپ نے پیسہ والا ٹکٹ بھیجا مجھ کو باوجود تلاش کے اس وقت سادہ کارڈ نہ ملا مجبوراً لفافہ پر ٹکٹ لگا کر بھیجتا ہوں اگر آپ کارڈ لے کر موڑ کر رکھ دیتے تو آسانی ہوتی۔ ان باتوں سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

۲۱ جمادی الاول ۳۴ھ یوم جمعہ

مضمون: حضور مال (جا جم وغیرہ بغرض فروخت) بہت رکھا ہے روپیہ دینے کا وعدہ بالکل قریب ہے اور مال کے پیچھے حضرت بہت پریشان ہوا ہوں۔ کوئی دعا پڑھنے کے واسطے بتلا دیجئے پڑھا کروں۔

جواب: یا باسط ہر نماز کے بعد (۷۲) بار پڑھ کر دعا کیا کریں۔

مضمون۔ میں نے اب کی دفعہ منت مانی تھی تو اللہ پاک نے پوری کر دی ہے اس کے شکریہ میں مسجد کی جانماز بناؤں گا ناپ بھجوا دیجئے۔

جواب: بھائی اس کی حفاظت جھگڑا ہے اتنا روپیہ مسکینوں کو دینے سے زیادہ ثواب ہوگا۔

مضمون۔ بہ برکت صحبت شریف تھانہ بھون سے واپس ہونے کے بعد پندرہ بیس روز تو ایسی عمدہ حالت رہی کہ ایسی کبھی عمر بھر نصیب نہیں ہوئی ذکر اور دعا میں خوب جی لگتا اور لذت آتی دل میں ہر وقت ایک رقت سی رہتی جس سے ذکر اور دعا میں بہت دفعہ رونا آجاتا۔ خیالات مال و متاع زن و فرزند کم آتے۔ اکثر نیک اعمال کی رغبت اور اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں رہتا لیکن جوں جوں دن زیادہ گزرتے گئے یہ باتیں کم ہوئیں اور بطور سابق قساوت قلبی بڑھنی شروع ہوئی اور خیالات دنیوی اور لمبی آرزوئیں دل میں بھرتی جاتی ہیں کہ ہم یوں کریں گے پھر یہ ہوگا وغیرہ اور ذکر کی وہ لذت حلاوت بھی نہیں رہی۔ پہلے لذت اور دل کی خوشی سے ہوتا تھا اب بسا اوقات جبر سے کیا جاتا ہے مگر بفضل خدا آج تک ذکر کا ناغہ نہیں ہوا۔

جواب: یہی بڑی بات ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی کی برکت سے پہلے سے زیادہ

حالات محمودہ نصیب ہوں گے جو پائیدار ہوں گے اور وہ ناپائیدار تھے۔

مضمون: اس کے لئے کوئی نسخہ مرحمت ہو کہ قلب پر قساوت نہ آنے پائے۔

جواب: یہ قساوت نہیں ہے آپ کی تشخیص کی غلطی ہے۔ قساوت کہتے ہیں گناہ سے نفرت نہ ہونے کو اور طاعت سے رغبت نہ ہونے کو۔

مضمون: یہاں سے قریب ایک نقشبندی بزرگ متبع شریعت موجود ہیں اجازت ہو تو کبھی کبھی ان کی خدمت شریف میں حاضر ہو جایا کروں۔ جواب: مبتدی کو مضر ہے۔

مضمون: میرے آقا میرا نفس بڑا سرکش ہو گیا ہے اس کی کوئی سخت سزا تجویز فرمائی جاوے۔

جواب: کیا میں آپ سے پوچھ پوچھ کر تعلیم دوں گا۔

مضمون: آج شب کو خواب میں جناب کی زیارت ہوئی اور حضرت پیر مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم مغفور کی توجہ سے (جو جناب کی صورت میں تھے) قلب پر ایک غلاف تھا وہ پارچہ صندل کی طرح خشک ہو کر علیحدہ ہو گیا۔ جواب: مبارک ہو۔

مضمون: توجہ تو بزرگوں کے بذریعہ خواب کے ظاہر ہوتی ہے لیکن حُب جاہ حُب مال طول امل میں گرفتاری بدستور ہے۔ جواب: سب ان شاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جاوے گا۔

مضمون: میں اس درمیان میں کھانسی وزکام کی وجہ سے ضعیف ہو گیا ہوں بعض لوگوں کی رائے ہے کہ صبح کو ہواخوری کے لئے جنگل کی طرف جانا مفید ہے۔ وہیں تا طلوع بیٹھے رہنے کے بعد اشراق کی نماز پڑھنے سے جو ثواب حج وعمرہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے کیا وہ اسی پابندی کے ساتھ مخصوص ہے۔

جواب: جی ہاں مگر حفظ صحت کی مصلحت اس مستحب کی تحصیل سے مقدم ہے۔

ایک شخص نے خواب لکھا۔ نمبرا۔ ایک شخص سفید ریش بزرگ نورانی صورت سفید لباس فاخرہ زیب تن کئے ہوئے تشریف لائے اور مجھ کو سلام علیک کی۔ میں نے وعلیکم السلام کہا اور اٹھ کر مؤدب بیٹھ گئی اور وہ بزرگ میرے سرہانے بیٹھ گیا اور یہ فرمایا کہ تو محمد یعقوب کے لئے مت رویا کر اور اپنے شوہر کو بھی منع کر کہ وہ بھی نہ رویا کرے۔ ہم تجھ کو اس سے اچھا یعقوب دیں گے میں نے یہ کہا کہ دینے کو تو خدا نے مجھ کو وہ لڑکا یعقوب دیا تھا مگر زندہ نہ رہا تو کیا کروں۔ بزرگ صاحب نے فرمایا کہ نہیں یہ رہے گا پھر میں نے کہا کہ اگر زندہ رہا اور

تنگدستی رہی تو یہ بھی رنج ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ گھبرا مت ان شاء اللہ تعالیٰ عمر اور نصیبہ کا اچھا ہوگا۔ میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو خواب تھا ایک ماہ سے ایام ماہواری بند ہیں۔ حمل کی صورت معلوم ہوتی ہے۔

خواب نمبر۲: اگلے روز پھر دیکھا کہ وہی بزرگ صاحب تشریف لائے اور ایک بہت بڑا دریا ساتھ لے کر آئے اور فرمایا کہ اس دریا کو پی میں نے کہا اس قدر بڑے دریا کو میں کیسے پی سکتی ہوں فرمایا کہ نہیں پی سکتی ہے لہٰذا ان کے فرمانے کے بموجب میں نے پینا شروع کیا دریا کو منہ لگا کر خوب سیر ہو چکی تو تھوڑا دریا باقی رہ گیا۔ بزرگ صاحب نے فرمایا کہ خیر۔

جواب: نہایت مبارک خواب ہے امید تو یہی ہے کہ دونوں بشارتیں ظہور کریں گی۔

۲: رجب المرجب ۴۴ ہجری

خواب مولانا مولوی ظفر احمد صاحب ہمشیرزادہ حضرت: عرصہ ہوا ایک خواب دیکھا تھا۔ اگرچہ جی یوں چاہتا ہے کہ حضرت سے کوئی بیداری کی بات عرض کروں اور زبانِ قال وحال سے کہوں۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ۔۔۔ چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

مگر خواب کی بات اس لئے عرض کرتا ہوں کہ شاید بتوجہ سامی یہ حدیث خواب حدیث یقظہ ہو جائے۔ خواب یہ ہے کہ میں نے ایک میدان بہت بڑا وسیع دیکھا جس میں بہت سے خیمے نصیب ہیں۔ ایک خیمہ میں برادر مرحوم موجود ہیں جو کچھ کتابت کا کام مثل ایام حیات کر رہے ہیں۔ ایک خیمہ میں حضرت والا مقیم ہیں اس کے گرد بہت سے خیمے ذاکرین کے نصب ہیں۔ میں بھائی صاحب مرحوم کے خیمہ میں موجود ہوں کہ اتنے میں حضرت والا کے خیمے میں سے مثنوی کے اشعار مسموع ہوئے توجہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت والا ہی اشعار مثنوی اپنی زبان مبارک سے پڑھ رہے ہیں جن میں ایک شعر یاد رہا۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ۔۔۔ اے طبیب جملہ علت ہائے ما

اس شعر پر ذاکرین کو وجد آ گیا اور ایک دوسرے پر گرنے لگے احقر پر گریہ طاری ہو گیا اور سجدہ میں گر پڑا جماعت ذاکرین میں خواجہ عزیز الحسن صاحب کو تو میں نے پہچانا اور کسی کو

نہیں پہچانا اس کے بعد حضرت والا خیمہ سے باہر تشریف فرما ہوئے۔ خدام پر حالت بکا طاری تھی تو ان کی تسلی کے لئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کیوں روتے ہو تم تو مقصود سے دامن بھر رہے ہو اور ان شاء اللہ کامیابی یقینی ہے رونا تو ان کو پڑے گا جو اس وقت کی قدر نہیں کرتے۔ میرے بعد افسوس کریں گے جبکہ نہ ذکر کی آواز کان میں پڑے گی نہ کوئی راستہ بتانے والا ہوگا۔ دوسرے دن خواب دیکھا کہ میں اسی خواب کو حضرت والا سے عرض کرر ہا ہوں اور حضرت نے اس بات پر (کہ تم کیوں روتے ہو تم مقصود سے دامن بھر رہے ہو اور ان شاء اللہ کامیابی یقینی ہے) مراقبہ کے طور پر سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ ان شاء اللہ کامیابی یقینی ہے۔ ایک دن خواب دیکھا کہ میں پیران کلیہ حضرت شیخ علاء الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہا ہوں اور مجھ پر حالت بکا طاری ہے اور غایت شوق میں واجداہ واجدہ کہہ رہا ہوں جس کا جواب اچھی طرح یاد نہیں کہ حضرت شیخ کی طرف سے کیا ملا۔ وہم سا ہوتا ہے کہ شاید یہ الفاظ تھے نعم یا ولداہ۔

جواب: یہی خواب ہیں جن کو قرآن مجید میں حسب تفسیر حدیث بشریٰ فرمایا گیا ہے اور حدیث میں مبشرات یہ خود اپنی تعبیر ہے۔ مبارک ہو۔ حق تعالیٰ ایسا ہی کرے کہ کامیابی یقینی ہو اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہے۔ خیر اگر تم یریٰ کے مصداق ہو تو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اور دوسرے احباب تریٰ لہ ہی کے مصداق ہیں اور ویا ثانیہ میں جد باعتبار سلسلہ بیعت کے کہا گیا ہے مکرر مبارک ہو۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

مضمون: ایک سیدانی بیوہ کی کل پونجی ۲۶ عدد اشرفیاں تھیں جو کسی مخالف شخص نے نکال لیں کوئی ایسا تعویذ مرحمت ہو جائے کہ جس کے حسب ارشاد دبانے یا لٹکانے سے جناب باری عزاسمہ اشرفیاں لے جانے والے کے دل میں رحم پیدا کریں اور وہ خود ہی اشرفیاں ڈال دے یا کسی اور صورت سے اس کی پونجی اس کو مل جاوے۔

جواب: عملیات میں تو مجھ کو مہارت نہیں لیکن ایک طریقہ اکثر لوگوں کو بتلا دیا ہے اور کہیں کہیں کامیابی بھی ہوئی ہے اگر دل چاہے خواہ وہ سیدانی صاحبہ یا ان کے لئے اور کوئی صاحب کرلیں۔ سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع میں یہ آیت یبنی انها ان تک مثقال

الی قولہ تعالیٰ لطیف خبیر بوقت فرصت اول دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس کو (۱۱۹) بار مع اول و آخر درود شریف ۱۱ بار بحضور وجدان مفقود ایک ہفتہ تک پڑھیں اور دعا کریں۔ تدابیر سے بھی کام لیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔

۱۸ ارجب المرجب ۳۴ھ

مضمون: حال۔ معمول بفضل خدا جاری ہے۔ تین چار روز سے سخت انقباض ہو گیا ہے اور قلب پر ایک بہت وزن آ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے اور بے چینی سی معلوم ہوتی ہے اور کسی چیز میں دل نہیں لگتا کبھی کبھی قلب میں عادت سے زیادہ حرکت معلوم ہوتی ہے۔

جواب: قبض و بسط لوازم سلوک سے ہیں اور ہر ایک میں خاص مصالح ہیں۔ بعض منافع قبض کے منافع بسط سے بھی زیادہ ہیں جو کہ بعد تجربہ کے خود بھی سالک کی سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ کام کئے جائے ان شاء اللہ تعالیٰ سب احوال دلخواہ ہو جاویں گے۔ ضرب و جہر میں اگر زیادتی ہو گئی ہو تو تخفیف فرما دیجئے۔ اگر زیادہ کام ہونے سے خستگی ہو کام برائے چندے کم کر دیجئے اگر کھانے اور سونے میں کمی کر دی ہو تو اس میں توسع کیجئے کوئی چیز مفرح قلب و مرطب دماغ و مقوی اعضاء رئیسہ استعمال میں رکھیئے۔

خلاصہ خط (حال)۔ اگلے عریضہ میں انقباض کا حال لکھا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ حضور کی دعا ہے اب بہت تخفیف معلوم ہوتی ہے اب تک تھوڑا سا انقباض باقی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بھی رفع ہو جاویگا۔ ان امور کی طرف التفات ہی نہ کیجئے یہ ذرا بھی مضر نہیں اور نہ اسکی اضداد کچھ کمالات ہیں اصل مقصود (تعلق مع الحق ہے جس کا طریقہ ذکر و طاعت ہے و بس۔

(۲) اور خواب تو بہت سے ہوتے رہتے ہیں مگر چونکہ برابر سلسلہ وار یاد نہیں اس لئے عرض نہیں کرتا۔ جواب: کچھ حاجت نہیں بیداری کی حالت کا اہتمام کیجئے۔

خلاصہ خط۔ حضور والا آپ نے تو بہت ہی مختصر جواب میرے عریضہ کا دیا اب دوبارہ تصدیعہ کی یہ وجہ داعی ہوئی ہے کہ اگر جناب کو کشائش رزق کے لئے سورۂ مزمل پر اعتماد ہو تو مجھ کو اجازت اس کی زکوٰۃ دینے کی عطا فرمائیے اور ترکیب زکوٰۃ کا بیان کیجئے ورنہ کوئی اور

اشغل الخ۔ یہ واضح ہو کہ آپ کتنا ہی روکھا پن تحریر میں برتیں اور اگر کبھی قدمبوسی کا موقع ہوا تو اس وقت کسی قدر بے اعتنائی سے پیش آویں میں جناب کے قدموں کو چھوڑنے والا نہیں ہوں تا کام من برآید۔ اگر جناب والا کی کامیابی اور بامرادی کی مثال پیش نظر نہ ہوتی ہو میں غالباً آپ صاحبوں کو خصوصاً انگریزی تعلیم حاصل کرنے پر تکلیف نہ دیتا اب تو میں آپ کے قدموں میں آپڑا ہوں۔ میفگن کہ دستم نہ گیرد کسے

جواب: آپ اگر مجھ کو دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ میں ٹالنے والا نہیں۔ معاملہ کا سچا ہوں۔ واقعی میں عامل نہیں اس لئے آپ کے سوالات کے جوابات سے قاصر ہوں۔ باقی خیال بلادلیل کیا علاج۔

خلاصہ خط۔ اور اظہار حال کہاں تک کروں مختصر یہ کہ میرے دل کا محبت ماسوا سے ناس ہو گیا اور نوبت اخیر یہاں تک آگئی کہ ہمہ وقت مجھے اپنی جان اور ایمان کا خوف رہتا ہے عنداللہ میرے واسطے خاص توجہ فرمایئے۔ جواب: نری توجہ سے کیا ہوتا ہے۔ علاج کیجئے۔

خلاصہ خط (۱) اکثر میری نگاہ بدحسین عورت پر پڑ جاتی ہے کچھ دیر تک اسی طرف مخاطب رہتا ہوں دعا کیجئے اللہ یہ مرض دور کرے۔ جواب: نری دعا چاہتے ہو ہمت بھی تو کرو۔

ایک صاحب نے بالکل پھیکی سیاہی سے خط لکھا مشکل سے پڑھا جاتا تھا پتہ بھی ایسا ہی لکھا تھا حضرت نے واپس بھیج دیا کہ پڑھا نہیں جاتا پتہ کے حصہ کو خط میں سے پھاڑ کر لفافہ پر چسپاں کر دیا۔ گو نہایت غور سے اگر پڑھا جاتا تو پڑھا جا سکتا تھا لیکن فرمایا کہ ہم کیوں زحمت برداشت کریں جس کو دوسرے سے کام لینا ہو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے کو سہولت دے۔

مضمون: مگر اس میں بھی یہی دھڑکا ہے کہ کہیں پھر ترک نہ ہو جاوے۔

جواب: اس فکر میں نہ پڑیئے۔ راہرو گر صد ہنر دارو توکل بایدش + اور اگر پھر بھی ایسا خیال آوے تو دوسرے خیال سے فوراً اس کا علاج کیا جاوے کہ اگر یہ ترک ہو جاویگا تو پھر شروع کر دیں گے اور ایسے تغیرات سے تو اکابر بھی خالی نہیں۔

مضمون: اب طبیعت میں ایک بات پیدا ہو گئی ہے اور اس سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے کہ

شاید کامیابی نصیب ہو وہ یہ کہ جب کبھی طبیعت میں کاہلی اس طرف سے آتی ہے فوراً یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ ترک سنت ہے۔ شیطان کا کام ہے۔ دھوکہ دیتا ہے اور پھر ایک قوت آجاتی ہے۔

جواب: یہ تفہیم عنایت الٰہیہ ہے۔

مضمون: بڑے مضمون کی فکر یعنی خود ملازمت ہے دیکھئے کب رفع ہو۔ میں جیسا کہ میری رائے ناقص میں آتا ہے کچھ ملازمت کے لئے ناموزوں سا ہوں اور پھر یہ ڈر لگا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور یہ وسوسہ ہے اگر ملازمت نہ کروں تو پھر اور کسی کام کے قابل بھی تو اپنے کو نہیں پاتا۔ جواب: منتظر لطیفہ غیبی کے رہئے خود کچھ تصرف یا تجویز نہ کیجئے۔

مضمون: ایک حالت عجیب ہے اللہ تعالیٰ کچھ ایسا برگزیدہ اور رفیع الشان ہے کہ عاجزی اور انکساری میں تو بہت جی لگتا ہے اور اس کو مالک اور آقا سمجھنے میں بڑا لطف آتا ہے مگر اس کو معشوق سمجھنے میں نہ صرف دقت ہوتی ہے بلکہ کچھ جی کو نہیں لگتی چھوٹا منہ بڑی بات معلوم ہوتی ہے۔

جواب: تجلیات حسب استعداد مختلف ہیں جو آسانی اور بے تکلفی سے جم جاوے اسی میں مشغول ہونا مناسب ہے۔

مضمون: ایک بات یہ سمجھ میں نہیں آتی اور سمجھ میں آتی بھی ہے اپنی کمزوری اور ضعف ایمان ہے باوجود اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینے کے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور اکل حلال کی روزی کمانا روزی کو تنگ نہ کر دے گا مگر پھر بھی محبت مال کی آجاتی ہے۔

جواب: یہ میلان طبعی ہے جس کے ساتھ مصالح عقلی منضم ہیں۔ یہ بخل نہیں ہے بلکہ اگر یہ نہ ہوتا اور طبیعت فطرۃً زیادہ قوی نہیں تھی تو ضرر ہوتا۔

مضمون: حضور دعا فرمائیں کہ قناعت نصیب ہو اور مال کی تو جڑ ہی سے محبت جاتی ہے۔

جواب: اس کو محبت مذمومہ نہ سمجھنا چاہئے۔

مضمون: زیادہ تر شب و روز میں بس مذہبی خیالات موجزن ہوتے رہتے ہیں آنکھ جب کھلتی ہے دن ہو یا رات اور سونے میں خواب میں بس اللہ تعالیٰ ہی کا دھیان کسی نہ کسی پیرایہ میں رہتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: پھر بے چارے مال پر محبت کا احسان کیوں رکھا محبت تو یہ ہے۔ مبارک باد۔

مضمون: اور جب کبھی نا اہلوں کی صحبت کا اتفاق ہوتا ہے تو ایسی تھکن اور اعضا شکنی معلوم ہوتی ہے کہ گویا جان ہی نہ رہی اور ذکر اللہ میں ایسی تقویت معلوم ہوتی ہے کہ جس میں پھرتی اور چالاکی محسوس ہوتی ہے۔ جواب: یہ اسی محبت کے آثار ہیں۔

جواب: ایک خط۔ آپ کا خط اور ان کی خطن پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ حق تعالیٰ نے باہم الفت عطا کی ہے جو کہ عین سنت نبویہ ہے۔ اللھم زد فزد انہوں نے نماز کی درستی کا طریق پوچھا ہے تعلیم الدین کے باب پنجم میں بندہ نے لکھا ہے اس کو شروع کر کے مجھ کو اطلاع دیں باقی لذت دوسری چیز ہے۔ یہ اختیاری نہیں اس کے درپے نہ ہوں کہ موجب پریشانی ہے۔ تہجد کے وقت اگر آنکھ نہ کھلے عشاء کے ساتھ ان کو لکھ دیجئے پڑھ لیا باقی خود آپ کے حالات ماشاء اللہ محمود و روبہ ترقی ہیں۔ یہ احتمالات نہ لائیے کہ شاید کچھ چھوٹ جاوے۔ اس کا علاج پہلے خط میں لکھ چکا ہوں۔

مضمون: تین سال ہوئے پولیس میں آئے ہوئے مگر اتنا پریشان ہوں جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ حضور سے دنیاوی معاملات میں گزارش کرتے ہوئے خوف مانع ہوتا ہے مگر چند در چند پریشانیوں نے سخت مجبور کر کے حضور میں گزارش کرنے کی جرات دلائی ہے۔ ایک جگہ خالی ہے وہ جگہ امن کی ہے میرے خیال میں ساری پریشانیاں دفع ہو کر تنگدستی بھی دور ہو جائے۔ ایک شاہ صاحب یہاں ہیں انہوں نے قبل اس جگہ کے خالی ہونے ہی کے جواب دے دیا تھا۔ کہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے اس لئے مجبوری ہے۔ حضور میں باادب دعا کا ملتجی ہوں۔

جواب: دل و جان سے دعا کامیابی کرتا ہوں۔ قسمت کی یقینی خبر بجز نبی کے کسی کو نہیں ہوسکتی اور کشف وغیرہ خود مشکوک ہے اس کی بنا پر کسی مسلمان کو دل شکستہ کرنا دیانت سے بہت بعید ہے۔ آپ کوشش کریں اور حق تعالیٰ پر نظر رکھیں اور بعد عشاء یالطیف گیارہ سو بار مع اول و آخر درود شریف گیارہ بار پڑھ کر دعا کریں جو بہتر ہوگا وہ ہو رہے گا۔

مضمون خط یکے از خلفاء۔ ریل کے سفر میں صندوق جس میں قیمتی چیزیں تھیں چوری ہو گیا۔ ایک عورت پر پولیس نے شبہ کیا کچھ خلاف واقع بیان کرانا چاہا گناہ اور ظلم کے خیال سے خلاف واقع بیان کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

جواب: السلام علیکم: قال اللہ تعالیٰ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض الخ۔ ولا تفرحوا بما اتاکم الخ اس ارشاد پر عمل کا موفق ہونا آپ کو مبارک ہو۔ سراء اور ضراء یہی تو دو وقت ہیں امتحان کے جس میں حق تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمادی۔ یہ باطنی خزانہ کا صندوق اس ظاہری خزانہ کے صندوق سے بہتر ہے۔ بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا والآخرۃ خیر و ابقیٰ. والسلام۔

مضمون۔ ایک بات یہ کہ میری ایسی الٹی خاصیت ہے کہ گناہ کبیرہ کر کے توبہ کرنے سے طبیعت رکتی ہے۔ دل پر ایک شرمندگی اور خجالت سی چھا جاتی ہے اور دل میں آتا ہے کہ اب میں اللہ تعالیٰ سے کس منہ سے معافی مانگوں۔

جواب: یہ شرمندگی وخوف فی نفسہ بہت اچھی چیز ہے اور یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے مگر کمال توبہ کا یہ ہے کہ زبان سے بھی تضرع کے ساتھ ہو پس اس رکاوٹ کا مقابلہ تکلف وہمت سے کیا جاوے اور خواہ کتنی ہی تکلیف ہو مگر رکاوٹ پر عمل نہ کیا جاوے۔

مضمون: منہ میں چھالے پڑتے ہیں۔ صدہا علاج کئے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

جواب: جو دوا لگائی جاوے اس پر سورۂ فاتحہ ۷ بار پڑھ کر تب لگائی جاوے۔

مضمون: ایک بات قابل گزارش اور ہے اور وہ یہ ہے کہ راستہ میں اگر کوئی عورت حسین ہو یا بدصورت یا کوئی حسین امرد لڑکا نظر آجاتا ہے تو بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے اگر عورت حسین ہوتی ہے تو طبیعت کا بار بار تقاضا اس کے دیکھنے کا ہوتا ہے اور دیکھنے سے طبیعت کو ایک قسم کا حظ معلوم ہوتا ہے مگر خیالات فاسد نہیں پیدا ہوتے۔

جواب: یہ تسویل شیطانی ہے ضرور خیال فاسد ہوتا ہے گو اس وقت اس کا فاسد ہونا معلوم نہ ہو مگر ایک وقت میں یہ فساد ظاہر ہوگا۔

مضمون۔ میری نماز میں خیال ادھر ادھر ہو جاتے تھے۔ لیکن بہشتی زیور میں جو طریقہ ہے اس سے خیال کوئی طرف نہیں جاتا۔ لیکن آنکھ بند کرنے سے خیال نماز میں رہتا اور آنکھ کھلنے سے خیال ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔

جواب: اس غرض سے آنکھ بند کر لینے کا مضائقہ نہیں۔

مضمون: سونے چاندی کی گھڑی اور زنجیر جائز ہے یا ناجائز۔ جواب: ناجائز۔

مضمون: یہاں کارخانہ میں نماز صاحب لوگوں کی چوری سے ادا کرتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

جواب: ہو جاتی ہے۔ نماز کا وقت شرعاً اجارہ سے مستثنیٰ ہے مگر لمبے چوڑے وظیفے پڑھ کر کام میں حرج نہ کریں اور اگر تم کام ٹھیکہ پر کرتے ہو تو پھر کوئی شبہ ہی نہیں۔

مضمون: اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض اشخاص بعد نماز جاء نماز پر سربسجود ہو کر سجدہ میں دعا بہبودی دین و دنیا مانگتے ہیں اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں۔

جواب: اس کی عادت کرنا بدعت ہے لیکن اگر گاہ گاہ ایسا ہو جاوے اور دوسرے دیکھنے والے بھی اس کو مقصود نہ سمجھنے لگیں تو جائز ہے۔

مضمون: ایک مدرس مستعفی ہو گئے ہیں بوجہ نہ ہونے روپیہ کے مدرسہ میں اور نہ ملنے تنخواہ کے دل کو بہت ہراس ہو رہا ہے۔ دعا فرماویں کہ مدرسہ میں لغزش نہ ہو کام میں بہ فضل خدا کچھ کمی نہیں ہوئی۔

جواب: ہراس ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک آپ کے خیالات صحیح نہیں ہوئے اگر کسی خاص درجہ کے کام کا قصد کر رکھا ہے تب تو اس کی اصلاح کرنا چاہئے اور وہ اصلاح یہ ہے کہ یہ قصد کر لیا جاوے کہ جتنا سامان ہوگا اتنا کام کریں گے جتنا سامان نہ ہوگا نہ کریں گے اور اگر کسی خاص درجہ کے کام کا قصد نہیں ہے تو پھر ہراس کیا۔

۷ رجب المرجب ۳۴ھ

مضمون۔ ایک صاحب نے اپنا حال نظم میں لکھا جو نظم کہے جانے کے ہرگز قابل نہ تھی۔

جواب: نظم فضول ہے خاص کر جب اس میں مہارت بھی نہ ہو۔ سیدھی عبارت میں اگر خط آوے گا تو جواب دوں گا۔

مضمون۔ ایک صاحب نے طالب علمی شروع کی اور یہ دعا چاہی کہ خدا مجھے محقق عالم بنادے اور خلق اللہ کو مجھے نفع پہنچادے

جواب: دعا خیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ علم مع العمل عطا فرمائے اور منجملہ عمل کے اس نیت کی اصلاح بھی ہے جو آپ کی خط کشیدہ عبارت سے مترشح ہوتی ہے یعنی مرجع الخلق

ومقبول عندالناس اور وارث جاہِ اکابر بننا، اس نیت کی ضرور اصلاح کرنا چاہیئے۔

ایک خط۔ رسالہ الامداد میں جو کہ پہلی جلد ماہ رجب المرجب سال نئے کے صفحہ بعنوان ''مصائب کے علل سمجھنے میں اسباب پرستوں کی کوتاہ نظری'' اگر یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ ہر مصیبت جو نازل ہوتی ہے اس کا سبب اصلی جرائم اور معاصی ہوتے ہیں تو میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ معصوم بچے بھی سخت سخت تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انہوں نے کون سے جرم اور گناہ کئے ہیں ہر انسان کے لئے مصیبت اسی کی ذات خاص کے لئے ہے کیونکہ ہر آدمی اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے لہٰذا مصیبت جس پر پڑی اسی ہی کی روح و جسم کو تکلیف ہوئی یہاں پر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ معصوم بچے جو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوں اس سے خدا کو ان کے والدین کو روحی تکلیف دینا مراد ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ بعض مضامین میرے لمبے مضامین میں سے ملخص کر کے شائع کرائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ پورے مضمون میں اس کی پوری بحث ہو اور اگر خاص اس مضمون میں نہ ہو تو میری تالیفات کے دوسرے مواقع پر اس کی تصریح موجود ہے۔ اس کا حاصل عرض کرتا ہوں مصائب کا معاصی سے سبب ہونا یہ تمام مصائب کے لئے نہیں بلکہ حقیقی مصائب کے لئے ہے۔ کیونکہ ایک صوری مصیبت ہوتی ہے جیسا کسی معشوق کا کسی عاشق کو زور سے آغوش میں دبا لینا جس سے اس کی ہڈی پسلی بھی ٹوٹنے لگے۔ یہ صورت مصیبت ہے جس کا اثر محض جسم پر اور روح حیوانی پر ہی ہوتا ہے۔ روح انسانی اس سے محفوظ و لذت گیر ہوتی ہے اور ایک حقیقی مصیبت ہوتی ہے جیسے ایک دشمن سے دوسرے دشمن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے پس مصیبت سے مراد قرآن مجید کی اس آیت۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم حقیقی مصیبت ہے۔ پس لامحالہ اس کے مخاطب بھی وہی ہوں گے جو اس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ باقی اہل اللہ مثل انبیاء و اولیاء کاملین اس کے مخاطب نہیں کہ ان کی مصیبت محض صوری ہے۔ حقیقی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دل سے پریشان نہیں ہوتے۔ گو جسم متالم ہو اور ثمرہ اس کا رفع درجات ہوتا ہے یہی حال بچوں کی تکالیف کا سمجھئے۔

(ایک صاحب کا تحریری عرض حال جو حاضر خدمت ہیں)

حال: مراقبہ اس امر کا کہ دل اللہ اللہ کر رہا ہے اور میں سن رہا ہوں اکثر ہوتا رہا۔
تحقیق: مگر ذکر لسانی اس کے ساتھ بھی رکھئے۔

حال: اور تین ہزار اسم ذات دل میں خیال کے ساتھ ہوتا رہا ویسے بھی اٹھتے بیٹھتے یہی خیال رہا کرتا ہے۔
تحقیق: نرا خیال بدوں ذکر لسانی جیسا اس عبارت خط کشیدہ میں دو موقع پر لکھا ہے ترک کر دیجئے ذکر لسانی کے ساتھ جس قدر بھی توجہ قلب سے ہو جاوے نافع ہے۔

حال: شروع ذکر سے اکثر گریہ بے اختیار آ جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ خوب زور سے روؤں لیکن ضبط کیا جاتا ہے۔ تحقیق: ضبط کی ضرورت نہیں۔

حال: ابیات شوقیہ و فراقیہ سے بھی رونا آ جاتا ہے بلکہ ہائے ہائے تو زور سے نکل ہی جاتا ہے۔ اعضا رئیسہ سخت کمزور ہیں۔
تحقیق: معالجہ طبیہ ضروری ہے اور جہر و ضرب ترک کر دینا بھی ضروری ہے۔

حال: کسی نیک کیفیت اور حالت کے لئے جی چاہتا ہے بلکہ نہایت ہی حسرت ہوتی ہے کہ بہت سے بندگان خدا منزل مقصود کو پہنچ گئے اور جا رہے ہیں۔
تحقیق: وہ مقصود کیا چیز ہے تاکہ اس کی تعیین کے بعد اوروں کا وصول اور آپ کا حرمان معلوم ہو۔

حال: غالباً تین چار بار یہ کیفیت ہوئی کہ جبکہ مراقبہ مذکورہ بالا کرنے بیٹھا تو ایسا معلوم ہوا کہ دل بہت ہی فراخ ہو گیا ہے یعنی زمین سے آسمان تک اس کے کنارے جا لگے ہیں اور تمام بدن پر ایک بوجھ پڑ رہا ہے لیکن اس بوجھ نے کوئی تنگی نہیں بلکہ ایک گونہ فرحت محسوس ہوتی تھی اور اس فراخی دل سے بھی خبر نہیں کہ کیا حالت تھی۔
تحقیق: انبساط روحانی کی صورت مثالیہ اور حالت محمودہ ہے گو مقصود نہیں۔

حال: یہاں آ کر اسم ذات چھ ہزار کر دیا ہے۔ تحقیق: اگر تحمل ہو عین مطلوب ہے۔

حال: زیادہ تر خواہش اس امر کی ہے کہ جس طرح ظاہری علوم میں مبتدی کو مطالعہ کرنے کا ڈھنگ آ جاتا ہے اور علم پڑھنا اسے آسان معلوم ہوتا ہے اسی طرح راہ باطنی میں بھی ایسا ڈھنگ آ جاوے کہ جس سے یہ راستہ چھوٹ نہ سکے۔ اور استقامت رہے۔

تحقیق: ڈھنگ بمعنی مناسبت تو پاس رہنے سے اور افادات کے سننے سے حاصل ہو جاتا ہے خصوص کام کرتے رہنے اور اطلاع دیتے رہنے سے۔ باقی اس ڈھنگ میں جو ایک صفت کی قید لگائی ہے وہ ڈھنگ کے علم لوازم سے نہیں وہ ایک عمل ہے جو موقوف ہی عامل کے قصد اور ہمت پر۔

مضمون: ایک شب حسب معمول خادم بوقت تہجد مشغول ذکر تھا۔ آنکھ بند کئے دیکھا کہ سیدھے ہاتھ کی طرف ایک شخص جوان سیاہ لباس سپاہیانہ پہنے ہوئے بیٹھے ہیں اور الٹے ہاتھ کی طرف دیکھا کہ ایک مرغ سرخ قوی الجثہ کھڑا ہے۔

جواب: وہ شخص داہنے ہاتھ والا روح کی شکل مثالی ہے۔ یہ ہیئت اس کی اشارہ ہے خاص اوصاف کی طرف یعنی جوانی۔ اشارہ ہے قوت کی طرف۔ سپاہیانہ لباس اشارہ ہے صفت خادمیت وعبدیت کی طرف اور بائیں جو دیکھا یہ شکل مثالی ہے قلب کی چنانچہ اس کا نور سرخ ہے اور قوت جثہ اشارہ ہے قوت معنویہ کی طرف اور مرغ کی شکل دیکھنا اشارہ ہے اس کی پرواز بجانب ملاء اعلیٰ کی طرف نیز اپنی حقیقت میں یہ متاخر ہے روح سے لہٰذا روح بشکل انسان اور قلب بشکل طائر معلوم ہوا۔ مبارک ہو بشارت سے درستی روح وقلب کی طرف۔

حال: پھر ایک شب بوقت ذکر سامنے سے چشم راست میں ایک روشنی بہت شفاف مثل آفتاب نصف النہار طلوع ہوئی جس کے اثر سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور قلب کو فرحت حاصل ہوئی۔

تحقیق: یہ نور ذکر ہے یا نور روح کہ زیادہ اسی شکل میں وہ نمودار ہوتا ہے۔

حال: اور جناب یہاں خادم کا جی نہیں لگتا ہے بعضے وقت بہت دل گھبراتا ہے گو تن یہاں ہے دل تھانہ بھون میں ہے۔

تحقیق: یہ دلیل ہے محبت کی اور محبت ہادی طریق کی مفتاح مقصود ہے۔ مبارک ہو۔

مضمون: دیگر گذارش یہ ہے کہ عرصہ دراز سے جی چاہ رہا ہے کہ کچھ اپنے گذشتہ واقعات اور جناب والا کے اوصاف وکمالات دیدہ وشنیدہ کتاب کی صورت میں لکھ کر طبع کرادوں۔

جواب: اگر مبالغہ نہ ہو اور روایت ونقل میں پوری احتیاط کی جاوے اور اس پر کوئی دینی نتیجہ بھی مرتب کر کے دکھلایا جاوے اور بعد لکھنے کے مجھ کو دکھلا بھی لی جاوے تو مضائقہ نہیں۔ اور اگر خالی مدح ہی مدح ہو فضول بلکہ عجب نہیں کہ مضر ہو۔

(ایک ریاست کے ملازم کا خط) مسائل دریافت طلب (۱) یہاں سائر خرچ بعض دفاتر میں تو نقد مل جاتا ہے اہلکار حسب ضرورت اس میں سے سامان خرید کر لیتے ہیں اور اکثر دفاتر میں قلم پنسل کاغذ سیاہی وغیرہ کی تعداد مقررہ ہے خرچ کم ہو یا زیادہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی تو اس میں سے اگر بچ کے کام میں بھی صرف کر لیا جاوے یا اگر بچ جاوے اور کسی اپنے ملنے والے اہل ضرورت کو دے دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔ بعض بعض اہل کار جو سامان بچ جاتا ہے اس کو فروخت کر کے رقم خرچ کر لیتے ہیں۔

استفسار: اس کی تحقیق کرنا چاہئے کہ اگر بچے ہوئے کے خرچ کر لینے کی اطلاع اہل اختیار کو ہو تو وہ گوارہ رکھیں یا نہیں۔

جواب استفسار: فقرہ اول کی بابت گزارش ہے کہ جس کو اصلی مالک کہنا چاہئے وہ اس وقت کوئی موجود نہیں باقی یہ عمل درآمد ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب میں مساوی ہے اور اس وقت جو اہل اختیار ہیں ان کی اطلاع میں ہے اور کسی کو ناگوار نہیں گزرتا بلکہ اس سے کم و بیش سب ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جواب قطعی: میں نے اہلکاران گورنمنٹ سے سنا ہے کہ بچے ہوئے کا اختیار دیا جاتا ہے جیسا کہ کسی کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے اس صورت میں جواب یہ ہے کہ بچے ہوئے کو استعمال میں لانا درست ہے۔

فقرہ ۲: اگر افسر کو کسی اہلکار یا ماتحت کی نقص کارگزاری کے متعلق اس عدم موجودگی میں ان نقائص کی اطلاع دی جاوے یا شکایت کی جاوے تو یہ غیبت میں داخل ہے یا نہیں۔

استفسار: کیا یہ شخص اطلاع دینے کیلئے مامور ہے اور وہ نقصان کس قسم اور کس درجہ کا ہے۔

جواب استفسار: سرشتہ دار کے اپنے اختیارات تو کچھ نہیں ہوتے البتہ وہ اہلکاران دفتر کے کام کا نگراں ہوتا ہے اور یہ بات بھی اس کے فرائض میں سے ہے کہ اگر کسی اہلکار کے کام میں کوئی نقص دیکھے خواہ وہ روپیہ پیسہ یا سامان یا تحریری کارروائی کے متعلق ہو تو افسر کو اس کی اطلاع کر دے اس کی کیا صورت ہے۔

جواب قطعی: آپ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ اطلاع اس کے فرائض میں سے ہے۔ اب جواب یہ ہے کہ اس حالت میں اطلاع ضروری ہے لیکن اگر وہ نقصان قلیل ہو تو اطلاع کے ساتھ سفارش معافی کی بھی لکھ دینا مناسب ہے۔

خواب یکے از خلفاء۔ میں نے کل بروز دوشنبہ بتاریخ ۵ رجب ۴۴ھ یہ خواب دیکھا کہ جامع مسجد کانپور میں اتر کی جانب جناب والا تشریف فرما ہیں اور ایک مختصر جماعت مسلمانوں کی ہے اور مقصود یہ ہے کہ حضور والا وعظ فرمادیں گے مجمع چونکہ زیادہ نہیں ہوا تھا تو خیال یہ کیا گیا کہ جب تک کوئی دوسرا بیان کرے جب مجمع پورا ہو جاوے تو حضور والا کا وعظ ہو۔ اسی اثناء میں اپنے ہی میں کے ایک صاحب نے مختصر سا بیان کیا اس کے بعد مجھ کو جناب والا نے حکم دیا کہ تم بیان کرو۔ میں نے حسب الحکم اس آیت یایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ الآیہ کا وعظ شروع کیا اور نہایت ہی پاکیزہ مضامین قلب پر وارد ہوئے اور زبان سے نکلے اور میں ایک پردہ کی آڑ میں سے بیان کررہا ہوں جب پردہ اٹھا کر دیکھتا ہوں تو مجمع کثیر ہو گیا ہے پھر اس کے بعد پردہ کے باہر آ گیا ہوں اور بیان کررہا ہوں۔

پھر اس کے بعد یہ خیال نہیں رہا کہ جناب والا نے بیان فرمایا یا نہیں۔ دوسرا خواب یہ ہے کہ بروز سہ شنبہ بعد نماز تہجد سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد جونپور میں منبر سے اتر کی جانب بیچ کے در میں پچھم جانب رخ اقدس کئے ہوئے جلوس فرما ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ میں سیدنا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ بیٹھے ہوئے ہیں اور میں منبر مسجد کے دکھن کی طرف ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور کچھ ہی اٹھنے پائے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاحاً تبسم فرماتے ہوئے پیر پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ گر پڑے اور زور سے آواز دی اتنے میں اس مقام خاص پر پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پکڑے ہوئے ہیں اور میں نے پہنچ کر سر حضرت کرم اللہ وجہہ کا اس خیال سے پکڑ لیا ہے کہ مبادا کہیں پتھر پر سر مبارک نہ آ جائے کہ چوٹ لگ جاوے جب میں نے سر مبارک علی کرم اللہ وجہہ پکڑ لیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پیروں کو پکڑ کر اٹھا لیا اور اتر جانب نہایت زور سے لے چلے اور میں سر مبارک کو اپنی گود میں نہایت ادب سے لئے ہوئے چل رہا ہوں یکایک ایک دوسرے در کے ایک گوشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے تو میں نے اس مہلت کو غنیمت سر مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خوب خوب بوسہ دیا اور سجدہ کی جگہ کہ جہاں نشان سجدہ کا بن جاتا ہے اور گٹا پڑ جاتا ہے اس کو بھی بوسہ دیا اور دل ہی

دل میں کہتا ہوں کہ اپنے احباب سے مل کر کہوں گا کہ میرا منہ چومنے کے قابل ہو گیا ہے پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی مسجد میں اتر جانب لیٹے ہوئے ہیں تو مجھے یہ خیال ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مجمع مبارک میں استراحت فرمارہے ہوں گے تو میں نے عرض کیا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام مگر ان حضرات میں آپ لیٹے ہوئے نہیں ہیں بلکہ مسجد ہی میں سے دکھن کی طرف سے تشریف لارہے ہیں اتنے میں میں نے چاہا کہ لپک کر مصافحہ کروں اور کچھ تیز چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مثل انوار کے ٹکڑوں کے ہو کر نظر سے غائب ہو گئے بحمد اللہ تعالیٰ) استقامت نصیب ہوتی چلی جاتی ہے۔

تعبیر: محبی محبوبی سلمہ اللہ تعالیٰ وکرمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نہایت مبارک خواب ہیں۔ خواب اول میں بشارت ہے کہ آپ سے اشاعت علوم نبوت کی ہوگی اور خواب ثانی میں اشارہ ہے کہ آپ حافظ وحامل علوم ولایت کے ہوں گے کہ حضرت علی منتہی ہیں اکثر سلاسل کے اور سر میں دماغ ہوتا ہے جو خزانہ ہے علوم کا تو سر کی حفاظت حمل ہے علوم ولایت کا اور پاؤں پکڑ لینا مانعیت ہے رفتار متعارف سے اشارہ اس طرف ہے کہ ان علوم ولایت کی مثل علوم نبوت کے رفتار معتاد نہیں بلکہ وہ رفتار غیر معتاد یعنی مخفی ہے کیونکہ علوم ولایت ناشی ہیں احوال واذواق خاصہ سے جو نہ مکتسب ہیں اور نہ صالح اظہار عام ہیں پس اس میں اظہار ہے تفاوت بین نوعی العلم کا اور اظہار ہے آپؐ کے تحقق بکلا النوعین کا مجموعی حالت آپ کی نعمت ہے خدا تعالیٰ شکر اور مزید عطا فرماوے (انہیں صاحب کا پھر دوبارہ خط آیا جس کا خلاصہ معہ جواب نقل کیا جاتا ہے)

مضمون: (دوسرا خط): ایک عریضہ احقر نے ارسال خدمت بابرکت کیا ہے جب عریضہ روانہ کر چکا ہوں تو مجھے سخت اضطراب اس دوسرے خواب کے متعلق پیدا ہوا۔ عجب عجب باتیں دل پر گزریں جب رات ہوئی تو اپنے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ بذریعہ رسول اللہ علیہ وسلم کے میری تسلی فرمادی جاوے اور اس کی تعبیر سے مشرف فرمایا جاؤں تاکہ اضطراب دفع ہو۔ خیر جب سویا تو یہ چار الفاظ دربار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کی تعبیر میں ارشاد ہوئے وہ یہ

ہیں۔اضمار۔دراضمار،استتار دراستتار،انتہا درانتہا۔اختتام دراختتام+پھر مجھے تسلی تام ہوگئی نقل خواب بھی کرتا ہوں۔اب ان چار الفاظ کی شرح حضور والا کے دربار سے مطلوب ہے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔میں اس خواب کی تعبیر لکھ چکا ہوں۔الحمد للہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اس کی تائید ہوئی یہ اضمار دراضمار اور استتار دراستتار علوم ولایت کے متعلق ہے جس کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ یہ علوم مخفی ہیں اور غایت تاکید کے لئے چار لفظ استعمال فرمائے گئے اور یہ انتہا درانتہا و اختتام دراختتام علوم نبوت کے متعلق ہے۔قرینۂ تقابل سے اس میں اظہار کی قید ملحوظ ہے اور غایت تاکید کے لئے یہاں بھی چار لفظ مستعمل فرمائے گئے یعنی فیض نبوت انتہا درجہ ظاہر ہوگا۔

مضمون۔ایک صاحب نے جو اہلکار ہیں خط لکھا کہ بہت سے وظیفے پڑھے لیکن ترقی تنخواہ باوجود اچھے کام ہونے کے نہیں ملتی ہمیشہ محروم رہتا ہوں اگرچہ یہ سب عمل برابر جاری ہیں لیکن میرے قلب کی ان پیہم ناکامیوں سے عجیب حالت ہوگئی کہ محض خداوند عالم کو اصل کارساز سچے طور پر سمجھ کر اس کے حضور میں التجا کی اور اس نے اب تک میری التجا منظور نہ فرمائی اس یاس و اضطراب کے توڑ میں جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ آخر میں کیا کروں۔

جواب: جس قدر تدبیر امکان میں ہو تدبیر مع دعا اور جو اختیار میں نہ ہو اس میں صرف دعا اور اس کے بعد بھی ناکامی ہو تو صبر اور یہ سمجھنا کہ اسی میں بہتری ہوگی اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔

مضمون۔میں مکہ گیا مدینہ گیا اور یہ ایسی نعمت ہے جس کا شکر یہ ہماری قدرت سے بہت زائد ہے مگر اپنی حالت اس مشہور شعر کے بالکل مطابق ہے۔

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود: باز آید ہنوز خر باشد

جیسا اپنے بزرگوں کا عیسیٰ ہونا قطعی ہے ویسا ہی اس ناکارہ کا بدتر از خر ہونا بھی بدیہی ہے۔جس مقصد کیلئے بندہ ۱۳۲۰ھ میں رشیدی آستانہ پر حاضر ہوا تھا اور آپ کے وصال کے بعد مختلف حضرات کی خدمت میں پہنچ کر آستانہ اشرفیہ پر ۱۳۲۵ھ کو پہنچا اور جہاں تک ہوسکا ان حضرات کے ارشاد پر عمل بھی کیا ان کی خدمت میں اور صحبت میں بھی کچھ کچھ رہا اور اب تک بھی حسب صحبت ان کے ارشاد پر عمل کرتا ہوں

بہر کیف جناب والا کی خدمت میں عریضہ ہذا لکھنے کی فقط یہی غرض ہے کہ ہماری حالت سے آپ خوب واقف ہیں۔ صاف صاف بلاتواضع وانکسار وعاجزی وتکلف اولاً تو یہ فرمادیں کہ آیا ہم میں صلاحیت حصول مقصود ہے یانہیں اور اگر ہے تو قریب یا بعید اور دوم یہ کہ ۱۴ مئی سے تین ماہ تک مدرسہ عالیہ میں تعطیل ہے اگر آپ کے نزدیک آپ کی خدمت میں جانا ہمارے اپنے مقصود کے لئے نافع ہو تو قدمبوسی کے لئے تیار ہوں تو یہ فرمادیں کہ کب حاضر ہوں اور اگر خدانخواستہ آپ کی خدمت میں کامیابی کی توقع نہ ہو تو آپ لوجہ اللہ اس کی تعیین فرمادیں کہ کس کے پاس جاؤں۔

جواب: مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سفر حرمین مبارک اور مقبول ہو۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حصول وعدم حصول درجہ احسان کے متعلق جس قدر آپ نے تحریر فرمایا ہے سب کی بنا ایک مقدمہ کا دعویٰ ہے وہ یہ کہ اس میں سے کوئی حصہ آپ کو حاصل نہیں ہوا بس اسی میں کلام ہے کیا قبل طلب وقبل سعی وقبل عمل وقبل حضور خدمات حضرات اہل اللہ کی جو حالت تھی بالکل اب بھی وہی حالت ہے کچھ بھی تفاوت نہیں ہوا یا کچھ تفاوت ہے۔ غالباً اگر آپ تامل وتذکرہ وموازنہ حالتین کے بعد جواب دیں گے تو یہ ہرگز نہ کہیں گے کہ تفاوت نہیں۔ ضرور تفاوت کے قائل ہوں گے گو اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ تفاوت تو ہے مگر ایسا ہے کہ اس کو اعتداد واستقرار نہیں کبھی حضور ہے کبھی غیبت کبھی قوت ہے کبھی ضعف کبھی کچھ کیفیت ہوتی ہے کبھی نہیں تو یہ مسلم کیا جاویگا مگر اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کو محرومی وناکامی کہا جاوے۔ کیا اگر مریض کا مرض روزانہ شیئاً فشیئاً کم ہوتا جاوے اور صحت شیئاً فشیئاً بڑھتی جاوے تو کیا علاج کو غیر مفید کہیں گے بلکہ قاعدہ تو یہ ہے کہ اگر تفاوت مریض کو بھی محسوس نہ ہو صرف طبیب ہی کو اپنے قواعد طبیہ کی سے معلوم ہوتا ہو اور وہ اس کا حکم کرے تب بھی مریض کو واجب ہوگا کہ تسلیم کرے اور حق تعالیٰ کا اولاً اور اطباء کا ثانیاً شکر گزار ہو ورنہ سخط حق اور کدورت اطباء کا قوی اندیشہ ہے جو احیاناً مفضی ہو جاتا ہے سلب نعمت کی طرف وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم وہ مریض سخت غلطی کر رہا ہے کہ خود اپنے مرض کے متعلق ممتنع البرء ہونے کی تشخیص کر رہا ہے اور اس سے بڑھ کر اس کی یہ غلطی ہوگی کہ اس کو

خدا تعالیٰ نے عزم وسامان معالجہ کا دیا ہوا اور وہ اس کی ناقدری کر کے یہ تمنا کرے کہ کاش عزم ہی دل سے نکل جاتا کہ بے فکری سے دوسرے فضول یا مضر کاموں میں یکسوئی سے مشغولی ہوتی۔ مولانا اگر طلب اور حق تعالیٰ کے ساتھ زیادت تعلق محبوب ہے تو کیا دوسرا کام بھی اس پر ترجیح رکھتا ہے یا لائمین کے کہنے سے صدمہ ہوسکتا ہے اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ حق کی طلب ہی نہیں بلکہ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ مطلوب مطلقاً تو مطلوب نہیں اگر وہ وعدہ وصال کرے تو کوشش کریں ورنہ گولی ماریں سبحان اللہ کیسی اچھی طلب ہے۔ مولانا ایک قحبہ عورت بھی اپنے طالب سے اس کو گوارہ نہیں کرسکتی چہ جائے کہ حضرت حق جل شانہ اب اس پر بطور تفریح کے کہتا ہوں کہ اگر بقول آپ کے آپ کی محرومی کو تسلیم کرلیا جاوے تو اس کی وجہ اب سمجھ لیجئے کہ آپ کی طلب کی یہ شان ہے اگر یہ ہے تو اللہ کی امان اصلاح کیجئے اور عنایتیں دیکھئے آخر خط میں جو یہاں تشریف لانے کے متعلق معلق مشورہ دریافت کیا ہے سو حضرت اس کا فیصلہ میں نہیں کرسکتا۔ آپ خود کرسکتے ہیں کیونکہ شرط نفع مناسبت وکمال حسن ظن بحیث لایشترک فیہ احدا ہے سو اس کا اندازہ ظاہر ہے کہ میں نہیں کرسکتا پھر جو امر اس پر مبنی ہے یعنی تعیین مطلب۔ اس کا فیصلہ میں کیسے کرسکتا ہوں۔

دوسرا خط

مضمون: ہادی زماں مجدد دوراں عمت فیوضکم۔ خدام والا نے نیاز مند کے عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا وہ غالباً قبل رمضان شریف بندہ کو ملا تھا۔ اس کو دیکھ کر بہت رنج ہوا اور مختلف خیالات کثیرہ پیدا ہوئے اور کئی دفعہ ارادہ بھی ہوا کہ جناب والا پر اس کو ظاہر کیا جاوے مگر اولاً تو طول دوم حضور کے وقت ضائع ہونے کا اندیشہ تیسرے غیر مفید آج ۲۴ رمضان المبارک ہے اخیر عشرہ ہے ایسے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب باری تعالیٰ کے جود ومغفرت کی شان مخفی نہیں لہٰذا نائب الرسل اور اہل اللہ کی شان بھی علی حسب مراتب امرین مذکورین میں دیگر اوقات کے اعتبار سے بہت ممتاز ہونی چاہئے۔ لہٰذا عرض ہے جناب والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا منشاء اگر نفس الامر میں غصہ اور غضب ہے تو نہایت عاجزی ولجاجت سے عرض ہے کہ اللہ ہماری خطاء اور قصور معاف کی جاوے۔

جواب۔ توبہ توبہ

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

میں مسلمانوں کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ خود ہزاروں تقصیرات میں ملوث ہوں نہ کہ دوسرا کوئی میرا قصوروار ہو اور میں معاف کروں۔ اگر بفرض محال آپ کے خیال میں کوئی بات ایسی ہے تو میں نے معاف کیا مگر مولانا موقع پر معاملہ کی بات تو کہی ہی جاتی ہے خواہ خوشامد سے یا غصہ سے۔

مضمون۔ جناب والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا منشاء اگر نفس الامر میں غصہ اور غضب ہے تو نہایت عاجزی ولجاجت سے عرض ہے کہ للہ ہماری خطا اور قصور معاف کی جاوے اور آئندہ سے ان شاء اللہ ایسی صاف تحریر نہ کروں گا۔ رضینا باللہ ربا وبالا سلام دینا وبحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبیا ورسولا وباشرف علی ولیا ومرشدا۔ اور اگر خدانخواستہ خدام والا پر وہ امر بطور الہام وکشف ظاہر ہوتا ہے اور خدانخواستہ خدام والا اس پر پختہ ہو گئے ہیں تو نہایت صدمہ وافسوس کے ساتھ عرض ہے۔

جواب: یہ دو بعید احتمال تو آپ کو ہوئے جو اصل منشاء اس کا ہے جو اس کے خطوط میں موجود ہے اور جس کا حوالہ میں نے اپنے خط میں بھی دیا ہے آپ کو اس کا احتمال نہ ہوا۔ ملاحظہ ہو میرا خط اخیر جس میں میرے اس خطاب کی بناء مصرحا مذکور ہے اس قول میں چونکہ میرے اس خط کے بعد بھی رنج ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میری یہ عرض ہی مبنی ہے اس پر کہ میرے اس خط خاتمہ التبلیغ کو ذہن میں جگہ نہ دیں پس یہ حکم قضیہ شرطیہ ہے جس کا مقدم آپ کا فعل ہے اور تالی میرا فعل پھر آپ مقدم سے قطع نظر کر کے تالی سے متوحش ہوتے ہیں۔ فیا للعجب۔

مضمون: میں جو اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو ابتداء حضوری آستانہ اشرفیہ سے آج تک جس کو ۹ یا ۱۰ برس کا زمانہ ہوتا ہے اپنی کسی حالت کو ایسا نہیں پاتا ہوں جس کو میں یہ کہہ سکوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات آستانہ عالیہ اشرفیہ کے ذریعہ سے اس ناکارہ کو عطا فرمائی سوائے چند سورۂ قرآنیہ کی تھوڑی سی صحت خوانی کی۔ اس عرصہ میں بہت سے حضرات حضور کی برکت اور توجہ سے کس کس مرتبہ عالیہ پر پہنچے ہوں گے مگر ہماری شوربختی کی یہ حالت۔ تہیدستانِ قسمت راچہ سود از رہبر کامل الخ۔ مگر الذین لایشقی جلیسھم کی بنیاد پر مجھ کو

یقین ہے کہ گو اس عالم میں کوئی اثر مجھ کو محسوس نہیں ہوا مگر ان شاء اللہ اس عالم میں ارحم الراحمین اور ہمارا خالق اور ہمارا رب ہرگز محروم نہ کرے گا۔

جواب: پھر یہ کیا تھوڑی بات ہے بلکہ اصل تو یہی ہے اگر یہاں بھی کچھ ہو جاوے تو اس سے بھی مقصود یہی ہے جب مقصود بالذات کا یقین ہے پھر شکوہ شکایت و مایوسی کیسی۔

مضمون: خدا خوب جانتا ہے کہ اب تک جس بزرگ کی خدمت میں بندہ حاضر ہوا محض ابتغاء لوجہ اللہ حاضر ہوا یہ تو خداوند تعالیٰ سے مجھ کو امید ہے اور خدام والا سے نہایت الحاح اور زاری کے ساتھ چند امور عرض کرتا ہوں (۱) للہ آپ خادم سے بالکل قطع تعلق نہ فرماویں بلکہ اس عالم میں فقط دعاء خاتمہ بالخیر اور اس عالم میں شفاعت سے امداد فرمادیں۔ کہ مستحق کرامت گناہ گارانند۔

جواب: مولانا میں نے اپنے خط میں اس سے کب انکار کیا ہے وہ ایک خاص خدمت ہے جس سے عذر کیا ہے اور وہ بھی آپ ہی کی خدمت نہ لینے کی بنا پر۔

مضمون: (۲) اگر حضور کے نزدیک کوئی ایسے شخص ہیں جہاں ہم جیسے بیکار اور نکمے کی کامیابی ممکن ہو تو للہ دریغ نہ فرماویں اب تک ہم نے اپنی رائے سے طبیبوں کو منتخب کیا تھا مگر اب خدام والا جیسے مذاق اور کاملین کی رائے سے منتخب کروں گا ان شاء اللہ برکت عطا ہوگی۔

(جواب) مولانا نفع کے جو معنی آپ سمجھے ہوئے ہیں جو کہ شیخ کے اختیار میں نہیں ہیں اس نفع کا پہنچانے والا آپ کو کہاں سے بتلاؤں جبکہ تمام عالم میں بھی اس کا وجود نہ ہو۔

مضمون (۳) گو اہل فن کے نزدیک وصول نفع کے لئے یہ شرط ہے کہ شیخ سے کل تعلقات سے زیادہ قوی تعلق ہو مگر کیا کروں طالب علمی سے لے کر اب تک زیادہ برابر اپنا مزاج ایسا ہی رہا کہ جس مقصود کو لے کر جس کے پاس گیا اس مقصود میں جہاں تک زیادہ نفع پہنچتا گیا اسی قدر معلم اور مفید سے زیادہ تعلق پیدا ہوتا گیا۔ ابتداء ً کبھی کسی کا قوی معتقد میں نہیں ہوں ہاں یہ ضرور ہوتا ہے جب کسی کے پاس کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے گیا تو اولاً قرائن حالیہ مقالیہ سمعیہ وغیرہ سے اتنا معتقد ضرور ہو لیتا ہوں کہ ان شاء اللہ ضرور فلاں شخص سے میرا کام نکلے گا بس اس کے بعد جس قدر زیادہ نفع محسوس ہوتا گیا اسی قدر اس کی وقعت اور اس سے تعلق قوی ہوتا گیا۔ یہ حالت میری فطری ہے جس کے خلاف شاید نہیں ہوسکتا ہے اور اہل فن کا

وہ قول ہمارے فہم سے باہر ہے یہ عیب مجھ میں ضرور ہے۔ اہل فن کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصول نفع عن الشیخ موقوف ہے قوی واعلیٰ تعلق بہ شیخ پر یہ امر ہمارے فہم فطرت سے بالکل باہر ہے بلکہ اقویٰ واعلیٰ تعلق بالشیخ کو موقوف ہونا چاہئے حصول مقصود پر ہاں مطلق حسن ظن بالشیخ البتہ موقوف علیہ حصول مقصود کا ضرور ہے ایک عیب تو یہ ہے اور دوسرے یہ کہ میں کسی کی محبت و اعتقاد میں ایسا ہرگز مغلوب نہیں ہوتا ہوں کہ حسن وقبح کی بالکل تمیز ہی مرتفع ہو جاوے۔

جواب: یہ جو دو عیب لکھے یہ عیب نہیں ہیں اور نہ اکابر اہل فن کے یہ خلاف ہے ان حضرات کا وہ مطلب نہیں جو آپ سمجھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ استفادہ کے وقت اس کو ظناً انفع سمجھے اور اس ظن کا درجہ اتنا ہونا چاہئے کہ دوسری طرف نگرانی سے اس کو مانع ہو۔ پھر جب ایک معتد بہ زمانہ تک نفع نہ ہو اول اسی شیخ سے اس کی وجہ تحقیق کرے اگر تسلی نہ ہو تو پھر دوسرے سے استفادہ کرے اسی ظن مذکور کے ساتھ باقی مغلوب المحبت ہونا ضروری نہیں۔

مضمون: بخدا میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ بہت مختصر عریضہ لکھوں گا مگر کچھ طول ہو گیا جناب والا کی اضاعت وقت کا اندیشہ ہو رہا ہے مگر جناب والا کی رحیمی پر زیادہ بھروسہ ہے۔ سبقت رحمتی علیٰ غضبی۔ ۲۴ رمضان المبارک ۳۴ھ۔

جواب: نہیں ضروری بات میں اگر طویل بھی ہو مضائقہ نہیں۔ اطمینان فرما دیں۔

مضمون: دونوں عریضوں کا جواب ملا مگر اس سے تشفی نہیں ہوئی بلکہ بعض امور کے متعلق صاف صاف کچھ عرض کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی مگر جب تک جناب والا اس کے عرض کرنے کی اجازت نہ دیویں گے تو اس کے اظہار کی جرأت نہیں ہوتی۔

مرے دل کی حسرتوں کو تمہیں منصفی سے دیکھو　　جو تمہارے دل میں ہوتیں تو تمہیں قرار ہوتا

جواب: مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ چونکہ میرے اس خط کے بعد بھی جس کو میں خاتمۃ التبلیغ سمجھتا ہوں کچھ فرمانے کی حاجت باقی رہ گئی تو یقیناً میرے پاس اس کا جواب نہیں۔ اس لئے اس کے اظہار کی اجازت دینا کلفت میں پڑنا اور کلفت میں ڈالنا ہے لہٰذا اس کے متعلق کچھ تحریر نہ فرمادیں بالیقیں مجھ سے آپ کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔ اگر طلب ہے تو اور شیوخ موجود ہیں ورنہ خیر۔ دعا خیر البتہ اس حال میں بھی کرتا ہوں۔

مضمون: امراض قلبیہ میں سے اپنے اندر بخل کا مادہ بھی پاتا ہوں۔

جواب: جو درجہ طبعی ہوتا ہے اس کے ازالہ کا اہتمام ضرور نہیں۔ سعی سے کامیابی کم ہوتی ہے اور نہ اس پر مواخذہ ہے بلکہ جب وہ مادہ حق تعالیٰ نے رکھا ہے تو اس شخص کی اسی میں مصلحتیں ہیں۔ جب اس کے خلاف میں مصلحت ہوگی خود حق تعالیٰ بلا کسب بدل دیں گے البتہ حقوق واجبہ میں اخلال نہ ہونے پاوے۔ سو الحمدللہ اس سے محفوظ ہو۔

مضمون۔ آدمیوں سے چونکہ الگ رہنے کو جی چاہتا ہے تو بات بات پر غصہ آ جاتا ہے مگر ضبط کر لیتا ہوں یہ کبر کا شائبہ معلوم ہوتا ہے۔

جواب: یہ کبر نہیں ہے توحش عن الخلق ہے جو مسبب ہے انس مع الحق ہے۔ اور کبھی سبب بھی ہو جاتا ہے۔ انس مع الحق کا بیفکر رہیں۔ ہاں برتاؤ میں اعتدال سے تجاوز نہ کریں اور اگر اس کا صدور ہو جاوے استغفار کریں۔ زیادہ فکر میں نہ پڑیں۔

مضمون: اپنے دل میں ایثار کا مادہ نہیں پاتا کہ بھائی مسلمانوں کو اپنے اوپر مقدم کروں اپنی ہی اغراض مقدم معلوم ہوتی ہیں۔

جواب: اس کا وہی جواب ہے جو اوپر بخل کے متعلق لکھا ہے الحمدللہ راستہ پر چل رہے ہو۔ حق تعالیٰ مقصود تک بھی پہنچا دیں گے۔

مضمون: بعض وقت نفل وغیرہ پڑھنے سے (یہ خیال آ کر کہ لوگ ریاکار کہیں گے یا اچھا کہیں گے تو نفس خوش ہوگا۔ باز رہ جاتا ہوں نہیں معلوم یہ ناکارہ ہر طرح اسی سے محروم رہے گا دعا کی ضرورت ہے اور حضور کی تجویز سے جو علاج میرے مرض کا ہو۔

جواب: ریا کا خیال شیطانی خیال ہے باوجود اس خیال کے بھی کام کرنا چاہئے اور مجھ سے کیا پوچھتے ہو کہ محروم رہو گے یا کیا مجھ کو اپنا ہی حال معلوم نہیں پھر یہ کہ اپنی کوتاہی جب سبب محرومی کا ہو تو دوسرا کیا علاج کرے معلم کا کام اتنا ہے کہ طالب کام کرے اور اطلاع حالات کی دے کر جو کچھ پوچھنا ہو پوچھے۔ بدوں اس کے کوئی کھیر تو ہے نہیں کہ چٹا دی جاوے گی۔

مضمون: ایک دیندار نوکر میرے یہاں ہے مجھے اس سے بہت انس ہے لوگ اس کو ورغلاتے ہیں کہ مزدوری میں زیادہ نفع ہے۔ تعویذ مرحمت فرمایا جاوے کہ وہ میرا مطیع اور

فرمانبردار ہو جاوے اور پھر مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔

جواب: افسوس اپنی غرض کے لئے آپ ایک مسلمان کی مصالح اور آزادی میں خلل ڈالتے ہیں اپنی اس خودغرضی کا تعویذ ڈھونڈھیے۔

(۲) صرف ثواب آخرت کے لئے درود شریف پڑھتا ہوں اگر کوئی کہے کہ کچھ ذوق وشوق بھی ہو تو وہ مجھے حاصل نہیں طالب ہوں۔ جواب: رضا اصل مطلوب ہے اگر ذوق وشوق نہ ہو نہ سہی۔

مضمون: ڈاکٹر جن کا حال پیشتر عرض کر چکا ہوں ہمارے شفاء خانہ میں رکھ لئے گئے ہیں یہ پکے مرزائی ہیں اور میری ان کی روزانہ گفتگو ہوتی ہے مگر ان کی تسلی تو کیا الٹا بعض اوقات میں چکر میں پڑ جاتا ہوں اس لئے چند رد کی کتابوں کا نام حضور تحریر فرمایئے تا کہ ان ڈاکٹر صاحب کو مسلمان بنا دوں۔

جواب: ایسی حالت میں نہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان سے گفتگو کیوں کی جاوے اور نہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان کو کیوں رکھا جاوے خدا نہ کرے ان کی اصلاح میں اپنا افساد نہ ہو جاوے کتابیں میں نے اس مبحث میں دیکھی نہیں۔ مولوی ثناء اللہ غالباً کافی فہرست بتلا سکیں گے اور یہ لوگ بڑے سخت ہوتے ہیں ان کی روبراہ ہونے کی شاید آپ کو امید ہو۔

مضمون: دہلی میں ایک مدرسہ پنجابی سکول کے نام سے ہے وہاں ملازمت بھی کی لیکن خیال آیا کہ یہ روپیہ لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس لئے نوکری چھوڑ دی تجارت شروع کی لیکن بکری بالکل نہیں ہے نہایت تختی میں مبتلا ہوں۔

جواب: اگر ممکن ہو پھر معلمی کی نوکری کر لیں وہ ناجائز نہیں ہے اور کتاب اکسیر کا مطالعہ کریں اور بعد عشاء کے گیارہ سو بار یا مغنی مع اول وآخر درود شریف اا بار پڑھ کر دعا کیا کریں۔

مضمون: میرے شوہر کی والدہ چار ماہ سے بیمار ہے ان کی بیماری کی وجہ سے وظیفہ کبھی ناغہ ہو جاتا ہے۔ جواب: کچھ حرج نہیں۔ بیمار کی خدمت کا ثواب بھی کچھ کم نہیں۔

مضمون: اور جب سے ناغہ ہونے لگا ہے تب ہی سے میرا خیال ورد وظائف کرنے کے وقت خدا پاک کی طرف نہیں لگتا میں کیا کروں۔ جواب: حتی الامکان کرتی رہو۔

جواب: اس وجہ سے میں نے آپ کی طرف کوئی خط بھی نہیں لکھا کیونکہ میں آپ سے سخت شرمندی ہوں۔

جواب: شرمندگی کا تدارک یہی ہے کہ حالت سے اطلاع دینا شروع کر دیں۔
مضمون: پھر عرض ہے کہ اگر وہ بیمار نہ ہوتے اور مجھے ان کی خدمت کرنی نہ پڑتی تو خدا کے حکم سے اور آپ کی دعا سے ناغہ نہ ہوتا۔ جواب: ایسے ناغہ کا کچھ حرج نہیں اس میں بھی ثواب عظیم ہے۔
مضمون: میری پھوپھی کے گھر تین ماتم جلد جلد ہو گئے ہیں اور دوسرے دو تین ماہ کھانا پینا اور سونا بھی انہوں نے چھوڑ دیا تھا اور رات دن خداوند کریم کی یاد میں مشغول رہیں اور ہمیں کہتی تھیں کہ ولی وہ شخص ہوتا ہے جو خدا کی یاد سے ایک ساعت بھی غافل نہ ہو اور تیسرے وہ سخت بوڑھی بھی ہیں کہتی تھیں ایک آفت سیاہ میرے پلنگ کی برابر پڑی تھی اسے دیکھ کر ڈر گئی ہوں غرض اب ان کو مالیخولیا ہو گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کھانا پینا اور سونا چھوڑ دینے سے ان کا دماغ پھر گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ ڈری ہیں۔ کوئی کہتے ہیں کہ ماتم بہت جلد جلد ہوئے اور یہ آگے بھی خدا پاک سے ڈرتی رہتی ہیں کہ خدا جانے میرا قیامت میں کیا حال ہوگا میں بہت گناہگار ہوں۔
جواب: ان کی حالت مرکب ہے مرض سے اور باطنی حالت سے مرض کا تو ان کو علاج اچھی طرح کرنا چاہئے اور اسی علاج کا جزیہ بھی ہے کہ ان کو تنہائی میں زیادہ نہ رہنا چاہئے اور جو لوگ ان کے پاس رہیں وہ عاقل ہوں کہ ان کی طبیعت کو خوش رکھیں اور باطنی علاج ان کا یہ ہے کہ محنت کم کریں اور میرے رسالہ شوق وطن اور تبلیغ دین میں سے ان کو خدا کی رحمت کا باب سنا دیں۔
مضمون۔ مناجات مقبول کی روزانہ ایک منزل پڑھنے کی اجازت چاہتا ہوں۔
جواب: اللہ و رسول کی اجازت کے بعد کسی کے اجازت کی حاجت نہیں۔
مضمون: حاضر ہو کر بیعت ہونے کی استطاعت نہیں۔ اس لئے بذریعہ عریضہ بیعت ہونا چاہتا ہے۔ طریقہ چشتیہ میں بیعت فرمایا جاوے۔
جواب: بیعت میں جلدی مناسب نہیں کام شروع کیجئے۔ اس کے لئے قصد السبیل کافی ہے۔ طالب کو یہ منصب نہیں کہ وہ کسی خاص طریق میں بیعت ہونے کی درخواست کرے۔
مضمون۔ کئی برس ہوئے کہ ایک بزرگ نقشبندی سے مرید ہوا اور انہیں سے ملتا جلتا رہا عرصہ چار ماہ کا گزرا کہ ایک عورت سے آشنائی ہو گئی قریب تھا کہ گناہ کبیرہ میں گرفتار ہوں اللہ عز وجل نے مدد کیا اور اس فعل بد سے توبہ کر کے پیر صاحب کے پاس پناہ لیا اور جب سے انہی کے

پاس رہتا ہوں۔ آٹھ دس روز ہوئے کہ ایک لڑکے سے پھر محبت ہوگئی۔ ہر دم دل یہی چاہتا ہے کہ اسے دیکھا کروں اور حالت ناگفتہ بہ ہے۔ موافق مرض کے علاج تحریر کیجئے

جواب: اول علاج اس مرض کا یہ ہے کہ محبوب سے ظاہری جدائی فوراً اختیار کر لی جاوے تتمہ علاج اس اطلاع کے بعد لکھوں گا

مضمون۔ بموجب حکم حضور کے قصد السبیل شروع سے اخیر تک پڑھا۔ پہلے یہ خیال ہوا کہ کچھ اسی کتاب سے دیکھ کر پڑھنا شروع کر کے حضور کو اطلاع دوں لیکن پھر خیال جاتا رہا۔ اب دل یہی چاہتا ہے کہ حضور ہی جو ارشاد فرماویں اس پر کمر بستہ ہو کر کام کروں۔

جواب: یہ تو خودرائی ہوئی کہ میری بتلائی ہوئی بات سے زیادہ مصلحت اپنے خیال میں سمجھی۔

۲۰ شعبان ۳۴ھ

مضمون: بھوپال سے ایک خط آیا ہے جس کا مضمون حسب ذیل ہے کہ جناب قاضی صاحب بوجہ علالت ایک سال کی رخصت لینا چاہتے ہیں۔ مشاہرہ میں سے ۵۰ ماہوار وہ لیں گے اور ۵۰ تم کو ملیں گے چونکہ یہ امر عظیم ہے بدوں بڑوں کے مشورہ کرنا مناسب نہیں ہے اس وجہ سے عرض ہے کہ اس عہدہ کے فرائض اور منافع اور مضار کو غور فرما کر رائے تحریر فرمایئے مگر رائے محض عقلی نہیں چاہتا بلکہ آپ کے قلب مبارک میں جو آئے وہ تحریر فرمایئے اس وجہ سے کہ میں آپ ہی کا ہوں اور برائی بھلائی بڑوں ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ میری دینی اور دنیاوی حالت کو اور یہ کہ وہ فرائض مجھ سے ادا ہوں گے یا نہیں خیال فرما کر رائے سے مطلع فرمایئے۔ ضمیمہ: یہ صاحب ایک مدرسہ میں مدرس ہیں۔

جواب: جس امر میں مشورہ لیا ہے اولاً تو امر عظیم میں مشورہ دینا عظماء ہی کا کام ہے حضرت مولانا سلمہ ہوتے تو وہ اس کام کے تھے۔ اب اپنے مجمع میں مولانا رائے پوری ہیں جن کے قلب کو بابرکت کہا جا سکتا ہے وہاں رجوع فرمانا مناسب ہے باقی جو اپنے قلب کی کیفیت اس مضمون کے پڑھنے کے وقت ہوئی وہ بھی عرض کئے دیتا ہوں حسب الحکم۔ وہ یہ کہ قلب اس سے اباء کرتا ہے خواہ یہ اباء وجدانی ہو یا اس لئے ہو کہ قضا امر خطیر ہے اور اس کے اختیار کرنے پر کوئی مجبور و اضطرار ہے نہیں نہ تو کسی کے اکراہ سے اور نہ اس سے کہ

دوسرے وجوہ معاش بند ہیں نیز چند روز کے لئے اور بھی بدنامی ہے لوگ کہیں گے روپیہ کی طمع میں ایک نوکری یا ایک کام کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے۔ یہ معاملہ تجزیہ تنخواہ کا بھی شرح صدر کے ساتھ سمجھ میں نہیں آیا گو تاویلیں ذہن میں آتی ہیں۔

مضمون۔ احقر العباد خدمت فیض ارشاد میں حاضر ہونے کا شوق کامل رکھتا ہے۔ امید کہ اجازت مرحمت فرمادیں تاکہ بندہ گل مقصود سے دامن پر کر لیوے عرض گذار فارغ التحصیل مدرسہ دیوبند۔

جواب: اگر ذکر شغل کیلئے آنا چاہتے ہیں تو رمضان المبارک میں اس کی تعلیم نہیں کیا کرتا ہوں اور اگر محض کسی کسی وقت پاس بیٹھنا اور کوئی کوئی بات سن لینا مقصود ہے تو بشرط تحمل اپنے مصارف کے آنے کی اجازت ہے۔

مضمون: جناب پیر روشن ضمیر الخ۔ چونکہ حضور پرنور کا فرمان ہے کہ ہمیں اعلیٰ حضرت مرشدی سیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ (اگر کوئی حاجت مند تعویذ وغیرہ لینے آوے تو انکار مت کیا کرو) اس لئے خاکسار ملتمس ہے کہ کمترین عرصہ دراز سے اپنے واسطے کوئی رشتہ تلاش کر رہا تھا۔ سو اب خدا کے فضل سے حسب منشاء رشتہ تو مل گیا ہے سب راضی ہیں صرف ایک شخص جو اس لڑکی کا بہنوئی ہے میرے گھر رشتہ کرنے میں ناراض ہے آپ براہ مہربانی کمترین کے حق میں دعا فرمادیں اور کوئی تعویذ یا کوئی عمل فرمایا جاوے۔

جواب: حضرتؒ کا یہ ارشاد عوام کے لئے ہے نہ کہ طالبان حق تعالیٰ کے لئے کہ ان کو خود عملیات کی طرف رجوع کرنا پسندیدہ نہیں۔ البتہ دعا کرنا سب حاجات مشروعہ کے لئے مسنون اور نافع ہے سو دعا کرتا ہوں جواب کے لئے جو اندر لفافہ ٹکٹ چسپیدہ رکھا تھا ایسے طور سے بند کیا تھا کہ باوجودیکہ کھولنے میں بہت ہی احتیاط کی گئی مگر پھر بھی کنارہ پر سے معہ ایک ٹکٹ کے پھٹ گیا۔ ایک ٹکٹ سالم رہا تھا وہی اس کارڈ پر چسپاں کر کے بھیجتا ہوں اور وہ دوسرا ٹکٹ کہ جڑ کر کارآمد ہو سکتا ہے آپ کا امانت کے طور پر رکھا ہے اگر وہ لفافہ دہرا کر کے بند کیا جاتا اس خطرہ سے محفوظ رہتا۔

مضمون: استفتاء پوشیدن پارچہ از ازار وغیرہ بایں طرز کہ کعبین پوشیدہ شود علی الاطلاق

اعنی ارادہ تبختر و تکبر باشد یا نے و در نماز یا خارج از و چہ حکم دارد بینوا توجروا (ھوالمصوب) اسبال یعنی پوشیدن پارچہ اسفل کعبین مطلقا ممنوع آمدہ لما فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری ایضاً عن ابن عمر قال مررت برسول اللہ وفی ازاری استرخاء فقال یا عبداللہ ارفع ازارک فرفعتہ ثم قال زد فزدت فما زلت ۔ تحراھا بعد فقال بعض القوم الی این قال الی انصاف الساقین رواہ مسلم ۔ و از احادیث کہ مقید بطر و تخیل واندم عدم جوازش بطریق اولیٰ مفہوم میشود ۔ و در نماز کراہتہ تحریمی ست بناء علیہ صاحب مالا بدمنہ پوشیدن پارچہ بطور مذکورہ حرام نوشتہ واللہ سبحانہ اعلم نمقہ الحقیر محمد یوسف عفی عنہ ۔

جواب: جواب صحیح ست و تقید بہ خیلا برائے احتراز نیست بلکہ جریا علی العادۃ ست کہ اکثر مردم ہمیں قصدی پوشیدند باز اگر احترازی ہم گفتہ شود مانعش نص دیگر باشد یعنی تشبہ باہل خیلاء باز اگر نص مطلق نبودے گنجائش ایں احتمال بود والا آں بر اصول حنفیہ کہ بقاء مطلق علی اطلاقہ و بقاء مقید علی تقییدہ است ہر دو صورت حرام باشد مطلق اسبال ہم و اسبال للخیلاء ہم اگر چہ ثانی اشد باشد از اول للزوم الحد ورین الاسبال والاختیال اشرف علی ۲۱ شعبان ۳۴ھ ۔

مضمون: نیز یہ ہے کہ حضور نبی کریم علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریف میں نعتیہ کوئی اشعار پڑھتا ہے یا خود دیکھتا ہوں یا اشعار عاشقانہ تو اس میں ایک خاص حظ حاصل ہوتا ہے اور خصوصاً نعتیہ اشعار میں بیتابی بعض وقت غالب ہوتی ہے جس کو ہمیشہ جلوت میں ضبط کرتا ہوں اور خلوت میں رونے لگتا ہے ۔

جواب: اس میں تھوڑا سا دھوکہ بھی ہے اشعار میں مشغول مت ہونا نہ ان سے مزہ لینا ۔

مضمون: چند روز ہوئے کہ فدوی برابر پرچہ دینے کا ارادہ کر رہا ہے لیکن اب تک موقع نہیں ملا ۔ لہٰذا مجبور ہو کر تحریر پیش کرنی پڑی ۔ جب میں حاضر خدمت اقدس ہوا تھا تو حضور انور نے چھ ہزار مرتبہ اسم ذات اللہ اللہ اور بعد تہجد کے بارہ تسبیح پڑھنے کو ارشاد فرمایا تھا ۔ چنانچہ غلام اب تک بلا ناغہ پڑھتا ہے صرف ایک روز ناغہ ہوا تھا لیکن حضور کے سامنے اپنی حالت عرض نہیں کر سکتا کیونکہ کوئی حالت محمودہ اپنے اندر نہیں پاتا ۔

جواب: یہ استقامت کیا حالت محمودہ نہیں ہے بہت بڑی چیز ہے جن حالات کے نہ

پانے کوآپ لکھ رہے ہیں وہ پانے کے بعد خود بے پائے ہوجاتے ہیں اور یہ استقامت دولت سرمدی ہے۔ **مضمون:** ذکر کے وقت و نیز نماز میں نہ حضور قلب ہوتا ہے نہ جمعیت خاطر۔

جواب: حضور کے دو درجے ہیں۔ اختیاری اور غیر اختیاری۔ اگر اول مراد ہے تو اس کی انتفاء کو آپ باختیار رفع کر سکتے ہیں اور اگر ثانی مراد ہے تو اس کا وجود خود ہی مطلوب نہیں ہوتا گو محمود ہے مگر مقصود نہیں پھر مفقود ہونے کا کیا غم۔

مضمون: بلکہ اکثر اوقات نہایت پریشانی سی رہتی ہے صرف تعداد پوری کر لیتا ہوں۔

جواب: یہ غیر اختیاری پریشانی بھی ایک نافع مجاہدہ ہے۔

مضمون: اس نالائق کو جب ہی فائدہ ہوسکتا ہے کہ حضور توجہ فرمائیں اور اس عاجز کے حق میں دعا فرمائیں۔ **جواب:** دعا و توجہ بلا درخواست ہی کرتا ہوں۔

مضمون: میرے جانے کی آٹھ دس روز اور باقی ہیں چلتے وقت زبانی حال عرض کروں گا اب محض اپنی حالت عرض کردی ہے اب جیسے ارشاد ہو غلام اس کی تعمیل کو حاضر ہے اگرچہ یہ نالائق اس قابل بھی نہیں کہ خدمت میں حاضر رہ سکے لیکن حضور کی توجہ سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ حضور کے الطاف خسروانہ ہی کی وجہ سے اتنے دن گزرے ہیں نہیں تو اس بے ادب کو تو بولنے کی بھی تمیز نہیں۔ **جواب:** بس یہی شکستگی تو میری نظر میں ایک دل پسند ادا ہے۔

مضمون: اس غلام کے عیوب سے اس کو مطلع فرمایا جاوے۔ ان شاء اللہ بسر و چشم تعمیل ارشاد کروں گا۔

جواب: کوئی بات معلوم ہوگی کہہ دوں گا باقی ایسے شخص کو خود حق تعالیٰ اس کے عیوب پر مطلع فرما دیتے ہیں۔

۲۵ شعبان المعظم ۳۴ھ

جواب: السلام علیکم: جب تک جان پہچان اور نیز باہم مناسب اچھی طرح نہ ہو کسی چیز کے لیتے ہوئے شرم آتی ہے اور یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ کثرت ملاقات یا کثرت خط و کتابت سے اور یہ دونوں امر باختیار آپ کے ہیں نہ کہ میرے چونکہ یہ بات اب تک حاصل نہیں ہوئی اور محض نام لکھنے سے مجھ کو کہاں تک یاد آسکتا ہے اس لئے واپس کر دیا۔

واقعی نام دیکھ کر مجھ کو کوئی تعلق بھی یاد نہیں آیا۔ یہ نتیجہ ہے کم خط و کتابت رکھنے کا اور ایک دلیل مناسبت نہ ہونے کی خود آپ کے اس خط میں ہے کہ مسائل کا سبب پوچھتے ہیں جس کا آپ کو منصب نہیں۔ بدوں اس قدر تعارف و تناسب کے دوبارہ نہ بھیجئے اور وہ رقم جب تک میں وصول نہ کروں میری ملک نہیں ہے۔ شرعاً آپ بے فکر اس کو اپنے صرف میں لاویں۔

مضمون۔ آپکے مرید بنام شیر محمد کے پاس میرا لڑکا جاتا ہے میں نے اس کو ہر چند روکا لیکن نہیں رکا۔ آپ براہ مہربانی اپنے مرید کو ایک خط یہ جو پتہ والا کارڈ آپ کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے تنبیہاً تحریر کریں جس سے وہ خود بخود اس کو اپنے پاس آنے سے انکار کردے آپ کی بڑی عنایت ہوگی اور یہ خدا واسطے کام ہے اور اس لڑکے کی عمر تقریباً پندرہ یا سولہ سال کی ہے۔

ضمیمہ۔ جوابی کارڈ پر شیر محمد کا پتہ لکھا تھا حضرت نے خود کاتب خط کا نام لکھ کر حسب ذیل جواب ارسال فرمایا مجھ کو یاد نہیں کہ کوئی شخص شیر محمد میرا مرید ہے۔ مگر خیر خط لکھنے سے انکار نہیں لیکن اس طرح خط لکھ سکتا ہوں کہ تمہارا خط بھی اس کے پاس بھیجوں گا کہ اس خط سے ایسا مضمون معلوم ہوا آگے نصیحت سے لکھ دوں گا اگر یہ صورت منظور ہے تو دو پیسہ کا لفافہ ساتھ آنا چاہئے۔

مضمون۔ جب آستانہ سے واپس ہو کر گھر آیا ہو چند ماہ بہت مستعدی اوقات وظائف میں رہی۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت آئی کہ تہجد کبھی کبھی قضا ہونے لگی پھر اب کئی ہفتہ سے ایک شب بھی تہجد کی توفیق نہیں ہوتی۔ افسوس کہ مجھے اب تک کسی امر میں استقامت نصیب نہ ہوئی۔ اب سے بہت پہلے یہ حال تھا کہ کسی کے گناہ دیکھ کر اس پر ترس آتا تھا اپنے گناہ یاد کر کے شرمندگی ہوتی تھی اب یہ حال ہے کہ دوسروں کے جرائم پر بغض و تنفر ہوتا ہے اور نفس اس کو بغض فی اللہ قرار دیتا ہے۔ اپنے گناہ بالکل نظر سے پوشیدہ ہیں۔ میرے مولا دستگیری فرمایئے عرض مکرر آنکہ کل عریضہ ہذا تحریر کیا آج ہی یہ اثر ہوا کہ شب کے وظائف حسب معمول ادا ہوئے۔ فالحمدللہ علی احسانہ تعالیٰ واحسانک۔

جواب: عزیزم مشفقم السلام علیکم ورحمۃ اللہ جس امر کا سبب ظاہر ہو اور غیر اختیاری ہو اس میں پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ رات چھوٹی ہونے لگی اس لئے آنکھ نہ کھلنا عجیب نہیں ایسی حالت میں بعد عشاء پڑھ لیا کیجئے۔ نظر علی المعصیت کے متعلق جو لکھا ہے یہ سب تغیرات ہیں احوال ہیں جو غیر اختیاری ہیں اور اس لئے پریشانی کا محل نہیں۔

مضمون: منجملہ دیگر امراض کے ان میں ابتلا ہے۔ امرد کی طرف طبعاً خواہش اور نفس کا میلان ہوتا ہے۔ یہ بات دیکھنے کے بعد ہوتی ہے بلا دیکھے نفرت بلکہ خیال بھی نہیں آتا غیبت اکثر کرنی ہوتی ہے اور سنی بھی جاتی ہے بے فائدہ گفتگو کرنا جیسے طالب علم میں ہوتا ہے۔ مرض تشخیص فرما کر علاج بتلادیں۔

جواب: مراقبہ عقوبت نار روزانہ پندرہ بیس منٹ تک کیا جاوے اور صدور کے تقاضا کے وقت ہمت سے بھی کام لیا جاوے۔

مضمون۔ بہت سے اچھے اچھے حالات لکھ کر یہ لکھا کہ سب ان امور کے ساتھ اس کا بڑا خوف ہے کہ کہیں خدانخواستہ ان باتوں میں کمی واقع نہ ہو جاوے۔

جواب: یہ خوف بھی مقتضاء ایمان ہے مگر اس کے ساتھ استحضار توکل بھی ضروری ہے مع العزم یعنی یہ نیت رکھے کہ اللہ کی مدد سے ہم اس پر مستقیم رہیں گے اور اگر کمی ہو جاوے گی تو پھر تازہ عزم کرلیں گے اور کمی سے استغفار کرلیں گے۔

مضمون: بعض اوقات یقین درجہ عین الیقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے جس سے ازبس مسرت ہوتی ہے مگر کبھی اس میں بالکل کمی ہو جاتی ہے جس سے نہایت افسردگی ہوتی ہے۔

جواب: افسردگی بھی علاج ہے بعض باطنی امراض کا کچھ غم نہ کیجئے اور اس میں بھی تقریر مذکور سابق کا لحاظ رکھا جاوے۔

مضمون: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی روح کی مقدس کو ایصال ثواب کرنا چاہئے یا کیا۔ جواب: بہت بہتر ہے اور ادائے حق ہے۔

مضمون: مولوی عبدالحیٔ صاحب مغفور لکھنوی نے ایکبار فرمایا تھا کہ ایصال ثواب کا مضائقہ نہیں ہے مگر اکثر علماء منع فرماتے ہیں۔ جواب: یہ ان کی غلطی ہے۔

مضمون: ایک عورت اپنے خاوند یا باپ کے ساتھ بلاشرکت دوسرے مرد کے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔ جواب: ہاں بالکل ٹھیک پیچھے کھڑی ہو برابر میں کھڑی نہ ہو۔

۲۸ شعبان ۳۴ ہجری

مضمون: حسب ارشاد والا اپنے معمولہ اذکار ادا کیا کرتے ہیں لیکن بوجہ سستی و غفلت آج کل کئی روز تہجد قضا ہو گئی بہت ندامت ہوئی مگر اس ندامت سے کیا فائدہ گیا وقت پھر

ہاتھ آتا نہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ شاید وجہ کثرت معاصی یہ سستی ہوتی ہے لہٰذا خود بھی توبہ کرتا ہوں حضرت والا سے دعا کا طالب ہوں۔

جواب: السلام علیکم۔ ہر سستی کثرت معاصی سے نہیں طبعی بھی تو ہوتی ہے۔

مضمون: حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اگر کوئی شخص مجبوراً اپنی جان اور مال کی حفاظت کی غرض سے کتا پالے تو آیا اس کا گھر رحمت کے فرشتوں کے نزول سے محروم رہے گا یا کیا اور آیا کچھ امراض اس قسم کے ہیں کہ جن کو متعدی کہا جا سکتا ہے۔

جواب: السلام علیکم۔ اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ فرشتہ رحمت کا تو پھر بھی گھر میں نہ آویگا لیکن اس مجبوری کی صورت میں گناہ سے محفوظ رہے گا واللہ اعلم اور امراض کے متعدی ہونے میں اختلاف کثیر ہے اکثر محققین اس پر ہیں کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ ان کا تعدیہ ضروری اور لازم ہو کہ تخلف ہی نہ ہو بلکہ مثل دیگر اسباب مظنونہ کے اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوا تو تعدیہ ہوا اور منظور نہ ہوا تو نہ ہوا۔

اور دل مشتاق ہے کہ جناب سے بذریعہ تلمذ یا بیعت کچھ فیض حاصل کروں لیکن یہ خوف ہے کہ شاید جناب منظور نہ فرماویں کیونکہ بندہ شیعہ مذہب رکھتا ہے لہٰذا اول بذریعہ عریضہ ہذا امیدوار ہوں کہ امر فرمایا جاوے کہ عرضداشت فدوی کی قابل قبول ہوگی یا نہیں۔

جواب: واقعی اختلاف مذہب کی حالت میں مناسبت نہیں ہو سکتی اور بدوں مناسبت دینی نفع نہیں ہو سکتا۔

۳۰ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

۲۱۲ مضمون: درحضور ظل رب العالمین + سید پاکاں امام المتقین + مہتر و بہتر حکیم امتاں + نوریزداں سرور و فخر جہاں + نائب امداد غوث انس و جاں + ثانی حضرت جنید شاہ جاں + بایزید وقت شبلی زماں + شیخ عالم قطب دوراں جانِ جاں + شاہ شاہاں آفتاب بے مثال + شمس دیں و قبلہ اہل کمال + ہم نوائے حضرت سید حسن + آنکہ بودہ وعظ وجید حسن + نافخ روح خدا در مائر وطیں + ما وجدت مثلکم فی العالمین + چونکہ پیوستی بمولانا علیؓ + لامحالہ سید واشرف شدی + از غریب و بینوا مسکیں فقیر + ہائم و بے مایہ ناچیز و حقیر + آنکہ نامش است

اسماعیل خام+صد نیاز وصد تحیات وسلام+ نامہ ولا امر تشریف داد+شوقمش برعین وگہ بر سر نہاد+ چوں ورا بکشادم از دست رواں+ یافتم دردے زہے گنج رواں بدشفاآں بادل بیماررا+کردریحاں خار خار خار را+حمد للہ کہ پذیرفتی مرا+ درغلامی خود ای فخر الوریٰ+قرۃ العینم توئی سلطان من۔ انت قلبی انت روحی جانمن+ راحت جانم توئی وادارمن+ جنت الماوئ توئی گلزار من+ بعد رمضان حسب ارشاد جلیل+ زود حاضر میشوو عبد ذلیل+فرق را پاساختہ من سوئے تو۔ مے چلم اے من غلام روئے تو+ ہیچ خبر سے نیست الا اینکہ ایں+ درفگندی درد رونش شوق دیں+ آنچناں کن اے حبیب قدسیاں+ کہ بسوز وعشق تاراں استخواں+ دولت دنیانمے خواہد غلام+عشق مولا بایدش تم الکلام+

جواب: السلام علیکم۔ ہر کجا دردے دوا آنجا رود۔ ہر کجار نجے شفا آنجا رود+ ہر کجا پستی ست آب آنجا رود+ ہر کجا مشکل جواب آنجا رود۔

اطلاع۔اوپر کے منظوم خط میں اظہار اشتیاق اور طلب ہے حضرت کے جواب میں طلب پر کامیابی کی بشارت ہے۔

مضمون: میں احقر نہایت شرمسار ہوں کیونکہ مجھ سے پابندی کسی کام کی نہیں ہوتی۔ چند روز نماز تہجد اور ذکر بارہ تسبیح وتلاوت قرآن مجید ایک پارہ یا کم اور درود شریف وغیرہ سب کچھ کر لیتا ہوں اور طبیعت میں ایک کیفیت خوشی وسرور کی معلوم ہوتی ہے اور کبھی چند روز سوائے فرض نماز معہ سنت موکدہ کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا اور غم و پریشانی اور فکر بہت ہوتا ہے۔قلب کی توجہ حقوق العباد کی طرف ہو جاتی ہے اور کام چھوٹ جاتے ہیں اور لین دین کی صفائی کا خیال ہوتا ہے۔ جواب: اپنے وقت پر یہ بھی طاعت ہے۔

مضمون: جتنا ہوسکتا ہے کئے جاتا ہوں۔

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں بھی محرومی نہ ہوگی جتنا بھی ہو سکے کئے جائیے۔

مضمون: بندہ کے ذکر سے اتنا فائدہ نہ ہوگا جتنا جناب کی دعا کی برکت سے حاصل ہوسکتا ہے۔ جواب: یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

سوال: احقر جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو ان میں مختلف خیالات وتوھمات آتے ہیں

جس کی وجہ سے نماز میں خلل آ جاتا ہے لہٰذا اگر یہ برا ہو تو اس کے دفعیہ کے لئے کوئی تدبیر و دعا عنایت فرمادیں۔ جواب: یہ کہاں لکھا ہے کہ غیر اختیاری خیالات سے نماز میں خلل آ جاتا ہے۔

دوسرا خط (۴) حضور اس عمل سے مقصود تو رضاء حق ہی ہے اور امید یہ ہی ہے کہ اس عمل کی تاثیر حصول رضاء حق کی زیادتی اطاعت اور محبت میں معین اور مددگار ہو۔

جواب: معین کی ضرورت تو اصل تدبیر کے بعد ہوتی ہے وہ اصل تدبیر کیا ہے؟ اور آپ نے اس کا کیا اہتمام کیا؟

سوال: میرا دل خدا کی یاد سے غافل ہے کوئی تدبیر بتادیں کہ دل ذاکر ہو جائے!

جواب: اختیاراً یا اضطراراً اور کیا ہر غفلت معصیت ہے؟ اور کیا غیر معصیت کا علاج بھی ضروری ہے؟

سوال: قدرت تو ہے (یعنی ترک معاصی پر جس کا ذکر اس سے قبل لکھا گیا تھا) لیکن ایسی ہے جیسے قدرت ہے ہی نہیں۔ جواب: وہ کون سی قدرت ہے جو عدم قدرت کے حکم میں ہے۔

سوال: باوجود ان حالات کے (جو اوپر کی عبارت میں مذکور ہیں) گو عربی کا سبق اور تہجد میں اشغال واذکار ناغہ نہیں ہوتے مگر طبیعت پر کسی قدر بار محسوس ہوتا ہے۔

جواب: تو اور زیادہ اجر ملے گا کہ مجاہدہ ہے۔

سوال: اور بجائے اس کے کہ محض خوشنودی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو زیادہ خیال اس کا ہوتا ہے کہ اگر تہجد ناغہ ہوگئی تو دن بھر مغموم رہوں گا پریشان ہوں گا۔ سکون نہیں رہے گا۔

جواب: لیکن وہ ناغہ کا غم اور پریشانی بھی اسی لئے ہے کہ ایک عمل حق تعالیٰ کی خوشنودی کا فوت ہوگیا تو یہ عین خوشنودی ہی کی طلب ہے جو اس کے منافی نہیں۔

سوال: حضرت والا! احقر ایک امر یہ دریافت کرتا ہے کہ باہر پھرنے والی عورتوں سے پردہ دار عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہے اس میں بڑی قباحت ہے خادمائیں جو ملتی ہیں وہ زیادتی سے باہر کی پھرنے والی عورتیں ملتی ہیں پردہ دار خادمائیں نہیں ملتیں ان سے کس طرح سے بچاؤ کیا جاوے۔

جواب: ایسا حکم تو نہیں البتہ کافر عورت کے سامنے بجز چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائی تک اور دونوں پاؤں ٹخنے سے نیچے تک اور کسی عضو کا جیسے سر گلا وغیرہ کھولنا جائز نہیں اس میں بھنگن اور چماری اور ترکاری بیچنے والیاں سب آ گئیں۔

سوال: پہلے خط میں بندہ کی طرف سے یہ عرض تھا کہ غیبت کبھی قصد و اختیار سے صادر ہوتی ہے اور کبھی بلا قصد و بلا اختیار۔

سوال: چند روز سے احقر کی ایک حالت ہو رہی ہے کہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وسوسہ دل میں آتا ہے جس کی وجہ سے نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی ہے اور حضور (قلب) نہیں ہوتا۔ ہر چند کوشش کرتا ہوں لیکن دل جمتا نہیں۔ لہٰذا حضرت والا کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ حالت کیسی ہے؟ جو حضور فی الصلوٰۃ مطلوب ہے اس کے منافی ہے یا نہیں؟ اگر منافی ہے تو زوال کی صورت کیا' اور تدبیر کیا اور طریقہ کیا اور اصل حضور جو مطلوب فی الصلوٰۃ ہے وہ کیا ہے ارشاد سے سرفرازی فرمائی جاوے۔

جواب: اصل مامور بہ احضار قلب ہے اس پر جس قدر حضور مرتب ہو جائے کافی ہے خواہ حضور تام ہو جو تمام خطرات سے مانع ہو جائے اور یہ مرتبہ جلدی نصیب نہیں ہوتا خواہ حضور ناقص ہو جس کے ساتھ دوسرے خطرات بھی بلا قصد مجتمع ہو جائیں وہ منافی کمال صلوٰۃ نہیں البتہ قصداً دوسری چیزوں کی طرف توجہ نہ چاہئے کہ احضار مامور بہ کے خلاف ہے۔

سوال: اب احقر کی ایک حالت ہے کہ جب کسی بے نمازی کو دیکھتا ہے یا کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہے جو داڑھی منڈاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس سے بات چیت نہ کروں اور سلام نہ کروں بلکہ دل میں ایک نفرت سی پیدا ہوتی ہے اب حضور والا کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ حالت کیسی ہے۔

جواب: یہ خیال کہ میں اس سے اچھا ہوں کبر ہے' اس کا علاج یہ ہے کہ اس وقت قصداً اس کا استحضار کرے کہ گو یہ خاص فعل اس شخص کا برا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس کے دوسرے افعال و احوال جن کا مجھ کو علم نہیں ایسے ہوں جن کی وجہ سے یہ فاعل عنداللہ مجھ سے اچھا ہو تو اس استحضار سے کبر نہ رہے گا پھر اس کی غیر مشروع حالت سے نفرت مذموم نہ ہوگی۔

سوال: میرا جو خوبصورت لونڈوں پر بدخیالی کی خواہش ہوتی ہے یعنی داعیہ کو میں مرض سمجھتا ہوں۔

جواب: اگرچہ اس پر عمل نہ ہو نہ عمل کا ارادہ ہو اگر یہی عموم مراد ہے تو اس کی کیا دلیل ہے؟

سوال: مخدوم کو اس نالائق نے لمبے لمبے خطوط لکھ کر تکلیف پہنچائی جس سے حضور کو میری طرف سے انقباض ہوا۔

جواب: یہ احکام خود قربانی کرنے والے کے متعلق ہیں جب دوسرے کو لحم یا جلد صدقۃً یا ھبۃً دے دیا اس کے متعلق یہ احکام نہیں اس کو بیع کر کے قیمت اپنے صرف میں لانا

بلا تکلف جائز ہے تبدل ملک سے تبدل حکم کا محمل ایسے ہی مواقع ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لکِ صدقۃ ولنا ہدیۃ اس کی صریح دلیل ہے۔

سوال: قلب پر منجانب اللہ حضرت والا کی ذات بابرکات کے متعلق یہ بات آتی ہے کہ حضور اقدس راہ سلوک کے عظیم الشان سالک ہیں۔

جواب: محبت کی رنگین عینک ہے اس لئے کبھی دوسری بے رنگ چیز رنگین نظر آنے لگتی ہے۔

سوال: غیر عورت کی طرف نظر بہت اٹھتی ہے اور دل میں طرح طرح کا خیال پیدا ہوتا ہے گو زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ شرعاً حرام ہے طبیعت پر بہت ملال ہوتا ہے اس فعل سے دل متنفر ہو جائے تو بہتر ہے۔ جواب: عبد تنفر کا مکلف ہے یا کف کا۔

سوال: حضور عالی کی توجہ فرمانے کی برکت سے اضطراب میں کمی ہے۔ خیالات فاسد اول تو کم آتے ہیں اگر آتے ہیں تو بہ کوشش ان کو جلد دفع کرتا ہوں قلب کی نگرانی کا خاص خیال ہے لیکن جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے اور حضور عالی سے ہونی چاہئے ویسی نہیں ہے اس کا بے حد ملال اور اضطراب ہے۔

جواب: یہ ملال اور اضطراب خود محبت کاملہ کی دلیل ہے ورنہ اس کی کمی پر اضطراب ہی کیوں ہوتا تو یہ عدم خاص وجود خاص پر دال ہے۔

سوال: غیر عورت کی طرف نظر بہت اٹھتی ہے۔ جواب: اٹھتی یا اٹھائی بھی جاتی ہے۔

سوال: حضرت مولانا و مرشدنا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض یہ ہے کہ خادم نے ایک خواب دیکھا جس کو حضور میں عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ ایک مسجد ہے اور اس کے دروازہ پر کچھ لوگ کھڑے ہیں اور یہ خادم بھی کھڑا ہے اور حضور پرنور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے اندر بیچ کے در میں قبلہ رخ بیٹھے ہیں۔ دوزانوں نماز کی طرح۔ ایک شخص باہر سے آیا غصہ میں اور بہت سخت الفاظ کہتا ہوا اور تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اور اندر گھس گیا۔ جب حضورؐ کے قریب پہنچا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور اندھا ہو گیا تو ایک دوسرے شخص نے تلوار اٹھا کر اس کو دے دی وہ دینے والا مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ پھر باوجود اندھے ہونے کے حضور پر کئے حملے کئے پھر غصے میں حملہ کرنے کے بعد باہر کی طرف نکلا اور میرے بائیں گھٹنے میں ایک ٹھوکر زور سے ماری کہ تم بھی یمنی ہو اور ایک دوسرے شخص کو بھی

زور سے دھکیل دیا اور غصے میں بڑبڑاتا ہوا چلا گیا اور یہ سمجھا کہ میں نے حضور کو شہید کر دیا میں بہت پریشان ہوا اور اس کے بعد جاگ اٹھا سخت پریشان ہوں کہ اس کی کیا تعبیر ہے حضور سے استدعا ہے کہ خادم کو اس کی تعبیر سے آگاہ فرمادیں تاکہ پریشانی رفع ہو۔

جواب: السلام علیکم: مجھ کو تعبیر سے مناسبت تو نہیں مگر بے ساختہ جو سمجھ میں آیا وہ عرض کرتا ہوں اس وقت کفار عموماً دین اسلام کو برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور بعض مسلمان ان کی اعانت کرتے ہیں خواب اسی واقعہ کی تصویر ہے۔

سوال: حضرت والا عرض یہ ہے کہ اکثر نفس کا عیب معلوم کرنے میں دھوکہ لگ جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کبھی کسی پر غصہ آتا ہے تو نفس یہ کہہ کر تسلی دیتا ہے کہ یہ غصہ اللہ واسطے کچھ برا نہیں

جواب: احتمال کو بھی حقیقت سمجھو بس یہی علمی علاج ہے پھر اس کا عملی علاج کرو۔

سوال: گرامی نامہ ملا۔ جواباً عرض ہے کہ خیال اضطرار سے پیدا ہوتا ہے۔

جواب: غیر اختیاری چیز کے علاج کی ضرورت نہیں۔

بقیہ سوال: دراصل میرا دلی ارادہ ریاکاری یا ناموری کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ خوانخواہ دل میں خیال پیدا ہو جاتا ہے جس سے طبیعت پر ایک قسم کا بوجھ سا پڑ جاتا ہے اور میں باوجود کوشش کے بھی اس خیال کو روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جواب: تو دینی ضرر کیا ہوا؟

دوسرا خط: میں اب اضطراری خیال کی بات کوئی فکر نہیں کرتا اور خیال نہ کرنے سے ایسے خیالات بھی دل میں کم پیدا ہوتے ہیں۔ گرانقدر نصیحت کا مشکور ہوں۔

جواب: اللہ تعالیٰ ہمیشہ مطمئن رکھیں۔

بقیہ سوال: اب دوسری عرض ہے میرا عقیدہ ہے خدا تعالیٰ نے شروع میں سب واقعات لکھ دیئے اور سب باتیں اس شروع کے لکھے کی مطابق ہو کر رہیں گی کسی طرح ٹل نہیں سکتیں انسان خواہ لاکھ کوشش کرے جو بات ہونی ہے ضرور ہو کر رہے گی' اس کی بابت پہلے عرض یہ ہے کہ آیا یہ عقیدہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ جواب: بالکل ٹھیک۔

بقیہ سوال: اگر ٹھیک ہے تو اس میں شک نہیں کہ مجھے اس سے بہت سے معاملات میں مدد بھی ملتی ہے لیکن بعض باتوں میں شبہ بھی ہے مدد تو یہ ملتی ہے کہ مجھے کسی بات میں گھبراہٹ نہیں ہوتی اور یہی خیال کر لیتا ہوں کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ تو ہو کر ہی رہے گا پھر

گھبرانے اور فکر کرنے کی کیا ضرورت۔ جواب: ماشاء اللہ بڑی دولت ہے۔

بقیہ سوال: لیکن شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب میں کسی بات کے لئے خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں تو دل میں یہ بات آتی ہے کہ جب واقعات پہلے ہی فیصلہ ہو چکے ہیں تو دعا کیا اثر کرے گی (اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں دعا نہیں کرتا)

جواب: تو کھانا کیوں کھاتے ہو جب سب فیصلہ ہو چکا ہے کہ پیٹ بھرے گا یا نہیں پھر کھانے سے کیا فائدہ۔

بقیہ سوال: دوسری بات یہ ہے کہ اسی خیال کے مطابق میرا تعویزات وغیرہ پر بھی بہت کم یقین ہے اور اسی طرح کئی باتیں ہیں۔

جواب: دوسرے اسباب پر کیوں یقین ہے وہ تقریر تو سب جگہ چلتی ہے مثلاً اس خط میں شبہ کا جواب پوچھا ہے کیا اس کا فیصلہ نہیں ہو چکا پھر کیوں پوچھا۔

بقیہ سوال: ہاں میرے دل میں اس بات کا ایک جواب آتا ہے اور اس کے تحت میں اپنی دل کی تسلی کرتا ہوں وہ یہ کہ جس طرح خداوند کریم نے اور واقعات پہلے سے فیصلہ کر دیئے اسی طرح انسان کے لئے یہ بھی فیصلہ کر دیا ہے کہ فلاں بات ایسی ہوگی پھر انسان دعا کرے گا اور اس کو ایسا بدل دیا جائے گا۔

جواب: بدلنے کی کیا ضرورت ہے یہی لکھا ہوا ہے کہ فلاں حادثہ کے لئے دعا ہوگی اور دعا کے بعد اس طرح ہو جائے گا۔

سوال: احقر کے اندر یہ مرض زیادہ گوئی اختیاری ہے لیکن میں اس کے دفعیہ کے لئے بہت کوشش کرتا ہوں۔ ہمیشہ خیال کرتا ہوں کہ زیادہ بات نہ کروں لیکن جب بات شروع کرتا ہوں تو زیادہ بات کر لیتا ہوں اور نفس شیطان پر غالب نہیں آسکتا لہٰذا امید کامل ہے کہ حضرت والا ایسی کوئی تدبیر عنایت فرماویں جس سے عمل کرنے سے اس مرض ''زیادہ گوئی سے'' اللہ تعالیٰ شفا دے عین شفقت پدری ہوگی۔

جواب: پیر کو دو سو روپیہ تنخواہ پر نوکر رکھ لو وہ ہر وقت پاس رہا کرے جب حد سے بڑھنے لگو وہ ہاتھ سے تمہارا منہ بند کر دے اگر دو سو روپیہ ماہوار موجود نہ ہوں تو بھیک مانگ کر کم از کم ایک سال کے لئے چوبیس سو روپیہ جمع کر لو۔

سوال: میں خط و کتابت کے ذریعہ سے اصلاح کرانا چاہتا ہوں اور میں اپنے عیوب کو ایک ایک کر کے حضرت کے پاس لکھتا رہوں گا میں یہی سمجھتا ہوں باقی حضرت والا کی مرضی۔ جواب: کیا اس جملہ سے درخواست کمزور نہیں ہوگئی۔

سوال: بعض وقت دل پر بڑے بڑے وساوس شیطانی گزرتے ہیں گو کہ وہ غیر اختیاری ہیں لیکن طبیعت پریشان ہوجاتی ہے حضور اس کا علاج ارشاد فرمائیں۔

جواب: اگر کل کو خط آوے کہ بعض اوقات پیٹ میں درد بہت ہوتا ہے گو کہ وہ غیر اختیاری ہے لیکن طبیعت پریشان ہو جاتی ہے حضور اس کا علاج ارشاد فرمائیں تو کیا یہ درخواست آپ کے نزدیک معقول ہوگی دونوں میں فرق کیا ہے۔

سوال: عرض پرداز ہوں کہ حضور اقدس مرشدنا حضرت مولانا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ اور آپ سے بندے کو جو تعلیم و تربیت وارشادات عطا ہوئی اس میں سے انتخاب کر کے حسب استعداد وارادات وحالت میرے آل وعیال کو (جو آپ سے شرف بالبیعت ہیں) تعلیم وتربیت کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ سے اجازت مل جاوے۔

جواب: جب تک مجھ کو یہ اطمینان نہ ہوجائے کہ آپ اس منصب تعلیم کے اہل ہیں میں کیونکر اجازت دے سکتا ہوں۔

سوال: خط سابق میں جو حضور نے دریافت فرمایا کہ خشوع کی حقیقت کیا ہے تو خشوع کی حقیقت میری سمجھ میں یہ آئی ہے کہ نماز میں طبیعت ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کسی طرف رجوع نہ ہو۔ جواب: غلط بلکہ کسی طرف خود رجوع نہ کرے۔

بقیہ سوال: اگر ہو تو فوراً اس خیال کو چھوڑ دینا چاہئے۔ جواب: چھوڑ دینا اختیاری ہے۔

بقیہ سوال: لیکن فدوی کی حالت یہ ہے کہ ساری نماز میں طبیعت دوسرے خیالوں میں رہتی ہے۔ جواب: رکھنے سے یا بے رکھے۔ بقیہ سوال: نماز میں طبیعت گھبراتی ہے۔

جواب: خشوع کی جو حقیقت لکھی ہے کیا گھبرانا اس کے منافی ہے۔

بقیہ سوال: جی چاہتا ہے کہ نماز جلد ختم ہو۔ جواب: اس میں بھی وہی سوال ہے۔

سوال: احقر کے اندر مرض کثرت کلام کی ہوس اور فضول گوئی زیادہ ہے۔

جواب: اختیاراً یا اضطراراً

دوسرا خط: حضرت والا دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احقر نے مرض کثرت کلام کی ہوس اور فضول گوئی کی اصلاح کے لئے لکھا تھا حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ اختیاراً یا اضطراراً۔ لہٰذا ہوتا تو ہے اختیار ہی سے لیکن عادت پڑ جانے کی وجہ سے اضطراراً سا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: تو اس کی ضد بھی اختیاری ہے اس کو اختیار کرو۔ جب اس ضد کی عادت ہو جائے گی وہ بھی اضطراری جیسی معلوم ہونے لگی گی۔

سوال: اس وقت یہ آرزوئے ذکر وشغل حضور کی خدمت میں رجوع کر کے امید عاجزی متمنی ہے کہ از روئے مہربانی بندہ پر توجہ مبذول فرما کر اس کے باطن کی اصلاح کے لئے کچھ ذکر وشغل کی تعلیم فرمائیں گے۔

جواب: یہی خیال غلط ہے کہ ذکر وشغل سے باطن کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

سوال: ایک صاحب کے گھر میں آسیب کا اثر تھا۔ انہوں نے حضرت والا کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا کہ میرے گھر میں آسیب ہے۔ کوئی تعویذ آسیب کا مرحمت فرمایا جاوے۔ حضرت والا نے جواب میں تحریر فرما دیا کہ یہ کام عامل کا ہے میں عامل نہیں دعا کرتا ہوں اور پوچھنے پر عامل کا پتہ بتلا سکتا ہوں۔ اس پر انہوں نے دوسرے خط میں تحریر کیا کہ میرے آقا ومرشدی السلام علیکم میں عامل کا نام دریافت کرنا نہیں چاہتا ہوں میں خدا کو گواہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ میں غیر خدا غیر شیخ مرشدی دوسری جگہ جانا نہیں چاہتا ہوں۔

جواب: تو اگر کسی کو بخار ہو جائے کیا نسخہ لینے بھی طبیب کے پاس نہ جاؤ گے۔ عامل اور طبیب میں فرق کیا ہے یہی غلو کہلاتا ہے۔

حضور کے افعال واقوال واحوال میں حضور کی اتباع کروں (جتنے کا بھی باری تعالیٰ مقدور دیں) اپنے آقا سے بڑھ کر غلام کو کس پر زیادہ اعتماد ہو سکتا ہے۔

جواب: شاید اس کا مطلب خفی رہا ہو اس لئے دوبارہ لکھتا ہوں کہ شیخ کے افعال و احوال مراد نہیں بلکہ طالب کے یعنی اپنے تمام امور میں شیخ کے مشورہ وتعلیم کا اتباع کرے لیکن جب تک مناسبت نہ ہو گی اس وقت تک کچھ مخاطبت یا مکاتبت کی اجازت نہ ہو گی خاموشی کے ساتھ رہنا ہو گا اب رائے قائم کریں۔

بقیہ سوال: ایمان واطمینان حاصل ہو۔

جواب: ایمان تو حاصل ہے پھر اس کے کیا معنے اور اطمینان کے کیا معنے۔

سوال: جلوت میں نماز کے سنن و مستحبات کے جس قدر رعایت ہوتی ہے خلوت میں نہیں ہوتی اور یہ فعل ہے اور فعل قصداً ہی ہوتا ہے مگر ہمیشہ ایسا ہوتے ہوتے ایک قسم کا رسوخ پیدا ہوگیا ہے اور اس کے خلاف کرنے میں نفس پر سخت گرانی معلوم ہوتی ہے۔

جواب: کیا گرانی عذر ہے کیا گرانی سے قدرت زائل ہوجاتی ہے۔

بقیہ سوال: اب خلوت وجلوت دونوں حالت میں نماز کے سنن و مستحبات کی برابر رعایت کرنے کی بندہ کوشش کررہا ہے مگر گرانی معلوم ہوتی ہے اور بندہ حضرت والا سے دفع گرانی کا علاج مانگتا ہے۔ براہ کرم بندہ کو علاج مرحمت فرماکے ممنون فرمائیں۔

جواب: کل کو معدہ کی گرانی کا علاج پوچھنا۔

گرانی تو ایک امر طبعی ہے۔ امور شریعہ کی ادائیگی میں خصوصاً ہم جیسوں کو ضرور ہوگی باوجود اس کے ہمت سے کام لینا چاہئے اور طبیعت کے خلاف کرنے پر کوشش کرنی چاہئے کوشش کرتے کرتے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گرامی کو دور کردیوے اور اگر نہ کرے پھر بھی کیا حرج جبکہ اس سے قدرت زائل نہیں ہوتی واقعی اس نالائق کا اس گرانی کا دفع کا علاج پوچھنا معدہ کی گرانی کا دفع کا علاج پوچھنا جیسا ہے جو اپنی عین حماقت کی وجہ سے ہے۔ احقر نے اپنے ناقص فہم میں جو کچھ آیا لکھا اگر اس میں کوئی غلط واقع ہو تو حضرت والا سے اصلاح کی درخواست کرتا ہے۔ جواب: موجودہ حالت مرقومہ میں ماشاء اللہ کوئی غلطی نہیں۔

سوال: احقر کے قلب میں علاج دیگر امراض کے تین چار ماہ سے ایک سختی اور پیچش پیدا ہوگئی ہے اب نہ کسی بیماری سے نہ کسی کی زیست سے کوئی اثر ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک بھانجا عمر دس سال جو پارسال بھی مفرور ہوگیا تھا اس مرتبہ پھر مفرور ہوا اور ایک ہفتہ بعد دہلی سے ملا۔ ہمشیرہ نے اطلاع بھیجی تو تحریر کردیا کہ صبر کرو اور پھر خیال بھی آیا کہ یہ سختی ہے۔ اس سے قبل جب دل گھبراتا تھا مدرسہ مظاہر العلوم چلا جاتا تھا۔ اگرچہ وہاں کے حضرات تشریف لاتے رہتے ہیں مگر خود جانے کو خیال بھی نہیں آتا البتہ تعلیم عربی جاری ہے اصول الشاشی قریب ختم کے ہے۔ ہدایہ میں باب الصلوٰۃ ختم ہوا ہے اگر یہ مرض ہے تو تدبیر فرمائی جاوے۔

جواب: اگر کسی واجب شرعی میں خلل پڑے تو مرض ہے ورنہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ تعلق طبعی کو اپنے ناسور سے مضمحل کر دیا صرف تعلق عقلی (جو کہ مبنیٰ ہے عمل کا اور عمل ہی مقصود ہے اور مقصود کا مقدمہ بھی مقصود ہے) باقی رکھا البتہ عمل مطلوب میں کوتاہی نہ ہو اور اس کے رحمت ہونے کا راز یہ ہے کہ تعلق طبعی کے بعد جو عمل ہوتا ہے چونکہ اس کا داعی طبیعت بھی ہے اس لئے اس میں مجاہدہ ضعیف ہے بخلاف اس عمل کے جس کا داعی صرف عقل اور دین ہو اس میں مجاہدہ قوی ہے کہ طبیعت بھی تقاضا نہیں کرتی پھر بھی حکم سمجھ کر کرتا ہے اور مجاہدہ روح ہے اعمال کی اس لئے یہ حالت بشرط مذکور رحمت ہے۔

سوال: جملہ معمولات کی پابندی کر رہا ہوں مگر تہجد کے وقت اٹھنے میں بہت گرانی ہوتی ہے لیکن جب یہ خیال آتا ہے کہ حضرت والا کو صحیح باتوں کی اطلاع دینی ہے اگر تہجد کی پابندی نہ کی تو کیا اطلاع دے گا۔ بس یہ خیال آتے ہی فوراً اٹھ جاتا ہوں

جواب: موٹی بات ہے کہ اگر کسی مخلوق کے خیال سے اٹھنا ہو مگر اس کا خیال خدا تعالیٰ کے تعلق کے سبب ہو تو اصل خیال خدا ہی کا ہوا پھر اخلاص میں کیا خلل ہوا۔

سوال: گزارش خدمت یہ ہے کہ کسی نماز کے اندر اور کبھی یوں بھی قلب اللہ اللہ کرتا معلوم ہوتا ہے اس کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے اللہ اللہ۔ ایک روز احقر نے اس دل کی آواز کو دن بھر غور کیا تو نماز میں بڑا جی لگا اور وساوس یکدم غائب ہو گئے۔ اس لئے گزارش ہے کہ اگر حضرت والا اجازت بخشیں تو جب لوگوں کے درمیان بیٹھا ہو یا جب ذکر لسانی نہ کرتا ہو کو یاد کرے۔

جواب: کیا حرج ہے مگر نماز میں اس کا قصد نہ کرے لعدم ورود الامر۔ اگر بلا قصد اس کی طرف التفات کا مضائقہ نہیں لعدم ورود النہی اور خارج نماز قصد مضائقہ نہیں۔

سوال: احقر نے اپنے عجز اور فسخ عزائم کا پیہم مشاہدہ کرنے کی وجہ سے قبل از وقت کسی کام کا کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ جواب: ایسا نہ کیجئے۔ قصد کیجئے اور ٹوٹنے نہ دیجئے۔

گو بعض کی حالت کے مناسب وہ بھی ہے جو آپ نے تجویز کیا ہے۔

سوال: ایک ہندو کا خط آیا جو مع جواب حسب ذیل ہے۔

افضل واکرم واشرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرا نام فلاں ہے۔ جٹ شام پور میں مکان ہے۔ کرم سے ذیل کے سوال کا جواب عنایت فرمائیں یہ کہ ہندوستان میں کون ایسا

شخص ہے جس کے ہاتھ پر بیعت کرے سے علوم ظاہر و باطن حاصل ہو جائیں۔

مابعد باوجب جواباً عرض ہے۔ قضیہ مسلمہ ہے۔ ولی راوی میشناسد چونکہ میں خود اس درجہ کا نہیں اس لئے ایسے شخص کو پہچانتا بھی نہیں۔

حضرت اقدس کے ارشاد عالی اور فیصلہ کا طالب ہوں کہ آیا میں فی الحال اس خیال بیعت کو ملتوی کر دوں اور بعد تکمیل درس مذکورہ اس امر کی جانب رجوع ہوں یا پہلے اس مرحلہ بیعت ہی کے طے کرنے میں کوشاں ہوں اور اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہو کر درس مذکورہ کی تکمیل میں ساعی بنوں تا کہ ساتھ ہی ساتھ باطنی اصلاح بھی کرتا رہوں۔ اب جو حضور والا اس احقر کے حق میں ارشاد فرمادیں بسر و چشم اس پر عمل کروں زیادہ کیا عرض کروں۔

جواب: کیا اس مقام پر یہی دو شقیں ہیں ایک تیسری شق بھی تو ہے اس کو بھی تو ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ سرے سے بیعت ہی ضروری نہیں نہ آگے نہ پیچھے صرف اصلاح ضروری ہے اور وہ اس کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔

سوال: اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر پڑھی جاوے؟

جواب: دلیل حکمی ہونے کا یہی مقتضا ہے۔

بقیہ سوال: یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

جواب: دلیل جزئی کے نہ ہونے کا یہی مقتضا ہے اب دونوں شقوں میں اختیار ہے۔

سوال: ایک بدعتی نہایت پریشان حال ہے اس کی حالت دیکھ کر میرا دل دکھتا ہے۔ اس کی مالی امداد کروں یا نہیں۔

جواب: ضرور۔ بدعت اس سے کیا مانع ہوتی جب کفر بھی مانع نہیں۔

سوال: بفضلہ تعالیٰ و بدعائیں حضور اعلیٰ ماہ رمضان شریف سے آج تک یاد موت دائما۔ شوق و ذوق عبادت۔ لذت ذکر و محبت و تصور حضور حرکت و حرارت ذکر در جسم برابر وغیرہ حاصل ہے۔ جواب: ان چیزوں کو کس نے مقصود کہا ہے یعنی تصور و حرکت و حرارت۔

سوال: کسی کو بے وقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب و نسب میں نقص نکالنا اور مانند اس کے حضور احقر تو معلوم کرتا ہے یہ سب غیبت میں داخل ہے مگر بعض وقت نفس و شیطان احقر پر ایسا غالب آتا ہے کہ احقر اس غیبت مذکور سے پرہیز کرنا احقر کی طاقت میں نہیں رہتا۔

جواب: بالکل غلط اگر طاقت نہ رہے تو پھر گناہ ہی نہ ہو۔

جناب والا کے اصلاح فرما کر دعائے خیر فی الدارین فرمادیں تاکہ بفضل تعالیٰ احقر اس مرض عظیم سے خلاص پا کر کامیابی فی الدارین حاصل کرے۔

جواب: خیال اور ہمت دونوں اختیار میں ہیں ان سے کام لو۔

جواب: میں کیا دستگیری کروں یہ بھی خبر ہے کہ میرا کام کیا ہے؟

بقیہ سوال: حضرت کمترین کو صحبت نیک بہت مفید ہے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے جو یہاں میسر نہیں کیا صورت اختیار کی جاوے جو حضور تجویز کریں اس پر عمل کیا جاوے۔

جواب: نیک لوگوں کے حالات کا مطالعہ کرو یہ اس کا بدل ہے۔

سوال: مولائی مدظلہ علینا وعلی من لدینا السلام علیکم۔ الجواب: السلام علیکم

جواب: اس کی اشاعت میں جلدی نہ کیجئے جب تک سب خطرات زائل نہ ہو جائیں۔

بقیہ سوال: (دوسرے) مولانا صاحب سے بھی میں نے اس تجویز کا ذکر کیا تھا انہوں نے بھی بہت پسند کیا اور وہ خود بھی اس بارہ میں کچھ لکھ رہے ہیں۔

جواب: لکھنے سے کیا ہوتا ہے اصل چیز برتاؤ ہے اور تحریر اس کے تابع۔

بقیہ سوال: ورنہ خود اپنے پاس تو نہ اخلاص کا سرمایہ ہے نہ کوئی پیش کرنے کے لائق عمل۔ جواب: اس طریق میں اعتقاد نفی ہی دلیل ہے ثبوت کی۔

نوٹ: حضرت مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بردوانی موٹر کی زد میں آ کر جاں بحق ہو گئے تھے اس حادثہ کے بعد ان کے ایک عزیز کا یہ خط آیا جو ذیل میں درج ہے۔

سوال: مودبانہ عرض ہے کہ مولانا مرحوم کی زبان مبارک میں ہمیشہ وردِ قرآن جاری رہتا تھا۔ خاص کر جب چلتے تھے اور پھر نماز ہی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اس بنا پر فرشتے ان کی حفاظت ضرور کرتے تھے پھر اس سانحہ جان لیوا کی کیا وجہ ہے۔ حضور اگر کچھ توجیہ بیان فرمادیں تو دل کو کچھ اطمینان ہو۔

جواب: وہ تو مقبول ومحبوب تھے حفاظت تو سب کی کی جاتی ہے خواہ مومن بھی نہ ہو آیت لہ معقبٰت سورۂ رعد کی اس عموم میں نص ہے تو یہ سوال ہر شخص کے اعتبار سے ہو سکتا ہے اس میں مقبولین کی کیا تخصیص ہے اور جواب یہ ہے کہ ہر بلا سے حفاظت نہیں کی جاتی بلکہ جس سے حکم ہوتا ہے ورنہ کسی پر کوئی بلا ہی نہ آوے مگر ایسا نہیں حتیٰ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کفار کے ہاتھ

سے قتل تک ہو گئے اور عدم حفاظت موقع ہوتا ہے جہاں نزول بلا میں کوئی حکمت ہو دنیوی یا اخروی اوران حکمتوں کا احاطہ نہیں ہو سکتا غیر مقبولین کے لئے اور حکمتیں ہیں اور مقبولین کے لئے اور۔

ایک خاتون کے خطوط

سوال: از طرف خادمہ: بعد سلام مسنون دست بستہ عرض ہے کہ خادمہ نے آج شب ایک خواب دیکھا ہے یعنی خادمہ نے آج خواب میں حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا کہ میرے سامنے تشریف رکھتے ہیں بس ایک صورت ایسے انسان کی ہے کہ جو نہ زیادہ بوڑھا ہو نہ زیادہ جوان اور وہ یعنی حق تعالیٰ مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ "تم جنت میں نہ جاؤ گی" پس خادمہ کو ایسے خواب سے تو بہت خوشی ہوئی کہ حق تعالیٰ شانہ کی زیارت ہوئی مگر اس ارشاد کو سن کر آج مجھ کو سخت وحشت ہے اور دل گھبرا رہا ہے اور روئی بھی ہوں اور کسی کام میں جی نہیں لگتا کہ نہ معلوم اس ارشاد کا کیا مطلب ہے!

جواب: جو خواب شرع کے موافق نہ ہو اس میں تاویل ہوتی ہے اور شرع کا قانون ہے کہ ہر مومن جنت میں جائے گا نیز کسی خاص شخص کی نسبت یہ اعتقاد کہ جنت میں نہ جائے گا بدوں وحی کے محض خواب پر یہ بھی شرع کے موافق نہیں اس لئے اس خواب کی تاویل یہ ہے "تم خود نہیں جاؤ گی بلکہ اللہ تعالیٰ لے جائے گا" واقعی جو جائے گا خود کیا جاتا اللہ ہی لے جائے گا۔

سوال: از طرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ خادمہ نے دو خواب دیکھے ہیں اطلاعاً عرض کرتی ہوں۔

(۱) کچھ سوتی ہوں کچھ جاگتی اس حالت میں اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانب جہاں صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں بیٹھا ہوا دیکھا روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ تھا اور دائیں جانب میری تھوڑے فاصلہ سے بہت عورتیں ہیں اور ایک بی بی صاحبہ میرے سامنے بیٹھی ہیں ان کے متعلق ان عورتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان بی بی صاحبہ کا رخ میری طرف ہے یعنی وہ قبلہ رخ تشریف رکھتی ہیں تو ان بی بی صاحبہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم جنت میں جاؤ گی اس کے بعد وہ اٹھیں اور لوٹا لے کر بیت الخلاء کی طرف تشریف لے گئیں میں پیچھے پیچھے چلی پھر آنکھ کھل گئی۔

جواب: کھلی بشارت ہے اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ پر استقامت بخشے کہ یہ بشارت اسی کا ثمرہ ہے۔

بقیہ سوال : (۲) اور دوسرا خواب یہ ہے کہ ایک بہت بڑا مکان ہے جس کے دروازے بھی بہت ہیں وہاں بہت سی عورتیں ہیں مگر میرے پیچھے ایک سانپ آ رہا ہے میں اسے بھاگتی پھرتی ہوں اور چھپتی پھرتی ہوں مگر جہاں میں بھاگ کر جاتی ہوں اور چھپتی ہوں سانپ بھی وہیں پہنچتا ہے مگر میرے کاٹتا نہیں۔

جواب: یہ نفس ہے کہ ہر وقت آدمی کیساتھ ہے کہیں جائے' مگر یہ بھی دکھلا دیا کہ اسکے شر سے محفوظ رہیں۔

سوال: ازطرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا دوپہر کے وقت خاکسار کے دل میں یکایک یہ بات آئی کہ تجھے اپنے اس بچہ کو (اس وقت بچہ کی عمر دس ماہ کی ہے) دین کے لئے وقف کر دینا چاہئے تو حضور والا اب میں اس خیال پر عمل کروں یا نہیں' باقی دنیا کا کام جہاں تک ہو سکے میں اس سے خود نہیں کرانا چاہتی۔

(۲) دوسرے یہ بات دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ اس بچہ کو دین کے لئے وقف کر دینے کے بعد اس بچہ سے اپنا دنیا کا کام کرانا مجھ کو جائز ہے یا نہیں۔

جواب: یہ نیت مبارک ہو' مسجد وقف ہوتی ہے مگر اس میں بیٹھ کر دنیا کا مباح کام کر لینا جائز ہے بشرطیکہ خاص اس کی نیت سے مسجد میں نہ گئے ہوں بلکہ عبادت کے لئے گئے ہوں پھر وہاں کھانا آ گیا تو کھانا بھی کھا لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ وقف للدین سے دنیا کا کام لینا قصداً نہ چاہئے مثلاً اس کو پرورش اس نیت سے کریں کہ ہمارے دین کے کام آئے لیکن تبعاً دنیا کا کام لینا کچھ حرج نہیں۔

سوال: ازطرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ خاکسار کے اندر غصہ کا مرض ہے' خاص کر اپنے خاوند پر غصہ مجھ کو بہت آتا ہے۔ پھر بعد میں پشیمان ہوتی ہوں اور بعض مرتبہ روتی بھی ہوں اور میرے خاوند نے شروع میں مجھ کو اجازت دے دی تھی کہ میری اجازت ہے کہ تم مجھ پر غصہ کر لیا کرو' اب خواہ ان کو گوارہ ہو یا ناگوار ہو لیکن خاکسار اب یہ چاہتی ہے کہ خاکسار غصہ بالکل نہ کیا کرے لہٰذا براہ کرم میرے اس مرض کا علاج فرمایا جائے۔

جواب: السلام علیکم' غصہ کا آ جانا خصوصاً بے تکلفی کی جگہ پر غیر اختیاری ہے' مگر اس کا چلانا یہ اختیاری ہے' اس کی تدبیر بجز صبر اور ضبط کے کچھ نہیں' گو نفس کو کلفت ہو ہمت سے

برداشت کیا جائے' اور اس ہمت کی تقویت کے لئے حسب ذیل تدابیر سے مدد لینا چاہئے۔

ا: اپنا درجہ سوچنا چاہئے کہ ہم کم درجے کے ہیں۔ ۲: غصہ کر کے پچھتانے کو یاد کرنا چاہئے۔

۳: فوراً کسی کام میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ ۴: نظر سے اوجھل ہو جانا چاہئے۔

۵: یہ سوچنا چاہئے کہ شاید حدود سے باہر ہو اور اس پر پکڑ ہو۔

یہ پرچہ ایسی جگہ رکھو کہ غصہ کے وقت فوراً سامنے رکھ لو۔

سوال: از طرف خادمہ: بعد سلام مسنون عرض ہے کہ دو خواب عرض کرتی ہوں۔

(ا): ایک خواب تو یہ ہے کہ بندی اکثر اپنے آپ کو کشتی یا کھٹولے پر سوار سمندر کے اوپر تیرتا ہوا دیکھتی ہے' اور غرق ہو جانے کا بھی ڈر لگتا ہے مگر ڈوبتی نہیں' کبھی ایسے خواب میں رات نظر پڑتی ہے' کبھی دن نظر پڑتا ہے۔

جواب: اکثر اہل تعبیر دریا کی تعبیر طریقت سے دیتے ہیں۔ ان شاء اللہ اس سے پار ہو جاؤ گی کام میں لگی رہو۔

سوال: (۲) دوسرا خواب یہ ہے کہ خاکسار ایک بہت بڑے میدان میں ہے وہاں ایک عمدہ باغیچہ اور پختہ مکان ہے' وہاں میرے کچھ عزیز بھی ہیں جن میں ایک تو زندہ ہیں آج کل' بقیہ عزیزوں کو میں پہنچانتی نہیں ہوں' ایک کھٹولا آسمان سے اترا' اس کھٹولے پر ایک جوان شخص بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ چلو' اتنے میں دو عورتیں آئیں اور کہا کہ ہم کو لے چلو' چنانچہ وہ صاحب ان دونوں عورتوں کو اس کھٹولے میں بٹھلا کر اوپر کو لے گئے اور نظر سے غائب ہو گئے' تھوڑی دیر بعد ان کو لے آئے میرے دریافت کرنے پر ان دونوں عورتوں نے بتایا کہ ہم اپنے لڑکے کی شادی کرنے گئے تھے' مگر ہوئی نہیں' اس کے بعد اس جوان نے مجھ سے کہا کہ اب تم چلو' اور میں اس وقت وضو کر رہی تھی' یا نماز پڑھ رہی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی اور ان دونوں عورتوں کو میں پہنچانتی نہیں نہ ان کو کبھی دیکھا' یہ خواب خاکسار نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا۔ ایک ماہ ہوا جب دیکھا تھا' بعض مجبوریوں سے اب تک خدمت شریف میں عرض نہ کر سکی۔

جواب: شادی کے لائق ہونا لڑکے کا' قرینہ اور اشارہ ہے بالغ اولاد کی طرف جو جوانی میں مر جائے اس پر بھی والدہ کو اجر ملتا ہے مگر چونکہ ابھی اس کا ہی معاملہ مکمل نہیں ہوا ہے اس لئے اتنا اجر نہیں ملتا جتنا نابالغ کے مرنے پر۔ اللہ تعالیٰ نے بچی کے انتقال پر بشارت دتسلی دی ہے کہ اس کا اجر زیادہ ہے اور وہ جوان فرشتہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

چند متفرق
اصلاحی خطوط

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تالیفات میں موجود منتشر اصلاحی جوابات جو کہ سائل کی اصلاح کیلئے لکھے گئے انہیں افادہ عام کیلئے یکجا کر کے جزو کتاب بنایا گیا ہے (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک رئیسہ کے تکبر کا علاج

حضرت تھانوی کو بحالت سفر چونکہ مختلف المزاج لوگوں سے سابقہ پڑتا تھا اس لئے ہر ایک کے مرض کا علاج روحانی بھی مختلف ہوتا تھا۔ ایک دیندار رئیسہ نے دار الطلبہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور تیار کرایا۔ اور اس کے افتتاحی جلسہ کی تاریخ مقرر کر کے مہتمم صاحب کو لکھا۔ کہ اپنے مدرسہ کے سرپرستوں اور دیگر اراکین کو اطلاع کے ساتھ حضرت کو بھی شرکت کی دعوت دی تو آپ نے بدیں وجہ شرکت فرمانے سے انکار کر دیا کہ:

''ان کو اس حاکمانہ لہجہ میں بلانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اس طرح حکمنامہ بھیج کر بلانا خلاف تہذیب ہے یہ بھی کوئی بلانے کا طریقہ ہے۔ میں نہیں آؤں گا کیا وہ کسی رئیس کو ایسے طریقہ سے دعوت دے سکتی تھیں؟''

مہتمم صاحب نے مدرسہ کی مصالح کی بنا پر تاویلاً اصرار کیا کہ یہ ان رئیسہ کا فعل نہیں اس کے میر منشی کا ہے اس پر حضرت نے لکھا:

''پھر بھی یہ شکایت ہے کہ اس معاملہ کو بالکل میر منشی ہی پر کیوں چھوڑ دیا۔ مسودہ خود دیکھ کر منظوری دیتیں جس طرح حکام کے دعوت ناموں میں اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے بلانے پر تو اب میں نہیں آؤں گا البتہ اگر آپ حکم دیں تو جوتیاں چٹخاتا ہوا سر کے بل حاضر ہوں گا۔ مگر رئیسہ سے نہیں ملوں گا نہ اس سے کوئی گفتگو بلاواسطہ یا بالواسطہ کروں گا۔''

مہتمم صاحب نے اس مشروط شرکت کو ہی غنیمت سمجھا اور حضرت کو تشریف آوری کے لئے لکھا۔ چنانچہ حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ بڑا پر اثر وعظ فرمایا جس سے رئیسہ بھی متاثر ہوئیں۔ مگر وعظ فرمانے کے فوراً بعد حضرت کسی کو ملے بغیر یہاں تک کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو بھی ملے بغیر چلے آئے تاکہ کسی کو کچھ کہنے سننے یا اصرار کرنے کا موقع نہ ملے رئیسہ کو بھی

اس واقعہ کا علم ہو گیا۔ اور انہوں نے پہلی دفعہ محسوس کیا کہ علماء میں بھی خوددار لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مدرسہ میں جو مٹھائی تقسیم کی تھی۔ اس میں سے اپنا حصہ حضرت کو اسٹیشن پر یہ کہلا کر بھیجا کہ یہ مٹھائی عام تقسیم کی نہیں خود میرے حصہ کی ہے۔ اس لئے ضرور قبول فرمائیں اور واپس نہ فرماویں چونکہ رئیسہ صاحبہ کو اپنے باطنی مرض کا احساس ہو گیا تھا۔ اس لئے حضرت نے وہ قبول فرمالی۔ اور اس طرح نہایت خوش اسلوبی سے حضرت نے علماء کو بنظر حقارت دیکھنے والی کا ایسا علاج فرمایا کہ پھر وہ علماء کی بڑی عزت کرتی رہی۔ (حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات ص ۱۲۵، ۱۲۶)

طبعی خوف ضعف ایمان کی علامت نہیں

سوال:۔ حضرت اقدس میری حالت بڑی ردی ہے۔ اندھیرے کمرے یا کوٹھڑی میں جانے سے بھی بہت ڈر لگتا ہے۔ شوہر گھر میں نہ ہوں تو اکیلی رہنے میں سخت ڈر لگتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر پر پورا ایمان اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں ہے۔ حضرت اقدس جواب فرمائیں کہ یہ دونوں باتیں کس طرح حاصل ہوں؟

جواب:۔ تعجب ہے ایسی موٹی بات میں غلطی: کیا طبعی خوف دلیل ہے تقدیر پر ایمان ضعیف ہونے کی؟ اپنے شوہر سے سمجھ لینا۔ (مکتوبات و ملفوظات اشرفیہ ص ۱۲۵)

بدعتی پیر سے عقیدت مذموم ہے

ایک بی بی نے حضرت حکیم الامت سے رجوع کیا، پہلے وہ کسی بدعتی پیر سے بیعت تھیں۔ حضرت نے ان کو لکھا کہ ''پہلے پیر سے اب عقیدت ہے یا نہیں'' انہوں نے لکھا کہ محبت تو ہے مگر عقیدت نہیں۔ اس پر فرمایا اگر محبت ہو عقیدت نہ ہو تو کیا حرج ہے تیتر یا بٹیر پال لیتے ہیں ان سے محبت ہوتی ہے عقیدت تو نہیں ہوتی اگر بدعتی سے ایسا ہو تو کیا حرج ہے۔ بیچاری نے سچی بات لکھ دی ہے کہ محبت تو ہے لیکن عقیدت نہیں (حسن العزیز ج ۳ ص ۳۰۴)

غصہ کا علاج

سوال:۔ اگر کوئی مجھ کو معمولی بات کہے اور میری کسی غلطی سے متنبہ کرے تو اس سے بہت غصہ آتا ہے اور کسی کی معمولی بات کا تحمل نہیں کرتی ہوں اور گھر والوں میں سے جو کوئی مجھ کو کبھی غصہ سے کچھ کہے تو اس کو بھی ویسا ہی جواب دیتی ہوں جس سے دوسرے کی دل شکنی ہوتی ہے اور

غصہ کا اثر میرے دل میں دیر تک رہتا ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور جس سے غصہ ہوتا ہے اس سے بولنا نہیں چاہتی۔ حضرت والا! یہ مرض مجھ میں بہت پرانا ہے۔ اس کا علاج جواب فرماویں۔

جواب:۔ اس وقت بالکل سکوت کرو اور وہاں سے جدا ہو جاؤ کہ مغضوب کا سامنا نہ رہے اگر اس سے سکون ہو جاوے کافی ہے ورنہ بہ تکلف اس سے شفقت و نرمی کی بات کرو اگر ممکن ہو سکے اس کو کچھ ہدیہ دے دو۔ (اشرف المکتوبات ص ۶۷)

سوال:۔ حضرت اقدس مجھ میں غصہ زیادہ ہے۔ بچوں کو غصہ سے مارتی ہوں۔ حضرت اقدس علاج جواب فرماویں؟

جواب:۔ غصہ حق پر آتا ہے یا ناحق پر شق اول پر بقدر حق آتا ہے یا زیادہ اور صرف غصہ ہی آتا ہے یا غصہ پر عمل بھی ہوتا ہے اس عمل کی مثال بھی لکھو؟

سوال:۔ حضرت اقدس اللہ کے فضل سے ناحق غصہ تو نہیں آتا حق پر آتا ہے مثلاً چھوٹی لڑکی نے مٹی کھالی یا کسی بچہ نے جھوٹ بولا یا کسی کی چیز اٹھالی یا کوئی لڑکی ننگے سر باہر چلی گئی یا کوئی لڑکی شرارت کرے یا سبق یاد نہ کرے تب مارتی ہوں۔ مارتے وقت کمر پر تین چار تھپڑ کبھی پانچ مارتی ہوں۔ مارتے وقت غصہ بہت ہوتا ہے۔ بعد میں رنج ہوتا ہے کہ زیادہ مارا گیا۔

جواب:۔ دو سے زیادہ مت مارو۔ باقی سب ٹھیک ہے اور صرف کمر پر مارو اور گھونسہ اور لکڑی مت مارو۔ (مکتوبات و ملفوظات اشرفیہ ص ۹۳۳ ص ۱۲۵)

جہیز میں آیا ہوا ناجائز سامان واپس کرنا ضروری ہے

سوال:۔ پنجاب میں جو ماں باپ اپنی لڑکی کو جہیز دیتے ہیں اس سے اس لڑکی کو مالک بنانا ہی مقصود ہوتا ہے لیکن وہ جہیز شوہر کے گھر جاتا ہے۔ تو شوہر یا شوہر کے ماں باپ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرتے ہیں اسی طرح میرے ماں باپ نے میرے بھائی کی بیوی کے جہیز میں سے کئی چیزیں ہمیں دی تھیں۔ خدا جانے اس وقت وہ خوش تھیں یا نہیں؟

جواب:۔ جائز نہیں کیونکہ غیر کی ملک تھیں اس کو ادا کرو اور ساتھ یہ مسئلہ بھی بتلا دو کہ اس کو جہاں سے بطریق ناجائز حاصل ہوئیں اس کو واپس کرے۔ البتہ اگر کوئی چیز بھائی کی بی بی کو خاص اس کے ماں باپ نے دی ہو وہ اس کی ملک ہے۔ اگر خوشی سے اس کو معاف کرے، صرف وہ معاف ہو سکتی ہے۔

سوال:۔ حسب جواب میں اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤں گی۔

جواب :۔ حضرت اقدس: شاباش

سوال :۔ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ جہیز کا اکثر حصہ محفوظ ہے۔ صرف ایک زیور کی قیمت کے برابر خرچ ہوا ہے۔ اس کے بدلے اپنا زیور دے دوں گی۔ یہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا کہ تھوڑا ہی دینا پڑا۔

جواب :۔ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے خوش ہونا ہی چاہئے کہ دنیا و آخرت کے خسارے سے بچالیا۔

سوال :۔ اگر زیادہ دینا پڑتا تو نفس کو بہت دکھ ہوتا۔ (اور نفس پر شاق گزرتا) دنیا کے مال کی محبت بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اس کا علاج جواب فرماویں۔

جواب :۔ یہ مرض نہیں بلکہ اس میں حکمتیں ہیں جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر رنج طبعی ہو تو عمل کرنے میں مجاہدہ نہ ہو۔ مجاہدہ سے اجر بڑھتا ہے۔ محبت مال وہ مذموم ہے کہ وہ محبت عمل سے روک دیتی۔ اور چونکہ نیت کرلی تھی کہ باوجود زیادت مقدار کے بھی عمل کریں گے اس نیت کے سبب مجاہدہ کا ثواب بھی ملے گا۔

سوال :۔ اگر مقدار زیادہ ہوتی دل ضرور خراب ہوتا۔

جواب :۔ وہ خرابی رنج طبعی ہوتا۔ جس پر ملامت نہیں امر فطری ہے جس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

سوال :۔ میرے شوہر صاحب مستعمل جہیز کے بدلے میرا زیور لے کر بھائی کی اہلیہ کے پاس گئے اور ساری بات سمجھا کر زیور پیش کردیا اور یہ بتایا کہ باقی سارا جہیز محفوظ پڑا ہے۔ جلد واپس پہنچا دیا جائے گا۔ میرے بھائی کی بی بی نے کہا، مجھے سلطان بی بی (میری اہلیہ سلمہا کا نام) سے بہت محبت ہے۔ اب میں کچھ بھی واپس نہ لوں گی۔ سارا جہیز میرے ماں باپ نے مجھے دیا تھا، اب میں نے دل سے معاف کردیا۔ بہت کچھ کہا لیکن اس نے زیور نہیں لیا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے خوشی سے معاف کردیا۔ میرے شوہر صاحب اس معاملہ میں مجھ سے ایسے خوش ہوئے کہ ایک اور زیور مجھے انعام میں دیا۔ میں نے اللہ کا شکر کرتے ہوئے قبول کرلیا۔

جواب :۔ دونوں نعمتیں ہوئیں، دنیا کی بھی، دین کی بھی، مبارک ہو،

سوال :۔ دل بہت خوش ہوا کہ میرا زیور بچ گیا اور انعام بھی ملا۔ اس سے مال کی محبت کا شبہ ہوا۔

جواب :۔ یہ محبت مضر نہیں، کیونکہ نعمت کا شکر ہے۔ (مکتوبات وملفوظات اشرفیہ ص ۲۲۸ ص ۳۲)

دستور العمل نسواں

جب مستورات کی رجوعات زیادہ بڑھیں تو حضرت نے ایک دستور العمل ایسا تجویز

فرمایا جو ہر بی بی کو بتادیا جاتا ہے اس کی نقل یہ ہے۔

۱- بعد عشاء تہجد چار رکعت۔

۲- اگر طبیعت متحمل ہو تو بعد تہجد پانچ تسبیح لا الٰہ الا اللہ کی اور درمیان میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑھایا کرو پھر بتدریج ایک ایک تسبیح بڑھایا کرو اور دس تسبیح تک پہنچاؤ جہاں تک تحمل ہو۔

۳- دوسرے وقتوں میں جب یاد آجائے استغفار یا درود شریف پڑھتی رہیں۔

۴- بعد نماز پنجگانہ ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔

۵- میری کتابوں میں سے بہشتی زیور اور اصلاح الرسوم پوری دیکھ کر پابندی رکھیں اور تسہیل المواعظ کی جلدیں منگا کر روزانہ دیکھا کریں۔

۶- سب گناہوں سے اور خصوصاً زبان کے گناہوں سے سخت پرہیز رکھیں۔

۷- اگر کبھی کبھی اپنے حالات سے اطلاع دی جائے تو ان شاء اللہ سلسلہ تعلیم جاری رہے گا (حسن العزیز ج۳ ص ۳۸)

لاپرواہ شوہر کو مطیع کرنے کی تدبیر

سوال:۔ ایک عورت نے حضرت والا کی خدمت میں لکھا کہ میرا شوہر فلاں عہدہ پر ہے اور میری جانب سے بالکل لاپرواہ ہے۔ جو برتاؤ مرد اور عورت منکوحہ میں ہوتا ہے وہ نہیں بلکہ ایک داشتہ عورت رکھے ہوئے ہیں جو میرے مکان سے بیس قدم کے فاصلہ پر ہے شب کو وہاں سوتا اور میں اکیلی سوتی ہوں اور بے حد تنگدست ہوں۔ وہ عورت مجھ کو نکلوانا چاہتی ہے اور خادمہ شکل وصورت میں یکتا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ میرے رب کو کیا منظور ہے۔ اب میرا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے ہو جاویں کہ میرے کہنے پر عمل درآمد کریں اور داشتہ عورت کو چھوڑ دیں کیونکہ آپ حق تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ہیں۔ اگر اس خادمہ کی حالت پر توجہ نہ کی تو میدان حشر میں آپ کا دامن پکڑ کر اپنے نانا میاں سے فریاد کروں گی۔ فقط خادمہ: بقلم خود۔

جواب:۔ السلام علیکم! تمہارا خط آیا اصل تدبیر دو ہیں۔ ایک خدمت اور اطاعت اور خوشامد، دوسری دعا۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ اصل تدبیر تو یہ دو ہیں باقی شاید تم عمل وظیفہ چاہتی ہو سو میں عامل نہیں مگر یہ بزرگوں سے سنا ہوا لکھے دیتا ہوں بعد عشاء ۱۱ سو بار یا لطیف یا ودود مع اول و آخر درود شریف ۱۱ بار پڑھ کر دعا کیا کریں۔ اب ایک دو نصیحت لکھتا ہوں۔ (تم کو چاہئے تھا کہ گھر کے کسی مرد سے خط لکھواتیں غیر مرد کو خط لکھنا مناسب نہیں۔ (۲) خط

میں اپنی شکل وصورت کی تعریف لکھنا تہذیب کے خلاف ہے۔ (۳) جس سے اعتقاد ہو اس کو ایسی بات لکھنا کہ میں حضرت میں دامن گیر ہوں گی بہت بدتمیزی ہے پھر یہ تمہارے قبضہ کی بھی بات نہیں اور جس بات پر دھمکی دی ہے وہ میرے بھی قبضہ کی بات نہیں۔ (۴) پھر جواب کے لئے ٹکٹ بھی نہیں بھیجا۔ (کمالات اشرفیہ)

سوال:۔ ایک میرے رشتہ دار کا کسی عورت سے ناجائز تعلق ہے اور وہ اپنی بیوی کی طرف مخاطب نہیں بلکہ سخت ایذا پہنچاتا ہے اور والدین سے الگ ہوگیا ہے براہ مہربانی اس کی بیوی کی حالت پر رحم فرما کر کچھ تجویز عطا فرمائیں۔

جواب:۔ ان صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں ان کی بیوی سے کہہ دیجئے کہ بعد عشاء گیارہ سو مرتبہ یالطیف یاودود اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھ کر شوہر کے مہربان ہونے اور اس ناجائز تعلق سے نفرت ہونے کے لئے دعا کریں۔ (ریاض الفوائد)

بشارات منام

حضرت کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ حضرت اقدس قدس سرہ العزیز کی رفعت وعلوشان کے ثبوت کے لیے حضرت کی خدمات دینیہ جو آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں اور مشہور زماں ہیں بالکل کافی ہیں کسی مزید دلیل وشاہد کی حاجت نہیں۔ بمصداق رع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ بالخصوص خواب جیسی ظنی چیز جس کے متعلق خود حضرت اقدس ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم　　　چو غلام آفتابم ہمہ زا آفتاب گویم

ہمارے حضرت تو ماشاء اللہ آفتاب تھے اور اس آفتاب ہی کی باتیں اکثر سناتا بھی رہا ہوں اور ان شاء اللہ سناتا رہوں گا لیکن اب ان سے فارغ ہوکر محض بطور تفریح طبع خدام بارگاہ والا جس کی اس غم میں ضرورت بھی ہے بعض صلحا کے چند خواب بھی نقل کرتا ہوں، کیونکہ باوجود حجت نہ ہونے کے حدیث شریف میں سچے خوابوں کو مبشرات فرمایا گیا ہے اور ان میں حسب ارشاد حضرت والا بالطبع اور بالخاصہ اقناعیت کی شان ضرور ہوتی ہے۔ جس سے انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ اثر مشاہدہ ہے۔ چنانچہ خود حضرت اقدس نے بھی بعض خاص شان کے جواب نقل کرائے ہیں اور اس سلسلہ کا نام، صدق الرویا ہے اسی میں سے ایک خاص شان کے خواب کی نقل سے ابتدا کرتا ہوں۔

ایک خادمہ رئیسہ نے حضرت اقدس کی وفات سے چھ ماہ قبل جبکہ اس قسم کے خیال کی کوئی

وجہ بھی نہ تھی ایک خواب دیکھا جو مع جوابات حضرت والاؒ اصدق الرؤیا سے نقل کیا جاتا ہے۔

خواب: میں نے دو تین دن ہوئے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک جگہ پر گئی ہوں وہاں پر کسی تقریب کے سلسلہ میں فرش فروش اور سامان وغیرہ موجود ہے مگر وہ تقریب ختم ہو چکی ہے اور سامان وغیرہ اٹھایا جا رہا ہے کوئی شخص موجود ہیں میں نے ان سے دریافت حال کیا ہے تو انہوں نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے تھے، کچھ فرمایا تو اس شخص نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مولانا اشرف علی کو غروب ہوتا ہوا آفتاب سمجھو، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عمر بڑھا دے گا۔ مگر جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے دل کو ایک گونہ پریشانی ہے۔

جواب: پریشانی کی کوئی بات نہیں اس میں کوئی لفظ قریب زمانہ کا نہیں اور اگر کوئی ایسا لفظ اس میں مان لیا جائے تو قرب کی کوئی حد نہیں۔ قرآن مجید میں قیامت کو قریب فرمایا ہے جس کا اب تک بھی وقوع نہیں ہوا اور ممکن ہے کہ مقصود اس عنوان سے یہ مشورہ دینا ہو کہ دین حاصل کرنے میں دیر نہ کی جائے، اس قرب کا خیال رکھا جاوے۔ یہ تو خواب کے معنی میں گفتگو تھی، ایک شبہ کا جواب باقی ہے کہ امتی کو آفتاب فرمانا اور صحابہ کو نجوم فرمانا اس سے امتی کی تفضیل کا شبہ نہ کیا جاوے، وجہ تشبیہ دونوں جگہ جدا جدا ہیں، نیز صحابہ اور نجوم میں تعدد مشترک اور اس اُمتی اور آفتاب میں توحد ہے یہ تفاوت کی وجہ سے دونوں تشبیہوں میں، ورنہ دوسری حدیث میں صحابہ کو انبیاء سے اور ملائکہ سے بھی تشبیہ دی گئی ہے جن کے سامنے آفتاب بلکہ آسمانوں کو بھی کوئی حقیقت نہیں، پھر اس شبہ کی کیا گنجائش ہے۔ ۲۰ محرم ۶۲ھ

۲۰ محرم کا یہ جواب اور خط میں اس رئیسہ نے لکھا کہ دو تین دن ہوئے خواب دیکھا۔ حضرت اقدس نیم روزہ جواب دے دیا کرتے تھے۔ دو دن خط کے پہنچنے میں لگے ہوں گے تو ۱۸ر کا خط ہوگا۔ اس سے دو تین دن پہلے وہی ۱۵/۱۶ محرم حساب سے تاریخ خواب کی نکلتی ہے اور ۱۵/۱۶ ا۔ رجب ہی کی شب کو حضرت اقدس نے رحلت فرمائی، اس حساب سے پورے چھ مہینے پہلے کا خواب ہے اور سبحان اللہ کیا صریح خواب ہے جس میں حضرت اقدس کو آفتاب فرمایا گیا ہے۔ اس وقت پھر اوپر والے شعر کے صرف دوسرے مصرعہ کو اس آفتاب کی تشبیہ مبارک مقرر پڑھ لینے کو جی چاہتا ہے۔

ع چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

حضرت اقدس کے دست مبارک کا لکھا ہوا ایک مفصل اور نہایت تسلی بخش تعزیت

نامہ گیارہ برس پہلے کا لکھا ہوا ایک صاحب نے بھیج دیا جو حضرت اقدسؒ کے مجاز صحبت بھی ہیں اور اہل برادری میں سے بھی ہیں وہ اس زمانہ میں لندن میں تعلیم پا رہے تھے کہ ان کے والد ماجد کا یہاں وطن میں انتقال ہو گیا۔ یہ گویا غیب سے اللہ تعالیٰ نے خود حضرت اقدسؒ کا مضمون تعزیت ہم غم زدہ خدام کی تسلی کے لئے بھجوا دیا جس کو گھر گھر پڑھا گیا متعدد نقلیں لی گئیں اور باہر بھیجی گئیں۔ اتنی مقبولیت دیکھ کر مکتوب الیہ صاحب کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مزید تسلی واطمینان کے لئے اس کا عکس لے کر بلاک تیار کرا لیا جائے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس تعزیت نامہ کی نقل اور منجانب مکتوب الیہ صاحب اس کا عکس بھی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے امید ہے کہ اس کا مضمون نہایت سبق آموز اور تسلی بخش ہوگا۔ نیز خود حضرت اقدسؒ نے جس بے تعلقی اور بے رغبتی سے اس سرائے فانی میں زندگی بسر فرمائی اسکو بھی ظاہر کر دے گا۔ علاوہ بریں حضرت اقدسؒ کے حکیم الامت ہونے کی شان بھی نمایاں ہو جائے گی کہ کس حسن ولطافت سے اور کس موقع ومحل کی ضرورت کے موافق تعزیت فرمائی۔ ورنہ اتنی دور پردیس میں نہ معلوم ان پر اس صدمہ کا کتنا اثر ہوتا اور وہ کہیں گھبرا کر وہاں سے قبل از فراغ ہی نہ چلے آتے یا اتنا لمبا سفر آمد ورفت کا بصرف زر کثیر نہ کر بیٹھتے۔ اب پہلے نقل ملاحظہ ہو پھر عکس کے کتاب کے ختم پر از اشرف علی عفی عنہ۔

عزیزم سلمہ السلام علیکم کئی روز ہوئے میں مدرسہ کو آ رہا تھا، راستہ میں حافظ اعجاز کا چھوٹا بچہ مل گیا میں نے چھیڑ کے طور پر اس کو کچھ کہہ دیا، وہ بولا اللہ کرے بڑے ابا مر جاویں، اس وقت میں نے غور کیا کہ اس کلمہ کا مجھ پر کیا اثر ہوا سو الحمد للہ یہ محسوس ہوا کہ جیسے کوئی مسافر گھر کا عیش وآرام چھوڑ کر کسی ضرورت سے سفر میں ہو جہاں اس کو ہر طرح کی کلفت کا ہر وقت سامنا ہو اور کوئی شخص اس کو کہے خدا کرے تو اپنے گھر پہنچ جاوے۔ یہ کہنے والا خواہ کسی نیت سے کہے۔ لیکن اس سننے والے پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ظاہر ہے کہ خوش ہوگا کہ اس نے مجھ کو بہت اچھی دعا دی اور اگر اس نے بددعا کے قصد سے کہا ہوگا تو اس خوشی کے ساتھ اس کو تعجب بھی ہوگا کہ عجیب بے وقوف ہے کہ دعا کو بددعا سمجھ رہا ہے۔ بس بحمد للہ تعالیٰ وہی اثر اس وقت مجھ پر ہوا اور میں ہنسا کہ اس نے تو اپنے نزدیک انتہاء درجہ کی بددعا تجویز کی ہوگی مگر وہ واقع میں دعا ہے۔ تو یہ اثر جو مجھ پر ہوا یہ نتیجہ کس چیز کا تھا۔ صرف بزرگوں کی صحبت سے جو عقل ودین عطا ہوا تھا صرف اس کا اثر تھا۔ ورنہ طبعاً تو ایسی دعا سب ہی کو

ناگوار اور گراں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے دولتِ عقل و دین اس لئے عطا فرمائی ہے کہ ایسے مواقع میں ان دونوں کو طبیعت پر غالب رکھے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آنعزیز کو اللہ تعالیٰ نے دین بھی دیا، عقل بھی دی اور اہل اللہ کی صحبت بھی میسر آئی جس سے ان دونوں حالتوں میں کافی قوت اور اضافہ ہو گیا۔ تو اگر کوئی ایسا موقع ہو تو ضرور اپنے دین اور عقل کو طبیعت پر غالب رکھو گے۔ اب ایسے موقع کی اطلاع دیتا ہوں۔

آن عزیز کے والد ماجد جو طویل مدت سے علیل تھے اور جن کی علالت کی اطلاع گھر سے آنعزیز کو ملتی رہی۔ پس اس دار المشقۃ مسافر خانہ بلکہ برخار دشت کو چھوڑ کر اپنے آرامگاہ وطن اصلی آخرۃ کو روانہ ہو گئے۔ جس سے طبعاً آنعزیز متاثر ہوں گے اور یہ تاثر نہ عقلاً مذموم ہے نہ شرعاً۔ بلکہ علامت ہے محبت و تراحم کی جو کہ ہر مسلمان کے لئے ہر مسلمان پر حق ہے، خصوص جس سے زیادہ تعلقات ہوں۔ خصوص سرپرست اور مربی کے لئے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی مطلوب ہے کہ عقل و دین کو طبیعت پر غالب رکھ کر راضی برضا اور مفوض بالقضا ہوں، نہ جزع فزع کریں نہ حدود سے متجاوز ہوں، دل پر قابو حاصل کر کے مرحوم کے ایصال ثواب سے مدد پہنچا دیں۔ خواہ عبادت بدنیہ نوافل و تلاوتِ قرآن سے خواہ صدقہ مالیہ سے، جس قدر اور جس طریق سے سہل ہو۔ ممکن ہے کہ واقعہ قلب پر زیادہ اثر نہ کرے مگر ان کی فکر نجات طبیعت کو مشوش کرے۔ سو اس کے متعلق یہ بھی واقعہ ہے کہ مرحوم اگرچہ اعمال میں آزاد تھے لیکن عقائد و جذبات و ملکات اور سب کو نفع رسانی خصوص اہل دین کی عظمت و احترام کی رعایت اور ترحم و ہمدردی وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ان میں تھے جو حق تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرنے والے ہیں۔ پھر خود بیماری کی تکالیف بھی بروئے حدیث گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور اس سب سے قطع نظر اب ثواب بخشنے سے وہی نفع ہو سکتا ہے جو اعمال سے ہوتا۔ سو یہ زندوں کے ہاتھ میں ہے۔

غرض صبر جمیل سے کام لیں اور صبر ہی کا تتمہ یہ بھی ہے کہ محض اس واقعہ سے متاثر ہو کر اپنا نظام عمل نہ بدلیں کہ اپنا نقصان کرنے سے ان کو یا کسی کو نفع نہیں پہنچ سکتا۔ تو ایسے فعل عبث سے کیا فائدہ۔ بس اپنا کام پورا کر کے وہاں سے آویں جیسا پہلے سے تجویز کر رکھا ہے اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔

از تھانہ بھون ۶ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ